REGISTERED, No L, 1313
۷۸۶
جلد ۴ - نمبر ۱
ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الاخرۃ حسنۃ
چیست دنیا؟
از خدا غافل بُدن
نے قماش و نقرہ و فرزند و زن
مسلمانوں کو دینداری اور دنیا داری کی صحیح تعلیم دینے والا ماہوار رسالہ
دین و دنیا
جو
ہر مہینے نہایت کامیابی کیساتھ نظامیہ دار الاشاعت دہلی سے شائع ہوتا ہے
ایڈیٹر :- سید ظہور احمد شاہجہانپوری
ہر خریدار کو اختیار ہے کہ جب اسکا جی چاہے دیکھے ہوئے پرچے احتیاط سے
واپس کر کے اپنی ادا کردہ کل قیمت ہم سے
واپس منگالے
سالانہ قیمت اعلیٰ ایڈیشن (للعہ)
ششماہی قیمت اعلیٰ ایڈیشن دو روپے
سالانہ قیمت معمولی ایڈیشن دو روپے
ششماہی عہ مع محصول وغیرہ
ماہ اپریل سنہ ۱۹۲۴ء

منیجر نظامیہ ادارۂ اشاعت دہلی

انقلاب خلافت
کا
المناک اور دردانگیز ڈراما
کتابی صورت میں چھپکر تیار ہو گیا
کیا حال سنائیں قسمت کا ہم اپنی کرہ تو کھو گئی
سینچا تھا لہو سے ہمنے جسے بس ہری ڈالی ٹوٹ گئی
اس میں کیا ہے؟
لاکھوں عورتوں اور بچوں کے مجروح جذبات - کروڑوں مسلمانوں کی تمناؤں اور مذہبی محسوسات کا خون
دولمہ باغچہ کے وحشتناک مناظر - آخری سلاملق - خاندان خلافت میں ہیجان - مفارقت کا محشر نما سین - حرم سرائے
سلطانی میں رقت خیز کہرام - خلیفۃ المسلمین کے گھر کی تباہی و بربادی اور خود خلیفۃ المسلمین اور ان کے خاندان
کی جلاوطنی - مجلس انقرہ کے نام امیر المؤمنین کا وداعی پیغام - دار الخلافت قسطنطنیہ سے سوئزرلینڈ تک کا سفر
سوئزرلینڈ میں اعلیٰحضرت خلیفۃ المسلمین کے مشاغل - جماعت خلق کا تاریخی اجلاس بمسئلۂ خلافت کی فیصلہ کن تقریر
خلافت کے جنازہ پر ہندوستانی مسلمانوں کا ماتم
خونیں آنسوؤں کی بارش، مولانا محمد علی کی جوشیلی اور تڑپا دینے والی تقریر - ہندوستانی اخبارات میں زبردست ہلچل
اس کتاب کے منافع سے اسی قسم کا ذخیرہ فراہم کرکے شائع کیا جائیگا
ہر ہندوستانی مسلمان کا فرض ہے کہ فوراً اس کتاب کو خرید کر پڑھے بیوی بچوں کو پڑھکر سنائے اور مفلس و
نادار مسلمانوں کو اسکی متعدد جلدیں خرید کر تقسیم کرے تاکہ ہر مسلمان خلافت اور اسکی اہمیت سے واقف ہو جائے
قیمت فی جلد صرف ۸ر - تین جلدوں کے خریدار سے سعہ
منیجر دین و دنیا دہلی

عید کا تحفہ
ناظرین دین و دُنیا کیلئے
جسمے
شمس العلماء مولانا حالی۔ خانصاحب مولانا محمد اسمٰعیل صاحب میرٹھی۔ مصورِ فطرت حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی۔ خان بہادر مولانا سید اکبر حسین صاحب اکبر الہ آبادی۔ ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب اقبال۔ مولانا ابو الکلام آزاد دہلوی۔ مولانا شیخ نورالدین صاحب۔ مولانا شفق عمادپوری۔ مولانا نیاز فتحپوری ملک الکلام قوی امروہوی وغیرہ وغیرہ ملک کے مشہور و معروف جادو نگار انشا پردازوں کے نہایت موثر و دلکش نظم و نثر مضامین کی جواہرات سے سجایا گیا ہے
غیر ممالک کے چھپے ہوئے عید کارڈ
خرید کر آپ اپنا روپیہ کیوں فضول برباد کرتے ہیں۔ اپنے عزیز بچوں اور مخلص دوستوں کے لیئے ہمسے عید کا تحفہ منگا لیجیے۔ جسے دیکھکر جی خوش ہوتا ہے۔ جسے پڑھکر قومی سرور و انبساط حاصل ہوتا ہے۔ جس کے مطالعہ سے اسلامی روح کو تقویت پہنچتی ہے جسکی تعلیم اخلاق و عادات کو سنوار دیتی ہے
عید کے تحفے کا ٹائیٹل پیج
نہایت دلکش۔ نہایت خوشنما۔ نہایت نظر فریب سات رنگوں سے اعلیٰ درجہ کے قیمتی آرٹ پیپر پر چھاپا گیا ہے، تحفہ بھیجنے والیکے نام کے لیئے جگہ چھوڑی گئی ہے۔ غرض جس غرض کے لیئے آپ ولایتی عید کارڈ خریدتے ہیں وہ غرض بھی "عید کا تحفہ" خریدنے سے زیادہ مکمل طور پر حاصل ہو سکتی ہے مروجہ عید کارڈوں سے صرف آنکھوں کی تفریح ہوتی ہے اور عید کے تحفے سے روح اور آنکھ دونوں فرحت حاصل کرتے ہیں۔
ناظرین دین و دُنیا کے لیئے خاص رعایت
عید کے تحفے کی قیمت دس آنے مقرر کی گئی ہے۔ لیکن جو صاحب اپنے احباب و اعزہ کے پاس بھیجنے کے لیئے خریدینگے اور کم سے کم پانچ جلدیں لینگے اُن سے ۵ جلدوں کی قیمت بجائے ۳؎ کے صرف ۲؎ لی جائے گی۔ درخواستیں کثرت سے آرہی ہیں لہذا جلد منگا لیجیے ورنہ ممکن ہے کہ جلدیں ختم ہو جائیں اور ہم آپ کے ارشاد کی تعمیل سے معذور ہو جائیں۔
عید کا تحفہ۔ دلفریب بھی ہے۔ نظر نواز بھی ہے اور روح پرور بھی ہے
منیجر دین و دُنیا جامع مسجد دہلی

ماہِ رمضان المبارک میں قریب قریب بہت سے اسلامی کارخانے رعایتی اعلان شائع کیا کرتے ہیں، لیکن اکثر یا تو اُس مال پر رعایت کا اعلان کیا جاتا ہے جو ملک میں مقبولیت کی نگاہوں سے نہ دیکھے جانے کے سبب سے فروخت نہ ہوسکا ہو اور اس طرح اونے پونے دے دلا کر اپنی لگائی ہوئی رقم سیدھی کر لینی منظور ہو اور جو کچھ مل جائے اُس کو دستِ غیب یا خدا کی دین سمجھ لیا جائے۔ یا وہ مال اس قدر زیادہ قیمت رکھتا ہو کہ رعایت دینے کے بعد بھی تگنا چوگنا نفع ہاتھ سے نہ جائے۔ برخلاف اس کے دفتر دین و دنیا جس مال پر رعایتی اعلان مشتہر کر رہا ہے وہ نہ تو ایسا مال ہے جس کی پبلک میں خاص طور سے شہرت و مقبولیت نہ ہو، نہ وہ مال ہے جس کی قیمت بڑھ چڑھ کر مقرر کی گئی ہو، اور رعایت دینے کے بعد بھی معقول منفعت حاصل ہو سکے۔ اس لئے یہ رعایت حقیقی رعایت ہے جو خریدارانِ دین و دنیا اور اُن کے ساتھ تمام ناظرینِ دین و دنیا کو عام اس سے کہ وہ دین و دنیا کے خریدار ہوں یا نہ ہوں ماہِ رمضان المبارک کی آخری تاریخ تک پیش کی جاتی ہے اور وہ تمام حضرات اس شاندار رعایت سے فائدہ اُٹھانے کے حقدار ہیں جن کے فرمائشی خطوط پر اُن کے ڈاک خانہ کی مہر اس وقت سے لیکر ۵ مئی سنہ ۹ء تک ثبت ہوگی، البتہ ۶ مئی کی مُہر ڈاک جن خطوط پر ثبت ہوگی وہ اس رعایت کے مستحق نہ ہونگے۔ اس رعایت سے ناظرینِ دین و دنیا کو جہاں فائدہ بھی پہنچانا مقصود ہے اور اُس مالی نقصان کی کچھ نہ کچھ تلافی بھی منظور ہے جو سال گزشتہ میں دین و دُنیا کو برداشت کرنا پڑا ہے، یہ حقیقت بھی قابلِ اظہار ہے کہ ہر سال دین و دنیا کے چھ سات سو پرچے بالکل مفت اور ہزار بارہ سو پرچے صرف عہ سالانہ قیمت پر دیئے جاتے ہیں، حالانکہ دین و دُنیا کی اشاعت میں جو لاگت لگانی پڑتی ہے دو روپیہ سالانہ کی مجموعی رقم بھی اُس کو پورا نہیں کر سکتی۔ بہرحال دین و دُنیا کا یہ ایک شاندار ایثار ہے اور ہمیں خاص طور پر دین و دُنیا کے معزز ناظرین سے اُمید ہے کہ وہ اس ایثار کی قدر فرماتے ہوئے جلد سے جلد اس سے فائدہ اُٹھائیں گے اور رمضان المبارک کی رعایت کا موقع زرّیں تغافل و بے نیازی کی نذر نہ کر دینگے۔

## ذیل کی کتابوں پر فی روپیہ آٹھ آنہ کی رعایت دیگئی ہے

**تجارت کی پہلی** اس میں "مبادیاتِ تجارت" کا بیان ہے اور بتایا گیا ہے کہ تجارت کیوں اور کیونکر کی جائے، تجارت کے حیرت انگیز منافعے، تجارت شروع کرنے اور کامیاب ہونیکے طریقے روپیہ پیدا کرنے اور تجارت کے بیش بہا اُصول اور ہزارہا ضروری باتیں درج ہیں قیمت عہ رعایتی ۱۲/

**تجارت کی دوسری** اسمیں "فنِ اشتہار" کی تعلیم ہے اور اشتہارات کے ذریعہ سے ہر قسم کی جائز تجارت کو فروغ دینے کے نہایت کارآمد اُصول بیان کیئے گئے ہیں اشتہار کا مضمون بنانے، عنوان تجویز کرنے، عمدہ لکھنے چھپوانے اور اُنکی اشاعت کے بہترین طریقے درج ہیں قیمت عہ، رعایتی قیمت آٹھ آنے (۸/)

**تجارت کی تیسری**:- اس کتاب میں "دوکانداری" کی تعلیم ہے، دوکان کیسی ہو؟ کہاں ہو؟ چیزیں کیسے آراستہ کی جائیں؟ مال کیونکر کفایت سے خریدا جائے۔ نفع کتنا لیا جائے گاہکوں کو کیونکر خوش رکھا جائے۔ بکری اور نفع بڑھانے کے اُصول، قرضہ وصول کرنیکے طریقے وغیرہ درج ہیں، قیمت ۱۲/ رعایتی قیمت ۶/

**تجارت کی چوتھی** "مراسلاتِ تجارت" کی تعلیم کے متعلق ہے، اسمیں بتلایا گیا ہے کہ آپ کس طرح صرف ایک میز اور ایک کرسی بہم پہنچا کر ہزارہا روپیہ کما سکتے ہیں قیمت فی جلد عہ۔ رعایتی ۱۲/

**کاشف الاسرار** تصوّف کی بیش بہا کتاب ہے اور عالم نورانی کا جہاں بیں آئینہ اُن لوگوں کیلئے جو تصوّف کی چاشنی کا ذوق رکھتے ہیں عجیب چیز ہے قیمت ۶/ رعایتی ۳/

**بزمِ خسروی** اُن غزلیات اور حضرت امیر خسروؒ کے کلام کا بے مثل اردو ترجمہ اور قطعات کا بیش مجموعہ جو حضرت امیر خسروؒ کے عرس سنہ ۱۳۴۰ھ کے مشاعرہ میں خراجِ تحسین و آفرین حاصل کر چکے ہیں قیمت ۸/ رعایتی ۴/

**تعزیت نامہ** اگر آپ کسی ایسے شخص کے حالات دیکھنے چاہتے ہیں جس کے مرنے پر

ہر قوم ہر گروہ اور ہر خاندان نے کف افسوس ملے ہوں اور جسکا صدمہ ہر دل نے محسوس کیا ہو تو آئیے بس خواجہ غلام الثقلین مرحوم کی زندگی کا صحیح ترین مرقع منگا کر ملاحظہ فرمائیے اور دیکھئے کہ ہر اعلےٰ سے اعلےٰ اور ادنےٰ سے ادنےٰ طبقہ نے کس طرح اُن کا سوگ منایا اور کس طرح آنسو بہائے۔ قیمت ۱۲؍ - رعایتی ۶؍

**قصیدۂ بردہ** :- حضرت امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کے قصیدۂ بردہ کی مقبولیت عام سے کون واقف نہیں یہ وہی قصیدہ ہے پھر اُس کے ہر شعر کا نظم و نثر ترجمہ اور معانی لغات اور پھر ہر شعر کی شرح اور مطلب درج ہے نہایت قابل قدر قیمت ۲؍ - رعایتی ۱؍

**تفسیر سورۂ فاتحہ** :- یہ علامہ مفتی محمد عبدہ مصری رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور و معروف تفسیر فاتحہ کا اُردو ترجمہ ہے اور جس کو تمام دوسری تفاسیر کا عطر بلکہ روح کہنا بیجا نہ ہوگا، یہ ایک سیاسی تفسیر ہے اور ہر مسلمان کو اسکا دیکھنا ضروری ہے قیمت ۸؍ رعایتی ۴؍

**جنّت کے خطوط** :- یہ ایک نہایت دردناک اور عبرت انگیز منظوم خطوط کا مجموعہ ہے جو مرنیوالے عزیزوں کی طرف سے زندہ عزیزوں کے نام لکھے گئے ہیں، جو ٹوٹے کھایا ہوا بیقرار دل ان کو پڑھنے کے بعد تسلی پاتا ہے قیمت ۶؍ - رعایتی ۳؍

**کلید مراد** :- قرآنی اور پیغمبری عاؤں کا بے مثل و بے مثال مجموعہ، جن کی اجابت یقینی ہے، اور جس میں قادریہ و چشتیہ منظوم شجرے بھی شامل ہیں، ہر مسلمان کے لیے نعمت غیر مترقبہ قیمت ۸؍ رعایتی ۴؍

**جواہرات** :- یہ ابن حجر عسقلانی کی مشہور کتاب "منبہات" کا اُردو ترجمہ ہے اور جناب سرور کائنات کی اُن چھوٹی چھوٹی حدیثوں کا مجموعہ جنکی تعلیم بچوں کے لیئے نہایت مفید ہے۔ قیمت ۶؍ - رعایتی ۳؍

**شریعت و طریقت** شریعت و طریقت کے تعلق کی نسبت جو غلط فہمیاں صوفیوں اور ظاہر پرست مولویوں نے پھیلا رکھی ہیں اُنکی اصلاح۔ قیمت ۶؍ - رعایتی ۳؍

**نور ایمان** مولانا عبد السمیع صاحب بیدل رح مصنف انوار ساطعہ کا مشہور نعتیہ دیوان۔ قیمت ۱۰؍ - رعایتی ۵؍

**خنجر تسلیم** شہادت امام حسینؑ کے متعلق ہندوستان کے مشہور انشا پردازوں کے مضامین کا مجموعہ۔ قیمت ۱؍ رعایتی ۲؍

**آئینۂ قیامت** مولانا حسن رضا خاں صاحب بریلوی کا لکھا ہوا نئے رنگ کا شہادت نامہ۔ قیمت ۸؍ - رعایتی ۴؍

**تعلیم موٹر** :- اس کتاب میں موٹر کے چلانے اور فٹ کرنے اور خراب ہو جانے پر درست کرنے کے متعلق نہایت خوبی کے ساتھ تعلیم دی گئی ہے۔ ہر پرزہ کا بیان شرح و بسط کے ساتھ ہے۔ ایک معمولی علم و عقل والا بھی اس کو پڑھکر تجربہ کار ڈرائیور بن سکتا ہے قیمت عہ - رعایتی ۱۲؍

**روح انجینیری** :- اس کتاب میں فن انجینیری کے متعلق نہایت خوبی سے تعلیم دی گئی ہے اور مشکل سے مشکل باتوں کو اس طرح سمجھایا ہے کہ آسانی کیساتھ ہر بات ذہن نشین ہو جاتی ہے قیمت عہ رعایتی ۱؍

**اسوۂ حسنہ** جناب رسول خدا کے مختصر خصائص فلسفیانہ پیرایہ میں قابل قدر چیز ہے۔ قیمت ۲؍ - رعایتی ۱؍

**فیضان قدسی** آیۃ الکرسی شریف کے فضائل اور اعمال میں عجیب تحفہ ہے بیحد مقبول قیمت ۱۰؍ - رعایتی ۵؍

**برگزیدہ نبیؐ کی برگزیدہ خصائل** اس کتاب کے متعلق کچھ عرض کرنا عبث ہے نام سے ہی ظاہر ہے کہ یہ کتاب کیسی ہوگی۔ قیمت ۱۲؍ - رعایتی ۶؍

**انقلاب کا دوسرا ورق** مولانا ابو الکلام آزاد دہلوی کا ایک شاندار خطبۂ صدارت جو دہلی میں بماہ دسمبر ۱۹۲۳ء ۶ جلسۂ کانگریس میں ممدوح نے پڑھا تھا قیمت ۴؍ - رعایتی ۲؍

**تفسیر سورۂ یٰس** - سورۂ یٰس شریف کی بے مثل و بے مثال تفسیر مولانا سید ظہور احمد صاحب ایڈیٹر دین و دنیا دہلی کے قلم سے۔ قیمت ۱۰؍ - رعایتی ۵؍

**محبوبۂ خداوند** :- مولانا راشد الخیری کا لکھا ہوا ایک نہایت دلچسپ اور نتیجہ خیز ناول۔ قیمت ۱۲؍ - رعایتی ۶؍

**جنگ یونان و روم** :- یونان اور روم کی معرکہ آرائیوں کے متعلق زبردست تاریخی سوز نامہ نظم میں قیمت عہ رعایتی ۸؍

**صحیفۂ زریں** مرزا نوشہ غالب دہلوی کے شاگرد رشید نواب ضیاء الدین احمد خاں صاحب نیر رخشاں بہادر والی ریاست لوہارو کا نایاب و بے مثال دیوان جو بالکل ڈھونڈھے سے نصیب نہ ہوتا تھا قیمت عہ - رعایتی ۱۲؍

**سکندر نامۂ خسروی** حضرت امیر خسرو کا سکندر نامہ مولانا جامی کے سکندر نامہ کا جواب جسمیں ۴۴۵۰ اشعار ہیں۔ قابل دید اور قابل قدر کتاب ہے قیمت عہ رعایتی ۸؍

**دیوان نہایت الکمال** - امیر خسرو کا دیوان جس میں کئی قصائد، بہت سی غزلیات قطعات رباعیات اور مطائبات اور چیستان وغیرہ شامل ہیں۔ قیمت عہ - رعایتی ۸؍

**دیباچہ دیوان غرۃ الکمال** :- دیباچہ حضرت امیر خسرو رح نے خود اپنے دیوان غرۃ الکمال کے متعلق نثر میں تحریر فرمایا تھا۔ اسمیں حضرت امیر خسرو رح نے اپنے حالات بھی بیان فرمائے ہیں، اور اپنی تصنیفات کا بھی ذکر کیا ہے،

قیمت ۸؍ - رعایتی ۴؍

**حجاج ابن یوسف** - عبد الملک کی طرف سے حجاج بن یوسف ایک جرار فوج کے ساتھ مکہ پر چڑھائی کرتا ہے، حضرت عبد اللہ ابن زبیر حرم محترم میں محصور ہو جاتے ہیں اور آخر کار ایک خوفناک مقابلہ کے بعد شہید ہوتے ہیں، حسن و محبت کے واقعات نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا ہے۔ قیمت عہ رعایتی ۱۰؍

**عروس مصر** احمد بن طولون ترکی گورنر مصر کا عہد حکومت، قبطیوں کی معاشرت اُس زمانہ کے سیاسی اور اجتماعی حالات، اور اس کے ساتھ ساتھ حسن و عشق کا ایک نہایت دلفریب تاریخی افسانہ قیمت عا رعایتی عہ

**عبد الرحمٰن ناصر** سرزمین اندلس میں اسلامی دور حکومت کا شاندار مرقع خلیفہ عبد الرحمٰن ناصر کے دلچسپ حالات اور واقعات حسن و عشق کی عجیب و غریب نیرنگیاں قیمت فی جلد عا رعایتی عہ

**انقلاب قسطنطنیہ** - ترکوں کی خداداد بہادری کا مرقع۔ جنگ کی خوفناک تصویریں، جنکے ملاحظہ سے رگوں میں جنبش اور بازو میں حرکت پیدا ہوتی ہے ساتھ ہی ساتھ حسن و عشق کی دلآویزیاں بھی ہیں قیمت عہ - رعایتی ۸؍

**وجدانی نشتر** اُن پر کیف اشعار تصوف کا مجموعہ جن کو پڑھنے یا سننے سے مشہور صوفیہ کرام پر حالت وجد طاری ہوئی قیمت عہ - رعایتی ۸؍

**حیات باقیہ** - حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی مکمل سوانح عمری اور ملفوظات شریف کا مشترک مجموعہ۔ خدا کے دوستوں اور نیک بندوں کی حیات کا اصلی مرقع قیمت ایک روپیہ - رعایتی ۸؍

**بڑی سوانح عمری** - اسمیں حضرت خواجہ خواجگان خواجہ غریب نواز حضرت

خواجہ معین الدین حسن اجمیری کی حیات بابرکات کی اصلی اور سچی تصویر کھینچی گئی ہے، آپ کی ولادت باسعادت سے لیکر وفات شریف تک کے تمام وکمال حالات۔ قیمت ۸ر رعایتی ۲ر

**حکایات الصالحین** خلفائے راشدین اور اولیائے کاملین کی بابرکت حالات اور کشف وکرامات معلوم کرنے ہوں تو فوراً اس کتاب کو منگائیے قیمت ۱۲ر رعایتی ۶ر

**مولود محمود۔** محافل میلاد شریف میں پڑھنے کے لیئے بہترین و بے مثل کتاب ہے قیمت عہ رعایتی ۸ر

**سعادت الکونین** :۔ اس مبارک اور مقدس مجموعہ میں سبطین رسول الثقلین کے حالات وفضائل نہایت معتبر ومستند صورت میں درج ہیں۔ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین کے حالات دیکھنے ہوں تو فوراً طلب فرمائیے۔ قیمت عہ رعایتی ۸ر

**بوستان غوثیہ** یہ حضرت غوث بہاءالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کی نہایت صحیح اور قابل دید سوانح عمری ہے قیمت ۴ر رعایتی ۲ر

**چمنستان عرب** اس کتاب میں قرآن مجید، احادیث شریف اور تواریخ وسیر سے حج بیت اللہ وزیارت مدینۃ الرسول کو ثابت کیا گیا ہے نیز مکہ معظمہ و مدینہ منورہ اور سرزمین عرب کی تاریخی اور جغرافیائی حالات نہایت تحقیق اور شرح وبسط کے ساتھ درج کیے گئے ہیں اور ادعیہ واوراد بھی شامل ہیں جن کی علماء مکہ معظمہ سے تصحیح کرالی گئی ہے، حج اور عرب کے تفصیلی حالات کے لیئے یہ کتاب اپنا جواب نہیں رکھتی۔ قیمت عہ رعایتی ۱۰ر

**الانتباہات المفیدہ عن الاشتباہات الجدیدہ** اس کتاب میں تعلیم یافتہ اصحاب کے ان شبہات کو دور کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو بعض اسلامی عقائد کے متعلق پیدا ہوگئے ہیں اس کتاب کے متعلق یہ لکھدینا اسکی عمدگی کی کافی ضمانت ہے کہ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی کی تصنیف ہے قیمت ۱۲ر رعایتی ۶ر

**مجموعہ رسائل سماع** یہ رسالہ چہل حدیث مولفہ امام عمر بن سعید علیہ الرحمہ اور رسالہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رح اور مختصر کتاب الامتاع مصنفہ کمال الدین جعفر کا بیش بہا ترجمہ ہے اس کو دیکھ لینے کے بعد پھر سماع کے متعلق کسی قسم کا اعتراض کرنے کی گنجایش باقی نہیں رہتی۔ قیمت ۴ر رعایتی ۲ر

**عقائد صوفیہ** یہ حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کی مشہور رسالہ اعلام الہدیٰ وعقیدہ ارباب التقیٰ کا نہایت سلیس اردو ترجمہ ہے اصل عربی عبارت بھی شامل ہے اسمیں عقائد اسلامیہ کو نہایت مدلل پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے اور حضرات صوفیہ جو بعض لوگوں کے اعتراضات ہوتے رہتے ہیں انکا قلع قمع کر دیا گیا ہے قیمت عہ رعایتی ۱۲ر

**تفریح الاحباب** یعنی مناقب الآل والاصحاب۔ ایک کالم میں اصلی کتاب بالمقابل ترجمہ اردو۔ اس کو پڑھنے سے ایمان تازہ ہوتا ہے اور آل واصحاب رسول سے محبت پیدا ہوتی ہے۔ قیمت تین روپے رعایتی قیمت عہ

**تفسیر سورہ الم نشرح** تفسیر جناب مولوی عبد القادر صاحب سجادہ نشین جناب نواب محمد قطب الدین صاحب کی مصنفہ ہے اسمیں شرح صدر مصطفوی کو سلیس اردو زبان میں نہایت تشریح کے ساتھ بیان کیا ہے بعدہ صحیح معجزات مع حوالہ کتب بیان کیے ہیں پھر اسلام کے چاروں رکن۔ صوم صلوٰۃ۔ حج۔ زکوٰۃ کا ایسی تفصیل کیساتھ بیان کیا ہے کہ مبتدیوں کو اس کے مطالعہ سے دوسری فقہی کتابوں کے پڑھنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی غرض بےمثل کتاب ہے قیمت صرف ۸ر۔ رعایتی ۴ر

**حیات بعد الموت** :۔ انگلستان کی مشہور مصنفہ فلارنس میریٹ کی عجیب وغریب کتاب "دیر از ٹو ڈیتھ" کا نہایت سلیس اور پرلطف ترجمہ ہے۔ اسمیں زندگی کے بعد موت اور موت کے بعد حیات کے حیرت انگیز تماشے عجیب انداز سے دکھائے گئے ہیں مصنفہ کا بیان ہے کہ میں جو کچھ لکھ رہی ہوں وہ کوئی فرضی قصہ نہیں بلکہ حقیقت اور سراپا حقیقت ہے روحوں کی باتوں اور عالم ارواح کی دلچسپیوں نے اس کتاب کو بیحد پرلطف بنا دیا ہے۔ ۴۷۶ صفحات کا حجم قیمت ۳ر۔ رعایتی عہ

**مجموعہ عشقیہ** اس مجموعہ میں حسب ذیل رسائل شامل ہیں :۔

(۱) رسالہ مصنفہ قاضی حمید الدین ناگوری رح جو معرفت الٰہی اور عشق ومحبت کی عجیب وغریب کتاب تسلیم کی جاچکی ہے۔

۲۔ رسالہ توحید از حضرت شاہ نعمت اللہ ولی رح

۳۔ رسالہ روح ونفس از حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی رح

۴۔ رسالہ عشق نامہ یعنی حضرت مولانا احمدی علیہ الرحمہ کا مشہور ومعروف ترجیع بند

قیمت ۸ر۔ رعایتی ۴ر

**نصاب المسلمین** یہ وہ قابل دید لکچر ہے جو مولانا نذیر احمد دہلوی مرحوم نے محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے اٹھارہویں اجلاس میں بمقام لکھنؤ دیا تھا ضرور منگائیے قابل دید بھی ہے اور قابل عمل بھی قیمت ۴ر رعایتی ۲ر

**آزادی وبے پردگی۔** مولانا صاحب مرحوم کا یہ لیکچر عورتوں کی آزادی وبے پردگی کے متعلق اس قابل ہے کہ ہر مسلمان عورت اس کو سنکر اس سے فائدہ اٹھائے قیمت ۴ر۔ رعایتی ۲ر

**تعلیم** :۔ مسئلہ تعلیم کے متعلق یہ عجیب وغریب اور نہایت مفید لیکچر مولانا ئے مرحوم نے انجمن حمایت اسلام لاہور کے بیسویں سالانہ اجلاس میں پڑھا تھا اور اس قدر پُر اثر تھا کہ تمام ملک میں دھوم مچ گئی ضرور منگائیے قیمت ۴ر۔ رعایتی ۲ر

**تنبیہ** :۔ یہ بھی مولانا نذیر احمد صاحب مغفور کا نہایت مفید اور شاندار لیکچر ہے جو انہوں نے محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے سترھویں اجلاس منعقدہ ۱۹۰۳ء بمقام بمبئی دیا تھا۔ قیمت ۴ر۔ رعایتی ۲ر

**ظفر جلیل** شرح اردو حصن حصین یہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی اور آپکی تعلیم فرمائی ہوئی بابرکت اور زود اثر دعاؤں کا پاک و پاکیزہ مجموعہ ہے قیمت عہ۔ رعایتی ۱۲ر

**کتاب النکاح** یہ اپنے رنگ اور اپنی شان کی دنیا بھر میں پہلی کتاب ہے اسمیں رسم کتخدائی کی تاریخ۔ تمام دنیا اور تمام قوموں میں شادی کے طریقے اور شادی کی رسوم جو رائج تھیں اور ہیں نہایت صحیح کمال تحقیق کے ساتھ درج کی گئی ہیں۔ غرض مسئلہ کتخدائی کے متعلق یہ کتاب دنیا بھر کی وحشی اور مہذب اقوام کا بےمثال آئینہ ہے قیمت عگ۔ رعایتی عہ

**سیرۃ آل عباس** اگر آپ بنو عباس کی اصلی اور حقیقی تصویریں دیکھنی چاہتے ہوں اگر آپ ان کی سیرتوں۔ عادتوں اور خصلتوں سے واقفیت حاصل کرنے کے خواہشمند ہوں تو یہ کتاب منگائیے اسمیں حضرت ابوالفضل عباس بن عبدالمطلب کی وفات سے امیر المومنین عبداللہ منصور عباسی تک تمام حالات وواقعات نہایت شرح وبسط کے ساتھ درج ہیں، قیمت دو روپے (عگ) رعایتی عہ

**یوسف پاشا** ایک مشہور ترکی شہزادہ

کے حیرت انگیز کارناموں کا آئینہ جسمیں ایک نہایت حسین مسیحی ملکہ کا عشق اور اُسکی تحیّر خیز کرشمہ سازیاں، ڈاکوؤں کا ایک پُراسرار اور خوفناک قلعہ اور یوسف پاشا کے ہاتھ سے اُس قلعہ کی بربادی جنگ و جدل کا مختصر نمام قمع اور کشت و خون کے دلسوز مناظر نظر آتے ہیں قیمت عہ۔ رعایتی ۱۲ار

**رسول عربی** نبی کریم کی سوانح عمری مسلمان بیبیوں کے لیئے نہایت سلیس اور بامحاورہ اُردو زبان میں قیمت ۸ر رعایتی ۴ہر

**خدیجۃ الکبریٰ** ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے حالات قیمت عہ رعایتی ۱۰ار

**عائشہ صدیقہ** ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی متبرک اور مقدس حالات قیمت ۱۲ار رعایتی عہ

**اُمت کی مائیں** آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جملہ ازواج مطہرات کے حالات طیبہ قیمت ۸ر رعایتی ۱۰ر

**سیرۃ خاتون جنت** حضرت سیدہ فاطمہ زہرا کی مکمل و مفصل سوانح عمری قیمت ۱۲ار۔ رعایتی عہ

**سیرۃ الحسینؑ**۔ حضرت امام حسینؑ کی مفصل سوانح عمری مع تاریخ کربلا۔ قیمت ۱۲ار رعایتی عہ

**اصحاب و ائمہ کرام** برگزیدہ صحابہ رسولؐ و خلفاء کے حالات قیمت ۴ہر رعایتی ۲ر

**حضرت بلال رضؓ** عاشق رسولؐ موذن مسجد نبوی حضرت بلال حبشی کے حالات قیمت ۴ہر رعایتی ۱۰ر

**امام مالک رحؒ** امام مالک رحؒ کے حالات۔ قیمت ۴ہر۔ رعایتی ۲ر

**امام مسلم رحؒ** امام مسلم رحؒ کے مختصر حالات۔ قیمت ۴ہر۔ رعایتی ۲ر

**حضرت ذوالنون مصری**۔ حضرت ذوالنون مصری رحؒ کے حالات قیمت ۶ر رعایتی ۴ہر

**حیات ابدی**:۔ حضرت رابعہ بصری رحؒ کے حالات قیمت ۴ہر رعایتی ۲ر

**عارفات سلطانی** چالیس ولی اللہ عورتوں کے متبرک حالات و اقوال قیمت ایک روپیہ۔ رعایتی آٹھ آنے۔

**حیات سعدی** حضرت شیخ سعدی شیرازی کے عجیب و غریب دلچسپ حالات قیمت ۱۲ار۔ رعایتی ۶ر

**یاد رفتگاں** پنجاب کے مشہور اولیائے کرام کے حالات قیمت ۱۲ار رعایتی ۶ر

**داتا گنج بخش**:۔ مشہور بزرگ داتا گنج بخش کے حالات قیمت ۱۰ار۔ رعایتی ۵ر

**تواریخ عجیبہ** حضرت سید احمد صاحب بریلوی شہید کے حالات قیمت ۱۲ار رعایتی عہ

**شمائم امدادیہ** حاجی شاہ امداد اللہ صاحب مہاجر مکہ معظمہ کے حالات قیمت عہ۔ رعایتی ۱۲ار

**الوارث** حاجی وارث علی شاہ دیوی کے دلچسپ حالات اور دلسوز سوانح عمری قیمت ۱۲ار۔ رعایتی ۶ر

**حیات حالی** مولانا خواجہ حالی رحؒ کے مختصر حالات مع انتخاب کلام وغیرہ قیمت ۶ر۔ رعایتی ۳ر

**حیات داغ**۔ فصیح الملک مرزا داغ دہلوی کے حالات زندگی مع تصویر و انتخاب کلام قیمت ۶ر رعایتی ۳ر

**حیات گاندھی** مہاتما گاندھی کی مفصل سوانح عمری، اُن کی ملکی اور قومی خدمات کا پورا تذکرہ اور اُن کے خیالات و جذبات مع تصویر قیمت ۸ر رعایتی ۴ر

**حالات علی برادران** مولانا محمد علی اور مولانا شوکت علی کی دلچسپ سوانح عمری اُن سیاسی اور عملی کارنامے، اُن کی اہم تقریروں کے خلاصے اور قومی و ملکی سرگرمیاں۔ قیمت ۸ر۔ رعایتی ۴ہر

**جمال الدین افغانی** مصر کے امام الاحرار اور مجدد اعظم سید جمال الدین افغانی کی سبق آموز سوانح عمری۔ اسیر فرنگ مولانا ظفر علی خاں کے قلم سے۔ قیمت ۴ہر رعایتی ۲ر

**بغداد**۔ خلفائے عباسیہ کے صحیح اور دلچسپ حالات اور بغداد کی مفصل و مکمل تاریخ قیمت عہ رعایتی ۱۲ار

**مشاہیر اسلام** علمائے اسلام اور علمائے یورپ کی قابلیتوں کا مقابلہ اور موازنہ حضرت محی الدین ابن عربی اور دیگر مشہور علمائے کرام کی صحیح اور قابل دید سوانح عمریاں قیمت عہ۔ رعایتی ۱۲ار

**صدیق اکبر**:۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی مکمل سوانح عمری قیمت عہ۔ رعایتی ۱۲ار

**کراچی کا مقدمہ** مولانا محمد علی اور شوکت علی وغیرہ خادمان ملک و ملت کی پوری روداد مقدمہ جس کو پڑھکر یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا مقدمہ آنکھوں کے سامنے ہو رہا ہے قیمت ہر سہ حصہ کامل ۴ہر۔ رعایتی ۱۰ار

**برزخ**:۔ موت کے بعد اور قیامت سے پہلے جو کچھ انسان پر گزرتی ہے اُسکا شرعی حوالوں سے نہایت دلچسپ بیان قیمت عہ۔ رعایتی ۸ر

**اشباع الکلام فی اثبات المولود والقیام**۔ میلاد شریف اور قیام کے جواز و ثبوت میں۔ قیمت ۸ر۔ رعایتی ۴ہر

**جذبات اوج** مشہور شاعر حضرت اوج گیاوی کی نیچرل اور نعتیہ نظموں کا دلچسپ مجموعہ قیمت ۸ر رعایتی ۴ہر

**جذبات اسلام** دلکش قومی اور تاریخی مضامین کا مجموعہ۔ قیمت ۶ر رعایتی ۳ر

**چاند تارے**۔ بچوں کے لیئے چھوٹی چھوٹی نظموں کا مجموعہ۔ قیمت ۳ر رعایتی ۱ر

**رنج و راحت** خدیجہ بیگم کی دردناک سرگزشت۔ قیمت ۱۲ار رعایتی ۶ر

**راہِ جنت** دینداری عورتوں کی دلچسپ ہدایتیں قیمت ۲ر رعایتی ۱ر

**معلمہ**۔ عورتوں کے لیئے تمام ضروری مسائل دلچسپ قصہ کے پیرایہ میں۔ نہایت مفید کتاب قیمت ۱۲ار رعایتی ۶ر

**مجموعہ ظرافت** ہنسی دل لگی کے مضامین کا مجموعہ قیمت ۲ر رعایتی ۱ر

**اصلاح الرسوم**۔ شادی اور غمی کی رسومات قبیحہ کی اصلاح قیمت ۲ر رعایتی ۱ر

**لیڈی ڈاکٹر حلیمہ خانم** عورتوں کے لیئے مفید قصہ قیمت ۱۲ار۔ رعایتی ۶ر

**قومی گیت**۔ قومی نظموں کا دلکش مجموعہ۔ قیمت ۴ہر۔ رعایتی ۲ر

**نظم لغت**:۔ انگریزی زبان کی خالق باری قیمت ۴ہر رعایتی ۲ر

**مجموعہ وظائف** پُر تاثیر اُردو وظائف کا مجموعہ۔ قیمت ۴ہر رعایتی ۲ر

**ہماری بہبودی کے وسائل** (از خواجہ غلام الثقلین مرحوم) قیمت ۴ہر رعایتی ۲ر

**حسن صحت**۔ تندرستی اور حسن قائم رکھنے کے اصول قیمت ۶ر رعایتی ۳ر

**صنعت خانہ**:۔ خانگی ضروریات کی چیزیں بنانیکے طریقے۔ ۶ر رعایتی ۳ر

**لاڈلا بیٹا**:۔ اولاد کے ساتھ بیجا لاڈ پیار کے نتایج قیمت ۲ر رعایتی ۱ر

**آداب نسواں**۔ عورتوں کی تعلیم و تربیت۔ قیمت ۸ر۔ رعایتی ۴ہر

**دایہ**۔ زچہ اور بچہ کے لیئے مفید اور کارآمد ہدایتیں قیمت ۸ر رعایتی ۴ہر

**آئینہ خود شناسی**:۔ تصوف کی بےنظیر کتاب ۶ر۔ رعایتی ۳ر

**افسانۂ بلجیئم**۔ جنگ یورپ میں بلجیئم کی تباہی کے حالات قیمت ۶ر رعایتی ۳ر

**طبیب العائلہ**:- عورتوں کے مخصوص امراض کی تشریح و علاج کی بے مثل کتاب قیمت ۸ر- رعایتی ۴ر

**گھر اور گھر والی**۔ عورتوں کے لیئے بیحد مفید کتاب قیمت ۳ر رعایتی ۱۰ر

**عقیلہ بیگم** ایک انتہا درجہ کی کفایت شعار بیوی نے ایک مفلس لڑکا ہاری کو کیونکر مالدار بنادیا۔ قیمت ۳ر رعایتی ۱۰ر

**وبال جان** کے لیئے ایک فیصلہ کن مباحثہ تین بیبیوں کا سبق آموز قصہ۔ قیمت ۷ر رعایتی ۰۳ر

**پہیلی نامہ**۔ کئی سو عجیب پہیلیاں مع حل۔ قیمت ۷ر- رعایتی ۰۳ر

**لوری نامہ** روتے بچوں کو ہنسانے اور جاگتوں کو نیند کا متوالا بنانے والی دلکش لوریاں قیمت ۲ر رعایتی ۱ر

**ترکی کھانے** ترکوں کی نہایت عمدہ اور ملیح طرح کے کھانے پکانے کی ترکیبیں قیمت ۳ر رعایتی ۱۰ر

**نیا باورچیخانہ**۔ ہندوانی مسلمانی انگریزی، ہندوستانی کھانے تیار کرنیکی ترکیبیں۔ قیمت ۶ر- رعایتی ۳ر

**الفاطمہ** ایک دلکش قصہ قیمت ۲ر رعایتی ۱۰ر

**ذخیرۂ صنعت و حرفت** جس میں وارنش بنانا مصنوعی جواہرات۔ کاغذ بنانا فوٹوگرافی۔ آئینہ پر قلعی۔ ملمع سازی۔ اور لاکھوں صنعتیں بتائی گئی ہیں:-

حصۂ دوم قیمت عہ رعایتی ۸ر

" سوم " ۱۴ر " ۱۰ر

" چہارم " ۱۴ر " ۱۰ر

" پنجم " ۱۴ر " ۱۰ر

" ششم " ۱۴ر " ۱۰ر

" ہفتم " ۱۴ر " ۷ر

" ہشتم " ۱۲ر " ۶ر

**القانون** مرض طاعون کے متعلق تشریح تشخیص، معلومات اور علاج وغیرہ۔ قیمت ۴ر رعایتی ۲ر

**اُستانی** لڑکیوں کی تعلیم و تربیت کا بیحد مقبول نصاب۔ تین حصّے کامل۔ قیمت عہ رعایتی ۹ر

**خلافت صدیقی**۔ خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی خلافت کا حال۔ قیمت ۵ر- رعایتی ۰۲ر

**خلافت فاروقی**۔ حضرت فاروق اعظم عمرؓ ابن خطاب کی خلافت کے حالات قیمت ۵ر- رعایتی ۰۲ر

**خلافت عثمانی** حضرت ذی النورین عثمان غنی رضؓ کی خلافت کے واقعات قیمت ۵ر- رعایتی ۰۲ر

**خلافت حیدری**۔ حضرت مولا مشکلکشا علی ابن ابیطالبؓ کی خلافت بابرکت کے حالات قیمت ۵ر رعایتی ۰۲ر

**انتخاب زوج** دہلی کی ایک معزز مسلمان خاتون کی قابل دید تصنیف، قیمت ۶ر- رعایتی ۳ر

**ایک شاعر کا انجام**:- مولانا نیاز فتحپوری کی دلچسپ تصنیف۔ دردناک قصہ قیمت ۱۲ر رعایتی ۶ر

**پیارے نبیؐ کے پیارے حالات**۔ ہر مسلمان مرد اور عورت کے پڑھنے اور سننے کی قابل کتاب جناب رسولخدا صلعم کے حالات مبارک قیمت عہ- رعایتی ۱۲ر

**عروس کربلا**:- مولانا راشد الخیری کے قلم سے نکلا ہوا ایک نہایت درد انگیز ناول۔ قیمت عہ رعایتی ۱۲ر

**جوہر قدامت**۔ مولانا راشد الخیری کی عجیب و غریب اور دلکش تصنیف قیمت عہ- رعایتی ۱۲ر

**یاسمین شام** ایک قابل دید دلکش ناول۔ قیمت عہ رعایتی ۱۴ر

**اجتماع ضدین**:- مولانا ارشد تھانوی کی لکھی ہوئی ایک قابل دید کتاب ہے اور اس قابل ہے کہ آپ کے کتب خانہ کی زینت بنائی جائے قیمت صرف ۸ر- رعایتی ۴ر

**تذکرۂ علماء و مشائخ**۔ علمائے اسلام اور صوفیائے کرام کے برکت افزا حالات۔ قیمت ۱۰ر رعایتی ۵ر

**علامات قیامت**:- اس کتاب کا نام ہی ظاہر کر رہا ہے کہ اس میں کیا کچھ ہوگا۔ قیمت ۶ر رعایتی ۳ر

**فطرت و قانون فطرت** عجیب و غریب اور قابل دید کتاب ہے ایک جلد ضرور منگا کر ملاحظہ کیجیئے قیمت ۴ر رعایتی ۲ر

**ہمارا طرز حکومت**:- موجودہ زمانہ میں خصوصیت کے ساتھ ضرورت ہے کہ اس عجیب و غریب کتاب کا ہر مسلمان مطالعہ کرے۔ ہر گھر میں رہنے کی قابل ہے۔ قیمت ۲ر رعایتی ۱۰ر

**تذکرۂ خواتین دکن** ملک دکن کی کئی نامور عورتوں کے حالات کا مجموعہ قابل دید۔ قیمت ۸ر رعایتی ۴ر

**اقوال اکبر**:- یہ اقوال آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں ضرور منگا لیجئے قیمت ۴ر رعایتی ۲ر

**حیرت انگیز شہر**۔ عجیب حیرت انگیز اور پُر لطف بیان ہے اور نہایت دلچسپ کتاب ہے۔ فوراً منگائیے قیمت ۸ر رعایتی ۴ر

## دین و دنیا کی

# صرف دو جلدیں

باقی ہیں، پہلی جلد کے جس قدر فائل مہیا کر کے تیار کر لیئے گئے تھے سب ختم ہو گئے اس لیئے وہ تو اب کسی قیمت پر بھی دستیاب نہیں ہو سکتی اس لیئے اُس کی فرمائش تو لکھنی ہی بیکار ہے۔ البتہ دوسری جلد اور تیسری جلد کے کچھ فائل ابھی موجود ہیں پس اگر آپ کے پاس ان دونوں جلدوں میں سے کوئی جلد نہ ہو اور آپ کو اُس کو حاصل کرنا چاہیں تو فوراً منگا لیجیے، ممکن ہے کہ جلد سے جلد یہ فائل بھی ختم ہو جائیں اور پھر ہم تعمیل ارشاد سے قاصر رہیں کیونکہ فائل بہت کم تعداد میں ہیں۔ ہر جلد کی قیمت صہ رہے لیکن ماہ رمضان المبارک کی رعایت ان کی خریداروں کو بھی دی جاتی ہے اور یکم شوال سے پہلے صرف للعہ میں ہر فائل دیا جائے گا۔

مینجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی

# ذیل کی کتابوں پر فی روپیہ چار آنہ رعایت دیگئی ہے

**علم مجلسی**:۔ گفتگو کو مؤثر اور دلکش بنا دینے والی کتاب ہے۔ جن لوگوں کو بولنا نہیں آتا اور جو لوگ حسن تقریر کے خواہشمند ہیں وہ فوراً طلب فرمائیں حصہ اول کی قیمت عہ رعایتی ۱۲ار حصہ دوم کی قیمت ۸ر رعایتی ۶ر

**خلافت عثمانیہ**:۔ اسمیں خلافت عثمانیہ کے متعلق بحث کی گئی ہے، آجکل جبکہ خلافت عثمانیہ کے عزائم تمام دنیا میں عموماً اور ہندوستان میں خصوصاً ہیجان و اضطراب پیدا کر رکھا ہے یہ کتاب ضرور دیکھنی چاہیئے۔ قیمت ایک روپیہ۔ رعایتی ۱۲ار

**سمرنا میں یونانی مظالم** اس کتاب میں اُن مظالم اور ستم رانیوں کی تصویر کھینچی گئی ہے جو یونانی درندوں نے مسلمانان سمرنا پر روا رکھے تھے۔ قیمت ایک روپیہ۔ رعایتی ۱۲ار

**ٹرکی میں عیسائیوں کی حالت** اس کتاب میں یہ دکھایا گیا ہے کہ ٹرکی میں مسیحی اقوام کس طرح رہتی ہیں اور اُنکی کیا حالت ہے۔ قیمت ۵ رعایتی ۳ر

**حوادث سمرنا**۔ یہ بھی مسلمانان سمرنا کے مصائب کا دلسوز مرثیہ ہے۔ قیمت دو آنے۔ رعایتی ۱۰ر

**سیرۃ الصدیق**: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مکمل اور بےمثل سوانح عمری علامہ جلال الدین سیوطی کی تاریخ الخلفا کا ترجمہ۔ قیمت فی جلد ۱۲ر رعایتی ۹ر

**اسلامی مساوات**:۔ نام ہی سے ظاہر ہے قیمت ۸ر۔ رعایتی ۶ر

**بیگناہ مجرم** ایک عجیب و غریب پاکیزہ مذاق کا اخلاقی ناول قیمت عہ، رعایتی ۱۲ار

**تہذیب کے تازیانے** بنگال کے ایک نامور پولٹیکل ناول نویس کے نہایت موثر اور دلکش مضامین کا ترجمہ قیمت ۱۲ار رعایتی ۹ر

**چندن** جناب سدرشن کے لکھے ہوئے پندرہ ادبی اخلاقی اور مجلسی افسانوں کا شاندار مجموعہ۔ قیمت عہ۔ رعایتی ۱۲ار

**قوم پرست**۔ بنگال کے ایک مشہور ڈرامہ نویس کے مشہور ڈرامہ کا اُردو ترجمہ۔ قیمت عہ رعایتی ۱۲ار

**چٹکیاں** دل میں اُتر جانیوالے خیالات روحانی اشارے۔ عبرت کی ٹھوکریں۔ دلجوئی پھروں اور چاند ستاروں کی لیکچر نہایت مستانہ اور البیلی عبارت۔ قیمت ۴ر رعایتی ۳ر

**محبت کا انتقام** ایک عجیب و غریب عبرت انگیز ناول قیمت عہ، رعایتی ۱۲ار

**صبح وطن** بارہ قومی ملکی قابل دید کہانیوں کا بےمثل و بےمثال مجموعہ۔ قیمت فی جلد ۱۲ار رعایتی ۹ر

**کنج عافیت** جناب سدرشن جیسے افسانہ نگار کی لکھی ہوئی نہایت دلکش اور پاکیزہ کتاب قیمت ۶ر۔ رعایتی ۴ر

**رباعیات سرمد**۔ نہایت خوشخط جلی قلم۔ ہر رباعی کے تحت میں اُسکا منظوم ترجمہ۔ شروع میں مولانا ابوالکلام آزاد دہلوی کی لکھی ہوئی سرمد کی سوانح عمری۔ مجلد۔ قیمت ۱۴ار رعایتی ۱۰ر

**سعید** ایک تعلیمیافتہ نوجوان اور ایک پاترکے جذبات، معاملات حسن و عشق سچے واقعات نیک انجام۔ قیمت ۸ر رعایتی ۶ر

**سعادت** اسی دہلی کی ایک تعلیمیافتہ سلیقہ شعار خوبصورت طوائف کی حالات زندگی پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ انجام حیرت انگیز ہے قیمت آٹھ آنے (۸ر) رعایتی ۶ر

**شاہد رعنا** دہلی کی ایک ڈیرہ دار طوائف کی خود نوشت سوانح عمری۔ بیحد دلچسپ اور موثر۔ قیمت ۱۲ر رعایتی ۹ر

**سزائے عیش** ایک نہایت دلسوز اور دلکش ناول قیمت ۱۰ار رعایتی ۷ر

**انجام عیش** سلسلہ طوائف کا آخری اور تازہ ترین نتیجہ خیز قابل قدر اور لائق دید بےمثل ناول قیمت ۱۱ر۔ رعایتی ۸ر

**لطف زندگی** یہ بھی قابل دید اور لائق خرید کتاب ہے قیمت ۲ر رعایتی ۱۰ر

**احیاء ملت** ہر مسلمان کو چاہیئے کہ وہ اس لاجواب کتاب کا خود بھی مطالعہ کرے اور دوسروں کو بھی پڑھکر سُنائے۔ قیمت ۸ر۔ رعایتی ۶ر

**قربان گاہ حسن** حضرت نیاز فتحپوری کی قابل قدر عجیب و غریب اور دلچسپ تصنیف قیمت ۴ر رعایتی ۳ر

**تبصرۃ المبتدی** عربی صرف و نحو بطرز جدید قیمت عہ رعایتی ۱۲ار

**جامع الترکیب**۔ فارسی صرف و نحو بطرز جدید۔ قیمت ۵ر رعایتی ۳ر

**تعلیم الاطفال**۔ دین کی ضروری باتیں اور مسائل۔ قیمت ۵۔ رعایتی ۳ر

**کمایقول یقال** وحدت وجود و شہود کی بحث قیمت ۶ر رعایتی ۴ر

**تحقیق الحق** فی الوجود المطلق فلسفیانہ استدلال سے مسئلہ وحدۃ الوجود کا ثبوت اور منکرین کی غلط فہمیوں کا ازالہ۔ قابل دید کتاب ہے۔ قیمت ۸ر۔ رعایتی ۶ر

**آئینہ حق نما** بمسئلہ وحدۃ الوجود کا ثبوت۔ قیمت ۳ر رعایتی ۲ر

**تائید الاسلام** واللہ خیر الماکرین کی آیت پاک پر آریہ وغیرہ کی طرف سے جو لغو اعتراض کیئے جاتے ہیں اُن سب کا مدلل اور شافی جواب قیمت ۲ر رعایتی ۱ر

**ہدایت الاسلام**۔ اسلامی سلام کے فضائل قیمت ۳ر رعایتی ۲ر

**معراج النبی** معراج جسمانی کا ثبوت۔ قیمت ۴ر رعایتی ۳ر

**تحقیق الفائق** معقولی و منقولی دلائل سے تقلید شخصی کا ثبوت قیمت آٹھ آنے۔ رعایتی ۶ر

**تحفۃ المسلمین فی دفع نزاع التامین** جو حدیثیں پکار کر آمین کہنے کے ثبوت میں ہیں اُنہی سے آمین کا آہستہ کہنا ثابت کیا گیا ہے۔ قیمت آٹھ آنے۔ رعایتی ۶ر

**تنبیہ المنکرین** پکار کر آمین کہنے کی رد میں قابل دید کتاب قیمت ۲ر رعایتی ۱ر

**علم الکونین**۔ جناب رسول خدا کو علم ماکان و مایکون حاصل ہونیکا ثبوت قیمت ۷ر رعایتی ۵ر

**تحقیق البدعت**۔ نذر و نیاز اور فاتحہ و مولود شریف کا ثبوت۔ قیمت ۶ر۔ رعایتی ۴ر

**تنبیہ المعالجین** ایک مشہور عالم کے مسلک و عقائد کی تقلید ۳ر رعایتی ۲ر

**اظہار الحق**۔ باجہ کے ساتھ گانا سننے کا جواز۔ قیمت ۳ر۔ رعایتی ۲ر

**کرامات نظامیہ** تاج الاولیاء مولانا نظام الدین حسین صاحب بریلوی پر

منیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی

کے دلچسپ حالات قیمت فی جلد عہ۔ رعایتی عہ ۱۲ر

**دافع الزام** شاہ نظام الدین صاحب بریلوی پر جو تفضیلیت کا الزام لگایا جاتا ہے اسکا جواب قیمت ۳ر رعایتی ۲ر

**حملۂ صفدری** شاہ نظام الدین حسین صاحب رح کی ذات خاص کے متعلق بعض الزامات کا جواب قیمت ۸ر رعایتی ۶ر

**صمصام حیدری**۔ حملۂ صفدری کے جواب کا جواب۔ قیمت ۶ر رعایتی ۴ر

**الفاروق**۔ حضرت عمر فاروق رض کی شاندار سوانح عمری مولانا شبلی کے قلم سے۔ قیمت ۓ رعایتی عا

**الغزالی**۔ حضرت امام غزالی رح کی سوانح عمری۔ قیمت عہ رعایتی ۲ر

**سیرۃ النعمان** حضرت امام اعظم رح کی سوانح عمری قیمت عہ رعایتی عہ

**سوانح مولانا روم**۔ مولانا شبلی کے قلم سے قیمت عہ رعایتی عہ ۲ر

**اورنگ زیب عالمگیر**۔ مولانا شبلی رح کی لکھی وہ دلچسپ تاریخی کتاب جسمیں شاہ اورنگ زیب عالمگیر کو اُن الزامات سے بری ثابت کیا گیا ہے جو ہندوؤں نے انپر لگائے ہیں قیمت ۸ر رعایتی ۶ر

**رسائل شبلی** مولانا شبلی کے کئی رسالوں کا مجموعہ قیمت عہ رعایتی ۲ر

**المامون** خلیفہ مامون الرشید کی مکمل سوانح عمری قیمت عہ رعایتی عہ

**سفرنامہ مصر و شام** قیمت عہ رعایتی عہ

**بیان خسرو** امیر خسرو کے حالات ۱۲ر رعایتی ۹ر

مجموعۂ خداوند قیمت ۱۲ر رعایتی ۹ر
صبح زندگی " عہ " عہ ۲ر
شام زندگی " عہ " ۱۵ر
شب زندگی " عہ " ۱۲ر
" حصۂ دوم " عہ " ۱۲ر
نوحۂ زندگی " ۱۲ر " ۹ر
شاہد جوئے اعمالنامے " ۸ر " ۶ر
سراب مغرب " ۸ر " ۶ر
آفتاب دمشق " عہ " ۱۲ر
موءودہ " ۸ر " ۶ر
سمرنا کا چاند " عہ " ۱۵ر
منازل السائرہ " عہ " ۰۳ر
در شہوار " ۱۰ر " ...ر
انگوٹھی کا راز " ۸ر " ۶ر
فسانۂ سعید " ۱۰ر " ۰۷ر
جوہر عصمت " ۶ر " ۰۴ر
وداد قفس " ۶ر " ۰۴ر
مضامین مولانا ابوالکلام ۱۰ر " ۰۷ر
" حصۂ اول ۱۰ر " ۰۷ر
" " دوم ۱۲ر " ۹ر
حصۂ سوم ۱۲ر ۹ر حصۂ چہارم ۱۲ر ۹ر
حصۂ پنجم ۱۲ر ۹ر حصۂ ششم ۱۲ر ۹ر
مضامین گاندھی قیمت ۱۰ر رعایتی ۷ر
دعوت حق ۱ر ۰۴ر صدائے حق ۸ر ۶ر
حزب اللہ ۱۲ر ۹ر دعوت عمل ۸ر ۶ر
خطبات سیاسیہ ۸ر رعایتی ۶ر
خلافت اور انگلستان عہ " ۱۲ر
تقاریر مولانا محمد علی ۸ر " ۶ر
" حصۂ دوم ۸ر " ۶ر
مضامین لاجپت رای ۸ر " ۶ر
سوراج ۸ر ۶ر پالٹیکس ۴ر ۳ر
خطبہ مسٹر سی آر داس ۳ر رعایتی ۲ر
مولانا ابوالکلام کا مکمل بیان ۱۲ر ۹ر
جہاد اور اسلام ۶ر رعایتی ۰۴ر
سیاسی پیشینگوئی ۴ر " ۳ر

## ذیل کی کتابوں پر فی روپیہ دو آنہ رعایت ہے

اقبال وطن عہ عہ ۵ر
حسن معاشرت عہ عہ ۱۰ر
فغان اشرف عہ عہ ۵ر
نشاط عمر عہ عہ ۱۰ر
بچیوں کی دو دو باتیں عہ ۱۴ر

اصلاح معاشرت عہ عہ ۵ر
لخت جگر عہ ۱ر
زیور طفلاں عہ ۱۴ر
عصائے پیری عہ ۱۴ر
عزم بالجزم ۴ر ۰۳ر

دربار اکبری صہ۔ للعہ۔ سیرایران عہ عہ ۵ر
تحذان فارس قیمت عا رعایتی عا ۲ر
نگارستان فارس " ۓ " عا ۱۰ر
دیوان ذوق " عا " عہ ۱۲ر
مکتوبات آزاد " عہ " عہ ۲ر
آب حیات " ۓ " عا ۱۰ر
نصیحت کا کرنپھول " ۸ر " ۷ر
نیرنگ خیال کامل " عہ " عہ ۲ر
تذکرۂ علماء " ۵ر " ۰۴ر
نظم آزاد " ۸ر " ۷ر
قند پارسی " ۱۰ر " ۰۵ر
آموزگار فارسی " ۱۲ر " ۰۱۰ر
بیاض آزاد " عہ " ۱۴ر
عزیزوں کا اسرا " ۓ " عا ۱۰ر
اردوئے معلّے " عا " عا ۲ر
گلستان جلی " عا " عہ ۱۲ر

میلاد نامہ قیمت عہ رعایتی ۱۴ر
محرم نامہ " عہ " ۱۴ر
یزید نامہ " عہ " عہ ۱۰ر
طمانچہ بر رخسار یزید " عہ " ۱۴ر
کرشن بیتی " عہ " عہ ۱۰ر
غدر حصۂ اول " عہ " ۱۴ر
" " دوم " ۸ر " ۷ر
" " سوم " ۴ر " ۰۳ر
" " چہارم " عا " عہ ۱۲ر
" " پنجم " عہ " عہ ۱۰ر
" " ششم " ۴ر " ۰۳ر
" " ہفتم " ۱۲ر " ۰۱۰ر
" " ہشتم " عہ " ۱۴ر
فاطمی دعوت اسلام ۓ " عا ۱۰ر
گیارھویں نامہ ۱۲ر " ۰۱۰ر
بیوی کی تعلیم عہ " عہ ۱۰ر
بیوی کی تربیت عہ " ۱۴ر
اولاد کی شادی عہ " ۱۴ر
بچوں کی کہانیاں ۱۰ر " ۰۵ر
جگ بیتی ۱۰ر " ۰۵ر
خدائی الکم ٹیکس ۱۰ر " ۰۵ر
حزب البحر ۱۰ر " ۰۵ر

کم تو موت عہ رعایتی ۱۴ر
سی پارۂ دل عا " عہ ۱۲ر
چٹکیاں گدگدیاں ۱۲ر " ۰۱۰ر
اتالیق خطوط نویسی ۱۲ر " ۰۱۰ر
" حصۂ دوم و سوم ۱۲ر " ۰۱۰ر
سفرنامہ مصر و شام عا " عا ۲ر
سفرنامہ ہندوستان ۱۲ر " ۰۱۰ر
اُردو دعائیں ۸ر " ۷ر
مرشد کو سجدۂ تعظیم ۸ر " ۷ر
قرآن آسان قاعدہ ۸ر " ۷ر
خطوط اکبر عہ " عہ ۲ر
سیر دہلی کی معلومات ۱۲ر " ۰۱۰ر
قبروں کے غیبی نوشتے ۴ر " ۰۳ر
لاہوتی آپ بیتی ۲ر " ۰۱ر
آپ بیتی عہ " عہ ۱ر
حکم امام ۴ر " ۰۳ر
اسرار ۶ر " ۰۵ر
نظم الہام ۴ر " ۰۳ر
بزم معراج ۸ر " ۷ر
لڑائی کا گھر ۶ر " ۰۵ر
تسکین احساس ۸ر " ۷ر
اہلبیت کے معجزات ۴ر " ۰۳ر

## حمد

(از جناب ملک الکلام قوی امروہوی دہلی)

دیکھے تجھے بے پردہ کیا طاقت انسانی — وہ ذرۂ خاکستر، تو جلوۂ نورانی
ہر شے میں ترا جلوہ۔ کیا جلوہ نمائی ہے — ہر آنکھ سے پوشیدہ۔ یہ عالم پنہانی
یہ بُعد نہیں ملتا ڈھونڈو سے پتا تیرا — یہ قرب کہ ہر لحظہ ہے نزدِ رگِ جانی
قادر ہے توانا ہے، بے مثل و یگانہ ہے — خلاقِ زمانہ ہے تو مالکِ لاثانی
وہ نور ہے گویا جس پر ہے ناصیہ سا عالم — ہے خاک یہ، شاہوں کی رکھی ہوئی پیشانی
جذباتِ حقیقت ہم، ہو جاتے ہیں کچھ ظاہر — بس یہ ہے قوی اپنی معراجِ سخندانی

## جلوۂ توحید

ہر جگہ اُس کی جلوہ آرائی — کہ نئی شان سے نظر آئی
گلرخوں میں بحسن زیبائی — عاشقوں میں شریکِ رسوائی

یارِ من باکمال رعنائی
خود تماشا و خود تماشائی

چشمِ آفاق سے نہاں بھی نہیں — پھر یہ پردہ کہیں عیاں بھی نہیں
خاص اُسکا کوئی مکاں بھی نہیں — نہ ملے ایسا بے نشاں بھی نہیں

یارِ من باکمال رعنائی
خود تماشا و خود تماشائی

نور سے اُس کے ہی جہاں پُرنور — جابجا ہے اُسی کا رنگِ ظہور
گو ہے لاکھوں حجاب میں مستور — ہے تجلی مگر نظر کے حضور

یارِ من باکمال رعنائی
خود تماشا و خود تماشائی

## نعت

(از جناب حاجی مولوی سید تجمل حسین صاحب تجمل)

ترا رُخ جو ہو ضوفگن کملی والے — تو حیراں ہو مہرِ زمن کملی والے
جو دیکھیں تمہارا بھبن کملی والے — فدا ہوں حسینِ ختن کملی والے
تمنا یہ ہے میرے مرغِ نظر کی — مدینہ کا دیکھوں چمن کملی والے
بکھر جائیں انمول موتی زمیں پر — ذرا کھول دُرجِ دہن کملی والے
طبیبِ دلِ دردمندانِ عالم — حبیبِ خدائے زمن کملی والے
نکل بخشوانے کو ہم عاصیوں کے — لباسِ شفاعت پہن کملی والے
پھٹے جیب و دامن۔ کھلے داغِ وحشت — بڑھے میرا دیوانہ پن کملی والے
پلا دے یہ پیالہ شرابِ ولا کا — مٹا دے تو دل کی جلن کملی والے
جو حالت مری ہے وہ تو جانتا ہے — نہ دانستہ انجان بن کملی والے
سیہ کاروں کو زیرِ دامن چھپا لے — بحقِ حسین و حسن کملی والے
رسائی جو ہو منزلِ مدعا تک — اُتر جائے ساری تھکن کملی والے
اگر عاشقِ چشم کی دیکھے وحشت — ہرن کا ہو نشہ ہرن کملی والے
ترے بخت ہیں پیارے آقا ہمارے — محمدؐ، رسولِ زمن کملی والے
نہیں کوئی حامی مصیبت زدوں کا — غریبوں کا والی تو بن کملی والے
تمہاری تمنا کی بدولت تجمل — بنا شاہِ ملکِ سخن کملی والے

## رباعی

اے ہستیِ کائنات فیضِ دمِ تو — بیروں ز حدودِ کن فکاں عالمِ تو
جاں یافت جہاں ز میکدم زد آدم — کا مدعلم علامتِ مقدم تو

ملک الکلام

# تفسیر قرآن مجید

(گزشتہ سے پیوستہ)

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ۝

**ترجمہ**:- اور اگر تم کو اس کتاب کے متعلق جسے ہم نے اپنے بندہ پر اتارا ہے کچھ شک ہو تو اس کے مانند کوئی سورت تم ہی بنا لاؤ۔ اور اللہ کے سوا اپنے حمایتوں کو بھی ملا لو اگر تم سچے ہو لیکن اگر ایسا نہ کر سکو اور ہرگز نہ کر سکو گے تو اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں جو کافروں کے لئے طیار کی گئی ہے۔

**تشریح الفاظ**:- نزّلنا (از تنزیل) نزول کے معنی ہیں اوپر سے کسی چیز کا اترنا۔ اسی لئے قرآن پاک مراد ہے جو حضرت جبرئیل کے توسط سے سرورِ عالم پر نازل ہوا۔ انزال کے معنی ہیں کسی شے کا یکدم نازل کرنا لیکن تنزیل کے معنی ہیں درجہ بدرجہ اور تھوڑا تھوڑا نازل کرنا۔ اگرچہ قرآن مجید لوح محفوظ سے یکبارگی نازل ہوا لیکن یہ نزول بیت المعمور میں تھا جو پہلے آسمان پر ہے اور پھر بیت المعمور سے آنحضرت کے پاس حسب ضرورت وقتاً فوقتاً ٹکڑے ٹکڑے ہو کر آیا۔ **سورۃ**:- قرآن مجید کے اس حصہ و ٹکڑے کا نام ہے جس میں کم سے کم تین آیتیں ہوں اور اس کا کوئی نام ہو جیسے اخلاص عصر وغیرہ۔ **شہداء** (جمع شہید) حاضر۔ گواہ۔ حاکم۔ مددگار۔ اس جگہ شہید اس قدر فصیح و بلیغ واقع ہوا ہے کہ یہ سب معانی ادا کر رہا ہے یعنی منکرین سے ارشاد ہوتا ہے کہ تم ان لوگوں کو جو بڑے فصیح و بلیغ ہیں بلا لو اُن لوگوں کی مدد حاصل کرو جنکو تم اپنے خیال باطل میں اپنا معبود اور اپنا کرنیوالا سمجھتے ہو اور قرآن پاک کی طرح ایک ٹکڑا بنا کر لاؤ اگر کوئی معبود [illegible] کے سامنے کو۔ اور دیکھو کہ تم اپنے دعوے میں کیسے ناکام رہے۔ **وقود**:- ایندھن۔ وہ چیز جو آگ میں جلائی جائے اور وہ چیز جس کے جلانے سے آگ اور زیادہ تیزی پکڑتی ہے۔ **حجارہ**:- پتھر۔ گندھک کے پتھر جو آگ کو خوب مشتعل کر دیتے ہیں۔ کفار بت جنکو وہ اپنا معبود اور مددگار سمجھتے تھے۔ **اعداد**:- تیار کرنا۔ بالکل آمادہ و مکمل رکھنا۔

**تفسیر**:- آیات ماسبق میں بندوں کو خدائے واحد کے بیشمار احسانات جتا کر عبادت کی طرف توجہ دلائی گئی تھی اور یہ ارشاد ہوا تھا کہ اُن نعمتوں کے باعث کہ اُس خالق یکتا اور خدائے بے ہمتا کی وحدانیت اور یکتائی میں کسی دوسرے کو شریک نہ کرو۔ اُسے وحدہٗ لاشریک سمجھو اور اُس کے [illegible] رسول برحق تسلیم کرو چنانچہ الٓمّٓ بالائی میں سرور عالم کا رسول برحق ہونا اس انداز سے ثابت کیا گیا ہے کہ ساتھ ہی ساتھ قرآن پاک ایک معجزہ قرار پایا۔ ارشاد ہوا کہ ہم نے اپنے بندہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر جو کتاب نازل کی ہے اگر اس کے متعلق تمہیں کچھ شک ہے یعنی تم خیال کرتے ہو کہ یہ کتاب خدا کی کتاب نہیں بلکہ حضرت نے خود بنالی ہے تو تم بھی ایسا کر دکھاؤ۔ پوری کتاب کا بنانا تو ایک طرف تم اسطرح کی ایک سورت ہی بنا لاؤ۔ اور صرف ایک شخص نہیں بلکہ تمام فصیح و بلیغ اور ناثر و ناظم اشخاص کو جمع کر لو اور سب مل کر کوشش سے چند آیتیں تصنیف کریں۔ اپنے معبودوں اور بتوں جنکو خدا کے قدوس کے سوا تم نے بنا رکھا ہے مدد لو۔ غرض جسطرح ممکن ہو قرآن پاک کے مانند چند آیات تصنیف کرو اور اگر تم سچے ہو اور تمہارا یہ خیال درست ہے کہ قرآن مجید خدا کی طرف سے نہیں ہے بلکہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے خود تصنیف کر لیا ہے تو اپنے اس قول کو ثابت کر دکھاؤ۔ نبی کریم اُمّی ہیں۔ گوشہ نشین ہیں۔ میلوں اور جلسوں میں جن کی شرکت معلومات اور ادبی قابلیت پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے [illegible] ہمیشہ عبادت الٰہی میں مشغول رہتے ہیں اس کے برخلاف تم لوگ لکھے پڑھے ہو شعر و سخن کے جلسوں میں شریک ہو کر علم و ادب کی مشق حاصل کرتے ہو پس آنحضرت کی نسبت تمہارے لئے زیادہ آسان ہے کہ تم فصیح و بلیغ کلام تصنیف کر لو۔ لیکن ان باتوں کے باوجود اگر تم ایسا نہ کر سکو اور ہرگز نہ کر سکو گے کیونکہ قرآن پاک خدا کی جانب سے نازل کیا ہوا ہے اور اُس کی نقل انسانی طاقت سے بالاتر ہے تو پھر تمہیں چاہیئے کہ سرور عالم کے حضور میں سر تسلیم خم کر دو۔ خدا کی وحدانیت اور رسول امی لقب کی رسالت پر ایمان لاؤ۔ اور اگر تم جان بوجھ کر ایسا نہیں کرتے تو دوزخ کی آگ سے ڈرو جس میں گنہگار انسانوں کو اور پتھروں کو ایندھن کی جگہ جلایا جائیگا۔

[illegible] اس آگ کی شدت کا اندازہ کیا ہے وہ اس خوفناک آگ کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ یہ پتھر گندھک کے ہونگے جو آگ کی تیزی کو حد سے زیادہ بڑھا دینگے اور وہ بت ہونگے جنکو تم نے اپنا معبود بنا رکھا ہے۔ تم جب ان کو اپنے ساتھ جلتے ہوئے دیکھو گے تو تمہاری آنکھیں کھلیں گی اور معلوم ہوگی کہ ہم کیسی غلطی اور غفلت میں مبتلا تھے۔ ان آیات کریمہ سے بڑی فصاحت اور بلاغت کے ساتھ قرآن پاک کا زبردست معجزہ ہونا۔ خدا کے سوا تمام معبودوں کی عبادت کا بطلان۔ قیامت تک قرآن کا جواب کسی سے نہ ہو سکنا دوزخ کا ہر وقت تیار رہنا اور اُس میں بحالت عذاب منکرین کا اپنے بتوں کے ساتھ ایندھن کے طور پر جلنا ثابت ہوتا ہے۔

(باقی آئندہ)

# شرح مثنوی مولینا روم

(گذشتہ سے پیوستہ)

## قال الطعمی فانی جائع فاعجل فالوقت سیف قاطع

ترجمہ:۔ روح نے کہا مجھے غذا دیجئے کیونکہ میں بھوکی ہوں۔ اور عجلت کر کیونکہ وقت کاٹنے والی تلوار ہے۔

لغات:۔ اطعم (صیغہ امر از اطعام۔ کھلانا) نی۔ مجھ کو۔ ف۔ پس۔ کیونکہ۔ جائع (از جوع۔ بھوک) بھوکا۔ اعجل (صیغہ امر از اعتعال۔ عجلت اختیار کرنا۔ جلدی کرنا) سیف تلوار۔ قاطع (از قطع۔ کاٹنا) کاٹنے والی تیز۔ بُرّاں۔

مطلب:۔ روح مولانا سے کہتی ہے کہ حضرت اِنکار نہ کیجئے میں تو بھوک سے بیتاب ہوں اور آپ میری غذا یعنی پیر و مرشد کے ذکر کے لئے ... جو اعتراض کرتے ہیں یہ ... عطا کیجئے کیونکہ ... کا اعتبار نہیں۔ وقت ایک تیز تلوار سے مشابہت رکھتا ہے جو محسوس تیزی کے ساتھ گزر رہا ہے پس فرصت کا جو لمحہ مل جائے اُسے غنیمت سمجھنا چاہئے۔

## صوفی ابن الوقت باشد اے رفیق نیست فردا گفتن از شرط طریق

ترجمہ:۔ اے یار دوست! صوفی تو ابن الوقت ہوتا ہے فردا کہنا طریقت کا شیوہ نہیں

لغات:۔ صوفی۔ منسوب بہ صوف یعنی پشمینہ پوش کمل استعمال کرنے والا چونکہ صوفی دنیا اور اُسکی آرائش کو ... اور موٹا ... ہی سی کپڑے کے معمولی کمبل وغیرہ استعمال کرتے ہیں اس لئے اس ظاہری پوشش کی بنا پر انہیں صوفی کہا جانے لگا۔ اصطلاحاً صوفی اس شخص کو کہتے ہیں جسکا دل ما سوی اللہ سے خالی ہو اور اُسے ذکر الٰہی کے سوا کسی بات سے سروکار نہ ہو۔ ابن الوقت۔ وقت کا بیٹا۔ وقت کا اُسی طرح پابند جسطرح بیٹا باپ کے احکام کا پابند ہوتا ہے۔ اس جگہ ابن الوقت کے یہ معنی ہیں کہ وقت کا ایک لمحہ برباد نہ کیا جائے اور ہر لحظہ یاد خدا میں دل کو مشغول رکھا جائے۔

مطلب:۔ روح مولانا سے کہتی ہے کہ حضرت آپ صوفی ہیں۔ صوفی ابن الوقت ہوتا ہے یعنی ہر وقت یاد الٰہی میں مشغول رہتا ہے۔ ایسی حالت میں آج اور کل کی تفریق کا کیا مطلب ہے۔ جس کام میں آپ کو ... وقت مصروف ہونا چاہئے اُسے آپ "کل" پر کیوں موقوف کرتے ہیں۔ یہ کونسی طریقت اور سلوک کی کونسی راہ و رسم ہے۔

## تو مگر خود مرد صوفی نیستی نقد را از نسیہ خیزد نیستی

ترجمہ:۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ صوفی نہیں ہیں۔ نقد کو تو اُدھار سے نقصان پہنچتا ہے۔

لغات:۔ نسیہ۔ قرض۔ اُدھار

مطلب:۔ یہ شعر شعر سابق سے مسلسل ہے۔ روح نے پہلے صوفی کا ... مولانا سے کہتی ہے کہ جب آپ ... طریقہ کے خلاف عمل کرتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ آپ صوفی نہیں ہیں ورنہ نقد کی جگہ ادھار پر رضامند نہ ہوتے۔ حضرت اُدھار سے تو نقد کا سراسر نقصان ہے۔

## گفتمش پوشیدہ خوشتر سرِ یار خود تو در ضمن حکایت گوش دار

ترجمہ:۔ میں نے روح سے کہا کہ دوست کا راز مخفی ہی اچھا ہے۔ تو حکایت میں ضمنی طور پر غور کرتی رہ۔

مطلب:۔ اس شعر میں مولانا روح کو جو پیر و مرشد کے تذکرہ کے لئے بیقرار ہو رہی تھی جواب دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دوست کا راز برملا اور آشکار کرنا مناسب نہیں ان باتوں کا پوشیدہ رہنا ہی بہتر ہے۔ اگر تو ایسی ہی مشتاق ہے تو حکایت کے مطالب و معانی پر غور کرتی رہ۔ حکایت کے ضمن میں تجھے تیری مراد بھی مل جائیگی۔

## خوشتر آں باشد کہ سرِ دلبراں گفتہ آید در حدیث دیگراں

ترجمہ:۔ یہ بہت اچھا ہے کہ محبوب کا راز دوسروں کی داستان میں آجائے۔

لغات:۔ ... بیان۔ داستان۔ گفتہ۔ بات چیت۔

مطلب:۔ یہ شعر شعر سابق سے مربوط ہے۔ مولانا روح سے فرماتے ہیں کہ دوست کے ... علی الاعلان اور علی‌ٰ بیان کرنے کی نسبت یہ بہت اچھا ہے کہ وہ دوسروں کی داستان میں پردہ اور اخفا کے ساتھ ضمناً بیان کئے جائیں۔

## گفت مکشوف و برہنہ بی غلول بازگو دفعم مدہ اے بوالفضول

ترجمہ:۔ روح نے کہا کہ کھلا کھلا بے کم و کاست حال بیان کیجئے اور زیادہ باتیں بنا کر مجھے ... د

لغات:۔ مکشوف (از کشف) کھلا ہوا۔ غلول۔ آمیزش۔ گھٹانا بڑھانا۔ بے غلول۔ بے کم و کاست۔ بوالفضول۔ بیہودہ گو۔ فضول گو۔ زیادہ باتیں بنانے والا۔

مطلب:۔ مولانا یہ سنکر کہ میں ضمناً حکایت میں حضرت پیر کی توصیف و ثنا یا اسرار وحدت بیان کرونگا۔ روح نے دراز بلکہ کہتی ہے کہ نہیں جناب یہ بات مجھے پسند نہیں بس اب آپ بہت باتیں نہ بنائیے اور کہتا ہوں ٹھیک ٹھیک اور بالکل کھلے ہوئے الفاظ میں حضرت پیر و مرشد کا حال اور وحدت کے اسرار بیان فرمائیے۔

## پردہ بردار و برہنہ گو کہ من می نگنجم با صنم با پیرہن

ترجمہ:۔ پردہ اٹھا دیجئے اور صاف صاف کہئے کیونکہ میں پیرہن ہوتے ہوئے محبوب کے ساتھ نہیں سما سکتا۔

لغات:۔ صنم۔ بت۔ معشوق۔ محبوب۔ پیرہن۔ کرتہ۔ کپڑا۔ ۳۳

# شرح دیوانِ حافظ

(سلسلہ ماہ گذشتہ)

**بدعا آمدہ ام ہم بدعاؤ برآر کہ وفا با تو قرین باد و خدایار شما**

ترجمہ۔ میں دعا کرتا ہوں تم بھی دعا کے لئے ہاتھ اٹھاؤ کہ تم وفادار رہو اور خدا میرا مددگار ہو۔

لغات:۔ قرین۔ نزدیک۔ پاس یار۔ مددگار۔ معاون۔

مطلب:۔ ظاہر ہے کہ انسان اُس چیز کی تمنا کرتا ہے اور اُس شے کے لئے دست بدعا ہوتا ہے جو اُسے میسر نہیں ہوتی۔ پس شعر سے ظاہر ہے کہ عاشق کو دو چیزیں میسر نہیں ایک وفائے محبوب اور دوسرے اطمینان خاطر یا بفقدانِ خدا کی یاد۔ پس وہ ان دونوں باتوں کیلئے خدا کی جناب میں دعا کرتا ہے۔ در نہایت لطیف انداز کے ساتھ جس سے معشوق کا دل متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا اُسے بھی ایسی دعائیں کرنا چاہتا ہے چنانچہ کہتا ہے کہ آؤ ہم تم مل کر بارگاہ الٰہی میں یہ دعا کریں کہ تم کو وفاداری اور مجھ کو خدا کی امداد نصیب ہو۔

**گر ہمہ خلق جہان بر من و تو حیف خورند بکشد از ہمہ انصاف ستم داور ما**

ترجمہ۔ اگر تمام دنیا میرے تمہارے تعلقات پر رشک کر رہی ہے تو خدا اُسکا بدلہ لے گا۔

لغات:۔ حیف۔ افسوس۔ ظلم و ستم۔

مطلب: عاشق محبوب کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ مجھ پر اور تجھ پر دنیا از راہ رشک جو ظلم کر رہی ہے اور مجھے ان تعلقات سے جو ناگواری پیدا ہو رہی ہے اُسکا بدلہ خدا لینے والا ہے۔

**بسرت گر ہمہ عالم بسرم تیغ زنند نتوان برد ہوائے تو برون از سر ما**

ترجمہ۔ تیری سر کی قسم اگر ساری دنیا بھی ہنگامہ برپا کرے تو بھی میرے سر سے تیری تمنا نہیں جا سکتی۔

لغات:۔ ب۔ قسم ہے۔ ہوا۔ خواہش۔ تمنا۔ محبت۔ خیال۔

مطلب:۔ تیری محبت میرے دل میں ایسی مستحکم اور تیرا خیال میرے دماغ میں اس قدر اُستوار ہے کہ اگر ساری دنیا بھی مخالفت اور ہنگامہ آرائی پر آمادہ ہو جائے تو یہ محبت میرے دل سے اور یہ خیال میرے دماغ سے جدا نہیں ہو سکتا۔

**فلک آوارہ بہر سو کندم می دانی رشک می آیدش از صحبت جان پرور ما**

ترجمہ۔ آسمان مجھے ہر طرف آوارہ پھرا رہا ہے۔ گویا اُسے میری تمہاری روح پرور ہمنشینی پر رشک آتا ہے

مطلب۔ آسمان جو ہمیشہ سے عشاق کا دشمن اور عاشق و محبوب کی ہمنشینی کا مخالف ہے مجھے چین سے بیٹھنے نہیں دیتا اور تم سے جدا ہونے پر مجبور کر رہا ہے۔ تمہیں کچھ

خبر ہے کہ اس کا باعث کیا ہے؟ اسکا باعث یہ ہے کہ اسے ہماری صحت جاں پرور پر رشک آتا ہی

**دردمندیم خبر میدہد از سوز دل دہن خشک و لب تشنہ و چشم تر ما**

ترجمہ۔ ہم بیمار ہیں لب و دہن کی خشکی اور آنکھوں کی نمی ہمارے سوز باطنی کی خبر دیتی ہے

مطلب:۔ شعر میں عاشق کے اضطرابِ قلبی کی تصویر دکھائی گئی ہے۔ اور اُسکی ظاہری حالت سے باطنی حالت کا اندازہ کیا گیا ہے چنانچہ اُسکا منہ سوکھ رہا ہے لب خشک ہو رہے ہیں اور آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں جس سے اُسکی دلی سوزش اور اندرونی بیتابی کا سراغ ملتا ہے اور وہ اپنی زبان سے کچھ نہ کہے تو بھی یقین ہوتا ہے کہ وہ بخود دردمند اور بیتاب ہے۔

**تا ز وصف رخ زیبا تو دم زد قلمم ورق گل خجل است از ورق دفتر ما**

ترجمہ:۔ جب سے تمہارے رخ زیبا کی تعریف لکھی ہے اُسوقت سے گلاب کی پتیاں ہمارے لکھے ہوئے اوراق سے شرما رہی ہیں۔

مطلب:۔ محبوب پھول سے چہرے کی دلربائی اور رعنائی کی تعریف لکھنے سے صفحہ کاغذ ایسا دلربا اور خوشنما ہو گیا کہ گلاب کی پتیوں میں وہ رنگینی اور تازہ آفرینی نہیں پائی جاتی۔ چنانچہ گلاب کی پتیاں کاغذ کے ان اوراق سے شرما رہی ہیں۔

**زود باشد کہ بیاید بسلامت یارم ای خوش آن روز کہ آید بسلامت بر ما**

ترجمہ۔ کہیں جلد ایسا ہو کہ ہمارا دوست سلامتی کے ساتھ آجائے۔ کیسا اچھا دن ہوگا کہ وہ صحیح سلامت ہمارے سامنے آئیگا۔

مطلب:۔ پہلے اشعار کے مضمون سے ظاہر ہوتا ہے کہ حافظ صاحب خود کسی جبری سفر پر آمادہ ہیں اور محبوب سے وداعی کلمات کہہ رہے ہیں لیکن اس شعر سے معلوم ہوتا ہے کہ محبوب سفر میں ہے اور یہ اُسکے منتظر ہیں۔ بہر حال شعر کا مطلب یہ ہے کہ عاشق ہمہ تن شوق و انتظار بنکر دیکھ رہا ہے اور کہتا ہے کہ کہیں جلدی مسرت حاصل ہو کہ محبوب صحت و سلامتی کے ساتھ میرے پاس آئے۔

**ہر کہ گوید کہ کجا رفت خدارا حافظ گو بزاری سفری کرد و برفت از بر ما**

ترجمہ:۔ کوئی کہے کہ خدا کے لئے بتاؤ حافظ کہاں گیا تو کہہ دو کہ وہ آمادۂ سفر ہوا اور ہمارے پاس سے چلا گیا۔

مطلب:۔ حافظ صاحب محبوب سے کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص حافظ کے متعلق دریافت حال کرے تو کہدیا کہ اُس نے گریہ و زاری کے ساتھ سفر اختیار کیا۔ چونکہ شعر ماسبق میں

# شرح گلستاں

(گزشتہ سے پیوستہ)

**آں پیر لاشہ راکہ سپردند زیر خاک  خاکش چناں بخورد کزو استخواں نماند**

**ترجمہ:** - وہ پیر ضعیف جسے خاک کے نیچے سپرد کیا تھا اُسے خاک نے ایسا کھایا کہ ہڈیاں بھی نہ رہیں۔

**لغات:** - لاشہ- کمزور- لاغر- قالب- تن- نعش- استخوان (مرکب است وخوان) است- پھینکنا- خوان- دسترخوان یعنی دسترخوان کی پھینکی ہوئی- ہڈی-

**مطلب:** - شارحین نے اس شعر کے مختلف معانی لکھے ہیں اور بعض نے یہ دلچسپ حکایت بھی لکھی ہے کہ جب نوشیرواں اپنا ایوان شاہی تعمیر کر رہا تھا ایک ضعیفہ کا مکان ایک گوشہ پر واقع ہونے سے ایوان میں کجی باقی رہتی تھی- نوشیرواں نے قصر کا یہ نقص گوارہ کر لیا لیکن اُس ضعیفہ کو تکلیف نہیں دی- جن شارح نے یہ حکایت بیان کی ہے اُن کے نزدیک "پیر لاشہ" سے وہی ضعیفہ مُراد ہے- بعض لکھتے ہیں کہ پیر لاشہ سے گدھا مراد ہے- بعض کے نزدیک خود نوشیرواں کی ذات مقصود ہے- لیکن اِن تکلفات کی چنداں ضرورت نہیں معلوم ہوتی- شعر کے الفاظ سے جو مطلب سمجھا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ انسان کی ہستی بالکل فانی ہے- اور جب اُسے سپرد خاک کر دیا جاتا ہے تو زمین کے شور ذرات اُس کے پوست و استخوان سب کو نیست و نابود کر دیتے ہیں پس ایسی بے نام و نشان ہو جانے والی ہستی کے لئے مناسب ہے کہ اعمال نیک سے اپنی حیات و بقا کا سامان کرے۔

**زندست نام فرخ نوشیرواں بعدل  گرچہ بسے گزشت کہ نوشیرواں نماند**

**ترجمہ:** - نوشیرواں کا مبارک نام عدل کی وجہ سے زندہ ہے اگرچہ نوشیرواں کو فنا ہوئے عرصہ دراز گزر چکا ہے۔

**لغات:** - فرخ- (مرکب فر و رخ) خندہ رو- مبارک- نوشیرواں- ایران کے ایک نامور بادشاہ کا نام ہے جس نے عدل و انصاف میں بڑی شہرت حاصل کی تھی- چنانچہ پیغمبر اسلام نے بطور فخر فرمایا ہے کہ "میں ایک عادل بادشاہ کے عہد میں پیدا ہوا ہوں"

**مطلب:** - انسان فانی ہے لیکن اُس کے اعمال نیک باقی اور زندہ رہتے ہیں- چنانچہ نوشیرواں کو دنیا سے رحلت کئے ہوئے اور خاک میں ملے ہوئے زمانہ دراز گزر گیا لیکن چونکہ وہ عادل تھا اور اپنے عدل سے خلق خدا کو فائدہ پہونچاتا تھا اس لئے اُسکا نام اب تک زندہ ہے۔

**خیری کن اے فلان و غنیمت شمار عمر  زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند**

**ترجمہ:** - عمر کو غنیمت سمجھو اور اس سے پہلے کہ تمہارے فنا ہونے کی صدا بلند ہو نیکی کر لو۔

**لغات:** - خیر- نیکی- بھلائی- فلان- ایک نامعلوم شخص ایک نامعلوم شخص کو مخاطب کرنے کے لئے خطاب- فلانے- او میاں- بانگ- آواز- صدا-

**مطلب:** - یہ شعر اشعار ماسبق کا نتیجہ ہے- نوشیرواں کی حکایت اور دنیا کی بے ثباتی بیان کر کے فرماتے ہیں کہ جب دنیا ایسی بے ثبات ہے اور تم کو ایک دن فنا ہو جانا ہے تو نیکی میں عجلت کرو اور مرنے سے پہلے کوئی ایسی بھلائی کر جاؤ جو تمہاری نیکنامی اور حیات جاوید کا باعث ہو۔

## حکایت

**ملک زادہ را شنیدم کہ کوتاہ بود و حقیر و دیگر برادرانش بلند و خوبروئے**

**ترجمہ:** - میں نے ایک شاہزادہ کے متعلق سُنا ہے کہ پستہ قامت اور کم رو تھا حالانکہ اُس کے دوسرے بھائی بلند قامت اور خوبصورت تھے۔

**لغات:** - کوتاہ- چھوٹا- پستہ قامت- ٹھگنا- حقیر- کم رو- بلند- اونچا- اچھے قد کا- بلند بالا- بلند قامت-

**مطلب:** - حضرت سعدی ایک شہزادہ کی حکایت بیان کرتے ہیں کہ وہ بہت ہی کم رو معمولی شکل و صورت کا اور پستہ قد تھا- اس کے برخلاف اُس کے دوسرے بھائی نہایت شکیل خوبصورت تنومند اور بلند قامت تھے۔

**بارے پدر بکراہیت و استحقار درو نظر ہمی کرد**

**ترجمہ:** - ایک دفعہ باپ شہزادہ کو حقارت اور کراہت کے ساتھ دیکھ رہا تھا۔

**لغات:** - کراہت- ناپسندیدگی- استحقار- کم سمجھنا- حقیر سمجھنا-

**مطلب:** - ایک دفعہ شاہزادہ اپنے والد کی خدمت میں حاضر تھا- بادشاہ نے شاہزادے کی طرف اس انداز سے دیکھا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ اُسے نہایت حقیر اور کم رتبہ خیال کرتا ہے

**پسر بفراست و استبصار بجائے آورد و گفت**

**ترجمہ:** - شاہزادہ نے تیز طبعی اور ہوشمندی سے یہ بات معلوم کر لی اور کہا۔

**لغات:** - فراست- دانائی- زیرکی- تہ کو پہنچ جانا- قیافہ شناسی- استبصار- ہوشمندی- دانائی

**مطلب:** - لڑکا باپ کے اس انداز کو سمجھ گیا اور اُس نے عقل و ہوشمندی کے زور سے بادشاہ کے دلی خیالات معلوم کر کے کہا۔

**اے پدر کوتاہ خردمند بہ کہ نادان بلند- نہ ہر چہ بقامت مہتر بقیمت بہتر**

**ترجمہ:** - والد صاحب، کوتاہ قامت عقلمند بلند قامت نادانوں سے بہتر ہیں- ہر وہ چیز جو قد میں بڑی ہے قیمت میں بھی بڑی نہیں ہوتی۔

**لغات:** - مہتر- سردار- بزرگ- بڑا-

**مطلب:** - لڑکے نے باپ کے خیالات معلوم کر کے کہا کہ آپ جو مجھے میری پستہ قامتی اور کم روئی کی وجہ سے حقیر سمجھ رہے ہیں آپ کا یہ خیال درست نہیں کیونکہ آدمی اگر کوتاہ قامت لیکن عقلمند ہو تو اُس بلند بالا جوان سے کہیں بہتر ہے جو بلند قامت تو ہو لیکن ساتھ ہی بے وقوف ہو یہ ضروری نہیں کہ جو چیز قد و قامت اور جسامت میں بڑی ہو وہ قیمت میں بھی بڑی ہو ؎

آدمیت سے ہے بالا آدمی کا مرتبہ
پست ہمت یہ نہ ہو گر پست قامت ہو تو ہو

(باقی ہے)

# وارداتِ قلب

اگر تمہیں کوئی شخص کسی بڑے خطرہ سے آگاہ کر دے تو تم اُس کے رہینِ منت ہو گے پھر تم "بیماری" سے کیوں گھبراتے ہو؟ یہ تمہاری سب سے بڑی شفیق ہے۔ جو بظاہر تمہاری معلم ہو۔ یہ صرف اس لئے آتی ہے کہ تمہیں گہری نیند سے چونکا دے اور جن فرائض کو تم نے فراموش کر رکھا ہو اُن کی یاد دلا دے۔ معمولی سے معمولی شکایت بھی تمہاری اُس نازک زندگی کا خاتمہ کر دینے کے لئے کافی ہے جس کا مدار ہوا کے ایک باریک تار پر ہے۔ درد کی ایک چمک - ہوا کی ایک گردش اور دل کی ایک غیر معمولی جنبش وجود و عدم کی سرحدیں ملا دیتی ہے۔ لیکن ایسے زبردست خطرہ سے تم بال بال بچ جاتے ہو اور بیماری سے نجات پا جاتے ہو تو اس کے یہ معنی ہیں کہ کارکنانِ قضا نے تمہیں ایک بار متنبہ کر کے کچھ مہلت دی ہے تاکہ تم دین و دنیا کے بگڑے ہوئے کاموں کو سنوار لو۔ اور میدانِ عمل کا جو حصہ تمہاری دوڑ دھوپ سے باقی رہ گیا ہے اُسے طے کر لو۔ اگر تندرستی پر اِس کے سوا کہ تمہیں کچھ مہلت اور مل گئی ہے کوئی اور وجہ مسرت ہے تو غلطی پر مبنی ہے۔

لیکن افسوس بہت کم ایسے لوگ ہیں جو بیماریوں سے عبرت حاصل کرتے ہوں۔ وہ جتنے عرصہ تک بیمار رہتے ہیں اور جب تک اُن کی حالت موت اور زندگی کے درمیان رہتی ہے اُسوقت تک اُن کا دل پاک ارادوں اور نیک ولولوں سے لبریز رہتا ہے لیکن جب تندرستی کا نیا خون رگوں میں آتا ہے - اور دل کو حیات نو کی تازہ حرکتیں میسر ہوتی ہیں تو اُن کے خیالات بدل جاتے ہیں - وہ پھر غفلت کے ظلمات میں غرق ہو جاتے ہیں اور بیماری کے مشفقانہ پند و وعظ کو فراموش کر دیتے ہیں۔ چند روز کے بعد بیماری کا فرشتہ پھر غفلت کی رگوں میں نشتر دیتا ہے اور مرض اُن کو پھر متنبہ کرتا ہے لیکن پھر اُن کی یہی حالت ہوتی ہے۔ آخرکار ایک دن یہ تنبیہ سزا کی آخری صورت اختیار کرتی ہے اور زندگی یہ پیاری زندگی جو ہزارہا نیکیوں کا سرچشمہ ہے ہمیشہ کے لئے ختم ہو جاتی ہے۔

——— « « ✲ » » ———

یہ بات تو بہت مشکل ہے کہ تم خدا کو دیکھو لیکن ایسا بھی تو نہیں کہ تم یقین رکھو کہ آسمان کی بلندیوں سے ایک آنکھ تمہیں دیکھ رہی ہے اور ایک ہستی ہے جو تمہارے نیک و بد پر نظر رکھتی ہے - تمہارا ایمان ہے کہ خدا حاضر و ناظر ہے - لیکن تم عملی طور پر ایسا نہیں سمجھتے۔ خدا کو حاضر و ناظر سمجھنے سے ضمیر کو نئی زندگی نصیب ہوتی ہے - اور کسی گناہ کا سرزد ہونا غیر ممکن ہے - اگر پولیس کے چند آدمی کسی شخص کے ہمراہ ہوں اور رات دن میں کسی وقت اُسے تنہا نہ چھوڑیں تو ظاہر ہے کہ وہ کبھی چوری نہیں کر سکتا۔ پس اگر کسی شخص کے دل میں یہ خیال قائم رہے کہ خدا حاضر و ناظر ہے تو اُسکو برائی کی جرأت نہیں ہو سکتی۔

بازار میں کوئی شخص دو خوبصورت چڑیاں لے جائے - ایک زندہ ہو اور ایک مُردہ زندہ چڑیا اور مُردہ چڑیا میں زندگی اور موت کے سوا کوئی فرق نہیں - دونوں حسین ہیں - دونوں کے پر رنگین اور خوبصورت ہیں - دونوں کا ایک نام ہے - لیکن بازار میں زندہ چڑیا کی قیمت لگتی ہے - مُردہ چڑیا کو کوئی نہیں پوچھتا اور مفت بھی نہیں لینا چاہتا - یہی حال اُن کاموں کا ہے جن میں خلوص کی روح نہیں ہوتی - یہی حال اُن عبادتوں کا ہے جو قلبی توجہ سے خالی ہیں - وہ نماز جس میں دل خدا کی طرف متوجہ نہ ہو - جس میں خلوص نہ ہو - اور جو مخلوق کو دکھانے کے لئے پڑھی جائے ثواب کی جگہ عذاب کا باعث ہے۔

——— « « ✲ » » ———

تمہاری آنکھیں بڑی رسیلی نشیلی اور البیلی تھیں - تمہیں ان پر بڑا ناز تھا دھوپ میں نکلے - گرمی سے آشوب کر آئیں - دوا استعمال کی - اُلٹا اثر ہوا - دو دو ہفتے میں پتلی پر جالا آگیا - وہ آنکھیں جو بجلیاں گراتی تھیں اب دیکھنے کو ترستی ہیں - اللہ اللہ تم کو خدا نے کیسی گویائی دی تھی - جس مجمع میں گفتگو کا اتفاق ہوا دلوں کو تسخیر کر لیا - ایک دن چائے پی رہے تھے - زبان پر ایک چھالا پڑ گیا - دو چار دن میں خود بخود اچھا ہو جاتا لیکن احتیاطاً دوا لگائی - دوا سے اچھا خاصہ زخم بن گیا اور پھر یہاں تک پھیلا کہ میڈیکل کالج میں زبان نکلوا ڈالنی پڑی - اب بات کرنی محال ہے - آہ معلوم ہوا کہ جس بات پر فخر تھا وہ عضلات کی گردش کا ایک کرشمہ تھا - کل کی بات ہے - تم کسقدر تنومند اور صحیح القوی تھے - کیسے ڈھلے ہوئے ہاتھ پاؤں تھے - ورزش نے جسم کو کیسا سڈول اور خوبصورت بنا دیا تھا - جلسوں میں تمہیں تم نظر آتے تھے - بازوؤں میں مچھلیاں اُٹھتی تھیں - تم اپنے تناسب اعضا - جامہ زیبی - اور قوت جسمانی پر کسقدر اتراتے تھے - مگر افسوس کہ موسم کے ادنیٰ تغیر نے اس غرور کو خاک میں ملا دیا - تم ایک دفعہ بارش میں بھیگے - ملیریا بخار میں مبتلا ہوئے اور ابھی اچھی طرح بخار نہیں اُترا تھا کہ طاقت و جوانی کے بھروسہ پر ٹھنڈے پانی سے نہا لئے - ساری بدن میں درد پیدا ہو گیا - سرد و گرم روغنوں کی مالش سے رفتہ رفتہ وجع مفاصل کی شکایت پیدا ہو گئی ہے اب یہ حالت ہے کہ سہارے کے بغیر دو قدم چلنا دشوار ہے -

——— « « ✲ » » ———

بعض ارباب ہوس کو یہ وہم ہو گیا ہے کہ مسلمانوں کی مالی حالت سود نہ لینے سے تباہ ہو رہی ہے وہ کھلم کھلا شریعت کی مخالفت تو نہیں کرتے کیونکہ اُنہیں عامۂ مسلمین کے خلاف ہو جانے کا اندیشہ ہے اِس لئے شرعی مسائل میں تحریف کر کے جواز کے پہلو نکال لیتے ہیں اور جس بات کو اسلام نے قطعی حرام قرار دیا ہو اُسے حلال کرنا چاہتے ہیں - اُن کا خیال ہے کہ اگر

مسلمان سود لینے لگینگے تو اُنکی ملی حالت سنور جائیگی۔ مثال میں وہ ہندو کو پیش کرتے ہیں جنکی حالت مسلمانوں سے بہتر ہے اور اس بہتری کا سبب صرف یہ ہے کہ وہ سود لیتے ہیں۔

اِنمیں سے بعض نکلت پسند لوگ کہتے ہیں کہ مسلمانوں سے تو نہیں غیر مسلم یعنی ہندوؤں اور عیسائیوں اور انگریزوں سے ضرور سود لینا چاہئے۔ درحقیقت یہ اہل ہوس بڑے مغالطہ میں ہیں جب وہ جانتے ہیں کہ انگریز اور ہندو مسلمانوں سے زیادہ مالدار ہیں تو ظاہر ہے کہ مسلمانوں کو سود پر قرض دینے کی انہیں ضرورت نہ ہوگی اور جسطرح آج ہندوؤں سے مسلمان قرض لے رہے ہیں اس طرح ہندو مسلمانوں سے قرض نہ لینگے اور آخرکار نتیجہ یہ نکلیگا کہ مسلمان ہی مسلمان کا خون چوسنے لگیں گے اور یہ بیچارہ مال حرام کا چسکا پڑ جانے کے بعد وہ اپنی برائیاں مشکل سے تمیز کرسکیں گے۔ علاوہ بریں ان سے کوئی پوچھے کہ مسلمان کس لئے سود لیں؟ کیا بیش قیمت لباس پہنے۔ بہترین کھانا کھانے اور فضول لہو و لعب میں روپیہ برباد کرنے کے لئے؟ اگر اس مقصد سے سود لیں گے تو مال حرام بجائے حرام کے مصداق ہونگے اور اگر نقد پس انداز کرنے اور سرمایہ حاصل کرنے کے لئے اُنہیں روپیہ کی ضرورت ہو تو اُن کی موجودہ آمدنی بھی کم نہیں۔ روپیہ محض آمدنی سے نہیں بلکہ اُسے سنبھالکر رکھنے اور احتیاط کیساتھ سوچ سمجھکر خرچ کرنے سے پس انداز ہوتا ہے۔ ہندو روپیہ پیدا کرنے میں مسلمانوں کی نسبت کم عقل سکتے ہیں البتہ کمائے ہوئے روپیہ کو روک رکھنے میں مسلمانوں سے بہت زیادہ نسبتاً تحمل اُنمیں پایا جاتا ہے۔ جن مصارف کے لئے مسلمان کا دل ایک دم مچل جاتا ہے ہندو اُن کی پرواہ بھی نہیں کرتے جسکا نتیجہ یہ ہے کہ سال بھر کی تگ و دو کے بعد مسلمان کچھ مقروض ہو جاتے ہیں اور ہندو کے پاس ایک معقول رقم پس انداز ہوتی ہے۔ وہ مسلمان جو سود کے شایق ہیں اور دولتمندی کی ہوس رکھتے ہیں اُنہیں چاہئے کہ سود کے جوڑ کی فکر نہ کریں بلکہ اپنی معاشرت کی اصلاح کریں۔ زیادہ کمائیں اور کم خرچ کریں۔ اسلام نے کمانے سے بالکل منع نہیں کیا ہے لیکن فضول خرچی سے بہت روکا ہے۔ اس اسلامی تعلیم پر عمل کرنے سے وہ جلد دولتمند بن سکتے ہیں۔ اور سود لئے بغیر دنیا میں عزت حاصل کرسکتے ہیں۔ ایک مسلمان کی معاشرت جتنی ارزاں ہے دنیا کی کوئی قوم اُسکی مثال پیش نہیں کرسکتی بشرطیکہ مسلمان اپنے مذہب کا پابند ہو۔

---

دنیا میں بہت سی ایسی مسرتیں ہیں جنکو حاصل کرکے انسان اپنی کامیابی پر اتراتا ہے لیکن درحقیقت وہی مسرتیں اُس کے رنج و غم کی تمہید ہوتی ہیں۔ ایک طامع اور حریص شخص ملک و قوم کو دھوکا دیکر قومی اور مذہبی ضرورتوں کے بہانہ سے روپیہ وصول کرتا ہے اور اُسکی آرزو سکا ہر فارم اُس کے لئے مسرت کا پروانہ ثابت ہوتا ہے لیکن اُسے خبر نہیں کہ یہ روپیہ اُسکی سرسبزی کو روک دیتا ہے۔ اُسکی صحت اُسکی زندگی اور اُسکی اولاد خطرہ میں پڑکر اُسکو ہروقت تڑپاتی ہے اور دوسری دنیا میں اُس کے لئے عذاب کی تیاریاں ہوتی ہیں۔ ایک شخص بازار میں مٹھائی خریدتا ہے اور دوکاندار کو بے ایمانی سے دام نہ دیکر دل میں اپنی چالاکی پر خوش ہوتا ہے۔ اُسے خبر نہیں کہ یہ مٹھائی اُس کے لئے زہر بنجائیگی اور جزو بدن ہونے کی جگہ صدہا بیماریوں کا باعث بن جائیگی۔ ایک بوالہوس ہوس پرستی کے عالم میں کسقدر مست و بیخود ہوتا ہے اور سمجھتا ہے کہ بس یہی مسرتوں کا خزانہ ہے لیکن چند روز کے بعد جب صحت

جب دولت میں زوال نظر آتا ہے تو اُسکی آنکھیں کھلتی ہیں اور وہ جانتا ہے کہ میں نے جن باتوں کو وجہ مسرت سمجھا تھا درحقیقت وہی باعث رنج و غم تھیں۔

---

نہ معلوم آب تولید کی کتنی مقدار شست و شو کی نذر ہوجاتی ہے اور اس تباہی پر آنسوؤں کا ایک قطرہ بھی سنگدل آنکھوں سے نہیں نکلتا۔ لیکن جب زندگی کے یہ موتی انسانی صورت اختیار کرلیتے ہیں اور انسان کو اُبوت کا شرف حاصل ہوتا ہے تو ان کے ضایع ہونے سے کلیجے میں زخم پڑجاتے ہیں۔ اگر غور کیجئے تو وہ ماں باپ کا کھلونا جسے اولاد کہتے ہیں پانی کے ایک قطرہ کی بدلی ہوئی اور ترقی پائی ہوئی صورت ہے۔ کوتاہ بین ان معصوموں کے لئے تڑپتے ہیں لیکن دوربین نگاہیں ہنوز انسانی ہستی کو ایک حباب اور ایک قطرۂ آب سے زیادہ وقعت نہیں دیتیں اور اس لئے دنیا کے بڑے بڑے سانحے اُن لوگوں پر ذرا بھی اثر نہیں ڈالتے جو حقائق اشیاء پر غور کرنے کی عادت رکھتے ہیں۔

---

بہت لوگ کفایت شعاری کا غلط مطلب سمجھتے ہیں۔ اُن کا یہ خیال ہے کہ چیزوں کی خرید و فروخت میں ہوشیاری سے کام لینا کم خرچ میں بالانشین بننا کفایت شعاری ہے مثلاً شادی میں رقص و سرود کا انتظام ہو لہذا رقاصہ کو کم سے کم معاوضہ پر حاصل کرلینا کفایت شعاری ہے۔ جو کپڑا بازار میں پانچ روپے گز ملتا ہے اُسے کسی تدبیر سے پونے پانچ میں خرید لینا کفایت شعاری ہے۔ مگر یہ محض مغالطہ ہے ایسی کفایت شعاری سے کچھ فائدہ نہیں کفایت شعاری یہ ہے کہ ایک سرے سے رقص و سرود ہی ملتوی کیا جائے کفایت شعاری یہ ہے کہ قیمتی لباس نہ پہنا جائے۔ کفایت شعاری یہ ہے کہ ضرورتوں کے حدود پر ایک ایسا پل صراط بنایا جائے جسکی دھار تلوار سے باریک تر ہو۔ اس تلوار پر جو صرف ٹھہرے اُسے جائز سمجھا جائے اور باقی مصارف کو ناجائز قرار دیا جائے۔ کفایت شعاری نفس کشی کا دوسرا نام ہے۔ خواہشوں کو پامال کرنا۔ دل کے ہر بات پر مچلنے کو روکنا اور حقیقی ضرورت کے بغیر کچھ خرچ نہ کرنا کفایت شعاری ہے کوئی شخص چوبیس گھنٹہ کے مصارف کا حساب کرے اور پھر غور کرے تو معلوم ہوگا کہ تین چوتھائی خرچ ناجائز ہے اور بمشکل سے ایک چوتھائی جائز ہے۔

---

تم دنیا بھر کا انتظام کرنا چاہتے ہو لیکن اپنے نظام ہستی سے بے خبر ہو۔ تم ہر شخص پر نکتہ چینی کرتے ہو لیکن کبھی اُس نامراد کا محاسبہ نہیں کرتے جو تمہیں "کہکر بیٹھا ہوا اندر بولتا ہے"۔ تم بچوں کی تربیت کے لئے بیتاب رہتے ہو لیکن کبھی اُس شریر و سرکش کی سرکوبی و سرزنش کا خیال بھی نہیں کرتے جسے نفس کہتے ہیں۔ نفس انسانی بالکل ایک بچے کیطرح ہے۔ اگر بچہ کی نگرانی نہ کیجائے اور اُسکی تربیت کا خیال چھوڑ دیا جائے تو وہ آوارہ اور آزاد ہوجائیگا اسی طرح اگر نفس کو اُسکے حال پر چھوڑ دیں تو گناہ کی پستیوں میں جاگرتا ہے اور وہ انسان جس کے تقدس کے سامنے فرشتے ہیچ ہیں حیوانوں سے بدتر ہوجاتا ہے۔ پس نفس کی تربیت نہایت ضروری ہے۔ اسے کبھی آرام نہ دو۔ اسے کبھی خوش نہ ہونے دو۔ اسے کبھی چین سے نہ بیٹھنے دو۔ اگر تم نے اس دشمن پر فتح پائی تو اپنے وقت کے سکندر ثابت ہوگے۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ تم اِسے اور اپنے آپ کو ایک سمجھ رہے ہو۔ اسے تکلیف دیکر خود تکلیف محسوس کرتے ہو لیکن یہ غلطی ہے

# دین و دنیا چوتھے سال میں

والحمدللہ کہ دین و دنیا نے اپنی عمر کا ایک سال اور خیر و خوبی کے ساتھ ختم کر کے چوتھے سال میں قدم رکھا۔ اپریل سے اپریل تک یہ بارہ مہینے اپنے موسمی تغیرات اور ارضی و سماوی حالات کی بنا پر کارکنان دین و دنیا اور بالخصوص ایڈیٹر کیلئے نہایت ہمت آزما اور صبر طلب ثابت ہوئے لیکن "بے مروت وقت" نہ کسی کی تعزیت کے لئے کبھی ایک لحہ ٹھہرتا ہے اور نہ تہنیت کے لئے دم بھر توقف کرتا ہے دنیا کسی رنگ میں ہو لیکن کیا مجال کہ صبح و شام کی آمد میں کوئی تغیر واقع ہو۔ ایسی حالت میں کہ ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کار رند دل کو غیرت آتی ہے اور حالات کیسا ہی بے دست و پا کیوں نہ کریں لیکن "بغفلت نخوری" پر عمل کرنا ہی پڑتا ہے۔ چنانچہ مشکلات و مصائب کے باوجود جہاں تک ہم سے ہو سکا ناظرین دین و دنیا کی خدمت گزاری کے لئے دست بقلم اور نظر بکتاب رہے۔

ہم ناظرین دین و دنیا کی قدر افزائی کے نہایت شکرگزار ہیں جنہوں نے ہماری ناچیز خدمات کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا اور ہماری ناکام کوششوں کو "سعی مشکور" بنا دیا۔ چنانچہ ہم اب کے سال گزشتہ پر تبصرہ کرنے کی بجائے ناظرین کے صدہا تحسین آمیز اور آفرین خیز خطوط میں سے چند نامہ ہائے کرم کا اقتباس ذیل میں درج کرتے ہیں

جناب مخدومی تسلیم۔ اگر "دین و دنیا" کے حسن و جمال کی تشریح و تفسیر مجھ سے پوچھی جاتی ہے تو میں کہونگا کہ اُس کے کمال حسن کی ایک حد مقرر کر دینا ہے اور اُس کے قیمتی خیالات جنکو وہ ہر ماہ ہمارے سامنے پیش کرتا ہے اُن کے حسن و جمال کو کم کر دینا ہے۔

رسالہ دین و دنیا ہر ماہ دین داری دنیا داری دونوں اپنے مخصوص انداز میں سکھلاتا ہے۔ بچے بوڑھے جوان اور صنف نازک ان سب کے لئے زبردست ہادی ہے اور ادیب بھی۔ اخلاق و معاشرت و اقتصادیات کا علم بردار۔

یوں تو ہر مضمون اچھا ہوتا ہے مگر تفسیر قرآن کا سلسلہ اور شرح مثنوی و گلستاں و دیوان حافظ قابل قدر ہیں۔ اور ہر ماہ ایک قصہ جو درستی اخلاق کے لئے شایع ہوتا ہے مجھے بہت پسند ہے۔ اور کم سرمایہ والوں کے لئے وسائل معاش کا سلسلہ جو فی زمانہ مسلمانوں کے لئے ایک بڑی قومی خدمت کا ادا کرنا ہے۔

(میر محمد بدیع الزماں خاں۔ حیدرآباد)

رسالہ دین و دنیا ماہ دسمبر و ماہ جنوری آپ کے سوالات دیکھے اسکا جواب اختصار کے طور پر ذیل میں درج کرتا ہوں۔

(۱) رسالہ دین و دنیا سے پہلا فائدہ یہ ہوا کہ میں نماز کا پابند ہو گیا ہوں۔ دوسرا فائدہ یہ کہ رمضان المبارک کے پورے روزے رکھے۔ تیسرا فائدہ یہ کہ تاجر رہنے کی وجہ سے تجارت میں زیادہ مشقت اور کفایت شعاری کا خیال پیدا ہوا۔ (۲) مندرجہ ذیل مضامین نہایت دلچسپی سے پڑھتا ہوں۔

تفسیر قرآن مجید۔ سوالات و جوابات۔ صنف نازک۔ انشائے لطیف اور قصے۔

(احمد۔ از بلگام)

سوال اوّل کے جواب میں صرف اتنا عرض کر دینا میری خیال میں کافی ہوگا۔ کہ جب سے ہم رسالہ ہذا کے خریدار ہوئے ہیں۔ ہمارے معلومات وسیع ہوئے۔ کئی امراض کے مجرب و تیر بہدف نسخہ جات کا گھر بیٹھے پتہ لگ گیا۔ اُردو زباندانی و انشار پردازی میں ترقی ہوئی وغیرہ وغیرہ۔ سوال دوم کے جواب میں یہ عرض ہے کہ یوں تو بحیثیت مجموعی رسالہ میں جو جو مضامین درج ہوتے چلے آئے ہیں قابل تعریف ہیں مگر مجھے ذیل کے زیادہ پسند ہیں۔

(۱) تفسیر قرآن مجید (۲) شرح مثنوی مولانا روم (۳) شرح دیوان حافظ (۴) شرح گلستاں (۵) حمد و نعت (۶) سوال و جواب (۷) عبرت انگیز قصص و مفید نتیجہ خیز کہانیاں مثلاً "امرا کی دوستی" درج رسالہ ماہ دسمبر ۱۹۲۳ء وغیرہ وغیرہ

(نیازمند۔ سائیں۔ نذر چشتی کلیامی)

سخت بے انصافی ہوگی کہ اگر جناب کی جرأت۔ ہمت۔ استقلال کی داد نہ دی جائے۔ کیونکہ آپ نے صرف یہی نہیں کیا کہ اس قلیل معاوضہ میں رسالہ کا اجرا فرما کر ایثار کا ثبوت دیا ہو۔ بلکہ اُسکو ہر دلعزیز اور کارآمد بنانے میں جس محنت و جانفشانی سے کام لیا ہے اُسے کچھ وہی حضرات خوب جانتے ہیں جو اس کے خریدار ہیں یا جنہوں نے اس سے فائدہ اُٹھایا ہے۔ یہ کہنا ہرگز مبالغہ میں نہ داخل ہوگا کہ موجودہ زمانہ میں اس سے اچھا۔ اس سے سستا اور وقت پر شایع ہونیوالا دوسرا رسالہ نہ ہوگا۔

(سید احمد علی از کانپور)

میری رائے میں۔ "دین و دنیا" جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے میں اپنی تین سال کے لگاتار اور پُر شوق مطالعہ کے تجربہ سے یہ کہنے کے واسطے مجبور ہوں کہ واقعی اس بے نظیر رسالے میں دین و دنیا دونوں کی فلاح و بہبود کا خاصہ سامان موجود ہے یوں تو ہندوستان میں بہت سے رسالے نکلے اور نکل رہے ہیں۔ لیکن دین و دنیا۔ کے مضامین مطالعہ کے وقت جو اثر دل پر ڈالتے ہیں وہ قابل تعریف ہیں۔ میرے خاندان کی تمام مستورات اس پرچہ کی مداح ہیں اور جو ترقی اُنہوں نے اس سے کی وہ صرف تعجب انگیز ہی نہیں بلکہ حیرت میں ڈالدینے والی ہے مجھکو خود بھی اخلاقی اور مذہبی ترقی حاصل ہوئی۔

(راقم نیاز ابوالحسن خاں از شاہجہانپور)

مکرمی جناب منیجر صاحب السلام علیکم۔ سوالات کے جوابات درج ذیل ہیں۔

(۱) دین و دنیا نے حسیات اور جذبات کو برانگیختہ، اس کے ادبی و تاریخی مضامین نے دائرہ معلومات کو وسیع کر کے اور اخلاقی تحریروں نے دل و دماغ پر گہرا اثر ڈالکر مجھے معتدبہ فائدہ پہونچایا ہے۔ (۲) رسالہ یوں تو گلہائے مضامین رنگا رنگ کا گلدستہ ہے لیکن میں جن پھولوں کی نکہت اور نشہ طیب سے اپنے دماغ کو تازگی پہنچاتا ہوں اور جو باعث سرور روحانی ہے وہ زیادہ تر قرآن پاک کی تفسیر، مثنوی مولانا روم، دیوان حافظ اور گلستاں کے شروح، اور علامہ ابو الفضل و دیگر اہل قلم کے مخصوص مضامین ہیں جو انشائے لطیف کے دل آویز عنوان کے تحت

شائع ہوتے رہتے ہیں۔ (محمد کشف الدجیٰ خاں)

جواب (۱) پہلے پہل میرے مذہبی خیالات کچھ اور تھے۔ مگر جب سے میں رسالہ دین و دنیا کا خریدار ہوا ہوں۔ وہ خیال میرے دل سے محو ہوگئے ہیں۔ اور مذہبی طاقت مجھ میں پیدا ہوگئی ہے۔ میرے علم کو بہت کچھ ترقی ہوگئی ہے۔ غرضکہ بہت سے فوائد حاصل ہوئے ہیں۔

جواب (۲) رسالہ دین و دنیا میں زیادہ سے زیادہ اچھے مضمون شائع ہوتے رہتے ہیں۔ میرے خیال میں کوئی ایسا مضمون نہیں ہے کہ میں اس کو پسند نہ کرتا ہوں۔ رسالہ کا ہر ایک مضمون اس کے لئے زینت ہے۔ اور ہر ایک مسلمان کے لئے فائدہ مند ہے۔ میں نہیں جانتا کہ رسالہ کے کس مضمون کو دوسرے پر ترجیح دوں۔ ایک سے ایک زیادہ دلچسپ اور دلپسند ہے۔ (گلزار احمد خاں گلزار کشمری)

(۱) میں جب سے اس رسالہ کا خریدار ہوا ہوں میری علمی قابلیت دور اندیشی اور پابندیٔ شریعت پہلے سے بدرجہا اچھی ہے۔ (۲) مجھے اس رسالہ سے ہر چہار تشریحات قرآن مجید وغیرہ۔ مضامین اور آخری دلچسپ قصہ زیادہ عزیز ہیں اگرچہ باقی مضامین بھی اچھے ہی ہوتے ہیں۔ (محمد فاضل نکی چیٹھ تحصیل حافظ آباد)

مجھے آپ کے بیش بہا "رسالہ دین و دنیا" کا خریدار بنے ہوئے تقریباً دو ماہ گزر گئے اس قلیل مدت میں میں اس رسالے سے بہت کچھ مستفیذ ہوا ہوں۔ اس کے مضامین ایسے دلچسپ پسندیدہ اور سبق آموز ہیں کہ دل چاہتا ہے بار بار پڑھوں مضامین کے لحاظ سے میں پہلا درجہ اُن اوراق کو دونگا جن میں مثنوی مولانا روم، شرح گلستاں وغیرہ وغیرہ درج ہوتی ہیں۔ بہرکیف دین و دنیا دونوں کے لئے رسالہ ازحد مفید اور کارآمد ہے۔ (سید امیر الدین میر مدرس نندیال)

(۱) وسائل معاش کی بدولت کئی پرچوں سے چند آسان ترکیبیں لیکر دو روپئے روزانہ کما لیتا ہوں۔ (۲) سب سے زیادہ پسند آخری قصہ۔ پھر معلومات۔ شرح مثنوی و دیوان حافظ اُستاد سے بہتر سبق دیتی ہیں۔ سوال و جواب نہایت اچھے ہیں۔ حمد و نعت سے مجھے بیحد دلچسپی ہے۔ اور یوں تو بلا مبالغہ واقعی ہر مضمون قابل تعریف ہوتا ہے۔ (مولوی محمد صالح۔ تمان نشتر)

(۱) یہ رسالہ دین و دنیا دونوں کی واقعی تعلیم دینے والا ہے۔ اس میں بعض ایسے ایسے قیمتی مضامین ہوتے ہیں۔ کہ شاذ و نادر ہی معمولی لیاقت کے آدمی کو دستیاب ہوسکیں۔ اخلاقی مضامین قابل تحسین ہیں۔ لیاقت بڑھتی ہے۔ (۲) مجھے تو اس رسالہ کے ہر مضمون سے دلچسپی ہے۔ (غلام دستگیر صادق)

تفسیر قرآن مجید۔ شرحات۔ وہ عبرت خیز اور سبق آموز قصص جن پر رسالہ کا خاتمہ ہوتا ہے۔ اُن کے جو مختلف عنوانات ہوتے ہیں اُن کے تحت میں لکھے جانے والے مضامین میں سے بعض بعض رسائل کی روح کے زیر عنوان بعض انتخابات۔ (دراصل رسالہ ہذا بحیثیت مجموعی کل پسندیدہ ہے)

(علی حسن خاں۔ مرزاپور)

مخدومی و مکرمی سید صاحب زاد مجدہٗ۔ تسلیم مزاج مبارک۔ جناب کا سوالیہ مضمون مندرجہ رسالہ دین و دنیا مورخہ دسمبر ۱۹۳۳ء مخاطب بہ ناظرین دین و دنیا نظر سے گزرا۔ جواب سے خاموشی اختیار کرنا اخلاقی جرم خیال کرکے چند سطور ذیل پیش خدمت ہیں۔

(۱) خاکسار تقریباً دو تین ماہ سے رسالہ دین و دنیا کا خریدار رہا اس زمانہ میں ہر پرچہ کو اول سے آخر تک دیکھا گیا کسی مضمون کو ناگوار خاطر نہیں پایا بلکہ بغیر ختم کئے رکھنا ممکن ہوتا ہے (فائدہ) معلومات میں وسعت ہو رہی ہے۔ (۲) عبارات و الفاظ علم میں اضافہ کر رہے ہیں (خاص فائدہ) اسی پرچہ کے آخری مضمون۔ اُمرا کی دوستی نے خاص اثر پیدا کیا ایک روز کا قصہ بیان کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ ۳ ر دسمبر ۱۹۳۳ء کو اجمیر شریف اپنی ضرورت سے گیا اور ایک متمول مہربان صاحب سے ملنے کی ضرورت پیش آئی مگر وہاں جانے کے لئے ضرورت یہ ہوئی کہ مفلر سے گلا خالی ہے پہلے اس کو خرید کر لو اور پھر جانا چاہئے مفلر کی قیمت للعہ، تھی فوراً آپ کے مضمون متذکرہ بالا نے برقی اثر پیدا کیا اور فضول خرچی کا مانع ہوکر مفلر کی خرید سے باز رکھا۔ اور بالکل سادہ طریقہ پر اُس در تک پہونچا دیا جہاں پہونچنا منظور تھا اور اب سادہ طریقہ پر رہنا اپنا مسلک اختیار کر لیا۔ یہ بالکل بلا مبالغہ واقعہ ہے (۳) کسی خاص مضمون پر اپنی پسندیدگی اظہار نہیں کر سکتا کیونکہ رسالہ میں کوئی ایسا مضمون ہی نہیں پایا جاتا جو ناپسند ہو۔ ایک مضمون پر دوسرے مضمون کو فوقیت حاصل ہے۔

آپ کا رسالہ ہر مذہب و ملت کے لئے مفید ہے۔ قیمت کی ارزانی کافی ہے جو غالباً دوسرے پرچوں میں نہیں پائی جاتی۔

رسالہ میں کوئی مضمون اس قسم کا ابتک دیکھنے میں نہیں آیا جو کسی مذہب و ملت کو ناگوار یا مشتعل کرتا ہو اور یہ بات عام پسندیدہ ہوسکتی ہے۔

(سید غلام حسین نجم رضوی کیکڑی ضلع اجمیر)

(۱) میں ابتدا سے خریدار ہوں۔ رسالہ دین و دنیا سے ہر قسم کے دینی و دنیاوی ہزار ہا فائدہ ہوئے ہیں۔

صوفیانہ۔ وصحت و حرفت و قصہ جات اعلیٰ ہوتے ہیں اور مجھے نہایت پسند ہیں۔ (ایم امام الدین انجینئر میونسپل کمشنر)

(۱) میں ابتدا سے دین و دنیا کا خریدار ہوں۔ میری معلومات میں اسقدر اضافہ ہوا کہ سیکڑوں روپیہ کی کتابیں خرید کر اگر مطالعہ کرتا تو شاید اسقدر فوائد نہ حاصل کر سکتا۔

سوالات و جوابات کا صفحہ بہت مفید ہے۔ اکثر جوابات کا میں نے تجربہ کیا بالکل سچ پایا۔

تفسیر۔ دیوان حافظ۔ گلستاں۔ اور مثنوی شریف کا ترجمہ اتنا عمدہ اور عام فہم ہے کہ سبحان اللہ ہزاروں روپیہ خرچ کرنے سے یہ دولت ملتی جو دین و دنیا دے رہا ہے۔ جزاک اللہ ہر پرچہ میں جو قصہ درج ہوتا ہے

وہ نتیجہ کے لحاظ سے قابل صد ہزار و تحسین و آفرین ہے ۔ الغرض دین و دنیا سے بہتر پرچہ کوئی نظر نہیں آتا ۔ (محمد حمزہ خاں جذبی نظامی)

واقعی آپ کا رسالہ دین و دنیا اسم با مسمیٰ ہے ۔ یعنی منافع دین و دنیا پہونچانے میں لاجواب ہے ۔ تفسیر قرآن مجید و تشریحات مثنوی مولانا روم و دیوان حافظ و گلستان و معلومات بہت پسند ہیں ۔

(ابو راشد مقبول احمد صاحب وارثی اسلام آبادی ۔ برما)

(۱) میری علمی لیاقت اور دینی معلومات میں ترقی ہوئی جس سے اخلاق کی تہذیب ہوتی جاتی ہے ۔

تفسیر قرآن مجید شرح مثنوی مولانا روم ۔ شرح دیوان حافظ اور شرح گلستان ۔ اور وہ عبرت انگیز و فصیح قصے جو رسالۂ دین و دنیا کے اخیر میں شایع ہوا کرتے ہیں زیادہ پسند ہیں ۔ (قلندر حسین مدرس مدرسۂ سلامیہ دلور پوسٹ کملا پورم کڈپہ)

بندہ کو خریداری کئے کوئی زیادہ عرصہ تو نہیں ہوا ۔ لیکن اس قلیل عرصہ میں جس قدر مستفید ہوا ہوں ۔ رسالہ ہذا اور رہا شک کہ رسالہ پہونچانے والے چٹھی رساں کا بھی از حد مشکور رہوں ۔

(راقم محمد شفیع خریدار المخلص فانی گڈھ مدرس مدرسہ گوجرانوالہ)

رسالہ دین و دنیا تقریباً چند سات ماہ سے مسلسل دیکھ رہا ہوں حقیقت میں دین و دنیاوی عنوانات پر جو مضامین شایع ہو رہے ہیں اُن سے قلب و دماغ لذت اندوز ہے ۔ اسکی خوبی کو کیا بیان کروں دل ہی جانتا ہے ۔

(محمد رضی الدین از شیخ پورہ ضلع مونگیر)

مجھے رسالہ دین و دنیا کے خریدار ہونے سے اور اس کا مطالعہ کرنے سے علمی ادبی اور اصلاحی فوائد پہونچے ۔ میری دینی معلومات وسیع ہوئیں ۔ اور دنیوی علم میں اضافہ ہوا ۔ اس رسالہ کے صوفیانہ مضامین ادب اور اخلاق آمیز تحریرات نے مجھے اس کا گرویدہ بنایا ۔ میری نادانی کو اس سے کافی فائدہ پہونچا ۔

مجھے اس رسالہ کے خصوصاً وہ مضامین زیادہ پسند ہیں جو تعلیم نسواں تربیت اطفال اور حفظ صحت ۔ کے متعلق ہوتے ہیں ۔ اس کے بعد اس رسالہ کے اخیر میں جو نصیحت آمیز کہانی درج ہوتی ہے ۔ وہ بہت دلچسپی کا باعث ہوتی ہے ۔

(نذیر احمد قریشی ۔ بی ۔ اے ٹیچر ۔ سی ۔ ٹی ۔ آئی ۔ سیالکوٹ)

(۱) میں ایک چھوٹا سا حکیم بنگیا اور معلومات دینی اور دنیوی بھی حاصل ہوئیں ۔
(۲) مجھے حکمت ۔ صنعت ۔ وغیرہ کے مضامین پسند ہیں ۔

(محمد عبد الرشید خاں صاحب انسپکٹر پولیس تھانہ نانڈ گھاٹ ضلع واگ سی ۔ پی)

السلام علیکم ۔ مکرمی بندہ جناب ایڈیٹر صاحب رسالہ دین و دنیا ۔ تین سال سے رسالہ ہذا کا خریدار ہوں اور انشاء اللہ تا زیست اس کا خریدار رہونگا ۔

(۱) مجھے اس سے وہ فوائد حاصل ہوئے ہیں ۔ جو آجتک شاید ہی کسی رسالہ سے حاصل ہونگے جسکی تعریف میرے امکان سے باہر ہے ۔

(۲) رسالہ کے تمام مضامین قابل تعریف ہیں مگر خاص کر تفسیر قرآن مجید ۔ شرح مثنوی مولانا روم ۔ دیوان حافظ ۔ گلستان ۔ اِن مضامین کی تعریف انسان کیا بلکہ فرشتے بھی نہیں کر سکتے ۔ اور شرح ایسے طریقہ سے کیجاتی ہے کہ کم علم بھی آسانی سے سمجھ سکتا ہے ۔ اس میں دین و دنیا کی دونوں نعمتیں ملتی ہیں ۔

(مرزا عبد الرحمٰن صاحب بریاں)

مثنوی شریف اور گلستاں اور دیوان حافظ کے بعض ادق مضامین سے آگاہی ہوئی ۔

رسالہ سے اخلاقی سبق حاصل ہوتا ہے ۔ معلومات میں اضافہ ہوتا ہے ۔

(ہتر حسین جنیوری)

نیاز مند تاریخ اجرا سے رسالہ کا خریدار ہے وہ ضرور قابل قدر ہے ۔ نیز سوال و جواب کا جو سلسلہ قایم کیا گیا ہے وہ صد ہا قسم کے فوائد پر مبنی ہے واقعی ہندوستان میں آجتک ایسا رسالہ جو بلحاظ قیمت ارزاں و بلحاظ علم و ادب و دین کی رہنمائی کرنیوالا ہو شایع نہیں ہوا ۔ ضرورت ہے کہ برادران ملک و ملت اس کی ضرورت اپنی خاص توجہ مبذول کر کے اس گوہر بے بہا کو حاصل کرنیکی کوشش کریں گے ۔ (محمد خیاص الدین آگرہ)

شروع میں میری ایک سہیلی نے آپ کا رسالہ دکھایا ۔ رسالہ دیکھکر حیرت میں رہ گئی ۔ ایسا بہترین رسالہ اور چندہ ۲ عا ۔ خدا کا شکر ہے کہ دو سال سے رسالہ کی خریدار ہوں ۔ رسالہ کے مطالعہ سے جو جو فوائد مجھکو پہونچے اس کے لئے ایک دفتر درکار ہے ۔ چند باتیں لکھتی ہوں ۔ اپنی چند برادری کی تمام بیہودہ رسموں کو بند کرانے میں کامیاب ہوئی ۔ اپنی قابلیت میں زمین و آسمان کا فرق پاتی ہوں ۔ نماز پابندی سے پڑھتی ہوں ۔ میں کبھی روزے نہیں رکھتی تھی ۔ پچھلے سال ۱۹ روزے رکھے اس سال خدا کو منظور ہے تو پورے روزے رکھونگی ۔

(زبیدہ خاتون ۔ نجیب آباد)

ہم ان ہمت افزائیوں پر جناب الٰہی میں سربسجود ہو کر عرض کرتے ہیں کہ ؎

کیا فائدہ فکر بیش و کم سے ہوگا ہم کیا ہیں کہ کوئی کام ہم سے ہوگا
جو کچھ کہ ہوا ہوا کرم سے تیرے جو کچھ ہوگا ترے کرم سے ہوگا

چوتھے سال سے رسالہ میں جو مفید اضافہ کیا گیا ہے وہ اِن اوراق سے ظاہر ہے اور امید ہے کہ ناظرین کی نگاہ میں مطبوع ثابت ہوگا ۔ اب ہم خدائے برتر و بالا سے دعا کرتے ہیں کہ وہ دین و دنیا اور اُس کے ناظرین کے لئے یہ نیا سال برکتوں سے بھردے اور ہم سب کو اپنی طاعت اور خدمت دین و ملت کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین ۔

# ماہِ صیام

(از جناب منشی عبدالحمید صاحب شملوی)

بعض ناواقف لوگ خیال کرتے ہیں کہ محض خداوند تعالےٰ کے مختلف اسماء کو بار بار زبان سے دہرا لینے یا مساجد میں محض نماز ادا کر لینے یا محض رسمی طریقہ سے خدا کی یاد کر لینے کا نام عبادت ہے۔ لیکن جن لوگوں نے فطرت انسانی پر نظر ڈالی اور ساتھ آسمان و زمین پر تدبر و تفکر کیا، ان کا یقین یہ نہیں ہے وہ سمجھتے ہیں کہ یہ عالم روحانیت اور مادیت سے مرکب ہے۔ اور حصول و تکمیل روحانیت کا ذریعہ اس عالم میں یہی ہے کہ مادیت کو روحانیت کا مغلوب بنا دیا جائے، اور مادی اشیاء اور مادی وسائل سے اسطرح کام لیا جائے کہ وہ روحانیت کے خلاف اور معاندنہ واقع ہوں بلکہ روحانیت میں ممد و معاون ہوں ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں ضرورت ہے کہ مادی وسائل سے کام لینے کی اصل محرک ہمیشہ روحانیت بھی رہے، جب انسان کے قوائے ملکیہ اسکی شیطانی و بہیمی قوتوں پر غالب اور انسانی اعضاء و جوارح قوائے ملکیہ کے اشارے پر کام کرنے کے عادی ہو جاتے ہیں۔ اور انھیں ملکی قوتوں کے احکام بجالانے میں تکلیف لاحق نہیں ہوتی۔ اس وقت انسان اخلاق حسنہ کے زیور سے مزین ہو کر تزکیہ و تصفیہ باطن کے مرتبہ اعلیٰ پر فائز ہو جاتا ہے۔ قد افلح من تزکیٰ اگر انسان مادی وسائل اور اپنے اعضاء و جوارح کو بیکار و معطل رکھے اور ان سے کام نہ لے، تو وہ نہ تو بنی نوع انسان کے واسطے مفید ہو سکتا ہے۔ اور نہ اپنی ذات کے لئے۔ اسی لئے اسلام نے جو دین الفطرۃ ہے رہبانیت سے منع فرمایا لیکن یہ امر بھی ذہن نشین کر لینے کے قابل ہے کہ اگر انسان ہر وقت اور ہر گھڑی دنیاوی عیش و عشرت میں منہمک رہے اور اپنے اعضاء و جوارح کو لذت و انبساط میں مصروف رکھے تو اس کے قلب پر غفلت کا ایسا پردہ پڑ جاتا ہے کہ وہ بنی نوع انسان کے حقوق سے بھی لاپروا ہو کر اخلاق ذمیمہ میں مبتلا ہو جاتا ہے اور حیوانوں سے بھی بدتر نظر آنے لگتا ہے اور کالانعام بل ھم اضل کا مصداق قرار پاتا ہے یہی وجہ ہے کہ مذہب اسلام نے انسان کو اس کے فرائض انسانیت سے کماحقہ باخبر رکھنے کے لئے اسپر مالی و جسمانی قربانیاں فرض کی ہیں تاکہ تقویٰ و تکمیل اخلاق و تزکیہ باطن کا نصب العین ہر وقت اُس کے پیش نظر رہے۔ تمام ادیان و مذاہب نے اپنے متبعین کے لئے کسی نہ کسی قسم کی قربانی ضرور قرار دی ہے لیکن ان کی اور اسلام کی ہدایات کا مقابلہ کرنے سے یہ امر بخوبی منکشف ہو جاتا ہے کہ اسلام کی ہدایات کس قدر کامل اور فطرت انسانی کے مطابق ہیں۔ سال بھر تک انواع و اقسام کے لذیذ کھانے انسانی دہن کو متلذذ بنائے رکھتے ہیں۔ اور اس کو اختیار ہوتا ہے کہ کسی قسم کی پاک اور طیب چیزوں سے جسطرح اور جس وقت جی چاہے مستفیض اور محظوظ ہو۔ لیکن اپنے بیشمار مفلس و محتاج بھائیوں کی احتیاج کا احساس نہ صرف تکمیل اخلاق و روحانیت کی غرض سے بلکہ تمدن و معاشرت کی شیرازہ بندی کے لحاظ سے بھی اُس کے دلمیں پیدا ہونا لازمی ہے ورنہ اس کا دل رحم و ہمدردی کے اعلیٰ انسانی جذبات سے محروم رہ جائیگا۔ پس سال کے بارہ مہینوں میں سے یہ ایک ماہ ایثار اور قربانی کے لئے قرار دیا گیا تاکہ انسان بھوک پیاس کی جسمانی تکالیف سے آشنا ہو اور اسکو محسوس ہو کہ اس کے وہ بھائی جو نان شبینہ کو محتاج ہیں اپنی کیا گزرتی ہے۔ وہ اپنی زندگی کے دن کس طرح کاٹتے ہیں۔ ظاہر بین آنکھیں روزہ باصوم میں محض جسمانی تکلیف کا منظر دیکھتی ہیں۔ لیکن چشم بصیرت رکھنے والے اسمیں وہ روحانی تعلیم مخفی دیکھتے ہیں جو صدہا معلمین اخلاق اور ہزارہا کتب حکمت سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ انسان زبان سے خواہ کچھ ہی کہتا رہے لیکن جبتک واقعی اسپر مصیبت نہیں پڑتی وہ مصیبت کا صحیح اندازہ نہیں کر سکتا۔ تکلیف و مصیبت انسانی اخلاق کی اصلاح و تکمیل کا بہترین ذریعہ ہے۔ مصیبت میں جن دلی جوش سے خدا یاد آتا ہے، عیش و عشرت کی گھڑی میں کبھی یاد نہیں آتا۔

عیش و عشرت میں خدا کی یاد، اور مصیبت میں خدا کا یاد کرنا، ہر دو موقعوں میں مختلف لذتیں ہیں۔ اسلام نے دونوں لذتوں سے اپنے متبعین کو بقدر مناسب مستفید محظوظ ہونے کے مواقع بہم پہونچائے ہیں اس لئے ارشاد ہے

مؤمنو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جسطرح تم سے پہلے
لوگوں پر فرض کئے گئے تھے، تاکہ تم متقی ہو جاؤ روزہ
کے گنتی کے چند ہیں۔

اس آیت شریفہ کے بعد ہی بتایا گیا ہے کہ یہ روزے رمضان میں رکھنے ضروری ہیں۔ کیونکہ اس میں قرآن مجید کا نزول شروع ہوا۔ اور بعض ضروری امور بتانے کے بعد ارشاد کیا گیا ہے کہ "خدا تمہارے حق میں آسانی چاہتا ہے اور سختی کرنی نہیں چاہتا اور روزے تم پر اس لئے فرض کئے گئے ہیں کہ تم شکر کرو۔ تقویٰ اور شکریہ، دو لفظ ایسے بلیغ اور پر معنی ہیں کہ ان کی تشریح و تفسیر کے لئے ایک جدا مضمون کی حاجت ہے لیکن اس موقع پر اس قدر سمجھ لینا چاہئے کہ اللہ تعالےٰ کی تمام نعمتوں کو اُسکی مرضی کے مطابق صرف کرنے اور تمام قوائے روحانی و جسمانی کو اسکی تعمیل میں مشغول کر دینے کا نام شکر ہے اور اسی سے انسان کے دلمیں خداوند کریم کی نعمتوں کی قدر پیدا ہوتی ہے جو عالم روحانی میں ایک اجر عظیم کا باعث ہے اور عالم انسانی میں انسان کی ہیئت اجتماعی و شیرازۂ تمدن کو انتشار سے محفوظ رکھنے کا بڑا ذریعہ ہے۔ انسان کی تمام ضروریات زندگی میں پانی اور غذا دو سب سے ضروری اور اہم چیزیں ہیں۔ اس میں اپنے بھائیوں کی خاطر قربانی اور ایثار کرنا اس حد تک کہ خود انسان کی صحت جسمانی کے لئے بھی مفید ہو اور اس کے جسم کو ردی رطوبتوں سے پاک کرنے کا ذریعہ ہو ایک بڑی نیکی ہے۔

بہرحال گناہوں کا کفارہ صوم کو قرار دیا گیا ہے تاکہ جسمانی تکالیف برداشت کرنے سے آئندہ ارتکاب معاصی کی جرأت نہ ہو، اور انسان میں نعمائے الٰہی کی حقیقی قدر شناسی کی روح پیدا ہو جاوے۔

تمام ممالک اسلامیہ میں اس ماہ مبارک کا نہایت جوش کے ساتھ خیر مقدم کیا جاتا ہے۔ در قرون اولیٰ سے آجتک مسلمانوں کا شعار رہا ہے کہ اس ماہِ مبارک کے احترام میں کوشش کا کوئی دقیقہ باقی نہ رہے۔ اس ماہِ مبارک کے انتظار میں، مومنین مخلصین کے قلوب بیقرار و مضطرب رہتے ہیں۔ کہ اسی ماہ میں وہ مبارک رات ہے جسے "لیلۃ القدر" کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ اور جسکی فضیلت ہزار مہینوں کی عبادت سے زائد ہے۔ اس لئے ہر ایک مسلمان کا فرض ہونا چاہیئے کہ مبارک و محترم مہینہ اپنے خدائے عز و جل کی یاد میں گزارے لہو لعب سے پاک و صاف رہ کر اپنے گناہوں کی معافی مانگے کہ زندگی کا کچھ اعتبار نہیں۔ پس ہم علمائے کرام و صوفیائے عظام سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کے قلوب میں اس ماہ مبارک کا احترام کا جوش زندہ رکھنے کی سعی فرمائیں۔ اور مسلمانوں سے التماس ہے کہ اس فرض دینی کی بجاآوری میں پوری سرگرمی سے فرمان الٰہی اور اپنے رسول کریم صلعم کے احکام کی تعمیل کریں اور اس ماہ مبارک کو اپنے گناہوں اور معاصی کا کفارہ بنائیں۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ۔

# بہترین زبان عربی ہے

(جناب ابوالفضل محمد احسان اللہ عباسی گورکھپور)

مدعائے دلی کا اظہار زبان سے ہوتا ہے۔ ہر شخص ایک نہ ایک زبان رکھتا ہے جو اُس کے بطون کی ترجمانی کرتی ہے۔ ماں زبان کی معلم اول ہوتی ہے اس لئے ہر ایک اپنی زبان مادری سے ایک خاص مناسبت رکھتا ہے۔ اور اُسی زبان پر اُسے پورا قابو بھی رہتا ہے۔ یہ بالکل غلط ہے کہ زبان مادری سے زائد زبان اکتسابی میں مہارت حاصل ہو سکتی ہے۔ یہ خدا کی قدرت ہے کہ پانچ چھ برس کی عمر تک جو زبان سیکھ لی جاتی ہے اُسکا مقابلہ وہ زبان نہیں کر سکتی جسے تمام عمر تعلیم یا صحبت سے انسان سیکھتا رہتا ہے۔ ہر شخص کیلئے وہی زبان آسان ہے جو ماں یا دایہ کے ذریعہ سے وہ حاصل کرتا ہے! ایک زبان کو دوسری زبان پر فوقیت دینا مشکل ہے۔ ہر شخص کے لئے جب صرف اُسکی زبان مادری بہترین زبان ٹھہری تو پھر ایک زبان کو دوسری زبان پر ترجیح کہاں رہی؟۔

کلیات میں مستثنیات بھی ہوتے ہیں۔ گو ہر ملک کی زبان اُس ملک کے باشندوں کے لئے بہترین زبان ہے۔ لیکن زبان عربی اپنے خصوصیات کی وجہ سے مستثنیات میں شمار کئے جانے کے لائق ہے۔ یہ زبان نمونہ قدرت الٰہی ہے۔ اور اپنی خوبیوں میں اعجاز کلام تک پہونچی ہوئی ہے۔ مثلاً:۔

(۱) وسعت زبان۔ ایک مادہ سے سیکڑوں الفاظ عربی میں نکلتے ہیں اور سب کے معنی جدا جدا ہوتے ہیں۔ لیکن مناسبت لفظی کے ساتھ اس سے بہت ہی سہولیت اکتساب زبان میں ہوتی ہے۔ قوت حافظہ کو تکلیف نہیں پہونچتی اور ذہن سے الفاظ بنتے ہوئے چلے جاتے ہیں۔ گویا سکے ہیں کہ ٹکسال سے ڈھلتے اور نکلتے ہوئے چلے آتے ہیں۔ سماعت سے زیادہ قیاس کو زبان عربی میں دخل ہے۔ اور یہی وجہ اس کے حیرت انگیز وسعت کی ہے۔

(۲) قواعد یعنی صرف و نحو۔ جسے انگریزی میں گرامر کہتے ہیں۔ جیپور شہر کی نسبت مشہور ہے کہ پہلے شہر پورا تیار کر لیا گیا۔ اُس کے بعد باشندوں کو اس میں سکونت کی اجازت ملی۔ اسی طرح یہ بھی مشہور ہے کہ سنسکرت زبانِ رائج الوقت سے تراش و خراش کرکے پہلے بنائی گئی پھر درباریوں اور اُمرا کی وہ زبان قرار پائی۔ اور اسی لئے اس کے صرف و نحو کے قواعد بدرجہ اتم مکمل ہیں۔ مستثنیات کو بہت کم یا بالکل ہی دخل نہیں ہے۔ مورخین خیال کرتے ہیں کہ سنسکرت کبھی ملکی بول چال میں نہیں آئی۔ صرف پنڈتوں اور اُمرا کی زبان رہی۔ لیکن یہ عجائبات عالم سے ہے کہ اونٹ اور بکری چرانیوالے عربوں کی زبان کو جب صرفیوں اور نحویوں نے قواعد و ضوابط کی کسوٹی پر کسا تو یہ معلوم ہوا کہ گویا پہلے فطرت نے قواعد و ضوابط کے سانچے بنائے اور پھر اس میں زبان عربی کے الفاظ ڈھالے۔ نحویوں اور صرفیوں کی دماغی قابلیت کو بھی اسمیں بڑا دخل ہے۔ لیکن انکی مثال نیاریوں کی سی ہے جو خاک دھو کر اور چھانکر سونے کے ذرے نکالتے ہیں۔ مثل سنسکرت کے عرب کے نحویوں اور صرفیوں کے متعلق سونے کے ذروں کے پیدا کرنے کی خدمت نہ تھی اور اس لئے بے تکلف کہا جاتا ہے کہ عربی زبان کے ساتھ ایک خاص فیضان الٰہی شامل تھا جسکے ذریعہ سے خانہ بدوش بدوی بھی ایسی باقاعدہ زبان بولتے تھے جو قواعد کے سانچوں میں ڈھلنے کے بعد جڑاؤ زیوروں کی طرح عجمیوں کی آنکھیں خیرہ کرنے لگے اور انہیں ماننا پڑا کہ زبان عربی عجائب روزگار میں شمار کئے جانے کے لائق ہے۔

(۳) اختصار۔ اظہار مدعا میں طوالت عیب ہے اور اختصار خوبی ہے۔ عربی زبان میں یہ خوبی بدرجہ اتم موجود ہے۔ صرف اور نحو دونوں میں یہ خوبیاں ہیں۔ صرف میں تو حرفوں کے اضافہ اور حرکتوں کے ردو بدل سے وہ کام نکلتا ہے جو دوسری زبان میں لفظوں سے ہوتا ہے۔ مثلاً فلس بمعنی پیسہ۔ اور مُفلس وہ جس کے پاس پیسہ نہ ہو۔ قتل بمعنے مارا قتیل بمعنے مارا گیا۔ نحو میں تو پلے اختصار میں اور یہی اعجاز کلام دکھاتے ہیں۔ مثلاً۔ الکلمۃ لفظ وضع بمعنی کا ترجمہ ہوا ہر ایک کلمہ ایک لفظ ہے جو ایک معنی کے لئے وضع کیا گیا ہو۔ عربی میں صرف ۱۷ حروف ہیں اور ترجمہ میں ۴۲ حروف۔

غرضکہ عرب کے جاہلوں کو اپنی زبان کے فصاحت و بلاغت اور اختصار پر

نازتھا۔ اُن کے پاس کچھ نہ تھا لیکن وہ یہ سمجھتے تھے کہ قوت ناطقہ ان کے سوا کسی اور کے پاس نہیں ہے۔ اس لئے وہ تمام دیگر ملکوں کے باشندوں کو عجم یعنے کند زبان کہتے تھے۔ شمال کے عیسائی باشندوں کو مسلمان ہونے پر عربوں نے بہ لحاظ اُن کے رنگ کے اصفر یعنی زرد رو خطاب دیا اور عجم کا لفظ ایرانیوں کے لئے مختص رہ گیا ورنہ زمانہ جاہلیت میں عرب تمام غیر ملک والوں کو عجمی یا عجم کہتے تھے۔

(۴) عرب عموماً شاعر ہوتے تھے۔ اور غالباً وہ حصہ عرب جسکی زبان دیگر زبانوں سے مخلوط ہوکر اسوقت خراب نہیں ہوتی ہے۔ اب بھی شاعروں سے معمور ہوگا۔ زبان کی وسعت شاعری کے پھیلنے کا سبب ہوئی۔ الفاظ کی کثرت ہو تو ردیف اور قافیہ کی قید باعث زحمت نہیں ہوتی۔ عربی میں الفاظ کی کثرت ہے۔ اور اس لئے زبان عربی میں شاعری بہت آسان ہے

(۵) عربوں کا لہجہ گفتگو اور اُن کے الفاظ وزنی ہوتے ہیں۔ اور حروف تہجی کے لئے مخارج مقرر ہیں۔ جو لب سے حلق تک مختلف درجوں میں منقسم ہیں۔ یعنی گفتگو کرنے میں اُن کے مُنہ کے مختلف حصوں سے آواز نکلتی ہے۔ وہ مخارج گویا موسیقی کے پردے ہیں۔ کوئی شخص عربی لہجہ میں قرآن خوش الحانی سے پڑھے تو اہل بصیرت کے نزدیک بہت خوشگوار آواز ہوگی۔ میں نے عیسائیوں کے کلیسا میں مزامیر کے ساتھ مناجات سنے ہیں۔ اور رام لیلا میں مزامیر کے ساتھ رامائن بھی سُنی ہے۔ سنسکرت اور رگھا تما کے بھجن بھی پورا کھنجریوں پر گاتے ہوئے سادھوؤں سے سُنے ہیں اور عربی اور مصری لہجے میں تلاوت قرآن بھی سنی ہے۔ میں نے آخر الذکر کو ان سب میں بہتر پایا! ممکن ہے کہ میری رائے طرفدارانہ ہو۔ ناظرین اس مضمون کو نصب العین رکھ کر ان مفصلہ بالا مقامات پر جائیں اور خود فیصلہ کریں۔ عربی میں "شعر پڑھنا" کوئی نہیں کہتا ہے۔ بلکہ شعر گانا بولتے ہیں۔ شعر پڑھنے کے لئے لفظ انشاد ہے۔ اس کے معنی ہیں خوش الحانی سے شعر پڑھنا۔ ہندوستان میں تحت لفظ پڑھنا اور سوزخوانی کرنا یہ دو الفاظ علاوہ گانے کے اشعار کو بخوش اسلوبی پڑھنے کے لئے بولے جاتے ہیں۔ لیکن عربوں کا طریقہ سب پر بالا ہے۔ مزامیر کی احتیاج نہیں نہ موسیقی کے پردوں کی ضرورت ہوتی ہے عربی زبان کے قواعد میں مخارج حروف کا ذکر بھی ایک انوکھی شے ہے۔ میں زمانہ طالب العلمی میں اِسے فضول سمجھتا تھا۔ لیکن تجربہ سے معلوم ہوا کہ مخارج حروف کا جاننا اُن عربی پڑھنے والوں کو جو غیر ملک کے ہوں۔ از بس ضروری ہے۔ میں نے ایکمرتبہ ایک بنگالی سے گفتگو کرتے ہوئے خیال کیا کہ اُس نے بجائے "پانی پیوگے؟" کے جل کھاؤگے؟ کہا۔ لیکن اس طرح کہ مُنہ کا دہانہ گول کرکے کل الفاظ مُنہ سے ایک ساتھ اُس نے باہر نکال دئے۔ تو الفاظ کی حالت یہ ہوئی "جَل کھَوگو"۔ چونکہ سب لفظوں کے ابتدا میں دہانہ گول رہا زبان کو حرکت ہوئی اور نہ لب سے لب ملنے پائے اور پورا جملہ ادا ہوگیا۔ ظاہر ہے کہ بنگالی زبان کے لئے مخارج حروف بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن اگر عربی زبان کوئی بنگالی پڑھنا چاہئے تو اُستاد پر لازم ہے پہلے شاگرد کو یہ بتائے کہ زبان عربی کا کون حرف مُنہ کے کس حصہ سے ادا ہوتا ہے۔ اُسکو یوں بھی سمجھا سکتے ہیں کہ دریائی جانور اور پرندے اپنی غذا نگل جاتے ہیں اور انسان اور بہائم دانتوں سے غذا کو چباکر اور تمام مُنہ کے اجزا سے کام لیکر غذا کو شکم تک پہونچاتے ہیں۔ اُسی طرح مرطوب ملک اور آب و ہوا کے آدمیوں کی آواز نرم اور تلفظ آسان ہوتا ہے اور خشک آب و ہوا کے رہنے والے آواز سخت اور تلفظ ثقیل رکھتے ہیں۔

(۶) عربی نہایت فصیح زبان ہے۔ فصاحت و بلاغت کی ایک جدا بحث عربی علوم میں ہے۔ بلاغت معنے سے تعلق رکھتی ہے اور فصاحت لفظوں سے۔ زمانہ جاہلیت میں بھی عربوں کو فصاحت و بلاغت پر ناز تھا تہذیب پھیلنے پر اس میں بالکل ترقی کرنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔ یہاں پر بلاغت کا ذکر چنداں ضرور نہیں ہے۔ صرف فصاحت کی تشریح کیجاتی ہے۔ عرب کو بہ اعتبار آب و ہوا اپنے ملک سخت تلفظ اور سخت آواز رکھنا چاہئے تھا۔ جیسے کہ افغانستان کی پشتو یا پنجابیوں کی ہندی یا یورپ اور بالخصوص جرمنی اور ایشیا کی زبانیں ہیں۔ مگر سختی اور خشکی مخارج کے ساتھ عربوں کی زبان سے کلام ایسے نرم نکلتے تھے اور اب بھی نکلتے ہیں جس سے زبانیں گُل ہوتے ہیں۔ اسی کا نام فصاحت ہے یعنی ایسے حروف سے الفاظ کو مرکب کرنا کہ سننے والوں کو گراں نہ معلوم ہوں۔ یہ بھی ایک ثبوت اس کا ہے کہ فیضان الٰہی خاص طور پر اس زبان کے شامل حال ہے۔ مسلمانوں کا قول ہے کہ جنت کی زبان عربی ہوگی میں اسپر کچھ رائے زنی نہیں کرتا لیکن اس سے یہ نتیجہ نکالتا ہوں کہ عربوں نے تمام اقصائے عالم کی فتح اور سیر کرنے اور تمام زبانوں سے واقفیت حاصل کرنے کے بعد اور باوجود اُس بے تعصبی کے جس میں وہ اپنے زمانہ عروج میں آپ اپنی نظیر تھے اور باوجود اُس آزادی خیالی کے جس کی بدولت اُنہوں نے اپنی مفتوح قوموں کے کسی اچھے علم یا اچھی بات کے اخذ کرنے میں دریغ نہیں کیا۔ یہاں تک کہ وطن چھوڑکر بغداد میں جو ایران کا ایک حصہ تھا اور جہاں کی زبان مادری فارسی تھی دارالحکومت قایم کیا۔ اور خود کو بجائے عرب کے عجمی قرار دیا۔ لیکن زبان کے متعلق ان کا یہی خیال رہا کہ زبان عربی بہترین زبان ہے۔ اور جنت میں جو بہترین جگہ ہے۔ اس بہترین زبان کے سوا دوسری زبان مستعمل نہ ہوگی ؎

## آپ کا اخلاقی فرض

"دین و دنیا" سے اگر آپ کو دلچسپی ہے اور آپ اس کو مفید رسالہ سمجھتے ہیں تو آپ کا اخلاقی فرض یہ ہے کہ آپ اس کی توسیع اشاعت میں کوشش کریں۔

مینجر

# صبر

(ابوالفضل محمد احسان اللہ صاحب عباسی)

صبر جہاں تک اُسے ذاتیات سے تعلق ہے - بیشک بہترین ذریعۂ آسائش ہے لیکن جب اُسے قوم سے تعلق ہو تو ہر وقت وہ مناسب نہیں ہے - ان دونوں باتوں کے لئے آنحضرت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بہترین نمونہ ہے - آنحضرت نے بیشک اُن کی ذات کو تعلق تھا صبر کا اچھے سے اچھا نمونہ دکھایا - اور جب وہ وقت آیا کہ اہل مدینہ پر صبر کا اثر بد پڑتا تو آنحضرت نے صبر کو نظر انداز کیا - ملی معاملات میں صبر سے کام نہ لینا شانِ ملک داری تھی اور اسی صبر شکنی نے رسول اللہ کو نبی کے ساتھ بادشاہ بھی بنایا - اور پھر جانشینانِ رسول سے بھی مذہبی اور ملکی خدمتیں ایک ساتھ متعلق رہیں - اور اب تک کم وبیش یہ تعلق قائم ہے - آنحضرت سے قبل بھی یہ خدمتیں اور نبیوں سے متعلق تھیں - لیکن موقع اور حالت کے مطابق کبھی الگ الگ تھیں اور کبھی یکجا تھیں - حضرت داؤد و سلیمان کے متعلق یہ دونوں خدمتیں ساتھ تھیں - یہ پیشوائے دین بھی تھے اور پیشوائے دنیا بھی تھے - نبی بھی تھے اور بادشاہ بھی تھے - بہت سے پیغمبر ایسے قرآن میں مذکور ہیں جن کے تعلقات جہان داری سے وابستہ نہیں معلوم ہوتے - یہ نہیں کہا جاسکتا کہ حضرت داؤد اور حضرت سُلیمان اور آنحضرت محمدؐ صلعم کے علاوہ اور کوئی انبیا پادشاہ وقت ہوئے ہیں - لیکن قیاس چاہتا ہے کہ بہت سے انبیا دونوں کام کرنیوالے اطرافِ عالم میں گزرے ہونگے - انتظام عالم مقتضی ہے کہ ایسا ضرور ہوا ہوگا -

صبر کو جہاں تک ذاتیات سے تعلق ہے اخلاق کے متعلق اُسی کا ذکر ضرور ہے - یہی وہ شے ہے جو ہر انسان کو آسائش میں رکھ سکتی ہے - تکالیف دنیا سے بچنے کا صرف یہی ایک علاج ہے - انجیل میں ہے کہ اگر تمہارے ایک رخسار پر کوئی تھپڑ مارے تو تم دوسرا رُخسار بھی اُسکی طرف کردو - بہترین صورت آسائش کی یہی ہے - اگر مارکھانیوالے نے اسپر عمل کیا تو جھگڑا ختم ہوا اور مارنیوالا اپنی حرکت پر ضرور پشیمان ہوگا - لیکن صبر سے کام نہ لیا گیا تو یہ چشمۂ فساد دریا ہوکر اُبلے گا - اور ضارب و مضروب دونوں کے لئے بے انتہا زحمتیں پیش آئینگی - بعض نادان مُسلمان اس قول پر مضحکہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسپر عمل کرنا صرف حضرت عیسیٰ کا کام تھا ہم مسلمانوں کا کام نہیں ہے - ایسا خیال ایمان کے خلاف ہوتا ہے - حضرت عیسیٰ کی تعلیم ذاتیات سے بحث کرتی ہے - مذہبی یا ملکی معاملات سے وہ تعلق نہیں رکھتی اس لئے جب تنہا مضروب کی ذات کو تعلق ہو وہ تعلیم واجب العمل ہے - ملکی اور مذہبی جھگڑوں میں البتہ اُس تعلیم کو دخل نہیں ہے - تعلیم عیسوی کے معنی غلط سمجھ کر اس سے انحراف کرنا بے دانشی ہے -

کسی نے گالی دی اور فریق مقابل نے سکوت کیا - معاملہ ختم ہوگیا - گالی دینے والے کا مُنہ خراب ہوا سُننے والے کے کانوں کا کیا نقصان ہوا؟ لیکن گالی کے جواب میں گالی دی جائے تو سلسلہ بُرائیوں کا جاری ہوگا - اور فریقین جتنے نقصانات پہونچ جائیں تھوڑے ہیں -

کسی کوشش میں ناکام رہنا بیحد باعث تکلیف ہوتا ہے - لیکن وسعت نظر سے دیکھا جائے کہ کسی کی تمام کوششیں کبھی کامیاب نہیں ہوئیں تو صبر آجاتا ہے - اور یہ صبر باعث راحت ہوتا ہے - جسے لذیذ غذا ملتی ہے اس کے معدہ کی قوت ہضم خراب ہوجاتی ہے - اور پھر اغنیا لذیذ کھانوں میں وہ لطف نہیں پاتے جو مساکین سوکھی روٹی کے ٹکڑوں میں پاتے ہیں - جس طرح اغنیا زوال قوت معدہ پر صبر کرتے ہیں اُسیطرح مساکین کو سوکھی روٹی کے ٹکڑوں پر صبر کرنا چاہئے - واویلا کرنا عبث ہے - دونوں کے لئے صبر ہی باعث نجات ہے - زار روس کو ابھی حال میں سلطنت روس کے نکل جانے پر اتنا ہی صدمہ ہوا ہوگا جتنا کسی کاشتکار کو ایک بیگہ کھیت سے بے دخل ہوجانے پر ہوتا ہے - ان دونوں کو تسلی خاطر کا ایک ہی ذریعہ صبر ہے - صبر کرنا بھی فطرت انسانی میں داخل ہے فرق اتنا ہے کہ بے دانش کو دیر میں اور دانشمند کو فوراً صبر آجاتا ہے - دنیا گذشتنی اور گذاشتنی ہے - کسی نے دنیا کے نسبت لکھا ہے - ع

خوابے است کہ درخواب بہ بینم آں را۔ پھر ایسی ناپائدار چیز کے فوت ہونے پر غم کرنا اور حاصل ہونے پر خوش ہونا دونوں عبث - ناکامی پر صبر اور کامیابی پر شکر کرنا یہی بہترین فلسفہ ہے - اور اس کے خلاف کرنا جہالت؟

اُمیدوں کا منقطع کرنا بہترین صورت صبر کی ہے - جو شئے مل جائے اسکی بابت انسان سمجھے کہ مرنے والے کے لئے اتنا بہت ہے "اِنَّ ھٰذا لمن یموت کثیر" یہ بہترین ذریعہ جمعیت خاطر کا ہے - ایک شخص کو دولت زر ملی تو یہ فکر ہوا کہ یہ دولت زمین سے بدل جائے تو اُسے استقلال رہیگا زمینداری مل گئی تو یہ فکر ہوا کہ یہ تعلقہ داری کی حد تک پہونچے تو اچھا یہ خیال لامتناہی زحمتوں کا باعث تھا ہی کہ ہم خوابہ کا فکر دامنگیر ہوا - جمیع صفت موصوف بی بی اگر کوئی دی گئی تو یہ فکر ہوا کہ اولاد ہو - اور اولاد بھی ہو تو نرینہ - خدا نے کہا اچھا یہ بھی لے - تو اب یہ فکر ہوا کہ اولاد لائق ہو - اب اُسکی لیاقت حاصل کرنے کے زمانے کا امتداد العظمۃ للہ کیسا روح فرسا ہے - خدا نے یہ بھی پورا کیا تو اب اولاد کی اولاد کا تسلسل چلا - اور کنبہ بڑھا تو یہ فکر ہوا کہ اولاد اپنی زندگی کا بیمہ خدا کے گھر سے کرائی ہوئی آئے - خدا کہاں تک کسی کی خواہش کے مطابق کرے اُسے تو عالم کا انتظام کرنا ہے نہ کسی خاص گھر کا - اور انتظام عالم ایک کے نقصان سے دوسرے کے منحصر ہے - فائدہ کی صورت میں قائم کیا گیا ہے - خدا کو بحمدہ بے حدی اپنی تمام مخلوقات میں نعمتوں کا تقسیم کرنا ہے

خدا سب کی خواہشوں کو پورا کرے تو عدل کے خلاف ہے۔ یہاں مخلوق کی یہ حالت ہے کہ کوئی بات مرضی کے خلاف ہوئی تو چہرہ اُتر گیا۔ خلاف مرضی حوادث و واقعات کا پیش آنا لازمی ہے۔ انسان یا تو تمام عمر مبتلائے غم رہے یا غم کو صبر سے بدل کر خوش رہے۔ یہی دو صورتیں ہیں۔ خوش رہنے کی صورت صرف صبر سے خوگر ہونے سے پیدا ہو سکتی ہے۔ صبر تو فطرت انسانی میں داخل ہے۔ جیسے غالب نے یوں موزوں کیا ہے

مشکلیں مجھ پر پڑیں اتنی کہ آساں ہوگئیں

صبر تو کرنا ہی پڑتا ہے۔ لیکن بہترین صورت صبر یہ ہے۔ فوراً دل سے اُس اثر بد کا کھو دینا جو کسی خلاف مرضی واقعہ کے پیش آنے سے دل پر پڑے۔ لوگ بہادری کو پسند اور بزدلی کو ناپسند کرتے ہیں۔ لیکن بہادری کے معنی سمجھنے میں غلطی کرتے ہیں۔ بہادری اور صبر مترادف الفاظ ہیں وہ بہادر نہیں کہا جا سکتا جو صبر نہیں کرتا۔ شجاع عموماً صابر ثابت ہوتے ہیں۔

جوشِ دلی کا ضبط نہ کرنا اور بات بات پر لڑنا جھگڑنا، غصہ کرنا اور طیش میں آنا شانِ شجاعت نہیں ہے حتیٰ کہ خودکشی کرنا بھی شانِ بزدلی اور در اصل عیب ہے۔ اصل بہادری ہے مصائبِ دنیا کا مقابلہ کرنا۔

شیخ سعدی علیہ الرحمہ اپنے پندنامہ میں قناعت اور صبر کے متعلق لکھتے ہیں۔

دلا گر قناعت بدست آوری
در اقلیم راحت کنی سروری

اگر تنگدستی ز سختی منال
کہ بیش طرب بیند ہیچ سال

ہر آنکس کہ در بند حرص اوفتاد
دہد خرمن زندگانی بباد

ترا گر صبوری بود دستیار
بدست آوری دولت پائدار

صبوری ترا کامگاری دہد
ز رنج و بلا رستگاری دہد

(از حضرت فصیح الملک کپتان سید نور الدین احمد صاحب فصیح مرحوم ٹونکی)

اصل نخلِ گُل مراد ہے علم
ثمرِ گلشنِ معاد ہے علم

ہے یہ دریائے معرفت کا گہر
ہے یہی معدنِ جواہر و زر

ہے اسی سے فروغِ انسانی
ہے یہ حسنِ صورت [illegible] معانی

ہے اسی سے ضیائے عقل و شعور
شمعِ ایماں اسی سے ہے پُرنور

یہی زینت ہے آدمیت کی
یہی بنیاد قابلیت کی

اس سے ہو جائے واجب التعظیم
ہے یہی راہِ گلشنِ تنعیم

ہے یہی تحفۂ [illegible] مقصود
ہے یہی شمعِ [illegible]

ثمرِ نخلِ گلشنِ جنت
[illegible] عفت و عصمت

اخترِ برجِ معرفت ہے یہی
[illegible] آخرت ہے یہی

آفتابِ سپہرِ عزت و جاہ
ہے یہی سایۂ پناہِ الٰہ

گوہرِ شبچراغ ہے یہ ہی
فضل و رحمت کا باغ ہے یہی

رحمتِ ایزدی کا باب ہے یہ
[illegible] انتخاب ہے یہ

زینتِ آدمیتِ عالم
وجہ شان و فضیلتِ آدم

شہرۂ حسنِ عقلِ لقمانی
زینتِ خاتمِ سلیمانی

علم میراثِ انبیا و رسل
علم سے ہے دعا میں [illegible] قبول

دین و دنیا کا علم سے ہو کام
یہ نہ ہو جس کے پاس ہو ناکام

علم بابِ حدیث و قرآں ہے
علم زیبِ وجودِ انساں ہے

علم ہے شمع خانۂ دل کی
گر نہ یہ ہو تو پھر ہے تاریکی

[illegible] جہاں نہ کیونکر ہو [illegible]
ہے جہالت ہی وجہ نافہمی

سربلندی ہے لوائے علم بلند
کہتے اہلِ علم کو ہیں دانشمند

[illegible] دانش کا
[illegible] اقتدا [illegible]

ہے یہی وجہ شان و عزت و وقار
ہے جہاں کا اسی پہ دار و مدار

علم سے شانِ حق ہوئی معلوم
اس سے جو راز تھے ہوئے مفہوم

علم ہی سے ہیں سب یہ کاروبار
یہ نہ ہوتا تو بند تھا ہر کار

ہے یہی کحلِ چشمِ انسانی
اس سے بنتا ہے قلب نورانی

علم ہی ہے کلیدِ قفلِ کمال
جس کے یہ پاس ہے وہی ہے نہال

ہے یہی وجہ امنِ ایمانی
ہے یہی زینتِ مسلمانی

علم پڑھ کر بنو گے خیراندیش
جان لو گے جہاں کو کم و بیش

علم سے ہے یہ سب نظامِ جہاں
گر نہیں علم انتظام کہاں

نہیں سمجھو گے کچھ بنا بگڑا
کیا کیا تم نے اور ہو گیا کیا

کیونکہ تمیزِ نیک و بد ہی نہیں
ایسے ہوتا ہے انتظام کہیں

علم سیکھو نہ اس سے بھاگو دور
کیونکہ آتے ہیں اس سے عقل و شعور

کرو عالم کی دل سے تم تعظیم
ہیں یہی نائبِ رسولِ کریم

وارثِ علمِ انبیا ہیں یہی
مقتدا اور پیشوا ہیں یہی

جس نے کی ان کی کفش برداری
اُس نے عقبیٰ سنبھال اپنی

# رسائل کی روح

## علی مرتضیٰ کی روحانی زندگی!

علامہ سبط ابن جوزی اپنے جد ابوالفرج اصفہانی سے اپنے تذکرہ خواص الامہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ معاویہ نے ابن ضمرہ سے علی علیہ السلام کے فضائل بیان کرنیکو کہا اُس نے عذر کیا معاویہ نے تاکیداً کہا کہ نہیں تم کو ضرور بیان کرنا پڑیگا۔ تب ضمرہ نے ایک پرجوش اسپیچ میں اس طرح فضائل شروع کئے کہ قسم خدا کی حضرت علی کرم اللہ وجہٗ ایسی بات کہتے تھے۔ فیصلہ کردیتی تھی اور فیصلہ ان کا عدالت کے ساتھ ہوتا تھا۔ ان کے پہلوؤں سے علم کی نہریں ابلتی تھیں اور ان کی ہر ہر بات سے حکمت ٹپکتی تھی۔ دنیا اور اس کی سرسبزی سے وہ گھبراتے تھے شب تاریک اور اُس کی وحشت سے اُن کو اُنس تھا۔ آنسو بکثرت جاری رہتے تھے۔ امر آخرت میں ان کی فکر نہایت طولانی ہوتی تھی۔ لباس ان کو موٹا اور سادہ پسند تھا غذا درشت و بدمزہ کھاتے تھے۔ برتاؤ ہر کسی سے سادہ تھا۔ جب ہم ان سے کچھ پوچھتے تھے فوراً بتلا دیتے تھے۔ جب کبھی ان کو بلاتے تھے فوراً چلے آتے تھے۔ باایں ہمہ انہوں نے ہمیں اپنا مقرب اور گستاخ بنا لیا تھا تاہم ان کی ہیبت ایسی تھی جو بات نہیں کرنے دیتی تھی اہل دین کی تعظیم کرتے تھے۔ اور مساکین کو اپنے پاس بٹھاتے تھے اور کبھی کسی بڑے کو ایسا موقع ہی نہ دیتے تھے کہ وہ اپنے امر باطل پر رجوع کرسکے اور نہ کسی ضعیف کو اپنے عدل سے مایوس رکھتے تھے جبکہ شب اپنے پردوں کو لپیٹنے والی ہوتی تھی اور ستارے بھی شمع سحر کی طرح جھلملانے لگتے تھے تو وہ اپنی ریش کو پکڑے ہوئے اسطرح بلبلاتے تھے اور تڑپتے تھے کہ جیسے کسی مارگزیدہ کی حالت ہو اور ایسے روتے تھے جیسے کہ درد رسیدہ اور محزون روتا ہو۔ اور فرماتے تھے کہ اے دنیا! میرے غیر کو دھوکا دے مجھ سے کیا متعرض ہوتی ہے کیا تجھ کو مجھ سے رغبت پیدا ہوئی ہے لیکن مجھ سے دور ہو۔ میں تجھے تین مرتبہ طلاق دے چکا ہوں۔ تیری عمر بہت کم ہے۔ اور تیرا خطرہ بہت بڑا ہے اور لطف زندگی تیرا بہت حقیر و کم ہے۔ "آہ آہ من قلۃ الزاد وبعد السفر" افسوس کہ زادِ راہ تھوڑا اور سفر دور۔

(الواعظ)

## قوم کی تباہی

قرآن مجید میں آپ جا بجا اس مضمون کو پڑھینگے کہ جب کسی قوم کی تباہی آتی ہے تو اُسکی نشانی یہ ہے کہ وہاں کے امراء اور دولتمند لوگ فسق و فجور کی طرف مائل ہوجاتے ہیں۔ اور فسق و فجور کی زیادتی کا نتیجہ قوم کا ہلاک ہونا ہے۔ اسی کے ساتھ اگر آپ غور کریں تو بہت سارے نظائر آپکو ایسے ہی ملیں گے کہ امراء کی اصلاح سے عوام کی اصلاح ہوجاتی ہے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اطراف کے بادشاہوں اور امراء میں سے کسی کو نہیں چھوڑا۔ قاصد بھیجے۔ فرامین روانہ کئے۔ اُسمیں ان کو جتلا دیا۔ کہ اگر دعوت اسلام قبول کیجاتی ہے تو اُسمیں ان کی بھی سلامتی ہے اور ان کی سلطنت و امارت کی بھی۔ اور اگر خلاف احکام کیا گیا تو خیر نہیں۔ پھر ہر حاکم یا بادشاہ سے خطاب فرمایا جا رہا ہے تو اُس کے مناسب حال طریقہ سے۔ نجاشی، حاکم حبش نے فرمان مبارک برسر تسلیم خم کرلیا۔ سلطنت برقرار رہی۔ دولت دارین حاصل کی۔ اور سرکشی کرنیوالوں کا انجام پورا ہوا۔ اور خسر الدنیا والاخرۃ کا مصداق ہوا۔ دنیا بھی گئی اور آخرت بھی خراب ہوگئی۔ نعوذ باللہ منہ۔ (داعظ)

## ترقی کا یقینی ذریعہ

"قرآن مجید سب سے ضروری اہم سبب قطعی ذریعہ ہماری بہتری بہبودی اور کامرانی کا ہے جب تک ہم قرآن مجید سے تمسک نہ کریں جب تک ہم قرآنی گرہ میں رہ کر کوشش نہ کریں۔ تب تک ہم کامیاب نہیں ہوسکتے۔ ہماری ذلت اور رو سیہ اسیطے ہو رہی ہے کہ ہم نے قرآن مجید چھوڑ دیا۔ معاملات کا پہلو درست نہ رہا۔ علوم و فنون سے بالکل بیگانہ ہوگئے۔ دائرہ قرآن مجید صرف (رسمی) عبادت اور جنت دوزخ تک ہی محدود کردیا۔ حالانکہ اس میں دنیا بھر کی حکمتیں بیان کی گئی ہیں۔ بعض آیات مد نظر رہیں بعض ترک کی گئیں۔ ساری دنیا کے اسباب ترقی ایک طرف اور قرآن مجید ایک طرف بار بار پڑھو پھر کہو کیا کچھ وسعت رکھتا ہے اور اس کا منشا کیا ہے قرآن الحکیم اور رسول کریم کی شان میں یہی کہتے بنتی ہے۔

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست

لیکن ہمارے اعمال و افعال کیسے ہی صحیح اعتقاد اور اعلیٰ خیال پر مبنی ہوں توسط و اعتدال کا لحاظ ہر حال میں واجب و لازم ہے" البتہ اسی متاع قلیل کو اپنی زندگی ما حصل سمجھکر اس میں ایسے طور سے منہمک ہو جانا کہ الٰہیات کا پہلو ہی چھوڑ دیا جائے اور دین کا خیال ہی نہ رہے ایک سخت غلطی ہے۔ قرآن مجید علوم و فنون، وحکمت و سائنس، فلسفہ صحیح سے روکتا نہیں بلکہ اصولی اور اجمالی رنگ میں تحریک کرتا ہے کہ ایسے حاصل کئے جائیں، بشرطیکہ نمائشی اور فریب وہ نہ ہو۔ جو دنیا یا دنیوی وسائل اور ترقیات علوم و فنون کو دین سے بے راہ کرتی ہیں وہ خسر الدنیا والآخرہ ہیں ان سے بہتر ہے کہ انسان جاہل ہی رہے۔

## وسعت عبادت

"نعوذ باللہ حقیقت کچھ نہیں، یہ جو شخص نماز روزہ کا منکر ہے وہ اسلام کا منکر ہے" مگر "عبادت نماز روزہ ہی نہیں انکشاف قدرت بھی ہے۔ اس سے اسکی عظمت و قدرت کا عملی رنگ میں علم ہوتا ہے جس کے بغیر انسان کا ایمان و یقین کامل نہیں ہوتا نہ وہ آسائش روحانی و جسمانی حاصل کرسکتا ہے جو اس کا مدعا ہوتی ہے۔ محض عابد و زاہد ہونا ہی کمال انسانیت نہیں، دنیا کو

حاضیت بھی ایک واجبی امر اور شروع مسلک ہے" جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے بعض وقت ایک ساعت کا تفکر تمام شب کی عبادت سے افضل ہوتا ہے پس صاف ظاہر ہے کہ سنن متروکہ اور دیگر احکام مفوضہ پر بھی توجہ اس رنگ میں دلائی گئی ہے۔

انکشاف قدرت یعنی علمی ترقی کی جانب ہی توجہ دلانے پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ جا بجا معاملات کی درستی یعنی اخلاقی اصلاح پر بھی بہت کچھ زور دیا گیا ہے اور واجبی نکتہ چینی کے پیرایہ میں علماء کرام کے فرائض منصبی کے احساس کو برانگیختہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

### مغربی تقلید

عجب نہیں مذہبی گروہ میں سائنس کی سرگرم تائید کو یہ بھی گمان کیا جائے کہ مغربی تقلید کے نئے شرعی رنگ میں مؤثر پیرایہ تلاش کیا جا رہا ہے لیکن مقلدین یورپ علما سے زیادہ اس کے مطالعہ سے برافروختہ ہونگے ان کو بھی اس کتاب سے مایوسی ہوگی اور مشرقی حلقہ بگوشی کی ہدایت میں انہیں دقیانوسی جھلک صاف نظر آئیگی

"دین و معاد جان و روح ہے اور دیگر مواد بطور قالب اور وسائل زندگی کے اہل مغرب نے علوم و فنون میں بہت کچھ ترقی کی لیکن مادیت اس قدر غالب آگئی کہ اب مغرب میں سوائے مادیت کے گویا اور کچھ رہا ہی نہیں۔ مغرب میں نہ تو صبر و سکون ہے نہ طمانیت و تسلی ہر زندگی مختلف خود غرضیوں کے تحت شب و روز ایک تکلیف دہ مخمصہ میں رہتی ہے جو تجربہ۔ عورت مغربی زندگی میں مقابلۃً پائی جاتی ہے مشرق میں اسکی نظیر مشکل سے ملیگی۔ اسلام و قرآن کا کبھی یہ منشا نہیں ہوا کہ دنیاوی علوم و فنون کی ترقی سے ضمیری، روحانی اور دینی مراحل چھوڑ دئے جائیں"

### صراط مستقیم

جب مشرق و مغرب دونوں جگہ "شد مشرق و مغرب خراب" کی ہولناک سیاہی چھائی ہوئی ہے تو اس مہیب تاریکی میں سیدھی راہ کہاں تلاش کی جائے؟ یہ سوال جسقدر اہم اور ضروری ہے ویسا ہی اسکا جواب آسان اور صاف دیا گیا ہے

خلاف پیمبر کسے رہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید
مپندار سعدی کہ راہ صفا
تواں رفت جز در پئے مصطفےٰ

"مچھلی کرۂ آب سے باہر نکل کر کب تک زندہ رہ سکتی ہے؟ سراب فریب آب میں نہ تو مچھلی زندہ رہ سکتی ہے اور نہ سراب اس کے واسطے دریا کا کام دے سکتا ہے۔ قدرت نے مسلمانوں کا کرہ قرآن مجید بنایا تھا ہم اس میں رہ کر زندہ رہ سکتے ہیں کسی دوسرے رنگ کی کوئی زندگی زندگی نہیں بلکہ ایک موت ہے"

"قل متاع الدنیا قلیل والاخرۃ خیر لمن اتقی" پر عمل ہونا چاہئے۔ مغربی علوم و فنون حاصل کرکے بھی دینی اور مشرقی دائرے میں رہنا ہی طرز عمل حقیقی انسانیت اور شرف ہے۔ میزان قرآن مجید کے دونوں پلڑے اپنی اپنی جگہ رکھو۔ دینی پلڑا بہرحال جھکتا ہی رہے۔

اتفاق بیا، عاشقی کنم اے دل
خدا مرا تو ترا بہر کار ساختہ است

### علم و مذہب

علم ہر شئے کی حالت بے کم و کاست ایسے الفاظ میں بیان کرنا چاہتا ہے جس میں ابہام یا شک کی گنجائش نہ ہو، اس کا موضوع ایسی چیزیں ہیں جن کی تحقیقات پیمائش، وزن یا مقدار کے ذریعہ سے کیجا سکتی ہے اسی لئے وہ حتی الامکان اپنے معلومات ایسے پیرایہ میں ظاہر کرتا ہے، جس سے یہ مقصد حاصل ہو سکتا ہے، مثلاً وہ مخصوص علامات استعمال کرتا ہے جو فی نفسہ بے معنی ہوتی ہیں، فطرت کی کسی شے سے تعلق نہیں رکھتیں اور دانستہ تمام ذاتی یا ضمنی مدلولات سے معرّیٰ ہوتی ہیں، مگر مذہب کی حالت اس کے برعکس ہے، اس کے خیالات کی تعیین یا تحدید ممکن نہیں اس لئے وہ صرف اشارہ کرنا چاہتا ہے، علم کی طرح مذہب کی بھی مقررہ علامات سے یکسر مختلف ہے، مذہبی علامات کا ماخذ دنیا اور دنیا کی چیزیں ہیں آفتاب سمندر، چٹان، جنگل، جانور، ہیں حتی کہ روح کے لئے بھی کوئی خاص نام نہیں، چنانچہ جن الفاظ سے اسے تعبیر کرتے ہیں ان کے اصلی معنی سانس یا ہوا ہیں" علمی علامات کے برعکس مذہبی علامات کا رنگ شوخ اور مدلولات ضمنی خاص طور پر شخصی ہوتے ہیں بلکہ وہ آئندہ زمانہ میں از خود خرافات و مجازات کا قالب اختیار کر لیتے ہیں لیکن اسکی وجہ یہ نہیں کہ ان میں تشبیہات برمحل ہوتی ہیں بلکہ عالم ماموت کا بھی شبیہ بہ شبہ کا نمونہ ہوتا ہے، علم جب اپنی تحقیقات کے نتائج میں ضروری قدر کے بعد ایک عام معیار قائم کر لیتا ہے تو اس کا مقصد پورا ہو جاتا ہے لیکن مذہب کا مقصد کبھی پورا نہیں ہوتا وہ برابر مجازات کے پردہ میں اپنی جستجو کا سلسلہ جاری رکھتا ہے، علم کا دائرہ بحث، بقول سر ولیم جیمس، ظاہری اور نمائشی چیزیں ہیں، لیکن مذہب کا دائرہ بحث حقائق زندگی ہیں کیونکہ مذہب کی تمام مباحث کا دارومدار شعور ہے جس کی بدولت ہمیں محسوسات کا علم ہوتا ہے یہی شعور ہمارے لئے سب سے زیادہ اہم ہے اگر یہ نہ ہو تو ہمارے لئے دنیا کا عدم و وجود سب یکساں ہے۔

### دماغی غلامی

اگرچہ اس عہد میں غلامی کی رسم یا دوسروں کو جبراً مول لیکر غلام بنانے کا طریقہ بہت کچھ کم ہو چلا ہے اور ممکن ہے کہ اسمیں اور بھی دن بدن کمی آتی جائے حتی کہ تو سونے اور ملکوں میں کسی وقت اس کا چرچا تجارت کے رنگ میں تھا یا جن ملکوں اور جن اقوام میں مقتدر لوگ اپنی ذاتی خدمات کے لئے ایسی ضرورت سمجھتے تھے اور انسانی جسموں کو خرید کر غلاموں کی طرح ان سے کام لیتے تھے اس میں بھی رفتہ رفتہ کمی آتی گئی اور جوں جوں زمانہ ترقی پذیر ہوتا گیا غلامی کے بندھن ٹوٹتے گئے لیکن ان قیود کے شکستہ ہونے سے ہی غلامی کی رسم دنیا سے ختم نہ ہوئی اخلاقی کمزوریوں کی وجہ سے گردنوں سے غلامی کے طوق اُتر کر دماغوں اور دلوں کو غلام بنانے لگے جسمانی غلامی میں تو خیالات پر کوئی گرفت اور قید نہیں رہتی کیونکہ ہر غلام

غلام ہونے پر بھی اپنا دماغ اور دل اس خواہش میں منہمک رکھتا ہو کہ میرا جسم اور میرے جسم کی جوارح پابند ہیں اور ان کی پابندی اور تقید سے میں مجبور ہوں لیکن دماغی غلامی سے ہر انسان باوجود آزاد ہونے کے بھی خود کو غلام ہی جانتا ہے وہ آزادی سے چلتا پھرتا ہے آزادی سے کھاتا پیتا سوتا اور جاگتا ہے لیکن اسکی دماغی اور فطری قوتیں مقید اور پابند ہوتی ہیں اس کے دل اور دماغ کی حس اور ذکاوت ماری جاتی ہے جسطرح انسان خواب میں ہو کر بیداری کے احساسات سے محروم اور غافل ہوتا ہے باوجود اس کے کہ خواب میں بھی وہ قسم قسم کے نظارے دیکھتا اور ایک قسم کی حس بھی رکھتا ہے گر بیہوش ہوتا ہے اور بیداری کے عالم سے بیگانہ اور محروم۔

غلامی اور دلی غلامی میں دل اور دماغ بیکار ہو جاتے ہیں اور حسیات باطنی مُردہ ہو جاتی ہیں۔ وہ شخص جو دماغی غلامی میں مبتلا ہوتا ہے وہ باوجود ایک قسم کی آزادی اور حس رکھنے کے پابند اور بے حس ہوتا ہے اسی کو اپنی آزادی سمجھتا ہے۔ اس کو اپنے دل و دماغ کی بیحسی محسوس نہیں ہوتی اور خود کو صحیح الدماغ اور صائب الرائے جانتا ہے۔

جسطرح ایک دیوانہ اور مجنون خود کو صحیح الدماغ اور صحیح الخیال جانتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ میں زندگی کے صحیح مسلک سے بیگانہ اور دور افتادہ نہیں ہوں اور اپنے ہر فعل کی عمدگی اور صحت پر دلیل لانے کا مدعی ہوتا ہے اسی طرح وہ شخص بھی خیال کرتا ہے جسکا دماغ و دل احساس غلامی کا شکار رہتا ہے۔

بظاہر دُنیا کے اکثر حصوں سے جسمانی غلامی دور ہو چکی ہے اور لوگوں کی توجہ اس طرف سے ہٹ چکی ہے لیکن اگر مزید غور سے کام لیا جائے تو کہنا پڑیگا کہ ابھی دنیا کے بعض حصوں میں دماغی غلامی پر زور دیا جاتا ہے اور یہ کوشش کیجاتی ہے کہ قوموں یا افراد اقوام کے دماغ زنجیر غلامی میں جکڑے رہیں اور حسیات دماغی میں فتور پڑا رہے

## خواہشیں چھوڑ دے

خواہشیں چھوڑ دے، وہ تیری خوشی میں رکاوٹ ڈالتی ہیں۔ وہ تجھے زندگی کا لطف نہیں اُٹھانے دیتیں!

تو ہرگز بھی کبھی خوش نہ ہوگا جبتک تمناؤں کی خام خیالی سے تو اپنے منہ کو نہ پھیرے وہ کوشش جو غرض کے پیچھے دوڑتی ہے کارِ طفل ہو جاتی ہے اور وہ خوشی ہیچ ہے جو فکر و تشویش کو اپنا پیش خیمہ بنائے، خوشی وہ ہے جو نیک کاموں کے کرنے میں آپ ہی پیدا ہو۔ وہ میٹھے نغموں سے زیادہ شیریں اور دلفریب نظاروں سے بڑھ کر زندگی بخش ہے! اسکی شیرینی اور لطف اسی کے اندر موجود ہے، وہ اپنی مٹھاس کو اپنے دائیں بائیں سے ادھار نہیں لیتی!

پھر صبر درخت کی ٹہنیاں صحرائی ہواؤں کے انتظار میں بے صبری کا اظہار نہیں کرتیں، وہ خاموش کھڑی رہتی ہیں یہاں تک کہ ہوا کا پہلا جھونکا انہیں جھومنے کا پیام دے، وہ ذرا جنبش نہیں کرتیں جبتک ننھی نسیم ان کی ہم آغوش نہ ہو لے

قدم نہ بڑھائے، پھر یہ محسوس نہیں ہوتا کہ ہوا اُن سے مست ہے یا وہ ہوا سے تو بھی لذت کی چاشنی کو دلمیں جگہ دیکر آپ ہی آپ عیش و عشرت کا غلام نہ ہو جا بلکہ انتظار کر یہانتک کہ بھی خوشی تیرا دامن پکڑ لے!!

## اپنے جسم وجان میں وہ حالت پیدا کر

اپنے جسم وجان میں وہ حالت پیدا کر جس کے ساتھ تو ان کی ہر وقت دیکھ بھال سے بری ہو جائے اور اپنے دل و دماغ کو اُن وہموں سے بے نیاز ہو جانے دے جو تیری زندگی کو ایک بوجھ کی طرح دبائے ہوئے ہیں!

تو اپنی زندگی کو گھاس کے ایک تنکے کی طرح صاف و سادہ بنالے؟ ننھے سے ننھے جھونکے سے متاثر ہو جا۔ اور ہلکی سے ہلکی ہوا کے استقبال کو ہرگھڑی تیار رہ۔ لیکن آنیوالے اور گزرے ہوئے وقت کی یاد میں نوحہ خوانی نہ کر!

ان بہت سے سالوں کے بوجھ کو اپنی گردن سے اُتار ڈال اور اپنے بھولے ہوئے بچپن کو پھر پالے اگرچہ معاملہ فہم دُنیا تجھے کن انکھیوں سے کیوں نہ دیکھے! اُن گزرے ہوئے مہینوں اور سالوں کو اکارت سمجھ اور اس اپنے گھاٹے پر ذرا بھی شرمسار نہ ہو۔ بلکہ دلمیں ایک ایسی شئے پر فخر کر کہ تو نے زندگی کی اصلیت کو پالیا۔ اس سے پہلے کہ زمانہ کی کتاب تیرے لئے تمام ہو چکی اور تو قبر کے اندھیرے کونے میں جا لیٹا!

وہ وقت جو تیرے سامنے کسی بے پایاں سمندر کی مانند پھیلا پڑا ہے دُنیا کی حدوں پر ختم نہیں ہو جاتا بلکہ جبتک تیری زندگی کی ناؤ چلتی رہیگی اسکی انتہا تجھ سے اوجھل ہی رہیگی، تو اس نازک سی کشتی پر دُنیا کے ہوا پانی کو غالب نہ آنے دے بلکہ عمر کی گھڑیوں کو اسی کے درست کرنے میں صرف کرتا کہ جب کوچ کے وقت سمندر زیادہ طوفانی ہو جائے تو اس لمبے سفر کے لئے تیری تیاری کسی طرح بھی ادھوری نہ

## تاریخ کیا ہے

دور حاضرہ کی حیرت انگیز علمی ترقی نے اس مغالطہ کو بالکل رفع کر دیا ہے کہ تاریخ جنگ آزماؤں کی صف شکنی۔ عالم سیاسیات کی کشمکش اور مختلف خاندانوں اور سلطنتوں کے عروج و زوال کی ایک مسلسل داستان ہے اور صرف اُن واقعات کی بقید تاریخ ایک مکمل فہرست ہے جو مختلف ممالک میں مختلف اوقات میں پیش آتے رہے ہیں اب ہمارا علم اس کہنہ عقیدہ کے ہاتھ مرحلہ پر پہنچ گیا ہے کہ تاریخ بنفسہ ایک مستقل علم ہے جسکا موضوع عمران بشری و اجتماع انسانی ہے۔ تاریخ گویا وہ عالم ہے جس میں نظر ڈالتے ہی تجربہ کا آفتاب نور افشانی کرتا ہوا نظر آتا ہے جس سے دل کی آنکھیں روشن ہوتی ہیں۔ شاہراہ ترقی ایسی نمایاں ہو جاتی ہے کہ ہزاروں گم کردگانِ راہ۔ منزل مقصود تک پہنچ جاتے ہیں۔ وہ ایسی بزم عام ہے جہاں ہر علم و فن کے باکمال اساتذہ کی نیابت کا موقع حاصل ہوتا ہے۔ رہنمایان ترقی فدائیان قوم و ملت ارباب علوم و فنون۔ صاحبان صنعت و حرفت۔ ماہران علم و حکمت وغیرہ وغیرہ سے حسب لیاقت فیض صحبت حاصل ہو سکتا ہے؟!

یہ دُنیا میں کوئی شے ایک حالت پر قائم نہیں رہتی۔ روز بروز نہیں بلکہ لحظہ بلحظہ تغیر پذیر رہتی ہے سکون محال ہے قدرت کے کارخانے میں ثبات ایک تغیر کو ہے زمانے میں

# مَعلُومَاتُ

## امریکہ اور سینما کا فلم

سینما نے جسقدر ترقی امریکہ میں حاصل کی ہے اسکی نظیر کسی اور ملک میں نظر نہیں آتی۔ اگر شروع سے لیکر اسوقت تک کا اوسط نکالا جائے تو معلوم ہوگا کہ وہاں سالانہ ایک ارب فٹ لمبا فلم تیار ہوتا ہے جسکی قیمت ۵۰ لاکھ ڈالر ہوتی ہے۔ اس سے قبل وہاں کے فلم باہر نہیں جاتے تھے، لیکن ۱۹۱۲ء سے یہ پابندی اٹھ گئی ہے اور کثرت سے غیر ممالک میں بھیجے جانے لگے ہیں، چنانچہ ۱۹۱۳ء میں وہاں سے ۳۰ ہزار میل لمبائی کے فلم وہاں سے باہر گئے یعنی اگر ان فلم کو خط استوا پر کرۂ زمین کے گرد لپیٹا جاتا تو بھی ہزاروں میل کی لمبائی کا فلم بچ رہتا۔

## انڈوں کو دھونا

ممالک مغربی میں انڈوں کی تجارت کرنے والی کمپنیاں فروخت کرنے سے قبل انڈوں کو پانی سے دھویا کرتی ہیں تاکہ وہ صاف ہو جائیں اور دیکھنے میں اچھے معلوم ہوں، لیکن جدید تحقیقات سے یہ امر ثابت ہوا ہے کہ انڈے کے اوپر ایک مادہ جیلاتین کی قسم کا ہوتا ہے جو جراثیم وغیرہ کو اندر جانے سے روکتا ہے، اس لئے اگر انڈے دھو دئے جائیں گے تو وہ مادہ دور ہو جائیگا۔ مسامات کھل جائینگے جسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ جراثیم آسانی سے اندر نفوذ کر جائیں گے اور انڈے کو جلد خراب کر دینگے۔

## ایک ذہین مچھلی

مچھلی ان حیوانات میں شامل کیجاتی ہے جو بہت زیادہ بیوقوف اور بلید ہیں۔ اور اس کے منہ اور آنکھوں سے اسکی بلادت صاف طور پر ظاہر ہوتی ہے۔ چنانچہ بلاد مغرب کی بعض زبانوں کا محاورہ ہے کہ کسی شخص کی بیوقوفی ظاہر کرنے کے لئے مچھلی سے تشبیہ دیجاتی ہے۔ لیکن مشرقی ہند کی طرف ایک مچھلی ہوتی ہے جو صد درجہ ذہانت کے ساتھ اپنا شکار حاصل کرتی ہے۔ جسوقت وہ کسی بحری کیڑے کو اپنی غذا بنانی چاہتی ہے تو نہایت آہستگی سے جا کر کچھ فاصلہ پر سکون کے ساتھ ٹھہر جاتی ہے۔ اس کے بعد وہ پانی کی ایک بوند نہایت قوت اور تیزی کے ساتھ اپنے شکار کی طرف پھینکتی ہے جس سے چہ [illegible] بدحواس ہو جاتا ہے اور اس کے بعد ہی یہ مچھلی جھپٹ کر اسکو کھا جاتی ہے۔

## دُنیا میں پانی کی قوت

اسوقت تجارت کا دارو مدار کوئلہ اور پیٹرول پر ہے لیکن اگر یہ دونوں چیزیں آج مفقود ہو جائیں تو بھی انسان بیکار نہیں بیٹھ سکتا کیونکہ پھر اس کے پاس پانی ایک ایسی چیز ہے جس سے وہی کام لیا جا سکتا ہے، چنانچہ اب ممالک یورپ میں اسطرف خاص توجہ صرف کی جا رہی ہے اور مستقبل قریب میں زیادہ تر اسی سے کام لیا جائیگا۔

## پرندوں کا فائدہ

علمائے طبیعین کی رائے ہے کہ اگر چڑیاں نہ ہوتیں تو نباتات دنیا سے مفقود ہو جاتے، کیونکہ وہ کیڑے جو پرندوں کی غذا بنتے ہیں نباتات کو تباہ کر دیتے اور انسان کسی تدبیر سے انھیں دفع نہ کر سکتا۔ اب بھی کہ حشرات الارض کی کھانے والی بیشمار چڑیاں موجود ہیں، ہر سال کچھ نہ کچھ نقصان کھیتوں اور باغوں کو ان کیڑوں سے پہونچتا رہتا ہے۔ چنانچہ ۱۹۰۴ء میں جو اندازہ اس نقصان کا علمائے طبیعین نے لگایا تھا اس کی مقدار ۹۰۰ ملین گنی تھی۔

بعض پرندے تو ایسے ہیں جن کی غذا صرف یہی کیڑے ہیں، بعض ایسے ہیں جو چند ہفتوں تک اپنے بچوں کو بھی کھلاتے ہیں چنانچہ ایک گھونسلے کا روزانہ خرچ ایکہزار کیڑے ہیں۔ بعض چڑیاں کیڑوں کے انڈے کھاتی ہیں اور اسطرح حشرات الارض کی پیدائش پر بھی اثر پڑتا ہے۔

## سب سے زیادہ طویل دن

دن کے طویل ہونے کے یہ معنے ہیں کہ آفتاب خط استوا سے ہٹ کر شمال کیطرف مائل ہو کر طلوع کرتے پھر جو مقام خط استوا سے جسقدر زیادہ شمال کی طرف ہٹا ہوا ہوگا وہاں اسی قدر زیادہ طویل دن ہوگا۔ چنانچہ لندن میں دن کا ۱۶½ گھنٹہ تک طویل ہو جاتا ہے۔ ہمبرگ میں ۱۷ گھنٹہ تک، اسٹاکہلم میں ۱۸½ گھنٹے تک، پیٹرو گراڈ میں ۱۹ گھنٹے تک تورنیا میں ۲۲ گھنٹے تک اور قطب کے قریب ۲۴ گھنٹہ تک پہونچ جاتا ہے۔

لیکن آپ کو یہ سنکر حیرت ہوگی کہ ناروے کے شمال میں وردہیو ایک مقام ہے، جہاں کا دن ۹۲ دنوں کے برابر ہوتا ہے اور ۲۱ مئی سے لیکر ۲۲ جولائی تک آفتاب غروب نہیں ہوتا۔

## نقصان علمی

جاپان کے زلزلہ سے جسطرح انسانی جانوں کو غیر معمولی نقصان پہونچا ہے، اسیطرح علمی نقصان بھی کچھ کم نہیں ہوا۔ ٹوکیو کے کتب خانہ میں سات لاکھ کتابیں موجود تھیں جو سب کی سب زلزلہ کی آتش رشاہیوں کی نذر ہو گئیں۔ اسکی کمی پوری کرنے کے لئے یہ تدبیر اختیار کی گئی ہے کہ لندن کے تمام دار العلوم [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ہے اور ہمیں امید ہے کہ دیگر ممالک یورپ بھی اس کی تقلید میں عملی حصہ لینگے۔

## امریکہ اور تمباکو نوشی

امریکہ میں میخواری کا تو سدباب ہو گیا ہے، لیکن اس کے بجائے دوسری بلا تمباکو نوشی کی مسلط ہو گئی ہے جنگ سے پہلے ۱۹۱۴ء میں وہاں ۳۰۰۰ ملین سگار تیار کئے گئے لیکن ۱۹۲۱ء میں ان کی تعداد ۴۶۰۰ ملین تک پہونچ گئی ہے۔

# کم سرمایہ والوں کے لئے وسائلِ معاش

**کپڑے کے پھول بنانا:۔** جسطرح کاغذ کے پھول بنتے ہیں اسیطرح کپڑے کے پھول بھی تیار کئے جاسکتے ہیں۔ اور نہایت معقول قیمت پر بازار میں فروخت ہوسکتے ہیں۔ شروع شروع میں ایک دو دن کسی باغ و بہاری بنانیوالے سے کاغذ کے پھولوں کا تراشنا سیکھا جائے۔ اور چار پانچ روز برابر کاغذ کے پھول بنانے کی مشق کی جائے۔ جب کاغذ کے پھولوں پر ہاتھ صاف ہوجائے تو کپڑے کے پھول بنانا نہایت آسان اور ایک معمولی سی بات ہے۔ پہلے تو جس رنگ کا پھول بنانا ہو کپڑے کو اسی رنگ میں رنگ دیا جائے۔ اس کے بعد رنگے ہوئے کپڑے کو گوندھ کے پانی میں اچھی طرح کلف دیکر سایہ میں خشک کرلیں۔ کپڑہ کو کلف دینے کے بعد اچھی طرح صاف کرلینا چاہیئے تاکہ اسمیں کوئی تہ باقی نہ رہجائے۔ جب کپڑہ خشک ہوجائے تو اسکو کاغذ کی طرح کاٹ کر پھول بنالیں اور پھول پتیوں کو قینچی کے دونوں پھلوں میں دباکر اسطرح کھینچیں کہ انمیں کسی قدر پھول کی پتیوں کیطرح خم پیدا ہوجائے۔ مثلاً۔ اگر آپ کو گلاب کا پھول بنانا ہے تو پہلے معمولی سے باریک لٹھے یا موٹی ململ کو گلابی رنگ میں رنگ لیجیے اور اچھی طرح گوند کا کلف دیدیجئے جب کپڑہ خشک ہوجائے تو گلاب کی صورت میں پتیاں تراش لیجئے اور بعد میں ان کو یکجا کرکے گلاب کا پھول بنالیجئے۔ اگر پتیاں بنانی ہوں تو حسب بالا طریقہ پر کپڑہ کو سبز رنگ کر گلاب کی پتیوں کی شکل کی پتیاں تراش لیجئے۔ پھولوں کی پتلی پتلی اور نازک ٹہنیوں کے لئے کسیقدر موٹا تار استعمال کیا جاتا ہے اور اسپر بغیر کلف کا سبز رنگا ہوا کپڑہ لپیٹ دیتے ہیں اسیطرح ریشم کے پھول بھی تیار ہوسکتے ہیں اور نہایت معقول قیمت پر بازار میں فروخت کئے جاسکتے ہیں۔ بعض لوگ اس قسم کے پھولوں کا گلدستہ بناکر مٹی کے ایک خوبصورت اور نازک گملے میں فروخت کرتے ہیں۔ ایک معمولی عقل کا جاہل شخص بھی اس قسم کے پھول بناکر ڈیڑھ دو روپیہ روز بآسانی پیدا کرسکتا ہے۔

**کپڑے پر ابھرے ہوئے پھول بنانا** ابھرے ہوئے پھولوں سے تکیے کے غلاف اور گاڑیوں کے گدیلے ولایت سے تیار ہوکر آتے ہیں اور انگریزی دوکانوں پر کثرت سے بکتی ہیں یہ گدیلے تکیوں کے غلاف وغیرہ عورتیں گھروں میں بیٹھکر بآسانی تیار کرسکتی ہیں۔ اس قسم کی بیل بوٹے بنانے کی مشین ولایت سے آتی ہے جو کہ محض ہاتھ کے اشارہ سے کام کرتی ہے ایک طرف سے اس مشین میں ڈورا ڈالتا جاتا ہے اور دوسری طرف بیل بوٹے بنتے چلے جاتے ہیں۔ یہ مشین۔ ہاؤس الیمبرائیڈی مشین کے نام سے مشہور ہے یہ قریب قریب ہر ولایتی دوکان سے آٹھ دس روپیہ کو مل سکتی ہے۔ مشین کے ساتھ ایک کاپی بھی آتی ہے جسپر مختلف جانوروں کی تصویریں اور پھول بوٹے بیلیں وغیرہ علحدہ علحدہ بنی ہوتی ہیں۔ ان تصویروں اور پھولوں پتیوں کے چربے علحدہ کاغذ پر بنالئے جاتے ہیں اور انکو قینچی سے کاٹکر مخمل یا اور کسی دبیز کپڑے پر چسپاں کردیتے ہیں اس کے بعد ان ہی پھول پتیوں پر اس مشین کو چلاتے ہیں۔ تو ابھرے ہوئے بیل بوٹے تیار ہوجاتے ہیں۔ اس مختصر سی مشین سے تھوڑے سے وقت میں بہتر سے بہتر کام تیار ہوسکتا ہے۔ تکیہ کے غلاف میز پوش گاڑی کی گدیاں اور اس قسم کی دوسری چیزیں بازار میں خاطر خواہ قیمت پر فروخت ہوسکتی ہیں۔ معمولی عقل والا بھی اس مشین کے ذریعہ سے دو ڈھائی روپیہ روز نہایت آسانی سے پیدا کرسکتا ہے۔

**صابون بنانا** صابون کا رواج دن بدن اسقدر ترقی پر ہے کہ ہندوستان میں صبح سے شام تک ہزارہا روپیہ روز کا ولایتی صابن استعمال میں آجاتا ہے۔ صابون کا کام بے انتہا چلنے والا ہے۔ چونکہ ضرورت کی چیز ہے۔ ہر شخص اسکا حاجتمند ہی نہیں بلکہ محتاج ہوگیا ہے۔ آجکل صابن بھی انسانی زندگی کی ضروریات کا ایک جزو شمار کیا جاتا ہے۔ غریبوں اور امیروں کو اسکی یکساں ضرورت ہے۔ صابون نہانے اور ہاتھ منہ دھونے ہی کے کام نہیں آتا۔ بلکہ کپڑے دھونے کے کام میں اس سے کہیں زیادہ آتا ہے دھوبی صابون کے بالکل محتاج ہوگئے ہیں۔ بلا صابون کی مدد کے کپڑے صاف ہی نہیں کرسکتے۔ اگر صابون تیار کیا جائے تو خاطر خواہ نفع حاصل ہوسکتا ہے۔ سب سے زیادہ ہاتھ منہ دھونے کے صابون کی نکاسی ہے اس کے بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ تین سیر کاسٹک سوڈے کو سات سیر پانی میں خوب حل کرلیں اور اسمیں اکیس سیر ناریل کا نہایت عمدہ تیل اور دو تولہ کوئی عطر ملادیں جب یہ سب چیزیں بخوبی مل جائیں تو چوبیس گھنٹہ اسکو اسی حالت میں ڈھک کر رکھا رہنے دیں جب سخت ہوجائے تو اسکی ٹکیاں کاٹ لیں اور انکو سانچے میں دباکر کسی خوبصورت شکل کا بنالیں اور کاغذ کے بکسوں میں تین تین چھ چھ ٹکیاں رکھ کر ولایتی صابنوں کی طرح فروخت کریں جس شکل کا صابون بنانا منظور ہو اسی شکل کا سانچا۔ بھی سانچا بنانیوالے سے تیار کرالیں۔ اور اس سانچے میں جو صابن اور کارخانہ کا نام لکھنا ہو وہ بھی کھدوالیں۔ رنگ اور سانچا دیدہ زیب ہونا چاہیئے خوشبو کا خصوصیت سے خیال رکھا جائے۔ رنگ اور خوشبو فناری چیز ہے جس قسم کا رنگ یا خوشبو آپ رکھنا چاہیں وہی قوام میں ملادیں رنگ و خوشبو اگر ولایتی ہو تو زیادہ بہتر ہے جو کہ انگریزی دوا فروشوں کے ہاں سے نہایت معمولی قیمت پر دستیاب ہوسکتی ہے سانچے ہر بڑے شہر میں خوبصورت سے خوبصورت اور عمدہ سے عمدہ تیار ہوسکتے ہیں۔ آئندہ کسی اشاعت میں۔ کپڑہ دھونے کے صابون۔ کاربولک صابون۔ نیم کے صابون۔ حجامت بنانیکے صابون وغیرہ کے نسخے درج کئے جائیں گے۔

نوٹ:۔ جس برتن میں صابون کو جمانا مقصود ہو اُس میں صابون ڈالنے سے پہلے چکنائی لگائی جائے۔

# سوالات

## مذہبی

(۱۰۷۶) قیامت میں سب سے پہلے کس کا حساب ہوگا۔ (ح ۲۳)

(۱۰۷۷) ہمہ زندگی یا مکان وغیرہ از روئے شرع شریف جائز ہے یا نہیں۔ اگر جائز ہے تو اس کا نفع لینا بھی جائز ہے یا نہیں (عبدالحکیم خریدار)

(۱۰۷۸) اسلحہ پر زکوٰۃ دینی واجب ہے یا نہیں (〃)

(۱۰۷۹) فروختگی شراب کے لئے مکان کرایہ پر دینا جائز ہے یا نہیں (〃)

(۱۰۸۰) مسلمان کو سیونگ بنک یا دیگر بنک میں روپیہ جمع کرکے سود لینا چاہیئے یا نہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں لو مگر خیرات کردو۔ بعض کہتے ہیں مت لو۔ بعض کہتے ہیں خرچ کرسکتے ہیں گناہ نہیں ہے۔ لہذا مفصل طور پر اس مسئلہ کو حل کرنا چاہیئے۔ تاکہ اس مسئلہ سے سب مسلمان آگاہ ہوجائیں (شاہد علی خریدار)

## طبی

(۱۰۸۴) کان کے پاس ایک سفید داغ ہے جو کہ میرے ۱۱ برس کی عمر سے تھا۔ مگر اب میری عمر ۲۰ سال سے زائد ہے۔ ابھی تک وہ یوں ہی تھا نہ بڑھتا تھا نہ گھٹتا تھا۔ ۱۱ برس سے ۱۷ برس تک وہ بدستور رہا مگر بعد ۱۷ برس کے وہ بڑھ گیا اور اسوقت دوانی کی برابر ہوگیا ہے اور اس میں کچھ سوزش بھی ہوتی ہے۔ ایسا نسخہ درکار ہے جس سے یہ شکایت جلد رفع ہوجاوے۔ (ح ۲۳)

(۱۰۸۵) درد شقیقہ کا مجرب و مؤثر نسخہ مطلوب ہے۔ (ادیب خریدار)

(۱۰۸۶) دانتوں میں درد رہتا ہے اور مواد نکلتا ہے۔ مجرب نسخہ درکار ہے۔ (احمد ظہیر الحق۔ خریدار)

(۱۰۸۷) جریان کا کم قیمت اور مجرب نسخہ درکار ہے۔ (محمد عمر خریدار)

(۱۰۸۸) درد سر بہت شدت سے ہوتا ہے مجرب نسخہ درکار ہے۔ (ایل۔ آر۔ ٹی خریدار)

(۱۰۸۹) عرصہ دو ماہ سے ذیابیطس کی شکایت ہے۔ ڈاکٹروں سے امتحان کرایا وہ کہتے ہیں۔ کہ پیشاب میں شکر آتی ہے جسکو کا بھی علاج کیا مگر کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ کوئی صاحب براہ کرم مجرب نسخہ تحریر فرمائیں۔

## صنعتی

( ) فوٹوگرافی بغیر استاد کے سیکھنے کی کونسی کتاب ہے۔ اور وہ کہاں سے اور کس قیمت پر مل سکتی ہے (ح ۴۳)

## متفرق

(۱۱۱۹) شمس تبریز کے والد کے نام کیصورت ہے (ح)

(۱۱۲۰) تاریخ شیر جو عہد اکبر بادشاہ لکھی گئی ہے اور طبقات ناصری و تاریخ نظامی و مآثر الامرا چھاپہ جلد لندن سے اور کس قیمت پر ملیگی۔ (اکبر علیخاں خریدار)

(۱۱۲۱) ریچ پورہ میں کتنے افغانوں میں نواب ہوئے ہیں۔ اور اب کونسے خاندان کے نوابوں سے نوابی جاگیر انگریزی ہوگئی اگر کسی صاحب معلوم ہو تو مطلع فرمائیں۔ (〃)

(۱۱۲۲) کتاب یوسف و زلیخا فارسی ہے کسی کے ہر ایک بیت کے پہلے مصرعہ سے یوسف علیہ السلام اور دوسرے مصرعہ سے زلیخا کا نام بنتا ہے۔ اور ہر دو مصرعہ سے مصنف کا نام بنتا ہے۔ اس کے طریقہ سے کوئی صاحب مطلع فرمائیں کہ کس حساب سے بنتا ہے۔ اور اگر حساب کی کوئی کتاب ہو تو وہ کہاں سے اور کس قیمت پر ملتی ہے۔ (عبدالحکیم خریدار)

(۱۱۲۳) کیا کوئی اسلامی کمپنی بیمہ کرانے والی ہندوستان میں موجود ہے اور اگر ہے تو کہاں ہے (〃)

(۱۱۲۴) شاہ نعمت اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی قصیدہ کے مطابق نزول دجال وغیرہ کا ۱۳۴۰ھ حساب سے آتا ہے مگر کوئی نشان وغیرہ ظاہر نہیں ہوئی۔ کیا کوئی اور سند اس قابل ہے جس سے پتہ لگ سکے۔ کہ قیامت کتنے عرصہ تک آنے والی ہے۔ (عبدالحکیم خریدار)

(۱۱۲۵) کرگہ یعنی کپڑا بننے والی مشین کا ماڈل کہاں سے آتا ہے پتہ مطلوب ہے۔ (احمد ظہیر الحق خریدار)

(۱۱۲۶) میرے بھتیجوں کے نام تاریخی رحمٰن و کریم سے ایسے بتائیں جس میں ۱۳۴۲ ہجری نکلتے ہوں (محمد عمر خریدار)

(۱۱۲۷) پرانی جیبی اور ٹائم پیس اور گھنٹے کونسی کمپنی خرید کرتی ہے۔ (شیخ چاند۔ خریدار)

(۱۱۲۸) لفافے بنانے کی مشین کی جس صاحب کو ضرورت ہو

وہ پتہ ذیل سے طلب کریں۔

پتہ:۔ملک رحمت اللہ۔کالری دروازہ۔گجرات۔

(۱۱۲۹) کلکتہ کے شیشے والوں کا پتہ مطلوب ہے (کامل دین / خریدار)

(۱۱۳۰) ہر ایک قسم کی چکن نکالنے کی مشین کا پتہ مطلوب ہے۔ ( " )

(۱۱۳۱) ایک ہینڈ پریس معہ کل چھاپنے کے سامان کے بالکل نیا ہے حروف انگلش میں پیسے کے ٹائپ کے ہیں قیمت صرف للعہ علاوہ محصول جن صاحب کو ضرورت ہو پتہ ذیل سے طلب فرمائیں۔

پتہ:۔ اے۔ایس عبدالقیوم۔نو مسجد روڈ۔مقام رائپور۔ (سی۔پی) ( ۲۹۱ / ع )

(۱۱۳۲) چربی کی عفونت دور کرنے کے لئے کوئی انگریزی دوا مطلوب ہے۔ (محمد عبدالقدیر / خریدار)

# جوابات

(۱۰۹۵) آئینہ جرم نامی کتاب۔ ارکو پتہ ذیل سے طلب فرمائیے۔ صاحبزادی جناب نواب محمد مزمل اللہ خاں صاحب مقام بھیکم پور جدید۔علیگڑھ۔

( ) نقاد۔مخزن۔معارف۔تمدن۔عصمت۔پردہ نشین وغیرہ وغیرہ کے پرچے بندہ سے دستیاب ہو سکتے ہیں

پتہ:۔رحمت اللہ خاں کلرک ٹی۔ٹی۔ای بمسیکشن این ڈبلیو ریلوے۔لاہور۔

( ) دوا کی گولیاں بنانے کی مشین کے لئے پتہ ذیل پر خط و کتابت کیجئے۔

پتہ:۔عبدالرب صاحب مدرس مسلم ہائی اسکول انبالہ شہر۔

( ) مفصل حال مریضہ کا لکھ کر مینجر دواخانہ ہاشمی دہلی سے خط و کتابت کریں۔ (حکیم محمد ظہیر علی)

( ) مرکب سیلان الرحم دواخانہ ہاشمی دہلی سے منگوا کر استعمال کریں۔ ( " )

( ) مینجر دواخانہ ہاشمی دہلی سے مفصل حال لکھ کر دوا طلب کریں۔ ( " )

( ) مینجر دواخانہ ہاشمی دہلی سے دوا طلب کریں (حکیم محمد ظہیر علی)

# رمضان المبارک ۱۳۴۲ھ

میں

رسالہ دین و دنیا کے متعلق

# ایک غریب فنڈ کا اِفتتاح

اگرچہ رسالۂ دین و دُنیا کی سالانہ قیمت صرف دو روپئے ہے اور ششماہی صرف ایک روپیہ۔ پھر بھی دفتر میں بہت سے خطوط ایسے لوگوں کے موصول ہوتے رہتے ہیں جو مسلمان ہیں غریب ہیں۔ دین و دُنیا کے مطالعہ سے دینی اور دُنیاوی فوائد حاصل کرنے کے متمنی ہیں لیکن اپنی عسرت اور تنگدستی سے مجبور ہو کر یہ معمولی قیمت بھی ادا کرنے کی قدرت نہیں رکھتے اور اس لیئے اظہار شوق کے ساتھ اپنی مجبوری و معذوری ایسے دردناک الفاظ میں بیان کرتے ہیں کہ کلیجے پر چوٹ لگتی اور آنکھوں میں آنسو بھر آتے ہیں۔

اِدھر دین و دُنیا کی مالی حالت اس قدر کمزور اور نازک ہے جو کسی مزید رعایت اور مزید ایثار کی اجازت نہیں دیتی۔ لیکن باوجود اس کے ہم نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ فی غریب خریدار آٹھ آنہ کی رعایت ہم دیں گے اور ۸ر "غریب فنڈ" بطور امداد دیگا اور صرف ایک روپیہ سالانہ خریدار سے لیا جائے گا۔

چنانچہ یکم رمضان المبارک سنہ ۱۳۴۲ ہجری سے رسالۂ دین و دُنیا کے غریب فنڈ کا افتتاح کر دیا جائے گا۔ دین و دنیا کے ہزارہا متموّل، ذی ثروت اور اُولوالعزم ناظرین اور خریداروں سے اُمید ہے کہ وہ اپنے مفلس نادار اور کم استطاعت بھائیوں کے لیئے اس "غریب فنڈ" میں ذوق و شوق اور خندہ پیشانی کے ساتھ حصّہ لیں گے اور خوشگوار تبسّم کے ساتھ اُن کی مالی امداد کر کے اُن کو رسالۂ دین و دنیا سے دینی دُنیوی، علمی اور عملی فوائد حاصل کرنے کا موقع دینگے اور خود عنداللہ ماجور و عندالناس مشکور ہوں گے۔

اس فنڈ کے متعلق تمام آمد و خرچ وغیرہ کے حسابات باقاعدہ دین و دنیا میں شائع ہوتے رہیں گے۔ نیز جو غریب بھائی دین و دُنیا خریدنا چاہتے ہیں فوراً ایک ایک روپیہ بذریعہ منی آرڈر روانہ کر دیں۔ نیازمند مینجر

# انشائے لطیف

## اُٹھ

اُٹھ اُو ناکام تمنا اُٹھ۔ سنبھل او مایوسِ طلب سنبھل۔ تیرے ٹوٹے ہوئے دل میں رحمت جلوہ نما ہوئی ہے۔ تیرے خونی آنسوؤں پر مشیت کو ترس آگیا ہے۔ تیری کمزور دست و بازو کو توفیق نئی طاقت عطا کر رہی ہے۔ ہمت کا فرشتہ تیری مدد کو تیار ہے۔ تدبیر اپنے تمام ساز و سامان کے ساتھ حاضر ہے تقدیر پکار رہی ہے کہ ایکبار اور مجھے آزما۔

ہستی کے سمندروں میں تدبیر کے جہاز ڈال دے۔ زندگی کی کشاکشوں کے لئے تیار ہوجا۔ دلکو صبر کی تلقین کر۔ دست و پا کو سرگرمی کی تعلیم دے۔ دماغ کو ایجاد و اختراع کا سبق پڑھا۔ کانٹوں میں اُلجھ مگر پھولوں سے دامن بھرے غوطوں پر غوطے کھا لیکن گوہر مقصود کو نہ چھوڑ۔ تکلیف اُٹھا۔ راحت کے لئے۔ رنج و غم برداشت کر۔ مسرت کے لئے۔

اُو وادیٔ ناکامی کے راہرو۔ آنکھ اُٹھا اور منزلِ مقصود کی راہ دیکھ۔ اُو قعرِ ذلت کے اُفتادہ۔ سنبھل اور شوق و محنت کے پروں سے باہر نکل۔

(ایڈیٹر)

# عیش اَبدی

(از شوکت علی فہمی سیدٹی)

شراب کا دور چل رہا تھا۔ رقص و سرود کی محفل گرم تھی۔ سازندوں کی دلکش آواز سے بیخود ہوکر مئے عیش کے متوالے گریباں تار تار کئے دیتے تھے۔ طبلہ کی آواز صبر و سکون کو رخصت کرنے کے لئے نقارہ کا کام دے رہی تھی۔ رہزن ایمان دشمن دین و ہوش کی نغمہ سرائیوں پر اہل محفل کے سر ہل جاتے تھے۔ ہر شخص اس کافر کے ادنیٰ سے اشارہ پر دل و جان قربان کرنے کے لئے تیار رہتا۔ گستاخ بادِ صبا اگر کبھی اس کی زلف شبگوں کو چھیڑ دیتی تھی تو اہل محفل کے دلوں پر سانپ لوٹ جاتے تھے۔ اُس کے ابرو کا اشارہ محفل کو بات کی بات میں رقص مقتل بنا دیتا تھا۔ اس کی دلکش آواز حاضرین پر جادو کا اثر کر رہی تھی۔ ہر فرد بشر تصویر حیرت بنا ہوا خاموش نظر آتا تھا۔

شمع کافوری جسکی ہلکی ہلکی روشنی نے محفل میں ایک خاص کیفیت پیدا کردی تھی۔ ایک گوشہ میں فانوس کا برقعہ اوڑھے کھڑی تھی، در اہل محفل کی ناگفتہ بہ حالت کو دیکھ کر جل رہی تھی۔ اشرف المخلوقات کی یہ پستی اور نازیبا حالت اس سے نہ دیکھی گئی اس نے ضبط کا کام لینا چاہا مگر وہ ناکام رہی۔ اس کا نرم و نازک دل دکھا اسپر رقت طاری ہوگئی اور زار و قطار رونے لگی۔ اس کے رخساروں پر آنسو ٹپ ٹپ گر رہے تھے۔ وہ سنبھلی اور سنبھلکر حاضرین کی طرف نگاہ آتشیں سے دیکھا اور زبان حال سے کہنے لگی کہ اے مے عیش کے متوالو۔ آنکھیں کھولو ہوش میں آؤ۔ دنیائے ناپائدار میں عیش و آرام کے خواہاں نہ بنو۔ اگر تم عیش چاہتے ہو اگر تم راحت کے طالب ہو تو عیش ابدی حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ یہ عیش جسکو تم عیش سمجھے ہوئے ہو۔ ایک خواب ہے۔ ایک تصویر خیال ہے۔ ذرا آنکھیں کھولو غفلت کی نیند سے بیدار ہو۔ تم سراب کے دھوکے میں آگئے دنیوی عیش کے خیال نے تمہارے دماغ کو بالکل معطل کردیا۔ سیاہ کاریوں نے تمہارے دل سیاہ کردیے۔ تم کیسے اشرف المخلوقات ہو۔ تم کو اچھے بُرے کی بھی تمیز نہ رہی۔ شغل شراب نے تمہارے دل سے روز حساب کے خوف کو دھو ڈالا۔ تم سب کچھ سنتے ہو مگر بہرے ہو۔ تم سب کچھ دیکھتے ہو مگر اندھے ہو۔ محفل کی ہر ایک شے عیش ابدی کی خواہاں ہے مگر تم نہیں ممن کا ہر ذرہ یاد خدا میں مشغول ہے مگر تم غافل ہو۔ تمہارے کانوں کے پردے غفلت کے پردے بنگئے ہیں۔ ذرا گوش حقیقت کھولو اور سنو کر طبلہ اللہ ہو کی صدا سے گردوں کو ہلا رہا ہے۔ سارنگی کے ہر تار سے تو ہی ہے تو ہی ہے کی آواز نکل رہی ہے چشم عبرت کو کھولو اور دیکھو کہ صراحی نشۂ معرفت میں جھوم رہی ہے۔ پیمانہ حالت وجد میں ہے۔ ہر ایک پھول سے وحدت کی بو آرہی ہے۔ وہ دشمن ایمان شمع رو جسکے تم سب پروانے بنے ہوئے ہو۔ وہ بت جس کے تم سب پجاری ہو۔ ذرا غور سے دیکھو کیا ہے۔ چشم عبرت کو کھولوگے تو تم کو معلوم ہوجائیگا کہ یہ پیکر حسن خاک کا ڈھیر ہے اور خاک ہی میں مل جائیگا یہ تمام سامان عیش جسپر تم ہزار جان سے قربان ہو۔ اس خدائے پاک کی قدرت کا ایک ادنیٰ کرشمہ ہے مصنوع پر کیوں مٹے ہو صانع حقیقی پر مٹ جاؤ فنا ہوجاؤ۔ اپنے عشق مجازی کو عشق حقیقی سے بدل ڈالو۔ میری طرح دنیائے ناپائدار کے شمعرخوں کو چھوڑ کر اس ذات حق سے لو لگاؤ۔ تمام تمام رات ایک پیر سے کھڑے ہوکر اسکی عبادت میں مشغول رہو۔ اپنے گناہوں کی معافی چاہو اور میری طرح آٹھ آٹھ آنسو روؤ اور اپنی ہستی کو فنا کردو تو تم کو بھی عیش ابدی حاصل ہوجائے گا۔

# تیری یاد میں

(از مولانا زاحد القادری صاحب)

صبح صادق کا وقت ہے آسمان پر ہلکی ہلکی روشنی نمودار ہوچلی ہے میں اپنے مضطرب دل کو لئے فرشِ زمردیں پر بیٹھا ہوں اور تیری یاد میں مصروف ہوں۔

تو مجھے نظر نہیں آتا میں تیری محبت میں سرشار ہوں تیری جستجو میں پریشان ہوں معلوم نہیں تو مجھے کیوں بھول بیٹھا ہے۔ میں نیلگوں آسمان کے رستے چلنے والے ننھے ننھے ستاروں پر رشک کرتا ہوں۔ وہ تجھے دیکھتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں۔

کاش میرے داغِ دل ہی روشن ستارے بن جاتیں۔ انہیں تیرا جلوہ نظر آئے رات کے وقت جب ساری دنیا آغوشِ خواب میں آرام کرتی ہے میں گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر تجھے یاد کرتا ہوں اور تیرے دیکھنے کے لئے بیقرار ہوتا ہوں لیکن تو نظر نہیں آتا میری آرزوئیں دم توڑنے لگتی ہیں میری تمنائیں خاک میں مل جاتی ہیں اور میری خوشیاں غم سے تبدیل ہو جاتی ہیں۔

میں تیرے وصل کا طلبگار تیرے کرم کا خواستگار ہوں میرے عشق کی لاج رکھ لے جلوہ دکھا دے پیامِ وصل سنا دے میں تیرا ہوں تو میرا ہے اپنے رحم و کرم سے اپنے فضل و احسان سے میری دعا قبول کر۔

میں تیرے دیدار کا مشتاق ہوں تو میری آنکھ سے او جھل ہے میں بیتاب ہوں بیقرار ہوں۔ کیا میں مایوس ہو جاؤں اور یہ سمجھ لوں کہ تو مجھے نہیں ملیگا۔

نہیں، ہرگز نہیں میں ناامید نہیں ہو سکتا۔ پیامِ "لا تقنطو" میرے دل کو تسکین دیتا ہے اور مجھے یقین ہے کہ تو ضرور ملیگا۔

پھر کبتک تلاش کروں کبتک انتظار کروں میں بے چین ہوں۔ میں بیتاب ہوں۔ میرے لئے جینا عذاب ہے۔ زندگی مصیبت۔ اور جان آفت ہے۔

مجھے دولتِ معرفت اور چشمِ بصیرت عطا فرما میں شجر میں حجر میں کرہ میں دریا میں دن میں رات میں اور کائنات کے ہر ذرے میں تیرا ہی جلوہ دیکھوں

میری شوق میں ڈوبی ہوئی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھتی ہیں اور ستاروں کی ننھی ننھی نورانی کرنوں سے کہتی ہیں کہ مجھے میرے محبوب کا جلوہ دکھا دو لیکن کامیابی نہیں ہوتی۔

میں باغ میں جاتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ بلبل شاخِ گل پر بیٹھ کر نغمۂ عشق گاتی ہے دلکش راگنیاں سناتی ہے تو میرا دل چاہتا ہے کہ میں بھی اپنے محبوب کو اپنا رازِ دل سناؤں۔ اسکی صدائے دلنواز سنوں اور عالمِ بیخودی میں یہ کہوں کہ

شب کو ہوجاتی ہے جب شورشِ عالم خاموش
ہم فضا میں تری آواز سنا کرتے ہیں

# ڈاکٹر

(شوکت علی فہمی میرٹھی)

اگر کوئی دل جلا سوال کرے کہ کیوں صاحب "مرض زیادہ خطرناک ہے کہ ڈاکٹر" تو ناتجربہ کار اس سوال کا مضحکہ اڑائیں گے۔ لیکن ایک تجربہ کار بیساختہ جواب دیگا کہ "ڈاکٹر" ڈاکٹر۔ ہاں بیشک ڈاکٹر۔ ملیریا۔ انفلوئنزہ۔ ہیضہ۔ طاعون اور ٹیز بسٹریا یعنی اختناق الرحم غرض جملہ امراض سے زیادہ خطرناک ہے۔ میں چور سے خائف نہیں ڈاکو سے نہیں ڈرتا۔ لیکن ڈاکٹر کا نام آتے ہی کانپ اٹھتا ہوں کیوں؟ اس لئے کہ چور یا ڈاکو مجھ سے اس قدر لیجائیگا جو میرے پاس اور میرے گھر موجود ہے۔ لیکن ایک ڈاکٹر اسپر اکتفا نہیں کرے گا۔ وہ مجھ کو قرض منگوا کر اپنی حریص جیب کو پُر کرے گا وہ مجھے مجسم احتیاج اور روباہ مزاج بنا کر چھوڑے گا۔

# نسائے حا

(از جناب ماسٹر امیر حسن صاحب تاز سیالکوٹی)

صدیوں کی بھولی ہوئی کہانیاں۔ مدتوں کے فراموش ہو گئے ہوئے قصے صداقت کی زبان میں سچائی کے لفظوں میں سنائے جا۔ عشقِ حقیقی کی ولولہ انگیز داستانوں کو۔ محبتِ الٰہی کے جوش پیدا کرنے والے قصوں کو سنا۔ اور بار بار سنا۔

جہالت اور لاعلمی کی نیند سے بند ہوئی ہوئی آنکھیں نہ کان سلف کے زرّیں کارناموں کا تذکرہ سنکر کھل رہی ہیں۔ تغیرات زمانہ اور انقلابات عالم کی دستبرد سے پژمردہ ہوئے ہوئے دل احساساتِ الفت اور جذباتِ محبت کے ہجوم کے تقاضوں سے مجبور ہو کر ایک نئی زندگی حاصل کرنے کی آرزو میں بیتاب ہو رہے ہیں۔ پامال شدہ تمنائیں جنہیں مایوسیوں کے سرد ہاتھوں نے مدتیں گزریں ٹھنڈا کر دیا تھا۔ اب پھر اُس آتشِ عشق کے احساس سے تپش اندوز ہو رہی ہیں۔ جس کی کرشمہ سازیوں نے کبھی ایران کے آتشکدوں پر توحید کے بادل برسائے تھے برباد ہوئی ہوئی امیدیں جنہیں غلبۂ یاس نے صدیوں سے ناکامی کی تاریک گہرائی میں پھینک دیا تھا۔ پیامِ امید کی روشن کرنوں کے زندگی بخش نور کا نظارہ کر کے جنبش میں آ رہی ہیں۔ اور اپنے ہاتھوں ہی اپنی خوبیاں کھو دینے والی منتخب شدہ امت اُس جد و جہد کے لئے جس نے کبھی دنیا بھر میں اُسے ممتاز کر دیا تھا پھر مستعد ہو رہی ہے ضروریاتِ زمانہ کی اہمیت سے بے خبر قوم ایک ایسی تحریک کی محتاج ہے جو خون بنکر ہر فرد کی رگوں میں دوڑ جائے۔ پُرانے حوصلے پھر آموجود ہوں۔ دیرینہ اُمنگیں پھر ظاہر ہوں۔ اور مدتوں کی افسردہ طبیعتیں ایک سچے ناپائدار جوش سے بھر جائیں۔ اس لئے عہدِ سلف کے بزرگوں کے کارناموں پر دورِ جدید کی ضروریات کا رنگ چڑھا۔ اور میٹھی زبان میں اُن واقعات کو دہرائے جا۔ جو کبھی تہذیب اور تمدن کی جان تھے۔ اُس رشتۂ اخوت کو جس نے کبھی دنیا بھر کے مسلمانوں کو منسلک کیا ہوا تھا۔ از سرِ نو تازہ کر۔ گزشتہ اور موجودہ حالت کا دردناک فرق دکھا کر نرم اور چبھتے ہوئے لفظوں میں تنبیہ کئے جا۔ تاکہ مردہ دل از سرِ نو زندگی حاصل کریں۔ پس اپنی مخصوص روش نباہے جا اور روشن مستقبل کی نوید جانفزا کو لڑکھڑاتے قدموں کو سہارا دے اور دھڑکتے ہوئے دلوں کو تسلی کا پیام سنائے۔

# شاعرِ ناکام کی یادمیں

آہ وہ کس قدر جلد رخصت ہو گیا۔ اُس شہاب ثاقب کی مانند جو فضا میں نمودار ہوتا ہے اور پیشتر اس کے کہ دنیا اُسکی پُر تنویر شعاعوں کیطرف متوجہ ہو۔ وہ غائب ہو جاتا ہے۔ وہ بھی اُفقِ حیات پر ظاہر ہوا اور عین اُسوقت کہ اُس کے موزوں نغموں سے اہلِ درد کی محدود دنیا معمور ہونے کو تھی۔ وہ چل بسا جب تک اِس

# مجاز و حقیقت

(ایڈیٹر)

خندہ زن ہو تپ الفت جو دوا کرتے ہیں ۔ مسکراتی ہے مشیت جو دعا کرتے ہیں
دل بیتاب ہوا دیدۂ پُر آب ہوا ۔ یہی کاشانے ہیں جنمیں وہ رہا کرتے ہیں
دامن لالہ و گل ہو کہ نقاب مہ و مہر ۔ دیکھنے والے تمہیں دیکھ لیا کرتے ہیں
دل کو بیتاب کئے دیتے ہیں مرغان چمن ۔ یہ بھی گویا ترا افسانہ کہا کرتے ہیں
شب کو ہو جاتی ہے جب شورش عالم خاموش ۔ ہم فضا میں تری آواز سنا کرتے ہیں
روح سی کیوں تن بسمل سے کھنچی آتی ہے ۔ دل سے شاید ترے پیکان جدا کرتے ہیں
ہمکو معلوم ہے انجام دعا کا لیکن ۔ چند گو ہم ترے کہنے سے دعا کرتے ہیں
نعش اک خون میں ڈوبی ہوئی آتی ہے نظر ۔ ہم جو اندیشۂ انجام وفا کرتے ہیں
کچھ جو باقی ہیں ابھی دیکھنے والے یہی آس ۔ انتظار نگہ ہو مستس رہا کرتے ہیں
میرے پہلو میں بھی اک چتر ہوا ہے محفل دوست ۔ جسے آئینہ سے تعبیر کیا کرتے ہیں
چھلک اُٹھا ہے مگر ساغر لبریز دل ۔ ورنہ آنسو بھی یہ طوفان بپا کرتے ہیں
مسکراتی ہے وفا دل کی تنگ ظرفی پر ۔ جب خیال گلۂ جور و جفا کرتے ہیں
تیرے اعجاز کا دعویٰ نہ ہو باطل تو کہیں ۔ دل کو جس بات سے تسکین دیا کرتے ہیں
شرم کے ساتھ جو ہو جائے تبسم بھی شریک ۔ اپنی حد پر کہیں جذبات رہا کرتے ہیں
دل خمیدہ انجام لرز جاتا ہے ۔ اب جو وہ شخص بھی عہد وفا کرتے ہیں

تو گرفتار ہوں وحشی مجھے معلوم نہیں
دل کسی شخص پہ آجائے تو کیا کرتے ہیں؟

(از شوکت علی فہمی میرٹھی)

تیرے سودائیوں کو جب جنوں کا جوش ہوتا ہے ۔ تو ایک ایک تار پیراہن وبال دوش ہوتا ہے
معاذ اللہ آغاز محبت کی دل آویزی ۔ کسے انجام کی بربادیوں کا ہوش ہوتا ہے
رخ روشن کے صدقے اب تو باز آ تغافل سے ۔ کوئی دم میں چراغ زندگی خاموش ہوتا ہے
خدا جانے یہ کیا حالت ہے بیمار محبت کی ۔ کبھی ہشیار ہوتا ہے کبھی بیہوش ہوتا ہے

تمنا چٹکیاں لیتی ہے کیا کیا دل میں اسے فہمی
وہ جب عرض نیاز شوق پر خاموش ہوتا ہے

(صدرالدین شاہ کمنڈوی)

وہ عجب گھڑی تھی عجب سماں کہ نہ ہوش تھا نہ خیال تھا ۔ یہ ظہور جلوہ کمال کا، کوئی محو سیر جمال تھا
تری یاد میں جو ملول تھا ترے ہجر میں جو نڈھال تھا ۔ یہ اسی کی لاش ہے بیوفا [illegible] اپنا جینا وبال تھا
دم نزع آئے بھی وہ تو کیا، ہے لگی دل ہی میں حسرتیں ۔ وہ ادھر بھی قصد جواب تھا، تو ادھر بھی عرض سوال تھا
نہ تو زندگی کا جب آسرا، کوئی پھر کسے بھی تو کیا کہے ۔ جو کہا کہ تجھ سے وفا کی، تو کہا کہ امر محال تھا
یہ غلط کہ شکوۂ غم نہیں وہ سُنیں یہی قصۂ درد دل ۔ یہ غلط کہ ہوش بجا نہ تھی مجھے صرف انکا خیال تھا
جو ملول ہیں مرے واسطے پس مرگ وہ تو ہوا کریں ۔ اُنہیں کیا خبر نہ تھی ہجر میں مجھے اپنا جینا وبال تھا
مجھے اپنے مرنے کا غم نہیں گلۂ فراق و ستم نہیں ۔ مری قبر تک جو وہ آگئے اُنہیں کچھ تو میرا خیال تھا
مری آرزوں کو ناز تھا، وہ فریب حسن سہی مگر ۔ وہی دن تھے حاصل زندگی جب انہیں بھی میرا خیال تھا
مری بیخودی نے بھلا دیا مجھے خود بھی یاد نہیں رہا ۔ جسے سُنکے کوئی ہنسا بھی تھا وہ بڑی عزی کا سوال تھا

ہوئے معصیت و گناہ سب، مرے کام حشر میں آگیا
مرا ایک سجدۂ بے ریا نہ عتاب تھا نہ جلال تھا

(از جناب مضطر حیدرآبادی)

کسی کی ادا نے مار ڈالا ۔ ستانے سے خدا نے مار ڈالا
[illegible] ۔ [illegible] کی دوا نے مار ڈالا
[illegible] ۔ جلا کر پھر خدا نے مار ڈالا
جفائے جاں کو سب درد ہیں ۔ مجھے ان کی وفا نے مار ڈالا
مصیبت اور طبی زندگانی ۔ بزرگوں کی دعا نے مار ڈالا
انہیں آنکھوں سے جینا چاہتا ہوں ۔ ان آنکھوں کی حیا نے مار ڈالا
جفا کی ابتدا ہونے لگی ہے ۔ وفا کی انتہا نے مار ڈالا
انہیں پیدا کیا ناحق خدا نے ۔ ہمیں ناحق خدا نے مار ڈالا
ملی حوروں کی جنت میں جو دیکھی ۔ حسینوں کو خدا نے مار ڈالا
نہ پوچھو مجھ سے مرنے کا سبب تم ۔ سمجھ لو حسن ادا نے مار ڈالا
یہ بُت ہیں تو سُن لینا کسی دن ۔ خدائی کو خدا نے مار ڈالا

پڑا ہوں اسطرح اس در پہ مضطر
کوئی دیکھے تو جانے مار ڈالا

(از جناب مولوی محمد حسین صاحب محوی لکھنوی)

روح کا قالب خاکی سے ہوا ہو جانا ۔ ہے یہی قید سے طائر کا رہا ہو جانا
دے نزاکت جو ٹہلنے کی اجازت تم کو ۔ چلتے پھرتے مری تربت پہ ذرا ہو جانا
جان لی شیفتۂ حسن کی بیخود کر کے ۔ آگیا تم کو کرشمہ کو تلف ہو جانا
حسرت و بیکسی و یاس کھڑی روتی ہیں ۔ دیکھنا ماتم عاشق کا بپا ہو جانا
دامن یار پہ گرتا تو ہے او قطرۂ اشک ۔ شرط آتی ہے کہ تو نقش وفا ہو جانا
ہے شہیدان محبت کو حیات ابدی ۔ روح کا قالب ہستی سے جدا ہو جانا
ہائے پھر ٹوٹ پڑا رنج و مصیبت کا پہاڑ ۔ کیا قیامت ہے ترا مجھ سے جدا ہو جانا
اتنا غرہ دل نالاں تجھے کس بات پہ ہے ۔ ہم کو معلوم ہے نالوں کا رسا ہو جانا
نگہ یاس نے میرا تو کیا کام تمام ۔ ورنہ دشوار نہ تھا مجکو شفا ہو جانا

لاکھ ہوں جور و ستم اف بھی نہ کرنا محوی
دیکھے دل خوگر تسلیم و رضا ہو جانا

(رباعی مولانا صفی لکھنوی)

تقدیر شباب و عمر فانی کیا تھی ۔ یہ بھی نہیں یاد وہ کہانی کیا تھی
غفلت سے کھلی آنکھ تو معلوم ہوا ۔ اک نیند کا جھونکا تھا جوانی کیا تھی

# صنف نازک کیلئے

## برابری کا شوق

عام طور پر لوگوں میں، ایک دوسرے کی برابری کا شوق بہت دیکھا جاتا ہے۔ اور یہ زیادہ تر طبقۂ مستورات میں پایا جاتا ہے۔ کم سے کم حیثیت کی عورت کی بھی خواہش ہوتی ہے۔ کہ اپنے سے بڑے درجہ کی بی بی سے برابری حیثیت بھی ہو۔ جیسا سامان آسائش اُس کے پاس ہے۔ ویسا ہی میرے گھر کا ہو۔ جیسا قیمتی زیور کپڑا اُس کا ہے۔ ویسا ہی میرے پاس بھی ہو۔ جیسے نوکر خدمتگار مامائیں اُس کی ہیں۔ ویسے ہی میں بھی رکھوں۔ یہ خیال زندگی کی خوشی اور قناعت کے آرام کو بالکل کھو دیتا ہے۔

اپنے دل کو دوسروں کی برابری کے شوق میں حیران کرنا سخت غلطی ہے۔ اگر ہم نے کسی بی بی کی برابری پیدا کرلی ہی۔ تو وہ بھی شاید کسی ایک بات میں ایک خاص وقت کے لئے ہوگی۔ لیکن ہر ایک بات میں برابر نہیں ہو سکتے۔ تاوقتیکہ دونوں کی حیثیت برابر نہ ہو۔ مثلاً دو بیبیاں قریب ہی قریب رہتی ہیں۔ ایک کا شوہر ڈیڑھ سو کا انسپکٹر پولیس ہے۔ دوسری کا شوہر بیرسٹر ہے۔ اور چھ سات سو روپیہ کی آمدنی رکھتا ہے۔ اب صاف ظاہر ہے کہ دونوں کی حیثیتیں بالکل مختلف ہیں۔ اور دونوں کی آمدنی میں بہت فرق ہے۔ یہ کس طرح دونوں کے اخراجات برابر ہو سکتے ہیں؟ اب اگر بیرسٹر صاحب کی بی بی دو ڈھائی سو روپیہ کا کمخواب یا زربفت کا پائجامہ پہنیں۔ اور انسپکٹر کی بی بی بھی چاہیں۔ کہ ہم بھی ایسا ہی پائجامہ پہنیں تو غلطی نہیں۔ تو اور کیا ہے؟ یہ غلطی معمولی سی غلطی نہیں ہوتی بلکہ اس غلطی سے بعض بیبیاں سخت نقصان اُٹھاتی ہیں۔

ہر ایک شخص کا اپنی حیثیت کو بڑھانا اپنی اپنی محنت پر منحصر ہے۔ یعنی جس قدر تعلیم یافتہ اور عقلمند ہوگا ویسی ہی اپنی حیثیت بھی بنائے رکھے گا۔ لیکن بعض شخصوں کی موجودہ حالت میں ان کے بزرگوں کی حیثیت کو بہت کچھ دخل ہے۔ مثلاً دو شخص یعنے نصیر اور ظہیر ہم عمر ہم مکتب اور دونوں آپس میں خالہ زاد بھائی ہیں۔ نصیر کو ترکہ وراثت میں پانچ لاکھ کی جائداد ملی۔ اور ظہیر کو بیس ہزار کی۔ اس حالت میں ظہیر اگر نصیر کے برابر ہونے کے لئے خواہ مخواہ اپنے تئیں رنج میں پھنسائے۔ تو سخت احمق سمجھا جاوےگا۔

سب سے زیادہ برابری ذاتی خوبیوں میں کرنی چاہئے۔ اگر ہم اپنا جسم زریں لباس اور بیش قیمت زیورات سے آراستہ نہیں کرسکتے۔ تو کچھ پروا نہیں۔ لیکن ہمیں اپنا دل ضرور زیورِ اخلاق اور زیورِ علم سے آراستہ کرنا چاہئے۔

اللہ تعالے نے سب طرح کی خوبیاں ایک ہی شخص میں پیدا نہیں کیں۔ کہ ایک شخص کو دولت دی ہے۔ تو اولاد نہیں دی۔ اگر اولاد بھی ہے تو شاید پوری صحت نہ ہوگی۔ اگر صحت بھی ہے۔ تو شاید میاں بی بی ہی میں ناچاقی ہو۔ غرضکہ جب کسی حالت کا اندازہ کرو۔ تو جہاں وہ چند باتوں میں غنی معلوم ہوگا۔ وہاں چند باتوں میں ضرور مفلس اور محتاج بھی ہوگا۔ پس ہمیں ان امور کی طرف خیال کرکے جن باتوں میں اللہ نے ہمیں غنی کیا ہے۔ اس کا شکرگزار ہونا چاہئے۔ ورنہ لوگوں کی نظروں میں بھی ذلیل ہوں گے۔ اور اپنا دل آپ ہی مبتلائے غم کریں گے اور فائدہ کچھ بھی نہ ملیگا۔

اپنے درجہ کو بڑھانے کا خیال ایک نہایت ہی عمدہ خیال ہے۔ لیکن سچا رتبہ اور برابری وہی ہے۔ جو نمائشی نہ ہو۔ بلکہ اصلی اور واقعی ہو۔ اور اُس میں کسی قسم کی ملاوٹ یا دکھاوے کا نام بھی نہ ہو۔ ہر ایک تعلیم یافتہ بی بی کو اپنے روپیہ کو اپنی حیثیت کے موافق خرچ کرنا چاہئے۔ تاکہ خوشی قناعت اور راحت سے زندگی بسر ہو۔

## مینا کا میکا

مینا تو بنگالہ ہی کی مشہور ہے۔ مگر میری پیدائش حیدرآباد دکن کی ہے۔ مجھے اپنے بچپن کا پہلا حصہ یاد نہیں۔ مگر اتنا مجھے خیال ہے کہ تاڑ کے درخت پر ہمارا گھونسلا تھا۔ اور دونوں ماں باپ جو کچھ دانا دنکا میسر ہوتا چگ کر لاتے اور پیٹ میں ڈال دیتے۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ ادھر میری اماجان نے اپنی باریک آواز سے سنسان جنگل کے پتوں کو صبح کا پیغام پہنچایا۔ اور ادھر آسمان سے موسلادھار بارش شروع ہوئی ہم دونوں بہن بھائی بھوک کے مارے تڑپ رہے تھے۔ اور مینہ کسی طرح نہیں تھمتا تھا۔ جب تین پہر اسیطرح گزر گئے تو ماں کا مارا باپ اسی جھک جھک میں گھونسلے سے نکلا اور وہ قیامت خیز مینہ سر پر لیتا ہوا ہوا میں اڑا ہماری بدقسمتی سے ایک ظالم باز برابر کے درخت پر بھوکا بیٹھا تھا۔ اباجان کی صورت دیکھتے ہی جھپٹا اور ہماری آنکھوں کے سامنے اس ظالم نے تکا بوٹی کرکے کھالیا۔ اماں جان تو آج کی تاریخ سے بیوہ ہوگئیں تھیں۔ مگر جسطرح ممکن تھا ہماری پرورش کی۔ اور ہم ماں کے آغوش میں پلکر اس قابل ہوئے کہ پنجاب کے ایک خاندان سے نسبت کا پیغام آیا۔ بیوہ ماں کی بچی ہی کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ میں اپنے وطن سے ہزاروں کوس دور پنجاب بھیج دیگئی۔ یہاں آکر جب میں چھ بچوں کی ماں بنی۔

ایک دن رات کے وقت جب ہم دونوں میاں بیوی اور بچے اپنے گھونسلے میں بیٹھے ہوئے تھے برابر کے درخت پر بجلی زور شور سے گری۔ اور ہمارا گھونسلا بھی جلنے لگا۔ ہم باہر نکلے اور جدھر منہ اٹھا روانہ ہوئے۔ رات کا خاموش وقت تھا۔ دریائے راوی زور سے لہریں لے رہا تھا۔ ہم ایک مکان کی مٹی پر جاکر ٹھیرے۔ دس بج چکے تھے ابر گھرا ہوا تھا۔ اور ایک کا نکا

# پیکرِ وفا

(۱)

او۔آر۔آر پر ۱۲۰ میل کا سفر طے کرنا تھا۔ اور "صبح کرنا شام کا لانا ہے جوئے شیر کا" انتظار کے یہ بے چین وقفے عموماً کتب بینی میں بسر ہوتے ہیں لیکن طبیعت اس قدر بے کیف ہو رہی تھی کہ اس خاموش رفاقت سے دلبستگی نہ ہوئی اور میں حیا باندھ اور سب ضرورتاً اجنبی ہمسفروں سے گفتگو کرنے لگا۔ حضرت "آپ کہاں جائیں گے اور پھر یہ کہ حضرت آپ کہاں سے آتے ہیں۔ لیجئے پان ملاحظہ کیجئے وغیرہ وغیرہ چند گرما گرم فقروں نے بے تکلفی کی بنیاد ڈال دی اور تھوڑی دیر میں دنیا کے تمام مسائل مذہبی۔ ادبی سیاسی۔ قومی۔ تمدنی وغیرہ پر بحث ہونے لگی۔ میرے رفیق ایسے گویا ثابت ہوئے کہ مجھے ہمہ تن گوش بن جانا پڑا اور

چنان بستم لب از گفتن کہ گوئی

دہن بر چہرہ زخمے بود و بہ شد

گھنگو ٹرین سے کم تیز رفتار اور اُس کا سلسلہ ریلوے لائن سے کم دراز نہ تھا۔ بستیاں اور ویرانے آتے تھے اور گزر جاتے تھے۔ صحرا اور دریا راستہ روکنے کے لیے بڑھتے تھے اور ہٹ جاتے تھے لیکن مکالمۂ باہمی کا یہ سلسلہ غیر منقطع اور غیر محدود۔ ہتا ہتا آخر صحرا کی بقا نے ایک مائے ستر ہتاں بلند کیا۔ لائنوں کے تقاطع سے اُس کے پاؤں ڈگمگائے۔ پے در پے جنبشوں نے مسافروں کو چونکایا اور چند منٹ میں رحمت خاں کے بسائے ہوئے شہر کا اسٹیشن آیا جو دیوالوں اور زمرا بیوں کی صحرا نوردی میں خاص شہرت و امتیاز رکھتا ہے۔ اسٹیشن کے سامنے قلیوں کی صدائیں، خوانچہ والوں کی آوازیں۔ مسافروں کی بے چینیاں آنکھوں کے سامنے آئیں لیکن میرے درجہ کے مسافر بدستور دریائے تکلم میں غرق رہے۔ ان کو نہ سرشی کیا تو مس لطیف کے دو جسم تن نمائندوں نے جنہیں ہمراہ رعب جمال کے سوا کوئی محافظ نہ تھا اور جنہوں نے ساری کے آنچل کو نقاب کی ایسی خدمتیں سپرد کر رکھی تھیں جن کی انجام دہی سے وہ بالکل قاصر تھا۔ اب گویا مسافروں کی تمام قوت ... سے آنکھوں کی طرف منتقل ہو چکی تھی اور وہ اِن "تازہ واردانِ بساطِ ہوائے دل" کو اس طرح دیکھ رہے تھے کہ اُن کے متعلق یہ فیصلہ دشوار تھا کہ وہ کلکتہ کے عجائب خانہ میں ہیں یا او۔آر آر کی ایک گاڑی میں۔

(۲)

ٹرین چلی اور ٹرین کے ساتھ ان دوستوں کی زبان بھی چلی لیکن اب دنیا کے عمیق مسائل پر ریویو موقوف ہو چکا تھا اب گفتگو کا تمام تر موضوع "عورت" قرار پایا تھا کچھ دیر حسن پر بحث رہی۔ "بہتر بیوی" کے متعلق خیالات کا تبادلہ ہوا اور آخر میں یہ مسئلہ زیر بحث آیا کہ عورت کی ذات بے وفا ہے یا وفادار۔ اِس مسئلہ پر دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔ بعض اشخاص کا یہ فتویٰ تھا کہ عورت کی ذات بالکل بے وفا ہے۔ بعض کہتے تھے کہ "خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد" کوئی بے وفا ہے کوئی وفادار۔ ایک صاحب کابلی وضع مگر ہندوستانی۔ خوبصورت مگر "چہل سال عمرِ عزیزت گزشت" کے مصداق خاموش بیٹھے تھے۔ فریقین کا مکالمہ سنکر یکایک اُن کے لبوں پر تبسم لہرایا۔ آنکھوں کو گردش ہوئی اور ایک آواز جو نالہ و آہ دونوں سے مرکب تھی اُن کے حلق سے نکل کر فضا میں گونج گئی حاضرین اُن کی طرف متوجہ ہو گئے اور انہوں نے فرمایا کہ صاحبو آپ نے جو کچھ کہا وہ خیالی ہے میں عورت کی وفاداری کا زندہ نمونہ رکھتا ہوں اور یہ کہکر موصوف نے اپنا دلچسپ واقعہ بیان کیا جسے ذیل میں صرف اتنے تغیر کے ساتھ کہ متکلم کی ضمیریں واحد غائب سے بدل دی گئی ہیں درج کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر محمد یوسف نے انٹرینس کا امتحان پاس کر کے لاہور کے میڈیکل اسکول میں ڈاکٹری کی تعلیم شروع کی لیکن ابھی انہوں نے تعلیم کا ایک سال بھی ختم نہیں کیا تھا کہ یکے بعد دیگرے والدین کا انتقال ہو گیا۔ کوئی جائداد یا پسماندہ رقم نہ تھی جس سے اُنکی کفالت ہوتی اور اس لیے وہ ترک تعلیم پر مجبور ہوئے لیکن احباب نے انہیں مشورہ دیا کہ تعلیم شروع کر کے بعد تکمیل سے پہلے چھوڑ دینا کسی طرح مناسب نہیں۔ جس طرح ممکن ہو یہ تین سال کا زمانہ بسر کرنا چاہیئے آخر محمد یوسف نے اپنا مکان بارہ سو روپیہ میں فروخت کر کے وطن کے تمام تعلقات ختم کر دئے اور تعلیم کا سلسلہ بدستور جاری رکھا تعلیم کی ضرورت میں تین سال کا زمانہ بڑی عجلت کیساتھ ختم ہو گیا اور محمد یوسف امتحان میں پاس ہو گئے۔ پاس ہونے کے بعد استحالی طور پر ایک ڈسپنسری میں اُن کا تقرر ہوا لیکن اسی اثنا میں کابل سے ایک میڈیکل اسسٹنٹ کی مانگ آئی۔ محمد یوسف سیر و سفر کے بڑے شائق تھے اور والدین کا سایہ اُٹھ جانے کے بعد وطن میں اُن کیلئے کوئی دلچسپی باقی نہیں رہی تھی ... جانے کے لئے فوراً طیار ہو گئے۔

(۳)

کابل پہونچکر محمد یوسف نے رفتہ رفتہ بہت اقتدار حاصل کیا اور کبھی کبھی اُن کو بارگاہ امیر تک رسائی اور حضوری کا موقع ملنے لگا۔ یہاں سو روپے ماہوار پر ملازم ہو گئے تھے لیکن ایک ہی سال میں اُنکی تنخواہ ڈیڑھ سو ہو گئی۔ کابل کی آب و ہوا بھی اُن کو ایسی راس آئی کہ چند روز میں ایک تنومند خوش وضع کابلی جوان نظر آنے لگے۔ الغرض اسی حالت میں انہوں نے تین سال کا زمانہ کابل میں بسر کیا۔ اب اُن کے پاس ڈیڑھ دو ہزار روپیہ بھی پس انداز ہو گیا تھا اُن کے دل میں شادی کا فطرتی جذبہ پیدا ہوا۔ وہ چاہتے تو کابل میں بھی اُن کی شادی ہو جاتی لیکن شادی کے خیال کے ساتھ وطنی محبت کی دبی ہوئی چنگاریاں بھڑک اُٹھیں اور انہوں نے یہ فیصلہ کر لیا کہ اپنے وطن ہی میں شادی کریں گے۔ چنانچہ دو ماہ کی رخصت حاصل کی اور چند روز میں اپنے وطن پہونچ گئے۔ محمد یوسف کو قسمت نے قریبی رشتہ داروں کی محبت سے ہمیشہ محروم رکھا تھا۔ دور کے رشتہ سے اُنکی ایک عم زاد بہن تھیں چنانچہ وہ اُنہیں کے ہاں فروکش ہوئے اور انکے توسط سے شادی کے متعلق سلسلہ جنبانی کرنے لگے۔ آخر ایک ہم کفو خاندان میں انکو کامیابی ہوئی اور چونکہ واپسی کابل کا ایک ... معقول تھا اس لئے معمولی گفت و شنید کے بعد اُنکی شادی ہو گئی۔ محمد یوسف نے اپنی بیوی کو امید سے زیادہ حسین، تعلیم یافتہ اور با سلیقہ پایا اور پہلے حال سے فریفتہ ہو گئے اور یہی حال اُنکی بیوی کا ہوا کیونکہ محمد یوسف خود بھی اسم با مسمّٰی خلیق

اور محبت کے قدر دان تھے۔ اب اُنکی رخصت میں صرف پندرہ دن باقی تھے جنکو شوق و محبت کے ولولہ انگیز مشغلوں میں بسر کیا گیا۔ کابل سے واپسی کے وقت محمد یوسف کے پاس جو پندرہ سو روپے تھے جنمیں سے ایکہزار روپیہ شادی میں صرف ہوا اور دو سو کچھ زیادہ شادی سے پہلے اور مابعد اُٹھے۔ چلتے وقت اُنہوں نے سو روپے بیوی کو مصارف خانگی کیلئے دئے اور باقی رقم اپنے زاد راہ کے لئے لیکر کابل واپس ہو گئے۔

(۴)

یہ عجیب حسن اتفاق تھا کہ محمد یوسف کی بیوی کا نام زلیخا تھا اور اگرچہ محمد یوسف شاعر نہ تھے لیکن اس نکتۂ لفظی پر میاں بیوی میں اکثر خوش طبعی ہوتی تھی۔ زلیخا کے والد منشی عنایت علی کچہری میں عرائض نویس تھے اور مقدمہ بازی کے بڑے ماہر سمجھے جاتے تھے۔ جھوٹی شہادت فراہم کرنا اور جھوٹے مقدمات کا اثر ادب اُن کے لئے ایک معمولی بات تھی اور کسی طرح کی علمی قابلیت نہ ہونے کے باوجود اپنی اسی فن کی بدولت وہ سو سوا سو روپے ماہوار کما لیتے تھے اور آرام سے زندگی بسر کرتے تھے۔ لیکن منشی صاحب کے برخلاف اُنکی بیوی بڑی دیندار اور نیک مزاج تھیں اور اسی کا اثر تھا کہ زلیخا میں تمام نسوانی خوبیاں اور نیکیاں موجود تھیں۔ منشی صاحب کو خدا نے اولاد تو نصف درجن سے زیادہ عطا کی تھی لیکن اُس میں صرف دو بچے زندہ رہے ایک زلیخا اور دوسرا اُسکا چھوٹا بھائی حمایت علی جو پرائمری اسکول میں تعلیم پاتا تھا۔ زلیخا شوہر کے کابل چلے جانے کے بعد میکے چلی آئی کیونکہ بدقسمتی سے سسرال کے تمام لوازم و اسباب اُسکے لئے مفقود تھے اور جدائی کا زمانہ بے تابی کے ساتھ بسر کرنے لگی۔ وہی گھر تھا جسمیں وہ بڑھی پلی تھی اور وہی آدمی تھے جنمیں وہ اتنی بڑی ہوئی لیکن شادی کے بعد اُس کی حالت میں ایسا انقلاب ہوا اور قدر دان شوہر کی محبت نے اس قدر خود فراموش بنا دیا کہ کسی طرح اُسکا جی نہیں بہلتا تھا اور ہر وقت محمد یوسف کی تصویر اُس کے پیش نظر رہتی تھی چلتے وقت محمد یوسف نے اُس سے کہا تھا کہ میں گیارہ ماہ کے بعد ایک ماہ کے لئے آؤنگا بس وہ دن گن رہی تھی کہ کسطرح یہ وقفہ ختم ہو اور اُسکی دیدار طلب آنکھیں اپنی مراد پائیں۔ مہینے پیچھے محمد یوسف کا ایک خط اُسے ملتا تھا۔ اور اُس کے بے چین دل کے لئے تسکین کی یہی ایک صورت تھی۔ آخر کار دن گزرے ہفتے گزرے اور چھ مہینے اسی طرح ختم ہو گئے۔ اس اثنا میں دو مرتبہ محمد یوسف کی طرف سے خرچ بھی آیا جو زلیخا کے لئے کافی ہی نہیں بلکہ ضرورت سے زیادہ تھا لیکن چھ ماہ گزرنے کے بعد جبکہ زلیخا کا انتظار اشتیاق سے بدل رہا تھا محمد یوسف کی خط و کتابت بند ہو گئی۔

(۵)

جب اسی حالت پر پورے تین ماہ گزر گئے کہ محمد یوسف کا کوئی خط نہیں آیا تو زلیخا کا اضطراب بہت ترقی کر گیا۔ وہ پہلے بھی بیقرار شوہر کی جدائی سے مضطرب تھی لیکن یہ اضطراب سراسر امیدوں اور ولولوں سے لبریز تھا لیکن اب اُسکی بیتابیاں اپنے اندر مایوسی کی تاریکیاں رکھتی تھیں۔ اُسکا دل خود بخود بیٹھا جاتا تھا۔ اُسے غیبی اور وہمی نداؤں سے یہ صدا سنائی دیتی تھی کہ اُس کے شوہر پر کوئی مصیبت نازل ہوئی ہے اور شاید اب وہ واپس نہیں آئیگا۔ آخر اسی مایوسانہ اور مضطربانہ حالت پر ایک سال گزر گیا لیکن کابل کے مسافر کا کچھ حال معلوم نہیں ہوا۔ نسوانی کمزوریاں زلیخا کو بدگمان بنا رہی تھیں اور وہ دلمیں کہتی تھی کہ کہیں محمد یوسف نے کابل میں دوسری شادی تو نہیں کر لی لیکن ساتھ ہی محمد یوسف کی خلوص سے بھری ہوئی گفتگوئیں اور محبت میں ڈوبی ہوئی نگاہیں حافظہ میں اُبھر کر اس خیال کی تردید کرتی تھیں اور وہ پھر مایوسی کے سمندروں میں غرق ہو جاتی تھی۔ اسی حالت پر سات سال کا طویل زمانہ گزر گیا۔ اب زلیخا اور اُس کے والدین محمد یوسف کی طرف سے بالکل مایوس ہو چکے تھے۔ اس اثنا میں کابل سے تعلق رکھنے والے کئی ہندوستانیوں سے منشی عنایت علی کی ملاقات ہوئی لیکن محمد یوسف سے بالکل لاعلمی ظاہر کی اور کہا کہ اس نام کا کوئی ڈاکٹر کابل میں موجود نہیں منشی عنایت علی نے ان بیانات سے یہ نتیجہ نکالا کہ یا تو محمد یوسف کابل پہونچنے سے پہلے ہی سفر میں کسی حادثہ کا شکار ہوا اور یا کابل پہونچتے ہی اُس نے وفات پائی۔ بہرحال اب محمد یوسف کی واپسی کی کوئی [illegible] باقی نہیں رہی تھی۔ زلیخا کا انتظار [illegible] سات سال کا زندگی [illegible] کے باوجود [illegible] قابل برداشت تھا۔ وہ بیوگی کی طرح اداس زندگی بسر کر رہی تھی۔ اچھا کھانا، اچھا پہننا اور دنیا کی تمام آسائشیں اُس سے چھوٹ گئی تھیں۔ ہر وقت خاموش اور رنجیدہ رہنا۔ بات بات پر آنکھوں کا پرآب ہو جانا ایک ایسی بات تھی جو ماں باپ تو کیا غیروں کو رُلا دیتی تھی۔ لیکن اس درد کی کوئی دوا نہ تھی۔ اگر زلیخا درحقیقت بیوہ ہوتی تو اُسکا دوسرا نکاح ممکن تھا۔ اگر مطلقہ ہوتی تو عدت کے بعد وہ اپنی مسرتوں کو دوبارہ آغاز کر سکتی تھی لیکن اُسکی حالت ان دونوں مصیبتوں سے بالاتر تھی اور نالہ و آہ پچھلے پہر کی غمناک دعاؤں کے سوا اُس کے مرض کا کوئی علاج نہ تھا۔

(۶)

اسی اثنا میں جبکہ زلیخا بیتابی کے انگاروں پر لوٹ رہی تھی کہ یہ خوفناک حادثہ پیش آیا کہ منشی عنایت علی پر دروغ حلفی کا مقدمہ قایم ہوا جسکی پیروی میں گھر کا تمام اثاثہ فروخت ہو گیا اور بعد آخر میں مکان کو رہن کرکے روپیہ صرف کیا گیا لیکن چونکہ مدت سے حکام منشی عنایت کو بدگمانی کی نظر سے دیکھتا تھا اور ان کی ہتھکنڈوں سے خوب واقف تھا اُس نے نہ صرف دو سال قید بامشقت کی سزا دی بلکہ فیصلہ بھی ایسا زبردست لکھا کہ سخت جد و جہد اور زر پاشی کے باوجود ہائیکورٹ سے بھی سزا بحال رہی۔ سود کے اندیشہ سے مکان کو دخلی طور پر رہن رکھا گیا تھا اس لئے فوراً اُسے خالی کر دینا پڑا۔ اور اس مصیبت زدہ کنبہ نے ایک کم کرایہ کے چھوٹے سے مکان میں قیام اختیار کیا۔ باپ کے قید ہو جانے اور گھر میں کچھ باقی نہ رہنے کی وجہ سے حمایت علی جو نویں درجہ میں پڑھتا تھا اپنی تعلیم کو جاری نہ رکھ سکا اور اُسے ملازمت تلاش کرنی پڑی تاکہ گھر کی کفالت کر سکے۔ حمایت علی جس کرایہ کے مکان میں رہتا تھا اس سے ملا ہوا ایک عالیشان محل تھا جس کے بالاخانہ کی چند کھڑکیاں اسی جانب کھلتی تھیں اور اُن کے کھلنے سے صریح بے پردگی ہوتی تھی۔ حمایت علی کی والدہ اور ہمشیرہ نے اس مکان کو ناپسند کیا لیکن کوئی دوسرا مکان فوراً نہ مل سکا آخر حمایت علی اس خیال سے کہ اس بڑے مکان میں یک شریف آدمی رہتے ہیں اور انکے اخلاق فرض کو فوراً شریفانہ ہیں یہ کہہ کر بیٹھے اُن کے پاس یہ کہنے کے لئے گیا کہ ہماری بے پردگی ہوتی ہے اگر آپ ان کھڑکیوں کو بند رکھیں تو آپکی بہت مہربانی ہوگی۔ اس مکان کے مالک ایک نوعمر رئیس تھے۔ تین چار گاؤں کے زمیندار بھی تھے اگرچہ نوجوانی کی بد اعتدالیوں نے تیس چالیس ہزار کا قرضدار بھی بنا دیا تھا طبیعت میں عیش پرستی اور راحت پسندی کا مادہ بہت زیادہ تھا۔ اپنی خواہشوں کے مقابلہ میں اخلاق و مذہب سب کو ہیچ سمجھتے تھے۔ ان کا نام مرزا علی حسین تھا۔ اُنہیں

اب تک یہ خبر نہ تھی کہ پڑوس کا مکان آباد ہوگیا ہو ورنہ اپنے بالاخانہ کی کھڑکیوں سے تاک جھانک کئے بغیر نہیں رہ سکتے تھے چنانچہ حمایت علی نے جب اُن سے صورت واقعہ بیان کی تو اُن کے دلمیں گدگدی ہونے لگی کہ نئے پڑوسیونکو ضرور دیکھنا چاہئے۔ لیکن بظاہر وہ حمایت علی کے ساتھ بہت اخلاق سے پیش آئے اور اُسکی مصیبت بھرے حالات بڑی دلچسپی کے ساتھ سنتے رہے جب حمایت علی نے ملازمت کی ضرورت ظاہر کی تو اُنہوں نے وعدہ کیا کہ میں بھی تمہاری مدد کرونگا اور تم دو تین دن کے بعد مجھ سے ضرور ملنا۔ حمایت علی کے جانے کے بعد مرزا صاحب نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ بالاخانہ پر پہنچے۔ اور جنوب رویہ کھڑکیاں جو حمایت علی کے مکان کی جانب واقع تھیں بند کردیں لیکن ساتھ ہی اُنہوں نے تاک جھانک شروع کردی۔ زلیخا باوجود حسین و جمیل اور اپنے صدمات شبانہ روزی کے باوجود لاکھوں میں انتخاب تھی اُسکو دیکھ کر مرزا صاحب کی یہ حالت ہوئی [illegible] نگاہ کے ساتھ ہوش رخصت ہوگئے [illegible] یہ معلوم [illegible] آگرہ میں ہوا [illegible] مرزا صاحب [illegible] چاہا اور انہوں نے اپنے دلمیں فیصلہ کرلیا کہ وہ آسانی سے [illegible] تھا

( ۷ )

ایک ہی نظارہ سے مرزا صاحب کا اشتیاق اس درجہ ترقی پذیر ہوا کہ اُنہوں نے دوسرے دن حمایت علی کو بلا بھیجا اور جب وہ آیا تو کہا بھائی ہمیں خوب یاد آیا ایک جگہ ہماری دوکان بھی خالی ہے لیکن شاید تم دیہات کی تحصیل اور مقدمات وغیرہ کا کام اچھی طرح [illegible] اس لئے بہتر ہے کہ پہلے ہمارے گماشتہ کے پاس کام سیکھو اور اس کے بعد تم کو [illegible] جبتک تم کام سیکھو گے میں تمہیں پندرہ روپے ماہوار [illegible] کام سیکھنے [illegible] ماہوار تنخواہ دونگا۔ حمایت علی بہت جستجو کرچکا تھا اور پندرہ روپے ماہوار کی ملازمت کا بھی کہیں سہارا نہیں ملتا تھا اسلئے بہت خوش ہوا اور بڑی شکرگزاری کے ساتھ اُس نے مرزا صاحب کی ملازمت قبول کرلی۔ جب وہ مرزا صاحب سے رخصت ہوکر مکان پر آیا اور اُس نے یہ ماجرا اپنی والدہ اور ہمشیرہ سے بیان کیا تو وہ بھی مرزا صاحب کی حسن اخلاق سے بہت متاثر ہوئیں کیونکہ انکو کیا معلوم تھا کہ اس اخلاق کے پردہ میں انتہائی رذالت اور اس حسن سلوک کے نقاب میں خود غرضی اور ہوس پرستی مخفی ہے۔ بہرحال دوسرے دن سے حمایت علی نے مرزا صاحب کے ہاں کام شروع کردیا اور ادھر مرزا صاحب نے اپنے بالائی دریچوں سے [illegible] کو دیکھنا شروع کیا [illegible] آنکھوں کی شرارت سے بے خبر اور اپنے آپ کو محفوظ یقین کئے ہوئے گھر میں بے تکلفی سے چلتی پھرتی تھیں اس مکان میں آئے ہوئے چھ ماہ کا عرصہ گزرا تھا کہ حمایت علی کی والدہ علیل ہوگئیں صدمات نے اُنہیں ایسا کمزور کردیا تھا کہ معمولی علالت کی بھی تاب نہ لاسکیں اور صرف ایک ماہ بیمار رہکر راہی ملک بقا ہوئیں۔ ناتجربہ کار اور تنہا رہ جانے والے بھائی بہن کیلئے یہ حادثہ قیامت خیز تھا غربت وافلاس نے اُن کی مشکلات کو اور زیادہ بڑھا دیا تھا۔ ماں کی نعش بے گور وکفن پڑی ہوئی تھی اور حمایت علی کے امکان سے باہر تھا کہ اُسکی تجہیز وتکفین کرے۔ آخر وہ مرزا صاحب کے پاس گیا اور اُن سے کچھ روپیہ لایا تو بد نصیب ماں کو سپرد خاک کرسکا۔ ماں کی ناوقت وفات سے زلیخا پر بہت ناگوار اثر پڑا۔ اول تو وہ مکان میں بالکل تنہا رہ گئی اور اُن اوقات میں جب حمایت علی ملازمت پر گیا ہوا ہو اُسکی تنہائی کو دور کرنیوالا

کوئی شخص نہیں تھا۔ دوسرے جب وہ اپنے شوہر کے مایوسانہ رنج وغم سے بے چین ہو تو اُس کی دلجوئی و تسکین وتسلی کی کوئی صورت نہ تھی۔ لیکن مرزا صاحب کے لئے زلیخا کی تنہائی بہت ہمت افزا ثابت ہوئی۔ اُنہیں زلیخا کے تعلیم یافتہ ہونے کا حال معلوم تھا۔ ایک دن اُنہوں نے ایک نامۂ شوق لکھ کر اُسوقت جب غم نصیب عورت صحن میں لیٹی ہوئی تھی اور اُسکی نگاہیں محل کی جانب تھیں کھڑکی سے نیچے پھینک دیا اور کاغذ کو ہوا نے ٹھیک زلیخا کے سینے پر گرایا۔ اُس نے کاغذ اُٹھا کر پڑھا جسکا بیشتر حصہ عاشقانہ اشعار سے لبریز تھا اور پھر اُسے احتیاط کے ساتھ طاق میں رکھدیا۔ اُسے اپنی سادہ دلی کی بنا پر خیال بھی نہ گزرا کہ اس نامۂ شوق کی مخاطب خود اُسی کی ذات ہے۔ چنانچہ شام کو جب حمایت علی مکان پر آیا تو [illegible] خط اُسے دیکر کہا کہ دریچہ سے یہ کاغذ صحن میں آپڑا تھا۔ مرزا صاحب تو [illegible]

( ۸ )

مرزا [illegible] دیکھا تھا کہ زلیخا نے اُن کا نامہ [illegible] [illegible] کا یہ تیسرا [illegible] ناکام ہوگئے۔ اگر اُنکی سرشت میں بھلائی ہوتی تو وہ یقیناً اُسی سے عبرت حاصل کرتے اور [illegible] جائز ذریعہ اُٹھانیکی کوشش نہ کرتے لیکن [illegible] زیادہ [illegible] اور پہلے سے زیادہ اُن [illegible] طرح [illegible] علاوہ [illegible] لیکن جب حمایت علی نے بھی [illegible] لی اور آخر کار [illegible] حمایت علی [illegible] دوسرے دن جب مرزا صاحب بالاخانہ آئے تو اُنہیں سخت مایوسی ہوئی۔ تفتیش سے معلوم ہوا کہ مکان میں قفل لگا ہوا ہے۔ کوشش کا برعکس نتیجہ نکلنے سے مرزا صاحب کو بہت افسوس ہوا۔ اور وہ دن اُنہوں نے بڑے اضطراب کے ساتھ بسر کیا جب تک حمایت علی علاقہ پر رہا۔ حمایت علی کی واپسی کے بعد اُنہوں نے فیصلہ کرلیا کہ اُسے ہمیشہ صدر ہی میں رکھیں گے اور علاقہ پر نہ بھیجیں گے حمایت علی عدالت کے کاموں اور مقدمات کی پیروی میں بھی مشاق ہوچکا تھا اُس نے اپنے فرائض [illegible] کے ساتھ انجام دئے لیکن جب اُس نے دیکھا کہ [illegible] نگرانی کیطرف سے بے پرواہیں تو وہ اپنی دیانت پر قائم [illegible] عرصہ میں اُس نے مرزا صاحب کا [illegible] روپیہ [illegible] تجربہ کار ہوتا تو اس روپیہ سے کچھ فائدہ اُٹھاتا لیکن کچھ تو اسوجہ سے کہ وہ ناتجربہ کار تھا اور کچھ اسوجہ سے کہ ناجائز روپیہ عموماً ناجائز کاموں میں صرف ہوتا ہے اُس نے اپنے عنفوان شباب کے گمراہ [illegible] میں [illegible] اور [illegible] کھو کر جو روپیہ کمایا تھا اُسے تندرستی کی بربادی میں خرچ کردیا۔

( ۹ )

حمایت علی کا یہ خیال غلط تھا کہ مرزا صاحب اُسکی نگرانی نہیں کرتے وہ در پردہ اُس کی نگرانی کررہے تھے اور انہوں نے اُسے دانستہ بے اعتدالیوں کا موقع دے رکھا تھا چنانچہ جب

اُن کے پاس چند خطوط منتقل ہو گئے تو انہوں نے حمایت علی سے حساب فہمی کی خواہش کی اگرچہ حمایت علی حساب کتاب میں بڑا چالاک تھا لیکن پھر بھی سات سو کا غبن نکلا اور اسطرح کہ قانونی چارہ جوئی کی حالت میں حمایت علی جیلخانہ سے نہیں بچ سکتا تھا مگر مرزا صاحب نے کہا کہ میں تمہاری آبرو ریزی نہیں چاہتا البتہ یہ ضروری ہے کہ تم مجھے ایک کاغذ پر لکھدو کہ مجھے اس رقم کا غبن تسلیم ہے اور آپ جب چاہیں مجھ پر مقدمہ چلا سکتے ہیں۔ حمایت علی نے بچاؤ کی یہ صورت غنیمت سمجھی اور مرزا صاحب کی مرضی کے مطابق ایک رقعہ لکھدیا۔ جب مرزا صاحب حمایت علی کو قابو میں کر چکے تو ایک دن انہوں نے اُس سے پوچھا کہ اب تم اس مکان میں کیوں نہیں رہتے۔ حمایت علی نے کہا کہ والدہ کے انتقال کے بعد میری بہن تنہا رہ گئی ہے اور اس لئے وہ اکیلے مکان میں رہنا پسند نہیں کرتی۔ مرزا صاحب نے ہمدردی کے لہجہ میں کہا کہ پھر تم اُسکا دوسرا نکاح کیوں نہیں کر دیتے۔ حمایت علی نے کہا کہ میں تو آج چاہتا ہوں کہ ہو جائے لیکن وہ اس نو سال کے عرصہ میں اپنے شوہر کو نہیں بھولی۔ وہ ہر وقت اُسکی یاد میں روتی ہے اس لئے شاید وہ منظور نہ کرے۔ مرزا صاحب نے کہا کہ اُسے سمجھانا بجھانا چاہئے۔ حمایت علی نے کہا کہ والد صاحب جیل سے آجائیں تو کچھ کام چلے۔ اب اُنکی رہائی میں دو تین ماہ باقی ہیں۔ اسی اثنا میں مرزا صاحب کے ایک کارندہ کا انتقال ہو گیا اور منشی عنایت علی جب جیل سے چھوٹ کر آئے تو انکو انہوں نے نوکر رکھ لیا۔ منشی عنایت علی کے آنے پر زلیخا پھر اسی مکان میں آگئی کیونکہ اُس کے ماموں کے ہاں اتنی گنجائش نہ تھی۔ زلیخا کے آتے ہی مرزا صاحب نے اُس کے لئے دام تزویر پھیلایا۔ کٹنیوں کو مقرر کیا اور ہر طرح کوشش کی کہ رام ہو جائے لیکن اُسپر کوئی جادو نہ چلا۔ آخر میں اُس نے مرزا صاحب کو بہت سخت سست کہا اور ہر اجنبی عورت کا [illegible] ثابت کر دیا مرزا صاحب کو [illegible] سے بہت طیش آیا اور اُنکی محبت اشتعال و نفرت سے بدل گئی اور انہوں نے اپنے دل میں انتقام و دلآزاری کا فیصلہ کر کے منشی عنایت علی سے براہ راست رشتہ کے متعلق معاملہ چھیڑا۔ منشی صاحب نے کہا کہ کوئی حرج کی بات نہیں لیکن اُس کے شوہر کے انتقال کی خبر ہم تک نہیں پہونچی بغیر اعلامیہ متوفی کے یہ کام نہیں ہو سکتا

(۱۰)

منشی عنایت علی کی اخلاقی حالت پہلے ہی اچھی نہ تھی اور جیل کے دو سالہ قیام نے اُنہیں اور بھی پست خیال بنا دیا تھا۔ وہ دل سے چاہتے تھے کہ زلیخا کا نکاح مرزا صاحب سے ہو جائے اور اسطرح اُنہیں دونوں ہاتھوں سے لوٹنے کا موقع ملے۔ حمایت علی بھی مجبور تھا کیونکہ وہ پہلے ہی مرزا صاحب کے بس میں آچکا تھا۔ آخر منشی صاحب نے علما سے فتویٰ لیا اور معلوم ہوا کہ اگر شوہر سفر سے واپس نہ آئے اور اُسکی موت و زندگی کا کچھ حال نہ معلوم ہو تو عورت دس سال انتظار کر کے دوسرا عقد کر سکتی ہے۔ ڈاکٹر محمد یوسف کی گمشدگی اور بے نشانی کو نو سال دس ماہ گزر چکے تھے۔ منشی عنایت علی نے مرزا صاحب سے کہا کہ دو ماہ کے بعد نکاح تو ہو سکتا ہے لیکن خدا کے فضل سے آپ کے بال بچے موجود ہیں۔ میری لڑکی پہلے ہی نہایت مصیبت زدہ ہے میں اُسے جان بوجھ کر دوبارہ مبتلائے مصیبت نہیں کرنا چاہتا البتہ اگر آپ اُس کے گزارے کے لئے سو روپے ماہوار کی جائداد لکھدیں اور نکاح سے قبل یہ معاملات طے ہو جائیں تو میں تیار ہوں۔ چند روز تک یہ مسئلہ زیر بحث رہنے کے بعد مرزا صاحب یہ سوچکر تیار ہو گئے کہ نکاح کے بعد جائداد کو واپس لے لینا شوہر کے لئے دشوار نہیں۔ وہ اپنا ایک گاؤں کلیتہً نامہ منشی عنایت کی خواہش کے مطابق زلیخا کے نام اسطرح رجسٹری کرا دیا کہ سب رجسٹرار کے روبرو روپیہ ادا کر کے رقم کی وصول یابی تسلیم کر لی۔ حمایت علی نے یہ موقع غنیمت سمجھا اور مرزا صاحب سے اپنا رقعہ اور وہ تمام کاغذی ثبوت جو اُسے جیل تک پہنچا سکتا تھا حاصل کر کے [illegible] کے سپرد کر دیا۔ اس کارروائی کے بعد ایک دن منشی عنایت علی نے زلیخا کو ان تمام واقعات سے اطلاع دی۔ ماں باپ کی زبان سے یہ فیصلہ شدہ گفتگو سنکر اُسے غش آگیا اور دیر تک بیہوش رہی جب ہوش میں آئی تو بے اختیار رونا شروع کیا لیکن منشی صاحب نے اُسے سمجھایا اور جب دیکھا کہ وہ اسطرح آمادہ نہیں تو آخر میں ابوت کے حقوق جتائے اور خفا ہو کر کہا کہ اگر تم میرا کہنا نہ مانو گی تو میں بزور تمہیں مرزا صاحب کے مکان پر بھیجدونگا۔ کیونکہ مجھ کو جو کچھ سوچنا تھا وہ میں سوچ چکا اور جو کچھ کرنا تھا وہ کر چکا۔

(۱۱)

آج کا دن [illegible] ہو گئی۔ اور وہ منحوس گھڑی بھی آپہونچی جس میں زلیخا اپنے وفا پسند دل سے [illegible] رخصت ہو کر مرزا صاحب کے گھر جا رہی تھی۔ اُسے دلہن بنایا گیا [illegible] اور زرد اور فق چہرہ صاف نظر آ رہا تھا۔ اُسکے رخساروں پر [illegible] اور اُسکی موتیوں سے بھری ہوئی آنکھیں نور کی آخری شعاعیں پیش کر رہی تھیں۔ [illegible] کو پالکی میں سوار کیا جا رہا تھا اُسکی [illegible] ہو گئی اور وہ بیہوش ہو کر گر پڑی۔ ایک ہنگامہ برپا ہو گیا جب [illegible] مرزا صاحب کے اضطراب کی انتہا نہ تھی انہوں نے فوراً آدمی بھیجا کہ لیڈی ڈاکٹر [illegible] کے ساتھ مل سکے [illegible] تھوڑی دیر میں ایک گاڑی منشی صاحب کے دروازے پر آکر ٹھہری۔ منشی صاحب نے یہ سمجھ کر کہ ڈاکٹر آگیا ہے پردہ کا انتظام کیا اور [illegible] پکارے کہ ڈاکٹر صاحب تشریف لے آئے۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحب گاڑی سے اُتر کر اندر پہونچے۔ مریضہ کو اب کچھ ہوش ہو چلا تھا لیکن ڈاکٹر اور مریضہ کی آنکھیں چار ہوئی تھیں کہ وہ پھر بیہوش ہو گئی۔ آہ یہ وہ ڈاکٹر نہ تھا جسے مرزا صاحب نے بلوایا تھا۔ یہ ڈاکٹر محمد یوسف تھے جو ایک سیاسی سازش کے اشتباہ میں کچھ کم دس سال کابل کے جیلخانہ میں رہ کر اپنے وطن کو واپس ہوئے تھے۔ اُنہوں نے فوراً زخم کو دھویا۔ اس اثنا میں ایک لیڈی ڈاکٹر سامان لے کر آپہونچی اور زخم پر دوا لگا کر پٹی باندھ گئی۔ یہ غنیمت ہوا کہ چاقو جس سے ایک نازک ہاتھ نے کام لیا تھا نیچے نہیں اُترا تھا۔ اور زخم بالائی سطح سے آگے نہیں بڑھا تھا۔ محمد یوسف صاحب کے یکایک آجانے سے جو انقلاب واقع ہوا وہ منشی عنایت علی۔ مرزا صاحب [illegible] زلیخا کے لئے قیامت سے کم نہ تھا لیکن کسی کے لئے قیامت صغرےٰ اور کسی کے لئے قیامت کبرےٰ +

حمائل شریف مترجم
مترجمہ حکیم الامۃ حضرت مولانا حافظ قاری اشرف علی صاحب تھانوی
رعایت
اول تو کلام خدا ہونے کی حیثیت سے پھر حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کے سلیس اردو ترجمہ کے اعتبار سے یہ حمائل آپ اپنی نظیر ہے اور اس قابل ہے کہ ہر مسلمان سفر اور حضر میں تلاوت کرکے فوائد دارین سے متمتع ہو، اور ماہ رمضان کی شاندار رعایت کا شاندار موقع ہاتھ سے نہ جانے دے۔
رعایت
اس حمائل میں سورتوں کے خواص، نزول آیات کے اسباب اور جابجا ضروری فوائد خود مولانا کی تفسیر سے اخذ کرکے درج کئے گئے ہیں ترجمہ ایسا سلیس ہے کہ پڑھتے ہی معانی و مطالب واضح ہو جاتے ہیں ساتھ ہی تعبیر نامہ خواب اور تعبیر القرآن عجیب و غریب چیز ہیں
ہدیہ مجلد ۵؎
والمحصنت ۵ ۱۲۹ النساء ۴
والمحصنت من النساء الا ما ملكت ايمانكم
كتب الله عليكم واحل لكم ما وراء ذلكم ان
تبتغوا باموالكم محصنين غير مسافحين فما استمتعتم
به منهن فاتوهن اجورهن فريضة ولا جناح
عليكم فيما تراضيتم به من بعد الفريضة
ان الله كان عليما حكيما ومن لم يستطع
منكم طولا ان ينكح المحصنت المؤمنت فمن
ما ملكت ايمانكم من فتيتكم المؤمنت والله
اعلم بايمانكم بعضكم من بعض فانكحوهن
باذن اهلهن واتوهن اجورهن
بالمعروف محصنت غير مسفحت ولا متخذت اخدان
شان نزول
منزل ۱

# قانونِ الٰہی

نے ہر مسلمان کے لیئے (بلا تخصیص امیر و فقیر) جس طرح پانچ وقت کی نماز بجالانے اور رمضان المبارک میں روزے رکھنے کا تاکیدی حکم فرمایا ہے اُسی طرح اور بالکل اُسی طرح اُن مسلمانوں پر جو صاحب نصاب ہیں ادائے زکوٰۃ کو بھی ضروری اور لازمی قرار دیا ہے۔
خوش نصیب ہیں وہ مسلمان جو ان تینوں فرائض کو باحسن وجوہ بجالا کر دین و دُنیا کی فلاح وشادمانی حاصل کر رہے ہیں اور احکام الٰہی کی تعمیل میں بدل وجان مصروف و منہمک نظر آتے ہیں۔

## رمضان المبارک میں روزہ رکھنے والے

کمال مسرّت و انبساط کے ساتھ صوم و صلوٰۃ کا فرض بجالانے پر موجب ہزار آفریں ہیں مسجدوں میں نماز و تراویح کے لیئے خاص طور پر زینت و زیبائش کا انتظام ہے، خدا کے مخیّر اور متمول بندے (جن کو خدا نے توفیق دی ہے) اپنی سیر چشمی اور اُلوالعزمی سے ادائے زکوٰۃ کا فرض بجالانے کے لیئے بھی اسی مبارک اور مقدس مہینے کو افضل اور بہترین سمجھتے ہوئے تعمیل حکم زکوٰۃ پر کمربستہ ہیں اور اس طرح اس مبارک و مقدس مہینے میں ایک چھوڑ تین تین فرض ادا ہوتے ہیں اور رحمت و برکاتِ الٰہیہ کا رات دن نزول رہتا ہے +

## اِس وقت زکوٰۃ کا مصرفِ خیر

اس سے بہتر نہیں ہو سکتا کہ اُن نادار مسلمانوں کو جو روپیہ نہیں رکھتے اور احکام خدا و رسولؐ سے واقف نہیں، نہ دُنیاوی معاملات کے متعلق کچھ علم رکھتے ہیں، ضروریات دین و دُنیا سے مستغنی کر دیا جائے - اور وہ بھی ذی ثروت حضرات کے الطاف و کرم کے طفیل میں فلاح دین و دُنیا سے محروم نہ رہیں۔
یہاں دو سوال پیدا ہوتے ہیں، ایک تو یہ کہ ہندوستان میں زیادہ تر غریب ایسے نکلینگے کہ اُن کو دو وقت چھوڑ ایک وقت بھی پیٹ بھر کر روٹی کھانا نصیب نہیں ہوتا اس لیئے اُن کے پیٹ اور دوسری ضروریات کا انتظام کیا جائے یا اُن کو کتابیں پڑھائی جائیں۔
دوسرے یہ کہ ہندوستان کے ہر شہر میں ہزار ہا بیچارے فاقہ مست اور غریب مسلمان ایسے ہیں جو دینی اور دُنیاوی تعلیم کے محتاج ہیں اگر اُن کی تعلیم کا بندوبست کیا جائے تو اخراجات کی رقم لاکھوں سے بھی کہیں متجاوز ہو جائے گی۔ رمضان شریف میں جو زکوٰۃ ادا کی جاتی ہے وہ اس بارِ کثیر کی ہرگز متحمل نہیں ہو سکتی

دونوں سوال بادی النظر میں نہایت وقیع اور اہم ہیں لیکن پہلے سوال کی نسبت تو غالباً یہ عرض کر دینا بیجا نہ ہوگا کہ عطا شدہ زکوٰۃ کی رقم کہاں تک اُن بیچاروں کے تن پیٹ کی کفیل ہو سکتی ہے، آپ تو زکوٰۃ کی رقم سے اُنہیں وہ چیز دیجیئے جس سے وہ اپنے دین و ایمان کی دولت سے بھی مالا مال ہو جائیں اور اپنے تن پیٹ اور اہل وعیال کے متعلق بھی کسی دوسرے کی امداد و اعانت کے محتاج نہ رہیں۔
پھر مذہبی واقفیت اور معلومات ایک مسلمان کے لیئے دُنیا بھر کی ضروریات سے کہیں زیادہ ضروری اور مقدم ہے - اور اس سے کسی شخص کو بھی انکار نہیں ہو سکتا کہ خدا و رسولؐ کے احکام سے ناواقف، روزہ نماز حج زکوٰۃ سے بیخبر اور اسلامی خصوصیات کو نہ پہچاننے والا شخص اگر مسلمان بھی ہو تو مسلمان نہیں۔ خواہ وہ بادشاہ ہو یا فقیر۔ امیر ہو یا غریب۔ مرد ہو یا عورت۔
رہا دوسرا سوال، تو ہمارا یہ مطلب نہیں ہے کہ زکوٰۃ کے روپیہ سے کوئی دینی اور دُنیاوی کالج۔ اسکول۔ مدرسے یا مکتب قائم کیئے جائیں، ماسٹر اور مدرس نوکر رکھے جائیں، چپراسیوں اور دوسرے ملازموں کی فکر کی جائے، میز۔ کرسی یا فرش فروش کا انتظام کیا جائے، بچوں کی تلاش اور جستجو میں دردسری اور پریشانیاں برداشت کی جائیں، نہیں، ہرگز نہیں ان میں سے کسی ایک بات کی بھی ضرورت نہیں، جو مدرسے اس وقت قائم ہیں اُن کو اپنا کام کرنے دیجیئے، آپ تو صرف مشہور و معروف کتاب

## فلاحِ دین و دُنیا

کی جلدیں (جس قدر بھی آپ کے زکوٰۃ کے روپیہ سے خریدی جاسکیں) خرید کر نادار مسلمانوں کو تقسیم فرما دیجیئے۔ یہی ایک کتاب اُن کو اس قدر فائدہ پہنچائیگی کہ بڑے بڑے مدارس میں پڑھنے والوں کو برسوں میں بھی نصیب نہیں ہو سکتا
فلاح دارین کی مقبولیت کا یہ حال ہے کہ اسکا پہلا اڈیشن چند مہینوں ہی میں ختم ہو گیا اور اب دوسرا اڈیشن نقش ثانی کی صورت میں طبع ہوا ہے اس کتاب کی قیمت مع محصولڈاک پانچ روپے (صہ) ہے لیکن نادار مسلمانوں اور اُن متمول حضرات کو جو غریب اور کم استطاعت مسلمانوں کو تقسیم کرنے کی غرض سے کتاب فلاح دین و دُنیا کی جلدیں خریدینگے مع محصول ہے فی جلد کے حساب سے دی جائے گی۔ لیکن شرط یہ ہے کہ جس قدر جلدوں کی خریداری منظور ہو اُن کی قیمت کا روپیہ ہے فی جلد کے حساب سے پیشگی بذریعہ منی آرڈر بھیجدیا جائے۔ کسی شخص کو ایک کتاب بھی بذریعہ وی۔ پی نہ بھیجی جائے گی۔

## یہ بات یاد رکھنی چاہیئے

کہ کتاب فلاح دین و دُنیا جس طرح تمام دینی ضروریات کی حامل ہو اسی طرح

تمام دُنیوی معاملات کے لیے بھی جامع ہے۔ اور جس طرح کوئی دینی مسئلہ ایسا نہیں جس سے فلاح دین و دنیا خالی ہو، اسی طرح کوئی دُنیاوی ضرورت اور معاملہ بھی ایسا نہیں ہے جس کو فلاح دین و دنیا کے صفحات میں جگہ نہ ملی ہو۔ پس

## زکوٰۃ کا صحیح ترین مصرف

اور سب سے زیادہ ضروری فرض یہی ہے کہ آپ اپنی زکوٰۃ کی رقم سے کتاب فلاح دین و دنیا کی جلدیں خرید کر اپنے غریب اور نادار مسلمان بھائیوں کو تقسیم فرما دیں۔ اور اس طرح حقیقی فلاح دین و دُنیا حاصل فرمائیں۔

یقیناً آپ کا یہ فعل خدا و رسول اور تمام مسلمانوں کے نزدیک قابل قدر اور مستحسن ٹھہریگا اور آپ ضرور ثواب دارین کے مستحق ہونگے۔

## آجکل اکثر امراء کی حالت

بھی بجید افسوسناک ہے، وہ بھی احکام شرعیہ سے ناواقف اوامر و نواہی سے بے خبر اور آئین اسلامی کی پیروی سے بے پروا ہیں، زرق برق لباس پہنکر عیدگاہ میں عید کے روز جاتے ہیں لیکن یہ نہیں جانتے کہ آخر عیدگاہ تک گام فرسائی کا مقصد کیا ہے۔ عید کی نماز کیا ہے۔ رکوع و سجود اور قیام و قعود کس طرح اور کس ترکیب سے عمل میں لائے جائیں گے۔ کیا پڑھا جائے گا وہ صرف ایک رسم کی پابندی کرتے ہیں اور اس کے سوا کچھ نہیں۔ یہی رمضان المبارک کی تراویح کی صورت ہے، اور یہی روزوں کا حال ہے وقس علیٰ ہذا۔

## آخر یہ بھی کچھ مسلمانی ہے

اور یہ بھی کچھ مسلمان ہیں ؟ اگر ایسے امرار بھی فلاح دین و دنیا کا مطالعہ کریں تو سچے اور صحیح معنوں میں مسلمان بن جائیں، اور اُن کو گھر بیٹھے بغیر کسی محنت و جانکاہی کے تمام دینی اور دُنیوی معلومات حاصل ہو جائے۔ وہ اسلام کی حقیقت سے واقف ہو جائیں وہ نہ صرف نماز روزہ حج زکوٰۃ وغیرہ کے فلسفہ کو سمجھ لیں، بلکہ دین اور دُنیا کے ہر پہلو، ہر شعبہ اور ہر نکتہ پنہاں کو کامل عبور حاصل ہو جائے +

## کتاب فلاح دین و دنیا

تقریباً چھ سو صفحات کی ضخیم اور مجلد کتاب ہے جو تمام احکام و ضروریات شریعت اور معاملات دُنیوی کو اپنے پہلو میں لئے ہوئے سلیس بامحاورہ اور عام فہم اُردو زبان میں عمدہ کاغذ اور بہترین لکھائی چھپائی کے ساتھ شایع ہوئی ہے، اور اس وقت کوئی بھی دوسری کتاب اپنی جامعیت کے اعتبار اور حُسنِ فوائد کے لحاظ سے اس کی ہمسری کا دعوے نہیں کرسکتی۔

## اِس خاص رعایت سے فائدہ

اُٹھانے کے لیئے اور اجر عظیم حاصل کرنے کے واسطے صرف ماہ رمضان المبارک مخصوص ہے، کیونکہ یہی وہ مقدس و متبرک مہینہ ہے جسمیں آسمانی رحمت و برکات کا نزول یقینی ہے اور جس میں مسلمانوں کو قرآن مجید جیسی مقدس کتاب بارگاہِ احدیت سے مرحمت ہوئی تھی۔ اس لیئے وقت کو ضائع نہ کیجیئے اور فوراً اپنا فرمائشی خط اور قیمت کا روپیہ "منیجر نظامیہ دارالاشاعت دہلی" کے پتہ پر بھیجکر مطلع فرمایئے کہ کتاب فلاح دین و دُنیا کی کتنی جلدیں آپ کی خدمت میں ارسال کی جائیں؟ رمضان المبارک کے بعد قیمت کی رعایت کا سلسلہ ختم ہو جائے گا اور یکم شوال سے یہ کتاب پھر صرف ہی میں دی جائیگی

### منیجر نظامیہ دارالاشاعت دہلی

# دواخانہ ہاشمی دہلی کی مجرب ادویہ

## مردوں کے لیے

**مقوی بےنظیر** یہ دواخانہ ہاشمی دہلی کی خاص اور بےنظیر دوا ہے ہر موسم میں ہر مزاج والے استعمال کر سکتے ہیں۔ اعضاء رئیسہ کو قوت دیتی ہے۔ خون صالح پیدا کرتی ہے مادۂ باہ کو بڑھاتی ہے۔ کمزوری کو دور کرتی ہے نشاط افزا اور ممسک کی مفرح ہے زائل شدہ قوت کو فوراً واپس لاتی ہے۔ عورتوں کو سیلان الرحم میں مفید ہے۔ قیمت (۱۲ یوم کے لیے) ۳ روپے

**مقوی اعلیٰ** قوت مردی پیدا کرنے اور جلق و جریان کے مریضوں کے لیے اکسیر ہے ہزارہا مایوس العلاج مریضوں کے حق میں رحمت ثابت ہوئی ہے اعضاء رئیسہ کو قوت دیتی ہے۔ مادہ تولیہ بکثرت پیدا کرتی ہے۔ کمزوری کو زائل کرتی اور پٹھوں میں قوت اور سختی پیدا کرتی ہے۔ غلط کاریوں کے مضر نتیجوں کا سدباب کرتی ہے۔ قیمت ۵ تولہ ۹ روپے

**مغلظ اعلیٰ** عجیب و غریب برق اثر دوا ہے جس کا متواتر استعمال پرانے جریان کو بیحد فائدہ مند ہے سرعت، رقت، کثرت احتلام وغیرہ میں بیحد نافع ہے ہر موسم میں ہر مزاج والا استعمال کر سکتا ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ۔

**اکسیر** جریان و قوت باہ کے لیے بیحد مفید دوا ہے سرعت رقت وغیرہ کو نافع ہے قیمت ۶ ماشہ ۸ر

**مقوی** اعصاب کو قوت دینے اور غلط کاریوں کی اصلاح کرنے میں اپنی آپ نظیر ہے اگر بےنظیر کا استعمال کرنے کے بعد اسکا استعمال کیا جائے تو سالہا سال تک اعصاب کی قوت قائم رہیگی قیمت ۱ر

**بےنظیر** اگر غلط کاریوں کی وجہ سے عضو بیکار ہو گیا ہے۔ وریدیں پھول گئی ہوں کجی اور لاغری آگئی ہے طبعی حالت تک نہ پہنچ سکا ہو تو بلا خوف ضرر اور بغیر تکلیف دہ طلا کا استعمال کیجیے کامل صحت ہو جائیگی قیمت ۶ ماشہ ۴ر

**نشاط**۔ جیسا نام ہے ویسا ہی کام ہے مردین کی تمام حیرتیں ایک گولی میں بند ہیں۔ قیمت فی شیشی ۱ر

**نعم البدل** دنیاداری کی کثرت اور ناعاقبت اندیشانہ افراط سے اعضائے رئیسہ کمزور ہو جاتے ہیں اور ایسے اشخاص کی یہ حالت ہوتی ہے کہ جب کبھی اتفاق پڑتا ہے تو کئی کئی دن کمزوری اور نقاہت کے آثار باقی رہتے ہیں۔ نعم البدل کا استعمال ان لوگوں کو اکسیر ہے۔ قیمت فی شیشی ۵ر

**تدہین** طلائے بےنظیر کے استعمال سے سات روز قبل ایک ہفتہ تک عضو مخصوص پر اس دوا کی مالش کی جاتی ہے۔ قیمت فی شیشی ۳ر

**تکمید** تدہین کی مالش کے بعد ایک ہفتہ تک اس دوا کی دو پوٹلیوں سے عضو مخصوص کو سینکا جاتا ہے۔ قیمت ۱ر

**مدر و مسکن** ابتدائی اور شدید سوزاک کیلیے یعنی جب یہ مرض نیا نیا شروع ہو کر تین چار ہفتہ سخت تکلیف دیتا ہے نہایت مفید ہے۔ البتہ پرانے سوزاک میں یہ دوا کچھ زیادہ مفید نہیں۔ قیمت (۱۰ یوم کے لیے) ۱ر

**تاخیر** دیر آید درست آید کی تصدیق کرنی ہو تو فوراً منگائیے۔ قیمت ۲ر

**تسخیر نمبر ۱** صدہا روپے کا زیور اور کپڑا دے ڈالیے ہر وقت منت اور خوشامد میں مصروف رہیے سب ایک طرف اور یہ دوا ایک طرف یہ وہ جادو ہے کہ آپکو ایک دفعہ جو مسرت حاصل ہے وہ مسرت دوسرے کو چار پانچ مرتبہ حاصل ہو۔ ہم سے زیادہ تشریح نہ پوچھیے۔ قیمت فی شیشی ۱ر

**تسخیر نمبر ۲** اس دوا میں گویا دنیا بھر کی لذتیں حل کی ہوئی ہیں × × × دیوانہ بنا دیتی ہے × × × معلوم ہوتا ہے کہ ہم فردوس میں ہیں جنکو آزمانا ہو آزمائیں۔ قیمت فی شیشی ۳ر

**اعجاز اثر** نئے سے نئے اور پرانے سے پرانے سوزاک کی بےنظیر دوا۔ قیمت ۲ر

**پچکاری کی دوا** پرانے سوزاک میں نہایت مفید ہے قیمت ۱۲ر

**حیات** اسکے استعمال سے اعضاء رئیسہ میں حیرت انگیز قوت پیدا ہوتی ہے اور ہزارہا فائدے ہیں آزمائیے تو سہی۔ قیمت فی تولہ ۵ر

## عورتوں کے لیے

**امید** اس دوا سے رحم کی تمام خرابیاں اور بانجھ پن کے نقائص دور ہو جاتے ہیں اور صنف نازک کو اولاد کے قابل بنا دیتی ہے۔ قیمت فی شیشی ۳ر

**شباب** بکثرت اولاد ہونے اور بچوں کو دودھ پلانے یا زیادتی عمر یا بے احتیاطی سے شباب کو نقصان پہنچتا ہے اور حسن و جمال کا چڑھا ہوا دریا اتر جاتا ہے۔ یہ دوا شباب کی محافظ ہے اور بہت جلد جوانی کی تر و تازگی کو واپس لے آتی ہے۔ زیادہ تشریح نامناسب ہے۔ قیمت ۲ر

**سیلان الرحم** عورتوں کے مشہور مرض سیلان الرحم کے لیے جس میں رحم سے سفید زردی مائل رطوبت خارج ہوا کرتی ہے اور اعضاء رئیسہ اور بدن کو رفتہ رفتہ کمزور کر کے ناکارہ کر دیتی ہے دواخانہ ہاشمی کا یہ خاص الخاص مرکب نہایت مفید ہے قیمت (۸ یوم کیلیے) ۱ر

**شیاف** عورتوں کے مرض سیلان الرحم میں بیرونی استعمال کے لیے یہ دوا بیحد مفید ہے۔ چند روز میں تمام شکایات رفع ہو جاتی ہیں۔ قیمت ۵ تولہ کی ۱ر

**معطر** بعض اندرونی شکایات سے × × × عفونت پیدا ہو جاتی ہے جس سے نہ صرف زندگی کا لطف جاتا ہے بلکہ خطرناک عوارض پیدا ہو جاتے ہیں اس دوا کا استعمال ایسی حالت میں نہایت مفید ہے۔ قیمت فی شیشی ۱ر

**دلربا** یہ وہ چیز نہیں جو بازار میں فروخت ہوتی ہے دانتوں کے لیے عجیب و غریب دوا ہے طبی اصول کو مدنظر رکھکر تیار کیگئی ہے نہایت خوشبودار۔ موتی کی طرح دانتوں کو چمکانیوالی اور دہن کی رنگینی چھانیوالی چہرہ کو دلربا بنانیوالی۔ قیمت فی شیشی ۸ر

**آواز کشا** نزلہ اور کھانسی کی وجہ سے یا برف، سرد، ترشی وغیرہ کھانے۔ دیر تک گانے یا چلا کر پڑھنے سے آواز بیٹھ جاتی ہے اور صاف کرنے سے آواز خراب ہو جاتی ہے۔ ایسی حالت میں گلا صاف کرنے اور آواز کو رسیلا بنانے کے لیے یہ دوا اکسیر ہے قیمت ۱ر

**حسن افزا** جلدی اور خونی خرابیوں کی وجہ سے چہرہ بدنما ہو جاتا ہے۔ مہاسوں اور چھائیوں سے ساری خوشنمائی رخصت ہو جاتی ہے حسن افزا کے استعمال سے تمام خرابیاں دور ہو جاتی ہیں رنگ گلاب کی پتی کی طرح نکھر جاتا ہے۔ قیمت فی بکس ۱ر

**گلگونہ** یہ نہایت خوشبودار مرکب ہے بدن کا میل اور کثافت دور کر کے جلد کو خوش رنگ بنانے میں اپنا جواب نہیں رکھتا۔ قیمت فی بکس ۱ر

**گوہر نما** دانتوں اور مسوڑوں کا درد دور کرتا ہے خون نکلنا۔ کیڑا لگنا۔ دانتوں کا ہلنا تمام شکایات رفع کر دیتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۸ر

## بچوں کیلئے

**پسلی کی دوا** پسلی لگنے سے بچوں کو سخت تکلیف ہوتی ہے اور زندگی کی حالت موت اور حیات کی مابین ہوتی ہے یہ دوا اس مرض کا بہترین علاج ہے قیمت ۱ر

**موتی جھالا** نہایت خوفناک مرض ہے لیکن یہ دوا اسکا بہترین علاج ہے ہزارہا مریضوں پر تجربہ ہو چکا ہے قیمت فی شیشی ۱۲ر

## سب کے لیے

**نافع معدہ** معدہ کیلئے اکسیر ہے سوء ہضمی میں بیحد مفید دائمی قبض کو نافع اور ہزارہا فائدوں کا حامل ہے۔ قیمت ۱ر

**رافع قبض** قبض اور امراض معدہ میں بیحد مفید دوا ہے۔ قیمت ۱۶ تولہ ۸ر

**نفس کشا**۔ دمہ کی لاجواب دوا۔ ۳ر

**نئی زندگی** مرض دق میں عجیب و غریب اثر دکھانیوالی دوا۔ قیمت ۱ر

**تحلیل** تحلیل ورم کیلئے معجز نما۔ قیمت ۱۲ر

**مندمل** لاعلاج زخموں کا اندمال کرتا ہے ۱ر

**انوار العیون** بمثل سرمہ قیمت ۶ ماشہ ۱ر

**غنچہ دہن**۔ گندہ دہنی کی دوا۔ قیمت ۱ر

**محافظ معدہ** ہر وقت پاس رکھیے۔ قیمت ۱۲ر

منیجر دواخانہ ہاشمی دہلی

نظامیہ دار الاشاعت
جامع مسجد دہلی
آئین قدرت
اور قانونِ شریعت کی پابندی کے بغیر نہ کوئی مسلمان سچا مسلمان کہلائے جانے کا حق رکھتا ہے اور نہ اُسکو فلاحِ دین و دُنیا حاصل ہو سکتی ہے، پھر اگر آپ بھی مسلمان ہیں تو یقیناً آپ کی خواہش ہوگی کہ ایک توحید پرست اور حقیقی مسلمان کی طرح زندگی بسر کریں، اور آپ کو ضرور کسی ایسے رہنما کی فکر ہوگی جو آپ کو دین کے معاملات میں بھی صراطِ مستقیم پر لے جائے اور دُنیاوی معاملات میں بھی آپ کی سچی رہنمائی کر سکے۔ اگر یہ سچ ہے تو
آپ کتاب "فلاح دین و دُنیا" منگا لیجئے
کیونکہ "فلاح دین و دُنیا" دین میں بھی آپ کی سچی رہنمائی کرے گی اور دُنیا میں بھی سچی رہبر ثابت ہوگی۔ شریعت اسلامیہ۔ طریقت۔ تصوف۔ دہر۔ اتقا۔ عبادت۔ ریاضت۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ جہاد قبر پرستی۔ عرس۔ میلاد۔ حشر نشر۔ قبر جنت۔ دوزخ۔ اعراف۔ لواء الحمد۔ پل صراط۔ میزان۔ فرشتے۔ رسول۔ انبیاء۔ اولیاء۔ قطب۔ ابدال۔ خلفاء۔ علماء۔ موت۔ غسل جنابت۔ حیض۔ نفاس۔ استحاضہ۔ میت۔ توبہ استغفار۔ ادعیہ۔ اعمال خطبات۔ تجارت۔ زراعت۔ حکمت۔ تشریح الاعضاء۔ امراض۔ علاج ادویہ زہر۔ زہریلے جانور اور اُن کے کاٹے کا علاج۔ درد۔ اورام۔ ترکہ۔ اوامر۔ مناہی۔ پانی ہوا۔ مٹی۔ آگ۔ غرض دین اور دُنیا کی کوئی بات۔ دین کا کوئی مسئلہ اور دُنیا کا کوئی معاملہ ایسا نہیں ہے جو کتاب فلاح دین و دُنیا میں موجود نہ ہو۔ مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ پہلا ایڈیشن صرف چند ماہ میں ختم ہو گیا اور اب دوسرا ایڈیشن چھپکر تیار ہوا ہے۔ قیمت مجلد مع محصول پانچ روپے
فوراً منگا لیجئے اور فائدہ اُٹھایئے
جنت کے خطوط
جناب سیماب اکبرآبادی کے اُن درد انگیز منظوم خطوط کا دلسوز مجموعہ جو مُردہ عزیزوں کی طرف سے زندہ عزیزوں کے نام لکھے گئے ہیں اور جن کو پڑھکر چوٹ کھایا ہوا دل تسکین و تسلی پاتا ہے۔ قیمت فی جلد علاوہ محصول ڈاک ۶/
تفسیر الفاتحہ
علامہ عبدہ مصری رح کی لکھی ہوئی سورۂ فاتحہ کی سیاسی تفسیر کا سلیس اُردو ترجمہ تمام تفاسیر قرآنی کا عطر اور ہر مسلمان کے پڑھنے کے قابل عمدہ سفید کاغذ بہترین لکھائی چھپائی۔ قیمت ۸/ محصول ڈاک ہر کتاب کا بذمہ خریدار
فضائل آیۃ الکرسی
تفسیر سورۂ یوسف
تعلیم مومن
دین و دنیا
(تمام فرمائشیں منیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی کے نام بھیجئے)
(محمد انوار ہاشمی پرنٹر و پبلشر نے اقبال پرنٹنگ ورکس دہلی میں چھپوا کر شائع کیا)

REGISTERED, No L,1313
۴۸۶
جلد۴ - نمبر ۲
ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ
چیست دنیا؟
از خدا غافل بدن
نے قماش و نقرہ و فرزند و زن
مسلمانوں کو دینداری اور دنیا داری کی صحیح تعلیم دینے والا ماہوار رسالہ
دین و دنیا
جو
ہر مہینے نہایت کامیابی کیساتھ نظامیہ دار الاشاعت دہلی سے شائع ہوتا ہے
ایڈیٹر: سید ظہور احمد شاہجہانپوری
ہر خریدار کو اختیار ہے کہ جب اسکا جی چاہے دیکھے ہوئے پرچے احتیاط سے
واپس کر کے اپنی ادا کردہ کل قیمت ہم سے
واپس منگالے
ONE RUPEE INDIA 1914
DIN-O-DUNIA
سالانہ قیمت اعلیٰ ایڈیشن (للعہ)
ششماہی قیمت اعلیٰ ایڈیشن دو روپے
سالانہ قیمت معمولی ایڈیشن دو روپے
ششماہی عہ مع محصول وغیرہ
ماہ مئی ۱۹۲۴ء

## جلد ۴ | فہرست مضامین رسالۂ دین و دنیا دہلی بابت ماہ مئی ۱۹۲۴ء | نمبر ۲

نیز تجارت پیشہ اصحاب کی سہولت و آسانی اور اُن کے اشتہارات کو زیادہ نتیجہ خیز اور منفعت بخش بنانے کے لئے رسالہ دین و دنیا میں اسکا بھی انتظام کیا گیا ہے کہ جو صاحب اُصول فن اشتہار کے لئے موثر مضامین لکھوانا یا غیر زبان کے اشتہارات کو سلیس اردو ترجمہ کرانا یا اشتہار کے لئے کوئی دلکش ڈزائن بنوانا یا اشاعت اشتہار کے متعلق مفید مشورے لینا چاہیں اُن کی مذکورۂ بالا ضروریات کو مناسب اُجرت پر پورا کر دیا جائے۔ اسکے متعلق ہمارا دعویٰ ہے کہ جس اشتہار کا مضمون یا ڈزائن آپ ہماری معرفت تیار کرائینگے اور جسکو ہمارے مشورہ سے اُصول فن اشتہار کے مطابق شایع کرائینگے اُسکا اثر معمولی مضمون اور معمولی ڈزائن کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہوگا اور مشتہرین کبھی خسارہ میں نہیں رہینگے۔ ہندوستان میں ابھی تک بہت کم مشتہرین اس حقیقت سے واقف ہیں کہ اشتہار دینے کا بھی ایک باقاعدہ علم ہے، اور جو لوگ اپنے اشتہارات میں اس علم کے اُصول کو ملحوظ نہیں رکھتے وہ اپنا بہت سا روپیہ اشتہارات میں بیکار ضایع کرتے ہیں:۔

اسوقت ہندوستان بھر میں اُردو زبان کا سب سے مقبول اور سب سے زیادہ فروخت ہونے والا رسالہ صرف دین و دنیا ہے جسکو آپ امیروں کی محلوں میں بھی دیکھینگے اور غریبوں کے جھونپڑوں میں بھی۔ اسکو جسطرح پُرانے خیالات کے بزرگ شوق کے ساتھ ملاحظہ فرماتے ہیں اُسی طرح نئی روشنی والے جنٹلمین بھی اس سے دلچسپی اور لطف اُٹھاتے ہیں۔ دین و دنیا ہی اُردو زبان کا ایسا رسالہ ہے جسکے پڑھنے والونکی تعداد اس وقت کم از کم .....

# پچاس ہزار

ہے۔ اس لئے ظاہر ہے کہ جو اشتہار دین و دُنیا میں شایع ہوگا وہ کس قدر مفید اور کار آمد ہو سکتا ہے، لہٰذا آپ بھی اسمیں اشتہار دیکر کیوں نہ فائدہ اُٹھائیں۔ ذیل میں نرخنامہ اشتہارات درج ہے۔ اسمیں کسی صاحب کے لئے کوئی رعایت یا تخفیف نہ ہوگی اس بارہ میں خط و کتابت نہ کی جائیگی۔ اُجرت ہمیشہ پیشگی بھیجنی چاہیئے۔ مخرب اخلاق قانون و تہذیب اشتہارات نہ چھاپے جائینگے۔ مضمون اور ڈزائن بنوانیکی اُجرت اسمیں شامل نہیں ہے تین ماہ سے زیادہ کیلئے اُجرت بذریعہ خط و کتابت طے کیجائے۔

| ایک صفحہ (۲ کالم) | | | نصف صفحہ (ایک کالم) | | | چوتھائی صفحہ (نصف کالم) | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ایکمرتبہ | دومرتبہ | تین مرتبہ | ایکمرتبہ | دومرتبہ | تین مرتبہ | ایکمرتبہ | دومرتبہ | تین مرتبہ |
| ۲۵ | ۴۰ | [illegible] | ۱۵ | ۲۴ | ۳۵؟ | ۹ | ۱۴ | [illegible] |

ضمیمہ کی اُجرت فی ہزار دس روپے بشرطیکہ ضمیمہ کی وجہ سے محصول میں زیادتی نہ ہو ورنہ فی ہزار پچیس روپے۔ ضمیمہ تعداد ڈاکخانہ کے مطابق ہونا چاہیئے۔

**منیجر رسالہ دین و دُنیا دہلی**

توحید کی امانت سینوں میں ہے ہمارے ، ممکن نہیں مٹانا نام و نشاں ہمارا

مرحوم اخبار

# توحید میرٹھ

## جو مصوّر فطرت حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب کی ایڈیٹری میں شائع ہوتا تھا

اور جسمیں حضرت خواجہ صاحب کے مستانہ اور البیلے مضامین کا بیش قیمت ذخیرہ موجود ہے۔ یہ وہی اخبار ہے جسکے ایک مضمون "کہو تکبیر" نے تمام ملک میں تہلکہ پیدا کر دیا تھا اور ایوان حکومت ایسا متزلزل ہوا کہ فوراً توحید کی وہ تمام و کمال کاپیاں جنمیں "کہو تکبیر" والا مضمون شائع ہوا تھا بحق گورنمنٹ ضبط کر لی گئیں مسجد کانپور کے انہدام کے متعلق اسکے پُرزور اور جوشیلے آرٹیکل مسلم قلوب کیلئے عجیب ہیجان آفرین ثابت ہوئے ہیں، اسی اخبار توحید کے چند فائل نہایت سعی و محنت سے ہمنے مہیا کئے ہیں ناظرین دین و دنیا میں جو صاحب اس نایاب دولت کو لینا چاہیں فوراً طلب فرمالیں کیونکہ پھر قیمت پر بھی ان فائلوں کا ملنا ممکن نہیں۔ قیمت صرف سے

منیجر رسالہ دین و دنیا دہلی سے منگائیے

# جن

حضرات کے پاس "دین و دنیا" کے گزشتہ فائل موجود نہیں اور وہ اس سلسلہ کو مکمل کرنا چاہتے ہوں تو دین و دنیا کی دوسری اور تیسری مکمل جلدیں پانچ پانچ روپے قیمت ادا کر کے مجلد صورت میں فوراً حاصل کر لیں ورنہ کچھ دنوں کے بعد بیس بیس روپے میں بھی نہ مل سکینگی کیونکہ جلدیں زیادہ تعداد میں نہیں ہیں بلکہ گنتی اور محض گنتی کی رہ گئی ہیں۔ (نوٹ) پہلی جلد ختم ہو گئی۔

منیجر رسالہ دین و دنیا۔ دہلی

# صرف ایک چیز

## اور اُسمیں دنیا بھر کے فائدے

اگر آپ چاہتے ہیں کہ اپنی ہر قسم کی مرادوں، ہر قسم کی تمناؤں، ہر قسم کی حسرتوں اور ہر قسم کے ارمانوں میں ہمیشہ کامیابی حاصل کریں، آپ مالی اور جانی نقصانات سے محفوظ و مامون ہیں، آپکی تجارت آپکی زراعت آپ کی صحت آپکی ملازمت ہمیشہ آپ کیلئے فائدہ مند، تمام آفات ارضی و سماوی سے حفاظت میں ہو۔ آپ کے حاکم آپ پر مہربان اور آپکے محکوم مطیع فرمان ہیں آپ کو دشمن دشمنی کو خیرباد کہکر دوستی کو اپنا شعار بنائیں اور آپ کے احباب موجودہ محبت و مروت کو اور چار چاند لگائیں، عسرت عشرت سے بدل جائے اور فکر بیفکری کا رنگ دکھائے، تو حضرت مولنا مولوی شاہ محمد عبد السمیع بیدل علیہ الرحمہ کی لاجواب کتاب فیضان قدسی در فضائل آیۃ الکرسی طلب فرما کر ملاحظہ فرمائیے اسمیں آیۃ الکرسی شریف کے ہزارہا نہایت معتبر و مستند فضائل و ہزارہا نہایت مجرب و زود اثر سہل الحصول عمل درج ہیں ہر معاملہ کو متعلق آیۃ الکرسی شریف کے استعمال کا طریقہ نہایت خوبی کے ساتھ بیان کیا گیا ہے مجموعہ کاغذ عمدہ لکھائی صاف چھپائی تیمت مجلد ایک روپیہ آٹھ آنے علاوہ محصولڈاک

منیجر نظامیہ دار الاشاعت دھلی

# فن سُراغرسانی

یہ کتاب فن سُراغرسانی کی سب سے پہلی جامع اور ضخیم کتاب ہے۔

یہ کتاب اسقدر معلومات پر مشتمل ہے کہ اُردو اور انگریزی میں ایسی کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔

یہ کتاب ہندوستان کی پولیس میں ایک نئی روح پھونک دے گی۔

یہ کتاب تمام جرائم اور جرائم پیشہ اشخاص کے سربستہ راز منکشف کر دیگی۔

یہ کتاب پولیس کو سچے رہنما کا کام دے گی۔

یہ کتاب پولیس کے دامن سے بدنامی کا داغ دھو کر نیکنام بنائے گی۔

یہ کتاب ایک کانسٹبل کو سپرنٹنڈنٹ کے عہدے پر پہنچائے گی۔

یہ کتاب سُراغرسانی کی انسائیکلوپیڈیا سمجھنی چاہیئے۔

یہ کتاب محکمہ خفیہ پولیس کے لئے مشعل راہ ہے۔

یہ کتاب وکلاء کی کامیابی کا راز ہے۔

یہ کتاب ججوں اور مجسٹریٹوں کیلئے معاملہ فہمی اور روشن دماغی کا واحد ذریعہ ہے۔

یہ کتاب ڈاکٹروں کیلئے نہایت مفید ہے کیونکہ اسے پڑھکر وہ ڈاکٹری متعلقہ عدالت و پولیس وغیرہ سے آگاہی حاصل کرسکتے ہیں۔

یہ کتاب پبلک کے لئے ایک بہترین ہمنائے زندگی ہے کیونکہ یہ انسان کو عاقبت اندیش دنیا کی مکاریوں اور عیاریوں سے باخبر اور ان سے محفوظ رہنے کیلئے تیار بناتی ہے۔

یہ کتاب فسانہ نگاروں کی روح ہے کیونکہ ہزارہا فسانے اور بیسیوں پلاٹ بنائے جاسکتے ہیں۔

یہ کتاب لوگوں کو فن سُراغرسانی کی طرف توجہ دلائے گی اور امید ہے کہ دوسرے ممالک کی طرح ہمارے ملک میں بھی سُراغرساں پیدا ہونگے۔

یہ کتاب پولیس میں سراغرسانی کا مذاق پیدا کریگی، اُسے فرض منصبی سے آگاہ کریگی ہر مشکل میں آسان راہ بتائیگی اور آخرکار ہر معاملہ میں کامیابی کی آخری منزل پر پہنچائے گی۔

یہ کتاب موجودہ سُراغرسانوں کے لئے ایک ماہر اُستاد کا کام دے گی اور انہیں سُراغرسانی کے ایسے طریقے بتائیگی جو آجتک انہیں معلوم نہ تھے۔

یہ کتاب عملی طور پر پڑھی جائیگی اور اسکی ہدایتوں پر کماحقہ عمل کیا جائیگا تو ایک طرف پولیس کی کامیابی لازمی اور دوسری طرف ارتکاب جرائم کی کمی یقینی ہے۔

یہ کتاب درحقیقت اسقدر مفید ہے کہ نہ صرف سی۔آئی۔ڈی کے ملازمین نہ صرف اہل پولیس نہ صرف حکام بلکہ ہر خواندہ شخص کے پاس اسکی ایک جلد ضرور رہنی چاہیئے

حجم تقریباً ۱۲۰۰ صفحے

قیمت:- فی جلد غیر مجلد [illegible] مجلد [illegible] علاوہ محصول ڈاک

المشتہر

منیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی

ماہ مئی سنہ ۱۹۲۴ء
ربنا آتنا فی الدنیا حسنة و فی الآخرة حسنة
رسالہ
ماہ رمضان سنہ ۱۳۴۲ھ
جلد ۴
نمبر ۲

# دین ودنیا

## حمد

(از جناب ذہین صاحب)

یارب ہے تجھی کو حمد شایاں، تو ہے صمد و رحیم و رحمٰن،
بخشا تو نے سمندر کو گوہر پتھر کو عقیق - کان کو زر
افلاک کو مہر و ماہ و انجم دریا کو تموج و تلاطم
آب ابر کو گل کو نکہت و رنگ، بلبل کو ترانۂ خوش آہنگ
طوطی کو نوا - ثمر شجر کو، گلشن کو صبا - صبا سحر کو
سوسن کو زباں دی، سرو کو قد یارب تری دین کی نہیں حد
دی فرحت زندگی نفس کو نے کو شکر، انگبیں مگس کو
انسان بناکے ہمکو یارب دیں تو نے جہاں کی نعمتیں سب
تجھ سا نہیں کوئی دینے والا، ہم سا نہیں کوئی لینے والا
دی ہم کو زباں، زباں کو گفتار کیوں شکر کریں ترا نہ ہر بار
یہ کیسی ہے بخشش و کرامت انسان کو اپنی دی امانت
جو بار نہ اُٹھ سکے کسی سے، وہ انسانِ ضعیف اُسے اُٹھالے؟
حکمت یہ تری نہیں تو کیا ہے قدرت یہ تری نہیں تو کیا ہے؟
ہے کس قدر اس سے مجھ کو الفت انسان کو سب پہ دی فضیلت
ہے جاہ میں یہ فلک سے بڑھکر ہے شان میں یہ ملک سے بڑھ کر
یہ سارے جہاں کا ہے مخدوم ہے سارا جہان اس کا محکوم
ہے فرق پہ افسر شرافت قبضہ میں خزانۂ بصیرت
تیرا ہی یہ فضل ہے خدایا انسان نے رتبہ یہ جو پایا
جب تیرا ہی ہے ہم پہ تیری رحمت ہم کیوں نہ کریں تری عبادت

## نعت

(از عبدالحق اختر گجراتی سفنانشل کمشنر آفس پنجاب)

مدت سے ہے یہ حسرتِ شیدائے محمدؐ یارب کہیں دکھلا رُخِ زیبائے محمدؐ
مدہوش ہوں ایسا کہ نہ ہستی کی خبر ہو ساقی وہ پلا دے مجھے صہبائے محمدؐ
عیسےٰ تو گئے چرخ چہارم سے نہ آگے ہے عرش معلےٰ گُرجائے محمدؐ
محشر میں سوا نیزے پہ خورشید جب آئیگا ہوں سایہ فگن گیسوئے رعنائے محمدؐ
شمشاد و صنوبر سے ہیں کیوں دل اسکی تشبیہ طوبےٰ سے ہے بالا قد بالائے محمدؐ
قیمت نہ رہی دہر میں کچھ لعل و گہر کی چمکا جو عرب میں دُرِ یکتائے محمدؐ
اُٹھونگا لحد سے نہ قیامت کو میں جبتک تُربت کو مری آکے نہ ٹھکرائے محمدؐ
ہے دل وُہی جس دل میں ہے یثرب کی محبت ہے سر وُہی سر جس میں ہو سودائے محمدؐ
چاہت نہ رہے گل کی تجھے بلبلِ شیدا دیکھے جو کبھی نرگسِ شہلائے محمدؐ
لولاک لما حق نے کہا شان میں جسکی، وہ نور سراپا ہے سراپائے محمدؐ
والفجر کا جلوہ رُخِ انور سے عیاں ہو واللیل ہے گر زلفِ چلیپائے محمدؐ
عاصی ترا مُنہ دیکھتے ہیں شافعِ محشر! کہتا ہے خدا بخشوں جو فرمائے محمدؐ
مداح ترا گور کی گرمی سے ہو حیراں کھڑکی چمنِ خلد کی کھُل جائے محمدؐ
جنّت ہے مقام اُن کا جو خُدّام نبی ہیں دوزخ میں جلیں گے جو ہیں اعدائے محمدؐ

پھر موت کی اختر مجھے کیونکر نہ خوشی ہو
مدفن ہو اگر زیرِ کفِ پائے محمدؐ

---

مظہر انوار حق و جلوہ نور خدا . باعث تخلیق دو عالم محمدؐ مصطفےٰ
رحم کن بر امت عاصی خدارا رحم کن انت عونی انت غوثی یا محمدؐ مصطفےٰ

# تفسیر قرآن مجید

(گزشتہ سے پیوستہ)

وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ كُلَّمَا رُزِقُوا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِزْقًا ۙ قَالُوا هَٰذَا الَّذِي رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ ۖ وَأُتُوا بِهِ مُتَشَابِهًا ۖ وَلَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُطَهَّرَةٌ ۖ وَهُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ٥

ترجمہ :۔ اور اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اس بات کی خوشخبری دیجئے کہ اُن کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں جب اُن کو وہاں کوئی پھل کھانے کو دیا جائیگا تو کہینگے کہ یہ تو وہی ہے جو ہم کو پہلے دیا گیا تھا۔ اور اُن کو ایک صورت شکل کی چیزیں دیجائینگی اور اُن کے لئے وہاں پاکیزہ بیویاں ہوں گی اور وہ وہاں ہمیشہ رہینگے۔

**تشریح الفاظ :۔** بشارۃ ۔ مژدہ ۔ خوشخبری ۔ وہ بات جسے سُنکر بشرے پر خوشی کا نور اور مسرت کی شگفتگی پیدا ہو جائے ۔ اعمال صالحہ ۔ نیک کام ۔ اچھے کام ۔ وہ اعمال جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے ۔ احکام شریعت جیسے نماز پڑھنا ۔ روزہ رکھنا ۔ زکوٰۃ دینا ۔ حج ادا کرنا ۔ مخلوق پر رحم کرنا ۔ وغیرہ وغیرہ ۔ جنت ۔ چھپانا ۔ چھپانے والی چیز ۔ وہ باغ جسکے درخت ایسے گنجان اور جن کی شاخیں ایک دوسرے سے اس قدر متصل اور پھولوں پھلوں سے ایسی لدی ہوئی ہیں کہ زمین کو ڈھانک لیں ۔ اصطلاح شرع میں وہ قصور و ایوان اور وہ باغ و گلزار جو مسلمانوں کو دوسری دنیا میں اُن کی ایمانداری اور نیکوکاری کے صلہ میں عطا ہونگے ۔ انہار ۔ نہر کی جمع ۔ ندی ۔ آب رواں ۔ متشابہ یکساں ۔ ایک سا ۔ ملتا جلتا ۔ مشابہت رکھنے والا ۔ ازواج (زوجہ یا زوج کی جمع) بیویاں مطہرۃ پاک کی ہوئی ۔ پاکیزہ ۔ اُن نجاستوں اور کثافتوں سے پاک جو دنیا کی عورتوں میں پائی جاتی ہیں ۔ مُشتھری ۔ خلد ۔ ہمیشہ رہنا ۔ غیر محدود اور لامتناہی زمانہ قیام ۔

**تفسیر :۔** آیات ماسبق میں معبود حقیقی کی سطوت و قدرت اور احسان و شفقت بیان کر کے اُسکی پرستش کا حکم دیا گیا ۔ پھر سرور عالم کی رسالت اور قرآن پاک کا اعجاز ثابت کر کے منکرین کو عذاب جہنم سے ڈرایا گیا اور اس تخویف و ترہیب کے ساتھ ہی آیات کریمہ میں اُن لوگوں کو راحت جاودانی اور دائمی شادمانی کی نوید سے سرفراز کیا گیا جو ایمان و اعمال صالحہ کی دولتوں سے مالامال ہیں چنانچہ اپنے حبیب پاک کی طرف مخاطب ہو کر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ اُن لوگوں کو جو ایمان لا سکے یعنی جنھوں نے شرک و کفر کی تاریکیوں سے نکل کر ایمان و یقین کی نورانی فضاؤں میں قدم رکھا جو اعمال صالحہ سے جو لازمۂ ایمان ہیں اپنی زندگی کو سنوارا ہے ۔ خدا و رسول کے احکام کی پابندی کی ہو اور صوم و صلوٰۃ حج و زکوٰۃ وغیرہ نیک کاموں کو اختیار کیا ہو یہ خبر جانفزا سُنا دیجئے کہ اُنکی یہ مخلصانہ محنتیں اور عبادتیں رائگاں نہیں جائینگی ۔ خدائے برتر اُنھیں اِن نیکیوں کا شاندار معاوضہ عطا کریگا ۔ یہ شاندار معاوضہ کیا ہوگا ؟ دلکشا باغ ہونگے جن میں بہتر سے بہتر نعمتیں اور ہر طرح کا سامان عیش و طرب موجود ہو ۔ باغوں کے نیچے نہریں بہتی ہوں ۔ خوبصورت پاکیزہ رو ۔ پاکیزہ خو بیویاں اہل جنت کی تفریح و دلبستگی کو ہر وقت حاضر رہینگی ۔ ان نیکوکار مسلمانوں کو جنت میں جو پھل اور میوے دئے جائینگے وہ شکل میں ایک دوسرے سے مشابہ ہونگے ۔ انسان کی فطرت ہے کہ کسی نئی چیز کو استعمال کرتے ہوئے وہ جھجکتا ہے لیکن جن چیزوں کو استعمال کر چکا ہے اُن کے استعمال پر بے تکلف آمادہ ہو جاتا ہے اس لئے اہل جنت ۔ ان پھلوں کو دیکھیں گے تو کہینگے کہ یہ تو وہی ہیں جنکو ہم پہلے کھا چکے ہیں لیکن جب وہ اُنکو کھانا شروع کرینگے تو نوع بنوع [illegible] ہوگا کیونکہ وہ میوے اور پھل اگرچہ صورت میں یکساں اور مشابہ ہونگے لیکن ذائقہ میں مختلف ہونگے ۔ حقیقت یہ ہے جنت اور اُس کے سامان راحت کے متعلق انسانی عقل کوئی قیاس نہیں قائم کر سکتی ۔ وہ دوسرا عالم ہوگا دوسری حالتیں ہونگی اور خدا مسلمانوں کو ایسی نعمتوں سے شاد کام کریگا جن سے نہ آنکھ آشنا ہے نہ کان شنا ہیں اور نہ کبھی دلوں میں اُن کا خیال گزر سکا ہے آیات کریمہ کے آخر میں یہ بھی فرما دیا ہے کہ اہل جنت جنت میں ہمیشہ رہینگے کیونکہ جب انسان کو نعمتیں حاصل ہوتی ہیں تو زوال نعمت کا اندیشہ اُن نعمتوں کی خوشی کم کر دیتا ہے پس زوال نعمت اور فنا کے تمام اندیشے بھی یہ کہکر رفع کر دئے کہ مسلمان جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہینگے ۔

اس آیت کریمہ کے متعلق کہ اہل جنت کو جب پھل کھانے کے لئے دئے جائینگے تو وہ کہینگے کہ ہم ان پھلوں کو پہلے ہی کھا چکے بعض مفسرین کی رائے ہے کہ "پہلے" سے دنیا مراد ہے یعنی دنیا میں اُن پھلوں کو کھا چکے ہیں لیکن اس تفسیر پر یہ خیال واقع ہوتا ہے کہ جنت میں بہت سے بندگان خدا ایسے ہونگے جنھوں نے کبھی دنیا کے پھلوں کی طرف توجہ نہیں کی اور ہمیشہ دنیا کی لذتوں سے مجتنب رہے پس اُن کے متعلق یہ کہنا درست نہیں کہ وہ جنت کے پھلوں کو دیکھ کر کہینگے کہ یہ وہی پھل ہیں جنھیں ہم دنیا میں کھا چکے ہیں ۔ پس آیت کریمہ سے اگر یہی مراد لی جائے تو کسی قدر معنوی توجیہ سے مطلب واضح اور درست ہو جائیگا ۔ یعنی وہ پھل اور میوے چونکہ درحقیقت دنیاوی عبادات و ریاضات کے ثمرہ ہونگے اس لئے اہل جنت روشنی ضمیر اور صفائی دل کی بنا پر اُنھیں دیکھ کر پہچان لینگے کہ کونسا پھل کس نیکی کا ثمرہ ہے گویا دنیا کی نیکیاں پھلوں کی صورت میں مجسم ہو کر اُن کے روبرو آئینگی اور وہ پکار اٹھینگے کہ یہ وہی چیزیں ہیں جن سے دنیا میں ہم کو سابقہ پڑ چکا ہے اور چونکہ اُنھیں اپنی نیکی اور عبادت سے دنیا میں لذت حاصل ہوتی تھی اس لئے جنت میں وہی لذت سے کامیاب ہونگے ۔ ارباب معرفت کے نزدیک جنت سے قرب الٰہی کا باغ مراد ہے جسکے درخت ایمان و اعمال صالحہ کے توکل یقین ۔ زہد ۔ پرہیزگاری ۔ نیکوکاری ۔ صدق خلوص ۔ اخلاص ۔ عبادت ۔ [illegible]

# شرح مثنوی مولانا روم

(گذشتہ سے پیوستہ)

**گفتمش از عریاں شود او در جہاں — نے تو مانی نے کنارت نے میاں**

ترجمہ:- میں نے کہا کہ اگر وہ دنیا میں بے پردہ ہو جائے تو پھر نہ تو رہیگا نہ آغوش کمر
لغات:- عریاں۔ برہنہ۔ بے حجاب۔ بے پردہ کنار۔ آغوش۔ میاں۔ کمر۔ کنار و کمر سے مراد جسم فانی۔

مطلب:- مولانا نے روح سے فرمایا کہ تیرا یہ اصرار کہ میں راز وحدت بے پردہ کہوں بیکار ہے کیونکہ راز وحدت آشکار ہو جائے جسکے یہ معنی ہیں کہ انوار قدس کی وہ تجلیات جن کے ایک پرتو نے طور میں آگ لگا دی تھی عکس فگن ہو تو ان کے سامنے دنیا کی کوئی چیز قائم نہیں رہ سکتی اور یہ ایک (ثبات تمام عالم اور ماسوی العالم کی نفی کا باعث ہو جائے نہ آغوش رہتے نہ صاحب آغوش رہے۔ ہلوت کل شئی ھالک الا وجہہ (ذات خدا کے سوا سب کچھ فانی ہے) کا سماں نظر آجائے پس بہتر ہے کہ اس بات کی آرزو نہ کی جائے جو امکان سے باہر ہے

**آرزو می خواہ لیک اندازہ خواہ — بر نتابد کوہ را یک برگ کاہ**

ترجمہ:- آرزو کرو لیکن ایک اندازہ کے ساتھ۔ کیونکہ ایک تنکا پہاڑ کو نہیں اٹھا سکتا۔
مطلب:- آدمی کو چاہیئے کہ اپنے حوصلہ اور ہمت کے مطابق کسی شے کا طالب ہو اگر کوئی شخص دامن کی گنجائش سے زیادہ پھولوں کا طالب ہو گا تو دامن کی سلامتی دشوار ہے۔
ع دیتے ہیں بادہ ظرف قدح خوار دیکھ کر پس راز وحدت کا آشکار ہونا انسانی طاقت سے باہر ہے

**آفتابے کز وے ایں عالم فروخت — اندکے گر پیش آید جملہ سوخت**

ترجمہ:- وہ آفتاب جس سے یہ عالم روشن ہے اگر ذرا بھی رونما ہو تو سب کچھ جل کر خاک ہو جائے
لغات:- اندکے۔ تھوڑا۔ کسی قدر۔ ذرا سا۔
مطلب:- یہ شعر اشعار سابق کی تائید میں ہے وہ آفتاب جس سے یہ عالم نورانی ہے یعنی ذات باری تعالیٰ اگر عالم اجسام پر پرتو فگن ہو تو ہر چیز جل کر خاک سیاہ ہو جائے کیونکہ یہ اجسام کثیف اسکے انوار جلال کی تاب نہیں لا سکتے۔

**تا نگردد خون دل جان جہاں — لب بدوز و دیدہ بر بند ایں زماں**

ترجمہ:- ہونٹ سی لو۔ آنکھ بند کر لو۔ ایسا نہ ہو کہ دنیا فنا ہو جائے۔
مطلب:- یہ شعر پہلے شعر سے مربوط ہے۔ یعنی یہ خواہش نہ کر کہ راز وحدت آشکار ہو اس کا نتیجہ دنیا کی بربادی ہے جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا۔ اس شعر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے اس واقعہ کی طرف خفیف اشارہ ہے جو قرآن پاک میں بنی اسرائیل کو مخاطب کر کے ارشاد کیا گیا ہے کہ واذ قلتم یموسیٰ لن نؤمن لک حتی نری اللہ جھرۃ فاخذتکم الصعقۃ (اور جب تم نے کہا کہ اے موسیٰ ہم اس وقت تک ایمان نہیں لائینگے جب تک خدا کو کھلم کھلا نہ دیکھ لینگے (اس گستاخی کا نتیجہ یہ ہوا کہ تم کو بجلی نے آلیا) مطلب یہ ہے کہ اپنے ظرف اور حوصلہ سے بڑھکر سوال کرنا گستاخی اور غضب الٰہی کا باعث ہے

**بیش ازیں آشوب و خونریزی مجو — بیش ازیں از شمس تبریزی مگو**

ترجمہ:- اس سے زیادہ خونریزی و فساد کی جستجو نہ کرو اور اس سے زیادہ شمس الدین تبریزی کا ذکر نہ کرو
لغات:- آشوب۔ فتنہ۔ فساد۔ پریشاں حالی۔
مطلب:- مولانا مسلسل تقریر فرما رہے ہیں اور روح سے کہتے ہیں کہ بس ضمنی طور پر جو بیانات آ جائیں ان پر اکتفا کر اور اس سے فتنہ و خون ریزی کے درپے نہ ہو کیونکہ تو چاہتی ہے کہ راز وحدت آشکار ہو اور اسکا نتیجہ عالم کی بربادی ہے پس اس خیال سے باز آ۔ اسی طرح حضرت شمس الدین کا بیان ختم ہو ایسا نہ ہو کہ مجھے جوش آ جائے اور مستی و کیفیت کے عالم میں ایسی باتیں کہہ جاؤں جو نظام عالم کی برہمی کا باعث ہوں۔

**ایں ندارد آخر از آغاز گو — رو تمام ایں حکایت باز گو**

ترجمہ:- اس مضمون کی تو انتہا نہیں ابتدا کی بات کرو۔ اور چلو اس حکایت کو ختم کرو۔
مطلب:- اسرار وحدت کی کچھ انتہا نہیں اس لئے ان کو تو یہیں چھوڑنا چاہئیے اور جو حکایت شاہ و کنیزک کی بیان ہو رہی ہے اُسے ختم کرنا چاہیئے۔

طبیب غیبی کنیزک کے پاس پہنچکر خلوت کا حکم دیتا ہے

**چوں حکیم از ایں حدیث آگاہ شد — و ز درون ہمداستان شاہ شد**

ترجمہ:- جب حکیم اس قصے سے واقف ہو گیا اور اُسے بادشاہ سے گفتگو کا موقع ملا۔

**گفت اے شہ خلوتی کن خانہ را — دور کن ہم خویش و ہم بیگانہ را**

ترجمہ:- اس نے کہا کہ اے بادشاہ مکان میں خلوت کا انتظام کر۔ اپنے پرائے کو ہٹا دے

**کس ندارد گوش در دہلیز ہا — تا بپرسم زیں کنیزک چیز ہا**

ترجمہ:- کوئی شخص دہلیز کے پاس رہ کر کان نہ لگائے تاکہ میں کنیزک سے کچھ باتیں پوچھوں
لغات:- حدیث۔ بات۔ قصہ۔ ہمداستاں۔ ہمکلام۔ خلوتی۔ خلوت والا۔ تنہا۔
مطلب:- جب طبیب غیبی نے بادشاہ سے گفتگو کی اور اپنے نور ضمیر سے حالات معلوم کر لئے تو بادشاہ سے کہا کہ آپ اس مکان میں خلوت کا انتظام کیجیے۔ اپنے پرائے کو ہٹا دیجیے۔ کوئی شخص قریب نہ رہنے پائے حتی کہ دروازوں کی آڑ میں چھپکر بھی کوئی شخص گفتگو نہ سننے۔ اڈیٹر

# شرح دیوان حافظ

(گزشتہ سے پیوستہ)

## غزل

تا جمالِ عاشقاں را زد بوصلِ خود صلا — جان و دل افتادہ اند از زلف و خالت در بلا

ترجمہ:۔ جب سے تیرے جمال نے عاشقوں کو اپنے وصل کی دعوت دی ہے اُسوقت سے تیری زلف اور تیرے تل کی بدولت جان و دل بلا میں مبتلا ہو گئے ہیں۔

لغات:۔ صلا۔ اذنِ عام۔ صدا۔ دعوت عام۔

مطلب:۔ ظاہری مطلب تو یہ ہے کہ عاشق نے جب سے محبوب کے حسن وجمال کا نظارہ کیا ہے اُس کا دل بیتاب و اُس کی روح بیقرار ہو رہی ہے۔ معنوی مطلب ہے کہ جب سے جمال قدس نے عشاق کو ازل میں اپنی تجلیات کا موقع دیا ہے اُسوقت سے آج تک ہر شخص کا دل زلف وخال یعنی حسن وجمال کی رعنائی و دلربائی کی یاد میں بے تاب ہے۔ روح پھر اُسی پُرکیف نظارہ کی مستی ڈھونڈتی ہے اور دل پھر اُسی نشاط و سرور کا طالب ہے۔ اور عالم جستجو و طلب میں بیتابی و اضطراب نے مبتلائے مصائب کر رکھا ہے ؎

پھر اُسی ادا سے ہو جلوہ گر پھر اُسی نگاہ سے مست کر
کہ دلوں میں اب وہ سرور ہے نہ سروں میں اب وہ خمار ہے
(وحشی)

آنچہ جانِ عاشقاں از دستِ ہجرت می کشد — کس ندیدہ در جہاں جز کشتگانِ کربلا

ترجمہ:۔ تیری جدائی کے ہاتھ سے عاشقوں کی جان پر جو کچھ گذر رہی ہے۔ اُس کا علم کشتگانِ کربلا کے سوا کسی کو نہیں۔

لغات:۔ کربلا۔ کرب و بلا کا مخفف۔ وہ مقام جہاں سبط رسول رضی اللہ سید الشہداء حضرت امام حسینؓ اور اُن کے رفقاءؓ نے شہادت پائی۔

مطلب:۔ شہیدانِ کربلا نے جو صدمے اُٹھائے اور جن مصائب کا سامنا کیا اُسکی مثال نہیں ملتی۔ اس سے بڑھ کر حق پرستی اور صداقت کا کوئی نمونہ پیش نہیں کیا جا سکتا۔ پس عاشق اپنی انتہائی مصیبت ذہن نشین کرنے کے لئے واقعات کربلا کی طرف اشارہ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ فراق سے میری روح پر جو صدمے گذر رہے ہیں اُن کا کچھ اندازہ ہو سکتا ہے تو واقعات کربلا سے ہو سکتا ہے

ترک ما گر میکند رندی و مستی جانِ من — ترکِ مستوری و زہدت کرد باید اوّلا

ترجمہ:۔ اگر ہمارے محبوب نے رندی و مستی اختیار کی ہے تو اے دل تجھے سب سے پہلے زہد و پارسائی کا خاتمہ کر دینا چاہیے۔

لغات:۔ مستوری۔ پارسائی۔ لذات دنیوی سے اجتناب۔ پرہیزگاری

مطلب:۔ شانِ محبت یہ ہے کہ محبت کرنے والا محبوب کے رنگ میں رنگ جائے۔ جن باتوں کو محبوب پسند کرے اُن ہی باتوں کو وہ پسند کرے۔ اور جو باتیں محبوب کی نگاہ میں ناگوار ہوں وہی باتیں اُس کی ناپسند ہوں۔ پس اگر محبوب نے رندی و مستی اختیار کی ہے تو ہمارا فرض ہے کہ ہم فوراً زہد و پرہیزگاری کو خیرباد کہیں اور خود بھی رندی و مستی اختیار کر لیں۔ شعر کا مضمون تقریباً "بمی سجادہ رنگیں کن گرت پیرِ مغاں گوید" کے مطابق ہے۔

بزمِ عیش و موسمِ شادی و ہنگامِ طرب — پنج روزِ ایامِ عشرت را غنیمت دار دلا

ترجمہ:۔ عیش کی محفل خوشی کا زمانہ اور مسرت وشادمانی کے وقت یعنی زمانۂ عشرت کے پانچ دنوں کو اے دل غنیمت سمجھ۔

لغات:۔ موسم۔ زمانہ۔ عہد۔ ہنگام۔ وقت۔

مطلب:۔ دنیا فانی ہے۔ عمر سریع الزوال ہے۔ وقت جلد گذر جانے والا ہے پس ان پانچ دنوں یعنی تھوڑے عرصہ کو غنیمت سمجھنا چاہیے اور اس محدود اور جلد ختم ہو جانے والی مدت میں اچھے کاموں کا جو موقع مل جائے اُس سے خوش ہو جانا چاہیے۔ یہ ظاہر ہے کہ جو شخص دنیا کے زوال و فنا سے عبرت پذیر ہوگا وہ کن کاموں کو اچھا سمجھیگا اور اُس کی نظر میں عیش و عشرت کا مفہوم کیا ہوگا۔

حافظا گر پای بوسِ شاہ دستت می دہد — یافتی در ہر دو عالم زینت عز و علا

ترجمہ:۔ اے حافظ اگر تجھے بادشاہ کی قدم بوسی میسر ہو تو دونوں عالم میں عزت و سرفرازی بھی حاصل ہے۔

لغات:۔ زینت۔ خوبی۔ رونق۔ آراستگی۔ عز۔ عزت۔ غلبہ۔ وقعت۔ علا۔ بلندی۔ بزرگی۔ رتبہ

مطلب:۔ بادشاہ سے اس جگہ ممدوح یا محبوب مراد ہے لیکن چونکہ "ہر دو عالم" کا جملہ استعمال ہوا ہے اس سے پایا جاتا ہے کہ کوئی روحانی محبوب مراد ہے۔ پس فرماتے ہیں کہ اگر اس محبوب کے پاؤں چومنے کا شرف حاصل ہو گیا تو دین و دنیا دونوں میں عزت و آبرو نصیب ہوگی۔

## غزل

می دمد صبح و کلہ بستہ سحاب — الصبوح الصبوح یا اصحاب

ترجمہ:۔ صبح پھوٹ رہی ہے ابر خیمہ زن ہے دوستو، صبح کی شراب کا دور چلے۔

لغات:۔ کلہ۔ باریک جالی کا پردہ۔ خیمہ۔ سائبان۔ سحاب۔ ابر۔ بادل۔ صبوح۔ صبح کی شراب

اصحاب (جمع صاحب) ساتھی۔ ہمراہی۔ رفیق۔ دوست۔

مطلب:۔ صبح پھوٹ رہی ہے موسم خوشگوار و لطیف ہے۔ آسمان پر ابر اس انداز سے چھایا

# شرح گلستاں

(گزشتہ سے پیوستہ)

## الشاة نظیفة والفیل جیفة

ترجمہ :۔ بکری پاک ہے اور ہاتھی ناپاک ہے۔

لغات :۔ شاة ۔ بکری ۔ نظیفة (نظافت سے) پاک ۔ جیفة ۔ ناپاک

مطلب :۔ شاہزادہ نے اپنے قول کی تائید میں یہ مثال پیش کی کہ دیکھئے ہاتھی بہت بڑا جانور ہے لیکن اُس کے مقابلہ میں بکری بہت چھوٹی ہے لیکن اسکے باوجود ہاتھی ناپاک ہے اور بکری پاک ہے اس سے ظاہر ہے کہ قد و قامت میں بڑا ہونا بزرگی اور فضیلت کا باعث نہیں۔

### شعر

اقل جبال الارض طور وانہ لاعظم عند اللہ قدرا و منزلا

ترجمہ :۔ طور دنیا کا سب سے چھوٹا پہاڑ ہے لیکن خدا کے نزدیک قدر و منزلت میں سب سے بڑا ہے۔

لغات :۔ اقل (قلت سے) سب سے چھوٹا ۔ جبال (جمع جبل) پہاڑ ۔ طور ۔ ایک مشہور پہاڑ کا نام ہے۔ جہاں پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے جمال الٰہی کی تجلیاں عکس فگن ہوئی تھیں اور جہاں آپ ذاتِ سرمدی سے ہمکلام ہوتے تھے ۔ اعظم (عظمت سے) بہت بڑا ۔ قدر ۔ عزت وقار ، اندازہ ۔ منزل ۔ جائے نزول ۔ درجہ ۔ رتبہ

مطلب :۔ شہزادہ نے اپنے دعویٰ کو مضبوط بنانے کے لئے یہ شعر پڑھا ۔ یعنی غور فرمایئے کہ طور ایک چھوٹا سا پہاڑ ہے ۔ دنیا میں اس سے بہت اونچے اونچے اور بڑے بڑے پہاڑ موجود ہیں لیکن خدا کی جناب میں اسکی قدر و منزلت ان بڑے پہاڑوں سے زیادہ ہے ۔ اس سے نتیجہ نکلتا ہے کہ جسامت اور ضخامت پر قدر و قیمت موقوف نہیں۔

### قطعہ

آں شنیدی کہ لاغرِ دانا گفت بارے بابلہے فربہ

ترجمہ :۔ تم نے سنا ایک دفعہ ایک دبلے پتلے عقلمند نے موٹے تازے بیوقوف سے کہا

اسپ تازی اگر ضعیف بود ہمچناں از طویلۂ خر بہ

ترجمہ :۔ عربی گھوڑا کمزور کیوں نہ ہو لیکن پھر بھی وہ طویلہ بھر گدھوں سے بہتر ہے۔

لغات :۔ تازی ۔ عربی ۔ ضعیف ۔ کمزور ۔ ناتوان ۔ طویلہ ۔ وہ رسی جو جانوروں کے پاؤں میں باندھ دیتے ہیں ۔ اگاڑی پچھاڑی ۔ اصطبل ۔ وہ جگہ جہاں گدھے رکھے جائیں ۔ بہت سے گدھے

مطلب :۔ یہ قطعہ بھی شہزادہ نے اپنے کلام کی تائید میں پڑھا اور بتایا کہ دیکھئے اگر ایک طرف عربی نسل کا ایک کمزور گھوڑا ہو اور دوسری طرف بہت سے گدھے ہوں تو ضرورت کے وقت جو کام گھوڑے سے نکلے گا وہ گدھوں سے ناممکن ہے

پدر بخندید و ارکانِ دولت بپسندیدند و برادران بجاں برنجیدند۔

ترجمہ :۔ بادشاہ ہنسا اور ارکانِ دولت نے (شہزادہ کی باتیں) پسند کیں لیکن بھائیوں کو دل سے ناگوار گزریں۔

لغات :۔ ارکان (جمع رکن) ستون ۔ وہ چیز جس پر چھت قائم ہو ۔ ارکان دولت ۔ وزیر ، امیر ، ملازمان شاہی

مطلب :۔ شاہزادہ کی گفتگو سن کر بادشاہ اس کی دانائی اور عقلمندی سے خوش ہو کر ہنسا اور اُسکے درباریوں کو بھی یہ باتیں پسند آئیں لیکن بھائیوں کو بہت ناگوار گزریں ، وہ رنجیدہ ہوئے

### رباعی

تا مرد سخن نگفتہ باشد عیب و ہنرش نہفتہ باشد
ہر بیشہ گماں مبر کہ خالیست شاید کہ پلنگ خفتہ باشد

ترجمہ :۔ جبتک آدمی بات چیت نہ کرے اُس کا عیب و ہنر چھپا رہتا ہے ۔ ہر جنگل کے متعلق یہ گمان نہ کرو کہ وہ خالی ہے ۔ ممکن ہے کہ چیتا سو رہا ہو۔

لغات :۔ بیشہ ۔ جنگل ۔ پلنگ ۔ چیتا ۔ مشہور جانور جسکی کھال نقطہ دار ہوتی ہے

مطلب :۔ یہ رباعی حضرت شیخ سعدی واقعاتِ گذشتہ کے نتیجہ کے طور پر ارشاد فرماتے ہیں یعنی بادشاہ نے شہزادہ کو حقیر سمجھا لیکن گفتگو کے بعد اُسے اُس کی دانائی تسلیم کرنی پڑی ۔ اسی طرح وہ لوگ غلطی کرتے ہیں جو آزمائش سے پہلے کسی شخص کے متعلق اچھی یا بُری رائے قائم کر لیتے ہیں کیونکہ جب تک آدمی بات چیت نہ کرے اسوقت اُسکا عیب و ہنر مخفی رہتا ہے بعض اوقات قبل از وقت رائے قائم کر لینے سے نقصان پہنچتا ہے اسلئے بطور تنبیہ ایک مثال بھی دیتے ہیں کہ ہر جنگل کے متعلق یہ خیال کر لینا کہ وہ خالی ہے غلطی ہے ۔ ممکن ہے کہ چیتا پڑا سو رہا ہو اور سونے کی وجہ سے جنگل خالی معلوم ہوتا ہو۔

شنیدم کہ ملک را در آں قرب دشمنے صعب روئے نمود ۔ چوں لشکر از ہر دو طرف روئے در ہم آوردند و قصد مبارزت کردند اوّل کسے کہ بمیدان در آمد آں پسر بود و گفت

ترجمہ :۔ میں نے سنا کہ اسی زمانہ میں بادشاہ پر ایک زبردست دشمن نے چڑھائی کی ۔ جب دونوں طرف سے مقابل ہوئے اور باہم حملہ کا ارادہ کیا تو سب سے پہلے جو شخص میدان میں در آیا وہ یہی شہزادہ تھا ۔ اس نے کہا

لغات :۔ قرب ۔ نزدیکی ۔ جہات بیان کی گئی اُس کے متصل ہی ۔ اسی اثنا میں ۔ انہی دنوں میں ۔ صعب ۔ سخت ۔ قوی ۔ زبردست ۔ مبارزت ۔ میدان جنگ میں آ کر نا ۔ مقابلہ کرنا

(۱) وہ تو سب سے پہلے ہی پستہ قامت شہزادہ جسے بادشاہ نے حقیر سمجھا تھا آگے بڑھکر دشمن سے مقابل ہوا اور کہنے لگا ۔ (اڈیٹر)

# وارداتِ قلب

اے نوبہارِ ازل کیا تیرے جلوے صرف پاکبازوں کے لئے ہیں؟ ایک گناہگار دل میں بھی آ اور دیکھ کہ تاریکیوں میں تیری تجلیاں کیسی بھلی معلوم ہوتی ہیں۔ اے جمالِ قدس کیا تیری رعنائیاں زاہدانِ خشک کے لئے مخصوص ہیں؟ رندانِ تردامن کو بھی مست و بیخود بنا۔ کیا تیری محبت صحرانشینوں اور تارکانِ دنیا کے دائرہ میں محدود ہے؟ تھوڑی دیر کے لئے اُن زندانیوں پر بھی پرتوفگن ہو جن کو علائق نے پابہ زنجیر کر رکھا ہے اور جن کو دنیا کی دلفریبیوں نے گم کردہ راہ بنا دیا ہے۔ بیشک تو صبح کا خالق ہے لیکن شام کا خدا بھی تو ہی ہے۔ الاریب تو پھولوں کا پیدا کرنے والا ہے لیکن کانٹے بھی تیری خدائی سے باہر نہیں۔ پس او جبینِ سحر کی روشنی، شام کو بھی اپنے جلوے سے معمور کر۔ اور او پھول کے رخساروں کی تازگی، کانٹوں کی سوکھی زبان کو بھی سیراب کر۔ توفیق کو حکم دے کہ وہ عرش سے اتر کر گم کردگانِ منزل کو راہ دکھائے۔ مشیت کو اشارہ کر کہ وہ دل کے سیاہ خانوں میں عرفان کے چراغ جلائے۔ قضا و قدر کو اجازت دے کہ وہ سرگشتگانِ طلب کی دستگیری ہو۔ جبر و اختیار کی کشمکش مٹا دے۔ حالات کو موافق کر دے اور زمانہ کو مساعد بنا دے۔ آنکھیں نابینا ہیں۔ ان کو عرفان کی بینائی دے۔ دل مردہ ہے اس کو احساس کی زندگی عطا کر۔ ایک بار بحرِ غفلت کے تہ نشینوں کو اُچھال دے اور ایک دفعہ قعرِ پستی سے اُفتادوں کو نکال دے

---

مایوسی کفر ہے۔ موت سے پہلے دنیا امیدوں سے لبریز ہے۔ کوشش سے پہلے مایوس نہ ہو۔ دنیا کی زنجیریں اگر ایک ہی دفعہ نہیں ٹوٹ سکتیں تو رفتہ رفتہ انھیں نرم کرو۔ اگر فریب خوردہ دل پہلی بار ہی تمہارا کہنا نہیں مانتا تو تم خاموش نہ ہو۔ سمجھائے جاؤ۔ پیہم کوشش اپنی کشتی ناکامی کے سمندر سے پار کر لیتی ہے۔ مسلسل عمل پتھر میں نقش کر دیتا ہے ایک دن دل تمہارا کہنا مانے گا۔ ایک دن کوشش تمہیں منزل پر پہنچا دیگی۔ دنیا کی تمام لذتیں یکساں نہیں چھوٹتیں تو ایک ایک کر کے چھوڑو۔ ہمیشہ کیلئے نہیں چھوٹتیں تو چند دن کیلئے چھوڑو۔ ایک ہی وقت میں نہیں چھوٹتیں تو مختلف اوقات میں چھوڑو۔ تو عہد کرو کہ میں آج ۲۴ گھنٹہ تک جھوٹ نہیں بولوں گا۔ میں دو ماہ تک گانا نہیں سنونگا میں سال بھر کسی نامحرم کی طرف دانستہ نگاہ نہیں اُٹھاؤں گا۔ میں ہر مہینے کی پہلی رات عبادتِ الٰہی میں صرف کروں گا۔ میں ہر جمعہ کو روزہ رکھوں گا۔ میں ایک ماہ تک یہ خیال رکھوں گا کہ کن کن چیزوں کے لئے دل بے قرار ہوتا ہے اور اُن کی خریداری پر مجبور کرتا ہے۔ میں دل کے برخلاف ان چیزوں کو نہیں خرید کروں گا لیکن اُن کی قیمت جمع کرتا جاؤں گا یہ رقم میں کسی نیک کام میں خرچ کروں گا۔" آنکھیں ہوں تو ایسی ہزاروں باتیں ہیں۔ دل ہو تو ایسے لاکھ عہد ہیں۔ جب دل یہ عہد پورے کرنے لگے تو میعاد کو وسعت دو اور رفتہ رفتہ اُس نفس کشی کی عادت ڈالو جس کے بغیر نہ دنیا کی اصلاح ہو سکتی ہے اور نہ دین کی فلاح ممکن ہے

---

دنیا کی ہر شے حالات کے ماتحت قیمت رکھتی ہے۔ جب تک حالات نہ پیدا ہوں اُس وقت وہ چیز بیکار ہے۔ دیکھو تاش اور گنجفے کے پتے کس قدر حقیر اور کم قیمت بلکہ بے قیمت چیز ہیں لیکن جب بازی لگ رہی ہو جب دو کھیلنے والے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی فکر میں ہوں تو تھوڑی دیر کے لئے یہ پتے کیسے قیمتی بن جاتے ہیں۔ بعض اوقات تو ایسے قیمتی جیسے جان۔ آواز آ رہی ہے "ٹھنڈی برف پیسے کی پاؤ بھر"۔ ایک پیاسا یہ آواز سنکر تڑپ جاتا ہے اور رباب کی صداؤں سے بڑھ کر یہ آواز اُسے خوشگوار معلوم ہوتی ہے لیکن وہ شخص جسے پیاس نہیں اس کی طرف متوجہ بھی نہیں ہوتا۔ کالر اور ٹائی کا سوداگر جب علیگڈھ کا رُخ کرتا ہے تو ہر طرف سے نگاہیں اسے خیر مقدم کہتی ہیں لیکن جب وہ دیوبند میں پہنچتا ہے تو کوئی نظر اٹھا کر نہیں دیکھتا۔ ایک تندرست آدمی ڈاکٹر بوس اور ڈاکٹر سین سے اتنی دلچسپی بھی نہیں رکھتا جتنی باغِ حیواناتِ کلکتہ کے جانوروں سے پیدا ہونی چاہئے لیکن طبیبِ اور دنیا کے بیمار انھیں آنکھوں پر بٹھاتے ہیں۔ جس شخص کا معدہ صحیح ہے وہ نمک سلیمانی کو ایک لفظ بے معنی سمجھتا ہے۔ لیکن جو شخص پیٹ کے درد سے تڑپ رہا ہے وہ اسے آبِ حیات کی بدلی ہوئی صورت خیال کرتا ہے جب ہر چیز حالات کے ماتحت قیمت رکھتی ہے تو کیوں نہ دل کو ہر وقت ایسے حالات پیدا کرنے کی طرف مائل رکھو کہ دنیا کی کوئی چیز تمہارے لئے قیمتی نہ رہے اور پھر تم اطمینان کے ساتھ سبکبار ہو کر اُس منزل کی طرف بڑھ سکو جس میں پہنچنے والوں کو مسرتِ سرمدی تقسیم ہوتی ہے۔

---

چین جس کے لئے دنیا بے چین ہے۔ جس کی تلاش میں کوہ و صحرا کی

خاک چھانی جا رہی ہے۔ جس کے لئے سمندر کی موجوں کا خوف دل سے بھلا دیا گیا ہے وہ آراستہ محلوں میں نہیں ہے۔ وہ دل کشا باغوں میں نہیں ہے۔ وہ قیمتی پوشاکوں میں نہیں ہے۔ آہ وہ نوٹوں کی گڈیوں اور روپوں کی تھیلیوں میں نہیں ہے۔ وہ لذیذ کھانوں اور مٹھائیوں میں نہیں ہے وہ پھولوں کی سیجوں اور عطر سے بسی ہوئی مسہریوں میں نہیں ہے۔ وہ حسن و جمال کے پیکروں میں نہیں ہے۔ وہ اولاد کے شیریں ثمریں پھلوں میں نہیں ہے۔ دیکھو آراستہ محلوں سے ماتم کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں دلکش باغوں کی بہار ایک شخص کو افسردہ کر رہی ہے۔ قیمتی پوشاک میں بھی دل پژمردہ ہے۔ نوٹوں کی گڈیاں اور روپوں کی تھیلیاں سامنے رکھی ہیں لیکن پھر بھی اُن کا مالک غم و فکر سے سر جھکائے ہوئے ہے۔ لذیذ کھانے دسترخوان پر چنے ہوئے ہیں لیکن ایک رنج کا روکا ہوا ہاتھ آگے نہیں بڑھتا۔ پھولوں کی سیج پر ایک ہستی ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہی ہے۔ حسن اپنے کرشموں سے آنکھوں کو فریب دے رہا ہے۔ لیکن ایک اُداس دل التفات سے معذور ہے۔ اولاد کی نعمت میسّر ہے لیکن اُس کی بیماری کے غم یا نالائقی کے اندوہ و الم نے یہ کہنے پر مجبور کر دیا ہے کہ یہ نہ ہوتی تو بہتر تھا۔ پس تو جاہ و ثروت کے پرستار اور سیم و زر کے غلام دھوکے میں نہ آ۔ آتشخانوں سے ٹھنڈا پانی اور دریا کی لہروں سے آگ کی چنگاریاں طلب نہ کر۔ موتیوں کی جستجو ہے تو عمان کی طرف جا۔ پھولوں کی تلاش ہے تو باغ میں آ۔ چین کا طلب گار ہے تو اُسے "مطمئن دل" میں ڈھونڈ۔ وہ مطمئن دل جس کی نظر میں قیمتی پوشاک فضیلت اور فوقیت کے لئے ایک فریب ہے۔ جس کی انجام بین آنکھ محل اور جھونپڑوں میں کوئی فرق نہیں دیکھتی۔ جو پھولوں اور کانٹوں میں یکساں دلربائی پاتا ہے۔ اور جو دنیا کی زندگی کو فضا کے لامتناہی سکوت میں فنا ہو جانے والی آواز سے زیادہ وقعت نہیں دیتا۔

---

نبض کو دیکھتا ہوں تو دم بھر کے لئے نہیں رُکتی۔ دل کو ٹٹولتا ہوں تو ہر وقت متحرک پاتا ہوں۔ پھیپھڑے ہیں کہ ذرا دیر کے لئے دم نہیں لیتے۔ معدہ ۲۴ گھنٹے اپنے کام میں مصروف ہے۔ جگر تمام دن اور تمام رات اپنے فرائض میں سرگرم رہتا ہے۔ ننھے ننھے گردے۔ طحال اور پتہ ان میں سے کوئی اپنے کام سے غافل نہیں۔ بدن کی مسام رگیں اور جسد کا ایک ایک بال جن خدمتوں پر مامور ہے انھیں انجام دے رہا ہے۔ او کمبخت اتنی بڑی جد و جہد کے بعد زندگی کا جو لمحہ نصیب ہوا اُسے ضائع نہ کر۔

---

قدرت نے تجھے ارادہ۔ نیت اور راز چھپانے کی طاقت دی ہے تو اس طاقت سے ناجائز فائدہ نہ اٹھا۔ اور یہ شیوہ اختیار نہ کر کہ دل میں کچھ اور ہے اور زبان پر کچھ اور ہے۔ دیکھ ریا اور منافقت کے دو اندھے کوئیں تیری راہ میں ہیں۔ ان سے بچ کر چل۔ تجھے خدا نے دل کا ننھا ننھا دیا ہے اور اس ننھا ننھا کے ساری دنیا کی نگاہوں سے مخفی رکھا ہے۔ تو اس میں بغض۔ کینے۔ بدباطنی۔ اور بدنیتی کے اژدہوں کو پرورش نہ کر۔ یہ اژدہے اپنے بھائیوں کی ایذا رسانی کے لئے پرورش کر رہا ہے۔ لیکن ایک دن یہ تجھ پر بھی حملہ آور ہوں گے۔

---

بیلے اور چنبیلی کے پھول جو زمین کا دودھ پی کر اتنے بڑے ہوئے ہیں۔ جنھوں نے نسیم کے گہوارہ میں پرورش پائی ہے۔ جن کی تر و تازگی کے لئے آفتاب اور سمندر نے مینہ برسانے میں جان لڑا دی ہے۔ جن کی شمیم دماغ کو باغبان قدرت کے آستانہ پر پہنچاتی ہے کیا اسی لئے ہیں کہ تو فطرت کے ان معصوم بچوں کو گناہ کی قربان گاہ پر ذبح کرے۔ یہ تیری بدولت اُن ناپاک گردنوں کی زینت بنیں جن میں دوزخ دست ہوس کا بھیس بدل کر حمائل ہوتے ہیں۔ ان کی نکہت اُن دیواروں میں مقید کی جائے جن کی ہوا گناہ کی نجاستوں سے متعفن ہو رہی ہے۔

---

گناہ سرزد ہونے کے بعد بیماریوں کا بھیس اختیار کرتے ہیں۔ پس او نفس پرستی کے لطف اٹھانے والے طاعون اور اُس کی گلٹیوں سے کیوں وحشت کرتا ہے۔ محبوبۂ طناز آتشک کی پشواز پہن کر آئی ہے۔ اس سے کیوں دور بھاگتا ہے۔ رشوت اور بے ایمانی سے روپیہ حاصل کر کے تو خوش ہوتا تھا۔ اب اگر یہ گناہ کھانسی بن کر تیرے پھیپھڑوں سے دل لگی کرتا ہے تو کیوں روتا ہے۔ جھوٹ بول کر تو قہقہے لگاتا تھا اب بخار میں کیوں کراہتا ہے۔

ایڈیٹر (جملہ حقوق محفوظ ہیں)

---

# بسم اللہ شریف

| | | |
|---|---|---|
| بست کلید در گنج حکیم | مولانا نظامی | بسم اللہ الرحمن الرحیم |
| خطبہ قدس است بہ الک قدیم | امیر خسرو | بسم اللہ الرحمن الرحیم |
| بست صلائے سرِ خوانِ کریم | حضرت جامی | بسم اللہ الرحمن الرحیم |
| سرو سہی بوستانِ ریاضِ نعیم | کمال خجندی | بسم اللہ الرحمن الرحیم |
| مصرعِ اولے است زنظم قدیم | مولانا روم | بسم اللہ الرحمن الرحیم |
| پنجۂ اعصا اعصائے کلیم | صائب ایرانی | بسم اللہ الرحمن الرحیم |
| زینتِ عنوانِ کتابِ قدیم | عنایت | بسم اللہ الرحمن الرحیم |
| مژدۂ لطف است زربِ کریم | اُستاد | بسم اللہ الرحمن الرحیم |
| مطلعِ دیباچۂ نظمِ قدیم | " | بسم اللہ الرحمن الرحیم |
| شمعِ شبستانِ سرائے قدیم | " | بسم اللہ الرحمن الرحیم |
| دارد ئے لطف است بہر سقیم | شعری کشمیری | بسم اللہ الرحمن الرحیم |
| فاتحِ ابوابِ ریاضِ نعیم | " | بسم اللہ الرحمن الرحیم |

# بشارت آنحضرت صلعم مذہب ہنود سے

(از کرم چند عبد الغفور)

کتاب کہیل برن حصہ اوّل ادھیائے بارہویں درشٹ کوٹ چھٹی کانڈ منتر ۱۱ صفحہ ۳۲۲ میں یہ عبارت تحریر ہے۔ یعنی نجات دینے والا اوتار پیدا ہوگا بیچوں بیچ زمین کے یعنی مکہ معظمہ میں۔ دشمن کا مارنے والا بڑا بہادر بیچوں بیچ زمین کے نام اُسکا تعریف کیا گیا یعنی محمد ہوگا بذریعہ لڑائی کے اپنا دین پھیلائیگا اُن کے پاک دین میں دیوتا ہونگے۔

کتاب کہیل برن حصہ اول منتر ۲۹ صفحہ ۶۹۲ یہ عبارت تحریر ہے یعنے لا الہ کہنے سے چرم پدم ملتے ہیں جنم بیکنٹھ ہونا چاہو تو نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وظیفہ کرو۔

اتھروید کانڈ ۱۹ میں نام احمد تحریر ہے۔

بابا نانک صاحب کی نصیحت دربار صاحب پہلی بادشاہی صفحہ ۳۲۹ میں (اس کتاب کو ہندو اور سکھ صاحبان کلام الہی مانتے ہیں) یہ عبارت تحریر ہے۔ باجہ محمد بھگت آجائیں۔ محمد کی امت کے بغیر جو تو بندگی کر رہا ہے تیری ساری ہی ضائع ہے۔

بابا صاحب کی نصیحت دربار صاحب پہلی بادشاہی صفحہ ۳۲۳ میں یہ عبارت تحریر ہے۔ پہلا نام خدا دوجا نام رسول تیسرا کلمہ پڑھلے نانکا جو کہ اللہ کی درگاہ میں قبول ہوجاوے۔ ترجمہ۔ گورو نانک صاحب کہتے ہیں کہ پہلے نام خدا کا ہے اور دوجا نام رسول کا ہے اور تیسرا کلمہ پڑھ لے تاکہ تو خدا کی درگاہ میں قبول ہوجاوے۔

بابا نانک صاحب دربار صاحب پہلی بادشاہی صفحہ ۱۳۲۳ میں یہ عبارت تحریر ہے۔ جے دل میں نبی رسول کا نام رکھوگے تو خدا کی درگاہ میں قبول ہوجاؤگے۔

بابا نانک صاحب کی نصیحت دربار صاحب صفحہ ۱۳۲۴ یہ عبارت تحریر ہے۔ بہ امت محمد جنت ناہی ست گور یہ فرمایا۔ ترجمہ محمد کی امت کے بغیر تم کو کسی صورت جنت نہیں مل سکتی گورو نانک صاحب کہتے ہیں مجھکو گورو نے کہا ہے۔

گورو نانک صاحب کی نصیحت دربار صاحب صفحہ ۱۳۲۵ یہ عبارت تحریر ہے۔

الف احد سے احمد بھیو۔ ترجمہ یعنی اللہ کے نور سے احمد پیدا ہوا ایسا بھید کہو نے لیو۔ ترجمہ یعنی جیسا احمد نے خدا کے نور کو چھپایا ہے ایسا کسی نے بھید نہیں پایا۔ احمد پیو احد کہ رنگا۔ جیسی جوت چاند کی سنگا۔ ترجمہ جیسے روشنی چاند کے قریب ہوتی ہے ویسے ہی احمد یعنی محمد خدا کے قریب ہے۔ بندی م احمد لے آئیو۔ ترجمہ یعنی کلام الٰہی احمد لے کر آیا ہے جگ مورکھ بندی کیا بوجھے۔ اندھے کو دیپک کیا سوجھے۔ ترجمہ یعنی دنیا کلام الٰہی کو کیا پہچان سکتی جیسے اندھے کو روشنی نظر نہیں آتی۔ بن احمد بھید نا پایو۔ ترجمہ احمد کے وسیلے کے بغیر خدا کا بھید کوئی نہیں پا سکتا ہے مورکھ اندھا گوار کہوایو۔ ترجمہ یعنی جس نے احمد کو نہیں پہچانا گورو نانک صاحب کہتے ہیں وہ آدمی مورکھ اندھا گنوار ہے۔

بابا نانک صاحب کی نصیحت دربار صاحب صفحہ ۳۲۲ یہ عبارت تحریر ہے۔ کلمہ پڑھے توکل پڑے بن کلمے کل نا آئے۔ کلمے بوجھوں نانکا دوزک نرک تمائے۔ ترجمہ گورو نانک صاحب کہتے ہیں جو کلمہ پڑھے گا اُسکا دکھ دور ہوجائے گا اور جو کلمے بغیر اپنے دکھ دور ہونے کا خیال رکھے تو گورو نانک صاحب کہتے ہیں آخر کو دوزخ ملیگا۔

بابا نانک صاحب کی نصیحت دربار صاحب صفحہ ۱۲۲۸ یہ عبارت تحریر ہے۔ نانک مہر محمدی کوڑی جگ ٹک سال جن جن مہر نہ ہوسی وہ کھوٹی ٹک سال۔ ترجمہ گورو نانک صاحب کہتے ہیں جسکے اوپر محمد کی مہر نہیں وہ کھوٹی دنیا میں ٹکسال ہے۔ مہر یعنے کلمہ جس نے نہیں پڑھا وہ کھوٹی ٹکسال ہے۔ گورو نانک صاحب فرماتے ہیں۔

گرو کبیر داس جی کی نصیحت۔

لا آلہ کا تانا کرکے الا اللہ کا باناہ داس کبیر جن کو بیٹھوں اُجلا سوت پرانا۔ ترجمہ اگر لا الہ کہ بغیر بنیگا تو اچھا سوت بھی پرانا ہوجائیگا یعنے تو بھی برا ہوجائے گا۔

پوتھی رام سنگھ رام جو کہ بیاس جی نے لکھی ہے اور گوشائیں تُلسی داس جی نے ترجمہ اُس کا بزبان بھاشا اوپر حاشیہ کے لکھدیا ہے۔ دیکھو چھٹی کانڈ ۱۱ منتر صفحہ ۱۲ میں یہ عبارت تحریر ہے۔

تُلسی داس جی مہاراج کہتے ہیں جہاں نہ کچھ بات میں راکھوں جبتی آ پہنچی

طرف دھارمی آدمی جانب دا ری کبھی نہ کرینگا - وید پران ست مت بھی کول یعنی محمود ید نے کہا ہے پرانوں میں لکھا ہے کہو نیگا بر کہ سیس دس سندرم ہوئی یعنے دس ہزار برس تک ولایت تمام ہو گی نہ کہ بعد نہ پائے کوئی یعنے بعد کو پھر رتبہ کوئی نہیں پا سکتا یعنی رسالت ختم ہوگی دیس عرب میں بھر کشا سہائی یعنے دیس عرب میں ایک خوشنما ستارہ ہوگا سو تحل بھوم گت سنوکھنک رانی اچھی شان کی زمین ہو گی سمیو سمت تا کر ہوئی یعنے ان ہوئی بات یعنے معجزے اُس کے ظہور میں آوینگے سندرم دیس تھمہ سرے یعنی ولی اللہ قایم کیا جائیگا سمت بکرم کے دو دو انتا یعنے سمت بکرماجیت کے سمتوں کی تعداد کے مطابق ہوگا یعنی ساتویں صدی میں پیدا ہوگا۔

حاکوک نس چترپتنگا نہایت اندھیری رات میں مثل چار آفتاب کے چمکیگا راج نیت بھو پریت دیکھاوے یعنی بادشاہی قاعدے کے مطابق خوف دلاکر خلق و محبت ظاہر کرکے کرے گا اپن مت سب کو سمجھاوے یعنی اپنا دین سب کو سمجھاویگا چتر سندرم ست جاری یعنے اُس کے خلیفہ چار ہونگے تنگی بلنس ہوئی بھو بھندری یعنے اون سے نسل بہت بھاری ہوگی تب لگ جو سندرم چہ کوئی یعنی اُس دین کے جاری رہنے تک جو کوئی خدا تک پہنچتا ہے بنا محمد پار نہ ہوئی یعنے بغیر ذریعہ محمد کے پار نہیں ہوگا شب ہووے سنگ لنگ اوتار یعنے تب ہوگا ایک مرد کامل مہدی کہیں سنگل سنسار امام مہدی کہیں گے اُسکو سب جہان والے پھر سندرم تمام نہیں ہوئی بعد اُن کے ولایت نہیں ہوگی تلسی کہن ست ست کوئی یعنے تلسی داس جی کہتے ہیں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں جب ہم کو اپنے بزرگوں کی نصیحت یہ ہے کہ محمد کی امت کو بغیر انکو جنت کسی صورت نہیں ملسکتی تو ہم کیوں نہ اسلام قبول کریں ۔

(الہدایت)

# داستان درد

(ازجناب مولوی محمد رفعت اللہ صاحب رفعت)

حالِ دل یا قصۂ خوابِ عدم کہنے کو ہیں
دوستو کچھ داستانِ درد ہم کہنے کو ہیں

کچھ دکھاتا ہمکو ہے کھویا ہوا اپنا وقار
قصۂ عمرِ رواں کچھ حالِ غم کہنے کو ہیں

کوئی مونس کوئی ہمدم ہم نفس ملتا نہیں
ہم شبِ غم کا فسانہ صبحدم کہنے کو ہیں

کیا کہیں کس سے نہیں کس کی کہانی کسقدر
بہ گیا خون ہوکے دل با چشمِ نم کہنے کو ہیں

ہمنشینوں کان دھر کر سُنلو دیوانہ کی بات
مٹ چکے ہیں اپنے ہاتھوں گرچہ ہم کہنے کو ہیں

کیا ہوئے اسلاف اپنے کیا ہوئے وہ کرّ و فر
کیا ہمیں اُن کے خلف اہلِ ستم کہنے کو ہیں

نام آبا کو لگا ہے داغ اپنے نام سے
آبرو کیا رہ گئی جاہ و حشم کہنے کو ہیں

کہدیا ہمت کو اور جرأت کو ہمنے خیرباد
دین و ایمان کو بھی اب ہم عدم کہنے کو ہیں

وہ حیا وہ شرم وہ غیرت حمیت کیا ہوئی
ہو چکے سب ہم سے رخصت درہم کہنے کو ہیں

ہوں تو نکلا کھو عالم میں مگر بے فیض ہوں
گر سخی کہدو تو کیا اہلِ کرم کہنے کو ہیں

گر نہ آتے کام ذہن و دولت خدا کی راہ میں
سنگ و زر یکساں ہیں گو دام و درم کہنے کو ہیں

جوہرِ حکمت نہ دکھلائیں مرض میں گر حکیم
کب ہیں وہ اہلِ حکم کہنے کو ہیں

ہمنے مانا جوہرِ صدق و صفا کی کان ہو
حکمت و فضل و ہنر تم میں بہم کہنے کو ہیں

کام کرنیکا تمہارے کو نسا دن آئے گا
کام کر ڈالو کہ اتنے دم قدم کہنے کو ہیں

جانتے ہیں آپ ہم اس بزم میں آئے ہیں کیوں
قوم کی بدحالیاں بے کیف و کم کہنے کو ہیں

تشنہ کامی قوم کی لائی ہے ہم کو آپ تک
ہم تمہیں بحرِ سخا بحرِ کرم کہنے کو ہیں

ہم سنانے کو ہیں تم کو رحمتِ حق کی نوید
ہم تمہیں اب مژدۂ خلدِ ارم کہنے کو ہیں

یہ جو ہیں عالم یہاں پر پیروِ دینِ متیں
اپنی ہستی کو بنا کر سب عدم کہنے کو ہیں

مٹ گئے ہیں گرچہ یہ سب دینِ حق کی راہ میں
شوخیاں کہتی ہیں کچھ نقشِ قدم کہنے کو ہیں

مان لو اِن کی نصیحت پیروی ہے دین کی،
ورنہ رفعت سُن ہی لوگے جو کہ ہم کہنے کو ہیں

# نماز

صاحبو نماز دربار خداوندی کی حضوری کا نام ہے جہاں ہمیں اپنی نیازمندی وعبودیت کا اظہار کرنا ہوتا ہے۔ کبھی یہ اظہار الفاظ وجملات کے ذریعہ سے ہوتا ہے اور کبھی خاکسارانہ وعاجزانہ ہیئت نشست وبرخاست سے ہوتا ہے۔ اور دربار کے قواعد اعلیٰ درجہ کے درباری ومقربین بارگاہ منضبط کرتے ہیں اور تمام درباری انہیں قواعد وضوابط کے پابند ہوتے ہیں کسی کو اس میں ردوبدل کا حق نہیں۔ پس اس دربار الٰہی کے اعلیٰ مقرب ہمارے حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور انہیں نے یہ قواعد وآداب مقرر کئے ہیں ہم عام درباری اب اسمیں کیونکر رد و بدل کرسکتے ہیں۔ کیا یہاں ویسرائے کی لیوی قواعد کو ہم درباری بدل سکتے ہیں ہرگز نہیں پھر کیونکر ہم خداوندی دربار کے قواعد میں دخل درمعقولات کرسکتے ہیں۔

اب سمجھو کہ ہم لوگ حاکم مجازی کے قواعد دربار کی نہ ترمیم کرسکتے ہیں اور نہ اس میں کچھ عذر کرسکتے ہیں اسیطرح حاکم حقیقی کے دربار کے اصول وقواعد کو بھی ترمیم نہیں کرسکتے ہیں اور اگر کریں تو محض ہماری حماقت یا جنون ہے۔

صاحبو! اور سنو ہمارے یہاں ہز آنر جب تشریف لاتے ہیں اور اُن کا دربار ہوتا ہے تو ہم اُردو خوانوں کی طرف سے بھی جو ایڈریس وسپاسنامہ پیش کیا جاتا ہے وہ سب انگریزی زبان میں ہوتا ہے اس لئے کہ وہ سلطنت کی زبان ہے اُس کو ہماری زبان پر ضرور شرف ہے۔ یہ ہماری غلطی ہے کہ ہمنے کیوں ایسی ضروری زبان کو نہ سیکھا پس آداب سلطنت وحکومت کا بھی اقتضا ہے کہ جو عرض حاجت ہو وہ سلطنت ہی کی زبان میں ہو۔ اسی اسطرح سمجھو کہ اسلامی حکومت ومذہبی سلطنت کی زبان عربی ہے پس دربار نماز میں جو کچھ کہنا چاہئے اسی زبان میں کہنا چاہئے۔ اُردو وغیرہ میں کہنا یعنی ترجمہ قرآن مجید پڑھنا سخت گستاخی ہے البتہ اسکا ترجمہ پہلے سے سُن سُنا کر ذہن نشین کرلینے کا مضائقہ نہیں بلکہ بہتر ہے۔

(ماخوذ)

# مسلکِ گوتم

(از جناب شمیم صاحب)

کوئی تلاش میں اللہ کے پریشاں ہے — کسی کو ہر تسلی اصولِ ایساں ہے
کوئی عقیدتِ آواگون کا خواہاں ہو — کسی کے دل میں قیامت کا خوف پنہاں ہے
یہ کاش مسلکِ گوتم سے آشنا ہوتے

الجھتے سیتے دہ روح کے معانی میں — قیام خواب سمجھتے سرائے فانی میں
ادائے فرض سے ڈرتے نہ زندگانی میں — پھنسے نہ زہد کبھی درد جاودانی میں
یہ کاش مسلک گوتم سے آشنا ہوتے

نہ ذبح کرتے یہ بیچارے بے زبانوں کو — فنا نہ کرتے کبھی بھولی بھالی جانوں کو
چڑھا کے بھینٹ نہ خوش کرتے قہرمانوں کو — نہ سرگ نرک سے بھر دیتے آسمانوں کو
یہ کاش مسلک گوتم سے آشنا ہوتے

جو کاسے بھنگ کے پی پی کے مست پڑتے ہیں — افیم کھا کے قوی جسکے پست ہوتے ہیں
شراب پی کے جو محوِ الست ہوتے ہیں — بتوں کے نام پہ جو بے پرست ہوتے ہیں
یہ کاش مسلکِ گوتم سے آشنا ہوتے

جو بندے ہر عصا فیر باز بنتے ہیں — درستم کو زمانے میں باز رکھتے ہیں
وہ جنکے حکم سے جنگی جہاز بنتے ہیں — عدو سے تیغ کی مسند طراز بنتے ہیں
یہ کاش مسلکِ گوتم سے آشنا ہوتے

عدو کو حسن مروت کا یہ صلا دیتے — جہاں سے جنگ جدل کا نشان اڑا دیتے
جو دل کو خانۂ الفت سے یہ جلا دیتے — ذرا سے آئینے کو جام جم بنا دیتے
یہ کاش مسلک گوتم سے آشنا ہوتے

سنا شمیم کلام اس طبیب انساں کا — علاج جسنے کیا درد یاس و حرماں کا
وہی چراغ ہے اس دہر کے شبستاں کا — بتایا جسنے طریقہ حصول نروان کا
یہ کاش مسلک گوتم سے آشنا ہوتے (ادیب)

# کیا دعا قضا کو دفع کر دیتی ہے

اس صورت میں اللہ تعالےٰ کا قانون ہرگز نہیں بدلتا۔ بلکہ ایک دوسرا قانون مقابل سمت سے عمل کرتا ہے جسطرح پر یہ ایک قانون قدرت ہے۔ کہ ہر شے جو بے سہارا چھوڑی جائے زمین پر گر پڑتی ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص گرتی ہوئی چیز کو راستہ ہی میں ہاتھ پر لیلے تو زمین پر نہیں گرنے پاتی۔ اسیطرح اگر کسی شخص پر خدا تعالےٰ کا فعلی قانون عمل کر رہا ہو یا اسپر کوئی سخت مصیبت اور حادثہ واقعہ ہو جائے۔ تو اسکا دفعیہ شرائط کے ساتھ دعا کرنے سے ہو سکتا ہے۔ مگر یہاں کوئی قانون قدرت نہیں بدلا۔ بلکہ مقابل سے ایک اور قانون تقدیر الٰہی کے موافق عمل کیا۔ اور اسی کو تقدیر معلق کہتے ہیں۔ جو دعا اور صدقہ دینے سے رفع ہو سکتی ہے۔

اولیا اور انبیا کی دعائیں۔ جو ایسا پُرزور اثر کرتی ہیں۔ کہ بسا اوقات دنیا کو تہ و بالا کر دیتی ہیں۔ کچھ کا کچھ دکھاتی ہیں۔ مخالفین الٰہی کو چکنا چور۔ اور موافقین کو مظفر و منصور کر دیتی ہیں۔ یہ سب قانون الٰہی کے مقابل دوسرے قانون کا عمل کرنا ہے۔ جو یہ بھی تقدیرات الٰہی میں داخل ہیں۔ اس میں کسی صورت سے کوئی قانون نہیں بدلا۔ اللہ تعالےٰ جو قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ یمحو اللّٰہ ما یشاء و یثبت و عندہٗ ام الکتاب اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے۔ محو کر دیتا ہے۔ اور جو چاہتا ہے ثابت رکھتا ہے اور علوم حقہ کی کتاب یعنی تقدیرات الٰہی کی کتاب اسی کے پاس ہے۔ اسکا مطلب بھی یہی ہے الدعا یرد القضاء بلاشبہ سچا مقولہ ہے۔ اور دعا میں بڑا پُرزور اور ہیبت ناک اثر ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ لکل اجل کتاب۔ یمحو اللّٰہ ما یشاء و یثبت عندہ ام الکتاب۔ ہر ایک وعدہ کے لئے ایک کتاب (قانون مقررہ) ہے۔ پھر اسمیں سے خدا جسکو چاہتا ہے۔ منسوخ کر دیتا ہے۔ اور جسکو چاہتا ہے قایم رکھتا ہے۔ اور اسی کے پاس اصل کتاب یعنی (لوح محفوظ) ہے جسمیں سب کچھ مکتوب و مقرر ہے۔

اس کی تفسیر میں شاہ عبد القادر صاحب مرحوم لکھتے ہیں۔ دنیا میں ہر چیز اسباب سے ہے۔ بعضے اسباب ظاہر ہیں۔ بعضے چھپے ہیں۔ اسباب کی تاثیر کا اندازہ ہے۔ جب اللہ تعالےٰ چاہے اسکی تاثیر اندازہ کم یا زیادہ کرے جب چاہے ویسی رکھے۔ آدمی کبھی کنکر سے مرتا ہے اور کبھی گولی سے بچتا ہے۔ اور ایک اندازہ اللہ کے علم میں ہے۔ وہ ہرگز نہیں بدلتا۔ اندازہ کو تقدیر کہتے ہیں یہ دو تقدیریں ہیں۔ ایک بدلتی ہے۔ (جیسے کوئی مصیبت) ایک نہیں بدلتی (جیسے موت) جب آیت وما کان الرسول ان یاتی بآیۃ الا باذن اللہ۔ نازل ہوئی تو کفار نے کہا کہ اے محمدؐ تجھ کو کچھ اختیار نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ہی جو کچھ لکھ چکا وہی ہوگا۔ اور کچھ نہیں ہو سکتا اسپر یہ آیت اتری۔ یعنی فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کا اختیار ہے۔ جب چاہے اور جو کچھ چاہے کر ڈالے۔ اور سب چیز پر قادر ہے۔ اور حکیم اور زبردست اور عادل اور رحیم ہے (ماخوذ)

# دوستی

روم کا معروف مقرر اعظم اپنے مواعظ میں دوستی کے متعلق بہت صحیح رائے دیتا ہے، کہ دوستی انبساط کو بڑھاتی اور رنج کو گھٹاتی ہے، یعنی ہماری خوشیاں تو المضاعف ہو جاتی ہیں اور آلام منقسم۔ اگر ہم کبھی خوش ہیں، تو ہمارے لئے یہ کس قدر مسرت کا مقام ہے کہ ہمارے احباب بھی ہماری کامیابی سے اسی قدر مسرور ہیں، جسقدر کہ ہم۔ کیونکہ ایک ایسے شخص کو جو دوستوں سے محروم ہے' دولت' مکنت' حشمت نصیب ہو جانا کچھ زیادہ

باعث انحطاط نہیں۔ اس قسم کی کامیابیاں ہمارے لئے اسواسطے اور بھی انبساط بخش ہیں کہ ہم دوسروں کو فائدہ پہنچانے کے اہل ہوجاتے ہیں۔ لیکن وہ لوگ جنکی ہم امداد کر رہے ہیں، اگر اجنبی ہیں تو ہمیں انکو فائدہ پہونچانے میں کم خوشی حاصل ہوگی بہ نسبت اپنے احباب کے، کہ جنکی مسرت ہمیں اتنی ہی عزیز ہے، جتنی ہمیں خود اپنی۔ پھر جب کبھی ہم اپنے فرائض کو بوجہ احسن پورا کریں تو وہ اطمینان جو ہمارے ضمیر کو حاصل ہوگا، ہمارے احباب کی داد اسکو اور بھی قوی کر دے گی۔ کیونکہ ان کی رائے ایک طرح سے بمنزلہ ضمیر ثانی ہے جسکی تعلیم برائی سے روکنا اور بھلائی کی ترغیب دینا ہے۔ ہماری ہر تفریح بے معنی و بے لوث ہے، جسمیں ہمارے بے تکلف احباب شامل نہیں، اس کے معنی گویا یہ ہیں کہ ہماری ہر خوشی اور ہر مسرت شرکت احباب سے، زیادہ لذت بخش و دیرپا ہو جاتی ہے۔ جب کبھی بدقسمتی سے ہمیں کوئی ناقابل اندفاع صدمہ پہونچتا ہے، تو دوستوں کی ہمدردیاں بہت کچھ اس غم میں تخفیف کر دیتی ہیں اور عالم یاس و سرگشتگی میں، اس خیال کی تخلیق کا باعث کہ جسوقت تک ہمارے دوستوں کے غمگساریاں اور ماتم پرسیاں ہمیں حاصل ہیں، دنیا زندہ رہنے کے لئے کوئی بری جگہ نہیں۔ ایک محروم احباب انسان، جسکا کوئی ممد اور پناہ دینے والا نہو، اس بدنصیب کو دشمنوں کی مخالفت اور تقدیر کے حملوں کا تنہا ہدف بننا پڑیگا۔ لیکن ایک ایسا شخص جسکے وفادار دوست موجود ہوں اسکو بڑی سے بڑی مصیبت کے وقت بھی ایک گونہ اطمینان و تسلی حاصل ہو۔ اسطرح خوشحالی و بدحالی، تکلیف و راحت، پریشانی و آرام، دونوں میں دوستوں کا وجود بہترین ذریعۂ انبساط و اندوہ ربائی ہے۔ لیکن اسی کے ساتھ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ باتیں ہر دوست کے لئے نہیں ہیں بلکہ صرف ان کی بابت جو صحیح و حقیقی معنی میں لفظ دوست کے مستحق ہیں۔ وہ برائی جسکا باعث ایک برا دوست ہو، ایک اچھے دوست کی بھلائی سے بحیثیت اثر کے، بدرجہا شدید ہے۔ اسوجہ سے دوستوں کا انتخاب، دوستی کے معاملہ میں ایک نہایت اہم اور ضروری چیز ہے۔ ہمیں دوستوں کے انتخاب میں بہت محتاط رہنا چاہیئے کیونکہ اسی پر سارا دارومدار ہے۔ اور پھر جب ہم نے انہیں پالیا اور دوستی کے قابل پالیا تو یہ ہمارا فرض ہونا چاہیئے کہ مدت العمر انکو ہاتھ سے نہ کھوئیں اور اسوقت تک بنا ہے جائیں جب تک کہ ہمارے قلب کی آخری ضرب باقی ہے۔ "مجذوب"

# مطالعہ

علم حاصل کرنے کے لئے پڑھنا نہایت ضروری ہے اور بعض صورتوں میں استاد سے پڑھنا اور دوسروں سے تفہیم مطالب میں مدد لینا بھی لابدی ہے، لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ ہمیشہ اور ہر مضمون کو جب تک اُستاد سامنے نہ ہو ہاتھ ہی نہ لگائیں بلکہ خود مطالعہ کرنا اور اپنے غور و فکر سے مضامین کا حل کرنا بہت زیادہ مفید ہے اس طرح کا حاصل کیا ہوا علم عمر بھر یاد رہتا ہے اور مضمون کے سمجھنے اور فکر کرنے کی قوت بہت زیادہ اور جلدی ترقی کرتی ہے، جن لوگوں نے علم میں ید طولیٰ حاصل کیا ہے یا کسی سائنس کو ترقی دی ہے، اُنہوں نے اُستاد کی پابندی نہیں کی اگر کسی شخص نے مدرسہ میں زیادہ نہیں پڑھا، یا اُس نے طالبعلمی کے زمانہ میں حسب دلخواہ ترقی نہیں کی تو دل شکستہ ہونے کی بات نہیں ہے۔ وہ اپنے مطالعہ اور محنت سے وہ کچھ کر سکتا ہے جسپر مدارس میں پڑھنے والے رشک کریں، ایک دفعہ ہمت کرکے محنت سے مطالعہ کرنے کی عادت ڈالنے کی کوشش کی جائے۔ تو تھوڑے دنوں میں سہولت نظر آنے لگتی ہے، اور پھر یہ مشغلہ ایسا سہل اور بامزہ معلوم ہوتا ہے کہ چھٹائے نہ چھوٹے۔ مدارس اور کالجوں میں جو کچھ پڑھایا جاتا ہے، وہ نہایت ابتدائی اور بہت ناکافی ہوتا ہے، اور اگر یونیورسٹی کی ڈگری حاصل کرکے مطالعہ چھوڑ دیا جائے تو جو کچھ حاصل کیا ہے وہ بھی بیکار رہ جاتا ہے بلکہ اُسکی آئندہ زندگی اپنے مطالعہ اور محنت سے کرنی چاہئے اور اسی کا نام "سیلف ایجوکیشن" ہے بہت سے آدمی یہ افسوس کیا کرتے ہیں کہ ہماری تعلیم ناقص رہ گئی، اور ہم نے طالب علمی کے زمانہ میں فلاں علم کی تحصیل یا تکمیل نہیں کی لیکن اگر دیکھا جائے تو اُنہوں نے صرف طالبعلمی ہی کے زمانہ میں عدم توجہی کی ہوگی، بلکہ اُس کے بعد بھی جبکہ اُنکی صحت درست اور اُن کے قویٰ کام کے قابل تھے بہت سا وقت ضائع کیا ہوگا۔ ورنہ شوق در ہر دل کہ باشد رہبرے درکار نیست۔ اور جن لوگوں نے کسی علم میں نام روشن کیا ہے، اُنہوں نے صرف مدرسے کی تعلیم پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ اُن کی تمام زندگی طالبعلمی کا ایک بڑا دن تھی، اور اپنے مطالعہ سے اُنہوں نے کمال ترقی حاصل کی۔

دوسرے لوگوں سے سیکھنے میں جو علم آتا ہے وہ اسقدر یاد نہیں رہتا۔ جیسا کہ خود اپنے مطالعہ سے، کیونکہ اپنے مطالعہ سے جو کچھ حاصل کیا ہے وہ دلمیں نقش ہو جاتا ہے۔ اور اُس سے دماغی قوت اسقدر بڑھتی ہے کہ ایک مسئلہ خود حل کرنے سے دوسرے مسئلہ کے حل کرنے کی طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔

مدرسہ میں قوائے دماغی کو کام میں لانا سکھایا جاتا ہے اور ان کی اصلاح کی جاتی ہے اور قابلیت کا مادہ پیدا کیا جاتا ہے، لیکن خیالات میں ترقی اور بلند پروازی اُسوقت پیدا ہونی شروع ہوتی ہے، جب مدرسہ چھوڑنے کا وقت ہوتا ہے اور اس سبب سے اگرچہ مدرسہ کی تعلیم بہت اعلیٰ درجہ تک حاصل کیگئی ہو لیکن اگر آئندہ مطالعۂ کتب جاری نہ رکھا جائے اور مطالعۂ فطرت نہ کیا جائے تو روشنی خیالات اور اصابت رائے حاصل نہ ہوگی نہ دماغ کی تاریکی اور اعضائے باطنی کی سستی دور ہو سکتی ہے۔

عقل اُسوقت پختہ ہوتی ہے جب انسان دنیا میں قدم رکھے، اور جو علم حاصل کیا ہے اُسکو عملاً کام میں لائے۔

(ماخوذ)

# جھوٹی قسمیں

جھوٹ بولنا یا جھوٹا وعدہ کرنا یا وعدہ خلافی کرنا یا جھوٹے واقعہ کو قسم کھا کر سچ باور کرانا یہ سب شرع محمدی میں بڑا گناہ قرار پایا ہے گو حاکم وقت کو دست اندازی کا اختیار نہیں دیا گیا ہے جب تک کہ اس طور پر حق العباد کا اتلاف لازم نہ آتا ہو، مگر اخروی عذاب سے شرع میں بہت ڈرایا گیا ہے۔ جھوٹ بولنا کسی حالت میں مسلمان کو روا نہیں ہے جھوٹ بولنے کے بعد نادم ہونا چاہئے، خدا سے پناہ مانگنا چاہئے۔ توبہ کرنا چاہئے کہ وہ غفور رحیم ہے۔ لیکن اگر کسی فعل کے کرنے یا نہ کرنے پر خدا کی قسم کھا کر پھر اُس کی خلاف ورزی کی گئی ہے تو شارع محض توبہ کرنے کو کافی نہیں سمجھتا بلکہ تاوان ادا کرنے کا حکم دیتا ہے یہ تاوان حاکم وقت کے ذریعہ سے نہیں وصول کیا جاتا بلکہ خاطی پر لازم آتا ہے کہ وہ خود اپنی سزا اس طرح کرے کہ ایک بردہ آزاد کرے یا دس مساکین کو کھانا کھلاوے یا دس مساکین کو کپڑا پہنائے اور اگر نادار ی اجازت نہ دے تو پیہم تین روزے رکھے اور اور اس عمل کو کفارۂ گناہ کہتے ہیں۔

بطور کفارہ کے اگر کچھ اسلام نے خرچ کرنا واجب ٹھہرایا ہے تو اُس کی صورت یہ ہے جو بیان کیجئی، نہیں کہ چھپکلی بدن پر گری اور لوگوں نے تجویز کیا کہ اتنا اُرد اور اتنا تیل خیرات کیجئے سفر میں چلے تو فقیروں کے لئے امام ضامن کا پیسہ باندھ لیا۔ کشتی پر سوار ہوئے تو کچھ حضرت خواجہ خضرؑ کی نذر کی ہماری اعتقاد کی کمزوریوں سے یہ کفارے لازم کئے ہیں اور اگر شرک بھی اس ایمان کے ساتھ ہے تو سمجھئے کہ ضلالت اور گمراہی کی یہ راہیں ہیں۔ (الاسلام)

# عمر کے مختلف حصوں پر عید کا اثر!!

عید کا نام آتے ہی حافظہ عمر کی مختلف یادداشتیں دُہرانے لگا۔ سب سے پہلے وہ عہد زریں یاد آیا۔ جب دل کا زعفرانی صفحہ تفکرات کی گلکاریوں سے سادہ تھا جب تک رخسار وز نخداں کو بلوغ کے دربار سے کبھی نہ مٹنے والے نوشتے نہیں ملے تھے۔ جب قویٰ نشو و نما کی ابتدائی منزلوں میں تھے۔ جب خون تو رگوں میں تھا مگر اُس کے دوران کا طلسم سربستہ تھا۔ آہ جب "ہن کیو راو کیو نکر" کے بار سے سبکدوش تھا۔ دل کو اُس وقت بھی جنبش تھی مگر مسرتوں کا گہوارہ بنکر دماغ کو اُس وقت بھی فرصت نہ تھی لیکن خیال راحت سے یہ سادگی کی دنیا، یہ مسرتوں کا محشر یعنی "بچپن" کیسا عجیب زمانہ تھا۔ پھولوں کی ایک ڈالی تھی کانٹوں سے پاک کینہ و سرور کا ایک ساغر تھا اندیشۂ خمار سے بےخوف۔ عقل کی نگاہیں ابھی خوشی کے کھلونوں سے ہٹکر عواقب تک نہیں پہونچی تھیں قوت فکر و تمیز پیدا ہو چکی تھی مگر ابھی آسائش کی منزل سے آگے بڑھکر رنج و محنت کے عملی میدانوں تک نہیں گئی تھی۔ آغاز تھا انجام کی دھمکیوں سے بےخطر اور حال تھا مستقبل کے خطرات سے بےخبر۔

افسوس اس عہد میں عید کا آنا تیسرا دبستان یاد دلا دیتا۔ سمندر ناز پہ تازیانہ اور آلودگان خواب کے لئے ایک افسانہ تھا۔ مسرتوں کی بارش ہوتی تھی خوشی کے سمندر اُبلتے تھے۔ دلوں کے کنول کھلتے تھے۔ رمضان کے ۲۹ یا ۳۰ دن گزر کر جب شام آتی تھی تو ہزاروں ولولوں کا پیام لاتی تھی۔ رات کی خاموشی میں دل یہ کہتا تھا کہ کل دس بجتے بجتے تمہیں دنیا کی سلطنت مل جائیگی۔ شوق کی بیتابیاں آنکھوں کے دریچوں میں آ بیٹھتی تھیں۔ یہاں نیند آگے بڑھی کہ اُنہوں نے اُلٹے پاؤں واپس کیا۔ آہ وہ آدھے پلنگ سے آگے نہ بڑھنے والا پیکر کروٹیں بدلتا تھا۔ اور وہ ناتجربہ کار آنکھیں جنہوں نے ابھی دس گیارہ فصلوں سے زیادہ کتاب زندگی کا مطالعہ نہیں کیا تھا وہ رہ رہ کر کھلتی اور بند ہوتی تھیں۔ خیالات کا ایک طوفان برپا ہوتا تھا۔ ہاں اب صبح ہو گی۔ بستر سے اُٹھیں گے۔ غسل کرینگے۔ کپڑے بدلیں گے۔ گاڑی میں بیٹھ کر عیدگاہ جائینگے بھئی اب کے ہماری ٹوپی خوب ہے کیسی خوبصورت بیل ہے۔ کام پر آنکھ نہیں ٹھہرتی۔ شیروانی کا کپڑا بھی بہت اچھا ہے۔ ابا کہتے تھے کہ تیس روپے کو تھان ملا تھا جسمیں ہماری اور محمود (چھوٹا بھائی) کی دو شیروانیاں ہوئیں اور آپا کی ایک واسکٹ تیار ہوئی۔ اب کے میں نے بوٹ بھی خوب پسند کیا ہے۔ کل میں جب یہ کپڑے پہنکر باہر نکلونگا تو حامد۔ مہدی عزیز (پڑوسی لڑکے) عش عش کرینگے۔ عیدگاہ کا سہرا بھی مجھے بہت پسند ہے۔ کل میں بہت سی چیزیں خرید کرونگا۔ اور ہاں عیدی کا حساب تو لگاؤں۔ ایک روپیہ ابا کا ایک روپیہ اماں کا دو روپے۔ ایک ایک روپیہ بڑے بھائی اور منجھلے بھائی کا ملکر چار روپے۔ دو روپے دولھا بھائی کے اور ایک روپیہ بڑی آپا کا سات روپے۔ چچی بھی ضرور کچھ بھیجیں گی۔ ایک دو روپیہ اور بھی کہیں سے آئینگے غرض دس بارہ روپے سے کچھ زیادہ رقم ہو جائے گی اور اس رقم سے میں وہ گلچھرے اُڑاؤنگا جو نہ اکبر کے سلیم کو میسر ہوئے ہوں اور نہ خان خاناں کے فہیم کو۔

---

شباب آیا۔ قویٰ نے تکمیل کو پہونچکر مطالبات کی صدا بلند کی جس قدر نشو و نما کے مدارج بڑھے اُسیقدر والدین کی شفقتیں بے پروا ہونے لگیں۔ ضرورتوں کا ایما ہوا کہ اپنی فکر آپ کرو۔ اور رفتہ رفتہ تفکرات کا وہ پورا پہاڑ سر پر آ پڑا جس سے کوئی عاقل بالغ اور مکلف انسان محفوظ نہیں۔ اِن غموں پر خوشی کا پردہ ڈالنے کے لئے اور اِن محنتوں کو آسائش کے نقاب میں چھپانے کے لئے زندگی کو ایک نیا رفیق پیدا ہوا۔ اب یہ کروڑوں میل کی دنیا میرے لئے چار ساڑھے چار فٹ میں سمٹ کر رہ گئی تھی۔ وہ مسرتیں تو کوسوں دور تھیں جنسے بچپن کا دامن لبریز تھا۔ لیکن ابھی غم نے دل میں جگہ نہیں پائی تھی شباب اگرچہ مسرتوں سے محروم تھا لیکن لذتوں کی کمی نہ تھی۔ اور یہ لذتیں کچھ نہ کچھ محنت و فکر کی تلافی کر دیتی تھیں اب میرے لئے عید صرف اسقدر ولولہ رکھتی تھی کہ جب عیدگاہ سے واپس ہو کر گھر میں قدم رکھونگا تو ایک پیکر مسرت آ کر لپٹے

سامنے ہوگا گویا عید کی مسرتیں صرف آنکھوں کے لئے رہ گئی تھیں۔

---

عمر کی دوسری جوبلی نے عید کی ان معصوم اور غیر عملی مسرتوں کا بھی خاتمہ کر دیا۔ اب دل کی ترکیب میں خوشی کا کوئی عنصر باقی نہیں۔ مسرتوں کی جگہ غم۔ سادگی کی جگہ احساس۔ بے فکریوں کی جگہ تفکرات رونما ہیں۔ قویٰ مضمحل ہو چکے ہیں۔ امنگیں جوانی کے ساتھ الوداع کہہ چکی ہیں۔ پہلو میں دل کی جگہ ایک بجھا ہوا چراغ ہے عید کا نام سُنا طبیعت بے چین ہو جاتی ہے وہ میری مسرتوں کو دنیا اپنے آغوش میں نصف درجن نونہال رکھتی ہے۔ کسی کے سر میں درد ہے۔ کسی کو بخار ہے۔ کوئی پیچش میں مبتلا ہے۔ یہ تو ان بیچاروں کی حالت ہے۔ لیکن مجھے یہ امراض ستا رہے ہیں کہ حمید کے سر پر ٹوپی نہیں رشید کے لئے جوتی درکار ہے۔ سعید کے لئے قمیص اور شیروانی کی ضرورت ہے۔ احمدی امجدی اور رسرمدی کے لئے تو سارے کپڑے بنانے ہیں۔ ایک پیسہ پاس نہیں۔ ساٹھ روپے کی آمدنی میں کیا ہوتا ہے ادہر تنخواہ ملی اور اُدہر ختم ہوئی۔ بزاز کا حساب عرصہ سے صاف نہیں ہوا کہ مزید قرض کی جرأت کیجائے۔ بھئی عید تو سال بسال آنے کی جگہ چو تھے۔ پانچویں سال آتی تو اچھا تھا۔ لیجئے عید کی مادی مسرتیں تو ختم ہو گئیں۔ اب مذہبی مسرتوں کی طرف دل متوجہ ہوتا ہے۔ مذہب کہتا ہے کہ عید کے دن خوشی مناؤ لیکن یہ جبری خوشی دلمیں کیونکر پیدا کیجائے۔ اگر دنیا سے قطع نظر کرکے دین کو دیکھتا ہوں تو اُدہر اس سے بڑھ کر بے سرو سامانی نظر آتی ہے۔ عید کی روحانی مسرت اُنکا حق ہے جو احکام الٰہی کے پابند ہیں۔ اُن کے دلمیں طاعت وعبادت کا ذوق ہے اور وہ ہر لحظہ یادِ خدا میں مصروف رہتے ہیں۔ افسوس میرے لئے عید نہ مادی مسرت رکھتی ہے اور نہ روحانی اب عید کے ساتھ مجھے اتنا تعلق باقی ہے کہ چھ تکبیروں کے ساتھ دو رکعتیں ادا کرلوں اور پھر چند منٹ تک معانقہ کے لئے سینہ سپر رہوں ؎

عید آمد و افزود غم را غمے دیگر
ماتم زدہ را عید بود ماتم دیگر

کاش عید کے دن یہ دین و دنیا کا محاسبہ مؤثر ثابت ہو۔ اور وہ خدا جس نے عید کی صبح کو نورانی پیشانی عطا کی ہے اور جس سے عید کی قبا کو قوس قزح کے رنگ دیئے ہیں مجھپر اپنی برکتیں نازل کرے۔ میں دنیا کی مصیبتوں سے نجات پاؤں اور توفیق کی دستگیری سے دین کی مشکلات پر عبور حاصل کروں اور آئندہ سال جب رحمت الٰہی عید کا لقب اختیار کرکے دنیا میں آئے . . . . تو میں ایک مطمئن دل اور پرسکون طبیعت کے ساتھ اُس کے خیر مقدم کو آگے بڑھوں۔

---

# حفظ ماتقدم طاعون (پلیگ)

از محمد فیاض خاں قائم مقام میڈیکل آفیسر مسلم یونیورسٹی علیگڈہ)

"الاحتماء افضل من الدواء"

چونکہ آجکل گرد و پیش کے اضلاع سے طاعون کے نمودار ہونے کی اطلاعیں برابر آ رہی ہیں، اس لئے یہ جاننا نہایت ضروری ہے کہ طاعون کس قسم کا مرض ہے اور کس طرح پھیلتا ہے تاکہ حتی الامکان ہر شخص اپنی حفاظت کے وسائل اختیار کر سکے۔

کیفیت مرض:۔ طاعون ایک شدید قسم کا متعدی وبائی بخار ہے جس میں عموماً جنگا سہ۔ بغل یا کان کے پیچھے کی طرف گردن میں گلٹیاں (یا بدیں) نمودار ہوتی ہیں اور بعض اوقات نمونیا بھی ہو جاتا ہے۔

یہ مرض کسطرح پھیلتا ہے:۔ ابتداءً یہ مرض چوہوں میں ہوتا ہے جنمیں یہ نہایت درجہ مہلک ہے۔ پلیگ زدہ چوہے کے خون میں نہایت چھوٹے چھوٹے طاعون کے کیڑے ہوتے ہیں اور پسو جو اس کی کھال میں گھسے ہوتے ہیں وہ خود اس کا خون اور اس کے خون کے ساتھ طاعون کے کیڑے چوستے رہتے ہیں۔ جسوقت مریض چوہا مرجاتا ہے تو یہ پسو اسکو چھوڑکر دوسرے چوہے کو جا لپٹتے ہیں اور اسکا خون چوسنے لگتے ہیں اسطرح سے ایک چوہے سے دوسرے چوہے میں طاعون کے کیڑے برابر منتقل ہوتے رہتے ہیں یہانتک کہ جب اُن پسوؤں کو کوئی چوہا نہیں ملتا، تو یہ بھوک سے تنگ آکر انسان کو کاٹتے ہیں اور جسے یہ کاٹتے ہیں، اس شخص میں چند دن بعد مرض کی علامات پیدا ہوکر نمودار ہو جاتی ہیں۔

مفصلۂ بالا طریقہ سے گلٹی دار طاعون پھیلتا ہے۔ اس قسم کا طاعون ایک مریض سے دوسرے مریض پر براہِ راست منتقل نہیں ہوتا۔ بلکہ پسوؤں کے ذریعہ سے پھیلتا ہے مگر وہ طاعون جس سے نمونیا ہو جاتا ہے۔ مریض اس کے تیمارداروں میں بذریعہ سانس وبلغم اور تھوک کے بڑی سرعت اور بڑی تیزی سے پھیلتا ہے جو نسبتاً زیادہ مہلک ہوتا ہے۔

یہ معلوم ہونےکے بعد کہ کثیر الوقوع پلیگ (یعنی گلٹی دار طاعون) چوہوں کی موجودگی سے پھیلتا ہے چنانچہ ہم کو "موش کشتن روز اول" پر عمل پیرا ہونا چاہئے چوہوں کا نیست و نابود ہونا پلیگ سے بچنے کے لئے نہایت ضروری ہے "نہ بانس ہوگا نہ بانسری بجے گی"۔ علاوہ بریں دیگر امور بھی ہیں جن پر عمل کرنے کی نہایت ضرورت ہے۔

(۱) چوہوں کو پنجروں کے ذریعہ پکڑوائیں۔
(۲) رہائشی کمروں میں کھانے کی کوئی چیز نہ رکھیں۔
(۳) پینے کا پانی ڈھانپ کر رکھیں۔
(۴) چوہوں کے بلوں کو بند کرادیں۔

(۵) مردہ چوہے کو مٹی کا تیل ڈلوا کر جلوا دیں۔
(۶) صفائی کا خیال رکھیں۔ کمرے صاف رکھیں۔
(۷) بوٹوں کے ساتھ جرابیں پہنے رہیں۔
(۸) اگر شہر میں طاعون ہو تو بلا ضرورت وہاں نہ جائیں خصوصاً دن چھپنے کے بعد
(۹) اپنی چارپائی۔ بستر لباس شب خوابی کو ہر روز چند گھنٹے دھوپ دیں
(۱۰) برآمدے میں یا کھلے ہوئے میدان میں رات کو سوئیں مگر سردی کی حفاظت ضروری ہے
(۱۱) تھیٹر۔ سینما اور ایسے تمام کھیل تماشوں سے جہاں کہ مجمع ہوتا ہو پرہیز کریں۔
(۱۲) رات کے وقت جسم کے اُن حصّوں پر جو کھلے رہتے ہیں تیل کی مالش کرنا مفید ہے۔
(۱۳) مریض کو تندرستوں سے علیحدہ رکھیں۔
(۱۴) جس مکان میں طاعون کی واردات ہو چکی ہو اسکو خالی کر دیں۔
(۱۵) نمونیائی طاعون میں تیمار دار کو مریض کے سرہانے کھڑا ہونا چاہئے منہ کے سامنے نہیں کھڑا ہونا چاہئے
(۱۶) حسب ذیل حالتوں میں طاعون کا ٹیکہ لگوائیں۔
(الف) اگر کثرت سے چوہے مرنے لگیں (ب) اگر طاعون آپ کی بستی یا اس کے قریب کے شہر میں پھیل جائے (ج) اگر آپ کو ایسی جگہ جانا پڑے جہاں طاعون ہو (د) اگر آپ کو مریضان طاعون کی تیمار داری یا اُن سے واسطہ رکھنا پڑے۔

طاعون کے ٹیکہ کا اثر قریب چھ مہینے یا بعض دفعہ اس سے بھی زیادہ عرصہ تک رہتا ہے جو لوگ طاعون کا ٹیکہ لگواتے ہیں ان پر عموماً مرض کا حملہ نہیں ہوتا اور اگر ہوتا بھی ہے تو اکثر شفایاب ہو جاتے ہیں۔

(۱۷) خوف و ہراس نہ کریں توبہ و استغفار سے دل کو قوی رکھیں۔

(علیگڑھ میگزین)

## خودغرضی

وہ آدمی جو کسی کو کچھ دینا نہیں چاہتا۔ جو اپنا حاصل کردہ سرمایہ دوسروں کے ساتھ بانٹ کر نہیں کھانا چاہتا وہ اُس کسان سے کم بیوقوف نہیں جو خشکسالی اور کھیتوں کی تباہی کا ایسا پختہ یقین کر بیٹھا تھا۔ کہ اس نے بیج بونے سے بھی انکار کر دیا۔ وہ کہتا تھا کہ میں غلہ کو اپنے گھر ہی میں محفوظ رکھونگا۔ ایسا نہو کہ خشک سالی کی وجہ سے یہ زمین میں ہی گل سڑ جائے اور پھر میرے پاس مشکل میں کھانے کے لئے کچھ نہ بچے مگر خدا کا کرنا یہ ہوا کہ اس سال خوب بارشیں ہوئیں۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اس بیوقوف کسان کو بھوکا مرنا پڑا حالانکہ اسکے پڑوسیوں نے جنہوں نے فراخدلی سے بیج بویا تھا۔ پیداوار سے کوٹھے بھر لئے۔

ایک ہمدرد نوع بشر کا قول ہے کہ انسان وہی کچھ بچاتا ہے جو وہ اوروں کو دیتا ہے اسکا باقی سب مال و دولت ضایع ہو جاتا ہے۔ جو کچھ ہم دیتے ہیں یہ ایک عجیب نامعلوم طور پر دوگنا چوگنا ہو کر ہمیں واپس ملتا ہے۔ دنیا میں سب سے زیادہ نفع بخش کام ہے۔ دو۔ دو۔ دو۔ یہی ایک طریقہ ہے۔ جو انسان کو ایک خشک بے لطف چیز بننے سے بچاتا ہے اس کے بغیر انسان کی زندگی ایک ایسے پھل کی مانند ہے جس سے سب رس نچوڑ کر پھینک دیا جائے

خودغرضی اپنے آپ کو تباہ و برباد کرنے کے مترادف ہے۔ وہ آدمی جو کبھی کسی کی مدد نہیں کرتا جو دوسروں کے سوال پر اپنی تھیلی کے منہ کو فوراً بند کر لیتا ہے۔ جو یہ کہتا ہے کہ وہ بمشکل اپنا ہی خیال رکھ سکتا ہے وہ اوروں کو کیا کرے۔ جو اپنے پڑوسیوں کے حال پر ایک نگاہِ غلط انداز بھی نہیں ڈال سکتا۔ الغرض جو اپنا مال و دولت اپنی ہی کوٹھڑی میں بند رکھنا چاہتا ہے۔ اور جو سب سے لینا تو چاہتا ہے۔ مگر دینا کچھ بھی نہیں چاہتا۔ اسکی حالت بہت ہی قابل رحم ہے۔ وہ ایک خشک شدہ پودے سے بھی حقیر و قابل نفرت ہے۔

ہم میں سے سب ان تنگدل آدمیوں سے واقف ہونگے جو کبھی کسی کو کچھ دینا نہیں چاہتے۔ وہ اپنی محبت و ہمدردی سے بھی دوسروں کو محروم رکھتے ہیں۔ آخر میں ایسے لوگ وہ سب کچھ گنوا بیٹھتے ہیں جسکو وہ حاصل کرنا چاہتے تھے۔ وہ بڑے مردہ دل و خودغرض ہوتے ہیں۔ نوع بشر کے ساتھ ہمدردی کرنے کا خیال بھی انہیں نہیں آتا۔ وہ انسانی زندگی کے اعلےٰ و افضل جذبات سے قطعی محروم ہوتے ہیں۔ خودغرضی۔ تنگدلی، لالچ ان کے دلوں کو بجس سا بنا دیتی ہے، وہ ایسے تنگدل و ممسک ہو جاتے ہیں کہ دوسروں کی بات کا مسکراہٹ سے جواب دینا یا دوسروں سے ایک لفظ بھی ہمدردی کہنا اپنا نقصان خیال کرتے ہیں انہوں نے اپنی یہ حالت بنا رکھی ہوتی ہے کہ وہ ہرگز دوسروں کے لئے باعث خوشی و مسرت نہیں ہو سکتے اس لئے قدرت کے اٹل قوانین کے مطابق وہ خود بھی ایسی برکتوں سے محروم رہ جاتے ہیں ؎

ایک دفعہ ایک ہٹے کٹے آدمی نے ایک کمزور سے نوجوان کو کسرت کرتے دیکھکر کہا "میرے دوست تمہارے لئے اس طرح اپنی طاقت کو خرچ کرنا عقلمندی نہیں تمہارا جسم پہلے ہی اس قدر کمزور ہے کہ تمہیں اپنا روزمرہ کا کام بخوبی انجام دینے کے لئے ہر ممکن طریقہ سے اپنی طاقت کو بحال رکھنا چاہئے نہ کہ اسطرح نامناسب طور پر اسے ضایع کرنا چاہیئے"۔ اس نوجوان نے جواب دیا "میرے مہربان دوست آپ کا خیال درست نہیں۔ آپ نے ورزش کی حقیقت کو ہی نہیں سمجھا۔ میرے لئے اپنی طاقت بڑھانے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ پہلے جو کچھ طاقت میرے پاس ہے وہ سب دیدوں۔

اسطرح میں کنسرٹ میں اپنی تمام تر طاقت خرچ کر دیتا ہوں۔ مگر جلدی ہی وہ پہلے سے زیادہ ہو کر مجھے واپس مل جاتی ہے جوں جوں میرے عضلات زیادہ طاقت خرچ کرتے ہیں اتنی ہی ان کی طاقت بڑھتی ہے "

بڑھنے کا یہ کلیہ قاعدہ ہے جو دنیا بھر کی تمام چیزوں پر عائد ہوتا ہے "دو اور بڑھاؤ۔ جمع کرو اور گنواؤ"

گلاب کا ایک خوشنما پوری طرح کھلا ہوا پھول کہنے لگا "میں اپنی خوبصورت پتیوں کو لپیٹ رکھونگا میں اپنی اس بیش بہا خوشبو کو قابو میں رکھونگا۔ یہ شبنم اور دھوپ سے حاصل کردہ مہک اپنے ہی لئے رکھونگا۔ یہ محض بے فائدہ وبے جا فضول خرچی ہے کہ میں اس سے ایک بے پرواہ راہرو کے حوالے کروں جو اسکی قدر ہی نہیں جانتا " لیکن جونہی کہ یہ خیال اس کے سر میں سماتا ہے اس کی خوشنمائی اور مہک کافور ہو جاتی ہے۔ اس کی آب و تاب جاتی رہتی ہے۔ یہ کملا جاتا ہے اور پتی پتی ہو کر جھڑ جاتا ہے۔

لیکن برعکس اس کے دریا دل غنچہ کہتا ہے " میں اپنے آپ کو دوسروں کو دیدونگا میں اپنی خوبصورتی وخوشبو ہر اُس شخص کے قدموں پر رکھونگا۔ جسکا اسطرف سے گزر ہو " خدا کی قدرت سے یہ پھل کردہ خوشنمائی اور خوشبو حاصل کرتا ہے جس کا خیال اسے خواب میں بھی نہ آتا تھا۔ اس کے پاس ایک بہت ہی معمولی اور حقیر سی مقدار خوشبو کی تھی مگر جونہی کہ اس نے تھوڑی سی مہک کو بھی اوروں پر قربان کرنے کی ٹھان لی۔ اسپر سورج کی کرنوں شبنم وہواے خوشبوؤں کی بارش کردی۔ یہانتک کہ یہ خوشبو سے مہک اُٹھا اور اردگرد کی ہوا کو بھی اس نے معطر کر دیا۔

دوسروں سے نیکی کرنا۔ ہر روز کسی نہ کسی کی مدد کرنا۔ معمولی سے معمولی حیثیت کے آدمی کو بھی ہمت دلانے کی عادت بنانا (خواہ یہ آدمی معمولی نوکر محنتی مزدور۔ معمولی اخبار فروش یا گاڑیبان ہی کیوں نہ ہو) کسی بدقسمت غم نصیب ومصیبت کے مارے کے گھر جاکر اسکو ڈھارس بندھانا اور اس کو تشفی آمیز الفاظ کہنا۔ الغرض ہر ممکن طریقے سے دوسروں کی مدد کرنا اپنا شعار بنالینا یہ ایک ایسی چیز ہے جو زندگی کو اعلیٰ وافضل بناتی ہے۔ یہی ایک چیز ہے جو انسان کو ایک گلاب کے پھول کی طرح معطر و دلکش بناتی ہے۔ یہی چیز ہے جو دینے سے دوگنی اور چوگنی ہو کر ہمیں واپس ملتی ہے۔

جہاں کہیں ہم جائیں ہمیں ایسا کرنے کے کافی موقعے ملتے ہیں۔ ہر جگہ کوئی نہ کوئی آدمی ایسا ملتا ہے جو ہماری مدد کا محتاج ہوتا ہے۔ کوئی نہ کوئی آدمی ایسا نظر پڑجاتا ہے جو مصیبتوں کے بوجھ سے جھکا پڑتا ہو۔ کوئی نہ کوئی ایسا دکھائی دے جاتا ہے جو ہماری ہمدردی ومدد کا حقدار ہوتا ہے۔ ہم محسوس نہیں کرسکتے کہ ایک چھوٹا سا ہمدردی کا کام بھی کیا کیا پھل لاتا ہے سینکڑوں آدمی دنیا میں ایسے ہوتے ہیں جنکے دکھی دل کو ڈھارس بندھانے کے لئے ایک تبسم بھری نظر ہی کافی ہوتی ہے۔ بہتیرے آدمی جو ہمت ہار کر بیٹھ گئے ہوتے ہیں۔ کسی کے ایک محبت بھرے لفظ سے یا محض مدد کی خواہش کے اظہار سے یا مصافحہ کرنے سے ہی نئی ہمت حاصل کر لیتے ہیں اور اپنے اپنے کاموں میں لگ جاتے ہیں۔ کئی آدمی جو بدقسمتی سے نا امیدی کے جال میں۔۔ پھنس چکے ہوتے ہیں صرف ایک ہی لفظ سے پُرامید ہو کر دنیا میں کچھ سے کچھ بن جاتے ہیں۔ دُنیا میں کئی ایسے تحفے ہیں جنکو خریدنے کے لئے دولت کچھ کام نہیں دیتی مگر انہیں ہر شخص اور طریقوں سے حاصل کرسکتا ہے اور دوسروں کو دے سکتا ہے۔ اس لڑکی کا حال بہت ہی سبق آموز ہے جو پیسہ پیسہ جمع کرتی رہتی تھی کہ وہ کرسمس کے موقعہ پر اپنی بوڑھی دادی کو خط لکھ سکے کہ "دادی میرا دل آپ کی عظمت سے لبریز ہے۔ مجھے آپ سے ازحد محبت ہے "

جو کچھ رکھتے ہو اوروں پر قربان کردو۔ مگر اپنے تحفے کے ساتھ اپنے آپکو بھی دیدو۔ دنیا محبت ہی کی بھوکی ہے "جوں جوں زندگی کے راستے پر بڑھتے جاؤ۔ اپنے اردگرد پھول بکھیرنے کی کوشش کرو۔ کیونکہ پھر اس رستے سے واپس آنا ممکن نہیں " (ہمایوں)

# میرا گیت

(از ترجمان حقیقت علامہ اقبال صاحب)

چشتی نے جس زمیں میں پیغام حق سُنایا، نانک نے جس چمن میں وحدت کا گیت گایا
تاتاریوں نے جسکو اپنا وطن بنایا، جس نے حجازیوں سے دشت عرب چھڑایا

میرا وطن وُہی ہے میرا وطن وہی ہے

یونانیوں کو جس نے حیران کر دیا تھا سارے جہاں کو جس نے علم و ہنر دیا تھا
مٹی کو جس کی حق نے زر کا اثر دیا تھا تُرکوں کا جس نے دامن ہیروں سے بھر دیا تھا

میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے

پھر تاب نے کے جس نے چمکائی کہکشاں کو ٹوٹے تھے جو ستارے فارس کے آسماں کے
وحدت کی لے سُنی دُنیا نے جس مکاں سے میر عرب کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے

میرا وطن وُہی ہے میرا وطن وہی ہے

بندے کلیم جیسے پربت جہاں کے سینا نوح نبی کا ٹھہرا آکر جہاں سفینا
رفعت ہے جس زمیں کے بام فلک کا زینا جنت کی زندگی ہے جسکی فضا میں جینا

میرا وطن وُہی ہے میرا وطن وُہی ہے

گوتم کا جو وطن ہے جاپان کا حرم ہے عیسیٰ کے عاشقوں کا چھوٹا یروشلم ہے
مدفون جس زمیں میں اسلام کا حشم ہے ہر پھول جس چمن کا فردوس ہے ارم ہے

میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے

---

**یاد رکھئے**:۔ کہ دفتر سے خط وکتابت کے وقت اپنے نمبر خریداری کا ضرور حوالہ دیدیا کیجئے چونکہ نمبر خریداری کے بغیر پتہ ملنا دشوار ہی نہیں بلکہ قریب قریب ناممکن ہے۔ (منیجر)

# رسائل کی روح

## حضرت ابو عمرو کی حق گوئی اور حضرت عمر کا حلم اور بردباری

حضرت عمر فاروقؓ نے ایک روز جابیہ (ضلع دمشق) میں خطبہ فرمایا کہ میں نے خالد بن ولید کو معزول کر دیا ہے۔ اور ان کی جگہ ابو عبیدہ بن جراح کو مقرر کیا ہے۔ کیونکہ جس مال کی تقسیم کی نسبت میں نے خالد کو حکم دیا تھا۔ کہ وہ صرف مہاجرین کو دیں۔ انہوں نے جاہ و شرف والے لوگوں اور بااثر آدمیوں کو بھی حصہ دیدیا۔ بااثر آدمی سے حضرت عمرؓ کا مطلب ایک شاعر سے تھا۔ جسے خالد نے مال غنیمت سے بہت سا روپیہ دیدیا تھا۔ یہ سنکر ابو عمرو احمد بن حفص مخزومی جو حضرت خالد بن ولید کے چچا زاد بھائی تھے۔ کھڑے ہو کر کہنے لگے۔ خدا کی قسم اے عمرؓ تم نے انصاف نہیں کیا۔ تم نے ایک ایسے عامل کو موقوف کر دیا۔ جسے رسول اللہ صلعم نے مقرر کیا تھا۔ اور تم نے وہ تلوار میان میں کر لی۔ جو رسولخدا صلعم نے کافروں کی گردن اڑانے کے لئے میان سے نکالی تھی۔

تم نے ایک ایسے جھنڈے کو سرنگوں کر دیا۔ جسے خود رسول مقبول صلعم نے بلند کیا تھا۔ تم نے حق قرابت کا لحاظ نہ کیا۔ اور اپنے چچا زاد بھائی پر حسد کیا۔ حضرت عمرؓ کی للہیت قابل آفرین ہے۔ جنہوں نے ان سخت اور درشت الفاظ کے جواب میں نہایت نرمی سے ارشاد فرمایا۔ کہ تم چونکہ خالد کے قریبی رشتہ دار ہو۔ اور ابھی نوجوان اور ناتجربہ کار ہو۔ اس لئے تم کو اس بیجا حمایت میں غصہ آگیا۔ قرون اولیٰ کی یہی باتیں تھیں۔ جو اسلام کی عروج و ترقی کا باعث ہوئیں۔ حضرات خلفائے راشدین نے عوام الناس کو کس قدر اختیارات نکتہ چینی کے دئے ہیں۔

## عقلمند منافق بہت خطرناک ہے

سیدنا احنف بن قیسؓ بڑے زکی عقیل اور دانشمند تھے۔ بصرہ کے لوگوں کے ساتھ حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت عمرؓ نے ان کی دینداری فراست اور خوش خلقی کا ملاحظہ فرما کر ان کو ایک سال تک روک لیا۔ پھر ایک دن بلا کر پوچھا کہ اے احنف تم جانتے ہو کہ میں نے تم کو اپنے پاس کیوں روکا ہے۔ عرض کی کہ خدا اور امیر المومنین ہی کو اس کا علم ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ رسولخدا صلعم نے ہمیں عقلمند منافقوں سے پرہیز کرنے کا حکم دیا ہے۔ کیونکہ ان کا فتنہ بہت خطرناک ہے۔ لہذا مجھے خطرہ معلوم ہوا۔ کہ کہیں تم تو اس گروہ میں نہیں ہو۔ پھر حضرت عمرؓ نے ایک خط والئے بصرہ کے نام لکھدیا۔ کہ احنف اہل بصرہ کے سردار ہیں۔ اس وقت سے ان کی عزت و توقیر بہت بڑھ گئی۔

## ایک مسلمان کے راز کی قیمت

سیدنا سطاۃؓ بن منظر سکونی کہتے تھے کہ میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ننانوے مشرکوں کو قتل کیا ہے کاش میں اتنے ہی مشرک اور قتل کر دیتا۔ لیکن کسی مسلمان کا راز فاش نہ کرتا کیونکہ کسی مسلمان کی پردہ دری کا گناہ ننانوے کفار کے قتل کے ثواب سے بھی نہیں مٹ سکتا۔

## یہ بال رسولخدا نے پکڑے تھے

حضرت انس بن مالک خادم حضرت سرور کائنات علیہ السلام والتحیات کے گیسو بہت بڑھے ہوئے تھے۔ ایکمرتبہ انہوں نے ارادہ کیا کہ ان کو کاٹ ڈالیں۔ تو ان کی والدہ نے ان کو منع کیا۔ اور کہا کہ ان بالوں کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پکڑا کرتے تھے۔

سیدنا ابو محذورہ اوس ابن معیر قریشی جو مکہ میں بعد فتح کے حضرت رسولخدا کی جانب سے موذن تھے۔ ان کے سر پر بہت لمبے بال تھے۔ ان کے بھتیجے نے ان سے کہا اے چچا آپ اپنے بال کیوں نہیں کٹواتے کہنے لگے میں ان بالوں کو کبھی نہیں کٹواؤنگا کیونکہ ان کو رسول خدا صلعم کے مبارک ہاتھوں نے مس کیا ہے۔ اور انہیں برکت کی دعا دی ہے۔

## درود شریف کے فضائل

سیدنا ایوب ابن بشیر انصاریؓ نے ایک دن رسول خدا صلعم سے عرض کیا۔ کہ میں اپنی نماز کا تیسرا حصہ آپ پر درود پڑھنے اور آپ کے لئے دعا کرنے کے لئے خاص کر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا کچھ حرج نہیں ہے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ملتمس ہوئے۔ کہ میں چاہتا ہوں اپنی نماز کا نصف آپ پر درود شریف پڑھنے کے لئے وقف کر دوں آپ نے فرمایا کہ ایسا کرلے میں کچھ حرج نہیں۔ پھر تھوڑی دیر چپ رہ کر ایوب نے عرض کی۔ کہ میں چاہتا ہوں کہ اپنی کل نماز آپ ہی پر درود پڑھنے اور دعا کرنے میں صرف کر دوں۔ آپ نے فرمایا کہ ایسی صورت میں اللہ تعالےٰ ان کاموں سے تمہاری کفایت کرے گا جو دنیا و آخرت میں تمہیں مصیبت میں ڈالیں۔ اور تیری تمام دینی و دنیوی مشکلات کی کارسازی کریگا۔

## لڑکی کی پیدائش برکت کا باعث ہے

سیدنا اوسؓ بن ساعدہ انصاری حضور نبوی میں حاضر ہوئے۔ حضرت نے ان کے چہرہ پر کچھ آثار ناخوشی کے دیکھے تو فرمایا کہ ابن ساعدہ یہ کیا بات ہے کہ میں تمہارے چہرہ پر رنج کے آثار دیکھتا ہوں۔ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میری کچھ لڑکیاں ہیں۔ اور میں انکی موت کی دعا مانگتا ہوں۔ حضرت سرور کائنات صلعم نے فرمایا۔ اے ابن ساعدہ

ایسی دعا نہ کرو۔ کیونکہ نعمت میں برکت ہوتی ہے۔ یہی لڑکیاں نعمت کے وقت شکر کرنے والی اور مصیبت کے وقت رونے والی ہوتی ہیں۔ اور بیماری کے وقت بھی تیمارداری کرتی ہیں۔ ان کا ثقل زمین پر ہوتا ہے ہوتا ہے اور ان کی روزی اللہ عزوجل کے ذمہ ہے۔ (القریش)

## بندر

مسلم میں ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان اللہ لم یھلک قوما او یعذب قوما فجعل لھم نسلا وان القردۃ والخنازیر کانت قبل ذلک یعنی خدا نے جس قوم کو مٹایا یا ان پر اپنا عذاب بھیجا پھر اُن کی نسل کو باقی نہیں رکھا اور البتہ بندر اور سور اس سے پہلے بھی تھے۔

یہ حدیث اس غلط خیال کی پوری طرح تردید کرتی ہے جو لوگوں میں عام طور سے مشہور ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے بعض اقوام کی ان کی نافرمانیوں پر شکل اور صورت مسخ کر دی تھی۔ ان کو بندر وغیرہ بنا دیا تھا۔ اب جو بندر موجود ہیں انہیں کی نسل میں ہیں۔ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف لفظوں میں فرمایا ہے کہ بندر اور سور ابتدائے آفرینش عالم سے موجود ہیں، جن ملتوں کی شباہت تبدیل ہوئیں وہ اسیوقت دو تین روز کے اندر فوت ہو گئے۔ ان کے حالات کتب تفاسیر، واحوال انبیا میں مرقوم ہیں۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ بندر رب العزت کی ایسی مخلوق ہے۔ جن کے افعال اور حرکات بنی آدم سے بہت ملتے جلتے ہیں۔ مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ کسی زمانہ میں آدمی تھے۔ (الصالح)

## گم کردہ منزل

ہر کارواں کی ایک منزل ہے۔ ہر مسافر کے رستے کا ایک آخر ہے جہاں پہونچکر وہ اطمینان کی سانس لیتا اور گردِ سفر کو جھاڑتا ہے۔ مگر آہ! میں وہ کارواں ہوں جس کی کوئی منزل نہیں وہ مسافر ہوں جسکو نشانِ راہ تک نہیں ملتا۔

مدتوں صحرا نوردی کی، زمانے تک جنگلوں کی خاک چھانتا پھرا۔ کونسی ایسی وادی ہے جہاں میرے نالوں کی فلک دوز آوازیں گونجی نہ ہوں۔ کونسی ایسی راہ ہے جو میرے نقش قدم سے خالی رہ گئی ہو؟ مگر وائے بر حال منزل کا ملنا تو کجا؟ نشانِ منزل تک گم ہے۔

ترس سب کھاتے ہیں ہمدردی سب کرتے ہیں، میری حالت پر ہر شخص آٹھ آٹھ آنسو رو بھی لیتا ہے مگر کسی کے ترس کھانے سے مجھے میری منزل نہیں مل جاتی، کسی کے ہمدردی کرنے سے میں نشانِ راہ نہیں پا جاتا ہوں مجھ پر دو گھڑی رو لینے سے میری کھوئی ہوئی عزیز شئے واپس نہیں آجاتی پھر تو میں کیونکر دم لوں؟ پھر اِن سب کا کیا حاصل؟۔

مجھ پر سچا ترس کھانے والا تو وہ ہے جو میرے ہاتھوں میں اُسے لا کر دے جسکی مجھے تلاش ہے، میرا حقیقی ہمدرد وہ کہا جا سکتا ہے جو مجھ کو اُس تک پہونچائے جسکی مجھے طلب ہے۔ اور میری حالت پر واقعی آنسو بہانے والا وہی ہوگا جو میری باہیں پکڑ کر اصل راہ پر لاسکے اور مجھے میری منزل تک پہونچا دے کیونکہ میں موصل الی الطریق کا خواہاں نہیں، مجھے موصل الی المطلوب کی ضرورت ہے۔

یہ سب لایعنی۔ یہ سب لاحاصل، یہ سب بے سود۔ نہ کسی کا ترس کھانا ہی کام آئے گا نہ کسی کی ہمدردی کچھ فائدہ پہنچائیگی! نہ کسی کا رونا کارگر ہوگا! نہ میری سعی بے حاصل بار آور!

لیکن ہاں اگر "وہ" جس نے اپنی شان میں خود ہی یختص برحمتہ من یشاء فرمایا ہے اپنے اُسی انداز مخصوص سے "اپنا" کرلے تو بیشک ولاریب، کامرانی اور فیروزمندی میرا حصہ ہے اور

یہی وہ منزل ہے جسکا میں متلاشی ہوں! (حسن وعشق)

## اخلاقی قوانین اور اُنکی ماہیت

قانون اور قواعد معاشری کا اصل کام افراد کے حقوق و فرائض کی تنظیم و ترتیب ہے۔ یہ دونوں باہم لازم و ملزوم ہیں اور تمامتر اضافی ہیں۔ ہر حق اپنے ساتھ ایک فرض لاتا ہے، اور ہر فرض ایک حق کے لئے داعی ہوا کرتا ہے۔ اس کے صرف یہ سطحی معنی نہیں کہ ایک شخص جب کوئی حق رکھتا ہے تو دوسروں پر اسکی حرمت فرض ہوجاتی ہے، بلکہ دراصل اس کے یہ معنی ہیں کہ کسی شخص کو جب کوئی حق ملتا ہے تو اس کے ساتھ ہی اسپر یہ فرض ہوجاتا ہے کہ وہ اس حق کو جماعت کے فائدہ کے لئے استعمال کرے۔ قانون اور اخلاقی فرض کے درمیان تشابہ یا توارد واقع ہوجانیکی وجہ سے علی العموم لوگوں کا ذہن ان دقیق معنوں کی طرف راجع نہیں ہوتا حقوق کے قیام میں عام طور پر قانون سے جو مدد لیجاتی ہے، اس کے سلسلہ میں جن فرائض کی تعیین ہوجاتی ہے، لوگ انہی کو اخلاقی فرض سمجھتے ہیں، اور ان فرائض سے بیخبر رہتے ہیں جنہیں قانون کے زور سے نہیں منوایا جاتا۔ حالانکہ دراصل اخلاقی فرض وہی ہیں اور قانون جن فرائض کی تعیین کرتا ہے وہ صرف حدود اختیاری کی حیثیت رکھتے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک شخص قانون کے ذریعہ کسی جائداد پر اپنا حق محفوظ کراتا ہے۔ اب قانون اس حق کے ساتھ اسپر صرف یہ فرض عائد کر سکتا ہے کہ وہ اپنے اس حق کے استعمال میں دوسروں کے حقوق پر دست درازی نہ کرے؛ اور اس بات کی تعریض اس کے دائرہ سے خارج ہوتی ہے کہ وہ اس جائداد کے فوائد کو حسب ضرورت اپنی ذات پر استعمال کرنے کے بعد زائد از ضرورت حصہ کو جماعت کے مفاد پر صرف کرے۔ کیونکہ قانون کا منشا صرف حقوق اجتماعی کا تحفظ ہے، افراد کے فرائض کی تعیین نہیں، اور نہ یہ اخلاقی فرائض علم الاخلاق کے قانون میں اجباری ہیں۔ پس لوگ اس غلط فہمی کی وجہ سے اخلاقی فرائض کو نہیں سمجھتے۔ اور اسی لئے دنیا میں یہ بات چل نکلی ہے کہ "آدمی کو اپنی چیز کا اختیار ہے جسطرح چاہے

صرف کرے۔ کوئی شک نہیں کہ ہر شخص اپنی چیز کو خود اپنے اختیار سے صرف کرنے کا حق رکھتا ہے۔ مگر اخلاق جو ہر جگہ اجتماعی فائدہ پیش نظر رکھتا ہے ہم پر یہ فرض عائد کرتا ہے کہ اپنی چیز کو حتی الامکان جماعت کے فائدہ پر صرف کرے۔

(ہمایوں)

## مُسلم سے خطاب

اُٹھ مُسلم خوابیدہ یہ خوابِ گراں کب تک؟
مقہورِ زماں کب تک؟
مزدورِ جہاں کب تک؟
مسردِ زماں کب تک؟
محمورِ جہاں کب تک؟
اُٹھ مُسلم خوابیدہ یہ خوابِ گراں کب تک

۲

اُٹھ اُٹھ مئے ایقاں پی اے میکشِ دیرینہ
تیرا دل بے کینہ،
وحدت کا ہے گنجینہ
ہے طور ترا سینہ،
تو عرش کا ہے زینہ
اُٹھ اُٹھ مئے ایقاں پی اے میکشِ دیرینہ

۳

اُٹھ دل سے مسلماں ہو کر عہدِ کہن تازہ
تو حق کا ہے آوازہ
عرفان کا دروازہ
اقوام کا شیرازہ
اللہ کی جمازہ
اُٹھ دل سے مسلماں ہو کر عہدِ کہن تازہ

۴

اُٹھ جاگ بہت سویا جینا ہے تو مسلم بن
کیوں دین سے ہے قدغن؟
ماوے سے یہی ار من
اے آہوئے شیرافگن
بیباک ہو لاتحزن
اُٹھ جاگ بہت سویا جینا ہے تو مسلم بن

۵

اُٹھ ہوش میں آ مسلم یہ بے خبری کب تک
یہ بے بصری کب تک؟
یہ کم نظری کب تک؟
یہ دربدری کب تک؟
دریوزہ گری کب تک؟
اُٹھ ہوش میں آ مسلم یہ بے خبری کب تک؟

## میری دُعا یہ نہیں

میری دُعا یہ نہیں کہ تو مجھے دُنیا کی مصیبتوں سے بچالے بلکہ یہ کہ میرے کمزور دل کو وہ ضبط عنایت کر جو زندگی کے خطروں کا استقبال اپنی ہمت سے کیا کرے!

یہ نہیں کہ تو زمانے کے جھگڑوں جھیلوں کو میرے قریب نہ پھٹکنے دے بلکہ یہ کہ تکلیفوں کے خوفناک ہجوم میں تو میرے جی کو ہر گھڑی صبر و رضا سے آباد پائے!

میری دُعا یہ نہیں کہ میں ناز و نعمت کی گود میں پلوں اور رنگینیِ عشرت کی اداؤں سے اپنے بے چین دل کو مخمور کر لوں بلکہ صرف یہ کہ میں مانگی ہوئی خوشی کی بے سامانی کو دل کی آنکھوں سے دیکھ لوں اور میرے آنکھ کان جسمانی آسائش کی لذتوں سے کچھ لطف نہ اٹھائیں!

اے آقا! میرا نفس تھوڑے بہت کے دُکھ درد سے تڑپ تڑپ کر نڈھال ہو رہا ہے اور میری جان دُنیا کے رنج و راحت کی اینچا تانی میں دیوانی ہوئی جاتی ہے۔ اس سے میں یہ نہیں چاہتا کہ تو مجھے ہمیشہ کے عیش بخشے دیکر خوش و خرم بنالے!!! اب یہ مجھ پر ظاہر ہو چکا ہے کہ عیش کی میٹھی گولی بیمار دل کے لئے زہر قاتل ہے۔ میں نے اکثر دیکھا ہے کہ اک ناز و نعمت سے پلا ہوا وجود زندگی کی اونچ نیچ میں غم و خوشی کے دُکھ سہہ کر اس قابل نہیں رہتا کہ اسکی رُوح حیاتِ پاک کی فضا میں پھیر و بنکر اُڑا کرے۔

سو اے آقا! میری دُعا تجھ سے یہ ہے کہ تو میرے دل میں اچھی باتوں کا احساس پیدا کر اور پھر اُن کے ادا کر سکنے کی خواہش میرے لئے وقف کر دے!

میرا دن نت نئے ارادوں سے شروع ہو اور میری شام دسکون و اطمینان پر ختم ہو جائے!

تو مجھے توفیق دے کہ میرا گرد آلود تیری خوشنودی کا آئینہ بن جائے اور میں عمر بھر اُس میں تیرے پیارے حُسن کی جھلک دیکھتا رہوں

(ہمایوں)

# معلومات

**دودھ کیونکر پیدا ہوتا ہے**:- انسان کے جسم میں پسینہ اور تھوک کے غدود کے علاوہ ایک اور قسم کے غدود ہوتے ہیں جو خون سے دودھ علیحدہ کرتے ہیں۔ انہی غدودوں کی وجہ سے دودھ پیدا ہوتا ہے۔

**شمع کے اردگرد پروانہ کیوں پھرتا ہے** پروانے شمع کے اطراف اس لئے پھرتے ہیں کہ اُنکی آنکھ روشنی کی قلیل مقدار کی تاب لا سکتی ہے اس لئے جب وہ روشنی کے سامنے آتے ہیں اُن کی قوت و بصارت زائل ہو جاتی ہے۔ جسکی وجہ سے وہ اشیاء کی تمیز نہیں کر سکتے۔ اور خود روشنی کے اردگرد پھر کر آخر کار جل بجھتے ہیں۔

**انڈے کے اجزائے ترکیبی** انڈے کا تقریباً تین چوتھائی حصہ پانی ہے۔ اس کے اجزائے ترکیبی یہ ہیں:- پانی ۷۵ فیصدی پروٹین (لحمی مادہ) ۱۲½ فیصدی
چربی ۱۰½ فیصدی معدنی اجزا ۱ فیصدی۔

لحمی مادہ خون اور اعصاب کی ساخت میں مدد دیتا ہے۔ چربی حرارت پیدا کرتی ہے۔ جو انسانی کل چلانے کے لئے لابدی ہے۔ معدنی اجزا جسم کو صحیح و سالم حالت میں رکھتے ہیں۔ اور ہڈی اور رگ و ریشہ کی ساخت میں مدد دیتے ہیں۔ انڈے کی سپیدی خالص البومن ہے۔ اس کے اجزائے ترکیبی یہ ہیں۔ پانی ۸۶٫۲ فیصدی۔ لحمی مادہ ۱۲٫۳ فیصدی۔
چربی ۰٫۶ " معدنی چیز ۰٫۵ "

سپیدی میں ایک جزو ترکیبی گندھک ہے جو چاندی کے چمچے کو کالا کرتی ہے سیاہی کا سبب یہ ہے کہ گندھک چمچے کی چاندی سے ملکر سلور سلفائڈ بنجاتی ہے جسکا رنگ کالا ہوتا ہے۔

**خون** خون پانی سے کسیقدر وزن دار ہوتا ہے۔ خون میں دو ذرات ہوتے سپید اور لال۔ سپید ذرات میں جو کیڑے ہوتے ہیں وہ اُن کیڑوں کا مقابلہ کرتے ہیں جو پسینہ کی یا دوسری سوراخوں میں سے جسم میں داخل ہو جاتے ہیں اور اسطرح جسم انسانی کی حفاظت کرتے ہیں۔ لال ذرات کی معمولی جسامت انچ کا $\frac{1}{3200}$ حصہ ہے۔ انمیں لوہے کے شامل ہونے سے رنگت لال ہوتی ہے۔

**کیلا** یہ پھل ہیئت ترکیبی اور غذائیت میں آلو کے لگ بھگ ہوتا ہے۔ اجزائے ترکیبی مختلف حالتوں میں مختلف ہوتے ہیں کچے کیلے میں زیادہ نشاستہ ہوتا ہے۔ جو پکنے پر شکر سے بدل جاتا ہے۔ ۷۰ تا ۸۰ فیصدی حصہ کھانے کے قابل ہوتا ہے۔ اکیس فیصدی چربی اور نشاستہ ہوتا ہے۔ جس سے قوت پیدا ہوتی ہے۔ اس میں دوسرے پھلوں سے زیادہ ازولی یا اعصاب بنانے والے اجزا ہوتے ہیں جو جسم کی پوری طور پر پرورش کرتے ہیں کیلے کے آٹے سے ایک قسم کی روٹی بنائی جاتی ہے۔ یہ زود ہضم بھی ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ اور طریقوں سے بھی اِسکا استعمال کیا جاتا ہے اور طرح طرح کے نفیس چیزیں بنائی جاتی ہیں۔ اس کی مختلف حصوں سے مختلف دوائیں بناتے ہیں۔ ایمرسن مشہور امریکن کہتا ہے کہ کیلے کا عرق وبا میں پیاس بجھاتا ہے۔

**تمباکو** تمباکو کے استعمال سے رگوں پر بہت بُرا اثر پڑتا ہے۔ ایک روسی محقق نے دماغ ریڑھ اور رگوں کے مقامات کا خوردبین سے معائنہ کیا جس سے ظاہر ہوا کہ تمباکو ہر روز پینے سے دو ہفتے کے بعد رگوں کے مراکز میں خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ نظام عصبی پر اس کا بہت بُرا اثر پڑتا ہے جس سے انسان اقسام کی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ تمباکو میں نکوٹین کے علاوہ اور زہر کم مقدار میں پائے جاتے ہیں۔

**دُودھ کیوں کھٹا ہوتا ہے** حکمت والوں نے دریافت کیا ہے کہ دودھ دوہنے کے بعد اُسمیں کوئی چیز داخل نہ ہونے دیں تو وہ ہرگز کھٹا نہیں ہوتا۔ لیکن ایسا کرنا قریب قریب ناممکن ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ سب قسم کی چیزیں دودھ میں داخل ہو جاتی ہیں۔ اُنمیں سے بعض چیزیں مثلاً گرد و غبار کے ذرات خالی آنکھ سے نظر آتے ہیں۔ لیکن وہ باریک باریک کیڑے جو ہوا سے برتن میں گرتے ہیں خوردبین ہی سے دکھائی دیتے ہیں۔ یہ مختلف انواع کے ہوتے ہیں۔ اِن ہی میں ایک خاص قسم کا کیڑا ہوتا ہے جو ہمیشہ دودھ میں رہتا ہے۔ اس کی من بھاتی غذا دودھ کی مٹھاس ہے۔ دودھ کی شکر کو ترش کرتا ہے۔ خوش قسمتی سے یہ کیڑا دودھ پینے والے کو زیادہ نقصان نہیں پہنچاتا۔ ترش دودھ تازہ دودھ کے مماثل ہوتا ہے۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ اُسمیں دوسرے کیڑے جنمیں سے بعض ہمارے دشمن ہیں۔ نشوونما پاتے ہیں۔ دودھ کو ہوا سے بچائیں یا اُبالیں تو کھٹا نہیں ہوتا۔

## کم سرمایہ والوں کے لئے

# وسائل معاش

### مسی

بریلی مسی سرمہ کے لئے تمام ہندوستان میں مشہور ہے۔ اسکی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ شروع شروع میں ایک شخص نے اسی سرمہ کے کام کو جو بادی النظر میں بہت معمولی کام معلوم ہوتا ہے۔ شروع کیا اور استقلال و ایمانداری کے ساتھ کرتا رہا۔ اسی مسی سرمہ کی دو دو چار چار پیسہ کی پڑیوں نے اس کو لکھ پتی بنا دیا۔ دوسرے لوگوں نے بھی دیکھا دیکھی کام شروع کیا اور وہ بھی اس کی طرح کامیاب ہوگئے۔ چھوٹے سے چھوٹے اور معمولی سے معمولی کام کو بھی حقیر نہ سمجھا جائے اگر کوئی شخص اسی کام کو استقلال وخوبی کے ساتھ کرنا چاہے تو گھر بیٹھے تیس چالیس لا لینا کوئی بڑی بات نہیں۔ عام طور سے سیاہ مسی استعمال کیجاتی ہے۔ مگر بعض خواتین سرخ مسی بھی استعمال کرتی ہیں نسخے مندرجہ ذیل ہیں۔

### نسخہ سرخ مسی

کتھہ۔ مجیٹھہ۔ چھالیہ۔ پوست ہلیلہ زرد، تب یمانی بریاں۔ مصطگی رومی۔ سب کو ہموزن لیکر سفوف بنالیں اور نہایت خوبصورت کارڈ بورڈ کے چھوٹے چھوٹے بکسوں میں رکھکر فروخت کریں۔

### نسخہ مسی سیاہ

| برادہ آہن | مازو | طوطیا سبز بریاں | |
|---|---|---|---|
| ۲½ تولہ | ۲½ تولہ | ایک تولہ | |
| سفید کتھہ | الائچی خورد | ہیراکسیس | شب یمانی نیم بریاں |
| ۲ تولہ | ۶ ماشہ | ۶ ماشہ | ۶ ماشہ |
| پوست ہلیلہ زرد | عقرقرحا | | |
| ۶ ماشہ | ۶ ماشہ | | |

ان تمام ادویہ کا سفوف تیار کریں اور کسی بڑے منہ کی چھوٹی سی شیشی میں بند کرکے فروخت کریں یہ مسی محض منہ ہی کالا نہیں کرتی بلکہ دانتوں کے لئے بے انتہا مفید ہے۔

### ریگ مال بنانا

ریگ مال بھی نہایت ضرورت کی چیز ہے بہت سے کاموں میں آتا ہے۔ اسکولوں اور مدرسوں میں پنسلوں کے باریک کرنے کے لئے۔ لکڑی کے صاف کرنے کے لئے۔ لوہے پر جلا کرنے اور زنگ دور کرنے کے لئے غرض اس کے علاوہ اور صدہا کاموں میں لایا جاتا ہے۔ مگر افسوس کہ ایسی معمولی چیز بھی ہندوستان میں تیار نہیں ہوسکتی۔ لاکھوں روپیہ سال کا ولایت سے آجاتا ہے۔ شاید اس سے زیادہ کسی چیز کا بنانا آسان نہ ہو۔

پہلے ایک موٹا کاغذ لیجئے۔ اوپر اس پر سریش کا کپڑا پھیر دیجئے۔ اس کے بعد ایک دوسرے کپڑے سے کاغذ کو صاف کر دیجئے تاکہ سریش برائے نام رہ جائے اور اس کاغذ پر باریک کٹا ہوا ہلکا ہلکا بکھیر دیجئے اور کاغذ کو دو کاربورڈ دن میں دباکر کسی معمولی چیز کے نیچے رکھدیجئے تاکہ صفائی آجائے۔ نکالنے پر ولایتی سے زیادہ کارآمد اور خوبصورت ریگ مال ہوگا اگر اسکے فروخت کا انتظام باقاعدہ کیا جائے تو اچھا خاصہ روزگار ہے۔

### ایک معقول روزگار

ببول کا درخت ہندوستان میں ہر جگہ پایا جاتا ہے اگر برسات کے موسم میں ان درختوں میں سوراخ کر دیا جائے تو گوند نکلتا ہے قریب قریب ہر درخت سے ۲۔ آونس - ۴۔ اونس تک گوند نکلتا ہے لندن کی سوڈان کمپنی سے ہندوستان میں جو گوند آتا ہے وہ فی پونڈ ایک روپیہ کے حساب سے فروخت ہوتا ہے برسات کے دو ماہ میں کم سے کم ایک درخت سے ۱۲۔ اونس یا ¾ پونڈ گوند نکلتا ہے۔ اگر کمپنی مذکور کو صرف نصف قیمت پر بھی یہ گوند فروخت کیا جاوے تو ۱۲ فی درخت آمدنی ہوسکتی ہے ایک شخص مہینہ بھر میں اگر صرف ۱۰۰۔ ببول کے درختوں سے گوند نکالے تو دو ماہ میں ۱۵۰، روپیہ کی آمدنی کا تخمینہ ہوتا ہے۔ اگر اس سے کم آمدنی سے بھی قطع نظر کیا جاوے تو بھی ۶۰۰ روپیہ سالانہ کی آمدنی میں کوئی کلام نہیں اس حساب سے ۵۰ روپیہ ماہوار کی آمدنی ہوئی۔

دنیا بھر کی ہر ایک چیز بادی النظر میں نہایت معمولی معلوم ہوتی ہے لیکن اگر غور کیا جائے تو ہر شئے نہایت اہم اور ضروری معلوم ہوگی۔ گوند جیسی معمولی چیز۔ بظاہر جس کی کوئی حقیقت نہیں لاکھوں من باہر جارہی ہے۔ اور غیر ممالک والے اسی کی بدولت لاتعداد روپیہ کماتے ہیں۔ اگر گوند کے ہی برآمد کا کام کیا جائے تو معقول نفع ہوسکتا ہے۔

### گوندانی بنانا

شاید ہندوستان کا کوئی بھی چھوٹا بڑا دفتر ایسا ہوگا جہاں اسکی ضرورت نہیں۔ کام کرنے والا شخص لاکھوں کی تعداد میں فروخت کرسکتا ہے۔ اور بنانے میں بھی کوئی دقت نہیں۔ بڑے منہ کی شیشیاں خرید کریں اس میں بجائے ڈاٹ کے لکڑی ڈھکنے بنوائیں جسکے بیچ میں ایک پتلی لکڑی میں چھوٹا سا برش لگا ہو جو کاغذ پر گوند لگانے کے کام اس کے بوتلوں کو نہایت صاف گوند سے بھر دیں اور عمدہ خوبصورت لیبل لگاکر بازار میں فروخت کریں اور معقول نفع اٹھائیں۔

# سوالات

## مذہبی

(۱) نماز جنازہ پڑھنے کے بعد دعا مانگتے ہیں اس کا کیا حکم ہے۔ اگر ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنے کا حکم ہے تو بیٹھ کر اور کھڑے رہ کر دعا مانگنا کیسا ہے۔ مفصل جواب درکار ہے (۳/الف)

## طبی

(۲) تین سال سے کانوں میں سے آواز نکلتی ہے۔ کبھی دل کو زیادتی ہو جاتی ہے اور کبھی شب کو نیند نہیں آتی۔ مجرب نسخہ درکار ہے (محمد شریف حیا)

(۳) سر گھومتا ہے۔ بہت کچھ علاج کیا کچھ فائدہ نہ ہوا۔ قبض کی بھی شکایت ہے۔ مجرب نسخہ درکار ہے۔ ( ” )

(۴) اختلاج قلب کی شکایت ہے۔ کبھی کبھی سیدھے جانب درد ہوتا ہے۔ ضعف دماغ بھی ہے طبیعت ہمیشہ پریشان رہتی ہے مجرب نسخہ درکار ہے۔ ( ” )

(۵) آنکھوں میں خارش رہتی ہے۔ پانی جاتا ہے۔ سر میں درد رہتا ہے۔ قبض بھی ہے۔ نزول الماء کی شکایت ہے۔ مجرب نسخہ درکار ہے۔ (۳/الف)

(۶) دودھ زیادہ ہو جائے ایسے نسخے کی ضرورت ہے (۱۱۳/اٰحق)

(۷) بچپن سے کان بہتا ہے ۸ سال ہو گئے ہیں اب سماعت میں بھی فرق آگیا ہے۔ مجرب نسخہ درکار ہے (۲۹۵/ق)

(۸) ہاضمہ کمزور ہے مجرب نسخہ درکار ہے (۳۱۹/م)

## صنعتی

(۹) شیشہ پر پارہ چڑھانے کی کیا ترکیب ہے۔ (۳/الف)

## متفرق

(۱۰) رسالہ دین و دنیا کی دو جلدیں میرے پاس موجود ہیں۔ اگر کسی کو ضرورت ہو تو چار روپے میں پتہ ذیل سے طلب کریں اور اگر متفرق درکار ہوں تو بھی پتہ ہذا سے طلب کریں

(پتہ) شیر محمد خاں نظامی۔ مقام تعلقہ پور سد۔ ضلع اکولہ (اٰحق)

(۱۱) حیدرآباد دکن میں موٹر ڈرائیوری کو نسی کمپنی میں سکھائی جاتی ہے اور کیا خرچ کرنا پڑتا ہے اور کتنے عرصہ میں موٹر ڈرائیوری کے کام سے بخوبی آدمی واقف ہو سکتا ہے۔ (۳/اٰحق)

(۱۲) کسی صاحب کے پاس رسالہ دین و دنیا جلد دوم کا ماہ جولائی کا پرچہ ہو تو مطلع کریں۔ (۳/اٰحق)

(۱۳) تاریخ مکان جو کہ سنہ ۱۳۴۲ھ تعمیر ہوا اور رحمن منزل نام رکھا گیا ہے ضرورت ہے۔ اگر درمیان میں رحمن منزل موزوں ہو جائے تو زیادہ بہتر ہوگا۔ (۲۹۹/م)

(۱۴) سوڈیم بائی کاربونیٹ۔ ٹارٹرک ایسڈ۔ بین الی۔ اور شربت کو رنگین کرنے کا رنگ کہاں سے اور کس قیمت پر ملیگا۔ (۱۱۲/اٰحق)

(۱۵) بچھو کے کاٹے ہوئے اور سر کے درد کے مریض کے بچانے کے لئے دعائے قرآنی مع ترکیب درکار ہے۔ (۳۸۶/م)

(۱۶) گیس کی بتی بنانے کا ایک ایسا نسخہ مجرب درکار ہے۔ جسمیں کوئی نجس چیز مثل شراب براندی وغیرہ شامل نہ ہوں (ایک خریدار)

(۱۷) کسی ایسے کارخانہ کا پتہ مطلوب ہے جو انڈے مرغی خریدتا ہو۔ ( ” )

(۱۸) ابراہیم لنکن سابق پریزیڈنٹ امریکہ کہاں کے رہنے والے تھے اور وہ کس ذریعہ سے امریکہ کے پریزیڈنٹ ہوئے اُنکے والد کا کیا نام تھا۔ اُن کے مفصل حالات کسی کتاب یا رسالہ میں موجود ہیں یا نہیں۔ ( ” )

(۱۹) ایسے کارخانوں و دکانوں کے پتے مطلوب ہیں۔ جہاں پیپرمنٹ نارنگی۔ لیمو وغیرہ کی مٹھائیاں بکتی ہوں یا بنتی ہوں۔ ( ” )

# جوابات

(۱۱۱۲) ہڈی کی تجارت کرنے کے لئے پتہ ذیل پر خط و کتابت کیجئے

پتہ: S.J. Mumtaz & Co:

(۱۱۰۹) محمد ذاکر الرحمن و مسعود الرحمن خاں - فرد افاتون -

سنہ ۱۳۴۲ھ　سنہ ۱۹۲۳ء　سنہ ۱۳۴۲ھ

دلوضہ خاتون

سنہ ۱۹۲۳ء

(۱۱۰۴) The Commercal Poultry Farm
St: John's Hill Bangalore (South India)

مندرجہ بالا پتہ سے خط و کتابت کیجئے (۹)

(۱۰۷۹) تاریخ مدرسہ

باقی نہ رہی اسمیں کوئی خامی اب ٭ ممکن نہیں مسلم کو ناکامی اب
بیساختہ نکلی یہی تاریخ اسعار ٭ تعمیر ہوا مکتب اسلامی جب
۱۳۴۱

تاریخ مسجد

ہوا کام مسجد جست حرام ٭ کہ ہیں سجدہ ریز اسمیں ہر خاص و عام
اسعار سال تعمیر یوں عرض کر ٭ بنا آج یہ حوب بیت حرام
۱۳۴۱ھ

(سید احتشام احمد خریدار)

(۱۰۸۶) محمد خورشید حسن میں ۱۳۴۰ھ نکلتے ہیں ( ، )

(۱۰۸۸) مرکی - بزرالبنج - افیون - تخم کاہو - سندل سفید - کند۔
۵ ماشہ ۵ ماشہ ۵ ماشہ ۵ ماشہ ۵ ماشہ ۲ ماشہ
انزروت تخم ریحانی آملہ مشہ ( عرق گلاب اور کاہو بقدر
۲۰ ماشہ ۲ ماشہ ۲ ماشہ ( ضرورت عرق گلاب و
کاہو کے پانی میں سحہ ادویہ خوب باریک پیسکر تین تین ماشہ کی
ٹکیاں بنالیں - ایک ٹکیہ وقت ضرورت پانی میں گھسکر پیشانی
پر لیپ کریں - فوراً دردسر کافور ہوجاتا ہے - دردشقیقہ
(نصف سرکا درد) کو بھی نفع عظیم پہنچاتا ہے (دیکے ازخریدار)

(۱۰۸۵) اس کا تجربہ فرماکر نتیجہ سے دفتر دین و دنیا میں اطلاع دیں ( " )

(۱۰۸۷) بہجبند - تم ہلیل - اندرجو تیرپ - حار خشک خورد - تمر بالکہا
۵ تولہ ۵ تولہ ۱۰ تولہ ا تولہ ۱۰ تولہ
سپستان ۲ ( شکر ہموزن ادویہ جملہ ادویہ کا سفوف
۲ تولہ ( بناکر روزانہ ایک تولہ ہمراہ آب بادو لیں

(۱۰۸۹) گوڑ ماربوٹی - ست گلو دیسی خالص عمدہ - زنجبیل -
۳ ماشہ ۱۰ ماشہ ۴ رتی
سلاجیت خالص - کشتہ فولاد - مغز جامن
۲ رتی ا رتی ۱۰ ماشہ
بلا شیرینی پیسکر کھانا چاہئے - یہ ایک خوراک ہے -

نوٹ - ست گلو خود تیار کرنا چاہئے - باقی ادویات عمدہ ہوں
گوڑ ماربوٹی اگر نہ ملے - تو بھوپال سے اپنے کسی دوست
کے ذریعہ منگا لیجئے - وہاں بکثرت ہوتی ہے (دیکے ازخریدار)

# اِنشائے لطیف

## ہمراز

(از پروفیسر اکبر خاں حیدری - ایم - آر - ایس - دہلوی)

میں نے اپنی محبت کے راز کو دل کے عمیق ترین گوشہ میں چھپایا - اور یہ کوشش کی کہ تم اس سے آشنا نہ ہو - تمہیں اس کا علم نہ ہو - تم نہ جانو کہ ایک بدنصیب دور رہ کر تمہارے خیالی مجسمہ کی پرستش کرتا ہے - میں جانتا ہوں کہ محبت اُسی وقت تک پُرامن ہے جب ایک اور صرف ایک سینے میں مقید ہے - دو دلوں میں تقسیم ہونے کے بعد محبت خطرناک صورت اختیار کر لیتی ہے - یہی وجہ تھی کہ میں نے اپنا راز تم سے چھپایا - اپنی زبان کو بھی اس راز سے آگاہ نہ کیا -

---

ہاں میں نے اپنا راز کسی سے نہ کہا - مگر مجھے ڈر تھا کہ میرا سینہ شق ہو جائیگا انسانی محبت میں انسان کی خوشبو کا راز ہے - ہر چند ایک خاص خوشبو کا راز ہے مگر اس خوشبو کا - جس میں صرف محبت میں فنا ہو جانے والے کو ہوتا ہے - مجھے امید تھی کہ میرا کلیجہ پاش پاش ہو جائیگا - میں گُل کو دائم دیکھ چکا تھا - مجھے معلوم تھا کہ صبا کی دلداری سے متاثر ہو کر گُل نے صبا کو اپنا ہمراز بنایا - اور اُس کا راز حقیقت میں اسکی خوشبو کا باعث تھا ظاہر ہو گیا - اُسکا کلیجہ شق ہو گیا - صبا نے اُس کا راز چھین کر تمام گلستان میں نکہت کے پردے میں برباد کر دیا -

---

جب میرا راز محبت میرے دل میں فنا ہوتا نظر آیا اور میرا جگر گُل کی طرح شق نہ ہوا تو مجھے بدگمانی شروع ہوئی - اور میں مضطرب رہنے لگا - مجھے یقین ہو گیا کہ میرا راز میرے دل میں پوری طاقت کے ساتھ محبوس نہیں ہے - میں متفکر اور پریشان ہوا - میں نے کوشش کی کہ اس چور کا پتہ لگاؤں جس نے میری زندگی کے بہترین سرمایہ پر ناجائز تصرف کیا - میری بدگمانی مختلف صورتوں میں تبدیل ہوتی رہی - لیکن ایک خاص عرصے تک مجھے کچھ کامیابی نہ ہوئی - اور میں اپنی ناکامی پر خون کے آنسو روتا رہا - آخر ایک دن مجھے معلوم ہو گیا -

---

میرے آنسو فضا کے دامن میں جذب ہو گئے - شبنم کے قطروں کے ساتھ پرواز کر گئے - آفتاب کی شعاعوں میں منتقل ہو گئے اور یہ شعاعیں اُن کو اپنے ہمراہ آسمان پر لے گئیں - میں نے ان کو روشن اور شفاف ستاروں کی صورت میں جلوہ گر پایا ان کی خنکی ماہتاب کی کرنوں میں محسوس کی - مگر مجھے یہ خبر نہ ہوئی کہ یہ میری محبت کا ایک جزو ہیں - مجھے معلوم نہ ہوا کہ یہ میری محبت کا گم شدہ راز ہے -

---

ایک دن جب کہ ابر گھر رہا تھا زمین اور آسمان کے درمیان ایک رشتہ محبت قائم کر رہا تھا - آسمانی رحمتیں زمین کے دامن کو مالا مال کر رہی تھیں - باغ کو گل و لالہ - راغ کو سبزہ - اور رند "سبیب" و "بوم" کو خس رحمت ہو رہی تھی - سمندر نے اپنا وسیع آبی دامن پھیلایا - اور کسی ایسی چیز کا طالب ہوا جو اب تک اسے نصیب نہ ہوئی تھی - اُس نے کہا کہ مجھے ان پانی کے قطروں کی - جن پر تمہیں ناز کرتی ہے ضرورت نہیں - مجھے کوئی ایسا عطیہ ملنا چاہئے - جس پر میں ناز کر سکوں اور جسکو اپنی ہستی کا ماحصل سمجھوں -

---

ابر گھرا - یہ درخواست سُنکر ساکت ہو گیا - ساکنانِ عرش دم بخود ہو گئے - ابر نے اپنے چاروں طرف نظر ڈالی اور میرے آنسوؤں کے قطرے اُسے نظر آئے - وہ مسکرایا اور کیفِ مسرت سے بیخود ہو کر رقص کرنے لگا - اُسکی ناعاقبت اندیشی نے اُسے مست کر دیا اور عین مستی کے عالم میں اُس نے میرے آنسو سمندر کے سپرد کر دئے - ساکنانِ عرش میں ایک تلاطم پیدا ہو گیا - بادل گرجنے لگے بجلی تڑپنے لگی - اور اُنکی فریاد پر فضا میں گونجنے - مگر میرا راز سمندر کے سینے میں منتقل ہو چکا تھا -

---

سمندر نے اِس امانت کا احترام لیا اور ایک صدف میں بند کر کے اپنی عمیق گہرائیوں میں دفن کر دیا - یہ ذخیرہ نایاب اور اہلِ دنیا کی نگاہوں سے پوشیدہ ہو گیا - سمندر کی موجیں اسکی نگرانی کرنے لگیں - اور سمندر میں اس بے بہا نعمت کے حاصل ہونے سے ایک عجیب اضطراب اور بے چینی پیدا ہو گئی - مگر سمندر کی عظیم الشان شخصیت بھی اس راز کو چھپانے سے قاصر رہی - میرے آنسو - میری محبت کا راز - جب اپنے مولد و منشا یعنی میرے دل کی چار دیواری میں قید نہ رہ سکا تو اس سمندر میں کسطرح پوشیدہ رہ سکتا تھا -

---

آخر ایک دن مشیت ایزدی کو اس حق تلفی کا احساس ہوا - اور اُس نے میرا راز جو تمہاری اور صرف تمہاری ملکیت تھا - اور جسکی زیست کا مدعا تمہارے گوش گذار ہونا قرار پایا تھا ایک "زر پرست" کی سرفروشیوں کی بدولت سمندر کا جگر چیر کر اس سے چھین لیا - اور راز کی رہائی عطا کر دی - مختلف مراحل طے کرانے کے بعد تم تک پہونچا دیا - تم اس سے محفوظ ہوئے اور تم نے اِسے اپنے نازک "کان" کا آویزہ بنایا -

---

میں خوش ہوں کہ میرا راز فاش ہو گیا میں مطمئن ہوں کہ "حق بحقدار رسید" اور میرا راز ایک عرصے تک آوارہ رہنے کے بعد آخر تمہارے کان تک پہونچیگا - تم نے اِسکی پذیرائی کی - کبھی تنہائیوں میں دنیا اور مافیہا سے بے خبر ہو کر اسکی سیاحت کا ماجرا سُنلو - اور اس سے پوچھو کہ اس نے تمہارے

کان تک پہونچنے کے لئے کیا مصائب برداشت کئے۔ اور اگر ممکن ہو تو کبھی مجھے اسکی موجودہ صورت، اس کے حسین اور نازک آشیانے کی آغوش میں دکھا دوں۔

---

"میں یقیناً سے معراجِ عروج پر دیکھ کر سرد ہو نگا"

## آہ یہ نظریں!

تھکی ہوئی، تمام شبہائے عشق کی بقیہ مسرتِ مخمور سے تھکی ہوئی نظریں، تیری آنکھوں سے جو مسرت و شیدا و پُرلطف دقیقے دینے کے وعدے کرتی ہیں، اِن آنکھوں سے نکلنے والی ہلکی نظریں!

ان سیاہ آنکھوں کی سوزاں ظلمتوں میں میں ایک ایسا مبہم اشارہ دعوت پاتا ہوں کہ میری روح ان نعمتوں کو دیکھ دیکھ کے حرص سے لرزنے لگتی ہے۔

جب تک کہ تیرا لطف خریدا جاتا ہے، تو چاہے جتنی اونچی ہو جتنی چاہے اونچی جنس عسیر الحصول نظر آ، میں بھی ایک پوری رات، ایک لمبی رات تیرے پاس تیرے سینے میں گزار لیا کرتا تھا، مگر میرے شوق، میری آتشِ اشتیاق کو جو تیرا کل وجود، روح چاہتی ہے، تیری بے بیجانی، تیری بے حرارتی، تیری بے خبی زائل کر دیتی ہے، بجھا دیتی ہے۔

تیرے چاہنے والے جو تیرے دل تک دراہ نہیں پہونچ سکتے، جو پیسہ دیکر تجھ تک پہونچتے ہیں، اُن کے لئے تیرے نفسے کسقدر بار رو، تیرا احساسِ شوق کسقدر جھوٹا، اور تیرے گلے ملنا کسقدر بیزار سنگراہ، تیرے بوسے کسقدر روکھے ہوئے اور سست ہیں۔

یہ جانتا ہوں مگر پھر وہی! یہ آنکھیں، یہ سیاہ آتش سے بھڑکنے والی سیاہ آنکھیں، اور ان کی متلاشی ظلمتیں جو متجسس معلوم ہوتی ہیں۔ یہ خاموش سوزمت ہیں۔ اِن کی تپش میں جب میں اپنے تئیں پاتا ہوں تو میں بھی یہ چاہنے لگتا ہوں کہ چاہے کچھ ہو میں بھی اِن آنکھوں کی ظلمتوں میں ڈوب جاؤں، تب بھی اِس آتش سے اپنے تئیں جلالوں۔ ایک رات تو اِن آنکھوں سے سرمستِ آلام ہوں۔

اور اگر میں تو اصلی محنت کرے، اُف! کہیں تو ایک ذرا دیا ہے۔ اُسوقت دیکھتی ہو، سوختت کو سوچ کے اور اپنے پر نظر ڈال کے، یعنی روح کو دیکھ کے میں اِس طرح ڈرنے لگتا ہوں جسطرح ایک پُر طوفان رات کی پرشور تاریکی سے کوئی ڈرتا ہے۔

میں نہیں، دور ہوجا، میں نہیں چاہتا۔ اور اپنے ساتھ اپنی اُس آواز کو بھی لیجا جو میری روح کو زیر و زبر کر رہی ہے، اور اُس نغمے بے شئے نشے کو بھی ساتھ لیجا جو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی محبت کی بغلگیری سے حاصل ہوا ہے۔

اتنی دور رہ جا کہ تیری آواز کو، تیرے گانے کو نہ سُن سکوں، تجھے نہ دیکھ سکوں اور تو بھی اے موسیقی، آہ! اے موسیقی، تو بھی چُپ ہوجا۔ وہ غزل کا وہ راگ نہ گا، جو مجھے زندگی کی سب سے بہتر ایک رات کی یاد دلاتا ہے۔ ان حرارتوں کو، اُن شعروں کو جو میری روح میں مستور ہیں۔ اُبھران وہیجان نہ دے۔

کیونکہ میں خود اپنے سے، اپنی طاقتِ تحمل سے شبہ کرنے لگا ہوں، کیونکہ میں ڈرنے لگا ہوں کہ میں اِس عورت کے لئے سب کچھ کر گزروں گا، میں ڈرتا ہوں کہ میں اپنی متانت کھو بیٹھوں گا، اپنی سلامتی، اپنی انانیت جسے میں ابتک قایم رکھ سکا ہوں، ہاتھ سے دے بیٹھوں گا۔

چپ رہ، دیکھ میں کانپ رہا ہوں، دیکھ میں مرا جا رہا ہوں۔

## میرا ساغر

اَے شراب! بس میرے سامنے سے دُور ہوجا۔ کیونکہ تو دُنیاوی آلائش سے لتھڑی ہوئی ہے۔ اور میری رُوح تجھ سے بیزار ہے۔ تجھ سے کہیں زیادہ صاف اور چمکتی ہوئی ایک شراب ہے۔ جس کا میں دلدادہ ہوں۔ اور وہ موسم بہار کی مستی ہے۔ میرا ساغر آسمان ہے۔ اور میری آنکھ موئے کشی پر میرا دماغ اِس کے پینے سے عالمِ بالا کی سیر کرتا ہے۔ اَے نیشکر آ۔ اور چل۔ میں اور تو دونوں سبز پہاڑیوں کی سیر کرینگے۔ اور وہاں آفتاب کی روشن شراب پئینگے۔ یہاں تک کہ آفتاب کی شان و شوکت ہمارے سر میں سما جائیگی۔

اَے خدا! جو تمام عالم کا مالک ہے۔ میری رُوح تیری طرف جا رہی ہے یہاں ہماری زیست ایک خوفناک تفرقہ ہے اور بہت ہی گہری جدائی ہے جو دُنیاوی خوفوں سے پُر ہے۔

جب روح نکل جاتی ہے تو ہم سر اُٹھا کر اُوپر کو دیکھتے ہیں۔ جیسے کہ کوئی ماں اپنے بچے کو جو عقاب کے چنگل میں ہے دیکھتی ہے۔ اگر یہ دیوانہ پن نہیں ہے تو کیا ہے۔

اَے خُدا! مجھے ان آفتوں سے بچا۔ (بشیر احمد)

## گنگا جمنی صفحہ

(از جناب سلیم الدین صاحب کیل)

نیلے آسمان کے کنارے سنہری روپہلی دھوپ بجتی ہوئی زمین کو جھوتی چھوڑ رونق مسجد و مندر کو متی ... رہی ہے۔ اس ... شفق میں کہیں ... کہیں چمپئی رنگ کی جھلکیاں ہیں۔ دریا تالاب کنگا بھی نئے ہوئے ہیں شیلوں پر، نوں پر سونے چاندی کا مینہ برس رہا ہے مشرق و مغرب دو لماد ... ہیں دن ہوا ہوگیا اب شام رات ہوئی

بستی سے کچھ فاصلہ پر ایک سبزہ زار میں ایک گنگا ہے کچھ نالے بھی ہیں جو بہر بھرے ہیں قدرتی مناظر سے آئے ہیں۔ نیلے آسمان کے نیچے لہلاتی

گھاس کے کنارے اِن نالوں کا پانی جو یہاں وہاں ہے اپنے دھندلی اور جلد مٹنے والی زندگی کا خیال کرتے اپنی دوامی زندگی کی دھن میں ایک دوسرے سے مل جل کر یک رنگ ہم روپ ہو رہا ہے، اور اپنی رفتار کے مطابق اُٹھتا اٹھلاتا روانی میں شور کرتا ہوا۔ اتحاد و اتفاق کا سُریلا راگ گاتا اپنے ہم قوم گنگا کے پاس آیا اور فوراً گنگا میں مل گیا۔ ان نالوں کے گنگا میں ملنے سے گنگا کا کس بل بڑھا اور اس اتفاق نے گنگا کی زندگی میں انقلاب پیدا کیا اصلی قومی روح یعنی محبت قومی کو اُبھارا جوشِ ملی بڑھایا ان نالوں کو اپنی ہستیوں کو گنگا میں ملانے سے مقصد یہی تھا کہ قوم کے زور بازو میں فرق نہ آنے اور وقت سے پہلے زمانہ مٹا نہ دے اِن نالوں نے ہماری قوم سا اپنے تفرقوں سے قوم کی قوت زائل نہیں کی وہ قالب ایک روح بنکر وجسم یکجاں ہو کر وقت سے پہلے بھری کی سوچیے۔ جیسا نالوں اور گنگا کے پانی نے اتفاق کیا باہم صدِ الفت باندھا اور رفیدا ہو کر قومی ہمدردی کا ثبوت دیا۔ بس ایسا ہی بارب ہما۔ املک ہماری قوم اتفاق کرے باہم الفت رکھے کیونکہ نفاق بڑھ رہا ہے اور ملک و قوم کے فدائی مفقود ہو رہے ہیں۔

# ایک پارسی دوشیزہ کو دیکھکر

## الہ آباد کی نمائش میں

سیر کرنے والی، عالم نور کی شہزادی ایک اہتزازی رقص کے ساتھ سبک سیر شفاف خراماں پیکرِ آتش' اک بے خبر مصروفیت تماشا' میں سراپا محو روشنی کی، ایک تبسم نقریٔ خندہ ضیار کے ساتھ ملے ہوئے گلابی رنگ میں ڈوبی ہوئی مجسمہ برق مجھ سے اشارہ کر رہی ہے، بلا رہی ہے، کھینچ رہی ہے گھسیٹ رہی ہے۔ روشنی کی تیز کرنیں مجکو اک مودب فاصلہ پر روکے ہوئے تڑپ رہی ہیں، تڑپا رہی ہیں۔ نکیلی شعاعیں، مجھ سے، میرے جسم سے، میرے دل و جگر سے پار ہو ہو کر گزر رہی ہیں، اور میں اُن کو سمیٹ سمیٹ کر، اپنی حریص آتشِ عشق کے ساتھ ملا کے، اپنی متحیر، کشادہ، طامع نگاہ میں اس شعلہ حسن کی پرستش کر رہا ہوں۔ یہ نزہت بار زندگی، یہ مستقار ترکیب عناصر، یہ شادابِ حُسن رواں، میرے وجود، میری روح لرزاں کو مسحور کر رہا ہے، اپنی آنکھوں کی تاریک خندیدگی سے، اپنے بالوں کی بدمست شکستگی سے، اپنی شان جبری سے' اپنے کان کے تبسم آویزوں سے'، اپنی بلوری کلائیوں سے، اپنی گوری گردن سے۔ میری روح پاش پاش ہو کے' ٹوٹ ٹوٹ کے ٹکڑے ہو ہو کے، اپنے ماخذ'، اپنے جیز اصلی، اپنے نقطہ کشش سے مل رہی ہے، جسکو شعلۂ نظر جلائے دیتا ہے، پھونکے ڈالتا ہے اور یہ خاک ہو ہو کے اس کے نازک قدموں کے تلے پس کے فنا ہو رہی ہے۔

اے نقرئی آواز والی دوشیزہ، اے ہر سانس کے ساتھ سینہ کو اُبھار کے دماغ سے قوت احساس چھین لینے والی تصویر خراماں' لمبے سیاہ بالوں والی' کالی پتلی والی، لانبی پلکوں والی، نازک کمر والی لڑکی، ٹھر ٹھر' میں بھی تیرے ساتھ، تیرے سبک خرام وجود کے ساتھ تیرے یاسمین شباب کے ساتھ چلتا ہوں، تو چلتی چلتی لٹری ہو کے نغمہ نمش، تو خود شعر ہے۔ زیجیات، تو خود موسیقی ہے خراماں۔ تو مجھے دیکھ کے ایسی نہ بن کہ گویا مجھے نہیں دیکھتی۔ میری روح بے آرزو، ایک آرزو سے بے روح ہے، جسکو سوائے مٹ جانے، برباد ہو جانے، خاک ہو جانے کے اور کچھ نہیں آتا، اپنے وجود کا صدقہ نزاکت، اپنی ہستی کا صدقہ نزہت، ایک زخم کاری اور لگائے جا، اُفوہ۔

خدا کرے تیری شگفتگی قایم رہے، تو خوش رہے، تجکو یہ تیری سحر آگینی مبارک ہے اور مجھ ایسے مجروح روح والے روز، لاکھوں، تیرے حسن دشوار پر قربان ہوتے رہیں۔

(متمدن)

# بادل اور موجیں

(مترجمہ مسٹر حامد اللہ افسر۔ بی۔ اے)

اماں! بادل کے رہنے والے مجھسے کہہ رہے ہیں' ہم صبح سے شام تک کھیلتے ہوئے پھرتے ہیں، ہم سنہری صبح کے ساتھ کھیلتے ہیں، ہم روپیلی صبح کے ساتھ کھیلتے ہیں'، میں کہتا ہوں "میں وہاں تمہارے پاس کیونکر آؤں"۔ وہ جواب دیتے ہیں "زمین کے سرے پر آجاؤ، آسمان کی طرف ہاتھ اٹھالینا، پھر تمہیں بادلوں پر اُٹھالیں گے، میں نے کہا "میری اماں گھر بیٹھی ہوئی میرا انتظار کر رہی ہیں، میں اُنہیں چھوڑ کر کیسے آجاؤں"

اِس پر وہ ہنس کر چلے گئے،

لیکن اماں! میں ایک اِس سے بھی اچھا کھیل جانتا ہوں میں تو بادل بنونگا اور تم چاند بن جانا،

میں تمہیں دونوں ہاتھوں سے چمٹ جاؤں گا، اور ہمارے گھر کی سب سے اونچی چوٹی نیلا نیلا آسمان ہوگی،

سمندر کی موجیں مجھ سے کہتی ہیں۔

"ہم صبح سے شام تک گاتے ہیں، ہم برابر آگے بڑھتے جاتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ ہم کہاں سے گزر رہے ہیں"

میں پوچھتا "لیکن میں کیونکر تم سے آکر مل جاؤں"،

وہ جواب دیتے ہیں "سمندر کے کنارے پر آجاؤ، وہاں اپنی آنکھیں بند کرکے کھڑے ہوجانا، پھر تمہیں موجوں پر لے جائیں گے"۔

میں نے کہا "میری اماں شام کے وقت مجھے گھر سے باہر نہیں جانے دیتیں میں اُنہیں چھوڑ کر کیسے آجاؤں"، اسپر وہ ہنستی ہیں، ناچتی ہیں اور چلی جاتی ہیں

لیکن میں ایک اس سے بھی اچھا کھیل جانتا ہوں،

میں تو دریا کی لہریں بنجاؤنگا اور تم اس کا کنارہ،

میں آگے بہت دور تک جاکر، ہنستے ہوئے تمہاری گود میں آپڑونگا، اور دُنیا میں کوئی بھی نہ جانے گا کہ ہم دونوں کہاں ہیں، (ٹیگور)

# مجاز و حقیقت

(ایڈیٹر)

دیر و حرم کو دخل ہے قیاس و وہم کو بار ہے — مگر ایک تحیر سے یہ ثابت ہے کہ شریک محفل یار ہے

کوئی سایہ بھی دو نظر پڑا فضائے شوق میں آئے — مگر اسکے پیکر ناز میں جو قبائے جسم بھی بار ہے

یہ فگار جنوں وہ طلب تجھے جو دلکی جستجو میں — کہ مراد جس سے ہے کاروان وہی طلسم غبار ہے

وہ سراب ہے کہ خیال میں بھی دہی کدورت بید لم — ادھر ایک ستی نا تمام کہ خیال ہی جو بار ہے

پھر اسی ادا سے ہو جلوہ گر پھر اسی نگاہ کو سر کرے — کہ دلوں میں اب وہ سرور ہے نہ سرو دلیں جو چھپ رہے

یہ عبث ہے حسرت بام و در کہ قفس میں ہے کوئی جلوہ گر — جسے جانتا ہے گناہ تو وہ تماشا ہے وہی نگار ہے

نہ شکایت غم ہجر ہے نہ وہ دورِ نرگس شرمگیں — نہ وہ کاروان سرشک ہے نہ فضائے دامن تار ہے

نہ وہ اضطراب کا حال ہے نہ وہ اختلاط وصال ہے — مگر اک شبیہ خیال ہے کہ ہنوز زیب کنار ہے

کوئی اور روز حال تھا طبیب ہی کو خیال تھا — لب گور شمع گداز ہے یہی زندگی کا مدار ہے

یہ سکون جنبش قلب کہ تو یہ راحت آرزو — یہ وداع طاقت دید ہے کہ پیام آمد یار ہے

یہ تو اہتمام نہیں ہے کہ جواب جو بھی نہیں ہے — یہ سکوت تو ہے مزار ہے کہ پیام لوس لگن ہے

کبھی ترنم ہے کبھی تو خیال کبھی گلشن کبھی تیلیاں — وہ بہار گلشن ہجراں کبھی پھول ہے کبھی خار ہے

نہ ملال گریۂ یاس ہے نہ خیال خندۂ آرزو

کہ نگاہ وحشی زار میں یہ عجب بہار ہے وہ شرار ہے

(از مولانا شوکت میرٹھی)

وہ درد دل میں سوخت چرخ بریں نہ ہو — آسودۂ کدورت کلفت زمیں نہ ہو

سجدہ سر نیاز سے نفرت گزیں نہ ہو — گر سنگ آستاں ترا جیں بہ جبیں نہ ہو

بے کیف ہے سے رنگیں ساقی چھلکی ہوئی — تا رآفریں ہے جو وہ نیاز آفریں نہ ہو

جو سرفرو نہو وہ کبھی ہو نہ سرخرو — ہو دل نشیں نہ ہو تو سیہ رو نگیں نہ ہو

خالِ رخ صنم کہ سویدائے دل سمجھ — عرفاں کا نقطہ بیں ہو اگر نکتہ چیں نہ ہو

دنیا کی سرزمیں ہے یہ دام نہاں — دانا اگر ہے طائر دل دانہ بیں نہ ہو

تو خاک ہو گئے یہ جیسے ہوئے ہیں ہم — زیر زمیں بھی خوف ہے چرخ کہیں نہ ہو

کیا تنہ خو بتوں سے دل ناتواں کو باک — خاشاک قہر شعلہ سے بیتاب کیں نہ ہو

تحت الثریٰ بھی رتبہ پستی میں کم نہیں — نازاں تو اپنی اوج پہ چرخ بریں نہ ہو

خورد تو ستہ رہ دلکا ہے جب فزمن عشق — تو پھر توشہ چیں خس خرمن چیں نہ ہو

تھا گر گراں صدف میں تو کم ظرف تھا گہر

دریا میں اوج موج کبھی تہ نشیں نہ ہو

رباعی

بندوں کو سالہا جلائے خوابیدہ کر دل — لرزتی میں قلم کی شاخ ہو کر دل

گو جیب سوں بتجر کی حقیقت کھلجائے — بولوں تو عنادل کی زباں بند کر دوں

(از جناب ریاض خیرآبادی)

بہار نام کی ہے کام کی بہار نہیں — کہ دست شوق کسی کے گلے کا ہار نہیں

یہ کس نے نالۂ لیلیٰ کو بند میں گھیرا — کہ دامن وحشت کے میں قیس کا غبار نہیں

جناب شیخ نے جب پی تو منہ بنا کے کہا — مزا بھی تلخ ہے کچھ بو بھی خوشگوار نہیں

سحر بھی ہوتی ہے چلتے ہیں کہ اجل ہم بھی — اب آ کے آنے کا ہمکو بھی انتظار نہیں

ادب اس دل مردہ کو کیوں ہے پہلو میں — عذاب گور نہیں گور کا فشار نہیں

مجھے یہ ڈر ہے نہ ہو اور طول محشر کو — مرے گناہوں کا مالک کوئی شمار نہیں

یہی چراغ لحد تھے یہی تھے قبر کے پھول — اب اٹھتے نقش قدم بھی سر مزار نہیں

حنا لگا کے جو سوئے ہیں کل وہ خواب میں ریاض

کچھ ان کی رنگینی نباک کا اعتبار نہیں

(جناب مرزا جعفر علی خاں صاحب اثر لکھنوی)

معمور تجلی سے حیرت کدۂ دل تھا — آئینہ تھا پہلو میں آئینہ مقابل تھا

ناکامی حسرت پر سر پیٹتی ہیں موجیں — کشتی تھی تلاطم میں اور سامنے ساحل تھا

کھلائے نظارہ سے خالی تھے ابھی دامن — وہ آپ تماشائی وہ آپ ہی محفل تھا

اس قتل کی لذت میں سب وصل کی لذت تھی — پیکاں تھا کبھی دل میں پیکاں میں کبھی دل تھا

پیمان محبت کو یوں دل سے بھلا دینا — تیرے لئے آساں ہو میرے لئے مشکل تھا

تو زہر اسے سمجھا غافل نہ مزا اچھا — یہ ذوق فنا کوشی اس زیست کا حاصل تھا

کیا لطف صبوحی تھا اس نور کے تڑکے کا — سرجوش تھا ادھر ساقی سرشار ادھر دل تھا

تحصیل تھی حاصل کی یہ سعی دل وحشی — منزل پہ پہونچکر بھی سرگشتہ منزل تھا

جینے کے لئے مرنا مرنے کے لئے جینا — آساں ہے یہ آساں تھا مشکل ہے یہ مشکل تھا

مژگاں سے جو دامن تک مشکل سے اتر پہنچا

یہ خون کا ایک قطرہ سینے میں کبھی دل تھا

(جناب مولانا سعید رزمی بھوپالی)

اب تک خیال کرشش احتفار راز کا — پردہ الٹ بھی دے کہیں بزم مجاز کا

پردہ سمجھ رہا ہے تجھے جسے تیرے راز کا — آئینہ تھا وہ جلوہ حسرت نواز کا

حیرانیوں میں کٹ گئی یہی تمام عمر — سمجھے نہ ہم فریب طلسم مجاز کا

ہر ذرہ دے رہا ہے مجھے درس زندگی — ممنون ہوں میں ذوق حقیقت طراز کا

خاموشیوں کو موت سمجھتے ہیں اہل ہوش — ہے نام زندگی دل ہنگامہ ساز کا

رزمی خدا کے واسطے خاموش ہی ہو اب

کچھ بھی خیال ہے تجھے افشائے راز کا

(حضرت احسن [illegible] نامی [illegible] کانپور)

وہ داغ زندگی میں کیوں یہ شرط جانستاں کھدی — کہ بعد مرگ بھی قید حیات جاوداں کھدی

مری امید ہی رونق تھی ظلمتخانہ دل کی — شب غم تو نے آخر شمع اس گھر کی کہاں کھدی

مرا ہر ہر نفس اک داستان درد بنتا تھا — مگر تقدیر نے قید زبان بے فغاں کھدی

کروں کیوں شکوۂ غم ان سے یہ احسان کیا کم ہے — کہ میرے دل کے آئینے میں اک تصویر جاں کھدی

# صنف نازک کیلئے

## بچہ کی پیدائش اور ناجائز رسومات

یہ ضروریات سے سمجھا جاتا ہے کہ حتی الامکان پہلا بچہ باپ کے گھر ہونا چاہیئے جسمیں بعض اوقات حاملہ سسرال میں ہوتی ہے تو باپ کے گھر بھیجنے کی یا بسکی میں نہ بھی تیز میں رہتی کہ آیا سفر کے قابل ہے یا نہیں جس سے بعض اوقات کوئی بیماری ہو جاتی ہے حمل کو نقصان پہنچتا ہے مزاج میں اور تغیر واقع ہوتا ہے کا سو بچہ کو مدت تک بھگتنا پڑتا ہے بلکہ اہل تجربہ کا قول ہے کہ اکثر بیماریاں بچوں کو زمانہ حمل کی بد احتیاطیوں سے ہوتی ہیں غرض دوجانوں کا اسمیں نقصان پیش آتا ہے پھر یہ کہ ایک امر غیر ضروری کی اسقدر پابندی کہ کسیطرح ٹلنے نہ پائے اپنی طرف سے ایک جدید شریعت تصنیف کرنا ہے۔ بالخصوص جبکہ اسکے ساتھ یہ عقیدہ ہو کہ اس کے خلاف کرنے سے کوئی نحوست ہوگی یا بیماری بدنامی ہوگی اعتقاد نحوست تو بالکل شرک ہے چونکہ غیر اللہ کو نافع یا ضار سمجھا اسی واسطے حدیث میں اسکی صاف نفی آئی ہے کہ بدشگونی کوئی چیز نہیں اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ ٹوٹکا شرک ہے اور بدنامی کا اندیشہ یہ شعبہ تکبر کا حرام ہونا قرآن وحدیث میں منصوص ہے اور اکثر خرابیاں اور پریشانیاں اسی ننگ و ناموس کی بدولت طوق گلو ہو گئی ہیں۔ بعض جگہ تسلی پیدائش چھاج یا چھلنی میں کچھ اناج اور روپیہ مشکلات کے نام پر رکھا جاتا ہے یہ صریح شرک ہے۔ بعد پیدائش کے گھر والی کے ساتھ کنبہ کی عورتیں بھی بطور نوتہ کے کچھ جمع کرکے دائی کو دیتی ہیں اور ہاتھ میں نہیں دیتیں بلکہ ٹھیکری میں ڈالتی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے یہ کونسا طریقہ دینے کا ہے کہ ہاتھ کو چھوڑ کر ٹھیکری میں ڈالا جائے اور اگر ٹھیکری میں نہ ڈالیں ہاتھ میں دیں تب بھی غور کرنے کی بات ہے کہ ان دینے والوں کا مقصود اور نیت کیا ہے جسوقت یہ رسم ایجاد ہوئی ہوگی اسوقت تو خبر نہیں کہ کیا مصلحت ہو شاید مسرت طبعی کے لئے ہو کہ سب عزیزوں کا دل خوش ہو جائے۔ بطور انعام کے سب نے کچھ دیدیا مگر اب تو یقینی بات ہے کہ خواہ مسرت ہو یا نہ ہو ضرور دینا ہوتا ہے بعض عورتیں کنبہ کی نہایت مفلس اور نادار ہیں مگر باصرار ان کو بلایا جاتا ہے اگر نہ جائیں تو تمام عمر شکایت گائی جائے اور اگر جائیں تو روپیہ دو روپیہ کا بقط کرکے لیجائیں نہیں تو بیبیوں میں سخت ذلت اور شرمندگی ہے غرض جاؤ اور جبراً قہراً دیکر آؤ کیا صریح ظلم ہے کہ گھر بلاکر لوٹا جائے بجائے مسرت کے بعضوں کو پورا جبر گزرتا ہے مگر یہ ممکن نہیں کہ تحکم نہ ادا کیا جائے سرکاری مالگذاری میں اکثر حیلہ کی دیر ہو جاتی ہے مگر اسمیں ایک منٹ کا توقف نہیں ہوتا۔ فرمائیے کہ اس طرح جبراً مال کا نوچ کرنا یا لینے والے یا گھر والوں کو اس لینے دینے کا باعث بننا کہاں جائز ہے کیونکہ دینے والے کی نیت تو محض دکھاوٹ ہے جسکی نسبت حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص شہرت کا کپڑا پہنے قیامت میں اللہ تعالےٰ اسکو ذلت کا لباس پہنائیگا۔ یعنی جو کپڑا خاص شہرت کی نیت سے پہنا جائے معلوم ہوا کہ کوئی کام شہرت کی غرض سے کرنا جائز نہیں یہاں تو خاص نیت یہی ہوتی ہے کہ دیکھنے والے کہیں گے کہ فلاں نے یہ دیا ورنہ مطعون کرینگے کہ ایسے آنے کی کیا ضرورت تھی دینے والے کو تو یہ گناہ اب لینے والے کو سنئے حدیث میں آیا ہے کہ مسلمان کا مال حلال نہیں بدون اسکی دل کی خوشی کے جب ایک شخص نے جبراً کراہت سے دیا لینے والے کو لینے کا گناہ ہوا اگر دینے والا با وسعت ہو اور اسکو جبر بھی نہیں گزرا مگر غرض تو اسکی بھی وہی ترفع اور افتخار ہے جس کی نسبت حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے اُن لوگوں کی دعوت قبول کرنے سے جو فخر کے لئے کھانا کھلائیں غرض ایسے شخص کا کھانا کھانا یا اسکی چیز لینا بھی ممنوع ہے کیونکہ اسمیں اسکی معصیت کی اعانت ہے اور اعانت معصیت خود معصیت ہے غرض لینے والا بھی گناہ سے نہ بچا اب گھر والوں کو لیجئے کہ وہی لوگ بلا بلا کر باعث اس معصیت کے ہوئے وہ یوں مبتلا ہوئے۔ غرض اچھا نوتہ پڑا کہ سب کو گناہ میں نوت دیا اور رسم نوتہ کی اکثر تقریبات میں ادا کیجاتی ہے جو کہ از روئے شرع بالکل ناجائز ہے۔ پھر نائن گود میں کچھ اناج ڈالکر سارے کنبے اور برادری میں بچہ کا سلام کہنے جاتی ہے اور وہاں سب عورتیں اسکو کچھ اناج دیتی ہیں اسمیں بھی وہی خیالات اور نیتیں ہیں جو سب کمینوں کو حق دیا جاتا ہے۔ ان میں بعض لوگ تو خدمت گذار ہیں اُن کو تو خواہ حق سمجھ کر یا انعام سمجھ کر دیا جائے تو مضائقہ نہیں بلکہ مستحسن ہے مگر یہ ضرور ہے کہ اپنی مقدور کا لحاظ رکھے یہ نہیں کہ مطعون ہونے کے اندیشہ سے خواہی نخواہی قرض لے گو سودی ہی ملے۔ بعض کمین وہ ہیں جو کسی مصرف کے نہیں نہ وہ کوئی خدمت کریں نہ کسی کام آویں نہ اُن سے کوئی ضرورت متعلق ہو مگر قرض خواہوں سے بڑھ کر تقاضہ کرنے کو موجود اور خواہی نخواہی انکو دینا ضرور اسمیں بھی جو خرابیاں اور وجوہ معصیت کے دینے والوں اور لینے والوں کے لئے جمع ہیں صاف ظاہر ہے۔ علاوہ بریں جب اُن کا کوئی حق واجب نہیں اُن کو دینا محض احسان ہے اور احسان میں زبردستی حرام ہے اور اس رسم کو جاری رکھنا تائید فعل حرام کی ہے اور حرام کی تائید بھی حرام ہے۔ پھر دھیانیوں کو دودھ دھلائی کے عنوان سے کچھ دیا جاتا ہے اسمیں بھی وہی ضروری سمجھنا اور جبراً قہراً دینا یا اگر خوشی سے دیا تو ناموری و فخر کے لئے دینے کے اسباب موجود ہیں اور کفار کی تقلید ہے جو کہ قطعی حرام ہے اچھوانی پھر گوند اور پنجیری سارے کنبہ اور برادری میں تقسیم ہوتی ہے اسمیں بھی اسی قدر مفاسد اور نماز روزہ سے بڑھ کر ضروری سمجھنے کی علت موجود

بالخصوص جہیز میں تو اناج کی ایسی بیقدری ہوتی ہے کہ اچھی تو بہ تقریب والے کی تو اچھی خاصی لاگت لگ جاتی ہے۔ اور وہ کسی کے منہ تک بھی نہیں جاتی پھر اناج کی ایسی بے ادبی کہاں جائز ہے۔ پھر سوا مہینے کا چلہ نہانے کے وقت کنبہ کی تمام عورتیں جمع ہوتی ہیں اور کھانا وہاں ہی کھاتی ہیں اور رات کو کنبہ یا برادری میں دودھ چاول تقسیم ہوتے ہیں بھلا یہ زبردستی کھانے کی بیخ لگانے کی کیا وجہ؟ دو قدم پر گھر پھر کھانا کھائیں۔ یہاں بھی مثل "نان نماں میں تیرا احسان" ان کی طرف سے تو یہ زبردستی اور گھر والوں کی نیت ناموری اور طعن و تشنیع سے بچنے کی یہ دونوں وجہ اس کی ممانعت کے لئے کافی ہیں اسیطرح دودھ چاول کی تقسیم بھی محض لغو ہے ایک بچہ کے ساتھ تمام بزرگوں کو شیر خوار بنانا لہا تک ضرری ہے پھر اس میں بھی وہی نام نمود کا زہر اس رسم کو ممنوع ہونے کے لئے کافی ہے۔ اس سوا مہینہ تک زچہ کو نماز کی ہرگز توفیق نہیں ہوتی۔ بڑی بڑی پابند نماز بے پرواہی کر جاتی ہیں مسئلہ شرعیہ ہے کہ نفاس کے اقل درجہ کی کوئی حد نہیں جس وقت خون بند ہو جائے۔ فوراً غسل کرلے اور اگر غسل نقصان کرے تو تیمم کرکے نماز پڑھنا شروع کرے ایک وقت کی فرض نماز بھی بلا عذر شرعی چھوڑنا سخت گناہ ہے حدیث میں ہے کہ ایسا شخص دوزخ میں فرعون ہامان اور قارون کے ساتھ ہوگا۔ پھر باپ کے گھر سے سسرال میں آنے کے لئے چھوچھک کی تیاری ہوتی ہے جسمیں حسب مقدور سب سسرال والوں کے جوڑے اور برادری کے لئے پنجیری اور لڑکی کے لئے زیور، برتن جوڑے وغیرہ ہوتے ہیں جب بھو چھوچھک لیکر سسرال میں آئی وہاں سب عورتیں چھوچھک دیکھنے آتی ہیں اور ایک وقت کھانا کھا کر چلی جاتی ہیں ان سب امور میں پابندی فرائض سے بڑھ کر برتی جاتی ہے۔ اور نیت نمائش و ناموری کی ہونا ظاہر ہے جسمیں حدود شرعیہ سے تجاوز اور تکبر و افتخار کوٹ کوٹ کر بھرا گیا ہے جسکے حرام ہونے میں آیات و احادیث بکثرت موجود ہیں۔ آداب مسنونہ تولد کے وقت یہ ہیں کہ جب لڑکا پیدا ہو اسکو نہلا دھلا کر اس کے داہنے کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر کہی جائے اور کسی بزرگ متقی سے تھوڑا چھوارہ چبوا کر اس کے تالو کو لگا دیا جائے اور باقی تمام امور مذکورہ یا اذان کی مٹھائی یہ سب فضول اور غیر معقول اور مکروہ ہیں۔

# گرم کپڑوں کی حفاظت

(بنت شیخ فضل الٰہی صاحب مرحوم و مغفور)

گرمی کے کپڑے چنداں دیکھ بھال اور الٹ پلٹ کے محتاج نہیں ہوتے۔ لیکن جاڑے کے ریشمی اور اونی کپڑوں کی دیکھ بھال سے اگر ذرا بھی غفلت کی جائے تو وہ کیڑوں کی خوراک ہو جاتے ہیں جو بہنیں بے پروائی سے کپڑوں کی دیکھ بھال میں سستی کرتی ہیں انہیں بہت نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ پھر بعد میں پچتانے سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔

صندوق جس میں قیمتی اونی ٹوئیڈ یا فلالین کے کپڑے رکھے جائیں۔ اگر لوہے یا ٹین کا ٹرنک ہو۔ تو کپڑے زیادہ محفوظ رہتے ہیں۔ اس میں سیل اپنا اثر نہیں کر سکتی۔

بعض بہنیں گرم کپڑے اس افراط سے بناتی ہیں۔ جو کئی کئی سال تک استعمال میں نہیں آتے۔ ان کے پہننے کا موقع ہی نہیں ملتا۔ نہ انہیں اچھی طرح ہوا لگائی جاتی ہے۔ اور نہ دھوپ میں ڈالے جاتے ہیں۔ اگر اتفاق سے کسی دن صندوق کھولا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ تمام قیمتی گرم کپڑے کیڑوں کی خوراک ہو چکے ہیں۔

میرے خیال میں گرم کپڑے صرف اسی قدر بنانے چاہئیں۔ جو پھیر بدل کر پہن ڈالے جائیں۔ کیونکہ جو کپڑا استعمال میں زیادہ رہتا ہے وہ کیڑے سے محفوظ رہتا ہے اور بسنت کر صندوق میں تہ بہ تہ جمانے سے گرم کپڑے خصوصاً پشمینے کے شال دوشالے۔ بہت مشکل سے بچ سکتے ہیں۔

کپڑوں کو کیڑوں کی دست برد سے محفوظ رکھنے کے دو چار طریقے یہ ہیں کہ گرم کپڑوں کی تہ میں کافور کی ٹکیاں یا نفتھالین (جو کافور کی سفید سفید چیز ہے) رکھنی چاہئے۔ لیکن یہ دونوں چیزیں بہت جلد اڑ جاتی ہیں۔

نیم کے خشک پتے۔ تمباکو کا کھلا ہوا پتہ کٹ ہینے قسط تلخ وغیرہ بھی اگر کپڑوں کی تہ میں رکھی جائے۔ تو بھی کیڑا نہیں لگتا۔

گو ایسی ایسی چیزوں سے کپڑوں میں بو آنے لگتی ہے۔ لیکن بو کی تیزی کپڑوں کو ہوا میں ڈال دینے سے کم ہو سکتی ہے۔ یہ سب چیزیں ہمارے یہاں آزمائی جا چکی ہیں۔ امید ہے۔ کہ تمام بہنیں ان کے استعمال کو مفید پائیں گی۔

ہوئی اور یہ قرار پایا کہ جائداد کو باہم تقسیم کرلیا جائے۔ چھوٹے بھائی ناظم علی کی رائے تھی کہ جائداد جو کچھ موجود ہے اسکو مساوی تقسیم کیا جائے لیکن کاظم علی کہتے تھے کہ بڑے بھائی نے جو کچھ صرف کردیا ہے وہ انکے حصہ میں محسوب کرکے باقی جائداد تقسیم ہو۔ اسی طرح کچھ اور اختلافات بھی پیدا ہوئے اور بات بہت طول پکڑ گئی۔ اور ان واقعات سے ناظم علی کی طبیعت میں اس قدر جوش پیدا ہوا کہ انھوں نے اپنے حقوق سے لادعویٰ لکھدیا۔ تمام جائداد کو ٹھکرا کر اور بھائیوں سے سخت ناراض ہوکر مع اپنے متعلقین کے جلا وطن ہوگئے۔ چنانچہ آج تک اُن کا پتہ نہیں اور خیال غالب ہے کہ وہ اب زندہ نہیں ہیں۔ اس واقعہ کے بعد جائداد دو بھائیوں میں منقسم ہوگئی۔ شیخ قاسم علی نے تو اپنی جائداد صرف پانچ سال کے عرصہ میں عیاشی اور شراب نوشی کی نذر کردی لیکن شیخ کاظم علی نے نہ صرف اپنی جائداد کو قائم رکھا بلکہ اس میں بہت کچھ اضافہ بھی کیا۔

(۴)

شیخ کاظم علی چھوٹے بھائی کو ہمیشہ کیلئے کھوکر بڑے بھائی سے بہت محبت کرنے لگے تھے اور انکی بربادیوں سے نہایت متاثر تھے۔ حتی الامکان انکو مالی امداد دیتے رہتے تھے۔ اسی اثنا میں وہ بیمار ہوئے اور جب اطبا نے متفق ہوکر اُن کا مرض لاعلاج قرار دیا تو اپنی بیوی کی مخالفت کے باوجود انھوں نے اپنی تمام جائداد اکلوتی بیٹی حسنیٰ کے نام منتقل کرکے شیخ قاسم علی کے اکلوتے بیٹے قائم علی کے ساتھ اُسکا نکاح کردیا۔ قائم علی کی عمر گیارہ سال اور حسنیٰ کی عمر صرف ۹ سال تھی۔ اس واقعہ کے چند روز بعد شیخ کاظم علی کا انتقال ہوگیا اور ابھی اُن کی برسی بھی نہیں ہوئی تھی کہ انکی بیوی بھی دارفنا سے چل بسیں۔ اب گھر میں صرف شیخ قاسم علی اُن کا بیٹا۔ بہو اور بیوی باقی تھیں۔ حسنیٰ کی شادی کو ابھی دو سال بھی نہیں گذرے تھے کہ تقدیر نے اُسے بیوہ کردیا۔ مختصر یہ کہ میں اسی لڑکی کے متعلق آپ سے گفتگو کررہا ہوں۔ میں نے خود اُسے دیکھا ہے۔ نہایت خوبرو۔ ہوشمند اور سلیقہ شعار ہے مجھے امید ہے کہ اگر میں کوشش کرونگا تو اُسکے ساتھ آپکی شادی ضرور ہوجائیگی۔" ڈاکٹر صاحب نے اپنے دوست کی تجویز بڑی خوشی کے ساتھ منظور کی اور پوچھا کہ حسنیٰ اب کس کی سرپرستی میں ہے؟ مسٹر عین الہدیٰ نے کہا کہ وہ اپنے چچا اور خسر کی سرپرستی میں ہے۔ اس وقت شیخ قاسم علی جائداد کے مالک بنے ہوئے ہیں۔ پیرانہ سالی کی وجہ سے اُن کے دوسرے شوق تو ختم ہوچکے ہیں البتہ شراب کے چند گھونٹ اب بھی پی لیتے ہیں۔ یہ سُن کر ڈاکٹر صاحب نے اپنے دل میں طے کرلیا کہ وہ شادی کے بعد شیخ قاسم علی کو مکان سے نکال باہر کرینگے انھوں نے مسٹر عین الہدیٰ کو تاکید کی کہ وہ جلد سے جلد اس معاملہ کو طے کردیں۔ مسٹر عین الہدیٰ نے کہا کہ میں خود یہی چاہتا ہوں۔ کیونکہ اس بدنصیب لڑکی کی زندگی اس طرح برباد ہوتے ہوئے دیکھ کر مجھکو نہایت رنج ہوتا ہے۔ میں عرصہ سے اس جستجو میں تھا کہ کوئی موزوں شخص ملجائے تو اس معاملہ کی تحریک کروں۔

(۵)

مسٹر عین الہدیٰ نے وطن پہنچکر شیخ قاسم علی سے ملاقات کی اور ڈاکٹر عبدالباری کے متعلق تمام واقعات بیان کرکے خواہش کی کہ وہ اُن سے حسنیٰ کا نکاح کردیں۔ شیخ قاسم علی کو مسٹر عین الہدیٰ کی تجویز نہایت ناپسند ہوئی اور ہونی بھی چاہئے تھی کیونکہ اگر وہ حسنیٰ کا نکاح کردیتے تو اُن کی تولیت سے تمام جائداد نکلجانے کا اندیشہ تھا۔ شیخ قاسم علی کے پاس اب ایک حبہ بھی نہیں تھا۔ انکے تمام اخراجات حسنیٰ کی جائداد سے پورے ہوتے تھے۔ اور اسی جائداد کی بدولت افلاس و تہیدستی کے باوجود شہر میں اُن کی عزت باقی تھی۔ پس وہ ایک لمحہ کیلئے بھی کسی ایسی تجویز سے اتفاق نہیں کرسکتے تھے جو انکے وقار اور مالی فوائد کے منافی ہو۔ حسنیٰ انکی بھتیجی تھی۔ بہو تھی۔ گودیوں کی کھلائی تھی اور سب سے بڑھکر یہ کہ ایک نوعمر عورت تھی اس لئے سب کچھ جاننے کے باوجود اور اپنا روپیہ بیجا مصارف میں خرچ ہوتے دیکھنے کو باوصف مُنہ سے کچھ نہیں کہہ سکتی تھی۔ البتہ اگر اُس کا نکاح ہوجاتا تو یقیناً شیخ قاسم علی کو یہ مواقع حاصل نہ رہتے۔ غرض مسٹر عین الہدیٰ نے جب اُن سے اپنی تجویز بیان کی تو وہ بہت برافروختہ ہوئے اور انھوں نے کہا کہ خاندان میں یہ پہلی مثال ہوگی کہ ایک بیوہ اپنے جذبات کو قابو میں نہ رکھ سکی اور اُس نے دوسرا نکاح کیا۔ میں اپنی زندگی میں اس رسوائی کو گوارا نہیں کرسکتا۔ مسٹر عین الہدیٰ نے کہا کہ نکاح بیوگان پر تو شریعت نے بہت زور دیا ہے اس میں رسوائی کی کیا بات ہے۔ شیخ صاحب نے فرمایا کہ جناب یہ سب سچ ہے لیکن اُن بیوہ عورتوں کو نکاح کی ضرورت ہے جنھیں کھانے پینے کو میسر نہو اور جو اپنی خبرگیری کیلئے کوئی وارث نہ رکھتی ہوں۔ خدانخواستہ حسنیٰ کی یہ حالت نہیں پھر وہ کوئی ایسی بات کیوں کرے جو سوسائٹی کی نگاہ میں معیوب ہو۔ مسٹر عین الہدیٰ نے کہا کہ جناب سچ پوچھئے تو اس غریب لڑکی پر بیوگی کا اطلاق بھی نہیں ہوسکتا۔ جو لڑکی بلوغ سے پہلے بیوہ ہوگئی ہو وہ اپنی تمام زندگی اس حالت میں کیونکر بسر کرسکتی ہے۔ شیخ صاحب نے جواب دیا کہ آپ دیکھینگے کہ کیونکر بسر کرسکتی ہے۔ سبحان اللہ آپ کی تجویز بھی کیا خوب ہے میں اپنی بھتیجی اور لاکھوں روپئے کی جائداد ایک اجنبی آدمی کے سپرد کردوں؟" مسٹر عین الہدیٰ کو شیخ صاحب کی گفتگو سے بہت مایوسی ہوئی لیکن انھوں نے اپنے دل میں فیصلہ کرلیا کہ اب تو وہ ضرور حسنیٰ کا نکاح کرکے رہینگے۔ وہ شیخ صاحب سے کوئی قرابت قریبہ تو نہیں رکھتے تھے لیکن پھر بھی کچھ رشتہ داری اور عورتوں کی آمد و رفت جاری تھی۔ اس واقعہ کے بعد انھوں نے شیخ صاحب سے اس مسئلہ کے متعلق کچھ نہیں کہا اور جب انھیں معلوم ہوگیا کہ انکے خیالات صاف ہوگئے تو اپنی بیوی کو سمجھا بجھا کر حسنیٰ کے پاس بھیجا۔

(۶)

مسٹر عین الہدیٰ کی بیوی نہایت ہوشیار، تعلیم یافتہ اور خوش تقریر تھیں انھوں نے حسنیٰ کو دنیا کے تمام نشیب و فراز سمجھا کر نکاح ثانی کی ترغیب دی۔ یہ پہلی آواز تھی جو حسنیٰ کے کانوں تک پہنچی اس میں شک نہیں کہ وہ جوان تھی۔ تندرست تھی۔ تنومند تھی اور جوانی کے تمام جذبات جن کو فطرت شریف سے شریف عورت میں بھی پیدا کرتی ہے اُسکے دل میں موجود تھے لیکن قاعدہ ہے کہ جبتک خواہشوں کو موقع نصیب نہ ہو اُس وقت تک وہ بالیدگی کی منزلیں طے نہیں کرتیں اور جذبات جبتک انکے سامنے ایک شاہراہ نہ دیکھ لیں اُسوقت تک اپنی حد سے آگے نہیں بڑھتے۔ شیخ قاسم علی اور انکی بیوی کی قید و بند نے حسنیٰ کیلئے گھر کو ایک خانقاہ بنا رکھا تھا اور اسلئے وہ اس بات کا تو خواب بھی نہیں دیکھ سکتی تھی کہ دنیا ایک دفعہ اور اُسکے لئے جنت کا نمونہ بن سکتی ہے اور عمر کا دامن خزاں کے بعد بھی بہار کے پھولوں سے لبریز ہوسکتا ہے۔ یہ مایوسانہ خیالات اُسکے دل میں ایسے جاگزیں ہوگئے تھے کہ وہ اپنے لئے عقد ثانی کی مسرتیں فرض ہی نہیں کرسکتی تھی۔ اور اس بنا پر جب مسٹر عین الہدیٰ کی بیوی نے اُسے

نکاح کی طرف توجہ دلائی تو وہ کانپ اٹھی اور خوفزدہ لہجہ میں اُس نے جواب دیا کہ خدا کیلئے یہ بات پھر کبھی زبان پر نہ لانا ایسا نہ ہو کوئی سن لے اور پھر میں اُن راحتوں سے بھی محروم ہو جاؤں جو اسوقت مجھے حاصل ہیں۔ مسٹر عین الہدیٰ کی بیوی نے کئی گھنٹے اپنے خیالات کی تبلیغ اور حسنیٰ کی تلقین میں صرف کئے لیکن اُسپر کچھ اثر نہیں ہوا اور آخر وہ مایوس ہو کر اپنے گھر چلی آئیں۔ مسٹر عین الہدیٰ کو اس بات سے افسوس ہوا کیونکہ وہ اس معاملہ میں محض حسنیٰ کی بنا پر دلچسپی نہیں لے رہے تھے بلکہ ڈاکٹر عبدالباری کی خانہ آبادی کا بھی انھیں بہت خیال تھا۔ وہ سمجھتے تھے کہ ڈاکٹر عبدالباری کو حسنیٰ سے بہتر بیوی اور حسنیٰ کو عبدالباری سے بہتر شوہر نہیں مل سکتا۔ اور اس بنا پر انکی دلی خواہش تھی کہ یہ رشتہ ہو جائے۔ یہی خیال تھا کہ شیخ قاسم علی کی گفتگو اور حسنیٰ کے صاف انکار کے باوجود وہ مایوس نہیں ہوئے اور اُنھوں نے اپنی کوشش کا سلسلہ بدستور جاری رکھا چنانچہ انھوں نے اپنی بیوی سے کہا کہ تم بدستور آمد و رفت جاری رکھو اور حسنیٰ کو سمجھاتی رہو

(۷)

مسٹر عین الہدیٰ کا خیال بالکل صحیح تھا کہ پیہم کوشش اور ناکامیوں کی پروا کئے بغیر کوشش آخر کامیاب ہو کر رہتی ہے اور انسان میں کتنی ہی انکاری قوت کیوں نہ ہو لیکن معقول توجیہات بھی کبھی اُسکے خیالات کو متزلزل کر دیتی ہیں چنانچہ مسٹر عین الہدیٰ کی بیوی نے دو تین ماہ کی متواتر کوشش میں حسنیٰ کے خیالات بدل دئے اور وہ اپنے سرپرستوں کی مخالفت کے باوجود نکاح پر آمادہ ہو گئی۔ اب حسنیٰ کبھی کبھی مسٹر عین الہدیٰ کے ہاں بھی آجاتی تھی اور اسلئے خود مسٹر عین الہدیٰ کو بھی اپنی بیوی کے توسط سے اُسکے متعلق گفتگو کا موقع ملتا تھا بالآخر یہ طے پایا کہ شیخ قاسم علی اور انکی بیوی کو اطلاع دئے بغیر نہایت اخفا اور خاموشی کے ساتھ حسنیٰ کا نکاح ہو جائے۔ اس مقصد کیلئے حسنیٰ ہی کا ایک گاؤں سلیم پور تجویز کیا گیا جس میں ایک چھوٹی سی کوٹھی اور کچھ تھوڑا سا باغ تھا۔ حسنیٰ کو بھی اُس تجویز سے اتفاق تھا۔ مسٹر عین الہدیٰ اُسکی فلاح و بہبود کیلئے تیار رہے ان امور سے مطمئن ہو کر مسٹر عین الہدیٰ نے ڈاکٹر عبدالباری کو خط لکھا کہ تمام معاملات طے ہو گئے ہیں آپ فوراً یہاں آجائیے تاکہ نکاح کی رسم ادا ہو جائے۔ لیکن مسٹر عین الہدیٰ نے تفصیلات اپنے خط میں قلمبند نہیں کیں کہ معاملات کس طرح اور کس صورت میں طے ہوئے ہیں۔ بہرحال جب ڈاکٹر صاحب کو طلبی کا خط موصول ہوا تو وہ فوراً یہاں روانہ ہو گئے۔ یہاں پہنچکر جب اُن کو شیخ قاسم علی کی مخالفت کا حال معلوم ہوا تو انکی مسرتیں بہت کم ہو گئیں کیونکہ وہ نہایت صلح کل اور مرنجاں مرنج منش کے آدمی تھے۔ انکی تمام شجاعت اور بہادری نشتر کے استعمال میں محدود تھی وہ کسی ایسی جرأت کیلئے آمادہ نہیں ہو سکتے جس میں فوجداری کا احتمال ہو یا جسکی وجہ سے انھیں مدعا علیہ بن کر عدالت کے کٹہرے تک جانا پڑے چنانچہ انھوں نے حالات سے آگاہ ہو کر مسٹر عین الہدیٰ سے کہا کہ میری رائے میں اس شادی کو سردست ملتوی کر دینا چاہئے کیونکہ جبتک شیخ قاسم علی کی اجازت نہ ہو اسوقت تک اس تقریب میں ایک مجرمانہ حیثیت پائی جائیگی۔ میں ایک اچھی بیوی کا ضرور طالب ہوں لیکن اس طرح خفیہ نکاح کی جرأت نہیں کر سکتا۔ مسٹر عین الہدیٰ کو ڈاکٹر صاحب کے خیالات معلوم کرکے بہت مایوسی ہوئی انھوں نے ڈاکٹر صاحب کو سمجھایا کہ آپ فوجداری کا اندیشہ نہ کریں لڑکی عاقل ہے بالغ ہے۔ اپنی جائداد کی آپ مالک ہے۔ نکاح کے بعد شیخ قاسم علی خود خوشامد کرینگے اور آپ کو یا آپ کی منکوحہ کو کسی طرح کا گزند نہیں پہنچا سکینگے۔ اور اگر خدانخواستہ کوئی بات پیدا ہوئی تو میں ذمہ دار ہوں

بصد مشکل ڈاکٹر صاحب نکاح کیلئے آمادہ ہو گئے۔ بعد نماز جمعہ اس تقریب سعید کیلئے وقت مقرر کیا گیا

مسٹر عین الہدیٰ نے اپنا موٹر حسنیٰ کیلئے بھیجا جو پہلے سے اطلاع پاکر تیار ہو چکی تھی اور ایک موٹر کرایہ پر منگوا کر ڈاکٹر صاحب کو چند احباب کے ساتھ لیکر سلیم پور روانہ ہوئے۔ مسٹر عین الہدیٰ نے اپنے موٹر ڈرائیور کو ہدایت کر دی تھی کہ نہایت احتیاط کے ساتھ حسنیٰ کو اُسکے باغ میں پہنچا دے اور اس موٹر کے روانہ ہو جانے کے بعد آپ ڈاکٹر صاحب کو لیکر روانہ ہوئے۔ یہ دونوں موٹریں یکے بعد دیگرے سلیم پور پہنچے۔ یہ لوگ ابھی آرام سے بیٹھے بھی نہ تھے کہ مسٹر عین الہدیٰ کا ایک بندہ احسان انکے پاس بنگلہ پر پہنچا اور اُس نے بیان کیا کہ شیخ قاسم علی کو تمام واقعات معلوم ہو گئے ہیں اور وہ کوتوال شہر کو ہمراہ لیکر یہاں آرہے ہیں۔ یہ وحشت انگیز خبر سنکر قریب تھا کہ ڈاکٹر عبدالباری کو غش آجائے لیکن مسٹر عین الہدیٰ نے انکو سنبھالا۔ اپنے موٹر پر فوراً حسنیٰ کو سوار کرکے موٹر ڈرائیور سے کہا کہ تم کلکتہ کی راہ لو اور کسی ہوٹل میں ٹھہر کر مجھے خط لکھو۔ اور خود مع احباب کے دوسرے موٹر پر سوار ہو کر دوسرے راستہ سے اپنے گھر پہنچ گئے۔ ڈاکٹر عبدالباری کو خیال تھا کہ مسٹر عین الہدیٰ کے گھر بھی ضرور پولیس کی دوڑ آئیگی اس لئے انھوں نے اپنا اسباب بھی وہیں چھوڑا اور مسٹر عین الہدیٰ کو اطلاع دئے بغیر چپکے سے اسٹیشن چلے آئے اور جو گاڑی شام کو دہلی جانیوالی تھی اُسپر سوار ہو گئے۔ ڈاکٹر صاحب کا خیال بالکل درست تھا۔ خبر پاکر شیخ قاسم علی کوتوال صاحب کو ساتھ لیکر مسٹر عین الہدیٰ کے مکان پر آئے لیکن مسٹر عین الہدیٰ ایسے معمولی آدمی نہ تھے کہ بغیر ثبوت کے پولیس کسی قسم کی دست اندازی کر سکتی۔ معمولی گفت و شنید کے بعد معاملہ ختم ہو گیا۔ مسٹر عین الہدیٰ کو امید تھی کہ موٹر ڈرائیور کا تار یا خط آتے ہی ڈاکٹر صاحب کو ہمراہ لیکر میں کلکتہ روانہ ہو جاؤنگا لیکن ڈاکٹر صاحب کے یکایک غائب ہو جانے سے انکو سخت فکر پیدا ہوئی اور جب کئی روز اسی حالت میں گزر گئے تو انھیں ڈاکٹر صاحب کی اخلاقی کمزوری کا یقین ہو گیا چنانچہ چوتھے روز انھیں دہلی سے ڈاکٹر صاحب کا ایک خط موصول ہوا جس میں لکھا تھا کہ جبتک آپ شیخ قاسم علی کو رضامند نہ کر لینگے اسوقت تک میں اس شادی کی جرأت نہیں کر سکتا۔ اور یہ کہ براہ کرم میرا اسباب پارسل کے ذریعہ سے روانہ کر دیں۔

(۹)

اب حسنیٰ کا ماجرا سنئے۔ مسٹر عین الہدیٰ کا ڈرائیور خادم اپنے آقا کے ارشاد کے مطابق حسنیٰ کو لے کر کلکتہ روانہ ہو گیا۔ وہ شام کو چار بجے روانہ ہوا تھا اور فی گھنٹہ ۲۵ میل کے حساب سے موٹر چلا رہا تھا۔ اسلئے شام ہوتے ہوتے وہ تقریباً سو میل دور پہنچ گیا۔ سو میل پہنچکر اُس نے تھوڑی دیر دم لیا کیونکہ شام ہو چکی تھی اور پھر آگے روانہ ہوا۔ کلکتہ جانیوالی سڑک بالکل سنسان تھی۔ ہر طرف خاموشی اور تاریکی پھیلی ہوئی تھی اور موٹر کی صدائے رفتار کے سوا کوئی چیز فضائے سکون میں خلل انداز نہیں تھی۔ حسنیٰ خیالات کے سمندروں میں غرق تھی اور اپنے مستقبل کی سامنے آنیوالی نیرنگیوں پر غور کر رہی تھی دفعتاً ایک خوفناک آواز پیدا ہوئی اور اُسکے ساتھ ہی موٹر رک گیا۔ یہ ایک ٹائر کے پھٹنے کی آواز تھی۔ خادم نے بڑی عجلت کے ساتھ ٹائر نکال کر دوسرا فاضل ٹائر فٹ کیا اور آگے بڑھا لیکن ابھی دو یا پانچ میل بھی نہیں گیا تھا کہ دوسرا ٹائر پھٹ گیا پھر موٹر رکا۔ خادم نے ٹائر کی مرمت کی اور ایک گھنٹہ کے بعد پھر روانہ ہوا لیکن ابھی چند میل جاکر ایکدم دو ٹائر پھٹ گئے اور کلکتہ کے سفر کیلئے آرام و سکون کے ساتھ منزل پر پہنچنا دشوار ہو گیا۔ خادم راستہ سے کسی قدر واقف تھا کیونکہ وہ کلکتہ کا رہنے والا تھا اور اکثر عام راستہ پر نہیں تو ریلوے لائن پر سفر کر چکا تھا۔ اُسکا خیال تھا کہ اگر منزل تک موٹر پہنچ جائے تو پھر اسکی درستی بھی ممکن ہے اور اگر وہ درست نہ ہو سکے تو ریلوے سفر آسان ہے۔ اسلئے وہ پھٹے ہوئے ٹائروں کے ساتھ موٹر کو چلانے لگا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ

چند میل مشکل چلکر موٹر کی مشین خراب ہوگئی اور ایسی خراب ہوگئی کہ سخت سے سخت کوشش کے باوجود ایک قدم چلنا دشوار تھا۔ اب آدھی رات کا وقت تھا۔ خادم اور حسنیٰ کی نگاہ میں اسوقت دنیا اُسی طرح ایک وحشتناک ویرانہ کی حیثیت رکھتی تھی جس طرح حضرت آدم اور حضرت حوا نے پردۂ زمین پر آکر محسوس کیا ہوگا۔ حسنیٰ نے ایک دفعہ موٹر کے باہر سر نکال کر چاروں طرف دیکھا اور پھر خوفزدہ ہوکر آنکھیں بند کرلیں۔ اس عالم تنہائی کا بادشاہ اور موٹر کے ہر پرزہ کیطرح حسنیٰ کے بال بال پر قبضہ رکھنے والا اسوقت کون تھا؟ ناکتخدا۔ نوجوان۔ خوبرو۔ تب سب الاعف ڈرائیور۔ مگر اللہ رے شریف الطبعی سائق نہایت ادب کے ساتھ موٹر کی حالت اپنی معذوری حسنیٰ سے بیان کی اور پھر تمام رات موٹر کے چاروں طرف گشت کرکے اور ہر پیش آنیوالے خطرہ کیلئے سینہ سپر ہوکر گزری۔ جب صبح ہوئی اور آفتاب نکلا تو اُس نے بیگم صاحبہ لیکر حسنیٰ کو آواز دی لیکن تمام رات بیدار رہکر وہ غافل ہوگئی تھی۔ دیکھ [illegible] اسکی آنکھ کھلی اور [illegible] موٹر کی کھڑکی پر دستک دیکر ڈرائیور کو متنبہ کیا۔

(۱۰)

ڈرائیور نے کہا کہ اب میں دیہوں یا جلوں کو تلاش کرنے جاتا ہوں آپ موٹر میں بیٹھیں لیکن حسنیٰ نے تنہائی کے خوف کیساتھ ہمراہ چلنے پر اصرار کیا چنانچہ دونوں ادھر ہی چلدئے جدھر [illegible] ہوئے حسنیٰ برقع اوڑھے ہوئے تھی مگر اسکے پاؤں میں اونچی ایڑی کا لیڈی شو تھا۔ ابھی وہ ایک میل بھی نہیں چلی تھی کہ برقع کے الجھاؤ اور لیڈی شو کی ایڑی نے پریشان کردیا کئی مرتبہ وہ گرتے گرتے بچی آخر اپنے جوتے اُتار ڈالا اور برہنہ پا چلنا شروع کیا۔ دو میل چلکر اُسے برقع بھی اُتروا دیا اور اب وہ اس طرح اس وادی بلاکو طے کررہی تھی گویا اپنے گھر کے صحن میں چل رہی ہے۔ بغریب ڈرائیور نے جب ایک نوجوان دوشیزہ کو اپنے پہلو بہ پہلو پایا اور دیکھا کہ آفتاب کی شعاعیں اسکے رخ تاباں سے اکتساب نور کررہی ہیں تو اُس کا دل لرز گیا اور اس خوف سے کہ جوانی کی بیخودی اُسے جادۂ مستقیم سے روگردان نہ کردے دو قدم آگے رہکر چلنے لگا۔ ابھی یہ راہرو پانچ میل چلے تھے کہ حسنیٰ زمین پر بیٹھ گئی۔ آنسو اسکی آنکھوں سے رواں تھے اُسکی طاقت جواب دے چکی تھی۔ پیر دل کے بسبب تلووں میں چھالے پڑ گئے تھے۔ خادم کو اس واقعہ کی اطلاع بھی نہیں ورنہ وہ بدستور قدم بڑھاتے چلا گیا۔ آخر حسنیٰ نے اُسے پکارا اور کہا کہ میں ایک قدم نہیں چل سکتی۔ خادم نے کہا کہ آپ آرام کریں میں جاتا ہوں اور سب سے پہلے جو گاؤں ملا اُس سے گاڑی وغیرہ کا انتظام کرتا ہوں [illegible] اس ویرانے اور سنسان جنگل میں تنہا کیونکر رہ سکتی ہوں۔ خادم نے کہا لیکن اگر میں یہاں رہتا ہوں تو سواری کے انتظام کی کیا صورت ہے۔ آپ تھوڑی دیر آرام کرکے پھر چلیں کیونکہ اگر ہم کو یہاں شام ہوگئی تو سخت مصیبت کا سامنا ہوگا۔ یہ کہکر خادم نے جیب کیلئے برقع بچھا دیا اور وہ ایک درخت کے سایہ میں لیٹ رہی ایک گھنٹہ کے بعد دونوں پھر اٹھکھڑے ہوئے۔ اب ٹھیک دوپہر کا وقت تھا دونوں ۲۴ گھنٹہ سے کچھ کھایا پیا نہ تھا حسنیٰ کو جو صنف نازک کی لطافت اور نزاکت کا ایک نمونہ تھی ایسی لو دھوپ میں برہنہ پا چلنے کا کبھی اتفاق نہیں ہوا تھا۔ بمشکل دو میل اور چلی اور پھر بدحالات کی تاب نہ لاکر بیٹھ گئی۔ اُسکی حالت غیر ہورہی تھی اور معلوم ہوتا تھا کہ اب اگر اُس نے قدم اُٹھایا تو غش کھاکر گر پڑیگی۔ خادم عجب کشمکش میں تھا نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن۔ وقت کا جو حصہ گزرتا تھا وہ ان غربت زدوں کو شام سے قریب کرتا جاتا تھا۔ آخر اُس نے حسنیٰ سے کہا کہ اب دو صورتیں ہیں یا تو آپ خدا کے بھروسہ پر یہاں ٹھیریں اور یا میں آپ کو اٹھاکر لیے چلوں۔ حسنیٰ نے دوسری صورت منظور کی اور وہ معصوم پیکر جسپر کبھی کسی اجنبی کی نگاہ بھی نہیں پڑی تھی ایک نامحرم آغوش میں تھا۔ خدا خدا کرکے خادم کو ایک گاؤں ملا اور معقول رقم صرف کرکے اُس نے ایک بیل گاڑی کرایہ کی۔ اُس نے حسنیٰ سے کہا کہ اب میں آپکو ریل پر لیچلوں یا آپ موٹر پر واپس چلینگی تاکہ موٹر کو بھی ساتھ لیلیا جائے۔ حسنیٰ نے کہا کہ پہلے تم مجھے کلکتہ پہنچادو اُسکے بعد اگر موٹر لیجانا اور اگر موٹر کھو جائیگا تو بھی کچھ پروا کی بات نہیں کیونکہ میری جان اُس سے زیادہ قیمتی ہے۔ اس فیصلہ کے مطابق بیل گاڑی اسٹیشن روانہ ہوئی جو یہاں سے دس میل تھا اور رات کے ۱۱ بجے اسٹیشن پہنچے۔ صبح کے ۴ بجے یہ لوگ ریل پر سوار ہوکر کلکتہ روانہ ہوئے اور اتوار کے دن منزل پر پہنچ گئے۔ کلکتہ میں خادم کے والدین رہتے تھے اسلئے وہ کسی ہوٹل کی بجائے اپنے گھر گیا اور حسنیٰ کو اپنی والدہ کے سپرد کرکے دوسرے دن اسنسول واپس ہوگیا اور وہاں سے ایک بیل گاڑی کرایہ کرکے موٹر تک پہنچا اور اسنسول میں موٹر کی مرمت کرکے تیسرے دن کلکتہ واپس ہوگیا۔

(۱۱)

خادم اس قدر جلد کلکتہ سے چلا گیا تھا کہ وہ حسنیٰ کے متعلق کچھ بیان نہیں کرسکا۔ خادم کے جانیکے بعد اُسکی والدہ نے حسنیٰ سے اسکے واقعات دریافت کئے اور جب اُسے معلوم ہوا کہ حسنیٰ شیخ حاتم علی کی پوتی اور شیخ کاظم علی کی بیٹی ہے تو فوراً اپنی جگہ سے اُٹھکر بغلگیر ہوئی۔ حسنیٰ اس تپاک سے حیران ہوگئی اُس نے پوچھا کیا تم مجھے پہلے سے جانتی ہو؟ خادم کی والدہ نے کہا کہ اس کا جواب دینے سے ایک قسم توڑنی پڑتی ہے لیکن جب خدا ہی کو منظور ہے تو میں اس قسم کی کہاں تک حفاظت کروں۔ لو سنو۔ جو لڑکا تمھیں یہاں تک لایا ہے وہ تمھارے حقیقی چچا کا بیٹا ہے۔" یہ سنکر حسنیٰ پر سکتہ کا عالم طاری ہوگیا۔ خادم کی والدہ نے کہا کہ تم کو معلوم ہوگا کہ تمھارے چھوٹے چچا شیخ ناظم علی بھائیوں سے خفا ہوکر گھر سے نکل گئے تھے وہ حقیقت میں کلکتہ آکر اور بیچارے سخت مصیبتوں میں گرفتار ہوگئے۔ یہ بچہ خادم علی سال ہی بھر کا تھا کہ انکی بیوی کا انتقال ہوگیا۔ اسکے بعد ہم میاں بیوی نے اسکی پرورش کی۔ میں دس سال تک تمھاری چچی کی خدمت میں رہ چکی ہوں (اندر میں ان کی خادمہ تھی اور باہر بڑے میاں (یعنی میرا خاوند) کچھ عرصہ سے ہم لوگ کلکتہ چلے آئے تھے اور بڑے میاں ایک دفتر میں ملازم ہوگئے تھے بڑے میاں نے جب شیخ ناظم علی کو اس حال میں دیکھا تو اپنے گھر لے آئے ہم لوگوں سے جو کچھ بن پڑا اُنکی خدمتگزاری میں کوتاہی نہیں کی۔ شیخ ناظم علی کو بیوی کا ایسا صدمہ ہوا کہ وہ بیمار ہوگئے اور سال بھر بیمار رہ کر وہ بھی راہی ملک بقا ہوئے۔ اُن کو سل ہوگئی تھی۔ مرتے وقت انھوں نے ہم میاں بیوی کے ہاتھوں پر قرآن رکھکر قسم دی کہ میری اس حالت کی بھائیوں کو خبر نہ ہو اور نہ میرا بچہ اُن تک پہنچے اور نہ اِسے خاندان کا حال بتایا جائے۔ ہم نے قسمیں کھائیں اور ہم چونکہ خود لاولد تھے بڑی محبت سے خادم علی کو پرورش کیا۔ البتہ ہم اپنی جہالت کی وجہ سے اُسے لکھا پڑھا نہیں سکے لیکن اُسے ایسا ہنر سکھا دیا جو شریفانہ ضرورتوں کیلئے کافی ہے۔ حسنیٰ تصویر بنی ہوئی یہ باتیں سن رہی تھی جب خادم کی والدہ گفتگو ختم کرچکی تو تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد اُس نے کہا کہ بیٹی تم برا نہ ماننا مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے تم کو یہاں تک صرف اسلئے پہنچا دیا ہے کہ اُسے خادم کی گردش تقدیر پر رحم آگیا ہے۔ اب اگر مناسب سمجھو تو اس سے بہتر کوئی صورت نہیں کہ خادم سے تمھاری شادی ہوجائے۔ جس وقت خادم کی والدہ یہ باتیں کررہی تھی اُس وقت حسنیٰ کے دل میں بھی قدرتی طور پر یہی خیال گزر رہا تھا۔ شرم نے اُسکا سر جھکا دیا اور نازک لبوں پر تبسم کی لہر دوڑنے نمودار ہوکر کہا کہ "یہی مناسب ہے اور یہی ہوگا"۔ چنانچہ ایک ہفتہ کے بعد

م خادم علی کا نکاح حسنیٰ سے ہوگیا اور ایک وکیل کی معرفت شیخ قاسم علی کو رجسٹری شدہ نوٹس بھیجا گیا کہ وہ ایک ماہ کے اندر مکان خالی کردیں اور ریاست کی حساب فہمی کیلئے جائداد کے کاغذات طیار رکھیں ۔

# دواخانہ ہاشمی دہلی کی مجرب ادویہ

## مردوں کے لیے

**مقوی بےنظیر** یہ دواخانہ ہاشمی دہلی کی خاص اور بےنظیر دوا ہے ہر موسم میں ہر مزاج والا استعمال کر سکتے ہیں اعضاء رئیسہ کو قوت دیتی ہے۔ خون صالح پیدا کرتی ہے۔ مادۂ باہ کو بڑھاتی ہے۔ کمزوری کو دور کرتی ہے۔ نشاط افزا اور ممسک ہے مفرح ہے زائل شدہ قوت کو فوراً واپس لاتی ہے عورتوں کو سیلان الرحم میں مفید ہے۔ قیمت (۱۴ یوم کے لیے) للعہ

**مقوی اعلیٰ** قوت مردمی پیدا کرنا اور جلق و جریان کے مریضوں کے لیے اکسیر ہے ہزارہا مایوس العلاج مریضوں کے حق میں رحمت ثابت ہوئی ہے۔ اعضاء رئیسہ کو قوت دیتی ہے۔ مادۂ تولید بکثرت پیدا کرتی ہے۔ کمزوری کو زائل کرتی اور پٹھوں میں قوت اور سختی پیدا کرتی ہے۔ غلط کاریوں کے مضر نتیجوں کا سدباب کرتی ہے۔ قیمت ۵ تولہ ۹ عہ

**مغلظ اعلیٰ** عجیب و غریب برق اثر دوا ہے جس کا متواتر استعمال پرانے جریان کو بیحد فائدہ مند ہے سرعت۔ رقت۔ کثرت احتلام وغیرہ میں بیحد نافع ہے ہر موسم میں ہر مزاج والا استعمال کر سکتا ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ۔

**اکسیر** جریان و قوت باہ کے لیے بیحد مفید دوا ہے سرعت رقت وغیرہ کو نافع ہے قیمت ۲ ماشہ ۸ ر

**مقوی** اعصاب کو قوت دینے اور غلط کاریوں کی اصلاح کرنے میں اپنی آپ نظیر ہے اگر بےنظیر کا استعمال کرنے کے بعد اسکا استعمال کیا جائے تو سالہا سال تک اعصاب کی قوت قائم رہیگی قیمت عہ

**بےنظیر** اگر غلط کاریوں کی وجہ سے عضو بیکار ہو گیا ہو۔ وریدیں پھول گئی ہوں کجی اور لاغری آ گئی ہو طبعی حالت تک نہ پہنچ سکا ہو تو اس بیضرر اور بغیر تکلیف دہ طلا کا استعمال کیجیے کامل صحت ہو جائیگی قیمت ۶ ماشہ عہ

**نشاط**۔ جیسا نام ہے ویسا ہی کام ہے فرقین کی تمام خوبیاں ایک گولی میں بند ہیں۔ قیمت فی شیشی للعہ

**نعم البدل** دنیاداری کی کثرت اور ناعاقبت اندیشانہ افراط سے اعضائے رئیسہ کمزور ہو جاتے ہیں اور ایسے اشخاص کی یہ حالت ہوتی ہے کہ جب کبھی اتفاق پڑتا ہے تو کئی کئی دن کمزوری اور نقاہت کے آثار باقی رہتے ہیں۔ نعم البدل کا استعمال ان لوگوں کو اکسیر ہے۔ قیمت فی شیشی صہ

**تدہین** طلائے بےنظیر کے استعمال سے سات روز قبل ایک ہفتہ تک عضو مخصوص پر اس دوا کی مالش کی جاتی ہے۔ قیمت فی شیشی ۳ ر

**تکمید** تدہین کی مالش کے بعد ایک ہفتہ تک اس دوا کی دو پوٹلیوں سے عضو مخصوص کو سینکا جاتا ہے۔ قیمت عہ

**مدر و مسکن** ابتدائی اور شدید سوزاک کیلیے یعنی جب یہ مرض نیا نیا شروع ہو کر تین چار ہفتہ سخت تکلیف دیتا ہے نہایت مفید ہے۔ البتہ پرانے سوزاک میں یہ دوا کچھ زیادہ مفید نہیں۔ قیمت (۱۰ یوم کے لیے) عہ

**تاخیر** دیر آید درست آید کی تصدیق کرنی ہو تو فوراً منگائیے۔ قیمت ۸ ر

**تسخیر نمبر ۱** صدہا روپے کا زیور اور کپڑا دے ڈالیے ہر وقت منت اور خوشامد میں مصروف رہیے سب ایک طرف اور یہ دوا ایک طرف یہ وہ جادو ہے کہ آپکو ایک دفعہ جو مسرت حاصل ہو وہ مسرت دوسرے کو چار پانچ مرتبہ حاصل ہو۔ ہم سے زیادہ تشریح نہ پوچھیے۔ قیمت فی شیشی عہ

**تسخیر نمبر ۲** اس دوا میں گویا دنیا بھر کی لذتیں شامل کی ہوئی ہیں × × × دیوانہ بنا دیتی ہے × × × معلوم ہوتا ہے کہ ہم فردوس میں ہیں جسکو آزمانا ہو آزمائیں۔ قیمت فی شیشی سے ر

**اعجاز اثر** نئے سے نئے اور پرانے سے پرانے سوزاک کی بےنظیر دوا۔ قیمت للعہ

**پچکاری کی دوا** پرانے سوزاک میں نہایت مفید ہے قیمت ۱۲ ر

**حیات** اسکے استعمال سے اعضاء رئیسہ میں حیرت انگیز قوت پیدا ہوتی ہے اور ہزارہا فائدے ہیں کیا نہیں تو سہی۔ قیمت فی تولہ صہ

## عورتوں کے لیے

**امید** اس دوا سے رحم کی تمام خرابیاں اور بانجھ پن کے نقائص دور ہو جاتے ہیں اور صنف نازک کو اولاد کے قابل بنا دیتی ہے۔ قیمت فی شیشی سے ر

**شباب** بکثرت اولاد ہونے اور بچوں کو دودھ پلانے یا زیادتی عمر یا بےاحتیاطی سے شباب کو نقصان پہنچتا ہے اور حسن و جمال کا چڑھا ہوا دریا اتر جاتا ہے۔ یہ دوا شباب کی محافظ ہے اور بہت جلد جوانی کی تر و تازگی کو واپس لے آتی ہے۔ زیادہ تشریح نامناسب ہے۔ قیمت للعہ

**سیلان الرحم** عورتوں کے مشہور مرض سیلان الرحم کے لیے جس میں رحم سے سفید زردی مائل رطوبت خارج ہوا کرتی ہے اور اعضاء رئیسہ بدن کو رفتہ رفتہ کمزور کر کے ناکارہ کر دیتی ہے دواخانہ ہاشمی کا یہ خاص الخاص مرکب نہایت مفید ہے قیمت (۸ یوم کیلیے) عہ

**شیاف** عورتوں کے مرض سیلان الرحم میں بیرونی استعمال کے لیے یہ دوا بیحد مفید ہے۔ چند روز میں تمام شکایات رفع ہو جاتی ہیں۔ قیمت ۵ تولہ کی عہ

**معطر** بعض اندرونی شکایات سے × × × × عفونت پیدا ہو جاتی ہے جس سے نہ صرف زندگی کا لطف جاتا ہے بلکہ خطرناک عوارض پیدا ہو جاتے ہیں اس دوا کا استعمال ایسی حالت میں نہایت مفید ہے۔ قیمت فی شیشی عہ

**دلربا** یہ وہ چیز نہیں جو بازار میں فروخت ہوتی ہے دانتوں کے لیے عجیب و غریب دوا ہے طبی اصول کو مدنظر رکھکر تیار کیگئی ہے نہایت خوشبودار۔ موتی کی طرح دانتوں کو چمکانے والی اور دیکھنے والی چہرہ کو دلربا بنانیوالی۔ قیمت فی شیشی ۸ ر

**آواز کشا** نزلہ اور کھانسی کی وجہ سے یا بعث آب سرد۔ ترشی وغیرہ کھانے۔ دیر تک گانے یا چلا کر بولنے سے آواز بیٹھ جاتی ہے اور بات کرنی دشوار ہو جاتی ہے۔ ایسی حالت میں گلا صاف کرنے اور آواز کو سریلا بنانے کے لیے یہ دوا اکسیر ہے قیمت عہ

**حسن افزا** جلدی اور خونی خرابیوں کی وجہ سے چہرہ بدنما ہو جاتا ہے۔ مہاسوں اور چھائیوں سے ساری خوشنمائی رخصت ہو جاتی ہے حسن افزا کے استعمال سے تمام خرابیاں دور ہو جاتی ہیں رنگ گلاب کی پتی کی طرح نکھر جاتا ہے۔ قیمت فی بکس عہ

**گلگونہ** یہ نہایت خوشبودار مرکب ہے بدن کا میل اور کثافت دور کر کے جلد کو خوشرنگ بنانے میں اپنا جواب نہیں رکھتا۔ قیمت فی بکس عہ

**گوہر نما** دانتوں اور مسوڑھوں کا درد دور کرتا ہے خون نکلنا۔ کیڑا لگنا۔ دانتوں کا ہلنا تمام شکایات رفع کر دیتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۸ ر

## بچوں کیلئے

**پسلی کی دوا** پسلی چلنے سے بچوں کو سخت تکلیف ہوتی ہے اور ان کی حالت موت اور حیات کی مابین ہوتی ہے یہ دوا اس مرض کا تیر بہدف علاج ہے قیمت عہ

**موتی جھالا** یہ نہایت خوفناک مرض ہے لیکن یہ دوا اسکا بہترین علاج ہے ہزارہا مریضوں پر تجربہ ہو چکا ہے قیمت فی شیشی ۱۲ ر

## سب کے لیے

**نافع معدہ** معدہ کیلیے اکسیر ہے سوء ہضمی میں بیحد مفید دائمی قبض کو نافع اور ہزارہا فائدوں کا حامل ہے۔ قیمت عہ

**رافع قبض** قبض اور امراض معدہ میں بیحد مفید دوا ہے۔ قیمت ۱۶ تولہ ۸ ر

**نفس کشا**۔ دمہ کی لاجواب دوا۔ سے ر

**نئی زندگی** مرض دق میں عجیب و غریب اثر دکھانیوالی دوا۔ قیمت عہ

**تحلیل** تحلیل ورم کیلئے مجرب نما۔ قیمت ۱۲ ر

**مندمل** لاعلاج زخموں کا اندمال کرتا ہے عہ

**انوار العیون** بےمثل سرمہ قیمت ۶ ماشہ للعہ

**غنچہ دہن**۔ گندہ دہنی کی دوا۔ قیمت عہ

**محافظ معدہ** ہر وقت پاس رکھنے کیلئے قیمت ۱۲ ر

منیجر دواخانہ ہاشمی دہلی

نظامیہ دار الاشاعت
جامع مسجد دہلی
آئینِ قدرت
اور قانونِ شریعت کی پابندی کے بغیر کوئی مسلمان سچا مسلمان کہلائے جانے کا حق رکھتا ہے اور نہ اُسکو فلاح
دین و دُنیا حاصل ہوسکتی ہے، پھر اگر آپ بھی مسلمان ہیں تو یقیناً آپ کی خواہش ہوگی کہ ایک توحید پرست اور
حقیقی مسلمان کی طرح زندگی بسر کریں، اور آپ کو ضرور کسی ایسے رہنما کی فکر ہوگی جو آپ کو دین کے معاملات میں
بھی صراطِ مستقیم پر لے جائے اور دُنیاوی معاملات میں بھی آپ کی سچی رہنمائی کرسکے۔ اگر یہ سچ ہے تو
آپ کتاب "فلاح دین و دُنیا" منگا لیجیے
کیونکہ "فلاح دین و دُنیا" دین میں بھی آپ کی سچی رہنمائی کرے گی اور دُنیا میں بھی سچی رہبر ثابت ہوگی۔
شریعت اسلامیہ۔ طریقت۔ تصوف۔ زہد۔ اتقا۔ عبادت۔ ریاضت۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوۃ۔ جہاد
قبر پرستی۔ عرس۔ میلاد۔ حشر نشر۔ قبر۔ جنت۔ دوزخ۔ اعراف۔ لوا الحمد۔ پل صراط۔ میزان۔ فرشتے۔ رسول۔
انبیاء۔ اولیاء۔ قطب۔ ابدال۔ حفاظ۔ علماء۔ موت۔ غسل جنابت۔ حیض۔ نفاس۔ استحاضہ۔ میت۔ توبہ
استغفار۔ ادعیہ۔ اعمال۔ خطبات۔ تجارت۔ زراعت۔ حکمت۔ تشریح الاعضاء۔ امراض۔ علاج ادویہ
زہر۔ زہریلے جانور اور اُن کے کاٹنے کا علاج۔ درد۔ اورام۔ ترکہ۔ اوامر۔ مناہی۔ پانی
ہوا۔ مٹی۔ آگ۔ غرض دین اور دُنیا کی کوئی بات۔ دین کا کوئی مسئلہ اور دُنیا
کا کوئی معاملہ ایسا نہیں ہے جو کتاب فلاح دین و دُنیا میں موجود نہ ہو۔ مقبولیت
کا یہ عالم ہے کہ پہلا ایڈیشن صرف چند ماہ میں ختم ہوگیا اور اب دوسرا
ایڈیشن چھپکر تیار ہوا ہے۔ قیمت مجلد مع محصول پانچ روپے
فوراً منگا لیجیے اور فائدہ اُٹھائیے
جنت کے خطوط
جناب سیماب اکبر آبادی کی اُن درد انگیز
منظوم خطوط کا دلسوز مجموعہ جو مُردہ
عزیزوں کی طرف سے زندہ عزیزوں کے نام
لکھے گئے ہیں اور جن کو پڑھکر چوٹ کھایا
ہوا دل تسکین وتسلی پاتا ہے۔ قیمت
فی جلد علاوہ محصول ڈاک ۶ر
تفسیر الفاتحہ
علامہ عبدہ مصری رح کی لکھی ہوئی سورۂ
فاتحہ کی سیاسی تفسیر کا سلیس اُردو ترجمہ
تمام تفاسیر قرآنی کا عطر اور ہر مسلمان
کے پڑھنے کے قابل عمدہ سفید کاغذ
بہترین لکھائی چھپائی۔ قیمت ۸ر
محصول ڈاک ہر کتاب کا بذمہ خریدار
(تمام فرمائشیں منیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی کے نام بھیجیے)
(محمد انوار ہاشمی پرنٹر و پبلشر نے مجلس ہی پریس دہلی میں چھپوا کر شائع کیا)

REGISTERED, No L, 1313
جلد۴ - نمبر ۳
رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً
چیست دُنیا؟
از خُدا غافل بُدن
نے قماش و نقرہ و فرزند و زن
مسلمانوں کو دینداری اور دُنیا داری کی صحیح تعلیم دینے والا ماہوار رسالہ
دین و دُنیا
جو
ہر مہینے نہایت کامیابی کیساتھ نظامیہ دار الاشاعت دہلی سے شائع ہوتا ہے
ایڈیٹر:- سید ظہور احمد شاہجہانپوری
ہر خریدار کو اختیار ہے کہ جب اُسکا جی چاہے دیکھے ہوئے پرچے احتیاط سے
واپس کر کے اپنی ادا کردہ کل قیمت ہم سے
واپس منگالے
سالانہ قیمت اعلیٰ ایڈیشن للعہ
ششماہی قیمت اعلیٰ ایڈیشن دو روپے
سالانہ قیمت معمولی ایڈیشن دو روپے
ششماہی علاوہ مع محصول وغیرہ

# مصورِ فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی کی بے مثال کتابیں

**میلاد نامہ** نئے رنگ کا قابلِ دید مشاہ مولود شریف ہے، اور خواجہ صاحب کی اسلامی تاریخ کے سلسلے کا پہلا حصہ اس میں جناب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس حالات اور پاک وپاکیزہ اخلاق اور عادات کا تفصیلی بیان ہے۔ قیمت ۱۲/

**محرم نامہ** اسلامی تاریخ کا دوسرا حصہ جسمیں وفات رسولؐ کے بعد کے واقعات خلافت کے جھگڑوں کا پورا بیان جنگ جمل وصفین کا تفصیلی حال۔ شہادت امام حسینؑ کا اصلی سبب۔ معرکۂ کربلا کی تحقیقی اور دردانگیز کیفیت درج ہے۔ قیمت ۱۲/

**یزید نامہ** یہ اسلامی تاریخ کا تیسرا حصہ ہے۔ محرم نامہ کے بعد اسے ضرور پڑھنا چاہیئے۔ اس میں خلفائے بنو امیہ کے حالات ہیں۔ معرکۂ کربلا کے بعد حجاج بن یوسف کی مکہ معظمہ پر خوفناک چڑھائی۔ خانہ کعبہ کی بربادی ہزارہا صحابیوں کا قتل عبداللہ ابن زبیر کی شہادت وغیرہ کا بیان نہایت تفصیل سے درج کیا گیا ہے قیمت ۱۲/

**طمانچہ برخسارِ یزید** اسمیں اشرار بنی امیہ کی خفیہ اور شرمناک سازشوں اور بدچلنیوں کے حالات کو بے نقاب کیا گیا ہے، نہایت دلچسپ کتاب ہے۔ قیمت صرف ۱۲/

**فاطمی دعوتِ اسلام** ان دلچسپ حیرت انگیز اور مخفی طریقوں کا بیان جو اسلام کے مختلف فرقوں خصوصاً بنی فاطمہ نے اشاعتِ اسلام کے لیئے اختیار کیئے۔ قیمت ۳/

**سفرنامہ مصر وشام وحجاز** حضرت خواجہ صاحب کے سفر بلاد اسلامیہ کے عجیب وغریب حالات با تصویر نہایت دلچسپ اور پرلطف کتاب ہے۔ قیمت ۱/

**سی پارۂ دل** حضرت خواجہ صاحب کے ان ادبی اور مذہبی مضامین کا نہایت گرانقدر مجموعہ ہے جو تمام ملک سے خراج تحسین لے چکے ہیں۔ قیمت ۱/

**آپ بیتی** حضرت خواجہ صاحب کی خود نوشت اپنی طرز کی بالکل نئی سوانح عمری مع تصاویر۔ قیمت ۱/

**کرشن بیتی** ہندوؤں کے مشہور اوتار سری کرشن جی مہاراج کی قابلِ دید باتصاویر سوانح عمری۔ قیمت ۱/

**گیارھویں نامہ** ۔ گیارھویں شریف کی محفلوں میں پڑھنے کے لیئے خواجہ صاحب نے حضرت غوث پاک کے حالات میں بڑی دلچسپ کتاب لکھی ہے قیمت فی جلد صرف ۱۲/

**اُردو دعائیں** ہر موقع اور ہر محل کے لیئے نہایت مؤثر اور نہایت پرلطف دعاؤں کا مجموعہ جو خاص اوقات میں مرتب ہوا ہے۔ قیمت ۸/

**بیوی کی تعلیم** عورتوں کی تعلیم کے متعلق حضرت خواجہ صاحب کی لکھی ہوئی بے مثل وبے نظیر کتاب ہے فوراً منگائیے۔ قیمت ۱/

**بیوی کی تربیت** یہ بیوی کی تعلیم کا دوسرا حصہ ہے۔ اسمیں سولہ نہایت اہم سوالات اور اُن کے بیحد مفید اور کارآمد جوابات ہیں جو ہندوستان کی بڑی بڑی معزز اور تعلیمیافتہ بی بیوں نے تحریر کیئے ہیں۔ قیمت ۱/

**اولاد کی شادی** ۔ یہ بیوی کی تعلیم کا تیسرا حصہ ہے جس میں اولاد کی شادی بیاہ کے متعلق تمام ضروری دینی ودنیاوی معلومات موجود ہے۔ قیمت ۱۲/

**بچوں کی کہانیاں** بچوں کے بہلانے کے لیئے نہایت سبق آموز کہانیوں کا دلپذیر مجموعہ باتصاویر قیمت صرف دس آنے۔

**جگ بیتی** درد وغم کے پُرسوز اور عبرت خیز مضامین اور الم انگیز قصوں کا دلسوز مجموعہ۔ قیمت ۱۰/

**تسخیر مہر وقہر** اعمال حزب البحر کے متعلق حضرت خواجہ صاحب کی نہایت مشہور اور مقبول کتاب۔ قیمت ۱۰/

**معلوماتِ سیرِ دہلی** جو حضرات غیر مقامات سے دہلی آتے ہیں یا گھر بیٹھے دہلی کی سیر کرنی چاہتے ہیں ضرور منگائیں۔ قیمت صرف ۱۲/

**تسکینِ احساس** تصوف کے ابتدائی اصول وقواعد اور اذکار واشغال کی تعلیم۔ قیمت صرف ۸/

**چٹکیاں اور گدگدیاں** حضرت خواجہ صاحب کے ظریفانہ مگر بے حد نتیجہ خیز مضامین کا قابلِ دید مجموعہ جسکو پڑھکر بے اختیار ہنسی آتی ہے قیمت ۱۲/

**خدائی انکم ٹیکس** زکوٰۃ ادا کرنے کی ترکیب۔ زکوٰۃ کا فلسفہ۔ زکوٰۃ کن لوگوں کو دیجائے۔ بہت سی ضروری معلومات۔ قیمت ۱۰/

**مرشد کو سجدۂ تعظیم** قرآن مجید۔ حدیث شریف اور اقوالِ بزرگانِ دین سے سجدۂ تعظیمی کا جواز۔ قیمت ۸/

**روزنامچہ سفرِ ہندوستان** حضرت خواجہ صاحب کے سفر بمبئی اور کاٹھیاواڑ وغیرہ کے دلچسپ حالات قیمت ۱۲/

**کم ٹو موت** عشقِ دُنیا کی بھول سے بچانے اور ہر وقت موت کو یاد دلانیوالی دردانگیز۔ قابلِ دید اور نہایت مقبول کتاب۔ قیمت ۱۲/

**مرگ نامہ** کم ٹو موت جیسی مشہور کتاب کا دوسرا حصہ جو حال ہی میں مرتب ہوا ہے۔ قیمت ۶/

**اتالیق خطوط نویسی** یہ خواجہ صاحب کی مشہور کتاب ہے۔ حصۂ اول ودوم یکجائی۔ قیمت ۱۲/ حصۂ سوم۔ قیمت ۱۲/

**قرآن آسان قاعدہ** مسلمان بچوں اور بچیوں کو پڑھانے کے لیئے خواجہ صاحب کا لکھا ہوا عجیب وغریب قاعدہ جس کی تمام ملک میں دھوم ہے۔ قیمت ۸/

**تعلیم القرآن** یہ کتاب قرآن آسان قاعدہ کے بعد بچوں کو پڑھائی جاتی ہے اور اس کو پڑھکر وہ قرآن کی تمام ضروری باتوں سے بہت جلد واقف ہوجاتے ہیں قیمت ۸/

**امام الزماںؑ کی آمد** شیخ سنوسی کے پانچ رسالوں کا خلاصہ امام الزماںؑ کی آمد کے تفصیلی اور دلچسپ واقعات جن میں حیرت انگیز پیشینگوئیاں شامل ہیں قیمت ۱/

**لڑائی کا گھر** خواجہ صاحب کے سات متفرق رسائل۔ توپخانہ۔ بم۔ بندوق وغیرہ کا دلکش مجموعہ۔ قیمت ۶/

**قبروں کی غلیبی نوشتہ** آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہلبیت اطہارؑ کے مزارات کے لیئے مؤثر کتبے بالکل نئی چیز۔ قیمت ۴/

**ہندو مذہب کی معلومات** یہ کتاب داعیانِ اسلام کی معلومات کیلیئے لکھی گئی ہے قیمت ۸/

**سکھ قوم** اس کتاب میں سکھ قوم کے تمام مذہبی حالات اور رسم ورواج کا بیان ہے۔ قیمت ۶/

**غزنوی جہاد** سلطان محمود غزنوی کے ہندوستان پر سترہ حملوں کا تذکرہ۔ قابلِ دید تاریخی کتاب قیمت ۸/

**حلال خور** اس کتاب میں ہندوستان بھر کے حلال خوروں کے مذہبی قصے۔ رسم ورواج اور عقائد وغیرہ درج ہیں۔ قیمت ۸/

**داعی اسلام** اس کتاب میں ہر مسلمان کو داعی اسلام کا کام کرنیکی ترکیبیں اور حکمتیں بتلائی ہیں۔ قیمت ۳/

**گاندھی نامہ** مہاتما گاندھی کی ذات وصفات کا قابلِ دید اور دلچسپ تذکرہ قیمت [illegible]

کربلا نامہ
محرم آرہا ہے
کربلا نامہ
اور جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتی
اُن کے لخت جگر۔ خاتون جنتؑ کے نور نظر اور مولا علی شیر خداؑ کے
رشکِ قمر حسینؑ مظلوم شہید کربلا کے غم کی مجلسیں منعقد کرنے پر کمر بستہ ہیں
بھی اُن کے لیئے بالکل نیا اور اچھوتا شہادت نامہ بصرف ومحنت کثیر طبع
ہے جس کا ایک ایک حرف درد و سوز میں ڈوبا ہوا اور رنج والم کا مجسمہ ہے
کربلا نامہ
میں جس قدر بیانات ہیں وہ بیحد تحقیق و تصدیق کے
بعد درج کیئے گئے ہیں غلط اور کمزور روایات
اس بیش کتاب کی صفحات کو سیاہ نہیں کیا گیا۔ نظم کا ہر شعر اور نثر کا ہر
دل و جگر کو زخمی کر دیتا ہے۔ زبان اتنی پیاری اور سلیس کہ بچے
اور عورتیں بھی نہایت شوق کے ساتھ سنتی ہیں
ایک ایک لفظ پر بے اختیار آنسو ٹپکتے ہیں
قیمت فی جلد ایک روپیہ
علاوہ محصول ڈاک

ماہ جون سنہ ۱۹۲۴ء | ماہ ذیقعد سنہ ۱۳۴۲ھ

ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ

جلد ۴ | نمبر ۳

# رسالہ دین و دنیا

## حمد

(از جناب ذہین صاحب)

خدایا فہم انسانی سے باہر تیری رفعت ہے — کرے حمد و ثنا تیری زباں میں کب یہ طاقت ہے
بشر کے حسب منشا کام کوئی ہو نہیں سکتا — کہ وجہ نظم عالم تیری مرضی تیری حکمت ہے
تو جسکو چاہتا ہے ذلت و خواری میں رکھتا ہے — معزز جو ہے اسکو دی سو تیری ہی عزت ہے
فضیلت ایک کو دی ایک پر حکمت یہ ہے تیری — ہو ادنے یا ہو اعلیٰ تیری ہر اک پر عنایت ہے
تو جیسا جسکو رکھے اسکے حق میں ہے وہی بہتر — رہے ہر حال میں خوش آدمی - یہ آدمیت ہے
یہ کیا کم تیری بخشش ہے کہ دی جان و خرد تو نے — بشر کے واسطے اور اس سے بڑھ کر کون نعمت ہے
کیا اشرف فرشتوں سے بشر کو کیسی عزت دی — بشر میں ہو نہ کوئی شر یہی اسکی شرافت ہے
بنایا کیا سے کیا انسان کو - کیا تھا خاک تھا انسان — اور اب بھی کیا ہے اک مٹی کا پتلا بے بضاعت ہے
مگر وہ کام کر جاتا ہے تیرے فضل سے انساں — کہ اسکی کامیابی پر فرشتوں کو بھی حیرت ہے
کسی حیواں میں کب ہے ذات انساں میں جو جوہر — زبان و دل میں کیسے یہ طاقت یہ جسارت ہے
وہ جرات ہے کہ تجھ سے دید بازی کا یہ ہے خواہاں — وہ ہمت ہے اٹھائی دوش پر بار امانت ہے
مظاہر تیری قدرت کے عیاں سب اسکی بصارت پر — ازل سے تیری وحدت آشنا اسکی بصیرت ہے
غرض تیری خدائی بندگی سے اسکی ہے ظاہر — نشان وحدت کا تیری نوع انسانی کی کثرت ہے
خدایا پشرف انساں کو دیکر نہ جانے اسکو — سوا اسکے کسی پر کب تری ایسی عنایت ہے
تری ہر ایک نعمت کا خدایا شکر ہے واجب — ادا ہو حق شکر ایسی کہاں انساں میں طاقت ہے

ذہین تفتہ دل لازم ہے ہر دم شکر خالق کا
کہ اسکی اپنے بندوں پر بڑی مہر و عنایت ہے

## نعت

(از منشی محمد ظفر اللہ صاحب ظفر نجیب آبادی)

عشق محبوب خدا اپنے جو آب و گل میں ہے — نعت لب پر ہے نبوت کی عقیدت دل میں ہے
آپکی صورت کا نقشہ یا نبی جس دل میں ہے — نور کی منزل ہے وہ دل نور اس منزل میں ہے
سر بسجدہ کلک نعت احمد مرسل میں ہے — چاک سینہ ہے جگر شق ہے عجب مشکل میں ہے
ماحصل لاسیما صل سے لا حاصل میں ہے — فرق اتنا اے ظفر ناقص میں اور کامل میں ہے
کیا کہوں وحشت کی ایک وحشت سے وحشت دل میں ہے — دشت طیبہ ہو دل وحشی ہو حسرت دل میں ہے
ہے غم عصیاں نہ کچھ ہول قیامت دل میں ہے — ہے شفاعت پر گماں امید رحمت دل میں ہے
رشک عیسیٰ اٹھو فرما دو لب لعلیں سے قم — نزع کا عالم ہے دق بیمار الفت سل میں ہے
روضۂ اقدس پہ حضرت کو پڑھوں جا کر درود — اے خدا حسرت یہ حسرت اس دل بسمل میں ہے
کسطرح پہونچوں مدینہ پاک اے رب العلا — ناتوانی کے سبب جان حزیں مشکل میں ہے
کلمۂ طیب میں دیکھو شان پاک مصطفیٰ — اسم پاک مصطفیٰ اللہ کے شامل میں ہے
محفل میلاد وہ محفل ہے ہاں صل علے — ہو رہا ذکر رسول پاک جس محفل میں ہے
ہو گیا آزاد وہ نار جہنم سے ظفر — الفت محبوب رب العالمیں جس دل میں ہے

(از عبد الرشید صاحب خوش جالندھری)

مرحبا صل علیٰ کیا احمدی دربار ہے — مظہر شان الٰہی ہر در و دیوار ہے
یہ دلآرائی تری اے خسرو عالی تبار — مخزن انوار ہے آئینۂ اسرار ہے
گل کی رعنائی سے بڑھ کر شوخ رعنائی تری — جلوہ گر ہر ذرہ ذرہ میں تری سرکار ہے
تو تو ہے خیر الوریٰ امت تری خیر الامم — اللہ اللہ رفعت شان جس پہ تو مختار ہے
اے خوش ناشاد ہم ایسوں کا شنوا ہے وہی — ناخدا جب ہے وہ کشتی کا تو بیڑا پار ہے

# تفسیر قرآن مجید

(گذشتہ سے پیوستہ)

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٖۤ اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ مَاذَاۤ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا۔

**ترجمہ۔** اللہ اس سے نہیں شرماتا کہ ایک مثال بیان کرے خواہ وہ مچھر کی ہو یا اس سے بڑھ کر۔ پس جو مومن ہیں وہ جانتے ہیں کہ اُن کے پروردگار کی طرف سے یہ مثال حق ہے۔ (لیکن) کافر کہتے ہیں کہ اس مثل سے اللہ نے کیا مراد رکھی ہے۔

**تشریح الفاظ:** یستحی (از استحیا۔ شرمانا۔ شرم سے کوئی بات نہ کرنا) حیا۔ وہ کیفیت جو نفس انسانی کو بدی اور بدنامی کے خوف سے بصورت انقباض عارض ہوتی ہے۔ اور جو انسان کو اُن امور سے جسکے متعلق وہ بھاہر مانع کرتی ہے۔ اس جگہ حیا سے وہ حیا مراد نہیں جو مخلوق میں پائی جاتی ہے کیونکہ ذات باری مخلوق کی صفات سے پاک ہے۔ استحیا سے اُسکا اصل و لازم مراد ہے یعنی "ترک" چنانچہ "اللہ تعالیٰ ایک مچھر کی مثال دینے سے نہیں شرماتا" کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک مچھر کی مثال بھی نہیں چھوڑتا۔ اسی طرح کلام پاک میں غضب و غضب جیسے جو الفاظ بطور استعارہ ذات خداوندی کی طرف منسوب ہیں اُن سے اصل مراد ہیں مثلاً غضب کا حاصل انتقام ہے۔ مثل۔ مثال تشبیہ ایک عجیب بات لیکر دوسری بات پر اثر ڈالنا۔ بعوضۃ۔ مچھر۔ جب کلام الٰہی میں مچھر، مکڑی، اور مکھی وغیرہ کا ذکر آیا تو بعض بیوقوفوں نے کہا کہ یہ کلام کلام الٰہی سے مشابہ نہیں جب خدا ایسا جلیل الشان و عظیم القدر ہے تو ایسی ناچیز اور حقیر مثالیں بیان کرنی اُسکی شان و عظمت سے بعید ہے۔ کفار کے ان شبہات کی تردید میں باری تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں مچھر کا تذکرہ کیا اور فرمایا کہ خدا مچھر کی مثال دینے سے بھی نہیں شرماتا۔ حقیقت اگر غور کیا جائے تو کائنات میں کسی مخلوق کو ناچیز و حقیر نہیں کہا جا سکتا۔ اسی لئے خدا نے فرمایا کہ مچھر سے چھوٹے چھوٹے جانور اور ایسے ذی روح جنکو انسانی آنکھ نہیں دیکھ سکتی اگر مثال میں لائے جائیں تو کوئی شرم کی بات نہیں۔ ربیع بن انس فرماتے ہیں کہ اہل دنیا کی عبرت کے لئے مچھر کی مثال دیگئی ہے۔ مچھر بھوک کی حالت میں زندہ اور شکم سیری کی حالت میں مردہ ہوتا ہے۔ یہی حالت اہل دنیا کی ہے کہ پیٹ بھر روٹی ملتے ہی گمراہیوں کی ہلاکت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ایک مچھر خدا کی کتنی بڑی قدرت اور صنعت ظاہر کرتا ہے کیونکہ اسے بھی وہ تمام اعضا دیئے ہیں اور وہ کامل نظام زندگی اسکے اندر موجود ہے جو شیر اور ہاتھی کو عطا ہوا ہے۔ ساتھ ہی خدا کی اس قدرت کاملہ کا اظہار ہوتا ہے کہ اُس نے جس مخلوق کو جسمانی کمزوری دی ہے اُسے دلی جرأت عطا کی ہے چنانچہ مچھر اسقدر ناچیز اور کمزور ہونیکے باوجود ہاتھی سے خوف نہیں کرتا۔ یہی حالت مکھی کی ہے کہ اسقدر حقیر ہونیکے باوصف دنیا کا کوئی جابر سے جابر بادشاہ اُس سے معرض نہیں رکھتا۔ ایک دفعہ خلیفہ ہارون رشید تقریر کر رہے تھے کہ ایک مکھی اُنکے مُنہ کے پاس اُڑنے لگی۔ خلیفہ نے اُسے دور کیا لیکن وہ بار بار منہ کے پاس آئی یہانتک کہ خلیفہ تقریر سے باز رہا۔ اسی اثنا میں خلیفہ نے ابو ہذیل شیخ البصریین سے ملاقات کی اور دریافت کیا کہ مکھی کے پیدا کرنے میں کیا حکمت ہے؟ شیخ نے فرمایا کہ اہل نخوت کا غرور توڑنے کے لئے مکھی کو پیدا کیا گیا ہے۔ علاوہ بریں مکھی اور مچھر کو خدا نے دنیا کی تمام کتافتیں دور کرنے کیلئے پیدا کیا ہے۔ ایک مچھر اور ایک مکھی کے پروں کو دوربین سے دیکھنے پر معلوم ہوتا ہے کہ اُنمیں قوس قزح سے زیادہ رنگینیاں اور دلچسپیاں موجود ہیں، حق۔ سچ۔ ثابت۔ جسمیں انکار کی گنجائش نہ ہو۔

**تفسیر:**۔ آیات بالا میں خداوند عالم نے منافقین کا حال بیان کیا اور بتایا کہ انکے اعمال بد کی بنا پر انہیں دوزخ کی آگ میں جلنا پڑیگا۔ دوسری طرف مومنین کے متعلق ارشاد کیا کہ انہیں باغ عطا ہونگے جنمیں نہریں ہونگی۔ حوریں ہونگی ہر طرح کی میوے اور ہر قسم کی آسایش حاصل ہوگی۔ اور ساتھ ہی یہ بھی حکم ہوا کہ اگر منکرین اس کلام کو کلام الٰہی نہیں سمجھتے تو وہ بھی اسطرح کی ایک سورت بنا لائیں۔ قرآن کریم کا یہ دعویٰ کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ کیونکہ عرب میں فصاحت و بلاغت کا سمندر موجزن تھا۔ یہ دعویٰ سنکر تمام فصحائے عرب طبع آزمائی کرنے لگے لیکن جب ایک آیت بھی نہ بن سکی تو ناکامی کی جھنجھلاہٹ میں نکتہ چینی پر آمادہ ہوگئے اور کہنے لگے کہ وہ خدا جو بقدر اعلیٰ وارفع ہے ایسی معمولی مثالیں کیوں بیان کرتا ہے۔ بعض مفسرین لکھتے ہیں کہ یہود نے یہ اعتراض پیش کیا کہ یہ کلام کلام الٰہی کے مشابہ نہیں معلوم ہوتا۔ کیونکہ اسمیں ایسی ادنیٰ اور حقیر باتیں بیان کیگئی ہیں جو خدا کی عظمت و سطوت سے بعید ہیں۔ خدائے برتر نے اِن تمام معترضین کے جواب اور ارباب شکوک کی تسکین کے لئے یہ آیت کریمہ نازل کی۔ جسمیں ارشاد فرماتا ہے کہ "اللہ تعالےٰ کے نزدیک یہ کوئی شرم کی بات نہیں کہ وہ مچھر کی مثال دے یا مچھر سے بڑھ کر کوئی بات بیان کرے۔ کیونکہ جو بات جس حیثیت کی ہوتی ہے اور جو مضمون جس انداز کا ہوتا ہے وہ اُسی طرح کے الفاظ اور مثالوں سے ذہن نشین کیا جا سکتا ہے۔ ایک فصیح و بلیغ متکلم جب گرم کلام ہوگا تو اُسکی شان فصاحت یہ نہیں ہے کہ وہ بڑے بڑے الفاظ استعمال کرے یا بے ضرورت شاندار اشیا کا تذکرہ کرے۔ اُسکی بلاغت یہ ہوگی کہ مخاطب کی فہم و فراست اور معلومات کو پیش نظر رکھ کر ایسے سادہ الفاظ اور گرد و پیش کی مثالوں کے ساتھ گفتگو کرے جو ہر طرح دلنشین اور موثر ثابت ہو۔ چنانچہ باری تعالیٰ نے خود ہی ارشاد فرمایا کہ یہ انداز بیان اور یہ مثالیں اُن لوگوں کے لئے نہایت دلنشین اور سبق آموز ثابت ہوتی ہیں جو ایماندار ہیں۔ یہ انکو سنکر بیساختہ پکار اُٹھتے ہیں کہ یہ سب کچھ جو خدا کیطرف سے ہے حق و صحیح ہے۔"

یہ البتہ وہ لوگ جنکے دلوں پر کفر کی تاریکیاں چھائی ہوئی ہیں۔ اُن کے لئے یہ مثالیں دلنشین ثابت نہیں ہوتیں اور وہ انکو سنکر کہتے ہیں کہ اِس مثل کے بیان کرنے سے . . . .

# شرح مثنوی مولانا روم

(گذشتہ سے پیوستہ)

**خانہ خالی کرد شاہ و شد بروں　تا بخواند بر کنیزک او فسوں**

ترجمہ:- مکان خالی کر دیا اور بادشاہ باہر چلا گیا تاکہ طبیب اس پر افسوں پڑھے

لغات:- فسوں (مخفف افسوں) بعض اصحاب کے نزدیک سحر اور افسوں میں یہ فرق ہے کہ سحر میں کلمات کفر ہوتے ہیں اور افسوں میں نہیں ہوتے۔ اس جگہ افسوں سے کلمات شیریں اور مزاج پرسی مراد ہے۔

مطلب:- طبیب غیبی کی ہدایت کے مطابق بادشاہ کنیز کے کمرہ سے باہر چلا گیا اور مکان کو بالکل خالی کر دیا تاکہ طبیب کنیز سے حالات مرض دریافت کرے

**خانہ خالی ماند و یک دیار نے　جز طبیب و جز ہماں بیمار نے**

ترجمہ:- گھر خالی رہ گیا اور رہنے والوں میں سے کوئی شخص باقی نہیں رہا۔ صرف طبیب اور بیمار رہ گیا۔

لغات:- دیار۔ صاحب دار۔ گھر والا۔

مطلب:- بادشاہ باہر چلا گیا اور گھر کا کوئی آدمی باقی نہیں رہا صرف طبیب رہ گیا اور کنیز۔

**نرم نرمک گفت شہر تو کجاست　کہ علاج اہل ہر شہرے جداست**

ترجمہ:- طبیب نے نرمی کے ساتھ پوچھا تم کس شہر کی رہنے والی ہو کیونکہ ہر شہر کی بیماری اور اسکا علاج جدا ہے۔

**و اندراں شہر از قرابت کیست　خویشی و پیوستگی با چیست**

ترجمہ:- اور اس شہر میں تمہارے رشتہ داروں میں کون ہے اور کن کن لوگوں سے تمہاری قرابت ہے۔

لغات:- نرم نرمک۔ لطف و مہربانی سے۔ رنج۔ بیماری۔ درد دکھ۔ قرابت رشتہ داری۔ خویشی۔ اپنایت۔ پیوستگی۔ میل۔ تعلق۔

مطلب: طبیب غیبی نے نہایت مہربانی و شفقت کے ساتھ کنیز سے حال پوچھنا شروع کیا کہ تم کس شہر کی رہنے والی ہو۔ اس خیال سے کہ استفسار حال سے اسے بدگمانی نہ ہو یہ بھی توضیح کر دی کہ آب و ہوا اور مزاج کے اختلاف کی بنا پر ہر شہر کے رہنے والے کی بیماری اور اسکا طریقہ علاج مختلف ہوتا ہے۔ پھر دریافت کیا کہ تم جس شہر کی رہنے والی ہو اسمیں تمہارے کون کون رشتہ دار موجود ہیں اور تم کس خاندان سے ہو۔

**دست بر نبضش نہاد و یک بیک　باز می پرسید از جور فلک**

ترجمہ:- طبیب نے کنیز کی نبض پر ہاتھ رکھ کر مصائب کا حال پوچھنا شروع کیا۔

لغات:- جور فلک۔ تکالیف و مصائب۔

مطلب:- شہر و مقام کا حال پوچھنے کے بعد طبیب نے کنیز سے اسکی تکالیف و مصائب کا ماجرا دریافت کیا اور اسکی نبض پر ہاتھ رکھ لیا۔

**چوں کسے را خار در پایش خلد　پائے خود را بر سر زانو نہد**

ترجمہ:- جب کسی کے پاؤں میں کانٹا چبھ جاتا ہے تو وہ اپنے پاؤں کو زانو پر رکھتا ہے۔

**وز سر سوزن ہمی جوید سرش　ور نیابد می کند بالب ترش**

ترجمہ:- سوئی کی نوک سے کانٹے کا سرا ڈھونڈتا ہے اور جب نہیں ملتا تو لب سے تر کرتا ہے۔

**خار در پا شد چنیں دشوار یاب　خار در دل چوں بود وا دہ جواب**

ترجمہ:- پاؤں کا کانٹا تو اس دشواری سے نکلتا ہے پھر دل میں کانٹا ہو تو کس طرح نکلے

مطلب:- طبیب کنیز کی نبض پر ہاتھ رکھ کر آہستہ آہستہ اسکے دل کا حال دریافت کر رہا تھا اس حالت کو پیش نظر رکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب کسی کے پاؤں میں کانٹا لگ جاتا ہے تو اسکے نکالنے کے لئے کیسی کیسی تدبیر کرتا ہے۔ سوئی سے ٹٹولتا ہے۔ لب سے تر کرتا ہے اور پھر بھی اسکا نکلنا مشکل ہوتا ہے۔ جب پاؤں کے کانٹے کا یہ حال ہے تو دل کے کانٹے کا نکلنا کس قدر دشوار ہوگا۔

بیا گر حل شد خار آساں بر آرم
چہ سازم بخارے کہ در دل نشیند

یہ اشعار قطعہ بند کی صورت رکھتے ہیں اور مولانا رحمۃ کا مقولہ ہیں۔ خار سے راز دل مراد لینا چاہئے یا امراض روحانی جو عادات ذمیمہ کی صورت میں ظاہر ہو جاتے ہیں اس صورت میں تمثیل قطعہ کا مفہوم یہ ہوگا کہ وہ عادات بد جو ظاہر و باطن دونوں طرح بری ہیں مثلاً سرقہ و میخواری وغیرہ بمشکل چھوٹتی ہیں پس ان عادات کا چھوٹنا کس قدر دشوار ہے جو باطن سے تعلق رکھتی ہیں مثلاً انکسار و فروتنی کا اظہار صرف اس لئے کرنا کہ برگزیدہ ہوں۔ تو کل اس غرض سے کہ دوسروں پر نخوت و استغنا ظاہر کیا جائے۔　(از یڈیٹر)

# شرح دیوان حافظ

(گذشتہ سے پیوستہ)

## موزد از چمن نسیم بہشت خوش بنوشید دائمائی ناب

ترجمہ:- باغ میں بہشت کی نسیم چل رہی ہے۔ خالص شراب ہمیشہ پیو اور خوب پیو۔

لغات:- صبح کی ہوا۔ ہر خوشگوار ہوا۔ بہشت جنت۔ وہ باغ جن میں نہریں ہیں۔ محل ہیں۔ حوریں ہیں اور جسکے متعلق خدا نے نیک مسلمانوں سے وعدہ کیا ہے۔ ناب۔ خالص۔

مطلب:- جب باغ میں بہشت کی ہوا چل رہی ہے تو شاعر جس شراب کی طرف توجہ دلا رہا ہے وہ ہی شراب طہور ہے۔ معنوی مطلب یہ ہے کہ چمن سے دنیا اور نسیم بہشت سے مشاہدہ کی تجلیاں۔ یعنی دنیا میں ہی جلوۂ یزدانی کی شعاعیں نظر آ رہی ہیں پس بیخودی و مدہوشی کی خالص شراب نوش کرکے عرفانی آنکھوں سے اُن کا معائنہ کرنا چاہیئے۔

## تخت زریں زدست گل بچمن راح چوں لعل آتشیں دریاب

ترجمہ:- پھولوں نے باغ میں تخت زریں آراستہ کیا ہے لعل آتشیں کی طرح شراب حاصل کرو۔

لغات:- راح۔ راحت۔ خوشی۔ شراب۔ لعل آتشیں۔ سرخ گلگوں۔ محبوب کے گلابی لب۔

مطلب:- اس شعر کا مفہوم بھی شعر سابق کے مانند ہے۔ یعنی بہار کا موسم ہے۔ رنگا رنگ پھولوں نے تخت زریں بچھا رکھا ہے۔ ایسی حالت میں تو چاہیئے کہ محبوب کے آتشیں ہونٹوں کی طرح شراب حاصل کی جائے معنوی مطلب وہی ہے جو پہلے شعر کے متعلق بیان کیا گیا۔

## لب و دندان تو حقوق نمک داشت بر جان سینہ ہائے کباب

ترجمہ:- تمہارے دانت اور ہونٹ اُن سینوں پر جو کباب ہو رہے ہیں حق نمک رکھتے ہیں۔

مطلب:- محبوب سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ تیرے لب و دنداں یعنی تبسم کی نمک پاشی نے کباب شدہ سینوں پر حق نمک قایم کر رکھا ہے اور اگرچہ تو نے زخموں پر نمک چھڑکا ہے لیکن عشاق تیری نمک خواری کا اعتراف کرتے ہیں اور تیرے لئے حق نمک تسلیم کرتے ہیں۔

## در میخانہ بستہ اند مگر افتح یا مفتح الابواب

ترجمہ:- شاید میخانہ کا دروازہ بند کر دیا ہے۔ اے دروازوں کے کھولنے والے کھول دے۔

## در چنیں موسمی عجب باشد کہ ببندند میکدہ بشتاب

ترجمہ:- تعجب کی بات ہے کہ ایسے موسم میں شراب خانہ کو جلد بند کر دیں۔

لغات:- افتح (صیغۂ امر از افتتاح) کھول۔ مفتح (اسم فاعل از تفتیح) کھولنے والا ابواب (جمع باب) دروازے۔ میکدہ۔ مے۔ شراب۔ کدہ۔ جگہ۔ شراب کی جگہ

مطلب:- ظاہری مطلب تو یہ ہے کہ ایسی بہارین موسم میں جبکہ رنگا رنگ پھولوں نے زریں تخت بچھا رکھا ہے۔ مے خانہ کا دروازہ ہر وقت کھلا رہنا چاہیئے تاکہ رندان میخوار ہر وقت شراب سے لطف اندوز ہو سکیں۔ اگر اس کے برخلاف میخانہ بند کر دیا جائے یا جلد بند کر دیا جائے تو سخت تعجب کی بات ہے۔ معنوی مطلب یہ ہے کہ جب تجلیات باری اور مشاہدات قدسی کی رنگینیاں ہر وقت موجود ہیں تو تعجب کی بات ہے کہ مستی و بیخودی کے مواقع کم کئے جائیں یا اُن سے بالکل فائدہ نہ اُٹھایا جائے۔

بعض شارحین کے نزدیک یہ اشعار واقعات پر مبنی ہیں چنانچہ "محمد بن مظفر مبارز الدین جب شیراز و فارس کا حکمراں ہوا تو اُس نے حکومت میں جا بجا محتسب مقرر کئے اور شراب خانوں کے متعلق انتناعی احکام صادر کئے حضرت حافظؒ کے اشعار اسی واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ "باغ و بہار کا عالم ہے گوناگوں پھولوں نے تخت بچھا رکھا ہے۔ ابر چھایا ہوا ہے۔ پھولوں اور کلیوں کے سادہ رخساروں پر مینہ کے قطرے پڑ رہے ہیں یہ حالات میکشوں کو صلائے عام دے رہے ہیں۔ لیکن کیا قیامت ہے کہ ایسے روح افزا زمانہ میں میخانوں کو بند کر دیا ہے۔ پس تجھ سے دعا ہے اے دروازوں کے کھولنے والے اور اے مشکلات کے حل کرنے والے کرم خانے کا دروازہ کھول دے۔

## زاہدا می بنوش رندانہ فاتقوا اللہ یا اولی الالباب

ترجمہ:- اے زاہد رندوں کی طرح شراب پی، اے عقل والو خدا سے ڈرو۔

لغات:- اتقوا (صیغۂ امر از اتقا) ڈرو۔ اولی۔ صاحب۔ والے۔ الباب (جمع لب) عقل۔

# شرح گلستان

(گزشتہ سے پیوستہ)

آں نہ من باشم کہ روزِ جنگ بینی پشتِ من    آں منم کاندر میانِ خاک و خوں بینی سرے

کانکہ جنگ آرد بخونِ خویش بازی میکند    روزِ میداں وانکہ بگریزد بخونِ لشکرے

ترجمہ:- میں وہ نہیں ہوں کہ لڑائی کے دن تم میری پیٹھ دیکھو۔ میں وہ ہوں کہ خاک و خون میں ایک سر دیکھو گے۔ کیونکہ جو شخص لڑائی کے میدان میں لڑتا ہے وہ صرف اپنی ہی جان کھوتا ہے لیکن جو بھاگتا ہے وہ سارے لشکر کا خون کرتا ہے۔

مطلب:- شہزادہ نے حملہ کے لئے آگے بڑھتے ہوئے یہ قطعہ پڑھا جس کا مطلب یہ تھا کہ میں وہ نہیں ہوں کہ لڑائی سے بھاگ کھڑا ہوں میں وہ شخص ہوں کہ تم میرا سر خاک و خون میں تڑپتا ہوا دیکھو گے۔ کیونکہ میں اس بات سے واقف ہوں کہ جو شخص جم کر مقابلہ کرتا ہے اُسے صرف اپنی ہی جان کا اندیشہ ہوتا ہے لیکن جو شخص بھاگتا ہے وہ اپنے ساتھ تمام لشکر کو خطرہ میں ڈال دیتا ہے

ایں بگفت و بر سپاہ دشمن زد و تنے چند مردانِ کاری را بکشت چوں پیشِ پدر آمد زمینِ خدمت را ببوسید و گفت۔

ترجمہ:- یہ کہہ کر دشمن کے سپاہیوں پر حملہ آور ہوا اور چند بہادروں کو قتل کیا۔ جب باپ کے سامنے آیا تو زمینِ خدمت کو بوسہ دے کر (نہایت ادب سے) عرض کیا۔

## قطعہ

اے کہ شخصِ منت حقیر نمود    تا درشتی ہنر نہ پنداری

اسپ لاغر میاں بکار آید    روزِ میداں نہ گاوِ پرواری

ترجمہ:- آپ نے مجھے حقیر سمجھا۔ لیکن فربہی کو ہنر نہ سمجھئے۔ پتلی کمر کا گھوڑا لڑائی کے دن کام آتا ہے نہ کہ موٹا تازہ بیل۔

لغات:- مردانِ کاری۔ کام والے۔ کارآزمودہ۔ ماہرِ جنگ۔ بہادر شخص۔ وجود۔ ہستی۔ درشتی۔ فربہی۔ سختی۔ موٹا تازہ اور مضبوط ہونا۔ پرواری۔ موٹا تازہ۔

مطلب:- اوپر جو اشعار مذکور ہوئے وہ زبان پر لا کر شہزادہ نے دشمن کی سپاہ کا رخ کیا۔ اور یکایک حملہ آور ہو کر چند ماہرِ جنگ بہادروں کو تہِ تیغ کیا۔ اور اس کے بعد بادشاہ کے سامنے حاضر ہوا۔ اور نہایت ادب کے ساتھ یہ قطعہ پڑھا جس کا مطلب یہ تھا کہ آپ نے میری شخصیت کو حقیر سمجھا لیکن یہ خیال نہ فرمایا کہ فربہی کوئی اچھی بات نہیں کیونکہ میدانِ جنگ میں پتلی کمر کے گھوڑے کام آتے ہیں اور وہاں موٹے تازے بیلوں کی ضرورت پیش نہیں آتی۔

آوردہ اند کہ سپاہِ دشمن بسیار بود و اینان اندک و جماعتے آہنگ گریز کردند پسر نعرہ بزد و گفت اے مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید سواران را بگفتن او تہور زیادت گشت و بیکبار حملہ کردند۔

ترجمہ:- کہتے ہیں کہ دشمن کے سپاہی زیادہ تھے اور یہ لوگ کم تھے۔ ایک جماعت نے بھاگنے کا ارادہ کیا۔ (یہ دیکھ کر) شہزادہ نے نعرہ مارا اور کہا اے مردو کوشش کرو۔ ہرگز عورتوں کا لباس نہ پہنو۔ شہزادہ کے کہنے سے سواروں کی ہمت بڑھ گئی اور اُنہوں نے ایک دم حملہ کر دیا۔

لغات:- آہنگ۔ ارادہ۔ گریز۔ فرار۔ بھاگنا۔ نعرہ۔ آواز بلند للکارنا۔ تہور۔ مردانگی۔ دلیری۔ جرأت۔ ہمت۔

مطلب:- شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ دشمن کی تعداد بہت زیادہ تھی اور اُس کے مقابلہ اس طرف لوگ کم تھے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک گروہ یا دستہ نے فرار کا ارادہ کیا۔ شہزادہ تاڑ گیا اور اُس نے بآوازِ بلند للکار کر کہا کہ اے مردو۔ کوشش کر کے اس مہم میں کامیابی حاصل کرو۔ عورتوں کی طرح بزدلی کم ہمتی نہ دکھاؤ۔ شہزادہ کے ہمت دلانے سے فوج میں نئی روح پیدا ہو گئی اور سپاہیوں نے ایک دم دشمن پر حملہ کر دیا۔

شنیدم کہ ہم دراں روز بر دشمن ظفر یافتند پدر سر و چشمش ببوسید و در کنار گرفت و ہر روز نظر بیش کرد تا ولی عہد خویش کرد۔

ترجمہ:- میں نے سنا کہ اُسی دن دشمن پر فتح حاصل ہوئی۔ باپ نے شہزادے کے سر اور آنکھ کو بوسہ دیا۔ گود میں لیا۔ اور روز بروز توجہ کرنے لگا حتےٰ کہ اُسے اپنا ولی عہد بنا لیا۔

لغات:- ظفر۔ فتح۔ کامیابی۔ ولی عہد۔ وہ شہزادہ جسے بادشاہ اپنی زندگی میں وارث تاج و تخت کر دے۔

مطلب:- شہزادہ نے ایسی بہادری دکھائی اور اس طرح اپنے لشکر کو اُبھار کر دشمن کا مقابلہ کیا کہ اُسی دن دشمن پر فتح و نصرت حاصل ہو گئی۔ بادشاہ نے جب عملی طور پر شہزادہ کی بہادری جوانمردی اور عقل و ذہانت کا حال دیکھا تو اُسکے دل میں بڑی گنجائش پیدا ہوئی۔ وہ روز بروز اُسکی قدر و منزلت بڑھانے لگا اور آخرکار اُسے اپنا ولی عہد بنا لیا۔

(ایڈیٹر)

# وارداتِ قلب

امید مسرتوں کا سرچشمہ ہے اور امید ہی سے رنج و غم پیدا ہوتے ہیں۔ اگر امید سچی ہے اُس کی بنیادیں مضبوط ہیں۔ اُسکی نسبت قوی ہے۔ اور کامل غور و خوض کے بعد اُسے دلمیں جگہ دی گئی ہے تو وہ مسرتوں کا باعث ہوتی ہے۔ لیکن اگر غلط اور کمزور امیدوں پر بھروسہ کیا جاتا ہے تو وہ رنج و ملال کا سبب بن جاتی ہیں۔ دنیا میں لوگوں کو جو صدمے پہونچتے ہیں اُن کا باعث یہی ہے کہ وہ اپنے دلوں میں باطل توقعات اور غلط امیدوں کو پرورش کرتے ہیں۔ یہ امیدیں دلمیں جتنی مستحکم ہوتی جاتی ہیں اُسیقدر اُن کی بربادی سے زیادہ صدمہ ہوتا ہے۔ باپ اپنے بچے کی موت پر کیوں زار زار روتا ہے؟ اس لئے کہ اس بچے کے متعلق ہزاروں اُمیدیں اُس کے دلمیں پرورش پا رہی تھیں۔ "وہ جوان ہوگا۔ تعلیم یافتہ ہوگا۔ کسی بڑے عہدہ پر ممتاز ہوگا۔ خاندان کا نام روشن کرے گا وغیرہ" اُس نے یہ امیدیں دلمیں پیدا کرلیں جن کی بنیاد تارِ عنکبوت سے زیادہ کمزور تار یہ نفس پرتھی۔ اور اس لئے آج غم سے دلفگار ہے۔ اگر وہ ان اُمیدوں سے پہلو یہ سوچتا کہ اس پھول کے لئے ہزار گلچیں اور اس چراغ کے لئے ہزار آندھیاں ہیں اور ان سب سے محفوظ رہ کر اُسکا باقی رہنا صرف فضلِ الٰہی پر موقوف ہے تو امیدوں کے پہلو بہ پہلو موت و فنا کا خوف رہ کر آج اسکا دل اتنا اندوہگیں نہ ہوتا۔ ایک شخص کو کچھ روپیہ ملنے والا تھا لیکن نہیں ملا جسکے غم سے وہ سینہ چاک ہو رہا ہے۔ اب اس سادہ لوح سے پوچھئے کہ حصول سے پہلے اُس نے حصول فرض ہی کیوں کیا۔ روپیہ ملنے سے پہلے اُس نے یہ کیوں قرار دیلیا کہ روپیہ مل گیا۔ کام ہوجانے سے پہلے یہ طے کرلینا کہ کام ہوگیا سخت تکالیف کا باعث ہے۔ اور انتہائی بے وقوفی ہے۔ ایک دوست شکوہ سنج ہے کہ ایک دوست نے اُس کے ساتھ بیوفائی کی اور اس غم سے گھلا جاتا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ اُس کے دلمیں یہ خیال ہی کیوں پیدا ہوا کہ ایک دوست ہمیشہ وفادار رہ سکتا ہے جب دنیا اور اُسکا ہر ذرہ تغیر پذیر ہے جب ہر نئی صبح اور ہر نئی شام انسانی صورت میں کچھ نہ کچھ انقلاب پیدا کر دیتی ہے تو پھر کیونکر کہا جاسکتا ہے کہ زمانہ کا استداد سیرت میں تغیر پیدا نہیں کرے گا۔ لڑکپن۔ جوانی اور بڑھاپے کے خیالات کیوں یکساں نہیں ہوتے؟ اس لئے کہ حالات خیالات کو بدلتے رہتے ہیں پھر کسی شخص یہ توقع کیسی کہ وہ آئینِ قدرت کے برعکس اور تقاضائے حالات کے برخلاف ہمیشہ یکساں رہے گا ایک ایسی بات ہے کہ کوئی شخص دریا سے یہ امید رکھے کہ طوفان آئے مگر اس میں تموج پیدا نہ ہو کیسی غلطی ہے کہ تمام احتمالات اور تمام اندیشوں کو بھلا کر دلمیں کسی امید کو مستحکم کیا جائے اور اس امرِ واقعہ کی طرف توجہ نہ کی جائے کہ حالات خیالات کو اسطرح بدلتے رہتے ہیں جسطرح اوقیانوس کی موجیں ایک ٹوٹی ہوئی کشتی کو جدھر چاہتی ہیں لے جاتی ہیں

---

بعض نام و نمود پرست لوگ کیسے اتراتے ہیں کہ اُن کی خدمت کے لئے نوکر موجود ہیں اور جسوقت وہ یہ کہکر کہ "کونی ہے" شاید تمام مخلوقات ارضی و سماوی سے مراد لیتے ہیں اور اسوقت جب اس کے جواب میں "حضور حاضر" کی شراب میں بھگوئی ہوئی صدا بلند ہوتی ہے اُنہیں اپنی ہستی سکندر و دارا سے کم شاندار نظر نہیں آتی۔ آہ وہ اِس حقیقت سے ناواقف ہیں کہ قدرت کے دربار میں نوکر چاکر کی ننگ نہیں۔ نوکر چاکر صرف اُنہیں کاموں کو انجام دے سکتے ہیں جو انسان نے خواہ مخواہ اپنے ذمے لے رکھے ہیں اور جو فطرت کی نگاہ میں بالکل فضول اور لایعنی ہیں۔ فطرت کے فرائض ادا کرنے میں امیر غریب۔ شاہ و گدا سب برابر ہیں۔ کیا کسی بڑے سے بڑے امیر کے پاس کوئی ایسا نوکر موجود ہے جو اُسکی طرف سے کھا پی سکتا ہو یا رفع حاجت میں اُسکی قایم مقامی کرسکتا ہو؟ پس اے مادرِ فطرت کے نونہالو! اپنے اُن بھائیوں کا مذاق نہ اُڑاؤ جنکو تربیتِ مادری کے بعد مُنہ دُھلانے اور کپڑے پہنانے کے لئے امدادِ غیر کا موقع نہیں ملا۔

---

فطرت کے انصاف سے ڈرو۔ خدا معاف کردیتا ہے۔ بندے درگزر کرتے ہیں لیکن فطرت کبھی چشم پوشی نہیں کرتی۔ اُس کی سزاؤں کا عمل ارتکابِ جرم کے ساتھ ہی شروع ہوجاتا ہے۔ فطرت کے ہاتھ میں اعتدال کی ترازو ہے۔ اس ترازو میں جہاں کوئی پلہ جھکا کہ اُس نے اپنا چابک سنبھالا۔ ایک ایسا چابک جس میں آواز نہیں لیکن درد سے بھرا ہوا ہے۔ فطرت نے قانون مقرر کردیا ہے کہ تمہاری رفتار فی ساعت اسقدر ہونی چاہئے۔ تم اِس قانون کے خلاف دوڑ کر چلو اور دیکھو کہ فطرت کیا سزا دیتی ہے۔ تمہارے پھیپھڑے دُکھنے لگیں گے۔ تنفس میں اضطراب محسوس ہوگا۔ پنڈلیاں میں درد پیدا ہوگا۔ فطرت نے تمہاری خورد و نوش کے لئے ایک پیمانہ مقرر کردیا ہے۔ تم اس پیمانہ سے زیادہ کھاپی کر دیکھو۔ تمہیں استفراغ ہوگا۔ تمہارے معدہ اُمعا پر اس قصور کی پاداش میں تیروں کی بارش ہوگی۔ فطرت نے تمہارے لئے برودت اور حرارت کے لحاظ سے ایک مزاج مقرر کردیا ہے۔ اِس مزاج کے خلاف تم غیر معمولی سردی یا گرمی برداشت کرنے کی جب کوشش کروگے فطرت تمہیں نزلہ و زکام کے تازیانوں سے

سزا دے گی۔ فطرت نے تمہارے لئے بیداری و خواب کی ایک مدت معین کر دی ہے اس مقررہ قاعدے کی خلاف ورزی تمہیں طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا کر دے گی۔ الغرض فطرت نے تمہاری ہر نقل و حرکت کے لئے آئین و قوانین بنا دئے ہیں پس تم جس دفعہ کی خلاف ورزی کروگے فوراً اُس کی سزا کا عمل شروع ہو جائیگا۔

---

لوگ مصیبت زدہ عزیزوں اور دوستوں کے ساتھ ہمدردی نہیں کرتے بلکہ ہمدردی کی نمائش کرتے ہیں۔ ایک دوست کے گھر میں آگ لگ گئی اور آگ اس گھر میں لگی ایسی کہ جو تھا جل گیا۔ دوست اور عزیز آتش زدگی کی اطلاع پاکر آتے ہیں اور کہتے ہیں "مجھے آپ کے اس نقصان سے بہت افسوس ہوا" "مجھے اس حادثہ میں آپ کے ساتھ بڑی ہمدردی ہے" کوئی ان دانشمندوں سے پوچھے کہ کیا ان الفاظ کا نام ہمدردی ہے؟ مصیبت زدہ کو ہمدردی کی ضرورت ہے اظہار ہمدردی کی ضرورت نہیں۔ ہمدردی لفظاً و معنیً یہ مفہوم رکھتی ہے کہ ایک دوست جس درد میں مبتلا ہوا ہے اُس میں عملاً شرکت کیجائے اور اُسے جو نقصان پہونچا ہے اُس کا کچھ نہ کچھ حصہ اپنے اوپر عائد کیا جائے۔

---

جس طرح اچھا کھانے اور اچھا پہننے میں روپیہ خرچ ہوتا ہے اسی طرح زیادہ لذت اُٹھانے میں روح صرف ہوتی ہے۔ پس جو لوگ ہر لحظہ لذتوں میں سرمست رہتے ہیں وہ اپنی روح کو کمزور کر رہے ہیں۔ جس طرح کھانے اور پہننے کی طرف اُتنی ہی توجہ درکار ہے جو بقائے زندگی کا ذریعہ بن سکے اُسی طرح لذتوں میں بھی اُتنا ہی انہماک مناسب ہے جو روح کی بالیدگی و نشاط کا باعث ہو سکے۔

---

ایک گناہ صدہا گناہوں کا باعث ہوتا ہے۔ انسان پہلی پہل جو جھوٹ بولتا ہے وہ اُسے عمر بھر گناہ میں مبتلا رکھتا ہے۔ جھوٹ بولنا ایک ایسا گناہ ہے جسکی پناہ میں صدہا گناہ سرزد ہوتے ہیں۔ تم ایک چیز چرا لیتے ہو۔ اور محض اس بھروسہ پر اس جرم کی جرأت کرتے ہو کہ جب کوئی تم سے پوچھے گا کہ "میں نہیں جانتا" اگر تم یہ سمجھو کہ تمہیں بازپرس کے وقت یہ کہنا پڑے گا کہ "ہاں میں نے ایسا کیا ہے" تو کبھی ارتکاب جرم کی جرأت نہ ہو۔ عدالتوں میں جاکر دیکھو تو معلوم ہوگا کہ کیسے کیسے سیاہ جرم جھوٹ کے دامن میں پرورش پاتے ہیں کیونکہ تم اُسکو مجرم کو بھی انکاری پاؤگے جس نے تمہاری آنکھوں کے سامنے ارتکاب جرم کیا ہے۔ عدالتوں میں کیوں جاؤ۔ اپنے گھروں میں دیکھو۔ جھوٹ کی بدولت کیسی کیسی غلطیوں اور دانستہ خطاؤں کی جرأت کی جاتی ہے پس جھوٹ کو ترک کرو تاکہ سچ کی روشنی میں تمہیں سیاہ کاری کا حوصلہ نہ ہو۔

---

اکثر کم آمدنی والے اور زیادہ آمدنی والے ایسے ہیں جو تیس دن کے بعد ایک حالت میں ہوتے ہیں۔ کم آمدنی والے آمدنی کو خرچ پر پھیلاتے ہیں اور زیادہ آمدنی والے خرچ کو آمدنی پر پھیلاتے ہیں یعنی غریب لوگ تو خرچ کے مطابق آمدنی رکھتے ہیں اور امیر لوگ آمدنی کے مطابق خرچ رکھتے ہیں۔ تم آمدنی میں سے خرچ کو تفریق کر دیا خرچ میں سے آمدنی کو تفریق کر دو۔ دونوں حالتوں میں حاصل تفریق "صفر" ہوگا۔ پس جو لوگ خرچ بڑھانے کے لئے آمدنی بڑھانا چاہتے ہیں وہ شاید اتنا حساب بھی نہیں جانتے کہ پچاس میں پچاس کو تفریق کریں یا پانچسو میں پانچ سو کو تفریق کریں دونوں صورتوں میں حاصل تفریق "صفر" ہی رہتا ہے۔ آمدنی کا بڑھنا اُسی حالت میں مفید ہے جب خرچ میں کوئی اضافہ نہ ہو۔ جن لوگوں کی آمدنی میں اضافہ ہوا اگر وہ چند روز یہ فرض کرنے کی طاقت رکھتے ہوں کہ اضافہ نہیں ہوا اور یہ فرض کرکے اپنے اخراجات کو بدستور رکھیں تو کیسی مرفع الحالی اور فارغ البالی کے ساتھ زندگی بسر کر سکتے ہیں۔

---

# ناظرین دین و دنیا سے التماس ہے

کہ وہ براہ کرم امور ذیل کا جواب دیں

(۱) جب سے آپ دین و دنیا کے خریدار ہیں آپکو اس سے کیا فائدہ پہنچا؟

(۲) آپ کو رسالہ میں کونسے مضامین زیادہ پسند ہیں؟

(۳) کیا آپ کے خیال میں کوئی ایسی بات ہے جس سے یہ رسالہ اور زیادہ کامیاب اور مقبول عام ہو سکے؟

**نوٹ:** جن حضرات نے ابھی تک اسطرف توجہ نہیں فرمائی ہے۔ وہ جلد جواب دیں۔ تمام جوابات کا خلاصہ رسالہ میں درج کیا جائیگا۔

# اثباتِ کرامت

(از مولوی غلام نصیر صادق سلطوی جہلم)

شرع محمدی میں ولی سے کرامت کا ظاہر ہونا جائز ہے۔ تمام کا تمام فرقہ اہل سنت والجماعت اسپر متفق ہے۔ بالبداہت عقل بھی اسکو تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتی کیونکہ کرامت اللہ کریم کے اختیار میں ہے اور اسکا اظہار شرعی اصولوں میں سے کسی اصل کے منافی نہیں ہے۔ کرامت ولی کے صدق کی علامت ہے۔ جنہوں نے سے کرامت رد نہیں۔ اہل سنت سے ایک گروہ کے آدمی کہتے ہیں کہ کرامت درست ہے۔ لیکن معجزہ کی حد تک نہیں۔ اور وہ ایسی ہے۔ جیسے دُعا کا قبول ہونا ولی کی دعا سے کسی مراد کا پورا ہوجانا۔ اور وہ جو عادات کا نقض یعنی خلاف نہ کرے۔ اور ان کی مانند ہو۔ میں نہایت زور سے کہنے کو بالکل تیار ہوں۔ کہ نہیں تکلیف کے وقت میں سچے بزرگ کے ہاتھ سے خلافِ عادت امر کے ظاہر ہونے سے کونسی صورت فساد کی پیدا ہوتی ہے۔ اگر کوئی گروہ یہ کہے۔ کہ اس طرح کی کرامات اللہ کریم کا مقدور نہیں ہے۔ تو یہ راہِ ضلالت پر ہے۔ اور اگر کوئی مقدور کا قائل ہو۔ مگر سچے ولی کے ساتھ سے اظہار کی صورت میں نبوت کا بطلان ہوتا ہے اور نبیوں کی تخصیص کی نفی تو یہ بھی محال ہے۔ کیونکہ ولی کرامتوں اور نبی معجزات سے مخصوص ہے المعجزۃ لم یکن معجزۃ بعینہا انما کانت معجزۃ بعضہا ومن شرطہا اقتران دعوی النبوۃ بہا فالمعجزات تختص للانبیاء والکرامات تکون للاولیاء معجزہ بعینہ معجزہ نہیں ہوتا ہے وہ معجزہ اس لئے دکھلاتا ہے۔ کہ نبی سے حاصل ہوا ہے۔ اور معجزہ میں دعوہ نبوت شرط ہے۔ پس معجزات انبیاء علیہ السلام اور کرامات اولیائے کرام کے لئے مخصوص ہیں۔ جو کوئی بزرگ مقرب الٰہی ہوجاتا ہے۔ تو اسمیں کوئی شبہ باقی نہیں رہ جاتا۔ کیونکہ پیغمبری بزرگی رتبہ کی بلندی اور عصمت کی صفائی سے ہے۔ نہ صرف معجزے یا کرامت سے۔ اتفاق سے سب پیغمبروں کے لئے عادات کے خلاف معجزات ہیں۔ لیکن دراصل سب معجزات یکساں ہیں۔ لیکن درجات میں بعضوں کو بعضوں پر بزرگی ہے۔ نبی اور ولی کے درمیان اس شبہ کا پیدا ہونا اُس کے دل سے اُٹھ جاوے گا۔ ولایت کی شرط قول کا صدق ہے۔ اور معنوں کے خلاف دعویٰ کرنا جھوٹا ہوتا ہے۔ اور جھوٹا ولی کے درجہ پر ممتاز نہیں ہوسکتا۔ اور اگر ولی نبوت کا دعویٰ کرے تو وہ معجزہ کا توڑنا اور یہ کفر ہے۔ اور کرامت مطیع مومن کے سوا اغیار کے لئے نہیں ہوتی۔ اور کذب گنہگاری میں شامل ہے۔ نہ کہ عبادت میں۔ ولی اپنی کرامت سے نبی کی نبوت کو تصدیق کرتا ہے۔ اور اپنی ولایت سے بھی۔ اور ولی کی کرامت نبی کے معجزہ کا عین ہوتی ہے۔ اور مومن کے لئے ولی کی کرامت کی رویت نبی کے صدق پر زیادہ یقین ہوتا ہے۔ اسمیں رائی بھر شبہ نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ ان کا دعویٰ آپس میں مخالفت کے درجہ تک نہیں پہونچتا۔ تاکہ ایک دوسرے کی نفی کرے۔ بلکہ ایک کا دعوےٰ دوسرے کے دعوے کی صداقت ظاہر کرتا ہے۔ مثلاً شرع میں جب ایک فرقہ ورثہ کے دعوے میں اتفاق رکھتا ہو۔ تو جب ایک کی دلیل ثابت ہوتی ہے۔ تو اُس کی دلیل دعوے میں اُن کے متفقہ حکم سے دوسروں کی دلیل ہوتی ہے۔ اور جب دعوے ایک دوسرے کے مخالف ہوں تو اُس موقع پر ایک کی دلیل دوسروں کی دلیل نہیں ہوتی۔ پس جب نبی معجزہ کی دلالت سے نہایت صحت کے ساتھ نبوت کا دعوےٰ ہوتا ہے اور اولیاء نبی کے دعوے میں اُسکی صداقت بیان کرنیوالا تو اسمیں شبہ کرنا محض ناممکن ہے۔ کرامت ولی کی خرقِ عادت ہے۔ اور ولی کی کرامت نبیؐ کی شرع کے حکم کا خلاف نہیں کرتی اگر خلاف ہو تو کرامت ہی نہیں۔ لہٰذا کسی ولی سے کرامت ظاہر ہونے پر کسی اہلِ سُنت والجماعت بلکہ ہر مسلمان کو شبہ نہیں ہونا چاہئے۔

# اعتقادِ محکم

خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے خدایا دو ضدیں میری پوری کرنا ایک یہ قبض روح کے لئے میرے پاس ملک الموت کو نہ بھیجنا حق مجھ سے جھگڑا ہو پڑیگا کیونکہ میں نے اُس سے جان نہیں پائی کہ اُسکو پھیر دوں۔ تو نے دی ہے تو ہی مانگ اور دیکھ کہ میں کیسی ہنسی خوشی سے واپس دیتا ہوں۔

دوسرے یہ کہ قبر میں نکیرین تشریف نہ لائیں نہ سوال وجواب کی تکلیف گوارا فرمائیں۔ میں ایک بار جواب دے چکا ہوں جب کہ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوا بَلٰی کا امتحان لیا گیا تھا۔ وہی جواب میرا اب بھی ہے۔ یہ نتیجہ ہے ابراہیم القیا کی نیک روشی اور خوش معاملگی کا۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں۔ میں نے ایک شہر کے گفا میں تین چیزیں ایسی دیکھیں جو حد یقین میں ہوتی ہیں۔ اوّل یہ کہ ایک شخص مرا ہوا پڑا تھا۔ میں نے پوچھا کیونکر مر گیا۔ جواب ملا ناگاہ اُسکی نظر دوسرے شخص کی شرمگاہ پر پڑ گئی وہ شرم کے مارے گرا اور مر گیا۔ دوم یہ کہ ایک شخص کو سولی پر چڑھایا تھا۔ پوچھنے سے معلوم ہوا کہ اُسکا جرم یہ تھا کہ سب سے بڑے بُت کا نام سرِ بازار اُس نے بے محابا لے لیا تھا۔ اس لئے سولی دیدی گئی۔ سوم یہ کہ ایک بنیے کو میں نے دیکھا کہ دام کم لیتا ہے اور جنس پوری تولتا ہے۔ تم نے پوچھا ایسا کیوں کرتے ہو۔ اُس نے ایک بُت چرمی آستین سے نکالا اور کہا اس سے شرم آتی ہے کہ دام زیادہ لوں اور جنس کم تولوں۔ قطعہ

| | |
|---|---|
| بخششی پاک دار عقیدۂ خویش | زبر بر معتقد عقیدہ شود |
| ہرچہ آری جہاں بری بیشک | کار اندازۂ عقیدہ شود |

# دل

صاحبدلوں کا قول ہے کہ ایک جو ہر لطیف کو خاک قدس سے ممزوج کیا گیا

امیدوں سے نا اُمید ہونا چاہئے۔ جب تک صیغۂ اُمید تخفیف میں نہیں آئے گا اُسوقت تک انسان خوشی اور غم کے زیر دست تاثرات سے بچ بھی نہیں سکتا اُمید خوشی اور غم لازم و ملزوم ہیں اور یہ ثابت ہے کہ حضرت انسان اُمید کا ایک قدرتی تحیہ ہے۔

ہر کجا شوخ سیہ زاشاہست
آفتِ فتنہ و بلائے مست

اسی واسطے قرآن مجید میں حضرتِ انسان کو مخاطب کرکے یہ کہا گیا ہے:-
"لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ"

ورد و غم کیا ہے؟ کسی اُمید کا پورا نہ ہونا۔ کسی منصوبہ میں ہزیمت اُٹھانا کسی ناگہانی مصیبت میں آجانا۔ کسی عزیز کا جدا ہونا اور کسی عزیز کی موت وغیرہ، ایسی ہی باتیں اور ایسے ہی واقعات سے انسان پر یاس اور غم مستولی ہوجاتا ہے اور اُس کے دل و دماغ بُری طرح سے متاثر ہوتے ہیں، جن سے غم پیدا ہوتا ہے یا وہ موجب غم ہے۔

ایک بدقسمت مدتوں سے بیمار ہے، حاذق اطبا بھی علاج معالجہ کرچکے ہیں۔ کوئی افاقہ نہیں ہوتا، دُنیا کے دھندے ہر طرف سے زغہ کئے ہوئے ہیں، اُمیدوں کا ہر طرف سے خون ہو رہا ہے۔ ایک بدنصیب باوجود لیاقت اور استعداد کے بھی، باوجود نیک چلنی کے بھی دُنیا کے دھندوں دُنیا کی اُمیدوں اور کاروبار میں مسلسل ناکام رہتا ہے کیا اُس کے دل و دماغ و غم و یاس سے محفوظ رہ سکتے ہیں ہمت اور حوصلوں سے کام لینا واجبی ہے لیکن کیا کوئی اُس غریب پر یہ الزام لگا سکتا ہے کہ اُسکا دل اور اُس کا دماغ کیوں احساس غم کرتا ہے کیا ایسا شخص اپنے تئیں ایسے احساس سے بچا بھی سکتا ہے؟ اور کیا اسمیں اُسے قصوروار قرار دیا جائیگا؟ پہلے ہر شخص خود اپنی حالت اور اپنی کیفیت پر غور کرے اور پھر اُس کو بدنام کرے۔ پہلے خود تو ایسے احساس سے محفوظ رہ کر دکھائے۔

بحث اسمیں نہیں کہ بچانے کی کوشش نہ کیجائے یا کوئی باوجود استیلائے غم و یاس کے خود کو صابر اور مستقل مزاج نہیں رکھ سکتا یا رکھنا نہیں چاہئے بلکہ بحث یہ ہے کہ کیا غم و یاس کا مرض انسان کا خود پیدا کردہ یا ساختہ ہے اور کیا کبھی انسان اس آفت سے آزاد بھی تھا اور کیا انسانوں میں یہ مرض متعدی ہے؟ ہماری رائے میں خوشی اور غم و یاس کا احساس ایک طبعی خاصہ انسان کا ہے اور دونوں کے تاثر اور احساس سے کبھی بچ ہی نہیں سکتا۔ ہاں صبر اور استقلال کی راہ نکال سکتا ہے۔

اگر غم و یاس طبعی اور فطری خاصہ نہ ہوتا تو اللہ میاں قرآن مجید میں وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ نہ فرماتے۔ جب غم و یاس ہے ہی نہیں اور یہ ایک خود ساختہ بلا ہے تو پھر اس آیت اور اس حکم کی ضرورت ہی کیا تھی۔ اللہ کریم قرآن حمید میں فرماتے ہیں:- لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا اس بعض لوگوں کو غم سے خلاصی کی خوشخبری دی گئی ہے، اور غم و یاس نہ ہو تو بشریٰ کیسے ہو، اللہ تعالیٰ نے ہر چیز زوج پیدا کی ہے، ایک طرف خوشی ہے تو دوسری طرف غم و یاس ہے۔ کسی درد اور مصیبت کے وقت انسان کا چشم پُرآب ہوجانا اظہارِ غم ہی تو ہے، یہ آنسو جو ایک درد اور ایک جوشش میں گرتے ہیں، یہ گویا ازالۂ غم ہے اطبا نے لکھا ہے کہ اگر غم کے وقت آنسو نہ گریں، یا انسان روئے نہیں تو اُس کے دل و دماغ پر کسی اور آفت کے نزول کا اندیشہ ہے۔

پھر اللہ میاں فرماتے ہیں "وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ" تم چھیڑ خانی کی باتوں سے آزردہ خاطر نہ ہو۔ یعقوبؑ نے یوسف علیہ السلام کے بھائیوں سے کہا:- قَالَ إِنِّي لَيَحْزُنُنِي أَنْ تَذْهَبُوا۔ تمہارا اُسکو لیجانا تو مجھے شاق گزرتا ہے۔ وَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يَا أَسَفٰى عَلٰى يُوسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنَاهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيمٌ۔

اور حضرت یعقوبؑ بیٹوں کے پاس سے اُٹھ کر الگ جا بیٹھے اور یوسفؑ کو یاد کرکے لگے کہنے "ہائے یوسف" ہر چند ضبط کرتے تھے۔ مگر مارے غم کے اُن کی دونوں آنکھیں سفید پڑ گئی تھیں۔

چشم بیے نور شد چو یعقوبؑ — بایوسفِ ما ایں خبر بگوئید

وَقَالَ إِنَّمَا أَشْكُو بَثِّي وَحُزْنِي إِلَى اللّٰهِ، یعقوب نے کہا جو رنج اور پریشانی مجھ کو ہے اُس کی فریاد خدا ہی سے کرتا ہوں۔

اِن آیاتِ قرآنی سے ثابت ہے کہ یوسف علیہ السلام کی گمشدگی سے اُن کے والد محترم علیہ السلام کے دل و دماغ پر ایک سخت صدمہ ہوا۔ روتے روتے اُن کی آنکھیں بھی سفید پڑ گئیں، وہ مارے غم کے ہائے ہائے کرتے تھے اُنپر یوسفؑ کی جدائی نہایت ہی شاق تھی۔ خداوند کریم نے ہمارے نبی علیہ السلام کو بھی فرمایا "تو اِن لوگوں کی باتوں سے آزردہ خاطر نہ ہو" یہ آزردگی خاطر کیا ہے؟ یہی غم تو ہے جسے انسان کا خود ساختہ ہم کہتے ہیں۔ یعقوبؑ کی ہائے ہائے اور آہ و زاری کیا تھی وہی غم تو ہے جو اپنے مختلف رنگوں میں انسان کا پیچھا نہیں چھوڑتا اور چھوڑے کیونکر وہ ایک طبعی خاصہ ہے، خود انسان کی بناوٹ نہیں ہے اور اُس نے کسی اور سے سیکھا ہے، وہ غم و یاس سے بچ نہیں سکتا۔ چاہے اُمتی ہو اور چاہے نبی۔ ایک کتاب میں لکھا ہے کہ حضرت رسولِ خدا بھی اپنے بیٹے کی وفات پر چشم پُرآب ہوگئے۔

حدیث معتبرہ میں آیا ہے کہ بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات سے پیغمبرِ خدا کو جو صدمہ ہوا اُسکا اندازہ نہیں ہوسکتا۔

حضرت اُم سلمہ اُم المومنین زوجۃ النبی صلعم نے ایک دفعہ آنحضرتؐ کو خواب میں دیکھا کہ آنحضرتؐ کے سر اور داڑھی کے بال خاک آلودہ ہیں۔ اُم سلمہ نے وجہ پوچھی تو آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ "ابھی مقتلِ حسین رضی اللہ عنہ سے آرہا ہوں" حضرت اُم سلمہ کے شوہر اوّل جب فوت ہوگئے تو دونوں اُن کے آنسو مارے غم کے تھمنے میں نہ آتے۔

اسلام ہی کیا ہر ایک مذہب وملت کے بزرگواروں کی ایسی مثالیں بکثرت مل سکتی ہیں، جب مشاہیر مذاہب اور انبیاء علیہم السلام غم و یاس کی زد سے نہ بچ سکے اور یہ فطری امر اُن پر بھی ہوتا رہا تو کوئی دوسرا کب اسکی زد سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ انسان کے واسطے غم و خوشی ایک لازمی مرحلہ ہے اور اس سے چارہ نہیں ؏

سالہا شد مردہ ام دا ز مہربانی ہا ہنوز
ابرِ غم بر تربتِ من سائبانی می کند

اِس کے تو ہم قائل نہیں کہ غم و یاس رنج و درد انسان کی کوئی خودساختہ اور فرضی کہانی ہے، ہاں اِس کے معترف ہیں کہ جہاں انسان کو فطرتاً احساس غم و یاس دیا گیا ہے، وہاں ساتھ ہی استقلال اور صبر کی طاقت اور حوصلہ بھی دیا گیا ہے۔ جہاں تک ہوسکے انسان صبر و شکر سے کام لے اور اللہ کی آنے والی رحمتوں پر اُمید رکھے اور امید مصداق لاتقنطوا من رحمۃ اللہ کبھی بھی بند نہ ہونے دے۔ انسان اگرچہ علی قدر مراتب غم و درد سے بچ نہیں سکتا، یہ زد پڑتی ضرور رہے، لیکن استقامت ضرور اختیار کر سکتا ہے اور خود قدرت نے انسان کی فطرت میں صبر و حوصلہ کی طاقت بھی دے رکھی ہے۔ باوجود ایک سخت قلق و غم کے بھی آخر صبر اور حوصلہ آ ہی جاتا ہے۔

طبیعت کو ہوگا قلق چند روز ٹھہرتے ٹھہرتے ٹھہر جائے گی،

اِنَّ اللہَ مَعَ الصّٰبِرِیْن کی فلسفی بنا ستیلائے غم و یاس کے وقت عمل کرنا ہمارا ایک فطری اور مذہبی مداوا ہے ؏

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جانوروں اور حیوانات کو غم نہیں ہوتا۔ کیوں نہیں ہوتا۔ کسی بکری اور بھیڑ کو ہمنے خوشی سے تو گلا کٹواتے نہیں دیکھا۔ آخر وہ ایک قسم کی روح اور جان رکھتے ہیں جان کو جب تکلیف اور اذیت ہوتی ہے تو آخر انہیں اُسکا احساس ہوتا ہی ہے۔ کہتے ہیں اور اکثر کہتے ہیں۔ بھینس کے جگر یا دل پر اُتنے ہی داغ ہوتے ہیں جتنے اُس کے بچے مرتے ہیں۔ چونکہ ہم وا تا کے طریق اندوہ و یاس اور درد۔ داغ اور زخموں سے واقف نہیں ہوسکتے اسواسطے یہ کہہ دینا بہت آسان ہے کہ اُنہیں یہ احساس ہی نہیں۔ انسان اور حیوان دونوں احساس درد اور احساس تکلیف رکھتے ہیں چاہے جسمانی ہو اور چاہے وجدانی اور روحانی ایسا احساس، موجب ہے غم و یاس اور رنج و حزن و سوز کا۔ کوئی زندہ جان اس سے بچ نہیں سکتی، اور اگر بچے تو خود اُس کے واسطے ایک گھاٹا ہے۔ ہاں استقلال۔ استقامت اور صبر و شکر واجب ہے۔ اِنَّ اللہَ مَعَ الصّٰبِرِیْن۔

صبر سے رفتہ رفتہ غم و یاس کا بوجھ ہلکا ہی پڑجاتا ہے، لیکن اُس کے طبعی ہونے سے ہم انکار نہیں کرسکتے۔ احساس غم اور شے ہے، اور استقلال و صبر بحالت غم و یاس ایک اور کیفیت ؏

اے کہ بسیار شنیدی سخنِ بے دردان درد دل می کنم اظہار شنیدن دارد

# میراثِ آنحضرت ؐ

(محمد عبد الحمید برق جپتوروی فتحپوری)

حضرت ابوہریرہ راشدان سے خوش ہو … بازار میں جب اکدن پہنچے لکھا یہی ہے
اُن لوگوں سے جو اُس دم بازار میں تھے فرمایا … بولے یہاں یہ خلقت بے سود پھر رہی ہے
حالانکہ یہ جو چاہیں تو فائدہ اُٹھائیں … میراثِ شاہِ عالم مسجد میں بٹ رہی ہے
یہ سُنکے لوگ پہنچے مسجد میں دوڑے دوڑے … کیا دیکھا اک جماعت قرآن پڑھ رہی ہے
ہر شخص مستعد ہے تحصیلِ علمِ دیں پر … یعنی مستفید ایماں ہوتا ہر آدمی ہے
لیکن نہ کوئی ترکہ ہے ہو رہا فراہم … اور اس جگہ نہ کوئی میراث بٹ رہی ہے
یہ دیکھ کر وہ پلٹے، کہتے ہوئے دلوں میں … حضرت نے بات جو بھی فرمائی تھی ہنسی ہے
حضرت ابوہریرہ ؓ کے پاس جب وہ پہنچے، … از راہِ شکوہ اُن سے کہتا ہر آدمی ہے
"ہم اسے ابوہریرہؓ! مسجد میں دیکھ آئے … میراث تو نہیں ہے خالی جگہ پڑی ہے"
حضرت نے پھر مخاطب ہو کے اُن سے پوچھا … "اے بھائیو! کہو تو دیکھا کچھ اور بھی ہے"
وہ بولے "ہمنے دیکھا مسجد میں اک جماعت … جو ذکرِ حق ہے کرتی، قرآن پڑھ رہی ہے"
حضرت ابوہریرہؓ کہنے لگے کہ "بھائی! … میراثِ حق نما کی جو خواہشِ دلی ہے
تحصیلِ علمِ دیں کی کوشش کرو ہمیشہ … یہ ترکۂ پیمبر، یہ ترکۂ نبی ہے
قرآن کو پڑھو تم، اُس پر عمل کرو تم … میراث سب سے بہتر حضرت کی بس یہی ہے"

# واہمہ کی خلاقی

(ایڈیٹر)

واہمہ بھی انسان کی باطنی قویٰ میں ایک حیرت انگیز قوت ہے اور اسی لئے مادہ پرستوں کی بہ نسبت وہم پرستوں کی دنیا بہت جلد آباد ہو جاتی ہے۔ مادی دنیا میں جبتک مادہ ایک صورت سے دوسری صورت اور دوسری سے تیسری صورت ہزارہا سال کے امتداد و انتظار کے بعد نہ اختیار کرے اُسوقت تک آنکھوں کو نظارہ کا موقع نہیں ملتا لیکن وہم کی دُنیا آن واحد میں مکمل سے مکمل صورت حاصل کرلیتی ہے اور تغیرات کے مدارج غیر محسوس طریقہ سے طے ہو جاتے ہیں۔ اگر وہم کو ایک طائر سبک سیر فرض کریں تو جیالوجی اور اسٹرانومی کے ماہرین انگشت بدندان رہ جائیں کیونکہ یہ طرفۃ العین میں زمین کے آخری طبقہ میں جا پہونچتا ہے اور پھر پلک مارنے سے پہلے عرش کے بلند ترین کنگرہ کو چھو آتا ہے۔ لیکن اعتدال سے زیادہ سبک سیری اور بلند پروازی کا انجام ہمیشہ قعر ذلت کی پستیوں میں نظر آتا ہے۔ اسی لئے وہم نے نہ عقلا اور حکما کی بارگاہ میں دخل حاصل کیا اور نہ انبیاء مذہب کے دامنوں میں اسے باریابی نصیب ہوئی۔ گویا ایک پیکر ہے جو آغوشِ محبت سے مایوس اور سایۂ عاطفت سے محروم ہر وقت اور ہر لحظہ خانہ بدوشی اور کس مپرسی کے عالم میں زمین سے اور آسمان سے زمین کے مابین گرم جولاں رہتا ہے۔

اُس کا نام دِل رکھا جسمیں کائنات کی سمائی کی استعداد دیجی۔

ابو علی سیاہ فرماتے ہیں تمام عالم دل دل پکارتا ہے۔ مگر میں بیدل کہتا ہوں کیونکہ کام جو بن پڑتا ہے انہیں بیدلوں سے ہوتا ہے۔ کل کے روز اس قالب خاکی کو دل کی صورت میں مبدل کرینگے تاکہ لقائے دوام کی سند حاصل ہو ورنہ قالب خبیس کی کیا ہستی کہ اُسے بقا نصیب ہو سکے۔

قیامت میں ایک شخص کو خطاب ہوگا۔ اے بندے تو نے مجھے دنیا میں پہچانا تھا۔ اگر نہیں پہچانا دعوے معرفت کیوں کیا۔ اگر پہچانا تو کیا یہی حق آشنائی تھا جو تو نے ادا کیا۔ اے بیباک تو جو کچھ گھر میں چھپا کے کرتا ہے اگر وہ بازار میں بھی کر تو معلوم ہو کہ تو خلق سے ڈرتا ہے یا خالق سے۔

ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور کہا میں نے ایک گناہِ عظیم کیا ہے آپ کے سامنے توبہ کرتا ہوں۔ توبہ کی اور پھر پلٹ کے آیا کہنے لگا یا رسول اللہ میں نے جو گناہ کیا ہے اُسکو خدا نے بصیر دیکھتا تھا۔ یہ بڑی بے شرمی میرے لئے ہے۔ بس اتنا کہہ کے گرا اور سرد ہوگیا۔ قطعہ

بخشی شرم کار ہا دارد     سخت دل آنکہ ہیچ شرم نکرد
ہر چہ خواہد کند ز بے شرمی     ہر کہ او از خدائے شرم نکرد

# خاموشی

(از جناب یعقوب احمد صاحب حبیبا)

## مَنْ سَکَتَ سَلِمَ وَمَنْ سَلِمَ نَجَا

خاموشی کی نصیحت کرنے سے میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ مُنہ کو سی کر صمٌ بکمٌ بن گئے مُنہ سے بولتے ہیں نہ سر سے کھیلتے ہیں بلکہ یہ غرض ہے کہ کم بولا جائے اور ضرورت کے وقت بولا جائے۔ ولنعم ما قیل ؎

دو چیز تیرۂ عقل است دم فرو بستن     بوقت گفتن و گفتن بوقت خاموشی

جو لوگ زیادہ بولتے ہیں انمیں غور و خوض۔ فکر و تدبر۔ سوچ بچار کرنے کا مادہ کم ہو جاتا ہے اور اُن پر کسی کی نصیحت کچھ اثر نہیں کرتی۔ شیخ شیرازی صاحب فرماتے ہیں ؎

فراواں سخن باشد آگندہ گوش     نصیحت نہ گیرد مگر در خموش

جو لوگ زیادہ بولتے ہیں اُن کی کچھ وقعت نہیں ہوتی۔ اُن کی رائے۔ حکم اور مشورے کی کوئی قدر نہیں کرتا۔ اور اُن کی تمام باتوں کو خواہ وہ کسی پائے کی ہوں نہایت ہلکی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ زیادہ بولنے والے کسی کی صحبت یا تقریر سے کچھ فائدہ حاصل نہیں کر سکتے کیونکہ

چہ خواہی کہ گیری نفس بر نفس     حلاوت نیابی ز گفتار کس

ہمارے حضور پر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جہاں ہمیں سینکڑوں ہزاروں طریقے نجات کے تعلیم فرمائے وہاں ایک نہایت آسان اور اعلیٰ درجہ کی نجات اور سلامتی کا طریقہ یہ بھی بتایا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے مَنْ سَکَتَ سَلِمَ وَمَنْ سَلِمَ نَجَا اور مَنْ صَمَتَ فَقَدْ نَجَا۔ جو خاموش رہا جس نے فضول بولنے سے پرہیز کیا وہ سلامت رہا اور جو سلامت رہا اُس نے نجات پائی۔ جس نے خاموشی اختیار کی بے شک وہ نجات یافتہ ہوگیا۔ ہمارے صوفیائے کرام نے خاموشی کو تصوف کا ایک رکن قرار دیا ہے۔ اور بعض مشائخ عظام نے خاموشی کو نصف تصوف فرمایا ہے۔ ایک شخص حضرت بابا فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تصوف کے اُصول دریافت کئے۔ آپ نے فرمایا تصوف کے بڑے اُصول دو ہیں کم کھانا اور کم بولنا۔ ایک حکیم کا قول ہے زیادہ بولنا اور زیادہ ہنسنا بے وقوفی کی علامت ہے۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

زباں در کش اے مرد بسیار داں     کہ فردا قلم نیست بر بے زباں

خلیفہ ہارون رشید نے اپنے قرۃ العین کی تعلیم و تربیت کے واسطے ایک عارف باللہ عالم باعمل فاضل بے بدل کو مقرر کیا۔ ہونہار شہزادہ جب تمام علم و ہنر اور آداب وغیرہ میں یگانۂ زمانہ ہوگیا تو اُس نے مولانا موصوف سے ایک آخری نصیحت کی درخواست کی مولانا نے فرمایا مجھے اس وقت اپنے ہادیٔ برحق کا ایک قول یاد آیا ہے اُسکو میں تیری نصیحت کے لئے کافی خیال کرتا ہوں اور وہ یہ ہے من سکت سلم ومن سلم نجیٰ۔ شہزادے نے اپنے اتالیق کی نصیحت پر عمل کرنے کا دل میں پختہ عہد کر لیا۔ چنانچہ جب وہ محل میں واپس آیا اُسی وقت سے اُس نے معمول سے کم بولنا اختیار کیا اور رفتہ رفتہ یہانتک اپنے اُستاد کی نصیحت پر عمل کیا کہ خدام کو شاہزادے کے گونگا ہونے کا شک ہوگیا۔ شدہ شدہ اسکی خبر خلیفہ ہارون رشید کو پہونچی اُس نے بڑے بڑے طبیب حاذق جمع کئے اور شہزادے کا علاج شروع کرایا لیکن ع مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ آخرکار ایک حکیم نے صلاح دی کہ شاہزادہ کو شکار کے واسطے باہر بھیجنا چاہئے۔ بادشاہ نے حکیم صاحب کے مشورہ کے مطابق عمل کیا۔ جب شاہزادہ کی سواری جنگل کیطرف چلی صبح کا وقت تھا کہ نسیم سحری اٹکھیلیاں کرتی ہوئی چل رہی تھی۔ بھینی بھینی دل و دماغ کو فرحت پہونچانے والی خوشبوئیں چاروں طرف سے آرہی تھیں۔ پرندے چہچہا رہے تھے۔ اور خداوند کریم کی تسبیح و تقدیس کر رہے تھے۔ زاہدانِ پاکباز عبادت میں منہمک حسینانِ چمن نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ قیام میں مشغول اور تمام چوپائے رکوع میں مصروف تھے۔ سورج اپنی طلائی زرق برق کی پوشاک پہنکر پردہ سے باہر نکلنے کی تیاری کر رہا تھا کہ یکایک ایک جھاڑی سے تیتر کے بولنے کی آواز آئی۔ آواز آنی تھی کہ ہمرکاب شکاریوں نے آواز پر نشانہ لگایا تیتر ابھی دل کھول کر بولنے بھی نہ پایا تھا کہ قضا کے تیر کا نشانہ ہوا۔ شاہزادے کا اس عبرتناک واقعہ سے دل بھر آیا اور بے ساختہ اُس کے مُنہ سے نکلا ماقلت وما اھلکت (کیوں بولا جو ہلاک ہوا) شاہزادے کا یہ کہنا تھا کہ سب ساتھی خاموش ہوگئے اور خوشی خوشی محل کو واپس آگئے۔ وہ اس بات کے امیدوار تھے کہ بادشاہ سے انعام و اکرام پائیں گے لیکن اُنہیں یہ معلوم نہ تھا کہ شاہزادہ کس وجہ سے بول اُٹھا تھا۔ چنانچہ محل میں آکر پھر وہی گونگا بنگیا۔ بادشاہ شہزادے کی

اس حرکت کو بیہودہ بہت خیال کرکے بہت برہم ہوا۔ اور حکم دیا کہ کوڑے مارے جائیں۔ جلادوں نے حسب حکم کوڑے لگانے شروع کئے۔ شہزادہ کو جس نے اپنی تمام عمر عیش و آرام سے گزاری تھی اور تکلیف و مصیبت کا سہنا تو درکنار کبھی انکا نام بھی نہ سُنا تھا ابھی تھوڑے ہی سے کوڑے لگے تھے کہ وہ ان کی تکلیف کو برداشت نہ کرسکا۔ وہ دبوبے دل سے ایک آہ کی اور کہا۔ صدق رسول اللہ من سکت سلم و من سلم نجی جس نے خاموشی اختیار کی وہ دریائے سلامتی کے کنارہ پر جا پہونچا اور ناجی ہوگیا۔ کاش اگر اس وقت تیتر نہ بولتا تو ہرگز نہ مارا جاتا اور اگر اسوقت میرے مُنہ سے ما قلت و ما هلکت نہ نکلتا تو ہرگز آج یہ نوبت نہ پہونچتی ‌‌۔

حضرت لقمان علیہ السلام جس پایہ کے بزرگ ہوگزرے ہیں محتاج بیان نہیں یہ اصل میں ایک حبشی نژاد غلام تھے۔ ان کے مالک نے ان کو ذکی۔ فہیم۔ قابل اور دانا دیکھ کر آزاد کردیا تھا حضرت لقمانؑ نے اپنی فطری ودانائی اور ہوشیاری سے اپنے آپ کو خود حکیم بنایا۔ ایک دن وہ اپنے خوشہ چینان فیض کو دولت حکمت و دانائی سے مالامال کر رہے تھے کہ ایک شخص سامنے آکر کھڑا ہوگیا اور دیر تک انکی صورت کو دیکھتا رہا اور تقریر کو سُنتا رہا۔ آخر پہچان کر بولا شاید تم وہی ہو جو فلاں مقام پر میری بکریاں چرایا کرتے تھے۔ حضرت لقمانؑ نے جواب دیا کہ ہاں بیشک میں تمہارا وہی غلام ہوں۔ تب اُس نے متحیر ہوکر دریافت کیا کہ یہ مرتبہ تمہیں کیونکر حاصل ہوا۔ فرمایا صرف دو باتوں سے ایک سچ بولنا دوسرے بے ضرورت بات نہ کرنا۔

ازاں مرد دانا دہاں دوخت است  که بیند که شمع از زبان سوخت است

انسان کو چاہیئے کہ جہانتک ہوسکے کم بولے اور ضرورت کے وقت ضرورت کے موافق بولے۔ خاموشی یا کم گوئی عالم و جاہل دونوں کے واسطے بڑی نعمت ہے سے

تراخامشی اے خداوند ہوش  وقار است و نا اہل را پردہ پوش

# غم

(از جناب سلطان احمد صاحب)

بیروں کشم ز سینۂ دل غم کشیدہ را  تسکیں دہم ز گریہ بایں حیلہ دیدہ را

ابھی دو منٹ بھی نہیں گزرے، دل خرسند تھا، تو روح بشاش تھی، ایک کروٹ بھی نہیں بدلی کہ دل و روح کی حالت ہی بدل گئی، نہ وہ خوشی رہی اور نہ وہ بشاشت اگر دل پر اُداسی چھائی ہے تو روح مارے سوز اور کلفت کے قالب سے نکلا چاہتی ہے۔ اللہ اللہ یہ بھی کیا راز ہے یا تو وہ بشاشت و فرحت، یا یہ کلفت اور عالم یاس سے

خفتہ سعی مقیم دمی سوز و دل غمگین ما
نیست غیر از شمع یک دلسوز بر بالین ما

آخر یہ بات اور یہ کیفیت کیا ہے، کیا انسان کا دل اور روح طبعاً مسرت اور یاس و غم سے متاثر ہوتی ہے اگر وہ خوشی اور مسرت کی دلدادہ ہے تو غم اور یاس بھی اُسپر اثر کرتا ہے۔ کیا قدرت نے اس کائنات میں کوئی انسان ایسا بھی بنایا ہے جسپر خوشی اور غم کا اثر نہ ہوتا ہو۔ یہ جدا بات ہے کہ باوجود احساس خوشی اور غم کے کوئی اُسکی پروا نہ کرے۔ اور ایسے ہی گزار دے گویا اُس کے دل و دماغ پر مسرت، خوشی اور کیفیت غم مؤثر ہی نہیں ہوتی، لیکن ہمیں اس بات کا یقین ہیں کہ کوئی انسان اس دُنیا میں بغیر احساس خوشی اور غم کے رہ سکے بیشک اس کائنات میں صدہا انسان ایسے بھی ہیں جو باوجود احساس خوشی و یاس کے مستقل مزاج رہتے ہیں۔ باوجود طرح طرح کی تکلیفات اور مصائب کے اُن کے ماتھے پر بل بھی نہیں پڑتا۔ اور اُس اضطراب و قلق سے وہ اکثر اوقات محفوظ رہتے ہیں جسمیں بعض اور انسان ماؤف ہوتے ہیں، لیکن یہ ثبوت اس بات کا تو نہیں کہ انسان احساس خوشی اور غم کا رکھتا ہی نہیں ‌‌۔

یہ دونوں قسم کے احساس طبعی ہیں، ان سے کوئی انسان بچ نہیں سکتا خوشی کے موقع پر خوش ہوتا ہے اور غم کی حالت میں غمگین ‌‌۔

بچہ پیدا ہوتے ہی یا ہنستا ہے۔ یا روتا ہے، ان دونوں کیفیات سے وہ خود کو بچا نہیں سکتا۔ نہ تو وہ کسی باہر کی مخلوق کو دیکھ کر ہنستا اور روتا ہے اور نہ کسی کی تعلیم سے۔ یہ دونوں خاصتے اس کے پیٹ ہی سے ساتھ لاتا ہے۔ یہ دلیل ہے اس بات کی کہ خوشی اور غم دونوں طبعی خاصتے ہیں، چاہے ہم کیسا ہی دل بنائیں وہ ان دونوں جذبات سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ بچہ کیا کوئی بڑا اور بالغ انسان بھی یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ اُس کے دل و دماغ پر خوشی اور غم کا اثر نہیں ہوتا یہ جدا بات ہے کہ وہ یہ دعویٰ کرے اور ثابت بھی کردے کہ باوجود خوشی اور استیلائے غم و یاس کے وہ صابر اور مستقل مزاج رہ سکتا ہے اور اُس کی طبیعت اپنے آپ سے باہر نہیں ہو جاتی۔

بے شک یہ طریق عمل، یہ استقلال صدہا مبارکباد کے قابل ہے اور ایسی مثالیں بکثرت ہونی چاہئیں، لیکن پھر بھی ہم بشریت کے مقتضیات سے کسطرح باہر نکل سکتے ہیں۔ یہ کہنا کہ انسان خوشی اور غم کا احساس ہی نہ کرے اور استیلائے ملالت اور غم کے وقت اُسکی طبیعت اور دل و دماغ پر کچھ اثر ہی نہ ہو ایک آرزوئے ناروا ہے۔ کوئی انسان احساس غم سے بچ نہیں سکتا، چاہے وہ خدا سفر ہو اور چاہے نبی اور ولی، یہ ایک قانون فطرت ہی اس سے کون باہر جا سکتا ہے اور پھر قانون فطرت کچھ بیجا بھی نہیں ہے ہم اس سے انکار نہیں کرسکتے کہ ہزاروں انسان آئے دن طرح طرح کے غموم اور افکار و مصائب میں مبتلا ہوتے ہیں قسما قسم کی مایوسیاں اور کلفتیں اُنہیں ستاتی اور اُن کا کچھ مونکالتی ہیں، اُن کا اثر دل و دماغ دونوں پر ہوکر رہتا ہے، اُمید اگر حوصلہ بندھاتی ہے تو پورا نہ ہونے پر کمر شکن بھی ہے اس سے اول کہ ہم خوشی، یاس اور غم کے احساسات سے بری ہوں

دین و دنیا کی مصروفیتوں سے بے بہرہ اور خلوت و جلوت کی دلچسپیوں سے جدا ہونیکے باعث اس نے تجرد و عزلت کے لئے ایک شغل تجویز کیا ہے اور اسی شغل میں اپنے بچپن کے لمحے بسر کرتا ہو دنیا یو واہمہ کے اس شغل کو خلاقی کہتی ہے اور اسمیں شک نہیں کہ واہمہ کو خلاقی کمال حاصل ہے۔۔ ائی کے ایک چھوٹے دانے کو کوہ سلیمانی اور ریگ کے ادنے ذرات کو مہر درخشاں بنا دینا۔ رات کی تاریکی میں درختونکو دیو زاد اور رسی کو سانپ کی صورت میں پیش کرنا اسکا ایک ادنے کرشمہ ہے۔

یہ وہ بلا ئے بے درماں ہے کہ مذاہب حقہ کی فولادی بنیادیں اس نے متزلزل کر دی ہیں اخلاق کی طرف رُخ کیا ہے تو سقراط و فلاطون کا فلسفہ خاک میں ملا دیا ہے اور اس بنا پر اگر اسے "شیطان انسان کے ساتھ پیدا کیا گیا ہے" کا مصداق قرار دیں یا ایک غیر مجسم شیطان کہیں تو بیجا نہیں۔ یہ اسی کی سحر کاریاں ہیں کہ انسان اشرف المخلوقات ہونے کے باوجود اپنی مصنوعات کی پرستش کرتا ہے۔ یہ اسی کی ابلہ فریبیاں ہیں کہ ایک انسان دوسرے انسان کے سامنے سربسجود ہوتا ہے۔ اسے شیطان کہا جائے یا نہ کہا جائے لیکن اسمیں شک نہیں کہ یہ ایک خوفناک دشمن ہے جو خون کے ساتھ ساتھ جسم کی رگوں میں دوڑتا پھرتا ہے۔

اس کے مزاج میں شوخی اور ظرافت بھی ہے چنانچہ اگر کبھی اسے مذاق کی سوجھتی ہے تو اپنے ایک ادنے اشارہ سے میاں بیوی میں فساد ڈلوا دیتا ہے۔ اور تمام تمام رات اسطرح بسر ہو جاتی ہے کہ گویا درمیان میں عریاں تلوار رکھی ہوئی ہے۔ اس سے بھی زیادہ کبھی آمادۂ شرارت ہوتا ہے تو احباب میں نا اتفاقی پیدا کرتا ہے اور پھر یہ حالت ہو جاتی ہے کہ کتنا ہی ایثار گوارا کیا جائے اور کیسی ہی دلسوزی کی مثالیں پیش کی جائیں لیکن جانبین کی بدگمانیوں میں کمی نہیں ہوتی۔

اگر خدانخواستہ دلمیں کچھ کھوٹ یا سرشت میں کچھ نقص ہو تو پھر اسکا تسلط کامل ہوتا ہے۔ ذرا کسی کے لبوں کو جنبش ہوئی کہ اس نے ارباب نقص کو یقین دلایا کہ دیکھو تمہیں گالیاں دی جا رہی ہیں۔ اتفاقاً کسی کی زبان پر کوئی گول بات آئی اور اُس نے کان میں پھونکا کہ تمہاری ہی طرف روئے سخن ہے۔ سچ یہ ہے کہ بعض اوقات اسکی درازدستیاں ایک قیامت برپا کر دیتی ہیں۔ کبھی کبھی یہ روسیاہ اخبارات و رسائل تک بھی حرفوں کی سیاہی کا نقاب چہرہ پر ڈالے ہوئے آپہنچا ہے اور پھر ناظرین میں خوفناک ہلچل پیدا کر دیتا ہے۔ عزیز القدر پنچ کو اسکو ہمنشینی سے ہمیشہ گریز رہا لیکن سنتے ہیں کہ ایک ذات شریف کے گول فقروں میں ہو کر یہ اس کے اوراق پر بھی ایک دن نمایاں ہو گیا اور بعض احباب کو اپنی داڑھی ٹٹولنی پڑی لیکن ہم اُن سے پہلے تو یہ عرض کرتے ہیں کہ اگر وہ سبلتان و ذقن میں کوئی اجنبی خلش محسوس نہیں کرتے تو یہ تکلیف جستجو کیوں گوارا کرتے ہیں اور پھر ہماری گزارش یہ ہوگی کہ

چہ باک باشد ار آمد در انز کس باک
ز تند جامۂ ناپاک گاذراں بر سنگ،

# تجسس

(محمد عبد الحمید برق چتوروی فتحپوری)

عقل کو یوں ہو گیا ہے تیری ہستی کا یقیں
یعنی کوئی ہے بلا شک خالقِ عرش و زمیں،
گبر و ترسا کیا نصارا کیا یہود و مسلمیں،
سب ترے قائل ہیں لیکن دو دیتے تو پا ترہا؟

ہم کہاں ڈھونڈیں تجھے تو کس جگہ ہے کس میں ہے؟
کون ایسی شے ہے آخر جلوہ گر تو جس میں ہے؟

خاک میں یا باد میں، آتش میں ہے، یا آب میں؟
رونقِ روشن میں ہے تو، یا مہرِ عالمتاب میں؟
ظلمتِ شب میں ہے، یا اختر میں یا مہتاب میں؟
تو دُرِ یکتا میں ہے، یا گوہرِ نایاب میں؟

آسماں پر، یا زمیں پر، اُسمیں ہے، یا اسمیں ہے؟
کون ایسی شے ہے آخر جلوہ گر تو جس میں ہے؟

تو کلیسا میں ہے یا ہے دیر میں مسکن گزیں؟
بتکدہ میں، یا حرم میں ہے تو اے پردہ نشیں؟
صومعہ آباد ہے تجھ سے کہ کعبے کی زمیں؟
یا کسی میخانے میں تو بنکے ساقی ہے مکیں؟

تو مساجد میں ہے، یا آتشکدہ میں کس میں ہے؟
کون ایسی شے ہے آخر جلوہ گر تو جس میں ہے؟

تو بگولوں میں ہے، یا تو نجد کے صحرا میں ہے؟
پردۂ محمل میں ہے، یا ناقۂ لیلےٰ میں ہے؟
وادیِ ایمن میں ہے، یا دامنِ سینا میں ہے؟
چاہ کنعاں میں ہے تو یا گلشنِ بطحا میں ہے؟

آبِ حیواں میں ہے، یا امرت میں ہے، یا بس میں ہے؟
کون ایسی شے ہے آخر جلوہ گر تو جس میں ہے؟

تو ہے آبادی میں، یا رہتا ہے ویرانوں میں تو؟
پُر ضیا محلوں میں ہے یا ہے سیہ خانوں میں تو؟
تو طیورِ دشت میں ہے، یا ہے حیوانوں میں تو؟
حور و غلماں میں، ملک میں یا ہے انسانوں میں تو؟

محفلِ جنّ و پری، یا اور کس مجلس میں ہے؟
کون ایسی شے ہے آخر جلوہ گر تو جس میں ہے؟

تو ہوا یا باغ میں، یا رنگ و بوئے گل میں ہے؟
یا خم و مینا و مے کے نغمۂ قلقل میں ہے؟
راستیِ سرو میں ہے، یا خمِ سنبل میں ہے؟
گریۂ شبنم میں ہے، یا نالۂ بلبل میں ہے؟

خندۂ گل میں ہے، یا بیداریِ نرگس میں ہے؟
کون ایسی شے ہے آخر جلوہ گر تو جس میں ہے؟

کیا کسی مذہب کی پاکیزہ کتابوں میں ہے تو؟
یعنی کیا توریت میں ہے تو، کہ در معنی ہے تو؟
یا زبور و بائبل ہی کے صحیفوں میں ہے تو؟
یا قرآنِ پاک میں ہے، یا حدیثوں میں ہے تو؟

الغرض تو اُن میں ہے، یا اِن میں ہے، یا کس میں ہے؟
کون ایسی شے ہے آخر جلوہ گر تو جس میں ہے؟

ہم تجسس میں تری ہر سو بھٹکتے ہی رہے
دربدر آشفتہ، سرگرداں، پریشاں ہی پھرے
ہر جگہ کی خاک چھانی، ٹھوکریں کھا یا کئے
ہم تو تیری جستجو ایک ایک شے میں کر چکے،

اب بتا تو ہی کہ تو کس میں نہیں ہے، کس میں ہے؟
کون ایسی شے ہے آخر جلوہ گر تو جس میں ہے؟

# تواضع و انکسار

ہر چیز اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے۔ اِسی بنا پر جاننا چاہئے کہ تواضع و انکسار کی ضد کبر و نخوت کا خلق مذموم ہونا اِس قدر واضح ہے کہ محتاج بیان نہیں۔ خصوصاً انتہائی کم بیاکای ہے کہ اس لئے کہ نخوت انسان کے تمام اوصاف کمال پر پانی پھیر دیتی ہے اور زمرہ حیوان [illegible] بہی محہ اخلاق حسنہ کے باوجود دنیا کی نگاہوں میں حقیر و ذلیل کر دینے کے لئے کافی ہو جاتا ہے لیکن باوجود اس کے انسان کا کوئی طبقہ شاید کوئی فرد ایسی مشاہدہ میں آئے جسکے دماغ میں کچھ نہ کچھ غرور کبر و نخوت موجود نہ ہو۔ مسلمانوں کے لئے کتاب خدا سے بڑھ کر کوئی دلیل پیش نہیں کی کبر و نخوت چونکہ عام ہے اس لئے پروردگار عالم نے کثیر التعداد آیات میں مختلف طریقوں سے تواضع و انکسار کا حکم دیا ہے اور کبر وغیرہ سے منع فرمایا ہے۔ ایک مقام پر فرماتا ہے۔ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّكَ لَن تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَن تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا كُلُّ ذَٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهُ عِندَ رَبِّكَ مَكْرُوهًا۔ اور تم زمین پر اکڑ کر نہ چلا کرو (کیونکہ اس متکبرانہ رفتار سے) نہ تم زمین کو پھاڑ ڈالوگے اور نہ طول میں پہاڑوں کے پہونچ سکوگے۔ (اے رسول) یہ تمام بُری باتیں تمہارے پروردگار کے نزدیک ناپسند ہیں چونکہ انسان کسی کمال پر پہونچکر اپنے تئیں دیگر مثال سے بزرگ مرتبہ اور کامل و تام سمجھنے لگتا ہے اور مختلف اوضاع و اطوار خصوصاً طرز رفتار سے اُسکا اظہار کرتا ہے اور اکثر چال ڈھال ہی انسان کے کبر و نخوت کا پتہ دیتی ہے اس لئے آیۂ مبارکہ میں خصوصیت کے ساتھ ایسی طرز رفتار اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے جو متکبرانہ ہو اور ساتھ ہی انسان کو اس کے ایسے عجز و نقص پر متنبہ کیا ہے جس کے ہوتے ہوئے اپنے تئیں کامل و تام سمجھنا کسی طرح مناسب نہیں ہو سکتا۔ مقصد ان فقروں سے یہ بتانا ہے کہ انسان چلنے میں اپنے قدم کو کتنا ہی بلند کرے پہاڑ کی بلندی تک نہیں پہونچ سکتا اور کتنی ہی سختی سے زمین پر مارے اسکو شق نہیں کر سکتا۔ پس اس مخلوق کو جو زمین و پہاڑ جیسی بے حس و ادراک مخلوقات سے بھی کہیں زیادہ ضعیف ہو اور ان کے مقابلہ میں انتہا درجہ عاجز نہ ایک کے برابر ہو سکتا اور نہ دوسرے کو کچھ ضرر پہونچا سکتا پھر اُسکے لئے کب مناسب ہو سکتا ہے کہ خالق تام و قادر [illegible] اپنی اُن امثال کے مقابلہ میں کبر و نخوت کو دماغ میں جگہ دے جن میں اُس سے بدرجہا افضل و اشرف لوگ موجود ہیں اور ہو سکتے ہیں۔ حضرت لقمان نے جو نصیحتیں اپنے فرزند کو حکم خدا سے کی تہیں قرآن مجید میں پروردگار عالم نے اسکی حکایت فرمائی ہے۔ (اے فرزند) نماز کی پابندی کرو اور لوگوں کو نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو۔ اور جو مصیبت تم پر پڑے اُس پر صبر کرو (کیونکہ) یہ بے شبہ ہمت و استقلال کا کام ہے اور لوگوں کے سامنے (غرور نخوت سے) گال نہ پھلاؤ اور زمین پر اکڑ کر چلو کیونکہ خدا کسی اترانے والے اور فخر کرنے والے کو دوست نہیں رکھتا اور اپنی چال ڈھال میں میانہ روی اختیار کرو اور (بولنے میں اپنی آواز دہیمی رکھو کیونکہ سب سے بُری اور ناگوار) آواز گدہوں کی ہوتی ہے۔ یہاں پر وہ نصیحتیں اور وصیتیں جو جناب لقمان نے اپنے بیٹے کو کی تہیں چونکہ وہ بہت سے اعمال صالحہ اور اخلاق حسنہ پر مشتمل تہیں اس لئے قرآن مجید میں ذکر کر کے اُن کو بقائے دوام کا شرف دیا گیا ہے تاکہ ہر شخص ان کو اپنی زندگی کا دستور العمل بنائے اور ہمیشہ عمل کر کے دنیا و آخرت میں خالق و مخلوق دونوں کے نزدیک عزیز و محبوب بن سکے۔

ان آیات میں مندرجۂ ذیل اخلاق و اعمال تعلیم کئے گئے ہیں۔

(۱) نماز کی پابندی کرنا۔

(۲) امر بالمعروف و نہی عن المنکر یعنی نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا۔

(۳) امر بالمعروف و نہی عن المنکر پر جہلا و سفہا قوم کیطرف سے جو تکلیفیں اور اذیتیں پہونچائی جائیں ان پر ضبط و صبر سے کام لینا۔

(۴) لوگوں کے سامنے اپنی عظمت و جلالت دکھانے کے لئے منہ نہ پھلاؤ اور اکڑ کر نہ چلو اور نہ ظاہر زہد و انکسار کے لئے حد سے زیادہ آہستہ چلو کہ جس سے ضعف و کمزوری و سستی و کاہلی ظاہر ہو بلکہ رفتار میں ایسا اعتدال اختیار کرو جس سے نہ تکبر و نخوت ظاہر ہو اور نہ سستی و کمزوری۔

(۵) جب کسی سے خطاب کرو تو آہستہ آواز سے۔ کیونکہ چیخ کر بولنا سننے والے کی تکلیف کا باعث اور بولنے والے کی بے تمیزی و بد تہذیبی کی دلیل ہے۔

# موجودہ حالت

(از جناب لطیف صاحب)

دل بُرا از رشک و حسد و ظاہرا اخلاص بپا — چال ہر اک بات میں دو مکر ہے ان کا شعار
رنج آپس میں کرانا ان کا شغل خوشگوار — دوسرے احمق ہیں گویا خود ہیں لائق ہوشیار

اے شرافت ہو اسی میں کیجئے مجھکو معاف
جسطرح سے ہو سکے ہو دوستو نیت صاف

جو امور آپس کے ہوں اُن میں صفائی چاہئے — جب سپرد ثالثی ہوں حق رسائی چاہئے
دونوں جانب دو فریقوں کی بھلائی چاہئے — روشنائی فیصلہ کو منصفانی چاہئے

فیصلہ میں جب رعایت ہو تو پھر انصاف کیا
شیشۂ دل میں کدورت ہو تو پھر دل صاف کیا

چھوڑ دیں سب نے رسومات جہالت بالعموم — بیخبر لیکن ہماری قوم ہے پڑھ کر علوم
کچھ بہی ہو لیکن ادا ہوں بیاہ چوچک کے رسوم — از زمیں تا آسماں ہو ختنہ و مکتب کی دہوم

شور ہو قرنا و دف کا گنبد افلاک تک،

دیکھئے گھر میں تو باقی نہیں ہے خاک تک
جسم کسی کو سود اور رشوت کا لپکا پڑ گیا — مرد و صد طعن و تشنیع و تبرا وہ ہوا
مال میں اسکے نہ برکت ہے نہ لطفِ کبریا — لائقِ نارِ جہنم ہو گیا وہ بر ملا
اپنے مولا کی رضا بندے کو کرنا چاہیئے
پاؤں اپنا ایسی راہوں میں نہ دھرنا چاہیئے
حق پسندی صلح جوئی اور قومی اتفاق — رکھدیا ہے قوم نے بل جل کے سب بالائے طاق
مدعی بھائی کا بھائی ہے پڑا ہے دلمیں نفاق — باپ نے اہل پاکر کر دیا بیٹے کو عاق
جب یہ حالت ہو تو کیا اسلام پھر باقی رہا
اٹھ گئی وہ بزم وہ سب غرقہ وہ ساقی رہا
قوم کیحالت بہت ابتر ہے اے پروردگار — ہے کنارا دور اور کشتی پڑی ہے منجدھار
رخ جو بدلا ہی نہیں باد مخالف کر فرار — تیری رحمت ہو تو یہ ٹوٹا ہوا بیڑا ہو پار
منتظر ہے لطف کا تیرے لطیفِ دلحزیں
اس تلاطم سے بچا دے یا الہ العالمیں

# اقبال مندی

ایسی نا سمجھ قوم جو اپنی ہستی پر بھروسہ نہیں کرتی اور دوسری قوموں کے مخالف خیالات سے فائدہ اٹھانا چاہتی ہے یقینی اپنے کو ذلیل جانتی ہے اور اپنے کو مٹانا چاہتی ہے - اگر لوگ اپنے قوم کی پرورش اور خیال کریں تو اسی قوم میں ہر طرح کے آدمی پیدا ہو کر اُن کی ضرورتوں کو پورا کر سکتے ہیں - ایک حد تک تنگ خیالی ہے یہ کہنا کہ ہماری ضرورتوں کے پورا کرنے والے ہم میں نہیں ہیں -

فلسفہ کا مقولہ ہے - کہ ضرورت ہر چیز کو پیدا کر دیتی ہے لوگ ضرورتوں کو پیش کرتے رہیں - اُسکے پورا کرنے والے بھی پیدا ہوتے جائینگے - اور جب اپنی ضرورتیں دوسروں سے پوری کرلی جائیں گی اور اپنوں کی طرف توجہ نہ کیجائے گی تو ہے ہے کام کرنے والے بھی دل چھوڑ کر بیٹھ رہینگے اور روز بروز قعر مذلت میں دھنستے چلے جائیں گے - سابق کے باکمال حضرات کے روایات افسانے کے طریق سے مسلمانوں میں سُنے جاتے ہیں - لیکن خیال کرنا چاہیئے کہ پہلے لوگ بھی ایسے ہی ہوتے تھے جیسے اس زمانہ میں ہیں لیکن زمانہ اُن کی قدر کرکے اُنکو بڑھا دیتا تھا - ماں کے پیٹ سے کمال لیکر کوئی پیدا نہیں ہوتا جب اہل کمال کی قدر سلاطین و امرا جو خود جوہری ہوئے تھے کیا کرتے تھے - کمال بڑھتا چلا جاتا تھا - جب سے امرا و رؤسا میں علم قدیم کا چرچا مفقود ہوا اور خود کمالات سے عاری ہو گئے تو ملک کے ہر کمال کے آفتاب میں گہن لگنے لگا -

جب اپنے گھر میں اندھیرا ہو گیا دوسروں کی خفیف روشنی بھی بڑے معیار پر معلوم ہونے لگی - اور خود کو اُنہیں جذب کرکے اپنی ہستی کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گئے - یہ کیا کم بد اقبالی ہے کہ اپنے افراد قوم بلکہ نفس قوم کی دھجیاں اُڑائی جائیں کاش اُس قوم سے اپنے کو علاحدہ کر دیں جسپر انگشت نمائی کرتے ہیں تب البتہ عقلا کے زمرہ میں اُن کا شمار ہوگا - ورنہ جس رکابی میں کھائیں اُسی میں چھید کرنے کے مصداق ہونگے - اپنی قوت پر بھروسہ کرنا اقبالمندی کی دلیل ہے ۔

# اللہ والی باتیں

(از شیخ محمد خاقان نظامی مقیم پوسد ( برار )

(ثاقب)
مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ سے ہے صاف آشکار — جو یہاں آیا وہ آیا ہے عبادت کے لئے

(نصرت)
چاہیئے ہر سانس میں یاد خدا — آئے ہیں بندے عبادت کے لئے

(میر)
اخلاص دل سے چاہیئے سجدہ نماز میں — بیفائدہ ہے ورنہ جو یوں وقت کھوئیے

(شیدا)
مزے کے پھل وہی پائیگا روز حشر جنت میں — یہاں جو محو گلگشت گلستان عبادت ہے

(ثاقب)
دل سے جو عبادت ہو تو معبود ہو راضی — اخلاص سے سجدہ ہو تو مسجود ہے راضی

(تجمل)
معلوم جنہیں وصف و تعریف عبادت ہے — راحت سے اُنہیں بڑھ کے تکلیف عبادت ہے

(اسیر)
رات دن میں نے تری نام کی تسبیح پڑہی — خوب اوقات مرے حسن عمل میں گزری
کثرت مشق ریاضت سے کرو صاف جو دل — مثل خورشید اُسے قصر ... جو دل جائے
کیا بھروسہ ہستیٔ موہوم کا ہے اے اسیر — دم وہ دم ہے جو گزر جائے خدا کی یاد میں

(وزیر)
جھکا یا جس نے اطاعت میں سر ہوا ممتاز — پھرا جو اُس سے زمانے میں وہ خراب ہوا

(یکتا)
سر اُٹھا سجدۂ طاعت سے نہ ہرگز یکتا — سچ کہا ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

(امیر)
آخرت میں عمل نیک ہی کام آئیگا — پیش ہے تجھ کو سفر زاد سفر پیدا کر

(قیصر)
بندگی اللہ کی زاہد خلوص دل سے کر — کینہ و بغض و حسد کا پاک کر دے دل سے زنگ

(خاقان نظامی)
نماز تحفۂ خالق درود نذر نبی ہے — یہ مصطفےٰ کے لئے ہے تو وہ خدا کیلئے

# رسائل کی رُوح

## اسلام کے مقابلہ میں دوسری مذاہب

اسلام اور قرآن حمید کے مقابلہ میں ساواتی اور جمہوریت لئے ہوئے کوئی دوسرا مذہب انسانیت کی قدر افزائی کرتے ہوئے اور اس کے حقوق دیتے ہوئے خود کو پیش نہیں کرسکتا کیونکہ کوئی دوسرا مذہب حقوق فطرت کی نگہبانی دیانت اور کشادہ دلی سے نہیں کرتا جسقدر مذہب اسلام انسان اور انسانیت کی قدر و منزلت کرتا ہے اس قدر اور کونسا مذہب کرتا ہے زیادہ سے زیادہ کیا تو یہ کہ

"انسان کی پوجا جائز رکھدی گئی، اور اسکی وقعت کا یہ درجہ سب سے بڑا سمجھا گیا"

حالانکہ سب سے بڑی عظمت اور قدر افزائی انسان اور انسانیت کی یہ تھی اور یہ ہے کہ اسکو انسان قرار دیکر اسکی وقعت اور عظمت کیجائے کسی مذہب نے چار برتوں کی صورت میں انسانی عظمت کھودی اور کسی نے رنگ و روپ کے خدشات میں پڑکر انسانی حقوق اور انسانی مساوات کا خون کر دیا۔ کسی نے قومی نخوت میں چور رہ کر قوموں اور ذاتوں کی تفریق سے وقعت انسانیت کو دھبہ لگا دیا۔ آخر سب کے مقابلہ میں قرآن اور اسلام نے بطور عام طور پر اعلان کر دیا کہ صرف انسانیت میں سب انسان برابر ہیں۔ قوموں اور ذاتوں کا سلسلہ محض تعارفانہ ہے ان کی کرامی مساواتی زنجیر سے باہر ہے۔

(صوفی)

## ارشادات حضرت امام حسن رضؓ

بھائی چارہ مساوات کا نام ہے خواہ سختی کا عالم ہو یا کشائش کا۔

اخلاق، عفت، پرہیزگاری اور حالت کی اصلاح ہوسکتے ہیں۔

آسان غنیمت یہ ہے کہ تقوی کی خواہش ہو اور دنیا میں جب تک ہیں زہد اختیار کیا جائے۔

جسم دُنیا میں رہے اور دل آخرت میں مشغول ہو۔

کسی چیز کے ترک پر قسم کھائی ہو تو کھانا ہی آسان چیز ہے جسکے ترک پر قسم کھائی جائے۔

جسکو عقل نہیں اسکو ادب نہیں اور جسکو ہمت نہیں اسکو محبت نہیں۔ جسکو دین کا خیال نہیں اسکو حیا و شرم نہیں لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا بڑی عقلمندی کی بات ہے۔ عقل ہی سے دُنیا و آخرت دونوں حاصل ہوتے ہیں اور جو عقل سے محروم ہے وہ دُنیا اور آخرت دونوں سے محروم ہے۔

آدمیوں کی ہلاکت تین چیزوں میں ہے۔ تکبر اور حرص و حسد میں۔ تکبر سے دین کی ہلاکت ہے اور ابلیس اسی تکبر کی وجہ سے ملعون ٹھیرا۔ اور حرص دشمن نفس ہے اس کی وجہ سے آدمؑ جنت سے باہر لائے گئے۔ اور حسد بُرائی کا ایلچی ہے اسی کے باعث قابیل نے ہابیل کو قتل کیا۔ عمدگی سے پوچھنا بھی آدھا علم ہے۔ سلام کرنے سے پہلے اگر کوئی بات کرے تو جواب نہ دو۔

خاموشی بے زبانی کا ستر ہے اور آبرو کی زینت اسکو اختیار کرنیوالا راحت میں اور اس کے پاس بیٹھنے والا امن میں ہے۔

آپ اپنے صاحبزادوں اور بھتیجوں سے فرمایا کرتے تھے:۔

علم سیکھو اگر زبانی یاد کرنا نہ ہوسکے تو اسکو گھر میں لکھ رکھو۔ (واعظ)

## رُوح

(۱) متکلمین کہتے ہیں کہ رُوح عنصری ترکیب سے پیدا ہوتی ہے اور مرنے پر فنا ہوتی ہے ؛

(۲) اشراقین کہتے ہیں کہ رُوح قدیم ہے اور ہمیشہ رہیگی ؛

(۳) حکما کا قول ہے کہ رُوح جسم کے ساتھ پیدا ہوتی ہے۔ لیکن پھر فنا ہوتی ہی نہیں ؛

غرض روح کی بابت بڑی بڑی بحثیں ہیں۔ لیکن تصوف نے اس کا جو فیصلہ کیا ہے۔ آج تک اس کا کوئی رد نہ کرسکا۔ اصل تو یہ ہے کہ رُوح ایک آفتاب ہے جس کی کرنیں تمام چیزوں میں منعکس ہیں۔ عالم میں دو طرح کی چیزیں پائی جاتی ہیں:۔

(۱) جسم (۲) رُوح جسم کی حالت تو ظاہر ہی ہے ؛

اب ہی رُوح۔ رُوح کی ابتدائی حالت اِسطرح سمجھو کہ ہوا میں تموج۔ ستاروں میں روانی، پھولوں میں خوشبو پائی جاتی ہے۔ یہ سب چیزیں لطیف ہیں اور یہ اپنے جسم کی رُوح ہیں۔ (اور جسم میں حرکت اور ادراک پایا جاتا ہے) اسی طرح یخو نا صلی رُوح بھی نہیں ہیں۔ بلکہ اصلی رُوح ایک جوہر لطیف ہے جو اِس حیوانی اور انسانی روح سے تعلق رکھتا ہے۔ مولنا روم صاحب فرماتے ہیں ؎

غیر فہم و جاں کہ در گاو خر است
آدمی را عقل و جانِ دیگر است

حیوانوں میں جو ادراک اور رُوح ہے۔ انسان میں ادراک اور ادراک اور روح اُس کے علاوہ ہے ؛

آنچناں کہ پرتوے جاں بر تن است
پرتو جانانہ بر جانِ من است

حیوانی روح کو انسانی جسم سے جیسا تعلق ہے ویسا ہی اِس اصلی روح کو اس انسانی روح سے تعلق ہے ؛

تصوف ایک ایسا درس ہے، ایک ایسا سبق ہے جس سے یہ اچھی طرح معلوم ہوتا ہے۔ کہ انسان خدا کا مظہر کامل ہے، جناب باری کی شان کا نادر طلسم ہے وہ ایک دم میں عرش پہونچ سکتا اور پھر واپس آسکتا ہے

آفتاب، ماہتاب، دوزخ، بہشت، یہ سب صرف اس کے تفریحی مقامات ہیں۔ نہ کہ آرام اور آسائش کے۔

تصوف منزلِ آسائش اس مقام کو بتاتا ہے۔ جو جناب باری کی ذات ہے۔ انسان کوئی کام محسوسات کے بغیر نہیں کر سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ تمام مذہبوں میں بُت پرستی کا شائبہ موجود ہے۔ لیکن تصوف تمام تر تنزیہ کی تعلیم دیتا ہے۔ اسی وجہ سے تمام اعلیٰ صوفیہ ہمہ اوست کے قائل ہیں کعبہ اور حرم سے اُن کو انکار نہیں۔ لیکن پس ماندگانِ راہ کی منزل سے زیادہ اُن کی نگاہ میں کعبہ اور حرم کی وقعت نہ ہو۔ (اسرارِ تصوف)

## بد خلقی کی بُرائی

حضرت صلعم سے کسی نے دریافت کیا نحوست کیا چیز ہے فرمایا بد خلقی۔ اعمال نیک کو اسطرح خراب کر دیتی ہے بسطرح سرکہ شہد کو بد مزہ کر دیتا ہے۔ دوسری جگہ ارشاد ہے۔ بد خلقی ایسا گناہ ہے جو بخشا نہیں جائیگا نیز آپ نے فرمایا بد خلق آدمی دوزخ کی تہ میں ڈالا جائیگا حضرت خواجہ حسن بصریؒ نے فرمایا بد خلق انسان اپنی جان کو آفت میں خود پھنساتا ہے۔ وہب بن منبہ فرماتے ہیں۔ بد خلق ٹوٹا ہوا برتن ہے نہ جڑ سکتا ہے نہ مٹی بن سکتا ہے۔ حضرت فضیل نے فرمایا بدکار خوش خلق کو بد خلق عابد پر ترجیح ہے۔

## خوش خلقی کیا چیز ہے؟

حضرت خواجہ حسن بصریؒ فرماتے ہیں خوش خلقی یہ ہے کہ کشادہ پیشانی رہے اور دولت کو خرچ کرے اور کسی کو ایذا نہ دے۔ واسطی فرماتے ہیں کہ خوش خلقی کی یہ علامت ہے کہ نہ آدمی خود کسی سے دشمنی کرے۔ نہ کوئی اس سے خصومت رکھے۔ اور مفلسی و تونگری میں خلقت اس سے راضی رہے شاہ کرمانی کے خیال میں ایذا سے باز رہنا اور مشقتوں کا سہنا خوش خلقی ہے۔ ایک اور بزرگ فرماتے ہیں۔ غربت کی شان سے لوگوں کے قریب رہنا خوش خلقی ہے۔ حضرت مولائے علیؓ فرماتے ہیں خوش خلقی تین چیزوں میں ہے۔ محرمات سے بچنا۔ حلال روزی تلاش کرنا۔ اور عیال پر زیادہ خرچ کرنا۔ امام غزالیؒ کی رائے میں خلق کی تعریف یہ ہے کہ انسان سے افعال بآسانی بلا فکر و تامل صادر ہوں۔ اگر وہ افعال عقلاً و شرعاً عمدہ ہیں تو خوش خلقی ہے ورنہ بد خلقی۔ نیز فرمایا خلق فعل کا نام نہیں ہے کیونکہ بہت سے آدمی طبیعت کے اعتبار سے سخی ہوتے ہیں۔ مگر مفلسی کے سبب سخاوت نہیں کر سکتے۔ یا بعض آدمیوں کی طبیعت بخیل ہوتی ہے۔ لیکن ریاکاری سے خرچ کرتے ہیں اور فرمایا جسطرح ظاہری جسم کا حسن محض آنکھوں یا رخساروں کی موزونیت سے مکمل نہیں کہلاتا جب تک کہ جسم کے کل اعضا موزوں نہ ہوں اسی طرح خوش خلقی جو انسان کا باطنی حسن ہے چار چیزوں سے مکمل ہوتی ہے۔ ایک قوت علم۔ دوسرے قوت غضب۔ تیسرے قوت خواہش۔ چوتھے قوت عدل یعنی ان طاقتوں کو درجۂ اعتدال پر رکھنا۔ علمی طاقت کی ضرورت اس لئے ہے کہ آدمی اس کے سبب اپنے اعمال اور عقائد میں راست رو رہ جاتا ہے۔ اسی طرح غضب اور شہوانی طاقت پر قابو ہونا۔ محاسن اخلاق کے لئے لازمی ہے۔ یہ قابو قوت عدل کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔

## خوش خلقی کیونکر پیدا ہوتی ہے؟

بعض لوگ کہتے ہیں کہ جسطرح انسان سے ظاہری جسم کی اصلاح ناممکن ہے۔ اسی طرح باطنی درستی بھی دشوار ہے۔ بونا آدمی کوشش سے دراز قد نہیں بن سکتا۔ کالا رنگ گورا نہیں ہو سکتا ہے۔ بدصورتی خوبصورتی سے نہیں بدل سکتی۔ ایسے ہی جس کی سرشت میں کج اخلاقی ہے وہ تدبیر سے خوش اخلاق نہیں بن سکتا۔ مگر یہ خیال بالکل غلط ہے۔ اوّل تو یہ بعض جسمانی مثالیں، اس مسئلہ پر کما حقہ صادق نہیں آتیں۔ دوسرے یورپ کے محققین نے اس کلیہ کو بھی غلط ثابت کر دیا ہے اور جسم کے وہ عوارض جنکی صحت ناممکن مانی گئی تھی ان کی تدبیروں سے کم ہوتے جاتے ہیں۔

بد خلقی کا بدل جانا تو فطرت سے ثابت ہے۔ درندے جانور انسان کی تربیت سے اپنی خونخوار خصلت کو بھول جاتے ہیں۔ تو خود انسان دوسرے انسانوں کی تربیت سے اصلاح پذیر کیوں نہ ہو سکے گا۔ بعض آدمی تو پیدائشی نیک اور خوش خلق ہوتے ہیں۔ لیکن جنکی عادت ابتدا سے بدخوئی۔ اور تنگ مزاجی کی ہوتی ہے وہ بھی خوش خلق بن سکتے ہیں۔ جنکی سب سے آسان ترکیب خوش اخلاق لوگوں کی صحبت ہے۔ صحبت زمانۂ قدیم سے لیکر اس نئے زمانہ تک (جو پرانے عہد کی باتوں پر خندہ زنی کرتا ہے یہ امر مسلم ہے کہ صحبت کا اثر تمام تعلیمات سے بڑھ کر ہے۔ ملنے جلنے کی تاثیر سے آدمی میں اس نسبت پیدا ہوتی ہے۔ اسی لئے مشائخ عظام حسن صحبت کو تصوف کی درسگاہ مانا ہے۔

جسکو خوش اخلاقی سیکھنی ہو یا کسی دوسرے کو خوش خلق بنانا ہو تو چاہیئے کہ ایک ایسے شخص کی صحبت اختیار کرے جو خوش اخلاقی کا مکمل نمونہ ہو۔

(تمدن)

## ہر ایک تجھ سے طلبگارِ حق ہے سُن تو سہی!

بڑھا کے دل میں تپش سوز ساز پیدا کر — لگا کے آگ جگر میں گداز پیدا کر
مِلا کے خاک میں ہستی نیاز پیدا کر — طریق عشق میں کچھ امتیاز پیدا کر

فروغ داغ سے سینہ کو نوبہار بنا
دُرِ سرشک سے دامن کو زرنگار بنا

وفا و مہر کے آثار ڈھونڈھ پھرتے ہیں — سُنا زمانہ کو اُلفت کا راگ پھرتے ہیں
ڈبو دے روح کا پیمانہ عشق کی مے میں — جگہ لہو کی محبت کو دے رگ و پے میں

ز فرق تا بقدم پیکرِ وفا بن جا
نگارخانۂ قدرت کا مُدعا بن جا

زباں کو لہجۂ شیریں سے جانفزا کر دے — لبوں کو ذوقِ تبسم سے آشنا کر دو

نظر کو ٹوٹے ہوئے دل کا آسرا کر دے — یہ دست دعا کسی بیکس کے دست و پا کر دے
بتا دے سینہ کو مظلوم کی سپر بننا
سکھائے دلکو لہو بن کے اشک تر بننا
اگر ہو دل تو وفاداریاں سکھا اُسکو — اگر ہو آنکھ تو غمخواریاں سکھا اُسکو
جو ہو ضمیر تو بیداریاں سکھا اُسکو — جو ہو زباں تو فسوں کاریاں سکھا اُسکو
وہ انبساط مخاطب کو دے تکلم سے
کہ غم سرور سے بدلے بدلے تبسم سے
دلِ شکستہ کسی کا آسرا بن جا — غریقِ بحرِ مصائب کا ناخدا بن جا
ستم کشیدۂ غربت کا رہنما بن جا — چراغ بیٹھے جو چمکے وہ نقشِ پا بن جا
مذاقِ درد سے دل کی دوا بنا دلکو
بنا کے بندوں کا بندہ خدا بنا دلکو
زمانہ گرمِ طلب ہے کہ جاں نثار ملیں — ضرورتوں کی صدا ہے کہ غمگسار ملیں
یہ جستجو ہے وطن کو کہ دلفگار ملیں — پکارتی ہے یہ دُنیا کہ مرد کار ملیں
بغور سُن کہ پیامِ عمل کا ہے چرچا
زمانہ مانگ رہا ہے خراج بازو کا
اُٹھا کے آنکھ سمندر کی دیکھ طغیانی — ہر ایک موج دکھاتی ہے شانِ طوفانی
نظر فروز ہے حد نگاہ تک پانی — دکھائی دیتی ہے دور ایک شکلِ انسانی
پھنسا ہوا کوئی موجوں کے پیچ و تاب میں ہے
خدا پناہ میں رکھے بڑے عذاب میں ہے
خدا کے واسطے آمادۂ اعانت ہو — اِسے بچا لے اگر دل میں کچھ حمیت ہو
درآ تلاطمِ امواج میں جو ہمت ہو — نہ کر دریغ اگر جان کی ضرورت ہو
یہ موت زندگیِ جاودانِ انساں ہے
یہ آب بحرِ حقیقت میں آبِ حیواں ہے
اندھیری رات ہے ہر شخص گھر میں سوتا ہے — کہ ایک مکان سے شعلہ بلند ہوتا ہے
مکین جاگ پڑا ہے تو غم سے روتا ہے — کہ خانماں کوئی دم میں جان کھوتا ہے
جو تجھ میں ہمتِ مردانہ ہو تو بس آجا
کسی طرح کا نہ کر دل میں پیش و پس آجا
تمردوں کو بچا بیکسوں کی یاری کر — بلاکشوں کے لئے فکرِ رستگاری کر
خلوص دل سے غریبوں کی غمگساری کر — ہزار جان سے اظہارِ جاں نثاری کر
تمیزِ مذہب و ملت نہ کر خدا کے لئے
فدا ہو جملہ بنی نوع پر خدا کے لئے
نظر اٹھا کہ وبا کا شکار ہیں کچھ لوگ — شہیدِ موسمِ ناخوشگوار ہیں کچھ لوگ
ستا رہا ہے مرض بیقرار ہیں کچھ لوگ — یہ سترا دکھ ہے روزگار ہیں کچھ لوگ
نہ غمگسار نہ تیماردار ہے کوئی
نہ ان سے پرسشِ احوال نار ہے کوئی

جو دست دیا ہوں تو ان بیکسوں کی مدد کر — جو مال و زر ہو تو امکان بھر اعانت کر
خلوص دل ہو تو شام و سحر عیادت کر — دوا بنا کے پلا، پاؤں داب منت کر
ہر اک ادا سے یہ سمجھا کہ غمگسار ہے تو
کوئی عزیز ہے تو کوئی رشتہ دار ہے تو
یتیم و بیوہ و بیمار و مفلس و ناچار — ستا رہا ہے جنھیں آسمانِ کجرفتار،
جنھیں نصیب نے دی ہے خزاں بجائے بہار — کھٹک رہے ہیں جو اس گلکدہ میں صورتِ خار
زباں سے کہتے ہوئے حالِ دل جھجکتے ہیں
مگر وہ تیری عنایت کی راہ تکتے ہیں
مقیم ہوں کہ مسافر بعید ہوں کہ قریب — فقیر ہوں کہ غنی ہوں امیر ہوں کہ غریب
سعید ہوں کہ شقی ہوں ذلیل ہوں کہ نجیب — سمجھ رہے ہیں تجھے اپنے درد دکھ کا طبیب
ہر ایک تجھ سے طلبگار حق ہے سُن تو سہی
یہ کائنات کو اذبر سبق ہے سُن تو سہی (صوفی)

## اوّلین ریاضت

اے ابن آدم! اپنی زندگی کی خوشگوار سُہانی صبح میں، جبکہ تیرا شباب ایک نیم شگفتہ غنچہ کی طرح ہو۔ جا! اور اپنی روحانی آسائش کے لئے سچائی کے جنس بہا موتی تلاش کر۔ ہاں جا! اور یہ ابدی خزانہ فراہم کر۔ اور اُسے اپنے دل کے تہ خانے میں بڑی حفاظت سے رکھ۔ ایسی حفاظت سے رکھ کہ تیری کوئی نفسانی خواہش اُسے نہ چُرا سکے

"اِس سے پہلے کہ تیرے شباب کی صبح کا ستارہ جھلملا کر ماند پڑ جائے، تیری جسمانی طاقت کم ہونی شروع ہو جائے۔ ہاں! اُسیوقت جبکہ تیرے دلپر کسی قسم کا بوجھ نہ ہو اور تیرے حواس بجا ہوں۔ جا! اور اپنا تمام مال و متاع فروخت کرکے وہ ابدی خزانہ حاصل کر۔

ہاں! وہ ابدی خزانہ جس کے آگے۔ شاہوں کے تاج - زر و جواہرات تمام دنیوی حشمت ذرہ برابر وقعت نہیں رکھتی۔

سُستی اختیار نہ کر! اِس سے پہلے کہ رنج و غم کے سیاہ بادل تیرے شباب کے چمکتے ہوئے آفتاب کو اپنے سیاہی مائل دامن میں چھپا لیں۔ جا! اور اُس خزانے کو خرید لے۔

اپنے دل سے غفلت کا پردہ دُور کر دے۔ اور اپنے حقیقی مالک کو تلاش کر اور اُس کے آستانِ فلک پایہ پر اپنی جبین نیاز رکھ دے۔ (پیام محبت)

## ایجنٹوں کی ضرورت

# معلومات

## بلاد مغرب میں اشتہارات کی عظمت

یہ امر حقائق ثابتہ میں داخل ہے کہ ایک ملک کی اقتصادی ترقی کا انحصار صرف اسکی تجارت وصنعت پر منحصر ہے اور تجارت وصنعت کو اسوقت تک فروغ حاصل نہیں ہوسکتا جب تک اسے عام طور پر لوگوں کے دائرہ علم میں نہ لایا جائے ایسی دائرہ علم میں لانے کا نام اعلان یا اشتہار ہے اور اہل مغرب اسمیں اس قدر تفنن اور جدت سے کام لیتے ہیں کہ مشرق اسکا صحیح اندازہ نہیں کرسکتا۔

آپ غالباً یہ سنکر متحیر ہونگے کہ صرف امریکہ کے ارباب تجارت ہر سال دس ارب ڈالر (دس کرور گنی) اشتہارات میں صرف کرتے ہیں اور اس صرف میں روز بروز اضافہ ہوتا جاتا ہے چنانچہ ایک تاجر مواز ین جو اب سے قبل سالانہ صرف ۳۰۰۰ ہزار (۶۰۰ گنی) صرف کرتا تھا اسوقت ۷۵۰۰۰ ڈالر (۵۰۰۰ گنی) صرف کرتا ہے اسی طرح سالولیو کا کارخانہ صابون سازی جو چند سال بیشتر ۳۰۰۰ ڈالر (۶۰۰۰) سالانہ صرف کرتا تھا اب روزانہ ایک ہزار ڈالر (۲۰۰ گنی) صرف کرتا ہے۔

نیویارک کے ایک کارخانے نے اپنے اسباب تجارت کی ایک فہرست مفت شایع کی تھی جسکا وزن ۴ ½ پونڈ تھا اور تعداد صفحات ایکہزار سے زائد تھی۔ اسکی تیاری میں تو خیر جو کچھ صرف ہوا ہوگا ظاہر ہے اپنے گاہکوں کے پاس بھیجنے میں اس نے ۴۶ لاکھ ڈالر صرف مصارف ڈاک کے نذر کر دیئے۔

امریکہ میں کوئی کارخانہ کوئی تجارتی کمپنی ایسی نہیں ہے جو نفع میں سے ۵ فیصدی اشتہارات کے لئے الگ نہ کر دیتا ہو بعض تاجر اس سے بھی زیادہ صرف کرتے ہیں بڑے بڑے کارخانہ جو مختلف قسم کی چیزیں فروخت کرتے ہیں انکے ہاں سالانہ بجٹ میں ایک مخصوص رقم اسی غرض کے لئے علیحدہ کر دیا ہے چنانچہ شکاگو مارشل فیلڈ اسٹورسات لاکھ ڈالر اور واناماکر اسٹور دس لاکھ ڈالر سالانہ اشتہارات کے لئے بجٹ میں منظور کرتے ہیں ظاہر ہے کہ امریکہ ایسے ملک میں جہاں لاگت سے دو چند نفع ہر ایک چیز میں حاصل کیا جاتا ہے جب ۵ فیصدی حصہ نفع میں سے صرف اشتہار کے لئے علیحدہ کر دیا جائیگا تو وہاں کیا کچھ کامیابی نہ ہوگی۔ چنانچہ وہاں ایک کارخانہ نے جو سیفٹی ریزر (استرے) تیار کرتا ہے ۵۰۰۰ ڈالر اشتہار پر صرف کئے اسکا نتیجہ یہ ۱۰۱۰ ن کے ۶۰ لاکھ استرے فروخت ہوئے۔

بیچم کی گولیوں کا اشتہار ہر شخص نے دیکھا ہوگا لیکن یہ شاید بہت کم لوگوں کو معلوم ہوگا کہ وہ اپنی دوا کو مقبول بنانے کے لئے دس لاکھ گنی اشتہارات میں صرف کر چکا ہے اعلان یا اشتہار کا ذریعہ اخبار ہے اور اس لئے جبتک کسی ملک کے اخبارون کی حالت بہتر نہ ہو اسمیں اعلان طبع کرانا زیادہ مفید نہیں ہوسکتا اور خود انہیں اشتہارات کے ذریعہ آمدنی ہوسکتی ہے آپکو معلوم ہونا چاہیئے کہ مغرب کو اخبارات کی آمدنی میں ۹۰ فیصدی حصہ اس آمدنی کا ہے جو اجرت اشتہارات سے حاصل ہوتی ہے۔ امریکہ میں گذشتہ بیس سال کے اندر اخبارات اس کثرت سے شایع ہونے لگے ہیں کہ مشکل سے اسکی نظیر کہیں اور ملسکتی ہے پھر لطف یہ ہے کہ انکی قیمت بہت کم ہوتی ہے اور اگر صرف خریداری کے چندہ پر انکی حیات کا انحصار ہو تو ایک دن نہیں چل سکتے۔ لیکن وہ نہایت کامیاب ہیں صرف اسوجہ سے کہ اشتہارات سے انہیں اس قدر آمدنی ہوتی ہے کہ اگر خریداروں سے ایک پیسہ بھی وصول نہ ہو تو انہیں پرواہ نہیں ہوسکتی۔

مثلاً سٹر ڈے ایوننگ پوسٹ کو لیجئے جو ہفتہ وار شایع ہوتا ہے اسکی اشاعت ۲۰ لاکھ ہے اور وہ ایک صفحہ کی اُجرت ایک بار کے لئے ۸۰۰۰ گنی لیتا ہے اسیطرح لیڈیز ہوم جرنل جسکی اشاعت ۱۶ لاکھ ہے ۶۰۰۰ ڈالر یا ۱۲۰۰ گنی ایک صفحہ کی اجرت اشتہار وصول کرتا ہے۔

وہاں اشتہارات کی کثرت کا یہ عالم ہے کہ اصل اخبار کے صفحات سے اشتہارات کے صفحے زائد ہوتے ہیں یہانتک کہ بعض اخبارات کو تو اشتہارات کا حصہ اخبار سے علیحدہ کر کے رسالہ کی صورت میں شایع کرنا پڑتا ہے اور بعض اخبارات کا مقصد صرف اشتہارات شایع کرنا ہے یعنی انمیں سوائے اشتہارات کے اور کچھ نہیں ہوتا اس نوع کے ایک اخبار میں اشتہار دینے کیلئے فلاڈ کی ایک کمپنی نے ایک صفحہ کی اجرت ۳۰۰۰ گنی ادا کی ایک اور کمپنی نے پانچ روزانہ جرائد میں ایک صفحہ اپنے لئے مخصوص کرالیا ہے اور اس کے لئے پندرہ ہزار گنی ادا کرتی ہے

دیواروں پر اشتہارات چسپاں کرنے کا رواج بھی مغرب میں بہت زیادہ ہے اور اسمیں بھی صرف کیا جاتا ہے چنانچہ امریکہ کی ایک دواساز کمپنی نے صرف دو ہفتے تک اپنا اشتہار دیوار پر چسپاں رکھنے کی اجازت ۵۰۰۰ گنی ادا کر کے حاصل کی وہاں کی حکومت بلدیہ (میونسپلٹی) نے مشہور سڑکوں کے کنارے اشتہار چسپاں کرنے کی اجرت فی بر فٹ کم از کم دو گنی ماہوار مقرر کی ہے اور بعض بعض کمپنیاں نیویارک کی چمنی پر اپنا اشتہار دینے کی اجرت ۲۰۰ گنی تک ادا کرتی ہیں۔

تیسرا طریقہ اشتہار کا فہرستیں شایع کرنا ہے اور اسمیں بھی کثرت سے صرف کیا جاتا ہے انگلستان کی جنرل الکٹرک کمپنی نے حال ہی میں اپنی فہرست چار جلدوں میں شایع کی ہے جو ۴۰۸۰ صفحات پر محیط ہیں اس میں دس ہزار تصویریں ہیں اور ایک ایک جلد کی لاگت بیس روپیہ آتی ہے لیکن وہ نہایت آزادی کے ساتھ یہ فہرست اپنے گاہکوں کو مفت تقسیم کرتی ہے۔

(نگار)

# کم سرمایہ والوں کے لیئے

# وسائلِ معاش

## موم بتی بنانا

موم بتیاں روزانہ سیکڑوں روپیہ کی بازار میں فروخت ہو جاتی ہیں۔ اگر اس ہی صنعت کی طرف غور کیا جائے تو انسان بہت کچھ پیدا کر سکتا ہے۔ موم بتی کے لئے سب سے پہلی اور ضروری چیز سانچہ ہے۔ جو کہ عام بازاری ٹین یا پیتل کے نہایت معمولی قیمت پر تیار ہو سکتا ہے۔ موم بتی کے سانچہ کا منہ ایک طرف سے بند ہوتا ہے جسمیں محض ڈورا ڈالنے کے لئے سوراخ کھلا رہتا ہے اور دوسری طرف سے بالکل کھلا رہتا ہے تاکہ مصالحہ آسانی سے بھرا جا سکے اور بتی تیار ہونے پر بلا کسی دقت کے نکل آئے اسکی شکل یہ ہوتی ہے۔

بند حصہ محض تاگے کیلئے
چھوٹا سا سوراخ
کھلا ہوا حصہ
ڈورا
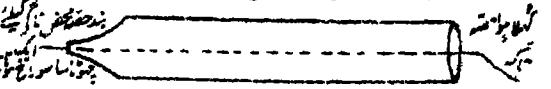
دوسری چیز اس سانچہ میں بھرنے کے لئے مصالحہ ہوتا ہے۔ پہلے زمانہ میں محض موم استعمال کیا جاتا تھا مگر وہ بہت جلد پگھل جاتا تھا۔ اس لئے اب موم کے ساتھ چربی بھی شامل کیجاتی ہے اس لئے روشنی بھی صاف ہوتی ہے۔ اور بتی دیر تک قائم بھی رہتی ہے اس کے علاوہ سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ ارزاں بھی پڑتی ہے۔ موم بتی بنانے کا نسخہ یہ ہے کہ بکری یا بھیڑ کی چربی لیکر اسکو پگھلاتے ہیں پگھلانے کے بعد اسمیں تھوڑا سا چونا ڈالدیتے ہیں چونہ چربی کو بالکل صاف کر دیتا ہے اور خود نیچے بیٹھ جاتا ہے صاف شدہ چربی کی برابر موم ڈالدیتے ہیں اور سانچے میں ڈھال لیتے ہیں شکل و صورت میں یہ بالکل موم کی شمع معلوم ہوتی ہے۔ اگر بہت اچھی قسم کی موم بتی تیار کرنی ہو تو اسکا بہترین مرکب یہ ہے۔ چربی بز ۱۲ چھٹانک۔ موم ۶ چھٹانک۔ پھٹکری ۱۲ چھٹانک۔ کافور ½ چھٹانک ان سب کو پگھلا کر سانچے میں بھرلیں نہایت اعلیٰ درجہ کی کافوری شمع تیار ہو جائے گی۔ بعض لوگ کافور کے علاوہ اور دوسری خوشبوئیں بھی شامل کرتے ہیں۔ لیکن اسکی مقدار بہت کم ہونی چاہیئے چونکہ مقدار کے زیادہ ہو جانے سے روشنی بھی ہلکی ہو جائے گی اور دھواں بھی دینے لگے گی۔ مصالحہ ڈالتے وقت ڈورا بالکل بیچ میں رہنا چاہیئے۔ اور کھنچا رہے۔ موم بتی کے سانچے میں اندر کے رخ ذرا سا تیل لگا دینا چاہیئے تاکہ خشک ہونے کے بعد آسانی سے نکل آئے اور اگر پھر بھی نہ نکلے تو ذرا سی گرمائی پہنچانے سے فوراً موم بتی سانچے سے باہر نکل آئیگی موم بتی کا ڈورہ بالکل گول اور بہت موٹا نہیں ہونا چاہیئے۔ کسی قدر چپٹا اور نرم سوت کا ہو تاکہ جلنے کے بعد کھڑا نہ رہے۔ فوراً ہی کھاکر دوہرا ہو جائے موم بتی کی روشنی بڑھانے کے لئے ڈورے کو تارپین کے اسپرٹ (Spirit of turpentine) ڈالکر خشک کرلیں اس کے بعد کام میں لائیں۔ اس کی روشنی نہایت صاف ہو جاتی ہے۔

## ایجنسی کا کام

ایجنسی کا کام بھی نہایت نفع بخش ہے۔ جتنے بڑے بڑے لکھ پتی تاجر اسوقت تجارت کی منڈی میں دکھائی دیتے ہیں انمیں سے زیادہ تر وہ لوگ ہیں جو شروع شروع چھوٹی چھوٹی ایجنسیاں لیا کرتے تھے۔ اور اب رفتہ رفتہ لکھ پتی اور کروڑ پتی بنگئے۔ مگر ایجنسی لینے سے پہلے مقامی حالات پر ایک سرسری نظر ڈال لی جائے کہ آیا جس چیز کی ہم ایجنسی لے رہے ہیں وہ یہاں پر چل بھی سکتی ہے یا نہیں۔ ورنہ کسی صورت میں فائدہ نہیں ہو سکتا مثلاً آپ کسی ایسے چھوٹے شہر میں رہتے ہیں جہاں رسائل و اخبارات کا کام بالکل نہیں۔ آپنے اگر ایسی جگہ کاغذ کی ایجنسی لیلی تو کیا خاک فائدہ ہو سکتا ہے۔ اگر آپ ایجنسیاں لینا چاہتے ہیں تو مندرجہ ذیل پتوں پر خط و کتابت کیجئے۔ کمپنیوں کو ایجنٹوں کی سخت ضرورت ہے۔ خط کے جواب کے لئے ایک آنہ کا ٹکٹ ضرور بھیج دیجئے۔

(۱) تھورال۔ سنکیا نکا راستہ۔ رائے پور۔ سی پی

(۲) مودی اینڈ کو۔ جے پور سٹی۔ راجپوتانہ

(۳) شہرہا برادرس اینڈ کمپنی۔ گجرات پنجاب۔

یہ لوہے اور لکڑیوں کی کرسیاں تیار کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ کٹلری کا سامان اور رنگ وغیرہ بھی فروخت کرتے ہیں۔

(۴) پی۔ ایچ۔ سراجالی اینڈ کو۔ کراچی۔

انکو تمام ہندوستان کے لئے ایجنٹوں کی ضرورت ہے تاکہ انکا جرمنی مال فروخت کر سکیں اور دوکانداروں تک انکا اشتہار وغیرہ پہونچا سکیں۔

(۵) ایس۔ این بانک اینڈ سنز ڈھاکہ۔

یہ چاندی پیتل اور مختلف اقسام کے ٹن مشین کے ذریعہ سے تیار کرتے ہیں۔ انکو ایجنٹوں کی سخت ضرورت ہے۔

(۶) خواجہ ڈپو نظامیہ دارالاشاعت دہلی۔ یہ تمام ہندوستان میں اپنی کتابوں کی اور رسالہ کی ایجنسیاں قایم کرنا چاہتے ہیں اور نہایت معقول کمیشن دیتے ہیں۔

(۷) دلی رفیق لیدر ورکس اندر کوٹ میرٹھ۔

یہ سوٹ کیس۔ جوتے۔ اور جملہ قسم کا چمڑہ کا سامان تیار کرتے ہیں۔ عموماً تمام بڑی بڑی شہروں میں ان کا مال نہایت ارزاں قیمت پر فروخت ہو رہا ہے۔ کمیشن بھی خاصہ دیتے ہیں

(۸) حافظ محمد سعید صاحب تاجر کتب۔ یہ کلام مجید حمایل شریف وغیرہ خاص طور پر چھپواتے ہیں۔ اور خضاب وغیرہ تیار کرا کر منگواتے ہیں ان کا خضاب ممالک متحدہ آگرہ میں نہایت کامیاب ہے۔ انکو بھی ایجنٹوں کی سخت ضرورت ہے۔

(۹) دوا خانہ ہاشمی چاند بلڈنگ جامع مسجد دہلی۔ یہ اپنی نو دوا ثر ادویہ کی ایجنسیاں تمام ہندوستان میں پھیلانا چاہتے ہیں اور کمیشن بھی بہت معقول دیتے ہیں۔

# سوالات

## مذہبی

(۲۰) مسجد کے علاوہ آبادی سے متصل میدان میں یا آبادی سے دور جنگل میں نماز جمعہ پڑھی جا سکتی ہے یا نہیں - یہ واضح رہے کہ وہ میدان یا جنگل متصل شہر یا قصبہ ہو (۳۸۹ م)

(۲۱) جبکہ اسلامی حکومت نہیں اور اس کے مطابق قاضی اور امیر شریعت بھی نہیں تو ایسی حالت میں نماز جمعہ کے لئے کن شرطوں کا لازمی ہے - (۳۸۹ م)

(۲۲) خلفائے راشدین کے عہد مبارک میں جبکہ بہت سے شہر و قصبے اور گاؤں فتح کیا اس زمانہ میں بھی گاؤں میں نماز جمعہ ادا نہیں کی گئی - (۳۸۹ م)

(۲۳) ایک شخص کی زوجہ ۸-۹ سال سے اپنے خاوند سے جدا ہو کر اپنے والدین کے پاس رہتی ہے اس عرصہ میں بارہا خاوند اپنی عورت کے لینے کے لئے گیا - نہ عورت آئی - اور نہ اُسکے والدین نے آنے دیا - عدالت سے ڈگری بحق خاوند ہو چکی ہے - عورت بوجہ ترغیب بد اپنی ماں کے نہیں آتی ہے - کوئی صاحب از روئے شرع شریف کے جواب سے مطلع فرمائیں کہ نان و نفقہ عورت کا مرد کے ذمہ ہے - اگر نفقہ فرض ہے تو عرصہ علیحدگی کا بھی خرچ اسکے ماں باپ کو ادا کرنا پڑے گا یا نہیں -

(نوٹ) جدا ہونے سے علیحدگی قطعی - سمجھئے - بلکہ نکاح بدستور قایم ہے - (حمید الدین خریدار)

## طبی

(۲۴) اختلاج قلب ہے - مریضہ کے دل کے مقام پر اکثر درد رہتا ہے مجرب نسخہ درکار ہے - (۳۸۹ م)

(۲۵) مرض سل کا مجرب نسخہ درکار ہے - ( " )

(۲۶) رنگ روز بروز سیاہ ہوتا جاتا ہے - نسخہ درکار ہے (۷۱۳ ع)

(۲۷) بارہ سال کا لڑکا ہے جسکی ناک بڑھتی جاتی ہے نسخہ درکار ہے - ( " )

(۲۸) پیٹ زیادہ بڑھ گیا ہے - پیٹ چھوٹا کرنے کا نسخہ درکار ہے (مرزا عنایت بیگ خریدار)

## متفرق

(۲۹) ڈاک کے ردی ٹکٹوں کے خریدنے والوں کے پتہ مطلوب ہیں - (ایک خریدار)

(۳۰) کلکتہ کے فضل کریم بھوتی یا اور سلیپر او رجوتہ تیار کرنیوالے کے پتہ درکار ہیں جو کلکتہ کے ہوں (۱ ب)

(۳۱) ویلٹ سرکس کمپنی کا موجودہ پتہ مطلوب ہے (۱ ب نمانہ)

(۳۲) ہندوستان میں کوئی شخص عامل ہمزاد ہے - اور اگر ہے تو وہ مجھ کو عمل ہمزاد سکھا سکتا ہے - میں جو وہ نذرانہ مانگے دینے کو تیار ہوں - (ظفر حسن خریدار)

(۳۳) گائے کی چربی سے بدبو دور کرنے کی کیا ترکیب ہے - کوئی صاحب مطلع فرمائیں - (قاری محمد حسین - خریدار)

(۳۴) گاؤں میں رہتے ہوئے ایسا کونسا کام کیا جائے جو تھوڑا سرمایہ لگانے سے ۵۰ روپیہ ماہوار بچتا رہے - ناظرین دین و دنیا مفید مشورہ سے مطلع فرمائیں - (سید محمود حسن نظامی - خریدار)

(۳۵) ناظرین رسالہ میں سے کوئی صاحب کسی بزرگ کامل کا پتہ سے اطلاع دیں - ( " )

(۳۶) دزدیدہ فگن دیدہ من از ناز نگاہے ٭ قربان نگاہے تو شوم باز نگاہے جس غزل کا یہ شعر ہے اُسکی پوری غزل درکار ہے کوئی خریدار صاحب ممنونیت کا موقع دیں - (۳۶ ب)

(۳۷) دیوان چرکین اور دیوان جعفر زٹلی مکمل کہاں سے اور کس قیمت پر دستیاب ہو سکتا ہے - ( " )

(۳۸) مکینکل انجینرنگ کے اخبارات و رسائل اُردو میں کہاں سے نکلتے ہیں - چند ایک مفصل پتے درکار ہیں - (۲۱۵ الف)

(۳۹) درد سر و بچھو کے کاٹے ہوئے کو جھاڑ کے لئے آیات قرآنی کیا کیا ہیں - (۳۸۹)

## سوال وجواب کا سلسلہ فضول ہے

ہزاروں تجربہ کار آنکھوں کے سامنے جنہوں نے زمانہ کا سرد و گرم دیکھا ہے رسالہ آتا ہے - سب کچھ پڑھتے ہیں - سوال وجواب کو بھی دیکھتے ہیں - اس سلسلہ کو دیکھتے ہی جھٹ سے انکا ذہن کوئی نہ کوئی سوال گھڑ دیتا ہے اور فوراً سوال درج کرانے کے لئے کارڈ لکھ دیا جاتا ہے - مگر جوابات کیطرف توجہ کرنا گناہ سمجھتے ہیں - دوسرے بھائی کو فائدہ پہونچانا ان کے خیال میں ایک انتہائی

# انشائے لطیف

## چاند کا محبوب

(از مولانا تمنا عمادی۔ پھلواری)

"میں چاند ہوں" مجھے لوگ ماہِ تاباں کہا کرتے ہیں۔ میرا ٹھنڈا اور خنک نور میری اُجلی اور صاف تابانی "اظہر من الشمس" ہے۔ جس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا میری قدر کوئی اُن لوگوں سے پوچھے جو موسم گرما کی کڑی دھوپ اور بادِ سموم کے جانسوز جھونکوں سے دن بھر بے چین رہنے کے بعد رات کے آتے ہی میری فرحت بخش چاندنی میں کسی کشادہ اور بلند چھت پر لیٹے ہوئے میرے گول اور سڈول چمکتے ہوئے چہرے کو شوق کی نگاہوں سے تک رہے ہوں۔ یا کسی پُر فضا اور وسیع میدان کی سطح اور سبزپوش سطح پر ٹہلتے ہوئے نُور کے دریا میں تیر رہے ہوں کسی حسین سے حسین اور خوبصورت سے خوبصورت پری پیکر کے سراپا جمال چہرے کو تشبیہ دینے کے لئے مجھ سے بڑھ کر مناسب اور چسپاں مثال اگر چراغ لیکر بھی کوئی ڈھونڈھے تو نہ ملیگی۔

آفتاب، اسمیں شک نہیں کہ مجھ سے زیادہ روشن ہے اور اُسکا نور میرے نور سے کہیں زیادہ ہے۔ یہانتک کہ لوگ اسی دہوکے میں آکر مجھے اُس کے خوانِ کرم کا ایک زلّہ ربا سمجھتے ہیں اور میری تابانی کو اُسکی تابانی کا ایک پرتو جانتے ہیں۔ نہ اگر یہ قیاس صحیح ہے تو پھر تا رو میرے فائدۂ احسان کے وظیفہ خوار کیوں نہیں سمجھے جاتے؟ حالانکہ ؎

من دادہ ہر دو خواجہ تاشانیم    بندۂ بارگاہ سُلطانیم،

نہ میں بیچارے تاروں کی نورانیت کا منبع ہوں اور نہ "آفتاب" میری تابانی کا مصدر۔ بلکہ "اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط" میں ہوں" یا "آفتاب" تارے ہوں یا شرارے۔ سب کا مایۂ ہستی صرف موہبتِ رحمانی اور مرحمتِ یزدانی ہے ؎

زاں سایہ کہ افگندی بر خاک گہِ جلوہ    دارند ہمہ خوباں سرمایۂ زیبائی

"بہرکیف" اگر "آفتاب" مجھ سے نور میں زیادہ ہے تو اُس میں نقائص بھی "مجھ" سے کہیں زیادہ ہیں۔ جو خواص کیا بلکہ عوام پر بھی روشن ہے۔ اِس کے نام پہلا ہی ٹکڑا "آفت" ہے اور اسم کا اثر مسمیٰ پر ضرور پڑتا ہے۔ اور اِس سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا کہ دیکھنے والوں کی نظریں جس شوق کے ساتھ مجھ پر پڑتی ہیں۔ اور اہلِ تماشہ جن پیار کی نگاہوں سے مجھے دیکھتے ہیں کبھی "آفتاب" کو نہیں دیکھتے۔ یہ داغِ رشک تو کبھی "آفتاب" کے دل سے مٹ نہیں سکتی اور یہ مقبولیت عامہ تو کبھی اُسے حاصل نہیں ہو سکتی ؎

"حسد چہ می بری اے سست نظم بر حافظ    قبولِ خاطر و لُطفِ سخن خدا داد است

مگر آہ! ایک رات کا واقعہ نہ پوچھو جس نے میرا دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اب نہ وہ مقبولیت عامہ کا غرّہ ہے۔ نہ وہ ٹھنڈی اور خنک تابانی پر غرور۔ سارا نشہ ہرن ہو گیا۔ سارا غرور خاک میں مل گیا۔

ہائے! وہ کیا رات تھی۔ اصحابِ فیل نے جس سال کعبہ پر چڑھائی کی تھی وہ ربیع الاوّل کا مہینہ تھا۔ بارھویں تاریخ گزر چکی تھی۔ شام ہوتے ہی مجھے اپنی جلوہ افروزی کی فکر ہوئی ہر طرح بنا سُنور کے درست ہونے کے اپنے اُسی غرور کے ساتھ جو دولتِ حُسن و جمال کی معیت میں مقتضائے حسن و جمال بنکر ازل ہی کے دن مجھے مرحمت ہوا تھا اپنے معمولِ قدیم کے مطابق سراپردۂ افق سے نکلا۔ اور اپنے مشتاقوں کی منتظر نگاہوں کے سلام لیتا ہوا آہستہ آہستہ خرامِ ناز میں مشغول تھا۔ ہر گھر کے لوگ اپنے اپنے صحنِ مکاں میں میرے چہرۂ تاباں کی بہار دیکھنے کے لئے نکل آئے۔ میری نگاہ اپنے شیدائیوں کی اشتیاق سے بھری ہوئی نظروں پر پڑ رہی تھی کہ یکایک میری نظر شہر مکہ کے ایک مشہور رئیس عبدالمطلب ابن عبد مناف کے گھر پر جا پڑی۔ میں کیا کہوں کیا عالم نظر آیا۔ سارا گھر بقعۂ نور بنا ہوا تھا۔ حیرت سے دیکھنے لگا۔ گھر کے گھر کا اس طرح منور نظر آنا۔ در و دیوار کا تختۂ نور دکھائی دینا کوئی ایسی بات نہ تھی کہ میں بغیر تفتیشِ حال کئے خاموش رہ جاتا۔ حیران تھا کہ دریافتِ حال کروں تو کس سے کروں۔ اور پوچھوں تو کس سے پوچھوں۔ خود وہاں تک پہونچ نہیں سکتا۔ کوئی دوسرا پاس نہیں کہ اُسے بھیجکر پتہ لگاؤں۔ آخر دُور ہی سے ادہر اُدہر تاک جھانک کرنے لگا۔ ناگاہ اُس مکان کے ایک حجرہ تک نگاہ پہونچ گئی۔ کیا دیکھتا ہوں۔ کہ ایک سراپا عفت وقار بی بی ایک آفتاب کو گود میں لئے بیٹھی ہے۔ غلط! غلط!! میں نے آفتاب کہدیا۔ آفتاب کا یہ منہ کہاں کہ اُس کے نُورانی چہرے کی تشبیہ کے لئے منتخب ہو سکے۔ پھر کس سے تشبیہ دوں؟ بہتر ہے کہ اُسے آپ اپنی مثال اور آپ اپنی نظیر کہوں۔ اور یہی سچ ہے واللہ یہی سچ ہے اُسکو کسی اور چیز سے تشبیہ دینا اُس فیع اور بلند شان میں گستاخی کرنا ہے خدا میری اس غلطی کو معاف کرے کہ میں نے اُسے آفتاب کہدیا۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ۔

غرض دیر تک میں اُس کے ریاضِ حُسن کی سیر کرتا رہا اور ہمہ تن محوِ حیرت بنا رہا پھر یہ خیال پیدا ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی دیکھلے اور کہے ع

جس پہ سب مرتے تھے وہ غیر پہ اب مرنے لگا

میں نے دلپر جبر اختیار کیا اور دبے پاؤں آہستہ آہستہ وہاں سے کھسکنے لگا۔ مگر دل وہیں تھا۔ بظاہر تو اپنی آن بان میں کچھ فرق نہ آنے دیا اور حسبِ معمول خرامِ ناز میں مشغول رہا تاکہ جو لوگ میرے حُسن کے خریدار ہیں اُن پر میرے دل کا حال نہ کھلنے پائے اور بفضلہ تعالےٰ میں اپنی اسی کوشش میں کامیاب رہا اور چوں تُوں کرکے وہ رات کاٹ دی۔

صبح ہوئی دن نکلا۔ جوں جوں دن بڑھتا جاتا تھا۔ میرا چہرہ فرقت کی تکلیف سے زرد ہوجاتا تھا۔

یہ تمام دن مجھے اسی سوچ میں گزرا کہ "ہائے" کیا صورت تھی۔ کیا حسن و جمال تھا۔ کیا چہرے کی تابانی تھی! باوجودیکہ آفتاب مجھ سے دور ہیں کہیں زیادہ ہے۔ مگر اسکی گرمی بازار سے میرا حسن کبھی سرد نہ پڑ سکا اور اپنی خوشی آیندہ اور خوشگوار تابانی کی بدولت اس سے کہیں زیادہ میں ہر دلعزیز رہا۔ مگر عرب کے چاند کی عجلت نے چند گھنٹوں ہی میں مجھ میں کچھ باقی نہ رکھا۔ تمام دن کی فرقت نے بارہ گھنٹے کی جدائی نے میرے دلمیں زخم ڈالدیئے۔ تب فرقت کی آگ نے دلمیں ایک شعلہ روشن کردیا۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ ابھی تمام نہ ہونے پائی تھی کہ ان ہی محبت بھرے آنسوؤں کے قطروں نے میرے رخ پر دھبے ڈالدئے جنکو میں آجتک انہیں محبوب کی نشانی سمجھ کر تمام عالم کو فخریہ دکھاتا پھرتا ہوں۔

## موہنی! موہنی!!

(از جناب سلیم الدین صاحب)

موہنی پیاری موہنی حسن کی دیوی خدا کی نیک بندی نیلے آسمان کے نیچے ہری بھری زمین کے اوپر دریائی برف میں بیٹھی مناظر قدرت کی نیرنگیوں متانت و سادگی کی جھلکیوں کا لطف اٹھا رہی ہے۔ آنکھیں ہارمونیم پر ہیں نگاہیں ہاتھ پر اور ہاتھ ساز پر حرکت کر رہے ہیں ہوا مس کر رہی ہے ساز کے پردوں سے نغمے نکل رہے ہیں پیر کے گھنگرو بج رہے ہیں چہل پہل کہیں میں گھما کبھی نام کو نہیں معلوم ہوتا ہے کہ دنیا سوتی ہے یا اپنے گھروں میں چھپ گئی ہے کہ بستی تو سونی پڑی ہے ان نور والوں سکوت و خاموشی میں موہنی کی پیاری پیاری رسیلی آواز اور ساز کے سریلے مست نغمے فضائے بسیط کو گھیرے ہوئے ہیں۔

چاندنی چٹک رہی ہے، سبزہ جھوم رہا ہے۔ گھاس لہلہا رہی ہے، خانہ باغ کی کلیاں چٹخ رہی ہیں، پھول کھل رہے ہیں ڈالیوں سے ڈالیاں گلے مل رہی ہیں، اور تالیاں بجا رہی ہیں۔ یہ لالوں کی لال آج باغ باغ ہے بچے خوشی سے اس کا کیونکہ اس کے لال کی سالگرہ ہے۔ اور اسپر ہی کیا موقوف ہے یوں ہی ہر روز عید اور ہر رات شب برات تھی۔ موہنی اپنے مذہب کا سچا نمونہ عورتوں کی بہترین تصویر ہے جب ہی تو خدا نے لالوں کی لال بنایا۔

چاند اس کے سر پر چمک رہا ہے تارے دمک رہے ہیں باندی پریاں وجد میں ہیں آسمانی فضا چتر کی ہوئی ہے اور ساز کے پردوں سے نغمے نکل نکل کر ہوا کی لہروں کے ساتھ لہراتے ناچتے گاتے فضائے بسیط میں غائب ہورہے ہیں۔

## لفظی تلواریں

بیمان خلافت میں خدا جانے کیسا تمدد پرزور ہوا اور کتنی بزملوں کا نشہ تھا کہ دو متوازی ستونوں پہ چلنے والے حیوانوں کا مزاج ہر وقت عرش پر رہتا ہے، وہ تمام کائنات کو اپنا محکوم و مطیع سمجھتا ہے اور اس نے طے کرلیا ہے کہ عالم ایجاد کے ہر ذرہ پر اسکا حق ہے اور ہر ہستی پر فرض ہے کہ اسکی خواہشوں سے روگشی نہ کرے، سب سے زیادہ وہ اپنے بنی نوع پر حکمرانی کا آرزومند ہے اور چاہتا ہے کہ ہر انسان خواہ وہ کسی بطن اور کسی صلب سے ہو لیکن اس کے احکام کی تعمیل کرے اسکا یہ جذبۂ حکومت ہر لحظہ اسقدر مشتعل رہتا ہے کہ اس سے بچنے کے لئے رحم، انصاف اور اخلاق کو آجتک کوئی فائر پروف پیراہن میسر نہیں آسکا۔

لیکن چونکہ یہ جذبات ہر فرد میں مشترک ہیں اس لئے فضائے بسیط میں رات دن ان کے تناقض اور تصادم کی صدائیں بلند رہتی ہیں، شاہ و رعایا کی خواہشیں باہم ٹکراتی ہیں، امرا و غربا کے جذبات ایک دوسرے سے دست و گریباں رہتے ہیں، ماں باپ اور اولاد۔ شاگرد اور استاد۔ شوہر اور بیوی غرض ہر دو ہستیوں میں فطرت کا یہ قانون جاری ہے اور ہر ایک کی خواہشیں دوسرے کی خواہشوں کو پامال کر رہی ہیں۔

جب کسی شخص کو طلب میں ناکامی ہوتی ہے اور خواہش تکمیل کو نہیں پہونچتی تو اس کی طبیعت میں قدرتی طور پر ناراضی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، اگر خواہش کو برباد کرنے والا اس سے زیادہ طاقتور ہے تو یہ ناراضی رنج کی صورت اختیار کرلیتی ہے اور اگر اس سے کمزور ہے تو غصہ کے آتشیں پیکر میں نمایاں ہوتی ہے۔ رنج میں آدمی اپنی ہستی مٹادیتا ہے اور غصہ میں دوسرے کی زندگی کا خاتمہ کرتا ہے، انسان جسقدر آزاد و کم فہم، ناعاقبت اندیش اور ہوس پرست ہوتا ہے، اسیقدر وہ اپنی خواہشوں کی تکمیل کا آرزومند ہوتا ہے اور اس لئے اُن کی پامالی پر وہ اسی حد تک رنجیدہ یا غضبناک نظر آتا ہے۔

ابتدا انسان کو اظہار ناراضی یا انتقام کا صرف ایک ہی طریقہ معلوم تھا یعنی قتل۔ چنانچہ وہ ہر چھوٹی یا بڑی غلطی پر معتوب کا نام ہمیشہ کے لئے صفحۂ حیات سے مٹادیتا تھا، لیکن جب عقل انسانی نے اپنے مستقبل سے تجارب و عاقبت اندیشی کی تعلیم حاصل کی، دنیا کو ایک نیا نظام میسر ہوا، انفرادی جور و ستم سے تنگ آکر ایک اجتماعی طاقت بہم پہونچائی گئی، اور قاتل کو سزائے موت کا اندیشہ دامنگیر ہوا تو عقل موشگاف نے انتقام کے نئے قتل کی جگہ زد و کوب کی تدبیر بتائی، لیکن جب تمدن و سیاست نے زد و کوب کو بھی مستلزم سزا قرار دیا، قانون ہر ضرب پر خواہ وہ شدید ہو یا خفیف تعزیر دینے لگا اور جوش انتقام نے دل کو جرأت سے خالی اور دست و بازو کو طاقت سے محروم دیکھا تو ایک دوسری تدبیر نکالی اور ایسے اسلحہ ایجاد کئے جنکو لیسنس کی حاجت نہ تھی، اور ایسے وار شروع کئے جنکے زخموں کا اندمال مرہم سنگرف و زنگار سے ناممکن تھا، یہ تیر و نشتر اور تیغ و خنجر کیا تھے؟ گالیاں تھیں۔ تلوار اچٹ جاتی تھی، تیر خطا کرتا تھا، لیکن ان نئے ہتھیاروں کی رسائی دل تک ہوتی تھی، اور پھر لطف یہ کہ ان زخموں کے معائنہ سے

قانونی آنکھ عاجز تھی،

یہ لفظی تلواریں بڑی مقبول ثابت ہوئیں، اور سکۂ رائج الوقت کی طرح سارے ملک میں چل پڑیں، ابتداً ان کا استعمال صرف ظالمانِ عاقبت اندیش تک محدود تہا، لیکن رفتہ رفتہ مظلوم اور مغلوب بہی ان کی بدولت دل کا بخار نکالنے لگے، اور جو لوگ کسی ظالم کے پنجہ میں پھنسکر زندگی سے مایوس یا ما پیٹ سے غیر محفوظ ہو جاتے تھے وہ بہی ان کے ذریعہ سے اپنے مغلوب جوش انتقام کو فرو کر لیتے تھے، جیسا کہ استاذالکل حضرت سعدیؒ فرماتے ہیں کہ ہرکہ

از جان دست بشوید آنچہ در دل آید بگوید؎

بہرحال چند روز میں گالی نے عالمگیر صولت وہیبت حاصل کرلی اور چاردانگ عالم میں اسکا تیر بدل اور نشتر بجگر ہونا تسلیم کرلیا گیا، اپنی سہولت اور غیر تکلف ہونے کی بنا پر یہ ہتیار ادنٰے ادنٰے خطا پر بہی استعمال ہونے لگا اور جہاں کوئی بات مزاج کے خلاف ہوئی کہ فوراً زبان کی ایک خفیف جنبش نے دلکی رگوں میں نشتر چبھو دئیے۔ رفتہ رفتہ گالیاں تکیہ کلام اور رجز و زبان بنگئیں، اور ہر جملے کے ساتھ ان کا استعمال ضرورت ہو یا نہ ہو مگر ضروری نظر آنے لگا، اور بتدریج استعمال کی یہ کثرت ہوئی کہ اس تیر انگنی کی آماجگاہ نہ صرف انسانی ہستی تھی، بلکہ ہر ذی روح تھا، اور نہ صرف ذی روح ہی نہیں بلکہ غیر ذی روح اشیاء کو بہی جو انسانی استعمال میں رہتی تہیں، زبان کی ان تلخیوں کا سامنا کرنا پڑتا تہا، اور ترقی تہذیب و تمدن کا جو دور ہم کو ملا ہے اس میں تو یہ عالم ہے کہ گالیوں کے تیر زمین کی وسعتوں سے گزرکر آسمان کی بلندی تک پہنچتے ہیں، ابر، آفتاب، ماہتاب اور سب سے بڑھکر یہ کہ قہر و تقدیر بہی ان ستم کاریوں سے محفوظ نہیں وَنَعُوذُ باللہ من شرورِ انفسنا وَمِنْ سَیّئاتِ اعمالنا۔

والدین نے اپنے شیرخوار بچہ سے اُس کے رونے اور مچلنے پر خفا ہوکر گالیاں دے رہے ہیں حالانکہ وہ معصوم ابہی ان گالیوں اور اُن کے معانی سے بالکل بے خبر ہیں، تانگہ والا چلا رہا ہے اور گھوڑے کی ہراس حرکت پر جو اسکی مرضی کے خلاف ہو ماں بہن کی گالیاں سنا رہا ہے، حالانکہ بے زبان جانور نہ ماں بہن سے آگاہ ہے اور نہ ان گالیوں کی طاقت سے واقف ہے، علاوہ بریں اگر خود تانگہ والے سے یہ کہا جائے کہ تم نے ان گالیوں میں جن ارادوں کو ظاہر کیا ہے انہیں عملی صورت میں لاؤ تو بغلیں جھانکنے لگے اور ساتھ ہی چودہ سال کے لئے سنٹرل جیل کا دروازہ نظر آنے لگے۔ منشی صاحب پلنگ پر استراحت فرما رہے ہیں کہ یکایک ایک گستاخ کھٹمل حقیقۃً زیریں میں اور ایک بیباک مچھر حقیقۃً بالا میں نیش زنی کرتا ہے۔ کھٹمل اور مچھر تو اپنا کام کرکے چل دیتے ہیں، لیکن منشی صاحب کئی منٹ تک گالیوں کی بارش میں مصروف رہتے ہیں اور گالیاں بہی ایسی دیتے ہیں جو بالکل ناممکن الوقوع ہیں، یعنی مچھر اور کھٹمل کی والدہ ماجدہ اور ہمشیرۂ محترمہ کے متعلق ...... کار بجز کسی

چیز کو بنا رہا ہے اور وہ چیز قابو میں نہیں آتی بس اتنی ناخوشی کافی ہے اور مہذب کاریگر اُس چیز کو گالیاں دینا شروع کر دیتا ہے،

مکھیوں کو ماں بہن کی گالیاں دی جاتی ہیں، چیونٹیوں کو بدکاری کی دھمکیوں سے ڈرایا جاتا ہے اگر درخت یا دیوار کا سایہ ناگوار ہے، اگر دروازوں اور کھڑکیوں کی زنجیریں آسانی سے نہیں لگ جاتیں اگر بارش نے کسی ضروری کام سے روک دیا ہے، اگر دھوپ نے مغز مبارک کی کچھ مزاج پُرسی کی ہے اگر ہوا پردہ کو اپنی جگہ رہنے نہیں دیتی، اگر خاک ہوا کے ساتھ مشامِ گرامی سے کچھ شوخیاں کرنے لگتی ہے اگر تدبیروں کی خامیوں سے تقدیر کی نارسائی کا یقین کرلیا جاتا ہے تو صبر و تحمل کا تنگ ظرف پیمانہ چھلک پڑتا ہے، اور زبان اس کثرت سے گالیوں کی بوچھار کرتی ہے کہ بائیں شانہ کا فرشتہ لکھتے لکھتے اُکتا جاتا ہے۔

اسوقت جو گالیاں عام طور پر استعمال کی جاتی تہیں، وہ ہندو مسلمان اور ہندوستان کے تمام باشندوں میں یکساں رواج پذیر ہیں، اور اُن کی حالت اور نوعیت پر غور کرنے سے ہندوستانیوں کی بہترین معاشرت، پابندیٔ مذہب اور حیا و غیرت کا سُراغ ملتا ہے، آپ کسی گالی کو پیش نظر رکھ کر غور کیجئے، آپ دیکھیں گے کہ اُس گالی میں متکلم نے مخاطب کی مذہبی پابندی سوشل عزت اور غیر تمدنی پر الزام لگایا ہے، گہری نظر سے دیکھئے تو معلوم ہوتا ہے کہ تقریباً تمام گالیاں "زنا" پر مبنی ہیں، اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے، کہ ہندوستان کی تہذیب زنا کو کس قدر ناپسندیدہ۔ شنیع اور قابل نفرت سمجھتی ہے، مذہبی گناہوں میں اس گناہ کو کتنا سخت خیال کرتی ہے اور انسانی غیرت کے لئے اس سے زیادہ تکلیف دہ کوئی تازیانہ نہیں مل سکا۔

اسی بنا پر کہ گالی مخاطب کی غیرت آزمائی کا زبردست ذریعہ ہے، بعض اوقات وہ نہایت خطرناک صورت اختیار کرتی ہے اور مہیب ہنگاموں کا باعث ہوتی ہے، دُنیا میں ہزاروں خونریزیاں زد و کوب اور فسادات باہمی وقوع میں آچکے ہیں جن کی بنیاد گالی کے چند حرفوں پر ہے۔ یہی ایک ایسا خنجر ہے جو غیرت جان ہو تو غریب سے غریب شخص اور ماتحت سے ماتحت انسان بہی گالی کی برداشت نہیں کر سکتا، اور مہلک ضربات سے اسکا جواب دینے کے لئے تیار ہو جاتا ہے، افلاس وغربت تو در کنار وہ لوگ بہی گالی کی تاب نہیں لاتے جو دُنیا میں نہایت ذلیل سمجھے جاتے ہیں، اور وہ ہستیاں بہی گالی سنکر برافروختہ ہو جاتی ہیں جو عملی طور پر بداعمالی اور سیاہ کاری کی زندگی بسر کر رہی ہیں،

مذہب جسکا بڑا نصب العین دُنیا میں امن و امان قایم رکھنا ہے سب و شتم کی سخت ممانعت کرتا ہے پس جو لوگ گالیاں استعمال کرتے ہیں وہ فتنہ و فساد کی بنا ڈالنے کے ساتھ ہی مذہبی، اخلاقی، اجتماعی اور تمدنی جرم کے مرتکب ہوتے ہیں۔

اگر لوگ گالیوں کا استعمال ترک کر دیں تو اُن کی اخلاقی حالت بہت کچھ

اصلاح پذیر ہو جائے اور دُنیا کو امن و سکون کی دولت مل جائے، گھروں میں جو فسادات برپا ہوتے ہیں، بازاروں میں جو بلوے اور فتنے نظر آتے ہیں، اور دنیا میں نفاق سے ہنگامہ آرائی ہو رہی ہے وہ بڑی حد تک مفقود ہو جائے۔ غصہ کی حالت میں آدمی کی عقل درست نہیں رہتی اور غصہ ہی کے وقت آدمی گالیوں پر اتر آتا ہے، اس سے یہ بات ظاہر ہے کہ گالی خرابیِ عقل اور حماقت کا نتیجہ ہے پس ہر ہوشمند انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اُن باتوں سے پرہیز کرے جو حماقت پر مبنی ہیں،

میرے خیال میں یہ تو بہت مشکل ہے کہ بیک گالیوں کا استعمال ترک کر دیا جائے، کیونکہ عقد انسان کی فطرت میں شامل ہے، اور اس آگ کے لئے کچھ نہ کچھ ایندھن ضروری ہے البتہ یہ ممکن ہے کہ گالیوں میں کچھ کمی اور تعدیل پیدا کر دی جائے، اس خیال سے اگر لوگ موجودہ گالیوں کی جگہ حسب ذیل گالیاں استعمال کریں تو شاید مناسب ہوگا۔

"تم بڑے بے وقوف ہو" کی جگہ "تم بڑے عقلمند ہو" مردود - ملعون کی جگہ "خدا تمہیں جنت نصیب کرے"، "ماں بہن کی گالیاں" وغیرہ کی جگہ "تم بڑے بیحیا ہو" "سخت بے غیرت ہو" "سخت قابلِ نفرت ہو" "مجھے تم سے نفرت ہے"

اسیطرح بُرے الفاظ کی جگہ اچھے، دو زور دار کی جگہ کمزور الفاظ رائج کئے جائیں چند روز میں یہ الفاظ بھی وہی طاقت حاصل کر لینگے جو موجودہ گالیوں کو حاصل ہے اور زبان مکروہ الفاظ سے محروم رہیگی جو لوگ کافی تابِ تحمل رکھتے ہوں اُن کے لئے بہترین صورت یہ ہے کہ زبان سے کچھ چہرہ اور چتون کے انداز اور رضا موشی کے ساتھ غصہ و ملال کا اظہار کریں جو لوگ تکیہ کلام کے طور پر بے تکان اور بے ضرورت گالیاں استعمال کرتے ہیں اُنہیں چاہئے کہ اپنی اس احمقانہ حرکت سے شرمائیں اور ہر وقت زبان کی روک تھام کا خیال رکھیں۔

(صوفی)

## صحرا میں

(از ثاقب کانپوری)

آہ - اے میرے دل، مجھے اس جنگل میں اون خوابہائے گذشتہ کو نذرِ آتش کر دینے دے جو کہ پریشان ہو چکے ہیں۔

ہاں مجھے اس جنگل میں گری ہوئی سُرخ و سپید پتیوں اور کلیوں کا ایک "چتا" بنانے دے۔ تاکہ میں اُن منتشر خوابوں کو آگ کے شعلہ افروز شعلوں سے جلا دوں۔

میں تھک گئی ہوں، آہ اے میرے دل میں عرصے تک محبت کے گراں بوجھ برداشت کرنے سے تھک گئی ہوں اب مجھے آرام کرنے دے۔

ہاں مجھے اُن کی خاک کو منتشر کر دینے دے تاکہ میں کچھ لمحوں کے لئے اُن کا ماتم کرسکوں۔

اے میرے دل میں آرام کروں گی یہانتک کہ سایہ مغرب میں زرد نظر آنے لگے، لیکن ہاں اے میرے دل مجکو پھر تبہ اور دنیا کی جنگ اور مجمع کے جھگڑوں میں دیوانہ وار پھرنا چاہئے۔

اے میرے دل مجکو اٹھنے دے تاکہ میں اُن خوابوں کو جمع کروں جو کہ باقی رہ گئے ہیں۔ اس لئے کہ میں زندگی کے مصائب و آلام کو اپنے غم انگیز نغمہ سے فتح کر لوں گی۔

## خوش رہو

بڑی بوڑھیاں جب کسیکو دعا دیتی ہیں تو کہتی ہیں "اللہ خوش رکھے" دیکھنے میں تو - خ - و - ش - تین لفظ ہیں مگر دنیا کی تمام جد و جہد اسی کے لئے ہے اللہ والے اللہ کو خوش رکھنا چاہتے ہیں اسکی عبادت میں مشغول ہیں اور خوش خوش اپنی زندگی کی گھڑیاں پوری کر رہے ہیں ہر وقت ہشاش بشاش نظر آتے ہیں۔ مولوی ملاؤں سے زیادہ خوش رہنے والا طبقہ شاید کوئی دوسرا دنیا میں نہ ہوگا۔ یہ بریانی اور قورمہ کھا کر بھی خوش ہیں۔ اور چنے چبا کر بھی خوش۔ ان سے ہر حال میں خوش رہنے کی وجہ پوچھی تو کہتے ہیں۔ خوشی سے خدا خوش۔ اور اگر ہم ہر حال میں خوش رہے تو ہمکو خدا بھی مل گیا اس لئے کہ۔ خ - و - ش خدا - وحدہٗ - لاشریک کا مخفف ہے۔ اسکا جلوہ ایک ایسے دلمیں جو خوش اور بشاش رہتا ہے جلوہ گر ہے۔

ہر حال میں خوش رہنے والے لوگ ہمیشہ شوخ طبع ہوتے ہیں اور شوخ طبع لوگ ہمیشہ خوش رہتے ہیں۔ اس لئے کہ اگر شوخ پلٹ دیا جائے تو خوش ہو جائیگا اور اگر خوش کو پلٹ دیجئے، تو شوخ بن جائیگا میں یقین دلاتا ہوں کہ اگر ہر شخص اس بات کی کوشش کرے کہ میں ہر حال میں خوش رہوں تو ایکسال میں ڈاکٹروں اور حکیموں کی آمدنی بلا مبالغہ نصف رہ جائے۔

ڈاکٹروں اور حکیموں کی کامیابی کا ایک راز یہ بھی ہے کہ وہ امراض کی خوفناک شکل بنا کر مریض پر ظاہر کرتے ہیں جس سے وہ مغموم رہنے لگتا ہے اور ان کی ڈسپنسری کے لئے اپنا تمام ساز و سامان نظر کرنے کے تیار ہو جاتا ہے۔ خوش رہو۔ ہر حال میں خوش رہو تو پھر دیکھیں کہ کون قابل سے قابل ڈاکٹر تمہاری جیب سے ایک پائی نکال سکتا ہے۔

تمہارا مقصود خوشی ہے مگر تم خوشی نہیں حاصل کر سکتے ہر گرد و پیش کی چیز کو دیکھو اور اس سے جو کچھ تم اپنی تفریح کر سکتے ہو کرو اور خوش رہو

(فہمی میرٹھی)

# مجاز و حقیقت

(ایڈیٹر)

تھا رہ آہ کرتے ہی گویا خموش تھا — طوفان تھا کہ تیری محبت کا جوش تھا
آتے ہی فصل گل کے جنوں کا یہ جوش تھا — دامن کا ہوش تھا نہ گریباں کا ہوش تھا
دامن کا تار تار تھا گویا زبان عذر — ہر پردہ در جنوں میں مرا پردہ پوش تھا
کیا دم میں مٹ گیا ہے کہ یارب خموش ہے — وہ نامراد زیست کہ لبریز جوش تھا
اللہ رے وہ فرصت نظارۂ جمال — جبتک نہ یہ تعین فردا و دوش تھا
بزم نشاط سے تھی یہ ی ساقی ازل — یا امتحان حوصلۂ بادہ نوش تھا
یارب ہلاک برق تجلی ہوا نہ ہو — دل ہی شریک معرکۂ چشم و گوش تھا
اللہ رے تیری نرگس مخمور کے فریب — پیشانیاں تھیں اور در میفروش تھا
اور وہ بہار حسن دل آویز ائے طور — تیرے لئے کوئی ہمہ تن چشم و گوش تھا
کوئی سمجھ سکا نہ زبان ادا و ناز — گویا ہی تھا کبھی تو وہ گویا خموش تھا
میں اور تاب وصل، سراسر غلط مگر — ارماں بقدر حوصلۂ چشم و گوش تھا
اپنی طرف ہوا نہ کبھی ملتفت — تھا ورنہ جو نفس وہ نوائے سروش تھا
کیا کیا نگاہ شوق ہوئی بزم میں ذلیل — بیجا نہ تھا اگر گلۂ صبر و ہوش تھا
"دوں ڈھونڈھتا ہوں کہ وہ پھول کیا ہوئے" — لبریز جن سے دامن "گلچیں" دوش تھا

وہ شوق کیا ہوا وہ امنگیں کہاں گئیں
وحشی یہ عشق تھا کہ جوانی کا جوش تھا

از حضرت اسعد (منشی فاضل) شاہجہانپوری

اٹھاؤں کلفتیں تا چند دور آسمانی کی — یہ ہستی ہے کہ ہوں تصویر چند اجزائے فانی کی
الٰہی آہ بے تاثیر کا ممنون ہوں دل سے — کہ جسنے کشتی عمر رواں کی بادبانی کی
سبق آموز ہے مینا و ساغر کا بہم ہونا — کوئی رہا کسی نے شغل سے پر شادمانی کی
مجھے اظہار شوق دید کی جرأت نہیں ہوتی — فضا میں چھائی ہے آوازسا لن ترانی کی
یہاں سے اٹھتے اٹھتے آدمی کا دل نہیں اٹھتا — وہ ایسی کونسی دلکش ادا ہے دار فانی کی
فلک سے چہرہ دن کی زندگی میں ہی ہرا پایا — خضر کو آرزو کیوں ہے حیات جاودانی کی
مژہ خونبار دل مجروح دامن سر بسر رنگیں — محبت میں بھی دیکھیں بہاریں زندگانی کی
نشان پا کو اسکے سجدہ گاہ اپنا بنایا ہے — پرستش روز و شب ہوتی ہے نقش کامرانی کی
قیامت کر گیا نظارہ ان کی چشم میگوں کا — بہت ہلکی سی تھی لیکن نہایت سرگرانی کی
لب زاہد پہ وصف حور تھا ایک ذکر ضمنی — قسم جبتک نہ کھائی تھی تری اٹھتی جوانی کی

ابھی جو جو دلے میں میری فکر خاص کے اشعار
توجہ ڈھونڈھتی ہے طبع ارباب معانی کی،

(جناب حاجی عبد الغفور صاحب مشتاق الہ آبادی)

یاد سے اس کی تعارض دل ناشاد نہ کر — خود فراموش تغافل کی ادا یاد نہ کر
گرد آلود تری زلف پریشاں ہو گی — میں نہ کہتا تھا کہ مٹی مری برباد نہ کر
چاہیے صبر اگر پاس وفاداری ہے — ضبط کر، ضبط کے ہوتے ہوئے فریاد نہ کر
اب جو کھلتے تھے تو اغیار ہی سن لیتے تھے — اب وہ کہتے ہیں کہ دل میں بھی ہمیں یاد نہ کر
اب غلاموں سے تری کسکی اطاعت ہو گی؟ — اپنے بندوں کو خدا کے لئے آزاد نہ کر
تجھ کو ارمانوں کی ہے خانہ خرابی معلوم — دل کے ویرانے کو اے یاس تو آباد نہ کر

ستم و جور ہے مضمون کرم کی تمہید،
دور اندیش ہو مشتاق تو فریاد نہ کر

رقمی - صبار ال سلام ڈاکٹر حاجی سید زیرک حسین، امروہوی تلمیذ
امین الفصاحت اطلق الملک سید الشعر عشقی اعلی اللہ مقامہ

بخشندہ تو کہیں تھا کہیں عیب پوش تھا — دونوں جہاں میں تیری ہی رحمت کا جوش تھا
کرتا وفا یہ حوصلۂ جانفروش تھا — اے بے وفا یہ سب تری الفت کا جوش تھا
آویزہ خواب میں جو ترے تا بدوش تھا — اے کان حسن میں ہی وہ حلقہ بگوش تھا
رہتا نہ مست کیوں مے عرفاں سے تا بمرگ — خمخانۂ الست کا میں جرعہ نوش تھا
اچھا ہوا مرا سر شوریدہ کٹ گیا — کمبخت مدتوں سے گرانبار دوش تھا
زندہ رہا تو خاک نشیں تھا میں خاکسار — موت آگئی تو زیر زمیں خاکپوش تھا
زاہد ہوا اتمام ہمارے غرور سے — آخر چراغ زہد ریائی خموش تھا
اس درجہ محو ابروئے قاتل تھا وقت ذبح — سر کی مجھے خبر تھی نہ گردن کا ہوش تھا
آتے ہی اٹھ کے جانے کا مجھ کو ہوا خیال — دیکھی بھی ہوئی تو پراگندہ ہوش تھا
بیت الصنم میں جسکی تھیں حیرت طرازیاں — بیت الحرم میں بھی وہی جلوہ فروش تھا
تیرے غفور ہونے کا کس کو نہ تھا یقین — منکر بس ایک واعظ ایماں فروش تھا
ہرگز نہیں تھا قابل بخشش گناہ قیس — دیوانہ بنکے چھٹ گیا کیا اہل ہوش تھا
نے قتل زبان تیغ کو ساکت نہ کر سکا — بسمل تو چپ تھا داور محشر خموش تھا
ملتی نہیں بادہ نوشی میں خوشخبریاں مدام — قلقل تھی نہ وہ بھی مینا سر دوش تھا

ہے عندلیب سدرہ اوج سخن رضی
جو شعر پڑھ دیا وہ نوائے سروش تھا

میرے دل میں سو طرح کے جوش ہیں — میرے لب اک نغمۂ خاموش ہیں
آہ نکلا کیں مرگ ناگہانی کے لئے — منتیں مانی گئیں تھیں جس جوانی کے لئے
مے پرستی میرا شیوہ نہیں لیکن اکبر — چشم میگوں جو پلا دیتا ہے پی لیتا ہوں
جانتا ہے اکبر محزوں نہیں — تم سمجھتے ہو بڑا نادان ہے
سب سے بہتر خون دل میں ہمنشیں، — تھا وہی قطرہ جو آنسو بن گیا

(اکبر دہلوی)

# صنفِ نازک کیلئے

## فاطمہ کی مصیبت

(از جناب ضیا بانو صاحبہ)

فاطمہ میں ایسے کونسے کیڑے پڑے تھے جو میاں اشفاق ونڈ ناتے اس کے کلیجہ پر مونگ دلنے کو سوکن لے آئے۔ فاطمہ جیسی نیک کوک کی لڑکی دو بچوں کی ماں اسپر سوکن اور سوکن بھی سگی خالہ کی بیٹی بہن۔ خدا ایسی خالہ کو غارت کرے جس نے سگی بھانجی پر لڑکی دیدی اور خدا بلقیس کے دیدے گھٹنوں کے آگے لائے جیسے ظلم اس نے بہن اور بھانجوں پر کئے جنبیہ حالیہ ایسی ظالم کر موئی مٹی ہی کی نشانی فاطمہ۔ اُس بہن کے کلیجہ کا ٹکڑا جس نے عشینہ کو اپنے بچوں کی طرح پالا۔ ماں مر ہی چکی تھیں۔ سوتیلی ماں دونوں بیٹوں کے نام تک سے بیزار رہتیں۔ پالا پوسا ۱۲ برس کی عمر میں بیگم صاحبہ کو ہیضہ ہوا۔ روپیہ کسان ہی کر دیا۔ پرائے پوت کی کمائی اپنی بہن پر لگا دی۔ اسپر بیاہ۔ شادی لین دین سب کچھ کیا۔ ہائے ایسی بہن کی بیٹی پر جوا ہی۔ اس کی جگہ خالہ کا دن رات کلمہ پڑھتی تھی بیٹی دیدی۔ اشفاق خیر سے سو دو سو کے نوکر ہی نہیں تھے کمیٹی میں تیس روپیہ کے ملازم۔ بلقیس جو آئیں تو انہیں پہلی بات یہ سوجھی کہ فاطمہ کو بارہ پتھر باہر کر دوں۔ ماں بیٹیوں نے ملکر جوڑ توڑ کرنے شروع کر دیئے فاطمہ ہی کا جگر تھا کہ اس نے سب باتیں برداشت کیں۔ ایک روز جو اشفاق دفتر سے آئے تو بلقیس منہ پھلائے کمرے میں پڑی ہے۔ پوچھا بیگم کیوں کیا حال ہے۔ بیگم نے بہت کہنے سننے پر بتایا تو کیا وہ جسکو سنکر فرشتہ دل گو اب آپ کے یہاں تو آپ کی بیگم صاحبہ رہینگی میں لونڈی نگی میرا اس گھر میں کیا کام اشفاق نے پھر پوچھا وہ منہ بنا کر پڑ گئیں صرف اتنا کہا کہ اس گھر کی ملکہ اس گھر کی بیگم بتائیں گی۔ اشفاق آئیں تو جائیں کہاں۔ کمرے سے نکلے۔ فاطمہ بیچاری حسب دستور باورچی خانہ میں اشفاق اور اُن کی نئی نویلی دلہن کے لئے کھانا پکا رہی تھی اس کا بچہ گھر کا کام کاج کر رہا تھا۔ فاطمہ میاں کی صورت دیکھتے ہی ڈر گئی میاں بولے تمہارے دماغ ٹھیک نہیں ہوئے۔ تم نے ناک میں دم کر رکھا ہے۔ ذرا سی دیر میں سب بل نکل جائیں گے۔ یہ تم نے آج کیا کہا یہ دیعہ ہو گیا مگر صبر نہیں آیا تم اس گھر میں رہنے کے قابل نہیں۔

خدا کے واسطے کہو تو سہی کیا ہوا۔

تم نے دلہن کو کیا کیا کہا۔

ہائے اللہ۔ میں نے۔ خدا کی قسم اگر سوائے گوشت ترکاری کے پیسہ مانگنے اور آٹا دال لینے کے میں نے اُن سے کوئی بات بھی کی ہو۔ چوری اور اسپر سرزوری جھوٹا ہی مناتی ہے۔ لونڈی بھی بنایا اور ابپر باتیں کرتی ہے۔

فاطمہ نے میاں کے تیور دیکھے اور معلوم کر لیا کہ میری قسم تک کا اب اعتبار نہیں میں جسقدر اپنی صفائی دونگی وہ اور بگڑتے ہونگے۔ جنکی میاں کے سامنے کھڑی ہو گئی۔ تھر تھر کانپ رہی تھی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ اسپر بھی بلقیس ظالم بلقیس کو رحم نہ آیا کمرے میں سے بولی بہی تو یہ بولی تم لونڈی بچیوں کی کیوں حمایت لیتے ہو۔ مجھے ڈولی منگا دو میں اماں کے یہاں چلی جاؤں۔ اشفاق غصہ میں لال ہو گیا۔ بید ہاتھ میں تھا اُسے لئے ہوئے آگے بڑھا۔ فاطمہ لرز گئی اشفاق نے کہا کہ تم اپنے بچوں کو لیکر اسیوقت گھر سے نکل جاؤ۔ شریف کی بچی جائے تو کہاں۔ کبھی سات پشت میں بھی یہ بات نہ سُنی ہی گھر سے نکلنے کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ کبھی کوٹھے پر بھی نہ چڑھی تھی۔ فاطمہ نے آسمان کی طرف دیکھا اور ہائے کی۔ اشفاق اسپر اور غضبناک ہو گیا۔ فاطمہ پر چار چوٹ کی مار پڑنے لگی اور کون تھا جو بچاتا۔ فاطمہ کے منہ سے آواز بھی کب نکلتی تھی۔ فاطمہ کا بچہ باپ کو چمٹ گیا" ابا۔ اچھے ابا۔ اماں کو نہ مارو" مگر موذی ابا فرعون بنا ہوا تھا حمید کے ایسی لات ماری کہ اس کا سر سل سے ٹکرایا۔ اور سر سے خون کی تلیاں بہنے لگیں۔ فاطمہ اب میاں کے سامنے سے ہٹی۔ ہائے میرا بچہ کہکر بچہ کو چمٹ گئی۔ آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ بچہ کا خون پونچھ رہی تھی۔ میاں بہادر کمرے میں جاتے ہوئے کہہ گئے کہ ابھی نکل جا نہیں تو چٹیا پکڑ کر نکال دونگا۔ بچے کے اتنا خون نکلا کہ وہ بیہوش ہو گیا۔ بچے کے سر کو باندھ رہی تھی کہ اشفاق پھر آیا اور کہا کہ نکلی نہیں۔ یہ تھرا گئی۔ اب بھی نہ نکلتی اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ یہ قصائی بچوں کو ذبح کر ڈالیگا۔ ہائے شریف عورت کا قدم گھر کے دروازہ کی طرف نہیں اُٹھتا۔ اشفاق پھر لپکا۔ اسپر فاطمہ نے بچہ کو گود میں اُٹھایا۔ سر پیٹتے ہوئے بچہ کو ساتھ لیا جو تکلیف اور بیہوشی کے مارے گر گر پڑتا تھا اور دروازہ کے باہر آئی۔ آسمان اُس کی مصیبت پر بلبلا اُٹھا ہوگا۔ زمین کو جنبش ہو گئی ہوگی اور کونسا دل ہوگا جو خون کے آنسو نہ رویا ہوگا کہ ایک وہ عورت جسے بیاہنے کے لئے اشفاق کی اماں ابا نے لاکھوں خوشامدیں کی تھیں۔ آج اس ڈیوڑھی سے اسطرح جا رہی ہے۔ مگر اشفاق کے دل پر ذرا اثر نہ تھا۔

اشفاق اور بلقیس کو بھی ایک دن اُس مالکِ حقیقی کے سامنے جانا ہے اُسدن تم سے سوال ہوگا تو معلوم ہوگا بلقیس طوفان اور اس غضب کا طوفان

فاطمہ کا قدم نہیں اُٹھتا آنکھوں سے آنسو جاری ہیں کہتی ہے کہ زمین پھٹ جائے۔ اور میں سما جاؤں۔ باپ ماں سب مر چکے تھے ایک دور پرے کے رشتہ دار کے یہاں گئی۔ بارے انہوں نے رکھ لیا۔ کوئی آٹھ دس دن ہی مصیبت جھیل کر زندگی کے دن گزرے ہونگے کہ شہر میں طاعون پھیلا اور ایک دن رات میں یہ تینوں چٹ پٹ ہو گئے۔

فاطمہ اور با وفا فاطمہ کی وفا شعاری دیکھیئے کہ مرتے وقت بھی اُسکی زبان پر یہی کلمہ تھا کہ "اشفاق میرے قصور معاف کردو"

# خواتین اسلام کے لئے بہترین طریق عمل

(از اہلیہ نواب محمد اسحاق خاں)

## تعلیم کیسی ہونی چاہیئے

تربیت اولاد اور اُسکی قابلیت پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ ہم اپنے فرائض کو سمجھیں جنپر کہ اولاد کی حقیقی ترقی اور نشو و نما منحصر ہے۔ یعنے یہ کہ ہم پہلے اُن کو مذہبی و اخلاقی تعلیم دیں اُن کو ہر ایک خراب بات سے بچائیں۔ اور اُن کے دلوں میں قومی جذبات اور حب وطن پیدا کریں۔ تاکہ وہ بڑے ہوکر قوم کے لئے کارآمد ثابت ہوں اور ان فرائض کو سمجھنے کے لئے اس کی ضرورت ہے۔ کہ تعلیم عام طور پر ہمارا لازمی زیور مان لیا جائے اسی کے ساتھ اسکو بھی کامل طور سے سمجھ لیا جائے کہ ہمکو کیسی تعلیم کی ضرورت ہے۔ آیا تعلیم سے مراد وہ تعلیم ہے جو خواتین انگلستان کی ہے جسکا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ آج وہ مردوں کی کوئی حقیقت نہیں سمجھتیں۔ اور اپنے حقوق و آزادی کے لئے انہوں نے اس قدر جد و جہد کی ہے۔ کہ ملک کو پریشان کر دیا تو ہمیں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتی۔ کہ ایسی تعلیم خواہ اُن کے خیال میں اعلیٰ ہو۔ مگر ہماری قوم کے لئے ایسی آزادی بجائے مفید ہونے کے اور مضر ہے۔ اور ہمیں خوشحال و ترقی یافتہ بنانے کے برخلاف تباہ و برباد کرنے والی ہے۔ ہمارے واسطے وہی تعلیم موزوں و کارآمد ہے جو مذہب اور ہمارے مقدس شرع کی روش سے علٰحدہ نہ ہو۔

## پردہ یا بے پردگی؟

اب دوسرا اہم مسئلہ پردہ کا ہے میرے خیال میں جسقدر پردہ اور جتنی آزادی اب ہمکو حاصل ہے۔ وہ بہت ٹھیک ہے۔ پردہ ہر حالت میں ہمارے لئے ضروری ہے۔ اور اُس کا قطعاً توڑ دینا کسی صورت میں ہمارے لئے مفید نہیں ہوسکتا۔ زمانہ حال میں ایک بڑی جماعت پردہ کے خلاف ہے اور یہ کہتی ہے کہ پردہ قومی ترقی کا سد راہ ہے۔ یہ سچ ہے۔ کہ ایسا گہرا پردہ جو ہمکو بالکل قیدی بنا دے اور گھر کی چار دیواری میں دنیا و مافیہا سے غافل کردے۔ ہمارے لئے مضر اور ہماری ترقی کے لئے ضرور مانع ہے۔ لیکن موجودہ حالت میں جسقدر پردہ ہمارے ہاں اب عموماً رائج ہے۔ وہ بہت مناسب ہے ہمکو اس کی پابندی نہیں ہے کہ ہم کسی جلسہ میں شریک نہ ہوں اور آپسمیں ایک دوسرے سے ملکر اپنی حالت کا دوسروں کی حالت سے مقابلہ نہ کرسکیں۔ اور زمانہ کی روشش کو نہ دیکھیں کہ اس کی چال کیا ہے۔ اور ہمکو کس روشش پر چلنا ہے۔ اب یہ ہمارا ہی قصور ہوگا۔ اگر ہم اس مناسب آزادی سے فائدہ حاصل نہ کریں اپنی بُرائیوں کی اصلاح نہ کریں۔ اسی پردے ہی میں اگر سچ پوچھئے تو ہم بہت کچھ ترقی کرسکتے ہیں۔ کیونکہ پردہ کا اصل مطلب حیا و شرم ہے جو نہ صرف آنکھوں کی ہونی چاہیئے۔ بلکہ دل ہی۔ اگر ہم اسپر قایم رہیں تو ہمارے انصاف پسند مرد اس سے زائد قیود ہم پر لگانا پسند نہ کرینگے۔

## پابندئ مذہب

حصول ترقی کا ایک اصول پابندی مذہب بھی ہے۔ افسوس ہے کہ ہم اس عمدہ پابندی سے آزاد ہوتے جاتے ہیں۔ ہماری تباہی کا سب سے بڑا باعث یہی غفلت ہے جو ہم نے اپنے مذہب کی طرف سے اختیار کرلی ہے۔ یعنی احکام شریعت کو دل سے بھلا دیا۔ اور اُس کی عظمت و وقعت کو فراموش کر بیٹھے۔ اے کاش کہ ہم اپنے پاک مذہب کے ان سیدھے سادے اصولوں پر قدم رہتے جو بلحاظ اخلاق و تمدن نہایت اعلیٰ و ارفع ہیں۔ تو آج اس میدان میں ہرگز کسی سے پیچھے نہ رہتے۔ جہانتک نظر غور سے دیکھئے مذہب اسلام میں وہ خوبیاں ہیں جو بہت کم دوسرے مذاہب کو حاصل ہیں اور اکثر دوسری قوموں کے قابل اور تعلیم یافتہ لوگ ان خوبیوں کو وقعت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ ہم جسقدر تعلیم یافتہ ہوتے جاتے ہیں۔ اُسی قدر ہماری غفلت اپنے مذہب کیطرف سے بڑہتی جاتی ہے۔ خدا کرے کہ تعلیم ہمکو پابندی مذہب کا سبق سکھائے اور ہمارے دلوں میں اپنے پاک مذہب کی خوبیاں جاننے کی قابلیت پیدا ہو۔ اگر ہماری بہنیں واقعی طور سے اسپر عمل کرکے اصلاح معاشرت کی طرف متوجہ ہوں تو خدا یتعالےٰ کے فضل و کرم سے بھروسہ ہے کہ ایک دن وہ آئیگا۔ جب ہم بھی اوروں کی طرح اپنے مردوں کو ہر طرح مدد دینے کے قابل ہوجائیں۔ اور ہماری آئندہ نسلیں قوم کے لئے باعث فخر ہوں۔ ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد۔

# اِطاعت کرو اپنے شوہر کی تم

عبادت کرو رب اکبر کی تم — اطاعت کرو اپنے شوہر کی تم
عمل نیک کو سمجھو زیور سے بہتر — نہ خواہش کرو کپڑہ زیور کی تم
یہ زیور تو دنیا میں رہجائیگا — کرو فکر کچھ روز محشر کی تم
خدا کے لئے چھوڑ دو بیہودہ رسمیں — کرو اب تو اصلاح گھر گھر کی تم
مٹاؤ نہ بدعت سے تم دین کو — بنو یوں نہ دشمن پیمبر کی تم
نہ تقلید مغرب پہ مٹنا کبھی — اڑانا نہ یوں خاک در در کی تم
نصیحت کو فہمی کے پلے میں باندھو — اطاعت کرو اپنے شوہر کی تم

# امداد باہمی

(۱)

آنکھ کھلی تو والدین کا سایۂ عاطفت سر سے اُٹھ چکا تھا۔ ابا جان کو خدا غریق رحمت کرے کافی آمدنی کے باوجود میرے لئے کچھ نہ چھوڑ گئے کیونکہ اعتدال سے زیادہ مصرف بلکہ مسرف تھے۔ مرحوم نے جب انتقال کیا تو ہزار روپے کے قریب قرض تھا۔ جائداد میں صرف ایک چھوٹا سا مکان تھا جو سات سو کو فروخت ہو کر قرضخواہوں کی نذر ہو گیا۔ اسی بیکسی کے زمانہ میں بدقسمتی سے میرا کوئی بھی ایسا رشتہ دار نہ تھا جسکے دامن میں پناہ لیتا۔ جب رہنے کو گھر بھی باقی نہ رہا تو میں اپنی ایک خالہ کے ہاں جو والدہ کی عمزاد بہن تھی جا رہا۔ خالو صاحب قبلہ کو انہی دنوں حقہ بھرنے کے لئے ایک لڑکے کی ضرورت تھی انہوں نے بھی میری آمد کو غنیمت سمجھا چنانچہ میں نے ایک سال تک روکھی سوکھی روٹی اور پھٹے پرانے کپڑے پر قناعت کی لیکن خالو صاحب کی شفقتیں دھول دھپا۔ تھپڑوں کی صورت میں اسقدر نمایاں ہونے لگی تھیں کہ میں زیادہ عرصہ تک تاب نہ لا سکا اور فرار کی صورتیں تجویز کرنے لگا۔ پڑوس میں ایک مسجد تھی اور اُس کے حجرے میں ایک بنگالی طالب علم رہتے تھے۔ اُن سے صاحب سلامت ہو گئی تھی۔ میرا حال سُنکر بہت متاثر ہوئے۔ وہ تعلیم کی غرض سے جونپور رہتے تھے مجھے بھی اپنے ساتھ لیتے گئے۔ میری عمر تیرہ سال کی تھی۔ والد کی زندگی میں میں نے کچھ اردو فارسی پڑھی تھی۔ مولوی عبدالرقیب نے مجھے بھی جونپور کے اسلامی مدرسہ میں داخل کر دیا اور ایک ٹھیکیدار کے ہاں میرے خورد و نوش کا انتظام ہو گیا۔ میں نے تین سال تک عربی تعلیم حاصل کی۔ خدا نے ذہن اچھا دیا تھا اس محدود مدت میں بہت کچھ پڑھ لیا۔ لیکن طالب علمی کی محنت طلب خشک زندگی سے میرا دل اُکتا گیا تھا۔ میں زیادہ عرصہ تک تعلیم کا سلسلہ جاری نہ رکھ سکا اور جن ٹھیکیدار صاحب کے ہاں میرا کھانا مقرر تھا اُن کے ہاں میں نے دس روپے ماہوار پر محرری اختیار کر لی۔ اگر میں نے عربی فارسی تعلیم حاصل نہ کی ہوتی تو شاید اپنی حالت سے خوش ہوتا لیکن تعلیم نے میرے دلمیں جو احساس پیدا کر دیا تھا اور ساتھ ہی ایک جاہل ٹھیکیدار کو رنگرلیوں میں کھیلتے ہوئے دیکھکر جو اُمنگیں نشو و نما پا رہی تھیں اُن کا تقاضا تھا کہ مجھے اِس حال سے بہتر حال میں ہونا چاہئے۔ یہ خیال میرے دماغ پر ایسا مسلط ہوا کہ میں نے ملازمت ترک کر دی۔ اور جونپور سے اپنے وطن کو واپس چلا آیا۔

(۲)

سال بھر کی ملازمت میں ظاہری حالت سنبھل گئی تھی اس لئے جب وطن کو واپس آیا تو خالو صاحب بھی بہ یک نظر مجھے پہچان نہ سکے۔ تعلیم نے میری اخلاقی حالت بھی بدل دی تھی۔ ٹھیکیدار صاحب کے کاغذات اور حسابات کی نوشت و خواند نے لکھنے پڑھنے میں بھی بہت چست و چالاک بنا دیا تھا۔ اِس لئے وطن پہونچکر مجھے زیادہ عرصہ تک بیکار نہیں رہنا پڑا اور معمولی جستجو کے بعد میں ایک ایک رئیس کے ہاں دس روپے ماہوار پر ملازم ہو گیا۔ چند روز کے بعد پھر مجھے جنون پیدا ہوا کہ موجودہ حالت میرے قابل نہیں۔ مجھے ترقی کرنی چاہئے اور روپیہ کما کر جلد سے جلد شہر کے دولتمندوں میں شامل ہونا چاہئے لیکن جب میں دس روپے کی آمدنی سے اِن خیالات کا موازنہ کرتا تھا تو بشا آسمان پر اُڑنے اور سمندر کی سطح پر چلنے سے کم دشوار نظر نہیں آتا تھا۔ دولت کی ہوس نے مجھے کھانا پینا اور پہننا اوڑھنا بھی چھڑا دیا۔ میں نے یہاں تک جزرسی اختیار کی کہ اپنی ضروریات میں بمشکل تین چار روپے ماہوار صرف کرتا تھا۔ لیکن افسوس کہ اتنی تکالیف اُٹھانے کے باوجود میں دو سال کے عرصہ میں ڈیڑھ سو روپے سے زیادہ رقم جمع نہ کر سکا۔ اِسی اثنا میں دوستوں نے اور دوستوں سے بڑھ کر قوی کی تکمیل نے شادی کی ترغیب دی جستجو سے دو لڑکیاں اہل برادری میں نکلیں۔ ایک مولوی ہدایت علی ہیڈ مولوی گورنمنٹ میڈل اسکول کی صاحبزادی معمولی شکل و صورت لیکن نہایت تعلیم یافتہ۔ ہوشمند اور سلیقہ شعار۔ دوسری میر علی رضا مرحوم کی بیوہ لڑکی جو نہایت خوبصورت مگر علم و ہنر سے محروم تھی۔ مولوی ہدایت علی ایک غریب آدمی تھے کچھ تو اُن کی غربت کے خیال سے اور کچھ اِس لئے کہ قدرت نے مجھے شاعرانہ مزاج اور حسن پرست طبیعت عطا کی تھی میں نے اُن کے ہاں اپنی نسبت پسند نہیں کی۔ میر علی رضا کے ہاں ترغیب کی وجہ صرف لڑکی کی خوبصورتی ہی نہ تھی بلکہ وہ دولتمند بھی تھے۔ میر علی رضا نے اپنی سب انسپکٹری کے زمانہ میں بہت کچھ کمایا تھا اور پنشن پانے کے بعد ستر ہزار کے دو گاؤں خرید لئے۔ لیکن قضا نے عجلت کی اور وہ اپنی کمائی سے کوئی راحت حاصل کرنے سے قبل دنیا سے رحلت کر گئے۔ میر صاحب کی اکلوتی بیٹی شافعہ اُن کی زندگی ہی میں بیوہ ہو گئی تھی اور اب اِس جائداد کے دو ہی وارث و قابض تھے ایک میر صاحب مرحوم کی بیوی اور دوسری اُن کی بیوہ بیٹی۔ چنانچہ میں یہ سوچکر کہ حُسن و دولت دونوں ایک ساتھ میسر آ رہے ہیں اور جو تمنائیں عرصہ سے دلمیں پرورش پا رہی ہیں اُن کے بر آنے کا یہ نادر موقع ہے میر علی رضا کی صاحبزادی سے نکاح کر لیا۔ اور ایک بڑے سرمایہ کی امید میں ڈیڑھ سو روپے کی پس انداز رقم صرف کر ڈالی۔ ابھی میرے نکاح کو پندرہ دن بھی نہیں گزرے تھے کہ میر صاحب کی جائداد کے متعلق عدالت میں دعویٰ دائر ہو گیا۔ صورتِ حال یہ تھی کہ دلالوں نے دھوکا دے کر ایک ایسی جائداد بکوا دی تھی جسکے اصلی مالک نابالغ تھے چنانچہ انہوں نے بالغ ہوتے ہی دعویٰ کر دیا۔ یہ

جائداد نکل جانے کے بعد میری خوشدامن مجھ سے بھی زیادہ مفلس و تہیدست رہ جانے والی تھیں اس لئے ہم سب نے مقدمہ کی پیروی میں جان لڑا دی

(۳)

بڑے بڑے وکیلوں کو مقرر کیا اور سال بھر تک عدالت ماتحت اور عدالت عالیہ کی خاک چھانتے رہے۔ بالآخر مکان اور مکان کا سارا اثاثہ تباہ کرکے اس نتیجہ پر پہنچے کہ کل جائداد ہمارے قبضہ سے نکل گئی۔ اب ہم لوگوں کی حالت بہت زیادہ قابل رحم تھی۔ میرے سوا میری خوشدامن کا کوئی خبرگیر نہ تھا۔ ظاہر ہے کہ دس روپے ماہوار کی آمدنی میں تین آدمیوں کی زندگی کیونکر بسر ہوتی۔ بڑی تکلیف کے ساتھ دن گزرنے لگے اور رفتہ رفتہ وہ زیور بھی فروخت ہو گیا جو میری بیوی کو جہیز میں ملا تھا اور جس سے اصلاح حال کے متعلق میں نے بہت سے ولولے وابستہ کر رکھے تھے۔ اب مجھے اضافۂ آمدنی کی بہت زیادہ فکر دامنگیر ہوئی۔ حالات ایسے تھے کہ میں وطن سے باہر نہیں جا سکتا تھا اور مجبور تھا کہ شہر ہی میں تلاش معاش کروں۔ مقدمہ کے دوران میں اکثر وکلاء سے میں روشناس ہو گیا تھا اور عدالتی جوڑ توڑ بھی طبیعت میں پیدا ہو گئے تھے اس لئے میں نے ایک وکیل صاحب کی محرری اختیار کر لی جنکو ایل ایل بی کی سند ملتے ہی موکلوں نے "مولوی" کی آنریری ڈگری بھی عطا کر دی تھی۔ وکیل صاحب مجھے پچیس روپے ماہوار دیتے تھے اور اب میں اپنی قدرتی جز رسی کی بنا پر مہینے میں چار پانچ روپے پس انداز کر لیتا تھا۔ لیکن میری بیوی جس نے ناز و نعمت میں پرورش پائی تھی اور میری خوشدامن جنہوں نے ساری عمر فضول خرچیوں میں بسر کی تھی میری کفایت شعاریوں سے ہمیشہ ناخوش رہتی تھیں۔ کبھی کبھی یہ ناخوشی خوفناک جنگ کی صورت اختیار کر لیتی تھی اور اُسوقت میں اپنی زندگی سے بیزار ہوتا تھا۔ ان واقعات کے بعد احساس افلاس کے اتنے مواقع مجھے پیش آئے کہ میرے دماغ میں حصول دولت کے خیالات پھر گردش کرنے لگے اور میں اس فکر میں رہنے لگا کہ کسی نہ کسی طرح اپنی حالت کی اصلاح کروں لیکن میری عقل ہزار غور و خوض کے باوجود بیکار ثابت ہوئی تھی۔ اور میں حیران تھا کہ کیا کروں کیونکہ وطن میں اس سے بہتر نوکری میرے لئے محال تھی اور وطن سے باہر جانا ناممکن تھا۔ اگر ملازمت سے قطع نظر کرکے میں تجارت وغیرہ کی طرف متوجہ ہوتا تو ظاہر ہے کہ روپے کے بغیر تجارت کا خیال ایسا ہی ہے کہ کوئی شخص تیل کے بغیر چراغ جلانے کی کوشش کرے۔

(۴)

ان تفکرات نے میرے دماغ کو ایسا بیکار اور میری آسائشوں کو اس قدر کم کر دیا کہ میں بیمار رہنے لگا۔ بھوک جاتی رہی۔ نیند جاتی رہی۔ اعضا کے افعال میں فرق آ گیا اور بخصوصیت کے ساتھ معدہ پر اثر پڑا۔ ایک روز مجھے نفخ کی شکایت تھی اور چارپائی پر کروٹیں بدل رہا تھا۔ یکایک ذہن منتقل ہوا اور میں نے سوڈا واٹر کی ایک بوتل منگا کر پینے کا ارادہ کیا میری بیوی بڑی بیوی بوتل کھولنے بیٹھی۔ کچھ پانی تیز تھا کچھ بوتل کھولنے میں بے احتیاطی ہوئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بوتل ٹوٹ گئی اور اُس کا ایک ٹکڑا اچھل کر میری بیوی کی آنکھ میں لگا۔ ایک چیخ اُس کے منہ سے نکلی اور وہ بیہوش ہو گئی۔ میں اپنے نفخ اور درد کی شکایت تو بھول گیا فوراً شفاخانہ بھیجا اور لیڈی ڈاکٹر کو ہمراہ لایا۔ آنکھ خون میں تر ہو رہی تھی۔ لیڈی ڈاکٹر نے دوا لگا کر پٹی باندھ دی۔ اُس کے الفاظ نہایت مایوس کن تھے۔ اُس نے کہا کہ آنکھ کی خیر نظر نہیں آتی اور آہ ایسا ہی ہوا۔ چھ ماہ تک میں قسمت سے جنگ کرتا رہا جسکا نتیجہ شکست فاش کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ افسوس ایک دلربا چہرہ کی بدنمائی دیکھی نہیں جاتی تھی۔ میں سُنتا تھا کہ حُسن صورت عارضی ہے۔ فانی ہے بے ثبات ہے لیکن اب آنکھوں سے دیکھ لیا۔ آہ ایک طرف تو نگاہ سے اُس کا باغ ارم چھن گیا اور دوسری طرف میں دو سو روپیہ کا مقروض ہو گیا۔ اس حادثہ نے مجھے بالکل حواس باختہ کر دیا اور اب بلا مبالغہ مجھے روپے کی ایسی جستجو تھی جیسی پیاسے کو پانی کی اور بھوکے کو کھانے کی۔ میں ہمیشہ سے اخبار بینی کا شائق ہوں اور ماہوار رسائل بھی شوق سے پڑھتا ہوں جس زمانہ کے واقعات میں بیان کر رہا ہوں اُن دنوں میرے وطن میں جسقدر اخبارات اور رسائل میرے احباب کے پاس آتے تھے وہ سب میرے مطالعہ سے گزرتے تھے۔ اخبارات کے مطالعہ سے میرے دماغ میں روشنی اور خیالات میں وسعت پیدا ہو گئی تھی۔ معاش کی بہت سی صورتیں میرے سامنے تھیں اگرچہ میں اُنپر عمل کرنے کی جرأت نہیں رکھتا تھا۔ صدہا ایسے اشخاص اس ہفت سالہ عملی زندگی میں میرے پیش نظر جو پستیوں سے اُبھرے تھے اور جنہوں نے میری آنکھوں کے سامنے ترقی کی تھی۔ میں ایسے بہت سے لوگوں سے واقف تھا جو مجھ سے کم قابلیت اور مجھ سے کم عقل و ہوش رکھتے تھے لیکن دنیا کی عملی تگ و دو میں مجھ سے کہیں آگے بڑھ چکے تھے اور اپنی کامیاب کوششوں کے ثمرات سے بہرہ اندوز ہو رہے تھے۔ دنیا کا یہ رنگ دیکھ کر اور لوگوں کے کچھ سے کچھ ہو جانے پر غور کرکے میرے دلمیں ایک دفعہ ولولوں کا طوفان برپا ہوا اور ایک روز تمام رات میں اپنے مستقبل پر خیال آرائیاں کرتا رہا۔

(۵)

میں نے اپنے دل سے کہا کیوں میں ایک دوا فروش کیوں نہ بن جاؤں پنجاب میں لوگوں نے دوا فروشی کی بدولت لاکھوں روپے پیدا کئے ہیں۔ ایک زوردار اشتہار لکھ کر اخبارات میں شایع کر دوں۔ فرمایشیں آنے لگیں گی اور میں گھاس پھوس کوٹ چھان کر چلتا کرونگا۔ ایک روپے میں بیس روپے کا مال تیار ہو گا"۔ لیکن ضمیر نے مجھے روکا کہ تو طبیب نہیں، اور طبیب بھی ہوتا تو مریض کو دیکھے بغیر کسی دوا کے استعمال کی

ترغیب دینا فریب و مکاری پر مبنی ہے - علاوہ بریں اس دغابازی سے کمائے پر بھی کمائی کا جزو اعظم اجرت اشتہار کی نذر ہو جائیگا؛ اس کے بعد مجھے خیال آیا کہ "عامل" بنا چاہیئے - خوش اعتقاد اور ضعیف الطبع لوگوں کی کمی نہیں گنڈے تعویذ کا کام خوب چلے گا - دواؤں کی طرح اِس میں ضرر کا کوئی پہلو نہیں - اس تجارت میں روپے کی مطلق ضرورت نہیں کامیابی بھی یقینی ہے کیونکہ دس میں سے پانچ ضرور اپنی مراد کو پہونچیں گے اور ہمیشہ کے لئے معتقد ہو جائینگے - اور جو ناکام رہینگے وہ بھی ناکامی کو اپنی ہی غلطی یا شومئی قسمت پر محمول کرینگے میرے نقش پر حرف نہیں آئیگا " میں اس ذریعۂ معاش کو بہت پسند کرتا تھا لیکن افسوس کہ ضمیر نے اِسی بھی دغابازی پر مبنی قرار دیکر مسترد کر دیا - اب میری طبع وقاد نے ایک دوسری تجویز پیش کی یعنی کیوں نہ میں پیری مریدی کا معزز اور زرخیز پیشہ اختیار کر دں البتہ میری داڑھی ترشی ہوئی ہے لیکن اِس میں کچھ حرج نہیں ہیں سر دست چار ابرو کا صفایا کر کے قلندر بن جاؤں گا اور پھر سال بھر میں داڑھی اور سر کے بال بڑھا کر چشتی قادری کا لقب اختیار کر لوں گا - دنیا دیکھے گی کہ میں اس پارٹ کو کس خوبی سے ادا کرتا ہوں اور مُرتے دکھن تک مکاری کا کیسا جال بچھاتا ہوں " اس منصوبہ کی کامیابی میں ذرا شک نہ تھا اور میں چند روز میں اونچے اونچے محلوں کا مالک ہو جاتا اور بنکوں کے آہنی صندوق میری امانتوں سے لبریز ہوتے لیکن ضمیر اِس فریب و ریاکاری پر کسیطرح آمادہ نہ ہوا - اب میرا ذہن معاش کی ایک دوسری لائن کی طرف منتقل ہوا جو فی زماننا "چلتے جادو" کا حکم رکھتی ہے یعنی "قومی چندہ" اور اسی سلسلہ میں مجھے محلہ کی ایک شکستہ مسجد یاد آئی - میں نے اپنے دل سے کہا کہ کیوں نہ میں اس مسجد کی مرمت کے لئے چندہ فراہم کروں خدا کا گھر بھی بنے اور میرا گھر بھی بنے - لیکن پھر ذوقِ جدّت نے کہا کہ یہ ترکیب بہت پامال ہو چکی ہے بقول شخصے ؎

ہر بوالہوس نے حسن پرستی شعار کی
اب آبروئے شیوۂ اہلِ نظر گئی

مسجد کی طرح مدرسہ کے لئے چندہ مانگنا بھی پُرانی بات ہے - کوئی نیا کام تجویز کرنا چاہیئے - حجاز ریلوے کا بہانہ بھی خوب تھا - لیکن وہ تو ختم ہو چکی - ہاں خوب یاد آیا آجکل "خلافت" کا مسئلہ عوام میں بڑی دلچسپی رکھتا ہے اسکی بدولت ہزارہا ناکامیاب اشخاص کامیاب ہو گئے - سیر و سیاحت کا خوب موقع ملے گا - سکنڈ اور فرسٹ کلاس سفر کرینگے - ہر اسٹیشن پر لوگ ناشتہ لیکر آئینگے - جس شہر میں ورود ہوگا اُس کے باشندے آنکھیں بچھائیں گے - سال بھر کی جد و جہد میں ہمیشہ کے لئے معاش سے فارغ البالی ہو جائیگی - اِن دنوں "انگورہ فنڈ" کا نام جذبات و احساسات کے لئے "قسم باذنی" کے خواص رکھتا ہے - مگر اس سے بھی زیادہ مؤثر ایک دوسری تدبیر ہے - "شدھی" کے معاملہ نے مسلمانوں کو بہت برانگیختہ کر رکھا ہے - فتنۂ ارتداد کا نام آتے ہی لوگ جوش سے لبریز ہو جاتے ہیں پس مجھے چاہیئے کہ فی الفور "تبلیغ اسلام" کا علم بلند کر دوں - اور دونوں ہاتھوں سے چندہ وصول کرنے لگوں - یہ کام نہایت مفید ہیں - اِن میں تجارتوں میں نہ روپیہ درکار ہے اور نہ خسارہ کا کوئی پہلو ہے - ابتدا میں میری غربت و تہیدستی کی وجہ سے لوگ کسی قدر چونکیں گے لیکن جہاں ہزار دو ہزار کی رقم ہاتھ لگی اور میں نے اپنی حالت سنبھالی کہ تمام شکوک رفع ہو جائینگے - اور اگر کوئی مخالفت کے لئے تیار بھی ہوگا تو میں اُسے سو پچاس روپے دیکر منہ بند کر دونگا الغرض یہ خیال میرے دماغ پر غالب آنے لگا اور میں کام شروع کرنے کی صورتیں سوچتا ہی تھا کہ ضمیر کے محتسب نے چشم نمائی شروع کی اور مجھ سے کہا کہ دو دن کی زندگی کے لئے اِن حرام کاریوں پر آمادہ ہونا اور خدائے قہار کا خوف دل سے فراموش کر دینا نہ صرف اسلام کے بلکہ عقل کے خلاف ہے - اب صبح کے چار بج چکے تھے اور میں تمام رات کی اُلجھنوں کے باوجود اپنے مستقبل کی گتھیاں نہ سُلجھا سکا اور خیالات کی اِن جولانیوں کے باوصف جہاں تھا وہاں سے ایک قدم آگے نہ بڑھا -

(۶)

کئی دن اِسی غور و فکر میں گزر گئے اور میں کسی نتیجہ پر نہ پہونچ سکا ایک دن میں بازار سے کوئی چیز خرید کر لایا اور جب پوڑیہ کو کھولا تو محض شغل بے شغلی کے طور پر اُس ردی کاغذ کو پڑھنے لگا - وہ کسی کتاب کا ورق تھا جو شاید ہندوستانِ قدیم کے متعلق تھی - عبارت تو یاد نہیں رہی لیکن اُسکا مفہوم یہ تھا کہ پہلے ہندوستان میں ایک شہر تھا جس میں کوئی غریب نہ تھا - اُس شہر میں ایک لاکھ گھر تھے جب کوئی مصیبت کا مارا ننگا بھوکا اس شہر میں پہونچتا تھا تو ہر گھر سے ایک ایک روپیہ اور ایک ایک اینٹ اُسے دیدی جاتی تھی - چنانچہ ایک لاکھ اینٹوں سے ایک شاندار مکان وہ تیار کر لیتا تھا اور ایک لاکھ روپیہ لکھپتی بن جاتا " ردی کاغذ میں یہ عبارت پڑھ کر میرا دل تڑپ گیا - آہ مجھے اسلام کی مساوات اور اُخوت یاد آئی - اسلام کی تعلیمات قرونِ اولیٰ کی ہمدردیوں اور فیاضیوں کا خیال بندھا اور بلا مبالغہ عرض کرتا ہوں کہ دیر تک روتا رہا - جب رونے سے فرصت پائی تو میں نے اپنے دلمیں کہا کہ اگر آج بھی مسلمانوں میں ہمدردی باہمی اور امداد باہمی فیمابین کا رواج ہوتا تو قوم کیسی مرفہ الحال ہوتی - افسوس ایک مسلمان کے سامنے دس بارہ قسم کے کھانوں اور نعمتوں کا دسترخوان چُنا ہوا ہے اور اُس کے ہاں بلیوں اور کتّے کے لئے آدھ آدھ آدھ سیر دودھ مقرر ہے اور ایک مسلمان دن بھر کے فاقہ سے تڑپ رہا ہے اور

بھوکے بچوں کو ان کی ماں تھپک تھپک کر سلا رہی ہے لیکن معدہ کی آگ انہیں سونے نہیں دیتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ مسلمانوں کا بیشتر حصہ مفلوک الحال ہے۔ اکثر لوگ اتنی آمدنی نہیں رکھتے کہ اپنا خرچ آپ اٹھائیں پھر وہ کیونکر دوسروں کی امداد کر سکتے ہیں۔ لیکن ان سب باتوں کے باوجود اگر ایک شخص دوسرے کی مصیبت کو اپنی مصیبت سمجھے اور دوسرے کو دردمند دیکھ کر بیکل ہو۔ پھر اسکی ہمدردی کے لئے آمادہ ہوجائے تو کچھ نہ کچھ فائدہ ضرور پہونچا سکتا ہے۔ اس خیال نے میری قوت ارادی پر بہت اثر ڈالا۔ اب ضمیر بھی خاموش تھا کیونکہ میں اپنی قوم سے اپنے لئے امداد کا طالب تھا۔ اس تجویز میں بے ایمانی اور دغا بازی کا شائبہ نہ تھا۔ بظاہر یہ شرم کی بات تھی کہ میں اپنے لئے چندہ مانگوں لیکن غور کیا جائے تو یہ اس سے کہیں بہتر تھا کہ میں بے ایمانی اور دغا بازی کے ساتھ مختلف ناموں سے چندے وصول کروں اور دھوکا دے کر قوم کو لوٹوں۔ کیا وہ شخص جو تم سے منت و خوشامد کے ساتھ کچھ مانگ لے اسی شخص کی طرح سمجھا جائیگا جو آنکھ بچا کر تمہاری جیب کترے۔ ممکن ہے کہ بعض ناعاقبت اندیش اور کج فہم اسے بھیک سے تعبیر کریں لیکن بھیک میں اور اس حالت میں بہت فرق ہے بھیک اس لئے ممنوع و مذموم ہے کہ وہ انسان کو سست و کاہل اور عملی زندگی سے دور کر دیتی ہے۔ لیکن یہ امداد سستی کی جگہ مستعدی اور کاہلی کی جگہ سرگرمی پیدا کرنے کے لئے حاصل کی جا رہی ہے پس اس کو شرعاً و عقلاً ممنوع و مذموم سمجھنا غلط ہے۔

( ۷ )

الغرض میں نے اس منصوبہ پر عمل کرنے کا قطعی ارادہ کرلیا اور اگلے دن سے باقاعدہ کوشش شروع کر دی۔ اس میں شک نہیں کہ میری صدا بالکل نئی تھی اور لوگ میرے مطالبہ سے بہت متحیر ہوتے تھے لیکن میری مدلل تقریر کے بعد ان کے لئے اس کے سوا اور کوئی چارہ کار نہ تھا کہ وہ جسطرح ممکن ہو ایک روپیہ میرے حوالے کر دیں۔ میں نے کئی روز کی جد و جہد میں اپنے وطن سے ڈیڑھ سو روپیہ کی رقم حاصل کی اور اس کے بعد اپنے متعلقین کی سائش و حفاظت کا انتظام کرکے بیرونجات کا رخ کیا چھ ماہ کی سخت کوشش سے میں نے پچیس ہزار روپیہ فراہم کیا۔ میرا خیال تھا کہ میں ایک سال میں ایک لاکھ روپیہ فراہم کرلونگا لیکن چونکہ پبلک امداد باہمی سے بالکل ناآشنا ہے اور بیشک اس نے چندہ دینے کا جو طریقہ سیکھا ہے وہ طریقہ سیکھ سے وہ یہی ہے کہ اگر وہ مذہب یا فتنۂ ارتداد کا نام لیا جائے اس لئے خاطر خواہ کامیابی نہیں ہوئی۔ بہرحال پچیس ہزار کی رقم حاصل کرنے میں نے ایک کارخانہ قایم کر دیا ہے جسمیں ایسٹ - چونہ - اور ٹائل تیار کئے جاتے ہیں اور اسوقت دو آدمی کام کر رہے ہیں۔ گزشتہ سال مجھے دس ہزار روپے کا نفع ہوا جسمیں سے پانچ ہزار روپیہ میں نے پانچ غریب مگر ہونہار مسلمانوں کو تجارت کے لئے دیدیا ہے۔ میں نے قوم سے ۲۵ ہزار روپیہ لیا ہے اور اب میرے لئے ناممکن ہے کہ میں ہر شخص کو فرداً فرداً ایک ایک روپیہ واپس کروں۔ پس میں نے یہ ارادہ کرلیا ہے کہ ۲۵ ہزار کی رقم میں قوم کے ہونہار مسلمانوں کی اصلاح پر صرف کر دونگا اور ان سے بھی یہ عہد لے لیا ہے کہ اصلاح حال کے بعد وہ اسی قدر کسی دوسرے حلاکت زدہ بھائی کو قسمت آزمائی کے لئے دیدیں۔ الحمد للہ کہ امداد باہمی کے اصول پر کاربند ہوکر میری امیدیں بار آور ہوچلی ہیں اور مجھ کو توقع ہے کہ ملک میں جابجا اسکی مثالیں قایم ہونگی اور مسلمانوں کو جنکا موروثی اور قومی پیشہ تجارت ہے موانع ترقی سے باز رکھتے ہیں وہ امداد باہمی کے ان قاعدے پر عمل کرنے سے دور ہوجائینگے۔

نظامیہ دار الاشاعت
جامع مسجد دہلی
آئینِ قدرت
اور قانونِ شریعت کی پابندی کے بغیر کوئی مسلمان سچا مسلمان کہلائے جانے کا حق رکھتا ہے اور نہ اُسکو فلاحِ دین و دُنیا حاصل ہوسکتی ہے، پھر اگر آپ بھی مسلمان ہیں تو یقیناً آپ کی خواہش ہوگی کہ ایک توحید پرست اور حقیقی مسلمان کی طرح زندگی بسر کریں، اور آپ کو ضرور کسی ایسے رہنما کی فکر ہوگی جو آپ کو دین کے معاملات میں بھی صراطِ مستقیم پر لے جائے اور دُنیاوی معاملات میں بھی آپ کی سچی رہنمائی کرسکے۔ اگر یہ سچ ہے تو
آپ کتاب "فلاحِ دین و دُنیا" منگا لیجیے
کیونکہ "فلاحِ دین و دُنیا" دین میں بھی آپ کی سچی رہنمائی کرے گی اور دُنیا میں بھی سچی رہبر ثابت ہوگی۔ شریعتِ اسلامیہ۔ طریقت۔ تصوف۔ زہد۔ اتقا۔ عبادت۔ ریاضت۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوۃ۔ جہاد۔ قبر پرستی۔ عرس۔ میلاد۔ حشر نشر۔ قبر۔ جنت۔ دوزخ۔ اعراف۔ لواء الحمد۔ پل صراط۔ میزان۔ فرشتے۔ رسول۔ انبیاء۔ اولیاء۔ قطب۔ ابدال۔ حفاظ۔ علماء۔ موت۔ غسل جنابت۔ حیض۔ نفاس۔ استحاضہ۔ میت۔ توبہ۔ استغفار۔ ادعیہ۔ اعمال۔ خطبات۔ تجارت۔ زراعت۔ حکمت۔ تشریح الاعضاء۔ امراض۔ علاج ادویہ۔ زہر۔ زہریلے جانور اور اُن کے کاٹے کا علاج۔ درد۔ اورام۔ ترکہ۔ اوامر۔ مناہی۔ پانی۔ ہوا۔ مٹی۔ آگ۔ غرض دین اور دُنیا کی کوئی بات۔ دین کا کوئی مسئلہ اور دُنیا کا کوئی معاملہ ایسا نہیں ہے جو کتاب فلاح دین و دُنیا میں موجود نہ ہو۔ مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ پہلا ایڈیشن صرف چند ماہ میں ختم ہوگیا اور اب دوسرا ایڈیشن چھپکر تیار ہوا ہے۔ قیمت مجلد مع محصول پانچ روپے ۸/
فوراً منگا لیجیے اور فائدہ اُٹھایئے
جنت کے خطوط
جناب سیماب اکبر آبادی کی اُن درد انگیز منظوم خطوط کا دلسوز مجموعہ جو مُردہ عزیزوں کی طرف سے زندہ عزیزوں کے نام لکھے گئے ہیں اور جن کو پڑھکر چوٹ کھایا ہوا دل تسکین و تسلی پاتا ہے۔ قیمت فی جلد علاوہ محصول ڈاک ۶/
تفسیر الفاتحہ
علامہ عبدہ مصری رح کی لکھی ہوئی سورۂ فاتحہ کی سیاسی تفسیر کا سلیس اردو ترجمہ تمام تفاسیر قرآنی کا عطر اور ہر مسلمان کے پڑھنے کے قابل عمدہ سفید کاغذ بہترین لکھائی چھپائی۔ قیمت ۸/ محصول ڈاک ہر کتاب کا ذمہ خریدار

REGISTERED. No L,1313
۴۸۶
جلد ۹ - نمبر ۱۲
رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً
چیست دنیا؟
از خدا غافل بدن
نے قماش و نقرہ و فرزند و زن
مسلمانوں کو دینداری اور دنیاداری کی صحیح تعلیم دینے والا ماہوار رسالہ
دین و دنیا
جو
ہر مہینے نہایت کامیابی سے بہ اہتمام نظامیہ دارالاشاعت دہلی سے شائع ہوتا ہے
ایڈیٹر ـ سید ظہور احمد شاہجہانپوری
ہر خریدار کو اختیار ہے کہ جب تک رسالہ چاہے دیکھے ہوئے پرچے احتیاط سے
واپس کرکے اپنی ادا کردہ کل قیمت ہم سے
واپس منگا لے
سالانہ قیمت اعلیٰ ایڈیشن للعہ
ششماہی قیمت اعلیٰ ایڈیشن دو روپے
سالانہ قیمت معمولی ایڈیشن دو روپے
ششماہی عہ مع محصول وغیرہ
دسمبر ۱۹۲۷ء

جلد ۴ | فہرست مضامین رسالہ دین و دنیا دہلی بابت ماہ جولائی سنہ ۱۹۲۴ء | نمبر ۴



# اس رسالہ کے چودھویں صفحہ پر

## یہ مضمون غور سے پڑھئے جسکی سرخی ہے

# "مفلس بھی پڑھیں اور زردار بھی"

ایڈیٹر

# شہادت کے سچے تاریخی حالات

جن کو

الفاظ کی کھینچ تان کچھ کا کچھ بنا دیا گیا ہو جنکو قرآن حدیث تفسیر اور مستند تاریخوں سے مرتب کیا گیا ہو

صرف

# سعادت کونین فی فضائل الحسنین

کے مطالعہ سے معلوم ہو سکتے ہیں جسے ایک زبردست عالم و فاضل یعنی نبیرہ شاہ عبد الحق صاحب محدث دہلوی نے
سلیس اردو میں مرتب کیا ہے حالات **شہادت** کے **علاوہ** کتاب میں ہزاروں دیگر مفید مضامین
**مثلاً** اہلبیت کے معنی شہادت کی تحقیق اور حضرت امام **حسنؑ** اور حضرت امام **حسینؑ** کی پوری سوانح عمری
اور دیگر صدہا صحابہ کرام کے حالات مندرج ہیں ضمناً بہت سے مذہبی اور دینی مسائل بھی آگئے ہیں جنسے واقف
ہونا ہر مسلمان کے لیئے ضروری ہے۔ **محرم کے زمانہ میں** دوسری کتابوں کی نسبت اس
مستند اور معتبر کتاب کا پڑہنا اور دوسروں کو پڑھ کر سنانا کہیں بہتر ہے۔ اہلبیت سرور عالم سے محبت
کرنیوالے اس کتاب کو ضرور پڑہیں اور انکے طریق عبادات اور اخلاق و آداب تسلیم و رضا و فقر و قناعت
سے آگاہ ہو کر اور فیض پا کر دین و دنیا کی فلاح اور سرسبزی حاصل کریں لکھائی چھپائی نہایت
صاف ہے۔ اور خوشخط بڑی تقطیع قیمت مجلد **عہ**

# فہرست مضامین کتاب مستطاب سعادت الکونین فی فضائل الحسنین

## محرم نامہ

ولنا خواجہ حسن نظامی صاحب کی لکھی ہوئی وہ بےمثل کتاب ہے جسکو شیعہ سُنی
بایت شوق سے خرید کر پڑھتے ہیں اور اسمیں کلام نہیں کہ واقعات کربلا کے
کتاب آپ اپنا نظیر ہے۔ اسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات سے لیکر
کے آخر تک اسلامی تاریخ کے ہر چھوٹے بڑے واقعہ کا بیان ہے اور بیان
تو اس تفصیل سے ہے کہ آجکل مجلسوں میں تمام شہادت ناموں کے مقابلہ میں
سی کو ترجیح دیجاتی ہے جنگ جمل اور جنگ صفین کے حالات بھی نہایت خوبی کیساتھ
ے گئے ہیں پھر خواجہ صاحب کا مخصوص مستانہ رنگ بیان نے پر سہاگہ ہے قیمت عہ

## یزید نامہ

ب میں کربلا کے جانسوز واقعہ کے بعد کے حالات نہایت تفصیل کیساتھ
ئے ہیں، بنی اُمیہ کی پوری تاریخ ہے اور ہر بادشاہ کی خانگی اور بیرونی زندگی کو
حت کیساتھ بیان کیا ہے۔ محرم نامہ کے بعد اس کتاب کو دیکھنا ضروری ہے اسمیں
ن یوسف کی ستم رانیاں بھی کمال خوبی سے ظاہر کیگئی ہیں۔ قیمت عہ

## طمانچہ برخسار یزید

اب میں بنی اُمیہ کے شریر لوگوں کی خفیہ بدچلنیوں کا حال ہے اور اُن لوگوں کی بیہودگیوں
ل اور بدکاریوں کی اچھی طرح قلعی کھولی گئی ہے۔ مسٹر آصف علی بیرسٹر کی رائے
اب خواجہ صاحب کی تمام تصنیفات سے بہتر ہے خواجہ صاحب کا انداز
صاف وشستہ زبان ناولانہ طرز سلیس اور دلکش عبارت قیمت عہ

## اہلبیتؑ کے معجزات

ت اہل بیت علیہم السلام کے متعلق قابل دید کتاب ہے اسمیں بتایا گیا ہے کہ

اتنک کہاں کہاں کیا کیا معجزات ظاہر ہوئے اور ہو رہے ہیں گویا معجزات اہلبیت کی
عجیب غریب تاریخ اور اپنے طرز کی سب سے پہلی کتاب ہے اُن حضرات کے لئے جو معجزات کے
قائل ہیں عموماً اور جو قائل نہیں اُن کیلئے خصوصاً مطالعہ کے قابل ہے قیمت علاوہ محصول ۴

## رنگ شہادت معروف بہ نیرنگ بلاغت

جادو نگار خوش بیان وطلیق اللسان شاعر سلطان المعانی مولانا سید محمد مرتضیٰ صاحب
بیان و یزدانی (اعلی اللہ مقامہ) کے عجیب غریب مرثیوں اور سلاموں کا بے بہا مجموعہ
ہے جو بیحد تلاش وجستجو اور بکمال جد وجہد کے ساتھ مہیا کرکے خوشخط چھپوایا گیا ہے
ہر مرثیہ کا ہر بند، ہر بند کا مصرع، ہر مصرع کا ہر لفظ اور ہر لفظ کا ہر حرف کیف
وسوز میں ڈوبا ہوا اپنے مصنف کی بلند خیالی۔ کہنہ مشقی۔ اُستادی اور بطباعی کی
شہادت دے رہا ہے۔ محرم وغیرہ کی مجالس میں انیسؔ و دبیرؔ (رحمہا اللہ تعالیٰ) کے
مرثیوں کے سامنے صرف بیان کے مرثیوں کا رنگ جمتا ہے۔ قیمت ۱۲ر

## خنجر تسلیم

یہ شہادت امام حسینؑ اور واقعاتِ کربلا کے متعلق ملک کے مشہور اور زبردست
اہل قلم اور انشاپرداز حضرات کے پاک وپاکیزہ اور قابل دید مضامین کا نادر مجموعہ
ہے جسمیں مختلف خیالات۔ مختلف جذبات۔ مختلف طرز بیان۔ مختلف انداز کلام
نے "ہر گلے رنگ و بوئے دیگر است" کا لطف دکھایا ہے۔

یہ کتاب ضرور اس قابل ہے کہ ہر مسلمان خواہ شیعہ ہو یا سُنی اسکو منگا کر مطالعہ کرے
اور دیکھے کہ شہادت امام حسینؑ کے متعلق اہل قلم حضرات نے کیا کیا گلفشانیاں کی
ہیں جو نثر مضامین ہیں وہ بھی بلند اور جو نظمیں ہیں وہ بھی چوٹی کی اور جو بات ہے وہ
درد وسوز میں ڈوبی ہوئی۔ قیمت علاوہ محصول چھ آنہ (۶ر)

منیجر خواجہ بک ڈپو نظامیہ دار الاشاعت دہلی

مقدس تفریح
ابو البشر
خاتم الانبیا
وہ افسانے جو خدا کو پسند ہیں
پیمبروں کی کہانیاں
حضرت آدم علیہ السلام سے خاتم الانبیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک جتنے رسول اور نبی گزرے ہیں اُن کے مبارک حالات
نہایت سلیس اور شیریں زبان میں
مرد پڑھیں۔ عورتیں پڑھیں۔ بچے پڑھیں
میلاد شریف کیطرح اگر گھر کے چھوٹے بڑے جمع ہو کر فرصت کے اوقات میں روزانہ ایک کہانی سُنا کریں تو خدا کی رحمت اور برکت کا باعث ہو۔
ان کہانیوں کی دلچسپی۔ سچائی۔ سبق آموزی اور شائستگی کا کیا کہنا جسکو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے۔
ہر مسلمان گھر میں اس کتاب کی ضرورت ہے
پیمبروں کی یہ کہانیاں ایسے دلکش انداز سے لکھی گئی ہیں کہ انکو پڑھنے کے بعد آپ ناولوں۔ قصوں اور کہانیوں کو محض خرافات سمجھنے لگیں گے۔ قیمت فی جلد ایک روپیہ چار آنے (عہ/)
مینیجر نظامیہ دار الاشاعت و خواجہ بکڈپو دہلی

## اُردُو ترجمہ رباعیاتِ عمر خیام منظوم

عمر خیام محض اپنی رباعیات کی وجہ سے دنیائے ادب میں افتاب شہرت بنکر چمکے۔ انکی شہرت ایران اور عرب ہی تک محدود نہیں رہی۔ بلکہ ان رباعیات نے ایشیا سے کہیں زیادہ یورپ کے ادبی طبقے میں گرویدگی اختیار کرلی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ انگریزی۔ جرمنی۔ فرانسیسی۔ ڈچ۔ اسپنیش۔ امریکن زبانوں میں ترجمہ کیا گیا اور ہاتھوں ہاتھ لاکھوں کی تعداد میں فروخت ہوگیا۔ اردو ہی ایک ایسی بدقسمت زبان تھی جو مدت تک اس نعمت سے محروم رہی خدا کا شکر ہی کہ ۲۴ء کے مبارک کیلنڈر نے اس کمی کو پورا کردیا۔ اور رباعیات عمر خیام کا ترجمہ اردو میں ہوا اور نہایت بہتر ترجمہ ہوا یعنی رباعیات کا ترجمہ اردو رباعیات ہی میں بکوشش تمام تیار ہوگیا۔ سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ لطف زبان فارسی کیطرح اُردو میں موجود ہے۔ قیمت ۸؎

## ترجمہ اردو رباعیات سرمد

رباعیات عمر خیام کیطرح رباعیات سرمد بھی کسی طرح اپنی خصوصیات میں کم نہیں رباعیات کا ترجمہ اردو رباعیات ہی میں کیا گیا ہے۔ ترجمہ کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ فارسی رباعیات کی شان بدستور اردو میں قائم ہے۔ اس کے علاوہ لکھائی چھپائی کاغذ نہایت عمدہ۔ قیمت ۸؎

## سال بھر کا فائدہ ایک دن میں

نہ ماہ بماہ انتظار کی زحمت۔ نہ ڈاکخانہ کی دراز دستی کا اندیشہ۔ مضامین اور معلومات کا جو دلچسپ ذخیرہ سال بھر میں علٰحدہ علٰحدہ اور ٹکڑے ٹکڑے ہوکر میسر آتا اُسے یکجا ملاحظہ کیجیے ایک ایک سال کی بارہ بارہ رسالوں کی مکمل جلدیں تیار کیگئی ہیں جلدیں بجائے خود نہایت خوشنما ہیں۔ دین و دنیا کی ہر جلد بلا مبالغہ ایک اسلامی اور لٹریری انسائیکلوپیڈیا کا حکم رکھتی ہے۔

جلد از اپریل ۲۲ء تا مارچ ۲۳ء قیمت ۱۲؎

جلد از اپریل ۲۳ء تا مارچ ۲۴ء قیمت ۱۰؎

## حمد

(محمد عبدالحمید برق چنوروی فتحپوری)

الٰہی پاک ہے تو، پاک ہے کلام ترا
ہے لاشریک تری ذات احد ہے نام ترا

تو صادق اور پیمبر بھی تیرے برحق ہیں
ہے راست وعدہ ترا سچا ہے کلام ترا

بقا اگر ہے کسی کو تو ہے مدام تجھے
وجود اگر ہے کسی کا تو ہے دوام ترا

خیال و فہم سے بالا ہے وسعت تیری
بہت بلند ہے ادراک سے مقام ترا

ترے گدا کا سلیمان سے بڑھکے رتبہ ہو
کہ اسکے خاتم دل کا نگین ہو نام ترا

زباں سے بات کرے کوئی، یہ مجال نہیں
جو گفتگو ہے سخن ہے وہ لا کلام ترا

مکان دیر و حرم میں تری تجلی ہے
زبان برہمن و شیخ پہ ہے نام ترا

جو کام کرتا ہے تو مصلحت سے کرتا ہے
ہمارے کام جو آئے وہی ہو کام ترا

تری ہی لطف کا محتاج ذرہ ذرہ ہو
اے آقا! عالم اسباب ہو غلام ترا

مدام باز در گنج فضل ہے۔ یعنی
ہمیشہ لطف و عطا و کرم ہو کام ترا

سما سے تا بہ سمک نور ہے ترا یارب
ہے جلوہ ماہی سے لے تا مہ تمام ترا

اے آقا! بندے سے کیا بندگی تری ہوگی
(عطا معاف) کہ مجبور ہے غلام ترا

یوں مہر و ماہ شب و روز حمد کرتے ہیں
کہ نور صبح ترا ہے، سواد شام ترا

نہ کیوں ہوں جوش مسرت میں آپے سے باہر
کہ اہل دل کو اجل بھی تو ہے پیام ترا

الٰہی برق کے لب پر ہو وقت آخر بھی
مصیبتوں میں مزہ دینے والا نام ترا

## نعت

(نور محمد خاں تنویر بوستی)

تو رسول برگزیدہ احمد مختار ہے
مصطفی و مجتبی و سید ابرار ہے

درد دل کا چارہ گر ہو دردوں کی ہو دوا
ہم غریبوں کا مری مولا تو ہی غمخوار ہے

تو نہ ہوتا تو نہ ہوتا پھر خدائی کا وجود
کنت کنزاً مخفیاً تو کاشف اسرار ہے

ہے سی پیاسے تڑپتا ہوں تری دیدار کو
مضطرب حال تباہ یہ طالب دیدار ہے

تیرے آگے سر جھکاتے ہیں سلاطین زمیں
سجدہ گاہ قدسیاں واللہ ترا دربار ہے

دیکھ لو ہے روضۂ پاک عاشقان مصطفیٰ
کیا بڑی سرکار ہے کیسا بڑا دربار ہے

ڈوبتی ہے بار عصیاں سے مری کشتی حضور
تو در پر نظر عنایت ہو تو بیڑا پار ہے

(از جناب محمد اسمٰعیل خاں صاحب ناظم بدنا دری)

خبر لیجئے شہریار مدینہ
مدد کیجئے تاجدار مدینہ

اترتے ہیں خوان کرم روز لیکر
فلک سے ملک بر مزار مدینہ

ہر دل کلام الٰہی کی جا ہیں
یہ دشت و جبل کوہ و غار مدینہ

چلو گلشن ہند سے اب عرب کو
کہ پھولوں سے بہتر ہیں خار مدینہ

میں کام اپنے پیروں نکالونگا جس سے
نظر آئیگا جب حصار مدینہ

ہے بھرے لئے چشمۂ آب کوثر
وہ انہار وہ آبشار مدینہ

مرے درد دل کو یہ اکسیر ہو
صبا جا اڑا لا غبار مدینہ

تلاطم میں کشتی مری آپڑی ہے
مدد کیجئے تاجدار مدینہ

# تفسیر قرآن مجید

(گذشتہ سے پیوستہ)

یُضِلُّ بِهٖ کَثِیْرًا وَّ یَهْدِیْ بِهٖ کَثِیْرًا وَ مَا یُضِلُّ بِهٖۤ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ الَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ وَ یَقْطَعُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ یُّوْصَلَ وَ یُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝

ترجمہ:- وہ اس سے بہتوں کو گمراہ کرتا ہے اور بہتوں کو اسی سے ہدایت دیتا ہے۔ اور گمراہ تو بدکاروں ہی کو کرتا ہے جو خدا کے عہد کو مضبوط باندھنے کے بعد توڑ دیتے ہیں اور خدا نے جن باتوں کے جوڑنے کا حکم دیا ہے انہیں توڑتے ہیں اور دنیا میں فساد پھیلاتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں نقصان میں پڑے ہوئے۔

تشریح الفاظ:- فاسقین (جمع فاسق) بدکار۔ نافرمان۔ طاعت الٰہی سے باہر۔ فسق کے لغوی معنی ہیں نکلنا۔ اصطلاح شرع میں طاعت و احکام الٰہی سے باہر ہو جانے کا نام فسق ہے۔ فسق کے تین درجے ہیں (۱) گناہ کو برا سمجھنا لیکن تقاضائے بشریت اسکا مرتکب ہو جانا (۲) گناہ کو برا سمجھنا لیکن اس کے باوجود بے تکلفی اور بے پروائی کے ساتھ ہمیشہ مرتکب ہونا (۳) گناہ کو اچھا سمجھکر ایسا کرنا اور احکام خدا و رسول سے بے پرواہ ہو جانا۔ پہلی دو صورتوں میں ایمان سلامت رہتا ہے لیکن تیسری صورت میں کفر عاید ہو جاتا ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ اگر جہاں کوئی گناہ صادر ہو تو جلد سے جلد توبہ کر لی جائے اور بارگاہ ایزدی میں ندامت و زاری اور اشک باری کے ساتھ معافی طلب کیجائے۔ ینقضون (از نقض) پیمان شکنی۔ عہد توڑنا۔ وعدہ کر کے وفا نہ کرنا۔ قول سے پھر جانا۔ عہد۔ رسی۔ رسی بنا برکہ وہ دو چیزوں کے باہم پیوستہ کرنے کا ذریعہ ہے۔ گھیر (اس بنا پر کہ آدمی ہر پھیر کے گھر آتا ہے) وہ امور جنکی حفاظت اور رعایت کیجاتی ہے۔ مثلاً وصیت قسم نذر۔ اسجگہ عہد سے وہ عہد پاک مراد ہے جسکا بندوں کی جانب سے جلوہ گاہ ازل میں اعتراف کیا گیا تھا یعنی جب عالم روحانی میں قدرت الٰہی نے تمام ذریت آدم کو پیدا کر کے اس سے اپنی ربوبیت کا عہد لیا اور فرمایا کہ الست بربکم (کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں) اور سب نے یک زبان ہو کر کہا بلیٰ (ہاں) اس عہد مبارک پر آسمان و زمین کو گواہ قرار دیا گیا۔ اور بارگاہ خداوندی سے بنی آدم کو یہ فرمان ہوا کہ اس عہد کو نہ توڑنا اور لاعلمی کے عذر پر خدا کی معبودیت اور ربوبیت سے انکار نہ کرنا۔ قرآن پاک میں جہاں (امانت) کا تذکرہ ہے وہاں بھی یہی عہد مراد ہے۔ بعض مفسرین کے نزدیک اس جگہ عہد سے تین عہد مراد ہیں۔ ایک تو یہی عہد جو حضرت باری نے ذریت آدم سے لیا تھا کہ وہ ربوبیت کے مقر رہیں دوسرے انبیاء کا عہد کہ وہ دین کو قایم رکھیں۔ تیسرے علماء کا عہد کہ وہ حق پوشی نہ کریں۔ اسی آیت کی تفسیر میں مفسرین نے لکھا ہے کہ مسلمانوں کو اپنے ہر عہد کی پاسداری کرنی چاہیئے اور خدا کی بنا پر کوئی معاہدہ کر کے اس پر قایم رہنا چاہیئے عہد سے پھر جانا اور اسکو توڑنا مشکلات و مصائب میں مبتلا کر دیتا

نقض میثاق و شکست توبہا

موجب لعنت شود در انتہا

میثاق = توثیق۔ مضبوط کرنا۔ موکد کرنا۔ خاسرون (جمع خاسر) از خسارت نقصان۔ زیادہ خسارہ۔

تفسیر:- خدائے تعالےٰ ایک مچھر کی مثال دیتے ہیں تاکہ یہ بتا دیں فرماتا ہے ایمان والے تو ان مثالوں کو حق سمجھتے ہیں لیکن کفار کہتے ہیں کہ معلوم ایسی ناچیز مثالوں سے خدا کی کیا مراد ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ بہت لوگ اپنی ناقص عقل اور شکوک و شبہات کی بنا پر گمراہ ہو جاتے ہیں اور بہت سے لوگ سعادت ازلی اور نور عرفان کی بدولت ہدایت پاتے ہیں۔ گمراہ ہونے والے صرف وہی لوگ ہیں جو بدکار ہیں جنہوں نے اُن تمام قیود کو جو خدا کی طرف سے انپر عاید کیگئی تھیں توڑ ڈالا ہے اور اُس عہد پاک کو جو روز ازل اُن سے لیا گیا تھا فراموش کر دیا حالانکہ یہ عہد نہایت مضبوط تھا۔ اس عہد شکنی کے ساتھ ہی وہ اُن باتوں کو قطع کرتے ہیں جنکے جوڑنے اور قایم رکھنے کا خدا نے حکم دیا ہے مثلاً صلہ رحمی کا لحاظ، عزیز و احباب سے محبت۔ ہم وطنوں اور پڑوسیوں کی پاسداری وغیرہ خدا کی نگاہ میں پسندیدہ ہے لیکن یہ فاسقین ان باتوں کی پروا نہیں کرتے حکم الٰہی کے برخلاف محبت کے ان جوڑنے والے تعلقات کو منقطع کر دیتے ہیں ان امور کی بنا پر دنیا میں انہوں نے فتنہ و فساد کے ہنگامے برپا کر رکھے ہیں یہ لوگ اپنے زعم باطل میں سمجھتے ہیں کہ ہم منفعت کے کام کر رہے ہیں حالانکہ واقعہ اس کے برخلاف ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو سراسر خسارہ میں ہیں۔ ان کو دنیاوی زندگی میں کوئی فائدہ پہونچ سکتا ہے اور نہ عالم آخرت میں یہ فردوس برین کی نعمتوں اور انعامات الٰہی کی لذتوں سے کامیاب ہو سکتے ہیں۔ (باقی آئندہ)

(ایڈیٹر)

# شرح مثنوی مولانا روم

(گذشتہ سے پیوستہ)

کس بزیر دم خر خاری نہد خر نداند دفع آں برمی جہد

ترجمہ:۔ اگر کوئی شخص گدھے کی دم کے نیچے ایک کانٹا چبھو دے تو گدھے کو معلوم نہ ہوگا کہ اس کانٹے کو کیونکر نکالا جائے اس لئے وہ اُچھلنے کودنے لگیگا

خر ز بہر دفع خار از سوز و درد جفتہ می انداخت صد جا زخم کرد

ترجمہ۔ گدھا کانٹے کو نکالنے کے لئے درد و تکلیف سے دولتی پھینک کر سو جگہ زخم کرلیگا۔

اں لگد کے دفع خا۔ او کند حاذق باید کہ بر مرکز تند

ترجمہ۔ دولتی پھینکنے سے اس کا کانٹا کیونکر نکل سکتا ہے ایک ہوشمند کی ضرورت ہے کہ وہ اس جگہ توجہ کرے جہاں کانٹا چبھا ہوا ہے

بر جہد واں خار محکم تر کند عاقلی باید کہ خارے بر کند

ترجمہ۔ اُچھلنے کودنے سے وہ کانٹا اور پیوست ہوجاتا ہے۔ ایک عقلمند کی ضرورت ہے۔

لغات۔ جفتہ = لات۔ سرین۔ جفتہ انداختن۔ دولتی پھینکنا۔ لگد۔ لات۔ حاذق۔ دانشمند۔ عاقل۔ محکم۔ مضبوط۔ استوار۔

مطلب:۔ اشعار ما سبق میں مولانا نے تمثیلاً فرمایا ہے کہ باطنی بیماریاں دور کرنا انسان کا کام نہیں اور اس سے آپکی مراد یہ ہے کہ جب تک ایک مرشد کامل نصیب نہ ہو اسوقت تک نفس انسانی عادات قبیحہ اور اخلاق رذیلہ سے پاک نہیں ہوسکتا۔ اب ایک دوسری مثال دیکر اس حقیقت کو اور زیادہ وضاحت سے بیان کرتے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی گدھے کے کانٹا چبھ جائے اور کسی ایسی جگہ چبھ جائے جو اسکی دسترس سے باہر ہو تو وہ اُچھلنے کودنے لگیگا کیونکہ اس کانٹے کو دور کرنے سے عاجز ہے۔ اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ کانٹا دور نہ ہونیکے بجائے اور زیادہ پیوست ہوجائیگا۔ ساتھ ہی اُچھلنے کودنے کی وجہ سے اپنے آپکو اور زخمی کرلیگا پس ضرورت ایک ایسے دانشمند کی ہے جو ٹھیک اس جگہ توجہ کرے جہاں کانٹا چبھا ہوا ہے۔ اس مضمون کو حکایت کے ساتھ مطابقت دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

آں حکیم خارچیں استاد بود دست می زد جا بجا می آزمود

ترجمہ۔ وہ کانٹا چننے والا استاد تھا۔ آزمائش کے لئے جا بجا ہاتھ مارتا تھا۔

لغات۔ خارچین۔ کانٹا چننے والا۔ استاد۔ ماہر۔ کامل۔

مطلب:۔ پہلے فرمایا ہے کہ اُچھلنے کودنے سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا بلکہ دانشمندی یہ ہے کہ جس جگہ کانٹا چبھا ہوا ہو اس جگہ توجہ کرنی چاہئے۔ اب قصہ کیطرف متوجہ ہوکر لکھتے ہیں کہ وہ حکیم بڑا تجربہ کار اور صاحب کمال تھا اس نے کانٹے کی جستجو میں جا بجا ٹٹولنا شروع کیا۔

زاں کنیزک بر طریق راستاں باز می پرسید حال دوستاں

ترجمہ:۔ اس کنیز سے سچائی اور خلوص کے ساتھ وہ حکیم حالات اور واقعات دریافت کر رہا تھا۔

لغات:۔ راستاں (جمع راست) راستباز۔ صادق۔

مطلب۔ صورت حال یہ تھی کہ حکیم نے کنیز کی نبض پر انگلیاں رکھ لیں تھیں اور اس سے گذشتہ واقعات اور حالات دریافت کر رہا تھا۔ اور ہر واقعہ کے اظہار پر نبض کی رفتار دیکھتا جاتا تھا۔

با حکیم او قصہا می گفت فاش از مقام و خواجگان و شہرتاش

ترجمہ:۔ کنیز اپنے شہر، محلوں اور آقاؤں کے حالات صاف صاف بیان کررہی تھی۔

لغات۔ قصہا (جمع قصہ) کہانیاں۔ حالات۔ فاش۔ کھلا ہوا۔ آشکار۔ خواجگان = (جمع خواجہ) مالک۔ آقا۔ شہرتاش۔ ایک ہی شہر کے باشندے ہموطن۔

سوئے قصہ گفتنش میداد گوش سوئے نبض و جستنش میداشت ہوش

ترجمہ:۔ اس کے حالات سن رہا تھا لیکن نبض کی حرکات سے غافل نہ تھا

تا کہ نبض از نام کے گردد جہاں او بود مقصود جانش در جہاں

ترجمہ۔ وہ یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ کسکے نام پر اسکی نبض اچھلتی ہے کیونکہ دنیا میں وہی اسکا محبوب ہوگا۔

لغات۔ جہاں = جہندہ۔ اچھلنے والا۔

مطلب۔ حکیم بظاہر تو پہلے واقعات سن رہا تھا لیکن اسکی تمامتر توجہ کنیز کی نبض پر مبذول تھی اور وہ یہ بات دیکھنی چاہتا تھا کہ کس نام پر اور کس واقعہ پر نبض میں غیر معمولی حرکت پیدا ہوتی ہے۔

دوستاں شہر او را بر شمرد بعد ازاں شہر دگر را نام برد

ترجمہ۔ پہلے حکیم نے کنیز سے اسی کے شہر کا حال پوچھا پھر دوسرے شہروں کے نام لئے۔

مطلب:۔ چونکہ انسان کے تعلقات اپنے وطن ہی سے سب سے زیادہ ہوتے ہیں اسلئے فطرت شناس طبیب نے کنیز سے اسکے وطن کا حال پوچھا اور جب وطن کے نام سے نبض میں کوئی تغیر پیدا نہیں ہوا تو اس نے دوسرے شہروں کے نام لئے۔ (ایڈیٹر)

# شرح دیوان حافظ

(گزشتہ سے پیوستہ)

**گر نشاں ز آب زندگی جوئی    بنوشی بجو بابانگ رباب**

**ترجمہ:**۔ اگر آب حیات کی جستجو ہے تو رباب کے نغموں کے ساتھ شراب خالص کی جستجو کرو۔

**لغات:**۔ آب زندگی۔ آب حیات۔ وہ پانی جسکے پی لینے سے زندگی دائمی ہو جائے۔ رباب۔ ایک قسم کا باجہ ہے جسکی صدائیں نہایت جاں پرور اور کیف آفریں ہوتی ہے۔

**مطلب:**۔ شراب اور رباب دونوں اپنی دلکشائی اور روح افزائی کی بنا پر مست و بیخود کر دینے والے ہیں اور روح کی مستی و بیخودی ہی ایک ایسی چیز ہے جو اسے دنیائے فانی کے تفکرات سے اور حیات جاودانی کی لذتوں سے بہرہ اندوز کر سکتی ہے اس لئے فرماتے ہیں کہ اگر تمہیں آب حیات کی جستجو ہو یعنی روح کو مادی دنیا کے رنج و غم سے نجات دے کر روحانی مسرتوں سے شاد کام کرنا چاہتے ہو تو شراب خالص اور اسکے ساتھ ہی رباب کی مست کن صداؤں کی جستجو کرو۔

**چوں سکندر حیات گر طلبی    لب لعل نگار را دریاب**

**ترجمہ:**۔ اگر سکندر کیطرح زندگی کی تلاش ہے تو محبوب کا لب لعلیں تلاش کرو۔

**لغات:**۔ سکندر۔ مشہور بادشاہ کا نام ہے جو کہ حضرت خضر کی رہنمائی میں آب حیات تک پہونچکر تشنہ کام واپس آیا۔ نگار۔ محبوب۔ معشوق۔

**مطلب:**۔ اگر سکندر کیطرح حیات جاودانی کی تمنا ہے تو محبوب کے لب ہائے نمکین کے حصول کی کوشش کرو کیونکہ عاشق کے لئے لب حیات کا حکم رکھتے ہیں۔

**بر رخ ساقی پری پیکر    موسم گل بنوش بادۂ ناب**

**ترجمہ:**۔ ساقی پری پیکر کے سامنے موسم بہار میں شراب خالص پیو۔

**مطلب:**۔ جب بہار کا موسم ہو اور ساقی پری پیکر بھی موجود ہو تو شراب خالص پینی چاہیئے یعنی جب قدوسی فضاؤں سے انوار کی بارش ہو رہی ہو اور شاہد معنی کی بے نقابیاں مشاہدات پر عکس فگن ہوں تو رباب کا فرض ہے کہ کیف بیخودی سے لذت اندوز ہوں

**حافظا غم مخور کہ شاہد وقت    عاقبت برکشد ز چہرہ نقاب**

**ترجمہ:**۔ حافظ اداس نہ ہو کبھی تو نصیب کھلیگا۔

**لغات:**۔ شاہد۔ معشوق۔ شاہد وقت۔ نصیب کا معشوق۔ نصیب۔ عاقبت آخر کار۔ کسی نہ کسی دن۔ کبھی نہ کبھی۔

**مطلب:**۔ مذہبی تعلیمات کے لحاظ سے مایوسی کفر ہے۔ اور انسان کو ہمیشہ فضل ایزدی کی امید رکھنا چاہیئے۔ اسی بنا پر حضرت حافظ فرماتے ہیں کہ غم نہ کرو۔ ملول نہ ہو رحمت الہٰی کی امید رکھو۔ اگرچہ آج نصیب سویا ہوا ہے لیکن کسی نہ کسی دن جاگے گا۔ اور اگرچہ آج تقدیر کے چہرہ پر نقاب ہے مگر یہ نقاب کسی نہ کسی دن اٹھ کر رہیگا۔

## غزل

**گفتم اے سلطان خوباں رحم کن برایں غریب**
**گفت در دنبال دل راہ گم کند مسکیں غریب**

**ترجمہ:**۔ میں نے کہا کہ اے حسینوں میں سب سے بڑھ کر اس غریب پر رحم کر اس نے کہا کہ یہ غریب مسکیں دل کے پیچھے بھٹکتا پھرتا ہے۔

**لغات:**۔ غریب۔ بے چارہ۔ مسافر۔ دنبال۔ دم۔ پیچھے

**مطلب:**۔ عاشق اپنے محبوب کو حسینوں کا بادشاہ اور اپنے آپکو غریب بے نوا کہکر رحم کی درخواست کرتا ہے۔ محبوب اس درخواست کا جواب دیتا ہے کہ تم تو اپنے دل کی بدولت اس حالت کو پہونچے ہو اور جب یہ تمہارے دل کا قصور ہے تو مجھسے تلافی کی درخواست کرتے ہو۔

**گفتمش بگذر زمانے گفت معذورم بدار**
**خانہ پرورد ے چہ تاب آرد غم چندیں غریب**

**ترجمہ:**۔ میں نے اس سے کہا کبھی مجھپر بھی کرم کر۔ اس نے کہا مجھے معذور رکھ۔ ایک خانہ پروردہ اتنے مسافروں کے غم کی کیونکر تاب لاسکتا ہے۔

**لغات:**۔ خانہ پروردہ جس نے گھر میں پرورش پائی ہو۔

**مطلب:**۔ عاشق جو مسافروں کی طرح خانماں برباد اور آوارہ گرد ہے اپنے محبوب سے التجا کرتا ہے کہ کبھی میری طرف بھی آ۔ محبوب جواب میں کہتا ہے کہ مجھے معذور رکھ کیونکہ وہ شخص جس نے ہمیشہ گھر میں ناز و نعمت کی زندگی بسر کی ہو مسافروں کے درد دکھ کی تاب نہیں لاسکتا۔

**خفتہ بر سنجاب شاہی نازنینے را چہ غم**
**گر زخارہ و خارا سازد بستر و بالیں غریب**

**ترجمہ:**۔ اس نازنین کو جو سنجاب شاہی (کے نرم بستر) پر سو رہا ہو اس بات کا کیا غم کہ پتھر اور کانٹوں کا کوئی غربت زدہ تکیہ اور بچھونا بنائے۔

**لغات:**۔ سنجاب۔ ایک جانور جسکی کھال نہایت نرم اور بھورے رنگ کی ہوتی ہے خارا۔ پتھر۔ بالیں۔ تکیہ۔

**مطلب:**۔ یہ شعر شعر سابق کی تائید میں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جو لوگ عیش و راحت اور ناز و نعمت کی زندگی بسر کر رہے ہیں اور نرم بستروں پر خواب نوشین کا لطف اٹھا رہے ہیں انہیں اسکا احساس ہی نہیں ہوتا کہ کچھ ہستیاں ایسی بھی ہیں جنکو

# شرح گلستاں

(گذشتہ سے پیوستہ)

برادران حسد بردند و زہر در طعامش کردند۔ خواہر از غرفہ بدید و دریچہ برہم زد۔ پسر دریافت۔ دست از طعام باز کشید و گفت محال ست کہ ہنرمنداں بمیرند و بے ہنراں جائے ایشاں بگیرند۔

ترجمہ:۔ اس بات سے بھائیوں کو حسد ہوا۔ انہوں نے شہزادہ کے کھانے میں زہر ملا دیا۔ شہزادہ کی بہن نے بالاخانہ سے دیکھ لیا اور بھائی کو اشارہ کیا۔ شہزادہ نے کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا اور کہا یہ محال ہے کہ ہنرمند مر جائیں اور بے ہنر اُن کی جگہ حاصل کریں۔

لغات:۔ حسد ۔ دوسروں کی خوشحالی دیکھ کر رنجیدہ ہونا اور یہ خواہش کرنا کہ وہ خوشحالی زائل ہو جائے۔ غرفہ بالاخانہ ۔ دریچہ ۔ کھڑکی۔ مجازاً اِ[illegible]

**مطلب**:۔ شہزادہ کی بہادری اور شجاعت دیکھ کر بادشاہ کے دل میں یہانتک گنجائش پیدا ہوئی کہ اس نے اسے اپنا ولیعہد قرار دیا لیکن یہ بات بھائیوں کو بہت ناگوار گزری اور انہوں نے اسکی زندگی کا خاتمہ کر دینے کے لئے کھانے میں زہر ملا دیا۔ اتفاقاً شہزادہ کی بہن محل کے بالائی حصہ سے یہ واقعہ دیکھ رہی تھی۔ شہزادہ نے جب خاصہ تناول کرنا چاہا تو شہزادی نے اشارہ سے آگاہ کر دیا۔ شہزادہ نے کھانے سے فوراً ہاتھ کھینچ لیا اور کہا کہ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ اہل کمال اور ہنرمند مر جائیں اور بے ہنر انکی جگہ حاصل کرلیں۔

## بیت

کس نیاید بزیر سایہ بوم  ور ہما از جہاں شود معدوم

ترجمہ:۔ اگر دنیا سے ہما ناپید ہو جائے تو کوئی اُلو کے سایہ کے نیچے نہیں آتا۔

لغات:۔ بوم ۔ چغد ۔ الو ۔ وہ جانور جسکی نحوست مشہور ہے۔ ہما ایک مشہور جانور جسکی متعلق یہ خیال ہے کہ جس شخص کے سر پر اسکا سایہ پڑ جاتا ہے وہ بادشاہ ہو جاتا ہے۔ جسکی خوراک پرانی ہڈیاں ہیں۔ سنتے ہیں اسکا رنگ بھی پرانی ہڈیوں کی طرح ہوتا ہے۔ معدوم (از عدم) مفقود ۔ ناپید۔

**مطلب**:۔ شہزادے نے یہ شعر اپنے مقولہ کی تائید میں پڑھا جسکا مطلب یہ ہے کہ ہما اگر دنیا سے ناپید ہو جائے اور اسکا سایہ نصیب نہ ہو تو لوگ اس خیال سے کہ کسی نہ کسی کا سایہ سر پر پڑنا ہی چاہیئے یہ نہیں چاہینگے کہ ہما کی جگہ الو کا سایہ انکے سر پر پڑے۔

کہ پدر را ازیں حال آگہی دادند برادرانش را بخواند و گوشمال بواجب داد پس ہر یکے را از اطراف بلاد حصہ مرضی معین کرد تا فتنہ فرو شد و نزاع برخاست کہ دہ درویش در گلیمے بخسپند و دو پادشاہ در اقلیمے نگنجند

ترجمہ:۔ باپ کو اس حال سے آگاہ کیا گیا اس نے بھائیوں کو طلب کر کے واجبی طور پر گوشمالی کی۔ اسکے بعد اطراف ملک میں سے ہر ایک کے لیئے خاطر خواہ حصہ مقرر کر دیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ فتنہ فرد ہو گیا اور کوئی جھگڑا باقی نہیں رہا۔ سچ ہے دس درویش ایک کملی میں سو سکتے لیکن دو بادشاہ ایک ولایت میں نہیں سما سکتے

لغات:۔ گوشمال ۔ کان اینٹھنا سزا ۔ بواجب واجبی ۔ مناسب ۔ جتنی چاہیئے اتنی اطراف (جمع طرف) کنارہ ۔ حصہ ۔ مرضی ۔ پسندیدہ ۔ خاطر خواہ ۔ گلیم کمبل کملی

**مطلب**:۔ زہر کے واقعہ سے بادشاہ کو اطلاع دیگئی اور اس نے شہزادوں کو جنکی یہ کارروائی تھی اپنے روبرو طلب کر کے کافی سزا دی اور اس خیال سے کہ انہیں پھر اسطرح کی کسی کارروائی کا موقع نہ ملے اس نے اپنے ملک کے مختلف حصوں میں انکی جدا جدا جاگیریں مقرر کر دیں۔ بادشاہ کی تدبیر کارگر ثابت ہوئی۔ چنانچہ فتنہ و فساد فرو ہو گیا اور شہزادوں میں باہم کسی قسم کی نزاع باقی نہیں رہی۔ اسکے بغیر کام ہی نہیں چل سکتا تھا کیونکہ اپنی قناعت پسندی کے لحاظ سے دس فقیر تو ایک کملی میں گزر کر سکتے ہیں لیکن اپنی ہوس پرستی اور ملک گیری کی بنا پر دو بادشاہوں کا ایک ملک میں زندگی بسر کرنا دشوار

## قطعہ

نیم نانے گر خورد مرد خدا  بذل درویشاں کند نیم دگر
ملک اقلیمے بگیرد پادشاہ  ہمچناں در بند اقلیمے دگر

ترجمہ:۔ ایک مرد خدا اگر آدھی روٹی خود کھاتا ہے تو آدھی فقیروں کو دیدتا ہے لیکن ایک بادشاہ ایک پورا ملک حاصل کر لینے پر بھی قانع نہیں ہوتا اور چاہتا ہے کہ ایک ملک اور مل جائے۔

لغات:۔ بذل ۔ صرف بخشش ۔ اقلیم ۔ ولایت ۔ حکمائے ربع مسکوں کو سات حصوں پر تقسیم کر کے ہر حصہ کو ایک اقلیم سے تعبیر کیا ہے۔

**مطلب**:۔ یہ قطعہ مضمون سابق کی تائید میں درج ہے مطلب یہ ہے کہ خدا کے وہ نیک بندے جنکے دل قناعت سے آسودہ ہیں اگر ایک روٹی بھی پاتے ہیں تو اسمیں سے بھی آدھی فقیروں کو دے ڈالتے ہیں۔ لیکن ہوس پرست اور ملک گیری کے متمنی

# واردات قلب

تمہارے دل میں یہ تمنا ضرور موجود ہے کہ ہر شخص تمہارا مطیع و فرماں بردار ہو تم چاہتے ہو کہ دنیا تمہارے اشاروں پر چلے۔ یہی ایک تمنا ہے جو بسا اوقات تمہارے دل کو رنج و غصہ کے جذبات سے لبریز کر دیتی ہے۔ جو ہستیاں تم سے بالاتر ہیں وہ اگر تمہارا کہا نہیں کرتیں تو تمہیں رنج پیدا ہوتا ہے۔ اور وہ لوگ جو تمہارے ماتحت ہیں اگر تمہاری نافرمانی کرتے ہیں تو تمہیں غصہ آتا ہے۔ رنج او غصہ کے یہ ہنگامے تمہارے دل کی دنیا میں ہر وقت برپا رہتے ہیں۔ کبھی آنسو تمہارے رخساروں کو تر کرتے ہیں۔ اور کبھی تمہاری قہر آلود آواز فضا کو پر شور بناتی ہے۔ اگر تم چاہتے ہو کہ اس رنج و غضب کے عذاب سے رستگاری ہو اور اگر تم چاہتے ہو کہ امن و سکون سے تمہارا دل مالامال ہو جو دوری پر طور پر اور رعنائی پر اپنی جھلک دکھا چکا ہو تو اسکی صرف ایک تدبیر ہے۔ تم خدا کا حکم مانو دنیا تمہارا حکم مانیگی۔ تم خدا کی نافرمانی نہ کرو۔ دنیا تمہاری نافرمانی نہیں کریگی۔ یاد رکھو کہ سب کچھ تمہارے لئے ہے اور تم خدا کے لئے ہو۔ جو شخص خدا کا حکم نہیں مانتا اُسکا حکم کوئی کیوں مانے جو شخص خدا کی نافرمانی کرتا ہے دنیا اُسکی نافرمانی کیوں نہ کرے۔ جو خدا کے لئے نہیں اُسکے لئے کچھ نہیں۔

وہ شخص جج جو بڑے غور و خوض کے بعد کسی قتل کے مقدمہ میں اپنا تکلیف دہ فرض ادا کرتا ہے اور قاتل کو جو اُسی کیطرح آدم و حوا کا فرزند ہے موت کا حکم سناتا ہے شاید اتنا بیوقوف نہیں ہوتا کہ انسان کی اخلاقی کمزوریوں سے واقف نہ ہو اور یہ نہ جانتا ہو کہ غصہ انسان کی سرشت میں اور لالچ انسان کے خمیر میں ہے۔ وہ یہ بھی سمجھتا ہے کہ غصہ آدمی کو دیوانہ اور لالچ دونوں آنکھوں سے محروم کر دیتا ہے۔ لیکن وہ یہ سب کچھ جانتے اور سمجھتے ہوئے پھانسی کا حکم سنانے میں تامل نہیں کرتا۔ عدالتوں میں روزمرہ یہ واقعات پیش آتے ہیں اور تم کو بھی ان باتوں کا علم ہے لیکن نہ تم کبھی قانون پر نکتہ چینی کرتے ہو اور نہ کبھی جج کو نامنصف کہتے ہو۔ پھر سنو تو سہی جب تمہاری تنگ ظرف عقل جبر و قدر کے مسائل پر غور کرتی ہے تو تم جزا سزا پر کیوں اعتراض کرتے ہو۔ اور کیوں کہتے ہو کہ جب خدا نیک و بد کا خالق اور نیک و بد سے واقف ہے تو بد کو کیوں سزا دیتا ہے۔ تمہارا یہ فیصلہ کیسا نامنصفانہ ہے۔ نیک و بد اعمال پر جزا سزا ملنا تو بالکل ایسی ہی معمولی اور عقل میں آنے والی بات ہے جیسی عدالتوں کی سزائیں جو روزمرہ وقوع میں آتی رہتی ہیں۔

تم کو بڑی فکر ہے کہ مرنے کے بعد بال بچوں کا کیا حشر ہوگا لیکن کچھ اس بات کی بھی فکر ہے کہ مرنے کے بعد تمہارا کیا حشر ہوگا۔ اس خیال سے کہ جب موت کی گہری نیند تمہاری آنکھیں بند کر دے تو تمہارے زن و فرزند تکلیف نہ اُٹھائیں تم وہ سب کچھ کر رہے ہو جو تمہارے امکان میں ہے۔ نہ سورج تم کو اس فکر سے آزاد دیکھتا ہے اور نہ چاند۔

حالانکہ تمہارے سامنے ایسی صدہا مثالیں موجود ہیں کہ وہ نیلے آسمان عبرت پر آفتاب بنکر چمکے جنکے والدین نے اُن کے لئے کچھ نہیں چھوڑا تھا اور اُن بچوں نے دنیا میں ذلت و خواری کی زندگی بسر کی جنکے ماں باپ اُنکے لئے ہر طرح کی عزت و آسائش کا بندوبست کر گئے تھے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ بچوں کی فکر میں غرق ہو کر تم اپنے آپ کو کیوں بھول گئے ہو۔ تمہارے بال بچے تو پھر بھی عزیزوں دوستوں اور ہمجنسوں میں رہینگے۔ کوئی نہ کوئی اُن پر ترس کھانے والا نکل آئیگا۔ مگر تم کیا کروگے کیونکہ تم ایک اجنبی جگہ ہوگے جہاں تمہارا کوئی ہمدرد اور رہنما نہیں ہے۔ تم کہوگے کہ وہاں خدا ہوگا جو بڑا رحیم و کریم ہے۔ لیکن اُسکے رحمت و کرم کو تم اسوقت کیوں بھول جاتے ہو جب تمہیں بچوں کی پرورش کا خیال دامنگیر ہوتا ہے۔

کہتے ہیں کہ سمندروں اور دریاؤں میں بڑی مچھلیاں چھوٹی مچھلیوں سے اپنی خوراک حاصل کرتی ہیں۔ یہ دنیائے آب ہی پر موقوف نہیں۔ اس ربع آباد میں بھی اکثر حیوانات اور حشرات میں یہ طریقہ رائج ہے۔ جب ایک مکڑی اپنے نازک ترین تاروں میں زمین سے کئی فٹ بلند اڑنے والی مکھی کو بے بس کر دیتی ہے۔ جب موسم باراں کی مرطوب راتوں میں روشنی کے گرد پروانوں کا ہجوم ہوتا ہے اور ایک سنگدل چھپکلی مذاق عشق کا احترام کئے بغیر انہیں پے در پے نگلنا شروع کرتی ہے تو ہم کیسے تعجب سے دیکھتے ہیں لیکن ہمیں اس سے زیادہ تعجب ہوگا جب ہم غور و خوض کے بعد اس نتیجہ پر پہونچیں گے کہ ضعف و طاقت اور زور و کمزوری کی یہ کشاکش انسانوں میں بھی جاری ہے۔ انسان کو قدرت نے دیگر حیوانات کیطرح صرف جسمانی طاقت ہی نہیں دی ہے بلکہ اسکو اور بھی طاقتیں عطا ہوئی ہیں جنمیں سب سے زیادہ خطرناک اسکی عقل طاقت ہے جب اس طاقت کو خود غرضی اور مکاری میں مشاقی حاصل ہو جاتی ہے اور وہ چالاکی کا لقب اختیار کرتی ہے تو نہایت خطرناک ثابت ہوتی ہے۔ انسانکی بہت سی اخلاقی کمزوریاں اسی عقلی قوت کی رو سے اسکے ضمیر کو شکست دیتی ہیں دنیا کے تمام معاملات میں یہی عقلی قوت اپنا کام کر رہی ہے۔ تقریباً تمام فوائد اسی بنا پر حاصل کئے جا رہے ہیں کہ ایک عقل دوسری عقل کو شکست دے۔ آپ بازار میں کسی دوکان پر بیٹھ کر اسکا عملی مشاہدہ کیجئے دوکاندار کی عقل اپنے گاہک کی عقل پر جس حد تک فتح یاب ہوتی ہے۔ اسی حد تک وہ ان سے فائدہ اُٹھاتا ہے جب تم اس جنگ زرگری میں مشغول ہوتے ہو اسوقت سدرۃ المنتہا کی شاخوں سے یہ صدا بلند ہوتی ہے کہ اپنے بھائیوں کی کمزوری سے ناجائز فائدہ نہ اٹھاؤ کبھی تُنے یہ صدا سنی؟

ایڈیٹر

# خیالات منتشر

(از شوکت علی فہمی میرٹھی)

جب تم کسی کو خوشحال دیکھتے ہو تو تمہارے دلمیں فوراً یہ جذبہ پیدا ہوتا ہے کہ تم بھی اسی آسایش کے ساتھ اپنی زندگی بسر کرو۔ تمہارے دلمیں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ جسطرح وہ اچھی سے اچھی غذا کھاتا ہے تم بھی کھاؤ۔ اور جسطرح وہ بہتر سے بہتر لباس پہنتا ہے تم بھی پہنو۔ بعض کوتاہ اندیشوں کی یہ خواہش اسی حد تک محدود نہیں رہتی بلکہ رشک و حسد کی خطرناک صورت اختیار کرلیتی ہے۔ یقینی بات ہے کہ تم اس شخص کو اچھی حالت میں دیکھ کر متاثر ہوئے۔ اور یہ اسی کا نتیجہ تھا کہ تمہارے دلمیں اس قسم کی خواہشات پیدا ہوئیں۔ اب یہ تمہاری ذاتی قابلیت ہے کہ تم اس خواہش سے فائدہ اٹھاؤ یا نقصان۔ یہی خواہش تمکو پستی اور ذلت کے غار میں دھکیل سکتی اور یہی خواہش تمہارے لئے خضر راہ بنکر ترقی کے اعلیٰ ترین مقام پر پہنچا سکتی ہے۔ تم اس خواہش کو اپنے دل کے عمیق ترین گوشہ میں پوشیدہ رکھو اور زبان تک نہ آنے دو کیونکہ اس خواہش سے مغلوب ہوکر اگر تمہاری زبان کو حرکت ہوئی تو تمہاری تمام ترقیں نصف رہ جائینگی بجائے زبان کے اپنے دست و بازو کو حرکت دو۔ بجائے رشک و حسد کے اپنے دل و دماغ سے اس قسم کے جائز وسائل کا اختراع کرو کہ ایک دن لوگ تم کو بھی اسی نظر سے دیکھیں جس نظر سے کہ آج تم انکو دیکھ رہے ہو۔

---

بہت سے مرزوق "پدرم سلطان بود" کی مصداق بنے ہوئے ہیں۔ خواہ وہ کیسی ہی زندگی بسر کر رہے ہوں۔ مگر وہ اپنے آپ کو محض اس لئے قابل عزت خیال کرتے ہیں کہ ان کے باپ دادا بڑے عزت دار تھے۔ لوگوں میں ممتاز سمجھے جاتے تھے۔ چونکہ انکو اپنی خستہ حالی کا احساس ہوتا ہے اسی لئے وہ دوسروں پر یہ ظاہر کرکے کہ ہم فلاں شخص کی اولاد ہیں عزت حاصل کرنا چاہتے ہیں مگر یہ عزت محض ان کے خیال ہی تک محدود رہتی ہے۔ ان کا یہ مہمل خیال ان کی ہی ذات کو نقصان نہیں پہنچاتا بلکہ انکے بزرگوں کی اس عزت کو بھی جسپر آج وہ نازاں ہیں بٹہ لگا دیتا ہے۔ اس سے زیادہ انسان کے لئے خود غرضی اور اولاد کے لئے نالائقی کیا ہوسکتی ہے کہ وہ اپنی عارضی عزت کے لئے اپنے آباؤ اجداد کی مستقل عزت کو خاک میں ملا دیں۔ اور اپنی پردہ پوشی کے لئے انکی پردہ دری کے لئے آمادہ ہوجائیں۔ کاش جسطرح ان کے دلمیں باپ دادا کے نام سے کسب عزت کا خیال پیدا ہوتا ہے اسی طرح اگر وہ اپنی ذات کو اس قابل بنانا چاہتے تو وہ خود اپنی ذات پر اس سے کہیں زیادہ فخر کرسکتے تھے۔ اور اگر سچ پوچھئے تو یہی حقیقی عزت ہے

---

جب کبھی تمکو کوئی عجیب و نئی ایجاد نظر پڑجاتی ہے تو تم اسکو حیرت سے دیکھتے رہتے ہو۔ تمہاری آنکھ تمہارے دل و دماغ سے موجد کی حیرت انگیز ایجاد کی داد چاہتی ہے۔ یہی نہیں ہوتا بلکہ فطرتی طور پر تمہارے دلمیں اسکے بنانے والے کی تلاش کا خیال پیدا ہوتا ہے۔ اور تم ہر ممکن طریقے سے یہ معلوم کرنا چاہتے ہو کہ اسکا بنانے والا کون ہے۔ کس قوم سے ہے۔ کس ملک میں رہتا ہے۔ مسٹر فورڈ کی تصویر کو تم اس لئے غور سے نہیں دیکھتے کہ وہ ایک تصویر ہے بلکہ اس لئے کہ وہ ایک مخصوص اور مشہور موٹر کا موجد ہے۔ جارج اسٹیفنس کا فوٹو تم اس غرض سے نہیں دیکھتے کہ وہ ایک فوٹو ہے بلکہ اس لئے کہ وہ انجن کا موجد سمجھا جاتا ہے۔ مگر کبھی تمہارے ذہن میں یہ بھی خیال آیا کہ تمہارے جسم کی مشینری کا موجد کون ہے۔ تم نے کبھی غور کیا کہ چھوٹی سی آنکھ جو نقطہ برابر پتلی کے ملنے سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی اور جس سے تم یہ سب کچھ دیکھتے ہو اسکی تیاری میں کونسا سائنس داں کام کر رہا تھا۔ افسوس تم نے کبھی اسپر غور نہیں کیا اگر تم غور کرتے تو آج دنیا کے عجائبات کو حیرت و استعجاب سے نہ دیکھتے۔

---

تم آزادی کے خواہشمند ہو چونکہ آزادی انسان کی فطرت ہے۔ مگر تم خود آزاد ہونا نہیں چاہتے۔ تم محض آزادی کا نام لیکر آزاد نہیں بن سکتے مٹھائی کا پہلے دیئے تلفظ تمہارے منہ کو ہرگز میٹھا نہیں کرسکتا۔ تمہارے پیروں میں جو غلامی کی زنجیر پڑی ہوئی ہے تم خود اپنے ہاتھ سے روزانہ ایک دو کڑیوں کا اضافہ کرلیتے ہو۔ تمہاری ہر خواہش تمہاری غلامی کی زنجیر کو استوار بنادیتی ہے۔ اپنی خواہشات کو کم کرو۔ تمہاری ہر خواہش کی کمی تمہاری غلامی کی زنجیر کی ایک کڑی کو کم کردیگی۔ اسطرح رفتہ رفتہ تم اپنی خواہشات کو جسقدر گھٹاتے جاؤگے اسی قدر اس زنجیر کی کڑیاں بھی ٹوٹتی چلی جائینگی اور بہت جلد ایک وہ دن بھی آجائیگا جبکہ تمام دنیاوی خواہشات سے کنارہ کش ہوکر غلامی کے شکنجے سے آزاد ہوجاؤگے۔

---

وکیل کو موکل کی اصلی حالت کا پورا پورا علم ہوتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ معاملہ بالکل بے بنیاد ہے مقدمہ بالکل جھوٹا ہے مگر وہ کسقدر مستعدی اور دلیری کے ساتھ اپنے موکل کی حمایت کرنے میں جد و جہد کرتا ہے اور ہر ممکن طریقے سے عدالت کو ذہن نشین کرانا چاہتا ہے کہ وہ حق بجانب ہے۔ وہ حاکم وقت کو اپنی لسانی سے مغلوب کرنا چاہتا ہے اور اکثر اوقات اپنے اس مقصد میں کامیاب بھی ہوجاتا ہے۔ وہ یہ سب کچھ حصول دولت کی خواہش میں کرتا ہے اور اسکی اس جد و جہد کا نتیجہ روپیہ ہوتا ہے۔ اسکا دل روپیہ دیکھ کر خوش ہوتا ہے مگر اسکا ضمیر ملامت کرتا ہے اور اسکو بتاتا ہے کہ جب تجھ کو اس شرمناک فعل کی کوشش پر معقول رقم ملگئی تو سوچ اگر تو سچائی کے لئے اتنی جد و جہد کرتا تو خدا جانے تو خداوندی سے کیا حصہ ہوجاتا؟

# اِسلام کیا ہے؟

(از مولانا گرامی)

چیست اسلام؟ شاہراہِ نجات! نکتۂ امتیاز موت و حیات
چیست اسلام؟ از قلب سلیم! اثرِ آں دعائے ابراہیمؑ
چیست اسلام؟ علم را پر و بال! ذو بہار حدیقۂ اعمال
چیست اسلام؟ جلوہ ریز قلوب! مشرق و مغرب و شمال و جنوب
چیست اسلام؟ فطرۃ ازلی!! نقش موج محیط لم یزلی
چیست اسلام؟ شاہد توحید! معنیٔ نسخۂ ادب تمہید

# اِسلام آخری دین ہے

(از جناب مولنا عبدالعظیم صاحب قادری)

اللہ تبارک وتعالےٰ نے فرمایا ہے هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ الآیۃ اُس ذات پاک نے اپنے رسول کو ہدایت و دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اس دین کو تمام ادیان پر غالب فرما دے۔ دین اسلام کے بعد اگر کوئی دوسرا دین آنے والا ہوتا تو اس دین کو تمام ادیان پر غلبہ نہ دیا جاتا۔ ارشاد الٰہی ہے وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ الآیۃ جس نے اسلام کے سوا دوسرا دین اختیار کیا اسکا دین ہرگز صحیح نہیں اور وہ آخرت میں خسارہ والوں میں سے ہے اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ الآیۃ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں دین مقبول اسلام ہی ہے۔ اور ارشاد فرماتا ہے وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ کہ محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اللہ کے رسول و نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں۔ پس اگر ہم حضور کے بعد کوئی نیا نبی یا نیا دین مانیں تو تکذیب باری تعالیٰ لازم آتی ہے اور یہ باطل ہے اور جو مستلزم باطل ہے وہ خود باطل ہے تو ثابت ہوا کہ بعد حضور سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے نہ دین اسلام کے بعد کوئی نیا دین آئیگا علاوہ ازیں جب ختم نبوت حضور کی ذات اقدس پر فرما دیا گیا تو اب نئے دین و کتاب کا آنا ضرور مسدود ہے اس لئے کہ جب کسی شخص کے ذریعہ سے تبارک وتعالےٰ نیا دین و نئی کتاب نازل فرمائیگا تو ضرور ہے کہ وہ نبی یا رسول ہی ہو نبی اسکو کہتے ہیں جو منجانب اللہ کسی قوم کی ہدایت کے لئے بھیجا گیا ہو اور اسپر وحی نازل ہوتی ہو۔ رسول کے لئے اتنی بات اور بھی زائد ہے کہ اُسپر کوئی کتاب بھی نازل فرمائی گئی ہو فی الشرح العقائد النسفیہ والرسول بعث اللہ تعالی الی الخلق لتبلیغ الاحکام وقد یشترط فیہ الکتاب بخلاف النبی فانہ اعم لہذا ثابت ہوا کہ جسطرح حضور کے بعد کوئی نبی جدید نہیں آسکتا اسیطرح دین اسلام قرآن عظیم کے بعد دین جدید و کتاب جدید بھی نہیں آسکتی۔ کوئی قائل کہہ سکتا ہے کہ خاتم النبیین فرمایا گیا خاتم المرسلین نہ فرمایا گیا تو جائز کہ کوئی نبی نہ آئے لیکن رسول آئے۔ تو یہ جواب ہے کہ رسول کے لئے نبی ہونا لازم ہے نبی کے لئے رسول ہونا ضروری نہیں۔ صفت نبوت عام ہے صفت رسالت سے اور جب صفت عام کی نفی کر دی گئی تو صفت خاص جو صفت عام کے تحت میں داخل اور اُس کے لئے فصل ہے ہو اسکی بھی نفی ہوگئی۔ اس سے کلام کی فصاحت بھی معلوم ہوگئی جو ان دو جملوں میں ودیعت رکھی گئی کہ صفت مثبت صفت رسالت ہے جس سے حضور کی جلالت شان کی طرف اشارہ ہے اور صفت مختومہ صفت نبوت فرمائی گئی جو ختم صفت رسالت کو مستلزم ہے۔

اوپر معلوم ہوچکا کہ تمام ادیان سے بہتر دین اسلام ہے۔ اب اگر اس کے بعد کوئی دین جدید مانیں تو نسخ فاضل بالمفضول لازم آئیگا اور یہ عقلاً ونقلاً دونوں طرح سے ناجائز ہے کما قال اللہ تبارک وتعالی ما ننسخ من آیۃ او ننسہا الآیہ کہ حضرت رب العزت جل جلالہ کسی آیت کو منسوخ نہیں فرماتا مگر اس سے بہتر یا کم از کم اُس کے مثل کے ساتھ (تفسیر کبیر) میں زیر آیۃ کریمہ تلک الرسل فضلنا بعضہم ہے ان دین محمد علیہ السلام افضل الادیان فیلزم ان یکون محمد صلی اللہ علیہ افضل الانبیاء بیان الاول انہ تعالی جعل الاسلام ناسخا لسائر الادیان والناسخ یجب ان یکون افضل الخ۔

اسی طرح ہم کلام کرینگے نبوت و رسالت جدیدہ میں بھی جیسا کہ اسکی طرف اشارۃً بھی معلوم ہوتا ہے کلام امام رازی علیہ الرحمہ زیر کریمہ محمد رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم الرسل فوجب ان یکون افضل لان نسخ الفاضل بالمفضول قبیح فی المعقول ہے قال اللہ تبارک وتعالےٰ ویتم نعمتہ علیک وقال الْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا الآیہ جب اتمام نعمت آپ کی ذات پر ہو گیا اور نعمت بھی خاص نہ فرمائی بلکہ عام تو اب یہ متصور نہیں کہ بعد اتمام نعمت کوئی دوسرا نبی دوسرا دین لیکر آئے جو اس کے لئے ناسخ ہو اس لئے کہ جب دین ناسخ آئیگا تو ضرور وہ ایک نعمت عظمیٰ افضل از اسلام یا اس کے مساوی ہوگا جو حضور کو نہ عطا کیا گیا اور یہ اتمام نعمت کے منافی ہے تو معلوم ہوا کہ حضور کے بعد کسی نئے نبی یا دین غیر اسلام کا نزول ممتنع ہے۔ اگر عیسیٰ عٔ سے یہ شبہ وارد ہو تو نہ ہونا چاہئے اس لئے کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نئے نبی نہ ہونگے۔ علاوہ ازیں دین محمدی دین اسلام ہی کی تائید واشاعت فرمائیں گے نہ کہ دین عیسوی کی۔ کما شہدت الاحادیث ولا ینبغی من لہ ممارسۃ بالعلم وعرضت منہا الخوف الاطناب وقال اللہ عزوشانہ وجل وبرہانہ وما ارسلنٰک الا

کافۃ للناس ہم نے تمکو نہیں رسول بناکر بھیجا مگر سارے آدمیوں کے لئے الف ولام للناس مفید استغراق اور پھر کافۃ تاکید مزید مفید کہ ابتدائے خلق سے لیکر قیامت تک جتنے افراد پیدا ہوئے یا ہونگے اُن سب کی طرف حضور رسول بناکر بھیجے گئے۔ اس سے زمانہ حضور سے قیامت تک سب کے لئے رسول ہونا تو ظاہر ہے اور زمانہ مبارک سے ماسبق والوں کے لئے رسول ہونا محتاج دلیل ہے اس کے متعلق عرض ہے کہ انبیائے کرام و رسل عظام علیہم الصلوۃ والسلام کے لئے حضور پر ایمان لانے کی وصیت آیہ کریمہ و اذ اخذ اللہ میثاق النبیین سے ثابت ہے جیسا کہ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں لو کان موسی بن عمران حیا لما وسعہ الا اتباعی اگر موسیٰ بن عمران (علیہ الصلوۃ والسلام) زندہ ہوتے تو انکو میری پیروی کے سوا گنجائش نہ ہوتی ومن شاء مزید الاطلاع فیطالع تفسیر الکریمۃ المذکورۃ فی التفاسیر۔ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اولین و آخرین سب کے لئے رسول ہیں پھر اگر کوئی نیا نبی نئے دین کے ساتھ آئے ضرور ہے کہ حضور اسکے لئے بھی رسول ہوں اور یہ صورت مستلزم ہے دونوں کے دین کو۔ اور بعض کے نزدیک دونوں کی رسالت کے نسخ کو بھی اور ان میں سے ہر ایک اُسکا ناسخ ٹھہرے گا جسکا منسوخ ہوچکا اور منسوخ ٹھہرے گا جسکا ناسخ ہوچکا وھذا ظاھر البطلان فقد ظھر وصح ان لا یکون النبی بعد نبینا علیہ التحیۃ والثناء ولا دین بعد دینہ ولا کتاب بعد کتابہ۔ دوم یہ کہ رسول مقتدا و مطاع ہوتا ہے مرسل الیہ کا وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ اور صورت مفروضہ میں مقتدی و مقتدا و مطاع و مطیع میں خلاف واقع ہوگا اور یہ کہا اسکی طرف کہ وہ مدعی نبوت یا تو اپنے دعوی نبوت و دین میں کاذب ہے جسکی وجہ سے اس دین محمدی اور اس دین مدعی میں اختلاف واقع ہوگیا یا یہ کہ حضور کافۃ الناس کے لئے رسول بناکر بھیجے گئے۔ لیکن حضور کا کافۃ الناس کی طرف مبعوث ہونا تو نص قطعی سے ثابت ہے ۔ لہذا معلوم ہوا کہ مدعی نبوت اپنے دعوی نبوت و دین و کتاب میں کاذب ہے۔ **تنبیہ** کوئی یہ نہ کہے کہ اس دلیل سے انبیائے سابقین کی نبوت ہی باطل ہوتی ہے اس لئے کہ حضور اُنکی طرف مبعوث ہیں حالانکہ انبیائے سابقین اور حضور کے دین میں اختلاف ہے (لیکن اُصولی اختلاف نہیں ہے) اور حضرات انبیائے سابقین علیہم الصلوۃ والتسلیم کا حضور پر ایمان لانا اور حضور کے دین کی اتباع مشروط ہے حضور کا زمانہ پانے پر جیسا کہ آیہ کریمہ و اذ اخذ اللہ و حدیث لو کان موسی بن عمران سے واضح ہے اور انبیائے سابقین نے حضور کا زمانہ نہ پایا اگرچہ یوم میثاق میں یہ اعتراف ہوچکا تھا علاوہ اریں ہمارا کلام زمانہ حضور کے بعد کی نبوت میں ہے نہ کہ قبل زمانہ مبارکہ کی نبوت میں۔ ھذا ھو الصحیح عندی والعلم الصحیح عند اللہ العلی وھو اعلم بالخفی والجلی وفی الدنیا والآخرۃ

لدالولی

# میں وہ مُسلم ہوں کہ فی الحال مُسلماں بھی نہیں

| | |
|---|---|
| بوئے گل وحشت طرازِ غم پنہاں بھی ہیں | یعنی دل کو ہوس سیرِ گلستاں بھی نہیں |
| لطف وحشت سے گلو گیر گریباں بھی ہیں | زیر بارِ غمِ عشرت تن عریاں بھی نہیں |
| دو جہاں پر ہے گراں جامہ بدوشی میری | ساز و ساماں بھی نہیں بے سر و ساماں بھی نہیں |
| پرسش آبلہ پائے جنوں کون کرے | لطف آگیں خاش خار مغیلاں بھی نہیں |
| میرا دل محرمِ ارماں سہی لیکن یارب | تیری بخشش کے لئے وسعت داماں بھی نہیں |
| برق خاطف بگراں خرمن امید کی ہے | اور اس لطف پہ عشق موسیٰ عمراں بھی نہیں |
| تو وہ خالق کہ کیا حسنِ تقویم سے مجھے | میں وہ حیواں مثل انساں ہوں کہ انساں بھی نہیں |
| یہ خطا پر ہے مری لطف و کرم تیرا امید | اور مری جرات عصیاں پہ پشیماں بھی نہیں |
| تیری مخلوق کو دوجوں رکھے ولی کیوں | اس تذبذب میں مسلم ہوں کہ یہاں بھی نہیں |

مجھ سے اوہام پرستی تو نہ ہرگز رسوا،
میں وہ مسلم ہوں کہ فی الحال مُسلماں بھی نہیں

# ہم کیا تھے؟

(ایم۔ اے کاتس۔ جاسٹھی)

للعجب۔ اے دنیائے لے اعتبار۔ للعجب۔ تو نے انہیں خاک میں ملایا۔ انکو زمین کا پیوند کیا جنکی جرأت۔ ہمت۔ طاقت زمانہ میں یکتا، جنکی عظمت۔ شہرت۔ ہیبت۔ دنیا میں لاثانی تھا، جنکا جوش۔ جنکا خروش۔ جنکا ولولہ۔ جہاں کے گوشہ گوشہ پر۔ عالم کے قطعہ قطعہ پر۔ دنیا کے چپہ چپہ پر نقش کندہ تحریر اور جن کی شوکت۔ ہیبت۔ سطوت، ہر سلطنت میں ہر مملکت میں ہر ریاست میں بے مثل۔ بے عدیل و بے نظیر،

اے زمانہ غدار۔ اس ہستی ناپائدار کی وہ مایۂ ناز ہستی جس نے کبھی اپنے نور سے عرب و عجم کو منور بنایا، وہ صاحب کمال۔ وہ شخص بے مثال۔ وہ ہستی پرجلال جس نے اس سرائے فانی کے غیر مہذب و بد تہذیب مسافروں کو دینی و دنیوی تہذیب کا بہترین سے بہترین جامہ پہنایا، وہ مخزن جود و کرم۔ وہ منبع اخلاق و رحم۔ وہ پیغمبر خدا۔ وہ سالک راہ ہدیٰ جس نے غلط اور ٹیڑھے راستہ پر چلنے والوں کو اُس واحد برحق، اُس قادر مطلق کی معرفت کا سیدھا اور سچا راستہ بتایا، اے فلک کجرفتار۔ عرب کا پیارا جسکی ضرب سے تیرا چاند مضروب، جسکے رعب و دبدبہ سے جبرئیل و میکائیل جیسے فرشتے مرعوب اور آہ . . جسکے پیرووں کے سچے و حقیقی جوش سے زمانے کا ہر متنفس مغلوب، تیرے درمیاں سے۔ اس مکان سے۔ یعنی جہان سے اُٹھ جائے۔ چلا جائے۔ فنا ہو جائے اور تجھ پر اتنا اثر بھی۔ ہو جتنی اُدھر پرسیدی

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ فرمایا حضور نے بہتر گھر مسلمانوں کا وہ ہے جسمیں کوئی یتیم ہو اور اس سے نیکی کیجائے اور بدتر گھر مسلمانوں میں وہ ہے جسمیں کوئی یتیم ہو اور اس سے برائی کیجاوے۔

قیس بن عاصم نے مرتے وقت اپنے بیٹوں کو وصیت کی اے فرزندو اور اپنی قوم کے بزرگ اور دیرینہ آدمی کو اپنا سردار بنایا کرو جب قوم اپنے بزرگ کو اپنا سردار بناتی ہے تو اپنے آباواجداد کی عزت کرتی ہے اور جب چھوٹے کو سردار بناتی ہے تو حقیر کرتی ہے اپنے آباواجداد کو۔

ابو ہریرہ نے کہا کہ حضرت جب نئے پھل لاتے تو سب سے چھوٹے بچے کو جو ان کے ساتھ ہوتا دیتے تھے۔

ابن عمر نے فرمایا کہ حضرت فرماتے تھے وہ مومن جو لوگوں سے ملتا ہے اور ان کی ایذا رسانی پر صبر کرتا ہے وہ نہ ملنے والے اور نہ صبر کرنے والے سے بہتر ہے۔

سفیان بن اسید سے مروی ہے کہ بڑی خیانت چوری یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کو ایک جھوٹی بات کہے اور وہ تجھے سچا جانے۔

ابن انس سے مروی ہے کہ باہم بغض نہ کرو اور حسد نہ کرو اور ایک دوسرے سے پشت نہ پھیرو اللہ کے بندے آپس میں مل کر رہیں مسلمان کو درست نہیں ہے کہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ خفا رہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ اگر میں چند بھائیوں کی دعوت کروں تو یہ اللہ کے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ میں ایک غلام آزاد کروں۔

شیخ عبد القیس بیان کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا دو چیزوں کو اللہ دوست رکھتا ہے ایک حلم کو اور ایک حیا کو۔

حدیث میں ہے کہ دعا غائب کی غائب کے لئے جلد قبول ہوتی ہے۔

ابو ہریرہ کہتے ہیں ایک مہمان حضرت کے پاس آیا آپ نے اپنی ازواج کے پاس بھیجا انہوں نے کہا ہمارے پاس پانی کے سوا کچھ نہیں ہے حضرت نے فرمایا اسکو کوئی اپنی طرف لیتا ہے ایک انصاری اسکو اپنے گھر میں لیگئے اور بی بی سے کہا یہ رسولخدا کا مہمان ہے اسکی عزت کرو اس نے کہا میرے پاس فقط بچوں کی روٹی ہے انصاری نے کہا اچھا چراغ جلا کر کھانا پکانے میں اتنی دیر کر کہ بچے سوجائیں بی بی نے ایسا ہی کیا جب بچے سوگئے تو عورت نے کھڑے ہوکر بتی کسانے کے بہانے سے چراغ بجھا دیا اور کھانا مہمان کے آگے رکھدیا اور آپ بھی دونوں آدمی اسکے ساتھ جھوٹ موٹ کھانے لگے یہانتک کہ مہمان نے سیر ہو کر کھانا کھایا اور میاں بیوی بھوکے سو رہے جب صبح کو وہ انصاری حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا اللہ تعالے تم دونوں کے فعل سے بہت خوش اور متعجب ہوا۔

ابو شریح عدوی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے کان سے سنا کہ حضرت نے فرمایا جو کوئی ایمان رکھتا ہو اللہ پر اور آخرت پر وہ اپنے ہمسائے کی عزت کرے اور جو کوئی اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو وہ مہمان کی عزت کرے اور اسکو جائزہ دے (جائزہ کہتے ہیں ایک رات اور ایک دن مہمان رکھنے کو) اور جو کوئی ایمان خدا پر اور عقبیٰ پر ایمان رکھتا ہو وہ زبان سے اچھی بات کہے یا چپ رہے۔

اور حلال نہیں مہمان کو کہ میزبان کے پاس اتنا ٹھہرے کہ وہ تنگدست ہو جائے جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ حضرت ایک بازار سے گزرے اور لوگ آپ کے دہنے بائیں تھے اپنے ایک مردہ بکرے کے کن کٹے بچے کو پکڑ کر اٹھایا اور کہا تم میں کون اسکو ایک درہم کو مول لینا چاہتا ہے سب نے کہا ہم تو اسکو کچھ بھی دیکر لینا نہیں چاہتے فرمایا اچھا تم چاہتے ہو کہ یہ تم کو مل جائے کہا نہیں تین بار اسی طرح پوچھا سب نے کہا اگر یہ زندہ ہوتا جب بھی اس کے لینے میں عذر ہوتا اس لئے کہ یہ کن کٹا ہے اور اب تو مردار ہے آپ نے فرمایا دنیا اس سے بھی زیادہ خوار ہے اللہ کے نزدیک۔

ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضرت نے فرمایا داخل نہ ہوگے تم جنت میں جب تک ایمان نہ لاؤگے اور ایمان نہ لاؤگے یہانتک کہ آپس میں دوستی نہ ہو اور کہا میں تم کو نہ بتاؤں جس سے تم باہم دوست بنو سب نے کہا ہاں کہا اچھا آپس میں سلام کیا کرو۔

جابرؓ کہتے ہیں سوار پیادے کو سلام کرے اور راستہ چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور دو راستہ چلنے والوں میں جو پہلے سلام کرے وہی افضل ہے مجھ درحقیقت یہ احکامات ایسے ہیں جو ہمکو کسی قانون میں نہیں ملتے صرف مذہب ایسی باتیں سکھاتا ہے اور صرف مذہب کی طاقت ایسی ہے جو ہمیں خاص روغائب بنا سکتی ہے۔

ہر شخص یہ سمجھتا ہے کہ میرا مذہب تمام مذاہب سے بہتر اور عمدہ ہے اس سے ہم کو کوئی بحث نہیں ہے غرض یہ ہے کہ مذہب ہمکو بدی سے بچاتا ہے اور اچھی باتیں سکھاتا ہے اور ہر مذہب میں کم و بیش اچھی باتیں ہیں اور اچھی باتیں ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہیں اگر ہم مذہبی سبق ہمکو یاد رہا تو دنیا میں عافیت برقرار رکھنے کا ایک بہت اچھا ذریعہ ہے اور اگر ہم سب کو صرف اپنے اپنے مذہب کی پابندی پر مجبور کیا جائے تو پھر کسی دوسرے قانون اور کسی دوسری سیاست کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ مذہب سخت دل کو نرم کرتا ہے مذہب غیرت حمیت اخلاق تہذیب انسانیت خاکساری فروتنی عاجزی ہمکو سکھاتا ہے۔ مذہب درحقیقت ایک مکمل اور عمدہ قانون ہے کسی مذہب میں چوری جائز نہیں ہے کسی مذہب میں زنا روا نہیں ہے کسی مذہب میں جھوٹ بولنا اچھا نہیں ہے۔ کسی مذہب میں ظلم پسندیدہ نہیں ہے قانون اور سیاست سلطنت اور حکومت کی بنیاد آج چاروں سے پڑی ہے مذہب ہمیشہ زمانہ قدیم سے سلطنت کر رہا ہے اور مذہب نے ہم کو سدھارا قانون تو شخص گناہ کی سزا دیتا ہے نیک چلنی کا کوئی معاوضہ قانون میں

نہیں لکھا ہے۔

لیکن مذہب نے گناہ کی سزا بہت کم لکھی ہے اور نیکی کا اجر بہت زیادہ دیا ہے۔

قانون ایک چور کو سزا دیتا ہے لیکن ایک آدمی کو جو متقی اور پرہیزگار ہے اور جس نے احتیاطاً زندگی بھر چوری نہیں کی کوئی اجر کوئی مزدوری نہیں دیتا مذہب سزا کم دیتا ہے اور مزدوری سوا

قانون کی سزا عارضی ہے مذہب کی سزا اور جزا دونوں دائمی اور ابدی ہیں۔

لیکن بات یہ ہے کہ لوگ اس زمانے میں مذہب کے احکام سے بہت غافل ہوتے جاتے ہیں گھر سے نکلکر ہم کالج میں جاتے ہیں جہاں ہمکو مذہب کی تعلیم سے کوئی واسطہ نہیں رہتا کالج سے نکلکر ہم کاروبار میں مصروف ہوجاتے ہیں غرض ہماری مذہبی تعلیم نہایت کمزور ہوتی جاتی ہے اور اگر یہی غفلت رہی تو خوف ہے کہ ایک دن مذہب کے زریں اصول ہم کو یاد بھی نہ رہیں گے اور صرف قانون ہمپر حکومت کریگا اور پھر ہماری اصلاح دراصل ناممکن ہوجائے گی کیونکہ فقط حکومت اور سلطنت مختلف خیالات کے لوگوں پر حکمرانی نہیں کرسکتی۔

# اِسلامی تمدن و آئین معاشرت

(از مولانا سید راحد اللہ دری صاحب)

مذہب اسلام کی نمایاں ترین خصوصیت یہ ہے کہ وہ اپنے متبعین کو خالص خدا پرستی سکھاتا اور دُنیا میں زیادہ سے زیادہ ترقی حاصل کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اسلام مانع ترقی دنیا ہے اور اسکو تہذیب و تمدن سے کوئی علاقہ نہیں وہ غلط فہمی میں مُبتلا ہیں "اسلام" جیسے مکمل دین کی نسبت ایسا خیال کرنا محض نادانی کا نتیجہ ہے۔ "اسلام" انسان کو بہترین تمدن سکھانے والا اور نامعلوم حد تک ترقی دینے والا ہے۔ جسکا ثبوت اس سے بڑھکر اور کیا ہوسکتا ہے اس نے اس قوم کو جو صدیوں سے وحشیانہ زندگی بسر کر رہی تھی ذلت و نکبت کے گڑھے سے نکالکر چشم زدن میں عزت و وقعت کی اعلیٰ منزل پر پہونچا دیا۔ جس زمانہ میں کہ مسلمان صحیح معنوں میں مسلمان تھے اُن کا تمدن قومی الاساس اور اُن کا ملکی و قومی نظام محکم البنیان تھا۔ دنیا اُن کی عزت کے سامنے اپنا سر جھکاتی تھی۔ وہ عزت والے تھے اور عزت اُن کی تھی دُنیا کے ہر گوشہ میں اُن کی عظمت و جلالت کا سکہ جما ہوا تھا اور اُن کے اخلاق و محاسن کا ہر متنفس کو اعتراف تھا۔ اگرچہ اسوقت مسلمان تھوڑے تھے لیکن اُن میں کا ایک ایک لاکھوں پر بھاری تھا دنیا کی کوئی زبردست سے زبردست طاقت ان کو خائف و مرعوب نہ کرسکتی تھی۔

لیکن افسوس جب سے مسلمانوں نے مذہب کی طرف سے غفلت اختیار کی اور خود غرضی و نفس پرستی اُنمیں پیدا ہوئی وہ قعر ذلت میں گرگئے اور ایسے گرے کہ آجتک نہ اُٹھ سکے۔ آج اُن کا تمدن قابل اعتراض، ان کے جذبات و خیالات قابل نفرت اور اُن کا شیرازہ منتشر ہے۔ اُنمیں سچی اخوت و ہمدردی مفقود ہے ان کے وہ تعلقات جو ایک دوسرے کی تقویت کا باعث تھے منقطع ہیں۔ مختصر یہ کہ آج دنیا بھر کی خرابیاں اُنمیں جمع ہوگئی ہیں لیکن ان کو اپنی حالت کی اصلاح اور اپنے اخلاق کی درستی کی پرواہ نہیں اسی غفلت و سرشاری کا نتیجہ ہے کہ نہ آج اُن کے پاس مال و دولت ہے نہ علم و فضل ہے نہ صنعت و حرفت ہے اور نہ امارت و ریاست ہے بلکہ آج دُنیا کی روشن خیال اقوام کے نزدیک وہ نہایت حقیر و ذلیل زندگی بسر کر رہے ہیں۔ در سچ یہ ہے کہ آج ہم بدنصیبوں کی نالائقیوں اور بداخلاقیوں کے باعث "اسلام" جیسا کامل اور پاکیزہ مذہب ہدف ملامت بنا ہوا ہے۔ جدید روشنی کے مسلمان جو مذہب سے زیادہ واقفیت نہیں رکھتے وہ علی الاعلان کہتے ہیں مسلمانوں کی ذلت و پستی کا باعث قرآن اور اسلام ہے۔ وہ جب تک یورپ کی تقلید نہ کرینگے ہرگز دنیا میں ترقی نہیں کرسکتے۔ ان کا خیال ہے کہ ترقی و کامیابی کا مطلع صرف یورپ ہے۔ اور اسلام دنیوی ترقیوں کا مانع ہے۔

جدید تعلیم یافتہ لوگوں کی بدعقیدگی اور برگشتگی کا باعث صرف یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کی تمدنی و معاشرتی حالت بہت ہی گری ہوئی ہے دیکھتے ہیں اور مدعیان دین، مذہب کی توعیظ و تبلیغ کو خطرناک سمجھتے ہیں آج علماء کی یہ حالت ہے کہ اُنمیں سے اکثر کا "مبلغ علم" دین کے متعلق بس اتنا ہی ہے کہ وہ جانتے ہیں قرآن پاک ایک مذہبی آسمانی کتاب ہے جسمیں روزہ نماز، حج، زکوٰۃ وغیرہ کے متعلق احکام ہیں اور گذشتہ اقوام کے قصے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اسلام کا مقصد محض روحانی اصلاح ہے دنیا سے اسکو کچھ واسطہ نہیں۔ اسلام کی تعلیم صرف یہ ہے کہ مسجد کے حجروں میں بیٹھے ہوئے تسبیح پڑھتے رہو اور ترقی و کامیابی کے ذریعہ تلاش نہ کرو۔ دنیا مسلمانوں کے لئے نہیں ہے بلکہ کافروں کے لئے ہے "لھم الدنیا و لنا الآخرۃ" حاشا و کلا یہی وہ خیالات ہیں جو مسلمانوں کو ذلت و پستی کی طرف لیجانیوالے ہیں اور یہی وہ توعیظ و تبلیغ ہے جو جدید روشنی کے مسلمانوں کو یورپ کی تقلید پر آمادہ کرتی ہے لاریب "اسلام" ایک کامل اور مکمل مذہب ہے جو ہر قسم کی ترقیوں کا سرچشمہ اور دنیا و آخرت کی سعادت کا کفیل ہے۔

آج یورپ میں جو خوبیاں نظر آرہی ہیں یقیناً وہ سب اسلام کی برکتیں ہیں۔ حریت، مساوات، اخوت، اتحاد، خودداری، ہمدردئ قوم، غمخواری ملت، محنت، استقلال، راستبازی، حق پسندی، وقت کی پابندی اپنے اوپر بھروسہ کرنا، رزق و معاش کی تلاش میں سرگرم رہنا یہ سب باتیں اسلام کی تعلیم کی ہوئی ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں نے اپنے بیش بہا موتیوں کو بیدردی سے تہ پھینکدیا اور اہل یورپ نے

ان کو اٹھا کر سر آنکھوں پر رکھ لیا - خلاصہ ما فی الباب یہ کہ اسلام ایک مذہب حق ہے، قرآن خدائی قانون ہے جسکے احکام انسانی فطرت کے موافق ہیں، اسلام اگر ایکطرف خالص خدا پرستی اور دین داری کی تعلیم دیتا ہے تو دوسری طرف ہر قسم کی دنیاوی ترقیوں کو بھی ضروری بتلاتا ہے - اس موقع پر معاندین اسلام یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر درحقیقت اسلام کی تعلیم ایسی ہی ہے تو پھر مسلمان آج دنیا میں ذلیل و خوار کیوں ہیں؟ وہ اعلیٰ درجہ کے متمدن اور سب سے زیادہ مہذب کیوں نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ مسلمانوں کی ذلت و پستی کا سبب ان کی غفلت اور عدم فرض شناسی ہے اس میں اسلام کی کچھ خطا و تقصیر نہیں - مسلمانوں نے جب سے اسلامی تمدن و آئین معاشر کو چھوڑا ہے وہ ذلیل و خوار ہیں اور جب تک غافل رہینگے ہر قسم کی ترقیوں سے محروم رہینگے -

بڑی خرابی یہ ہے کہ مسلمان اب بھی یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ ہماری موجودہ زندگی خالص اسلامی زندگی ہے - اور ہماری موجودہ حالت کچھ زیادہ قابل افسوس نہیں کیونکہ امام مہدی ظاہر ہو کر ہماری مشکلیں حل کر دینگے اور ہم پھر ترقی حاصل کر سکینگے - یقیناً یہ ایک ایسی خوفناک غلط فہمی ہے کہ جس نے مسلمانوں کو تباہ و برباد کر دیا ہے اور وہ بالکل ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ گئے ہیں - اس غلط فہمی کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے قرآن و سنت کو بالکل پس پشت ڈال دیا ہے اور وہ تعلیمات اسلام پر غور و تدبر کرنا فعل عبث سمجھتے ہیں ورنہ کجا "لهم الدنیا ولنا الاخرۃ" کا ناقابل عمل مسلک اور کہاں قرآن و اسلام کی تعلیم -؟

اسلام کی تعلیم ہے کہ مسلمانو تم اپنے قدرت والے خدا سے یوں دعا مانگو کہ ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار اے خدا ہمیں دنیا میں بھی بھلائی اور ترقی عطا فرما اور آخرت میں بھی اور عذاب دوزخ سے محفوظ رکھ -

ایک جگہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق قل ھی للذین امنوا فی الحیاۃ الدنیا خالصۃ یوم القیامۃ -

اے محمد لوگوں سے پوچھو تو کہ جو زینت اور آرائش کی چیزیں اور پاک و صاف رزق اللہ تعالے نے اپنے بندوں کے لئے پیدا کئے ہیں وہ کس نے حرام کئے ان سے کہدو کہ یہ تمام ان لوگوں کے لئے ہیں کہ جو دنیا میں ایمان لائے ہیں بحالیکہ قیامت کے دن یہ صرف انہی کا حصہ ہونگے کیا قرآن کریم کی ان بین تصریحات کے باوجود بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ "اسلام" دنیا طلبی اور دنیاوی ترقی کا مانع ہے؟ اور ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ رہنے کی تعلیم دیتا ہے -؟ یا اسکی تعلیم کہ اسلام انقطاع دنیا کو ہرگز جائز نہیں رکھتا بلکہ اسکی کھلی ہوئی تعلیم یہ ہے کہ مسلمانو دنیا کی زندگی کے لئے جد و جہد سے کام لو

اور کسی کے محتاج و دست نگر نہ ہو - لا رھبانیۃ فی الاسلام واللہ الموفق المعین وبہ نستعین ؛

# مفلس بھی پڑھیں اور زردار بھی

مسلمان آجکل جن مشکلات و مصائب میں مبتلا ہیں وہ آپ سے مخفی نہیں اور معاملات اس قدر واضح ہیں کہ اگر آپ سے اس عام بربادی و تباہی کا سبب پوچھا جائے تو غور و فکر کے بغیر آپ بتا سکیں گے کہ **افلاس** ان تمام مصیبتوں کا اصلی باعث ہے -

اگر **مسلمان** مذہب اور مذہبی احکام سے بے پروا ہیں تو اسکا سبب **افلاس** ہے
اگر **مسلمانوں** کی اخلاقی حالت درست نہیں تو اسکا سبب **افلاس** ہے -
اگر **مسلمان** مجرمانہ زندگی بسر کرتے اور قانون کی خلاف ورزی پر آمادہ ہیں تو اسکا سبب **افلاس** ہے
اگر **مسلمانوں** میں تعلیم کی کمی ہے تو اسکا سبب **افلاس** ہے -
اگر **مسلمانوں** میں صنعت و حرفت کی طرف توجہ نہیں تو اسکا سبب **افلاس** ہے
اگر **مسلمانوں** کو اچھی ملازمتیں نہیں ملتیں تو اسکا سبب **افلاس** ہے -
اگر **مسلمانوں** میں تجارت کا رواج نہیں تو اسکا سبب **افلاس** ہے -

الغرض قوم میں جتنی برائیاں ہیں اُن سب کا باعث افلاس ہے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس عالمگیر افلاس کو دور کرنے کے لئے ہماری قوم میں کتنی انجمنیں قائم ہیں اور ایسے کتنے اشخاص ہیں جو عملی طور پر اس کار خیر میں حصہ لے رہے ہیں جن لوگوں پر خدا کا فضل و کرم ہے اور وہ افلاس کی مصیبتوں میں مبتلا نہیں ہیں اُن سے میں پوچھتا ہوں کہ انہوں نے اس احسان خداوندی کے شکریہ میں اُن لوگوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جنکو افلاس و تہیدستی نے تباہ کر رکھا ہے -

جب دن میں دو وقت آپ کے دسترخوان بچھایا جاتا ہے اور طرح طرح کی نعمتیں سامنے آتی ہیں تو کیا اُسوقت آپ کا ذہن اس امر واقعہ کی طرف منتقل ہوتا ہے کہ محلہ میں ایسے کئی گھر ہونگے جن کے چولہے میں آگ بھی نہ جلی ہوگی اور جنکے معصوم بچے بھوک سے تڑپ رہے ہونگے - جب آپ نفیس اور قیمتی لباس زیب تن کرتے ہیں تو کیا آپ کے دلمیں یہ خیال گزرتا ہے کہ آپ کی قوم میں سدہا ایسے اشخاص موجود ہیں جنکو تن پوشی کے لئے دو گز ثابت کپڑا میسر نہیں - اسیطرح جب اپنی ملکیت میں روپوں اور اشرفیوں سے بھرے ہوئے بکس دیکھ کر آپ کے دلمیں مسرت کی لہریں اُٹھتی ہیں تو کیا اُسوقت آپ کو یہ احساس ہوتا ہے کہ آپ کے قومی اور مذہبی بھائیوں میں بہت سے ایسے بھی ہیں جنکے صدہا منصوبے صرف اس لئے خاک میں ملجاتے ہیں کہ اُنہیں دس بیس روپے بھی یکمشت نصیب نہیں ہوتے - آپ پہرلس اپنے معاملات پر غور کرتے ہیں اور ترقی کی راہیں نکالتے ہیں کیا کبھی آپنے

اپنے کسی مصیبت زدہ ہم قوم کی ترقی کے لئے بھی غور و خوض کی تکلیف گوارا کی۔

میں جانتا ہوں کہ آپ نے تعلیمی انجمنوں میں غریب بچوں کی تعلیم کے لئے وظائف مقرر کئے کہ قوم میں غریب بچے بھی نہ پائے۔

میں جانتا ہوں کہ آپ نے یتیم خانوں میں چندہ دیا ہے لیکن اس سے کہیں بہتر تھا کہ آپ کی امداد سے بچے یتیم ہی نہ ہونے پاتے اور یتیم بھی ہوتے تو اُن کی مالی حالت ایسی نازک نہ ہوتی کہ اُنہیں یتیم خانہ میں داخل ہونا پڑتا۔

میں جانتا ہوں کہ آپ پیسہ پیسہ کرکے صدہا روپے محتاجوں کو دیتے ہیں لیکن کیا خوب ہوتا کہ آپ کی قوم میں کوئی محتاج باقی ہی نہ رہتا۔

میں تسلیم کرتا ہوں کہ آپ نے بہت سی نیکیاں کی ہیں اور میں فرض کئے لیتا ہوں کہ آپ کی تمام عمر نیک کاموں میں بسر ہوئی ہے لیکن گزارش یہ ہے کہ کیا کبھی شخصی امداد کی طرف بھی آپ نے توجہ فرمائی ؟ کبھی آپ کے دل میں یہ ولولہ بھی پیدا ہوا کہ اپنے عزیزوں، دوستوں اور ہم قوموں میں سے کسی شخص کو دامے قدمے امداد دے کر ترقی کا موقع عطا کریں اور جسطرح ایک چراغ سے ہزار چراغ روشن ہوسکتے ہیں اپنے چراغ دولت سے اُسکی تاریکیوں کو روشنیوں سے بدل دیں۔ آہ اگر ایسا نہیں ہے تو مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آپ نے ابتک اپنے مذہبی قومی اور انسانی فرض کو نہیں پہچانا۔ ابتک آپ اسلامی اخوت و تمدن کا مفہوم نہیں سمجھے اور ابتک آپ اُس سچی اسپرٹ سے ناآشنا ہیں جو تمام مذہبی تعلیمات کا ماحصل ہے۔

ایسی حالت میں کہ لوگ شخصی امداد سے ناآشنا ہیں اور ایسے زمانہ میں کہ لوگ خدا اور رسول کے لئے نہیں اور اپنے دلی خلوص کی بنا پر نہیں بلکہ صرف بااثر اور بارسوخ شخصیتوں سے مغلوب ہوکر چندہ دینے کی عادت رکھتے ہیں میں شخصی امداد کی صدا بلند کرتا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ امداد باہمی کا ایک باقاعدہ نظام بناؤں۔ میری خواہش ہے کہ فلاکت زدہ مسلمانوں کو افلاس و بیکاری سے بچانے اور برسرکار و بار روزگار بنانے کے لئے ایک بیت المال قایم کیا جائے۔ اس بیت المال میں جسقدر وسعت ہو اُسکے لحاظ سے مصیبت زدہ لوگوں کو امداد دی جائے۔ اور وسائل معاش کے کالموں میں بے روزگاروں کے لئے جو مشورے لکھے جاتے ہیں اُنہیں عملی صورت میں لایا جائے۔ ہزاروں بلکہ لاکھوں مسلمان افلاس و تنگدستی میں مبتلا ہیں۔ اُن کو کام پر لگایا جائے۔ ہر شخص کے حسب حال کام تجویز کیا جائے۔ کسیکو صنعت و حرفت کی طرف توجہ دلائی جائے۔ کسی کو مالی امداد دے کر تجارت کرائی جائے۔ امداد باہمی کا یہ نظام ملک کے ہر شہر اور ہر قصبہ میں اپنی شاخیں رکھتا ہو۔

جب تک یہ تحریک رواج پذیر ہو اور جب تک ملک میں شخصی امداد کا مذاق پیدا ہو میں اس تحریک کا ابتدائی نظام دہلی میں قایم کرتا ہوں۔ چونکہ دہلی میں ایک حرفتی اور تجارتی شہر ہے اس لئے دیگر مقامات کی نسبت اس جگہ مقاصد میں کامیابی کی زیادہ امید ہے۔ سردست اس صورت میں کام کا آغاز مقصود ہے کہ چند بیکار اشخاص کو ایسی حرفتوں کی تعلیم دلائی جائے جو ایک سال یا اس سے کم میں آسکتی ہیں اور کام آنے تک اُن کے مصارف خورد و نوش برداشت کئے جائیں۔ اسیطرح چند اشخاص کو جو اسکی اہلیت رکھتے ہوں تجارت کی لائنوں پر ڈالا جائے اور جو روزگار کم سرمایہ سے شروع ہوکر منفعت بخش ثابت ہوسکتے ہیں وہ اُن کے لئے تجویز کئے جائیں۔

یہ کام روپئے کے فراہم ہوتے ہی شروع کر دیا جائے گا لہذا میں اُن تمام مسلمانوں سے جو شخصی امداد سے دلچسپی رکھتے ہوں اور محتاجوں کی امداد کی نسبت محتاجوں کا افراد یا ضروری سمجھتے ہوں عموماً اور اپنے محترم ناظرین سے خصوصاً عرض کرتا ہوں کہ وہ اس کار خیر میں پوری ہمدردی اور دلسوزی کے ساتھ حصہ لیں۔ اگر صرف ناظرین دین و دنیا ہی توجہ کریں اور ہر شخص کم ازکم صرف ایک دن کی آمدنی بھیجدے تو آسانی کام شروع ہوسکتا ہے اور چند روز کے عرصہ میں صدہا بے روزگار برسر روزگار بن سکتے ہیں۔

اس تحریک کے متعلق جو رقوم آئینگی اور لوگوں کی طرف سے ہمدردی و دلچسپی کا جو اظہار ہوگا وہ رسالہ کے صفحات میں شایع ہوتا رہیگا۔ تمام خط و کتابت و ترسیل زر صیغۂ امداد باہمی رسالۂ دین و دنیا دہلی کے پتہ سے ہونی چاہیئے۔

نیازمند ایڈیٹر

# فلاح دین و دنیا کا دوسرا ایڈیشن

انشاءاللہ اگست کے پہلے ہفتے میں بالکل تیار ہوجائیگا۔ اس مرتبہ مولانا سید ظہور احمد صاحب وحشی ایڈیٹر رسالہ ہذا نے فلاح دین و دنیا پر نظر ثانی فرماکر اور بھی اسمیں چار چاند لگا دئے ہیں۔ فرمائشوں کا یہ عالم ہے کہ سیکڑوں سے متجاوز ہوچکی ہیں۔ جن قدردان اصحاب نے تیاری سے پہلے فرمائشیں روانہ فرمائیں ہیں اگر اب ان کو کسی وجہ سے فلاح دین و دنیا کی خریداری منظور نہو تو دفتر کو اطلاع کر دیں تاکہ محصول ڈاک کے نقصان سے ہم بچ جائیں۔ اگر فرمائشوں کا یہی عالم رہا تو شاید اخیر اگست تک یہ بھی ایڈیشن ختم ہوجائیگا ہم آپ کی قدردانی کا شکریہ ادا کرتے ہیں ؛

نیازمند
مینیجر

# رسائل لی روح

## ایثار، سخاوت و بخل

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں تین دن آسودہ ہو کر کبھی نہیں کھایا اور نہ کھا سکے لیکن ایثار کیا۔ یاد رہے کہ ایثار سخاوت سے بڑھ کر ہے۔ کیونکہ سخی وہ ہے کہ جس چیز کی اسے احتیاج نہ ہو وہ دیدے لیکن ایثار یہ ہے کہ جس چیز کا خود محتاج ہو اسے دوسرے کی حاجت میں صرف کرے۔ جسطرح کمال سخاوت یہ ہے کہ آدمی جس چیز کا محتاج ہو وہ دوسرے کی حاجت میں صرف کرے اسی طرح کمال بخل یہ ہے کہ آدمی کو جس چیز کی حاجت ہو وہ اپنے صرف میں بھی نہ لائے حتیٰ کہ اگر بیمار ہو تو اپنی دوا نہ کرے بلکہ اس کے دل میں یہی آرزو رہے کہ کسی سے مانگ کر اپنے مال سے خرچ نہ کرے۔ ایثار کی بڑی فضیلت یہ ہے کہ حق سبحانہ وتعالےٰ نے ایثار پر انصار کی تعریف فرمائی چنانچہ قرآن کریم میں ہے یُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ (پ ۲۸ س الحشر ع ۱) اور اپنے اوپر تنگی ہی کیوں نہ ہو مہاجرین بھائیوں کو اپنے سے مقدم رکھتے ہیں۔ ملاشبہ انصار نے بڑے بڑے ایثار کئے۔ جنکے پاس دو بیویاں تھیں بعض نے اپنے مہاجر بھائی کے لئے ایک بیوی کو طلاق دیدی ؎

## تصوف

امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ تصوف دو خصلتوں کا نام ہے (۱) استقامت (۲) حسن خلق اس بنا پر جس شخص نے استقامت اختیار کی اور لوگوں کے ساتھ محاسن اخلاق سے پیش آیا وہ سچا صوفی ہے۔ استقامت کیا ہے انسان اپنے حظ نفس کو خیرباد کہے۔ بلاشبہ استقامت نہایت مشکل امر ہے کیونکہ اپنے حظ نفس سے دست بردار ہو جانا ہر کس وناکس کا کام نہیں اسی بنا پر کہا گیا ہے کہ الاستقامۃ فوق الکرامۃ حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ شیبتنی ھود۔ مجھے سورہ ہود نے بوڑھا کر دیا ہے۔ کہتے ہیں اس آیۃ شریفہ کی طرف اشارہ ہے۔ فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ (پ ۱۲ س ہود ۱۰) اے پیغمبر جیسا تم کو حکم دیا گیا ہے تم اور جو لوگ شرک اور کفر سے توبہ کرکے تمہارے ساتھ ہوئے ہیں استقامت اختیار کرو اور حد اعتدال سے نہ بڑھو بیشک جو کچھ بھی تم لوگ کرتے ہو خدا دیکھ رہا ہے۔ یہاں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو استقامت کا حکم دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ ہی من تاب معک۔ انسان کو اپنی ذات کی ذمہ داری مشکل ہے چہ جائیکہ دوسروں کا ذمہ اٹھانا پڑے۔ حسن خلق کیا ہے انسان دوسروں کو اپنے نفس کی مراد کی متابعت پر مجبور نہ کرے بلکہ خود ان کے منشاء کو پورا کرے۔ بشرطیکہ وہ شریعت کی مخالفت نہ کریں۔ شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے گلستاں میں تصوف کی تعریف اسطرح بیان کی ہے "یکے را پرسیدند از بزرگاں کہ حقیقت تصوف چیست ؟ گفت آنکہ مراد خاطر یاراں بر مصالح خود مقدم دارد"

## عبودیت

عبودیت تین چیزوں کا نام ہے (۱) محافظت احکام شریعت (۲) قضا وقدر و مقسوم پر راضی رہنا (۳) اپنے نفس سے کی رضا کو اللہ تعالےٰ کی رضا کی خاطر چھوڑ دینا پیدائش جن وانس کی غرض وغایت کیا ہے؟ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (پ ۲۷ س الذریات ع ۳) اور ہم نے جنوں آدمیوں کو اسی غرض سے پیدا کیا ہے کہ ہماری عبادت کریں ؎

## اخلاص

اخلاص کیا ہے انسان کے سب اعمال اللہ تعالیٰ کے لئے اور اس کا دل لوگوں کی تعریف سے خوش اور ان کی مذمت سے رنجیدہ نہ ہو خوب یاد رکھنا چاہئے کہ مخلوق کی تعظیم و تکریم سے پیدا ہوتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ انسان مخلوق کو قدرت خدا کے ماتحت سمجھے اور اسکو جمادات کی مانند خیال کرے۔ جو نہ نقصان پہونچا سکتے ہیں نہ نفع۔ اگر یہ خیال انسان کے دل پر چھا جائے تو وہ ریا کے اثر بد سے محفوظ و مصئون رہ سکتا ہے ورنہ اگر مخلوق کو صاحب قدرت سمجھے گا تو ریا سے کبھی نہیں بچ سکے گا هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (پ ۲۴ س المومن ع ۱۲) وہی ہمیشہ زندہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو خالص اسی کی فرمانبرداری مدنظر رکھ کر اسی کی عبادت کرو۔ سب تعریفیں خدا ہی کو سزاوار ہیں جو سارے جہان کا پالنے والا ہے ؎

## تسبیح۔ تحمید۔ تہلیل و تکبیر

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس امر کے متعلق کہ رات کو تسبیح۔ تحمید۔ تہلیل اور تکبیر (سُبْحَانَ اللّٰهِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ) پڑھ کر سونے میں کیا حکمت ہے۔ ایک نہایت لطیف و غریب نکتہ لکھا ہے فرماتے ہیں کہ جیسا کسی کو تحفہ دیا جائے ویسا ہی اس کے ہاں سے انعام ملتا ہے۔ جو شخص جناب الٰہی میں تسبیح۔ تحمید۔ تہلیل و تکبیر کا ہدیہ پیش کرے گا۔ خدا تعالےٰ اسکے بدلے میں اسکو گناہوں سے پاک کر دیگا اور پسندیدہ خصائل سے متصف و محمود بنا دیگا وَفِیْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ؎

## غصہ میں صبر

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ غصہ کی حالت میں صبر کیا کرو تاکہ جب فرصت پاؤ اور جب فرصت پاؤ اور بدلہ لے سکتے ہو تو معاف کردو۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لوگ ایک مجرم لائے - اس نے صفائی احتجاج بلند کی - امام نے کہا تو میرے سامنے حجت کرتا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ احکم الحاکمین کے سامنے تو ہر عذر بیان کرنے میں بندے حجت کر سکتے ہیں - جیسا کہ قرآن کریم میں ہے یَوْمَ تَأْتِي كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَفْسِهَا (پ ۱۴ س النحل ع ۱۵) اس دن ہر شخص اپنی ذات کے لئے جھگڑے گا - تو میں تیرے سامنے کیوں حجت نہ کرسکوں؟ امام نے کہا اچھا بیان کر کیا عذر ہے؟ الآخر امام صاحب نے سنکر اسکو معاف فرمایا ؎

(جماعت)

## زندگی کی توقعات

جب تم امید اور توقع کو عادت بنالیں کہ زندگی کی بہترین اشیا ہمارے واسطے ہی ہیں بہت دلچسپ ثابت ہوں گے - اپنے چہرے پر پریشانی کے آثار ظاہر ہونے دو - ایسا ہوا تو لوگ خیال کرنے لگیں گے کہ دنیا کی اچھی چیزوں میں سے تمہیں کوئی حصہ نہیں - اپنے من کو بڑی بڑی امیدیں رکھنا سکھا دو - اس طرح تم اپنی حالت کو بہتر بنا سکو گے - اگر تم اپنے متعلق بڑے بڑے کاموں کی امید رکھو گے تو یقیناً تم اپنے آپ کو اس کے واسطے تیار کرنے کی کوشش کرو گے - دنیا کے آغاز سے اب تک جتنے بڑے بڑے کام ہوئے ہیں وہ ایسے ہی لوگوں نے کئے ہیں جو اپنی موجودہ حالت سے ہر وقت غیر مطمئن رہتے تھے -

جو شخص تھوڑے ہی سے مطمئن ہو جاتا ہے اسے اس بات کا یقین ہے کہ وہ معمولی اور ادنے کام کرنے کے واسطے ہی پیدا ہوا ہے - اور جو کچھ اس کے سامنے ہو اسی پر قناعت کر لیتا ہے - الغرض جو یہ کہتا ہو کہ

"ہم کیا ہیں جو کوئی کام ہم سے ہو سکے"

تو یقیناً وہ کوئی قابل ذکر کام نہیں کر سکتا - برخلاف اس کے جو آدمی اپنے آپ سے بڑی امیدیں رکھتا ہے - وہ ہر وقت اپنی تنگ زندگی کے میدان کو وسیع کرنا چاہتا ہے - وہ اپنے محدود علم کو بڑھانا چاہتا ہے اور ترقی کرنے اور اپنے ساتھیوں سے بڑھ جانے کی کوشش کرتا ہے - اس کے اندر ترقی کرنے کا پاک جذبہ اسے اعلیٰ اور بڑے کام کرنے کی ترغیب دلانے کے لئے کافی ہوتا ہے - اور وہ بہترین چیزیں حاصل کرنے کی توقع رکھتا ہے ؎

نوجوانوں کے دلوں میں عام طور پر یہ ایک غلط خیال جاگزین ہو گیا ہے کہ اصلی ترقی خداداد لیاقت کے بغیر ناممکن ہے - یہ بات ان کے راستے میں بڑی روک کا باعث ہوتی ہے - ایک نوجوان کے لئے محض اس خیال سے کہ وہ خاص طور پر قابل و لایق نہیں پیدا کیا گیا اپنے قیمتی سال شک و شبہ میں گزار دینا ایسا ہی نقصان دہ اور غیر معقول ہے جیسا کہ ایک رائی کے دانے کا اس وجہ سے اُگنے سے انکار کرنا کہ وہ ایک بڑا درخت نہیں ہو سکتا - یا ایک انگور کی بیل کے لئے بڑھنے سے محض اس وجہ سے انکار کرنا کہ وہ بڑھ کر ایک پیپل کا درخت نہیں ہو سکتی - پیپل کے درخت کے بیج کے لئے یہ ممکن نہیں کہ وہ بڑ کا درخت یا گلاب کا پودا ہو سکے وہ اُگ کر پیپل کا درخت ہی ہو گا - "خداداد لیاقت" دنیا میں ہرگز اس قدر نہیں پائی جاتی جتنا کہ لوگوں کا خیال ہے - "خداداد لیاقت" وہ ہے جسکی بابت انگلستان کے مشہور مصنف سر جوشا رینالڈس کہتے ہیں :-

"یہ ایک طاقت ہے جس کی مدد سے انسان وہ اعلیٰ اور حیرالعقول کام کر سکتا ہے جنہیں علم و ہنر کے قواعد احاطہ نہیں کر سکتے - یہ ایک ایسی طاقت ہے جو زیادہ سے زیادہ محنت سے بھی حاصل نہیں کی جا سکتی" مدت سے عام طور پر لوگوں میں یہ خیال پھیلا ہوا ہے کہ کئی آدمیوں میں ایک خاص خداداد طاقت کی روح بھری ہوتی ہے اور ان کو ایک ایسا غیر معمولی عطیہ ملا ہوا ہے - جسکی وجہ سے وہ بڑے بڑے کام بلا کسی محنت و مشقت کے کر سکتے ہیں - جتنا جلدی ان عام خیالات کو دل سے دور کیا جائے اتنا ہی بہتر ہے -

اصلی معنوں میں کامیاب آدمیوں میں سے بہت کم یہ بتا سکتے ہیں کہ کس طرح انہوں نے وہ راستہ اختیار کیا جس پر چل کر وہ اس قدر کامیاب ہوئے - وہ ایسا محسوس کرتے ہیں گویا کوئی نظر نہ آنے والی طاقت انہیں اس راستے پر چلاتی رہی ہے - مگر دراصل انہوں نے اس راستہ کو صرف اس لئے اختیار کیا کہ ان کی سوجھ میں اس وقت یہی بات آئی تھی - کوئی شخص اپنی زندگی کے انجام کو شروع میں نہیں دیکھ سکتا - وہ صرف تھوڑا سا آگے دیکھ سکتا ہے - اسکی رہنمائی کے لئے کوئی ستارہ مقرر نہیں ہوتا جو اسے دور ہی سے اشارہ کر کے سیدھے راستے پر چلائے بلکہ اسکا رہنما تو وہی لیمپ ہوتا ہے جو اسکے ہاتھ میں ہے - یہ لیمپ صرف چند ہی قدم تک اس کے سامنے راستے کو روشن کر سکتا ہے - جسکی وجہ سے وہ دوسرا قدم یقین کے ساتھ اور بے خطر اٹھا سکتا ہے - اس سے آگے سب کچھ دھندلا اور غبار میں پوشیدہ ہوتا ہے - لیکن جوں جوں وہ آگے بڑھتا جاتا ہے وہ لیمپ اسکی مدد کرتا ہے - اور اسکا راستہ روشن کرتا جاتا ہے -

جب ہمیں یہ معلوم ہو جائے کہ ہم ٹھیک رستے پر چل رہے ہیں تو ہمارے لئے اس بات کی کوئی ضرورت نہیں کہ اپنے سفر کا دور دراز تک اندازہ کر لیں - ایک وقت میں ہم صرف ایک ہی قدم آگے بڑھ سکتے ہیں - اپنے دل کو خواہ مخواہ توہمات اور فکر میں ڈالنا کہ نہ معلوم آگے چل کر ہمیں کیا کیا روکاوٹیں پیش آئیں بالکل بے سود بلکہ نقصان دہ ہے تمام زندگی کو ایک ہی نظر میں دیکھ لینے کی کوشش کرنا ہماری طاقت سے باہر ہے - لیکن ہر روز بہترین زندگی بسر کرنے کی کوشش کرنا - اور

## کم سرمایہ والوں کے لئے

# وسائل معاش

### بائیسکل کا تیل

بائیسکل کا تیل بنانا ایک نہایت معمولی بات ہے مگر چونکہ ہم اس سے ناواقف ہیں اس کا بنانا نہیں جانتے اور یہ ایک یہ بھی ایسی چیز ہے کہ اگر اسکو چلایا جائے تو انسان معاش کی فکر سے آزاد ہو سکتا ہے۔ اس زمانہ میں متوسط گھرانوں میں شاید ہی کوئی ایسا گھر ہوگا جہاں پر بائیسکل نہ ہو گی۔ پھر اسکے نہ چلنے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔ بائیسکل کے علاوہ اور ہزاروں قسم کی مشینیں ہیں جنکے لئے یہ تیل کسی صورت سے بھی ولایتی تیلوں سے کم مفید نہیں ثابت ہو سکتا ہے۔ اس کے بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ کسترائیل اور کیروسین آئل ہموزن لیکر ملالیں اور کسی خوبصورت شیشی میں بھرلیں اور دیدہ زیب لیبل جسپر کہ تیل کا کوئی نام چھپا ہو لگا دیں اور بوتل کے منہ لاکھ سے بند کر دیں۔ لاکھ سے بوتل کے منہ بند کرنے کے لئے بڑی صفائی کی ضرورت ہے۔ لاکھ نہایت صاف اور چاروں طرف سے بالکل برابر ہونا چاہئے۔ ولایت میں تو اس غرض کے لئے مشینیں موجود ہیں مگر ایک ہندوستانی طریقہ ان مشینوں سے سستا اور آسان ثابت ہوا ہے۔ اول لاکھ کو کسی کٹوری میں پگھلالیں اور اسکو بہت ہلکی آنچ پر رکھا رہنے دیں تاکہ جم نہ جائے۔ اس کے بعد کارک لگی ہوئی شیشیوں کا منہ اسمیں ڈبوکر فوراً نکال لیں اور اوپر سے مہر لگا دیں جسپر کارخانہ وغیرہ کا ہونا نہایت ضروری ہے اسقدر صاف اور خوبصورت لاکھ لگیگا کہ ولایتی مشینوں کی خوبصورتی اس کے مقابلہ میں ہیچ نظر آئے گی۔

### بائیسکل کی لالٹین کا تیل

اس تیل سے لالٹین کی روشنی نہایت صاف ہوتی ہے اور یہ بھی مشینوں کے تیل کی طرح رواج پا سکتا ہے۔ باقی شیشیاں وغیرہ بھرنے میں مندرجہ بالا ہدایتوں پر عمل کریں۔ اس کے بنانے کا طریقہ بھی بہت آسان ہے۔ روغن کافور اور کیروسین آئل ہموزن ملا کر کام میں لائیں۔

### کپڑا سینے کی مشین کا تیل

آجکل گھر گھر کپڑا سینے کی مشین ہیں۔ محض ایک سنگر کے کارخانے ہی کی مشین لاکھوں کی تعداد میں فروخت ہو گئیں۔ جب لاکھوں کی تعداد میں مشینیں فروخت ہو چکی ہیں تو اوسط لگا لیجئے کہ ان کے لئے ہر مہینہ کتنا تیل درکار ہوتا ہوگا اگر ایک شیشی ہر ماہ کا حساب بھی رکھا جائے تو لاکھوں کی تعداد میں سر بمہر فروخت ہو سکتی ہیں۔ اگر آپ سستا اور اچھا مال تیار کریں تو تیل یقیناً نکلیگا جس سے کہ آپ سیکڑوں روپیہ ماہوار کما سکتے ہیں۔ بنانے کا طریقہ نہایت معمولی یعنی ۲ حصہ پیرافین میں ۱۴ حصے پیرافین آئیل ملا دیجئے! اور اس کو چند گھنٹوں کے لئے چھوڑ دیجئے۔ بعد میں اوپر کا تیل نتھار کر شیشیاں بھر لیجئے اور مندرجہ بالا طریقہ پر خوبصورت لیبل لگا کر لاکھ سے منہ بند کر دیجئے اور بازار میں ولایتی تیل سے نصف قیمت پر فروخت کیجئے۔

### گھڑیوں کے پرزوں کا تیل

گھڑیوں کے پرزوں کا تیل بھی نہایت ضروری چیز ہے۔ بمبئی۔ کلکتہ کے سوداگر اس تیل کو ۸ روپے تولہ کے حساب سے فروخت کرتے ہیں نہایت معقول نفع ہے۔

ایک بوتل میں روغن زیتون بھر کر اس میں شیشہ کے ٹکڑے ڈالدیجئے۔ اور شیشی کا منہ اچھی طرح بند کرکے دھوپ میں رکھ دیجئے۔ بیس بائیس گھنٹہ دھوپ میں رکھنے کے بعد بوتل کو کھولکر بلاٹنگ پیپر میں تیل چھان لیجئے۔ نہایت اعلیٰ درجہ کا تیل تیار ہو جائے گا۔

### ٹریسنگ پیپر بنانا

یہ کاغذ چربہ اتارنے کے کام آتا ہے اس کے علاوہ اور صدہا کاموں میں اسکی بے انتہا ضرورت ہے۔ اگر زیادہ تعداد میں تیار کیا جائے تو معقول نفع ہو سکتا ہے۔ اس کے تیار کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ معمولی باریک کاغذ کو جسکو ٹشو کا کاغذ بھی کہتے ہیں کسی صاف چیز پر بچھا دیجئے۔ اور مصالحہ کو کاغذ کے محض ایک طرف لگا دیجئے مگر یہ خیال رکھنا چاہئے کہ مصالحہ صفائی کے ساتھ بہت ہلکا لگایا جائے اور کوئی حصہ مصالحہ کی پالش سے رہ نہ جائے۔ اس کے بعد خشک کر لیجئے جب خشک ہو جائے تو لکڑی کے کسی گول رول پر لپیٹ لیجئے تاکہ تمام سلوٹیں نکل جائیں۔ نسخہ مندرجہ ذیل ہے۔

Canada balsam 2 Pints
Spirit of turpentine 3 pints
Old nut oil 10 m.m.

ان تمام اجزا کے ملانے سے مصالحہ تیار ہو جائیگا۔

# سوالات

## مذہبی

(۴۰) قبلہ کی طرف منہ کرنے نماز پڑھنے کی کیا وجہ ہے۔ کیا خانہ کعبہ کو سجدہ کرایا جاتا ہے۔ نہایت مدلل جواب درکار ہے۔ (ب/الف)

(۴۱) نماز میں رکوع و سجود کی ضرورت کیوں واقع ہوئی کیا اس کے بغیر عبادت نہیں ہوسکتی تھی۔ (۲۰۶/م)

(۴۲) میں مرید ہونا چاہتا ہوں۔ کسی خدا رسیدہ بزرگ کا پتہ درکار ہے۔ پیر صاحب کے اوصاف بھی تحریر فرمائیں۔ (۴۰۵/د)

(۴۳) مجھے شطرنج کھیلنے کا شوق ہے، لیکن بعض عالموں سے میں نے یہ سنا ہے کہ شطرنج کھیلنے والا سخت گنہگار ہے اور اس کی کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی نیز یہ بھی سنا ہے کہ شطرنج کھیلنا یہودیوں کا طریقہ ہے براہ کرم آپ مدلل طور پر جواب تحریر فرمائیں کہ شطرنج کے متعلق شرع میں کیا حکم ہے؟

(قاضی میر عالم۔ ڈرنڈل سکول سلوئی)

تحصیل پنڈ دادن خاں

## طبی

(۴۴) میں ساٹھ سال کا بڈھا ہوں ضعیف ہوں کیا کوئی ایسی دوا ہے کہ آج سے چالیس سال پہلے کا زمانہ پھر لوٹ کر آجائے۔ (ب)

(۴۵) میرے نرینہ اولاد بالکل نہیں، ۷ لڑکیاں ہیں کیا کوئی ایسا نسخہ ہے کہ ایک لڑکا بھی پیدا ہوسکے۔ (ج/۸۰)

(۴۶) بواسیر خونی ہے اور ریح بواسیر بھی ہوگیا ہے کوئی مجرب زود اثر نسخہ درکار ہے۔ (۱۳۵/ل)

(۴۷) تپ دق کا مجرب اور کم خرچ نسخہ مطلوب ہے۔

(مستری محبوب خاں خریدار)

(۴۸) نکسیر کی دوا مطلوب ہے۔ (۱۴۵/الف)

(۴۹) میرے ایک دوست کو سوزاک ہوگیا ہے کوئی صاحب مجرب نسخہ بتائیں۔ (۳۵۹/م)

(۵۰) دانتوں کا درد اور ہر قسم کی خرابی جسکا تعلق دانتوں سے ہو اس کے لئے مجرب نسخہ درکار ہے۔ (۹۵/ب)

(۵۱) سر کے درد کا نسخہ مطلوب ہے۔ (افسر)

## متفرق

(۵۲) میں نوجوان ہوں خوبصورت تو نہیں مگر ہاں اچھی خاصی شکل کا ہوں کنوارا ہوں۔ کھاتا پیتا ہوں۔ مالدار ہوں۔ نسب حسب کا پتہ نہیں۔ ایک نہایت خوبصورت نوعمر سلیقہ شعار۔ شیریں گفتار عالی خاندان۔ کھاتے پیتے گھرانے کی لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ کوئی صاحب کرم فرمائیں۔ (۲۰۰/ق)

(۵۳) میں نہایت بدمزاج ہوں کوئی ایسی تدبیر مطلوب ہے کہ خوش مزاج بن جاؤں۔ (۴۰۰/س)

(۵۴) صابون سازی کے لئے سوڈا کاسٹک کی ضرورت ہے ارزاں اور عمدہ کہاں سے ملیگا۔ (سراج الدین احمد خریدار)

(۵۵) حضرت اکبر الہ آبادی مرحوم کی کل تصانیف کہاں سے ملسکتی ہیں۔ (۳۲۷/ع)

(۵۶) ہندوستان میں ایسی کونسی کمپنی ہے۔ جو نایاب قلمی کتب و کلام مجید کا متلاشی ہے۔ ناظرین رسالہ میں سے کوئی صاحب مطلع فرمائیں۔ (اعجاز بریلوی۔ خریدار)

(۵۷) انگریزی سے اردو میں ترجمہ سکھانے والی چند ایسے نظیر کتابوں کے ملنے کا پتہ اور قیمت مطلوب ہے۔ (ج/الف)

(۵۸) دیوان وطن۔ سفر در وطن۔ شاعر وطن۔ عجائب قلوب۔ یہ تمام کتابیں کہاں سے اور کس قیمت پر مل سکتی ہیں۔ مطبوعہ ہوں خواہ قلمی۔ (۵۳۱/ع)

(۵۹) فالودہ بنانے کی ترکیب مطلوب ہے (۴۲/الف)

(۶۰) پالش کو چمڑا بنانے کی ترکیب مطلوب ہے (۹۵/ب)

(۶۱) مجھے جلد ۱ پرچہ ۱ و ۲ رسالہ درویش کی ضرورت ہے۔ کسی صاحب کے پاس ہو تو مطلع فرمائیں۔ (۲۳۱/ع)

# جوابات

(۱۰۸۷) موچرس۔ چھالیاں۔ نشاستہ گندم۔ طباشیر کبود۔
۶ ماشہ ۶ ماشہ ۶ ماشہ ۶ ماشہ

گل مختوم۔ مازو سبز۔ تخم سودد۔ بڑ۔ بہیڑا۔ آملہ۔
۶ ماشہ ۶ ماشہ ۶ ماشہ ۶ ماشہ ۶ ماشہ ۶ ماشہ

موصلی سیاہ۔ موصلی سفید۔ پوست انار۔ آب انار ترش
۱ تولہ ۹ ماشہ ۱ تولہ ۳ تولہ

آب امرود - ۳ تولہ - مصری و شہد ادویہ کے دوچند -
اول ان سب ادویہ کو بار یک علیحدہ علیحدہ پیسکر پھر تول کر ملائیں -
پھر مصری اور شہد کا قوام کرکے سب ادویہ ملائیں - اور خوب
یکجان کرکے مابعد آب انار و امرود ملاکر معجون بنالیں -
خوراک ۲ تولہ یومیہ - (ایک خریدار)

(۴۳) ابن ماجہ اور موطا امام مالکؒ میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص شطرنج کھیلتا ہے وہ اللہ تعالیٰ
کی نافرمانی کرتا ہے اگر کوئی شخص شطرنج کھیل کر اٹھے اور
پھر نماز پڑھے تو اسکی مثال ایسی ہے کہ جیسے کسی شخص نے
اول تو خنزیر کے خون سے وضو کیا اور پھر نماز پڑھی - سیدنا حضرت
علی مرتضیٰ علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ شطرنج اہل عجم کا
قمار ہے جو شخص شطرنج کھیلتا ہے وہ گنہگار اور خدا کی
نافرمانی کرنے والا ہے -
حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ شطرنج لہو و لعب میں داخل
ہے اور مسلمان کو روا نہیں کہ وہ لہو و لعب کو اختیار کرے ،
(شعب الایمان) ہدایہ اور در مختار میں شطرنج کو تصریحاً حرام
لکھا ہے ،
اس سے بحث نہیں کہ یزید شطرنج کھیلتا تھا تو اس کے لئے بھی
شریعت کا وہی حکم ہے جو عام مسلمانوں کے لئے ہے -
بعض لوگوں کو کہتے سنا ہے کہ شطرنج کھیلنے سے ذہانت
اور ذکاوت بڑھتی ہے اور کھیلنے والا آداب حرب سے واقف
ہوجاتا ہے یہ تاویل نہایت لغو ہے ، در اصل جیسے مشاہدہ بتلاتا ہے کہ
شطرنج کھیلنے والا نہایت کاہل وجود اور آرام پسند ہوجاتا
ہے اس صورت میں ذکاوت نہیں بڑھ سکتی نہ آداب حرب
سے واقفیت ہوسکتی ہے پھر آجکل کے آداب حرب ،
"شطرنجی آداب حرب" سے بالکل متباین ہیں ، بہرحال اس
قسم کے اعذار لاطائل سے کام نہیں چل سکتا شرع شریف میں
شطرنج کھیلنا ناجائز ہے واللہ اعلم وعلمہ اتم
(المذنب عبد القادری عفا اللہ عنہ فی بلدہ دہلی)



(۴۴) جسقدر سیندور بنانا ہو اُتنا سفیدہ لو اور اُسے کوٹ کر پھر چولہے
پر کڑھائی چڑھا کر آگ دھیمی دھیمی جلاکر سفیدہ کو اس میں ڈالکر
چلاتے رہو - رنگ بدلتے ہی اُتار لو - اور ٹھنڈا ہونے پر ویسے ہی گرم کرو -
اسطرح سے ۶-۷ مرتبہ میں عمدہ سیندور بنجائے گا -

(۳۰) سلیم برادرس ۱۱/۳ - ۳۱ ڈی گرن والیس بلڈنگ - بروپرائٹر
ایم - اے خواجہ غلام نبی حافظ عبداللہ صاحب - کلکتہ (ایک خریدار)

(۳۶) غزل دو دیدہ فگن دیدہ من از ما نگا ہے پتہ ذیل سے طلب کیجئے -
پتہ - شیخ محمد اللہ صاحب کلرک دفتر بخشی گری - صدر بازار کرنال

(۲) دماغ کا تنقیہ کرنے کی غرض اطریفل خوردو استعمال کریں
(حکیم محمد ظہیر علی)

(۳) کدو دراز کا حلوا تیار کرکے کھائیں - ( " )

(۴) مربائے سیب - ورق نقرہ تیار کرکے علی الصباح بخورند -
اول الذکر ( " )

(۵) اطریفل ملین شب کو سوتے وقت روزانہ کھائیں - اور نسخہ مندرجہ
ذیل برائے نزول الماء استعمال کریں -
اقلیمیا فضہ - اقلیمیا ذہب - چاکسو مقشر - مغز تخم کدو - تخم سرس
۶ ماشہ ۶ ماشہ ۶ ماشہ ۶ ماشہ ۶ ماشہ
سیاہ سرمہ خالص - تمام ادویات کو سرمہ کی مانند باریک سلائی
۵ تولہ سے آنکھ میں لگائیں - اگر زیادہ عرصہ نہیں
ہوا تو فائدہ ہوجائیگا - اور اگر عرصہ گزر گیا ہے تو اپریشن کرا دینا
چاہئے - ( " )

(۶) سکھا - کی کھیر غذا میں استعمال کرائیں دودھ زیادہ ہوجائیگا
(حکیم محمد ظہیر علی)

(۷) محافظ معدہ کی ایک شیشی دواخانہ ہاشمی سے طلب کرکے استعمال
کریں - ۱۲/ ( " )

(۲۶) حسن افزا دواخانہ ہاشمی سے منگوا کر استعمال کیجئے - ( " )

(۳۳) گائے کی چربی ایک سیر کو آگ پر چڑھا دیں - جسوقت گرم ہوجائے
تو تیزاب گندھک ½ تولہ اُس میں ڈال دیویں نصف گھنٹہ کے
بعد آگ سے اُتار لیں اور کسی دوسرے برتن میں ڈالدیں - اس
طریقہ سے کہ نیچے والی میل بچے مٹھی رہے - (صادق احمد - خریدار)

# انشائے لطیف

## تو نے سنایا نہیں

(از پروفیسر اکبر خاں حیدری)

تو نے مجھے دولت دی۔ صحت دی۔ عزت اور نام آوری کے آسمان پر پہونچایا۔ میری مضطرب روح کی تسکین کے لئے خوش خصال اور خوش خصال شریک زندگی عطا فرمائی۔ بے چین دل کے اطمینان کے لئے معصوم بچے مرحمت کئے۔ دُکھ درد میں شریک ہونے کے لئے مخلص اور باوفا دوست فراہم کئے۔ میرے آرام کا خیال کرنے والا ساحب خدمت گزار مقرر کئے۔ میں نے سر بسجود ہو کر تیری حمد کی اور تیرا شکریہ ادا کیا۔ مگر مجھے شک تھا کہ میری حمد اور میرا شکر تجھ تک پہونچا یا نہیں۔ تو نے میری آوازیں سُنیں یا نہیں۔؟

مبتلائے آلام میں پھنسکر۔ زمانے کی گردشوں میں مبتلا ہو کر۔ افلاس کی ناقابل برداشت تکلیف سے متاثر ہو کر۔ مرض کی شدتوں سے نڈھال ہو کر۔ معصوم بچوں کی بے وقت موت سے متاسف ہو کر۔ دوست اور احباب کے مظالم کا شکار ہو کر۔ خادموں کی نمک حرامی سے تنگ آکر۔ عزیز واقارب کی خود غرضیوں سے محو ہو کر۔ گمنامی کے قعر مذلت میں گر کر۔ دوسروں تقدیر پر تدبیر کی میت کو دیکھ کر۔ میں نے تجھ سے فریاد کی۔ دعائیں مانگیں مگر مجھے شک تھا کہ "میری فریادیں میری دعائیں تجھ تک پہونچیں یا نہیں تو نے ان کو سنا یا نہیں"؟

ایک دن میری ضرورتیں مجھے ایک دوست کے ہاں لے گئیں۔ میں نے ایک سوالات اُس سے پوچھے گر وہ اُن کا جواب دینے سے قاصر تھا۔ اُس نے ایک کالی سی چیز میز پر سے اُٹھائی۔ ایک جزو اپنے کان سے لگایا اور دوسرا اپنے ہونٹوں کے سامنے رکھا۔ اُس نے ایک نمبر دہرایا اور خاموش ہو گیا تھوڑی دیر بعد وہ بولنے لگا اور اُس نے میرے تمام سوالات دہرا دیئے تھوڑی دیر کے بعد اُس نے یہ عجیب و غریب آلہ میز پر رکھدیا۔ اور میرے سوالوں کا جواب دیدیا۔

میں نے متحیر ہو کر پوچھا "یہ کیا چیز ہے مجھے بھی بتائیے۔ اُس نے کہا "اِسے ٹیلیفون کہتے ہیں۔ اِس پر بہت دور دور سے بات ہو سکتی ہے۔ لاہور اور شملہ تک بات کر سکتے ہیں بلکہ لندن اور ہندوستان کے ارباب حکومت منٹوں میں ایک دوسرے سے باتیں کر لیتے ہیں۔ تمام آوازیں صاف سُنائی دیتی ہیں میرا اشتیاق اور بڑھا اور میں نے ان سے درخواست کی کہ میں اس میں کسی سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ اُنھوں نے ایک نمبر بلا کر مجھے دیدیا میں ایک دور اُفتادہ دوست سے اِسکے توسّل سے گفتگو کرتا رہا اور قائل ہو گیا۔

میرا شک دور ہو گیا اور مجھے یقین ہے کہ میری حمد۔ میرا شکر گزاری۔ میری فریاد اور میری دُعا۔ تو نے ہی سُنی اور یہ سب تجھ تک پہونچیں۔

## برسات

(از حضرت بیاں میرٹھی)

اُٹھی ہیں پہاڑ سے گھٹائیں ، اُڑتی ہوئی آتی ہیں ہوائیں ،
بادل سے چھلک رہی ہیں بوندیں ، پتوں سے ڈھلک رہی ہیں بوندیں
مستی سے مچل رہا ہے پانی ، نہروں میں اُچھل رہا ہے پانی
آفاق مہک رہا ہے سارا ، گلزار دہک رہا ہے سارا
غنچوں میں چھپی پہل رہی ہے ، ٹہنی ایک ایک پھل رہی ہے
اتراتی ہوئی ہے ہوا چلی ہے ، اور ہنستی ہوئی کلی کلی ہے
اُڑ اُڑتے ہیں طیور چہچہا کر ، سبزہ اُبھرا ہے لہلہا کر
بستے ہیں شجر خوشی کی دُھن میں ، غنچوں کی چٹک ہی چمن میں
گلشن نے جو شوق سے اُبھارا ، جنگل کی طرف بھرا طرارا
پانی سے بھرا ہوا ہے جنگل ، سبزی سے بھرا ہوا ہے جنگل ،
پھولوں سے رچا ہوا ہے جنگل ، جنگل میں مچا ہوا ہے منگل
گلشن میں ہیں پھول اگر رنگیلے ، کانٹے بھی ہیں دشت میں نکیلے
ہیں چوکڑیاں چکار بھرتے ، پھرتے ہیں ہرن طراری بھرتے
ہے کوہ کے نیچے لالہ ستاں ، گویا ہے چراغ زیر داماں
سبزہ قطرہ فشاں پھوار ہوتی ، ہے کوہ کی چوٹیوں میں موتی
چوٹی پہ ہیں بادلوں کے کیا جھنڈ ، جنگل کو بھرا ہوا کیا کُنڈ
دوڑے آتے ہیں بادل ایسے ، گھر دوڑ رہے نصیبوں کی جیسے
کیا شور مچا رہے ہیں چشمے ، سوتوں کو جگا رہے ہیں چشمے ،
سو رنگ بدل رہی ہے مٹی ، قوت اُگل رہی ہے مٹی
کیا کبک دری کا قہقہا ہے ، جنگل میں عجیب چہچہا ہے
منڈلاتی ہیں جا بجا گھٹائیں ، اٹھلاتی ہیں سو بسو ہوائیں
پوروائی ہوا کا زمزمہ ہے ، دامن جنگل کا ترشح ہے
اشجار پہ کوکتی ہے کوئل ، کب شور سے چوکتی ہے کوئل
ہے رنگ معینوں کا پھیکا ، غل ہے چڑیوں کی راگنی کا

## مخمور خواب ناز جاگ

"اے مخمور خواب ناز! جاگ! کہ یہی وقت جاگنے کا ہے!

چڑیوں نے نغمہ سرائی شروع کر دی، اور نسیم کے لطیف جھونکوں نے گلشن میں سبزہ خوابیدہ کو بیدار کر دیا ——— "اے مخمور خواب ناز! جاگ!"

کہ یہی وقت جاگنے کا ہے!"

تیرے سرہانے شمع ــــ ہاں رات بھر کی تھکی ماندی شمع نے آنسو روانی شروع کی ہے - اور اسکی معصوم روشنی ٹمٹما ٹمٹما کر تجھ سے التجا کر رہی ہے کہ ــــ

"اے مخمور خواب ناز! جاگ! کہ یہی وقت جاگنے کا ہے"

ستارۂ سحری ڈبڈبا ڈبڈبا کر اشارہ کر رہا ہے، نیلے نیلے آسمان کے کنارے کی سپیدۂ سحر ہویدا رہے، اور دیکھ ــــ کہ تیرے سرہانے والی کھلی ہوئی کھڑکی سے اک اک کر کے مانگ پڑنے والی پھولوں کی پتیوں سے دل لبھا نیوالی خوشبو آ رہی ہے کہ ــــ

"اے مخمور خواب ناز! جاگ! کہ یہی وقت جاگنے کا ہے!"

نسیم شمال، تیرے قدم چوم چوم کر التجا کر رہی ہے اور رات کی نمائشیاں و شب کی تاریکیاں تجھ سے رخصت کی اجازت چاہتی ہیں، سمندر کی روانی میں تیزی آگئی، ہوائیں زور زور سے چلنے لگیں، مشرق میں طلوع آفتاب کی تیاریاں ہیں اور ــــ

"اے مخمور ناز! جاگ! کہ یہی وقت جاگنے کا ہے!"

اے قدیم خواب عیش! اے اوبستر ناز پر انداز سے سونے والی! جاگ خدا کے لئے جاگ! تیرے اس کائنات کی ہر شے تیری منتظر ہے مشتاق ہے، بیقرار ہے، دیکھ! کہ تیرے سنہرے دراز گیسو تیری کمر میں حائل ہو چکے ہیں، اور اس طرح تجھے بیدار کرنے کی ایک ناکام کوشش کر رہے ہیں ــــ اور اسی طرح تیری بلائیں لے لیکر کہہ رہے ہیں کہ ــــ

"اے مخمور خواب ناز! جاگ! کہ یہی وقت جاگنے کا ہے!" "حجاب"

# نوش و خمار

گا، اے مغنیہ گا مجھے اپنا نغمہ سنا!

تو گاتی ہے اور میرا دل مجھے محبت کا اولین درس لیتا ہوا محسوس کرتا ہے - تیرا نغمہ میری کلفت حیات و ابتلائے زندگی کو محو کئے دے رہا ہے، تیرے بربط سے نکلنے والے زمزمے میری دنیا کو بدلے دے رہے ہیں گاتی رہ بجاتی رہ! ہاں مجھے اپنے نغمہ و ترنم میں سب کچھ بھول جانے دے مرے آنسوؤں ہی کو اسی میں خشک اور موت کو فراموش ہو جانے دے!

میں نے شب ماہ میں فوارے کی روانی دیکھی ہے اور اسوقت تیری نغموں کا سیل بھی دیکھ رہا ہوں، تیری آواز کا نقرۂ سیال فوارے کے اس پانی سے زیادہ حسین ہے جس میں چاند کی کرنیں تحلیل ہو رہی ہیں - جس طرح وہ فوارہ اپنی روانی میں پابند خیال نہیں ہوتا تو بھی اپنے نغموں میں محو ہو کر سب کچھ بھول جاتی ہے -

سنا، اے مغنیہ سنائے جا، کہ میں تیرے نغموں میں تیری زندگی راز عیاں دیکھتا ہوں - تیرے لبوں سے ادا ہونے والا ہر ہر لفظ ایک شرح ہے تیرے محسوسات متالم کی، اور ایک تفسیر ہے جذبات آسودگی کی وہ الم خیز حیات جب کسی نے تیری نسوانی پیش کش کو ٹھکرا دیا؟ اور وہ جذبات آسودگی جو تو کسی کے ساتھ وابستہ کر سکتی ہے!

آہ، اگر تو اپنے پُر صنعت تبسموں میں اپنے رازحیات کو چھپانا چاہتی ہے، لیکن میری نظروں میں وہ اتنے ہی سریع الفہم ہوئے جا رہے ہیں - مجھے نہیں معلوم تیری آواز میں ایک اعجاز ہے جو تیرے اشک ہائے ناکامی کو زندہ کئے دے رہی ہے تو نے ایک وفا دشمن کے لئے بہائے اور ان تمام داعیات کو ذی حیات بنائے دے رہی ہے جنکی آرزو تیری ان آنسوں کی روح ہے - تو نہیں جانتی کہ جس طرح معروف مشنا بط کا سایہ اُس کے ساتھ تیرتا ہے اسی طرح محسوسات اسلی اور حرکات موسیقی بھی ایک ہیں - ہاں گاتی رہ اور سناتی رہ، کہ میں تیرا افسانۂ عشق انتہائے شوق و دلچسپی کے ساتھ پڑھ رہا ہوں -

گا، اے مطربہ مجھے اپنا نغمہ سنا!

تو جب گاتی ہے تو جب کسی سر کو کاپی کے ساتھ لگا جاتی ہے تو تیرے لب نور ابتسام سے منور ہو جاتے ہیں اور آنکھیں روشن ہو جاتی ہیں - اُسوقت اپنی ذات کو بھول جاتا ہوں اور سوچتا ہوں کہ تو دنیائے دل کی ایک ہلاکت ہے -

میں نے نور آفتاب میں فوارے کی روانی دیکھی ہے، اور اسوقت تیرے نغموں کا سیل بھی دیکھ رہا ہوں - تیری آواز کا طلائے رقیق اُس فوارے کے پانی سے زیادہ حسین ہے - جس میں آفتاب کی شعاعیں تحلیل ہو رہی ہیں گا، اور میرے لئے گائے جا - اے پیکر حسن اور صدائے افسوں کار، تیرا نغمہ میری بہار شباب کے ساتھ کھیلتا ہوا معلوم ہوتا ہے - اور مجھے پھر اُسی دور کیف و خمار میں پہنچائے دے رہا ہے ہاں سُنا مجھے میری ہی محبت کا فسانہ سُنا - میرے ہی عشق کا قصہ سُنا - آہ، وہ دور جو آفتاب و ماہتاب کی مشترک تجلیوں سے آباد تھا،

ستم سفاک خنجر تیرے دل پر بھی چل چکا ہے اور میرا قلب بھی مجروح ہے - محبت کا خمار تجھ پر بھی مستولی ہے اور میں ڈوبا ہوا ہوں - گا اور گائے جا، اور کبھی خاموش نہ ہو، کہ نغمہ و موسیقی درد محبت کا نوشش اور لذت عشق کا خمار ہے! (ہمسایہ)

# مجاز و حقیقت

(ایڈیٹر)

جگر کو دیکھئے کب تک میسر ہو جگر ہونا — کہ اسکو خون ہونا ہے ابھی پھر اشک تر ہونا

کبھی اسکی نگاہ شرمگیں اٹھتے نہیں دیکھی — سکھایا کس نے یارب آسماں کو فتنہ گر ہونا

کہا سب سے مرا افسانہ چاک جیب و داماں نے — ستم ہے پردہ پوشوں کا الٰہی پردہ در ہونا

وہ کیا سمجھے کہ یہ جولانگہ کون و مکاں کیا ہے — سکھائے عشق جسکو آپ اپنا راہبر ہونا

سنبھلکر عشق سے ایک وارفتہ پھر محو تماشا ہے — ذرا اے حسن پھر رونق فزائے بام و در ہونا

ادھر شوق آفرینی اس نگاہ ناز پرور کی — ادھر انجام سے ایک سادہ دل کا بیخبر ہونا

کوئی آیا ہے پھر دل میں ہزاروں حسرتیں لیکر — ذرا ایک برق حرمن سوز سے جلوہ گر ہونا

نسیم عنبر افشاں اسطرف زحمت نہ فرمائے — کہ ایک افسردہ کا اچھا نہیں افسردہ تر ہونا

مجھے اے عندلیب نوحہ گر تو دیکھتی کیا ہے — بڑی مدت میں سیکھا ہے فغاں کا بیاثر ہونا

یہ رود رہا ہے جسکا قطرہ قطرہ رشک طوفاں ہے — خدا را تم نہ ہمت آزمائے چشم تر ہونا

اگر اس پردۂ قدرت میں کوئی سننے والا ہے
تو وحشی اک قیامت ہے دعا کا بے اثر ہونا

(محمد عبدالحمید برق چتروی فتحپوری)

لاکھوں پیام آرزو حسن کے ایک ناز میں — لاکھوں سلام آرزو عشق کے اک نیاز میں

عقل حقیقت آشنا ہوتی اگر نہ رہنما — دل تو گرا جکا ہی تھا قعر رہ مجاز میں

روح تڑپ جو برق کیطرح ایسا تو شعلہ اثر — کردے عطا خدا مری آہ شرر نواز میں

سورت شمع گھل گئی بت صانعی درون سوز عشق — آئے مزہ نہ کاش انہیں اسکے دل گداز میں

ایک نگاہ قہر میں برق فنا نہاں ہزار — سیکڑوں لطف زندگی ایک نگاہ ناز میں

مذہب عشق میں وضو خون جگر سی شرط ہے — سجدے سے پھر سر اٹھے فرض ہے یہ نماز میں

صورت ذرہ اشک جو برق اٹھا گرا کرے
حال نہ اسکا پوچھئے عالم سوز و ساز میں

(حضرت ریاض خیرآبادی)

علم کے نقش سے روشن یہ نگینہ ہوجائے — کعبۂ دل مرے اللہ مدینہ ہوجائے

وہ چمک درد کی ہو دل میں کہ بجلی کی چمک — دامن طور ذرا آج یہ سینا ہوجائے

دیکھ کر بزم نشین تیرے یہ ہنگامۂ حشر — چاہتے ہیں تری محفل کا قرینہ ہوجائے

سختی نزع سہی موت نہ آئے نہ سہی — شوق دیدار میں مشکل مجھے جینا ہوجائے

ظلمت کفر سے بڑھ کر ہے سیاہی دل کی — دور کیونکر دل اغیار سے کینا ہوجائے

دیکھنا ہے لب تو بہ کا تبسم ساقی — تلخ اتنی ہو کہ مشکل مجھے پینا ہوجائے

سیل دم اور گھنی چھاؤں میں اٹھنے والو — ہم بھی چلتے ہیں ذرا خشک پسینا ہوجائے

دل کچھ کھینچے مری عمر دراز پر — قہر پھر میرے لئے ایک مہینا ہوجائے

(از جناب ہادی صاحب مچھلی شہری)

بالاخر بے اثر ہو گی محبت میں نہ سمجھا تھا — ملیگی نامرادی دست حسرت میں نہ سمجھا تھا

بجز خون تمنا کچھ نہیں داماں حرماں میں — دل صد پارۂ غم کی یہ صورت میں نہ سمجھا تھا

خبر کیا تھی فریب ناز کا پہلو بھی شامل ہے — ترے انداز کو اسے حیرت میں نہ سمجھا تھا

خدا رکھے تصور کو مجھے سب کچھ میسر ہے — مجھے صبح وطن ہو شام غربت میں نہ سمجھا تھا

ملا آرام جاں بعد فنا دم توڑ کر مجھکو — میسر ہوگی یہ دولت بد قسمت میں نہ سمجھا تھا

تیرے پیکاں کو مدفوں یاد دل خلش کو — مٹیگا اسطرح نقش محبت میں نہ سمجھا تھا

کبھی تصویر حسرت ہے کبھی شکل تمنا ہے — محبت کو سرا سر رنج و راحت میں نہ سمجھا تھا

(از سید شجاعت حسین ریحانی - الہ آباد - یوپی)

باعث فخر سمجھ رکھا ہے انساں ہونا — مجھکو منظور ہے سنگ در جاناں ہونا

زیب دیتا نہیں درویش پہ خنداں ہونا — حاصل عیش ہے انسان کا گریاں ہونا

داغ دل ہوگئے آنسو سے فروزاں آخر — میری تقدیر میں تھا سرو چراغاں ہونا

صاحب درد کو کیا وصل صنم سے مطلب — لذت آموز بقا ہے غم ہجراں ہونا

تم یا ذیبی کی حقیقت کو ہے افشا کرنا — بر سخن اس لب جاں بخش کا عریاں ہونا

فرقت یار میں گھل گھل کے میں ہو جاتا فنا — چاہیئے تھا مجھے ایک شمع شبستاں ہونا

کیا یہ کم ظرفی عاشق نہیں اے ریحانی — مثل بلبل ستم یار سے نالاں ہونا

## خریداران دین و دنیا کیلئے رعایت

ماہ ذی الحجہ کے مبارک مہینہ میں بھی ہم حسب ذیل رعایت دینگے

یکمشت پانچ روپیہ کی کتابوں کے خریدار کو محصولڈاک معاف

یکمشت دس روپیہ کی کتابوں کے خریدار کو - ایکروپیہ کمیشن

یکمشت پندرہ روپیہ کی کتابوں کے خریدار کو - دو روپیہ کمیشن

یکمشت بیس روپیہ کی کتابوں کے خریدار کو - تین روپے کمیشن

یکمشت پچیس روپیہ کی کتابوں کے خریدار کو چار روپیہ کمیشن

پانچ روپیہ سے کم کے خریدار کو کوئی رعایت نہیں دیجائیگی

مقررہ کمیشن سے زائد کے لیے خط و کتابت بیکار ثابت ہوگی

# صنفِ نازک

## مُلک کی اصلی دَولت

کسی ملک کی دولت سونا چاندی اور جواہرات نہیں ہوسکتی - بلکہ وہ دولت تعلیم یافتہ گروہ ہے - جس میں مرد اور عورتیں دونوں شامل ہیں - سچی اور حقیقی تعلیم ملک کی دولت اور قوت ہے - اور جھوٹی تعلیم ملک کی فنا کرنے والی چیز ہے - سچی تعلیم پانے سے انسان خدا پرست راستگو اور بیباک ہوتا ہے - اپنا دل و دماغ اور جسم قوی رکھتا ہے - سچے اور حقیقی تعلیم یافتہ انسان میں قوت بہبود پیدا ہوتی ہے اور بنی نوع انسان کے واسطے بھی بھلائی کرنے کی قوت ہوتی ہے وہ کبھی خودغرضی سے ایسا خیال بھی نہیں کرتا کہ اپنے آپ کو تو پلاؤ زردہ - مرغن غذا ملے - اور دوسرے انسان کو روٹی کا خشک ٹکڑا بھی نہ ملے - خصوصاً ہندوستانی مستورات کو سچی تعلیم ملنے کی ضرورت ہے -

## برھمی عورتیں

برہما کے سارے ملک میں کوئی عورت بھی ایسی نہیں ملتی جو لکھنا پڑھنا نہ جانتی ہو - وہاں کی خواتین کو ہر قسم کی آزادی حاصل ہے ہر قسم کی تجارت اور دستکاری وغیرہ کرتی ہیں - کسی قسم کا روزگار کرنے کی ان عورتوں کو ممانعت نہیں ہے - برہما کی عورتیں - ہندو - مسلمان - عیسائی - یورپین - چینی - جاپانی قوم کے مردوں سے شادی کرتی ہیں - جسکا نتیجہ یہ مرتب ہو رہا ہے - کہ برہمی قوم نیست و نابود ہوتی جاتی ہے - اب سے پچاس برس کے بعد برہمی قوم کا آدمی نمائش کے لئے بھی نہیں ملیگا - لکھنے پڑھنے اور آزاد رہنے کا اور مذہبی قیود کے پابند نہ ہونے کا اگر یہی نتیجہ ہے کہ قوم نابود ہو جائے تو ایسی تعلیم اور آزادی سے ہم باز آئے - ہم نہیں چاہتے کہ ہماری قوم دنیا سے نابود ہو جائے -

سیام کی مستورات کا بھی قریب قریب یہی حال ہے -

## چینی عورتیں

چین کی عورتیں بہت کم پڑھی لکھی ہیں - اس ملک کی مستورات کو آزادی بھی کم ہے یہاں کی عورتیں اپنے والدین کے قدم بہ قدم چلنا اور ان کے احکام کی پوری پوری تعمیل کرنا اپنا پہلا فرض جانتی ہیں - چینی مرد کے سوائے دوسری قوم کے مردوں سے کبھی شادی نہیں کرتیں - وہ اپنے خاوندوں سے بہت محنت کرتی ہیں - اور طبقہ غربا سے لیکر امرا کی عورتیں تک اپنے اپنے گھروں کا کام اپنے ہاتھ سے کرتی ہیں - خصوصاً بچوں کی پرورش و پرداخت میں یہاں کی عورتوں کو بہت تجربہ حاصل ہے - ہر پیشہ کے کام میں لوہار - بڑھئی - درزی - موچی - سنار وغیرہ وغیرہ میں اپنے اپنے شوہروں کو کافی اور بیش قیمت امداد دیتی ہیں - جب چین کے آدمی پردیس میں جا کر کوئی پیشہ کرتے ہیں خصوصاً ہندوستان - برہما - جاپان - امریکہ میں اپنی اپنی بیویاں بھی ساتھ رکھتے ہیں - ان لوگوں میں فضول خرچی کی بری عادت نہیں ہوتی - اس لئے وہ سخت محنت سے بہت جلد دولتمند ہوکر اپنے وطن کو واپس آجاتے ہیں اور اپنی قوم میں عزت حاصل کرتے ہیں - حالانکہ چین کی عورتوں میں تعلیم اور آزادی بہت کم ہے اس پر بھی چین کی آبادی و جاہ و حشمت دن دونی رات چوگنی ہوتی جاتی ہے -

## جاپانی عورتیں

جاپان کی عورتوں میں تعلیم اور آزادی دونوں موجود ہیں - یہاں کی عورتیں کالج میں تعلیم پاکر توکیو وغیرہ یونیورسٹی کی ڈگریاں بھی حاصل کرتی ہیں - برہما کی عورتوں کا رنگ ڈھنگ جاپانی لیڈیوں میں بھی پایا جاتا ہے - جاپانی عورتیں پردیس جاکر جن باتوں میں مشہور ہوتی ہیں وہ بھی آپ صاحبان سے پوشیدہ نہیں ہیں -

جاپانی سوسائٹی میں اچھے اور برے کام کا امتیاز نہیں ہے - آج کل جاپان کی ساری دنیا تعریف کر رہی ہے - لیکن جس ملک کی مستورات کا طرز معاشرت ایسا ہو خواہ وہ قوم کتنی ہی ہوشیار ہو - لیکن سچی تعلیم یافتہ قوم کے مثل کبھی ترقی نہیں کرسکتی -

## امریکن عورتیں

امریکہ کی مستورات کسی قدر یورپین عورتوں کے برابر ہیں - امریکہ میں ہر قسم کی تعلیم مفت ہونے کی وجہ سے غریب سے غریب والدین کے لڑکے اور لڑکیاں بھی اعلیٰ تعلیم حاصل کرتی ہیں - امریکن مستورات بھی بہت محنتی اور جفاکش ہوتی ہیں - ہم بڑے بڑے کارخانوں میں مردوں کے دوش بدوش کام کرتی ہیں ڈیموکریٹ کی جج بھی ہیں - بڑے بڑے تاجروں کے اور سرکاری دفتروں میں بڑے بڑے عہدوں پر کام انجام دیتی ہیں - ان عورتوں کا چال چلن بھی اچھا ہے - یہ بہت زیادہ ایماندار اور خوش مزاج صاف قلب اور صاف ہوتی ہیں - میرے نزدیک امریکہ اس سے بھی زیادہ بہت کچھ ترقی کرے گا - امریکن مستورات مذہبی عبادت کو بھی پابندی سے ادا کرتی ہیں - مذہبی امورات میں دیگر اقوام کی مستورات سے بہت زیادہ مشغول رہتی ہیں - امریکہ کی متمول لیڈیاں غریب مستورات کے

فائدہ اور مالی امداد پہونچانے میں ہر وقت کوشاں رہتی ہیں۔ یتیم بچوں کی پرورش اور تعلیم کو وہاں کی لیڈیاں غریب مستورات کے فائدہ اور مالی امداد پہونچانے میں ہروقت کوشاں رہتی ہیں۔ یتیم بچوں کی پرورش اور تعلیم کو وہاں کی لیڈیاں اپنا پہلا فرض سمجھتی ہیں *

## فرانسیسی و انگلستانی عورتیں

جنوبی یورپ کی لیڈیاں بھی بہت محنتی اور عقلمند ہوتی ہیں خصوصاً انگلستان کی لیڈیاں زیادہ تعریف کی مستحق ہیں۔ عموماً یہاں کی عورتیں شریف اور ایماندار ہوتی ہیں۔ فرانس کی لیڈیاں اپنے لباس کی آراستگی اور قطع برید اور نئی نئی وضع کے لباس کی تراش خراش اختراع اور آزادی میں زیادہ مشہور ہیں۔ یہاں کی لیڈیاں بچوں کی پرورش اور پرداخت کرنے سے اپنی جان بچاتی ہیں۔ جسکا نتیجہ یہ ہے کہ فرانس کی آبادی کم ہوتی جاتی ہے انگلستان میں مس فلورنس نائٹ انگیل جیسی مخیر اور غریب پرور کے مثل لیڈیاں بہت سی موجود ہیں۔ ایسی لیڈیاں فرانس میں کمیاب ہیں ہماری دعا ہے کہ انگلستان کی ایسی مخیر لیڈیوں کی نسل میں ترقی ہو اور جو غربا کی بہبودی اور بہتری کے واسطے بڑی جانفشانی سے کام کرتی ہیں۔

## بیمار اور اس کی تیمارداری

(از سردار محمدی بیگم صاحبہ)

ایسا کوئی انسان دنیا میں نہ ہوگا جسکو اپنی زندگی میں بیماری کا مقابلہ یا تیمارداری کا موقعہ نہ آیا ہو۔ بلکہ ہر ایک گھر میں بیماری اور تیمارداری کے مواقع ہمیشہ پیش آیا کرتے ہیں۔

اور غفلت وکم توجہی کی وجہ سیکڑوں جانوں کا نقصان ہوا کرتا ہے۔ ایسے خوش نصیب مریض دنیا میں بہت کم ملیں گے۔ جنہوں نے اپنے عزیزوں اور تیمارداروں کی مہربانی اور دلی توجہ کی بدولت خدا کے فضل سے صحت جیسی نعمت دوبارہ حاصل کی ہو ورنہ فیصدی ۹۹ تو ایسے ہی پائے جائیں گے۔ جو کس مپرسی کی حالت میں اپنے عزیزوں اور تیمارداروں کی بے توجہی و درگذشت کی بدولت ہلاک ہوگئے چنانچہ آئے دن ایسے واقعات دیکھنے میں آتے ہیں۔ جن سے بہت صدمہ ہوا کرتا ہے۔ اور دل ہی جانتا ہے۔ کہ اس باب میں کوئی خاص کوشش ہونی چاہئے جس سے بیماروں کو فائدہ پہونچے۔ بیماری ایسی بُری چیز ہے جسکے آنے سے تمام راحت و آرام کی باتیں انسان سے چھُٹ جاتی ہیں۔ اور جس کی وجہ سے اسکو کوئی خوشی۔ خوشی معلوم نہیں ہوتی۔ دولت حکومت اولاد یہاں تک کہ زندگی بھی بھلی معلوم نہیں ہوتی۔

اُس میں ہمت و طاقت نہیں رہتی۔ جس سے وہ کسی قسم کا کام کرسکے۔ وہ سراسر دوسروں کا محتاج و دست نگر ہو جاتا ہے۔

ایسی حالت میں نہایت ضروری ہے۔ کہ اپنے بھائیوں اور بہنوں کی جان بچانے اور ان کی تکالیف کم کرنے میں خاص کوشش اور توجہ کی جائے *

اس میں شک نہیں۔ کہ تیمارداری کوئی آسان اور سہل کام نہیں ہے۔ اس میں کئی طرح کی مشکلات اور تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے جسکو ایک متحمل شخص ہی برداشت کرسکتا ہے مگر ایسی مجبوری کی حالت میں جیسی کہ میں نے اوپر بیان کی ہے۔ اپنے پر تکلیف گوارا کرکے ایسے معذور و مجبور شخص کو آرام پہونچانے کی کوشش کرنا ہی انسانیت کا منشا ہے ؎

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

میں نے ارادہ کیا ہے۔ کہ اپنی ان بہنوں کے لئے جو تیمارداری کے طریق اور اس کے فرائض سے آگاہ نہیں چند ضروری باتیں لکھوں *

میں مریض کے کمرے اور اس کے صاف وخوشنما بنائے رکھنے کے طریقے سے لکھنا شروع کرتی ہوں۔ کہ وہ کیسا اور کس طرح صاف وخوشنما رکھا جائے *

مریض کا کمرہ بڑا وسیع۔ ہوادار ہو۔ جس میں دھوپ کا بخوبی گزر ہوتا ہو۔ مریض کے کمرے کی ہوا صاف رکھنا نہایت ضروری و لازمی امر ہے۔ یہ بات تازی ہوا کے آمد و رفت سے حاصل ہوتی ہے۔ کہ تازی ہوا کے آنے سے کثیف ہوا جو مختلف طور سے خراب ہوا کرتی ہے۔ خارج ہوجاتی ہے۔ مریض کا فضلہ۔ تھوک۔ پسینہ وغیرہ ایسی چیزیں ہیں۔ جن سے برابر غلیظ اجزا اور جراثیم اُڑتے رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ گرد وغبار بتی کا دھواں وغیرہ چیزیں ہوا کو خراب کر دیتی ہیں۔ اس لئے ایسی ہوا میں بیمار کا اور دوسرے آدمیوں کا دم یا سانس لینا مضر وخطرناک ہوا کرتا ہے۔ اور مریض کو تو سوا اس کمرے کے اور کسی جگہ جا کر تازی ہوا کھا بھی نہیں سکتا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ مریض کے کمرے کی ہوا نہایت صاف رہنا لازمی امر ہے۔ اگر کمرہ تنگ وتاریک ہے۔ تو اس میں دن میں ایک دو بار آگ جلائی جائے۔ اور اس میں خوشبو مثلاً لوبان یا چندن کا برادہ ڈال دیا جائے۔

---

# سُود خوار کا حشر

(۱)

منشی نواب علی خاں نے جب سے دنیا کے عملی میدان میں قدم رکھا اور زندگی کی سرگرمیوں میں حصہ لیا اسوقت سے اُنہیں شوق تہا کہ کسی طرح اپنی موجودہ حالت کو بدل دیں اور ترقی کے بلند ترین کنگرہ تک رسائی حاصل کریں لیکن ترقی کا مفہوم اُن کے نزدیک یہ نہ تہا کہ انسان اعلیٰ درجہ کا پابند مذہب بنکر خدا کے مقبول اور برگزیدہ بندوں میں شامل ہوجائے نہ وہ ترقی کا یہ مطلب سمجھتے تھے کہ اخلاقی حالت کی کماحقہ اصلاح کرکے آدمی دنیا میں ہر دلعزیزی حاصل کرے اور نہ اُن کے خیال میں ترقی کا ماحصل یہ تہا کہ تعلیم و تربیت کی مدد سے دل و دماغ میں روشنی اور پاکیزگی پیدا کی جائے۔ ترقی سے اُنکی مُراد صرف اس قدر تہی کہ روپیہ پیدا کیا جائے اور جہاں تک ممکن ہو اور جسطرح ممکن ہو دولت حاصل کیجائے۔ حصول زر کے یہ جذبات خاں صاحب کے دلمیں شادی کے بعد اور زیادہ ترقی پذیر ہوگئے۔ خاں صاحب ایک غریب آدمی تھے اور اُن کی شادی بہی ایک غریب گہر میں ہوئی تہی اس لئے جب اُنہوں نے خوبصورت بیوی کی سڈول کلائیوں کو طلائی کڑوں سے اور مصفا پیشانی کو جہومر کی دلاویزیوں سے خالی دیکہا اور ساتہہ ہی عالم خیال میں مادسی کا نگاہوں کی زرِ زر برآور پیکر حسن و جمال کی آرائشوں کا اندازہ کیا تو اُن کا دل تڑپ گیا۔ اور اُنہیں اپنی پچاس روپے ماہانہ کی آمدنی نہایت حقیر محسوس ہوئی۔ اب خانصاحب کے خیالات دل سے زبان تک پہنچنے لگے تھے اور اُنہوں نے احباب سے اپنی پریشانیوں کا اظہار شروع کردیا تہا۔ خانصاحب کے احباب اُن کو سمجہاتے تھے کہ اس ہوس پرستی سے باز آئیں اور خدا نے پچاس روپے ماہوار کی جو آمدنی دے رکھی ہے اُسپر قناعت کریں۔ وہ یہ بہی کہتے تہے کہ اگر آپ قناعت نہ کرینگے تو کیا کیجئے۔ اس لئے کہ آپ کے پاس حصول دولت کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ اگر آپ چاہیں کہ موجودہ سے بہتر ملازمت حاصل کرلیں تو یہ خیال محال ہے کیونکہ آپ کی محدود تعلیم و قابلیت کے لحاظ سے اس سے بہتر ملازمت ملنی دشوار ہے۔ اگر آپ صنعت و حرفت کے ذریعہ سے کچھ کمانا چاہیں تو پہلے صنعت و حرفت کی تعلیم میں کئی سال صرف کریں اور پہر بہی یہ امر مشتبہ رہیگا کہ پچاس روپے ماہوار آمدنی ہوسکتی ہے یا نہیں۔ البتہ تجارت میں کامیاب ہوکر انسان بہت کچھ کما سکتا ہے لیکن تجارت کے لئے سرمایہ کی ضرورت ہے اور سرمایہ آپ کے پاس موجود نہیں اگر آپنے مکان اور بیوی کا زیور فروخت کرکے ہزار پانسو روپے فراہم بہی کرلئے تو اتنی رقم سے بہی پچاس روپے سے زیادہ آمدنی ہونی دشوار ہے۔ الغرض خاں صاحب کے تمام احباب کا فیصلہ یہی تہا کہ وہ توسیع آمدنی کی خام خیالی سے باز آئیں اور موجودہ آمدنی پر جو درحقیقت اُن کی ضروریات کے لئے بالکل کافی ہے قناعت کریں

(۲)

خاں صاحب کو احباب نے جو مشورہ دیا تہا وہ اسے نہایت مخلصانہ اور صحیح مشورہ سمجھتے تہے۔ وہ جانتے تھے کہ میں نے معمولی طور پر اُردو فارسی پڑہی ہے۔ کوئی ڈگری میرے پاس نہیں ہے اور اس لئے پچاس روپے سے زیادہ تنخواہ ملنی ناممکن ہے۔ وہ یہ بہی سمجھتے تھے کہ صنعت و حرفت سے اُنہیں کچھ مناسبت نہیں اور یہ بات اُن کے غیر مشاق دست و بازو سے ناممکن ہے کہ اہل حرفہ کیطرح محنت و مشقت کی زندگی بسر کریں۔ وہ اس امر واقعہ کے بہی معترف تہے کہ تجارت کے لئے سرمایہ درکار ہے اور سرمایہ اُن کے پاس موجود نہیں۔ لیکن ان سب باتوں کو تسلیم کرنے کے باوجود اُن کے دلمیں ہر وقت حرص و ہوس کا طوفان برپا رہتا تہا اور اُنہیں رات دن اس بات کی جستجو تہی کہ کسی نہ کسی طرح دولت پیدا کرنے کا کوئی مستقل ذریعہ معلوم ہوجائے۔ آخرکار اُنہوں نے عرصۂ دراز کے بعد توسیع آمدنی کی یہ تدبیر سوچی کہ موجودہ ملازمت کو برقرار رکھکر کوئی کام اختیار کیا جائے۔ تدبیر معقول تہی اور اگر محنت و مستعدی کے ساتہہ کوئی مناسب کام شروع کیا جاتا تو رفتہ رفتہ خانصاحب اپنے مقصد میں کامیاب ہوجاتے لیکن افسوس ہے کہ ایسا نہ ہوسکا۔ اس ناکامی کی وجہ یہ تہی کہ خانصاحب کا دماغ جس تیزی کے ساتہہ ایک اسکیم تیار کرتا تہا اُس تیزی کے ساتہہ ہاتھ پاؤں کام نہیں کرتے تھے۔ وہ طبعاً نہایت سست اور کاہل واقع ہوئے تھے اور اس لئے تجارتی اور کاروباری جد و جہد اُن کے امکان سے باہر تہی۔ وہ صرف دولتمند سا بننا چاہتے تھے لیکن وہ اُن تکالیف کو برداشت نہیں کرسکتے تھے جنکے بغیر ایک غریب آدمی دولتمند نہیں بن سکتا۔ اس کاہلی اور سستی کا نتیجہ یہ ہوا کہ خاں صاحب نے بیوی کا تمام زیور رہن رکھکر دو سو روپئے کی جو رقم ڈیڑھ روپیہ ماہوار فیصدی شرح سود پر حاصل کی تہی وہ عرصہ دراز تک پہنسی رہی اور کاروبار میں اتنا فائدہ بہی نہ ہوا کہ کم از کم سود کی رقم ہی بیباق ہوسکتی۔ سال بہر کے بعد جب خانصاحب نے بیوی کے تقاضوں سے مجبور ہوکر "السی" کو (جو اُنہوں نے "سیزن" کے موقع پر خرید کی تہی) اونے پونے فروخت کیا اور رہن شدہ زیور کو چہڑانا چاہا تو تیس روپے کی جگر شگاف رقم اپنی گرہ سے دینی پڑی اور اُس تاریخ سے اُنہیں تجارت سے نفرت ہوگئی۔

(۳)

خانصاحب چاہتے تھے کہ بخت و اتفاق کی یاوری سے اُنہیں دولت مل جائے یا کوئی ایسا ذریعہ اُن کی سمجہ میں آجائے جسکی بدولت ایک سست کم ہمت اور کمزور ارادہ کا انسان بہی تمول حاصل کرسکتا ہو۔ اسی غور و فکر میں تین سال کا زمانہ گزر گیا۔ خانصاحب اس عرصہ میں آمدنی کو تو نہ بڑہا سکے لیکن خرچ ضرور بڑہ گیا کیونکہ اب خیر سے وہ دو بچوں کے باپ بن چکے تھے۔ بچوں کو دیکہ دیکہ کر اُن کو اور زیادہ اشتعال پیدا ہوتا تہا۔ اور وہ اپنے دلمیں کہتے تھے کہ اب توسیع آمدنی کی کونسی تدبیر اختیار کروں۔ کیا ریلوے اسٹیشنوں اور ٹکٹ گہروں میں جاکر مسافروں کی جیبیں کتروں یا نقب زنی کی مشق بہم پہنچاؤں۔ آخر کس طرح آرام کی زندگی بسر کروں اور کیونکر افلاس کے فولادی پنجہ سے نجات حاصل کرکے دولت کے دامن میں پناہ لوں۔ افسوس میں نے تجارت کا سلسلہ چہیڑا اور اُسمیں کچھ کامیابی نہیں ہوئی حالانکہ تجارت نے لوگوں کو مالامال کردیا ہے۔ درحقیقت میں تجارت کی اہلیت بہی نہیں رکہتا جتنی محنت کاروبار کے لئے درکار ہے وہ میرے امکان سے باہر ہے۔ مجہے تو کوئی ایسا ذریعہ معاش چاہئے جسمیں محنت مشقت کی

ضرورت نہ ہو اور آمدنی خود بخود ترقی پذیر ہوتی جائے۔ خاں صاحب اسی اُدھیڑ بن میں تھے کہ یکایک اُن کا ذہن محلہ کے ساہوکار رام گوپال اگروال کی طرف منتقل ہوا جس سے انہوں نے چند روز قبل دو سو روپے کی رقم قرض لی تھی اور چند روز کے ۲۶ روپے سود میں دے کر اس قرض کو بیباق کیا تھا اور انہوں نے اپنے دل سے کہا "بس مجھے تو رام گوپال کی زندگی پسند ہے۔ دن بھر اپنے گھر میں بیٹھا رہتا ہے کسی کا نوکر نہیں محنت مشقت کی اُسے حاجت نہیں۔ کمرہ میں سفید چاندنی کا فرش ہے۔ وسط میں قالین پر گاؤ تکیہ لگائے بیٹھا ہے۔ سامنے صندوقچہ اور صندوقچہ کے دونوں جانب بہیوں کا انبار ہے۔ صبح سے شام تک نوٹوں اور روپوں کے شمار کے سوا کوئی مشغلہ نہیں۔ ظالم لکھا ہے نہ پڑھا۔ اور سیکڑوں روپے ماہوار پیدا کرتا ہے۔ میں بھی کیوں نہ یہی کام شروع کر دوں۔ کچھ زیادہ روپے کی حاجت نہیں۔ اگر دو سو روپے سے کام شروع کیا گیا تو سال بھر میں ایک معقول رقم فراہم ہو جائیگی۔ پہلی پہل دس روپے سے زیادہ قرض نہ دیا جائے۔ اور غربا سے کام کی ابتدا کی جائے۔ دو پیسہ فی روپیہ کے حساب سے سود لینے والے اکثر لوگ مل جائینگے۔ بہت سی بیوائیں بہت سے مصیبت زدہ جنکو فوری ضرورت درپیش ہوگی ہاتھ جوڑینگے۔ اپنا زیور رکھینگے اور زیادہ سے زیادہ شرح سود پر قرض لینے کے لئے تیار ہونگے۔

(۴)

سودخواری کا خیال خاں صاحب کے دلمیں روز بروز راسخ ہوتا گیا اور وہ غور و خوض کے بعد اس نتیجہ پر پہونچے کہ اگر ترقی کا کوئی ذریعہ ہے تو وہ یہی ہے کہ سود لیا جائے چنانچہ انہوں نے بیوی کا زیور فروخت کرکے کام شروع کر دیا۔ خانصاحب کے دوستوں کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو اُنمیں سے بعض نے تو اُنہیں بالکل بائیکاٹ کر دیا اور بعض چند روز تک اس کوشش میں رہے کہ کسی طرح اُن کو سمجھا بجھا کر راہ راست پر لے آئیں۔ اسی اثنا میں جوئندہ یابندہ کے مصداق خانصاحب کو بعض ایسے اخبارات اور رسالے مل گئے جنمیں سود لینے کے متعلق زوردار مضامین شایع ہوئے تھے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ جواز سود پر مباحثہ کرنے کے لئے اچھی طرح تیار ہو گئے جہاں اُن سے کسی نے سودخواری کے متعلق کچھ کہا کہ وہ فوراً ترکی بہ ترکی جواب دینے لگے۔ ایک دن خانصاحب اپنی مردانہ نشستگاہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ منشی مرادعلی نامی اُن کے ایک دوست تشریف لائے اور مسئلہ سود پر دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔ منشی مرادعلی نے کہا کہ "خانصاحب آپ کو کیا ضرورت پیش آئی کہ آپ اس گناہ کے لئے آمادہ ہو گئے"

خانصاحب:۔ تعجب ہے کہ آپ جیسا لکھا پڑھا آدمی سود کو گناہ کہتا ہے۔ جس کام سے انسان اپنی مالی اصلاح اور ترقی کر سکتا ہو وہ گناہ ہے؟

مرادعلی:۔ "مالی اصلاح تو چوری سے بھی ممکن ہے۔ پس کیا آپکے نزدیک وہ بھی گناہ نہیں؟"

خانصاحب:۔ کیا خوب۔ چوری اور روپے پر منافع لینے سے کیا نسبت۔ آپ سود کو گناہ سمجھتے ہیں۔ میں اس لفظ ہی کو ڈکشنری سے خارج کئے دیتا ہوں۔ آئندہ سے اسے منافع کہونگا۔ دیکھئے انگریزی میں اسے "انٹریسٹ" کہتے ہیں جسکا ترجمہ ہے "مفاد"

مرادعلی (ہنسکر) بندہ پرور، اگر آپ زنا کا نام نماز رکھ لیں تو کیا اس سے زنا کی حرمت دور ہو سکتی ہے۔ آپ نے انگریزی لفظ کے ترجمہ کی تکلیف کیوں کی۔ سود کا ترجمہ بھی تو "نفع" ہی قرار پاتا ہے۔

خانصاحب:۔ آپ غلط مثالیں دیکر مجھے مغالطہ میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ جناب والا کسی شے کی حرمت اور جواز حالات پر موقوف ہے جسطرح حالات بدلتے جاتے ہیں اُسی طرح حرمت بدلتی جاتی ہے۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ فقہا اور مجتہدین نے ضرورت وقت کے مطابق جائز کو ناجائز اور ناجائز کو جائز کر دیا ہے"

مرادعلی (جوش میں بھرکر) ہرگز نہیں۔ فقہا اور مجتہدین نے ایسا کبھی نہیں کیا ہے میں اسکا قائل نہیں کہ سود حصول دولت کا ذریعہ ہے۔ کیونکہ حصول دولت کا بہترین ذریعہ تجارت ہے۔ سود کی طرف تو صرف وہ لوگ مائل ہو سکتے ہیں جو سست، نکمے اور کاہل ہوں اور چاہتے ہوں کہ ہاتھ پاؤں ہلائے بغیر روپیہ ہاتھ آئے۔ علاوہ بریں اگر مان بھی لیا جائے کہ سود دولت کا ذریعہ ہے تو ہمارے مذہب نے دولت کو اتنی اہمیت نہیں دی ہے جسکے لئے مذہبی اصول میں ترمیم کیجائے۔ سود، شراب، زنا وغیرہ کبائر گناہ ہیں کیا ایسی کوئی مثال آپ کے پاس ہے کہ فقہا نے اصول مذہب میں ترمیم کی ہو یا جس شے کی قطعی حرمت قرآن و حدیث سے ثابت ہو اُسے جائز کر دیا ہو"

(۵)

خاں صاحب:۔ آپ بار بار اصول کا لفظ زبان پر لاتے ہیں لہٰذا اصولی طور پر غور کیجئے کہ سود کیوں ناجائز ہے۔ اس لئے کہ اس سے غریبوں کی تباہی ہوتی ہے۔ اور اسمیں ایک طرح کی بے رحمی اور سنگدلی پائی جاتی ہے" پس اگر ہندوؤں اور عیسائیوں سے سود لیا جائے تو کچھ حرج نہیں"

مرادعلی" سبحان اللہ آپ نے اصول کو خوب سمجھا۔ زنا کو مذہب نے حرام قرار دیا ہے پس آپ کے اصول کے مطابق ہندو اور عیسائی عورتوں سے زنا جائز ہونا چاہئے"

خاں صاحب:۔ اجی یہ اور بات ہے اور وہ اور بات ہے۔ اصل یہ ہے کہ آپ ہی جیسے تاریک خیال لوگوں نے مسلمانوں کو مفلس بنا رکھا ہے"

مرادعلی:۔ اور اصل یہ ہے کہ آپ ہی جیسے روشن خیال مذہب کی بیخکنی کر رہے ہیں کیا تماشا ہے کہ آپ مسلمانوں کے تو دوست ہیں لیکن اسلام کے دشمن ہیں"

خانصاحب:۔ "منشی صاحب خوب یاد رکھئے کہ سود لئے بغیر آپ متمدن اور دولتمند اقوام کے دوش بدوش کبھی نہیں چل سکتے"

مرادعلی" یہ خیال غلط ہے۔ ہم بیسود اس ترقی میں اُن سے آگے بڑھ سکتے ہیں۔ ہم کو ہمارے مذہب نے ایسی ارزاں معاشرت سکھائی ہے کہ غریب سے غریب آدمی بھی اس معاشرت کو اختیار کرکے بہت کچھ پس انداز کر سکتا ہے۔ البتہ اگر آپ دیگر اقوام کی معاشرت اختیار کرینگے تو آپ مجبور ہونگے کہ اُن کے اصول بھی اختیار کریں۔ میں اس گفتگو کو اب زیادہ طول نہیں دینا چاہتا لیکن خاں صاحب، میں آپ کو جتائے دیتا ہوں کہ آپ نے ایک گناہ کو ترقی کا ذریعہ قرار دیا ہے اس لئے آپ کبھی سرسبز نہیں ہو سکتے"

خانصاحب:- میں آپ کے اس کوسنے کی پروا نہیں کرتا اور آپ سے صرف اتنا پوچھتا ہوں کہ لاکھوں ہندو اور عیسائی سود لیتے ہیں اور دن دوگنے رات چوگنے بڑھ رہے ہیں پھر میں نے کیا قصور کیا ہے کہ مجھے سرسبزی حاصل نہ ہوگی"

مراد علی:- اسکا سبب بھی سُنئے۔ دُنیا میں ہزارہا نقصانات احساس کی بنا پر پیدا ہوتے ہیں۔ اگر آپ کوئی غذا یہ سمجھکر کھائیں کہ وہ مضر ہے تو آپ کو ضرور نقصان پہونچیگا لیکن اگر ایک مضر غذا کو مفید سمجھ کر آپ کھائیں تو وہ کبھی نقصان نہیں کریگی۔ اگر کوئی کام آپ یہ سمجھکر اور یہ جان کر اختیار کریں کہ وہ خدا و رسول کے حکم کے خلاف اور تمام قوم کے نزدیک ناپسندیدہ ہے تو آپ کا ضمیر ہر وقت آپ کو ملامت کرے گا اور وہ کام کیسا ہی منفعت بخش ہو لیکن باطنی طور پر اُسکی مضرتیں بڑھتی جائینگی اور آخرکار تباہی کا باعث ثابت ہوگا۔ قتل کے بعد ایک قاتل کا ہمیشہ مضطرب رہنا ایک خالی مکان میں بھی چور کا ہر کھٹکے پر سہم جانا۔ کسی کے ساتھ بدی کرکے دل کا لرزنا اور اُسکے خمیازہ کا مضطرب رہنا۔ یہ سب باتیں احساس کا نتیجہ ہیں۔ آپ نے سود لینا اختیار کیا ہے۔ لیکن آپ کا ضمیر لعنت کر رہا ہے۔ خدا لعنت کر رہا ہے۔ فرشتے لعنت کر رہے ہیں۔ تمام مسلمان لعنت کر رہے ہیں اور آپ کو یقیناً ان لعنتوں کا احساس ہے۔ پس یہ احساس نہ آپ کے دل سے جدا ہو سکتا ہے اور نہ اسکی موجودگی میں آپ سرسبز ہو سکتے ہیں۔"

(۶)

منشی مراد علی کے یہ آخری فقرے خانصاحب کے دلیرانہ انکار کی قوتوں کے باوجود تیر و نشتر کا کام کر گئے۔ وہ اپنے ارادہ سے تو باز نہیں آئے لیکن یہ خیال اُن کے دل میں جاگزیں ہو گیا کہ یہ ہوس پرستی کسی نہ کسی وقت رنگ لاکر رہیگی۔ بہرحال اس جد و جہد پر دس سال کا زمانہ گزر گیا۔ خانصاحب کو سود سے تو اتنی منفعت نہیں ہوئی لیکن واقعات نے اُنہیں مالامال کر دیا۔ مثلاً ایسی بعض صورتیں پیش آئیں کہ لوگوں نے زیورات رہن رکھے اور پھر اُن کی واپسی کا موقع نہیں ملا۔ مکانات اور جائدادیں گروی کیں اور پھر نیلام ہو کر کم سے کم قیمت میں خانصاحب کو مل گئیں۔ ان سب سے بڑھ کر ایک بڑی بات یہ تھی کہ جسقدر دولت بڑھتی گئی اُسیقدر خرچ کم ہوتا گیا۔ اُنکو دولت کی تلاش اس لئے تھی کہ اچھا کھائینگے اچھا پہنینگے اور صرف کے مواقع پر دل کھولکر صرف کرینگے لیکن اب اُن کی یہ حالت تھی کہ جب دس روپے خرچ کرنے کا ارادہ کرتے تو معاً اس خیال سے ہاتھ روک لیتے کہ سال بھر میں دس کے بارہ ہو سکتے ہیں۔ بیوی اور بچے اچھا کھانے اور اچھا پہننے کو ترستے تھے۔ خانصاحب کو خدا نے دو فرزند نرینہ اور ایک لڑکی عطا کی تھی۔ اور یہ تینوں اب جوان تھے۔ لیکن برادری نے ان کو اسطرح بائیکاٹ کر رکھا تھا کہ لڑکی کو ہم کفو شوہر اور لڑکوں کو ہم کفو بیویاں ملنے کی بہت کم امید تھی۔ حالانکہ لڑکی شکیل و نیک مزاج تھی لیکن خانصاحب کی سودخواری نے اُن کو شہر میں ایسا ذلیل کر رکھا تھا کہ کہیں سے اُسکا پیام نہیں آتا تھا۔ یہی حال لڑکوں کا تھا۔ جیسے ہاں کی بات چیت کیجئے اُس نے کانوں پر ہاتھ رکھے۔ حالانکہ شہر میں اور بھی چند مسلمان سودخوار تھے لیکن خانصاحب نے اس معاملہ میں غیر فانی شہرت حاصل کی تھی۔ وہ اوّل تو اپنے گھر سے نکلتے نہ تھے اور اگر کسی طرف چلے گئے تو دور سے انگلیاں اٹھتی تھیں کہ وہ شیلاک یہودی جا رہا ہے۔ اُنکی بیوی اگر کسی تقریب میں جاتی تھیں تو برادری کی بی بیاں آوازے کستی تھیں اور شوہر کی بدولت بیگناہ بیوی کو طعنے سننے اور صدمے سہنے پڑتے تھے۔ خانصاحب کے بچے مکتب میں کوئی وقعت نہیں رکھتے۔ بازار میں اُنکی مطلق عزت نہ تھی۔ جہاں کسی شخص کو اُنکی کسی بات سے ناخوشی پیدا ہوئی کہ اُس نے سود کا مسئلہ چھیڑ دیا۔ حالانکہ خانصاحب نے کئی سال سے پنجوقتہ نماز شروع کر دی تھی اور رمضان کے روزے بھی رکھتے تھے لیکن لوگ اُن کو رو در رو لامذہب و فاسق و فاجر کہتے تھے۔ خانصاحب یہ سب کچھ سنتے تھے اور خاموش رہتے تھے۔

(۷)

اب خانصاحب کی عمر چالیس سال سے متجاوز ہو چکی تھی لیکن ابھی تک زندگی کا صرف ایک ہی رُخ اُن کے سامنے آیا تھا۔ مذہب کی خلاف ورزی اور سوسائٹی کی رسوائی سے قطع نظر کر کے اُن کی زندگی ہر طرح کامیاب تھی۔ وہ اسوقت کم و بیش پچاس ہزار کے آدمی تھے۔ خدا نے اولاد بھی دی تھی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ سارا گھر تندرست تھا لیکن مشرق کو مغرب سے بدلتے اور حالات کو ورق الٹتے دیر نہیں لگتی۔ کتنی معمولی بات تھی کہ دن کے ہم نیچے آسمان پر ابر محیط ہوا۔ ہوا میں خنکی پیدا ہوئی اور تھوڑی دیر میں بارش ہونے لگی۔ اس موسمی تغیر سے خانصاحب کی بیوی کو زکام ہو گیا۔ زکام ہو جانا اور اُسکے لئے کسی دوا کا استعمال نہ کرنا اُن کے لئے کوئی نئی بات نہ تھی۔ لیکن زکام بہت زور پر تھا۔ بے احتیاطی سے نزلہ کا اثر سینہ تک پہونچا اور کھانسی بھی آنے لگی۔ جب کھانسی اور بخار پر پندرہ دن سے زیادہ مدت گزر گئی تو خانصاحب کو کچھ توجہ پیدا ہوئی اور جب پورا ایک ماہ ہو گیا تو انہوں نے خلاف معمول علاج کا ارادہ کیا۔ [illegible] وہیں محمد جان نامی ایک عطار تھا۔ جو عطاری کے ساتھ ہی طب میں بھی کچھ معلومات رکھتا تھا۔ خانصاحب نے اُسکا علاج شروع کیا۔ محمد جان اور کسی بات سے واقف ہو یا نہ ہو لیکن ہر مرض میں علاج سے پہلے مسہل دینا نہایت ضروری سمجھتا تھا جو تعداد میں تین سے کم اور سات سے زیادہ نہیں ہوتے تھے چنانچہ اُس نے خانصاحب کی بیوی کو پے در پے تین مسہل دیئے۔ مسہلوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ مریضہ بہت کمزور ہو گئیں اور کھانسی بخار نے مستقل صورت اختیار کر لی۔ خانصاحب نے ایک ماہ سے زیادہ محمد جان کا علاج جاری رکھا لیکن مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ آخرکار رائے ہوئی کہ اب چند روز ڈاکٹری علاج کے لئے زنانہ شفاخانہ سے بہتر خانصاحب کے خیال میں کوئی جگہ نہ تھی۔ چنانچہ ایک دن وہ خود بیوی کو شفاخانہ لیکر پہونچے۔ ناواقف لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ خیراتی شفاخانوں میں کچھ خرچ کئے بغیر کام چل جاتا ہے اور علاج اُسی خوبی کے ساتھ ہوتا ہے جیسا بہت کچھ خرچ کرنے سے ممکن ہے۔ لیکن تجربہ بتاتا ہے کہ ان کا یہ خیال بالکل غلط ہے۔ خیراتی شفاخانوں میں بھی صرف اُنہی لوگوں کا علاج اچھی طرح ہو سکتا ہے جو صرف زر کی استطاعت رکھتے ہیں۔ آہ وہ نگاہیں عرش کو ہلا دیتی ہیں اور وہ لب و لہجہ آسمان کو ٹوٹ پڑنے کا اشارہ کرتا ہے جسکے ساتھ شفاخانہ میں ایک لیڈی ڈاکٹر غریب مریضوں سے مخاطب ہوتی ہے۔ لیکن یہ حالت فوراً

بدل جاتی ہے اگر غریب عورت اپنا تن پیٹ کاٹ کر اور مصیبت زدہ بچوں کی فاقہ کشی سے قطع نظر کرکے کم از کم دو روپیہ کی رقم سے پلنگ رو خت پاٹ کے لئے تیار ہوجائے جب خیراتی شفاخانوں کی یہ حالت تھی تو خانصاحب اپنے کفایت شعاری کے منصوبہ میں کیونکر کامیاب ہو سکتے ہیں" . . . . . . . . . .

. . . . . . . . . انکی بیوی کا علاج تو شروع ہوگیا۔ لیکن نہ لیڈی ڈاکٹر نے کچھ توجہ کی اور نہ کمپوڈر کے دلمیں ہمدردی پیدا ہوئی قسمت بھی شریک حال نہ تھی ورنہ اس بے توجہی کی حالت میں بھی مریضہ کا اچھا ہوجانا محال نہ تھا۔ الغرض مہینے ڈیڑھ مہینے تک علاج جاری رہا اور بالآخر مایوس ہوکر خانصاحب نے شفاخانہ کی زحمتوں سے کنارہ کشی اختیار کی۔ اب اُن کی بیوی سل کے پہلے درجہ میں تھیں۔ اور شفایابی کی صورت اس کے سوا کچھ نہ تھی کہ مینہ کے قطروں کیطرح روپے کی بارش کی جاتی لیکن وہ شوہر جسکے دلمیں ہر وقت یہ خیال جاگزیں رہتا تھا کہ سو روپے ایکسال میں سوا سو ہو سکتے ہیں بیوی کی زندگی اتنی قیمتی نہیں سمجھتا تھا کہ اپنی مالی بربادی کے لئے تیار ہوجاتا۔

(۸)

اب اس خوفناک مرض کا علاج لے دے کر یہ رہ گیا تھا کہ کبھی خاکسی منقی میں بھر کر توے پر الٹ پلٹ کر کھلائی جاتی تھی۔ اور کبھی برگ سکوہ سنرا دربرگ کاسنی سبز کا عرق پھاڑ کر پلایا جاتا تھا۔ دوا نہ ملنے سے مرض نے غیر معمولی تیزی کے ساتھ بڑھنا شروع کیا۔ غریب عورت تمام رات کھانس کر اور بیٹھ کر صبح کرتی تھی جسم کا تمام خون بلغم بنکر منہ سے خارج ہو رہا تھا۔ بدن سوکھ کر کانٹا ہوگیا جسم کی تمام رطوبات خشک ہوچکی تھیں۔ موت کو صرف برسات کی مرطوب و بخونکو ہلاک بنا دینے والی ہواؤں کا انتظار تھا چنانچہ بارش کے چند روز گذرتے ہی خانصاحب کی بیوی نے اس عالم فانی سے عالم جاودانی کیطرف رحلت کی۔ بیوی کے انتقال کے بعد گھر کا انتظام بالکل تہ و بالا ہوگیا۔ خانصاحب کو خانگی معاملات میں سب سے زیادہ مشکل بچوں کی نگرانی کے متعلق پیش آئی۔ ایک جوان لڑکی کا گھر میں اسطرح رہنا کہ کوئی سرپرست موجود نہ ہو ایسی حالت میں نہایت نامناسب تھا کہ خانصاحب تمام دن مردانہ میں رہیں۔ بیوی کے انتقال کو بعد انہیں شدومد کے ساتھ یہ فکر دامنگیر ہوئی کہ کسیطرح لڑکی کا نکاح ہوجائے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے احباب سے تذکرہ کرکے امداد چاہی۔ جب خانصاحب کا یہ ارادہ لوگوں کو معلوم ہوا تو سجاد علی نامی ایک صاحب جو خانصاحب سے دور کی رشتہ داری رکھتے تھے اور جنکی دو بیویاں انتقال کرچکی تھیں روپے کے لالچ سے آمادہ ہوگئے اور چند روز میں انکی شادی ہوگئی۔ سجاد علی کو توقع تھی کہ کم از کم چار پانچ ہزار کا جہیز ضرور ملیگا۔ لیکن خانصاحب نے مشکل سے چار پانچسو روپے شادی کے تمام اخراجات میں صرف کئے۔ اس واقعہ سے سجاد علی کو بہت ناگواری پیدا ہوئی کیونکہ خانصاحب کے ہاں رشتہ کرنے سے انکا مدعا روپے کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ رفتہ رفتہ یہ ناگواری اس حد تک بڑھی کہ تعلقات بالکل منقطع ہوگئے۔ چنانچہ خانصاحب کا لڑکا نمونیا میں ۵ روز مبتلا رہ کر فوت ہوگیا لیکن سجاد علی نے بیوی کو اجازت نہ دی کہ وہ میکے جاکر بھائی کو ایک نظر دیکھ لے۔ ان واقعات سے خاں صاحب کے دل پر بہت بُرا اثر پڑا۔ اب انہوں نے زنانہ مکان مقفل کر دیا تھا اور مردانہ میں رات دن پڑے رہتے تھے۔ قویٰ مضمحل ہوچکے تھے۔ دو موتوں نے دل کمزور کردیا تھا۔ لڑکی زندگی ہی میں ہمیشہ کے لئے چھوٹ چکی تھی۔ کفایت شعاری کے خیال سے کوئی نوکر یا خادم ملازم نہیں رکھتے تھے۔ بڑا لڑکا امجد علی بازار سے کھانا لے آتا تھا دونوں وقت کھاتے تھے جس سے معدہ پر بھی ناگوار اثر پڑا اور وہ بیمار رہنے لگے۔ اپنی بیماری کی وجہ سے لڑکے کو کام میں شریک کیا لیکن اُس نے روپیہ اڑانا اور عیاشی میں صرف کرنا شروع کیا۔ اور جب زد وکوب پر بھی اُس نے یہ عادت نہ چھوڑی تو خانصاحب نے اُسکو گھر سے نکالدیا۔

(۹)

امجد باپ کی خبر گیری سے پہلے ہی تنگدل ہو رہا تھا اور خدا سے دعائیں مانگتا تھا کہ کسی طرح اُسکی زندگی کا خاتمہ ہو اور میں اُسکے اندوختہ پر قابض ہوکر عیش و عشرت کی داد دوں۔ جب باپ نے اُسے نکالدیا تو وہ آوارہ پھرنے لگا۔ کچھ لکھا پڑھا بھی نہ تھا کہ کہیں نوکری کرکے اپنا پیٹ پالتا۔ اتفاقاً اُسے سجاد علی مل گئے اور جب انکو یہ حال معلوم ہوا تو اُسے اپنے ہمراہ مکان پر لے گئے۔ اور بڑی مدارات سے پیش آئے۔ سجاد علی عرصہ سے اپنی بیوی کو آمادہ کررہے تھے کہ ماں کے مہر کا دعویٰ کرے۔ لڑکی کسی طرح آمادہ نہ ہوتی تھی لیکن مجبور و بیبس تھی۔ مفر کی کوئی صورت نہ دیکھ کر اُسے ظالم شوہر کا کہنا ماننا پڑا۔ لیکن سجاد علی کو خیال تھا کہ صرف ایک تہائی دعویٰ ہوسکے گا۔ امجد کو اس حالت میں دیکھکر وہ بہت خوش ہوئے اور انہوں نے معمولی گفت وشنید میں اُسے بھی آمادہ کرلیا اور پچاس ہزار یعنی پورے مہر کا دعویٰ دائر کیا گیا۔ معاملہ بالکل صاف تھا۔ چند روز کی جدوجہد میں ڈگری ہوگئی۔ اور خانصاحب کی تمام جائداد اُن کے قبضہ سے نکل گئی۔ سجاد علی نے امجد اور اُسکی بہن کو صلاح دی کہ جائداد فروخت کرکے نقد روپیہ حاصل کرلیا جائے۔ امجد کو یہ تجویز بہت پسند آئی کیونکہ وہ خود نقد روپے کا متلاشی تھا۔ نقد روپیہ گھر میں آتے ہی سجاد علی نے امجد کو زہر دیدیا اور چونکہ ان دنوں شہر میں ہیضہ پھیلا ہوا تھا اس لئے یہ راز فاش نہ ہوسکا۔ اب سجاد علی کل رقم کے مالک تھے خاں صاحب پر جائداد نکل جانے کا یہ اثر ہوا کہ اُنکا دماغ بالکل بیکار ہوگیا۔ جنون کا اثر شروع ہوا تھا کہ ایکدن ایک قرضدار سے جھگڑا ہوگیا اُس نے موقع پاکر گھر میں آگ لگادی جس سے نہ صرف تمام اثاث البیت بلکہ کل تمسکات اور دستاویزیں جل کر تباہ ہوگئیں۔ اس حادثہ نے خانصاحب کے رہے سہے حواس بھی کھودئے۔ جس روز خانصاحب کے گھر میں آگ لگی ہی تھی اُسی دن اُنکی لڑکی ولادت کی تکالیف میں مبتلا تھی۔ بچہ تو خیریت سے پیدا ہوگیا لیکن زچہ کے بدن میں سمیت دوڑ گئی اور وہ ایک ہفتہ سرسام میں مبتلا رہ کر راہیِ ملکِ بقا ہوئی۔ ماں کے انتقال کے آٹھویں دن بچہ بھی چل بسا۔ اب صرف سجاد علی اور روپیہ باقی تھا کہ ایکدن شطرنج کھیلتے کھیلتے اُنہیں استفراغ ہوا۔ استفراغ سے فرصت نہیں ملی تھی کہ دست آیا۔ اور صرف ۵ گھنٹے کے عرصہ میں وہ بھی اس دنیائے ناپائدار سے رحلت کرگئے۔ خانصاحب پر پہلی ہوئی وبانے کچھ اثر نہیں کیا وہ زندہ ہیں اور معلوم نہیں کبتک زندہ رہینگے۔ داڑھی اور مونچھوں کے بال بڑھے ہوئے۔ ناخن بڑھے ہوئے بالکل برہنہ کوچہ و بازار میں پھرتے ہیں۔ لوگ انکو دیکھ کر عبرت حاصل کرتے ہیں۔ انکی یہ حالت دیکھ کر کئی مسلمان سود خواروں نے توبہ کرلی۔ اور شہر میں بعض دشمنانِ . .

# مولینا راشد الخیری کے انتقال کے بعد

آپ کو انکی تصانیف کی قدر ہوگی۔ اسوقت آپ انکی تصنیفات کا محدود دائرہ دیکھکر افسوس کرینگے اس لئے کہ یہ خوبی خدا نے ان کے ہی قلم کو عطا کی ہے کہ چند کتابیں دیکھنے کے بعد آپکے دلمیں شرافت۔ ایمانداری۔ ہمدردی۔ نیکوکاری کا جذبہ پیدا ہوجاتا ہے۔ "قدر ہر نعمت ست بعد زوال"

**صبح زندگی** — جسمیں نسیمہ کا بچپن۔ نسیمہ کا کوارپنہ۔ نسیمہ کی شادی نہایت موثر پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ ناول آپ کو بتائیگا کہ لڑکی کی پیدائش سے شادی تک کیونکر تعلیم و تربیت ہونی چاہیئے۔ قیمت عہ ر

**شام زندگی** — اسمیں نسیمہ کی زندگی کے شادی سے لیکر موت تک کے حالات ہیں۔ یہ ناول عورتوں کو خاوند کی خدمتگزاری اور طاعت سکھاتا ہے۔ اور شادی کے بعد خانہ داری کے تمام امور میں اتالیق کا کام دیگا۔ اور شوہر کو بتائیگا کہ اسکے فرائض کیا ہیں۔ اور میاں بیوی کیونکر خوش و خرم رہ سکتے ہیں۔ قیمت عہ ر

**شب زندگی** — یہ صبح زندگی کا تیسرا حصہ ہے۔ اسمیں نسیمہ کے مرنے کے بعد کی سرگزشت جو کہ نہایت نتیجہ خیز اور اصلاحی ہے۔ قیمت عہ ر

**شب زندگی حصہ دوم** — شب زندگی حصہ اول کا بقایا مضمون جو ضخامت کی زیادتی کی وجہ سے چھپا تھا۔ قیمت عہ ر

**محبوبۂ خداوند** — پھر دوبارہ چھپ گئی۔ یہی ایک وہ ناول ہے جسکی نسبت یہ کہا جاسکتا ہے کہ جو مسلمانوں کی رگوں میں بہادری اور شجاعت کے خون کو جوش زن کردیتا ہے۔ اسلامی جوش۔ ایمانداری۔ محبت۔ صداقت پاکیزہ۔ اخلاق سلف صالحین کے اطباع کی رغبت پیدا کرنے کا اور تبلیغ اسلام کا بہترین ذریعہ ہے محبوبۂ خداوند کو پڑھکر عہد عثمان کی تصویر آنکھوں کے سامنے پھر جاتی ہے۔ قرون اولیٰ کے پرجوش و پاکباز مسلمانوں کی جانبازیاں عیسائیوں کی مخفی شرمناک کارروائیاں اطرابلس کے خداوند کا سفیر پر عاشق ہونا اور عورت کو قبضہ میں لانے کی تیر بہدف تدبیریں عمل میں لانا۔ سفیر کا اپنی عصمت بچا کر اسلام قبول کرنا۔ راشد صاحب کے تمام ناولوں سے زیادہ دلچسپ ناول قیمت ۱۲ ار

**عروس کربلا** — مصور غم نے اس ناول میں شہادت امام حسینؑ کی دل ہلا دینے والا تاریخی ناول کی صورت میں قلمبند کیا ہے یہ وہ تصنیف ہے جسپر مصنف کو ناز ہے عہ ر

**سمرنا کا چاند** — مولینا موصوف کا نیا ناول جو کہ بہترین تاریخی ناولوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ دلچسپ اسقدر کہ پہلا صفحہ پڑھنا غضب ہے پھر ختم کرنا فرض ہوجاتا ہے عہ ر

**منازل السائرہ** — اسمیں سائرہ کی زندگی کے مختلف حالات نہایت دلچسپ اور نصیحت آمیز طریق سے بیان کیئے گئے ہیں۔ مولانا کی تحریر کا ایک لاثانی نمونہ ہے۔ اسکی مقبولیت کا اس سے اندازہ فرمایئے کہ پنجاب یونیورسٹی کی جماعتوں کے کورس میں اسمیں شامل ہیں عہ ر

**یاسمین شام** — جسمیں حضرت عمرؓ خلیفہ ثانی کا عہد حکومت جبکہ اسلام کی فتح اور تسخیر شام کے حالات نہایت خوبی کیساتھ بیان کئے گئے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ حسن و عشق کی داستان نے ناول میں عجیب رنگ بھر دیا ہے۔ قیمت عہ ر

**جوہر قدامت** — دو بہنوں کی نہایت پُر لطف کہانی جنمیں سے ایک دو رجہالت کی زندہ تصویر اور دوسری طرز جدید کی شیدا اور دلدادہ۔ یہ کتاب آپکو بتائیگی کہ عالم نسواں آج سے پچاس برس پہلے کیا جوہر رکھتا تھا اور مغربی تعلیم کی روشنی اسکو کسطرف لئے جارہی ہے۔ قیمت عہ ر

**نوحۂ زندگی** — اس کتاب کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ پانچواں اڈیشن تیار ہوگیا اسمیں حشمت کے نکاح ثانی کرنے پر جو جو ناجائز ظلم ڈھائے ہیں شاید دنیا میں کوئی انسان بچیگا نظام قدرت حشمت کی مدد کیلئے ہاتھ بڑھاتا ہے اور اسکی تمام تکالیف عیش سے بدل جاتی ہیں۔ یکتا اسقدر مقبول ہوئی ہے کہ اہل ہنود اس کتاب کو اس شوق سے زمانہ میں بہت خرید رہے ہیں تاکہ انکی ہاں کی بیوہ عورتیں اسکو پڑھکر نکاح ثانی سے نفرت نہ کریں اور چند دنوں انکی تعداد بڑھ جائے قیمت ۱۲ ار

**در شہوار** — مازندران۔ ایران۔ سیستان کی ہولناک جنگوں کا نقشہ مسلموں کی بہادری اس زمانہ میں در شہوار جیسے ناول بیحد مفید ہیں۔ ان سے مسلمانوں کی شجاعت بہادری کا پتہ چلتا ہے اور غیر اقوام کے مقابلہ کے لئے دلوں میں ولولے پیدا ہوجاتے ہیں ساتھ ہی ساتھ حسن و عشق بھی اپنا کام کررہا ہے۔ قیمت ۱۰ ار

**بنت الوقت** — جدید تعلیمیافتہ عورتوں کی ناگفتہ بہ حالت کا خاکہ۔ نئی روشنی کی تعلیم و تربیت کے جگرخراش اور افسوسناک نتائج ۔ ۸ ر

**سراب مغرب** — مغربی تمدن کے دھوکوں کا انکشاف کورانہ تقلید فرنگ کے نقائص ۸ ر

**موؤدہ** — اسمیں لڑکیوں کو ترکہ سے محروم کرنے کی مخالفت کیگئی ہے نہایت دلچسپ پرسوز اور عبرت خیز قصہ۔ قیمت ۸ ر

**تائید غیبی** — اندلس میں مسلمانوں کے عروج و زوال کے مناظر اور اسباب۔ مسلمانوں کے سرفروشانہ کارنامے۔ قیمت ۸ ر

**انگوٹھی کا راز** — ملکہ بلقیس۔ اور۔۔۔ بس ایک راز ہے خود ہی پڑھ لیجیئے۔ قیمت ۸ ر

**کیا شاعر بھی ہیں** — بیشک مولینا راشد الخیری ایک اعلیٰ درجہ کے شاعر ہیں۔ اگر آپنے ابتک انکی نظم نہیں دیکھی ہے تو روداد قفس ۶ ر میں منگوا لیجیئے۔

# ایک دوسری دنیا

## تقدیر آزمائی کیلئے

جب دست و بازو کی طاقت جواب دے چکتی ہے۔ جب اس دنیا کی تمام تدبیریں ختم ہو جاتی ہیں۔
جب معاملہ زور۔ اور زرداری کی حد سے گزر جاتا ہے۔ جب قانونِ وقت داد رسی کے لئے بیکار ثابت ہوتا ہے
جب معاش کی سب راہیں بند ہو جاتی ہیں۔ جب ہر کوشش ناکام قرار پاتی ہے۔
جب طبیب اور ڈاکٹر علاج سے عاجز آ چکتے ہیں۔ جب ایک ٹوٹی ہوئی ناؤ منجدھار میں آ پھنستی ہے۔
جب غمخوار منہ تکتے ہیں اور کچھ نہیں کر سکتے۔ جب ہر طرف مایوسیوں کی بادل چھائے ہوتے ہیں۔
اس وقت آسمان کی بلندیوں سے امید کی ایک کرن عکس فگن ہوتی ہے۔ اس وقت انسان کا دل دوسری دنیا کیطرف متوجہ ہوتا ہے۔
اس وقت روحانی طاقتیں کارفرما ہوتی ہیں۔ اس وقت تمام کوششیں دعا کی دو حرف بنکر زبان پر آتی ہیں۔

# ایسی نازک وقتوں میں

کام آنیوالی۔ مایوسوں کو امید دلانیوالی۔ ڈوبتوں کا سہارا۔ غمزدوں کا دلاسا۔ ہجراں نصیبوں کو مژدۂ وصل سنانیوالی
ستم رسیدوں کو دشمنوں سے نجات دلانیوالی۔ بیکاروں کو باکار اور مفلسوں کو زردار بنانے والی۔ مایوس مریضوں کیلئے
نسخۂ شفا۔ بے اولادوں کیلئے پیامِ بقا۔ آسیب زدوں کیلئے نقشِ سلیمان۔ بچوں کیلئے حرزِ جان۔ مقدمات میں کامیاب کرنیوالی۔ مشکلات سے بچانیوالی۔

# اگر ہے تو صرف ایک چیز ہے

# اور وہ

عملیات
ہے۔ جس میں پانچسو سے زیادہ ایسے مستند اور مجرب عملیات جمع کئے گئے ہیں جو اولیاء اللہ
اور زبردست عاملوں کے زیر عمل رہے ہیں۔ کتاب میں پہلے عمل اور وظیفہ پڑھنے اور نقش لکھنے کے طریقے
لکھے گئے ہیں شاید جو بڑے بڑے عاملوں کو بھی معلوم نہ ہونگے اور پھر ہر قسم کے اعمال و وظائف اور نقوش درج کئے گئے ہیں
اردو زبان میں عملیات کے متعلق ایسی جامع کوئی کتاب موجود نہیں
خدانخواستہ آپ کو جب کوئی مشکل پیش آئیگی یا جب کوئی مصیبت رونما ہوگی اُسوقت یہ کتاب آپ کی ڈوبتی ہوئی
کشتی کو ناخدا بنکر بچا لیگی۔ اس کتاب کے مطالعہ سے آپ ایک زبردست عامل بن سکتے ہیں اور آپ کے اندر نہ صرف
ایک محبوب کو، ایک حاکم کو یا ایک امیر کو تسخیر کرنیکی بلکہ دنیا کو زیروزبر کرنے کی طاقت پیدا ہو سکتی ہے۔
اب آپ مضامین کتاب کی فہرست ملاحظہ کیجیے جسکے بعد آپ اندازہ کر سکینگے کہ اس کتاب کی تالیف میں کسقدر
محنت کیگئی ہے اور ہر شخص کیلئے یہ کتاب کیسی کارآمد اور ضروری ہے۔
اس کتاب میں صدہا ایسے سربستہ عملیات ہیں جو سالہا سال
کی محنت و ریاضت کے بعد بھی کسی عامل سے مشکل معلوم ہو سکتے ہیں

# فہرست مضامین کتاب عملیات

مضمون



## باب پنجم
## عملیات کشائش رزق



مضمون



## باب ششم
## عملیات تسخیر خلائق



## باب ہفتم
## عملیات تسخیر سلاطین وامرا



مضمون



## باب ہشتم
## تسخیر حکام وکامیابی مقدمات وغیرہ



## باب نہم
## چور کی شناخت اور مال مسروقہ کی بازیافت



## باب دہم
## عملیات مفرور اور گم شدہ کی واپسی کیلئے



مضمون



## باب یازدہم
## عملیات مختلف امراض کیلئے



مضمون

# روح انجنیری

## اگر آپ ٹھیکیدار بننا چاہتے ہیں

اور دولت کے خواہشمند ہیں۔ اگر آپ صاحب جائداد ہیں اور چاہتے ہیں کہ آپ کی جائداد نہایت خوبصورت اور بکفایت تیار ہو اور مرمت میں روپیہ بہت کم خرچ ہو۔ اگر آپ سیول انجنیر بننا چاہتے ہیں تو روح انجنیری ملاحظہ کیجئے۔ اس کتاب کو ہندوستان کے تمام اردو دان انجنیروں اور ٹھیکیداروں نے بے حد پسند کیا ہے ان کا مقولہ ہے کہ شاید ہی اردو میں اس سے زیادہ مفید اور کارآمد اس فن کی کوئی کتاب موجود ہو اس کتاب میں انجنیری کے متعلق تمام فارمولے نہایت آسانی کے ساتھ کوئی سمجھائے گئے ہیں۔ اور فن انجنیری کو اول سے آخر تک اس قدر خوبی سے بیان کیا گیا ہے کہ یہ کتاب مبتدیوں کے لیے بھی بے حد مفید ہے۔ غبی سے غبی شخص بھی اس کتاب کو پڑھ کر فن تعمیر کا ایک ماہر بن سکتا ہے۔ انجنیری کے تمام اصول نہایت آسان اور صحیح درج کئے گئے ہیں۔ انگریزی کتابوں کا عطر ہے۔ قیمت ۱۰/عہ

**منیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی**

# تعلیم موٹر

## اگر آپ کے پاس موٹر ہے

یا آپ موٹر چلاتے ہوں۔ یا چلانا چاہتے ہوں تو کم از کم ایکمرتبہ تعلیم موٹر کا بھی مطالعہ کرلیجئے۔ اسمیں موٹر چلانے کے صحیح اور ضروری اصول و قواعد نہایت خوبی کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں اور اردو زبان میں اس قدر آسانی کے ساتھ سمجھایا گیا ہے کہ ایک معمولی عقل و قابلیت والا شخص انکو ذہن نشین کرلینے کے بعد چند ماہ کے عرصہ میں قابل موٹر ڈرائیور بن سکتا ہے نہ صرف یہ بلکہ وہ موٹر کے معاملہ میں یک لایق میکنکل انجنیر بن جائیگا۔ ہر قسم کی مرمت بآسانی خود کر سکیگا جنگل و بیاباں میں جہاں موٹر کی درستی کی کوئی صورت نہ ہوگی یہ کتاب فرشتہ رحمت بنکر مدد کرے گی اسمیں موٹر کے تمام چھوٹے بڑے پرزوں کی تصویریں موجود ہیں۔ ان کا فٹ کرنا مرمت کرنا نہایت خوبی کے ساتھ بتایا گیا ہے۔ انگریزی کے چند مشہور کتابوں کی مدد سے اس کتاب کو تیار کیا گیا ہے اس لئے یہ موٹر کے متعلق اپنی قسم کی پہلی اور بہترین کتاب ہے۔ قیمت ۸/عہ

**منیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی**

شمس العلما مولینا محمد حسین آزاد مرحوم کو قیامت تک زندہ رکھنے والی کتابیں
نگارستان فارس
فارسی زبان کے مشاہیر شعرا کا تذکرہ۔ اور فارسی زبان کی عہد بعہد ترقیاں۔ فارسی شعرا کا کلام۔ مورخانہ حیثیت لئے ہوئے دوسری آب حیات ہے۔ استاد رودکی سے لیکر خان آرزو تک کے حالات لکھائی چھپائی کاغذ نہایت عمدہ۔ قیمت مجلد سے ر
سخندان فارس
فارسی زبان کی مکمل تاریخ جس میں مختلف زمانوں کے مقابلہ سے قوموں کے باہمی رشتوں کے ملے ہوئے سراغ نکالے گئے ہیں۔ ژند۔ پہلوی۔ دری۔ سنسکرت کے الفاظ کا مقابلہ کرکے تاریخی نتائج نکالے ہیں۔ قیمت ۱۲/ عہ
آموزگار پارسی
آپ اگر اپنے بچوں کو فارسی زبان پڑھانا چاہتے ہیں تو آزاد صاحب کی تصنیف سے زیادہ اور کونسی کتاب ہوسکتی ہے۔ فارسی زبان کا بہترین نمونہ قیمت ۱۲ ر
دیوان ذوق
دہلی کے آخری چراغ بہادر شاہ کے استاد ملک الشعرا حضرت ذوق کا کلام ان کی تمام غزلیات۔ قصائد۔ قطعات۔ رباعیات تاریخیں اور اشعار۔ سوانحعمری۔ لکھائی چھپائی نہایت عمدہ قیمت فی جلد۔ تین روپئے (سے ر)
مکتوبات آزاد
حضرت آزاد صاحب کے خطوط کا مجموعہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے خطوط میں وہی رنگینی پیدا ہوجائے جو ایک انشا پرداز کے خطوط میں ہوسکتی ہے تو آزاد صاحب کے خطوط پڑھئے جو کہ نہایت دلچسپ ہیں۔ مکتوبات آزاد میں مولانا کے کئی سوسبق آموز خطوط کا گرانبہا مجموعہ ہے۔ قیمت مجلد ۱۲/ عہ
بیاض آزاد
آپ اپنے دلمیں خود فیصلہ کرلیجئے، کہ آزاد جیسے شخص کی بیاض میں کیا ہوسکتا ہے۔ یہ وہ بیاض ہے جسمیں آزاد صاحب نے مختلف شعرا غالب۔ ذوق۔ مومن۔ داغ وغیرہ کے تمام کلام کا انتخاب اور عطر کھینچ رکھا تھا۔ اسمیں تمام اُردو شعرا کے کلام کی روح ہے۔ ۱۲/ ر
نظم آزاد
آزاد صاحب کی نظموں کا مجموعہ۔ قیمت نو آنے ۹ ر
ڈرامہ اکبر
جلال الدین محمد اکبر شہنشاہ ہند کے نور نظر جہانگیر و نور جہاں کے عشقیہ قصہ کو مولانا موصوف نے ڈرامہ اردو کا لباس پہنا کر دنیا میں پیش کیا ہے۔ نہایت دلچسپ چیز ہے مجلد سنہری ۸/ عہ
نصیحت کا کرن پھول
مولانا موصوف نے لڑکیوں کے لئے تعلیم نسواں کے متعلق دلچسپ قصہ کے پیرایہ میں اپنے پاکیزہ خیالات کا اظہار کیا ہے لڑکیوں کے لئے اس سے بہتر شاید ہی کوئی دوسری کتاب سکے بعد لکھی جاسکے ۹ ر
تذکرہ علماء
اسمیں مولانا مرحوم نے ہندوستان کے چالیس علماء مشاہیر کا تذکرہ فرمایا ہے ۸ ر
مینجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی

# ترجمان الغیب

یعنی

منظوم ترجمہ اردو غزلیات حضرت خواجہ شیراز رحمۃ اللہ علیہ

مترجمہ مولوی محمد احتشام الدین ایم اے دھلوی

جس میں اصل کا وزن اور قافیہ بالالتزام قایم رکھا گیا ہے لہذا سننے میں سمجھ میں گانے میں بجانے میں اصل فارسی کا لطف ترجمہ اردو میں حاصل ہے۔ میر و مرزا غالب و ذوق اور درد و مومن کی پیاری اردو میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ ادب اردو میں یہ ترجمہ ایک مستقل اضافہ معلوم ہوتا ہے قیمت حصہ اول جو تیار ہے، دراسمیں ایک دیباچہ قابل دید ہے مبلغ دو روپے

مترجم سے پنشان دہلی تراہا بیرم خاں حویلی مفتی اکرام الدین خاں طلب کیا جاوے

# نمونہ مفت

اگر آپ اپنا مذہبی پرچہ مسلمان (جو ہر قسم کے علمی - ادبی - اخلاقی اصلاحی تاریخی طبی وغیرہ مفید اور قیمتی مضامین نظم و نثر کا گلدستہ ہے) دیکھنا چاہتے ہیں تو آج ہی ایک کارڈ پر دس مختلف جگہوں کے ذی علم زمینداروں رئیسوں تاجروں یا دیگر ملازمت پیشہ مسلمان بھائیوں کے پتے لکھ کر بھیج دیجئے بسلمان جیسا قیمتی پرچہ مفت ہدیہ ہوگا۔

المشتہر مینیجر مسلمان سوہدرہ ضلع گوجرانوالہ پنجاب

# لِسان المُلک

اڈیٹر

مولانا سید محمد ضامن کنتوری

اردو زبان کا بہترین علمی وادبی ماہوار رسالہ جسکے اڈیٹر کا نام نامی حود خوبی مضامین کی کافی ضمانت ہے قیمت سالانہ - پانچروپیہ (صہ)

مقام اشاعت دلاورگنج حیدرآباد دکن -

المشتہر

مینیجر لسان الملک

# فن تعلیم و تربیت کی متعلق

اردو کا

بہترین رسالہ کانفرنس گزٹ

ہے جو آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس گزٹ کی صدر دفتر سلطان جہان منزل علیگڑھ سے ماہوار شایع ہوتا ہے۔ بچوں کی تعلیم و تربیت، اصلاح معاشرت، کفایت شعاری وغیرہ کے متعلق ماہرین فن کے لکھے ہوئے نہایت مفید وعملی مضامین اس سالہ میں شایع ہوتے ہیں جو طلبہ، اساتذہ اور والدین سب کے لیے یکساں طور پر مفید و کار آمد تسلیم کیے گئے ہیں۔

فن تربیت اور تعلیم کی جدید اصول و آئین کے متعلق یورپ کے ماہرین فن کی تازہ ترین تصنیفات جنکی قیمت ہزار ہا روپیہ ہے خاص اس مقصد کیلئے انگلستان و جرمنی سے منگوائی گئی ہیں کہ کانفرنس گزٹ اور مستقل رسائل و کتب کے ذریعہ سے انکے مضامین اردو میں منتقل کئے جائیں اس لحاظ سے کانفرنس گزٹ کے مضامین گویا یورپ و ہند کے بہترین ماہرین کے نتایج ہوتے ہیں۔ ضخامت عموماً ۵۰ صفحہ قیمت بغرض فایدہ عام تین روپیہ سالانہ ہے

ملنے کا پتہ، سپرنٹنڈنٹ دفتر آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس علیگڑھ

# نیر اعظم

روہیلکنڈ مراد آباد کا ۴۹ سال کا پرانا اور معزز اور زیادہ چھپنے والا خوش بیان اخبار ہے گورنمنٹ کا وفادار اور رعایا کا دلسوز وکیل ہے اسلامی و قومی درد کے ساتھ پبلک کی اغراض بھی ہمیشہ پیش نظر رکھتا ہے۔ ۲۰ × ۲۶ کے ۱۶ صفحہ کلاں پر ہفتہ وار شایع ہوتا ہے سالانہ چندہ پیشگی للعہ ہے صرف ایک آنہ بھیجکر نمونہ طلب کیجئے پسند خاطر ہونے پر قدر دانی فرمائیے۔ تجارتی سوداگران کے اشتہارات کیواسطے بہترین ذریعہ ہے۔

# دو روپے

واقعاتِ روزمرہ پر غور کرنے سے اندازہ ہوگا کہ دو روپے اور بعض اوقات اس سے بھی زیادہ رقم آپ کیسی بے پروائی کے ساتھ صرف کر دیتے ہیں۔ دل کی ادنیٰ خوشی پر، زبان کی معمولی سی چاشنی پر، بچوں کی ضد پر، بیوی کے اصرار پر، عزیزوں کی فرمائش پر، دوستوں کی مدارات پر، اور بعض نہایت بیجا مواقع پر کم سے کم دو روپے کا خرچ ہو جانا معمولی بات ہے، اسکا سبب یہ ہے کہ آپ کو یہ معلوم نہیں کہ دو روپے کی ناچیز رقم کتنی طاقت رکھتی ہے، اور اگر آپ اُسے قرینہ اور قاعدہ سے صرف کریں، تو کس قدر مفید ثابت ہو سکتی ہے؟ - سُنیئے :-

**دو روپے کی رقم** آپ کی زندگی میں حیرت انگیز انقلاب پیدا کر سکتی ہے۔

**دو روپے کی رقم** اگر آپ غریب ہیں تو آپکو امیر اور امیر ہیں تو آپ کو امیر کبیر بنا سکتی ہے

**دو روپے کی رقم** آپ کو لکھپتی اور کروڑپتی بنا سکتی ہے۔

**دو روپے کی رقم** آپ کے تمام خیالات اور منصوبوں کو عملی صورت میں لا سکتی ہے۔

**دو روپے کی رقم** آپ کو ہاتھ پاؤں ہلائے بغیر صدہا بلکہ ہزارہا روپیہ دلا سکتی ہے۔

**دو روپے کی رقم** آپ کو اور آپ کی کئی پشتوں کو فکر معاش سے آزاد کر سکتی ہے۔

**دو روپے کی رقم** سے آپ اپنی قوم کی سب سے بڑی خدمت انجام دے سکتے ہیں۔

**دو روپے کی رقم** سے آپ اپنے عزیزوں، دوستوں اور ہمقوموں کی زندگی کو کامیاب بنا سکتے ہیں

**دو روپے کی رقم** سے آپ کو دونوں جہان کی خوبیاں میسر آ سکتی ہیں۔

## کیونکر؟

"آئندہ صفحات جواب دینگے"

# دو روپے سے ایک زرخیز کاروبار!

کاروبار کی پہلی منزل یہ ہے کہ آپ ہم سے ذیل کی کتاب منگائیے (اس فقرہ کو پڑھکر شاید آپکے دل میں بدگمانی پیدا ہوگی، آپ کا جی چاہے گا کہ اشتہار پھینکدیں اور آپ کو خیال گزرے گا کہ کتاب بیچنے اور نفع اُٹھانے کے لیئے یہ سبز باغ دکھایا جارہا ہے، مگر ذرا صبر کیجیئے عجلت سے کام نہ لیجیئے، اوّل سے آخر تک اشتہار پڑھ لیجیئے اور پھر رائے قائم کیجیئے کہ اس گزارش میں ہمیں ذاتی منفعت مقصود ہے یا ہم آپ کو فائدہ پہنچانا چاہتے ہیں؟) وہ ملک کو افلاس کی مصیبت سے نجات دینے والی، ترقی و تمول کے سربستہ رازوں کو آشکار کرنیوالی بے روزگاروں کو روزگار کے راستے بتانے والی، ناتجربہ کار تاجروں کو تجربہ کار بنانیوالی، تجارتی اور کاروباری مشکلات کو حل کرنیوالی، گھر بیٹھے یورپ امریکہ کے اُصول تجارت کی تعلیم دینے والی

# معلوماتِ تجارت

ہے جسے مولانا سید ظہور احمد صاحب شاہجہانپوری چیف اڈیٹر رسالہ دین و دنیا دہلی نے یورپ امریکہ کی صدہا کتابوں کا مطالعہ کرکے بڑی محنت و جانفشانی کے ساتھ تالیف کیا ہے۔ اور جس کے مطالعہ سے صدہا اشخاص اپنی ناکام زندگی کو کامیاب بنا چکے ہیں، اور جس کے متعلق ملک کے نامور مشاہیر نے بہترین خیالات ظاہر کیئے ہیں، بالکل ممکن ہے کہ اس کتاب کے ہزارہا بیش بہا اور قابل قدر مشوروں میں سے ایک اور صرف ایک ہی مشورہ آپکی خلاکت زدہ زندگی کی کایا پلٹ دے اور اسکی قیمتی معلومات سے بھرے دو سو صفحوں میں سے کیا عجب ہے کہ ایک صفحہ بلکہ ایک سطر ہی آپکو غریب سے امیر بنادے۔

## اُردو کی اس تجارتی انسائکلوپیڈیا میں کیا ہے؟

اس میں بتایا گیا ہے کہ تجارت کیا ہے، دُنیا میں کب سے شروع ہوئی؟ دوسرے پیشوں پر اُسے کیا فوقیت حاصل ہے؟ عقل و دماغ اور عادات واطوار پر اُسکا کیا اثر ہوتا ہے، ایک تجارتی شخص کا کیریکٹر کیسا ہونا چاہیئے، تجارت کی تعلیم کب۔ کیونکر اور کہاں حاصل کی جائے۔ تجارت کی کتنی صورتیں ہیں جن سے فائدہ اُٹھایا جاسکتا ہے۔ کس شخص کو کونسی تجارت اختیار کرنی چاہیئے؟ سرمایہ کیا ہے؟ تجارت کیلئے سرمایہ کی کس حد تک ضرورت ہے؟ سرمایہ نہو تو تجارت کس طرح کی جاسکتی ہے؟ مشترکہ سرمایہ سے تجارت کرنے کے طریقے۔ تھوڑے سرمایہ سے کون کون سی تجارتیں ہوسکتی ہیں؟ تجارت میں کامیابی کیونکر حاصل کی جاسکتی ہے؟ ہندوستان میں اسوقت کن کن اشیاء کی تجارت ہوتی ہے؟ ممالک غیر خصوصاً یورپ و امریکہ نے تجارت میں کیا کیا ترقی کی ہے؟

علاوہ بریں صدہا تجارتی معلومات، تجارتی اصطلاحات، تجارت کے متعلق قانونی واقفیت دُنیا کے کامیاب تاجروں کے مختصر احوال و اقوال۔ ریل ڈاک اور تار وغیرہ کے متعلق معلومات الغرض آغاز تجارت کے وقت ایک تاجر کے لیئے جس قدر معلومات درکار ہیں وہ حتی المقدور سب اس کتاب میں بہم پہنچائی گئی ہیں اور یہ بلا مبالغہ کہا جاسکتا ہے کہ اس سے بہتر اور اتنی جامع کوئی کتاب اس موضوع پر ہندوستانیوں کے لیئے اُردو کیا انگریزی میں بھی نہیں مل سکتی، اس کتاب کو خریدکر دو روپے آپ خرچ نہیں کریں گے بلکہ ایک ایسے نفع بخش کام میں لگائیں گے کہ اگر آپ کی تقدیر نے یاوری کی تو کیا عجب ہے کہ آپ لاکھوں روپے اس کے ذریعے سے پیدا کرلیں +

**دو روپے خرچ کرکے ایسی مفید کتاب آپکو ملجائیگی لیکن معاملہ اسی خرید و فروخت پر ختم نہیں ہوجاتا بلکہ آپکے لیئے تقدیر آزمائی کا ایک زبردست موقع باقی رہتا ہے**

جسکی تشریح اگلے صفحے پر ملاحظہ کیجیئے!

# لاکھوں کی تعداد میں

یہ اشتہار جسے آپ ملاحظہ کر رہے ہیں تقسیم کیئے جانے کا ہم نے انتظام کیا ہے، اور ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ کتاب کی اشاعت کے مطابق ہم

## ہزار ہا روپیہ کتاب کے خریداروں میں تقسیم کریں

چنانچہ اگر کتاب ایک لاکھ کی تعداد میں شائع ہوگی جس کی قوی اُمید ہے تو

## ساٹھ ہزار روپے کے انعامات بہ تفصیل ذیل تقسیم کیے جائینگے

پہلا انعام ۵ ہزار روپے کا دوسرا انعام تین ہزار روپے کا تیسرا انعام دو ہزار روپے کا
چوتھا انعام ایک ہزار روپے کا پانچواں انعام پانچ سو روپے کا چھٹا انعام تین سو روپے کا
ساتواں انعام دو سو روپے کا آٹھواں انعام ایک سو روپے کا نواں انعام پچاس روپے کا
دسواں انعام پچیس روپے کا - اور ۹۵۶۵ انعام پانچ پانچ روپے کے ہونگے

اگر کتاب پچاس ہزار کی تعداد میں شائع ہو گی تو

## تیس ہزار روپے کے انعامات بہ تفصیل ذیل تقسیم کیے جائینگے

پہلا انعام تین ہزار روپے دوسرا انعام دو ہزار روپے۔ تیسرا انعام ایک ہزار روپے
چوتھا انعام پانچ سو روپے پانچواں انعام تین سو روپے چھٹا انعام دو سو روپے
ساتواں انعام ایک سو روپے آٹھواں انعام پچاس روپے نواں انعام پچیس روپے
دسواں انعام پندرہ روپے۔ اور ۴۵۶۲ انعام پانچ پانچ روپے کے ہونگے

اگر کتاب پچیس ہزار کی تعداد میں شائع ہوگی، تو

## پندرہ ہزار روپے کے انعامات بتفصیل ذیل تقسیم کیے جائینگے

پہلا انعام دو ہزار روپے دوسرا انعام ایک ہزار روپے تیسرا انعام پانچسو روپے
چوتھا انعام تین سو روپے پانچواں انعام دوسو روپے چھٹا انعام ایک سو روپے
ساتواں انعام پچاس روپے آٹھواں انعام پچیس روپے نواں انعام پندرہ روپے
دسواں انعام دس روپے۔ اور ۲۱۶۰ انعام پانچ پانچ روپے کے ہونگے۔

اگر کتاب بارہ ہزار کی تعداد میں شایع ہوگی تو :-

## سات ہزار روپے کے انعامات بہ تفصیل ذیل تقسیم کیے جائینگے

پہلا انعام ایک ہزار روپے دوسرا انعام پانچسو روپے تیسرا انعام تین سو روپے
چوتھا انعام دوسو روپے پانچواں انعام ایک سو روپے چھٹا انعام پچاس روپے
ساتواں انعام پچیس روپے آٹھواں انعام پندرہ روپے نواں انعام دس روپے
اور ۹۶۰ انعام پانچ پانچ روپے کے ہوں گے +

اگر کتاب چھ ہزار کی تعداد میں شائع ہوگی تو

## تین ہزار روپے کے انعامات بہ تفصیل ذیل تقسیم کیے جائینگے

پہلا انعام پانچسو روپے۔ دوسرا انعام تین سو روپے تیسرا انعام دوسو روپے
چوتھا انعام ایک سو روپے پانچواں انعام پچاس روپے چھٹا انعام پچیس روپے
ساتواں انعام پندرہ روپے آٹھواں انعام دس روپے۔
اور ۳۶۰ انعام پانچ پانچ روپے کے ہوں گے +

# گویا تمام منافع ایک دوسری صورت میں خریداروں کو واپس کر دیا جائیگا

اس مقصد سے علیحدہ رجسٹر کھول دیئے گئے ہیں اور ہمارا عملہ باقاعدگی کے ساتھ کام کر رہا ہے، روپیہ امانت کی طرح جمع ہو رہا ہے۔ ہم کو اُمید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ

# جون ۱۹۲۵ء تک انعامات تقسیم ہو جائینگے

تقسیم انعامات کی کارروائی نہایت دیانت داری کے ساتھ قابل اعتماد اراکین شہر کے روبرو عمل میں آئے گی۔ اگر آپ دہلی میں موجود ہوں، یا تشریف لا سکتے ہوں تو اس جلسہ میں خود بھی رونق افروز ہوں اور اپنی آنکھ سے سب کچھ ملاحظہ کریں۔

# کیا ان ہزارہا انعامات میں سے کوئی بھی آپکے نام پر نہ نکلیگا؟

کیا عجب ہے کہ "سب سے بڑا انعام" آپ ہی کے نام پر نکلے

دو روپے کا مال یعنی کتاب تو آپ کو مل گئی اور فرض کیجیئے کہ انعام بھی آپکے نام پر نکلا لیکن ابھی آپ کے لیئے فائدہ کی ایک اور صورت باقی ہے

# آپ نے کبھی اس بات پر غور کیا؟

کہ مسلمان آجکل جن مشکلات و مصائب میں مبتلا ہیں اُسکا باعث کیا ہے؟ اگر آپنے غور نہیں کیا تو ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ اسکا باعث صرف افلاس ہے۔

**اسی افلاس کو مٹانے اور مسلمانوں کو محنت و سرگرمی کی تعلیم دینے اور کاروباری و تجارتی زندگی کیطرف توجہ دلانیکے لیئے ہم یہ سب کچھ کر رہے ہیں**

**امر واقعہ ہے کہ**

اگر مسلمانوں کی اخلاقی حالت درست نہیں تو اس کا سبب افلاس ہے
اگر مسلمان مذہب اور مذہبی احکام سے بے پرواہیں تو اسکا سبب افلاس ہے
اگر مسلمان مجرمانہ زندگی کیطرف مائل اور قانونی خلاف ورزی پر آمادہ ہیں تو اسکا سبب افلاس ہے
اگر مسلمانوں میں تعلیم کی کمی ہے تو اسکا سبب افلاس ہے۔
اگر مسلمانوں میں صنعت و حرفت کی طرف توجہ نہیں تو اسکا سبب افلاس ہے
اگر مسلمانوں کو اچھی ملازمتیں نہیں ملتیں تو اس کا سبب افلاس ہے۔
اگر مسلمانوں میں تجارت کا رواج نہیں تو اس کا سبب افلاس ہے۔

یہ مصیبت کتاب تجارت کے شایع ہونے سے بہت کچھ رفع ہو سکتی ہے لیکن ہم نے ارادہ کرلیا ہے کہ کتاب تجارت میں کاروبار شروع کرنے کے جو مشورے دیے گئے ہیں اور ترقی کی جو راہیں بتائی گئی ہیں، اُن کو قوم کے سامنے عملی صورت میں پیش کیا جائے۔ ہم چاہتے ہیں کہ امداد باہمی کا ایک باقاعدہ نظام بنائیں، ہماری خواہش ہے کہ فلاکت زدہ مسلمانوں کو افلاس و بیکاری سے بچانے اور بکار و بار روزگار بنانے کیلئے ایک بیت المال قائم کیا جائے، اس بیت المال میں جس قدر وسعت ہو اُس کے لحاظ سے مصیبت زدہ لوگوں کو امداد دی جائے، ہزاروں بلکہ لاکھوں مسلمان افلاس و تنگدستی میں مبتلا ہیں اُنکو کام پر لگایا جائے ہر شخص کے حسب حال کام تجویز کیا جائے کسی کو صنعت و حرفت کی طرف توجہ دلائی جائے کسی کو مالی امداد دیکر تجارت کرائی جائے۔ امداد باہمی کا یہ نظام ہر شہر اور ہر قصبے میں اپنی شاخیں رکھتا ہو۔ جبتک یہ تحریک شائع ہو اور جبتک ملک میں شخصی امداد کا مذاق پیدا ہو ہم اس تحریک کا ابتدائی نظام دہلی میں قائم کرتے ہیں، چونکہ دہلی ایک بڑی اور تجارتی شہر ہے اسلئے دیگر مقامات کی نسبت اسجگہ مقاصد میں کامیابی کی زیادہ اُمید ہے سردست اس سے ہمارا کام کا آغاز مقصود ہے کہ چند بیکار اشخاص کو ایسی حرفتوں کی تعلیم دلائی جائے جو ایک سال یا اس سے کم میں آسکتی ہیں اور کام آنے تک اُنکے مصارف خورد و نوش برداشت کیے جائیں، اسیطرح چند اشخاص کو جو اسکی اہلیت رکھتے ہوں تجارت کی لائنوں پر ڈالا جائے اور جو روزگار کم سرمایہ سے شروع ہو کر منفعت بخش ثابت ہو سکتے ہیں وہ اُن کیلئے تجویز کیے جائیں +

# اس نیک کام کی ابتدا کردی گئی

روپے کی فراہمی کا انتظام ہو رہا ہے۔ ہم نے تجویز کیا ہے کہ معلومات تجارت کے منافع میں سے حسب تعداد اشاعت پانچہزار سے پانچسو روپے تک اس کارخیر میں صرف کریں۔ ساتھ ہی کچھ امداد اُن خوش قسمت لوگوں سے بھی حاصل کریں جن کے نام پر انعامات نکلیں اور مستعد و محنتی مسلمانوں کو اُن کے مناسب حال امداد دیکر دوکانیں کھلوادیں اور مسلمان نوجوانوں کو صنعت وحرفت کی تعلیم شروع کرادیں۔

**میں اپنی گزارش ختم کرچکا اب اندازہ کیجئے یہ دوروپے جو آپ معلومات تجارت کی خریداری میں صرف کرینگے آپکے لیئے اور آپکی قوم کیلیئے کسقدر مفید اور کارآمد ثابت ہونگے،**

اُمید ہے کہ وہ تمام صاحبان جو دو روپے خرچ کرنے کی طاقت رکھتے ہیں، اس موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دینگے جو ذاتی اور قومی فوائد پر مشتمل ہے اور یہ اشتہار اپنے احباب و اعزہ کو دکھا کر اور اس کے فوائد سمجھا کر انہیں بھی اس کارخیر میں حصہ لینے پر آمادہ کرینگے۔

**معلومات تجارت کی قیمت مع محصول ڈاک و صرفہ خط وکتابت عہ ہے**

قیمت بذریعہ منی آرڈر وصول ہونی چاہیئے یا وی۔ پی کی اجازت دی جائے۔

خــــــــــادم قوم

**ابوالمظفر سید محمد انوار ہاشمی مالک رسالہ دین و دنیا۔ خواجہ بکڈپو**

**نظامیہ دارالاشاعت**

**چاند بلڈنگ۔ جامع مسجد۔ دہلی**

جلد ۴ | فہرست مضامین رسالہ دین و دنیا بابت ماہ اگست ۱۹۲۴ء | نمبر ۵

# پیر ہوں کا کتب خانہ

## مذہبی کتابیں

**تحقیق الحق** نسفیانہ استدلال سے مسئلہ وحدۃ الوجود کا ثبوت اور منکرین کی غلط فہمیوں کا ازالہ قیمت ۸ ر

**تحقیق الفائق** معقولی و منقولی دلائل سے تقلید شخصی کا ثبوت - قیمت ۸ ر

**علم الکونین الرسول الثقلین** رسول اللہ کو علم ما کان و ما یکون حاصل ہونیکا ثبوت قیمت ۲ ر

**جامع الترکیب** فارسی صرف و نحو جدید طریقہ پر بتایا گیا ہے - طالبعلموں کیلیے بیمثل کتاب ہے - قیمت صرف ۵ ر

**تعلیم الاطفال** دین کی ضروری باتیں اور مسائل بتائے گئے ہیں - قیمت ۵ ر

**کما یقول یقال** :- وحدت وجود و شہود پر عالمانہ بحث - قیمت ۶ ر

**ہدایت الاسلام** :- اسلامی سلام کے فضائل بیان کیے گئے ہیں قیمت ۳ ر

**تائید الاسلام** واللہ خیر الماکرین کی آیت پر آریہ وغیرہ کی طرف سے جو لغو اعتراضات کیے جاتے ہیں ان سب کا مدلل اور شافی جواب - ۸ ر

**دافع الزام** شاہ نظام الدین صاحب بریلوی پر جو تفضیلیت کا الزام لگایا جاتا ہے اُس کا جواب - قیمت ۸ ر

**الفوائد الفائطہ** عمل رابطہ معمولہ صوفیہ کا ثبوت از مولانا شاہ احمد سعید صاحب نقشبندی - قیمت ۴ ر

**اوراد قادری** اسمیں خاندان قادریہ کے اوراد و وظائف درج ہیں - قیمت ۳ ر

**مجموعہ خطب** :- تمام خطبوں کا مجموعہ ہے - قیمت ۴ ر

**تحفہ جمعیہ** اس میں شرائط جمعہ کے متعلق علمائے اسلام اور فقہائے امام کے اقوال درج ہیں - قیمت ۳ ر

**فلاسفی احکام اسلام** اس میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اسلام کی ہر عبادت اور ہر کام میں فلاسفی ہے - قیمت ۳ ر

**اسلام کی خوبیاں** اسلام کے ارکان خمسہ یعنی نماز - روزہ - زکوٰۃ حج کی خوبیاں اور فوائد دلائل عقلیہ سے بیاں کیے گئے ہیں - قیمت ۲ ر

**اسلام کی حمایت** پیشوایان قوم کے فرائض کا بیان ہے کہ اصلاح قوم کس طرح کرنی چاہیے - قیمت ۲ ر

**اصلاح النفوس** اس میں بتایا گیا ہے کہ نفس کی اصلاح کیونکر ہو سکتی ہے قلب کی حالت کیونکر درست کی جا سکتی ہے استقامت کس طرح پیدا کی جائے - قیمت ۲ ر

**الکلام المبین** عیسائی زبانیں بند ہو گئیں، کیونکہ انہوں نے اپنے نزدیک سولہ زبردست اعتراض اسلام پر کیے تھے، لیکن انکا دندان شکن جواب الکلام المبین کے نام سے ان کو ایسا ملا کہ ہاں نہیں ملا سکتے ۲ ر

**اسلام کی برکتیں** اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ اسلام میں کیا کیا برکتیں اور دوسرے مذاہب پر اسکو کیوں فوقیت حاصل ہے - قیمت ۳ ر

**معراج شریف** اس میں شب معراج کے حالات مفصل درج ہیں ۱ ر

**آئینہ خود شناسی** تصوف کی بے نظیر کتاب اول سے آخر تک تصوف کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے - قیمت ۶ ر

**تنقید لطیف** اس میں علیگڑھ کی تعلیم سے جو دہریانہ و ملحدانہ خیالات پیدا ہو جاتے ہیں انکو عقلی، نقلی، علمی، منطقی، فلسفی، اور سائنٹفک دلائل سے رد کیا گیا ہے - قیمت ۶ ر

**نماز اور اسکی حقیقت** جس میں مع دیگر دینی ضروریات کے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ نماز تمام دنیا کی عبادات سے افضل و برتر ہے اور نہایت مکمل عبادت ہے - قیمت ۴ ر

**کفر توڑ** جس میں آریوں کے تمام اعتراضات کا دندان شکن جواب دیا گیا ہے اور ان کی شرمناک حالت کی تصویر مہذب پیرایہ میں کھائی ہے ۸ ر

**خنجر تسلیم** شہادت حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے واقعات پر مضامین - قیمت ۶ ر

**اسلامی مساوات** جس میں یہ دکھایا گیا ہے کہ اسلام کے نزدیک امیر و غریب گدا و بادشاہ سب برابر ہیں اور اسلام اس معاملہ میں تمام مذاہب پر فوقیت رکھتا ہے - قیمت ۸ ر

**محبوب الٰہی** حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی کے حالات خواجہ حسن نظامی صاحب کے قلم سے - قیمت ۲ ر

**حیاتِ صابر** حضرت شیخ علاءالدین علی احمد صاحب کلیری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات سید ظفر حسین بی اے کے قلم سے۔ قیمت ۵ر

**الوارث** سوانح حیات حضرت امام العاشقین سرست مئے الفت حاجی حافظ سید وارث علی شاہ صاحب قدس سرہٗ۔ قیمت ۲ر

**امام مسلم** حضرت مولانا مولوی ابوالحسین مسلم بن حجاج نیشاپوری مصنف صحیح مسلم کے حالات زندگی اور تصانیف کا تذکرہ سید سلیمان صاحب ندوی کے قلم سے ۴ر

**امام مالک** امام الزمان حضرت مولٰنا ابوعبداللہ بن انس کے حالات زندگی سید سلیمان ندوی کے قلم سے۔ قیمت ۴ر

**میر درد** اُردو کے پہلے صوفی شاعر حضرت میر درد کے حالاتِ زندگی۔ قیمت ۲ر

## متفرق کتابیں

**احیاءِ ملت** اجتہادی و اصلاحی تجاویز برائے غور و فکر علماءِ امت و بہی خواہانِ قوم۔ قاری سرفراز حسین عزمی دہلوی کے قلم سے قیمت ۸ر

**انیس الغرباء** غربا کی بہبود و اصلاح کی تجاویز کا مفید مجموعہ قاری سرفراز حسین صاحب عزمی دہلوی کے قلم سے ۸ر

**ہمارا طرزِ حکومت** مولوی سید محمد صاحب کی نہایت دلچسپ تصنیف۔ ۳ر

**بعد الموت** مرنے کے بعد کے حالات کہ مرنے کے بعد کیا ہوتا ہے۔ ۲ر

**سیرتِ مسلم** دربارِ رسالت کے واقعات خلفائے راشدین اور صحابہ کرام کے حالات اسلامی تاریخ کا عطر۔ ۸ر

**جہنم کی بربادی**۔ نہایت دلچسپ تصنیف ہے۔ ۶ر

**مضامین خطیب** خطیب کے نہایت دلچسپ مضامین کا مجموعہ۔ ۴ر

**ہماری بہبودی کے وسائل**۔ خواجہ غلام الثقلین بی اے کی نہایت مفید تصنیف۔ ۲ر

**فیضی شاعر** ملک کے مشہور شاعر میر احمدی اجمیری کے کلام کا مجموعہ جس پر حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب نے دیباچہ تحریر فرمایا ہے۔ قیمت ۸ر

**مناجاتِ بیوہ** مثنوی حقوق اولاد مصنفہ خواجہ الطاف حسین صاحب حالی مرحوم مغفور۔ ۵ر

**لوہا ڈھالنا** اس رسالہ میں یورپ و امریکہ کے مختلف کارخانوں کے تجربات اور لوہا ڈھالنے کے طریقے جو آجتک ہندوستان میں عوام الناس کو معلوم نہیں ہیں بتائے گئے ہیں ۶ر

**کارخانہ دھلائی** جس میں کپڑوں کو دھونا داغ دھبے چھڑانا، چھپکے رنگ کو شوخ کرنا، بغیر پانی ہر قسم کے گرم اور ٹھنڈے کپڑے صاف کرنا، غرض یہ کہ لانڈری کے لیے بیحد مفید ہے اور دھلائی کی مشینوں کے متعلق بھی مفصل طور پر لکھا گیا ہے۔ قیمت ۱۲ر

**انقلاب کا دوسرا ورق** جس میں مولانا ابوالکلام نے ایک زبردست انقلاب کے متعلق بیان فرمایا ہے۔ قیمت ۴ر

**مضامین ابوالکلام آزاد حصہ اول** حضرت مولانا ابوالکلام صاحب کے نایاب مضامین کا مجموعہ۔ قیمت ۱۰ر

**اتحادِ اسلامی** مولانا ابوالکلام صاحب کی اتحادِ اسلام پر زبردست تقریر۔ ۳ر

**صدائے حق** مولانا ابوالکلام صاحب نے اس میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر پر مفصل بحث فرمائی ہے اور احکامِ خداوندی کی تشریح کی ہے۔ ۸ر

**دعوتِ حق** دربارِ مامون الرشید۔ مناظرہ۔ اعلان اور دعوتِ حق۔ مولانا ابوالکلام آزاد کے قلم سے۔ قیمت ۶ر

**خطبۂ صدارت تقریری** جلسہ جمعیۃ علمائے ہند میں مولانا کی زبردست تقریر۔ ۶ر

**تازہ مضامین ابوالکلام حصہ دوم** حضرت مولانا ابوالکلام کے تازہ مضامین کا مجموعہ۔ ۱۰ر

**حزب اللہ**۔ مولانا ابوالکلام آزاد کے قلم سے۔ قیمت ۱۲ر

**مساجدِ اسلامیہ** مساجدِ اسلامیہ کے متعلق مولانا ابوالکلام کی عالمانہ تصنیف ۸ر

**تاجِ حریت**۔ میر احمدی اجمیری کی نظموں کا مجموعہ۔ قیمت ۳ر

**مجموعہ نظم** علامہ اقبال۔ حضرت اکبر الٰہ آبادی۔ حسرت موہانی۔ شبلی نعمانی۔ آزاد سبحانی۔ مولانا محمد علی جوہر۔ مولانا ظفر علی خاں۔ میر نیرنگ۔ نیاز فتحپوری۔ سید ہاشمی وغیرہ وغیرہ کی دل ہلا دینے والی نظموں کا مجموعہ۔ ۸ر

**ٹرکی میں عیسائیوں کی حالت** اس میں دکھایا ہے کہ ٹرکی میں عیسائیوں کی کیا حالت ہے۔ قیمت ۵ر

**حوادثِ سمرنا** اس میں سمرنا کے مظالم نہایت دردانگیز پیرایہ میں دکھائے ہیں۔ ۲ر

## عورتوں کیلئے

**خلافتِ صدیقی** حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی مبارک زندگی کے حالات چھوٹی بچیوں اور مستورات کے لیے۔ قیمت ۸ر

**خلافتِ فاروقی** حضور سرورِ عالم کے خلیفۂ دوم حضرت عمرؓ کے حالات زندگی چھوٹی بچیوں اور مستورات کے لیے۔ قیمت ۵ر

**خلافتِ عثمانی** حضور سردارِ دوجہاں کے خلیفۂ سوم حضرت عثمانؓ کے حالاتِ زندگی چھوٹی بچیوں اور مستورات کے لیے۔ قیمت ۵ر

**خلافتِ حیدری** رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلیفۂ چہارم حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی مبارک زندگی کے حالات بچیوں و مستورات کیلئے ۵ر

**فتحِ ستری** خواتین اسلام کے لیے پردے اور بے پردگی کے متعلق شرعی احکام اور دلچسپ بحث دیکھنی ہو تو فتح ستری منگائیے۔ قیمت ۲ر

**گلدستۂ فوائد** مفید اور مضر رسم و رواج کو نہایت خوبی کیساتھ بیان کیا گیا ہے۔ ۴ر

# آپ کے پڑھنے کے قابل اچھے اچھے ناول

**محبوبہ کربلا** جرجی زیدان ایڈیٹر الہلال مصر کے مشہور ناول "غادۃ کربلا" کا نہایت دلچسپ اور بے مثل ترجمہ مولنا سید ظہور احمد صاحب ایڈیٹر دین و دنیا نے اپنے مخصوص رنگ میں کیا ہے۔ اسمیں حجر بن عدی صحابی کی لڑکی سلمی یزید سے اپنے باپ کے خون کا انتقام لیتی ہے حسن و عشق کی سحر طرازیوں نے اس ناول کو دو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ اسمیں یزید ابن زیاد اور شمر وغیرہ کی خفیہ و علانیہ مکاریوں اور خوفناک سازشوں پر بھی زبردست روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور آخر میں سلمی کا یزید کے ہاتھ سے نجات پانا کربلا کے خونفشاں مناظر حضرت امام حسن کی شہادت کا دردناک واقعہ۔ ضخامت قریب ۲۰۰ صفحہ قیمت عہ/

**عروس مصر** جرجی زیدان کے معرکۃ الآرا ناول "احمد بن طولان" کا ترجمہ مولنا سید ظہور احمد شاہجہانپوری ایڈیٹر دین و دنیا کے قلم سے۔ احمد بن طولون ترکی گورنر مصر کا عہد حکومت قبطیوں کی معاشرت اور اس کے ساتھ ساتھ حسن و عشق کا ایک نہایت دلفریب اور تاریخی افسانہ۔ ضخامت ۲۸۰ صفحے عہ/

**حجاج بن یوسف** جرجی زیدان کے ناول کا ترجمہ مولانا سید ظہور احمد صاحب ایڈیٹر دین و دنیا خلیفہ عبدالملک کی طرف سے حجاج بن یوسف کا مکہ معظمہ پر حملہ حضرت عبداللہ ابن زبیر سے خوفناک مقابلہ۔ بیت اللہ میں خونریزی اور غارتگری اور اس زمانہ کے انداز جنگ کو نہایت خوبی سے دکھایا ہے حسن و محبت کے واقعات نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا ہے۔ ضخامت ۲۵۶ صفحے۔ قیمت عہ/

**عبد الرحمن ناصر** جرجی زیدان کے عربی ناول کا ترجمہ۔ سرزمین اندلس میں اسلامی دور حکومت کا شاندار مرقع خلیفہ عبدالرحمن ناصر کے دلچسپ واقعات اسلامی عمارات اور ان کے ساز و سامان کی تفصیلات۔ اس زمانہ کے مسلمان امرا کی علم دوستی سیاسی سازشیں۔ اندلس کی سب سے زیادہ حسین عورت زہرا کے حالات۔ حسن و عشق کی دلآویز داستان۔ مولنا سید ظہور احمد شاہجہانپوری ایڈیٹر دین و دنیا کے قلم سے ضخامت ۳۰۰ صفحے۔ قیمت عہ/

**محبوبہ شام** عشق و محبت کے جذبات لطیف نہایت خوبی سے دکھائی گئی ہیں بدکاروں کی تاریک زندگی کا خاکا اور انکی شرارتوں کو نہایت عمدہ اور سلیس زبان میں پیش کیا گیا ہے۔ اپنی نوعیت کے لحاظ سے عجب ناول ہے قیمت ۸/

**انقلاب قسطنطنیہ** ترکوں کی خدا داد بہادری کا مرقع جنگ کی خوفناک تصویریں جنکے ملاحظہ سے مردہ رگوں میں جنبش اور کمزور بازوؤں میں حرکت پیدا ہو جاتی ہے۔ اسکے علاوہ حسن و عشق کے افسانے کا سرور ایک محبت بھرے دل کے لئے دستاویز کا کام کرتا ہے۔ قیمت عہ/

**احمد کیتھرینا** جسمیں جنگ یورپ کی مختصر تاریخ جرمنی سپہ سالاروں کے کارنامے جنکو ہم سنکر افسانے سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور ساتھ ہی ساتھ احمد کیتھرینا کی کامیاب محبت اور اسکی ہی بیگم محبوبہ کا عشق و محبت کی اسپرٹ میں بہت کچھ کر گزرنا ضخامت ۳۰۰ صفحہ قیمت عہ/

**انقلاب سیاسی** مصر و سوڈان کے تمام واقعات دلچسپ فسانہ کی صورت میں مصر اور انگریزی سپاہ کی نسل کی دردناک داستان۔ عشق حقیقی و عشق مجازی کا مقابلہ۔ توفیق فندی اور زبیدہ کی داستان محبت ضخامت قریب ۴۰۰ صفحے۔ قیمت عہ/

**جنگ بلقان** جنگ بلقان کی دلکش تاریخی مناظر ملت پرست ترکوں کی جانفروشی انجمن اتحاد و ترقی کی حیرت انگیز کوشش۔ غازی انور بے کی تعجب خیز کارنامے سے صفیہ کی محبت بھری داستان۔ عہ/

**امیر المومنین عبد الرحمن الناصر** جرجی زیدان کی تاریخی ناول کا اردو ترجمہ مختلف علوم و فنون کا البم تاریخی معلومات کا گنجینہ۔ خلیفہ عبدالرحمن ناصر اور انکے صاحبزادوں کی معرکہ آرائیاں دلکش اداؤں کی دلچسپ تصویریں۔ حسن و عشق کا سچا افسانہ ضخامت ۲۹۲ صفحہ قیمت عہ/

**سرلا دیوی** دلچسپ و دلآویز کارآمد نتیجہ خیز ناول۔ اصول معاشرت کا آئینہ جذبات نسوانی کا جز و مرحقائق عالم کی زندہ تصویر۔ امور خانہ داری کا اتالیق عصمت و عفت کا نمونہ شرم و حیا کا مرقع عہ/

**امراؤ جان ادا** لکھنو کی ایک نستعلیق خاندانی طوائف کی خود نوشت سوانحعمری جسمیں لکھنو کی طرز معاشرت کی ہوبہو تصویریں سچے واقعات اور اصلی مقامات کی بعینہ نقشہ کشی اور بہت ستھرا مذاق دکھایا گیا ہے ضخامت ۲... عہ/

**حسرت** اقبال و ادبار۔ دولتمندی و تہیدستی کی تصویریں۔ ایک وفادار شوہر کا طرح طرح کے مصائب و مشکلات میں ثابت قدم رہنا۔ قیمت ۱۲/

**آئینہ روزگار** عیاشی کے خوفناک نتائج۔ بچوں کو زیور پہنانے کا دردناک انجام عیاروں کی عیاریاں شاہدان بازاری کی چالاکیاں۔ قیمت ۱۲/

**مرزا چوب بیگ** ایک مذاقیہ ناول۔ نہایت شستہ زبان۔ مہذب ظرافت۔ ایک نیوتی کا سفرنامہ۔ عالم رویا میں ایک عجیب و غریب ملک کی تلاش۔ اس ملک کے مسخر آمیز قوانین۔ اور عجیب رسم و رواج حسن و عشق کے نئی وضع کے جذبات قیمت ۱۰/

**حیرت انگیز شہر** اس کتاب میں یورپ و امریکہ کی ترقی کا راز فاش کیا گیا ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ ایک معمولی شخص کیونکر ابھر سکتا ہے۔ یہ کتاب مصر کے ایک سیاسی لیڈر نے مغربی اقوام کا بغور مطالعہ کر کے لکھی ہے نہایت عجیب ناول ہے۔ قیمت ۸/

**غافل باپ** دلکش اور پرسوز قصہ کے پیرایہ میں موجودہ زمانہ کی ان بے تعلیم شوہروں کا ظلم جو خاوند پرست مشرقی خواتین کی وفاداری۔ اولاد کی سعادتمندی پر روشنی ڈالی ہے۔ یہ ناول عشق کے سچے عد... ۱۲/

**اجتماع ضدین** اردو میں ایسے ناول بہت کم ہیں جو ادبی خوبیوں سے آراستہ ہونا لیکن اجتماع ضدین کی یہ امتیازی خصوصیت ہے نہایت شستہ اردو میں تحریر کیا گیا ہے نہایت دلچسپ سچا قصہ ۸/

**محبت کا انتقام** انگریزی ادب کی شان کا پہلا ناول۔ اردو زبان کا بہترین نمونہ انتہا درجہ کی درد انگیز تصنیف حسن و محبت کا سچا ترجمان قیمت عہ/

**چار چاند** بچوں کی چار نصیحت آموز کہانیوں کا مجموعہ قیمت ۵/

**قربان گاہ حسن** حسن کی کرشمہ سازیوں کا اعلی نمونہ قیمت ۴/

مولینا سید ظہور احمد صاحب شاہجہانپوری ایڈیٹر دین و دنیا نے اس تفسیر کو اپنے مخصوص رنگ میں تحریر فرمایا ہے اور مفسرین کو یہ بتا دیا کہ موجودہ زمانہ میں بھی ایسے افراد موجود ہیں جنکو صحیح معنوں میں مفسر کہا جا سکتا ہے۔ یہ تفسیر اپنی جامعیت۔ حسن بیان۔ ادائے مطالب۔ زبان کی سلاست۔ تشریح لغات اور اظہار نکات و رموز و معانی الفاظ کے لحاظ سے آپ ہی اپنا جواب ہے اسکے علاوہ سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے سورۂ یاسین کے کے مضامین کی سرخیاں قائم کردی گئی ہیں تاکہ تفسیر سمجھنے میں ایک بچہ کو بھی کوئی دقت باقی نہ رہے قیمت ۸ر

## تفسیر الم نشرح

اس تفسیر کو جناب مولینا مولوی عبدالقادر صاحب نے تحریر فرمایا ہے۔ نہایت جامع اور معنی تفسیر ہے۔ مولانا کی عالمانہ رنگ نے تفسیر کو کچھ سے کچھ بنادیا ہے انشاءاللہ آپ اس تفسیر کو ہر لحاظ سے دوسری تفاسیر پر ترجیح دینگے۔ ضخامت قریب سوا سو صفحے

قیمت بارہ آنے (۱۲؍)

منیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی

## تفسیر الفاتحہ

علامہ عبدہ مصری کی لکھی ہوئی سورۂ فاتحہ کی تفسیر کا سلیس اردو ترجمہ۔ جو کہ تمام تفاسیر قرآنی کا عطر ہے اور ہر لحاظ سے ایک بےنظیر تصنیف ہے۔ نہایت بہتر لکھائی چھپائی قیمت [illegible]

منیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی

منیجر نظامیہ دار الاشاعت چاندنی محل دہلی

## حمد

(از شوکت علی صاحب فہمی میرٹھی)

جب پرشور سمندر کے کنارے میں اپنی کمزور اور ناتوان ہستی کیساتھ جاتا ہوں اور فیروزی سطح آب پر موجوں کی طغیانی میری قوتِ سامعہ کو بیکار کردیتی ہے اور جزر و مد کا طلسم ایک دفعہ زمین کو آسمان سے ملا دینا چاہتا ہے جب تند و تیز آندھیاں اس زمین کے نظام میں ایک ہلچل پیدا کردیتی ہیں اور صدہا کوہ پیکر درختوں کو جڑ سے اُکھاڑ کر ایک حقیر تنکے کی طرح اُٹھا کر پھینک دیتی ہیں جب آسمان سے مسلسل بارش ہوتی ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہوا اپنے بازوؤں پر سمندر اُٹھائے ہوئے ہے، جب رعد کی گرج اور بجلیوں کی چمک سے دل لرزتا ہوتا ہے۔ اس وقت فضا کے صفحے پر خونی حرفوں میں "قہار" کا لفظ مجھکو نظر آتا ہے اور ایمان پکار اُٹھتا ہے کہ یہ تیرے جلالی جلوے ہیں۔ لیکن جب گلشن کی رنگینیاں مجھکو اپنی طرف متوجہ کرتی ہیں اور زمردی فرش پر قدرت کی گلکاریاں میری قوتِ متخیلہ کو حیرت میں ڈالدیتی ہیں جب پھولوں کی رنگا رنگی میری نظروں کیلیے ایک دلکشا منظر پیش کرتی ہے، جب بادِ صبا کی ہر لہر میری رگ و پے میں انبساط کی رَو دوڑا دیتی ہے، جب نسیم کے معطر جھونکے میری قوت شامہ کو ایک روح افزا دعوت دیتے ہیں تو میرا دل شگفتہ ہوجاتا ہے، اسوقت گلشن کے زمردی ورق پر خطِ گلزار میں "رحمٰن" کا لفظ مجھکو دکھائی دیتا ہے اور میں بیتاب ہوکر کہہ اُٹھتا ہوں کہ یہ تیرے جمالی جلوے ہیں۔

دنیا کی تمام کائنات پر تیرا نور عکس فگن ہے تیرا جلوہ فضائے عالم کو نور کی کرنوں سے منور کر رہا ہے۔ اس طلسم کو دیکھکر میری آنکھ میرے دلکو وحدانیت کا سبق دیتی ہے اور میرا دل چاہتا ہے کہ میں تجھکو بے نقاب دیکھوں ◆

## نعت

(از شوکت علی صاحب فہمی میرٹھی)

او یثرب کے آفتاب ایک گنہگار کی روح گردشِ کی تاریکیوں سے گھبرا کر تیری طرف دیکھ رہی ہے۔ اسے اپنے انوار سے منور کردے۔ تیری اُمت کا ایک ناچیز فرد اپنے دامن کو سنبھالے ہوئے آیا ہے اسے ان نعمتوں سے مالا مال کردے جنہوں نے ابوبکرؓ کو صدق و صفا کی دولت عطا کی، جنہوں نے عمرؓ کا سینہ عدل و انصاف سے بھردیا جنہوں نے عثمانؓ کو سخاوت اور حیا کا خزانہ عطا کیا، جنہوں نے علیؓ کے پاک رگ و پے میں شجاعت کی روح دوڑا دی، او بطحا کے تاجدار اپنے سائل کی طرف توجہ کر، اسکے دل میں محبت کی وہ آگ بھردے جو بلالؓ کو ریت کے گرم ذرّے پر بھی باز نہ رکھ سکی۔ اسکے خون کے ہر قطرہ کو وہ جوش عطا کردے جس نے بدر اور احد کے میدانوں میں ہنگامۂ محشر برپا کردیا تھا۔ او باغبانِ وحدت میرا دماغ ان پھولوں کی شمیم کیلیے ترس رہا ہے جس نے ابراہیم کو بلخ میں، ذوالنون کو مصر میں اور بایزید کو بسطام میں مست و بیخود بنا دیا تھا، او ساقیٔ عرفاں اس شرابِ طہور کا ایک گھونٹ مجھکو بھی دے جس نے جنید کو بغداد میں، معروف کو کرخ میں اور حسن کو بصرہ میں خود فراموش و دیوانہ بنادیا تھا۔ او شافع محشر مجھ عاصی کے اشکِ ندامت کو قبول فرما اور میرے گناہوں کو معاف کردے۔ تیرے گنہگار کے پاس تیری محبت کے خزانہ کے سوا کچھ نہیں ہے۔ دل میں چند خون کے قطرے باقی رہ گئے ہیں اور وہ بھی تیرے خیال کی ضیافت کے لیے محفوظ ہیں، خدارا اپنے اُمتی پر رحم فرما، اس کی فرقت کی طوالت کو جو ناقابلِ برداشت ہے مختصر کردے اور اپنے قدموں میں بلالے۔ تیرا عاصی مدینہ کی خاک کے ذرّوں کو کلیجہ سے لگاکر اپنے بیتاب دل کو تسکین دیگا۔ تیرا گنہگار مزارِ مبارک کی جالیوں کو آنکھوں سے لگاکر اپنی چشمِ انتظار کو روشن کریگا۔ تیرا سر مسار تیرے آستانۂ مبارک کو بوسے دیکر اپنے لبوں کو عزت بخشے گا ◆

# تفسیر قرآن مجید

(گذشتہ سے پیوستہ)

كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝

**ترجمہ:** کیونکر تم اللہ کا انکار کر رہے ہو حالانکہ وہ تمکو عدم سے وجود میں لایا پھر وجود سے عدم میں لے جائیگا۔ پھر عدم سے وجود میں لائیگا پھر تم اُسکی طرف واپس کئے جاؤ گے۔

**تشریح الفاظ:** کیف۔ کیونکر کسطرح۔ کفر۔ سرکشی۔ ناشکری۔ انکار۔ اموات۔ (جمع میت) علما۔ مردہ۔ معدوم (انا ماتت) مارنا۔ معدوم کرنا۔ احیا یحیی (از احیا) زندہ کرنا۔ ترجعون (از ارجاع) واپس کرنا۔ لوٹانا۔

**تفسیر:** آیات سابقہ میں ایمان۔ کفر۔ نفاق۔ عذاب۔ ثواب۔ تکالیف۔ راحت و نعمت جہنم جنت وغیرہ ضروری امور کا تذکرہ فرمایا اور یہ بھی جتایا کہ خالق جل و علا نے تمہیں۔ تمہاری آبا و اجداد کو۔ اور تمام کائنات کو پیدا کیا۔ اب اس آیت کریمہ میں اُن تمام آیات کا خلاصہ ارشاد ہوا۔ چنانچہ اُن لوگوں کو مخاطب کر کے جنکے دل کفر کی ظلمتوں سے سیاہ اور انکار کی تاریکیوں سے تباہ ہو چکے ہیں حکم ہوتا ہے کہ تم اللہ تعالےٰ کے وجود واجب کا کیونکر انکار کر سکتے ہو۔ اُس خالق برتر کی ارفع و اعلیٰ ہستی کے مقابلہ میں اپنی حالت کا موازنہ کرو۔ تمہارا کہیں نام و نشان بھی نہ تھا تم عدم محض تھے۔ اُس نے تمہاری آفرینش کے لئے اسباب و علل پیدا کئے۔ تم نطفہ بنکر صلب پدر میں آئے۔ صلب پدر سے بطن مادر میں منتقل ہوئے بطن مادر میں طرح طرح کے تغیرات کے بعد آغوش میں آئے۔ بچپن سے لڑکپن کی منزل میں پہونچے۔ شباب کی ذمہ داریاں دیکھ کر تمنے چاہا کہ لڑکپن کو روک لیں لیکن وہ تمہارے روکنے سے ایک لمحہ کے لئے بھی نہ رکا۔ پھر جوانی کی رعنائیوں اور رنگینیوں سے متاثر ہو کر تمنے کوشش کی کہ وہی کچھ دنوں تمہارا ساتھ دے لیکن اُسپر بھی تمہارا قابو نہ چلا۔ آخر کار بڑھاپا آیا اور تمنے عمر کے اس بدترین دور ہی پر قناعت کر لی تاکہ بال بچوں کی خوشحالی سے مسرت حاصل کرو لیکن موت کا فرشتہ آپہونچا۔ تمنے اور تمہارے تمام کنبہ نے ہزار کوشش کی کہ موت کے آہنی پنجہ سے تمکو خلاصی حاصل ہو لیکن تم کامیاب نہ ہو سکے اور یہ راز تمپر اچھی طرح منکشف ہو گیا کہ تمہاری اور تمہاری موت ایک زبردست طاقت کے بس میں ہے۔ یہ تمہارے خالق بالا و برتر کا ہاتھ ہے جس نے تمہیں نیست سے ہست کیا پس تم جاننے اور سمجھنے کے بعد کہ تمہیں حداوندعالم نے عدم کو قعر گمنامی سے نکالکر وجود کی آبادی میں پہونچایا اُسکی ہستی برحق اور وجود واجب سے کیونکر انکار کر سکتے ہو۔ پھر تمہاری نقل و حرکت اور تغیر حالت کا سلسلہ یہیں ختم نہیں ہو جاتا بلکہ وہ جسطرح تم کو عدم سے وجود میں لایا ہے اور جسطرح اُس نے تم کو ایسی حالت میں کہ تم مردوں کے مانند دار اور معدوم تھے زندگی کی طاقتوں اور ارادوں سے سرفراز کیا اور پھر دوبارہ اس حیات فانی کو واپس لے کر تمہیں عدم آباد میں پہنچا دیا ایک دفعہ اور اپنی قدرت کاملہ سے تمہیں زندگی عطا کریگا۔ اور زندہ ہو کر تم اُس کے دربار عالی میں حاضر کئے جاؤ گے۔ تاکہ تم اپنے کئے کی سزا یا جزا پاؤ اور اِس دار الامتحان میں تمنے جو کچھ نیک و بد اعمال کئے ہیں اُن کا خوشگوار یا ناگوار نتیجہ تمہارے سامنے آئے۔

اس مختصر آیت کریمہ میں وہ تمام تغیرات نہایت فصاحت و بلاغت اور ایجاز و اعجاز کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں جو ایک انسانی ہستی کو پیش آنیوالے ہیں۔ ظاہر ہے کہ انسان کو سب سے زیادہ اپنی ذات سے دلچسپی اور تعلق ہے۔ سب سے پہلے جو شئے اُسکی توجہ کو جذب کرتی ہے وہ خود اُسکی ذات ہے۔ پھر اُسکو کیسا شوق ہوتا ہے کہ اپنے ماضی اور مستقبل کا حال معلوم کرے اور زمانۂ حال میں جو باتیں اُسے پیش آتی ہیں اور اُسکی عقل سے بالاتر ہیں اُن کی حقیقت سے واقفیت بہم پہونچائے۔ پس اس سے بڑھکر اعجاز نما بلاغت کیا ہوگی کہ انسان کو خود اُسکی ذات کیطرف توجہ دلائی گئی ہے۔ آفرینش اور الوہیت کا مسئلہ تو بہت بالاتر ہے کوئی شخص اپنے والدین کی ہستی کا منکر نہیں ہو سکتا حالانکہ والدین انسان کو عدم سے وجود میں لانے کا محض ایک ذریعہ ہیں۔ پس جناب باری عز اسمہ نے انسان ضعیف البنیان کو خود اُسی کی ذات کیطرف توجہ دلائی اور بتایا کہ وہ ناچیز ہستی جو مشیت کے اشارہ دل کی اسطرح پابند ہے جسطرح ایک تنکا آندھی کی تیز و تند لہروں میں اُڑتا پھرتا ہے اپنے خالق کا کیونکر انکار کر سکتی ہے۔ وہ خالق کائنات جسکی قدرت کاملہ انسان کو مختلف مدارج اور مختلف منازل میں لئے پھرتی ہے۔ ایک وقت ایسا ہوتا ہے جب وہ نام و نشاں کچھ نہیں رکھتا پھر جب مشیت یہ چاہتی ہے کہ اُسے خلعت وجود سے سرفراز کیا جائے تو وہ اپنی فرضی وہمی اور عدمی حالت سے آگے بڑھکر ایک مادی نقطہ کیصورت اختیار کرتا ہے۔ یہ نقطہ ایک پیکر میں اور یہ پیکر ایک چلتی پھرتی ہستی میں منتقل ہو جاتا ہے۔ پس اسے عدم سے وجود میں لائے ہوئے انسان تو اپنے خالق کی ہستی سے کسطرح انکار کر سکتا ہے۔ کیا تو بھول گیا کہ اُسی کی قدرت کاملہ کا ایک کرشمہ تھا کہ تو عدم سے وجود میں آیا اور زندگی کی نعمتوں سے مالامال ہوا۔ پھر زندگی کی یہ سرگرمیاں موت کی حد فاصل پر ختم ہوئیں۔ پیدائش اور موت کے واقعات روزمرہ ہر شخص کی نظر سے گزرتے ہیں اور کسی کو طاقت نہیں کہ اُنکی سچائی سے انکار کرے اور جو قادر مطلق ایک دفعہ عدم سے وجود میں لایا ہے اُس کے لئے دشوار نہیں کہ دوبارہ عدم سے وجود میں لائے۔ اور جو لوگ اُسکی قدرت ایجاد کے عملی نمونے اپنے سامنے دیکھ رہے ہیں اُن کے لئے انکار کی گنجائش باقی نہیں پھر یہ دوسری زندگی محض زندگی نہ ہوگی بلکہ اسمیں رجوع الی اللہ بھی ہوگا۔ نیک و بد کی داد دہی بھی ہوگی۔ اچھے بُرے اعمال کی سزا اور جزا ملیگی۔

بعض مفسرین لکھتے ہیں کہ "ثم یحییکم" (پھر زندہ کرے گا) سے قبر میں مردہ کا زندہ کیا جانا مراد ہے اور اس سے عذاب قبر اور نعیم برزخ کی کیفیت ثابت ہوتی ہے۔ (ایڈیٹر)

# شرح مثنوی مولانا روم رح

(گذشتہ سے پیوستہ)

**گفت چوں بیروں شدی از شہر خویش ۔ در کدامی شہر بودستی تو بیش**

ترجمہ۔ کہا کہ تم اپنے وطن سے نکلکر کس شہر میں زیادہ عرصہ تک رہیں؟

**نام شہری برد وزاں ہم در گذشت ۔ رنگ روی و نبض او دیگر نہ گشت**

ترجمہ:۔ ایک شہر کا نام لیا اور پھر آگے بڑھی (اور شہروں کے نام لئے) لیکن اُس کے چہرہ کے رنگ اور نبض میں کوئی تغیر نہیں ہوا۔

**خواجگان و شہرہا را یک بہ یک ۔ باز گفت از جائے و از نان و نمک**

ترجمہ:۔ آقاؤں اور شہروں کا حال ایک ایک کرکے پوچھا مقامی حالت اور خورد و نوش کی کیفیت دریافت کی۔

**شہر شہر و خانہ خانہ قصہ کرد ۔ نے رگش جنبید و نے رخ گشت زرد**

ترجمہ:۔ ایک ایک شہر اور ایک ایک گھر کا ذکر کیا لیکن نہ تو کنیز کی نبض تیز ہوئی اور نہ چہرہ زرد ہوا۔

**نبض او بر حال خود بد بے گزند ۔ تا بہ پرسید از سمرقند چو قند**

ترجمہ:۔ کنیز کی نبض میں کوئی تغیر پیدا نہیں ہوا تھا اور اپنی اصلی حالت پر تھی کہ اتنے میں (طبیب نے) سمرقند کا حال پوچھا جو قند کیطرح خوشگوار ہے۔

**آہ سردے بر کشید آں ماہ رو ۔ آب از چشمش رواں شد ہمچو جوئے**

ترجمہ:۔ اُس ماہرو نے ایک سرد آہ کھینچی اور اُسکی آنکھوں سے دریا کیطرح آنسو رواں ہوئے۔

**لغات:۔** بیش۔ زیادہ۔ اکثر بعض نسخوں میں "پیش" ہے جسکے معنی یہ ہونگے کہ گھر سے نکلکر تم پہلی پہل کہاں رہیں۔ دیگر گشتن۔ متغیر ہونا۔ غیر ہونا۔ بدلنا۔ نان و نمک۔ خورد و نوش کھانا پینا۔ کھانے پینے کا طریقہ۔ بد۔ (بود کا مخفف۔ بودن سے صیغہ ماضی) تھی۔ رہی۔ بے گزند۔ بے خطر۔ بے تکلف۔ سمرقند۔ ایک مشہور شہر۔ بعض مؤرخین اسکی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ سکندر کی ایک کنیز شمر نام تبدیل آب و ہوا کے لئے اس جگہ جہاں سمرقند آباد ہے مقیم ہوئی۔ جب وہ تندرست ہوگئی تو سکندر نے اُسکی صحت کی خوشی میں ایک شہر آباد کر دیا اور کنیز کے نام پر اُسکا نام شمرکند رکھا۔ کند کے معنی ہیں جگہ۔ گاؤں بستی۔ کثرت استعمال سے شمرکند سمرقند ہوگیا۔ باشندوں کے حسن و جمال اور معاشرت کی لطافت کے لحاظ سے ایرانی شعرا اسکے حال پر خصوصیت کے ساتھ مہربان ہیں۔ مولانا بھی اُسکی تعریف میں فرماتے ہیں "سمرقند چو قند" قند جیسا سمرقند۔

**مطلب:۔** طبیب غیبی نے کنیز کی نبض پر ہاتھ رکھ لیا۔ آنکھیں اُس کے چہرہ پر جمادیں اور ہمہ تن گوش ہوکر اُسکی جانب متوجہ ہوگیا۔ اُس نے پوچھا کہ تم اپنے وطن سے نکلکر پہلے کہاں گئیں یا زیادہ عرصہ تک کہاں رہیں۔ اس سلسلہ میں کنیز نے یا طبیب غیبی نے صدہا شہروں کے نام لے ڈالے۔ مختلف امیروں اور آقاؤں کے حالات مختلف مقامات کی جغرافیائی اور معاشرتی کیفیات پر بحث ہوتی رہی لیکن کسی شہر کے نام پر نہ کنیز کی نبض میں غیر معمولی حرکت پیدا ہوئی اور نہ اسکے چہرہ پر کوئی تغیر رونما ہوا۔ اسی اثنا میں سمرقند کا ذکر چھڑا۔ سمرقند کا نام آنا تھا کہ کنیز کی حالت دگرگوں ہونے لگی اُس نے بے اختیار ایک سرد آہ کھینچی، اور اُسکی آنکھوں سے آنسوؤں کا دریا رواں ہوگیا۔

**گفت بازرگانم آنجا آورید ۔ خواجہ زرگر دراں شہرم خرید**

ترجمہ:۔ اس نے کہا کہ مجھے، ہاں ایک سوداگر لایا اور میں ایک زرگر کے ہاتھ فروخت ہوئی

**در بر خود داشت شش ماہ و فروخت ۔ چوں بگفت ایں ز آتش غم بر فروخت**

ترجمہ:۔ اس نے چھ ماہ تک مجھے اپنے پاس رکھکر فروخت کر دیا۔ کنیز نے اتنا کہا اور غم کی آگ سے جل اُٹھی۔

**نبض جست و روئے سرخش زرد شد ۔ کز سمرقندی زرگر فرد شد**

ترجمہ:۔ اس کی نبض تیز ہوگئی اور اُسکا سُرخ چہرہ زرد ہوگیا۔ کیونکہ وہ سمرقند کے زرگر سے جدا ہوئی تھی۔

**لغات:۔** بازرگان۔ (مخفف بازارگاں) سوداگر۔ بازار میں خرید و فروخت کرنیوالا زرگر۔ سونے کا کام کرنے والا۔ سُنار۔ بر۔ سینہ۔ پہلو۔ بغل۔ فرد۔ اکیلا۔ تنہا۔ فرد شدن۔ اکیلا ہونا۔ جدا ہونا۔

**مطلب:۔** کنیز نے رو رو کر بیان کیا کہ ایک سوداگر مجھے سمرقند لے گیا۔ سمرقند میں ایک دولتمند سُنار تھا اُس نے مجھے خرید کیا۔ سُنار نے مجھے چھ ماہ تک اپنے پاس رکھا اور اسکے بعد فروخت کر دیا۔ اتنا کہہ کر کنیز پھر غم سے بیتاب ہونے لگی۔ اُس کی نبض کی حرکت غیر معمولی ہوگئی اور اُسکے پھول سے رخسار زرد ہوگئے اور اسکا سبب بالکل ظاہر تھا یعنی وہ سمرقندی زرگر کی جدائی میں جو اسکا محبوب تھا۔

**چوں ز رنجور آں حکیم ایں راز یافت ۔ اصل آں درد و بلا را باز یافت**

ترجمہ:۔ جب حکیم نے بیمار سے یہ راز معلوم کیا تو اس رنج و بلا کی حقیقت اسپر منکشف ہوگئی

**گفت کوئے او کدام است و گزر ۔ او سر پل گفت و کوئے غاتفر**

ترجمہ:۔ اُس نے کہا کہ اُسکی گلی اور سڑک کونسی ہے۔ کنیز نے جواب دیا کہ گلی کا نام تو غاتفر ہے اور سڑک پل پر ہے۔

**لغات:۔** کوئے۔ گلی۔ کوچہ۔ گذر۔ سڑک۔ گزرگاہ۔ غاتفر سمرقند کے ایک محلہ کا نام ہے۔ ترکستان میں اس نام کا ایک شہر بھی ہے۔ جسکے باشندے حسن و جمال میں خاص شہرت رکھتے ہیں۔

# شرح دیوان حافظ

(گذشتہ سے پیوستہ)

ایکہ در زنجیر زلفت جانِ چندیں آشناست خوش فتاد آں خالِ مشکیں بر رخت مسکین غریب

ترجمہ:- تیری زلف کی زنجیر میں اتنے عاشقوں کی جان ہے - تیرے چہرہ پر سیاہ تل ایک مسکین اور مسافر کیطرح خوب آپڑا ہے -

لغات:- آشنا - جان پہچان والا - دوست - عاشق مشکیں - مشک کے رنگ والا - سیاہ -

مطلب:- محبوب سے کہتے ہیں کہ تیرے چہرہ پر جو سیاہ تل چمکے ہا ہو وہ ایک اجنبی مسافر کی طرح معلوم ہوتا ہے - کیونکہ چہرہ کا رنگ تو سرخ و سفید ہے اور اسپر ایک سیاہ نقطہ کا ہونا بالکل ایسا ہے کہ کسی غیر ملک میں ایک اجنبی مسافر آپڑے - محبوب کو مخاطب کرنے میں اسکی ایک صفت کا بھی اظہار کر دیا یعنی اے وہ شخص جسکی زلف میں صدہا عشاق کے دل پھنسے ہوئے ہیں - آشنایان اور غریب کا لطف ظاہر ہے -

بس غریب افتادہ است آں مور خط گرد رخت گرچہ نبود در نگارستان خط مشکیں غریب

ترجمہ:- نقش و نگار میں سیاہ خط کوئی عجیب چیز نہیں لیکن تیرے چہرے کے گرد بہت ہی عجیب معلوم ہوتا ہے -

لغات:- مور خط - مور چیونٹی - زنگ - خواہ چیونٹی کے رنگ کا لحاظ کیا جائے یا رنگ کا مور خط سے سیاہ خط مراد ہے - نگارستان - وہ جگہ جہاں تصاویر اور نقش و نگار رہوں -

مطلب - ایسی جگہ جہاں کثرت سے در با نقش و نگار موجود ہوں سیاہ خط کوئی حیرت انگیز اور توجہ دلانے والی چیز نہیں لیکن اس کے برخلاف تیرے چہرۂ نگارین کے گرداگرد نہایت بھلا معلوم ہوتا ہے -

می نماید عکس مے در رنگ روئے مہوشت ہمچو برگ ارغواں بر صفحہ نسرین غریب

ترجمہ:- شراب کا عکس تیرے چاند سے چہرہ پر ایسا عجیب معلوم ہوتا ہے جیسے سیوتی پر ارغواں کی پتیاں -

لغات:- مہوش - (مخفف ماہ وش) چاند کے مانند - ارغواں - ایک پھول کا نام جسکا رنگ سرخ ہوتا ہے - نسرین - سیوتی -

مطلب:- محبوب کا چہرہ ایسا نادر ہے کہ اُسپر شراب کا عکس پڑتا ہے حالانکہ چہرہ کا عکس شراب پر پڑنا چاہئے - اس عکس کے عجیب و دلکش ہونے کے متعلق فرماتے ہیں کہ شراب کا عکس تیرے چاند سے چہرہ پر ایسا خوشنما معلوم ہوتا ہے جیسے سیوتی کے سپید پھولوں پر ارغواں کی سرخ سرخ پتیاں بہار دیتی ہیں

گفتم ای شام غریباں طرۂ شبرنگ تو در سحر گاہاں حذر کن چوں بنالد ایں غریب

ترجمہ:- میں نے کہا تیرا طرۂ شبرنگ (اپنی سیاہ بالوں)، شام غریباں (کے مانند) ہے جب یہ غربت زدہ صبح کو نالہ زن ہو تو اسکے نالوں سے خوف کر۔

لغات:- شام غریباں - غربت زدوں (مسافروں) کی شام جو اپنی اداسی اور تیرگی کے لئے مخصوص ہے - طرہ - زلف - پیشانی کے بال - مقیش کا پھندنا - شبرنگ جسکا رنگ رات کے مانند ہو - سیاہ - سحر گاہان - (جمع سحرگاہ) وقت صبح - حذر - خوف -

مطلب:- محبوب کو ان الفاظ سے مخاطب کرکے کہ تیری زلف شبرنگ شام غریباں بنی ہوئی ہے اُن بالوں سے خوف کر جو صبح کے وقت مجھ غربت زدہ کی زبان پر آتے ہیں -

بازگفتم ماہ من آں عارض گلگوں مپوش ورنہ خواہی ساخت ما را خستہ و مسکین غریب

ترجمہ:- پھر میں نے کہا اے محبوب اپنے پھول سے رخسارے نہ چھپاؤ، نہ تو مجھے خستہ و خراب کردے گا -

لغات:- ماہ - چاند - محبوب - عارض - رخسارہ - گلگوں - پھول سا - خستہ - زخمی - مصیبت زدہ -

مطلب:- اے محبوب مجھے اپنے نظارۂ تسکین فزا سے شادکام رکھ - اگر تونے اپنے پھول سے رخسارے چھپالئے تو میں خانماں برباد - اور مصائب میں مبتلا ہو جاؤنگا یہ شعر شعر سابق کے ساتھ مسلسل ہے -

گفت حافظ آشنایاں در مقام حیرت اند دور نبود گر نشیند خستہ و مسکین غریب

ترجمہ:- اُس نے کہا اے حافظ واقفکار حیرت میں پڑے ہوئے ہیں پھر ایک اجنبی کا خستہ و مسکین ہونا کیا بعید ہے -

مطلب:- یہ شعر بھی اشعار سابقہ سے متعلق ہے یعنی عاشق نے جب محبوب سے یہ التجا کی کہ وہ اپنا چہرہ نہ چھپائے تو اُس نے جواب میں کہا کہ تم تو محض اجنبی ہو تمہاری خستہ حالی اور درماندگی کوئی غیر معمولی بات نہیں جبکہ احباب و واقفکار حیرت کی منزل سے آگے نہیں بڑھ سکے -

## غزل

آفتاب از روئے او شد در حجاب سایہ را باشد حجاب از آفتاب

ترجمہ:- اُسکے چہرہ سے آفتاب حجاب میں ہے - سایہ آفتاب سے حجاب میں آہی جاتا ہے -

مطلب:- محبوب کے روئے روشن کا یہ عالم ہے کہ آفتاب جو زمین و آسمان میں سب سے زیادہ روشن ہتا ہے اُسکے روبرو نہیں ٹھہر سکتا اور حجاب میں آجاتا ہے - اگر ایسا ہوتا ہو تو کچھ تعجب کی بات نہیں کیونکہ سایہ تو آفتاب کے روبرو ٹھہر ہی نہیں سکتا - آفتاب سے ذات الہی مراد ہے کیونکہ ارباب تصوف کے نزدیک وہ سرچشمۂ نور ہے اور تمام کائنات اس نور سرمدی کا ایک پرتو ہے ÷ (ایڈیٹر)

# شرح گلستان

(گزشتہ سے پیوستہ)

مدبران ممالک آں طرف در دفع مضرت ایشاں مشاورت کردند کہ اگر ایں طائفہ ہمبریں نسق روزگارے مداومت نمایند مقاومت ممتنع گردد۔

ترجمہ:۔ اس طرف کے ملکی مدبروں نے ان لوگوں کی مضرت دور کرنے کے متعلق باہم متورہ کیا اور کہا کہ اگر یہ گروہ کچھ عرصہ تک باقی رہ گیا تو اُسکا مقابلہ دشوار ہوجائیگا۔

لغات:۔ مدبران (جمع مدبر) تدبیر کرنے والا۔ عاقبت اندیش۔ عالی دماغ۔ ممالک (جمع مملکت) صوبے مقامات۔ مشاورت۔ باہم مشورہ کرنا۔ مل جل کر کسی بات پر اظہار خیال کرنا۔ نسق۔ انداز۔ رفتار۔ طریق۔ روزگار۔ زمانہ۔ مدت۔ عرصہ۔ مداومت۔ ہمیشگی اختیار کرنا۔ کسی بات کو دائمی طور پر اختیار کرلینا۔ مقاومت۔ مقابلہ۔ ممتنع۔ دشوار۔ ناممکن حونہ ہوسکے۔

مطلب:۔ ایک دفعہ ملک عرب کے کچھ چور ایک پہاڑ کی چوٹی پر اقامت پذیر ہوگئے۔ ان لوگوں نے قافلوں کی آمد و رفت بند کر رکھی تھی اور قتل و غارت کے ایسے خوفناک واقعات اُن سے سرزد ہوچکے تھے کہ رعایا نہایت خوفزدہ ہو رہی تھی اور شاہی فوج اُن کی مکاریوں سے تنگ آچکی تھی۔ آخر جب اُن کی ایذا رسانی اور کشت و خون کی ہنگامہ آرائیاں حد سے بڑھ گئیں تو مدبران ملک باہم یکجا ہوکر اُنکے قلع قمع کی تجاویز سوچیں کیونکہ اُن کا یہ خیال تھا کہ اگر اسی طرح اِن کیلئے روک ٹوک چھوڑ دیا گیا تو چند روز کے بعد اِن کا مقابلہ دشوار اور اِن کی بیخکنی محال ہوجائے گی:

درختے کہ اکنوں گرفت ست پائے ۔۔۔ بہ نیروئے شخصے برآید زجائے

ترجمہ۔ جس درخت نے ابھی ابھی جڑ پکڑی ہے وہ ایک ہی شخص کی طاقت سے اُکھاڑ جاسکتا ہے۔

وگر ہمچناں روزگارے ہلی ۔۔۔ بگردونش از بیخ برنگسلی

ترجمہ:۔ اور اگر اُسے اُسکے حال پر کچھ عرصہ کے لئے چھوڑ دوگے تو چرخی سے اُسکی جڑ نہ اُکھاڑ سکوگے۔

لغات:۔ نیرو۔ طاقت۔ بل۔ زور۔ پاگرفتن۔ جڑ پکڑنا۔ ہلی (از ہلیدن صیغہ واحد حاضر مضارع) تو چھوڑ دے۔ گردوں۔ دولاب۔ چرخ۔ چرخی سے درخت کو گرانے کے یہ معنی ہیں کہ جڑ کے آس پاس کھود کر ایک بڑی رسی اس کے تنے میں باندھ دی جاتی ہے۔ اور پھر چند آدمی مل کر متفقہ طاقت سے اسے گرادیتے ہیں۔ بعض نسخوں میں گردوں کی جگہ گرداں (گرد جمع گرد۔ پہلوان) بھی ہے۔ اور قرین قیاس بھی یہ کیونکہ پہلی جگہ ایک شخص کی طاقت اور دوسری جگہ چند پہلوانوں کی طاقت باہم تناسب رکھتی ہے۔

مطلب:۔ مشیران سلطنت نے مشورہ باہمی سے یہ طے کیا کہ جلد سے جلد چوروں کی بیخکنی کی جائے ورنہ ان کا مقابلہ دشوار ہوجائیگا۔ اس خیال کی تائید میں یہ اشعار لکھے گئے ہیں جنکا مطلب یہ ہے کہ ایک ننھے سے پودے کو جس نے ابھی ابھی جڑ پکڑی ہے ایک آدمی ہاتھ کی معمولی جنبش سے اکھاڑ کر پھینک سکتا ہے۔ لیکن اگر اس پودے پر کچھ زمانہ گزر جائے اسکی جڑ مضبوط ہوجائے اور وہ ایک تناور درخت بن جائے تو پھر چند آدمیوں کی طاقت سے بھی اور چرخی کی امداد سے بھی اسکی بیخکنی آسان نہیں۔

سر چشمہ شاید گرفتن بہ میل ۔۔۔ چو پر شد نشاید گذشتن بہ پیل

ترجمہ:۔ اگر کسی چشمہ کو اسکے نکلتے ہی بند کرنا چاہیں تو ایک سلائی سے بند کرسکتے ہیں۔ لیکن اسکے بڑھ جانے کے بعد ہاتھی پر بھی نہیں گزر سکتے۔

لغات:۔ میل۔ سلائی

مطلب:۔ مدبران ملکی کے قول کی یہ دوسری تائید ہے۔ اسمیں کسی قدر مبالغہ کے ساتھ بتایا گیا ہے۔ کہ جب کوئی چشمہ نکلنے لگے تو اُسے صرف ایک سلائی سے بند کیا جاسکتا ہے۔ لیکن جب وہ اپنی انتہائی صورت اختیار کرلے تو ایک ہاتھی کے لئے بھی اسے عبور کرنا دشوار ہے حاصل یہ ہے کہ ہر بات کو اسکی ابتدائی حالت میں دبا دینا آسان ہے۔

سخن بریں مقرر شد کہ یکے بتجسس ایشاں برگماشتند و فرصت نگاہ میداشتند تا وقتیکہ بر سر قومے راندہ بود و مقامے خالی ماندہ۔ تنی چند مردان واقعہ دیدہ جنگ آزمودہ را بفرستادند تا در شعب جبل پنہاں شدند۔ شبانگاہے کہ دزداں باز آمدند سفر کردہ و غارت آوردہ سلاح از تن بکشادند و رخت غنیمت بنہادند۔ نخستیں دشمنے کہ بر سر ایشاں تاخت آورد خواب بود

ترجمہ:۔ رائے یہ ٹھہری کہ ایک شخص کو انکی دیکھ بھال کے لئے مقرر کیا اور موقع کے منتظر رہے ایک مدت چور لوٹ مار کے لئے کسی بستی میں گئے ہوئے تھے۔ اور انکی جگہ خالی تھی چند تجربہ کار اور جنگ آزمودہ آدمیوں کو بھیجا گیا چنانچہ وہ پہاڑ کی گھاٹیوں میں چھپ رہے رات کو جب چور لوٹ مار کرکے اپنے سفر سے واپس آئے۔ بدن سے ہتھیار کھولے اور مال غنیمت رکھا تو سب سے پہلے جس دشمن نے ان پر حملہ کیا وہ نیند تھی۔

لغات:۔ تجسس۔ دیکھ بھال۔ تاک۔ جھانک۔ جستجو۔ فرصت۔ موقع۔ قوم۔ گروہ جماعت بستی۔ شعب۔ (جمع شعبہ) شاخیں۔ پائین کوہ۔ گھاٹیاں۔ غارت۔ لوٹ۔ سلاح۔ ہتھیار۔ رخت۔ اسباب نخستیں۔ پہلے۔ پہلی پہل۔ تاخت۔ دوڑ۔ حملہ۔ یورش۔

# وارداتِ قلب

کائنات کا ہر ذرہ تمہارا اُستاد ہے۔ باغِ ہستی کا ہر پتہ تمہارے لیے ایک تعلیمی نصاب ہے۔ تم نے جو کچھ سیکھا ہے انہی اُستادوں سے سیکھا ہے اور جو کچھ حاصل کیا ہے اسی دفترِ معرفت سے حاصل کیا ہے۔ دنیا میں پہلی پہل جب دو بھائیوں میں کشت و خون ہوا اور بڑے نے چھوٹے کو مار ڈالا تو وہ اپنے جرم کو چھپانے کے لیے سرگرداں تھا۔ آخر کوّے سے اُس نے قبر کھودنا اور دفن کرنا سیکھا۔ نیم کی ناچیز اور ناقابلِ توجہ پتیوں نے تمہیں "آرہ" بنانے کی تعلیم دی، قوسِ قزح نے تمہیں رنگوں اور اُن کے باہمی تناسب کا سبق پڑھایا، لالہ و گل نے تمہیں نازک اور لطیف رنگینیوں کی طرف توجہ دلائی۔ گلاب کی نمایاں مگر ناشگفتہ کلیوں نے بتایا کہ گلرنگ پیرہن میں ہری گوٹ کیسی نظر نواز ہوتی ہے، پتوں نے ہوا سے جنبش میں آکر سمجھایا کہ گرمی سے مقابلہ کرنے کے لیے تم پنکھے کیونکر ایجاد کرسکتے ہو۔ شہد کی خاموش مکھیوں نے تمہیں فنِ تعمیر کی تعلیم دی۔ بوتیمار نے تمہیں عمل دینے کی ترکیب بتائی، چیلوں نے تمہیں سکھایا کہ کرۂ ہوائی کی سیاحت کا کیا طریقہ ہے کانٹوں سے تم نے خیاطی کا ہنر سیکھا، آج متمدن ممالک کی مصنوعات کو جب تم خوبصورت بکسوں میں دیکھتے ہو تو حیرت زدہ رہجاتے ہو اور سمجھتے ہو کہ انہیں پیکنگ میں کمال حاصل ہے، لیکن اس تعلیم کے سرچشمہ کو دیکھو۔ تمہیں مغزِ بادام کی ضرورت ہے۔ اب غور کرو کہ یہ مغز کیسے خوبصورت، خوش وضع اور خوش رنگ بکس میں رکھا گیا۔ متمدن ممالک نے ہوا کو ہیپ آوٹ کرنا آج سیکھا ہے لیکن یہاں ہزارہا سال سے یہ صورت رائج ہے، مغزِ بادام کا بکس ہوا ہیپ آوٹ کرکے بند کیا گیا ہے آپ جب اس بکس کو کھولتے ہیں تو مغز نکلتا ہے لیکن ایک باریک مگر مضبوط ارغوانی جھلی میں لپٹا ہوا اور اس طرح لپٹا ہوا کہ کہیں جوڑ نہیں، گرم پانی میں ڈالتے ہی یہ ارغوانی خول اُتر جاتا ہے اور ہاتھی دانت کی مانند سفید مغز نکل آتا ہے۔ تربوز اور خربزہ کو دیکھیے کیسی حیرت نزاکت کے ساتھ ان کے بکس بنائے گئے ہیں اور کیسا ایئر ٹائٹ ان کو بند کیا گیا ہے۔ ہوا کی دسترس نہیں کہ ان کو خراب کردے۔ پانی کی طاقت نہیں کہ ان کی رنگینیوں کو دھو ڈالے، دھوپ میں قدرت نہیں کہ ان کے حسن میں کمی کرسکے۔ جب آپ ان بکسوں کو کھولتے ہیں تو نظر کے لیے ایک جادو اور ایک طلسم کا سامان مہیا ہوجاتا ہے، خربزہ میں سفید رنگ اور تربوز میں سرخ سیاہ تخموں کے اندر مغزیات کو پیک کیا گیا ہے۔ کیسے خوشنما کیس اور کیسے دل ربا رنگ ہیں۔ فتبارک اللہ احسن الخالقین۔

---

اس جگہ ایک آم کا درخت تھا، بڑا شاندار، سایہ دار، تھکان زدہ مسافر اُسکے سایہ میں بیٹھتے اور اُسکے لگانیوالے کو دعائیں دیتے تھے، اپنی فصل پر اُس میں آم بھی آتے تھے، نہایت خوشگوار، شیریں اور مزیدار، آج اُس درخت کا نام و نشان بھی نہیں، وہ بیس سال پیشتر اُگا، بڑھا اور زمین کی قوتِ نامیہ سے پورا فائدہ اُٹھاکر سایہ دار بنا، بلوغ کو پہنچا تو پھول لگے پھل آئے، اپنے سایہ اور اپنے پھلوں سے ہزاروں کو شادکام کیا اور پھر ناپید ہوگیا، اُسکے پتے پرندوں کی خوراک ہوگئے، اُسکی لکڑی چولھے میں جلکر راکھ ہوگئی، اور آخر کار قدرت نے زمین کی امانت زمین کو واپس کردی، گلشنِ گیتی میں ہم تم بھی ایک درخت کے مانند ہیں، فرق اتنا ہے کہ وہ پابگل ہے، ہم پا بجولاں، ہم کسی قدر چل پھر سکتے ہیں اور وہ اپنی جگہ ساکن ہے، عناصر کے جس طرح ہم محتاج ہیں اُسی طرح وہ محتاج ہے، جس طرح وہ چند روز اپنی بہار دکھاکر معدوم ہوگیا اسی طرح ہم اپنی زندگی کی میعاد ختم کرکے فنا ہوجائینگے۔

---

او بھولنے والو، کبھی بچھڑے ہوؤں کو بھی یاد کرو، آہ وہ بچھڑے ہوئے جو یہ کہکر جدا ہوئے ہیں کہ "اب کے بچھڑے ملیں گے حشر کے دن"۔ پردیس میں رہنے والے کسی دوست یا عزیز کے خط میں دیر ہوجاتی ہے تو تم کیسے بیقرار ہوتے ہو، خط پر خط لکھتے ہو، تار دیتے ہو، خود جا پہنچتے ہو، وہ کسی مصیبت میں مبتلا ہوتے ہیں تو فوراً امداد کے لیے آمادہ ہوجاتے ہو، والدین، اولاد یا بھائی بہن ان میں سے کوئی آفتِ ارضی و سماوی کا شکار ہوجائے تو تمہیں کیسا اضطراب ہوتا ہے، جان کھپاتے ہو اور پانی کی طرح روپیہ بہاتے ہو مگر افسوس موت کا پردہ حائل ہونے کے بعد تمہارے یہ سب جذبات اور احساسات ختم ہوجاتے ہیں۔ آسمان کی طرف نظر اُٹھاؤ، دیکھو تمہارے شفیق ماں باپ کی روحیں کس پیار سے تمہیں دیکھ رہی ہیں اُن کے بس میں نہیں لیکن اُن کا دل ترس رہا ہے کہ کسی طرح تمہارے پاس آجائیں تمہیں گلے لگائیں، تمہاری پیشانی کو بوسہ دیں اور تمہارے رنج و راحت میں شریک ہوں، توجہ کرو، تمہارے دل کے ٹکڑے اور آنکھوں کے تارے پیارے بچے روحانی فضاؤں میں مچل رہے ہیں کہ جس طرح ممکن ہو ماں باپ کی آغوش تک پہنچ جائیں، فرشتے انہیں جنت کے پھلوں سے بہلاتے ہیں لیکن باپ کی محبت بھری نگاہ اور ماں کی گود کے سامنے وہ ہر نعمت کو ہیچ سمجھتے ہیں اور کمر در حافظہ والو، ان فرقت زدوں کو تسلی دو، مہینے میں سینکڑوں روپے کماتے ہو، دو چار روپے ان کے لیے بھی رکھو، چوبیس ۲۴ گھنٹے اپنے کاموں میں مصروف رہتے ہو ۵ منٹ ان کے لیے بھی نکالو، وہ ہاتھ جو ہر وقت دل کی خواہشوں

کے پابند ہیں کبھی ان کی دعائے مغفرت کے لیے بھی اٹھاؤ۔ جب تمہیں اپنے مرحوم والدین یاد آئیں تو جاؤ اور اُن یتیموں کو کلیجہ سے لگاؤ جن سے قضا و قدر نے اُن کے سرپرستوں کو چھین لیا ہے۔ جب تمہیں اپنے پیارے بچوں کا خیال آئے تو اُن سن رسیدہ اور معذور زن و مرد کی خدمت کرو جن کو بڑھاپے میں لاولد اور لاوارثی کا داغ ہر نفس پر جلا رہا ہے۔ جب تمہیں بے بھائیوں اور ماں جائیوں کا دھیان بندھے تو اُن بہنوں کا سہارا بن جاؤ جو بھائی بہن کھو جانے سے اپنے بازوؤں کو کمزور محسوس کر رہے ہیں۔ اگر تم ایسا کروگے تو عالم روحانی میں تمہارے مرحوم ماں باپ بھائی بہن اور اولاد کا اضطراب کچھ کم ہوگا اور تم اُن زمرہ لوگوں سے کسی حد تک سبکدوش ہوسکوگے جو دور افتادگان عدم کی طرف سے ہر زندہ ہستی پر عائد ہوتی ہیں۔

✻

تیز دھوپ ہے، لو چل رہی ہے، تم کئی میل بے سایہ راستوں پر چل کر آئے ہو، پیاس سے تڑپ رہے ہو۔ برفاب میں تخم و گلاب ملا کر بلوری گلاس تمہیں دیا جاتا ہے، قریب ہے کہ گلاس تم منہ سے لگاؤ مگر ایک معتمد شخص تمہیں یقین دلاتا ہے کہ اس شربت میں مثانہ سے نکلا ہوا آب شور بھی شامل ہے۔ سچ کہنا اس پیاس کے باوجود کیا تم اس شربت کو پی لوگے؟ ہرگز نہیں۔ تمہاری پیشانی پر شکن اور تمہاری نگاہ قہر آلود بن جائیگی۔ اور تم گلاس کو زمین پر پٹک دوگے۔ اسی طرح جب تمہیں سخت بھوک معلوم ہو رہی ہو اور طرح طرح کی نعمتیں تمہارے سامنے رکھی جائیں لیکن ایک شخص کان میں کہدے کہ اس کھانے میں نجاست ملی ہوئی ہے تو تم رنگا رنگ نظر فریب کابوں، ورشتریوں کی طرف آنکھ بھی نہ اٹھاؤگے۔ یہ تو ظاہری نجاست کا حال ہے، اگر تم سچے پابند مذہب اور پرہیزگار انسان ہو تو معنوی نجاست سے بھی دور رہنے کی کوشش کروگے۔ مثلاً جب تم سے یہ کہا جائیگا کہ یہ کھانا ناجائز وسائل سے حاصل کیے ہوئے روپیہ سے تیار کیا گیا ہے تو تمہیں اُسکے استعمال سے احتراز ہوگا۔ کیونکہ جس طرح کہ تمہارے وجود میں آتے ہی والدین پر غسل فرض ہوگیا تھا ایسے لطافت پسند ہو لیکن وہ ذات پاک جو لطیف ہے، تمام لطافتوں کا سرچشمہ ہے، عالم الغیب ہے، ہر شے کی پاکی اور ناپاکی سے کسی کے بتائے بغیر واقف ہے اُس نذر و نیاز کو قبول کریگی جس میں نجاستوں کی آمیزش ہو، تم رشوت سے، چوری سے، سود سے اور دیگر ناجائز وسائل سے روپیہ حاصل کرکے نیک کاموں میں لگاتے ہو اور پھر امید رکھتے ہو کہ خدا تم سے خوش ہوگا؟ نعوذ باللہ من شرور انفسنا۔ یہ نیکی نہیں، یہ خدا کے ساتھ مذاق ہے آہ بندہ خدا کو ناخوش کرکے اور خدا سے مذاق کرکے کہاں رہیگا۔ خوب یاد رکھو کہ مال حرام خدا کی راہ میں خرچ کرنے سے ثواب کی جگہ سخت عذاب کا خوف ہے اور ایسی بات سے مسلمان کا ایمان جاتا رہتا ہے جب کسی سائل کو کچھ دو، جب یتیموں اور بیکسوں کی مدد کرو جب کسی نیک کام میں کچھ خرچ کرو تو ہمیشہ اس کا خیال رکھو کہ پاک اور حلال روپیہ ہو۔ جس طرح تم کھانے پینے وقت احتیاط رکھتے ہو کہ کوئی تنکا کوئی بال، کوئی مکھی وغیرہ منہ میں نہ چلی جائے اسی طرح بلکہ اس سے بڑھکر لحاظ رکھو کہ جو روپیہ خدا کی راہ میں صرف ہو وہ ہر قسم کی آلودگیوں اور نجاستوں سے پاک ہو۔

✻

تم کھلے بندوں عصمت فروشوں کے پاس جاتے ہو گناہ کرتے ہو لیکن تمہیں کوئی کچھ نہیں کہتا تم بے دھڑک رشوت لیتے ہو اور کسی کی مجال نہیں کہ تمہیں اس گناہ کبیرہ سے روک سکے تم دیدہ و دانستہ چوری کرتے ہو، نقب لگاتے ہو، جیب کترتے ہو لیکن کوئی تمہیں اس ارادہ سے باز رکھنے والا نہیں۔ تم طرح طرح کی جعلسازیوں اور دغابازیوں سے روپیہ کماتے ہو لیکن کوئی شخص تمہارا مزاحم نہیں ہوتا پھر اگر تم "سود" لوگے تو کوئی تمہارا کیا کریگا، صدہا مسلمان سود لیتے ہیں اور اُن سے کوئی بھی تعرض نہیں کرتا نہ اُن کو مسجد میں روکا جاتا ہے، نہ اُنکو سوسائٹی ملامت کرتی ہے، نہ اُنکو حقے پانی سے بند کیا جاتا ہے۔ ایسی حالت میں تم ناجائز کو جائز بنانے کے لیے کیوں تکلیف اُٹھاتے ہو اور خواہ مخواہ کیوں اس کے درپے ہو گئے ہو کہ حرام کو حلال ثابت کرو۔ تم یہ تو ثابت کرسکتے ہو کہ آسمان متحرک ہے یا زمین متحرک ہے لیکن یہ بات بطلیموس کی طاقت سے باہر ہے کہ "روزہ" یا "نماز" کو "ٹلاؤ" ثابت کردے۔ جب تم کہتے ہو کہ سود جائز ہے تو قرآن جاننے والوں کو اسی طرح ہنسی آتی ہے جس طرح عرب مسیلمہ کذاب کی الفیل ما الفیل وما ادراک ما الفیل کا مذاق اُڑاتے تھے۔ سوچو تو سہی قرآن پاک کے سامنے تمہارے منطق کو کون پوچھیگا؟ اور سود دوجہاں کے احکام کے مقابلہ میں تمہاری کون سنیگا؟ پس بہتر ہے کہ اپنے وضع وقت اور روپیہ کو برباد نہ کرو۔ تمہارا پلاؤ پرست اور قلیہ پسند دل اگر نان جویں پر قناعت نہیں کرتا اور تمہاری حرص مذہب کی زنجیریں توڑنے پر آمادہ ہوگئی ہے تو تمہیں اختیار ہے، لیکن شور نہ کرو اور اپنے ساتھ نا بیناؤں کی ایک جماعت کو گناہ کے عمیق سمندر میں نہ لے ڈوبو۔

✻

جب غصہ نے بدن میں آگ لگا رکھی ہو، جب نخوت و غرور کی لہریں دل میں بلند ہو رہی ہوں جب دماغ میں یہ خیال آرہا ہو کہ ہم بھی کوئی چیز ہیں اُس وقت آسمان کی طرف نظر اُٹھاؤ اور سوچو کہ اتنے بڑے آسمان کے نیچے جس کا عرض و طول آج تک کسی کو معلوم نہیں ہوسکا اور جس کے ساتھ تم وہ نسبت بھی نہیں رکھتے جو سمندر اور قطرے میں پائی جاتی ہے تمہارا غصہ و غرور کس قدر بیجا اور مضحکہ انگیز ہے، پھر زمین کی جانب سر جھکاؤ اور غور کرو کہ اتنی بڑی زمین پر جس کی حدود کا سراغ آج تک نہیں ملا اور اُسکی وسیع سطح پر تمہاری ہستی اتنی بھی نمایاں نہیں جتنی ایک چیونٹی کو ایک وسیع مکان سے نسبت ہو، تم سے ضعیف البنیان کو غصہ سے مشتعل یا نخوت سے بدمست ہونا کس حد تک مناسب ہے۔ تم ہنسوگے اگر کوئی تنکا، مائی سونے کو روکنے کے لیے بڑھے اور تم مذاق اڑاؤگے اگر کوئی چیونٹی پہاڑ کے اُٹھانے کا دعوے کرے لیکن عقل کا فرشتہ تم پر اس سے زیادہ ہنستا ہے جب تم اس شاندار چھت کے نیچے اور اس وسیع صحن کے اوپر غصہ سے چلاتے ہو یا غرور سے تن کر چلتے ہو۔

✻

خدا و ندا، عناصر کا اتحاد کیا طوفان بپا کر دیتا ہے اور چند ذروں کا یکجا ہو جانا کیسے کیسے طلسم پیش کرتا ہے لیکن ان نظاروں کو بقا نہیں، ابھی سب کچھ ہے اور ابھی کچھ بھی نہیں

جہاں عناصر میں اختلاف اور ذرات میں انتشار پیدا ہوا کہ دنیا بدل گئی، اہل بزم رات بھر طرب اندوز رہکر صبح کے وقت واقعات شبینہ پر غور کر رہے ہیں اور میری نگاہ فانوس پر جمی ہے جسکا نور سپیدۂ سحر نے چھین لیا ہے، فانوس میں ایک چوتھائی موم بتی کا ٹکڑا موجود ہے، ساری موم بتی جل گئی لیکن جلکر کہاں گئی؟ یہ مسئلہ حل نہیں ہوتا۔ اس سے بڑھکر میرا جنون دیکھیے، ایک دن محبوب کے آئینہ میں اپنا چہرہ دیکھا میں گھنٹوں اسکا عکس ڈھونڈتا رہا لیکن کچھ سراغ نہ ملا، اس سے بھی زیادہ دیوانگی ملاحظہ کیجیے، ایک دن آسمان ابر آلود تھا اور کبھی پانی کی کوئی بوند گر جاتی تھی، میں دریا کے کنارے دیکھتا تھا کہ پانی کی ایک بوند آسمان سے گری لیکن ہزار جستجو پر بھی وہ میرے علم میں نہیں آتی تھی کبھی دماغ اس سے بھی کہیں زیادہ مختل ہوتا ہے اور میں تخیل و ترکیب کی طلسم آفرینیوں سے بے خبر ایک یوسف گم گشتہ کو گرد و پیش کی فضاؤں میں ڈھونڈا کرتا ہوں جسے موت نے مجھ سے جدا کر دیا ہے۔

# قرآن میں علمی اشارے

(از جناب عبدالکریم صاحب)

ہر چند سائنس و مذہب کی حدود جداگانہ ہیں اور قرآن مجید کوئی سائنس کی کتاب نہیں بلکہ اسکا موضوع "اصلاح عالم" "تزکیۂ نفس" "تعلیم کتاب و حکمت" یعنی "اتمام مکارم الاخلاق" ہے تاہم کلام پاک میں وجود باری و قدرت خداوندی کا تذکرہ کرتے ہوئے ضمناً و اجمالاً اکثر علوم کے متعلق ترغیبی اشارات پائے جاتے ہیں:-

**۱- ہیئت** - (۱) زمین و آسمان کے پیدا کرنے، دن رات کے پے در پے آنے میں عقلمندوں کے لیے خدا کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔ جو اٹھتے بیٹھتے لیٹتے ہوئے اسکی یاد میں مشغول رہتے ہیں اور زمین و آسمان کی بناوٹ میں خوب تامل کرتے ہیں۔

(۲) "خدا نے آسمانوں کو بغیر دکھائی دینے والے ستونوں کے قائم کیا"

(۳) "کیا اُنہوں نے آسمانوں کو بہ نظر تامل نہیں دیکھا کہ ہم نے اُنکو کس استحکام سے بنایا۔ اُن کو آراستہ کیا، ان میں ذرا بھی شگاف نہیں"۔

(۴) "چاند کے لیے ہم نے مختلف منزلیں مقرر کر رکھی ہیں"۔

(۵) "سورج کے لیے یہ ممکن نہیں کہ وہ چاند سے ٹکرا جائے"۔

(۶) "سورج و چاند کے لیے ایک حساب ہے"۔

**۲- حساب** "تم سالوں کی گنتی اور دوسری حسابی باتیں سمجھو"۔

**۳- جر ثقیل** - "خدا وہ ہے جس نے تمہارے لیے کشتیاں اور جہاز تمہارے زیر حکم کر دیے ہیں اور وہ خدا کے فرمان کے موافق دریا میں چلتے ہیں، اسی خدا نے لہروں کو تمہارے لیے مسخر کیا اور سورج چاند کو لگاتار تمہارے کام میں لگا دیا، رات اور دن بھی تمہارے تابع نظر آتے ہیں"۔

(۲) کیا اُنہوں نے اپنے اوپر عین ہوا میں پرندوں کو بازو پھیلاتے اور سکیڑتے نہیں دیکھا"

(۳) کیا اُنہوں نے پرندوں کی حالت پر بھی کبھی نظر کی ہے جو فضائے آسمان میں خدا کے حکم کے تابع ہیں"۔

نیز وہ تمام آیات جن میں کم و بیش موازنۂ قوی اور اُنکے نتائج پر دلالت موجود ہے شاید اس بارے میں سب سے واضح یہ آیت ہے۔

(۴) خدا نے آسمانوں کو بلند ترین جگہوں میں پیدا کر کے اُنکے لیے ایک قانون مقرر کیا"۔

اس آیت میں میزان کا ذکر ہمیں نہایت صفائی سے بتا رہا ہے کہ اس سے نظام عالم کا ایک نہایت ضروری قانون مراد ہے جسکو عام طور پر قانون کشش کہتے ہیں۔

**۴- حکمت طبعیہ نیچرل فلاسفی** (۱) وہ خدا ہے جس نے تمہارے لیے سبز درختوں میں آتش پنہانی کا ذخیرہ رکھ دیا ہے جس سے تم بوقت ضرورت آگ جلا لیا کرتے ہو"۔

(۲) "ہم نے آسمان و زمین اور اُن کے درمیان چیزوں کو بے فائدہ نہیں بنایا"۔

اس میں کائنات کے تمام و کمال افعال و خواص پر تنبیہ کی گئی ہے۔

**۵- کیمیا کیمسٹری** "چوپایوں کی حالت پر نظر کرنے سے تمہیں ضرور عبرت ہوگی ہم تم کو اُن کے پیٹ میں کے خون و آلائش سے خالص و خوشگوار دودھ نکالکر پلاتے ہیں کھجوروں، انگوروں سے تم اپنے لیے مسکرات اور اچھے خوش مزہ کھانے تیار کرتے ہو اس میں عقلمندوں کے لیے خدا کی قدرت کی نشانیاں ہیں"۔

**۶- علم المو الید** - (۱) پاک ہے وہ خدا جس نے اقسام مخلوقات کو پیدا کیا خواہ وہ نباتات کی قسم سے ہوں یا خود نوع انسان کے نفوس حیوانیہ اور وہ تمام چیزیں بھی جن کو وہ جانتے تک نہیں"۔

(۲) "خدا نے تم کو زمین کے قانون آفرینش نباتات کے مطابق پیدا کیا"۔

**۷- حیوانات** "ہر قسم کے جاندار جو زمین پر چلتے ہیں اور وہ سب پرندے جو اُڑا کرتے ہیں تمہاری ہی طرح قومیں ہیں"۔

(۲) "کیا اُنہوں نے کبھی اونٹ کی ہیئت کذائی پر بھی نظر ڈالی کہ وہ کس طرح پیدا کیا گیا"۔

**۸- نباتات** - (۱) ہم نے زمین میں ہر قسم کی خوش منظر روئیدگیاں پیدا کیں"۔

(۲) "جب ہم بارش کا پانی زمین پر اُتارتے ہیں تو وہ جنبش کر کے پھول جاتی ہے اور ہر قسم کی خوش منظر روئیدگی کا باعث ہوتی ہے"۔

**۹- طبقات الارض** - (۱) "خدا نے زمینوں کو متعدد طبقے بنایا"۔

(۲) "لوگوں سے کہدے کہ زمین میں سفر کر کے دیکھو خدا نے ابتدائے آفرینش کس طرح کی ہے؟"

(۳) "خدا نے پہاڑوں کو زمین کے لیے میخیں مقرر کیا ہے۔"

**۱۰۔ علم المعادن** "ہم نے لوہے کو پیدا کیا جس سے آلات جنگ بنتے ہیں جن سے بڑے بڑے فائدے حاصل ہوتے ہیں۔"

**۱۱۔ علم فزیالوجی۔ منافع الاعضاء** "کانوں آنکھوں اور دلوں کی بابت استفسار ہوگا۔"

**۱۲۔ علم الروح** "کہدے کہ روح خدا کے حکم سے پیدا ہوئی ہے اور تم انسانوں کو بہت تھوڑا علم دیا گیا ہے۔"

**۱۳۔ جغرافیہ** "کیا انہوں نے کبھی روئے زمین کا سفر نہیں کیا جس سے انکے دلوں میں سمجھ آتی اور گوش شنوا نہیں حاصل ہوتے۔"

(۲) "خدا نے تمہارے لیے زمین کو مسخر کر دیا ہے۔ تمہیں چاہیے کہ اسکے اطراف میں چلو پھرو۔"

(۳) "تاکہ زمین کے کشادہ اور فراخ راستوں پر چل سکو۔"

**۱۴۔ آثار قدیمہ** "کیا انہوں نے زمین میں سفر کر کے یہ نہیں دیکھا کہ ان قوموں کا کیا انجام ہوا جو اُن سے پہلے تھیں؟"

**۱۵۔ علم الانسان** "تمہاری زبانوں، رنگتوں کے مختلف ہونے میں خدا کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔"

**۱۶۔ تکوین عالم** "کیا منکروں نے دیدۂ بصیرت سے یہ مشاہدہ نہیں کیا کہ آسمان و زمین ملے ہوئے تھے جنکو ہم نے جدا کر دیا۔"

(۲) "ہر ایک جاندار کو پانی سے پیدا کیا۔"

(۳) "زمین کو تو اسے مخاطب سمجھا ہوا دیکھتا ہے۔"

تمام آیات جن میں خدا نے امور متعلقہ نفس و کائنات میں فکر و تامل کا حکم دیا ہے فلسفہ کے متعلق سمجھنی چاہئیں۔ علوم بالا بھی فلسفہ ہی کا مقدمۃ الجیش اور پیش خیمہ ہیں۔ قرآن کریم اولم یروا (کیا انہوں نے کبھی چشم بصیرت نہیں دیکھا) اولم یتدبروا (کیا انہوں نے کبھی غور و تامل نہیں کیا) اولم یتفکروا (کیا انہوں نے کبھی فکر نہیں کی) اور اسی قسم کے الفاظ سے لبریز ہے۔

(۱) "کیا انہوں نے زمین و آسمان کی سلطنت میں تامل نہیں کیا۔"

(۲) "ہم اُن کو اپنی قدرت کی نشانیاں اطراف عالم میں اور خود اُن کے نفوس میں دکھلائینگے۔"

خواص کائنات کا مطالعہ طبعاً انسان کو خدا کی معرفت تک پہنچا دیتا ہے اسی بناء پر اسکو فلسفۂ الٰہی کہتے ہیں۔ ایسا فلسفہ قرآن کا لب لباب ہے اور تمام علوم شرعیہ کی بنیاد یہی ہے۔

علم تجارت، صنعت، زراعت، بحر، فنون جنگ کے متعلق بھی آیتیں آئی ہیں۔ علم سیاست مدن، علم الحقوق اور قانون تو علوم شرعیہ کے اجزا بلکہ مقصود بالذات ہیں۔

## قصہ مختصر

علم کا سرچشمہ عقل ہے، اور اسلام نے بھی اپنا مبدء و منبع عقل ہی کو قرار دیا ہے ۔

عبدالکریم

(از کسیلہ)

# دعا کا رتبہ

(از سجاد حسین صاحب انجم کسمنڈوی)

آدمی کو راحت و آرام میں ہمیشہ شکر کرنا چاہیے اور رنج و مصیبت میں دعا

دعا کا وہ رتبہ ہے کہ کوئی عبادت اُس سے لگا نہیں کھاتی عبادتوں کا یہ حال ہے کہ کوئی تو روزانہ ہے جیسے دن کی فرض نماز اور کوئی شبینہ جیسے رات کی فرض نمازیں یا فرض جمعہ ہفتہ میں ایک بار یا فرض روزے رمضان کے جو ایک مہینہ کے ہیں یا سال پیچھے ایک فرض جیسے زکوٰۃ۔ یا عمر بھر میں ایک فرض مثلاً حج۔ مگر دعا کہ ہر حال اور ہر وقت پاک ناپاک۔ مطیع منکر۔ متقی۔ گنہگار۔ خواجہ۔ غلام سب کے لیے جائز اور جاری ہے۔ پھر کسی قید کے ساتھ بھی نہیں جو جس نام سے اُس کو پکاریگا وہ سُنے گا اور دیگا۔

فیضی فیاضی سے

اے نامہٴ تو زآ دکرسو

سبحانک لا الٰہ یاھو

ایک شخص نے سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی قدس سرہٗ سے پوچھا یا حضرت اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا نام کون ہے، آپ نے فرمایا کہ اُس کا چھوٹا نام کون ہے جو میں سب سے بڑا بتاؤں لیکن دعا کا تیر چلنے کے لیے ذرا رستہ صاف رہنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ قلب غافل کی دعا نہیں قبول کرتا بے محل دعا کرنے والا ایسا ہے کہ کمان تو موجود ہے مگر تیر ندارد۔ تین قسم کی دعائیں کبھی رد نہیں کی جاتیں۔ دعائے الدین۔ دعائے مسافر۔ دعائے مظلوم۔

ہر آدھی رات کو آسمان سے آواز دی جاتی ہے۔ کون ہے دعا کرنیوالا جو مستجاب کی جائے۔ کون ہے توبہ کرنے والا جو بخشا جائے۔ کون ہے سوال کرنے والا جس کو عطا کیا جائے۔ صبح تک یہی ندا ہوتی ہے۔

اور دعا نزول بلا سے پہلے چاہیے۔ جب بلا نازل ہو چکی دعا سے نہیں دفع ہوا کرتی۔

ایک دفعہ نیشاپور میں وبا پھیلی تھی۔ بادشاہ نے ایک درویش سے کہلا بھیجا دعا کیجیے۔ فرمایا اب تو بلا نازل ہو چکی۔ اب دعا کا وقت نہیں ہے۔ بلکہ رضا کا ہے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عِلْمٍ لَّا یَنْفَعُ وَقَلْبٍ لَّا یَخْشَعُ وَبَطْنٍ لَّا یَشْبَعُ وَدُعَاءٍ لَّا یُسْمَعُ۔

## قطعہ

تخمشی در دعا مکن اہمال ۔۔۔ از دعا التماس دادہ شود

ہر درے را کہ آسماں بندد ۔۔۔ بہ کلید دعا کشادہ شود

# داعی اسلام کا عزم و استقلال

(از مولانا سید زاہد القادری صاحب)

اس تاریک زمانہ میں جبکہ خدا کی زمین پر شرک و کفر کا طوفان بپا تھا فطرت کا حسن حقیقی عصیاں و تمرد کی تاریکی میں چھپ گیا تھا۔ غیرت الٰہی جوش میں آئی اور داعیٔ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام سرزمین عرب میں مبعوث ہوئے۔

آپ نے توحید کی صدا بلند کی اور باطل پرستوں سے کہا "اے لوگو! جس خدائے واحد القہار نے تم کو پیدا کیا جس نے زمین و آسمان کو بنایا۔ اور صحیح معنوں میں وہی ہر چیز کا خالق ہے اس کو چھوڑ کر چند سنگریزوں اور فانی ہستیوں کی پرستش جائز نہیں۔ میں تم کو امر حق کی طرف بلاتا ہوں۔ اور چاہتا ہوں کہ تم اسی معبود حقیقی کے سامنے گردن جھکاؤ۔"

یہ ایک صدائے حق تھی، جس نے دنیا کے بتکدوں اور بت پرستوں کے ایوانوں میں تہلکہ ڈال دیا۔ ارباب باطل کی سنگدل جماعت آپ کی ایذا رسانی پر کمربستہ ہو گئی۔ اور متفقہ طور پر فیصلہ کیا کہ آپ کو ہلاک کر دیا جائے۔

صاحب "مشکوٰۃ الانوار" لکھتے ہیں۔ کہ ایک روز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں عبادت فرما رہے تھے۔ کہ "عتبہ" نے آپ پر غلاظت لاکر ڈال دی۔ اور قہقہہ لگا کر بھاگ گیا۔ اس نجاست سے حضور اکرم صلعم کا لباس اطہر ناپاک ہو گیا۔ اور آپ نے فرمایا۔ یا رب العزت ان گمراہوں کو ہدایت عطا فرما۔

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ آپ نے ایک مرتبہ پہاڑ پر چڑھ کر اہل قریش سے کہا اے لوگو! اگر میں تم سے یہ کہوں کہ ایک خوفناک لشکر تمہیں ہلاک کرنے کیلئے آرہا ہے تو تم یقین کرو گے یا نہیں؟

سب نے کہا ہاں چونکہ تم جھوٹ نہیں بولتے ہو۔ اس لئے ہم بلاشبہ تمہارا اعتبار کریں گے۔ اور تمہارے قول کو سچ سمجھیں گے۔ حضور نے فرمایا میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ دنیا ایک روز فنا ہونے والی ہے۔ قیامت کا آنا برحق ہے۔ تمہیں ایک روز خدا کے سامنے جانا پڑیگا۔ پس بہتر یہ ہے کہ تم باطل پرستی چھوڑ دو۔ بت پرستی سے باز آؤ۔ اور معبود حقیقی کی توحید کا اقرار کرو۔"

یہ سن کر ان بدنصیبوں نے آپ پر پتھر برسائے۔ اور آپ کو برا بھلا کہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر زخمی ہو گئے کہ آپ کو چلنا اور گھر پہونچنا دشوار ہو گیا۔

ایک روایت میں ہے کہ جب وضو کرنے کیلئے آپ نے جوتا اتارنا چاہا تو آپ کو سخت تکلیف ہوئی اور خون کے جم جانیکی وجہ سے آپ بمشکل اس کو اتار سکے۔

اس قسم کے صدہا واقعات ہیں جن سے حضور کے عزم و استقلال پر روشنی پڑتی ہے اور آپکی صداقت کا ثبوت ملتا ہے کاش مسلمان بھی آج اسی عزم و استقلال کے ساتھ حق کی تبلیغ اور باطل کی مدافعت کیلئے تیار ہو جائیں۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

# جنوں پر انسان کا اختیار

(از علامہ ابو الفضل محمد احسان اللہ صاحب عباسی)

جن اور شیاطین کے وجود سے کوئی مسلمان انکار نہیں کر سکتا کیونکہ قرآن میں انکا ذکر ہے دیگر مذاہب و اقوام میں بھی بدو خلقت انسانی سے انکے تذکرے ہیں اور انکے علاوہ ارواح خبیثہ کی داستانوں سے بھی تمام اقوام کی کہانیاں بھری ہوئی ہیں، زیادتی کسی شئے کی اچھی نہیں ہوتی اسمیں شک نہیں کہ یہ کہانیاں سچ ہوں یا جھوٹ مگر اوہام پرستی کا باعث ہوئیں، یونان کے حکماء نے ارواح کا وجود مانا مگر اوہام پرستی جب بہت بڑھ گئی تو ایک حکیم نے ارواح کے وجود سے انکار کرکے وعظ کہنا شروع کیا ہمعصر حکماء نے اس پر حیرت ظاہر کی تو اس نے جواب میں کہا کہ میں دل سے منکر نہیں ہوں محض زبان سے انکار کرتا ہوں تاکہ اوہام پرستی کم ہو جائے

ابتدائے عمر میں میں بھی اوہام پرستی میں مبتلا تھا۔ سترہویں سال جب فلسفہ اور طبیعیات کا میں نے مطالعہ کیا تو رفتہ رفتہ بہت سی ایسی باتوں کا منکر ہو گیا جنکو پہلے صحیح مانتا تھا یہاں تک کہ جن اور شیطان کا صرف میں اسقدر قائل رہ گیا کہ انکا ذکر قرآن پاک میں ہے جو برحق ہے لیکن انکے وجود کی نوعیت بیان نہیں کی گئی ہے اسلئے تمام باتوں کو جو دنیا میں مشہور ہیں جھوٹ جانتا عقائد اسلامی کے خلاف نہیں ہے میرا اب تک یہی اعتقاد ہے لیکن فلسفہ اور طبیعیات کی انتہائی کتابوں کے پڑھنے اور دنیاوی حالات و واقعات کے تجربہ کرنے اور بالخصوص صوفیائے کرام کے ملفوظات سے اور انکے کثرت سے پڑھنے سے اور اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ پر غور کرنے سے میرے خیالات میں اب بہت کچھ تغیر ہو گیا ہے۔ اور بہت سی باتیں ایسی ہیں جنہیں میں پہلے خلاف عقل سمجھتا تھا لیکن اب ویسا نہیں سمجھتا

آجکل میرے ایک پرانے کرم فرما مولوی عبد العلی ساکن مصر دلیا ضلع اعظم گڑھ مجھ سے ملے انہوں نے اپنی زندگی کے کچھ واقعات عجیب تحریر کئے ہیں۔ انہیں جنوں کے کوائف اور ان عاملوں کے حالات بھی درج ہیں جو جنوں کا تسلط انسانوں سے دور کرتے رہے ہیں اب تک ان عاملوں کا قائل نہ تھا کیونکہ میں نے خود انکے تماشے دیکھے نہ تھے اور دوسروں کے خلاف قیاس بیانات کو باور کرنا میرے اصول کے خلاف تھا مولوی صاحب کو میں نہایت ہی ایماندار اور سچا جانتا ہوں ہر شخص کو لوگ سچا جانتے ہیں جبتک وہ جھوٹا ثابت نہ ہو قانون بھی یہی کہتا ہے لیکن میرے تلخ تجربوں نے مجھے سکھایا ہے کہ ہر شخص کو میں جھوٹا جانوں جبتک خلاف ثابت نہ ہو میں نے مولوی صاحب کو سچا جانا تو سمجھنا چاہئے کہ میں نے کامل تحقیقات کے بعد ایسا جانا مولوی صاحب نے ایک عامل کے بہت سے حالات چشم دید سنائے اور اپنے گھر کے حالات کے متعلق بھی ان کی کرامتیں بیان کیں کہ انہوں نے کس طرح جنوں کو دفع کیا اور رجال غیب سے ملاقات کرائی اور یہ رجال غیب جنوں سے الگ ایک گروہ مرتاض انسانوں کا ہے جو نظروں سے پوشیدہ رہتے ہیں لیکن انکے ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ وہ عامل میرے دوست تھے۔ اور اب بھی دوست ہیں۔ میں ان سے اکثر ملتا تھا اور اب بھی ملتا ہوں مگر ان کی کرامت اب زائل ہو گئی عمل باطل ہو گیا موکل قابو سے نکل گئے پہلے وہ روپیہ لیتے تھے تو لوگوں کا کام بھی کرتے تھے اور اب روپیے لیتے ہیں اور کام نہیں کرتے۔ اور یہ اخلاقی جرأت نہیں رکھتے کہ لوگوں سے صاف کہدیں کہ اب میرے پاس آنا بیکار ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ شاہ عبد العزیز صاحب نے جو جنوں کے حالات لکھے ہیں وہ مولوی عبد العلی صاحب کی اس پہلی ملاقات کے پہلے میری سمجھ میں نہیں آتے تھے۔

# غلامی کی نحوستیں

(مجذوب صاحب کے قلم سے)

فلسفۂ اخلاقیات کے طلباء کا قول ہے کہ غلامی کا ابتدائی رواج ترقی تہذیب کا باعث ہوا۔ کیونکہ عہد قدیم میں جبکہ اسیران جنگ کو قتل کر دینے کا قاعدہ عام تھا جس شخص نے کہ سب سے پہلے اس رسم کو مٹا کر غلامی کا رواج دیا اور اس طرح ایک جنگ کے خوفناک نتائج میں لینت پیدا کی، وہ یقیناً مستحق داد و درخور ستائش ہے لیکن صرف یہی ایک بات ہے جو اس بلائے عظیمہ و آفت کبیرہ کی تائید میں پیش کی جا سکتی ہے اور وہ بھی اس وقت جب سب سے پہلے یہ دنیا کے صفحۂ تاریخ پر رونما ہوئی ورنہ اس عہد جدید میں تو یہ نہ صرف اخلاق ظلم و عدوان کے باعث مردود و منحوس سمجھی جاتی ہے بلکہ اپنے ان اثرات بد کے لحاظ سے بھی جو کہ یہ اسی حکمہ کے آزاد و غلام انسانوں کے خصائل پر شدت سے طاری کر دیتی ہے جہاں کہ یہ مروج ہے۔ ایک شخص کو غلام بناتے ہی ظلم شروع ہو جاتا ہے غلام سازوں کا باقاعدہ اور مسلح گروہ افریقہ میں داخل ہو کر کسی دیہات پر حملہ آور ہوتا ہے۔ جہاں کے غریب باشندوں نے ان کا کوئی قصور نہیں کیا تھا۔ لڑائی کے بعد جس میں مکانات نذر آتش ہوئے اور لاتعداد بے خطا لوگ جلادوں کی بے رحم تلوار سے مقتول ہوئے، گرفتار شدہ مظلوموں کی ایک جماعت زنجیروں میں باندھ کر کنارے پر لیجائی جاتی ہو جہاں انکے لیجانے کیلئے جہاز تیار ہو یہ کہ اتنے طویل اور تکلیف دہ سفر کے دوران میں، گھر اور اپنے عزیز قریبی اعزا سے اس بیدردی کے ساتھ چھڑائے جانے کے متعلق ان کے کیا جذبات ہونگے ناقابل بیان ہیں وہ لوگ یقیناً خوش قسمت ہوتے ہیں جو صعوبات سفر سے مغلوب ہو کر تکالیف و سلاسل سے بذریعۂ موت رہائی پا جاتے ہیں جو لوگ زندہ رہتے ہیں انکے مصائب ناگفتہ بہ ان کو اسبات کی قطعاً اجازت نہیں کہ جہاز سے باہر نکلکر سمندر کی تازہ ہوا سے نصیب گیر ہوں اور اگر اتفاقاً انہوں نے موقعہ پا کر ایسا کر لیا دیکھئے۔ وہ قصور ہوتا ہے جس کی سزا کا تعین ہی دماغ انسانی سے بالاتر ہے۔ پھر جب وہ کسی کے ہاتھ فروخت کر دیئے جاتے ہیں تو قانوناً مشتری مجاز ہوتا ہے کہ خواہ ان کے ساتھ کتنی ہی سختی کا برتاؤ کرے گویا وہ پتھر ہیں جس میں کوئی احساس نہیں ہوتا۔ اگر خوش قسمتی سے وہ کسی رحمدل آقا کے پاس گئے تو خیر متحمل زندگی بسر کر سکتے ہیں لیکن اگر کسی بد مزاج و شقی القلب انسان کا غلام بننے کا اتفاق ہوا تو پھر ان کی مظلومیت کی کوئی انتہا نہیں۔ انہیں گرمی کے دنوں میں شعلہ باد و آتش فشاں آفتاب کی ناقابل برداشت حدت میں کھیتوں میں محنت کرنے پر مجبور ہونا پڑتا ہے۔ جہاں تھوڑی سی فروگذاشت پر ان کی پشت جلد شگاف تازیانے سے آشنا ہو جاتی ہے جو ان کا نگراں بغیر کسی احساس رحم کے لگاتار رہتا ہے ان کو تعلیم سے اس وجہ سے محروم کیا جاتا ہے کہ کہیں وہ دائرہ غلامی سے باہر نہ نکل جائیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ چند عرصے کے بعد خودداری جیسے شریفانہ جذبات سے معرا ہو کر اس سلوک کے عادی ہو جاتے ہیں۔

غلامی کو اگر وسیع معنی میں لیا جائے تو ہر مفتوح قوم، خواہ وہ بظاہر اس طرز سلوک سے ناآشنا ہو، لیکن فاتح قوم کی غلام ہے۔ پھر وہ کونسا ظلم ہے جو رافت و محبت کے پردے میں مغلوب اقوام پر قسی القلب و مستبد حکمرانوں کی طرف سے نازل نہیں ہوتا۔ اور وہ کونسی "بلا" ہے جسے "خانۂ انوری" کی تلاش نہیں ہوتی۔ ان کے فنائے جذبات کے کون تدابیر ہیں جو استعمال نہیں کی جاتیں۔ اور وہ کونسا "طرز ستم" ہے جو "آسمان کے لئے چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اس لئے یہ کہنا کہ غلامی کا رواج دنیا سے اٹھ گیا اصلیت سے دور اور واقعیت سے بعید ہے۔

چونکہ جس طرح دنیا ترقی کر رہی ہے۔ اسی نسبت سے غلامی نے بھی مہذب ترین صورت اختیار کر لی ہے۔ مگر نفس غلامی کی حیثیت سے اس میں ذرہ بھر بھی خفت نہیں پیدا ہوئی۔ اور یہ واقعہ ہے کہ کبھی کوئی فاتح کسی مفتوح کو عزت و نعمت کی نگاہ سے نہیں دیکھ سکتا۔ جب تک خود مفتوح اہلیت و صلاحیت پیدا کر کے اپنی گردن کو طوق غلامی سے آزاد نہ کرے۔

---

# برباد کی امت نے محمد کی نشانی

(از رئیس الحکما مولانا حکیم سید محمد صادق صاحب)

خود خالق اکبر ہے ثنا خوانِ محمد
انسان سے بھلا کیا ہو بیاں شانِ محمد

پیغام خدا ہے یہی قرآنِ محمد
جو حکم خدا ہے وہی فرمانِ محمد

وہ باعث ایجاد جہاں رحمت حق ہے
کونین میں کس پر نہیں احسانِ محمد

سردار جوانانِ جناں حضرت سبطین
ہیں روح محمد ہمہ تن جانِ محمد

ہادیٔ دو عالم ہیں یہی شبر و شبیر
سچ ہے کہ یہی ہیں گل و ریحانِ محمد

تھے صورت و سیرت میں حضرت کے شباہ
سر تا بقدم دونوں میں تھی شانِ محمد

برباد کی امت نے محمد کی نشانی
بیدردی سے لوٹا ہے گلستانِ محمد

کیا باغ محمد میں خزاں آگئی افسوس
تیغوں سے کٹا سرو خرامانِ محمد

عاشورہ کے دن کیسی قیامت ہوئی برپا
بکھرے ہیں اسی دن گل بستانِ محمد

ماتم کا یہی دن ہے عجب کہ اسی دن
پامال ہوا ہے چمنستانِ محمد

کیا اجر رسالت دیا امت نے نبی کو
سب بھول گئے آہ وہ احسانِ محمد

الفت تجھے صادق ہے اگر آل عبا سے
چھوٹے گا نہ پھر ہاتھ سے دامانِ محمد

وہ دن بھی خدا لائے کہ صادق کی طلب پر
بن جائے یہ سنگ درِ ایوانِ محمد

---

(صلی اللہ علیہ وسلم)

# صیغۂ امداد باہمی

ہم نے گذشتہ رسالہ میں امداد باہمی کے متعلق ایک طویل مضمون لکھکر اپنے خیالات ظاہر کئے تھے۔ اور محترم ناظرین کو توجہ دلائی تھی کہ وہ بھی اپنے خیالات ظاہر کریں اور ساتھ ہی یہ بھی خواہش کی تھی کہ وہ اس کار خیر میں عملی حصہ لے کر کچھ امداد بھی فرمائیں اس تحریک کے مفید اور بے حد مفید ہونے میں کیسے شبہ ہو سکتا ہے لیکن ناظرین کی غیر متوقع خاموشی سے اندازہ ہوتا ہے کہ ابھی شاید امداد باہمی کی اہمیت ان کے ذہن نشین نہیں ہوئی۔

اس سلسلہ میں اب تک ہمیں صرف چند خطوط موصول ہوئے ہیں جن میں اس تحریک سے اتفاق ظاہر کیا گیا ہے۔ تین خطوں میں "آمدنی کے وزہ" سے امداد کا وعدہ بھی کیا گیا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ اتنا بڑا کام کیا ایسی بے توجہی کی حالت میں انجام دیا جا سکتا ہے۔ اور یہ خیال کہ مسلمانوں کو مختلف قسم کی دوکانیں کھلوائی جائیں اور ان میں سے جو لوگ اہمیت رکھتے ہوں انہیں صنعت و حرفت کی تعلیم دلائی جائے۔ کس حد تک عملی صورت اختیار کر سکتا ہے؟

پس ناظرین دین دنیا سے التماس ہے کہ وہ "امداد باہمی" کے عنوان سے گزشتہ پرچہ میں جو مضمون شائع ہوا ہے اسے ایک دفعہ اور غور سے پڑھیں اور اپنی سستی و غفلت سے ایک مفید تحریک کو پامال نہ ہونے دیں۔ نیازمند ایڈیٹر

# مسلمانونکو باکار بنانے کی تدبیر

(از جناب مولانا طفیل احمد صاحب جائنٹ سکرٹری محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس علیگڑھ)

جناب ایڈیٹر صاحب دین دنیا نے نہایت ہمدردی اور دلسوزی سے بیکار مسلمانوں کو صنعت و تجارت میں لگانے کی ایک نہایت مفید تجویز شائع کی ہے۔ جو تمام مسلمانوں کی توجہ کی مستحق ہے۔ مسلمانوں کے لئے اس سے بڑھکر کوئی چیز مفید نہیں ہو سکتی۔ کہ ان کے افراد کو افراد کاسب بنایا جائے جس کی ابتداء جناب موصوف کر رہے ہیں۔

میں بھی اس سلسلہ میں یہ عرض کرنے کی جرات کرتا ہوں کہ مسلمانوں میں کاروبار اور صنعت کو مستحکم بنیاد پر قائم کرنے کے لئے ضرورت ہے کہ جدید افراد کو کام سکھانے کے ساتھ کام سیکھے ہوئے لوگوں کو مالی امداد دیکر انہیں اس قابل بنایا جائے کہ وہ رفتہ رفتہ بلا امداد غیرے اپنا کاروبار چلا سکیں۔ اس وقت مسلمان دوکان داروں اور کاریگروں کی حالت یہ ہے کہ وہ غیر لوگوں سے سودی روپیہ لے کر اپنا کاروبار چلاتے ہیں۔ اور چونکہ سود کی شرح بالعموم گراں ہوتی ہے۔ اس لئے اس کے چکر میں بالعموم مدت العمر رہتے ہیں اور کبھی اونہیں فارغ البالی نصیب نہیں ہوتی۔ اور جب کبھی مذہبی تنازعات ہو جاتے ہیں اور اس کی وجہ سے روپیہ ملنا بند ہو جاتا ہے۔ تب تو اور زیادہ مصیبت کا سامنا ہوتا ہے۔ اور ہزاروں کاریگر بے زری کی وجہ سے فاقوں مرنے لگتے ہیں۔

اب بھی ہر مقام پر دیکھئے تو مسلمان کاریگروں کی کمی نہیں۔ صرف مصیبت یہ ہے کہ وہ لوگ غیر اقوام کے سرمایہ داروں کے غلام ہوتے ہیں۔ اور گراں شرح کا سود دے کر ہمیشہ مفلس اور قلاش رہتے ہیں۔ کاریگروں کو آزاد کرانے کی سب سے مفید تدبیر تو یہ ہے کہ ان میں انجمن ہائے امداد باہمی قائم کرائیں۔ اور اگر اس میں دقت ہو تو چندہ سے جو روپیہ جمع ہو اسے بلا معاوضہ یا خفیف معاوضہ پر کاریگروں کو دیا جائے۔ اور رفتہ رفتہ اسے وصول کر لیا جائے۔ اور اس کی نگرانی کی جائے۔ کہ کاریگر کفایت شعاری سے زندگی بسر کرتے ہیں۔

اس وقت عام طور پر دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ کاریگر نہایت مسرف اور ناعاقبت اندیش ہوتے ہیں۔ اور چونکہ وہ روپیہ کو بچا کر بڑھانا نہیں جانتے اس لئے وہ کھانے پینے اور چاٹ حتی کہ شراب خواری میں اپنی کمائی صرف کر دیتے ہیں۔ پس اگر انہیں پس انداز روپیہ کو جمع کرنا سکھایا جائے گا اور انہیں پس انداز کرنے میں ذائقہ آنے لگے گا۔ تو وہ خود بخود کفایت شعار ہو جائیں گے۔

جن شہروں میں صنعت و حرفت کے کثرت سے کارخانے ہیں۔ وہاں جاکر دیکھئے کہ دیگر اقوام کے کاریگروں ہی میں سے کارخانہ دار بنتے رہتے ہیں۔ صرف اس وجہ سے کہ وہ روپیہ کو بچانا اور بڑھانا جانتے ہیں۔ برخلاف اس کے مسلمان کاریگر ہمیشہ برباد اور تباہ رہتے ہیں۔ پس مسلمانوں میں صنعت و تجارت کو کامیاب بنانے کی بھی یہی تدبیر ہے کہ (۱) ان میں باہمی سرمایہ سے بینک قائم کئے جائیں۔ (۲) یا خوشحال مسلمان باہمی چندہ سے یا حصوں کے ذریعہ سے بینک قائم کریں اور اس سے کاریگروں کو امداد دیں۔ (۳) ورنہ خوشحال مسلمان انفرادی طور پر مسلمان کاریگروں کو خفیف منافعہ پر مالی امداد دیکر انہیں دیگر اقوام کے سرمایہ داروں کی غلامی سے آزاد کرائیں۔

# اسلامی اخوت و ہمدردی

(از حکیم محمد منظور الہ آبادی۔ امراؤتی - برار)

جناب سید ظہور احمد صاحب شاہجہانپوری ایڈیٹر دین و دنیا کا مضمون عنوان بالا سے دین و دنیا کی جولائی کی اشاعت میں شائع ہوا۔

مضمون بہت خوب عبارت بہت اچھی

اللہ کرے حسن رقم اور زیادہ

لائحہ عمل جو پیش کیا گیا ہے اس کی معقولیت سے کس کو انکار ہو سکتا ہے یہ واقعہ ہے کہ ایسی تحریکیں اور تنظیمیں مسلمانوں کیلئے نہایت ضروری ہیں' ایسے نظام نہ ہونیکی وجہ سے

مسلمان مفلس اور مفلوک الحال ان ہیں تمام خرابیوں کی بنیاد یہ ہے کہ کوئی ایسی انجمن نہیں جو کسی ہونہار لائق ار لقا شخص کی امداد کرے جس سے قوم کے افراد سے ادبار وافلاس دور ہوں ان میں تشتت و افتراق کا سبب بھی یہی ہے کہ ان کی کوئی انجمن کوئی جمعیت کوئی سوسائٹی نہیں جو انکی صحیح رہنمائی کرے اور ترقی کے راستہ پر لگا دے اصل یہ ہے کہ جب کھانے کو ہو تو سب کچھ ہے تعلیم بھی ہو اور تہذیب بھی مگر جب آمدنی تن بیٹ ہی کیلئے کافی نہ ہو تو بچوں کو کیونکر تعلیم دلائیں وہ جہاں آٹھ دس برس کے ہوئے کہ انہیں مزدوری سے لگا دیا گیا کیونکہ ضروریات مقتضی ہیں آمدنی کم ہے خرچ زیادہ ہو اس لئے جب تک مسلمانوں کے افلاس و ادبار کا علاج نہ ہو اسوقت تک کسی قسم کی مالی یا علمی یا کسی قسم کی ترقی من حیث القوم ناممکن ہے پھر ایسی حالت میں کس قدر باعث افسوس ہے کہ کوئی لیڈر یا مولانا یا مولوی اس طرف توجہ نہیں کرتا کس قدر تعجب خیز ہے کہ ۷ کروڑ افراد والی قوم کی کوئی انجمن نہیں جو مفلس و نادار اشخاص کی امداد کرے

مسلم نادار کی فلاح اسی میں مضمر ہے کہ اس کو اسلامی سبق اخوت و مساوات کے پڑھائے جائیں اور امداد باہمی کے طریق سکھائے جائیں آپ شاید سید ظہور احمد صاحب کی اسکیم کو نئی چیز خیال کرتے ہوں ممکن ہو آپ میں سے بعض نقد حیثیت ملتیا اور کہیں لیکن اسلامی کتب کی اوراق گردانی کیجئے کیا کتاب میں کل مومن اخوۃ مرقوم نہیں ہے ہاں تاریخ نکالئے جس وقت مہاجرین پر کفار کی سختیاں شروع ہوئی ہیں آنحضرت صلعم انصار رضوان اللہ علیہم اجمعین کی دعوت پر مہاجرین کو ہجرت کا حکم دیتے ہیں کیا انصار کا یہ امداد باہمی کا اعلیٰ نمونہ نہیں تھا کہ ان میں ہر شخص نے مہاجر کو بھائی بنایا اور نصف مال بانٹ کر دیدیا۔

اصل یہ ہے کہ اسلام اور مسلمانوں نے من حیث القوم امداد باہمی ہی سے ترقی کی ہے۔ کیا آپ اسلامی تاریخ کا وہ سبق بھول گئے ہیں کہ خلفائے عباسیہ کا باجبروت بادشاہ ایک مسلمہ کی فریاد غائبانہ " وا معتصما " سنتا ہے اور امداد باہمی سے جس کا سبق اسلام نے سکھایا تھا مجبور ہو کر " لبیک " کہتا ہے اور اس کی فریاد کو پہونچتا ہے۔ تو وہ لوگ وہ مسلمان، اسلام کے وہ فرزند جو آسودہ حال ہیں۔ جن کو خدا نے فراخ دست کیا ہے۔ ہاں جن کو بڑی بڑی کوٹھیاں بنانے کی ہمت دی ہے۔ جو دن رات روپیوں کے شمار اور ان کی جھنکار سے خوش ہوتے ہیں۔ کیا مصیبت زدوں کی فریاد ان کے کانوں تک نہیں پہونچتی۔ کیا یہ جگر دوز صدائیں ان کے قلب کو نہیں لرزاتیں۔ جو کہ نان شبینہ کے محتاج ہیں۔ جو کہ زمانے کے ستائے ہیں جو کرنا سب کچھ چاہتے ہیں۔ لیکن ہوتا کچھ بھی نہیں۔ جو کہ ہر نماز کے بعد خدا کے دربار میں امداد کی دعا کرتے ہیں۔ کہ عرش ہلنے لگتا ہے۔ فرشتے دم بخود ہو جاتے ہیں۔ ان میں بہت سے ایسے ہونہار بچے ہیں۔ جن کو اگر تعلیم دلائی جائے تو صدہا نہیں، ہزارہا نہیں، لاکھوں کے لئے قابل رشک اور دنیا کے لئے ایک بے مثل انسان ثابت ہوں۔ بہت سے ہم میں ایسے ہیں جن کو اگر موقع دیا جائے۔ تو یورپ کے ہزارہا موجدین و مخترعین سے بڑھ کر دنیا کو فائدہ پہونچا سکتے ہیں۔ پھر کیوں نہیں ایسی تحریک کی عملی تائید کرتے جس کا واحد مقصد ایسے لوگوں کو کارآمد بنانا ہے۔ ایسی انجمن کے قائم کرنے میں کیوں پس و پیش کرتے ہو۔ جس کا مطمح نظر مسلمانوں کی فلاکت و تنگ دستی کا انسداد ہے۔ ممکن ہے۔ تم میں سے بعض اشخاص اعتراض کریں کہ کونسا ثبوت ہے جبکہ صدہا انجمنوں اور چندوں کا حشر دیکھا جا چکا ہے۔ کہ جس کے پاس تحویل رہی وہی دبا بیٹھا۔ تو سید ظہور احمد صاحب کا طرز عمل اس کے ساتھ آگے چلکر اچھا ہوگا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ صحیح ہے لیکن تم بڑھو اور اس میں کام کرو۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ سید ظہور احمد صاحب ہی اس کی تمام ذمہ داری اپنے سر لیں دوسرے دنیا باعتبار قائم ہے۔ تم ایسے انتظامات کر سکتے ہو۔ کہ کوئی شخص جو اس کا ذمہ دار ہو۔ خلاف دیانت کام نہ کر سکے۔ وہ اس طریقے سے کہ کافی اطمینان کر لیا جائے کافی ضمانت لے لی جائے۔ نیز تحویل کسی ذات واحد کے پاس رہنے ہی نہ پائے اس کیلئے بینک کافی ہیں۔ اور اس کے کارکن جو مقرر ہوں۔ وہ آنریری نہ ہوں بلکہ تنخواہ دار ہوں۔ پھر اگر تم ہمیشہ جانچ کرتے رہو۔ تو ناممکن ہے کہ کوئی انجمن اس کی جرأت کرے

سچ تو یہ ہے کہ تم ایسی انجمنوں سے بے نیاز بھی بہت ہو چکے ہو۔ آگے حلقہ گورنمنٹ سے رجسٹری کرالی جائے۔ نام سے مجھ کو اختلاف ہے۔ بیت المال صرف اسلامی حکومت یا امیر شریعت و شیخ الاسلام کی موجودگی میں ممکن ہے یہ تحریک بالکل کواپریٹیو سوسائٹی ہے۔ اس کا نام بھی مسلم کواپریٹیو سوسائٹی ہو۔ یا "انجمن اتحاد ترقی" آخر میں یہ عرض کروں گا کہ صرف انہی لوگوں کی امداد مقصد ہو، جو لائق امداد ہوں۔ بڑے بڑے لوگوں کی سفارش پر دادا مدارنہ ہو۔ جیسا "مسلم ڈیوٹی سوسائٹی علی گڈھ" ہے کہ وہ غریب و شوقین لڑکا جو خرچ نہ برداشت کرنے سے اعلیٰ تعلیم نہیں حاصل کر سکتا۔ قابل امداد نہیں سمجھا جاتا۔ بلکہ وہ امیر گھر کا لڑکا جس کے چچا اور باپ یا ان کے ملنے والے یونیورسٹی کے ٹرسٹی ہیں۔ یا ڈاکٹر ضیاء الدین پر اثر ڈال سکتے ہیں، لائق امداد خیال کیا جاتا ہے۔ اور وظیفہ اسی کو ملتا ہے۔ جو بڑی بڑی سفارشیں لائے ایسی انجمنوں کی مسلمانوں کو ضرورت نہیں۔

# رسائل کی روح

## نفس

امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ تم اپنے نفس سے حساب لیلو۔ قبل اس کے کہ تم سے حساب لیا جائے۔ اور اس کو تول لو اس سے پیشتر کہ تم خود تولے جاؤ۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ مومن اپنے نفس کا آپ نگرانکار ہے۔ واللہ کی خاطر ہمیشہ اس کا حساب لیتا رہتا ہے۔ اسی قوم کا حساب آسان ہے جنہوں نے دنیا میں اپنے نفس کا حساب لیا۔ اور قیامت میں اس گروہ پر حساب کی سختی ہوگی جنہوں نے اس دنیاوی زندگی کو بغیر حساب لئے اور دیئے گزار دیا۔

حدیث شریف میں وارد ہے۔ کہ عقلمند شخص کے لئے مناسب یہ ہے کہ اس کے چار گھنٹوں میں سے ایک گھنٹہ اپنے نفس کا حساب دیکھنے کے لئے ہو حق تعالےٰ شانہ کا ارشاد ہے۔ کہ یقیناً پرہیزگار وہی لوگ ہیں جنکو شیطانی آسیب پہونچتا ہے تو وہ اس کو تاڑ جاتے ہیں۔ پھر دانائی سے کام لیتے ہیں۔ شیطانی اثر کو محسوس کرنا پھر دوسرے موقع پر دیکھ بھال سے کام لینا اسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ انسان اپنے اعمال کا حساب آپ خود دیکھتا ہو۔ اس کو اپنی حساب کتاب کا احکم الحاکمین کے سامنے ہونے والا ہے خوف ہو۔ اور اس خوف سے وہ آئندہ کے لئے بہت احتیاط سے کام لیتا ہو۔

امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی عادت شریفہ تھی کہ جب شام ہوتی اور اچھا اندھیرا ہو جاتا تو اپنے نفس سے خطاب فرماتے۔ اے عمر! تو نے آج کیا کیا کام کئے بار بار یہ فرماتے۔ اور دُرّہ سے اپنے پاؤں پر مارتے جاتے۔

حضرت میمون بن مہران فرماتے ہیں۔ کہ بندہ کامل پرہیزگار (متقی) لوگوں میں اسوقت تک نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے شریک سے محاسبہ کرنے سے زیادہ اپنے نفس کے ساتھ محاسبہ نہ کرے۔

محاسبہ جو صوفیائے کرام رحمہم اللہ تعالےٰ کے اشغال میں داخل ہے اور مرید کو اسکی تعلیم و تلقین خاص طور پر کیجاتی ہے اور اس کو محاسبہ کا پابند کیا جاتا ہے بڑی مصلحت پر مبنی ہے۔ محاسبہ نفس کو لوگوں نے چھوڑ دیا ہے اسوجہ سے اگر یہ لفظ زبان سے نکالا جاتا ہے تو ایک اچنبھے کی بات معلوم ہوتی ہے ورنہ ہمارے دنیاوی کاروبار میں غور کیا جائے تو ہم کبھی اس سے غافل نہیں ہیں۔

## دُنیا آخرت کا نمونہ ہے

مومن کی دنیوی زندگی ہی آخرت کی تجارت کا موسم ہے اور دنیا تجارت گاہ

پس اسکو چاہئے کہ اپنے نفس سے ان تمام چیزوں کا حساب لیا کرے جنکی نسبت اس کو میدان قیامت میں جوابدہی کرنی ہوگی۔ آنکھوں کے کاموں کا بھی حساب لے اور کانوں کا بھی۔ زبان کے فرائض پر بھی دارو گیر کرے اور ہاتھ پاؤں پر بھی۔ علاوہ ازیں خیالات وسوسوں اور دلی ارادوں پر بھی ہر گھڑی نظر ڈالے۔ اکل و شرب نشست و برخاست۔ خواب و بیداری سب کاموں کی اچھی طرح تفتیش کیا کرے اگر کسی وقت سکوت اختیار کیا تھا تو اس پر بھی غور کرے کہ کیوں سکوت کیا۔ کیا اسوقت کا سکوت احکام شرع شریف کے مطابق تھا؟ اگر کسی وقت کوئی حرکت نہیں کی۔ بلکہ سکون و اطمینان سے ایک جگہ رہا تو اسکی بھی جانچ کیجانی چاہئے کہ یہ عمل کس حد تک حق بجانب تھا۔ اگر نفس کا جواب اس بارہ میں وصول ہو گیا تو اس پر تنقید کیجانی چاہئے کہ کس حد تک صحیح ہے جس قدر صحیح ہو اسکو یاد رکھے اور جس حد تک صحیح نہ ہو اسکو بھی ذہن میں علیحدہ محفوظ کرے جسطرح اہل معاملہ اپنے شریک کے ساتھ وصول باقی کا عمل کرتے ہیں اور جو کچھ رقم باقی رہتی ہے اسکو بیاض میں لکھ کے اس کے وصول کا باقاعدہ انتظام کرتے ہیں کچھ حصہ کی نسبت ضمانت لیتے ہیں۔ کسی حصہ کا جرمانہ وصول کرتے ہیں۔ کسی حصہ کی نسبت سزا تجویز کرتے ہیں اور کبھی زبانی عتاب سے کام لیتے ہیں۔ یہی طریقہ جبتک آپ اپنے نفس کے ساتھ جاری نہ کرینگے دینی معاملات میں وہ آپ کا ساتھ نہ دیگا اور اپنی ازلی ذمی سے باز نہ آئیگا۔ (واعظ)

## مسئلہ سود

مضمون ذیل مولانا ابوالکلام صاحب کے ایک طولانی مضمون مندرجہ البلال کلکتہ سے ابتدائی و تمہیدی حصے کو حذف کرکے نقل کیا جاتا ہے۔

بیع اور ربوٰا۔ تجارتی سودا اور مہاجنی سود میں مصالح کی بنا پر خواہ کیسا ہی باریک فرق کیوں نہ پیدا کیا جائے لیکن اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ دونوں صورتوں میں سود کا لین دین ہوتا ہے۔ فرق اگر ہے تو شرح سود کی کمی بیشی کا لیکن جسطرح قلیل سے قلیل مقدار میں شراب استعمال کرنے سے اگرچہ متوالا پن پیدا نہیں ہوتا، لیکن خلاف ورزی شرع کی معصیت ضرور عائد ہوگی ٹھیک اسی طرح سے کم سے کم شرح پر سود لینا بھی علمائے شریعت کے نزدیک جائز نہیں قرار پا سکتا۔

میں نے ہمیشہ اس امر پر غور کیا کہ قرآن کریم نے انسانی معاصی و جرائم کے متعلق طرح طرح کے وعیدیں فرمائی ہیں، لیکن سود کے متعلق ایک ایسا لفظ کہہ دیا ہے جس سے سخت تر وعید اور کسی سخت سے سخت جرم و معصیت کی نسبت نہیں آئی۔ اس کا سبب کیا ہے؟

یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ و ذروا مابقی من الربوٰا ان کنتم مومنین۔ فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ و رسولہ

مسلمانو! اگر تم صاحب ایمان ہو تو اللہ سے ڈرو اور تمہارے پچھلے لین دین میں جو کچھ سود باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو۔ (پھر) اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو

اللہ اور رسول کے ساتھ لڑنے کے لئے خبردار ہو جاؤ کہ یہ فی الحقیقت اللہ اور اُس کے رسول کے ساتھ اعلان جنگ ہے۔

قرآن کریم نے اس آیت میں سود کے لینے پر اصرار کو حرب من اللہ و رسولہ سے تعبیر کیا ہے کہ اس کے لینے والے اللہ اور اُس کے رسول سے لڑنے کے لئے مستعد رہیں!

یقیناً تمام انسانی معاصی میں صرف یہی معصیت "حرب من اللہ و رسولہٗ" ہے کیونکہ اور کسی معصیت میں انسان خدا کے بندوں کے لئے اس درجہ بے رحم اور خونخوار نہیں ہو جاتا، جس درجہ سُود کو اپنا وسیلۂ معاش بنا لینے کے بعد از سر تا پا مجسمۂ شقاوت و قساوت، و غلظت و صلابت ہو جاتا ہے۔ اور خدا کے بندوں کے آگے بیرحمی سے مغرور رہنا، فی الحقیقت خدا کے آگے مغرور ہو کر آمادۂ جنگ و پیکار رہنا ہے۔

انسان کے اُن تمام بڑے بڑے جرائم پر جنکو اسکی خود غرضی کا دیو اس کے اندر انجام دیتا ہے، اپنے سامنے لاؤ اور ایک ایک کر کے دیکھو! بڑے بڑے عادی مجرموں کو تم دیکھو گے کہ بارہا انسانی مظلومی اور بیکسی نے ان کی آنکھوں کو اشکبار اور ان کے دلوں کو دو نیم کر دیا ہے۔ سخت سے سخت بے رحم ڈاکو اور قاتل کی نسبت بھی تم سُن سکتے ہو کہ اس نے عین اپنی بیرحمی و قساوت کے کسی عمل کو انجام دیتے وقت ایک بڑھیا عورت کی فریاد، ایک بیکس عورت کی گریہ و زاری اور ایک یتیم بچے کے مسقط بار رمضان العیاش پر اپنی کھینچی ہوئی تلوار پھینک دی۔ اور چند لمحوں کے لئے اُس کی بھولی ہوئی معنی انسانیت اُسے یاد آ گئی۔

لیکن اس کے مقابلے میں ایک سود خوار زندگی کو لاؤ۔ وہ چور نہیں ہے، وہ ایک ڈاکو کے نام سے ذلیل و حقیر نہیں کیا جاتا، لوگ اُس سے پناہ نہیں مانگتی بلکہ اُسکو ڈھونڈھتے ہیں۔ وہ پہاڑوں کے غاروں، اور گنجان جنگلوں کے گوشوں میں مجرموں کی طرح نہیں چھپتا، وہ سوسائٹی سے مردود و مطرود نہیں ہے، اُس نے بادشاہ کے قانون توڑنے اور انسانوں کے آداب مراسم کی حقارت کا کسی جرم نہیں کیا۔ وہ ایک شہری ہے جو مثل ایک شریف باشندۂ شہر کے انسانوں میں رہتا اور جسم اجتماعی میں عضو صحیح کیطرح شامل ہے ما اینہمہ اُسکے اعمال کا کیا حال ہے؟ وہ ڈاکو سے بڑھ کر آبادی کو غارت کرتا، وہ قاتل سے زیادہ انسانی حیات کو موت سے تبدیل کرتا، وہ عادی مجرم سے زیادہ سوسائٹی کو تباہ کرتا، وہ ایک درندے سے بھی خوفناک تر خون آشام اور بھیڑیا اور جنگلی سور سے بھی بڑھ کر حیات انسانی کا دشمن ہے۔ پھر ان سب سے زیادہ یہ کہ سخت سے سخت بے رحم ڈاکو کی آنکھوں سے بھی کبھی نہ کبھی رحم کا ایک قطرۂ اشک ٹپک پڑتا ہے، پر یہ محال قطعی ہے کہ اسکی شقاوت و قساوت کبھی بھی بیرحم تڑپتے ہوئے جسم اور پکارتی ہوئی زبان پر ایک لمحہ، ایک دقیقہ، اور ایک عشر دقیقہ کے لئے بھی ترس کھائے!!

(شکسپیر) کے ایک (شا سیلاک) کا ذکر سے سود ہے، دنیا میں اسوقت تک کتنے ہزار شا سیلاک گذر چکے ہیں اور کتنے ہمارے سامنے موجود ہیں!!

اگر ایک شخص چور ہے ڈاکو ہے، قاتل ہے، تو قانون اُسکو قتل کرے گا۔ اور انسانی آبادی اُس سے پناہ مانگے گی، لیکن ایک سود خوار جو کہتا ہے کہ "انما البیع مثل الربوٰ" اُس کا کیا علاج ہے؟ اس نے تجارت کی ایک دوکان کھول دی ہے۔ اور ضرورت و احتیاج انسانی ہوش و حواس کو معطل کر دیتی ہے۔ ڈاکو سے انسان بھاگتا ہے لیکن "شا سیلاک" کے پاس تو اُسکا مظلوم قرضدار خود ہی دوڑ کر گیا تھا۔ پس فی الحقیقت قتل و غارت کسی قانون اور مذہب کے اس درجہ سختی کے مستحق نہیں ہو سکتے، جسقدر کہ سود اور سود خواری کی مہیب زندگی۔

کیا نہیں دیکھتے کہ اسی حالت مخصوص کیطرف قرآن کریم نے اشارہ کیا ہے، جبکہ اُس نے سود خوار کی زندگی کا انفاق فی سبیل اللہ کے بعد ذکر کیا، جو اسکا ضد حقیقی ہے۔

الذین یاکلون الربوٰ، لا یقومون الا کما یقوم الذی یتخبطہ الشیطان من المس ذالک بانہم قالوا انما البیع مثل الربوٰ ۲:۲۷۶

جو لوگ سود کھاتے ہیں، وہ کھڑے نہ ہو سکیں گے مگر اُس پاگل کیطرح جسکو شیطان کے اثر نے مخبوط الحواس بنا دیا ہو۔ اور یہ اس لئے ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ صرف بیع و شری بھی مثل سود ہی کے ہے۔ (الناظر)

# عنترہ بن شداد العبسی
## کے عربی اشعار اُردو لباس میں

کسی بدبخت کو گر خستہ حالی پر قناعت ہو — سفیقہ کیطرح محتاج امن حفظ و راحت ہو
پلنگ مرگ کی صورت ہو اسکے دلکو ہیبت ہو — سنان تشنہ کو خون جوانمردان کی حسرت ہو
کوئی مہماں آ جائے تو اُس پر اک مصیبت ہو — نہ خوگر ہو بلاؤں کا، نہ غم سہنے کی عادت ہو
نہ سینوں میں نہ دل میں چھوٹے کی حرارت ہو — عدو کے کاسۂ سر کا نہ سر پر تاج غیرت ہو
اگر کرتی ہے کوئی نیکبخت اسکے لئے ماتم — کہو اُس سے کہ لٹائے نہ مت لیروں دامن اشک غم
بہائے اُس پہ آنسو جس نے رنج جنگ جھیلے ہیں — سدا جس تیر نے شمشیر و خون کے کھیل کھیلے ہیں

---

مجھے تو چھوڑ دو لڑنے کو نہیں جاں نثاری سے — ہو مر گیا آبرو بہتر حیات ننگ خواری سے
قسم ہے جان کی! عزت نہیں کچھ مالداری سے — غنی کہلا نہیں سکتا کوئی سکہ شماری سے
تعبیر مردہ جب بجے گی مرگ عام کی دعوت — تم دیدہ کرینگے یاد مجھ کو بے قراری سے
نہیں چلتا فنا کا زور اپنی کا نامردی پر — یہی اک شے ہے امین دہر کی ایسی تباہی سے
میں وہ ہوں عزت اپنی قوم کی محفوظ رکھتا ہوں — بچاتا ہوں ذلت دشمن کے آگے شرمساری سے
ہمارے پاس جو دولت ہے حرب کی بدولت ہے — ہمارے پاس جو کچھ مال ہے مال غنیمت ہے
عدو کی فوج کو میداں سے چھوڑا ہے میں نے — کہ رو رو کے الیالہ کرتی ہیں اسکے حال پر

(الناظر)

# معلومات

## مشرقی و مغربی دماغ

ڈاکٹر گولڈن صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ اگر مغربی اور مشرقی انسانوں کی کھوپڑی کا امتحان کیا جائے تو دونوں میں قریب قریب دماغی قوت یکساں اور بھیجے کا وزن برابر پایا جاتا ہے۔ اگر آپ ہزارہا غیر معروف اور معمولی انسانوں کے دماغ کا۔ سائنس داں اور قابل لوگوں کے دماغ سے مقابلہ کریں گے تو آپ کو ان دونوں کے وزن اور مقدار میں کوئی نمایاں فرق نہیں معلوم ہوگا اور درحقیقت۔ ہوتا ہے۔ (نیویارک ٹائمز)

## بے ٹہنی اور بے پتی کا درخت

ڈاکٹر میک ڈیوگل ماہر نباتات نے میکسیکو میں ایک نہایت عجیب و غریب درخت دریافت کیا ہے جسمیں کہ پتیاں اور ٹہنیاں بالکل نہیں پائی جاتیں محض تنہ ہی تنہ ہے جو کہ ایک موٹی گاؤدم شکل میں سرو کی طرح بالکل سیدھا اٹھتا چلا جاتا ہے۔ (ماڈرن ریویو)

## شاداب درختوں کا رنگنا

جرمنی کے مشہور معروف ڈاکٹر ہربرٹ نے شاداب درختوں کے رنگنے کا ایک نیا طریقہ دریافت کیا جسکے ذریعہ سے بالکل سرسبز درخت کو ہر قسم کا رنگ دیا جا سکتا ہے۔ رنگ جو کہ مخصوص ادویہ کی آمیزش سے تیار کیا جاتا ہے۔ اسکو درختوں کی جڑوں میں ڈالدیتے ہیں اور اس رنگ کا اثر درختوں کی چوٹیوں تک بہت جلد اپنا اثر کر جاتا ہے۔ درخت کے پختہ رنگ اختیار کرنے میں دو دن سے لیکر دس دن تک صرف ہوتے ہیں۔ جب درخت پر یہ عمل اپنا پورا پورا اثر کر چکتا ہے تو اسکی پتیاں جھڑ جاتی ہیں۔ اور وہ بالکل خشک ہوجاتا ہے۔ خشک ہونے پر جب درخت کاٹا جاتا ہے تو درخت کے ہر حصہ میں وہ رنگ اپنا پورا اثر کئے ہوئے ہوتا ہے۔ اس قسم کی لکڑی کا رنگ اسقدر پختہ ہوتا کہ اگر اس لکڑی کو گرم پانی میں بھی جوش دیا جائے تو کوئی تغیر نہیں پیدا ہوتا موسم کے تغیرات بارش کی رود ہوپ کی تیزی رنگ میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں کر سکتی جن کارخانوں میں فرنیچر تیار ہوتا ہے ان کو اس ایجاد سے بے انتہا فائدہ پہونچا ہے۔ جنگلات کے محکمہ کو نئی ایجاد سے رنگنے کی تجاویز ہو رہی ہیں۔ ایک درخت کی رنگائی پر محض ایک ڈالر خرچ ہوتا ہے۔ (لٹریری ڈائجسٹ)

## بلوری مکانات

بلور تیار کرنے والی مشین کی ایجاد میں۔ مغربی سائنس داں بہت زیادہ کوشش سے کام لے رہے ہیں۔ ماہرین سائنس کا خیال ہے کہ اگر یہ مشین تیار ہوگئی تو بلور اس قدر ارزاں قیمت پر فروخت ہوگا کہ اگر بلور کے مکانات بنوائے جائیں تو وہ کسی صورت میں موجودہ مکانوں کی لاگت سے زیادہ نہ بیٹھینگے۔ بلکہ یہ خیال ہے کہ شاید اس سے بھی کم قیمت صرف ہو۔ مضبوطی میں وہ پتھروں کی مضبوط سے مضبوط عمارت سے زیادہ پائیدار ثابت ہونگے۔ خوبصورتی میں باغ ارم کے محلوں کا نمونہ بن جائینگے۔ لوگوں کو قلعی چونے کی کوئی زحمت نہ ہوگی۔ مکانات کی مرمت میں ہر سال جو ایک معقول رقم ضائع ہوجاتی ہے وہ بھی بچ جائیگی۔ اس کے علاوہ ایک خوبی یہ بھی ہوگی کہ یہ مکانات سردیوں میں گرم اور گرمیوں میں ٹھنڈے رہینگے۔ (انڈین ریویو)

## برف کے گلاس پر پانی کے قطرے کہاں سے آئے

تمنے بارہا دیکھا ہوگا کہ جب کسی بلوری یا تانبے کے گلاس میں برف کا بہت سرد پانی ہوتا ہے تو گلاس پر چھوٹے چھوٹے پانی کے قطرے چند ہی منٹ میں نمودار ہوجاتے ہیں۔ گلاس سے پانی نکل نہیں سکتا پھر یہ قطرے کہاں سے آئے۔ اسکا سبب یہ ہے کہ ہوا میں پانی کے وہ اجزا شامل ہیں جو کہ بھاپ بنکر اڑجاتے ہیں جسطرح کہ پانی زیادہ گرمی پانے سے بھاپ کی شکل اختیار کرلیتا ہے اسیطرح وہی بھاپ زیادہ سردی پاکر پھر پانی کی صورت میں مبدل ہوجاتا ہے۔ چونکہ ہوا میں پانی کے اجزا شامل ہوتے ہیں پس جسوقت گرم ہوا سرد گلاس سے ٹکراتی ہے تو پانی کے وہی اجزا جو کہ گرمی پاکر ہوا میں شامل ہوگئے تھے پھر دوبارہ گلاس پر پانی کی صورت میں تبدیل ہوجاتے ہیں۔

## صراحی کا پانی کیوں ٹھنڈا ہوتا ہے

تمنے دیکھا ہوگا کہ صاف صراحی کا پانی دوسرے برتنوں کے مقابلہ میں ٹھنڈا پایا جاتا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ صراحی کی سطح میں نہایت باریک مسامات ہوتے ہیں جنکے ذریعہ سے پانی صراحی کے بالائی حصہ پر نکل آتا ہے اور صراحی نم معلوم ہوتی ہے جب گرم ہوا صراحی سے ٹکراتی ہے تو وہ اسکی نمی کو بھاپ کی شکل میں تبدیل کرنا چاہتی ہے۔ مگر اس کی گرمی بھاپ بنانے کے لئے ناکافی ہوتی ہے۔ اس لئے وہی گرم ہوا مسامات کے ذریعہ سے پانی کے اندر کی گرمی کو بھی کھینچ لیتی ہے۔ پانی کی گرمی اور ہوا کی گرمی کے ملنے سے صراحی کے بالائی حصہ کی نمی بھاپ بن جاتی ہے۔ اور صراحی کا پانی جس سے کہ گرم اجزا خارج ہوچکتے ہیں ٹھنڈا رہ جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ لو کے موسم میں پانی بہت زیادہ ٹھنڈا رہتا ہے۔

## مچھلی سے تیار کیا ہوا مکھن

برٹش کولمبیا اور الاسکا کے باشندے ایک مچھلی کے گوشت سے جسکو کہ وہ "کولی جان" کہتے ہیں مکھن تیار کرتے ہیں۔ اس مچھلی کے تیار شدہ مکھن اور اصلی مکھن کا ذائقہ بالکل یکساں ہوتا ہے اور نہ اسمیں مچھلی کی بو پائی جاتی ہے۔ "کولی جان" چھ انچ سے لیکر آٹھ انچ تک لانبی اور نہایت فربہ ہوتی ہے موسم گرما میں یہ مچھلیاں سمندر سے دریاؤں میں چلی جاتی ہیں اور ان ہی دریاؤں میں سے وہاں باشندے ان کو ہزاروں کی تعداد میں مکھن نکالنے کی غرض سے پکڑ لیتے ہیں۔

# کم سرمایہ والوں کیلئے وسائلِ معاش

## مچھرکش روغن بنانا

شاید ہی کوئی ایسا متنفس ہوگا جسکو مچھروں کی نغمہ سرائی سے دلچسپی ہوگی۔ ورنہ ہر شخص اسکو بیماری کا پیش خیمہ سمجھے ہوئے ہے اور درحقیقت بات بھی یہی ہے ہر کوئی چاہتا ہے کہ اسکو نیست نابود کر دیا جائے جسطرح یہ گرمیوں کی مصیبت بھری راتوں میں ہمارا خون چوستا ہے اسی طرح اسکو بھی صفحہ ہستی سے حرف غلط کیطرح مٹا دیا جائے۔ اگر مچھروں کے خلاف سازش کی جائے تو ان سے نجات پانے کے علاوہ مالی منفعت بھی بہت کچھ پہونچ سکتی ہے اگر مندرجۂ ذیل تیل کا نسخہ تیار کیا جائے اور باقاعدہ اشتہار و بکر خوبصورت شیشوں میں بند کرکے آپ فروخت کرنا چاہیں تو ہزاروں ستم رسیدہ اپنے آپ کو اس مصیبت سے نجات دینے کے لئے آپ کی جیبیں پر کر دینگے۔

| | |
|---|---|
| Olive oil | تین حصے۔ |
| Oil of pennyroyal | دو حصے۔ |
| Glycerine | ایک حصہ |
| Ammonia. | ایک حصہ |

تیل کو استعمال کرنے سے پہلے اچھی طرح ہلا لینا چاہیئے۔ آنکھوں کو نیں سے بچانا چاہیئے۔

## سنو کریم بنانا

مغربی تمدن نے جہاں ہندوستانیوں کے مذاق میں اور بہت سی جدتیں پیدا کر دی ہیں وہاں ایک خود نمائی بھی ہے۔ ٹائلیٹ یعنی بناؤ سنگھار کے متعلق اشیا جو کہ عموماً ولایتی ہوتی ہیں لاکھوں روپیہ ہوا کی فروخت ہو رہی ہیں۔ اگر ہندوستانیوں کے اس مذاق سے فائدہ اٹھایا جائے اور ٹائلیٹ کے متعلق اشیا تیار کی جائیں تو نہایت معقول نفع حاصل ہو سکتا ہے۔ سنو کریم ولایتی روغنوں کی طرح چہرہ پر لگانے کا ایک نہایت بہتر روغن ہے۔ یہ جلد کو چکنا۔ تر و تازہ اور خوشنما بنا دیتا ہے۔ داغ دھبوں کو دور کرکے چہرہ کے رنگ کو گلاب کی پتیوں کی طرح چشم فریب کر دیتا ہے۔ نسخہ مندرجۂ ذیل ہے۔

| | |
|---|---|
| وہیل مچھلی کے سر کا تیل | ۴ ½ تولہ |
| موم سپید | ۳ تولہ |
| روغن بادام تازہ | ۰ تولہ |

ان سب کو ہلکی آنچ پر کسی صاف برتن میں ڈالکر پگھلا لیجئے اور اس درمیان میں

کسی چیز سے اس کو ہلاتے رہیئے تاکہ اسمیں چھوٹے چھوٹے دانے نہ پڑ جائیں جب یہ تمام اشیا مکھن کا رنگ اختیار کرلیں تو اسکو اتار کر رکھ دیجئے اور جب وقت بالائی کا سا رنگ ہو جائے تو اسمیں عرق گلاب خالص ۱½ تولہ بغیر خوشبو کا گلیسرین ۱½ تولہ میں مرتبہ مل کیجئے اس کے بعد چند قطرہ گلاب کا اسینس شامل کرکے پندرہ منٹ تک برابر پھینٹتے رہیئے۔ جب سرد ہو جائے تو خوبصورت شیشوں میں بھر کر فروخت کیجئے۔

## نکل کی اشیا صاف کرنا

نکل کی اشیا مندرجۂ ذیل طریقہ سے صاف کی جاتی ہیں۔ ایک حصہ الکوہل میں دو حصے سلفرک ایسڈ ملا دیا جائے جس چیز کو صاف کرنا منظور ہو اسپر اچھی طرح دو تین ۔۔ دیہ کو لگا دیا جائے اور چند سکنڈ کے بعد سرد پانی سے دھو ڈالئے اسکے بعد ایک کپڑے کو خالص الکوہل میں ڈبو کر اچھی طرح اس شے کو رگڑیئے اسمرتبہ الکوہل میں تیزاب نہ شامل کیا جائے۔ بعد ازاں صاف کپڑے سے خوب رگڑیے۔ وہ شے نہایت صاف اور چمکدار نکل آئیگی۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ پچاس حصے الکوہل اور ایک ایک حصہ سلفرک ایسڈ اور نائٹرک ایسڈ لیکر ملا لیں اور جس چیز کو صاف کرنا منظور ہو اسکو اسمیں ڈبو دیں اور دس پندرہ سکنڈ کے بعد نکالکر سرد پانی سے دھو ڈالیں اور بعد ازاں صاف کئے ہوئے اسپرٹ میں ڈبو دیں پھر نکالکر کپڑے سے صاف کریں۔

## پیپرمنٹ بنانا

دو سیر پودینہ اور ایک سیر پانی لیکر قرع الانبیق کے ذریعہ سے عرق کھینچ لیں قریب نصف سیر کے عرق نکل آئیگا۔ اسی عرق میں آدھ سیر پودینہ آدھ پاؤ پانی میں کوٹ کر دوبارہ ڈالدیں اور عرق کشید کریں۔ اسیطرح دو چار مرتبہ کرنے سے پانی پر تیل آجائیگا۔ اسکو علیحدہ کرلیں۔ یہی پیپرمنٹ ہے۔

## کونک وائٹ بنانا

کونک وائٹ ایک نہایت مشہور و معروف جوتے کی پالش ہے جو کہ سپید کرمچ کے جوتوں کے کام میں آتی ہے اس پالش کی شیشی بازار میں ایک روپیہ کو فروخت ہوتی ہے۔ اگر اس پالش کو تیار کیا جائے اور کسی دوسرے اچھے نام سے بازار میں فروخت کیا جائے تو دوکاندار ہاتھوں ہاتھ خرید کرینگے مگر قیمت ولایتی کے مقابلہ میں نصف کے قریب رکھی جائے۔ اس قیمت پر بھی خاصہ منافع حاصل ہو سکتا ہے نسخہ نہایت آسان۔ ایک پونڈ صاف کئے ہوئے اسپرٹ میں نصف پونڈ سفید کھریا مٹی میدہ کیطرح پیسکر حل کر دیجئے اور خوبصورت پیکنگ کرکے فروخت کیجئے۔

## ربڑ کی مہر کی سیاہی تیار کرنا

ربڑ کی مہر کی سیاہی اگر تیار کیجائے اور انگریزی دفتروں اور دفتروں میں جاکر آرڈر حاصل کئے جائیں تو کافی تعداد میں اس سیاہی کی شیشیاں ہر ماہ نکل سکتی ہیں۔ اور نہایت معقول منافع حاصل ہو سکتا ہے۔ اس کے بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ ۔۔ رنگ کو گلیسرین میں کھول کیجئے جب بالکل حل ہو جائے تو شیشوں میں بھر لیجئے نہایت عمدہ سیاہی ہوگی۔ چھوٹی چھوٹی خوبصورت

# سوالات

## مذہبی

(۶۲) حیض والی عورت کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا پاک کرنے کی ترکیب مطلوب ہے۔ (محمد ایوب خاں خریدار)

(۶۳) ہندو عورت کا جس پانی میں ہاتھ پڑا ہو وہ پی سکتے ہیں یا نہیں۔ اور کیا کوئی ترکیب ایسے پانی کے پاک کرنے کی ہے یا نہیں (〃)

(۶۴) مسلمان کو لائف انشور کرانا مذہباً جائز ہے یا نہیں (۳۲۱/م)

(۶۵) اگر کوئی مسلمان شخص اور حنفی مذہب کا ہو اور روزہ نماز کا پابند ہو اگر وہ شراب کی تجارت کرتا ہو تو اُس کے ساتھ کھانا کھانا چاہیئے یا نہیں۔ مفصل جواب دیجئے۔ (عابد علی-خریدار)

## طبّی

(۶۶) تین سال سے ذیابیطس کی شکایت ہے علاج کرتا ہوں فائدہ ہوجاتا ہے۔ مگر تھوڑے عرصہ کے لئے۔ بعد کو پھر شکایت ہوجاتی ہے۔ کوئی مجرب نسخہ درکار ہے۔ (محمد شفیع-خریدار)

(۶۷) عرصہ ایک سال کا ہوا میرے داد پر سخت تکلیف ہے مجرب نسخہ کوئی صاحب تحریر فرمائیں۔ (۸۱/ج)

(۶۸) قبل از وقت بال سفید ہوگئے ہیں۔ کوئی نسخہ علاوہ خضاب کے ایسا ہو کہ بال سیاہ ہوجائیں۔ کوئی صاحب نسخہ تحریر فرمائیں۔ (۵۷۲/ج)

## صنعتی

(۶۹) بیٹری بنانے کا مصالحہ درکار ہے کوئی صاحب توجہ فرمائیں (افسر علی)

(۷۰) پیتل اور لوہے پر روپہلی و سنہری پالش کسطرح چڑھائی جاتی ہے کوئی صاحب تحریر فرمائیں۔ (افسر علی)

(۷۱) چینی کے برتنوں پر قلعی کرنے کا نسخہ مطلوب ہے کیا کوئی صاحب جواب تحریر فرمادینگے۔ (افسر علی)

(۷۲) کسی صاحب کو اگر شب چراغ گھڑی کے مصالحہ کا نسخہ معلوم ہو تو عنایت فرمادیں۔ (افسر علی)

(۷۳) کیا کوئی صاحب شیشہ پر قلعی کرنا بتا سکتے ہیں۔ (افسر علی)

## متفرق

(۷۴) الوعظ کا پتہ درکار ہے۔ (محمد ایوب خاں خریدار)

(۷۵) امریکہ کی ایسی کمپنی کا پتہ مطلوب ہے جو کہ اپنے ہاں بائیسکوپ کے فلم تیار کرتی ہو۔ (محمد ابراہیم خریدار)

(۷۶) سنگو مسلمانوں میں جو گوت یا ذات ہے یہ کسکی شاخ ہے۔ اور انکی آبادی زیادہ تر ہندوستان کے کس حصہ میں ہے۔ عام طور پر اس گوت کے لوگ اپنے کو راجپوت کہتے ہیں۔ (۳۲۱/م)

# جوابات

(۱۳) گذر ہو شادمانی کا زمانے میں جہاں ہمجو ہر اک سامانِ عشرت بھی مہیا ہوگیا ہو
سن منقوط فرطِ شوق سے لکھا اسد میں نے بنی رحمٰن منزل فضلِ حق سے آج واقع ہو
۱۳ ۴۲

دیگر

بھلا کیوں نہ ہو سب کے دلکو خوشی کہ پیشِ نظر ہے عمارت نئی
اسد اسکی تاریخ بے ساختہ یہ لکھدے بنا خوب خانہ یہی
۱۳ ۴۲

(۳۰) شیر خاں ۲/۱ لور چیت پور روڈ۔ کلکتہ۔ (عبد الحکیم-خریدار)

(۳۲) عمل ہمزاد کے لئے میں نے کوہ و دشت کی خاک چھانی سیکڑوں روپیہ برباد کیا مگر کچھ حاصل نہیں ہوا۔ ہاں البتہ یاسین شریف سب کو زبردست عمل ہے۔ میں نے مولانا سید ظہور احمد صاحب ایڈیٹر دین و دنیا کی لکھی ہوئی تفسیر سورۂ یاس میں یہ عمل دیکھا تھا قبلہ سے پڑھنے کی اجازت طلب کرنے پر اجازت مل گئی اور مجھ کو بہت کچھ حاصل ہوگیا۔ (احمد شاہ خریدار)

(۲۰) نماز ہوجائے گی مگر شرط یہ ہے کہ جس شہر یا قصبہ کے قریب نماز پڑھی جائے اگر اس شہر یا قصبہ میں نماز پڑھیں تو ہوجائے۔ (انیس المجتبیٰ خریدار)

(۲۱) قاضی اور امیر شریعت اس لئے ضروری ہیں کہ لڑائی جھگڑا نہ ہونے دیں آجکل وہ نہیں ہیں اور امن ہے اس لئے وہ ہی شرطیں رہینگی۔ (〃)

(۲۲) آجکل بھی جمعہ کی نماز کے لئے شہر کا ہونا ضروری ہے اسیطرح جب بھی ضروری تھا۔ (ایک خریدار)

(۲۳) ایسی حالت میں شوہر پر نان و نفقہ واجب نہیں۔ اس لئے کہ شوہر اپنی بیوی سے راضی ہے۔ شوہر کو لازم ہے کہ وہ اپنی اپنے شوہر کو دے۔ (〃)

(۲۴) ہاشمی دواخانہ دہلی کیطرف رجوع کیجئے۔ (〃)

(۲۵) ہاشمی دواخانہ دہلی سے خط و کتابت کیجئے۔ (〃)

(۲۷) کسی تجربہ کار ڈاکٹر سے علاج کرائیے یہ بہت خطرناک مرض ہے اور نسخہ سے رفع نہیں ہوسکتا عمل جراحی کی ضرورت ہے (〃)

(۲۸) روز علی الصباح نہار منہ گرم پانی پی لیا کیجئے اس سے رفتہ رفتہ یہ شکایت رفع ہوجائیگی۔ (〃)

(۳۴) اپنے گانوں میں تین چار بچے تلاش کرلیجئے اور ان سے بسریاں بنوا کر فروخت کیجئے بہت منافع ہوگا۔ (〃)

(۳۵) مولانا عبد اللہ شاہ صاحب بتوسط جناب انس خاں صاحب وکیل محلہ اسلگنج۔ علیگڈھ سے خط و کتابت کیجئے۔ (〃)

# انشائے لطیف

## جمّن کی موت پر حوروں کا اضطراب

(از جناب قمر صاحب)

(۱)

جمن جولاہے کی موت سے کسی کو رنج ہوا ہو یا نہ ہوا ہو لیکن عالم الملکوت کی اس نسوانی آبادی میں جسے "حوروں" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یقیناً زبردست تہلکہ پڑ گیا۔

جمن اپنے قصبہ میں سب سے زیادہ دیندار، متقی اور شب زندہ دار انسان تھا۔ لیکن بدقسمتی سے اس نے صورت ایسی مکروہ پائی تھی کہ زہد و اتقا کی اس نورانیت نے (جو ایک متقی اور مرتاض شخص کے چہرہ سے ظاہر ہونے لگتی ہے) اس کی بدصورتی سے مغلوب ہو کر ایسی یبوست اسکے سراپا میں پیدا کر دی تھی۔ کہ مشکل سے کسی کا دل اس کی طرف کھنچ سکتا تھا عنفوان شباب میں اس نے شادی بھی کی لیکن جب دو سال بعد بیوی مر گئی تو پھر اس نے دوبارہ ایسی جرأت نہیں کی۔ یا یہ کہ اس کی جرأت کی پذیرائی نہیں کی گئی اور اس لئے وہ جس وقت مرا تو نہ گھر میں بیوی تھی نہ کوئی اولاد۔ اہل محلہ نے معمولی مراسم تجہیز و تکفین کے ادا کر کے اسے سپرد خاک کر دیا۔ اور مغرب کی نماز کے وقت محلہ کی مسجد میں بعض نمازیوں نے اس کی موت پر اظہار تاسف کر کے رسم وضعداری بھی پوری کر دی۔

کہا جاتا ہے کہ جنت کی حوریں ہمیشہ حور یعنی جوان رہتی ہیں، وہی اٹھارہ سال کا آنکھوں میں چبھنے والا شباب، وہی لگاوٹ کرنیوالی نشیلی آنکھیں وہی کوثر و سنسبیل کے گوہر تاب پانی سے دھلا ہوا نکھرا رنگ، وہی لانبے لانبے چکیلے بالوں کا ریشمی زنجیروں کی طرح لٹکتے رہنا۔ وہی نازک کمری، وہی غنچہ دہنی، وہی سرو قدی، وہی عشوہ زائی، الغرض وہ سب کچھ جو معصیت کا بہترین سامان کہا جا سکتا ہے، حوروں میں ہمیشہ یکساں "تازگی" نرمی اور لچک کے ساتھ پایا جاتا ہے۔ یعنی نہ ان کے چہروں پر جھریاں پڑتی ہیں نہ بالوں میں سفیدی نمودار ہوتی ہے۔ اور نہ ان کی "شہر آشوب" جوانی میں کبھی انحطاط ہوتا ہے۔ اس لئے جنت کی کوئی حور ایسی نہیں ہے جو دنیا کی پیدائش و اموات اور یہاں کی شیب و شباب سے پوری طرح واقف نہ ہو اور ہر ایسا واقعہ جس کا تعلق ان کی زندگی سے ہے، ان میں اضطراب نہ پیدا کر دیتا ہو۔

جہاں کوئی بچہ پیدا ہوا اس کے خط و خال اور صحت و توانائی کا حال معلوم کرنا انہیں فرض، اور جہاں کسی نے تسبیح سنبھالی یا کسی جوان نے بڑھاپے میں قدم رکھا، پیشانی پر شکنیں ڈال لینا انہیں لازم لیکن اسی کے ساتھ جب انہیں معلوم ہوتا تھا کہ کوئی نوجوان دم توڑ رہا ہے۔ تو ان کے چہرے فرط مسرت سے چمک اٹھتے تھے۔ اس لئے جب جمن مرا تو حوروں کی جماعت میں کھلبلی مچ گئی۔ کیونکہ ایسا ضعیف الاعضا و مرتاض و زاہد اور بدصورت بڈھا ان کے علم میں اس سے قبل کبھی نہ مرا تھا۔ اور ان میں سے ہر حور اپنی جگہ ڈر رہی تھی کہ کہیں میاں جمن اس کے سر پر مسلط نہ کر دیا جائے۔

صبح کو جب حوریں اپنی اپنی آرائش کے کمروں میں پہنچی گئیں تو ان کے چہروں سے افسردگی برس رہی تھی۔ اور مشکل سے ان کے قدم اٹھتے تھے۔ آئینے کے سامنے کھڑی ہوئی وہ اپنے بال سنوار رہی تھیں اور جمن کا گنجا سر ان کے پیش نظر تھا۔ آنکھوں میں سرمہ لگا رہی تھیں اور اس کی آنکھوں کا خیال جو پربال کی وجہ سے ہمیشہ گندی رہتی تھیں۔ ڈرائے دیتا تھا۔ وہ اپنی انگلیوں کی پوروں کو حنا آلود کر رہی تھیں۔ اور جمن کی موٹی سخت انگلیوں کا تصور انہیں تڑپا رہا تھا، وہ اپنے نرم و نازک پاؤں میں ریشمی موزے پہن رہی تھیں اور جمن کے اس بھدے پاؤں کا خیال جس کی کھال وضو کی کثرت کی وجہ سے جا بجا شق ہو گئی تھی جس کا انگوٹھا کھڑاؤں کی وجہ سے گھٹے پڑ جانے سے انگلی سے الگ علیحدہ رہتا تھا۔ انہیں جراغ پا کئے ہوئے تھا۔ انہوں نے جلدی جلدی نہایت بددلی سے تمام مراسم آرائش و تزئین ادا کئے اور اس قصر میں جمع ہو گئیں جو موسیقی کی مشق کے لئے مخصوص تھا۔ انہوں نے اپنے اپنے دستانے اتار کر حسب معمول سازوں پر انگلیاں چلائیں۔ لیکن چونکہ ان کے دل ملول تھے۔ اس لئے بجائے اس کے کہ عدن میں ان کی موسیقی سے سکون و نشاط پیدا ہوتا، آج اضمحلال طاری ہو گیا۔ اور سازوں سے نکلنے والی آہنگ غم نے ایسی افسردگی پیدا کر دی کہ فردوس کے بہت سے نازک پودے اور ان کے پھول متاثر ہو کر مرجھا گئے۔

چونکہ فردوس کی تاریخ میں یہ بالکل پہلا واقعہ تھا کہ وہاں غم و الم کے آثار پائے جائیں اس لئے جنت کی تمام آبادی نے اس انقلاب کو فوراً محسوس کر لیا، اور ہر جنتی کو اس غمگین موسیقی نے اس کی دنیا دی زندگی کی غمناکیوں کی یاد دلا کر بے چین کر دیا۔ طیور دم بخود ہو گئے۔ طاؤسوں نے اپنا رقص بند کر دیا نسیم بہتے بہتے تھم گئی۔ دودھ اور شہد کی نہروں کی روانی بند ہو گئی۔ کوثر و سلسبیل کا پانی میلا ہو چلا اور جو سیب و انار ابھی پختہ نہ ہوئے تھے۔ وہ بھی ڈالیوں سے علیحدہ ہو ہو کر گرنے لگے۔

رضواں جو فردوس کی کبھی نہ بدلنے والی زندگی کے جمود سے بخوبی آشنا تھا۔ اور نہایت اطمینان سے اپنے مکان میں (جو جنت کے دروازہ پر ایک کوٹھری سے زیادہ حیثیت نہ رکھتا تھا) پڑا ہوا بے خبر سو رہا تھا۔ دفعتاً اس ہنگامۂ خاموش

سے متاثر ہو کر جاگا۔ اور ابھی وہ آنکھیں مل ہی رہا تھا کہ ایک فرشتہ بارگاہ قدس کی سمت سے آتا ہوا نظر آیا، اور ایک فرمان دے کر چلا گیا۔ فرمان میں درج تھا:۔

"فردوس کا نظم میرے پاس پہونچاؤ، اور حوروں کی ہنگامہ آرائیاں پیش کرو۔ ساحل فردوس مضمحل ہیں اور تو بےخبر۔ سارا انتظام درہم برہم ہو رہا ہے، اور تو بےپروا۔ بارگاہ قدس سے کوئی راز پوشیدہ نہیں، لیکن میرا فرض ہے کہ سارا حال تحقیق کر کے وہاں تک پہونچاؤں، اپنی نیند ختم کرو قبل اس کے کہ تازیانۂ خداوندی کی آواز تمہیں بیدار کرے، اور اس سے پہلے کہ دوسری صبح کو سپیدیاں افق سے نمودار ہوں تم مفصل کیفیت مجھ سے آکر بیان کرو۔" عدنائیل

یہ تھا فرمان فردوس کے اس ناظم اعلیٰ کا جس کے ذریعہ سے تمام احکام خداوندی رضوان کو پہونچتے تھے اور جس پر جنت کے تمام طبقات کا انتظام منحصر تھا۔

(۲)

عہد قبل مسیح میں حوروں کی حالت وہ نہ تھی جو اب نظر آتی ہے، اس وقت وہ حد درجہ مطیع و فرمانبردار، بےانتہا ادا دار اور خاموش طبیعت والیاں تھیں وہ ہر حکم کی پذیرائی کیلئے آمادہ رہتی تھیں، خواہ وہ کیسا ہی غیر وجابرانہ نہ ہو اور وہ عدنائیل کے ہر فرمان کی اطاعت اپنا فرض سمجھتی تھیں، خواہ وہ کیسا ہی مستبد ہو، لیکن جب مسیحیت کی ترقی کے ساتھ ساتھ کرۂ ارض کے انسانی طبقے میں حریت و آزادی کے جذبات ترقی پذیر ہوئے تو حوریں بھی متاثر ہوئیں اور تمام جدید فیشن طرازیوں کے ساتھ انہوں نے اشتراکیت کی روح بھی اپنے اندر پیدا کرنی شروع کی۔

پہلے ان کا لباس صرف ایک ڈھیلا سا کرتہ ہوتا تھا۔ جو گھٹنے تک جسم کو ڈھانکے رہتا تھا، اور بال بھی اپنی فطری حالت پر چھوڑ دیئے جاتے تھے لیکن اب یہ کیفیت ہے کہ ایک ایک حور سو سو قسم کے بال بناتی ہے سنہری عینک استعمال کرتی ہے، غازہ لگاتی ہے، اونچی ایڑی کا جوتہ، دستانے، ریشمی موزہ، بلاوز، کارسٹ گون، اور ہیٹ کوٹ وغیرہ سبھی کچھ اس کے پاس ہے جس میں وہ روزانہ نت نئی ایجاد سے چار چاند لگا دیتی ہے، آزادی کا جو عالم ہے وہ جمن کے واقعہ سے ظاہر ہے کہ جب رضوان نے عدنائیل کے فرمان کی تعمیل میں اس ہنگامہ کی تحقیق شروع کی تو تمام حوریں ایک جگہ جمع ہوئیں اور باقاعدہ جلسہ کر کے میاں جمن کے داخلۂ فردوس کے متعلق نہایت سخت صدائے احتجاج بلند کی۔

اس جلسہ میں جو کوثر کے ساحل پر طوبےٰ کے قریب ایک میدان میں زریں شامیانے کے نیچے منعقد ہوا تھا، حوریں کثرت سے شریک ہوئیں اور اپنی پوری شان دلربائی کے ساتھ، ہر حور نے ایک نیا ملبوس اختیار کیا۔ ان کا ادھر ادھر چلنا پھرنا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا دنیا کے تمام مختلف رنگ کی بیر۔ ایک جا مجتمع ہو گئی ہیں۔ ان کے لباس کے شوخ رنگوں کے امتزاج سے قوس وقزح کی سی ...... تھی، یا یوں کہئے کہ کسی مثلثی شیشے سے نکل کر آفتاب کی کرنوں کے تمام اجزاء ترکیبی منتشر ہو کر رہ گئے تھے۔

یوں تو اب ہر ہر حور اپنی جگہ شوخ و بیباک تھی لیکن ان میں بھی خصوصیت کے ساتھ چار حوریں بہت زیادہ دلیر اور چربانک تھیں، یہی ہر کام میں پیش پیش رہتی تھیں، اور انہیں کے اشارہ پر تمام حوریں چلتی تھیں یہ جلسہ بھی انہیں کے اہتمام سے منعقد ہوا اور انہیں میں سے ایک حور جس کا نام خضرا تھا اور جو دوشیزہ حوروں میں سب سے زیادہ حسین و ممتاز تھی۔ جلسہ کی صدر قرار پائی۔

جس وقت وہ ایک تراشیدۂ الماس کرسی پر بیٹھنے کے لئے اٹھی تو نازک ہاتھوں سے بلند ہونے والی سیمیں آواز ہر چہار طرف سے بلند ہوئی اور اس آواز کی گونج میں اس نے ڈائس پر چڑھ کر جماعت کو ان الفاظ میں مخاطب کیا۔

"بہنو! اس سے قبل صدارت کا فخر مجھے بارہا حاصل ہوا اور ہر مرتبہ میں نے نہایت مسرت سے اسے قبول کیا۔ لیکن آج کا جلسہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے اس قدر اہم ہے کہ کسی ذمہ داری کی خدمت کو قبول کرتے ہوئے مجھے ڈر معلوم ہوتا ہے، اور اس لئے اگر آپ یہ دیکھیں کہ میں اپنے فرض سے عہدہ برآ نہیں ہو سکی تو مجھے ہدف ملامت نہ بنایئے کیونکہ مجھے یقین ہے کہ اس مسئلہ کا بارگاہ قدس (یہ نام سنکر ساری حوروں نے اپنا سر جھکا لیا) تک پہونچنا ضروری ہے۔ اور کون کہہ سکتا ہے کہ وہاں ہمارے مطالبات کے ساتھ کیا سلوک روا رکھا جائے۔

بہرحال اب جبکہ آپ نے اپنی متفقہ آواز سے مجھ پر اس اہم ذمہ داری کا بار ڈال دیا ہے، میں انکار بھی نہیں کر سکتی۔ اور کوشش کروں گی کہ اپنی بساط بھر اس مسئلہ میں آپ کی رہنمائی کروں۔

گزشتہ نصف صدی کے اندر ہماری جماعت نے جذبات کے لحاظ سے جس قدر ترقی کی ہے وہ نہ اب اہل جنت کے لئے راز ہے نہ جناب عدنائیل کے لئے جن کے استبداد نے ہماری حالت کو ذلیل و خوار بنانے میں کوئی دقیقہ کاوش کا اٹھا نہیں رکھا۔ لیکن عمل کے لحاظ سے ہماری کوششیں ابھی تک ابتدائی حالت سے بھی نہیں گزری ہیں۔

ہر چند یہ حقیقت مجھ پر اس وقت تک روشن نہیں ہو سکی کہ ایک انسان سے ہمارا تعلق کس نوع کا ہے۔ اور ہم میں وہ کیا بات ہے کہ ایک انسان ہم کو حاصل کرنے کی غرض سے اپنی ساری عمر ترک لذات میں بسر کر دیتا ہے لیکن اب تو سوال یہ ہے کہ انسان میں وہ کونسی خوبی ہے جس کا لحاظ کر کے ہمارے تمام جذبات اس قدر آسانی کے ساتھ پامال کر دیئے جاتے ہیں۔

انسان کی ہستی جہاں تک میں نے غور کیا، عبارت ہے، اس کی صورت و سیرت کی مجموعی حیثیت سے یعنی یہ کہ وہ اپنے ظاہری خط و خال سے کیسا ہے اور اس کے اخلاق کی حالت کیا ہے لیکن یہ بھی کرۂ ارض کے ان عجیب و غریب باشندوں کی عجیب و غریب خصوصیت ہے کہ ان

کے ان دونوں حیثیتوں کا ایک دوسرے موافق ہونا ضروری نہیں ہے، دیکھا جاتا ہے کہ ایک اچھے اخلاق کا انسان حد درجہ کا بد صورت رکھتا ہے۔ اور ایک حسین خط وخال رکھنے والا آدمی نہایت بداخلاق ہوتا ہے جس کا نتیجہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ فردوس چند دن میں بدصورت انسانوں سے بھر جائے گی۔ اور جنت کا تعلق اخلاق وعمل سے نہیں بلکہ صرف جمالیات سے ہے، دوزخ سے بدتر نظر آنے لگے گی۔ کہا جاتا ہے کہ اصل حسن اخلاق کا حسن ہے، ممکن ہے کہ دنیا میں اس نظریہ کا کوئی مفہوم ہو۔ لیکن ہم کو ہمارے سامنے کوئی صورت عمل ونتیجہ عمل کی کبھی پیش نہیں کی گئی۔ (اس لحاظ سے کہ فردوس دار العمل نہیں) اس کے سمجھنے سے عاری ہیں اور ہم تو صرف اسی چیز کی قدر کر سکتے ہیں جو آنکھوں دیکھنے میں اچھی معلوم ہو۔

وہ خاص واقعہ جس نے آج ہمیں یہاں جمع ہوکر گفتگو کرنے پر مجبور کیا ہے رحمان کی موت کا ہے۔ جو اپنے اعمال کے لحاظ سے حد درجہ خوش اخلاق اور سیرت کے لحاظ سے بہت نیک سمجھا جاتا ہے لیکن صورت وتہذیب معاشرت کے نقطۂ نظر سے وہ اس قدر قابل نفرت ہے کہ مشکل سے اس بات کا یقین کیا جا سکتا ہے کہ وہ کبھی فردوس ایسی جگہ میں بار پا سکتا ہے۔

افسوس ہے کہ ہم دوشیزہ حوروں کو ان حوروں کا پورا علم حاصل نہیں جو متاہل زندگی بسر کر رہی ہیں۔ اور نہ ان کا حال معلوم ہے جن کی خدمت پر وہ مامور کی جاتی ہیں۔ تاہم جہاں تک قیاس کام دیتا ہے ہم یہ سمجھنے پر مجبور ہیں کہ ان کی زندگی بہت تلخ گزرتی ہوگی۔ اور طبائع کا اختلاف دونوں کو اپنی جگہ ایک دوسرے سے بیزار رکھتا ہوگا بہرحال ایسا ہو یا نہ ہو، کم از کم ہم کو ضرور اپنے مستقبل کی فکر کرنی چاہئے۔ اور ہمیشہ کے لئے یہ طے ہو جانا چاہئے کہ ہمارے مطالبات کیا ہیں۔ اور ہم کب تک اس کوفت کو برداشت کرتے رہیں گے۔

ہم کو عزم کر لینا چاہئے کہ اس مرتبہ یہ معاملہ صرف عزرائیل کے رحم پر نہ چھوڑ دیا جائے گا۔ بلکہ بارگاہ قدس تک پہونچا کر وہاں سے فرمان حاصل کیا جائے گا۔ تاکہ یہ روز روز کی زحمت کسی طرح دور ہو اور ہم لوگ امن وسکون کی زندگی بسر کر سکیں۔ کہا جاتا ہے کہ فردوس سے زیادہ سکون کہیں نہیں لیکن کہنے والے آکر ہمارے حال کو دیکھیں اور معلوم کریں کہ دنیا کا ہر مقولہ درست نہیں ہوا کرتا۔ اسی کے ساتھ ہم یہ بھی کہوں گی کہ اگر موجودہ اصول میں کوئی تبدیلی نہ پیدا کی جائے، تو پھر ہمیں فردوس سے علیحدہ کر دیا جائے۔ کہ اس صورت میں ہماری قوت انتخاب تو آزاد رہے گی۔"

صدارت کی اس تقریر سے تمام حوروں میں حد درجہ جوش پیدا ہو گیا۔ اور کئی تقریریں ہونے کے بعد آخرکار یہ قرار پایا کہ اسی وقت ایک میموریل طیار کیا جائے۔ جب یہ مسئلہ ہمارے منتخبین کی طرف سے بارگاہ قدس میں پیش ہو تو ہمارے مطالبات وعذرات پر بھی آسانی سے غور کیا جا سکے۔

آخرکار دو تین گھنٹے کے بحث ومباحثہ کے بعد ایک میموریل طیار کیا گیا۔ اور ایک ورق زر پر نورانی حروف میں تحریر کر کے تمام حوروں کے دستخط اس پر حاصل کئے گئے اس کے بعد پانچ ممتاز حوروں کا وفد رضوان کے پاس پہونچا۔ وہ اس وفد کو دیکھ کر چونکا لیکن قبل اس کے کہ وہ گفتگو کی ابتدا کرتا اس وفد نے اپنا میموریل اس کے حوالہ کیا۔ اور وہیں نورانی فضا میں غائب ہو کر اپنے مستقر کو چلی گئیں۔ میموریل کا خلاصہ یہ تھا:-

بہ پایۂ عرش کبریائی، بارگاہ حریم بے ہمتائی، خداوند قدوس لم یزل ولایزال، ایزد مطلق، صاحب بذل ونوال

ہم کو جنت کے اس طبقہ سے متعلق ہونے کی بدبختی حاصل ہے جو سب سے زیادہ مظلوم وپامال ہے اور ازل سے لے کر اس وقت تک جس کے جذبات کو مجروح کیا جا رہا ہے، سنتے ہیں کہ تونے ہماری تخلیق میں فن جمالیات کی تمام نزاکتیں صرف کر دی ہیں اور اس بات کو اتنی شہرت دے دی ہے کہ کرۂ ارض کا کثیف باشندہ بھی اپنی موت کا غم ہماری تمنا میں بھول جاتا ہے، لیکن اے معبود برتر واعلیٰ، اس حقیقت کے سمجھنے سے ہماری عقلیں عاجز ہیں کہ تونے ایک نوری مخلوق کو خاکی نیلوں کا تابع کیوں بنا دیا۔ اور باوجود اس کے کہ تونے ہمارے اندر تمام بہاریں، رنگینیاں، تمام الماسی تابناکیاں، جلوہ کافوری صباحتیں، اور ملالی نزاکتیں بھر دی ہیں، لیکن ہم اس پر بھی مجبور کئے جاتے ہیں۔ کہ ایک کثیف انسان، ایک سیاہ وبدرو انسان، ایک غیر مہذب وناشائستہ انسان کی خدمت میں رہ کر اپنے ان لطیف احساسات وجذبات کو پامال ہوتا دیکھ کر ہر وقت انگاروں پر لوٹتی رہیں، کیا تیرے عدل کا یہی تقاضا ہے، کیا تیری بارگاہ کا یہی انصاف ہے نہیں، نہیں، ہرگز نہیں، ہمیں معلوم ہے کہ اس میں بڑا حصہ عزرائیل کے ظلم واستبداد کا شامل ہے جس کو تونے فردوس کا حاکم اعلیٰ مقرر کیا ہے اور تو کبھی اس کو گوارا نہ کریگا۔"

اس لئے ہم نہایت عجز والحاح کے ساتھ اپنی تکالیف کا اظہار کر کے ملتمس ہیں کہ:-

(۱) کسی انسان کے جنت میں داخل ہونے کا سبب صرف اس کا

زہد و اتقاء نہ قرار دیا جائے، بلکہ اسی کے ساتھ ظاہری اخلاق حسن معاشرت تہذیب و شائستگی کا بھی لحاظ رکھا جائے۔

۲۔ کوئی انسان جس نے نہایت مکروہ صورت پائی ہے۔ وہ کسی حال میں بھی فردوس کا مستحق نہ سمجھا جائے۔ خواہ اس نے عبادت میں ساری عمر ہی کیوں نہ صرف کر دی ہو۔ اور اگر فردوس میں اس کا آنا ضروری ہو تو صرف سلسبیل و کوثر کے ساحلوں پر پھرنا اور باغوں میں پکر میوے کھانے رہنا اس کے لئے مخصوص کر دیا جائے۔ اور ہمارے اس کے درمیان ایک ایسا حجاب پیدا کر دیا جائے کہ نہ ہم اسے دیکھ سکیں اور نہ وہ ہمیں۔

۳۔ جب کوئی انسان جنت میں داخل ہو اور اس کو یہاں کی تمام لذتیں حلال کر دی جائیں۔ تو اسی کے ساتھ ان کی وضع قطع، تراش خراش جس میں ڈاڑھی، مونچھ اور لباس وغیرہ کے تمام جزئیات شامل ہوں گے، تہذیب و معاشرت کا انتظام ہمارے سپرد کیا جائے۔ اور اس وقت تک کہ وہ ہمارے ذوق کے معیار پر پورا نہ اترے، ہماری معیت سے محروم رہے۔

۴۔ اس وقت یہ دستور جاری ہے کہ جن حوروں کے مقرر جنتیوں سے آباد ہو جاتے ہیں۔ ان سے دوشیزہ حوریں نہیں مل سکتیں۔ آئندہ یہ قاعدہ منسوخ کر کے متاہل و غیر متاہل حوروں کو باہم ملنے اور تبادلۂ خیالات کی اجازت دی جائے۔ اسی طرح ہمیں یہ بھی اجازت دی جائے کہ جس جنتی سے اور جس وقت جی چاہے آزادی سے ملیں، اور ہم کسی ایسے حکم کے ماننے پر مجبور نہ کئے جائیں جو ہماری آزادی کے منافی ہو۔

۵ جب ہم کو یقین ہو جائے کہ کسی جنتی کی حالت اصلاح پذیر نہیں ہے تو ہماری درخواست پر اس کے ہمارے درمیان ایک حجاب حائل کر دیا جائے اور ہمارے دلوں سے اس کا خیال بھی محو کر دیا جائے۔ کہ ماضی کی یاد ہمارے حال کو بدمزہ نہ کرے۔

۶۔ حسن و قبح کی جانچ بالکل ہمارے اوپر چھوڑ دی جائے۔ اور قبل اس کے کہ کوئی شخص جنت میں داخل ہو، ہماری رائے طلب کر لی جائے۔ اور ہماری تجویز کے مطابق عزرائیل احکام جاری کرے۔

۷۔ اگر مذکورہ بالا مطالبات میں سے ایک مطالبہ بھی ناقابل قبول ہو۔ تو پھر ہماری استدعا یہ ہے کہ جنت سے علیحدہ کر کے کسی ایسی جگہ آباد کر دیا جائے، جہاں ہم کو آزادی حاصل ہو، خواہ اس کے لئے ہمیں کتنی ہی جسمانی و روحانی تکالیف کیوں نہ برداشت کرنی پڑیں۔

(۳)

حوریں صف بستہ کھڑی ہیں۔ عزرائیل و رضوان سر جھکائے ہوئے کپکپا رہے ہیں۔ تمام فضا برق آلود ہو رہی ہے، خلا کا روشن سکون، ہر ہر چیز پر مستولی ہے، اور سکوت مطلق سے مغلوب ہو کر ہر ہر ذرہ جامد و غیر متحرک نظر آ رہا ہے۔

عرصہ تک یہی مرعوب کن حالت قائم رہی اور پھر دفعتہً فضاء کا فور سخت آواز کے ساتھ شق ہوا۔ اور اس آواز نے آہستہ آہستہ ایک مفہوم اختیار کر لیا۔ جو ان الفاظ میں ظاہر کیا جا سکتا ہے:-

"اے عزرائیل و رضوان، حوروں کے تمام مطالبات تمہاری وساطت سے ہم تک پہونچے، اور باوجودیکہ حقیقت کا علم صرف ہم کو حاصل ہے لیکن چونکہ مخلوق پر ظلم کرنا ہمیں پسند نہیں، اور نہ ہم کسی کو اس کی عقل کے خلاف راستہ چلنے پر مجبور کرتے ہیں۔ اس لئے ہم ان کی آزادی سے برہم نہیں اور چاہتے ہیں کہ ان کے لئے ضرور ایسے اسباب مہیا کئے جائیں کہ وہ خود حقیقت کو سمجھ لیں۔

ہم یہ نہیں کہنا چاہتے ہیں کہ حوریں اپنی جس صورت پر ناز کر رہی ہیں۔ اس کے حسن و جمال کا دنیا منحصر رہے۔ صرف اس بدصورت جنتی کے اخلاق پر جس سے وہ اس قدر گریز کرتی ہیں۔ اور ایک جنتی کی صورت نہیں۔ بلکہ اس کے اخلاق ہی حسین ترین صورت میں فردوس کے اندر داخل ہوتے ہیں۔

اس لئے ہم حکم دیتے ہیں کہ تمام ان حوروں کو جو آزادی کی طالب ہیں جنت سے علیحدہ کر کے کرۂ ارض میں لے جایا جائے۔ اور یورپ میں دریائے ڈینیوب کے مشرقی و مغربی ساحل کے جانب جس قدر زمین ہے، وہاں منتشر کر دیا جائے اسی کے ساتھ ان کو یہ بھی اجازت دی جائے کہ وہ انسانوں سے اپنی اپنی پسند کے مطابق رشتۂ اتحاد قائم کریں اور اپنے ان جذبات کو جن کا تعلق ان کے گوشت پوست سے ہے، نہایت آزادی سے کام میں لائیں یہاں تک کہ ان کے اخلاق بالکل محو ہو جائیں اور کرۂ ارض کی آبادی ان کے وجود سے بیزار ہو کر آخرکار خود ان کو بھی اپنی زیست سے بیزار کر دے۔ (نگار)

# مجاز وحقیقت

ایڈیٹر

دل کو خوشی بہت ہو نوید وصال کی    اس وقت یاد آئے نہ یارب مآل کی
پوچھی ہے ان سے وادی ایمن کی سرگزشت    تمہید کچھ تو چاہئے آخر سوال کی
پھر کوئی مست ناز ہوا رونمائے خواب    پھر انجمن ہے گرم ہمارے خیال کی
ہم کو خوشی کی بات بھی ہوتی ہے ناگوار    خوگر ہوئی ہے جب سے طبیعت ملال کی
اس خوف سے کہ ہو نہ مکدر ترا مزاج    جرأت ہمیں کبھی نہ ہوئی عرض حال کی
پھر آسماں کو رنگ بدلنے کی فکر ہے    پھر دل میں جوش زن ہو تمنا وصال کی
احساس کچھ ہوا نہ ترے لطف عام کو    حالانکہ بن گیا کوئی صورت سوال کی

ایک برق تھی کہ پیش نظر جلوہ ریز تھی
جب یاد آگئی ترے حسن وجمال کی

—:(از جناب ہادی صاحب):—

ششمتہ تاثیر ہوتی ہے زبان اہل درد    تم کسی دن سن تو لے لیتے داستان اہل درد
سینکڑوں پردے صدا دیں سازِ غم کو ساتھ ساتھ    ہر رگ وپے کاش ہو جائے زبان اہل درد
سوزش پنہاں کی آہیں بھی ہیں کچھ کیفیتیں    شمع شاید کہہ سکیگی داستانِ اہلِ درد
چند ٹکڑے دل کے خون آرزو سے تر بتر    اور کیا اسکے سوا ہے ارمغانِ اہلِ درد
وسعت پہلو میں دلکو ڈھونڈتے رہجاؤگے    تم نہ سن لینا کسی دن داستان اہلِ درد
چارہ گر لئے دلمیں کیا پایا ترے غم کے سوا    کیا نمود ثابت ہوا ظالم گمانِ اہلِ درد
خاک کا ہر ذرہ ہوگا محشرستان نمود    کیا مٹا ئیگا کوئی نام ونشان اہلِ درد
اس سے باہر ایک شئی بھی تو نظر آتی نہیں    وسعت بینا ہے دل ہے جہانِ اہل درد
شمع سوزاں کیطرح ہشر کینگے شعلے عشق کے    کاٹ بھی دیگا اگر کوئی زبان اہل درد
یہ وہ دولت ہے جسے سینے میں رکھتے ہیں نہاں    دل ہی سے وابستہ ہے نام ونشان اہل درد
ہوگئی برباد جب دنیا دل بیتاب کی    دوش پر نالوں کے نکلا کاروانِ اہل درد
بے خبر گوش توجہ سے اگر تو کام لے    شمع محفل بھی سنا دے داستانِ اہل درد
اے مسرت تجکو تیرا ظرف بھی معلوم ہے    تو بھلا کیا بن سکیگی رازدانِ اہل درد
شوق سے لیں وہ جب چاہیں کوئی حجت نہیں    چیز بھی ہو کوئی جانِ ناتوانِ اہل درد
بیقراری سے دل بیتاب شرمندہ نہ ہو    اس سے گھٹتی ہے کہ بڑھ جاتی ہے شانِ اہل درد

اشک خون آلود کے دھبوں کو بادنی دیکھ لو
ہے یہی رنگ طبیعت اور نشانِ اہل درد

—:(از جناب فہمی صاحب):—

پہلے تو محبت میں ایک لطف سا آتا ہے    جب جاں پہ بنتی ہے جب درد ستاتا ہے
جذبات کی دنیا میں ہوتی ہے عجب ہلچل    سب حرص تمنا یہ وہ آنکھ چراتا ہے

—:(از جلیل الشعراء حضرت جلیل مانک پوری):—

لاکھ دل مست ہو مستی کا عیاں راز نہ ہو    یہ وہ شیشہ ہے کہ ٹوٹے بھی تو آواز نہ ہو
دل ہے بت بلبل شیدا کا ہے نازک گلچین    پھول گلزار کے یوں توڑ کہ آواز نہ ہو
آ نہیں طرز ستم پر کہ ستم پران کے    آہ کرتا ہوں تو کہتے ہیں عیاں راز نہ ہو
ہاتھ رکتا ہے دم ذبح خدا خیر کرے    نذر شمشیر اجل آپ کا جانباز نہ ہو
قفس ودام کی آفت غم بے بال وپری    سب ہو آسان اگر حسرت پرواز نہ ہو
لطف تو بیشکنی کیا اگر اپنی توبہ    ٹوٹ کر قلقل مینا کی ہم آواز نہ ہو
قطرہ خوں یہ جو آنکھوں سے ٹپک جاتا ہے    تم جو سنتے ہو نہاں ہی کہیں راز نہ ہو

تھام لینے دو کلیجہ مجھے ہاتھوں سے جلیل
قصہ دردِ جگر کا ابھی آغاز نہ ہو

—:(از حامد اللہ صاحب افسر بی اے):—

کس قدر سوز محبت کارفرما دل میں ہے    نغمہ کی بیتاب ہر پروانہ محفل میں ہے
لب کشائے راز سربستہ ہے خود مُہر سکوت    مجھ سے معلوم بتاؤں کیا تمہارے دل میں ہے
خیر کرنا اے خدائے بحر ناپیدا کنار    درد سا کچھ آج آواز لب ساحل میں ہے
ہے ہر اک کونپل چمن میں سرفراز نو بہار    کس قدر جوش نمو ہائے آب گل میں ہے

اب بھی افسر کا رواں کا ہے تہہ ملنا محال
خیر مقدم کی صدا ویرانئ منزل میں ہے

—:(از جناب طالب حسین صاحب عالی کاندھوی):—

ارے غافل فنا آموز دیں زندگانی ہے    نہ بھول اتنا بہار باغ دنیا پر کہ فانی ہے
جوانی ہے مگر کیسی الم افزا جوانی ہے    کہ اب ہر ہر نفس پیغام مرگ ناگہانی ہے
بہار شام غم منت کش رنگ جوانی ہے    حقیقت میں یہ صبح زندگی کتنی سہانی ہے
نکل پڑتے ہیں آنسو جب کسی مرقد پہ جاتا ہوں    سمجھتا ہوں دل مرحوم کی یہ بھی نشانی ہے
حواس ظاہری پر مجھکو کیونکر اعتبار آئے    تماشا تھا جو کل پیش نظر وہ اب کہانی ہے

حیات تازہ بخشی عشق نے دل کو مگر عالی
سمجھتا ہوں کہ یہ تمہید مرگ ناگہانی ہے

—:(از جناب شاداب صاحب):—

کیا بات ترے وصال میں ہے    ہر شخص جو اس خیال میں ہے
لذت ہجر ہے کچھ اور    یہ بات کہاں وصال میں ہے
آزاد کوئی نہیں جہان میں    پابند ہر ایک خیال میں ہے

تسلیم اور رحمہ دلی
شاداب تو کس خیال میں ہو

پڑگئی کیا لوٹ یارب گلشن ایجاد میں    وا امیرا دست گلچیں میں رہ گیا دل کف صیاد میں
دست گلچیں سے حمیت ایک صیاد میں داغ امیر گل تری ہوں کیا اس گلشن ایجاد میں
سلسلہ بھی آئیگی جلنے کو پر وانوں پر سب امیر دشمن گل سے چراغ خانہ صیاد میں
ہے یہی شوق اسیری تو اسیری ہو چکی داغ میں ہیں یہ بولا سما نیکا کف صیاد میں

صرف یہ ہے کہ عورتیں روزانہ باقاعدہ طور پر کسی قسم کی ایسی ورزش کریں جس سے ان کی صحت قائم رہ سکے۔ پردہ دار گھروں کی عورتوں کو دیہاتی لڑکیوں کی نسبت کھلی ہوا کی زیادہ ضرورت ہے۔ کیونکہ گاؤں ابھی پردہ کی قیود سے آزاد ہیں پردہ دار مستورات کی روزافزوں تعداد اموات کو مدنظر رکھتے ہوئے میں بڑے زور سے تجویز کروں گا کہ ان کو کھلی ہوا میں باقاعدہ سیر کرنی چاہیئے۔ اور یہ منشاء پردے میں بغیر کسی قسم کا ہرج واقع ہونے کے پورا ہو سکتا ہے۔

# بیوہ عورت کا نکاح

(از م۔ ف صاحبہ)

گو کہ بیوہ عورت کا نکاح کرنا شریعت کی رو سے جائز ہے اور خداوند کریم کا حکم بھی ہے لیکن ساتھ ہی اس کے چند باتیں ایسی ضروری ہیں جن کا ہمیں پیشتر ہی سے انتظام کرنا چاہیئے اگر بیوہ عورت کے اولاد ہو تو اسکی شادی میں بڑی احتیاط کرنی چاہیئے اس کی شادی ہرگز ایسے شخص سے نہ کرنی چاہیئے جس کے اولاد ہو۔ کیونکہ ایسی حالتوں میں میاں کو اپنی اولاد کی محبت ہوگی، اور بیوی کو اپنے بچے کی پاسداری کرنی پڑیگی۔ آخر میں اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ ناحق آپسمیں دونوں میاں بیوی میں نفاق ہو جائیگا جس کا نتیجہ آخر میں خراب ہوتا ہے اب میں ایک بیوہ بہن کا مختصر قصہ لکھتی ہوں جن کی بعینہ ایسی حالت ہوئی۔ جو میں اوپر لکھ چکی ہوں۔

یہ ایک امیر کبیر کی بیوی تھیں بدقسمتی سے بیوہ ہوگئیں۔ ان کے ایک بچہ تھا جس کی عمر قریب بارہ سال کے ہوگی، ان کے رشتہ داروں نے ان کا نکاح ایک شخص سے کر دیا۔ گو کہ یہ اس بات پر خوش نہ تھیں۔ کیونکہ خدا کے کرم وفضل سے کسی چیز کی کمی نہ تھی۔ لیکن رشتہ داروں کے مجبور کرکے نکاح کر ہی دیا جس شخص سے نکاح ہوا اس کے بھی ایک لڑکا تھا جو بیوی کے لڑکے کا ہم عمر تھا۔

دونوں میاں بیوی ایک عرصہ تک خوب محبت وموافقت سے رہے کبھی کبھی دونوں لڑکوں کی آپسمیں کسی کسی بات پر لڑائی ہو جایا کرتی تھی، چونکہ دونوں بچے تھے اس لئے کوئی ان کی لڑائی پر توجہ نہ کرتا تھا۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ ان دونوں لڑکوں میں کسی کھیل پر لڑائی ہوگئی۔ بیوی کے لڑکے نے میاں کے لڑکے کو پچھاڑ دیا اور اس کو مارا بھی۔ کیونکہ یہ لڑکا اس سے ذرا مضبوط تھا۔

اتفاق سے اس لڑکے کا باپ موقعہ پر آپہونچا۔ اپنے لڑکے کو روتا دیکھکر اس سے اسکا سبب دریافت کرنے لگا جس بات پر آپسمیں ان کی لڑائی ہوئی تھی۔ لڑکے نے کہدی۔ اب کیا تھا یہ شخص غصے میں بھر گیا۔ اور دوسرے بچے کا جانی دشمن بن گیا۔ جب یہ اپنے غصے کو ضبط نہ کر سکا۔ تو اس کو یہ سوجھی۔ کہ اس کا کام ہی تمام کر دینا چاہیئے۔ جو روزمرہ کی تکلیف نہ رہے۔ آخرکار یہ ظالم شخص اس معصوم بچے کو ایک ویران جنگل کی طرف لے گیا اور وہاں لے جا کر اس کا کام تمام کیا۔ جب رات ہوئی اور لڑکا گھر نہ آیا۔ تو اس کی والدہ کو بڑا فکر ہوا۔ کہ آج کیا وجہ جو بچہ ابھی تک نہ آیا۔ چاروں طرف اس کی ڈھونڈھ پڑی لیکن وہ کہاں تھا جو واپس آتا وہ اس غریب اور غمزدہ عورت نے تمام شب رو رو کر کاٹی جب صبح ہوئی تو پھر اسکی تلاش ہوئی کیونکہ یہ اپنی ماں کا بڑا لاڈلا بچہ تھا، اور بڑے ناز ونخرے سے پلا تھا اور ماں بھی اسپر دل وجان سے قربان تھی لیکن اس بچے کا کہیں پتہ نہ چلا۔ لاچار پولیس میں رپورٹ کی، فوراً تحقیقات شروع ہوئی۔

جب اس کے میاں کو یہ معلوم ہوا کہ اب راز فاش ہونیوالا ہے اُسنے اپنی بیوی کا بھی کام تمام کر دیا۔ اب کیا تھا پولیس نے فوراً اسے گرفتار کیا۔ اور اس ظالم شخص کو پھانسی کی سزا ہوئی۔

اس سے ہمیں یہ سبق سیکھنا چاہیئے کہ اولاد والی بیوہ کی شادی میں بڑی احتیاط لازمی ہے اور کبھی بھولکر بھی ایسی عورت کی شادی ایسے شخص سے نہ کرنی چاہیئے جس کے اولاد ہو۔ ورنہ اس کا نتیجہ ہمیشہ خراب ہوگا۔ اور بعض دفعہ جان تک کی نوبت آجاتی ہے +

# بچوں کو افیون کھلانا

(از لطیف بیگم صاحبہ)

بعض بہنوں میں بچوں کو افیوں کھلانیکی بری عادت ہوتی ہے مگر اس کے خوفناک نتائج کی طرف خیال نہیں کرتیں کہ بچے کو اس سے کیا نقصان پہنچے گا۔ اور اپنے اس وقت کے ذرا سے آرام کے عوض بچوں کو ہمیشہ کے لئے اسکی عادت ڈالدیتی ہیں اول تو اگر کبھی افیون ختم ہو جائے یا کسی شادی بیاہ میں جائیں اور بھولے سے گھر رہ جائے تو اسوقت آفت کا سامنا ہوتا ہے بچے جسکو روزانہ افیون کھانیکی عادت پڑ چکی ہوتی ہے جب اسے وقت مقررہ پر افیم نہیں ملتی تو رونا چلانا شروع کر دیتا ہے نہ آپ آرام لیتا ہے نہ ماں کو ہی آرام لینے دیتا ہے جبتک کہ اسے مل نہیں جاتی۔

دوسرے اگر بھولے سے کہیں زیادہ دیدیجائے یا غلطی سے دوبارہ تو جان تک کا نقصان ہو جاتا ہے مگر اسوقت افسوس کے سوا کچھ بن نہیں پڑتا۔ خود ہماری ایک رشتہ دار کو اپنے بچوں کو افیون کھلانیکی عادت تھی میری والدہ صاحبہ ان کو ہمیشہ منع کیا کرتیں کہ افیون نہ دیا کرو مگر وہ یہی جواب دیتیں کہ اگر میں انکو افیون نہیں دیتی تو سارا دن ستا ستا کر جان ہلکان کر چھوڑتے ہیں ذرا آرام نہیں لینے دیتے اس طرح کچھ دیر پڑے تو رہتے ہیں۔

ایک دفعہ انکی گود میں چند ماہ کی بچی تھی اسکو بھی افیون حسب عادت دیا کرتی تھیں ایک دن جب اسے دی تو روز کی طرح غنودگی ظاہر نہ ہوئی، انہوں نے سمجھا نا شاید اس نے کہیں گرادی ہے، دوبارہ دیکر اور دودھ پلا کر لڑکی کو سلا دیا، جب زیادہ وقت گزر گیا اور لڑکی بیدار نہ ہوئی تو جاکر دیکھا مگر اسوقت وہ لڑکی بیچاری ہمیشہ کیلئے گہری نیند سو چکی تھی اس وقت رونے دھونے لگیں مگر اب کیا ہو سکتا تھا وہ بیچاری لڑکی کی جان گنوا کر اس عادت سے باز آئیں۔

اسکے علاوہ سب جانتے ہیں کہ بچپن میں جو عادت پڑ جاتی ہے طبیعت میں راسخ ہو جاتی ہے اور کبھی نہیں چھوٹتی اسلئے افیونی بچہ بڑا ہو کر ہمیشہ کیلئے بزدل سست کم ہمت کاہل کمزور بنجاتا ہے اور اسکے کھانے کو چاہیے [illegible] ہر شخص سمجھ سکتا ہے اپنی بری عادت پوری کرنا [illegible] ہے چند روز ہوئے میرے ایک بھائی مقصود [illegible] آئے انہوں نے بتایا کہ قصور میں تو یہ [illegible]

# امید و بیم

(۱)

مشتاق حسین مرادآبادی کا رہنے والا معمولی لکھا پڑھا آدمی تھا۔ ماں باپ کا انتقال ہو چکا تھا بھائی بہن کی نعمت سے محروم تھا۔ اور اس لئے اپنی سسرال میں جا رہا تھا۔ مشتاق حسین کو اپنی بیوی سے بڑی محبت تھی اور بیوی بھی چاہنے کی تھی کیونکہ وہ حسن و جمال کے لحاظ سے برادری میں ایک ہی تھی مشتاق حسین اگر کوئی آرٹسٹ یا شاعر ہوتا تو خدا جانے اپنی محبوبہ کو کیا درجہ دیتا اور حسن کے اس زندہ مجسمہ کو پیش نظر رکھ کر اپنے تخیل میں کس قیامت کی جولانیاں پیدا ہو جاتیں لیکن وہ شاعر تھا نہ آرٹسٹ پھر بھی اپنی بیوی کو بہت پسند کرتا تھا اور حقیقت یہ ہے کہ حسین اور پسندیدہ بیوی سب سے بڑھ کر آرام دہ ثابت ہوتی ہے شباب کو کبھی کا احساس نہیں ہوتی کہ اسے بازار کا راستہ دکھاتا یا عصمت و عفت کی بازیچہ گاہ میں لیجاتا۔ دنیا اس لئے جنت تھی لیکن کبھی کبھی یہ جنت دوزخ سے بھی بدتر ہو جاتی تھی کیونکہ مشتاق حسین کی بیوی بلقیس جتنی خوش مزاج تھی اس سے کچھ زیادہ اس کی ساس بدمزاج تھی بلقیس جس قدر سمجھدار عاقبت اندیش اور قناعت پسند تھی اسی قدر وہ بیوقوف ناعاقبت اندیش اور حریص تھی۔ اگر اس کی جگہ کوئی دوسری عورت ہوتی تو بیٹی داماد کا یہ اخلاص یہ محبت اور یہ چاہ دیکھکر بہت خوش ہوتی اور اس خیال سے کہ نہایت نیک اور نیک چلن داماد ملا ہے خدا کا شکر ادا کرتی لیکن اسے ان باتوں کی پروا نہ تھی وہ طبعاً ان سب باتوں کے مقابلہ میں روپے کو ترجیح دیتی تھی اور غریب بیچارہ مشتاق حسین صرف پندرہ ماہوار کا ملازم تھا۔ وہ جتنے میں چار پانچ سال سے لڑکا مفلسی کے طعنے دینا اور اسے ذلیل کرنا نہایت ضروری سمجھتی تھی۔ مشتاق حسین بڑا غیرتمند آدمی تھا اسے اپنی ساس کی یہ طعن و تشنیع سخت ناگوار گذرتی تھی اور بارہا اس کے دل میں یہ خیال آیا کہ کسی دوسرے شہر میں جا کر کوئی اچھی ملازمت تلاش کرے لیکن بیوی کی محبت اور سال بھر کے معصوم بچے کی دلاویزیوں نے اسے پابہ زنجیر کر رکھا تھا تاہم اس نے اپنے ان دوستوں اور عزیزوں کو خطوط لکھ رکھے تھے کہ جو مختلف شہروں میں برسرکار تھے اور ان خطوط میں یہ خیال ظاہر کر دیا تھا کہ موجودہ ملازمت سے بہتر ملازمت ملنے پر وہ فوراً وطن اور اس کی تمام راحتیں چھوڑنے کیلئے آمادہ ہو جائیگا۔ ایک دن جب وہ شام کے پانچ بجے کچہری سے واپس آیا تو مکان میں طوفان بپا دیکھا بلقیس زار زار رو رہی تھی اور اسکی ماں اپنی پوری طاقت کے ساتھ قہر و غضب کے اظہار میں مصروف تھی واقعہ یہ تھا کہ بلقیس کی والدہ نے کسی بات پر بے گناہ داماد کو برا بھلا کہا تھا اور بلقیس نے شوہر کی طرفداری کی تھی۔ مشتاق حسین کے آتے ہی تمام غیظ و غضب اس ضعیفہ کی طرف منتقل ہو گیا اور بلقیس کی والدہ نے اسکی تذلیل و تحقیر میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ "میری بچی کی قسمت پھوٹ گئی کیسے کمبخت سے پالا پڑا۔ زیور کو ترس گئی اچھے کپڑے کو ترس گئی عزیزوں کی لڑکیاں ہیں کہ ادھر شادی ہوئی اور ادھر سونے میں پیلی ہو گئیں۔ روپوں اشرفیوں سے صندوقچے بھر گئے جو چاہتی ہیں کھاتی ہیں، جو چاہتی ہیں پہنتی ہیں عیش کر رہی ہیں یہ بدنصیب ہے اس سے تو بہتر تھا کہ یہ پیدا ہوتے ہی مر جاتی ایسی زندگی سے تو موت بھلی۔" غرض اسی طرح کے ہزاروں دلشکن اور جگرخراش جملوں سے غریب مشتاق حسین کی تواضع ہو رہی تھی۔ وہ اپنے افلاس کے احساس سے پہلے ہی غمزدہ تھا ان واقعات سے اس کا دل بھر آیا۔ اور وہ عورتوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رو دیا۔ آج بلقیس نے کھانا بھی نہیں پکایا اور دونوں آدمی تمام رات فاقے سے رہے ۔

(۲)

یہ جنگ عظیم سے پیشتر کا واقعہ ہے اگلے دن اتوار تھا اور مشتاق حسین کو تمام دن مکان پر رہنا تھا۔ ناکامی سے دماغ میں جو ہیجان پیدا ہو گیا تھا اسکا یہ لازمی نتیجہ تھا کہ وہ قریباً تمام رات بیدار رہے۔ بیداری کی حالت میں وہ اپنے معاملات پر غور کرتا رہا اور صبح ہوتے ہوتے اس نے یہ فیصلہ کیا کہ اب گھر بیٹھے رہنا بیکار ہے ملازمت کی تلاش کرنی چاہئے پردیس جانے میں اس نے دو فائدے سوچے تھے ایک یہ کہ شاید کوئی اچھی ملازمت ہاتھ آ جائے اور دوسرا یہ کہ ساس کی آتش زبانی سے نجات مل جائیگی صبح اٹھکر جب بیوی سے اپنا ارادہ بیان کیا تو نرگسی آنکھوں سے آنسو گرنے لگے۔ موتیوں کی ایک غیر منقطع لڑی تھی۔ آخر اسکی تسلی ہوئی اور بلقیس نے با دل ناخواستہ کھانا پکا کر شوہر کے سامنے رکھا تو چٹھی رساں نے آواز دی "خط لیجاؤ" مشتاق حسین دروازہ کی طرف بڑھا اور چٹھی رساں سے خط لیکر پڑھنے لگا خط مراد آباد سے آیا تھا اور مشتاق حسین کے ایک دوست نے لکھا تھا کہ یہاں بالفعل ایک جگہ پچیس روپیہ ماہوار اور کھانے کی ایک نوکری موجود ہے اگر آنا چاہو تو جلد سے جلد چلے آؤ۔ اگر یہ خط ایک دن پہلے پہنچتا تو مشتاق حسین کو بہت سے شبہات پیدا ہوتے اور وہ سفر کو ملتوی کر دیتا۔ بیوی سے جدائی کا خیال اور گھر بار کی محبت اسکی دامنگیر ہوتی لیکن آج چونکہ وہ سفر کا عزم کر چکا تھا خط پڑھتے ہی مراد آباد جانے کیلئے تیار ہو گیا بلقیس کے پاس سوا آنسوؤں کے اور کونسی قوت تھی کہ وہ شوہر کو اس ارادہ سے باز رکھ سکتی لیکن یہ آنسو بھی بیکار ثابت ہوئے اور مشتاق حسین دفتر سے چھ ماہ کی رخصت لیکر مراد آباد روانہ ہو گیا مشتاق حسین کی یہ ملازمت بہت اچھی تھی۔ کام آسان تھا آقا بھی خلیق اور شریف الطبع تھا حاجی عبدالمجید اینڈ سنز کے نام سے دوکان شہرت پذیر تھی حاجی عبدالمجید ان حاجیوں میں نہیں تھے جو طواف حرم کے بعد پہلے سے زیادہ سنگدل اور ناخدا ترس ہو جاتے ہیں بلکہ نہایت نیک مزاج غربا پرور اور پابند شریعت تھے۔ مشتاق حسین کو ان کی ملازمت سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ صوم و صلوٰۃ کا پابند ہو گیا حاجی صاحب نے مشتاق حسین کو رہنے کیلئے اپنے مردانے مکان میں ایک کمرہ دیدیا تھا اور اس کی تمام ضروریات کے کفیل ہو گئے تھے چنانچہ مہینے کے ختم ہوتے مشتاق حسین کو پوری تنخواہ مل جاتی تھی اور وہ کل رقم اپنی بیوی کو بھیج دیتا تھا بلقیس ایسی نازک اور خوبصورت ہونے کے باوجود بڑی جفاکش اور قناعت شعار تھی اسے ہر مہینے ۲۵ روپیہ کا منی آرڈر وصول ہوتا تھا لیکن وہ اپنے مصارف کبھی اس رقم تک پہنچنے نہیں دیتی تھی مشتاق حسین گھر سے نکلنے کے بعد کامل ایک سال تک مراد آباد میں رہا اگرچہ اس اثنا میں وہ کئی بار بیمار پڑا اور بیماری کی حالت میں بیوی کی مخلصانہ خدمات یاد آئیں۔ دل تڑپا۔ جذبات نے اکسایا۔ بیوی نے بلایا لیکن ایک سال تک اس نے گھر جانے کا نام نہ لیا جب یہ مدت خیر و خوبی کے ساتھ گزر گئی۔ تو اس نے حاجی صاحب سے رخصت حاصل کر کے وطن کا رخ کیا۔

### (۳)

مشتاق حسین نے جب سال بھر کی طویل مدت پردیس میں بسر کرنے کے بعد صبح کے ۸ بجے ریل میں قدم رکھا اور اپنے اسباب کو قرینے سے رکھکر ایک بنچ پر جگہ حاصل کی تو اسکے دماغ میں خیالات کی کاوش میل سے کم نہ تھی اور ان خیالات کا اندازہ صرف وہی لوگ کر سکتے ہیں جو ایک طولانی مدت کے بعد پردیس سے وطن کو مراجعت کرتے ہیں۔ مراد آباد سے بمبئی تک سیاہ ریل کا ۵۰ گھنٹے کی مسافت ہے چنانچہ ۸ بجے جب مشتاق حسین بمبئی کے اسی اسٹیشن پر پہنچا جہاں سے سال بھر پہلے اس نے حسرتوں کے ساتھ الوداع کہا تھا اور جس کے دوبارہ نظارہ کیلئے آنکھیں ترستی تھیں۔ مشتاق حسین نے مقبوس پہلے بیوی کو اپنی آمد سے آگاہ کر دیا تھا اور ریل گاڑی سے پہنچنے کا وقت بھی لکھ دیا تھا اس لئے صبح ہی سے معصوم نسوانی اشتیاق اسکی نگاہیں بار بار دروازہ کی طرف منعطف کر رہا تھا۔ آخر کار انتظار ختم ہوا اور مشتاق حسین نے مکان میں قدم رکھا اب مشتاق حسین کا بچہ بھی پیروں چلنے لگا تھا اور وہ چار لفظ زبان پر لانے لگا تھا ماں کے توجہ دلانے سے "ابا ابا" کا محبت آفریں لفظ ادا کرنے لگا لیکن سال بھر کی طویل مدت میں وہ باپ کو بالکل بھول گیا تھا اس لئے ماں کی گود میں پناہ گزیں ہو گیا جب کچھ عرصہ کے بعد ملنا ہوا اور میاں بیوی کو یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ سلسلہ عنقریب پھر منقطع ہونے والا ہے تو محبت آمیز ملاقات سے زیادہ نالاں ہوتی ہیں۔ گوارا یوں کو جدا کیا جاتا ہو اور دونوں جانب ضبط سے کام لیا جاتا ہو اس لئے مشتاق حسین نے بیوی کو آنکھیں بچھاتے ہوئے پایا "پھر کبھی کسی دن" "اریل" سے آگے نہیں بڑھتی تھی کہ پچیس دن امید سے زیادہ جلد گزر گئے اور آخرکار وہ خدا حافظ جوان محبت کرنے والے میاں بیوی پر نہایت شاق تھا آ گیا۔ اسکے قیام میں مشتاق حسین کو بچے سے بھی بہت محبت ہو گئی تھی اور تقاضا یہی تھا کہ جدا ہونا اس کیلئے نہایت تکلیف دہ تھا لیکن سفر کے بغیر بھی کام نہیں چلتا تھا اس لئے اپنی بیوی سے کہا کہ تم بھی مراد آباد چلو لیکن اشتیاق محبت کے باوجود نہ تو بلقیس تیار ہوئی کہ پردیس میں رہنے کیلئے آمادہ ہوتی اور نہ مشتاق حسین کی ساس اور خسر نے اس خیال کی تائید کی۔ بالآخر وہ رخصت کا پورا مہینہ ختم کر کے شام کے ۵ بجے اسی ریل سے واپس ہو گیا جس نے اسے وطن کی راحتوں سے مالا مال کیا تھا مشتاق حسین مراد آباد پہنچکر بدستور اپنے مشاغل میں مصروف ہو گیا کام کی کثرت اور احباب کی صحبت نے چند روز میں اسکے دل سے وہ کلفتیں دور کر دیں جو بال بچوں کی جبری مفارقت سے پیدا ہو گئی تھیں اور وہ اطمینان سے زندگی بسر کرنے لگا۔

### (۴)

حاجی صاحب مشتاق حسین کی دیانت اور محنت سے نہایت خوش تھے اور خوش ہونا بھی چاہئے تھا کیونکہ مشتاق حسین ان کی دکان کا تمام کام سنبھال رکھتا تھا اور اب وہ کلرک کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک منیجر کی حیثیت سے کام کر رہا تھا حاجی صاحب نے یہ سوچکر کہ بال بچوں کی موجودگی میں وہ اور زیادہ مطمئن ہو جائیگا اس سے کہا کہ تم اپنے متعلقین کو بھی یہاں بلوالو اور اس صورت میں تمہیں چالیس روپیہ ماہوار خرچ تک تمہاری تنخواہ کر دونگا۔ مشتاق حسین کو حاجی صاحب کی یہ تجویز بہت پسند آئی اور اس نے اپنی بیوی کو ان باتوں کی اطلاع دیکر لکھا کہ اب تم جس طرح ممکن ہو مراد آباد آنے کیلئے تیار ہو جاؤ۔ بلقیس اپنی ماں کی اکلوتی بیٹی تھی اور اس لئے لاکھ بدرجہ مجبوری باوجود اپنی ماں کو بہت عزیز تھی اسکے والد منشی احمد علی تو کچھ رضامند ہو گئے لیکن والدہ مراد آباد کی روانگی پر کسی طرح آمادہ نہ ہو سکیں۔ مشتاق حسین نے کبھی خوشامدانہ خطوط لکھے کبھی خفگی کا اظہار کیا کبھی سکوت اختیار کیا۔ غرض بڑی مشکل سے سال بھر کے عرصہ میں یہ مسئلہ طے ہوا اور بلقیس ماں باپ کو چھوڑ کر شوہر کے ساتھ پردیس میں رہنے کیلئے آمادہ ہوئی۔ اب کی بھی مشتاق حسین جب متعلقین کو لینے کیلئے وطن کو روانہ ہوا تو کامل ایک سال کی مدت پردیس میں گزر چکی تھی لیکن اب گذشتہ سال کی طرح اس کا دل اشتیاق سے لبریز نہ تھا کیونکہ اسے ایک ماہ کی محدود مدت کا خوف نہیں تھا بلکہ اس کی عارضی مسرت مستقل صورت اختیار کر رہی تھی بالآخر وہ مکان پر پہنچا اور ایک ہفتہ میں سامان سفر درست کر کے مراد آباد کو روانہ ہو گیا۔ کئی دن سے بلقیس کی طبیعت کچھ ناساز تھی ہلکی ہلکی حرارت، دوران سر، جی متلانا اور ہر وقت ایک طرح کا انقباض محسوس ہوتا تھا سفر کے حالات وہ اور بھی زیادہ مضمحل تھی اس لئے مشتاق حسین نے جب اسے زنانہ درجہ میں سوار کیا تو تمام اسباب اپنے ہمراہ مردانہ میں رکھ لیا اور بچہ کو جو ماشاءاللہ اب ڈیڑھ سال کا ہو چکا تھا اپنے پاس رکھا تاکہ بلقیس زنانہ درجہ میں اطمینان کے ساتھ آرام کر سکے متعلقین کی ہمراہی کے خیال سے مشتاق حسین نے میل کو پسند نہیں کیا اور پسنجر ٹرین میں سفر اختیار کیا۔ گاڑی کو بمبئی سے چلے ہوئے تین ساڑھے تین گھنٹے گزرے تھے وہ ہوا کے ساتھ باتیں کرتی ہوئی چلی جا رہی تھی۔ ہر طرف سناٹا محسوس ہو رہا تھا۔ مشتاق حسین اتفاق سے جس درجہ میں بیٹھا ہوا تھا وہ بالکل خالی تھا۔ اور ایک مسافر بھی اس میں نہ تھا اس لئے چاروں طرف خاموشی اور اداسی کا سماں چھایا ہوا تھا۔ مشتاق حسین اس خیال میں محو تھا کہ اب تھوڑی دیر میں بریلی آتی ہے اور پھر رامپور سے گزر کر مراد آباد پہنچ جائینگے لڑکا کیا اس کی دنیا ہے کہ ذرا سا بدلی رفتارات کی محویت میں بچہ کے دامنوں کی گرفت سست ہو گئی اور وہ چونکہ شرارت ہر ٹیڑھی کے لئے باربار کھڑکی سے سر نکال دیتا تھا ایک دفعہ جب اس نے باہر سر نکالا اور زیادہ جھکا تو ہوا کے ایک جھونکے کی تاب نہ لا کر گاڑی سے نیچے گر پڑا۔ مشتاق حسین اس حادثہ سے بدحواس ہو گیا اس نے گھبرا کر کھڑکی سے سر نکالا لیکن اسے کچھ نظر نہ آیا۔ اس واقعہ نے اسے بالکل ہی بدحواس کر دیا تھا۔ آخر کار جب اس نے گاڑی سے کودنے کا ارادہ کیا تو خطرہ کی زنجیر یاد آئی۔ اس نے فوراً پوری طاقت سے زنجیر کھینچی جس کے ساتھ ہی گاڑی کی رفتار کم ہونے لگی۔ مشتاق حسین ایسا خود رفتہ ہو رہا تھا کہ اس نے گاڑی کے بالکل رک جانے کی پروا نہیں کی اور اس کی رفتار کم ہوتے ہی کود پڑا۔ مشتاق حسین گاڑی کے جس رخ بیٹھا ہوا تھا اسی سے کودا۔ انجن گارڈ وغیرہ دوسرے رخ پر اترنا چاہتے تھے۔ اس لئے کوئی شخص اسے دیکھ نہیں سکا۔

### (۵)

اس اثناء میں گاڑی اس مقام سے جہاں بچہ گرا تھا تقریباً ایک میل کے فاصلہ پر نکل آئی تھی اور اس لئے مشتاق حسین کے بچے کے پاس پہنچکر واپس آنے میں نصف گھنٹے سے کم وقت صرف نہیں ہو سکتا تھا۔ جب گاڑی ٹھہری تو گارڈ اپنے کمپارٹمنٹ سے تاکہ مختلف گاڑیوں میں زنجیر کے متعلق تحقیقات کرتا پھرا آخر وہ مشتاق حسین کی خالی گاڑی تک پہنچا لیکن اسے کیا معلوم تھا جو گارڈ کو حادثہ سے اطلاع دیتا۔ تفتیش سے صاف اس قدر معلوم ہو سکا کہ اس خالی گاڑی سے ایک شخص اتر کر بے تحاشا فرار ہوا ہے گارڈ نے دس بارہ منٹ تک انتظار کیا۔ اور جب کوئی شخص واپس نہیں آیا تو اس نے یہ نتیجہ نکالا کہ یہ کسی بدمعاش کی کارروائی تھی، گاڑی کو روانگی کا حکم دیدیا۔

مشتاق حسین خدا خدا کرکے بچہ کے پاس پہنچا۔ اور اسے صحیح سالم پاکر سجدۂ شکر بجا لایا۔ ڈر نے سے اس کا دم بھول گیا تھا۔ پھر بھی وہ بچہ کو گود میں لے کر بھاگا۔ لیکن جب اس نے دیکھا کہ گاڑی روانہ ہو چکی ہے اور کئی میل تک نظر نہیں آتی تو اسے یہ محسوس ہوا کہ گویا زمین پیر دیا کے نیچے سے نکلی جا رہی ہے اس میں ضبط کی تاب نہ رہی اور وہ زار زار رونے لگا۔ مشتاق حسین جنگل میں رو رہا تھا۔ معصوم بچہ اس کا منہ تک رہا تھا اور زمین و آسمان کے سوا کوئی نہ تھا جو اس دردناک منظر سے متاثر ہو اور ایک ستم رسیدہ کو تسلی دے۔ مشتاق حسین کو اس وقت یہ محسوس ہو رہا تھا کہ اس کی کمر ٹوٹ گئی ہے اور اس کے دست و پا سے روح سلب کر لی گئی ہے جب آنکھوں سے آنسوؤں کا دریا بہہ چکا تو دماغ میں خیالات کا ہجوم ہوا " خداوندا اس ناتجربہ کار اور نو عمر عورت پر کیا گزرے گی جس نے کبھی گھر سے باہر قدم نہیں نکالا ہے۔ آہ مرادآباد کا اسٹیشن آئیگا۔ اسے معلوم بھی ہو گا۔ لیکن وہ گاڑی سے نہیں اترے گی کیونکہ میں نے اسے تاکید کر دی ہے اور سمجھا دیا ہے کہ جب تک میری آواز نہ سن لینا اور جب تک مجھے نہ دیکھ لینا اس وقت تک گاڑی سے نہ اترنا۔ ٹکٹ بھی میرے پاس ہے جب اس سے ٹکٹ مانگا جائیگا تو وہ کیا جواب دیگی۔ ریلوے کے بعض ملازمین بڑے بدتہذیب ہوتے ہیں۔ وہ عورت جو اجنبی عورتوں سے بات چیت کرتی ہوئی شرماتی ہے۔ مردوں سے کیونکر گفتگو کر سکے گی۔ افسوس اسباب بھی ہاتھ سے گیا "۔ خیالات کا سلسلہ اس حد تک پہنچا تھا کہ مشتاق حسین پھر اشکباری میں مصروف ہو گیا اب کے معصوم بچہ نے بھی جو وحشت انگیز " گردش " سے سہما جا رہا تھا رونے میں باپ کا ساتھ دیا۔ خطرات اور مصائب کے وقت اگر انسان کی عقل صحیح اور حواس درست رہیں تو اس کی مشکلات میں بہت کمی ہو سکتی ہے لیکن ایسے بہت کم لوگ ہیں جو غم کی جگہ درستیٔ حواس اور فکر کی جگہ تدبیر کی طرف توجہ کریں اور مشکلات و مصائب سے عہدہ برآ ہو جائیں۔ مشتاق حسین ریلوے لائن کے ایک ابھرے ہوئے سلیپر پر بیٹھا ہوا آنسو بہا رہا تھا۔ بچہ اس کی گود میں تھا لیکن اس کے دل میں یہ خیال پیدا نہیں ہوتا تھا کہ اس جزع فزع سے کچھ حاصل نہیں۔ اس سے کہیں بہتر ہے کہ وہ ایک سٹ ضائع کئے بغیر پیچھے یا اگلے اسٹیشن کی طرف روانہ ہو جائے۔ اور فوراً تار دیدے کہ اس کی بیوی کو اتار لیا جائے۔ اسباب کا ملنا بے مشکل تھا کیونکہ اُسے گاڑی کا نمبر معلوم تھا لیکن زنانہ گاڑی اس کی بیوی کا اتار لیا جانا دشوار نہ تھا۔ لیکن اس نے یہ کچھ بھی نہیں کیا اس کا دل مضطرب اور قویٰ مضمحل تھے وہ گھنٹوں زمین پر پڑا رہا۔ اور جب بچہ نے ماں کی یاد میں رونا اور بھوک سے تڑپنا شروع کیا تو وہ لڑکھڑاتے ہوئے پیروں کے ساتھ اٹھا اور بچہ کو گود میں لیکر ریلوے لائن کی رہنمائی میں روانہ ہوا۔ اگلا اسٹیشن ڈھائی تین کوس کے فاصلہ پر تھا۔ لیکن مشتاق حسین ایسا کمزور ہو گیا تھا کہ بمشکل دو گھنٹہ کے عرصہ میں اسٹیشن تک پہنچا جب اسٹیشن پر پہنچکر اس نے اپنی غمناک داستان اسٹیشن ماسٹر سے بیان کی تو اس نے اس قدر تاخیر کر دینے پر بہت افسوس کیا۔ ۴ گھنٹہ کا عرصہ گزر گیا تھا اور اب گاڑی مرادآباد سے عبور کر چکی تھی۔ تاہم اسٹیشن ماسٹر نے اُسے صلاح دی کہ دوسری گاڑی سے جو عنقریب آنے والی ہے وہ مرادآباد روانہ ہو جائے ممکن ہے کہ اس کی بیوی اسٹیشن پر اتر پڑی ہو۔ مشتاق حسین کو بہرحال مرادآباد جانا تھا۔ آدھ گھنٹہ میں دوسری ٹرین آئی اور وہ مرادآباد روانہ ہو گیا۔ شام کے ۴ بجے وہ مرادآباد پہنچا۔ تمام پلیٹ فارم اور مسافرخانہ چھان مارا۔ آیا اور لیڈی ٹکٹ چیکر سے پوچھا ملازمین ریلوے اور قلیوں سے دریافت کیا لیکن ملقیس کا کچھ سراغ نہیں ملا۔ مایوس ہو کر حاجی صاحب کی دوکان پر پہونچا۔ اور ان سے واقعہ بیان کیا۔ حاجی صاحب نہایت متاثر ہوئے اور مشتاق حسین کے ہمراہ اسٹیشن پر آئے جس گاڑی میں ملقیس سوار تھی وہ لکسر میں بدلنے والی تھی۔ چنانچہ انہوں نے لکسر کے اسٹیشن ماسٹر کو تار دلوایا۔ اور ساتھ ہی مشتاق حسین کو اگلی ٹرین سے لکسر بھیجا۔ سب کچھ کیا لیکن نہ اسباب کا پتہ چلا اور نہ ملقیس کا سراغ ملا۔

(۶)

مشتاق حسین نے یہ دلدوز واقعات اپنے خسر کو لکھے ماں باپ کو اپنی اکلوتی لڑکی کے اس طرح گم ہو جانے سے جو صدمہ ہوا اس کا اندازہ دشوار ہے وہ دیوانہ وار مرادآباد روانہ ہوئے اور مشتاق حسین سے زبانی حالات معلوم کئے ملقیس کے والد پیشاور تک خاک چھان آئے جا بجا پولیس میں رپورٹ لکھوائی۔ ریلوے اسٹیشنوں پر اطلاع دی لیکن تمام کوششیں بے سود ثابت ہوئیں آخرکار صبر کرکے بیٹھ رہے ملقیس کی والدہ اپنے نواسے کو ہمراہ لیتی گئیں غمزدہ مشتاق حسین بدستور اپنی ملازمت کے فرائض میں مشغول ہو گیا۔ اس حادثہ سے اسکی طبیعت اور صحت پر بہت ناگوار اثر پڑا اسے مرادآباد واپس آئے ہوئے ابھی ایک سال بھی نہیں گزرا تھا کہ ایک اور سانحہ وقوع پذیر ہوا یعنی اسکے شفیق آقا نے رحلت کی حاجی صاحب کے بعد انکے بھتیجے جائداد اور دوکان کے مالک ہوئے لیکن ان کی اخلاقی حالت مشتاق حسین کو پسند نہ تھی اس لئے وہ ملازمت سے کنارہ کش ہو گیا۔ مشتاق حسین اب دوکانداری کے معاملات اور نوشت وخواند میں ایسا مشاق و ماہر ہو گیا تھا کہ اسے کاروباری حلقہ میں ملازمت کا ملنا دشوار نہ تھا چنانچہ وہ مرادآباد سے دہلی آیا اور صدر بازار کی ایک فرم میں بہت جلد پچاس روپیہ ماہوار پر ملازم ہو گیا۔ آقا اگرچہ حاجی صاحب مرحوم کی طرح شفیق نہ تھا لیکن ایسا بدمزاج اور سخت گیر بھی نہ تھا کہ مشتاق حسین کو جو اپنے فرائض کی ادائگی میں نہایت مستعد تھا نباہ میں کوئی دقت واقع ہوتی۔ بیوی کی گمشدگی کے بعد مشتاق حسین نے پہلا سال نہایت رنج وغم میں بسر کیا اور اسے ایک لمحہ کیلئے یہ خیال نہیں آیا کہ اپنی تجرد کی زندگی میں جس کے لیل و نہار تکالیف و مشکلات سے بھرے ہوئے تھے کوئی تبدیلی پیدا کرے لیکن جب مایوسی روز بروز ترقی پذیر ہوتی گئی۔ حافظہ سے نقش و نگار محو ہونے لگے۔ قویٰ میں نشاط اور انبساط کا احساس پیدا ہو چلا تو موسم سرما کی بدلی اور سیاہ راتوں میں کبھی کبھی اس کے دل میں یہ خیال ضرور پیدا ہوتا تھا کہ یہ زندگی جس کو نہ کم کہا جا سکتا ہے اور نہ زیادہ ایک رفیق کے بغیر آسائش کے ساتھ بسر کرنی محال ہے تیسرے سال عقد ثانی کے خیالات دل و دماغ میں عملی جامہ پہنے کے لئے بیچین ہو گئے لیکن وہ چاہتا تھا کہ نہایت خاموشی، سادگی اور کم صرفی کے ساتھ یہ تقریب انجام پذیر ہو جائے خاموشی کی بنا پر اس کی خواہش تھی کہ وہ پردیس ہی میں نکاح کرے اور اہل وطن کو اس کی خبر بھی نہ ہو۔ سادگی اور کم صرفی کی بنا پر اس کے نزدیک ایک بیوہ عورت دوشیزہ کی نسبت زیادہ قابل ترجیح تھی ملقیس کے والد کا انتقال ہو چکا تھا اور اس لئے وہ اپنی ساس کی اذیت رسانیوں سے اپنی ذات کو محفوظ سمجھتا تھا۔ رفتہ رفتہ قویٰ کی تحریکات نے اُسے عملی قدم بڑھانے پر مجبور کر دیا اور اس نے اپنے دہلوی احباب سے اس ارادہ کا اظہار کیا۔ ایک دن ایک دوست نے اس سے کہا کہ اگر تم دولہا دلہن کی جگہ میاں بیوی کی زندگی کو ترجیح دے سکو تو میری رائے میں شاہ زین العابدین

کی ایک مرید ہ تمہاری شادی کے لئے نہایت مناسب ہے اس لڑکی کو انہوں نے اپنی بیٹی کی طرح پرورش کیا ہے وہ نوجوانی میں بیوہ ہو گئی۔ گود میں دو سال کی ایک لڑکی ہے نہایت سلیقہ مند نیک مزاج، خوبصورت اور کم عمر ہے۔ شاہ صاحب خود بھی بڑے بزرگ اور با اثر شخص ہیں۔ اگرچہ وہ دولتمند نہیں ہیں لیکن شہر کے بڑے بڑے دولتمند ان کی عزت کرتے ہیں۔ مشتاق حسین کو اپنے دوست پر کامل اعتماد تھا۔ ان کی ترغیبات سے وہ فوراً آمادہ ہو گیا اور اگلے جمعہ کو عصر و مغرب کے درمیان نکاح کی رسوم ادا ہو گئیں۔

(۷)

نکاح کے وقت جب منکوحہ کا نام مشتاق حسین نے سنا تو بے اختیار اسکے منہ سے آہ نکل گئی لیکن جب گھر میں لاکر اسکی صورت دیکھی تو غش کھا کر گر پڑا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب ہوش آیا تو دیکھا کہ غریب عورت جس کے سرخ رخسار آنسوؤں سے تر تھے اسے ہوا دے رہی ہے قریب تھا کہ مشتاق حسین کو اس نظارہ سے پھر غش آجائے لیکن اس نے بمشکل اپنے آپ کو سنبھالا اور وہ صرف اتنا کہکر خاموش ہو گیا کہ "تم کہاں" یہ واقعہ اتنا عجیب تھا کہ جانبین کی حالت دگرگوں ہو رہی تھی کیسی حیرت کی بات ہے اور کیا عجیب حسن اتفاق ہے کہ مشتاق حسین تین سال کے بعد جب نکاح کرتا ہے تو اسی کی گم گشتہ بیوی دوسری بیوی بن کر گھر میں آتی ہے ان میاں بیوی کا بچھڑنا اتنا حیرت انگیز نہ تھا جس قدر ان کا دوبارہ ملنا۔ بہرحال جب دلوں کو ذرا سکون ہوا تو بلقیس نے اپنی داستان اس طرح بیان کی "تم نے مجھے تاکید کر دی تھی کہ جب تک میری آواز نہ سن لینا اس وقت تک گاڑی سے نہ اترنا۔ مراد آباد کا اسٹیشن آیا۔ عورتیں اتر پڑیں انہوں نے مجھ سے بھی کہا کہ مراد آباد آگیا ہے گاڑی سے اترو لیکن میں تو تمہاری منتظر تھی اور میں نے بہاننک انتظار کیا کہ گاڑی چل نکلی۔ نجانے کچھ شبہ پیدا ہونے لگا اور میرا دل اندر ہی اندر گھبرانے لگا جب کئی اسٹیشن گزر گئے اور تم نہ آئے تو میں خود بخود رونے لگی ہمسفر عورتوں نے مجھے تسلی دی اور اگلے اسٹیشن پر جب گاڑی ٹھہری تو انہوں نے میری خاطر تمہاری تلاش کرائی جب تم کسی گاڑی میں نہ ملے تو میں پھوٹ پھوٹ کر روئی میرے رونے سے ریل کے ملازم آگاہ ہو گئے۔ گارڈ نے مجھ سے پوچھا کہ تم کہاں جاؤ گی۔ میں نے کہا کہ مراد آباد۔ اس نے کہا کہ مراد آباد تو گزر گیا۔ یہ کہکر وہ چلا گیا۔ اور لکسر کے اسٹیشن پر اس نے مجھے اتار دیا کہ یہاں سے تمہیں مراد آباد جانے کیلئے گاڑی مل جائے گی۔ میں بہت خوفزدہ تھی لیکن خدا کا شکر ہے کہ گارڈ نے یا اسٹیشن والوں نے میرے ساتھ برا سلوک نہیں کیا میں مسافر خانہ میں بیٹھی ہوئی زار زار رو رہی تھی کہ یہی شاہ صاحب جنہوں نے مجھے اپنی بیٹی کی طرح اتنے دنوں رکھا ہے میرے پاس آئے اور نہایت شفقت آمیز لہجہ میں بیٹی کہکر انہوں نے مجھے مخاطب کیا اور میرا حال پوچھا میں نے اپنی سرگزشت ان سے بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ تم گھبراؤ نہیں میں تمہیں تمہارے گھر پہنچا دونگا لیکن اسوقت لاہور جا رہا ہوں تم میرے ساتھ لاہور چلو۔ وہاں سے واپس آکر میں تمہارے لئے مناسب بندوبست کر دونگا۔ میں نے اپنے دل میں سوچا کہ تن تنہا سفر کرنے کی نسبت ایک بزرگ کی پناہ میں آجانا زیادہ بہتر ہے چنانچہ میں شاہ صاحب کے ہمراہ لاہور چلی گئی وہ لاہور میں صرف چار روز رہے اور وہاں سے دہلی اپنے مکان پر واپس آئے۔ میں نے شاہ صاحب کی بیوی کو انہی کی طرح خلیق اور خدا ترس پایا مکان میں شاہ صاحب کی بیوی تھیں اور ان کے صاحبزادے تھے۔ میرے لئے انہوں نے پردہ کا انتظام کر دیا۔ اور بڑی عزت کے ساتھ مجھے ٹھہرایا۔ دوسرے دن شاہ صاحب نے مجھ سے اباجان کا پتہ دریافت کر کے اپنے صاحبزادے سے یہ تمام حالات خط میں لکھوائے اور لکھوایا کہ لڑکی بخیر و عافیت میرے یہاں مقیم ہے۔ تم آ سے آکر لے جاؤ میں اس خط کے جواب کی منتظر تھی کہ ابا جان فوراً چلے آئیں گے لیکن چھٹے دن اس کا جواب آیا۔ جسے سن کر میں بالکل دیوانی ہو گئی۔ جواب یہ تھا کہ "تمہارے دشمن" دیل میں کٹ گئے۔ ہر دو کی ایک ہیضہ کی وبا جس میں تمہارے ماں باپ اور بہت سے رشتہ دار مر گئے۔ تمہارے ایک عزیز نے تمہارے مکان اور سامان پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور وہ تمہارے خون کا پیاسا ہو رہا ہے۔ خدا کے لئے تم جہاں ہو وہیں رہو۔ ورنہ تمہیں زہر دیدیا جائے گا۔" تم سمجھ سکتے ہو کہ اتنا کچھ سن کر مجھ پر کیا گزری ہوگی۔ خط مجھے خود شاہ صاحب نے سنایا جس کو میں کسی طرح غلط نہیں سمجھ سکتی تھی لیکن تم کو صحیح سلامت پاکر اس خط کا معنی میری سمجھ میں آگیا۔ شاہ صاحب کے صاحبزادے مجھ پر بہت مہربان تھے۔ اور یہ سب انہی کی مہربانی تھی۔ بہرحال مجھے شاہ صاحب کے ہاں رہتے ہوئے تین ماہ گزرے تھے کہ حمل کے آثار نمایاں ہونے لگے۔ اور اب میں سمجھی کہ مرادآباد میں اور وہاں سے روانگی کے وقت میری طبیعت اس قدر کیوں خراب تھی۔ میں نے شاہ صاحب کی بیوی سے اپنی حالت بیان کی۔ انہوں نے مجھے تسلی دی اور خدا ان کو خوش رکھے کہ وقت پر انہوں نے ایک شفیق ماں کی طرح میری خبرگیری کی۔ لڑکی خیر سے دو برس کی ہو چکی ہے۔ اللہ نے چاہا تو اسے کل بلاؤں گی۔"

(۸)

مشتاق حسین نے پوچھا کہ شاہ صاحب کے صاحبزادے کہاں ہیں آج تو وہ نہ تھے بلقیس نے کہا "لوان کا حال کہنا تو بھول ہی گئی انہوں نے ہیضہ کی جھوٹی خبر سنا کر مجھے رلایا تھا لیکن خود ہی ہیضہ میں مبتلا ہو کر وفات پائی" بلقیس اپنے شوہر اور بچہ اور ماں کی صحت و سلامت سے خوش تھی لیکن باپ کے انتقال کا حال سنکر بہت روئی۔ دوسرے دن جب شاہ صاحب کو ان واقعات کا علم ہوا تو وہ بھی بے انتہا متعجب ہوئے دو تین روز کے بعد مشتاق حسین بلقیس کو ہمراہ لیکر مردان پہونچی۔ ماں بیٹیاں ایک دوسرے سے ملکر بہت روئیں۔ چونکہ بلقیس کے والد کا انتقال ہو چکا تھا۔ اس لئے صلاح یہ ٹھہری کہ اب بلقیس کی والدہ بھی دہلی چلیں وہ خوشی کے ساتھ اس تجویز پر رضامند ہو گئیں اور چند روز میں اسباب مکان کا انتظام کر کے یہ کنبہ مردان سے دہلی کو روانہ ہو گیا مشتاق حسین کے ساتھ اب اسکی ساس کا برتاؤ بہت اچھا تھا اور اسے یقین ہو چلا تھا کہ اب زندگی کے باقیماندہ ایام راحت و مسرت کے ساتھ بسر ہو جائیں گے لیکن ایک ماہ کے بعد ان کے جوہر کھلنے لگے اور وہ اپنی اصلی حالت پر آنے لگیں مشتاق حسین صبح سے چار بجے تک ملازمت پر رہکر جب تھکا ماندہ گھر پر جاتا تھا تو راحت کی جگہ ان کلفتوں کا سامنا ہوتا تھا آج بیوی کا منہ پھولا ہوا ہے کیونکہ اس کو شوہر کے خلاف اکسا دیا گیا ہے کل ساس پر سر پیکار رہی پرسوں ماں بیٹیوں میں جنگ ہو رہی ہے کھانا تیار رہا لیکن کوئی شخص نہیں کھاتا دو دو دن فاقہ کشی میں گزر جاتے ہیں اس جنگ روز مرہ سے مشتاق حسین سخت مصیبت میں تھا اور اس کو کوئی علاج اس کی سمجھ میں نہ آتا تھا اگر وہ اپنی ساس کو وطن پہنچا دیتا تو بلقیس کچھ نہیں کہتی لیکن ماں کی مفارقت میں اس قدر غمگین رہتی کہ مشتاق حسین کی زندگی بے لطف ہو جاتی اگر وہ دونوں ماں بیٹیوں کو بھیجدیتا تو وہاں کوئی خبرگیر نہ تھا اور بال بچوں کی جدائی خود اسے گوارا

گروہ گھر میں رہتا تو ہر وقت طعن و تشنیع کا سامنا تھا اور اگر ملازمت سے بچا ہوا وقت گھر سے باہر دوستوں میں بسر کرتا ہے تو اسے بے پروائی اور بے توجہی کا الزام دیا جاتا۔ بعض اوقات وہ اپنی زندگی سے متنفر ہو کر موت کی دعائیں مانگتا تھا وہ اپنی ساس کو خوش رکھنے کے لئے طرح طرح کی قربانی کرتا تھا اچھے سے اچھے کھانے پکواتا لیکن انہیں پسند نہ آتا۔ اچھے سے اچھا کپڑا لاتا لیکن وہ اسمیں صد ہا نقص لگائے بغیر نہ رہتیں۔ وہ یہ باتیں سنتا یہ ظلم سہتا اور خاموش رہتا تھا۔ عید الضحٰی کے موقعہ پر وہ بچوں اور بیوی کیلئے کپڑا لایا اور سچ یہ ہے کہ اسنے اپنی حیثیت سے زیادہ خرچ کر دیا لیکن گھر میں پہنچتے ہی اور کپڑے پر نظر پڑتے ہی اعتراضات شروع ہو گئے۔ یہ کفن ہے یہ گاڑھے سے بدتر ہے یہ دیکھنے جلاہوں کے پہننے کا ہے اسکا رنگ کچا ہے اسکی وضع بری ہے یہ بالکل گزدرہے حالانکہ یہ سب نکتہ چینیاں غلط اور بے سروپا تھیں۔ وقت کی بات ہے کہ اس قدر حلیم الطبع ہونے کے باوجود مشتاق حسین سے ضبط نہ ہو سکا تیس، چالیس روپیہ کا کپڑا اس نے چیر پھاڑ کر رکھدیا اور پھر چولہے میں جھونکدیا۔ ہرچند بلقیس نے روکا مگر اس نے نہ مانا لیکن اس واقعہ سے ذی حسین کی ساس پر الٹا اثر ہوا۔ انہوں نے اپنے سر پر دو ہتڑ مار مار کر اور چیخ چیخ کر نہ صرف گھر کو بلکہ محلہ کو سر پر اٹھالیا۔ اور جنگ کا ایسا لامتناہی سلسلہ چھیڑ دیا کہ وہ عید کے دن بھی جاری رہا۔ نہ کسی نے کپڑے بدلے اور نہ کسی نے کچھ کھایا پیا۔ حالانکہ ان بے لطفیوں کا باعث مشتاق حسین کی ساس بذات خود تھیں لیکن اس پر بھی انہوں نے مشتاق حسین کو برا بھلا کہا اور عید کا تمام دن جنگ میں بسر ہوا۔ مشتاق حسین اس صورت حال سے نہایت تنگ آگیا تھا عید کے دوسرے دن اس نے کہا کہ اگر یہی حالت رہی تو میں تم سب کو چھوڑ کر کسی طرف نکل جاؤنگا یا کسی کوئیں میں ڈوب مرونگا۔ لیکن اسکی اس دھمکی کا بھی الٹا اثر ہوا۔ ساس نے کہا کہ ایسے مرنے والے ہم نے بہت دیکھے ہیں۔" اس طرح کے اشتعال انگیز الفاظ سے متاثر ہو کر مشتاق حسین نے شیروانی پہنی۔ بچوں کو پیار کیا۔ بیوی کے چہرے پر حسرت آلود نگاہ ڈالی اور اس سے پہلے کہ بلقیس اسے روکنے کے لئے بڑھے وہ دروازے سے نکل گیا۔

(۹)

جس وقت مشتاق حسین گھر سے نکلا ہے صدر بازار کے قریب جوار میں ہندو مسلمانوں کے فسادنے ۱۹۲۴ء کی یاد تازہ کر رکھی تھی کہتے ہیں کہ ہندو راؤ کے باڑہ میں دست بدست ان جوہروں کی آزمائش ہو رہی تھی جنکو جانبین اسی سرزمین میں ایک دفعہ نہیں ہزار دفعہ آزما چکے ہیں اس کا باعث کہنے کو تو قربانی کا طے شدہ مسئلہ تھا لیکن درحقیقت وہ جذبات تھے جنکو دشمنان ملک عرصہ سے ہر دو اقوام کے دلوں میں نشو و نما دے رہے تھے کئی سال سے ہندو مسلمان باہم محبت اور رواداری کا برتاؤ کر رہے تھے اور ایک دوسرے کو احساسات باہمی کے احترام کا خیال پیدا ہوا چلا تھا کہ آریہ فرقہ نے بعض سادہ لوح غیر تعلیم یافتہ دیہاتی مسلمانوں کو آریہ بنانے کی کوشش کی مسلمانوں نے مزاحمت کی آریوں نے ہندوؤں کو ملا کر پوری طاقت سے مسلمانوں کے مقابلہ کا ارادہ کیا ہندو آریوں سے متنفر تھے اور آریہ ہندوؤں کے دشمن ہیں لیکن ہندو صدہا سال سے مسلمانوں کی اس بات سے جلے ہوئے تھے کہ وہ ہندوؤں کو مسلمان بنا سکتے ہیں لیکن ہندو انکا انتقام نہیں لے سکتے چونکہ آریوں کی بدولت انکا یہ جذبہ تسکین پاتا تھا اسلئے خفیہ اور علانیہ وہ انکے ساتھ ہو گئے یہ حالت دیکھکر مسلمانوں میں بھی اشتعال پیدا ہو گیا خود غرض خود پرست اور ریاکار لوگ ہمیشہ ایسے مواقع کی تاک میں رہتے ہیں اور جب پبلک کو اشتعال جذبات سے نابینا پاتے ہیں اسوقت دونوں ہاتھوں سے اسکی جیب کترنے کیلئے تیار

ہو جاتے ہیں چنانچہ انہوں نے اس موقع کو شہرت اور دولت کے حصول کا بہترین موقع سمجھکر قومی خدمت کے دبیز غلافوں کے اندر کارروائیاں شروع کر دیں اور دونوں طرف ایسے پروپیگنڈا اور ایسے لٹریچر کی اشاعت شروع کر دی گئی جس سے اثر پذیر ہو کر جانبین ایک دوسرے کے خون کے پیاسے بن گئے اور آخر کار عید الضحٰی کے ماقبل اور مابعد وہ ہاتھ جو چند روز پہلے ہم آغوشی کے لئے گرمجوشی کا اظہار کر رہے تھے خنجر بکف نظر آنے لگے اور دہلی کی سنگلاخ سڑکیں ہندو مسلم خون سے سرخ ہو گئیں کئی دن یہ عالم رہا کہ اگر ہندوؤں کے گروہ میں کوئی مسلمان جا پھنسا تو اسکی جان و جسم کی خیر نہ تھی یا مسلمانوں کے انبوہ میں کوئی ہندو آگیا تو اسے اپنی سلامتی کے لالے پڑ جاتے تھے وہ ہندو مسلمان لیڈر جن کی در پردہ تحریکات پر یہ ہنگامے بپا ہوئے اگر محفوظ مکانوں میں بند ہو کر نہ بیٹھے رہتے تو ان سے کم از کم اتنی بات پوچھنے کے قابل تھی کہ آپ نے تبلیغ اور شدھی کے جو سبز باغ دکھائے تھے ان میں کہاں تک کامیابی ہوئی اور آریوں نے جتنے مسلمانوں کو آریہ بنا لیا یا مسلمانوں نے جتنے ہندوؤں کو مسلمان بنا لیا ان کی تعداد زیادہ ہے یا دونوں طرف کے مقتولین کی ہے بہرحال دہلی کی ہواؤں میں گھر سے باہر قدم نکالا تھا رفتہ رفتہ اسکے متعلقین کو ہندو راؤ کے باڑہ کے فسادات کا حال معلوم ہوا اور یہ افواہ بھی ان لوگوں نے سنی کہ ہندو مسلمانوں کو اور مسلمان ہندوؤں کو بیدریغ قتل کر رہے ہیں یہ سننا تھا کہ بلقیس اور اسکے ساتھ سارا گھر زار زار رونے لگا۔ یہ کہرام دیکھکر پڑوسیوں کو توجہ ہوئی اور بلقیس کی منت سماجت پر ایک حد از بس بڑے میاں اس بات پر آمادہ ہوئے کہ مشتاق حسین کو تلاش کریں۔ چنانچہ دو گھنٹے کے بعد انہوں نے واپس آکر تلقین صبر کے ساتھ یہ اطلاع دی کہ مشتاق حسین شہید ہو گیا اور وہ اسے سڑک پر مردہ پڑا ہوا دیکھ آئے ہیں۔ یہ دہشتناک خبر سن کر بلقیس بیہوش ہو گئی اور بڑی دیر میں اسے ہوش آیا۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ مہینوں سے بیمار ہے اس نے اپنی چوڑیاں توڑ ڈالیں سر کھول ڈالا اور وہ چہرہ جو چند گھنٹے پہلے نئی دلہن کی طرح دلکش نظر آتا تھا بیوگی کی تمام علامات پیش کرنے لگا۔ جب ذرا ہی کسی قدر سکون ہوا تو بلقیس نے شاہ صاحب کو بلا کر تمام حالات بیان کئے انہوں نے بہت ہمدردی ظاہر کی اور کہا کہ سب لوگ ان کے مکان پر چلکر رہیں لیکن بلقیس کی والدہ نے منظور نہ کیا۔ شاہ صاحب کی مدد سے انہوں نے اپنا سامان فروخت کیا اور جن چیزوں کو ساتھ لینا ناممکن تھا انہیں ساتھ لیکر بلقیس اپنی والدہ کے ہمراہ میرٹھ روانہ ہو گئی یہ لٹا ہوا قافلہ جب مراد آباد پہنچا تو اسے دوسری گاڑی کے انتظار میں چار گھنٹہ مسافر خانہ میں ٹھیرنا پڑا۔ ۴ لڑکی سو رہی تھی۔ لڑکا جو اب چھٹے ساتویں سال میں تھا جاگ رہا تھا یکایک لڑکی نے اٹھکر پانی مانگا۔ دس قدم کے فاصلہ پر سامنے نل لگا ہوا تھا بلقیس نے اشفاق کو پانی لینے کے لئے بھیجا جب وہ نل سے لوٹا بھر کر واپس آرہا تھا تو آواز آئی "اشفاق" اشفاق مڑکر دیکھتا ہے۔ تو اس کا باپ کھڑا مسکرا رہا ہے۔ دونوں باپ بیٹے بلقیس کے پاس آئے۔ پھر ایک دفعہ بلقیس پر خود فراموشی کی کیفیت طاری ہوئی ساس نے شوہر سے پوچھا "تم یہاں کہاں؟" مشتاق نے کہا کہ میں گھر سے نکل کر اسٹیشن پہنچا اور ٹکٹ لے کر مراد آباد آگیا غصہ تو دو ہی روز میں فرو ہو گیا تھا لیکن دوستوں نے روک لیا اس وقت تمہارے پاس دہلی واپس جانے کے لئے اسٹیشن پر آیا تھا *

# ایڈیٹر اور ناظرین دین دنیا کی ملاقات

## (عالم تصوّر میں)

ایڈیٹر۔ "السلام علیکم"

ناظرین۔ اہا ایڈیٹر صاحب ہیں، وعلیکم السلام۔ مزاج مبارک ؟

ایڈیٹر۔ الحمد للہ۔ آپ کا مزاج تو بخیر ہے ؟

ناظرین۔ خدا کا شکر ہے۔ ایڈیٹر صاحب آپ کے چہرہ سے تو بہت نقاہت ظاہر ہوتی ہے ؟

ایڈیٹر۔ جی ہاں۔ میں عرصہ سے علیل ہوں۔

ناظرین۔ رسالہ کے ایڈٹ کرنے میں تو بڑی زحمت ہوتی ہوگی ؟

ایڈیٹر۔ جی ہاں۔ لیکن آپ جانتے ہیں۔ جب تک دم ہے۔ اس وقت تک محنت وغم سے نجات نہیں ؎

قیدِ حیات و بندِ غم اصل میں دونوں ایک ہیں
موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں

ناظرین۔ خدا آپ کو شفائے کامل اور عمر دراز عطا کرے (نعرۂ آمین)

دیر تک سیاسی۔ تمدنی۔ اخلاقی۔ مذہبی تبلیغی مسائل اور ہندو مسلم فساد پر گفتگو ہونے کے بعد رسالہ کا ذکر آتا ہے۔

ایڈیٹر۔ کیا درحقیقت رسالۂ دین و دنیا آپ کو پسند ہے؟

ناظرین۔ آپ کیا فرماتے ہیں۔ پسند کیا معنی۔ ہم لوگ تو اسے جان کی طرح عزیز رکھتے ہیں کبھی وقت پر نہ پہونچے۔ اور ایک دو دن کی تاخیر ہو جائے تو ہمارا اضطراب ملاحظہ کیجئے۔

ایڈیٹر۔ میں آپ کی قدر افزائی کا نہایت شکر گزار ہوں

ناظرین۔ صاحب، امر واقعہ یہ ہے کہ اس وقت ہندوستان میں دین دنیا کی طرح مفید ایک رسالہ بھی شائع نہیں ہوتا۔ مذہب، اخلاق، تصوف، معاشرت، صنعت و حرفت۔ تجارت۔ لٹریچر، نظم و نثر۔ ہر موضوع پر دلچسپ مضامین رسالہ میں درج کئے جاتے ہیں۔ اور یہ وہ مضامین ہیں جن سے لوگوں کو دلچسپی ہوتی ہے۔

ایڈیٹر۔ یہ آپ کی قدر دانی ہے۔ لیکن شاید آپ کا یہ خیال صحیح نہیں کہ ہندوستان میں اس سے بہتر کوئی رسالہ شائع نہیں ہوتا۔ میں تو دیگر رسائل کو دیکھ کر اپنے دل میں ندامت محسوس کرتا ہوں کیونکہ ان کے مقابلہ میں دین و دنیا کچھ بھی نہیں۔

ناظرین۔ ایڈیٹر صاحب یہ آپ کا انکسار ہے۔ اگر آپ ہم سے پوچھتے ہیں تو اپنی مخصوص طرز اور مجموعی حیثیت کے لحاظ سے دین دنیا سب سے بہتر ہے۔ ہم سب رسالے دیکھ چکے ہیں۔ اور پھر ہم نے رائے قائم کی ہے۔ کہ دین و دنیا ان سب سے اچھا ہے سنئے اس وقت جو رسالے نکل رہے ہیں۔ ان میں بعض تو مخصوص علمی اور تاریخی ہیں اور ہمارے کس کام کے۔ ان کے مطالعہ کے لئے تو نواب عماد الملک، جیسے لوگوں کی ضرورت ہے، بعض لٹریری، اور مخصوص لٹریری مذاق میں محدود ہیں۔ یہ صرف فکر معاش سے فارغ اور علم دوست اصحاب کے کام کی چیز ہے۔ جناب والا یہ رسالے ہم میں صرف تفریح کا مذاق پیدا کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک بھی ایسا نہیں، جو ہم میں عمل کی روح پھونک دے۔ جو ہمارے دلوں کو کامیابی اور ترقی کے ولولوں سے لبریز کر دے۔ ان میں سے ایک بھی ایسا نہیں جو ہماری دینی و دنیوی ضرورتوں میں معین و مددگار ثابت ہو۔ جو ہم کو ایک طرف مذہبی معاملات سے آگاہ کرکے اور دوسری طرف دنیوی کامیابی کے راستے دکھا کر سچا مسلمان بننے کی تعلیم دے۔

ایڈیٹر! میں آپ کی اس قدر افزائی کا شکر گزار ہوں۔ لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کی اس تعریف و ستائش سے میرے دل میں غرور نہیں پیدا ہوا ہے۔ ممکن ہے کہ آپ کا خیال صحیح ہو۔ اور دین و دنیا دیگر رسائل سے اچھا نہ ہونے کے باوجود بھی آپ کے لئے دلچسپ اور مفید ثابت ہوتا ہو۔ لیکن میں تو یہی کہونگا "ہم سے سب اچھے ہیں"۔

ناظرین۔ آپ جو چاہیں خیال فرمائیں۔ اور جس قدر چاہیں انکسار کریں۔ لیکن اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ دینی مشاغل میں سرگرمی اور دنیاوی جد و جہد میں مستعدی حاصل کرنے کے لئے ہم کو دین دنیا سے جو عملی مدد ملتی ہے وہ کسی رسالہ سے نہیں ملتی۔"

ایڈیٹر۔ کیا آپ سچ فرماتے ہیں۔ اور درحقیقت آپ دین و دنیا کو بہت پسند کرتے ہیں؟

ناظرین۔ جناب والا۔ بے حد اور بے حساب۔

ایڈیٹر۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں اس موقع پر ایک بات پوچھوں۔

ناظرین۔ (ہمہ تن اشتیاق ہو کر) "ضرور ضرور"

ایڈیٹر۔ جب آپ دین و دنیا کو اس قدر پسند فرماتے ہیں تو آپ نے اس کی اشاعت بڑھانے کی طرف بھی کبھی توجہ فرمائی۔

ایڈیٹر کی زبان سے یہ الفاظ سن کر ناظرین سرگریباں ہو گئے کسی نے آسمان کی طرف دیکھنا شروع کیا کسی نے زمین پر نگاہ جمالی۔ بڑی دیر تک خاموشی کا عالم طاری رہا۔

آخرکار ناظرین نے اس انداز سے کہ گویا انہوں نے ایڈیٹر کے پچھلے الفاظ کو مطلق نہیں سنا۔ اس طرح گفتگو کے منقطع سلسلہ کو جوڑنا چاہا۔

ناظرین۔ ہاں تو ایڈیٹر صاحب، اب کے دلی میں بہت کشت و خون ہوا۔

ایڈیٹر۔ جی ہاں۔ لیکن پہلے میں اپنی گزارش کا جواب سننا چاہتا ہوں۔

ناظرین۔ ہم آپ کا مطلب نہیں سمجھے۔

ایڈیٹر۔ جو شخص مثنوی، اور دیوان حافظ کی شرح لکھتا ہے، وہ اپنے دو الفاظ کی شرح بھی پیش کر سکتا ہے۔ سنئے میں نے یہ دریافت کیا تھا کہ رسالۂ دین دنیا

کی توسیع و ترقی کے متعلق بھی جناب نے کچھ کوشش فرمائی؟ اگر جناب کے نزدیک یہ ایک کارآمد و مفید رسالہ ہے اور اس سے لوگوں کو علمی فائدے ہو رہے ہیں تو شاید صرف اس کی قیمت ادا کر کے اپنی ذمہ داریوں سے سبکدوش نہیں ہو جاتے، بلکہ آپ پر یہ اخلاقی فرض بھی عائد ہوتا ہے۔ کہ آپ حتی المقدور اس کی اشاعت بڑھانے میں حصہ لیں۔ اور جبکہ زبان مبارک کے معمولی اشارے پر چند خریدار پیدا ہو سکتے ہیں۔ تو اس کے نئے خریدار مہیا کر کے اس کے بقاء و استحکام کی صورت نکالیں۔

ایڈیٹر اتنا کہہ کر خاموش ہو گیا۔ ناظرین پر پھر ایک دور سکوت گزرا اور بڑی دیر تک ساکت اور صامت رہنے کے بعد انہوں نے جواب میں فرمایا۔

**ناظرین** صاحب اصل بات یہ ہے کہ ہم کو اپنے مشاغل سے اتنی فرصت نہیں ملتی کہ ہم رسالہ کے کچھ کوشش کریں۔

**ایڈیٹر**۔ لیکن معاف کیجئے۔ آپ کی یہ معذرت کافی نہیں۔ جہاں آپ ۲۴ گھنٹے اپنے ذاتی کاموں میں صرف کرتے ہیں۔ وہاں چند منٹ اپنے بے لوث خادم کے لئے بھی صرف کیجئے۔ اگر آپ میں سے ہر شخص کم از کم ایک دو خریدار اپنے احباب و اقربا سے کام لے کر ہم پہنچا دے تو رسالہ کی اشاعت دوگنی اور چوگنی ہو سکتی ہے اور مالکان کو سال بسال سے صدہا روپے سالانہ کا جو نقصان ہو رہا ہے اس کی تلافی با آسانی ممکن ہے۔ غالباً آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ رسالہ کسی قومی چندے یا کسی جماعت کی امداد سے جاری نہیں ہوا۔ بلکہ اس کے تمام مصارف کا بار ایک تنہا ہستی پر ہے۔ اور اس لئے نہایت ضروری ہے۔ کہ آپ کم از کم توسیع اشاعت سے اس کی ہمت افزائی فرمائیں۔

**ناظرین**۔ بہت اچھا ہم اس کی کوشش کریں گے۔

**ایڈیٹر**۔ کوشش نہیں، سچا وعدہ کیجئے۔ اور اس بات کا ارادہ کیجئے کہ آپ چند خریدار ضرور ہم پہنچا دیں گے۔

**ناظرین** بہت اچھا ہم وعدہ کرتے ہیں۔ کہ ہم میں سے ہر شخص آپ کو دو دو تین تین خریدار ضرور ہم پہنچا دے گا۔

**ایڈیٹر**۔ جزاک اللہ۔ اچھا اب میں اجازت چاہتا ہوں۔ اگلے مہینے انشاء اللہ آپ کی ان کوششوں کا حال دین و دنیا میں شائع کروں گا۔ اچھا فی امان اللہ السلام علیکم۔ وعلیکم السلام

# ایک دوسری دنیا
## تقدیر آزمائی کیلئے

جب دست و بازو کی طاقت جواب دے چکتی ہے۔ جب اس دنیا کی تمام تدبیریں ختم ہو جاتی ہیں۔
جب معاملہ زور۔ اور زرداری کی حد سے گزر جاتا ہے۔ جب تعاون وقت دادرسی کے لئے بیکار ثابت ہوتا ہے
جب معاش کی سب راہیں بند ہو جاتی ہیں جب ہر کوشش ناکام قرار پاتی ہے۔
جب طبیب اور ڈاکٹر علاج سے عاجز آ چکتے ہیں۔ جب ایک ٹوٹی ہوئی ناؤ منجدھار میں آ پھنستی ہے۔
جب غمخوار منہ تکتے ہیں اور کچھ نہیں کر سکتے۔ جب ہر طرف مایوسیوں کے بادل چھائے ہوتے ہیں۔
اُس وقت آسمانکی بلندیوں سے امید کی ایک ان عکس فگن ہوتی ہے۔ اُس وقت انسان کا دل دوسری دنیا کیطرف متوجہ ہوتا ہے۔
اُس وقت روحانی طاقتیں کارفرما ہوتی ہیں۔ اس وقت تمام کوششیں دعا کے دو حرف بنکر زبان پر آتی ہیں۔

# ایسے نازک وقتوں میں

کام آنیوالی۔ مایوسوں کو امید دلانیوالی۔ ڈوبتوں کا سہارا۔ غمزدوں کا دلاسا۔ ہجراں نصیبوں کو مژدۂ وصل سنانیوالی
ستم رسیدوں کو دشمنوں سے نجات دلانیوالی۔ بیکاروں کو باکار اور مفلسوں کو زردار بنانے والی۔ مایوس مریضوں کیلئے
نسخہ شفا۔ بے اولادوں کیلئے پیام بقا۔ آسیب زدوں کیلئے نقش سلیمان۔ بچوں کیلئے حرز جاں۔ مقدمات میں کامیاب کرنیوالی۔ مشکلات سے بچانیوالی۔

# اگر ہے تو صرف ایک چیز ہے

# اور وہ

# عملیات

ہے۔ جس میں پانچسو سے زیادہ ایسے مستند اور مجرّب عملیات جمع کئے گئے ہیں جو اولیاء اللہ
اور زبردست عاملوں کے زیر عمل رہی ہیں۔ کتاب میں پہلے عمل اور وظیفہ پڑھنے اور نقش لکھنے کے طریقے
لکھے گئے ہیں شاید جو بڑے بڑے عاملوں کو بھی معلوم نہ ہونگے اور پھر ہر قسم کے اعمال و وظائف اور نقوش درج کئے گئے ہیں

## اردو زبان میں عملیات کے متعلق ایسی جامع کوئی کتاب موجود نہیں

خدانخواستہ آپ کو جب کوئی مشکل پیش آئیگی یا جب کوئی مصیبت رونما ہوگی اُسوقت یہ کتاب آپ کی ڈوبتی ہوئی
کشتی کو ناخدا بنکر بچالیگی۔ اس کتاب کے مطالعہ سے آپ ایک زبردست عامل بن سکتے ہیں اور آپ کے اندر نہ صرف
ایک محبوب کو۔ ایک حاکم کو یا ایک امیر کو تسخیر کرنیکی بلکہ دنیا کو زیر و زبر کرنے کی طاقت پیدا ہو سکتی ہے۔
اب آپ مضامین کتاب کی فہرست ملاحظہ کیجئے جسکے بعد آپ اندازہ کرسکینگے کہ اس کتاب کی تالیف میں کسقدر
محنت کیگئی ہے اور ہر شخص کیلئے یہ کتاب کیسی کار آمد اور ضروری ہے۔

## اس کتاب میں صدہا ایسے سربستہ عملیات ہیں جو سالہا سال

## کی خدمت و ریاضت کے بعد بھی کسی عامل سے مشکل معلوم ہو سکتے ہیں

# فہرست مضامین کتاب عملیات

مضمون

## دیباچہ

## ابتدائی معلومات



## باب دوم

## اسماء حسنیٰ



## باب سوم

## عملیات محبت



## باب چہارم

## عملیات عداوت و جدائی

مضمون

مضمون | مضمون | مضمون | مضمون | مضمون

# روح انجینیری

## اگر آپ ٹھیکیدار بننا چاہتے ہیں

اور دولت کے خواہشمند ہیں۔ اگر آپ صاحب جائداد ہیں، اور چاہتے ہیں کہ آپ کی جائداد نہایت خوبصورت، دستکاری تیار ہو اور مرمت میں روپیہ بہت کم خرچ ہو۔ اگر آپ سیدیل انجنیر بننا چاہتے ہیں تو روح انجنیری ملاحظہ کیجیئے۔ اس کتاب کو ہندوستان کے تمام اُردو دان انجنیروں اور ٹھیکیداروں نے حد پسند کیا ہے اُن کا مقولہ ہے کہ شاید ہی اردو میں اس سے زیادہ مفید اور کارآمد اس فن کی کوئی کتاب موجود ہو اس کتاب میں انجنیری کے متعلق تمام فارمولے نہایت آسانی کے ساتھ کولی سمجھائے گئے ہیں۔ اور فن انجنیری کو اول سے آخر تک اس قدر خوبی سے بیان کیا گیا ہے کہ کتاب مبتدیوں کے لیئے بھی بے حد مفید ہے غبی سے غبی شخص بھی اس کتاب کو پڑھ کر فن تعمیر کا ایک ماہر بن سکتا ہے۔ انجنیری کے تمام اصول نہایت آسان اور صحیح درج کئے گئے ہیں۔ انگریزی کتابوں کا عطر ہے۔ قیمت ۱عہ/

**مینیجر نظامیہ دارالاشاعت دہلی**

یا آپ موٹر چلاتے ہوں۔ یا چلانا چاہتے ہوں تو کم از کم ایکمرتبہ تعلیم موٹر کا بھی مطالعہ کرلیجئے۔ اسمیں موٹر چلانے کے صحیح اور ضروری اصول و قواعد نہایت خوبی کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں اور اردو زبان میں اس قدر آسانی کے ساتھ سمجھایا گیا ہے کہ ایک معمولی عقل و قابلیت والا شخص انکو ذہن نشین کر لینے کے بعد چند ماہ کے عرصہ میں قابل موٹر ڈرائیور بن سکتا ہے نہ صرف یہ بلکہ وہ موٹر کے معاملہ میں ایک لایق میکنکل انجنیر بن جائیگا۔ ہر قسم کی مرمت بآسانی خود کر سکیگا جنگل و بیابان میں جہاں موٹر کی درستی کی کوئی صورت نہ ہوگی یہ کتاب فرشتہ رحمت بنکر مدد کرے گی اسمیں موٹر کے تمام چھوٹے بڑے پرزوں کی تصویریں موجود ہیں۔ ان کا فٹ کرنا مرمت کرنا نہایت خوبی کے ساتھ بتایا گیا ہے۔ انگریزی کے چند مشہور کتابوں کی مدد سے اس کتاب کو تیار کیا گیا ہے اس لئے یہ موٹر کے متعلق اپنی قسم کی پہلی اور بہترین کتاب ہے۔ قیمت ۸عہ/

**مینیجر نظامیہ دارالاشاعت دہلی**

نظامیہ دار الاشاعت
جامع مسجد دہلی
آئین قدرت
او قانونِ شریعت کی پابندی کے بغیر کوئی مسلمان سچا مسلمان کہلائے جانے کا حق رکھتا ہے اور نہ اُسکو فلاحِ
دین و دُنیا حاصل ہو سکتی ہے۔ پھر اگر آپ بھی مسلمان ہیں تو یقیناً آپ کی خواہش ہوگی کہ ایک توحید پرست اور
حقیقی مسلمان کی طرح زندگی بسر کریں، اور آپ کو ضرور کسی ایسے رہنما کی فکر ہوگی جو آپ کو دین کے معاملات میں
بھی صراطِ مستقیم پر لے جائے اور دُنیاوی معاملات میں بھی آپ کی سچی رہنمائی کر سکے۔ اگر یہ سچ ہے تو
آپ کتاب "فلاح دین و دُنیا" منگا لیجیے
کیونکہ "فلاح دین و دُنیا" دین میں بھی آپ کی سچی رہنمائی کرے گی اور دُنیا میں بھی سچی رہبر ثابت ہوگی۔
شریعت اسلامیہ۔ طریقت۔ تصوف۔ زہد۔ اتقا۔ عبادت۔ ریاضت۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوۃ جہاد
قبر پرستی۔ عرس۔ میلاد۔ حشر نشر۔ قبر۔ جنت۔ دوزخ۔ اعراف۔ لواء الحمد۔ پل صراط۔ میزان۔ فرشتے۔ رسول۔
انبیاء۔ اولیاء۔ قطب۔ ابدال۔ حفاظ۔ علماء۔ موت۔ غسل جنابت۔ حیض۔ نفاس۔ استحاضہ۔ میت۔ توبہ
استغفار۔ ادعیہ۔ اعمال۔ خطبات۔ تجارت۔ زراعت۔ حکمت۔ تشریح الاعضاء۔ امراض۔ علاج۔ ادویہ
زہر۔ زہریلے جانور اور اُن کے کاٹے کا علاج۔ درد۔ اوزام۔ ترکہ۔ اوامر۔ مناہی۔ پانی
ہوا۔ مٹی۔ آگ۔ غرض دین اور دُنیا کی کوئی بات۔ دین کا کوئی مسئلہ اور دُنیا
کا کوئی معاملہ ایسا نہیں ہے جو کتاب فلاح دین و دُنیا میں موجود نہ ہو۔ مقبولیت
کا یہ عالم ہے کہ پہلا ایڈیشن صرف چند ماہ میں ختم ہو گیا اور اب دوسرا
ایڈیشن چھپکر تیار ہوا ہے۔ قیمت مجلد مع محصول پانچ روپے ۸/
فوراً منگا لیجیے اور فائدہ اُٹھائیے
جنت کے خطوط
جناب سیماب اکبر آبادی کی اُن درد انگیز
منظوم خطوط کا دلسوز مجموعہ جو مُردہ
عزیزوں کی طرف سے زندہ عزیزوں کے نام
لکھے گئے ہیں اور جن کو پڑھکر چوٹ کھایا
ہوا دل تسکین و تسلی پاتا ہے۔ قیمت
فی جلد علاوہ محصول ڈاک ۶/
تفسیر الفاتحہ
علامہ عبدہ مصری رح کی لکھی ہوئی سورہ
فاتحہ کی سیاسی تفسیر کا سلیس اُردو ترجمہ
تمام تفاسیر قرآنی کا عطر اور ہر مسلمان
کے پڑھنے کے قابل عمدہ سفید کاغذ
بہترین لکھائی چھپائی۔ قیمت ۸/
محصول ڈاک ہر کتاب کا بذمہ خریدار
(تمام فرمائشیں منیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی کے نام بھیجیے)
(محمد انوار ہاشمی پرنٹر و پبلشر نے ... پریس دہلی میں چھپواکر شائع کیا)

REGISTERED, No. L, 1313
۴۸۶
جلد ۴ - نمبر ۶
ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الآخرۃ حسنۃ
چیست دنیا؟
از خدا غافل بدن
نے قماش و نقرہ و فرزند و زن
مسلمانوں کو دینداری اور دنیاداری کی صحیح تعلیم دینے والا ماہوار رسالہ
دین و دنیا
جو
ہر مہینے نہایت کامیابی کیساتھ نظامیہ دارالاشاعت دہلی سے شائع ہوتا ہے
ایڈیٹر: سید ظہور احمد شاہجہانپوری
ہر خریدار کو اختیار ہے کہ جب اسکا جی چاہے دیکھے ہوئے پرچے احتیاط سے
واپس کر کے اپنی ادا کردہ کل قیمت ہم سے
واپس منگا لے
سالانہ قیمت اعلیٰ ایڈیشن للعہ
ششماہی قیمت اعلیٰ ایڈیشن دو روپے
سالانہ قیمت معمولی ایڈیشن دو روپے
ششماہی عہ مع محصول وغیرہ
ماہ ستمبر ۱۹۲۴ء

# مصور فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی کی بے مثال کتابیں

**میلاد نامہ** — شمس العلماء کا قابل دید شائع مولود شریف ہے۔ اور خواجہ صاحب کی اسلامی تاریخ کے سلسلہ کا پہلا حصہ ہے اس میں جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس حالات اور پاک و پاکیزہ اخلاق اور عادات کا تفصیلی بیان ہے۔ قیمت عہ

**محرم نامہ** — اسلامی تاریخ کا دوسرا حصہ جس میں آنحضرت رسول کے بعد کے واقعات خلافت کے جھگڑوں کا بیان، جنگ جمل و صفین کا تفصیلی حال، شہادت امام حسین کا اصلی سبب، معرکہ کربلا کی تحقیقی اور درد انگیز کیفیت درج ہے۔ قیمت عہ

**یزید نامہ** — یہ اسلامی تاریخ کا تیسرا حصہ ہے محرم نامہ کے بعد اسے ضرور پڑھنا چاہیئے۔ اس میں خلافت بنو امیہ کے حالات ہیں۔ معرکہ کربلا کے بعد حجاج بن یوسف کی کرمنظر پر خوفناک چڑھائی خانہ کعبہ کی بربادی ہزار ہا صحابیوں کا قتل عبداللہ ابن زبیر کی شہادت وغیرہ کا بیان نہایت تفصیل سے درج کیا گیا ہے۔ قیمت عہ

**طمانچہ برخسار یزید** — اس میں اشرار بنی امیہ کی خفیہ اور شرمناک سازشوں اور بدچلنیوں کے حالات کو بے نقاب کیا گیا ہے، نہایت دلچسپ کتاب ہے۔ قیمت صرف عہ

**فاطمی دعوت اسلام** — ان دلچسپ اور حیرت انگیز اور مخفی طریقوں کا بیان جو اسلام کے مختلف فرقوں خصوصاً بنی فاطمہ نے اشاعت اسلام کے لیے اختیار کیے۔ قیمت ۳

**سفرنامہ مصر و شام و حجاز** — حضرت خواجہ صاحب کے سفر بلاد اسلامیہ کے عجیب و غریب حالات با تصویر نہایت دلچسپ اور پُر لطف کتاب ہے۔ قیمت ۲

**سی پارۂ دل** — حضرت خواجہ صاحب کے اُن صوفیانہ اور مذہبی مضامین کا نہایت گرانقدر مجموعہ ہے جو تمام ملک سے خراج تحسین لے چکے ہیں۔ قیمت ۲

**آپ بیتی** — حضرت خواجہ صاحب کی خود نوشت اپنی طرز کی بالکل نئی سوانح عمری مع تصاویر۔ قیمت عہ

**کرشن بیتی** — ہندوؤں کے مشہور اوتار سری کرشن جی مہاراج کی قابل دید با تصاویر سوانح عمری۔ قیمت عہ

**گیارھویں نامہ** — گیارہ پیر یا پیرانِ پیر کی نقلوں میں ترجمہ کر کے خواجہ صاحب نے حضرت غوث پاک کے حالات میں بڑی دلچسپ کتاب لکھی ہے۔ قیمت فی جلد صرف ۱ر

**اردو دعائیں** — بزرگ و فقر او بزرگوں کے لیئے نہایت موثر اور نہایت پر معنی دعاؤں کا مجموعہ جو خاص اوقات میں مرتب ہوا ہے۔ قیمت ۸ر

**بیوی کی تعلیم** — عورتوں کی تعلیم کے متعلق حضرت خواجہ صاحب کی لکھی ہوئی بے مثل و نظیر کتاب ہے فوراً منگالیجے۔ قیمت عہ

**بیوی کی تربیت** — یہ بیوی کی تعلیم کا دوسرا حصہ ہے۔ اس میں ہر ایک نہایت اہم سوالات اور اُن کے مفید اور کارآمد جوابات ہیں جو ہندوستان کی بڑی بڑی معزز اور تعلیمیافتہ بی بیوں نے تحریر کیے ہیں۔ قیمت عہ

**اولاد کی شادی** — یہ بیوی کی تعلیم کا تیسرا حصہ ہے جس میں اولاد کی شادی بیاہ کے متعلق تمام ضروری دینی و دنیاوی معلومات موجود ہے۔ قیمت عہ

**بچوں کی کہانیاں** — بچوں کے بہلانے کے لیے نہایت سبق آموز کہانیوں کا دلپذیر مجموعہ با تصاویر قیمت صرف دس آنے۔

**جگ بیتی** — درد و غم کے پُرسوز اور عبرت خیز مضامین اور درد انگیز نظموں کا دلسوز مجموعہ۔ قیمت ۱۰ر

**تسخیر مہر و قہر** — اعمال حزب البحر کے متعلق حضرت خواجہ صاحب کی نہایت مشہور اور مقبول کتاب۔ قیمت ۱۰ر

**معلومات سیر دہلی** — جو حضرات غیر مقامات سے دہلی آتے ہیں، گھر بیٹھے دہلی کی سیر کرنا چاہتے ہیں ضرور منگائیں۔ قیمت صرف ۱۲ر

**تسکین احساس** — تصوف کی ابتدائی اصول و قواعد اور اذکار و اشغال کی تعلیم۔ قیمت صرف ۸ر

**چٹکیاں اور گدگدیاں** — حضرت خواجہ صاحب کے ظریفانہ گُدگدانے والے حد درجہ دلچسپ مضامین کا قابل دید مجموعہ جسکو پڑھکر بے اختیار ہنسی آتی ہے۔ قیمت ۱۲ر

**خدائی انکم ٹیکس** — زکوٰۃ ادا کرنے کی ترکیب۔ زکوٰۃ کا فلسفہ۔ زکوٰۃ کن لوگوں کو دینا چاہیئے بہت سی ضروری معلومات۔ قیمت ۱۰ر

**مرشد کو سجدۂ تعظیم** — قرآن مجید، حدیث شریف اور اقوال بزرگان دین سے سجدۂ تعظیمی کا جواز۔ قیمت ۸ر

**روزنامچہ سفر ہندوستان** — حضرت خواجہ صاحب کے سفر بمبئی اور کاٹھیاواڑ وغیرہ کے دلچسپ حالات۔ قیمت ۱۲ر

**کم تو موت** — عشق دنیا کی بھول سے بچانے اور ہر وقت موت کو یاد دلانے والی درد انگیز۔ قابل دید اور نہایت مقبول کتاب۔ قیمت عہ

**مرگ نامہ** — کم تو موت جیسی مشہور کتاب کا دوسرا حصہ جو حال ہی میں مرتب ہوا ہے۔ قیمت ۶ر

**آلمانیوں خطوط نویسی** — یہ خواجہ صاحب کی مشہور کتاب ہے۔ حصہ اول و دوم یکجائی قیمت ۱۲ر، حصہ سوم۔ قیمت ۱۲ر

**قرآن آسان قاعدہ** — مسلمان بچوں اور بچیوں کو پڑھانے کے لیے خواجہ صاحب کا لکھا ہوا عجیب و غریب قاعدہ جس کی تمام ملک میں دھوم ہے۔ قیمت ۸ر

**تعلیم القرآن** — یہ کتاب قرآن آسان قاعدہ کے بعد بچوں کو پڑھائی جاتی ہے اور اس کو پڑھکر وہ قرآن کی تمام ضروری باتوں سے بہت جلد واقف ہو جاتے ہیں۔ قیمت ۸ر

**امام الزماں کی آمد** — شیخ سنوسی کی پانچ رسالوں کا خلاصہ امام الزماں مہدی کی آمد کے تفصیلی اور دلچسپ واقعات جس میں حیرت انگیز پیشینگوئیاں شامل ہیں۔ قیمت ۱ر

**لڑائی کا گھر** — خواجہ صاحب کے سات متفرق رسائل توپخانہ۔ بم۔ بندوق وغیرہ کا دلکش مجموعہ۔ قیمت ۶

**قبروں کی غیبی نوشتہ** — آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہلبیت اطہار کے مزارات کے لیئے موثر کتبے بالکل نئی چیز۔ قیمت ۴ر

**ہندو مذہب کی معلومات** — یہ کتاب داعیان اسلام کی معلومات کیلئے لکھی گئی ہے۔ قیمت ۸ر

**سکھ قوم** — اس کتاب میں سکھ قوم کے تمام مذہبی حالات اور رسم و رواج کا بیان ہے۔ قیمت ۶ر

**غزنوی جہاد** — سلطان محمود غزنوی کے ہندوستان پر سترہ حملوں کا تذکرہ۔ قابل دید تاریخی کتاب۔ قیمت ۸ر

**حلال خور** — اس کتاب میں ہندوستان بھر کے حلال خوروں کے مذہبی قصے۔ رسم و رواج اور عقائد وغیرہ درج ہیں۔ قیمت ۸ر

**داعی اسلام** — اس کتاب میں ہر مسلمان کو داعی اسلام کا کام کرنے کی ترکیبیں اور حکمتیں بتلائی ہیں۔ قیمت ۳ر

**گاندھی نامہ** — مہاتما گاندھی کی ذات و صفات کا قابل دید اور دلچسپ تذکرہ۔ قیمت ۸ر

منیجر نظامیہ ادارۃ الاشاعت دہلی

# دو روپے

واقعاتِ روزمرہ پر غور کرنے سے اندازہ ہوگا کہ دو روپے اور بعض اوقات اس سے بھی زیادہ رقم آپ کیسی بے پروائی کے ساتھ صرف کر دیتے ہیں، دل کی ادنیٰ خوشی پر، زبان کی معمولی سی چاشنی پر، بچوں کی ضد پر، بیوی کے اصرار پر، عزیزوں کی فرمائش پر، دوستوں کی مدارات پر، اور بعض نہایت بیجا مواقع پر کم سے کم دو روپے کا خرچ ہو جانا معمولی بات ہے، اسکا سبب یہ ہے کہ آپ کو یہ معلوم نہیں کہ دو روپے کی ناچیز رقم کتنی طاقت رکھتی ہے، اور اگر آپ اُسے قرینہ اور قاعدہ سے صرف کریں، تو کس قدر مفید ثابت ہو سکتی ہے؟ - سُنیئے :-

دو روپے کی رقم آپ کی زندگی میں حیرت انگیز انقلاب پیدا کر سکتی ہے۔

دو روپے کی رقم اگر آپ غریب ہیں تو آپکو امیر اور امیر ہیں تو آپ کو امیر کبیر بنا سکتی ہے

دو روپے کی رقم آپ کو لکھ پتی اور کروڑ پتی بنا سکتی ہے۔

دو روپے کی رقم آپ کے تمام خیالات اور منصوبوں کو عملی صورت میں لا سکتی ہے۔

دو روپے کی رقم آپ کو ہاتھ پاؤں ہلائے بغیر صدہا بلکہ ہزارہا روپیہ دلا سکتی ہے۔

دو روپے کی رقم آپ کو اور آپ کی کئی پشتوں کو فکر معاش سے آزاد کر سکتی ہے۔

دو روپے کی رقم سے آپ اپنی قوم کی سب سے بڑی خدمت انجام دے سکتے ہیں۔

دو روپے کی رقم سے آپ اپنے عزیزوں، دوستوں اور ہمقوموں کی زندگی کو کامیاب بنا سکتے ہیں

دو روپے کی رقم سے آپ کو دونوں جہان کی خوبیاں میسر آ سکتی ہیں۔

**کیونکر؟**

"آئندہ صفحات جواب دینگے"

# دو روپے سے ایک زرخیز کاروبار!

کاروبار کی پہلی منزل یہ ہے کہ آپ ہم سے ذیل کی کتاب منگائیے (اس فقرہ کو پڑھکر شاید آپکے دل میں بدگمانی پیدا ہوگی، آپ کا جی چاہے گا کہ اشتہار پھینکدیں اور آپ کو خیال گزرے گا کہ کتاب بیچنے اور نفع اٹھانے کے لیئے یہ سبز باغ دکھایا جارہا ہے، مگر ذرا صبر کیجیئے عجلت سے کام نہ لیجیئے، اول سے آخر تک اشتہار پڑھ لیجیئے اور پھر رائے قائم کیجیئے کہ اس گزارش میں ہمیں ذاتی منفعت مقصود ہے یا ہم آپ کو فائدہ پہنچانا چاہتے ہیں ؟ ) وہ ملک کو افلاس کی مصیبت سے نجات دینے والی، ترقی و تمول کے سربستہ رازوں کو آشکار کرنیوالی بے روزگاروں کو روزگار کے راستے بتانے والی، ناتجربہ کار تاجروں کو تجربہ کار بنانیوالی، تجارتی اور کاروباری مشکلات کو حل کرنیوالی، گھر بیٹھے یورپ امریکہ کے اصول تجارت کی تعلیم دینے والی

# معلوماتِ تجارت

ہے جسے مولانا سید ظہور احمد صاحب شاہجہانپوری چیف ایڈیٹر رسالہ "دین و دنیا" دہلی نے یورپ امریکہ کی صدہا کتابوں کا مطالعہ کرکے بڑی محنت و جانفشانی کے ساتھ تالیف کیا ہے۔ اور جس کے مطالعہ سے صدہا اشخاص اپنی ناکام زندگی کو کامیاب بنا چکے ہیں، اور جس کے متعلق ملک کے نامور مشاہیر نے بہترین خیالات ظاہر کیئے ہیں، بالکل ممکن ہے کہ اس کتاب کے ہزارہا بیش بہا اور قابل قدر مشوروں میں سے ایک اور صرف ایک ہی مشورہ آپکی فلاکت زدہ زندگی کی کایا پلٹ دے اور اسکی قیمتی معلومات سے بھرے دو سو صفحوں میں سے کیا عجب ہے کہ ایک صفحہ بلکہ ایک سطر ہی آپکو غریب سے امیر بنادے۔

# اردو کی اس تجارتی انسائکلوپیڈیا میں کیا ہے؟

اس میں بتایا گیا ہے کہ تجارت کیا ہے، دُنیا میں کب سے شروع ہوئی؟ دوسرے پیشوں پر اُسے کیا فوقیت حاصل ہے؟ عقل و دماغ اور عادات و اطوار پر اُسکا کیا اثر ہوتا ہے، ایک تجارتی شخص کا کیریکٹر کیسا ہونا چاہیئے، تجارت کی تعلیم کب۔ کیونکر اور کہاں حاصل کی جائے۔ تجارت کی کتنی صورتیں ہیں جن سے فائدہ اُٹھایا جاسکتا ہے۔ کس شخص کو کونسی تجارت اختیار کرنی چاہیئے؟ سرمایہ کیا ہے؟ تجارت کیلئے سرمایہ کی کس حد تک ضرورت ہے؟ سرمایہ نہو تو تجارت کس طرح کی جاسکتی ہے؟ مشترکہ سرمایہ سے تجارت کرنے کے طریقے۔ تھوڑے سرمایہ سے کون کون سی تجارتیں ہوسکتی ہیں؟ تجارت میں کامیابی کیونکر حاصل کی جاسکتی ہے؟ ہندوستان میں اسوقت کن کن اشیاء کی تجارت ہوتی ہے؟ ممالک غیر خصوصاً یورپ و امریکہ نے تجارت میں کیا کیا ترقی کی ہے؟

علاوہ بریں صدہا تجارتی معلومات، تجارتی اصطلاحات، تجارت کے متعلق قانونی واقفیت دُنیا کے کامیاب تاجروں کے مختصر احوال و اقوال۔ ریل ڈاک اور تار وغیرہ کے متعلق معلومات الغرض آغاز تجارت کے وقت ایک تاجر کے لیئے جس قدر معلومات درکار ہیں وہ حتی المقدور سب اس کتاب میں بہم پہنچائی گئی ہیں اور یہ بلا مبالغہ کہا جاسکتا ہے کہ اس سے بہتر اور اتنی جامع کوئی کتاب اس موضوع پر ہندوستانیوں کے لیئے اُردو کیا انگریزی میں بھی نہیں مل سکتی، اس کتاب کو خرید کر دو روپے آپ خرچ نہیں کریں گے بلکہ ایک ایسے نفع بخش کام میں لگائیں گے کہ اگر آپ کی تقدیر نے یاوری کی تو کیا عجب ہے کہ آپ لاکھوں روپے اس کے ذریعے سے پیدا کرلیں +

**دو روپے خرچ کرکے ایسی مفید کتاب آپکو ملجائیگی لیکن معاملہ اسی خرید و فروخت پر ختم نہیں ہوجاتا بلکہ آپکے لیئے تقدیر آزمائی کا ایک زبردست موقع باقی رہتا ہے**

جسکی تشریح اگلے صفحے پر ملاحظہ کیجیئے!

# لاکھوں کی تعداد میں

یہ اشتہار جسے آپ ملاحظہ کر رہے ہیں تقسیم کیئے جانے کا ہم نے انتظام کیا ہے، اور ہمنے فیصلہ کیا ہے کہ کتاب کی اشاعت کے مطابق ہم

## ہزار ہا روپیہ کتاب کے خریداروں میں تقسیم کریں

چنانچہ اگر کتاب ایک لاکھ کی تعداد میں شائع ہوگی جس کی قوی اُمید ہے تو

## ساٹھ ہزار روپے کے انعامات بہ تفصیل ذیل تقسیم کیے جائینگے

پہلا انعام ۵ ہزار روپے کا دوسرا انعام تین ہزار روپے کا تیسرا انعام دو ہزار روپے کا چوتھا انعام ایک ہزار روپے کا پانچواں انعام پانچ سو روپے کا چھٹا انعام تین سو روپے کا ساتواں انعام دو سو روپے کا آٹھواں انعام ایک سو روپے کا نواں انعام پچاس روپے کا دسواں انعام پچیس روپے کا۔ اور ۹۵۶۵ انعام پانچ پانچ روپے کے ہونگے۔

اگر کتاب پچاس ہزار کی تعداد میں شائع ہو گی تو

## تیس ہزار روپے کے انعامات بہ تفصیل ذیل تقسیم کیے جائینگے

پہلا انعام تین ہزار روپے دوسرا انعام دو ہزار روپے۔ تیسرا انعام ایک ہزار روپے چوتھا انعام پانچ سو روپے پانچواں انعام تین سو روپے چھٹا انعام دو سو روپے ساتواں انعام ایک سو روپے آٹھواں انعام پچاس روپے نواں انعام پچیس روپے دسواں انعام پندرہ روپے۔ اور ۴۵۶۲ انعام پانچ پانچ روپے کے ہونگے

اگر کتاب پچیس ہزار کی تعداد میں شائع ہوگی، تو

## پندرہ ہزار روپے کے انعامات بتفصیل ذیل تقسیم کیے جائینگے

پہلا انعام دو ہزار روپے دوسرا انعام ایک ہزار روپے تیسرا انعام پانچسو روپے
چوتھا انعام تین سو روپے پانچواں انعام دو سو روپے چھٹا انعام ایک سو روپے
ساتواں انعام پچاس روپے آٹھواں انعام پچیس روپے نواں انعام پندرہ روپے
دسواں انعام دس روپے۔ اور ۲۱۶۰ انعام پانچ پانچ روپے کے ہونگے۔

اگر کتاب بارہ ہزار کی تعداد میں شایع ہوگی تو :-

## سات ہزار روپے کے انعامات بہ تفصیل ذیل تقسیم کیے جائینگے

پہلا انعام ایک ہزار روپے دوسرا انعام پانچسو روپے تیسرا انعام تین سو روپے
چوتھا انعام دو سو روپے پانچواں انعام ایک سو روپے چھٹا انعام پچاس روپے
ساتواں انعام پچیس روپے آٹھواں انعام پندرہ روپے نواں انعام دس روپے
اور ۹۶۰ انعام پانچ پانچ روپے کے ہوں گے +

اگر کتاب چھ ہزار کی تعداد میں شائع ہوگی تو

## تین ہزار روپے کے انعامات بہ تفصیل ذیل تقسیم کیے جائینگے

پہلا انعام پانچسو روپے۔ دوسرا انعام تین سو روپے تیسرا انعام دو سو روپے
چوتھا انعام ایک سو روپے پانچواں انعام پچاس روپے چھٹا انعام پچیس روپے
ساتواں انعام پندرہ روپے آٹھواں انعام دس روپے۔
اور ۳۶۰ انعام پانچ پانچ روپے کے ہوں گے +

# گویا تمام منافع ایک دوسری صورت میں خریداروں کو واپس کر دیا جائیگا

اس مقصد سے علیحدہ رجسٹر کھول دیئے گئے ہیں اور ہمارا عملہ باقاعدگی کے ساتھ کام کر رہا ہے، روپیہ امانت کی طرح جمع ہو رہا ہے۔ ہم کو امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ

# جون ۱۹۲۵ء تک انعامات تقسیم ہو جائینگے

تقسیم انعامات کی کارروائی نہایت دیانت داری کے ساتھ قابل اعتماد اراکین شہر کے روبرو عمل میں آئے گی۔ اگر آپ دہلی میں موجود ہوں، یا تشریف لاسکتے ہوں تو اس جلسہ میں خود بھی رونق افروز ہوں اور اپنی آنکھ سے سب کچھ ملاحظہ کریں۔

# کیا ان ہزارہا انعامات میں سے کوئی بھی آپکے نام پر نکلیگا؟

کیا عجب ہے کہ سب سے بڑا انعام آپ ہی کے نام پر نکلے

دو روپے کا مال یعنی کتاب تو آپ کو مل گئی اور فرض کیجئے کہ انعام بھی آپکے نام پر نکلا

لیکن ابھی آپ کے لیئے فائدہ کی ایک اور صورت باقی ہے

# آپ نے کبھی اس بات پر غور کیا؟

کہ مسلمان آجکل جن مشکلات و مصائب میں مبتلا ہیں اُسکا باعث کیا ہے؟ اگر آپنے غور نہیں کیا تو ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ اسکا باعث صرف افلاس ہے۔

**اسی افلاس کو مٹانے اور مسلمانوں کو محنت و سرگرمی کی تعلیم دینے اور کاروباری و تجارتی زندگی کیطرف توجہ دلانیکے لیئے ہم یہ سب کچھ کر رہے ہیں**

**امر واقعہ ہے کہ**

اگر مسلمانوں کی اخلاقی حالت درست نہیں تو اس کا سبب افلاس ہے
اگر مسلمان مذہب اور مذہبی احکام سے بے پرواہیں تو اسکا سبب افلاس ہے
اگر مسلمان بجرائم زندگی کیطرف مائل اور قانونی خلاف ورزی پر آمادہ ہیں تو اسکا سبب افلاس ہے
اگر مسلمانوں میں تعلیم کی کمی ہے تو اسکا سبب افلاس ہے۔
اگر مسلمانوں میں صنعت و حرفت کی طرف توجہ نہیں تو اسکا سبب افلاس ہے
اگر مسلمانوں کو اچھی ملازمتیں نہیں ملتیں تو اس کا سبب افلاس ہے۔
اگر مسلمانوں میں تجارت کا رواج نہیں تو اس کا سبب افلاس ہے۔

یہ مصیبت کتاب تجارت کے شایع ہونے سے بہت کچھ رفع ہو سکتی ہے لیکن ہم نے ارادہ کرلیا ہے کہ کتاب تجارت میں کاروبار شروع کرنے کے جو مشورے دیے گئے ہیں اور ترقی کی جو راہیں بتائی گئی ہیں، اُن کو قوم کے سامنے عملی صورت میں پیش کیا جائے۔ ہم چاہتے ہیں کہ امداد باہمی کا ایک باقاعدہ نظام بنائیں، ہماری خواہش ہے کہ فلاکت زدہ مسلمانوں کو افلاس و بیکاری سے بچانے اور انکا کاروبار روزگار بنانے کیلئے ایک بیت المال قائم کیا جائے، اس بیت المال میں جس قدر وسعت ہو اُس کے لحاظ سے مصیبت زدہ لوگوں کو امداد دی جائے، ہزاروں بلکہ لاکھوں مسلمان افلاس و تنگدستی میں مبتلا ہیں اُنکو کام پر لگایا جائے ہر شخص کے حسب حال کام تجویز کیا جائے کسی کو صنعت و حرفت کی طرف توجہ دلائی جائے کسی کو مالی امداد دیکر تجارت کرائی جائے۔ امداد باہمی کا یہ نظام ہر شہر اور ہر قصبے میں اپنی شاخیں رکھتا ہو۔ جبتک یہ تحریک رائج نہ ہو اور جبتک ملک میں شخصی امداد کا مذاق پیدا ہو ہم اس تحریک کا ابتدائی نظام دہلی میں قائم کرتے ہیں چونکہ دہلی ایک صنعتی اور تجارتی شہر ہے اسلئے دیگر مقامات کی نسبت اسکے مقاصد میں کامیابی کی زیادہ اُمید ہے سر دست اس مختصر کام کا آغاز مقصود ہے کہ چند بیکار اشخاص کو ایسی حرفتوں کی تعلیم دلائی جائے جو ایک سال یا اس سے کم میں آسکتی ہیں اور کام آنے تک انکے مصارف خورد و نوش برداشت کیئے جائیں، اسیطرح چند اشخاص کو جو اسکی اہلیت رکھتے ہوں تجارت کی لائنوں پر ڈالا جائے اور جو روزگار کم سرمایہ سے شروع ہو کر منفعت بخش ثابت ہو سکتے ہیں وہ اُن کیلئے تجویز کیئے جائیں۔

# اس نیک کام کی ابتدا کر دی گئی

روپے کی فراہمی کا انتظام ہو رہا ہے۔ ہم نے تجویز کیا ہے کہ معلومات تجارت کے منافع میں سے حسب تعداد اشاعت **پانچہزار سے پانچسو روپے تک** اس کار خیر میں صرف کریں۔ ساتھ ہی کچھ **امداد** اُن خوش قسمت لوگوں سے بھی حاصل کریں جن کے نام پر انعامات نکلیں اور مستعد و محنتی مسلمانوں کو اُن کے مناسب حال امداد دیکر دوکانیں کُھلوا دیں اور مسلمان نوجوانوں کو صنعت و حرفت کی تعلیم شروع کرا دیں۔

**میں اپنی گزارش ختم کر چکا اب اندازہ کیجئے یہ دو روپے جو آپ معلومات تجارت کی خریداری میں صرف کرینگے آپکے لئے اور آپکی قوم کیلئے کسقدر مفید اور کار آمد ثابت ہونگے،**

اُمید ہے کہ وہ تمام صاحبان جو دو روپے خرچ کرنے کی طاقت رکھتے ہیں اس موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دینگے جو ذاتی اور قومی فائدہ پر مشتمل ہے اور یہ اشتہار اپنے احباب و اعزہ کو دکھا کر اور ان کو سمجھا کر خریداری کی اس کار خیر میں حصہ لینے پر آمادہ کرینگے۔

**معلومات تجارت کی قیمت مع محصول ڈاک صرف خط و کتابت عہ ہے**

قیمت بذریعہ منی آرڈر وصول ہونی چاہیئے۔ وی پی کی اجازت دی جائے۔

خادم قوم

**ابوالمظفر سید محمد انوار ہاشمی مالک رسالہ دین و دنیا۔ خواجہ بکڈپو**

**ناظمہ دار الاشاعت**

**چاند بلڈنگ۔ جامع مسجد۔ دہلی** ❋

مطبوعہ محبوب المطابع برقی پریس دہلی

| جلد ۴ | فہرست مضامین رسالۂ دین و دنیا دہلی بابتہ ماہ ستمبر ۱۹۲۴ء | نمبر ۶ |
| --- | --- | --- |

# غریبوں کا کتب خانہ

## سلطان القلم مولانا مولوی نواب صدر الدین خاں صاحب کی تصانیف

**قال اللہ** اس میں تمام احکام قرآنیہ کا لب لباب نہایت وضاحت کے ساتھ سلیس اردو زبان میں عالمانہ طریق پر تحریر فرمایا گیا ہے - ۵ر

**قال الرسول** اس میں احادیث شریف جناب سرور کائنات علیہ التحیۃ والصلوٰۃ کا لب لباب ایسے عالمانہ انداز و خوبی کے ساتھ لکھا گیا ہے کہ اپنی نظیر ہے - ۴ر

**ولی کی پہچان** اس کتاب میں قابل مصنف نے جھوٹے ولیوں اور سچے اولیاء اللہ کا فرق نہایت خوبی کے ساتھ ظاہر فرما دیا ہے تاکہ لوگ دھوکہ نہ کھائیں - ۲ر

**تحریم الخمر والزنا واللواطۃ والمعازف والعشق** زنا - شراب - راگ - اور عشق سے متعلق مفصل بیان ہے اور ان کی خرابیاں بیان کیگئی ہیں - قیمت ۳ر

**گلدستہ فوائد** اس رسالہ میں مفید اور رسم و رواج پر روشنی ڈالی گئی ہے اور ان کی خرابیاں بیان کی گئی ہیں - قیمت ۴ر

**اصلاح المومنین** اس میں تخلیق انسان کی غرض و غایت اور انسان کے فرض بیان کرنے کے علاوہ مشرکین اور مرتدین اور بدعتیوں کی تردید وغیرہ بیان کیگئی ہیں ۳ر

**اصلاح النفوس** اس میں بتایا گیا ہے کہ نفس کی اصلاح کیونکر ہو سکتی ہے قلب کی حالت کیونکر درست کی جا سکتی ہے استقامت کسطرح پیدا کی جائے - قیمت ۲ر

**اصلاح اللعین** اس میں ترغیبات شیطانیہ و رسومات بدعت و شرک وغیرہ کی تردید نہایت خوبی کے ساتھ کیگئی ہے - قیمت ۲ر

**اسلام کی تعلیم** اس کتاب میں قرآن مجید سے اصول و احکام اسلام کی تعلیم نہایت خوبی کے ساتھ دی گئی ہے - قیمت ۲ر

**اسلام کی خوبیاں** اس میں روزہ نماز - حج - زکوٰۃ - کلمہ کی خوبیاں اور ان کے فوائد دلائل عقلیہ سے بیان کیئے گئے ہیں - ۲ر

**اسلام کا اتالیق** اس میں ناجائز رسم و رواج کو ترک کرنے کے متعلق زور دیا گیا اور ان کے عیوب پر روشنی ڈالی گئی ہے - ۲ر

**اسلام کی ترقی** اس رسالہ میں یہ بات نہایت قابلیت کے ساتھ بتائی گئی ہے کہ اسلام اور اہل اسلام کی ترقی کن تدابیر پر عمل درآمد کرنے سے ہو سکتی ہے - ۲ر

**اسلام کی حمایت** اسمیں یہ بتایا گیا ہے کہ قوم کی اصلاح کسطرح ہو سکتی ہے - ۲ر

**اسلام کی نواہی** اس رسالہ میں منہیات اسلام - کفر و شرک - بدعت - اور گناہ صغیرہ و کبیرہ کا بیان نہایت تفصیل کے ساتھ کیا گیا ہے - قیمت ۲ر

**تعلیم الصیام** اس رسالہ میں روزے کے متعلق تمام احکام احادیث صحیحہ سے انتخاب کر کے درج کیے ہیں

## تصانیف مولانا مولوی شاہ محمد فائق صاحب

**تحقیق الحق** فلسفیانہ استدلال سے مسئلہ وحدۃ الوجود کا ثبوت اور منکرین کی غلط فہمیوں کا ازالہ قیمت ۸ر

**تحقیق الحقائق** معقولی و منقولی دلائل سے تقلید شخصی کا ثبوت - ۸ر

**علم الکونین الرسول الثقلین** رسول اللہ کو علم ما کان وما یکون حاصل ہونے کا ثبوت - قیمت ۷ر

**جامع الترکیب** فارسی صرف و نحو جدید طریقہ پر بتایا گیا ہے - طالبعلموں کے لیئے بے مثل کتاب ہے - قیمت صرف ۵ر

**تعلیم الاطفال** دین کی ضروری باتیں اور مسائل بتائے گئے ہیں - ۵ر

**کما یقول یقال** وحدت وجود و شہود پر عالمانہ بحث - قیمت ۶ر

**ھدایت الاسلام** اسلامی سلام کے فضائل بیان کیئے گئے ہیں - ۳ر

**تائید الاسلام** از ملا خیر ملا کوٹ کی آیت پر آریہ وغیرہ کی طرف سے جو لغو اعتراضات کئے جاتے ہیں ان سب کا مدلل اور تسلی جواب - ۸ر

---

**الفوائد الضابطہ** عمل رابطہ معمول صوفیہ کا ثبوت از مولانا سید احمد سعید صاحب نقشبندی - قیمت ۴ر

**مجموعۂ خطب** تمام خطبوں کا مجموعہ ہے - قیمت ۴ر

**تحفہ خیبر** اس میں شرائط جمعہ کے متعلق علمائے اسلام اور فقہائے امام کے اقوال درج ہیں - قیمت ۳ر

**فلاسفی احکام اسلام** اس میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اسلام کی ہر عبادت اور ہر کام میں فلاسفی ہے - قیمت ۳ر

**تنقید لطیف** اس میں علیگڑھ کی تعلیم سے جو دہریانہ و ملحدانہ خیالات پیدا ہو جاتے ہیں ان کو عقلی، نقلی، علمی، منطقی، فلسفی، اور سائنٹفک دلائل سے رد کیا گیا ہے - قیمت ۶ر

**نماز اور اسکی حقیقت** جس میں مع دیگر دینی ضروریات کے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ نماز تمام دنیا کی عبادات سے افضل و برتر ہے اور سب سے مکمل عبادت ہے - قیمت ۴ر

**کفر توڑ** اس میں آریوں کے تمام اعتراضات کا دنداں شکن جواب دیا گیا ہے اور ان کی شرمناک حالت کی تصویر عجب پیرایہ میں دکھائی ہے - ۸ر

اگر آپ کے پاس موٹر ہے۔ یا آپ موٹر چلاتے ہوں۔ یا چلانا چاہتے ہوں تو کم از کم ایک مرتبہ تعلیم موٹر کا بھی مطالعہ کر لیجئے۔ اس میں موٹر چلانے کے صحیح اور ضروری اصول و قواعد نہایت خوبی کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں اور اردو زبان میں اس قدر آسانی کے ساتھ سمجھایا گیا ہے کہ ایک معمولی عقل و قابلیت والا شخص ان کو ذہن نشین کر لینے کے بعد چند ماہ کے عرصہ میں قابل موٹر ڈرائیور بن سکتا ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ وہ موٹر کے معاملہ میں ایک لائق میکنکل انجنیر بن جائے گا۔ ہر قسم کی مرمت آسانی سے کر سکیگا۔ جنگل بیابان میں جہاں موٹر کی درستی کی کوئی صورت نہ ہوگی یہ کتاب آپ کی مدد کرے گی۔ اس میں موٹر کے تمام چھوٹے بڑے پرزوں کی تصویریں موجود ہیں۔ ان کا فٹ کرنا مرمت کرنا نہایت خوبی سے ساتھ بتایا گیا ہے۔ انگریزی کی مستند کتابوں کی مدد سے یہ کتاب تیار کیا گیا ہے۔ موٹر کے متعلق ایسی عمدہ اور بہترین کتاب ہے۔ قیمت عمہ

منیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی

اگر آپ کے پاس کسی مکمل ملمع سازی کی کتاب ہو۔ اور آپ اس سے کام بھی لیں تو بہت ممکن ہے یہی کتاب آپ کو معاش کے تفکرات سے آزاد کر دے اور اگر آپ اس کام میں زیادہ کوشش فرمائیں تو بہت ممکن ہے کہ بجلی کی دو بیٹریاں آپ کے رنگ روپے میں خوشحالی اور فارغ البالی کی رو دوڑا دیں کتاب ہذا تجربوں کے بعد لکھی گئی ہے۔ اس میں بیٹری خود تیار کر کے بجلی پیدا کرنا، ہر قسم کے دھات کا دوسرے تمام دھاتوں پر ملمع کرنا حتی کہ کانچ مٹی لکڑی وغیرہ تک پر ملمع کرنے کے نہایت آسان طریقے درج ہیں۔ اس کے علاوہ ہر قسم کے سانچے بنانا بتایا گیا ہے ضروری تصاویر بھی دی گئی ہیں انگریزی ادویات کے نام علیحدہ درج ہیں۔ قیمت ایک روپیہ (عہ) علاوہ محصول

منیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی

اگر آپ جانتے ہیں کہ عمارتوں کے ٹھیکے پر بہت سے مالدار بن گئے ہیں اگر آپ کی خواہش ہو کہ آپکی جائداد نہایت خوبصورت اور کفایت سے تیار ہو اگر آپ کی تمنا ہے کہ بلا کسی ڈگری کے چند ماہ میں آپ فن تعمیرات میں ایک انجنیر کے مقابل بن جائیں۔ تو روح انجنیری ملاحظہ کیجئے جسکی نسبت ٹھیکیداروں۔ سب ڈویزنل افیسروں۔ اور انجنیروں کا خیال ہے کہ فن معماری میں زبان اردو میں یہ سب سے بہتر کتاب ہے۔ اس کتاب میں انجنیری کے متعلق نہایت آسان اصول درج ہیں۔ اور فن معماری کو اس قدر آسان اور سلیس زبان میں لکھا گیا ہے کہ ایک غبی سے غبی شخص کو بھی اس کے سمجھنے میں کوئی دقت واقع نہیں ہو سکتی
قیمت علاوہ محصول ڈاک۔ ایک روپیہ دس آنہ ۱؍۱۰

منیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی

تفسیر الفاتحہ
مفتی شیخ محمد عبدہ مصری کی مشہور تفسیر کا اُردو ترجمہ
جسمیں قابل مفسر نے سورۂ فاتحہ کے ایک ایک لفظ سے فصاحت
و بلاغت کے دریا اُبلتے ہوئے دکھائے ہیں اور منکرین کو یہ باور
کرا دیا ہے کہ کلام خداوندی کا ہر نقطہ ایک معجزہ ہے جو انسان کی سمجھ
سے بالا ہے۔ یہ تفسیر تمام دوسری تفاسیر کا عطر ہے اور ہر لحاظ سے
بے نظیر تصنیف ہے۔ لکھائی چھپائی نہایت بہتر۔ قیمت ۸ر
منیجر نظامیہ دارالاشاعت دہلی سے طلب کیجیے



فیضان قدسی
جب انسان کسی مصیبت میں گرفتار ہوتا ہے، جب انسان
پر آسمانی بلائیں نازل ہوتی ہیں، جب انسان کے دل پر نا امیدی
کی گھٹا چھا جاتی ہے۔ جب انسان کی زندگی معرض خطر میں
پڑ جاتی ہے تو آیت الکرسی شریف سے ظل رحمت نکل کر چھا جاتی
اور انسان تمام مصائب سے نجات مل جاتی ہے بشرطیکہ آیت الکرسی
شریف کے آداب سے واقف ہوں اسکے پڑھنے کے طریقے جانتا ہو۔
فیضان قدسی میں ہر مراد، ہر تمنا، اور ہر خواہش کے لیے
آیت الکرسی شریف کے اعمال پڑھنے کی صحیح اور مجرب المجرب
ترکیبیں حضرت مولانا شاہ عبد السمیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت
خوبی سے تحریر فرمائی ہیں۔ قیمت دس آنے (۱۰ر)
منیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی

کلید مُراد
آپ پر قرضہ کا بار ہو (اگر خدانخواستہ) آپ حسرت میں بسر کرتے ہوں
ہوئے ہوں یا کچھ خاص تمناؤں اور ارمانوں کا ہجوم اپنے دل میں
کیونکہ
اس میں ہر امر کے متعلق پیغمبری دعائیں درج ہیں
منیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی

# تفسیر قرآن مجید

(گذشتہ سے پیوستہ)

ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ثُمَّ اسْتَوٰی اِلَی السَّمَآءِ فَسَوّٰھُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّ ھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۵

**ترجمہ:** - وہی (خدائے برتر) ہے جس نے تمہارے لئے وہ سب کچھ پیدا کیا جو زمین میں ہے اس کے بعد آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور سات آسمان تیار کر دیئے اور وہ ہر شے سے واقف ہے۔

**تشریح الفاظ:** - استوا - ارتفاع - بلند ہونا - قایم ہونا - متوجہ ہونا - ارادہ کرنا - تسویہ سا - تیار کرنا - ہموار کرنا - ٹھیک کرنا - اعتدال و استقامت - کسی شے کو بے عیب - بے نقص ٹھیک ٹھیک مکمل صورت میں لے آنا - سما - بلندی - آسمان - آسمان کیا ہے اس کی حقیقت صرف خدا کی ذات پر معلوم ہے جس نے اُسے اپنے دست قدرت سے بنایا - انسان ضعیف جس کی عقل محدود اور نظر محدود ہے اُسکی اصلی حالت و حقیقت دریافت کرنے سے عاجز ہے - البتہ چاہتا ہے کہ ہر شے کے متعلق اپنے خیالات ظاہر کرے - کیونکہ ہر شے کو دیکھ کر اُسکی حیرت زدہ عقل جوش اور حیرانی پکار اٹھتی ہے چنانچہ فلاسفہ نے آسمانوں کے متعلق جو کچھ لکھا ہے وہ بیان دلکھائیں محض قیاسات پر مبنی ہیں - کوئی اُسے حد نظر کہتا ہے - کوئی اُسے ایک ایسا جسم مانتا ہے جسکا خرق والتیام (کھلنا اور بند ہونا) نامکن ہے - غرض ہر شخص اپنی عقل کے مطابق راہ روی کرتا ہے - مذہب اسلام میں آسمان و زمین کی خلقت کے متعلق جا بجا اشارے ہیں لیکن تفصیلات کچھ نہیں - کیونکہ اسلام کسی شے کی تحقیقات میں اتنی مصروفیت روا نہیں رکھتا کہ انسان گمراہ یا خدا سے غافل ہو جائے - وہ آسمان و زمین کے عرفان کو اتنا ضروری نہیں سمجھتا جتنا خدا کے عرفان کو - تاہم مذہبی تعلیم کے مطابق یقینی ہے کہ آسمان ہے - آسمانوں کی تعداد سات ہے - اور ان کے علاوہ ایک عرش اور ایک کرسی بھی ہے جب حکما کے اقوال محض اٹکل - شک و وہم اور قیاس پر مبنی ہیں تو ہمارے لئے سب سے بہتر صورت یہ ہے کہ ہم انبیائے کرام کے ارشاد کو باور کریں اور انہوں نے جس طرح آسمانوں اور زمینوں کی تفصیلات بیان کی ہیں اُسے بیان لائیں۔ حضرت سلمانؓ فرماتے ہیں کہ پہلا آسمان زمرد سبز سے بنا ہے اور اُسکا نام رقیع ہے - دوسرا آسمان سیم سفید کا ہے اور اُسکا نام ارقلون ہے - تیسرا آسمان یاقوت سرخ کا ہے اور اُسکا نام قیدوم ہے - چوتھا آسمان سفید موتی کا ہے اور اُسکا نام ماعون ہے - پانچواں آسمان زر سرخ کا ہے اور اُسکا نام رتقا ہے - چھٹا آسمان یاقوت زرد کا ہے اور اُسکا نام رفنا ہے - ساتواں آسمان نور درخشاں کا ہے اور اُسکا نام عروبا ہے - واللہ اعلم بالصواب۔

**تفسیر:** - اس سے پہلی آیت کریمہ میں ارشاد ہوا تھا کہ تم لوگ ذات الٰہی کا کیونکر انکار کرتے ہو جبکہ تمکو عدم سے وجود میں لایا اور پھر وجود سے عدم میں پہونچائیگا اور اسکے بعد پھر ایک دوسری زندگی عطا کریگا - پس جو خدائے برتر ایسا قادر اور توانا ہے اور جس نے اپنے کمال فضل و کرم سے تمہیں خلعت وجود سے نوازا اور عزت بخشی ہے اُسکی ہستی و وحدت سے کیونکر انکار کیا جا سکتا ہے - اس آیت مبارکہ میں اسی مضمون کو اور زیادہ تقویت دیکر حکم ہوتا ہے کہ تم ہستی خداوندی کا کیونکر انکار کر سکتے ہو - وہ تو ایسا خالق مطلق اور مہربان و شفیق معبود ہے کہ اُس نے تم کو زمین کی تمام کائنات عطا کر دی ہے - یعنی اُس نے جو کچھ پیدا کیا ہے وہ تمہارے لئے پیدا کیا ہے - یہ وسیع صحن تمہارا ہے جس پر تم سر بلند عمارتیں بناتے ہو - چلتے پھرتے ہو اور اُس سے طرح طرح کے فائدے اٹھاتے ہو - یہ باغ و راغ اور لالہ و گل اپنی بہاروں رنگینیوں اور خوشبوؤں کے ساتھ تمکو عطا کر دئے گئے ہیں جس سے تم اپنے دماغ کو معطر اور روح کو شگفتہ کرتے ہو - زمین کی تمام پیداوار جس پر تمہاری زندگی کا مدار ہے صرف تمہارے لئے پیدا کی گئی ہے - لعل و گہر سیم و زر اور صدہا قیمتی اشیا جو تمہاری ضرورتوں اور آسائش میں کام آتی ہیں قدرت کے اعلیٰ عطیئے ہیں جو اُس نے تم کو عطا کیا ہے - الغرض مشیت نے زمین میں جو کچھ پیدا کیا ہے اور قدرت کاملہ نے اس صفحہ پر جو کچھ گلکاریاں کی ہیں وہ صرف تمہاری دلچسپی دلبستگی اور آسایش و استعمال کے لئے ہے - پس جو خدا ایسی عظمت اور قدرت والا ہے اور بندوں پر ایسا شفیق و مہربان وہ ہر طرح کی ستائش و پرستش کا سزاوار ہے - اُسکی ہستی سے انکار کرنا حماقت ہے اور اُسکی نوازشوں کا معترف نہ ہونا حد درجہ کی ناشکری ہے - اُس نے اپنے بندوں کو ایسی نعمتیں عطا کی ہیں اور اتنی بڑی زمین کے جزو و کل کا مالک بنا دیا ہے تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ اُس کے خزانہ غیب میں کسی بات کی کمی نہیں - اگر وہ کسی کو تمام آسمان و زمین دیدے تو اُس کے خزائن قدرت میں اتنی کمی بھی واقع نہیں ہو سکتی جتنی سمندر میں ایک قطرہ کم ہو جانے سے اُسکی عظمت و سطوت اور طاقت و قدرت کا اندازہ دشوار ہے - دیکھو جب اُس نے آسمان کی طرف توجہ کی تو سات آسمان بنا کر کھڑے کر دئیے جنمیں کوئی عیب نہیں - کوئی فتور نہیں - سب سے بہتر - بالا تر سے بالا تر - اتنے وسیع اور ایسے رفیع - پھر مہر و ماہ اور درخشاں تاروں سے آراستہ - پس جس ذات پاک میں ایسی قدرتیں موجود ہوں اور جسکی صنعت کاملہ کا یہ عالم ہے اُس کے انعامات کا کیا کہنا جیسا بے مثال اور جلیل القدر وہ بادشاہ ہے ویسی ہی شاندار اُسکی فیاضیاں ہیں اور یہ سب کچھ کیوں نہ ہو - وہ ہر شے کی حقیقت سے بخوبی واقف ہے۔

اس آیت کریمہ سے یہ بات عیاں ہے کہ انسان اس دار فانی میں ایک مہمان مختار کی حیثیت رکھتا ہے اس گھر میں جو کچھ ہے وہ اُسی کے لئے ہے - جہاں چاہے جائے جہاں چاہے قیام کرے اور جس چیز کو چاہے استعمال کرے - کیونکہ جب یہ بتا دیا گیا کہ جو کچھ ہے سب اُس کے لئے پیدا کیا گیا ہے تو ظاہر ہے کہ وہ ہر شے کو اپنے استعمال میں لا سکتا ہے اور ہر چیز اُس کے لئے جائز ہے - لیکن انسان کی حالت اس بھرے گھر میں اُس مہمان کے مانند ہے جسے میزبان اپنا گھر سپرد کر دے لیکن وہ گھر کے جغرافیہ اور موجودات سے ناواقف ہو - اور یہ نہ جانتا ہو کہ کونسی چیز کس طرح اور کس لئے استعمال کیجائیگی - اس لئے میزبان کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ مہمان کو تمام نشیب و فراز سے آگاہ کر دے - اور بتا دے کہ یہ صورت مضر اور یہ طریقہ مفید ہے تاکہ مہمان اپنی ناواقفیت کی بنا پر عیش و راحت کے بجائے تکلیف و مصیبت میں مبتلا نہ ہو جائے - پس خدائے مہربان نے یہ فرمانے کے باوجود کہ زمینوں میں جو کچھ ہے وہ ہمنے تمہارے لئے پیدا کیا اور جواز عام کی سند عطا کرنے کے بعد وصف حلال و حرام کی قید لگا دی تاکہ ہم ان قدرتی نعمتوں سے فائدہ اٹھانے کی جگہ اپنے آپکو نقصان نہ پہونچا لیں - لیکن ان قیود سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ دنیا کی ہر چیز

# شرح مثنوی مولینا رومؒ

(گذشتہ سے پیوستہ)

گفت آنگہ آں حکیم باصواب  آں کنیزک را کہ رستی از عذاب

ترجمہ :- صائب الرائے حکیم نے پسندکنیز سے کہا کہ اب تو نے عذاب سے مخلصی پائی

گفت دانستم کہ رنجت چیست زود  در علاجت سحرہا خواہم نمود

ترجمہ - کہا کہ میں تیرے درد دکھ سے واقف ہو گیا - میں جلد تیرے علاج میں انتہائی کوشش کروں گا -

شاد باش و ایمن و فارغ کہ من  آں کنم با تو کہ باراں با چمن

ترجمہ - خوش رہ بے خوف رہ اور مطمئن رہ کیونکہ میں تیرے ساتھ وہ سلوک کروں گا جو بارش چمن کے ساتھ کرتی ہے -

من غم تو میخورم تو غم مخور  بر تو من مشفق ترم از صد پدر

ترجمہ :- میں تیرا غمخوار ہوں تو غم نہ کھا - میں باپ سے بڑھ کر تجھ پر مہربان ہوں -

لغات :- آنگہ - اُسوقت - صواب - ٹھیک - درست - عذاب - درد - دکھ - رنج - بیماری - غم - درد دکھ - سحر - جادو - (ایسی کوشش جو جادو کی طرح - وہ اثر وہ تیر بہدف معلوم ہو - ) ایمن (امالہ آمن) بے خوف - امن میں -

مطلب :- جب طبیب غیبی کو کنیز کی بیماری کا اُسکا حال معلوم ہو گیا اور یہ پتہ چل گیا کہ وہ سمرقند کے ایک زرگر پر فریفتہ ہے تو اُس نے نہایت دلداری اور دلجوئی کے ساتھ اُس سے کہا کہ اب تم مایوس اور اداس نہ ہو - میں تمہاری بیماری سے واقف ہو گیا ہوں - میں جلد سے جلد تمہارا علاج کرتا ہوں - میرا علاج ایسا موثر اور تیر بہدف ہوگا کہ تم اُسے جادو سمجھو گی - تم سمجھ لو کہ بس اب تمہیں غم سے نجات مل گئی - میں تمہاری غمخواری کے لئے آمادہ ہو گیا اور تم دیکھو گی کہ میں باپ سے بڑھ کر تمہارے ساتھ شفقت و مہربانی کا سلوک کرونگا بس اب تم غم نہ کھاؤ اور اپنے دل کو خوش رکھو -

ہاں و ہاں ایں راز را باکس مگوئے  گرچہ شاہ از تو کند بس جستجوئے

ترجمہ :- ہاں مگر یہ راز کسی سے کہنا نہیں - بادشاہ کیسا ہی اصرار کرے (لیکن تم خاموش رہنا)

مطلب :- طبیب غیبی نے اچھی طرح تسلی دیکر ارشاد فرمایا کہ میرے تمہارے درمیان جو گفتگو ہوئی ہے اور یہ بات کہ تمہیں سمرقند کے زرگر سے محبت ہے کسی پر ظاہر نہ کرنا - بادشاہ کیسا ہی اصرار کرے اور تم سے کرید کرید کر پوچھے لیکن تم اسے مخفی رکھنا -

چونکہ اسرارت نہاں در دل شود  آں مرادت زود تر حاصل شود

ترجمہ :- اگر تیرے راز دل میں چھپے رہیں تو تیری مراد جلد تر حاصل ہوگی -

لغات :- اسرار - (جمع سر) راز

مطلب :- طبیب غیبی نے کنیز کو ہدایت کی کہ یہ راز کسی سے بیان نہ کرنا - اب مولانا ضمناً اخفائے راز کے فوائد بیان کرتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں کہ اگر تم اپنے راز چھپانے کی کوشش کرو - اپنے منصوبوں اور ارادوں کو کسی پر ظاہر نہ کرو - تو تمہاری مراد جلد سے جلد پوری ہو - مولانا کا یہ ارشاد بعض احادیث نبوی کے مطالب پر مشتمل ہے - چنانچہ خود ہی اگلے شعر میں اسکی توضیح فرماتے ہیں -

گفت پیغمبر ہر آں کو سر نہفت  زود گردد با مراد خویش جفت

ترجمہ - حضرت پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ جو شخص راز کو مخفی رکھتا ہے وہ بہت جلد اپنی مراد پا لیتا ہے -

مطلب :- فرماتے ہیں کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص اپنا راز مخفی رکھتا ہے وہ اپنے مقصد میں بہت جلد کامیاب ہو جاتا ہے غالباً اس شعر میں اِن احادیث مقدسہ کی طرف اشارہ ہے کہ من کتم سرہٗ حصل امرہٗ (جس نے اپنا راز چھپایا اُسکا کام بن گیا) استعینوا علی انجاح الحوائج بالکتمان (اخفائے راز کی مدد سے مقاصد میں کامیابی حاصل کرو -)

دانہا اندر زمیں پنہاں شود  بعد از اں سرسبزی بستاں شود

ترجمہ :- (پہلے) دانے زمین میں پوشیدہ ہوتے ہیں پھر کہیں باغ کو سرسبزی حاصل ہوتی ہے -

لغات - بُستاں (مخفف بوستاں) خوشبو کی جگہ - باغ -

مطلب :- اخفائے راز اور اُس کے فوائد کے متعلق مولانا مثال دیتے ہیں کہ دیکھو جب دانہ کچھ دنوں زمین میں مدفون و مخفی رہتا ہے تو اُسمیں روئیدگی پیدا ہوتی ہے اور پھر وہ نشو و نما پاکر باغ کی سرسبزی اور رونق کا باعث بنتا ہے اگر دانہ زمین میں نہ چھپے تو وہ چند روز کے بعد ایک دلفریب پودے کی صورت اختیار نہیں کرسکتا اسی طرح راز جب تک دل میں چھپایا نہ جائے اُسوقت تک اُس کا ثمرہ حاصل نہیں ہو سکتا -

زر و نقرہ گر نبودندے نہاں  پرورش کے یافتندے زیر کاں

ترجمہ :- اگر سونا چاندی زمین میں چھپا ہوا نہ ہوتا تو اُسے کان میں پرورش کا موقع کیونکر ملتا -

لغات :- زر - سونا - نقرہ - چاندی -

مطلب :- اخفائے راز کی تائید میں یہ دوسری مثال ارشاد فرماتے ہیں - یعنی اگر سونا چاندی زمین میں عرصہ تک مدفون نہ رہتے اور اُنہیں نشو و نما پانے سے قبل جبکہ وہ ابتدائی منزلوں میں تھے کوئی زمین سے نکال لیتا تو اُنکو پڑھنے اور ایسی قیمتی صورت اختیار کرنے کا موقع کیونکر ملتا - (از مولانا سید ظہور احمد صاحب حنیفؔ نذیرؔ)

# شرح دیوان حافظ

(گذشتہ سے پیوستہ)

دست ماہ و مہر بر بندد ز حسن  ماہ بے مہرم چو بر بندد نقاب

ترجمہ:- ماہ و مہر حسن سے (مرعوب ہوکر) دست بستہ ہو جاتے ہیں جب ہمارا ماہ بے مہر (محبوب نامہرباں) نقاب اٹھاتا ہے۔

لغات:- دست بستن - بے بس کرنا - مطیع کرنا۔

مطلب - ہمارے محبوب کے حسن کا اگرچہ وہ نامہرباں ہے یہ عالم ہے کہ جب وہ نقاب اٹھاتا ہے تو ماہ و مہر بے حقیقت ثابت ہوتے ہیں اور ان کا سب نور اور سب رونق ہونا ظاہر کرتا ہے کہ ہمارے محبوب کا چہرہ ان کے مقابلہ میں کیا پر نور اور پر لطف ہے - معنوی مطلب یہ ہے کہ جب طالب کو تجلیات قدس کا مشاہدہ ہوتا ہے تو ان جلوہ ریزیوں کے سامنے حسینان مجازی کا حسن و جمال بالکل بے حقیقت نظر آتا ہے - یا جب ان تجلیات کا آغاز ہوتا ہے تو عادت کی گرم بازاری سرد ہو جاتی ہے۔

ز خیالم باز نشناسد کسے  گر درآغوشش بہ بینم شب بخواب

ترجمہ:- مجھ میں اور خیال میں کوئی تمیز نہ کرسکے اگر کسی رات کو میں یہ خواب دیکھ لوں کہ وہ میری آغوش میں ہے۔

لغات - خیال - صورت موہومہ۔

مطلب - اگر خواب کے عالم میں بھی مجھے وصال کی دولت میسر آجائے تو یہ سرمستی و بیخودی میری حالت میں اس قدر انقلاب پیدا کردیگی کہ میری مادی اور جسمانی ہستی فنا ہو جائیگی اور یہ فیصلہ دشوار ہوگا کہ میں عالم خیال کا ایک نقطۂ موہوم ہوں یا عالم مثال کی ایک ہستی۔

زہر اے بادہ مے باید زدن  محتسب را حد بے حد و حساب

ترجمہ:- شراب کے لئے محتسب کو بے حد اور بے حساب سزا دینی چاہئے۔

لغات - بادہ - شراب - محتسب - کوتوال نگراں - وہ عہدیدار جو امور شرعیہ کی نگرانی کرے - حد - سزا ایک شرعی سزا - قدر - انتہا

مطلب - محتسب ہمارے پیچھے پڑا ہوا ہے اور ہمیں شراب سے روکتا ہے ہمیں محتسب کی اس حرکت پر اُسے بے حد اور بے حساب سزا دینی چاہیے - معنوی مطلب یہ ہے کہ جن ظاہریں اور ظاہر پرست لوگوں کو کامل سزا ملنی چاہیئے جو باطنی دنیا سے بے خبر ہیں اور روحانی سرمستی اور عرفانی بیخودی پر معترض ہیں۔ اگرچہ خواجہ صاحب کا قصد نہ ہوگا لیکن شعر کا یہ مطلب بھی نکلتا ہے کہ محتسب کو چاہیئے کہ شراب کی بنا پر بے اندازہ بے حساب سزا دے۔

سوز مستاں گر بداند محتسب  در دم از سینۂ شاں زود تر آتش آب

ترجمہ۔ اگر محتسب مستوں کے سوز (دل) سے واقف ہو تو اس آگ پر پانی کی جگہ شراب کے چھینٹے دے۔

مطلب - محتسب رندنوشوں کے ساتھ جو بدسلوکی کر رہا ہے اُس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اُن کے اندرونی حالات سے ناواقف ہے - اگر اُسے معلوم ہو کہ مستوں کے دلوں میں کیسی آگ لگی ہے تو وہ خود بھی اس آگ کو بجھانے کے لیے پانی کی جگہ شراب استعمال کرے - معنوی مطلب یہ ہے کہ اگر ظاہر بیں لوگ اہل دل کی سرمستیوں اور باطنی مشاہدات کی تجلیوں سے آگاہ ہوجائیں تو کبھی نکتہ چینی کی جرأت نہ کریں بلکہ وہ بھی انہی کے خواہشمند ہوں کہ مجاز کی سرحدی کے پار ہو کر ان کی وارفتگی اور خود فراموشی میں کمی نہ واقع ہو۔

حافظا وعظ و نصیحت گو مکن  ترک ترکان خطا نبود صواب

ترجمہ - اے حافظ کہدو کہ وعظ اور نصیحت نہ کریں - کیونکہ خطا کے معشوقوں کو ترک کر دینا اچھی بات نہیں۔

لغات - ترک - چھوڑنا - ترک - معشوق - خطا - یا ختا - ترکستان اور چین کے درمیان ایک شہر کا نام ہے جس کے باشندے اپنے حسن و جمال میں خاص امتیاز رکھتے ہیں - صواب - ٹھیک - درست - اچھا۔

مطلب - اے حافظ واعظوں اور نصیحت کرنے والوں سے کہدو کہ وہ اپنے وعظ و نصیحت سے ہمیں معاف رکھیں - یہ کسی طرح مناسب نہیں کہ خطا کے معشوقوں کو چھوڑ دیا جائے - (خطا اور صواب میں جو شاعرانہ لطافت ہے وہ ظاہر ہے اور شاید یہی اس مضمون کی آفرینش کا باعث ہوئی ہے)

## غزل

تعالی اللہ چہ دولت دارم امشب  کہ آمد ناگہاں دلدارم امشب

ترجمہ:- اللہ اللہ آج رات کو میں کیسی دولت کا مالک ہوں کیونکہ آج رات کو یکایک میرا محبوب آپہونچا ہے۔

لغات:- تعالی اللہ - اللہ برگ و برتر ہے - اللہ اللہ - سبحان اللہ - خوش قسمت

مطلب - عاشق کے لیے اس سے بڑھ کر اور کیا دولت ہوگی کہ اُسے وصال کی تمنا دکامی نصیب ہو اور پھر وہ بھی شب کو ناگہاں - پس خواجہ صاحب حرفت کے کسی حصہ میں تجلیات باری سے فیضیاب یا معشوق مجازی کی آمد ناگہاں سے شاد کام ہوئے ہیں اپنی خوبی قسمت پر اظہار مسرت کر رہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اللہ اللہ میں آج کیسا خوش نصیب اور کیسی دولت سے مالا مال ہوں کہ میرا محبوب یکایک مجھسے آملا ہے۔

(باقی آئندہ)

راقم مولانا سید ظہور احمد صاحب جعفری ندوی

# شرح گلستاں

(گذشتہ سے پیوستہ)

چندانکہ پاسے از شب درگذشت

ترجمہ:- جب کچھ رات گزری

قرص خورشید در سیاہی شد  یونس اندر دہان ماہی شد

ترجمہ:- حوت تاریکی چھاگئی (آفتاب کی ٹکیا سیاہی میں چھپ گئی - یونس مچھلی کے مونہہ میں چلا گیا)

لغات:- قرص - ٹکیا - روٹی - یونس - حضرت یونس علیہ السلام خدا کے پیغمبر - جماعت کی سرکشی سے تنگ آکر ترک وطن پر مجبور ہوئے - سفر میں آپ کو ایک مچھلی نگل گئی -

مطلب - آفتاب کی ٹکیا سیاہی میں ایسی ڈوب گئی جیسے حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں چھپ گئے تھے - مدعا یہ ہے کہ بالکل رات ہوگئی - بعض شارحین کے نزدیک ان دونوں شعروں سے مراد یہ ہے کہ چوروں کا گروہ نیند میں غرقاب ہوگیا - بہرحال جب ایسا ہوا تو -

مردان دلاور از کمین گاہ بدر جستند و دست یکان یکان بر کتف بستند بامدادان بدرگاہ ملک حاضر آوردند ہمہ را بکشتن فرمود - اتفاقاً دراں میاں جوانے بود میوۂ عنفوان شبابش نو رسیدہ و سبزۂ گلستان عذارش نو دمیدہ -

ترجمہ:- بہادر سپاہی اُن مقامات سے جہاں وہ تاک لگائے بیٹھے تھے ایک دم نکل پڑے اور ایک ایک کرکے سب کو باندھ لیا - صبح کو بادشاہ کے دربار میں اُنہیں حاضر کیا بادشاہ نے حکم دیا کہ سب کو قتل کردیا جائے - اتفاق سے اس گروہ میں ایک جوان بھی تھا بالکل نوخیز اور سبزہ آغاز -

لغات:- یکان یکان - ایک ایک - ایک ایک کرکے - کتف - شانہ دست بر کتف بستند - شانہ پر (ہاتھ باندھ دیئے) بامدادان - بامداد - سحر - صبح - اتفاقاً (اتفاق - متفق ہونا - یرانی - ایک الف کا اضافہ کرکے ناگاہ کے معنی میں استعمال کرتے ہیں - اتفاق سے - ناگہاں - عنفوان ہر شے کا ابتدائی حصہ - جوانی کی ابتدا - (میوۂ عنفوان شبابش نورسیدہ - اُسکی جوانی کے آغاز کا میوہ ابھی نورس تھا یعنی پختگی کو نہیں پہنچا تھا) عذار - رخسار - (و سبزۂ گلستان عذارش نودمیدہ - اُس کے رخساروں کے باغ کا سبزہ اُگا ہی تھا)

مطلب:- جب رات کا کچھ حصہ گزر گیا اور چوروں کا گروہ گہری نیند میں غافل ہوگیا تو مردان دلاور اپنی کمینگاہوں سے نکلے اور یکایک موقع پر پہونچکر سب کو باندھ لیا - صبح کو یہ جرائم پیشہ جماعت بادشاہ کے حضور میں پیش ہوئی - بادشاہ نے حکم دیا کہ سب کو قتل کردیا جائے - اتفاق سے اس گروہ میں ایک نوجوان بھی تھا

جس نے ابھی ابھی جوانی کی منزل میں قدم رکھا تھا اور رخساروں پر سبزہ کا آغاز ہوا ہی تھا

یکے از وزیران پائے تخت ملک را بوسہ داد و روئے شفاعت بر زمین نہاد وگفت این پسر ہنوز از باغ زندگانی بر نخوردہ است و از ریعان جوانی تمتع نیافتہ - توقع بکرم و اخلاق خداوندی آنست کہ بہ بخشیدن خونِ او بر بندہ منت نہد -

ترجمہ:- ایک وزیر نے تخت شاہی کو بوسہ دے کر نہایت ادب کے ساتھ سفارش کی اور عرض کیا کہ اس لڑکے نے تو ابھی زندگی کا کچھ بھی لطف حاصل نہیں کیا اور اپنی نوجوانی سے کوئی فائدہ نہیں اُٹھایا ہے - مجھے حضور کے اخلاق و کرم سے امید ہے کہ اُس کا خون معاف کرکے مجھپر احسان فرمائیں گے -

لغات:- ہنوز - ویسے ہی - ابھی تو - ریعان - بہتر ہر شے - بہترین حصۂ شباب و جوانی - تمتع (از متاع) فائدہ اٹھانا - توقع - امید -

مطلب:- بادشاہ کے وزراء میں سے ایک وزیر کو اس لڑکے کی حالت پر ترس آیا - اُس نے آداب شاہی کے مطابق پایۂ تخت کو بوسہ دیا اور پھر مؤدبانہ سر جھکا کر بادشاہ سے عرض کیا کہ اس لڑکے نے تو ابھی دنیا میں کچھ نہیں دیکھا ہے - اور اپنی نوجوانی کا ابھی لطف نہیں اُٹھایا ہے جہاں پناہ اسے بخشدیں تو مجھپر بہت احسان ہوگا - مجھے شاہانہ اخلاق و مہربانی سے امید ہے کہ میری درخواست قبول فرمائی جائیگی -

ملک روئے ازیں سخن درہم آورد و موافق رائے بلندش نیامد وگفت

ترجمہ:- بادشاہ کو یہ بات ناگوار گزری اور اُس کی بلند رائے اس سے متفق نہ ہوئی اُس نے کہا -

لغات:- روئے درہم آوردن - ناخوش ہونا -

پرتو نیکاں نگیرد آنکہ بنیادش بد است  تربیت نااہل را چوں گردگان بر گنبد است

ترجمہ:- جسکی بنیاد بری ہے وہ نیکوں کی روش اختیار نہیں کرتا - نااہل کی تربیت ایسی ہے جیسے گنبد پر اخروٹ -

لغات:- پرتو - عکس - روشنی - طریق - نااہل - نالایق جسمیں اہلیت نہ ہو - گردگان اخروٹ - کوئی گول چیز -

مطلب:- بادشاہ وزیر کی درخواست سے ناخوش ہوا کیونکہ وہ بڑا تجربہ کار اور دانشمند تھا - وزیر کی رائے سے اُسکی رائے متفق نہیں ہوئی اور اُس نے یہ شعر پڑھا کہ جس شخص کی اصل اور بنیاد اچھی نہ ہو وہ اچھے آدمیوں کا طریقہ اختیار نہیں کرسکتا جو لوگ اہلیت نہیں رکھتے اُنکی تربیت بے سود ہے جسطرح کسی گنبد پر اخروٹ نہیں ٹھہر سکتا اُسی طرح ایک نااہل اور نالایق آدمی کے دل میں اچھے خیالات نہیں ٹھہر سکتے -

(مولینا سید ظہور احمد صاحب ... )

# واردات قلب

قضا و قدر کی بے نیازی اور بے حسی دیکھو - امیر و غریب اور شاہ و گدا میں کوئی امتیاز نہیں - سیلاب جب بڑھتا ہے تو منظفر الدولہ کی محلسرا دیکھتا ہے نہ ایک بیکس بیوہ کا غمخانہ - زلزلہ جب آتا ہے تو ایوان شاہی کے کنگرے بھی اُسی طرح جنبش میں آتے ہیں جسطرح کاشانۂ گدائی کے ستون - آندھیاں جب چلتی ہیں تو شبستان عشرت کی کافوری شمع اور سیاہ خانۂ غربت کے جاں بلب چراغ میں کوئی امتیاز نہیں کرتیں - موت و مرض جب سفاکی پر آمادہ ہوتے ہیں تو نہ جوانی پر اُنہیں ترس آتا ہے نہ بچوں کی ناتوانی پر - آہ ہمیں اس بے نیازی سے مقابلہ کرنا ہے - اس کے لیئے ہمیں پتھر کا کلیجہ چاہیئے - اس کے لیئے ہمیں بڑے عزم و ہمت کی ضرورت ہے - اس کے لیئے ہمیں ایک ایسا دل مطلوب ہے جو درد کی نشتر زنی پر بیقرار نہ ہو اور ایک ایسی آنکھ درکار ہے جو غم کا مجسمہ دیکھے مگر اشکبار نہ ہو -

---

صلاحیت اور استعداد کے لحاظ سے کائنات کی کوئی چیز ہیچ اور ناچیز نہیں - ہر ذرہ میں آفتاب ہر قطرہ میں دریا اور ہر سنگریزہ میں ہمالہ بننے کی طاقت موجود ہے - البتہ مشیت کی توفیق اور حالات کی مدد درکار ہے - کاغذ کے ایک پُرزہ پر غور کرو کیسا بے حقیقت اور ناقابلِ التفات ہے لیکن اگر اُسپر تمہارے محبوب کی تحریر ہو؟ پھر تو تم اُسے آنکھوں سے لگاؤگے - اور کوشش کروگے کہ پہلو چیر کر دلمیں رکھ لو - اگر اُسپر ایک مصور نے قلمکاریاں کی ہوں؟ تو فن کے قدردان اُس کے لیئے سیکڑوں روپے صرف کر دینگے - لکڑی کے ایک ٹکڑے کو دیکھو - کسی باورچی کے پاس جا پڑے تو وہ اُسے چولھے میں پھونک کر تمام فطرتی استعدادوں کو فنا کر دیگا لیکن اگر تقدیر اُسے حرفتی دستِ بازو تک پہونچا دے تو اوزاروں کی چند جنبشیں اُسے شاہی ایوانوں کے لیئے باعث رونق بنا دینگی - یہی حالت تمہارے دل کی ہے - گویا وہ کاغذ کا ایک پرزہ ہے اگر تم اُس کی طرف سے بے پروائی کروگے تو حرص و ہوا کی آندھیاں اُسے نجاستوں میں پھینک دینگی لیکن اگر تم اُسپر گلکاری کیلئے آمادہ ہوگے تو وہ قدرت کے نگار خانے میں کافی وقعت حاصل کرے گا - گویا وہ لکڑی کا ایک ٹکڑا ہے - اب یا تم اُسے نفس پرستیوں کی آگ میں پھونک دو اور یا نفس کشی کی بدولت اُسے اتنا قیمتی بنا لو کہ ملاءِ اعلیٰ کی مقدس شاخیں اُس پر رشک کریں -

---

انسان بے صبر ہے - بے صبری کی وجہ سے وہ ہمیشہ فوری فوائد کا آرزو مند رہتا ہے - وہ نقد کو اُدھار پر اور امروز کو فردا پر ترجیح دیتا ہے - یہی بے صبری دین و دنیا کی بربادی کا باعث ہو جاتی ہے - ایک نوجوان اپنی تعلیم میں مصروف ہے اگر اُس نے صبر سے کام لیا اور تعلیم کو آخری منزل تک پہونچا دیا تو زندگی کا باقی حصہ آسائش و نیکنامی کے ساتھ بسر کریگا لیکن ایسا بہت کم ہوتا ہے - وہ درمیانی منزل تک پہونچکر اُکتا جاتا ہے - وہ چاہتا ہے کہ محنت کا ثمرہ مجھے ابھی مل جائے - گو یہ مفاد کیسا ہی بے حقیقت ہو لیکن وہ اُسپر قناعت کرکے اپنے درخشاں مستقبل کو تاریک بنا دیتا ہے - ہزارہا انسان جو دنیا کی ترکتازیوں میں واماندہ اور ناکام ہیں اُن کی ناکامی اور واماندگی کا یہی سبب ہے کہ اُنہوں نے پختگی کا انتظار نہیں کیا اور کچے پھلوں پر ٹوٹ پڑے - یہی بے صبری آخرت کی ناکامی کا باعث ہوتی ہے - کون نہیں جانتا کہ دنیا چند روزہ ہے - فانی ہے اس کے رنج و راحت کو بقا نہیں اور کسے معلوم نہیں کہ دنیا کے بعد جو عالم آنیوالا ہے وہ جاودانی ہے اور غیر محدود و لازوال ہے لیکن اس علم و یقین کے باوجود بے صبر انسان دنیا کو عقبیٰ پر ترجیح دینے کے لیئے آمادہ ہو جاتا ہے - وہ دنیا کی عارضی مسرت کے مقابلہ میں عاقبت کے دائمی عذاب کا خیال نہیں کرتا - اور وہ دنیا کی عارضی تکلیف و محنت سے جسپر عقبیٰ کی سرمدی راحتیں موقوف ہیں اُکتا جاتا ہے پس ہم کو چاہیئے کہ صبر کو اپنا شعار بنائیں بے صبری اور عجلت پسندی کو ترک کریں کیونکہ دارین کی فلاح و شادمانی صبر و استقامت پر موقوف ہے

---

بڑے بڑے حکیموں اور ڈاکٹروں کے نام سُنکر اور اُن کے سائن بورڈ دیکھ کر جنپر کئی کئی سطروں میں ڈگریوں کے حروف مرقوم ہوتے ہیں دل کو کیسا اطمینان ہوتا ہے کہ اِن کی مسیحا نفسی ہم کو موت سے بچا لیگی یا کم از کم موت سے پہلے مرنے نہ دیگی لیکن جب عناصر کا اعتدال برہم ہوتا ہے - جب مرض طبیعت پر غالب آجاتا ہے جب کوئی تکلیف بیمار سے چین چھین لیتی ہے اور جب انسان زندگی کی آخری حدود تک جا پہونچتا ہے جسکے بعد عالم ہو کے سوا کچھ نہیں اُسوقت معلوم ہوتا ہے کہ بے بسی اور بے چارگی میں مریض اور طبیب دونوں برابر ہیں - اُسوقت اندازہ ہوتا ہے کہ دور دور سطروں میں آنے والے حروف خطابات حروف مہملہ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے - اُسوقت بیمار کو محسوس ہوتا ہے کہ وہ مشیت کے مواج سمندر میں ایک پتہ کی طرح چلا جا رہا ہے اور معالجین دور ساحل پر کھڑے ہوئے اپنی اور اُس کی بے بسی کا تماشا دیکھ رہے ہیں - ایسی خوفناک مثالیں جب انسان کے سامنے آتی ہیں اور جب اُسکو گرداب بلا کی گردشوں کا اتفاق ہوتا ہے تو حقیقت اُسکی سمجھ میں آجاتی ہے کہ ایک تھمتی ہوئی نبض کو اُسکی اصلی حرکت پر لانا - ایک مائل بسکون قلب کو دوبارہ متحرک کرنا - پتھرائی ہوئی آنکھوں کو از سرِ نو پر نور بنانا اور ایک بے جان قالب میں

نئی روح پھونکنا طبیبوں اور ڈاکٹروں کا کام نہیں بلکہ صرف اُس شافی مطلق کی مہربانی پر موقوف ہے جو مرض اور صحت دونوں پر حکمراں ہے۔

---

ایک تو یہ کہ آدمی سے بہ تقاضائے آدمیت کوئی گناہ سرزد ہو جائے لیکن ارتکاب گناہ کے بعد وہ نہایت نادم ہو۔ آئندہ کبھی اُسکا اعادہ نہ کرے اور بارگاہ ربوبیت میں سربسجود ہو کر معافی کا خواستگار ہو۔ امید ہے کہ خدائے مہربان ایسے گناہوں سے درگزر کرے گا اور اُن سے ایمانی قوتوں میں کوئی ضعف نہ پیدا ہوگا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ انسان گناہ پر گناہ کرے۔ جانتا ہو کہ یہ گناہ ہے لیکن پھر بھی اُس کا مرتکب ہوتا ہو۔ اِس صورت میں انسان فاسق و فاجر ہو جاتا ہے اور اُس کی ایمانی طاقت میں ضعف آجاتا ہے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ کوئی شخص گناہ کا مرتکب ہو اور قرآن و حدیث کے کھلے ہوئے احکام کے باوجود اُسے گناہ نہ سمجھے۔ اپنی رائے سے حرام کو حلال اور حلال کو حرام قرار دے۔ ایسا شخص کافر ہو جاتا ہے اور قہرالٰہی کے فرشتے اُس سے تمام ایمانی قوتیں چھین لیتے ہیں۔ ایسے بہت سے گناہ ہمکو جان بوجھ کر ہمنے اختیار کیا ہے۔ اور کبھی کبھی فرعونی اور نمرودی سرکشی بھی ہم میں پیدا ہو جاتی ہے اور ہم گناہ کو گناہ اور حرام کو حرام نہیں سمجھتے۔ ایسی حالت میں ہمیں خبر بھی نہیں ہوتی اور ہمارا ایمان ہم سے چھن جاتا ہے۔ اور بہشت کی فہرست سے ہمارا نام کاٹکر دوزخ کی طرف منتقل کر دیا جاتا ہے کیونکہ ہم کافر ہو جاتے ہیں۔ لیکن اِس تغیر کا ہمیں اتنا احساس بھی نہیں ہوتا جتنا ۱۱ کے رجسٹر میں درج ہو جانے سے ہمارا دل مضطرب ہو سکتا ہے۔ اگر شریعت کی اصطلاح ہمیں کافر کہتی ہے تو کہا کرے۔ ہم کفر سے کیوں ڈریں۔ تعزیرات ہند میں کوئی دفعہ نہیں جو کفر پر عائد ہو سکے۔ اور ایک لمحہ کے لیئے ہمیں جرمانے یا سزا کا خوف دلا سکے۔ رہا دوسری دنیا کا خطرہ تو وہ اِس مصرع کے زبان پر آتے ہی کافور ہو جاتا ہے کہ "عاقبت کی خبر خدا جانے"

---

کسی دن جب تم عالم تنہائی میں بیٹھے ہو۔ رات کی خاموشی فضا پر طاری ہو اور ایک موم بتی تمہارے سامنے روشن ہو اُسوقت خیالات کو یکسو کرکے موم بتی پر نظر جماؤ اور غور کرو کہ یہی حالت تمہاری عمر کی ہے جسطرح موم بتی کا ایک حصہ جل چکا ہے اور باقی تیزی کے ساتھ جل رہا ہے اسی طرح تمہاری عمر کا ایک حصہ گزر چکا ہے اور باقی تیزی کے ساتھ گزر رہا ہے جسطرح موم بتی کا جلا ہوا حصہ اب دنیا کی کوئی طاقت واپس نہیں لا سکتی۔ اِسیطرح تمہاری عمر کا گزرا ہوا حصہ اب تمہیں دوبارہ نہیں مل سکتا۔ موم بتی اور تمہاری عمر میں بڑی مشابہت پائی جاتی ہے لیکن ایک بات میں اختلاف ہے۔ یعنی موم بتی کی مدت حیات اور عرصۂ انتہا سے تم واقف ہو لیکن اپنی عمر کے متعلق تم کچھ نہیں جانتے۔ تم ہرگز نہیں بتا سکتے کہ تمہاری عمر میں اب ایک لمحہ باقی ہے یا ایک دن یا ایک ماہ یا ایک سال یا ایک صدی۔ ایسی حالت میں تمہاری زندگی اس شکبار اور برف کی طرح پگھل کر تیزی سے فنا ہوجانیوالی موم بتی سے بھی زیادہ بے ثبات اور ناپائدار ہے۔ تاہم اُسکی زندگی کامیاب ہے اُسے بنانے والے نے جس مقصد سے بنایا تھا وہ تکمیل کو پہونچ گیا یعنی اتنک وہ در و دیوار پر پورپاشی کرتی رہی اور جب تک وہ جلیگی تمہاری پتلیاں اُس سے روشنی کا اکتساب کرینگی۔ لیکن تم بتاؤ کہ تمہاری زندگی بھی کامیاب ہے؟ تم نے بھی اُن مقاصد کی تکمیل کی ہے جنکے لیئے تم دنیا میں آئے ہو؟ تم میں بھی ایک موم بتی کی طرح سوز و گداز اور اس سے بڑھکر یہ کہ فیضان عام کا مادہ پایا جاتا ہے؟ تم بھی دوسروں کی ضیابخشی کے لیئے اپنے آپ کو جلاتے ہو اور دوسروں کے فائدے کے لیئے نقصان اُٹھاتے ہو؟

---

اگر کسی شخص سے کہا جائے کہ تم کتے ہو وہ بے اختیار بھونکنے لگے گا اور اگر کسی سے کہا جائے کہ تم گدھے ہو تو وہ دولتیاں جھاڑنے پر آمادہ ہو جائے گا۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ اشرف المخلوقات ہونے کے مغالطہ میں مبتلا ہے۔ بے شک انسان اشرف المخلوقات ہے مگر اسوقت جب اپنی فطرتی استعدادوں کو اُبھارے اور بہیمیت کو مغلوب کرکے اپنی ذات میں ملکی صفات پیدا کرے۔ ورنہ وہ ایک ادنےٰ جاندار سے بدتر ہے۔ خالق کائنات نے ہر نوع مخلوق کو ایک نہ ایک ایسا وصف عطا کیا ہے جو اُسی کے ساتھ مخصوص ہے اور دوسرے میں نہیں پایا جاتا مثلاً ایک گدھے میں جو مسکینی اور بردباری پائی جاتی ہے وہ اُسی کا حصہ ہے۔ ایک گدھا باربرداری کی جو طاقت رکھتا ہے وہ ایک شیر میں نہیں پائی جاتی۔ اور اس لیئے یہ تسلیم کرنے میں کیسے انکار ہو سکتا ہے کہ اس نقطۂ نظر سے گدھا شیر پر فوقیت رکھتا ہے۔ کتا نجس عین ہے لیکن اس عینی نجاست کے باوجود اُس میں وہ صفات عالیہ پائی جاتی ہیں جو سالہا سال کی ریاضت اور نفس کشی کے بعد بھی ایک درویش کو بدرجۂ کمال حاصل نہیں ہوتیں۔ اگر کسی انسان میں یہ اخلاق حمیدہ پیدا ہو جائیں تو وہ انسانیت کی بلند ترین منزل تک پہونچ سکتا ہے۔ کتے میں دس خصلتیں پائی جاتی ہیں جنکو درویشی کی روح کہنا چاہیئے (۱) وہ صحیح معنی میں فقیر ہے یعنی اُسکی ملکیت میں کچھ نہیں ہے۔ (۲) بین اُس کا بچھونا ہے۔ (۳) اگر مالک اُسے مارتا ہے تو بھی وہ اُس کا در چھوڑ کر کہیں نہیں جاتا۔ (۴) مالک اُسے جو کچھ دیتا ہے اُسپر راضی اور قانع ہے۔ (۵) وہ زیادہ تر خاموش رہتا ہے۔ (۶) اپنے مالک کے دروازہ کا محافظ ہے اور شب بیدار ہے (۷) اکثر اوقات بھوکا رہتا ہے (۸) مخلوق میں اُسکی کوئی عزت نہیں۔ ہر شخص اُسے حقیر سمجھتا ہے۔ (۹) دشمنوں پر جھپٹتا ہے اور دوستوں سے تعارض نہیں کرتا۔ (۱۰) جب وہ مرتا ہے تو کوئی میراث نہیں چھوڑتا۔

(مولانا سید ظہور احمد صاحب جیف اڈیٹر)

---

# کلمات الرسولؐ

(ایڈیٹر رسالہ اسوۂ حسنہ)

(۱) کاموں کا دار و مدار نیتوں پر ہے جس کی جیسی نیت ہوگی اس کو ویسا ہی پھل ملیگا۔
(۲) حیا ایمان کی ایک بڑی شاخ ہے۔ یعنی ایماندار آدمی میں شرم ضرور ہوتی ہے۔
(۳) مسلمان وہ ہے جسکی زبان اور ہاتھ (قول و فعل) سے دوسروں کو رنج نہ پہنچے اور مومن وہ ہے جس سے سب کی جان و مال کو امن ہو۔
(۴) کامل ایمان والا وہی ہے جو خدا واسطے دوستی اور خدا واسطے دشمنی رکھے جو کچھ دے خدا واسطے دے اور جو نہ دے وہ بھی خدا ہی کے واسطے یعنی نیک کاموں سے ملے اور بدکاروں سے بچے اور اچھے کام میں دے اور برے میں نہ دے۔
(۵) جو امانتدار نہیں وہ ایماندار نہیں اور جو اپنی بات پر قائم نہیں وہ دیندار نہیں۔
(۶) جو نیک کام کر کے خوش ہو اور برے کام سے رنجیدہ ہو تو جان لیا جائے کہ وہ ایمان والا ہے۔
(۷) اسلام میں وہی لوگ اچھے ہیں جو نرمی سے بات کرتے ہیں۔ بھوکوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔ مصیبت میں بیدل ہو کر گھبراتے نہیں۔ آنے والی مصیبت سے مضطرب پریشان نہیں ہوتے اور سخاوت کرتے ہیں اور تمام مسلمانوں میں افضل وہ ہیں جنکی زبان و ہاتھ سے کسی کو نقصان نہ پہونچے اور تمام ایمان والوں میں افضل وہ ہیں جن کی عادتیں نیک ہوں۔
(۸) افضل ایمان کا مرتبہ آدمی کو اسوقت ملتا ہے جب خدا واسطے محبت اور خدا واسطے عداوت ہو اور ہر دم اللہ کا نام زبان پر ہو اور یہ مرتبہ اسوقت حاصل ہوتا ہے جب اپنا فائدہ دوسروں کے فائدہ میں اور اپنا نقصان دوسروں کے نقصان میں سمجھ کر عمل کرے۔
(۹) زناکار زنا کرتے ہیں اور چور چوری کرتے ہیں اور شرابی شراب پیتے ہیں اور قاتل قتل کرتے ہیں ایمان والا نہیں ہوتا۔

# حصول معاش

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک شخص نے اٹھ کر پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پیشے کی نسبت آپ کی کیا رائے ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تیرا پیشہ کیا ہے؟ اس نے عرض کی کہ درزی کا کام۔ آپ نے فرمایا اگر تو راستی سے یہ کام کرے تو بہت اچھا ہے۔ قیامت کے دن تو ادریسؑ پیغمبر علیہ السلام کے ہمراہ بہشت میں جائیگا۔ پھر ایک اور آدمی نے اٹھ کر عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پیشے کی نسبت آپ کیا فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا کہ تو کیا کام کرتا ہے؟ اس نے عرض کی کہ کھیتی باڑی۔ آنجناب نے فرمایا یہ بہت اچھا کام ہے۔ اسواسطے کہ یہ کام حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تھا۔ یہ مبارک اور فائدہ مند کام ہے۔ خداوند تعالےٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا سے تجھے برکت دیگا اور قیامت کے دن بہشت میں تو حضرت ابراہیمؑ کے نزدیک ہوگا پھر ایک اور آدمی نے اٹھ کر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی رائے میں میرا پیشہ کیسا ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ تو کیا کام کرتا ہے، اس نے عرض کی کہ میرا کام تعلیم ہے۔ آپ نے فرمایا تیرے کام کو خداوند تعالےٰ بہت ہی اچھا جانتا ہے۔ اگر تو خلقت کو نصیحت کرے گا تو قیامت کے دن حضرت خضر علیہ السلام کا سا ثواب تجھے ملیگا۔ اور اگر تو عدل کریگا تو آسمان کے فرشتے تیرے لئے معافی کے خواستگار ہونگے پھر ایک اور آدمی نے اٹھ کر عرض کی یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پیشے کی نسبت آپ کیا فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا کہ تیرا پیشہ کیا ہے؟ اس نے عرض کی کہ سوداگری آنحضرت نے فرمایا اگر تو راستی سے یہ کام کریگا تو بہشت میں پیغمبر کا ہمراہی ہوگا۔

پھر فرمایا کہ روزی کمانیوالا خدا کا دوست ہوتا ہے لیکن اسے چاہئے کہ نماز ہر وقت ادا کرے۔ اور شریعت کی حد سے قدم باہر نہ رکھے۔ کیونکہ حدیث میں ہے کہ ایسا روزی کمانے والا خدا کا پیارا ہے اور خدا کا صدیق ہے۔
(ماخوذ)

# شیطان کو کیوں پیدا کیا

بانی شیطان کے وجود میں ایک فلسفہ راز بھی موجود ہے۔ بات یہ ہے کہ اگر انسان کی سرشت خیر محض ہوتی ہے۔ اور اسکی طبیعت کلیتہً خیر ہی کی طرف مائل ہوتی اور اسے بدی کا میلان تک نہ ہو سکتا تو پھر اس کے وجود میں کوئی فضیلت و شرف کی بات نہ ہوتی مانند ملائکہ کے میلان طبیعت بدی کی طرف ہے ہی نہیں۔ اور ان کا جھکاؤ ہی خیر کی طرف ہے۔ پس ان کے لئے نیک ہونا کوئی فضیلت اور شرف کی بات نہیں۔ کیونکہ شر کی طرف انکا جھکاؤ ہو ہی نہیں سکتا۔ پس کمال کیا ہوا۔ کمال یہ ہوتا ہے کہ ایک وجود جس کی طبیعت میں برائی اور بھلائی دونوں کی طرف میلان ہے۔ شر کا زور کے ساتھ مقابلہ کر کے میدان جیت جائے۔ اور خیر کی طرف متوجہ ہو جائے۔ پس کمال ہمیشہ جذبات نفسانی کا مقابلہ کرتا ہے۔ ایک ہیجڑا اگر زنا کی طرف مائل نہیں۔ تو یہ اس کا کوئی کمال نہیں وہ زنا کی طرف رغبت ہی نہیں رکھتا۔ ایسا ہی جس شخص کے آنکھیں نہیں۔ وہ بدنظری سے بچنے کا ثواب حاصل نہیں کر سکتا۔ جسکے کان نہیں وہ بری باتوں کے سننے سے بچنے کا اجر نہیں لے سکتا۔ تو بات یہ ہے کہ انسان کا کمال جذبات نفسانی کے مقابلہ سے ہے اور یہی امر اس کے لئے کمال اور شرف و فضیلت کا موجب ہے جسکی وجہ سے وہ اشرف مخلوقات کہلاتا ہے۔

پس خدا تعالےٰ نے جس طرح انسان کے اندر دو قوتیں پیدا کر رکھی ہیں۔ ایک شہوانی جو نفسانی گناہوں کی دنیوی خواہشات کی طرف کھینچتی ہے اور دوسری عقلی جو قبیح اشیاء سے پرہیز کر کے برے کام سے روکتی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ نے خارج میں بھی ہر ایک قسم کے

ــے جا سوئے بہرہ ہو جاتے ہیں۔ دنیاوی جاہ و حشم کے لئے ٹکریں مارتے پھرتے ہیں۔ مگر خالق کے دربار سے کوسوں بھاگتے ہیں۔ فی زمانہ قرآن کریم کو رواجاً پڑھا جاتا ہے۔ اور وہ بھی پہلی دفعہ۔ تلاوت تو دنیا سے مفقود ہوئی جاتی ہے۔ اس سے زیادہ مسلمانوں کے لئے کیا تباہی ہو سکتی ہے وہ ایسے پاک کلام کو جس میں دین اور دنیا کی بہتری مضمر ہے سمجھنے کی کوشش کریں۔ چھوٹے بچے کو خود پڑھ کر سنائیے۔ [illegible] لڑکیوں کو روزانہ [illegible] جائیے آپ عزیز کہتے ہیں جسے آپکو محبت ہے انکو اس نعمت کی اہمیت سے آگاہ کیجئے اپنے رشتہ دار و محلہ [illegible] طریقہ سے ترغیب دیجئے کہ وہ کلام الٰہی سے مستفید ہوں۔ دنیا بھر کا فلسفہ کلام پاک میں موجود ہے۔ اسکو صرف پڑھئے بلکہ اس پر عمل بھی فرمائیے۔ اور سعادت دارین حاصل کر لیجئے۔

# فلسفۂ حیات

(از جناب سید محمد اور، بی۔ اے۔ ہیڈ ماسٹر ایم۔ بی سکول مری)

اک رات میں نے خواب میں دیکھا یہ ماجرا    میں مبتلائے غم ہوں بیاباں میں جا رہا
وہ دشت کیا تھا دشتِ بلا تھا کہ سربسر    چاروں طرف تھا سیاہ اندھیرا ہی چھا رہا
ہُو کا سماں تھا اور رہتی آ رہی تھی صدا    ہر ہر قدم پہ خوف تھا آنکھیں دکھا رہا
قندیلِ ماہتاب بھی پنہاں نظر سے تھی    ابرِ سیہ فلک پہ تھا سکہ جما رہا
بادل کی تھی گرج کہ کبھی بجلی کی تھی چمک    خوف و ہراس تھا مرے دل کو ستا رہا
عالم تھا اضطراب کا مضطر تھا ہولناک    بارِ خطر کے بوجھ سے کلیجہ پھٹا آ رہا
رستہ نظر آتا تھا ظلمت بلا کی تھی    میں بحرِ رنج و غم میں تھا غوطے لگا رہا

دل نے کہا سنبھل یہ قیامت کی رات ہے
اس دشت میں اندھیرا ہے اور اندھیری رات ہے

حیران کھڑا تھا میں کہ کدھر جاؤں کیا کروں    راہ سوجھتی نہ تھی کہ اندھیرا بلا کا تھا
آندھی کا زور شور تھا ایسا کہ الاماں    جمتے نہ تھے قدم وہ تلاطم ہوا کا تھا
دائیں طرف پہاڑ تھا مثلِ فلک بلند    چوٹی پر اُس پہاڑ کی ڈیرا قضا کا تھا
بجلی کے کوندے سے نظر آیا سامنے    ایک بحرِ بیکراں جو سمندر بلا کا تھا
ساحل پر اُس کے تھا شجرِ سربلند اک    اس نے لبی میں گویا وہ سایہ ہما کا تھا
دل کو قلق تھا جان کو تھا سر بسر عذاب    اس یاس میں سہارا اگر تھا خدا کا تھا

فضلِ خدا کہیں جو میرا حال زار ہوا
گرتا سنبھلتا پیڑ کی جانب رواں ہوا

ناگاہ سنائی دی مجھے آوازِ ہولناک    آواز تھی کہ صُور تھا یوم وعید کا
مڑ کر جو کی نگاہ تو کیا دیکھتا ہوں میں    طوفاں آ رہا ہے بلائے شدید کا
دامانِ کوہ سے اک گرگِ درد مند    جسکی زباں پہ ورد ہے "ھَلْ مِنْ مَّزِیْد" کا
سرزور آ رہا ہے کہ میں اک بنے شکار    شب پر اُسے گمان ہوا روزِ عید کا
سودی کو دیکھتے ہی مرے ہوش اڑ گئے    اور چھُٹ چلا تھا ہاتھ سے دامن اُمید کا
ہمت سے کام لے کے میں پہونچا شجر کے پاس    اس کشمکش میں تھا وہ سہارا اُمید کا
ٹہنی پہ چڑھ گیا تو خشوع و خضوع سے    لایا زباں پہ شکریہ ربِ مجید کا

اُس گرگِ جاں ستاں سے ملی جو اماں مجھے
بھی تمام بھول گئیں سختیاں سبھی

تختِ افق پہ آتے ہی مشرق کا شاہسوار    نیرنگِ کرن کا ہاتھ میں لیکر عیاں ہوا
فوجِ ظلم کو ایسی ہزیمت ملی وہاں    تحت الثریٰ میں جاکے اندھیرا نہاں ہوا
مرغانِ خوشنوا سوئے تا حوضِ نغمہ زن    پیدا طرب کا دشت و جبل میں سماں ہوا
نخل و شجر پہ وجد کی طاری تھی کیفیت    جوشِ عجیب سبزہ پہ جلوہ فشاں ہوا
شاخِ چمن رہ رہ کے تھا سنگوں بھی کھل رہا    غنچہ ذوقِ نو سے خندہ دہاں ہوا
ہر چیز میں عیاں تھا سیا زورِ زندگی    پایوں کہو کہ مرکے یہ پیدا جہاں ہوا
وہ دشت تھا جو رات کو میدانِ کربلا    اس صبح کے اُجالے میں آرامِ جاں ہوا

لیکن جو دیکھا غور سے میں نے سوئے زمیں
بیتاب ہو گیا دہیں میرا دلِ حزیں

کیا دیکھتا ہوں میں کہ وہ گرگِ ستم شعار    بیٹھا ہے میری گھات میں کھولے دہاں کو
میں مضطرب کہ اس سے ملے کس طرح نجات    وہ منتظر کہ ترک کرے کام و زباں کو
اتنے میں ایک تازہ بلا پر نظر پڑی    صدمہ ہوا اک اور دلِ ناتواں کو
دو موش ہیں کہ ایک سیاہ اک سفید ہے    دیتے ہیں وہ پیام قضا میری جاں کو
یعنی کہ کھا رہے ہیں پیڑ کی جڑ کو    بیچ شجر کو یا میری حیات رواں کو
اس خوف و اضطراب سے تنگ ہو    دستِ دعا بلند کئے آسماں کو
اوپر جو دیکھا شہد کا چھتہ نظر پڑا    اُسکو جو دیکھا بھول گیا کل جہاں کو
انگلی سے اپنی چاٹ لگا میں بچانے    اور اُس سے بہرہ ور کیا اپنی زباں کو
مکھیوں کے ڈنک کی بھی نہ پروا ذرا ہوئی    کاٹا انھوں نے ہاتھ کو چہرے کو کان کو

وہ گرگ اور موش فراموش ہو گئے
مکھیوں کے ڈنک میرے لئے نوش ہو گئے

پھر دیکھتا ہوں دہر کو تاریک و تار ہے    دشت و جبل میں ظلمتِ شب پردہ دار ہے
اس تیرگی میں غیب سے آئی صدا مجھے    اے بے خبر تو محو تماشائے کار ہے
جسکو سمجھ رہیں تو حقیقت سے دور ہے    نسیان و کفر اس لئے تیرا شعار ہے
یہ واقعات تو نے جو دیکھے ہیں حال میں    اور جنکے ہول سے تیرا دل بیقرار ہے
ان کی حقیقتوں پہ ذرا دل سے غور کر    سن لے سمجھ لے جان لے گر ہوشیار ہے
دنیائے پرمحن کی ہے تمثیل لاجواب    یہ دشتِ پُر بلا جو تیرا رہگزار ہے
وہ نور جو کہ برقِ تپاں میں تھا جلوہ گر    وہ نور نورِ معرفتِ کردگار ہے
وہ بحرِ بیکراں ہے نظر کے جو سامنے    اک شاہراہ جانبِ دارالقرار ہے
یہ نخلِ سربلند کہ بیٹھا ہے جس پہ تو    نخلِ حیاتِ عالمِ ناپائدار ہے
جو گرگ تو نے دیکھا ہے گرگِ اجل ہے یہ    جسکا جہاں میں ادنیٰ و اعلیٰ شکار ہے
جو کاٹتے ہیں جڑ کو سفید و سیاہ موش    ان سے مراد گردشِ لیل و نہار ہے
اس شہد سے مراد ہیں دنیا کی لذتیں    جنکے لئے ہمیشہ تو سرگرم کار ہے
ان لذتوں کے جال میں ایسا پھنسا ہے تو    بھولا ہے تو کہ گرگِ اجل کا شکار
دنیائے بے ثبات کی فانی ہیں لذتیں    پروانہ وار انپہ تو لیکن نثار

# عالمگیر کی قبر

(از علامہ ابوالفضل محمد احسان اللہ عباسی)

قبر پرستی کا رواج ایک نہ ایک طور پر زمانہ نامعلوم سے چلا آتا ہے۔ اور ایک صورت میں بت پرستی کی شاخ ہے۔ زمانہ رسول میں یہودیوں اور عیسائیوں میں قبر پرستی جاری تھی۔ آنحضرتؐ نے توحید پھیلانے اور شرک مٹانے کے لئے جہاں بتوں کی پرستش روکی وہاں قبر پرستی مٹانے کی بھی فکر کی۔ اور یہ حکم دیا کہ قبریں نہ مزین کی جائیں اور نہ اُن کی پرستش ہو۔

قبروں کی زینت کے خلاف جو حدیثیں ہیں ان میں سے چند کا ذکر کیا جاتا ہے۔

مسلم میں ابو مرثد غنوی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ "قبروں پر نہ بیٹھو اور نہ اُن کی طرف نماز پڑھو"

ابن ماجہ میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ "تم میں سے اگر ایک چنگاری پر بیٹھے اور جل جائے تو یہ قبر پر بیٹھنے سے بہتر ہے"

مسلم میں ابوالہیاج اسدی سے روایت ہے کہ حضرت علی نے فرمایا کہ میں تم کو اس کام پر بھیجتا ہوں جس پر مجھے رسول اللہ صلعم نے بھیجا تھا۔ وہ یہ کہ ہر تصویر کو مٹا کر اور ہر بلند قبر کو زمین کے برابر کر کے رہوں"

مسلم میں ثمامہ سے روایت ہے کہ ہم روم کے جزیرہ روڈس میں حضرت فضالہ کے ساتھ تھے کہ ہمارے ایک رفیق نے انتقال کیا۔ فضالہ نے کہا کہ "قبر برابر کر دی جائے" اور وہ برابر کر دی گئی۔ پھر فضالہ نے کہا کہ "میں نے رسول اللہ صلعم کو قبروں کے برابر کر دینے کا حکم دیتے ہوئے سنا ہے"

ابن ماجہ میں ابو سعید سے روایت ہے کہ "نبی صلعم نے قبر پر عمارت بنانے سے منع فرمایا"

مسلم اور ابن ماجہ میں حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ "رسول اللہ صلعم نے قبروں کو پختہ کرنے اور اُن پر بیٹھنے اور اُن پر کچھ تعمیر کرنے سے منع فرمایا"

ابن ماجہ میں حضرت جابر سے روایت ہے کہ "رسول اللہ صلعم نے قبروں کو پختہ کرنے، اُن پر کچھ لکھنے اور اُن کو پامال کرنے سے منع فرمایا"

ابن ماجہ میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ تم قبروں کی زیارت کرو کہ یہ تمہیں آخرت کی یاد دلاتی ہے"

ابن ماجہ میں حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ "رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ میں نے پہلے زیارت قبور سے روکا تھا اب اجازت ہے کہ زیارت کرو کہ اس سے دنیا سے نفرت اور آخرت کی رغبت پیدا ہوتی ہے"

مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ کی ایک روایت ہے کہ "رسول اللہ صلعم نے فرمایا قبروں کی زیارت کرو۔ کہ یہ موت یاد دلاتی ہے"

ان احادیث سے صاف ظاہر ہے کہ مردوں کو متکلم تماشا گاہ اور قابل پرستش ساز [illegible] البتہ قبروں کے پاس اس شرط سے جاؤ کہ موت یاد آئے۔

ہم ان احادیث کو ذہن میں رکھ کر جب مشاہیر ہند کے قبروں پر جاتے ہیں تو بلا استثنا سب کو احکام نبوی کے خلاف پاتے ہیں۔ یہ امکان مطلق ہے کہ یہ حدیثیں غلط ہوں لیکن یہ ممکن نہیں ہے کہ یہ حدیثیں بھی صحیح ہوں اور موجودہ مقابر کی حالتیں بھی شرع کے موافق ہوں۔ ان قبروں کے بنانے والے اور اگر متوفی نے بنانے کی وصیت کی تو وصیت کرنے والے دونوں کے اعمال کہاں تک شرع کے موافق ہیں۔ میں اس پر کچھ لکھنا نہیں چاہتا۔ ناظرین خود غور کر لیں۔ بڑے بڑے سلاطین کا کیا ذکر ہے بڑے بڑے مشائخ کے مقبرے بھی پختہ بنے ہوئے ہیں۔ ہندوستان کے اکثر حصوں کی میں نے سیر کی۔ قبروں کی حالت میں نے تمام یکساں پائی۔

صرف ایک عالمگیر ہندوستان میں ایسا گزرا ہے جس کی قبر کھلے ہوئے آسمان کے نیچے ایک درخت کے سایہ میں مٹی سے چھپی ہوئی واقع ہے۔ میں صاحب دل نہیں ہوں نہ صاحب مراقبہ ہوں لیکن اس قبر کی سادگی سے ایسا معلوم ہوتا تھا گویا آسمان سے نور برس رہا ہے۔ عالمگیر نے جس طرح زندگی میں خزانہ شاہی سے قوت لا یموت سے زائد نہ لیا بلکہ مزدوری سے مایحتاج مہیا کرتا تھا اسی طرح مرنے کے بعد بھی اس نے حق امانت پورا ادا کیا کہ خزانہ شاہی سے اپنے مقبرے کی زیب و زینت نہ کرائی۔ عالمگیر کے دوست بھی ہیں دشمن بھی ہیں۔ مخالفین اس پر سیکڑوں اعتراض کرتے ہیں۔ میرے نزدیک مخالفوں کا بہتر جواب یہ ہے کہ انہیں عالمگیر کے قبر پر لے جا کر کھڑا کر دیا جائے۔ اور دکھا دیا جائے کہ جو خلقت سے آج تک جس بادشاہ کے برابر باعتبار وسعت حدود ارضی حکومت کوئی دوسرا بادشاہ ہندوستان میں نہیں ہوا وہ یہاں کس حالت میں زیر زمین ہے۔ اور اس کی قبر کی خاک زبان حال سے کہتی ہے کہ صرف یہی ایک بادشاہ ہندوستان میں ایسا گزرا ہے جس نے حق امانت پورا پورا ادا کیا۔ خزانہ سرکاری کو جو رعایا کی امانت تھی اس نے نہ جیتے جی اپنے آپ پر صرف کیا اور نہ مرنے کے بعد اپنی قبر پر اسے صرف کر دیا۔

اس قدر لکھنے کے بعد ناظرین کو عالمگیر کی قبر کے مزید حالات سے کا شوق ہوگا اس لئے میں اپنے ایک سفر کی داستان سناتا ہوں۔

میں بمبئی سے لکھنؤ آتے ہوئے راہ میں اُس جنکشن پر اترا جہاں سے حیدرآباد کو ریل جاتی ہے۔ نظام ریلوے پر سوار ہو کر اورنگ آباد دیکھنے کو چلا۔ ایک اسٹیشن پر اتر کر تانگے پر سوار ہوا۔ راہ میں دولت آباد ملا جسے محمد شاہ تغلق دارالسلطنت قرار دینا چاہتا تھا۔ یہاں سے جانب شمال پہاڑ کی چڑھائی شروع ہوئی۔ دن ڈھل چکا تھا۔ راہ میں دیکھا کہ لوگ کھانا لئے ہوئے چلے آتے ہیں معلوم ہوا کہ عالمگیر کی قبر کے پاس نظام کی طرف سے ہر روز کھانا تقسیم ہوتا ہے۔ اب مجھے عالمگیر کی قبر کے دیکھنے کا شوق ہوا۔ قریب پہونچا تو دیکھا کہ ایک خانقاہ کے پاس عمارت خانقاہ کے باہر ایک چہار دیواری سے گھیری ہوئی ایک کچی قبر ایک درخت کے نیچے واقع ہے جہاں نہ کوئی مجاور ہے نہ خادم ہے۔ یہ سادگی مجھے بہت پسند آئی اسکے بعد تھوڑی دور اور شمال کی طرف جانے سے وہ فراز اور سطح زمین ملی جس سے بہتر سطح میں نے کہیں دیکھا نہ تھا۔

یہیں تانا شاہ اور دیگر چند مشاہیر کے پختہ مقبرے بنے ہوئے تھے۔ اور یہیں سرکاری مہمانوں اور عام سیاحوں کے لئے دو بڑے بڑے ڈاک بنگلے بھی بنے ہوئے تھے۔ انہیں ڈاک بنگلوں کے نیچے پچھم جانب پہاڑ تراش کر بہت سے مکانات بنے ہوئے ہیں۔ جو غار ایلورا کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ مقام ضلع اورنگ آباد میں ہے اور اسی مقام کے پچھم جانب سیوا جی بانی حکومت مرہٹہ کی پیدائش کا مقام ہے ۔

# میں کیا ہوں؟

(از شوکت علی فہمی)

میں انسان ہوں اشرف المخلوقات ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ دنیا محض میرے ہی لئے پیدا کی گئی ہے۔ میرا خیال ہے کہ دنیا کی تمام رنگینیوں کا مقصد صرف میری دل آویزی اور خوش طبعی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ دنیا کی ہر چیز پر میرا اختیار ہے۔ میں جانتا ہوں کہ دنیا کی ہر بڑی سے بڑی قوت پر مجھے قدرت حاصل ہے۔ مجھے یقین ہے کہ میں سر بفلک پہاڑوں کو آن واحد میں جھکا سکتا ہوں۔ اور اگر میں چاہوں تو کوہ ہمالیہ کو ایک چٹیل میدان کی شکل میں تبدیل کر سکتا ہوں۔ میں بادلوں کی چند جنبشوں کے بعد افریقہ کے بڑے بڑے کوہ پیکر درخت کو اپنے روبرو سرنگوں دیکھ سکتا ہوں۔ ہوا اپنی سبک رفتاری پر نازاں ہے۔ مگر میری قوت پرواز اسکو بھی شرما دیتی ہے۔ میں آن واحد میں نانگا پربت کی چوٹیوں کو عبور کرتا ہوا اپنی ہوائی ایجاد کی مدد سے دنیا کے کرے گولے کا گشت لگا سکتا ہوں۔ جسوقت ہوا کے طاقتور بازو میرے تخت سلیمانی کو اٹھائے ہوئے ہوتے ہیں تو یہ ہزاروں میل کی دنیا میری نظر میں ایک گیند سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔ میں سمندر کے خوفناک طوفان کو دیکھ کر مسکراتا ہوں۔ میں سمندر کی ہیبت ناک گرج پر کوئی توجہ نہیں کرتا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ سمندر میرا محکوم ہے۔ سمندر پر میری حکومت ہے۔ میں سمندر کی سطح ہی پر حکمراں نہیں ہوں۔ محض سمندر کا بالائی حصہ ہی میری ایجادوں کی خدمت کے لئے سینہ سپر نہیں رہتا بلکہ میں جسطرح سمندر کی سطح کا مالک ہوں اسیطرح سمندر کی تہہ بھی میرے ہی قبضہ میں ہے۔ میں سمندر کی گہرائیوں میں بے دھڑک اتر جاتا ہوں اور اس خزانہ سے جو کہ سمندر نے میرے لئے اپنے دامن میں چھپا رکھا ہے مالامال بنجاتا ہوں۔ دنیا کے خونخوار درندے مجھ کو اپنا شکار بنانا چاہتے ہیں مگر وہ میری ایجادات کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ان کی تمام طاقت اور قوت بیکار ثابت ہوتی ہے۔

جب میں ان تمام باتوں پر غور کرتا ہوں تو مجھ کو اپنی طاقت کا صحیح اندازہ ہوتا ہے۔ میں اپنے دماغ پر فخر کرتا ہوں میں اپنی لامحدود قوت پر ناز کرتا ہوں۔ بعض اوقات انہی خیالات سے مغلوب ہو کر میں خدا کی خدائی سے انکار کر بیٹھتا ہوں اور بے ساختہ میری زبان سے نکل جاتا ہے کہ "ایک ترقی یافتہ دماغ کا نام خدا ہے"

مگر جسوقت میرے نظام جسم میں کوئی خلل واقع ہوتا ہے۔ جب بیماری کے پے درپے حملے مجھ میں نقاہت پیدا کر دیتے ہیں۔ جب ڈاکٹر اپنی تمام ایجادوں کا مجھ کو تختہ مشق بنانے کے بعد بھی میری زندگی کے لئے ناامید نظر آتے ہیں۔ جب تمام حاذق اطبا اپنے کمالات اور تجربات ختم کرنے کے بعد جواب دے دیتے ہیں۔ جب میرے اعزہ میری زندگی سے ناامید ہو کر ماتم پر آمادہ نظر آتے ہیں۔ اسوقت میں نفس کی آمد و شد کیلئے کسقدر بے چین نظر آتا ہوں۔ زندگی کا ایک ایک لمحہ میرے لئے ایک نعمت ہوتا ہے۔ ان تمام تکالیف کے بعد جب میری حالت خود بخود درست ہونی شروع ہو جاتی ہے اور چند دن کے بعد میں بالکل تندرست ہو جاتا ہوں۔ اسوقت مجھے یقین ہوتا ہے کہ انسانی قوت سے کہیں زیادہ بالاتر کوئی غیبی طاقت کارفرما ہے۔

جسوقت ایک ایسا کوہ پیکر جہاز جسکی رفتار سمندر میں طوفان برپا کر دیتی ہے کسی چٹان سے ٹکرا جاتا ہے۔ اور آن واحد میں سائنس کا کرشمہ ٹوٹے ہوئے تختوں کی شکل میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اور میں اپنی زندگی کو موت کے بھنور سے نکالنے کے لئے ہاتھ پاؤں مارتا ہوا بیہوش ہو جاتا ہوں اور ہوش آنے پر اپنے آپ کو ساحل پر دیکھتا ہوں تو مجھے معلوم ہو جاتا ہے کہ میری مدد کے لئے انسانی بازو سے زیادہ کوئی دوسرا قوی بازو کام کر رہا ہے۔

جس وقت میں ہمالیہ کی ان چوٹیوں کو جو آسمان سے باتیں کر رہی ہیں۔ سامنے کی زد سے عبور کرتا ہوتا ہوں اور عین اسوقت میری ایجاد کا انجن فیل ہو جاتا ہے۔ میں گرہ ہوا میں ہاتھ پاؤں مارتا ہوا اپنی زندگی سے ناامید ہو کر زمین کی طرف گرتا ہوں اور میرا دامن کسی گنجان درخت سے الجھ کر مجھ کو موت کی گھاٹی سے بچا لیتا ہے اسوقت مجھ کو آسمانی قوتوں کا اندازہ ہوتا ہے کہ آسمانی قوتیں کیا ہیں۔

جسوقت میں مہینوں کا سفر گھنٹوں میں طے کرتا ہوں تو انسانی طاقت مجھے حیرت میں ڈال دیتی ہے۔ مگر جسوقت صرح اسٹیشن کی [illegible] یا باہم ٹکرا جاتی ہیں تو میں موت کے خیال سے خوف زدہ ہو کر بیہوش ہو جاتا ہوں۔ مجھے سر و پا کی خبر نہیں رہتی جب میں اس خواب غفلت سے بیدار ہوتا ہوں تو اپنے آپ کو درختوں کی حفاظت میں دیکھ کر حیرت زدہ رہ جاتا ہوں اور اسوقت میں محسوس کرتا ہوں کہ خدا بھی کوئی چیز ہے۔ اسوقت مجھے علم ہوتا ہے کہ میں کیا ہوں۔ سچ ہے۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ۔ جو اپنے آپ کو پہچان لیتا ہے وہ خدا کو پہچان لیتا ہے۔

# حصول زندگی کامل

(محمد اسمٰعیل خاں)

انسانی زندگی کے دو پہلو یا دو حصے ہیں ایک جسمانی دوسرا روحانی۔ جسمانی زندگی تو وہ ہے جسکا تعلق اس کالبد خاکی سے ہے۔ اور اس جسم فانی پر جسوقت موت طاری ہوگی تو اس کے ساتھ ہی اس زندگی کا دور بھی ختم ہو جائیگا۔ مگر روحانی زندگی جسکو ایک حقیقی اور دائمی زندگی کہا جاتا ہے۔ وہ ہے جس کا تعلق روح کے ساتھ ہے۔ اور یہ زندگی موت کے بعد بھی قائم رہتی ہے۔ اس لئے انسان کو چاہئیے کہ وہ اس زندگی کے حصول کا خواہشمند ہو جو ابدی اور دائمی زندگی ہو اور جس پر موت کا کچھ اثر نہ ہو۔

## روحانی زندگی کیونکر حاصل ہوسکتی ہے؟

یہ زندگی حق تعالے سے رشتۂ الفت جوڑنے اور اس سے سچا تعلق پیدا کرنے سے حاصل ہوسکتی ہے۔ خداوند تعالے جو منبع لطف و کرم ہے۔ اور جو اپنی مخلوق کے ساتھ ماں باپ سے بھی زیادہ محبت کرتا ہے۔ اور جو اپنے بندوں پر نہایت رحیم و مہربان ہے۔ اور اسی مہربانی و محبت کے تقاضہ سے جب خدا اور بندوں کے درمیان تعلقات ذرا کمزور ہوئے۔ اس نے اپنے بندوں کی ہدایت رہنمائی

کے لیئے دنیا میں بیشمار پیغمبروں کو چراغ ہدایت و رہنمائی بنا کر بھیجا۔ ان خدا کے مرسلوں اور نبیوں نے مخلوق خدا کی رہنمائی کی۔ اور دنیا کی محبت اور اس کی پرستش سے نکالکر۔ خدا پرستی کے اس اونچے چبوترہ پر جا بٹھایا جہاں خدا اور بندوں کے درمیان صرف نور کا پردہ حائل تہا۔ اور وہ اپنی آنکھوں سے اس نور کو دیکھ کر سرور حاصل کرتا تہا۔ اور یہی اصلی راحت اور سچی زندگی ہے۔

## خدا سے تعلق کیونکر جوڑا جا سکتا ہے؟

جب انسان خدا سے محبت پیدا کرنا چاہے تو اسے چاہیئے کہ دل سے غیر اللہ جسقدر خیالات ہیں نکالدے۔ یعنی وہ چیزیں جو اس کے دلمیں خدائے قدوس کی جگہ لینی چاہتی ہیں اور انسان کو اپنی ظاہری شان و شوکت اور دبدبہ سے مرعوب کرکے اپنے آگے جھکاتی ہیں۔ ان تمام کو مخلوق سمجھ کر ان کی عزت و عظمت کا خیال دل سے دور کردے۔ اور سوائے خدا کے کسی کی عزت و عظمت اور کسی کے لیئے جھکاؤ کو اپنے دلمیں جگہ نہ دے۔ اظہار عبودیت اور بندگی کے لیئے اسی حی و قیوم خدا کے آستانۂ جبروت و جلال پر اپنی جبین نیاز کو خم کرے جو چیزیں خدا کی یاد تابعت اور اس کی شان میں دخل دینا چاہیں ان سب کو ٹھوکر مار دے۔ اور اپنا سر نیاز اسی خالق السموات والارض کے حضور جھکا دے۔ اور اگر اس کے دلمیں ذرا بھی غیر اللہ کی پرستش کا خیال یا ذرا بھی بدی اور برائی کا شائبہ ہوگا۔ تو وہ ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتا۔ مثلاً ہمارے سامنے ایک گلاس رکھا ہے۔ جس میں زہر ہلاہل اور سم قاتل گھلا ہوا ہے۔ مگر ہم اس گلاس میں ایک نہایت شیریں اور خوش ذائقہ اور مرغوب رنگ شربت پینا چاہتے ہیں۔ تو ہمیں چاہیئے کہ اس گلاس کا تمام زہر پھینکدیں۔ اور اسے خوب صاف کر ڈالیں۔ کیونکہ اگر اسمیں زہر کا ایک قطرہ بھی باقی رہ گیا تو اپنے مہلک اثر سے نہ صرف شربت کا ذائقہ ہی خراب کر دے گا بلکہ ہماری ہلاکت کا باعث ہوگا۔

پس اگر ہم خدا سے سچا تعلق اور پاک رشتہ جوڑنا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنے دل میں اس کی محبت کی شمع روشن کرنی چاہیئے۔ کیونکہ جسطرح ایک انسان باوجود بینا ہونے کے شب کی تاریکی میں کوئی چیز نہیں دیکھ سکتا۔ تاوقتیکہ لیمپ کی روشنی نہ ہو اسی طرح انسان خدا سے سچا تعلق ہرگز نہیں جوڑ سکتا۔ تاوقتیکہ اس کے دلمیں خدا کی محبت کا جذبہ نہ ہو۔ اور یہ محبت اسیوقت ہو سکتی ہے۔ جبکہ اس کی محبت کے مقابلہ میں دنیا کی تمام چیزوں کی محبت کو ذبح نہ کر ڈالا جائے۔

انسان قدرتاً و فطرتاً کمزور طبیعت کا واقع ہوا ہے اور اس پر جسقدر بدی اور برائی اپنا اثر ڈال سکتی ہے۔ نیکی نہیں۔ اس لیئے انسان کو ہر نیکی کی جانب جھکنا چاہیئے۔ اور بدی اور برائیوں سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور جسقدر انسان برائی سے بچیگا۔ اور نیکی کی طرف راغب ہوگا۔ اس کا پاک ضمیر زیادہ قوی اور طاقتور ہوتا جائیگا۔

انسان کے دل کو ایک دائرہ کہنا چاہیئے۔ جس کے اندر بدی ہر وقت داخل ہونے کی کوشش کرتی ہے۔ یا یوں کہنا چاہیئے کہ دل ایک میزان ہے اور اسمیں نیکی و بدی کے دو پلڑے ہیں۔ جسوقت انسان ایک چھوٹا سا گناہ بھی کرتا ہے تو اس کا کچھ نہ کچھ وزن یا اثر ضرور ہوتا ہے۔ اس کے بعد وہ دوسرا گناہ کرتا ہے اسی طرح اس کا بدی کا پلڑا بوجھل ہو کر جھکتا ہی جائیگا۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ اس کا پاک ضمیر اس کے بوجھ کے اثر سے کمزور ہو کر مردہ ہو جائیگا۔ اور پھر اسے نیکی کی توفیق نہ ہوگی اسیطرح اگر وہ نیکی کی طرف راغب ہوگا تو بدی کا اثر اس پر ہرگز نہ ہوگا۔ اور دن بدن اس کا قلب اس صداقت و ایمان اور یقین کے نور سے منور ہو کر نیکی کا پتلا بنجائیگا پھر اس سے ہرگز برائی کا کام نہ ہوگا۔ گناہ کا خیال تک بھی نہ آئیگا۔ اور وہ نیکی مجسم بنکر خداوند تعالےٰ کی محبت میں محو ہو جائیگا۔ اور جسوقت یہ حالت ہو گئی اس وقت قلب انسانی خدا کے سچے تعلق اور انوار الٰہی سے منور ہو جائیگا۔ اور پاک و محبت بھرا دل اسی کی طرف راغب ہوگا۔ اور ہمیشہ صداقت راستبازی اور نیکوکاری کی طرف مائل ہوگا یہ کب ہو سکتا ہے کہ ایک شخص جو آنکھیں بھی رکھتا ہو بجلی کی روشنی میں۔ یا گیس کے لیمپ کے سامنے دیوانہ وار چلے۔ نہیں وہ تو اس روشنی میں نہایت آرام و اطمینان سے بغیر ٹھوکر کھانے کے راستہ چلے گا۔ پس جس نے یہ قوت اور دولت حاصل کرلی۔ یا بہ الفاظ دیگر اپنی زندگی سنوار لی وہی کامیاب ہوا اور جس نے اس کے برعکس عمل کیا۔ وہی گھاٹے میں ۔۔ اور خدا اور خدا نے بھی یہ فرمایا۔ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰھَا ؕ بیشک کامیاب ہے وہ شخص جو اپنے نفس کو گناہوں سے پاک کرلے اور بیشک نامراد ہے وہ شخص جو اسے گناہوں کے بوجھ سے دبا دے۔ (الشمس ۹۱)

پس یہی وہ حالت ہے۔ اور یہی وہ زندگی ہے جسکا اثر نہ صرف اس دنیا تک ہے۔ بلکہ آنے والی زندگی تک ہے۔ اور یہی وہ حقیقی کامیابی اور دائمی زندگی ہے مبارک ہیں وہ لوگ جو ایسی زندگی کی تلاش میں ہر وقت لگے رہتے ہیں۔

# گلۂ تغافل

ایک بیمار ہر قدم پر لڑکھڑاتا ہے - کمزوری اور نقاہت اُسے چلنے نہیں دیتی تم اُسے سہارا نہ دیا - اور اپنی صحت و طاقت کے صدقے میں اُسکی امداد پر آمادہ نہ ہونا - ایک شریف آدمی پر وقت پڑا ہے - بھوک سے اُس کے تیور ڈھلکے ہیں تم اُس کے حال سے آگاہ ہو کر منہ پھیر لیا اور اُسوقت بھی اُس کا خیال دل میں نہ لانا جب گھر میں یہ حساب لگایا جا رہا ہو کہ اس مہینے میں کھانے کی کتنی سو روپے کی بچت ہوئی - جب تم دیکھنا کہ کسی مکان میں آگ لگی ہوئی ہے آدمیوں کے بچانے اور اُن کے مال و متاع کی حفاظت کے لیے اپنی جان خطرہ میں ڈالنا ہاں اگر وہم ہو تو کہو کہ ... تب اتفاقاً تمہیں نظر آئے کہ دریا میں کوئی ڈوب رہا ہے تو اعلیٰ درجہ کے ... تم اُس کی طرف توجہ کرنا - تم دوستوں کے شغل میں مصروف رہنا - جب تم کسی ملاقات ... کر کے پیچھے ... دیکھنا تو اُسی خستہ حالی پر گوارا کرنا ... اپنے قیمتی لباس پر ... زمین پر ... جسم کی ہڈیاں چبا چکی ہو اکڑ کر چلنا - ... تم کسی ... کو ... پانا تو افسوس کرنا کہ تمہیں تو اُسطرف کی ضرورت نہیں اور جب اپنے آپ کو مطمئن دیکھنا تو ... ضرورتمند کو حقارت سے ساتھ ٹھکرا دینا -

اگر تمہاری حالت قابل اطمینان ہو تو قوم کی درماندگی اور ... کا خیال کبھی دل میں نہ لانا - تم کبھی یہ نہ سمجھنا کہ تمہارے قوی بازوؤں پر اُن لوگوں کا حق ہے ... تم کبھی اسکی پروانہ کرنا کہ تمہیں یہ لطیف غذائیں اُسوقت تک ہضم نہیں ہوسکتیں جب تک تم قومی ترس اور ... فرض ادا نہ کرلو - اگر تمہارے آراستہ کمروں میں گیس اور بجلی کے لیمپ نور پاشی کر رہے ہیں تو ایک بیوہ کے بے چراغ اور تاریک گھنڈر کا کبھی تصور نہ کرنا جو اپنے یتیموں کو لیٹے ہوئے بیٹھی ہے اور ... اُسے ہر لحظہ ڈر رہا ہے کہ وہ سانپ نکلا اور یہ بچھو آگے پڑا - دنیا کی حال میں ہو تم فارغ البال بنا اور حضرت سعدیؒ کے اس شعر پر عمل کرنا -

گر از نیستی دیگرے شد ہلاک،
ترا ہست - بط را ز طوفان چہ باک

میں تم کو امداد باہمی کی طرف توجہ دلائی، میں مستیں کیں کہ مصیبت زدہ افراد قوم کی مدد کرو - اور مدد بھی کیا - گلشن سے ایک پھول کی درخواست - اور دریا سے ایک قطرہ کی التجا - میری آواز یا پکار سے زیادہ زندہ ہستیوں تک پہنچتی ہے مگر جواب نہیں ملتا - خداوندا یہ کیا ماجرا ہے - میں در و دیوار سے سر ٹکرا رہا ہوں یا ایک قبرستان میں چلا رہا ہوں -

... سمجھتے ہیں - ماتم بھی ہوتے ہیں - خوشیاں بھی ہوتی ہیں تم بھی ہوتے ہیں - دنیا کا کوئی کام بند نہیں لیکن جب یہ امداد باہمی کا کام ... سنتے ہیں اور جواب نہیں دیتے - ... اور مفید سمجھتے ہیں لیکن اُسے عملی صورت میں لانے کی زحمت گوارا نہیں کرتے - تین ماہ کی ... میں ... روپے ... کے وصول ہوئے ہیں - فرمائیے کہ ناظرین دین و دنیا کے اس گرانقدر عطیہ سے کتنی دوکانیں کھلوائی جائیں اور کتنے ... دو مسلمانوں کو صنعت و حرفت کی تعلیم دلوائی جائے - کاش مجھے ناظرین کرام کی سرد مہری اور ... تغافل کا پہلے سے اندازہ ہوتا ... مسلمانوں کی دردناک حالت پر خود بھی چار آنسو بہا لیتا اور دوسروں کو اس اشکباری میں شریک نہ کرتا -

بہر حال میں پھر ایک دفعہ اس کارخیر کی طرف توجہ دلاتا ہوں - میں پھر ایک دفعہ عرض کرتا ہوں کہ مصیبت زدہ افراد قوم پر رحم کیجئے اور اُنکی اصلاح حالت کے لیئے کم سے کم ایک دن کی آمدنی سے دریغ نہ فرمایئے - آپ نے میری گزارش پر توجہ نہیں کی لیکن آپ کو اگر صحیح طور پر یہ علم ہو کہ آج آپ کے ہزار ہا قومی بھائی کس مصیبت میں مبتلا ہیں اور ہندو مسلم فسادات نے لوگوں کو کیسا بے روزگار اور مصائب کا شکار بنا دیا ہے تو آپ کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑیں اور آپ اُن کو اس کشمکش سے نجات دینے کے لیئے دو چار روپے صرف کر دینا اپنی عمر کا سب سے زیادہ نیک کام تصور کریں - والسلام

خاکسار

سید ظہور احمد ایڈیٹر رسالہ دین و دنیا دہلی

# رسائل کی روح

## قرض اور کفر برابر ہیں

نسائی شریف اور مستدرک حاکم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ روایت مروی ہے کہ آپ نے بارگاہ رب العزت میں دعا فرمائی اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْکُفْرِ وَالدَّیْنِ - الٰہی! میں کفر اور قرض سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اس کے سنتے ہی ایک صحابی سے نہ رہا گیا۔ عرض کی یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَتَعْدِلُ الْکُفْرَ بِالدَّیْنِ یا رسول اللہ! کیا آپ کفر کو قرض کے برابر قرار دیتے ہیں۔ تو اس کے جواب میں آپ نے فرمایا۔ نَعَمْ۔ ہاں یعنی دونوں کو برابر ہی سمجھتا ہوں۔

## قرض کشی بھی ایک لعنت ہے

مستدرک حاکم میں ایک اور حدیث [illegible] مروی ہے جس میں حضرت سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے اَلدَّیْنُ رَایَۃُ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ یُّذِلَّ عَبْدًا وَضَعَہٗ فِیْ عُنُقِہٖ۔ قرض کی مثال اللہ تعالیٰ کے ایک علم کی ہے جو زمین میں نصب کیا گیا حق تعالیٰ کی ارادت جب کسی بندے کی ذلت سے متعلق ہوتی ہے تو اس کو گلے میں ڈال دیتے ہیں انسان کی عزت و دولت اس کے قرضدار ہوتے [illegible] سے ہی ہے اور نیز یہ کہ [illegible] ایک دوسرے [illegible] ان کے آگے ہی دست [illegible] ہیں [illegible] کی تکمیل کا [illegible] رہتا ہے۔ اگرچہ بہ نسبت [illegible] دلیل کام نہیں ہے اگر اپنی حاجت کسی سے بیان کرنا [illegible] حاجت [illegible] کی خواہش کرنی بھی ایک غور طلب بات ہے۔ اگر [illegible] قرض کشی کی [illegible] نہیں ہے کہ بات بات پر قرض لیا جائے۔ بہرحال قرض لینے والوں کو اس حدیث شریف کا علم حاصل کر لینا ضرور ہے کہ قرض سے انسان کی [illegible] ذلت کا فیصلہ ہو جاتا ہے اور گویا ذلت کا دروازہ انسان پر کھل جاتا ہے۔ مثلاً وہ ادائی قرض سے پہلو تہی کرے اور قرض ادا نہ کرے تو ساہوکار کو شرعاً یا قانوناً یہ حق حاصل ہے کہ وہ اس کو عدالت سے قید کی سزا دلائے یہ ذلت قرض سے نہیں تو پھر اور کس چیز کی بدولت نصیب ہو رہی ہے؟

## آزادی اور اس کے حصول کا ذریعہ

اس سے بھی بیش بہا روایت ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک صحابی کو یہ وصیت فرمائی۔ اَقْلِلْ مِنَ الدَّیْنِ تَعِشْ حُرًّا قرض کم لو تو آزادی کی زندگی بسر کر سکو گے۔ حریت کی طلب اور آزادی کی خواہش ہر قوم کو ہے اور روئے زمین کے ہر حصہ سے آزادی کی صدا بلند ہو رہی ہے۔ آج کل جسقدر اقوام دوسری قوموں کی محکوم و مطیع فرمان بنی ہوئی ہیں وہ سب احتجاج کر رہی ہیں اور جو اقوام آزاد ہیں وہ دوسری قوموں کو آزادی دلانے کی کوشش میں ہیں بہرحال آزادی حاصل ہو یا نہ ہو لوگوں کی حالت یہ ہے کہ جس کسی اخبار میں آزادی کا لفظ دکھائی دیا اسپر ہر طرف سے نظریں پڑنے لگیں۔ اس سے حریت کی شان اور دلوں میں اسکی وقعت جسقدر ہے اس کا موازنہ کیا جاسکتا ہے لیکن شاذ کوئی اس امر پر بھی غور کرے کہ اس کے حصول کے اسباب کیا ہیں اور کیا کیا چیزیں اس کے منافی ہیں۔ (واعظ)

## صحابۂ کرام کا کسب معاش اور پیشہ

حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عمر فاروقؓ حضرت علی مرتضیٰؓ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور بہت سے جلیل القدر صحابی تاجر پیشہ تھے۔ اور تجارت وزراعت۔ صنعت و حرفت کو ذریعہ معاش قرار دیا تہا۔ امیرالمومنین حضرت ابوبکر صدیقؓ بزازی کرتے تھے۔ خود [illegible] تشریف لیجا کر کپڑے خرید و فروخت کرتے اور کپڑے کی تجارت سے آپ اہل و عیال کی پرورش فرماتے (الحمدللہ کہ طبقہ کونیا یعنی جماعت مومنین کے گدڑیوں میں آج بھی اس پیشہ کی شان نظر آتی ہے۔

ایک مرتبہ حضرت سلطان بن سائبؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے فرمایا کہ حضرت! آپ مسلمانوں کے بادشاہ ہو کر بھی کام کرتے ہی رہینگے۔ اسپر آپ نے جواب دیا کہ بچوں کو کہاں سے کھلاؤں؟ حضرت فاروق اعظمؓ اپنے ہاتھ کی کمائی کو زیادہ پسند فرماتے تھے۔ چنانچہ حسب [illegible] حضرت ایوب انصاری کپڑے بنتے تھے۔ حضرت [illegible] اور حضرت [illegible] صحابی آہنگری کرتے تھے۔ درحقیقت صحابۂ کرام اور متقدمین و سلف صالحین آسمان صنعت و حرفت کے آفتاب و ماہتاب تھے وہ اس اکتساب معاش کو کبھی ذلیل اور حقیر نظر سے تعبیر فرماتے تھے۔ بلکہ ان پیشوں کو کرنا اپنا فخر تصور کرتے اور اس کے کرنے والوں کو عزت کی نظر سے دیکھتے تھے اور ان کو اس سے اسقدر مناسبت تہی کہ اپنے نام کے ساتھ نسبت کی علامت جیسے بزاز، تمار، نجار، نساج، دباغ، خیاط، بلانس وغیرہ ظاہر کرتے تھے۔ (المومن)

## تعلیم کا مقصد اسلامی نقطۂ نظر سے

اسلام کے ابتدائی زمانہ میں تعلیم کا مقصد صرف یہی نہیں تہا کہ وہ ایسے نوجوان پیدا کرے جو مختلف علوم اور علم ادب کو سیکھے ہوئے ہوں بلکہ اس کا منشا ایسے لوگوں کا پیدا کرنا تہا جو سچے مسلمان ہوں اور اس تہذیب سے جو اسلامی تہذیب ہے۔ بلکی مملو و مالامال ہوں اس لئے مذہبی تعلیم اسلامی تعلیم کے نصاب کا سب سے زیادہ اہم جزو خیال کیجاتی تہی کہ اس تعلیم سے طالب علم ابتدائی عمر میں یہ سیکھے گا کہ خدا اور مخلوق خدا کی طرف سے اسپر جو فرائض عائد ہوتے ہیں وہ ان کو کسی طرح ادا کرے عور و خوض کے ساتھ قرآن مجید کی تعلیم سب سے اول اور مقدم رکھی گئی اسکی مدد کے طور پر حدیث و فقہ کی تعلیم دیجاتی تہی چونکہ علوم عربی میں پڑہائے جاتے تھے اس لئے عربی زبان کی صرف و نحو اور اس کے ادب کی تعلیم لازمی ہوگئی لیکن اسی تعلیم کو ہی تنہا مقصد نہیں سمجھا جاتا تہا۔ اسی کے ساتھ حصول علم اُن کا مقصد تہا اور علم کا مفہوم اس کے وسیع معنوں میں

یا جاتا تھا جس میں اُس زمانہ کے مختلف علوم مثل حساب جبر و مقابلہ علم ہندسہ طبیعات وعلم کیمیا، طب، منطق، اور فلسفہ شامل تھے اور فنی الجملہ غیرزبانیں مثل عبرانی لاطینی بھی پڑھائی جاتی تھیں تعلیم کا اصلی مخزن تحقیقات علوم اور دریافت حق تھا اور اسی مقصد کے حاصل کرنے کے لئے تمام دماغی اور روحی طاقتیں صرف کیجاتی تھیں یہ نصب العین ایک وقت میں اس قدر اعلیٰ تھا جس پر اُس زمانہ کے مسلمان بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں تحصیل علم کا شغل ایک مقدس پیشہ اور زندگی کا قابل تعریف مقصد سمجھا جاتا تھا تلاش علم اور جستجوئے حق سے زیادہ اعلیٰ و افضل کوئی مقصد نہ تھا جس کی تکمیل انسان کے لئے ضروری ہو بلکہ اسلامی تخیل کچھ اس سے بلند اور وسیع تھا اس کو علم میں ایک حد تک خدا کا جلوہ نظر آتا تھا اور اس کے نزدیک ایک ربانی انعام تھا جو خدا کی طرف سے اس کے مخصوص بندوں کو عطا ہوتا تھا۔

## تحصیل علم

کی دو صورتیں ہیں۔ ایک وہ جو انسان عام طور پر پڑھ کر سیکھ سکتا ہے دوسری وہ جو گلستان فطرت کی خوشہ چینیاں تھاتی ہیں۔ اس میں کلام نہیں۔ کہ کتب بینی معلومات میں اضافہ کرنے کا نہایت آسان ذریعہ ہے۔ کیونکہ اس صورت سے ہمکو آن واحد میں ہزاروں برس کے واقعات تجربات وغیرہ بلا مشقت و تکلیف ہر وقت حاصل ہو جاتے ہیں۔ نسل انسانی کے لئے ذخیرۂ کتب ایسا ہی ضروری ہے۔ جیسا کہ ایک متنفس کے لئے حافظہ۔

## لارڈ ایبری کا خیال

کتابیں ہماری مشکلات میں مشیر۔ پاس و الم میں آسائش دہ ہماری تکلیف کی ساعتوں کو راحت سے بدلنے والی ہیں۔ ہمارے خیالات کو بلند اور ہمارے حوصلوں کو اعلیٰ کرنے والی ہیں۔

## فلیچر کہتا ہے

مجھے اپنے کتب خانہ سے بصیرت افروزی کرنے دو۔ جہاں بہتر سے بہتر رفیق موجود ہیں، کتب خانہ میری عظیم الشان عدالت ہے۔ جہاں میں گھنٹوں بیٹھا قدیم حکما اور فلاسفروں سے مکالمہ کرتا رہتا ہوں۔ جہاں میں بادشاہوں کے افعال اور ان کے درباریوں کی حرکات کو بغور دیکھتا رہتا ہوں۔ اگر ان کی فتوحات ظلم اور بے انصافی پر مبنی ہوتی ہیں۔ تو میں ان سے جواب طلب کرتا ہوں۔ اور دست تصور سے اُن کے مجسموں کو صفحۂ ہستی سے مٹا ڈالتا ہوں۔ کیا اپنے مقام سے جدا ہو کر میں غیر یقینی مسرت حاصل کرنے کے لئے کہیں اور جا سکتا ہوں؟ نہیں۔ آپ دولت کی فراہمی میں کوشاں ہوں۔ اور میں اضافۂ علم کی جستجو میں غلطاں۔

مگر جو باتیں ہم کتابوں کے ذریعے سیکھتے ہیں۔ انہیں بھول بھی جاتے ہیں۔ البتہ جو تجربات ہم دوسروں کو سکھاتے ہیں۔ ان کو نہیں بھول سکتے۔

## مسٹر بوک کا قول

کہ آجتک کوئی شخص معلموں کی نگرانی میں رہ کر کسی علم یا فن کا کامل نہیں ہوا۔

## صحیفہ عالم کا مطالعہ

کتابوں کی ورق گردانی سے صحیفہ عالم کا مطالعہ ہمیشہ زیادہ مفید ثابت ہوا۔ کلائیو۔ نپولین۔ ولنگٹن۔ اسٹیک تیوٹن اور والٹر اسکاٹ وغیرہ ہو نہار طالب علم نہ تھے۔ بلکہ کہا جاتا ہے کہ نہایت کند ذہن تھے۔ مدارس سے نکلکر دنیا میں اولوالعزم ہستیاں مانی گئیں جان ہنٹر نے لکھا ہے کہ میں بچپن میں بادل اور گھاس کے متعلق کچھ معلوم کرنا چاہتا تھا۔ یہ بھی دریافت کرنے کی خواہش پیدا ہوئی تھی کہ موسم خزاں میں کیوں پتوں کا رنگ بدل جاتا ہے۔ میں مور و مگس چیونٹی پرند حشرات الارض وغیرہ کو بغور دیکھا کرتا تھا۔ دوران امور کے متعلق لوگوں سے اکثر دریافت کیا کرتا تھا، جن کو عوام نہیں جانتے یا اُن پر توجہ نہیں کرتے"

مسٹر وڈسورتھ کے متعلق بھی ان کی خادمہ نے کسی سے یہ کہا تھا کہ:۔

"رہتے یہاں ہیں اور سیکھتے ہیں سبزہ زاروں میں"

دنیا میں جتنی ایجادیں ہوئیں، موجودات عالم کو بغور دیکھنے اور اُن کے خواص معلوم کرنے ہی سے ہوئیں۔ واٹ نے ریل کا انجن نکالا۔ وہیٹ سٹون نے تار کے ذریعے پیغام رسانی کی بنا ڈالی۔ آرک رایٹ نے کپڑا سینے کی کل بنائی۔ ماکس ملٹ نے عکسی تصویر (فوٹو گرافی) ایجاد کی۔ لسٹر نے علوم طبیہ میں اضافہ کیا۔ جینر نے ٹیکہ نکالا۔ اسی طرح میکس۔ بیوفن۔ ینگ۔ ڈیوٹ۔ ڈالٹن۔ ڈارون۔ ٹنڈل اور لائل وغیرہ نے علم طبیعات میں نئی نئی کاوشوں سے گلکاریاں کیں۔ اس سے میری یہ مراد نہیں۔ کہ کتب بینی فعل عبث ہے۔ یا ابتدائی تعلیم کے لئے مدارس کا وجود فضول ہے۔ نہیں۔ کتابی تعلیم کے ذریعہ ہی سے ہمارے تخیلات میں لطافت بلند پروازی اور پختگی آتی ہے۔ مگر کتابی تعلیم کو تجربات میں لانے کا ذریعہ مشاہدات قدرت ہی ہے۔ اور اس کے بغیر عملی ترقی ناممکن ہے۔ د ہمایوں

## یوروپ کا معلم اسلام ہی

جان ڈیون پورٹ۔ اپنی کتاب مسمیٰ "ایالوجی فار محمدؐ اینڈ قرآن" میں کہتا ہے۔

"ہر ایک طرح کی شہادت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جن شخصوں نے فلسفہ اور علوم و فنون کو سب سے پہلے۔ نذر کیا جو قدیم اور زمانہ حال کے علم و ادب کے درمیان میں بطور ایک سلسلہ کے بیان کئے گئے ہیں بلاشبہ وہ ایشیا کے مسلمان اور اندلس کے متوطن تھے جو خلفائے عباسیہ اور بنی اُمیہ کے عہد میں وہاں رہتے تھے، علم جو ایشیا سے یورپ میں آیا تھا اُس کا وہاں دوبارہ رواج مذہب اسلام کی دانشمندی سے ہوا یہ بات مشہور و معروف ہے کہ اہل عرب میں چھ سو برس کے قریب سے علوم و فنون جاری تھے اور یورپ میں وحشیانہ پن پھیلا ہوا تھا، اور علم ادب تقریباً نیست و نابود ہو گیا تھا۔ علاوہ اس کے یہ بات بھی تسلیم کرنی چاہیئے کہ تمام علوم، طبعیات، ہیئت، فلسفہ، ریاضی جو دوسری صدی میں یورپ میں جاری تھے ابتداءً عرب کے علماء سے حاصل ہوئے تھے، اندلس کے مسلمان یورپ کے فلسفہ کے موجد خیال کئے جاتے ہیں"۔

یہی مصنف آگے چلکر لکھتا ہے "اہل یورپ کو یہ بات بھی یاد دلانی چاہیئے کہ وہ حضرت محمد (صلعم) کے پیرؤں کے جو قدیم اور زمانہ حال کے علم ادب کے درمیان بطور سلسلہ کے ذریعہ ہیں، اس لحاظ سے بھی ممنون ہیں کہ مغربی تاریکی کی مدت دراز میں

# معلومات

## شہد کی مکھی کی بعض خصوصیات

جرمنی کے دو عالموں نے شہد کی مکھیوں کے حواس کے متعلق اپنی جدید تحقیقات کا نتیجہ پیش کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مکھی رنگوں میں تمیز نہیں کرسکتی سرخ و سیاہ، کبود و ارغوانی میں اس کو امتیاز نہیں ہوتا لیکن اسی کے ساتھ یہ عجیب بات ہے کہ مافوق البنفسجی شعاعیں (یعنی شعاعیں جو آفتاب کے رنگوں میں بنفشئی رنگ سے پہلے نظر آتے ہیں) اسکو نظر آتی ہیں حالانکہ انسان انہیں نہیں دیکھ سکتا۔

ان کا بیان ہے کہ یہ مکھی اپنے چھتہ تک اپنی قوت فہم کی وجہ سے نہیں پہونچتی بلکہ صرف تجربہ و عادت سے راستہ پہچان لیتی ہے اس کا ثبوت میں وہ یہ واقعہ بیان کرتے ہیں کہ وہ چند مکھیاں پکڑکر اور انہیں بیہوش کرکے نئے چھتے میں لے گئے پھر چھتے سے ۱۲ میٹر کے فاصلہ پر چھوڑ دیا، لیکن انمیں سے ایک ہی اس نے چھتہ کی طرف نہ آسکی، اس لیے پھر ان کو لائے اور دوسرے دن پھر اسی طرح دور لیجاکر چھوڑ دیا، تو ۳۰ فیصدی واپس آگئیں اور آٹھویں دن ۹۰ فیصد۔ یعنی جوں جوں وہ راستے سے مانوس ہوتی گئیں، اسی نسبت سے انہیں اپنے نئے چھتہ تک پہونچنا آسان ہوگیا۔

## مونگے کی غذا

پہلے خیال کیا جاتا تھا کہ مونگا یا مرجان ایک قسم کی نباتات ہے کیونکہ وہ نباتات کی طرح پھیلتا ہے، اس کے بعد یہ تحقیق ہوئی کہ مرجان نباتات نہیں بلکہ حیوان ہے جسکے اندر سے ایک خاص قسم کا مادہ نکل کر پھیل جاتا ہے اور خشک ہوجاتا ہے اور مرجان کے کیڑے بہت سے ملکر ایک جگہ رہتے ہیں اور اُن کو غذا کی ضرورت ہوتی ہے۔

ان کو کیڑا تسلیم کرنے کے بعد ان کی غذا کے متعلق یہ خیال تھا کہ وہ دریا کے نباتاتی اجزا کو اپنی غذا بناتے ہونگے، لیکن جدید تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ صرف حیوانی اجزا کو کھاتے ہیں اور نباتاتی اجزا کی طرف توجہ نہیں کرتے۔

## دنیا کا سب سے بڑا غار

میکسیکو کے ایک پہاڑ میں ایسا غار ہے جسکی بلندی و وسعت کے برابر دنیا میں اور کوئی غار اسوقت تک نظر نہیں آیا، ہزاروں سال ہوئے کہ اس غار کی چھت سے پانی ٹپک رہا ہے اور چونکہ اس پانی میں کلسی (چونے کا سا) مادہ ہے اس لئے سنگ مرمر کی طرح بہت سے شفاف ستون چھت سے سطح زمین تک قایم ہوگئے ہیں اور اسطرح بہت سے کمرے بنگئے ہیں جسوقت انپر روشنی کا انعکاس ہوتا ہے تو قوس قزح کے سے عجیب و غریب رنگ نمودار ہوتے ہیں اور دیکھنے والا مسحور ہوجاتا ہے۔ اس غار کے ایک ایک کمرے کا طول نصف میل اور بلندی ۱۰ فٹ سے ۳۰ فٹ تک ہے۔ بعض کمرے ایسے ہیں جن کا طول نصف میل سے بھی زائد ہے اور ان کی چوڑائی سیکڑوں فٹ ہے، ان کے دونوں طرف اور بھی بڑے بڑے غار چلے گئے ہیں، جہاں کہربائی روشنی بھی کام نہیں دیتی اور یہ نہیں معلوم ہوتا کہ یہ غار کہاں ختم ہوئے ہیں۔

## کہر اور انسان کا بال

وہ لوگ جنہیں بحری سفر کا اتفاق ہوا ہے، انہیں معلوم ہے کہ سمندر کی سطح پر کثیف کہر کا پیدا ہونا کس قدر خطرناک چیز ہے۔ اور اُسمیں پھنس جانے کے بعد جہازوں میں کیونکر تصادم ہوجاتا ہے اور کس قدر جانیں تلف ہوجاتی ہیں اس خطرہ کو دور کرنے کے لیئے بندرگاہوں میں بڑے بڑے گھنٹے قایم کیئے گئے ہیں جو کہر پیدا ہونے سے پہلے ہی اس کے اطلاعات ظاہر ہونے پر زور زور سے بجنے لگتے ہیں۔ اور اس خطرہ کی اطلاع کے لیئے جو آلہ تیار کیا گیا ہے، اس کا انحصار صرف انسان کے بال پر ہے۔ کہر کا پیدا ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ ہوا میں رطوبت بہت پیدا ہوگئی ہے اور انسان کا بال ہوا کی رطوبت سے فوراً متاثر ہوتا ہے اور اس کا طول بڑھ جاتا ہے، اس لیئے انہوں نے اس آلہ میں تقریباً ڈیڑھ فٹ لمبا بال تان دیا ہے جو ہوا کی رطوبت بڑھ جانے کے وقت ڈھیلا ہوجاتا ہے اور گھنٹہ بجانے والے آلے سے مل کر اسمیں حرکت پیدا کردیتا ہے۔

## ہیڈروجن کا انجماد

خیال کیا جاتا تھا کہ ہیڈروجن اُن گیسوں میں سے ہے جنکا رقیق ہونا دشوار ہے، لیکن اب ماہرین علم الکیمیا نے اُسے نہ صرف رقیق کردیا ہے، بلکہ منجمد حالت میں بھی تبدیل کردیا ہے چنانچہ گزشتہ فروری میں امریکہ کے علماء نے ایک ٹکڑا منجمد ہیڈروجن کا تیار کیا جسکا درجہ حرارت صفر سے ۴۳۲ درجے نیچے ہے، اس مسئلہ میں یہ سب سے پہلی کامیابی ہے اس سے قبل کسی ملک کو یہ شرف حاصل نہیں ہوا۔

## کتابوں کی قدردانی

گذشتہ مارچ کے آخری ہفتہ میں بلاد انگلستان میں ۸۵۸ پرانی کتابیں فروخت کی گئیں، جن کی قیمت ۷۷۶۴۸ گنی تھی، اس میں سے ۶۳۳۹۲ گنی کی کتابیں امریکہ کے ایک عالم نے خریدیں انہیں میں ایک نسخہ ڈیانا کا تھا، جو سنہ ۱۵۹۲ میں طبع ہوا تھا اور اُسوقت اس کی قیمت چار پنس تھی، اس کے بعد اسکی قیمت ۹ گنی ہوئی، اسی طرح ایک اور کتاب جو سنہ ۱۶۳۲ کی مطبوعہ تھی اور جس کی قیمت سنہ ۱۸۰۳ میں پندرہ شلنگ تھی اب ۱۸۶ گنی میں فروخت ہوئی۔

## کاغذ کا تعلق صنعت و تجارت سے

ایک قوم کی تجارتی و صنعتی ترقی کے حالات معلوم کرنے کے لیے جہاں اور ذرائع ہیں وہیں ایک ذریعہ یہ بھی ہے کہ وہ کاغذ کتنا خرچ کرتی ہے جو کتابوں، اخباروں اور اشتہاروں کے کام آتا ہے۔

کم سرمایہ والوں کیلئے

# وسائل معاش

## فاؤنٹین قلم کی سیاہی بنانا

فاؤنٹین قلم کی سیاہی معمولی بلیک سیاہی سے بالکل مختلف ہوتی ہے۔ اس سیاہی میں دو خوبیاں ہونا نہایت ضروری ہیں ایک تو یہ کہ سیاہی سے قلم کے قیمتی نب کو کوئی نقصان نہ پہونچے دوسرے یہ کہ سیاہی میں روانی بہت زیادہ ہونی چاہیئے۔ فاؤنٹین قلم کی سیاہیاں یوں تو صدہا قسم کی ولایت سے بھی آرہی ہیں اور ہندوستان میں بھی تیار ہوتی ہیں مگر "سوان انک" اور "واٹرمین انک" بہت زیادہ مستعمل ہیں۔ مندرجۂ ذیل نسخہ کسی صورت میں بھی ان دونوں سیاہیوں سے اوصاف میں کم نہیں ہے۔ اگر یہ سیاہی تیار کرکے بازار میں اچھی شکل میں لائی جائے تو اچھا خاصہ منافع ہو سکتا ہے۔ نسخہ یہ ہے

| | |
|---|---|
| گیلک ایسڈ | ۸ ڈرام |
| فیروسی سیلفیٹ | ۱۲ ڈرام |
| فنائیل بلیو | ۲ ڈرام |
| گم ایکیشیا | ۱۰ ڈرام |
| ڈایلوٹ سیلفرک ایسڈ | ۲۴ قطرے |
| لیکوئیفائیڈ فنائل | ۳ قطرے |
| گلیسرین | ۴ قطرے |
| ڈسٹلڈ واٹر (آب مقطر) | ۳۰ آؤنس |

فیروسی سیلفیٹ۔ گم ایکیشیا۔ فنائیل۔ گلیسرین اور ڈایلوٹ سیلفرک ایسڈ کو ۸۔ آؤنس پانی میں حل کر لیجئے۔ اور گیلک ایسڈ کو نرم آنچ پر ۵۔ آؤنس پانی میں حل کر لیا جائے۔ اس کے بعد گیلک ایسڈ والے سلوشن کو اچھی طرح جوش دیں اور تھوڑا تھوڑا پہلا سلوشن اسمیں ملاتے جائیں یہاں تک کہ بچتے بچتے وہ بیس آؤنس رہ جائے۔ جب یہ عمل کر چکیں تو تیار شدہ سلوشن کو بلاٹنگ پیپر میں چھان لیں اور فنائیل بلیو اس میں حل کر دیں جب تک کہ فنائیل بلیو حل نہ ہو سلوشن کو برابر کسی چیز سے ملاتے اور ہلاتے رہیں۔

## مارکنگ انک بنانا

(کپڑے پر لکھنے کی پختہ سیاہی) یہ سیاہی کپڑوں پر نام وغیرہ لکھنے کے کام آتی ہے۔ اس کا نسخہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

| | |
|---|---|
| سلور نائیٹریٹ | ۴ حصے |
| سوڈیم کاربونیٹ | ۶ حصے |
| گم اریبک | ۵ حصے |
| لیکوئیڈ ریوسیا | ۱۰ حصے |
| ڈسٹلڈ واٹر | ۸ حصے |
| ساپ گرین | ۲ حصے |

پہلے دو مختلف سلوشن تیار کریں (۱) لیکوئیڈ ریوسیا میں سلور نائیٹریٹ کو حل کریں (۲) باقی ادویہ کو ڈسٹلڈ واٹر میں حل کریں۔ اس کے بعد دونوں سلوشنوں کو ملا کر کام میں لائیں۔ اگر یہ سیاہی بذریعہ اشتہار فروخت کی جائے تو بڑی کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔

## گندک کا گلاس بنانا

گندک کے گلاس طبی اوصاف کی وجہ سے اس درجہ شہرت یافتہ ہیں کہ بازاریں ان کا با تھوں ہاتھ بک جانا ایک معمولی سی بات ہے۔ معدہ کے امراض کیلئے اور فساد خون کے واسطے بے حد مفید ثابت ہوئے ہیں۔ برسات کے موسم میں ان کا استعمال ہیضہ کا حفظ ماتقدم ہوتا ہے۔ اس کے بنانے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ ایک ٹین یا جست کا سانچا تیار کرا لیا جائے جو کہ بالکل گلاس کی شکل ہو مگر بیچ میں سے خالی ہونا چاہئے۔ یہ سانچا ٹین یا جست کے دو چھوٹے بڑے گلاسوں میں ملا کر تیار کیا جاتا ہے۔ اس سانچے میں نہایت صاف گندک پگھلا کر ڈالدی جائے۔ جیسا سانچہ ہوگا ویسا ہی گلاس بھی تیار ہو جائیگا اگر ان گلاسوں کے تیار کرنے میں نفاست۔ نزاکت اور صفائی مد نظر رکھی جائے تو ایک روپیہ لگا کر چار روپے پیدا کرنا معمولی سی بات ہے۔

## چوکھٹے جڑنا

جوں جوں زمانہ ترقی کرتا جاتا ہے معاشرت اور تمدن میں بھی دن بدن تبدیلیاں ہوتی چلی جارہی ہیں۔ آجکل شاید ہی کوئی ایسا مکان ہوگا جسکی دیواریں تصاویر کی مورتوں سے آزاد ہوں۔ اگر چوکھٹوں میں شیشہ جڑنے کا کام شروع کیا جائے تو اچھا خاصہ منافع ہو سکتا ہے۔ محض چند روپے درکار ہیں۔ کچھ تو شیشے خرید لیے جائیں اور ایک شیشہ تراشنے کا قلم۔

## قینچی سے شیشہ تراشنا

جو صاحب یہ چاہتے ہیں کہ قلم خریدنے میں بھی روپیہ نہ خرچ ہو ان کے لیئے سب سے آسان ترکیب یہ ہے کہ وہ قینچی سے شیشہ تراش لیں۔ شیشہ معمولی قینچی سے اتنی ہی آسانی سے تراشا جا سکتا ہے جتنی آسانی سے ایک کاغذ قینچی سے کٹ سکتا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ ایک بڑی بالٹی کو پانی سے خوب بھر لیجئے۔ شیشہ اور قینچی کو پانی میں ڈبو کر کاٹ لیجئے۔ کاغذ کی طرح کٹتا چلا جائیگا۔ اگر آپ چاہیں تو اس طرح باریک سے باریک چیزیں بھی شیشے کی تراش سکتے ہیں۔

# سوالات

## مذہبی

(۷۷) ایک عورت کا خاوند جو حیدرآباد دکن .. چھوڑ کر شہر بمبئی میں سکونت اختیار کر لی ہے اور مسماۃ مذکورہ پرسان حال کوئی نہیں یہ عورت کس زمانہ تک دوسرے شخص سے عقد نہیں کر سکتی۔ (۴۴۴ خریدار)

(۷۸) انبیاء و اولیاء وصال کے بعد بھی لوگوں کو فیض پہونچا سکتے ہیں اگر پہونچا سکتے ہیں تو کیونکر۔ (محمد علی)

(۷۹) اولیاء اللہ سے مرادیں مانگنا جائز ہے یا نہیں۔ (م - ع)

(۸۰) میت کے حق میں میلاد شریف پڑھوانے سے میت کو کچھ فیض پہنچ سکتا ہے؟ (محمد علی)

(۸۱) میت کی پیشانی پر کلمہ کیوں لکھتے ہیں کیا یہ جائز ہے (محمد علی)

(۸۲) ہندوستان کے پانچ معتبر علماء کے پتے مطلوب ہیں (محمد علی)

(۸۳) کتاب فلاح دین و دنیا غیر حنفی مذہب والوں کے لئے کس درجہ مفید ہے۔ (خریدار)

## طبی

(۸۴) میری ایک عزیزہ جسکی عمر اسوقت تقریباً ۲۵ سال کی ہے - زمانۂ صغیر سنی میں آشوب چشم میں مبتلا ہوئی تھی۔ اسی زمانہ میں یکایک ائیں آنکھ کے کل ڈھیلے پر سپید جالا پھیل گیا تھا - کثرت سے دوائیں استعمال کرنے کے بعد کل ڈھیلے پر تو جالا صاف ہو گیا مگر تل پر چنے کی دال کے دانے کی برابر ابھی تک موجود ہے - بعض دوا کے استعمال سے جالا پتلا ضرور ہو جاتا ہے مگر بالکل صاف نہیں ہوتا - کوئی صاحب - نظر ثواب اسطرف توجہ فرما کر ممنون فرمائیں - (افسر)

(۸۵) انڈے کا تیل نکالنے کی جس سے بال جلد نکل آئیں ترکیب مطلوب ہے۔ (۱۴ / ع)

(۸۶) رول انار کی شکایت ہے مجرب نسخہ درکار ہے - (شیخ - د - ر خریدار)

## صنعتی

(۸۷) صنعت و حرفت کے ایسے مدارس کا پتہ مطلوب ہے جہاں بچے نہایت خوبی کے ساتھ تعلیم حاصل کر سکیں - (ح - ف)

(۸۸) ولایتی سلائی کی مشین کا پتہ مطلوب ہے - ( " )

(۸۹) آئینہ پر قلعی کرنا اور سیر حروف کندہ کرنے کی ترکیب مطلوب ہے - (منور علی)

## متفرق

(۹۰) چند کتب ناولوں وطلسم ہوشربا کی جلدوں کی ضرورت ہے - پرانی ہوں جو کہ نصف قیمت پر مل سکیں - (پتہ - محمد عبدالرشید خاں صاحب سب انسپکٹر پولیس نادگھاٹ ڈاکخانہ بسرام پور - درگ - سی - پی)

(۹۱) صابون سازی کے بڑے بڑے کارخانوں کی خواہ وہ دہلی - بمبئی - کلکتہ لاہور کے ہوں یا کسی اور شہر کے پتے مطلوب ہیں - (۱۴۰ / ع)

(۹۲) امریکہ یورپ جاپان وغیرہ کے ہر قسم کے تاجروں کے پتے مطلوب ہیں (عبدالحکیم - خریدار)

# جوابات

(۳۹) وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِیْنَ ۵ ان الفاظ کو اکیاسی مرتبہ پڑھا جائے اور پھر جس جگہ درد ہو یا کسی زہریلے جانور نے کاٹا ہو پھونک دیا جانا چاہئے - (خریدار)

(۵۰) لوہر ماد و اخانہ ہاشمی دہلی سے منگوا کر استعمال کیجئے ( " )

(۵۱) گل بنفشہ ، مرلدر ، کاہو ، کیسر ، شک ، جاکسر ، چوب ، انگور ، رسمہ ، ادو یہ ا
۹ ماشہ ۹ ماشہ ۹ ماشہ ۹ ماشہ ۲ تولہ
در آب باریک سائیدہ روغن گل اندا ختہ ضماد نمایند -

(۴۶) معجون مسقل ازرق کا استعمال کریں - (حکیم ظہیر علی)

(۵۳) تنقیہ خاص و عام کرنے کے بعد عرق و شیر استعمال کیجئے - ( " )

(۳۳) میری مصروفیت اس درجہ بڑھی ہوئی ہے کہ تیس پینتیس خطوط کا روزانہ جواب لکھنا میرے لئے ناممکن ہے - اس لئے سینکڑوں خطوط کے جواب میں یہ لکھ دینا کافی سمجھتا ہوں کہ عمل ہمزاد عمل سورۂ یاسین کے مقابلہ میں بالکل ہیچ ہے - میں نے تفسیر سورۂ یاسین میں یہ عمل دیکھا تھا اور چار ماہ کامل پڑھتا رہا مگر کچھ نتیجہ نہ نکلا - آخر کار مولانا سید ظہور احمد سے بمشکل تمام اجازت حاصل کی - اگر آپ کو بھی اجازت دیدیں تو پڑھئیے بھلا غور فرمائیے کہ میں کسطرح اجازت دے سکتا ہوں - اجازت نہ ملنے کی صورت میں کلید مراد بھی مفید ہے - مجھ سے خط و کتابت فضول ہے (احمد شاہ خاں)

# انشائے لطیف

## جسکی جستجو تھی وہ مل گیا

(شوکت علی فہمی کے قلم سے)

دنیا مجھ کو دیوانہ کہتا ہے تو کہے۔ دنیا مجھے سودائی سمجھتی ہے تو سمجھے۔ مگر ان کو کیا خبر کہ میں کیا ہوں۔ لوگ اس غلط فہمی میں ہیں کہ میں ناکام محبت ہوں۔ میں کامیاب ہو گیا۔ میرا دامن گوہر مقصود سے مالا مال ہے۔ اس لیئے کہ مجھے جس کی جستجو تھی وہ مل گیا۔

شب کی تنہائی میں۔ جب میں اس کے لیئے بیچین تھا۔ جس وقت میں مجسم انتظار بنا ہوا تھا۔ تو میں نے دیکھا کہ میری نظروں میں کوئی پھر رہا ہے۔ میری نظریں میرے دل کی طرف جھکیں اور میرے دل نے کہا کہ جسکی جستجو تھی وہ مل گیا۔

میں اسکی تلاش میں مدتوں سرگرداں رہا۔ میں دیوانہ وار پھرا کیا مگر مجھ کو اس کا پتہ نہ چلا۔ آخر کار مجھے میرا دل ایک ناکامی اور نا امیدی کی دنیا معلوم ہونے لگا۔ ایک امید کی کرن میری غم کی دنیا پر عکس فگن ہوئی اور میرے دل نے ایک قسم کا سکون محسوس کیا یہ امید کی کرن نہ تھی۔ بلکہ وہی تھا۔ میرے دل کے عمیق ترین گوشے سے یہ آواز سنائی دی کہ "جسکی جستجو تھی وہ مل گیا"۔

ناکامی ایک شکستہ دل کے لیئے ستم ہے۔ میں نے ہر چند چاہا کہ محبت کی پاکدامنی کو اشکوں کے آلودگی سے پاک رکھوں۔ میں نے کوشش کی کہ ضبط سے کام لوں مگر ناکام رہا۔ میری پلکوں نے چاہا کہ یہ راز فاش نہ ہو۔ مگر یہ طوفان رکنے والا نہ تھا میرے آنسو میرے دامن پر گرے ہر آنسو کے قطرے میں میں نے دیکھا کہ کوئی بیٹھا ہوا مسکرا رہا ہے اسوقت مجھ کو معلوم ہوا کہ "جسکی جستجو تھی وہ مل گیا"۔

ہلکی ہلکی پھوار پڑ رہی تھی۔ سبزہ لہلہا رہا تھا۔ اس دلفریب منظر نے میرے دل کو بے چین کر دیا۔ میں نے ایک سرد آہ بھری۔ میری زبان کو جنبش ہوئی اور اس نے میرے دل کی ترجمانی شروع کی۔ اس کو ایک لمحہ بھی نہ گزرنے پایا تھا کہ میں نے عالم تصور میں دیکھا کہ اس کا مجسمہ میرے سامنے موجود ہے اور بے ساختہ کہہ اٹھا کہ "جسکی جستجو تھی وہ مل گیا"۔

آفتاب کی آخری شعاعیں ایک دل رفتہ کے لیئے موت کے پیام سے کم نہیں ہوتیں شب کی سیاہی کا یہ وہ دل مہجور کی وحشت میں بہت کچھ ممد و معاون ثابت ہوتا ہے۔ شب ہجر کا پیام ایک مصیبت لا متناہی کا آغاز ہوتا ہے۔ میں نے کروٹیں بدلیں مگر کچھ تسکین نہ ہوئی۔ میری آہ شرربار نے میرے دل کو پھونک دیا۔ سینہ سے بخارات اٹھے اور آنسو بنکر بہے مگر میری حالت بدستور تھی۔ مجھپر غشی طاری ہوئی میں بیہوش ہو گیا۔ میں سو گیا۔ مگر میرا مقدر جاگتا تھا میں نے دیکھا کہ ایک پیکر نور میرے روبرو موجود ہے۔ میں نے اسکی طرف بڑھنا چاہا مگر میرے جسم نے حرکت تک نہ کی۔ وہ نور مسکرایا اور کہا کہ اس خاکی جسم کو چھوڑ۔ میرا مرغ روح قفس جسم میں پھڑپھڑایا اور اس نور میں جا کر مل گیا۔ دنیا والوں نے میرے جسم کو دیکھا۔ آنسو بہائے اور کہا کہ ناکام محبت چل بسا مگر وہ یہ نہ سمجھے کہ مجھے "جسکی جستجو تھی وہ مل گیا"۔

## برسات

(از جناب امیر الکلام شیخ سلام احمد نادی قریشی)

کچھ عجب ہے منظر رنگیں ادا برسات کا
دل لبھاتی ہے ہوا۔ جانفزا برسات کی
میکشوں سے پوچھیئے لطف و مزہ برسات کا
کیسے عیش اڑواتی ہے ان کو ہوا برسات کی

---

آسماں پر اودی اودی بدلیاں چھائی ہوئیں
بدلیوں کے دامنوں میں رحمت خالق نہاں
پڑتی تھیں ہر اک کی نظریں اُنپہ للچائی ہوئیں
مسکراتا پھرتا ہے ہر طفل ہر پیر و جواں

---

بلبلوں کا چہچہانا۔ رقص کرنا مور کا
وجد میں آکر حسینان چمن کا جھومنا
گُل کھلاتا ہے جگر پر آفت! یہ منظر دلربا
مہ جبینوں کا چمن میں سیر کرنا۔ گھومنا

---

کوئی جھولا جھولتا ہے۔ کوئی گاتا ہے ملار
الغرض ہر سو بپا ہے نغمۂ کیف آفریں
چل رہی ہے ٹھنڈی ٹھنڈی کیا ہوائے خوشگوار
شاد ہے ایسے میں اپنا ہی دلِ زار و حزیں

---

موسم برسات کا منظر ہے کتنا پُر فضا،
بنگیا ہے چپہ چپہ رشکِ گلزارِ جناں
اکطرف سے آتی ہے کوئل کی "کوکو" کی صدا
دوسری جانب پپیہا گا رہا ہے "پی کہاں"!

---

یہ تو سب کچھ ہے۔ مگر عنقا ہے دورِ خوشدلی
ہندو و مسلم میں یعنی اب نہیں وہ اتفاق
کاش پھر جاتی رہے ان کی عداوت باہمی
پھر گلے مل جائیں۔ اور مٹ جائے آپس کا نفاق

# بجلی کا بٹن

(از جناب پروفیسر اکرام حیدری)

میں نے بجلی کا بٹن دبا دیا - تمام کمرہ منور ہو گیا - کمرے کا تمام سامان نور کی موجوں میں رقص کرنے لگا - ہر چیز میں ایک نئی زندگی پیدا ہو گئی تھی - میں نے حیرت سے چاروں طرف نگاہ ڈالی - ایک اور صرف ایک "بلب" روشن ہوا تھا - بلب کے اندر چار تار تھے جنمیں بجلی کی تجلی جلوہ ریز تھی - ایک شیشے کا فانوس اسکی نگرانی کر رہا تھا - میں نے فانوس کو اپنے ہاتھ سے چھوا - میں مسکرایا اور میں نے بٹن کو اٹھا دیا -

---

بٹن کی خفیف جنبش نے اس منور کمرہ کو بھیانک تاریکی سے بدل دیا - ہر چیز آنکھ سے اوجھل ہو گئی - تاریکی مجھے ڈرانے لگی - میرا جسم بھی مجھ سے پوشیدہ ہو گیا - میں چند لمحوں تک ساکت کھڑا رہا - اور میں نے پھر بٹن دبا کر کمرے کو منور کر دیا - میرے خیالات منتشر ہو چکے تھے - میرا دل اس راز کو معلوم کرنے کے لئے بے چین تھا اور میں ایک آرام کرسی پر بیٹھ کر غور کرنے لگا - مگر میری محدود دیکھ میری رہبری میں ناکام ثابت ہوئی - میں مضطرب اور پریشان ہو کر اٹھ بیٹھا -

---

میں نے اپنی تشویش کا راز ایک سائنس داں سے بیان کیا - وہ مسکرایا اور کہنے لگا معمولی بات ہے - جس چیز میں بٹن لگا ہے وہ دو مرکزوں پر قایم ہے جب ان دونوں کو مجتمع کر دیا جاتا ہے تو بجلی بن روح پڑ جاتی ہے جب بٹن دبتا ہے تو ایک سلسلہ دونوں مرکزوں کے درمیان قائم ہو جاتا ہے - مجھے تعجب ہوا اور اس جواب سے میری تسکین نہ ہوئی -

---

میں پھر غور کرنے لگا - مگر میرے منتشر خیالات کسی نتیجے پر نہ پہونچے - میں نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور ایک دنیا میں پہونچ گیا - میں ساکت تھا - مگر مجھے احساس ہوا کہ میرے بائیں پہلو میں کوئی چیز متحرک ہے - میں ادہر متوجہ ہو گیا - مجھے معلوم ہوا کہ یہ حرکت برابر جاری ہے - میں نے اپنا سانس روک لیا - مگر اس کوشش نے میرے سکون کو اور مضطرب کر دیا - میں نے جلدی سے آنکھیں کھولدیں - اور میرے سانس کی رفتار تیز ہو گئی -

---

اب میں سمجھا کہ یہ میرا دل تھا جو میرے تاثرات سے دھڑکنے لگا تھا - بجلی کی روشنی میرے سامنے تھی اور دل پہلو میں تھا - مجھے ان دونوں میں ایک نسبت نظر آئی "بلب" کی صورت میرے دل سے ملتی تھی - میں قائل ہو گیا کہ میرے دل میں بھی ایسے ہی نظر نہ آنے والے تار ہیں کا نام "روح" ہے - میرے تمام جسم کی حرکت کی ذمہ دار یہی روح ہے - میرا نظام ہستی اسی روشنی سے منور ہے میرا جسم ایک کمرہ ہے جسکا ہر جزو اس کی روشنی کا منت گزار ہے -

---

میں نے اپنے دل کو مخاطب کیا اور پوچھا "کیا تو بھی کسی بٹن کی حرکت سے منور ہو سکتا ہے - دل نے جواب دیا کہ ہاں جب ایمان و صداقت کے تار آپس میں ملتے ہیں تو میں منور ہو جاتا ہوں - اسوقت آسمان کی بلندیوں سے نور ربانی کرنیں مجھپر جلوہ ریز ہوتی ہیں - اور دنیا والے مجھ کو روشن ضمیر کہتے ہیں ⁂

# چاند

(از جناب سید محمد انور صاحب - بی-اے)

اے چاند - اے مہتاب - اے قمر - تو لیلائے شب کی زینت ہے - تیری نورپاشی ایک غمزدہ دل کے لئے پیام رحمت بن جاتی ہے - کوئی اس خانماں برباد مسافر سے پوچھے - جو تمام دن تمازت آفتاب کا شکار رہا ہو - جس کو ریگ کی تپش نے لو کے تیز جھونکوں نے بھون دیا ہو - کہ تیری پہلی کرن - تیری پہلی شعاع اس کے دل کے ساتھ کیا سلوک کرتی ہے - اس کے قلب کی دنیا بالکل بدل جاتی ہے - اس کا غم راحت کے بدل ہو جاتا ہے اور اس وقت ایک آرام کی دنیا میں ہوتا ہے - جب تو اپنی نورانی چادر میں اس کو لپیٹ لیتا ہے تو تیری ضیا سے مسافر روح میں مسرت کی ایک لہر دوڑ جاتی ہے بچے سے لیکر بوڑھے تک سب لوگ تجھے چاہتے ہیں - کبھی تو محرم کا چاند ہے - کبھی ماہ رمضان ہے - اور کبھی ہلال عید ہے - ہر مومن مسلم کی آنکھ تیرے اشتیاق دید میں بیقرار رہتی ہے - شاعر تیری تعریف میں رطب اللسان ہیں - تو جب ہلال کی شکل میں ہوتا ہو - تو تجھ کو اپنے محبوب کی خمدار ابروسے تشبیہ دیتے ہیں - کبھی کسی حسین کی انگڑائی سے تجھ کو تعبیر کرتے ہیں جب تو چودہویں رات کا چاند بنکر نمودار ہوتا ہے تو تجھے بدر منیر کے نام سے موسوم کرتے ہیں - اور اپنے محبوب کے روئے روشن کو تجھ سے تشبیہ دیتے ہیں - بادہ و قدح خوار کی نظروں میں تو شراب کا چھلکتا ہوا زریں جام ہی کہتے ہیں تیری چاندنی بعض میووں میں حلاوت اور چاشنی کا باعث ہوتی ہے الغرض تو سب کو عزیز ہے اے چاند میں بھی تجھے چاہتا ہوں - مجھے بھی تیرے ساتھ محبت ہے - میرے دل مضطر کو تیرے ساتھ ایک خاص نسبت ہے - میں اپنے اور تیرے درمیان ایک قسم کی یگانگت و یکجہتی پاتا ہوں - لیکن میں تجھ کو تیری خوبصورتی تیری دل آویزی کی وجہ سے نہیں پیار کرتا - اگر تجھ میں صرف یہی خوبیاں ہوتیں - تو اے چاند - تو میری نظر میں ہیچ تھا - میرے نزدیک تیری کوئی وقعت نہ ہوتی - میں تیرا اس لئے شیدا ہوں کہ تو میرے پیارے کی صداقت کا نشان بنا - اس کی انگشت کے ایک اشارے سے تو دو نیم ہو گیا - تو نے اپنا سینہ چاک کر دیا اور اس طرح اپنے آپ کو شق کر کے تو نے میرے دلبر کی حقانیت پر مہر لگا دی - میرے دل تو ذرا کو بھی وہی انگشت محو ماتم کر رہی ہے - اس نسبت مشترکہ سے میرے دل میں تیری محبت ہے - میرے چمنستان دل کے ثمر تیری چاندنی سے حلاوت اور شیرینی پاتے ہیں - میں تیرا انتظار کرتا ہوں اور لطف اٹھاتا ہوں - تجھے دیکھتا ہوں

اور اس کو یاد کرتا ہوں - جو حُسن ازل کا محبوب ہے جو باعث تکوین عالم ہے - جو رحمۃ للعالمین ہے - کاش میں بھی تیری طرح اس عالم ہستی میں اس کی صداقت کا نشان بن سکتا -

# انجام

(از سید مرید مہدی شاہ)

تو اس سرائے فانی میں چند دن کے لئے مہمان ہے - تیری راحت و آسائش کا زمانہ پلک مارتے گزر جائیگا - مگر تیری خام خیالی نے دنیا کی محبت نے تجھ کو بالکل غافل کر دیا - تیری غفلت تجھ کو پستی کے غار کی طرف بہا رہی ہے - اے انسان - میں تیری کس کس کمزوری پر اشک بہاؤں - افسوس کبھی تجھے اپنے انجام کا خیال بھی دامنگیر ہوا - کیا کسی وقت تو نے دنیائے دوں کی دام تزویر سے مخلصی پا کر ایک لحہ بھر کے لئے اپنے انجام کا فکر کیا -

ہاں ہاں اٹھ شرم و حیا کو بالائے طاق رکھ کر صاف کہدے کہ انجام کا خیال تجھ کو ہمیشہ بعید رہا - آہ ! آہ ! اے اشرف المخلوقات کے خطاب پر اترانے والے انسان اتنی کوتاہ اندیشی کہ اپنے انجام سے بے خبر کیا تو سمجھتا ہے کہ تیرا نخل حیات باد خزاں کے تباہ کن جھونکوں سے بچکر ہمیشہ سرسبز و شاداب رہیگا - ذرا دیدۂ عبرت کھول - چاند چودھویں شب مہ میں پوری آب و تاب کے ساتھ ضیا پاشی کرتا ہے - وہ نور کا وہ عالم ہوتا ہے کہ محسن کو تاب - لا کر منتشر ہونے لگتی ہے - مگر آخر چار دن کی چاندنی پھر اندھیری رات - ستارۂ ہستی کتنک قائم تھی - تمام حسن و جمال سلب ہو جاتا ہے - اور زوال شروع ہو جاتا ہے گلشن کو دیکھ پھولوں سے حسرت حاصل کر - وہ گلبو کو رنگا رنگ حسین بلبل ہزار جان سے نثار ہے - شاعر بھی اسکی تعریف میں رطب اللسان نظر آتے ہیں - چند گھنٹوں کے بعد وہی پھول پژمردہ ہو کر شاخ سے گر پڑتا ہے - اور وہی بلبل جو کبھی اس کے نظارہ جمال میں مستغرق تھی اب پاس بیٹھی فریاد کناں ہے - اور پھول کے انجام کی تفسیر درد آمیز الفاظ میں کر رہی ہے - فاعتبروا یا اولی الابصار - اے انسان اسطرح چاند عروج پر پہونچکر بحرف زوال ہو جاتا ہے - اور خوبصورت پھول بالآخر مرجھا کر صفحۂ ہستی سے مٹ جاتا ہے - اسیطرح تیرا انجام ہے - تو بھی ایک دن گلشن ہستی سے مرجھا جائیگا - اور تیرا اقبال زوال میں تبدیل ہو جائیگا -

غافل انسان ! عروج کے ساتھ زوال - اقبال کے ساتھ ادبار - رفعت کے ساتھ پستی - اور حیات کے ساتھ موت وابستہ ہے - تو بھی ہستی کو بحر بیکراں سمجھتا ہو مگر نہیں - اُس کا بھی ساحل ہے - تو نے یہ زندگی ابدالآباد تک نہیں پائی - دارا و کسریٰ - قیصر و سکندر - آخر سب لقمۂ اجل ہوئے - اور اُن کی سب جاہ و حشمت صولت و سطوت خاک میں مل گئی -

پیدا جو ہوا ہے وہ ایک روز مرے گا
جب احمد مرسل نہ رہے کون رہیگا

الغرض اے انسان تیری حیات ایک حباب کی حقیقت رکھتی ہے - اور تیرا انجام حباب ہے - یہ شادمانی و کامرانی دیرپا نہیں - تو حرص و ہوا کو چھوڑ - عشرت سے منہ موڑ - اپنے مال و دولت پر مت اترا - کہ یہ سب عارضی نعمت ہے - اپنی ثروت و حشمت کے زعم میں غریبوں کے نازک دلوں کو مت دُکھا - اگر آخرت میں نیک انجام کا متمنی ہے - تو نیک زندگی بسر کر تاکہ دارالبقا میں حیات جاوداں نصیب ہو - نیکی و بدی کا موازنہ کر - نیکی کا انجام نیک ہے اور بدی کا بد - پس مکافات عمل سے بیزار نہ ہو ؎

گندم از گندم بروید جو ز جو
از مکافات عمل غافل مشو

ارشاد ربانی کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ - کو کبھی نہ بھول اور غرور و تکبر کو پس پشت ڈالکر اپنا فانی انجام ہمیشہ مد نظر رکھ -

# بلبل اور شب تاب

(ترجمہ محمد احمد خان احمد علیگ رئیس بابوپور)

واقعہ اک دن کا سُن اے ہوشیار — نغمہ پیرا شاخ گل پر تھی ہزار
جب ہوئی شام اور اندھیرا چھا گیا — بے زباں پر بھوک کا غلبہ ہوا
دور سے دیکھی چمکتی ایک شے — دل میں سمجھی ہو نہ ہو جگنو ہی ہے
جی میں آئی بیٹ بھرنا چاہیئے — اک نوالہ اسکو کرنا چاہیئے

جان کر اُس کا ارادہ ناروا — کرمک شب تاب یوں گویا ہوا
سچ بتا اے عندلیب سبز گوں — کیا ہوا میں تیرے گانے میں مخل؟
دشمنی میری اگر ہو گی پسند — تو نہ پھر پائیگی کبھی مجھکو گزند
یاد رکھ جس نے تجھے پیدا کیا — ہے اُسی کے نور سے میری ضیا
یہ بھی حکمت ہے کہ اُس کے حکم سے — نغمہ شب تیرا ہو دیتے لگے
نور سے میرے جمن معمور ہو — اس طرح تاریک شب پر نور ہو

سُن کے اس نقطہ پہ بُرتا ثیر کو — تھپ رہ بیٹھی بلبل اُس تحسیر کو
دوسری ترکیب سے اپنی غذا — اُس نے کی حاصل بحکم کبریا

# مجاز و حقیقت

مولانا سید ظہور احمد صاحب چیف ایڈیٹر

تا چند دل سے دولتِ پنہاں نکالئے  آساں نہیں کہ حسرتِ مژگاں نکالئے
اُلجھے ہوئے ہیں تار یعنی میں جنوں کے ہاتھ  فرصت کہاں کہ تارِ گریباں نکالئے
طے کر چکا ہے دردِ جگر اپنی منزلیں  بے سود ہے کہ اب کوئی درماں نکالئے
ہو جسکی انجمن میں نظر کا لقب حجاب  کسطرح اُسکی دید کا ارماں نکالئے
افسانۂ الست ہو یا داستانِ طور  عرضِ نیاز کا کوئی عنواں نکالئے
میں پوچھتا ہوں حرمنِ صبر و شکیب سے  کیا معنیٔ تبسمِ پنہاں نکالئے
کیوں بے نیاز ہو نہیں کسی کی ہلال پڑ کے  کاہے کو منہ سے شکوۂ دوراں نکالئے
یعقوب سی ہو آنکھ نہ ایوب سا ہو دل  کسطرح حسرتِ غمِ جاناں نکالئے
کیا آگئی بہار کہ پھر چاہتا ہے دل  داماں سے جیب جیب سے داماں نکالئے
سمجھے نہ شانِ عفو و کرم جسکو سوءِ ظن  وہ صورتِ تلافیٔ عصیاں نکالئے

جولانگہِ حیات نہیں درخورِ جنوں
وحشی اب اور کوئی بیاباں نکالئے

(حضرت مولانا سیماب اکبرآبادی)

بیٹھا تو عجزِ نفت پا کفِ پا لیئے ہوئے  اُٹھا تو دردِ دل کا سہارا لیئے ہوئے
میں منزلِ ما عدا سے بھی آگے نکل گیا،  اپنی ہی کوششوں کا سہارا لیئے ہوئے
آخر مآلِ عشرتِ دنیا غلط ہوا  جب نا پڑا مجھے غمِ دنیا لیئے ہوئے
دیتا مجھے قریبِ نویدِ حیات تم  جب لوگ جا رہے ہوں جنازہ لیئے ہوئے
محشر میں ہے ضرورتِ وسعت بقدرِ شوق  میں آ رہا ہوں اک نئی دنیا لیئے ہوئے
تو اپنی بزمِ ناز کو دیکھ اور ازل کو دیکھ  آیا کہاں سے تیری تمنا لیئے ہوئے
آیا ہوں بالمقابلِ خورشیدِ روزِ حشر  اپنی ندامتوں کا پسینہ لیئے ہوئے
اس خاکدانِ عشق کی طولانیاں نہ پوچھ  ذرّے پڑے ہیں وسعتِ صحرا لیئے ہوئے
نکلا ہوں بھیک مانگنے امن و سکون کی  شاید ہو کوئی قلبِ شکیبا لیئے ہوئے
پھر آ پڑا ہوں آج تری بجز امیں  امید کی لُٹی ہوئی دنیا لیئے ہوئے
تھی کثرتِ جمال سے تاریک بزمِ دہر  آنا پڑا چراغِ تمنا لیئے ہوئے
اکثر چلا گیا ہوں حدودِ مجاز میں  رعنائیٔ خیال کی دنیا لیئے ہوئے
اب طور کی حدود میں فروغ ہی حُسن کا  آئے نہ کوئی چشمِ تماشا لیئے ہوئے

سیماب اُف! یہ تلاشِ خونِ جنونِ عشق
ہر آبلہ ہے مشعلِ صحرا لیئے ہوئے

(از جناب محمد ہادی صاحب ہادی مچھلی شہری)

جو اُسکے وعدوں کا بھی دل نہ اعتبار کرے  تو کون شکلِ تسلی کی اختیار کرے
نجات کشمکشِ زندگی سے دیجے مجھے  جو کام غم سے نہ نکلا وہ غمگسار کرے
خیالِ یار بھی حیران ہو دل کی حالت سے  تسلیاں کیسے دے کس کو بے قرار کرے
یہ خوف ہے ترے اندازِ بے نیازی سے  کہ طولِ شوق میں پیدا نہ اختصار کرے
مرے نصیب میں راحت اگر نہیں نہ سہی  وہ اپنی وضعِ ستم کو نہ شرمسار کرے
نہ جانے خندۂ گل پر کہ زہر خندہ ہے یہ  کبھی خزاں کا تصور رہی نو بہار کرے
کٹی ہو عمر ہی جس کی جہانِ حیرت میں  وہ خاک جوششِ تمنا کا اعتبار کرے
وہ آہ کیا جو ہلا دے نہ عرش کی زنجیر  وہ ضبط کیا جو زمین کو نہ بیقرار کرے

ہم اُسکے جور پہ بھی شادماں ہیں کیا ہادی
کہ ڈر ہے رشک نہ اسکا بھی روزگار کرے

## دیگر

جفا اُٹھا لے اگر شکوۂ جفا نہ کرے  گلہ بھی ہو تو کسی کا کبھی گلا نہ کرے
ڈبو دیا مری کشتی کو ناخدا ہو کر  تو ناخدا ہو کسی کا کبھی خدا نہ کرے
رہے مرا دل خوددار سیلِ سیاہ زکرم  یہ التجا ہے خدا سے کہ التجا نہ کرے
دلِ حزیں کہ جو لذت شناسِ حسرت ہو  خطائے ناز کی خواہش میں پھر خطا نہ کرے

مجھے تو اپنے مقدر سے خوف ہے ہادی
کہ میری آہِ رسا کو بھی نارسا نہ کرے

(از جناب حاجی عبدالغفور صاحب مشتاق الہ آبادی)

کچھ خبر اسکی بھی تجھ کو او نگاہِ تیز ہے  اشک کے قطروں میں پنہاں موجِ طوفاں خیز ہے
ہے اگر جینا تو اس جینے سے مرنا خوب ہے  ہر نفس غم خیز ہو ہر سانس درد انگیز ہے
امتحانِ سخت جانی ہے ہمیں مدِ نظر  آپ کی تیغِ نگہ دیکھیں تو کتنی "تیز" ہے
شیشہ و ساغر میں ساقی! ایک قطرہ بھی نہیں  میکشوں کی عمر کا پیمانہ کیا لبریز ہے!
خندہ زن ہو دامنِ گلچیں پہ دامانِ نگاہ  کیا گل افشاں آپکی چشمِ تبسم ریز ہے!
باغِ جنت میں کہاں ایسی ہوائے جاں فزا!  شیخ جی! یہ کوچۂ گیسوئے عنبر بیز ہے
کیا اثر لیتا ہے انساں اس ہوا سے دیکھئے!  پتی پتی گلشنِ عالم کی وجد انگیز ہے
ایسی فتحوں سے کہیں بہتر ہے "تسخیرِ قلوب"  اِن ممالک سے تو ملکِ دل بہت زرخیز ہے

بے تکلف آنکھ سے خونِ جگر بہنے لگا!
سادگیٔ عشق کیا مشتاق رنگ آمیز ہے!!

(محمد عبدالحمید برق چیوڑوی فتحپوری)

چار تنکے چمن کے جب رکھے نشیمن کیلئے  ہو گئے کانٹے نگاہِ اہلِ گلشن کے لئے
ہر طرف راہیں کھلی ہیں اُنکی چتون کیلئے  بند ہیں دشوار ہیں اب ایسے رہزن کے لئے
ختم کر مجھ پر، کہ ظالم! ختم ہو بیدادِ رشک  یعنی رہ جائے نہ کوئی ظلم دشمن کے لئے
اب لبِ بام آ، اُٹھا پردہ، دکھا جلوہ ہمیں  دیر سے بیٹھے ہیں دیدِ روئے روشن کیلئے
ضبط کرنے سے بنی جاتی ہے جانِ زار پر  اے ستمگر! ہو اجازت ابتو شیون کیلئے

عالمِ اسباب میں وہ سوختہ ساماں ہوں برق
بجلیاں پیدا ہوئی ہیں جسکے خرمن کیلئے

# صنف نازک کے لئے

## بیوی

(از جناب شیخ فیض محمد صاحب)

آجکل ہمارے ملک میں عموماً بیوی کا جو کچھ درجہ ہے اُس کو ہر شخص جانتا ہے۔ میں اس کی ذلت و خواری کی نا گفتہ بہ تصویر پیش کرنا یا اُس کا رقت انگیز ڈھکڑا رونا نہیں چاہتا۔ بلکہ میں اسوقت اپنے ہم وطن بھائیوں کی خدمت میں چند مشاہیر کی رائے پیش کرتا ہوں۔ تاکہ وہ اپنے خیال کا ان رائوں کے ساتھ مقابلہ کریں۔ اور دیکھیں کہ اہل دانش اس بارہ میں کیا رائے رکھتے ہیں اور ان کی نظروں میں بیوی کا کیا درجہ ہے۔

۱۔ جب میں کفار سے کوئی بات سنتا تھا۔ اور مجھ کو ناگوار معلوم ہوتی تھی۔ تو خدیجہؓ سے کہتا تھا۔ وہ اس طرح سمجھاتی تھیں۔ کہ اس سے میرے دل کو تسکین ہو جاتی تھی۔ اور کوئی رنج مجھ کو نہ ہوتا تھا۔ جو خدیجہؓ کی باتوں سے ہلکا اور آسان نہ ہو جائے۔ (حضرت صلعم)

۲۔ تم میں سے اچھے لوگ وہی ہیں۔ جو اپنی بیویوں سے اچھا برتاؤ کرتے ہیں (ایضاً)

۳۔ ایمان کے بعد نیک بخت عورت سے زیادہ دنیا میں کوئی نعمت نہیں۔ (امیرالمومنین عمر ابن الخطاب)

۴۔ میاں بیوی کا عجب رشتہ ہے۔ کہ مرد و عورت نکاح کے ہو جانے سے دنیا کی سب چیزوں میں شریک ہو جاتے ہیں۔ یہ بات کسی اور رشتے میں نہیں پائی جاتی۔ مال مشترک۔ گھر مشترک۔ کھانا پینا مشترک۔ اولاد مشترک۔ آبرو مشترک۔ خوشی مشترک۔ رنج و غم مشترک۔ (شمس العلما مولانا نذیر احمد)

۵۔ زن و شوہر ساتھ ہی دعا مانگتے ہیں۔ ساتھ ہی عبادت کرتے ہیں۔ اور ساتھ ہی روزہ رکھتے ہیں۔ خوشی۔ رنج و راحت و تکلیف میں باہم ایک دوسرے کے مونس ہوا کرتے ہیں۔ ایک دوسرے سے کوئی امر پوشیدہ نہیں رکھتے اور نہ ایک دوسرے کے لئے بار خاطر ہوتے ہیں۔ ایسی جگہ جہاں یہ باتیں ہوتی ہوں۔ اُسے دیکھ کر خدا بھی خوش ہوتا ہے۔ ایسی ہی جگہ وہ اپنی برکت نازل کرتا ہے۔ زن و شوہر جہاں باہم محبت سے رہتے ہیں۔ وہاں وہ بھی ہوتا ہے۔ اور جہاں وہ موجود ہے۔ وہاں بُرائی قدم نہیں رکھ سکتی۔ (سر جان لیک)

۶۔ بیوی کی صحت پر زندگی کی ترقی و تنزل کا انحصار ہے۔ (لارڈ برے)

۷۔ اگرچہ میں کیسی ہی مفلسی کی حالت میں ہوں۔ لیکن اگر کوئی مجھ کو تمام دنیا کا خزانہ دیدے۔ تو میں اپنی بیوی سے مبادلہ نہ کروں۔ (لوتھر)

۸۔ دُنیا میں وہ سب سے زیادہ خوش نصیب شخص ہے۔ جسکی بیوی عصمت مآب ہو۔ اور جس کے ساتھ وہ نہایت آرام سے زندگی بسر کرسکے۔ (لوتھر)

۹۔ تعلیم یافتہ عورت سے شوہر کی ترقی اور جاہل سے تنزل ہوگا۔ (لارڈ برے)

۱۰۔ جیسا آرام مجھے اپنی بیوی سے ملا حقیقت میں کسی سے مل نہیں سکتا۔ (فریڈی)

۱۱۔ دنیا میں شریف بیوی مرد کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہے۔ (ملٹن)

۱۲۔ چوبیس سال کے بعد مجھے یہ تجربہ ہوا۔ کہ دنیا میں اگر کوئی شخص میرے کاموں میں مدد دیسکتا ہے تو وہ میری بیوی ہے۔ (کاؤنٹ نتز مڈرف)

۱۳۔ خدا کی دوسری نعمتوں میں سے مجھے اپنی بیوی زیادہ قابل قدر معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ مصیبت کے وقت میری مدد کرتی ہے۔ اور جب میں مشکلات سے گھبراتا ہوں۔ تو وہ میری ہمت دلایا کرتی ہے۔ وہ میری ایسی نگران رہتی ہے کہ اُس کی محبت سے مجھے یقین ہے۔ کہ کوئی برا کام نہ کرسکونگا۔ (ڈاکٹر ژنگ بے)

۱۴۔ اگر کسی مرد کے پاس نیک عورت ہو تو اُس کو اُس سے بہتر کوئی چیز دنیا میں نہیں مل سکتی۔ (سائمس، نرلیس)

۱۵۔ عورت اپنے شوہر ولا دا اور اسرار دہ بیوی کی ملکہ ہوتی ہے۔ جسکے رو برو دنیا اور دنیا کے تاج اور خصائص شاہی سر تسلیم خم کر دیتے ہیں۔ (رسکن)

۱۶۔ اگر میں کسی عزت کا مستحق ہوں تو اس کا نصف میری بیوی کا حصہ ہے۔ (ونس وودز)

۱۷۔ میں اپنی بیوی سے ہمیشہ مشورہ لیتا ہوں اور سوائے اُس کے میرا کوئی مشیر نہیں ہوا۔ وہ اپنی شیریں زبانی اور ملیح لہجہ سے ہر وقت میرے پہلو سے لگی بیٹھی گفتگو کیا کرتی ہے۔ اور اس بات کی منتظر رہتی ہے۔ کہ کب وہ میرے کسی امر میں مدد دیسکتی ہے۔ (ٹینی سن)

۱۸۔ خاوند کا دلی دوست بیوی سے بڑھ کر کوئی نہیں ہوتا۔ (ایڈلیس)

۱۹۔ میں اپنی بیوی کی ذکاوت اور فراست پر مسرور ہوں اور فخر کرتا ہوں۔ اور اپنے کو تمام دنیا سے زیادہ خوش نصیب خیال کرتا ہوں۔ (ٹینی سن)

۲۰۔ بیوی کی خاطر تواضع کو فرض سمجھنا چاہئیے۔ (تھیوڈ، پارکر)

۲۱۔ انسان کو جیسا بیوی بنا دیتی ہے۔ ویسا ہی وہ بنجاتا ہے۔

(ڈاکٹر ڈبلیو۔ ڈبلیو ہال)

## جوتی بیزار

خدا ان منحوس یونیورسٹی والوں کو غارت کرے۔ ان کمبختوں میں انسان اور حیوان کی بھی تو تمیز نہیں۔ ان کو تو اپنے کام سے کام امتحان لیا اور پاس کر دیا خواہ مولوی ہو یا ملا۔ اٹھایا اور بی۔ اے کا سرٹیفکٹ دیدیا۔ کیا بی۔ اے کے امتحان کے لئے محض کتابوں ہی کا رٹ لینا کافی ہے۔ بی۔ اے کے امتحان کے لئے پوزیشن کی بھی ضرورت ہے۔ فیشن بھی لازمی ہے۔ اگر یہ نہیں تو سب کچھ۔ اگر کمبخت یہ قید لگا دیتے تو میں اپنی قسمت کو کیوں روتی۔ ہائے یہ تم جیسے مولوی ملا بھی بی۔ اے پاس کر سکتے تھے میں نے یہ سوچا تھا کہ پڑھا لکھا آدمی ہے اور پڑھا لکھا بھی کیسا بی۔ اے۔ روشن خیال ہوگا۔ فیشن ایبل ہوگا۔ مگر یہاں آکر دیکھتی ہوں تو عجب رنگ ہے مولویانہ کاروبار۔ دبی

ملے۔ ٹھاٹھ۔ میں تم سے یہ پوچھتی ہوں کہ آخر کس کمبخت نے یہ صلاح دی تھی کہ بی۔ اے پاس کر لیا۔ بیٹھے خاصے مسجد میں اذان دیتے مزے کرتے۔ شادی ہوتی نہ میاں نہیں مصیبت میں پڑتی۔ آج تو دن ہو گئے کہ روز روز لیڈیز شو کے لئے کہتی ہوں تم اس کان سنتے ہو اس کان اڑا دیتے ہو۔ جب ایک لیڈیز شو ہی نہ دکھا سکے تو اور کیا کرو گے تمہاری وکالت بھاڑ میں جائے۔

میں اس لیڈیز شو والے کا مطلب خوب سمجھتی ہوں۔ تم مجھ کو دنیا میں نہیں دیکھنا چاہتے۔ تمہارا خیال تھا کہ اگر لیڈیز شو ہوا تو یہ ہواخوری کیلئے جائیگی اور جب یہ ہواخوری کے لیے جائیگی تو اس کی تندرستی بھی دن بدن ترقی کریگی۔ اس لئے لیڈیز شو ہوگا نہ یہ ہواخوری کو نکلیگی۔ گھر میں پڑی پڑی سڑا کرے گی آخر وہ دن بھی آجائیگا کہ جب مصیبت زدہ ہو کر اس کو دق ہو جائیگی اور چار چھ مہینے کے بعد پاؤں سے یہ بڑی کٹ جائیگی۔ ابھی کیا ضرورت ہے تھوڑا سا سنکھیا دودھ میں ملا کر مر جاؤنگی۔

میں تمہاری باتوں کو خوب سمجھتی ہوں۔ تم مجھے دنیا میں کھلا ہوا نہیں دیکھ سکتے ہو۔ تمہاری یہ تمنا ہے کہ زمانہ بھر کی مصیبتیں مجھ کمبخت پر آن پڑیں۔ تم نے ہی سوچ لیا ہو کہ لیڈیز شو ہوگا نہ یہ سہیلیوں سے جا کر ملیگی اور نہ اسکی لڑکی تعلیم حاصل کر سکیگی تم میرے ہی دشمن نہیں ہو بلکہ میرے بچوں کے بھی دشمن ہو۔

میں نے اس دن تم سے کس لجاجت سے کہا تھا کہ خدا کے لیے اعلان کرو پیشبو کے روپے مجھ کو تیار ہیں یاد کر رہیں گے پھر تم نے کہا تھا کہ جب رات تقاضا نہ چلی جانا چاہیے تو میں ہزار بار چلی جاتی مگر لیڈیز شو ہی جب نہ ہوگا تو خاک میں جاؤں گی تمہارا تو یہ مقصد کہ یہ کسی نہ کسی طرح مر جائے۔

تم بڑے کفایت شعار بنتے تھے تو روپیہ جوڑنے پر کمر باندھ لی ہے تم نے یہ سوچا کہ لیڈیز شو میں صرف دس پندرہ روپیہ خرچ ہونگے بلکہ گھر کے خرچ میں بھی اچھا خاصہ اضافہ ہو جائیگا میں اپنے اسکول فیلو سے ملنے کے لیئے جاؤنگی اور جس میں وہاں جاؤنگی تو وہ بھی میرے ہاں آئیں گی اسطرح تمہارا خرچ بڑھ جائیگا ان باتوں سے تو یہ بہتر ہے کہ تم مجھ کو زندہ درگور کر دو مجھ سے یہ روز روز کی مصیبت نہیں اٹھائی جاتی میں انسان ہوں میرا بھی جی چاہتا ہے کہ انسانوں میں مل کر بیٹھوں۔ تمہاری طرح میں تو جنگلی آدم بیزار نہیں بن سکتی۔ تم بڑے خود غرض ہو تم بڑے مطلبی ہو تم نے سوچا کہ جب میں اسکو لیڈیز شو دکھلاؤنگا تو یہ سب سے اچھے صاف کپڑے بھی پہنیگی بچوں کو بھی صاف رکھیگی۔ اس لیئے اس کو لیڈیز شو لا کر ہی نہ دیا جائے تاکہ گھر میں میلی کچیلی خود بھی رہے اور بچے بھی میلے کپڑوں کے جراثیم رفتہ رفتہ مجھ کو اور میرے بچوں کو کھا کر ختم کر دینگے اور تم دنیا میں تمہارے اڑانے کے لیے رہ جاؤ گے۔ (فہمی میرٹھی)

# نوجوان بیوہ کا اضطراب

یارب میرے مضطرب دل کو تسکین عنایت فرما۔ خدایا میرے بے چین دل کو سکون عطا کر!!! الٰہی مجھ غریب اور خانماں برباد پر رحم کر۔ شوہر کا دنیا سے اٹھنا کیا ہوا گویا تمام اس زندگی پر جو پہلی مانند ایک پھول کے تھی پانی پھر گیا۔ میری خوشگوار زندگی ختم ہوگئی۔ میری تمنائیں مٹ گئیں میری آرزوئیں خاک میں مل چکیں میرا عیش مجھ سے چھین لیا گیا آگ اس گھر میں لگی ایسی کہ جو تھا جل گیا۔ حسرت میری حالت پر ماتم کناں ہے ناامیدی مجھ کو دیکھ کر آٹھ آٹھ آنسو روتی ہے۔ میرے پہلو میں ایک خزانہ تھا وہ چھین لیا گیا۔ ای ناامیدی کی زندہ تصویر صبر کر!! صبر!!! اور اس گھڑی تک منتظر رہ کہ فرشتہ اجل اس دنیوی تعلقات کو جو ایک نازک پھول کے لیئے کانٹے سے کم نہیں جنہوں نے میری سرسبز و شاداب زندگی کو جو کبھی اپنے محبوب کے ساتھ بیٹھی ہوئی لذات حقیقی سے مسرت اندوز ہوا کرتی تھی مجھ سے قطع کر کے ابدالآباد پہونچا دے اور پھر تم ای میری ناکام اور پریشان حال امنگو اور ای میرے دل جلے ولولو!! اس مقام ذوالجلالی میں اپنے محبوب کو خوش پاؤ۔ گویا مگر اسوقت اور صرف اسوقت مجھے چین سے بیٹھنے دو۔ اسی زمانہ کی رفتار ہے دنیا ہے ایک آتا ہے ایک جاتا ہے۔ میں جانتی ہوں کہ دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت میری اس غم کو مجھ سے جدا کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتی مگر ہاں ان خیالات کا نکلنا کوئی دشوار امر نہیں۔ میری خیالات منتشر کر دئے جائیں۔ اور میرے غم میں کمی واقع ہو جائے۔ مگر افسوس قدرت نے نہیں مذہب نے نہیں مراسم نے ان بدنصیب عورتوں کو اس سے بھی محروم کر دیا۔ بدنصیب عورتیں اتنی بھی حقدار نہیں کہ وہ اپنے غم میں کسی صورت سے کمی کر سکیں۔ ان کو تمام عمر اسی طرح تڑپنا ہوگا۔

۲۔ کیا مجھ جیسی بدنصیب کو دنیا میں نہیں لذات ہائے کم و بیش کیف اندوز نہیں ہو سکتی!! ہاں ہو سکتی ہے!!! اور ضرور ہو سکتی ہے۔ مگر مسلمانوں کے موجودہ طرز تمدن نے مجبور کر دیا۔ پریشان کر دیا اور اس جوش آشفتہ اور پیاری زندگی کو برباد اور جلا کر خاکستر کر دیا جو کبھی کہ سرسبز تھی۔

۳۔ ایک زمانہ وہ تھا جس میں دنیا کا سب سے بڑا مدبر اور وہ پیغمبر برحق جو کالی کملی اوڑھے رہتا تھا اپنے دین کے پیرو کو صاف الفاظ میں کہہ گیا ہے کہ نوجوان بیوہ کا دوسرا نکاح کر دو۔ کہا ہی نہیں بلکہ عملی جامہ پہنا کر دکھا دیا۔ مگر افسوس کہ آجکل کے مسلمان انہیں باتوں کو زمانہ موجودہ میں معیوب جانتے ہیں۔ انہیں خبر نہیں کہ رات کے پرسکون اور خاموش گھنٹوں میں جب کائنات نیند جیسی نعمت سے لطف اندوز ہوتی ہے یعنی دنیوی وجود نہایت اطمینان کے ساتھ اپنے اپنے بستروں پر جاتے ہیں اور بغیر کسی پریشانی کے نیند کا لطف اٹھاتے ہیں۔ ٹھیک اسیوقت ایک نوجوان بیوہ نہایت کرب و بےچینی کے ساتھ ان گھنٹوں کو گزارتی ہے اور اسکی آہ اسلام کی بنیاد اور عرش کو ہلاتی ہے!!! آسمانی فرشتے اور پاک روحیں اسے مژدہ سناتی ہیں کہ صبر کر! اے دل جلی ہستی صبر!! وہ وقت بہت قریب ہے کہ تیری اس پریشان حالی اور دکھ کا بدلہ ان مسلمانوں سے لیا جائیگا۔ قیامت کے دن حاکم حقیقی کے سامنے ان کے مراسم انکو ذلیل کرینگے۔ کیا نکاح ثانی کے مخالفین بتا سکتے ہیں کہ اسوقت جب مالک حقیقی تخت عدل پر ہوگا جہاں نیکی بدی پرکھی جائیگی اور جس جگہ تمام پیغمبروں کو سوائے نفسی نفسی کے کچھ نہ سوجھائی نہ دیگا اور جب ان سے سوال کیا جائیگا کہ کیوں تم نے نوجوان بیوہ کو اس قدر تڑپایا کہ اس نے اپنی تمام زندگی روتے اور صرف روتے کاٹی!! تو اے مسلمانو!!! بتاؤ!! ہاں جلد بتاؤ!! کہ اس نازک وقت میں کیا جواب دیا جائیگا۔ سوائے اس کے کہ تم اپنے اعمال اور کرتوت کی سزا بھگتو اور کوئی جواب نہ ہوگا۔ (قاضی بشیر الدین)

# پیرِ فرتوت

## (۱)

شریف النفسی ایک اعلیٰ جوہر ہے۔ اصل اور نسل کی خوبیاں خاندانوں میں محسوس کی جاتی ہیں پھر انسان کے لیئے اُس کا نسب کیا کچھ باعث فخر و امتیاز نہ ہوگا لیکن بعض تلخ مشاہدات نے ثابت کر دیا ہے کہ شریف النسبی اور شریف النفسی دو جدا چیزیں ہیں۔ اور یہ ضروری نہیں کہ کسی شخص میں نسبی شرافت کے ساتھ نفس کی شرافت بھی موجود ہو جس طرح قدرت کے فیضانِ عام نے حسن و جمال کی دولت کو کسی مخصوص طبقہ کی میراث قرار نہیں دیا ہے اور یہ بالکل ممکن ہے کہ ایک جاکروب کو جو وجاہت حاصل ہو وہ مالکانِ تاج و تخت کے حصہ میں نہ آئی ہو اسی طرح نفس کی شرافت اور کیرکٹر کی خوبیاں بھی اُن لوگوں کے ساتھ مخصوص نہیں جو نسبی اعزاز سے ممتاز ہیں۔ یہ ایک ایسا دعویٰ ہے جو عموماً دراسے ثابت ہو چکا ہے اور یہ ایک ایسا خیال ہے جسے ایک زندہ مثال ستّر سال سے میں نشوونما دے رہی ہے۔ یہ زندہ نظیر میر مظہر علی کی عجیب و غریب شخصیت ہے دنیا کے سامنے آئی ہے جن کی زندگی کا ہر لمحہ ایمان و دیانت کے لیئے غارتگر اور خرمنِ صلح و سکون کے لیئے برقِ پاش ہے۔ عمر اور اس سے پہلے کی یادگاریں مٹ چکی ہیں اور اس لیئے میر صاحب ممدوح کے ابتدائی حالات کو تاریکی سے روشنی میں لانا دشوار ہے۔ لیکن قیاس یہ چاہتا ہے کہ اعلیٰ درجہ کے ذہین، طباع یا دوسرے الفاظ میں نہایت شریر اور مفسدہ پرداز ہونگے۔ اُنکی ذہانت نئی قسم کی شرارتیں ایجاد کرتی ہوگی اور اُنکی طباعی نے نہ صرف اپنے ہمسنوں کو پریشان کر رکھا ہوگا بلکہ بزرگ بھی اُن کی صورت دیکھ کر لاحول پکار اُٹھتے ہونگے۔

بہر حال میر صاحب کا بچپن اور لڑکپن جیسا کچھ بھی فتنہ انگیز اور آفت خیز ہو لیکن جب انہوں نے اردو فارسی کی معمولی تعلیم ختم کر کے عملی زندگی میں قدم رکھا تو اپنی خاندانی روایات کے مطابق اپنے لیئے معلمی کا معزز اور آزاد مشغلہ تجویز کیا۔ مگر انہیں بہت جلد معلوم ہو گیا کہ گلستاں اور یوسف زلیخا کے اوراق اُن کی طبع شرربار کی تشنگی نہیں بجھا سکتے اور صرف معلمی پر اکتفا کرنا گویا اُن قوتوں کو برباد کر دینا ہے جو قدرت نے اُن کے دل و دماغ کو خصوصیت کے ساتھ عطا کی ہیں۔ یہ خیال آتے ہی جب انہوں نے اپنی طبیعت کا جائزہ لیا تو انہیں معلوم ہوا کہ فریب و دغا، مکاری و جعلسازی اور کذب و افترا میں وہ اعلیٰ درجہ کے ماہر ثابت ہو سکتے ہیں اور انہیں اپنی زندگی کامیاب بنانے اور دولت حاصل کرنے کے لیئے ایمان و دیانتداری اور محنت و جفاکشی کی مطلق حاجت نہیں۔

## (۲)

ایسی زبردست صلاحیت اور قدرتی استعداد پر میر صاحب دنیا میں کافی شہرت حاصل کر سکتے تھے۔ پبلک عش عش کا نام سُنکر لرزہ براندام ہوتی اور پولس اُن کے مذاکرہ سے کانپ اٹھتی۔ ملک کی سنٹرل جیلیں اُن کو خیر مقدم کہتیں اور انڈمن کا پرشور جزیرہ اُنہیں دعوت کا پیام بھیجتا لیکن میر صاحب ان تمام نیک نامیوں سے صرف اِس بنا پر محروم رہے کہ وہ ایک نہایت شریف اور باآبرو خاندان میں پیدا ہوئے اور اُن کو ایسی سوسائٹی میسر نہ ہوئی جو اُن کے قدرتی اوصاف کو اُبھار دیتی گویا وہ سونے کا ایک ٹکڑا تھے جو سہاگہ کو ترستا رہا یا نمکوں سے بھرا ہوا ایک کرپا تھے جس کی سیل کو پھیلنے کے لیئے نیم کی شاخیں نہ مل سکیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ میر صاحب نہ کبھی مانگیا زیب جسم کئے ہوئے اور ”سیار“ سے بہرہ ور اندھیری راتوں میں کسی دیوار کے قریب نظر آئے اور نہ اُنہیں گھنے جنگلوں اور جھاڑیوں میں اپنا مسکن بنانے کی کبھی ضرورت درپیش ہوئی۔ اِن تمام راہوں کے مسدود ہو جانے کے بعد اُنہیں تلاش و جستجو کے بعد صرف ایک راہ نظر آئی اور وہ عدالت کی راہ تھی۔ آخرکار انہیں یہ فیصلہ کرنا پڑا کہ اس ناسور کہن کی تراوش اور مکر و فریب کے چھائے ہوئے بادلوں کی بارش کے لیئے سب سے اچھا موقع مقدمہ بازی ہے چنانچہ انہوں نے قانون دیوانی سے دیوانہ وار واقفیت حاصل کی۔ وکلا سے تعلقات پیدا کیئے۔ بے ضرورت عدالتوں میں جانا۔ عرائض نویسوں اور اہل معاملہ کے بستروں پر نشست و برخاست رکھنا اپنا معمول قرار دیا۔ اگر کوئی جائداد متنازعہ اُن کے خیال میں ہوتی یا کچھ رقم وہ قرض دیتے تو مقدمہ بازی کی ابتدا کر دیتے لیکن اُن کی یہ تمنا ئیں ابھی مستقبل کے دامن میں نشو و نما پا رہی تھیں۔ تاہم احاطہ عدالت کی روزانہ حاضری بیکار ثابت نہیں ہوئی اور ایک دن گواہ کی حیثیت سے اُنھیں سشن جج کے روبرو جانے کا شرف حاصل ہو گیا۔ میر صاحب کو جس واقعہ کی شہادت دینی تھی اُس سے وہ بالکل ناواقف تھے لیکن انہوں نے تھوڑی دیر کی تعلیم میں صورت حال کے ہر پہلو سے واقفیت حاصل کر لی اور اِس خوبی سے شہادت دی کہ گویا واقعہ اُن کے سامنے گزرا ہے۔ اور انہوں نے جو حلف اُٹھایا ہے وہ درحقیقت سچا حلف ہے۔ جرح میں بھی وہ شملہ اور دارجیلنگ سے زیادہ ثابت قدم رہے۔ میر صاحب کی یہ کامیاب شہادت کچہری میں کئی دن زیر گفتگو رہی اور وکلا اُنہیں قدر کی نگاہ سے دیکھنے لگے رفتہ رفتہ میر صاحب نے شہادت کا زرخیز پیشہ اختیار کر لیا۔ اگرچہ ایک دو سال کے بعد اُن کی شہادت ”ریغ شتر“ سے زیادہ وزندار اور باوقعت نہیں رہی تھی اور پرانے حکام اُن کی صورت دیکھتے ہی ہنس پڑتے تھے۔

## (۳)

جب حاضری عدالت اور مشق شہادت پر کئی سال گزر گئے اور اس تمام عرصہ میں میر صاحب نے معاملات عدالت سے فی الجملہ واقفیت پیدا کر لی تو اُن کی طباع طبیعت کو صرف شہادتوں پر جو مہینے میں دس بیس روپے مل جانے کا باعث ہوتی تھیں قانع نہیں رہی اور میر صاحب نے باقاعدہ مقدمہ بازی کی طرف قدم بڑھایا۔ عدالت کے احاطہ میں تو اُن کا روزانہ پایا جانا ضروری تھا

پس ایک دن انہوں نے ایک ہندو بیوہ کو جو لاوارثی کی وجہ سے خود ہی عدالت میں پہونچ گئی تھی آسامی بنایا۔ شرط یہ ٹھہری کہ کامیابی پر منفعت میں برابر کے دو حصے کر لیئے جائیں گے۔ میر صاحب نے اس خوبی کے ساتھ مقدمہ لڑایا۔ کہ خاطر خواہ کامیابی حاصل ہوئی۔ ڈگری کا روپیہ وصول ہونے پر ہندو بیوہ نے ایمانداری کے ساتھ نصف روپیہ تقسیم کر دیا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ میر صاحب سات سو روپے کی گراں قدر رقم لے کر گھر میں آئے۔ اور آج اُن کو معلوم ہوا کہ قدرت نے اُنہیں روپیہ پیدا کرنے کے لیئے کیسا بہتر دماغ عطا کیا ہے۔ میر صاحب کی بیوی نے بھی اُن دماغی قابلیتوں کا اعتراف کیا اور میر صاحب کی مسرتوں میں برابر کا حصہ لیا۔ بے شک میر صاحب اتنا روپیہ حاصل کر کے ابھی چندے آرام کرتے لیکن ایک دردناک حادثہ نے اُن کے جذبات کو اور زیادہ مشتعل کر دیا اور وہ پہلے سے بڑھ کر جعل و فریب کے لئے آمادہ ہوگئے۔ حادثہ یہ تھا کہ میر صاحب کی اس نقرئی کامیابی پر ابھی ایک ہفتہ بھی نہیں گزرا تھا کہ اُن کے مکان میں چوری کی واردات ہوئی اور نہ صرف یہ سات سو روپیہ کی رقم بلکہ اِس کے ساتھ ہی بیوی کا زیور جو کئی سو روپے کا قیمتی تھا چوری ہوگیا۔ انہوں نے اپنی اداس اور راشکبار بیوی کو تسلی دی اور کہا کہ یہ حادثہ میرے لیئے مضر نہیں بلکہ مفید ہے۔ میں اپنی قوتوں میں پہلے سے زیادہ سرگرمی اور اپنے دماغ میں پہلے سے زیادہ جولانیاں محسوس کرتا ہوں۔ میر صاحب نے جیسا کہا تھا ویسا ہی کر دکھایا۔ انہوں نے اب یہ طریقہ اختیار کیا کہ تمام مقدمات سے آگاہی رکھتے تھے اور فریقین میں جسے آنکھ کا اندھا اور گانٹھ کا پورا دیکھتے تھے اُس سے تعلقات پیدا کر لیتے تھے۔ رفتہ رفتہ ایسا اعتماد حاصل کرتے تھے اور اپنے قدرتی مکر و فریب کی بنا پر ایسے ایسے عجیب مشورے دیتے تھے کہ چند روز میں مختار الکل بن جاتے تھے۔ وکلا کا محنتانہ کھا جاتا۔ اہلکاروں کو رشوت دینے کے نام سے دس پانچ روپے کی رقم اڑا دینا اُن کے داہنے اور بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ میر صاحب کی ان سرگرمیوں کو صرف ایک سہ ماہی گزری تھی کہ انہوں نے اثاثۂ مسروقہ کی تلافی کر لی۔ لیکن اب کے میر صاحب نے روپیہ جمع کرنے کی نہایت محفوظ صورت اختیار کی تھی چوری کے حادثہ نے اُنہیں ہمیشہ کے لیئے ہوشیار کر دیا تھا۔ چنانچہ انہوں نے شہر کے مشہور ساہوکار لالہ گوبردھن لال کے ہاں اپنا اندوختہ جمع کیا تھا۔ اگر کبھی ضرورت ہوتی تھی تو سو پچاس روپے لے آتے تھے۔ اس طریقہ میں ایک فائدہ یہ بھی تھا کہ اُنہیں چھ آنہ فیصدی سود بھی ملتا تھا۔

(۴)

۵ سال تک میر صاحب کا کاروبار نہایت کامیابی کے ساتھ چلتا رہا لیکن رفتہ رفتہ وہ شہر میں بدنام ہونے لگے۔ انہوں نے عدالت کے احاطہ میں قدم رکھا کہ ہر طرف سے انگلیاں اٹھیں اور وہ "جعلساز آیا" وہ "دغاباز آیا" وہ "فتنہ پرداز آیا" کے آوازے بلند ہونے لگے۔ لیکن میر صاحب کو اِن باتوں کا مطلق احساس نہ تھا۔ وہ اپنی ناک کے ہر اپریشن کیلئے تیار رہتے بشرطیکہ اُن کے مُنہ کے ساتھ "بلقمہ دوختہ بہ" کا سلوک ہوتا رہتا۔ البتہ اُنہیں اپنی سرد بازاری کا بہت غم تھا۔ اُن کی داڑھی بالکل عالمانہ تھی۔ اُن کی وضع بالکل درویشانہ تھی۔ اُنکی دوپلی ٹوپی سے ہر وقت تقدس کی بارش ہوتی تھی۔ وہ اپنے ہر دعوے کو دلیل کی بجائے قسم سے ثابت کرتے تھے لیکن پھر بھی اُنہیں جھوٹا ہی سمجھا جاتا۔ جب حالات ایسے ناموافق تھے۔ میر صاحب کی کاغذی ناؤ پانی میں اور چربی ہانڈی آگ میں جل چکی تھی اُن کو مہلک صدمہ کا سامنا کرنا پڑا۔ یعنے گوبردھن لال کے مکان میں آگ لگی اور ایسی لگی کہ حساب کتاب کی تمام بہیاں اور کاغذات جل گئے۔ اس واقعہ سے میر صاحب کو جو اندیشہ تھا وہ صحیح ثابت ہو کر رہا۔ یعنی گوبردھن لال صاف مکر گیا کہ میرے پاس تمہاری ایک پائی نہیں۔ میر صاحب کے ہوش اڑ گئے۔ بارہ ہزار کی رقم ایسی نہ تھی جسے وہ دل سے فراموش کر دیتے۔ اُنہیں یہ محسوس ہوا کہ اُن کے سینہ سے کسی نے دل نکال لیا ہے۔ اُنہیں یہ معلوم ہوا کہ گوبردھن لال کے گھر میں نہیں بلکہ خود اُن کے گھر میں آگ لگی ہے۔ میر صاحب کے پاس کوئی رسید نہ تھی۔ کوئی ثبوت نہ تھا اور اس لیئے عدالتی چارہ جوئی کا خیال بالکل ایسا تھا کہ وہ ہوا پر یا پانی کی سطح پر ایک محل بنانے کا ارادہ کرتے۔ میر صاحب کو اس رقم کی بربادی کا صدمہ زیادہ تر اس وجہ سے تھا کہ اب وہ شہر میں نہایت بدنام ہو چکے تھے۔ اُن کے تجارب اور نصائح سے فائدہ اٹھانے کے لیئے کوئی شخص تیار نہ تھا۔ لوگ اُن کو نحوست اور تباہی سے تعبیر کرتے تھے اور اُن کے اختلاط و آمیزش سے گھبراتے تھے۔ بہرکیف اس آفت ناگہانی نے میر صاحب کو پھر اُسی قعر ذلت میں گرا دیا جس سے وہ اُبھرے تھے اب وہ پھر مکتبی مشاغل میں مصروف ہوگئے اور عدالت کی چھوٹی چھوٹی تہاد توں پر اکتفا کرنے لگے۔ لیکن اُن کی مشکلات کا سلسلہ زیادہ عرصہ تک قائم نہیں رہا۔ وہ حصول دولت کے لیئے غور و فکر کر رہے تھے کہ اُن کے داماد کے والد ماجد کا انتقال ہوا۔ مولانا محمد محتشم شہر کے نامور لوگوں میں تھے۔ انتقال کے وقت انہوں نے دو صاحبزادے ایک صاحبزادی اور اُن کے لئے تقریباً دو لاکھ کا سرمایہ متفرق جائداد اور ایک کارخانہ کی صورت میں چھوڑا۔ صاحبزادی اپنے گھر سے خوشحال تھیں۔ چھوٹے صاحبزادے ابھی کم عمر اور تعلیمی مشاغل میں مصروف تھے اس لیے تمام جائداد اور کارخانہ کا انتظام مولانا مرحوم کے بڑے صاحبزادے مولوی محمد مصباح یعنی میر صاحب کے داماد کے قبضہ میں آیا۔ مولوی محمد مصباح کچھ اپنی فطرت کے لحاظ سے کچھ تقاضائے عمر کی بنا پر نہایت سادہ لوح۔ ناتجربہ کار اور زمانہ کے نشیب و فراز سے ناآشنا تھے۔ میر صاحب یہ تو پہلے سے جانتے تھے کہ اُن کا داماد آنکھوں کا اندھا ہے لیکن اب جو اُنہوں نے دیکھا کہ وہ گانٹھ کا پورا بھی ہے تو اُن کی توجہات تمام شہر سے ہٹ کر اور سمٹ کر بیٹی کے گھر پر مبذول ہوگئیں۔

(۵)

انہوں نے سادہ دل بوڑھے کو ایسے سبز باغ دکھائے کہ چند روز میں تمام کاروبار کی عنان اُن کے ہاتھ میں آگئی اور وہ سیاہ و سفید کے مالک بن گئے۔ اس قدر اقتدار و اختیار حاصل ہو جانے پر میر صاحب سے جو توقع ہوسکتی تھی اس کے خلاف اُن سے کوئی بات عمل میں نہیں آئی۔ میر صاحب نے اس طریق عمل سے معاملات کو یہ نتیجہ معلوم ہوسکتا ہے کہ جب ایمان کا تختہ الٹ دیا جاتا ہے تو بالکل کچھ جاتا ہے اور جب ضمیر کا آفتاب گہنا جاتا ہے اور نفس پرستی کی گھٹا چھا جاتی ہے تو انسان کو ارتکاب جرائم کے وقت اپنے اور بیگانے میں بھی تمیز نہیں رہتی۔ چنانچہ میر صاحب کے دل میں کبھی یہ احساس پیدا نہیں ہوا کہ وہ اپنی مفاد پرستی اور خود غرضی سے اندھے ہو کر داماد کے گلے پر چھری پھیر رہے ہیں اور اپنی عزیز لخت جگر بیٹی کا گھر برباد کئے دیتے ہیں۔ بہرکیف وہ بتدریج بالکل سوکھ کر کارخانہ کو تباہ کرنے لگے۔ یہ تو ایک معمولی کاروبار تھا اگر ایک لیبر و رچارڈ سن کے "ریلس" کو بھی ان صدمات کا سامنا کرنا پڑتا تو وہ چند روز میں فقر الکاہل کی عمیق ترین تہ تک جا پہونچتے۔ میر صاحب ممکن تدبیر سے یہ کوشش کرتے تھے کہ کارخانہ کی تمام آمدنی اُن کی جیب میں آجائے۔ وہ اپنے ایک روپے کے فائدہ کے لئے کارخانے کو سو روپے کا نقصان پہونچا دینا تیرہ بارہ کی طرح جائز سمجھتے تھے۔ آخر یہ راز کہاں تک مخفی رہتا جب بے در پے نقصانات پہونچے اور جب آمدنی بالکل مفقود ہوگئی تو میر صاحب کے متعلق بدگمانیاں پیدا ہونے لگیں۔ اُن کی صاحبزادی جو اپنی درستی خصائل اور نیک مزاجی میں اپنی نظیر آپ تھیں یہ سب کچھ دیکھ کر اور کچھ جان کر محض اس لیے خاموش تھیں کہ والدین ہر حالت میں واجب الاحترام ہیں۔ مولوی محمد مصباح اگرچہ ابتدا سے ناتجربہ کار نہ تھے اور ایسے خسر کی چالوں سے ایک حد تک اُنہیں واقفیت ہوگئی تھی لیکن ایسے جالوں میں اُنہیں اسیر کر لیا گیا تھا کہ خاموشی کے سوا چارہ کار نہ تھا۔ آخر جب کارخانہ بالکل تباہ ہوگیا اور میر صاحب نے دیکھا کہ اب خود اُن کے لیے بھی کوئی موقع باقی نہیں تو اُنھوں نے نہایت ہمدردی و دلسوزی کے ساتھ داماد کو صلاح دی کہ سودی روپیہ لے کر کارخانہ کو از سر نو ترقی دی جائے۔ اگر میر صاحب یہ صلاح نہ دیتے تو بھی دو ہی صورتیں تھیں یعنی یا کارخانہ کو ہمیشہ کے لیے بند کر دیا جاتا اور یا قرض سے اُس کی زندگی قائم رکھی جاتی چنانچہ مولوی محمد مصباح فوراً آمادہ ہوگئے اور شہر کے ایک ساہوکار سے ایک بڑی رقم معقول شرح سود پر قرض لے کر کاروبار کو سنبھالا گیا۔ میر صاحب نے روپیہ آتے ہی پھر اپنے مذاق اور حریص دست آگے بڑھائے لیکن مولوی محمد مصباح نے اس بدنیتی کا اندازہ کرتے ہی جو آن کے تمام اختیارات سلب کر لیے اور آخر کار اُنہیں کارخانہ سے تعلقات منقطع کر کے ایک دفعہ اپنے مکتب کو از سر نو قائم کرنے کی ضرورت پیش آئی۔

(۶)

ساہوکار اور علاوہ ان کو صورت سے خلاف اتنا ہی نہ رہ گیا تھا کہ میر صاحب کو کارخانہ سے علیحدہ ہوکر ملال تھا۔ وہ دن رات اسی فکر میں غلطاں رہتے تھے کہ کسی طرح پھر اپنے کھوئے ہوئے اقتدار کو حاصل کریں۔ چنانچہ انہوں نے بہت غور و فکر کے بعد اسی عدت طرازی سے یہ صورت نکالی کہ ایک جعلی رسید بنا کر ساہوکار کے پاس پہونچے اور اُس سے کہا کہ مولوی محمد مصباح تمہارا روپیہ آسانی سے ادا کر چکے ہیں چنانچہ تمہاری دستخطی رسید موجود ہے۔ ساہوکار کے ہوش اُڑ گئے۔ اُس نے فوراً دعوے دائر کر دیا۔ مولوی محمد مصباح اس گہری چال تک نہ پہونچ سکے اور انہوں نے یہ سمجھا کہ میر صاحب نے یہ حرکت محض اُنہیں نقصان پہونچانے کے لئے اختیار کی ہے بجز ہتھیار ڈالدینے اور میر صاحب کو پکارنے اور دہشت کا پروانہ مار اور ہی مل گیا۔ چند روز میں ساہوکار کی ڈگری ہوگئی۔ کارخانہ میں اتنا روپیہ کہاں تھا کہ مطالبہ کو کافی ہوسکتا۔ آخر کار جائداد کا کچھ حصہ فروخت کر کے اور میر صاحب کی عنایت سے جو مصیبت سر پر آپڑی تھی اُس سے نجات حاصل کی گئی۔ جائداد اور روپے کی یہ تباہی دیکھ کر دیگر ورثا نے تقسیم میراث کا مطالبہ کیا۔ اور اس مطالبہ کی تعمیل کے بعد مولوی محمد مصباح جو اب تک تمام جائداد پر قابض تھے ایک محدود حصہ کے رہ گئے۔ میر صاحب کی خواہش تھی کہ وہ اپنا حصہ فروخت کر کے میر صاحب کے زیر اہتمام پھر کسی کاروبار کی بنیاد ڈالیں لیکن مولوی صاحب نے ایسا نہیں کیا اور اپنے مخلص اعزہ کے مشورہ پر کاربند ہوکر اپنا حصہ بیوی کے دین مہر میں لکھدیا۔ میر صاحب کو داماد کی اس سرتابی پر نہایت اشتعال پیدا ہوا اور انہوں نے فوراً قرضخواہ بن کر مولوی محمد مصباح پر نالش دائر کرادی۔ نالش دائر ہوئی۔ ڈگری ہوئی اور بالآخر ایک دن وہ منحوس لمحہ بھی آپہونچا کہ قرضخواہ اور عمال سرکاری میر صاحب کی نشاندہی کے مطابق مولوی صاحب کے مکان پر قرقی کرنے آپہونچے لیکن جب اُنہیں وہاں ایک ٹوٹی ہوئی چارپائی ایک بوسیدہ توشک اور ایک ٹاٹ کے مصلے کے سوا کچھ نہیں ملا تو مایوس ہوکر چلے گئے۔ ان حادثات نے مولوی صاحب کی بیوی پر بہت ناگوار اثر ڈالا۔ پیہم صدمات سے اُن کی صحت خراب ہوگئی۔ وہ بیمار رہنے لگیں اور آخر کار چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ کر راہی ملک بقا ہوئیں۔ میر صاحب کی منتظر طبیعت نے بیٹی کی موت سے رنج و غم کی جگہ فائدہ کی ایک طلائی صورت پیدا کی۔ چونکہ مولوی محمد مصباح نے جائداد اپنی بیوی کو دین مہر میں لکھدی تھی اس لئے انہوں نے فوراً حق پدری کا دعوے دائر کر دیا۔ میر صاحب کو اس کا افسوس رہا کہ اُن کی بیوی حق مادری کے مطالبہ کے لئے زندہ نہیں ہیں۔ بہرحال ڈگری ہوئی اور میر صاحب کے لئے بیٹی کی وفات نہایت زرخیز ثابت ہوئی۔

(۷)

بیوی کا انتقال ہوچکا تھا۔ جائداد تباہ ہوچکی تھی۔ بچوں کی پرورش

اور تعلیم و تربیت کے کفایات ہر لحاظ دامنگیر تھے اس سے مولوی محمد مصباح جنکو والد نے سب کچھ اُن کے لئے چھوڑا تھا نہایت پریشان حالی میں اپنی زندگی بسر کر رہے تھے اور انہوں نے از سر نو اُس کاروبار کی بنیاد ڈالی تھی جو ایک دفعہ انتہا کو پہنچ چکا تھا - اس کے برخلاف میر صاحب اپنی جگہ نہایت مطمئن تھے اور جو دیہہ بیٹی کے گھر سے اپنے گھر کی طرف انہوں نے منتقل کیا تھا وہ اُن کے بال بچوں کی کفالت کر رہا تھا - آخر ان واقعات دس سال گزر گئے - مولوی محمد مصباح تجرد کی تکلیف دہ زندگی سے اُکتا دوسری شادی پر آمادہ ہوئے اور اس خیال سے کہ ایک غیر عورت کی نسبت بچوں کی خالہ اُن کے لیے زیادہ شفیق و مہرباں ثابت ہو گی انہوں نے جان بوجھ کر ایک دفعہ اور میر صاحب کے دولتکدہ پر دستک دی - پہلے تو میر صاحب انکار کرتے رہے لیکن پھر یہ سوچکر کہ اندوختہ قریب ختم ہے اور مولوی صاحب کے کاروبار میں کو سیلیں آچلی ہیں آمادہ ہو گئے - اور ٹھیک اُس دن جب کہ دہلی میں تاج پوشی کی رسوم ادا ہو رہی تہیں مولویصاحب کو دوسری بات اور بخت عروسی کو زینت دینے کا موقع ملا - اگرچہ مولوی صاحب کو شادی سے قبل میر صاحب کی آمادگی کے لئے بہت کچھ مالی قربانیاں کرنی پڑیں لیکن شادی کے بعد انہوں نے میر صاحب کی تمام توقعات کو باطل کر دیا انہوں نے کاروبار پر قابض ہونے کی بہت کوشش کی لیکن یہ کسی طرح اُن کے دام میں نہ آئے - آخر کار جب میر صاحب کا پس انداز سرمایہ بالکل ختم ہو گیا تو صورت نے ایک دکی مال سکر اُن کے سامنے حصول زر کی ایک نئی گر برائی تجویز پیش کی یعنی انہوں نے بیوی کو اپنے حق مادری کی نالش پر مجبور کیا - نالش کیگئی اور عدالت سے ڈگری ہوئی - مولوی محمد مصباح بہت پریشان ہوئے کیونکہ ڈگری کا روپیہ ادا کرنے کے بعد اُن کا کاروبار خاک میں مل جاتا مگر اُن کے بڑے صاحبزادے جو اب جوان ہو کر سر کاروبار ہو چکے تھے اپنے پاس سے یہ رقم ادا کی - لیکن مکافات عمل کی نیرنگیاں دیکھئے کہ میر صاحب نے روپے کی صورت بھی نہیں دیکھی تھی کہ اُن کے صاحبزادے جو ہر حیثیت سے انہی کے صاحبزادے تھے اس رقم کو لے اڑے - یہ سب سے آخری مسرت تھی جو میر صاحب کو حاصل ہوتی اور یہ سب سے آخری صدمہ تھا جو میر صاحب کو پہونچا - اس کے بعد پھر انہیں اس خاندان کی ستم آرائی کا کوئی موقع نہیں ملا جسکی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ اب اُن کے قویٰ اُن کے ارادہ کا ساتھ نہیں دیتے - وہ عینک لگاتے ہیں لیکن عینک کے شیشوں کے سوا اُن کی آنکھوں میں کوئی چمک باقی نہیں - اُن کے ہاتھوں میں رعشہ ہے - پاؤں بے جان ہیں گزشتہ ہمت کھو چکا ہے اور اب وہ صرف اس قابل رہ گئے ہیں کہ فزیالوجی کا کوئی پروفیسر انہیں سامنے رکھ کر لڑکوں کو تشریح کی تعلیم دے لیکن آپ کو تعجب ہوگا کہ اس کہن سالی کے باوجود اُن کی حرص ہنوز دوشیزگی کے عالم میں ہے

سچ ہے

مرد چوں پیر شود حرص جواں می گردد

## کشتی شکستگانیم اے بادِ شرطہ برخیز!

## کیوں صاحب؟

کیا دین و دنیا کی کشتی مالی مشکلات کے سمندر میں ڈوب جائے گی اور آپ تماشا دیکھیں گے؟

اِس کشتی کو بچانے کے لیئے سمندر کی طوفانی موجوں کا مقابلہ نہیں کرنا ہے - جان کو خطرہ میں نہیں ڈالنا ہے - مال صرف کرنیکی حاجت نہیں ہے

## صرف اتنی بات ہے

کہ اپنے عزیزوں - دوستوں اور واقفکاروں میں سے چند خریدار پیدا کر دیجیے

## بشرطیکہ

دین و دنیا کو آپ پسند کرتے ہوں اور اُسکی مرفہ الحالی آپ کے نزدیک مناسب ہو - والسلام

خاکسار مینجر

## جنکو لائق داماد کی ضرورت ہو وہ پڑھیں

ایک صاحب صوبجات متحدہ کے ایک باشندے ہیں۔ شہر کے رہنے والے ہیں غیر شادی شدہ ہیں پچیس سال عمر ہے۔ اردو فارسی انگریزی میں کافی قابلیت رکھتے ہیں نہایت ذہین اور ہوشمند ہیں۔ صورت شکل بھی خاصی ہے۔ تندرست اور صحیح القویٰ ہیں۔ کاروباری معاملات سے اچھی طرح واقف ہیں۔ اس وقت ایک سو بیس روپے ماہوار پر ایک کارخانہ میں منیجری کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ نہایت شریف خاندان ہیں۔ والد کا انتقال ہوچکا ہے باقی تمام اعزہ موجود ہیں۔ صاحب موصوف کو تجارت کا بہت شوق ہے اور بڑی تمنا ہے کہ وہ ایک بڑے کاروبار کے مالک بنیں اور اپنی زندگی عزت شہرت اور کامیابی کے ساتھ بسر کریں۔ اُن کا خیال ہے کہ تنخواہ میں سے تھوڑی تھوڑی رقم بچا کر یہ آرزو پوری کی گئی تو کامیابی ضرور ہوگی لیکن بڑھاپے تک۔ وہ اپنی جوانی اور بڑھاپے دونوں کو سرسبز اور کامیاب دیکھنا چاہتے ہیں۔ اس لیئے وہ ایک متمول گھرانے میں شادی کرنا چاہتے ہیں اور ایسی بیوی کے خواہشمند ہیں جو بذات خود یا اُس کے والدین کم از کم اتنے دولتمند ہوں کہ بیس پچیس ہزار کی رقم کاروبار میں لگا سکیں صاحب موصوف کو کسی طرح کی مدد یا نقد یا دینی مقصود نہیں وہ اس کاروباری زندگی سے خود ہی فائدہ اٹھائینگے اور بیوی کے والدین کو بھی فائدہ پہونچائینگے۔ وہ مسلمان سنی المذہب سید ہیں۔ لیکن اس مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے انھیں بیوی کے متعلق اس سے زیادہ کچھ خیال نہیں کہ وہ مسلمان قوم اور دولتمند ... کی کوئی قید نہیں ... اور صورتی کا کوئی اعتبار نہیں

- - - - - - - - - - - - - - - - - - - - -

- - - خواہ دوشیزہ ہو۔ خواہ بیوہ ہو۔ خدا جانے ہندوستان میں ایسے کتنے کاروباری اور دولتمند اشخاص ہونگے جنکو ایک ایسے لائق داماد کی ضرورت ہوگی جو اُن کو کاروبار میں مدد دے یا اُن کی دولت کی افزائش کا باعث ہو۔ ایسے اشخاص کی آگاہی کے لیئے یہ اشتہار شایع کیا جاتا ہے۔ جو صاحب اس کار خیر کیلیئے آمادہ ہوں وہ ہر طرح اپنا اطمینان کرسکتے ہیں کہ نوجوان موصوف کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے وہ حرف بحرف صحیح ہے۔ اس پتہ سے خط و کتابت ہونی چاہیئے۔

ایم - اے

بتوسط رسالہ دین و دنیا دہلی

---

# نہ رکنے والا سیلاب نہ دبنے والا طوفان

اگر پایا جا سکتا ہے تو مولینا راشد الخیری کی تحریر میں۔ الفاظ دل پر نقش ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اگر ناولوں کے ذریعہ سے اصلاح مدنظر ہو۔ اگر دلچسپ فسانوں کی صورت میں تاریخ پڑھنی ہو تو یہ ناول پڑھیے۔

**محبوبہ خداوند** | معصومہ کے قلم کا بہترین فوٹو ہے۔ اس ناول کا ایک ایک لفظ آپ کی آنکھوں کے سامنے عہد عثمانی کی تصویر پیش کریگا۔ عیسائی راہبوں کی شرمناک کارروائیاں طرابلس کے حداد مرکا سفیہ پر عاشق ہونا۔ حداد مرکا عورتوں کو قبضے میں لانے کے لیے بیرسیدت تدابیر اختیار کرنا۔ سفیریہ کا اپنی عصمت بچاکر اسلام قبول کرلینا ۱۲ر

**عروس کربلا** | حضرت سیدنا امام حسین کی شہادت۔ یزید کے شرمناک حالات اور سیدہ کا رانڈ زندگی کے واقعات ناول کے پیرایہ میں قیمت عہ

**یاسمین شام** | حضرت عمر خلیفہ ثانی کا عہد حکومت۔ فتح شام کے حالات۔ شام کی مشہور و معروف حسینہ ملقیبا کے کارنامے۔ صدہا عشاق کا ملقیبا پر جان دینا نتیجہ بہت بہتر۔ قیمت عہ

**جوام قدامت** | زندہ کی حیائیاں۔ زاہدہ کی نیک نفسی مذہب پرستی۔ ایک مغربی تمدن کی بھڑکنے والی ایکٹریس۔ دوسری ایمان و صداقت کی زندہ تصویر۔ نہایت دلچسپ ناول ہے۔ عہ

**درشہوار** | حسن حسینوں کے لیے نعمت کے ساتھ قہر آفت بھی ہے۔ ایران کی شہزادی سیطورا کے حسن و جمال نے سیطورا کو ہزاروں مصیبتوں میں گرفتار کر دیا۔ ایرانستان میں اس کے حسن نے قیامت برپا کردی۔ ہزاروں جانیں قربان ہوگئیں ۱۰ر

**آفتاب دمشق** | پرستان کا نظارہ حسن کی نور پاشی۔ ایمان کی تجلی صداقت کی تصویر مولانا راشد کی بالکل اچھوتی اور نئی تصنیف عہد صدیق و فاروق کے کارنامے اسکے علاوہ کچھ حسن کی دیویاں آفتاب دمشق کی اسٹیج پر عشق و محبت کا پارٹ کرتی ہوئی نظر آتی ہیں عہ

**سمرنا کا چاند** | ترکا سمرنا کے مظالم سے متاثر ہونا۔ اسکی بہن کا مخالفت کرنا یونانی مظالم کا مرقع نوجوان حسین خاتون کا سمرنا کے یتیم بچوں کی امداد کرنا نہایت دلچسپ اخلاقی نتیجہ خیز ناول ہے۔

**تائید غیبی** | حق و صداقت پر مٹنے والے مٹ جاتے ہیں۔ ان کی قبر تک کا نشان نہیں ملتا مگر ان کا نام آخر تک دنیا میں روشن ہے اور رہیگا۔ مسلمانوں کا عروج زوال اور قربانیاں۔ نہایت دلچسپ پیرایہ میں دل آویز تحریر۔ قیمت ۸ر

**جوہر عصمت** | فسانہ تویہ اور سلک شہوار۔ دو دلچسپ نتیجہ خیز قصوں کا مجموعہ قیمت ۶ر

**منازل السائرہ** | سائرہ کے بچپن سے بڑی زندگی تک کے واقعات۔ ڈائرکٹر تعلیمات پنجاب کا پسندیدہ ناول۔ قیمت عہ

**نوحہ زندگی** | اس دلچسپ ناول میں نکاح ثانی پر روشنی ڈالی گئی ہے قیمت ۸ر

**بنت الوقت** | جدید تعلیم یافتہ عورتوں کی ناگفتہ بہ حالت مغربی تعلیم و تربیت کے جگر خراش اور افسوسناک نتائج۔ قیمت ۸ر

# چند مہ جبینوں کی تصویریں

(قاری سرفراز حسین صاحب عزمی دہلوی کے قلم سے)

**سعید** | اسمیں ایک تعلیم یافتہ نوجوان اور ایک حسین طوائف کے جذبات دکھائے گئے ہیں۔ طوائف کی لطیف چالیں۔ نوجوان کی گرویدگی۔ طوائف کا مکر و فریب۔ تعلیم یافتہ نوجوان کا سر تسلیم خم کردینا۔ نہایت دلچسپ پیرایہ میں بیان کیا گیا۔ ذرا شوقین نوجوان پڑھ کر معلوم کریں کہ ان کو کیونکر تباہ کیا جاتا ہے قیمت ۸ر

**سعادت** | دہلی کی ایک تعلیم یافتہ۔ چلتی پرزہ۔ ستم روزگار۔ سیپارہ نوجوان طوائف کی گہری چالیں۔ نوجوانوں کو قبضہ میں لانے کی حیرت انگیز تدبیر پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ عیاش طبع اصحاب اسکو دیکھ کر اپنی حماقتوں کا اندازہ فرمائیں۔ ۸ر

**شاہد رعنا** | دہلی کی مشہور طوائف کی خود نوشت سوانحعمری جسمیں اس نے اپنے حسن جہاں سوز کی کرشمہ سازیاں دکھائی ہیں۔ صدہا شرفا کا اسیر پروانہ وار مٹنا۔ بڑی خوبی یہ ہے کہ اس نے اپنے مکر و فریب پر سے بھی پردہ اٹھا دیا۔ اور صاف طور پر یہ بتا دیا ہے کہ ہم کسطرح۔ کیونکر۔ کن کن چالوں سے نوجوانوں کو پھانس لیتے ہیں۔ اور کیونکر ان کی دولت کو اپنی طرف منتقل کرکے ان کو قلاش بنا دیتے ہیں نہایت نتیجہ خیز اور اصلاحی ناول ہے۔ قیمت عہ

**سزائے عیش** | اس میں بتایا گیا ہے کہ عیاشی کیا ہے۔ عیاشی کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ فلسفہ حسن و عشق کو اس خوبی کے ساتھ سمجھایا ہے کہ اس کے پڑھنے کے بعد محبت کے جال میں پھنسنا آسان نہیں۔ دل پھینک اصحاب ضرور پڑھیں تاکہ اس بلا سے محفوظ رہیں۔ قیمت ۱۰ر

**انجام عیش** | پاکیزہ زندگی۔ اور شرمناک زندگی کا تقابل۔ آوارگی کے برے نتائج۔ طوائفوں سے ربط ضبط رکھنے کا نتیجہ دکھایا گیا ہے۔ نوجوانوں کی زندگی کے لیے یہ چند اوراق خضر راہ ثابت ہونگے۔ قیمت ۱۰ر

**سراب عیش** | اس ناول میں نائکہ نے اپنا پارٹ نہایت حسن خوبی سے ادا کیا ہے اور یہ بتا دیا ہے کہ دوکان حسن کے لیے کیسا منیجر ہونا چاہیے۔ اس کے علاوہ نوجوان حسین طوائفوں سے نکاح کرنے کے نتائج پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ قیمت ۱۰ر

**انیس الغربا** | غربت کی سختیوں سے اگر آزادی چاہتے ہو۔ اگر اپنی اصلاح کے خواہشمند ہو۔ اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری مصیبت راحت سے بدل جائے تو انیس الغربا پر عمل کرو۔ قیمت ۸ر

**احیائے ملت** | اجتہادی اور اصلاحی تجاویز جن پر لیڈران قوم کو توجہ کرنی چاہیے۔ قیمت ۸ر

**منیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی**

نوشین
درازیٔ عمر
خوشی
اچھی اولاد
اپنی حالت پر غور کیجیے
اگر بدن میں خون کی کمی ہے جس سے رنگ پھیکا اور ماند پڑ گیا ہے۔
اگر کمزوری کا یہ حال ہے کہ تھوڑی دور چلنے اور محنت کرنے سے دم پھولجاتا ہے
اگر حافظہ اور بینائی کمزور ہوگئی ہے۔
اگر ہمیشہ نزلہ، زکام اور دردِ سر کی شکایت رہتی ہے۔
اگر کمر اور جوڑوں میں درد ہے۔
اگر اجابت کی حالت ٹھیک نہیں اور پیشاب زیادہ آتا ہے۔
اگر طبیعت ہر وقت سست اور کسلمند رہتی ہے
اگر دل، دماغ، معدہ، جگر اور گردے کمزور ہوگئے ہیں۔
اگر ضعفِ باہ، جریان (یا سیلان الرحم) کی شکایت ہے۔
اگر سارے بدن میں عام کمزوری پائی جاتی ہے۔
تو نوشین استعمال کیجیے
یہ ایک مرکب ہے نہایت خوش ذائقہ حلوے کے مانند معتدل ہے
بے ضرر ہے۔ گرمی نہیں کرتا ہر موسم میں استعمال ہو سکتا ہے اسمیں
کشتہ نہیں مگر کشتہ سے زیادہ مؤثر ہے، کمزوروں اور دماغی
محنت کرنیوالوں کو پہلے دن اور جریان و ضعفِ باہ کے مریضوں کو
ایک ہفتہ میں نمایاں فائدہ محسوس ہوتا ہے، عورتوں اور مردوں
کیلیے یکساں مفید ہے۔
نوشین کے آزمائے ہوئے فائدے
خون بکثرت پیدا ہوتا ہے۔
رنگ نکھرتا ہے۔ چہرے اور بدن پر تر و تازگی آجاتی ہے۔
ذہن، حافظہ اور بینائی پر عمدہ اثر پڑتا ہے۔
ضعفِ دماغ دور ہوکر نزلہ زکام کی شکایت ہمیشہ کیلیے دور ہو جاتی ہے۔
اعصاب میں خاص قوت پیدا ہوتی ہے۔
ہر وقت طبیعت بشاش اور شگفتہ رہتی ہے۔
دل دھڑکنا اور دم پھولنا موقوف ہو جاتا ہے۔
بھوک خوب لگتی ہے اور غذا خوب ہضم ہوتی ہے۔
جریانہ، کثرت احتلام، سرعت (اور سیلان الرحم) کی شکایت باقی نہیں رہتی۔
گردے ہر وقت گرم رہتے ہیں اور جگر کا فعل درست ہو جاتا ہے۔
مادہ تولید بکثرت پیدا ہوتا ہے اور اسکی تمام خرابیاں دور ہو جاتی ہیں
جسم کا وزن بڑھ جاتا ہے۔
اس سے جو طاقت پیدا ہوتی ہے وہ عرصہ تک قائم رہتی ہے، خون صالح ہے
جسم کی حرارت بڑھکر تمام درد کافور ہو جاتے ہیں، کثرتِ جماع سے تمام
جسم میں جو کمزوری پیدا ہو جاتی ہے اسکا بہترین علاج ہے جماع کے بعد
اسکے استعمال سے تلافیٔ مافات ہو جاتی ہے، بیماری کے بعد کمزوری دور کرنیکیلیے
بہترین دوا ہے، چالیس سال سے زیادہ عمر والے نوجوانی کا لطف حاصل کر سکتے ہیں
اور بھی فوائد ...... ہیں جو استعمال اور تجربہ سے خود ظاہر ہونگے۔

# افسانہ بھی تاریخ بھی اور نصیحت بھی

## عروس مصر

جرجی زیدان ایڈیٹر الہلال مصر کے مشہور عربی ناول "احمد بن طولون" کا ترجمہ مولانا سید ظہور احمد صاحب آنریری چیف ایڈیٹر دین و دنیا کے قلم سے۔ احمد بن طولون والی مصر کے نہایت دلچسپ حالات۔ مصر کی مایہ ناز مہ پارہ دمیانہ کی شرم آلود محبت بھری نگاہوں کا سعید کے حسن و جمال کو خیر مقدم کہنا۔ حیا کا عرض مدعا سے باز رکھنا۔ سعید کا حسین دمیانہ کی محبت کو رسوائی کے خوف سے دونوں دل کے عمیق ترین گوشہ میں پوشیدہ رکھنا۔ آخر طرفین کا محبت کے جذبات سے مغلوب ہو کر نظروں ہی نظروں میں داستان غم کہہ جانا۔ دمیانہ کے والدین پر اس راز کا انکشاف ہونا محبت کی دشواریاں عشق کی مصیبتیں اور کشتی کا ساحل مراد تک پہونچتے پہونچتے کام جدائی صدمہ عشق کا دوبارہ تاہراہ کامیابی دکھانا۔ نہایت دلچسپ ناول ہے ضخامت ۳۰۰ صفحہ قیمت عمہ

## عبد الرحمن ناصر

جرجی زیدان ایڈیٹر الہلال مصر کے عربی ناول "عبد الرحمن ناصر" کا ترجمہ مولانا سید ظہور احمد صاحب آنریری چیف ایڈیٹر رسالہ دین و دنیا نے اپنے مخصوص رنگ میں تحریر فرمایا ہے۔ بڑی خوبی یہ ہے کہ جرجی زیدان کا انداز تحریر عربی کی طرح اردو میں بھی قایم ہے۔ اس ناول میں خلیفہ عبد الرحمن ناصر کے عہد حکومت کے دلچسپ واقعات۔ خلیفہ کی منظور نظر زہرا کے محیر العقول غریب واقعات جسکے حسن کی تجلیوں نے تمام ملک کے حسن پرستوں کو اپنے رو برو سرنگوں کر لیا تھا۔ سعید کا زہرہ کے حسن و جمال پر دیوانہ ہو جانا اور آخرکار اس سچے عاشق کا دنیا میں محبت کی مثال قایم کر کے راہی ملک بقا ہونا سعید کی دلدادہ عابدہ کا سعید کی فرقت میں بیتاب رہنا۔ محبت کے طلاطم خیز سمندر میں عابدہ کا ہاتھ پاؤں مارتے ہوئے دکھائی دینا۔ غرض یہ کہ اسدرجہ دلچسپ ناول ہے کہ شاید ہی ۔ ۔ ۔ اس ناول کے بعد ایسا ناول لکھا جاسکے ضخامت ۲۹۶ صفحہ قیمت عمہ

## حجاج بن یوسف

مولانا سید ظہور احمد صاحب آنریری چیف ایڈیٹر رسالہ دین و دنیا نے جرجی زیدان کے مشہور و معروف عربی ناول "حجاج بن یوسف" کو نہایت اردو کا جامہ پہنا کر پیش کیا ہے جسمیں یزید کے جانشینوں کی خستہ حالی دکھائی ہے۔ خلیفہ عبد الملک کی طرف سے حجاج بن یوسف کا مکہ معظمہ پر چڑھکر حضرت عبد اللہ بن زبیر سے خوفناک مقابلہ۔ مکہ معظمہ کا محاصرہ۔ بیت اللہ میں خونریزی و غارتگری۔ اس کے علاوہ اس ناول میں عرب کی ان مہ جبینوں کا کیرکٹر دکھایا ہے جنکے حسن کی تعریف میں عرب کے شعرائے صد ہا قصائد لکھے ہیں جس محنت سے ناول نگار نے مواد جمع کیا ہے جو اصحاب تاریخ کو محض خشک مضمون ہونیکے سبب سے ناپسند کرتے ہیں وہ حجاج بن یوسف پڑھیں جسکے دلچسپ فسانہ کے ساتھ ساتھ تاریخ اسلام کا ایک بڑا حصہ ذہن نشین ہو جائیگا۔ ضخامت ۲۵۶ صفحہ قیمت عہ

## یوسف پاشا

ایک پر اسرار قلعہ کی تباہی کیونکر ہوئی؟ اور شہزادہ یوسف نے ڈاکوؤں کے خوفناک اور زبردست گروہ پر کیونکر فتح حاصل کی؟ ایک غارتگر صبر و شکیب حسینہ اور رشک تہرپا مسیحی ملکہ کے عشق نے کیسی کیسی کرشمہ سازیوں سے کام لیا اور کیسی کیسی سحر طرازیوں سے جلوہ نما ہوئی۔ ترکی شہزادہ یوسف پاشا عشق و محبت کے طفیل میں کیسی کیسی مصیبتوں میں گرفتار رہا اور اسکو کس قدر دلیری اور سرفروشی سے کام لینا پڑا۔ بالآخر خوفناک معرکوں کو سر کرنیکے بعد کسطرح وہ مسیحی محبوبہ اسکے پہلو کی زینت بن سکی اور شہزادہ اپنی مراد کو پہنچا اور دلاوروں میں کیونکر کامیاب ہو سکا مسیحی ملکہ کیونکر مسلمان ہوئی اور کسطرح مسلمان ترکوں کی ملکہ بنی۔ ان تمام دلچسپ اور حیرت انگیز واقعات کو معلوم کرنا ہو تو آج ہی عہ میں یوسف پاشا کی ایک جلد طلب کیجئے جو کہ نہایت دلچسپ و بہترین ناول ہے۔

## محبوبۂ مصر

مصر کا حسن دنیا بھر میں مشہور رہا ہے۔ مصر کا تمدن و معاشرت یورپ کے تمدن کو شرما رہا ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ مصر کی پریاں دریائے نیل کے کنارے رقص کرتی ہوئی آپکو دکھائی دیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ حسن و جمال کا مرقع آپکی نظروں کے سامنے ہو۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ عشق و محبت کے واقعات کبھی آپکی آنکھوں کو پر آب کر دیں اور کبھی آپ کے لبوں پر تبسم لہرانے لگے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ دنیا کا سب سے زیادہ دلچسپ ناول ہی آپ کی لائبریری کی زینت ہو۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ایک محبت بھرے افسانہ کے ساتھ ساتھ تاریخی معلومات میں بھی اضافہ ہو۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ایک ناول آپ کو تاجروں کی گہری چالوں سے بھی واقف کر دے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ایک داستان محبت آپ کو دہاحتوں کی بدمعاشی سے بھی آگاہ کر دے تو محبوبۂ مصر پڑھیے جو کہ ۳۰۰ صفحہ کا نہایت دلچسپ تاریخی اور مفید ناول ہے۔ قیمت عہ

## امیر المومنین عبد الرحمن ناصر

جرجی زیدان کے تاریخی ناول کا ترجمہ۔ خلیفہ عبد الرحمن اور ان کے صاحبزادوں کی معرکہ آرائیاں۔ محبت کی درد بھری کہانی۔ طالب صاحب کی بیٹی کا ایک حسینہ جذبۂ عشق سے مغلوب ہو کر دیوانہ وار حرکتیں کرنا۔ لاکھوں مصیبتوں کے برداشت کرنے کے بعد مقصد میں کامیابی۔ قیمت عمہ

## جنگ بلقان

کیا سچ در حقیقت سفیہ پر جان دیتا تھا کیا واقعی سعید کو سچی محبت تھی۔ کیا بلقان کی جنگ میں سچی کی یہ ولولہ انگیز جراءت سے کے پتے تھی۔ کیا در حقیقت غازی انور بے نے جو کچھ جنگ بلقان میں کارنامہ دکھائے وہ انسانی قوت سے بالاتر تھے اگر ان سوالوں کا جواب آپ چاہتے ہیں تو جنگ بلقان کے اوراق سے لیجئے۔ قیمت عہ

## امراؤ جان ادا

لکھنؤ کی ایک مستعلیق طوائف کے عمر بھر کے تجربے اگر دیکھنا ہوں اگر یہ معلوم کرنا ہو کہ انسان کے لباس میں چند ان کے جال میں کیسے پھنستا ہے۔ اگر یہ سمجھنا ہو کہ علاوہ چند مشہور رہزنوں کے انمیں کونسی تسخیر کی قوت کام کرتی ہے تو کاغذی امراؤ جان کا نظارہ کیجئے اس مجربات الطوائف کے ۲۵۶ صفحے ہیں قیمت عہ

# اگر

معزز خریداران اس فارم پر فرمائش کتب معہ نمبر خریداری روانہ فرمائینگے انکو ۲ر فی روپیہ کمیشن دیا جائے گا۔

ایک روپیہ سے کم کی فرمائش پر کوئی رعایت نہیں

مینیجر صاحب السلام علیکم۔ مندرجہ ذیل کتب بذریعہ وی پی بھیجدیجئے

| نام کتاب | تعداد | قیمت |
| --- | --- | --- |
| | | |

نمبر خریداری

نام معہ مفصل پتہ

ڈاکخانہ

# چاروں کتابیں مفت

جو صاحب دس لکھے پڑھے مسلمانوں کے مفصل پتے روانہ فرمائینگے انکو ایک کتاب مفت ۲ پتوں پر دو کتابیں۔ ۳ پتے روانہ کرنے پر تین کتابیں۔ اور جو صاحب ۴ چالیس پتے روانہ کرینگے اس کو چار ، وں کتابیں مفت دی جائیں گی۔

## بے روزگار کا سہارا

جس وقت افلاس کی تنگدستی غربت کی مصیبت انسان کو دیوانہ بنا دیتی ہے جس وقت عقل معاش بالکل بیکار ہو جاتی ہے۔ ایسے نازک وقت میں۔ ایسی مصیبت میں۔ اس بے سروسامانی میں "بے روزگار کا سہارا" آپ کو افلاس کی پستی سے نکالکر فارغ البالی کی دنیا میں پہونچا دیگا۔ آپ کی مصیبتیں راحت کی نظر آنے لگیں گی۔ آپ کی کامیابی پر دنیا کو حیرت ہو گی۔ اس کتاب میں قلیل سرمایہ سے تجارت کرنا بتایا گیا ہے اور اس قسم کی اشیاء بنانیکی ترکیبیں بتائی گئی ہیں جنکو آپ گھر میں بیٹھ کر بآسانی تیار کر سکتے ہیں اور نہ صرف آپ فکر معاش ہی سے آزاد ہو سکتے ہیں بلکہ بہت ممکن ہے کہ یہ کتاب آپ کو فارغ البالی اور خوشحالی کی دنیا تک پہونچا دے۔

## کتاب الشفا

کیا خدا نخواستہ آپ کچھ علیل ہیں۔ کیا خدا نخواستہ آپ ایسے امراض میں گرفتار ہیں۔ جنکے اظہار میں شرم دامنگیر ہوتی ہے۔ کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ آپ کسی ڈاکٹر یا حکیم کے ممنون منت نہ ہوں۔ کیا آپکی یہ تمنا ہے کہ آپ اپنا علاج ایک قابل سے قابل ڈاکٹر سے بھی بہتر کریں۔ کیا آپکی یہ خواہش ہے کہ آپ امراض مخصوص کے ایک ماہر طبیب بنجائیں۔ اور اگر آپ خوش قسمتی سے تندرست ہیں اور ان امراض مخصوصہ کے ابھی تک شکار نہیں بنے ہیں تو کیا آپ کی یہ خواہش نہ ہو گی کہ آپ ہمیشہ ان سے محفوظ رہیں۔ آپ عیش و کامرانی کے ساتھ زندگی بسر کریں آپ اپنی اس لذت کو جس پر دنیا کی ہزار لذتیں قربان ہیں طرقی دے سکیں اگر آپ یہ سب کچھ چاہتے ہیں تو کتاب الشفا منگائیے پڑھیئے اور عمل کیجئے۔

## تسخیر محبوب

جسکو قدرت کی طرف سے محبت جیسی نعمت نہیں ملی وہ دنیا کی ایک بڑی لذت ہی سے محض نا آشنا نہیں ہے بلکہ اس کے انسان ہونے میں بھی شبہ ہے۔ انسان محبت کا بندہ ہے شاید ہی کوئی ایسا متنفس ہو جسکو کسی نہ کسی سے کبھی نہ کبھی محبت ہو اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپکی محبت کامیاب ہو۔ آپکا محبوب بھی آپ کے لیئے بیچین ہو۔ آپ کے ہر اشارہ پر آپ کا مطلوب سر تسلیم خم کرنے کیلئے آمادہ نظر آئے۔ آپکا محبوب آپکی مٹھی میں ہو آپ کے قبضہ میں ہو تو تسخیر محبوب پڑھیئے جسکا ہر عمل آپکو حیرت میں ڈالدیگا۔

## خیالی معشوقہ

دنیا میں ہزاروں پھول کھلتے ہیں اور مرجھا جاتے ہیں۔ دنیا میں صدہا اس قسم کے واقعات پیش آتے ہیں جنکے مقابلہ میں سترکو بہ دو اہی کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ شوکت علی صاحب فہمی نے جو خیالی معشوقہ کے نام سے انسانہ تحریر فرمایا ہے وہ دہلی کا ایک سچا واقعہ ہے نہایت دلچسپ ہے درد بھری دل کے زخموں کو چھیڑنے والا ہے دوستوں کے فریب کھانے کا ذریعہ ہے اور اسکا ثبوت ہے کہ عشق خیالی کو مجسم کی شکل اختیار کرا دیتا

# آپنے دیکھا ہوگا!

کہ رسالۂ دین و دنیا بابت ماہِ اگست سنہ ۱۹۲۴ء میں کلام مجید کا ایک اشتہار شائع ہوا تھا۔ یہ کلام مجید بڑے اہتمام کے ساتھ دفتر "دین و دنیا" میں تیار کیا جا رہا ہے، اشتہار کے ساتھ نمونہ بھی شائع کیا گیا تھا اور اُس سے آپنے اندازہ کیا ہوگا کہ کلام مجید کیسا شاندار خوبصورت اور خوشنما ہے، حروف نہایت واضح اور جلی ہیں، چھپائی بہت روشن اور صاف ہے، کاغذ بہت پائدار اور عمدہ ہے بین السطور میں شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ اور مولانا اشرف علی صاحب کے دو ترجمے ہیں۔ حاشیہ پر ایک مکمل تفسیر ہے اسکے علاوہ اور بھی بہت سی خصوصیات ہیں جو بحیثیت مجموعی کسی کلام مجید میں نہیں پائی جاتیں۔ درحقیقت یہ وہ نعمت عظمیٰ ہے جس سے ہر مسلمان کا گھر مالامال رہنا چاہیے ہمنے ناظرین دین و دنیا کو خاص طور پر اس کلام مجید کی طرف توجہ دلائی ہے اور واقعہ یہ ہے کہ یہ تکلیف و محنت اور ہزارہا روپے کا صرفہ محض انہی کیلیے گوارا کیا گیا ہے، ہم چاہتے ہیں کہ دین و دنیا کے تمام مسلمان خریداروں کے پاس بے مثال اور بے نظیر کلام مجید موجود ہو، اسی لیے ہمنے اسکے حاصل کرنیکی آسان شرطیں مقرر کی ہیں اور چونکہ ہدیہ کی رقم قسطوں کی صورت میں بھی ادا ہو سکتی ہے اسلیے کم استطاعت اصحاب بھی اس دولت کو حاصل کر سکتے ہیں۔ بہرحال میں ایکدفعہ اور آپکو اس کلام مجید کیطرف توجہ دلاتا ہوں اور اگر آپنے اُسکا نمونہ نہیں دیکھا تو ایک کارڈ لکھکر دفتر دین و دنیا سے منگا لیجیے اور جہانتک ممکن ہو عجلت کیجیے کیونکہ پھر اُس رعایت کا موقع نہیں ہوگا جو اس وقت ممکن ہے +

خیر خواہ

ابوالمظفر سید محمد انوار ہاشمی

مالک "خواجہ ڈپو" نظامیہ ارالاشاعت و رسالہ "دین و دنیا دہلی"

# دو روپے میں ہزارہا روپے

پیدا کرلینا کیونکر آپکا امکان میں ہے اور پھر اسطرح کہ وہ دو روپے بھی تلف نہوں بلکہ اُنکا مال آپکو ملجائے اس مضمون کا ایک مفصل اشتہار رسالۂ دین و دنیا بابت ماہِ اگست سنہ ۲۴ء میں شائع ہوا تھا اور غالباً آپ کی نظر سے گزرا ہوگا، اس اشتہار میں آپکو توجہ دلائی گئی تھی کہ دو روپے کی رقم اگرچہ بالکل ہیچ ہے اور آپ اُنکی ادنی خواہش پر اُسے صرف کر ڈالتے ہیں لیکن وہ ہماری گزارش کے مطابق صرف کیجائے تو آپکیلیے کیا کچھ مفید ہو سکتی ہے اسکی اجمالی صورت یہ ہے کہ ہم نے معلوماتِ تجارت کے نام سے ایک ایسی مفید کتاب انگلستان و امریکہ کی صدہا کتابوں کے مطالعہ کے بعد تیار کی ہے کہ اسکی ایک ایک سطر میں یہ طاقت ہے کہ اگر تقدیر یاوری کرے تو ایک ناکام سے ناکام شخص کامیاب بن سکتا ہے، یہ کتاب دو روپے میں فروخت ہوتی ہے اور اسکے خریداروں میں کم و بیش ایک لاکھ روپے کی رقم بطور انعام عنقریب تقسیم ہوگی اور اس رقم کا کچھ حصہ صیغۂ امداد باہمی میں جسکا حال آپ ہر رسالہ میں پڑھتے ہونگے صرف کیا جائیگا۔ بہرحال یہ اشتہار ناظرین دین و دنیا کو ضرور پڑھنا چاہیے کیونکہ یہ تجویز اُنکے لیے نہایت مفید ہے اور اس میں نقصان کا کوئی پہلو نہیں جبکہ دو روپے صرف کرکے دو روپے کی کتاب اُنہیں فوراً مل جاتی ہے۔

ہم اس اشتہار کی طرف ناظرینِ محترم کو ایک دفعہ اور توجہ دلاتے ہیں، اگر اشتہار اُن کے پاس موجود نہو تو ایک کارڈ لکھکر دفتر دین و دنیا سے طلب کرلیں +

خیر طلب

ابوالمظفر سید محمد انوار ہاشمی

مالک خواجہ ڈپو، رسالۂ دین و دنیا و نظامیہ ارالاشاعت دہلی

# کامل بکڈپو (طبی کتبخانہ) لاہور کی سالانہ رعایت

# علمی لوٹ نصف قیمت

**مجربات کی بہترین کتاب اسرار حکمت عـــہ**

**صحت کی بینظیر کتاب رہنمائے صحت عـــہ**

معززہ ناظرین :۔ آپ کی سہولت کے لیے مندرجہ ذیل نادر اور بہترین کتابیں نصف قیمت پر فروخت کرنے کا اعلان کیا جاتا ہے اس رعایت سے خود بھی فائدہ اُٹھائیں اور اپنے احباب کو بھی اس طرف توجہ دلائیں جس صاحب کا آرڈر سے زیادہ قیمت کا ہوگا اُسکی قیمت رعایت کے بدلہ میں سے واپس کر دیجائیگی اس لیے کوشش کیجیے کہ آپ کا آرڈر سے زیادہ قیمت کا ہو۔ تاکہ آپ اپنی قیمت واپس لے سکیں اور کتابیں مفت میں حاصل کریں۔ اس جدید طریقہ سے صرف علمی خدمت مقصود ہے۔

## رعایت کی میعاد اکتوبر سنہ ۱۹۲۴ء سے نومبر سنہ ۱۹۲۴ء ہوگی

اس کے بعد ایسے خطوط پر توجہ نہ کی جائیگی۔ ایک روپیہ سے کم کسی آرڈر کی تعمیل نہ ہوگی۔ محصول ڈاک خرچ پیکنگ اور رجسٹری فیس آپکے ذمہ ہوگا۔ درخواستیں صرف

## منیجر کامل بکڈپو (طبی کتبخانہ) بازار رنگ محل لاہور کے نام ارسال کریں

### اسرار حکمت یا اسرار الاطبا

یعنی چار صد کے قریب سینوں کے مخفی رازوں اور نایاب زر مجرب نسخہ جات و اعمال کا ذخیرہ جو ہندوستان کے چوٹی کے ایک سو کے قریب حکما، و اطبا اور ویدصاحبان کے خاندانوں میں سلسلہ بسلسلہ اور سینہ بسینہ چلے آتے تھے اور جن کا اظہار کسی غیر شخص پر۔ کیا جاتا تھا۔ اسرار حکمت موسومہ بہ اسرار الاطبا میں درج ہوکر پبلک کے ہاتھوں میں پہنچگئے ہیں، ان نسخہ جات کے صحیح اور سریع الاثر ہونیکا ثبوت اس سے بڑھکر اور کیا ہوسکتا ہے کہ اس وقت تک تقریباً تمام نسخہ جات کا تجربہ ہوکر ان کی تصدیق ایک ہزار سے زائد حکما کی طرف سے شائع ہوچکی ہے، اسرار حکمت کی پسندیدگی اور عام مقبولیت کا اندازہ اس امر سے بخوبی ہوسکتا ہے کہ مشاہیر اطبا و ویدا ور ڈاکٹروں کے علاوہ ملک کے سر بر آوردہ اور معززین نے بھی اس سلسلہ کو خاص وقعت کی نگاہوں سے دیکھا ہے کیا کسی کتاب پر آجتک تین ہزار سے زیادہ مشہور اصحاب کی طرف سے ریویو (رائیں) تقریظیں لکھی گئی ہیں؟ ہندوستان کے مؤقر اور معزز رسالوں اور اخباروں نے نہایت عمدہ ریویو کیے ہیں، طب قدیم میں سب سے پہلا مفید کام اسے تسلیم کیا گیا ہے۔ فی الحقیقت اسرار حکمت نے طب قدیم کے سر سے بخل کا جاری الزام دور کرکے ایسے مجربات شائع کیے جانیکا رستہ کھول دیا ہے، عرصہ سے اس کتاب کو شائع کیے جانیکی کوشش ہوتی رہی، اس کے مؤلف جناب عمدۃ الحکما حکیم مولوی محمد عبدالعزیز صاحب کامل مرحوم ایل ایم ایس نے متواتر اپنے رسالہ حکمت میں توجہ دلا دلا کر اور خود سفر کی صعوبات اُٹھا کر اکثر مشاہیر اطبا اور وید صاحبان سے ملکر انہیں قائل کرکے ایسے جواہر بیش بہا کو جمع کیا تو جنکا حاصل ہونا کسی اور صورت سے ناممکن محض تھا، اس کتاب میں آپ قریب قریب ہر مرض کا دو مجرب اور آسان نسخہ پائینگے جو ہندوستان کے مشہور و معروف طبی خاندانوں کے سینہ بہ سینہ دولت تھے طبیب اور غیر طبیب ہر ایک کیلیے مفید ہے، اول و آخر کی مرض سے پہلی کی فہرستیں شامل ہیں دعوی یہ ہے کہ آجتک کوئی ایسی کتاب اس سے پہلے طبع نہیں ہوئی۔ **قیمت عـــہ**

### العین

مصنفہ عالیجناب عمدۃ الاطبا حکیم مولوی عبدالعزیز صاحب کامل مرحوم ایل ایم ایس ایڈیٹر حکمت و اسرار جس میں آنکھوں کی حفاظت تشریح امراض اسباب علامات اور علاج وغیرہ وغیرہ کے متعلق طب قدیم و جدید کی رو سے پوری پوری بحث درج ہے۔ اپنی طرز کی یہ پہلی کتاب ہے اسکی خوبی دیکھنے ہی سے معلوم ہوسکتی ہے، ماسوا اس کتاب میں صرف اصول علاج اور حفظان صحت پر پورا زور دیا گیا ہے بلکہ اہم غرض اس کتاب کی تصنیف سے صرف علمی و عملی نقطۂ حقائق کی قدردان اور جدید تحقیقات سے اپنی معلومات میں اضافہ چاہیے والوں کی ضیافت طبع ہے، آنکھوں کے متعلق یہ ایک بسیط اور جامع کتاب ہے، عینکوں کے استعمال کے متعلق پوری بحث اور ان کی پہچان اور ترکیب پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور ہر ایک مرض کے جدا جدا یونانی و ڈاکٹری نسخہ جات درج ہیں، اس کے لکھنے کے وقت کوئی پہلو چھوڑا نہیں گیا، اخیر میں ازان کے متعلق تذکرہ ہے غرض بے نظیر کتاب ہے۔

**قیمت فی جلد ایک روپیہ آٹھ آنے ( عـــہ )**

**اکسیری کشتہ جات** کشتے بنانے کے متعلق تراکیب نیز استعمال اور مفصل بیان ہے ...

ملنے کا پتہ، کامل بکڈپو (طبی کتب خانہ) بازار رنگ محل۔ لاہور

علم کلیات
معروف بہ
تعلیم الطب
جس میں طب کی ابتدائی اور نہایت ہی ضروری باتیں اختصار کے ساتھ مبتدیان طب کے لیے مطولات اور ضخیم کتابوں سے اخذ کی گئی ہیں تاکہ ہر ایک طالب علم اس کے ذریعے بلا دقت طبی مناسبت پیدا کر کے درسی کتب آسانی سے پڑھ سکے اور طبی ضخیم و ادق کتب کے سمجھنے سے قاصر نہ رہے۔ قیمت ۴ر
علم الانسان
معروف بہ
تشریح البدن
اس کتاب میں روحانی و جسمانی قوت کا مقابلہ کر کے یہ دکھایا گیا ہے کہ انسان کو ان دونوں قوتوں سے کس کی زیادہ ضرورت ہے اور کس سے زیادہ مناسبت ہے اور پھر سر سے پیر تک ہڈیوں کی تشریح نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ بیان کر کے اور مختلف اقوال اہل فن کے دکھلا کر تصفیہ کیا گیا ہے اور اعضائے مفردہ و مرکبہ و کیفیت تولید جنین و ارواح و قویٰ کی کامل تشریح نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ بیان کی گئی ہے سب سے اول انسانی ڈھانچہ کی ایک مکمل تصویر ہے یہ کتاب ہر ایک طبقہ اور ہر ایک گروہ کے لیے مفید ہے کیونکہ فی الحقیقت تشریح جسم انسانی سے ہر ایک شخص کو واقف ہونا ضروری ہے اور اسی کو مصنف نے دیباچہ میں زوردار الفاظ میں ثابت کیا ہے۔ قیمت ۶ر
کاشف رموز کیمیا
یہ کتاب ایڈیٹر حکمت کی سالہا سال کی محنت اور دماغ سوزی کا نتیجہ ہے اسمیں ہر ایک دھات اور اپدھات کے متعلق ایسی معلومات درج کی گئی ہیں جو یقیناً اس سے پہلے کسی اور کتاب میں ملنی ناممکن ہیں، جہاں اس کتاب کا علمی حصہ علم دوست اصحاب کی حد درجہ دلچسپی کا باعث ہوگا وہاں اسکا عملی حصہ مجربات کے متلاشیان کے لیے نادر روزگار ہوگا، نہ صرف قدیم تحقیقات سے اس کتاب میں کام لیا گیا ہے بلکہ جدید معلومات کا اضافہ خصوصیت سے قابل ذکر ہے۔ علم کیمیا کی تاریخ اور اس پر محققانہ بحث علم کیمیا کی تمام اصطلاحات کا حل مع نقشہ دیر ہر ایک دھات اپدھات کا جدا جدا مفصل حال ان کے کشتہ کرنے کی متعدد تراکیب کیمیاوی بوٹیوں کے خواص و افعال، پہچان اور نام وغیرہ اس خوبی اور وضاحت سے درج ہیں کہ جو دیکھنے ہی سے تعلق رکھتا ہے۔ مغربی سائنس اور کیمسٹری اور قدیم علم الصناعت کے رقیق مسئلوں کو نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ آسان زبان میں سمجھایا گیا ہے اور علم کیمیا کے ان رازوں کا علانیہ انکشاف کیا گیا ہے۔ الغرض اس علم کے متعلق کوئی بھی ایسا راز فروگذاشت نہیں کیا گیا جس سے اس علم کا کوئی نسخہ سمجھنے میں ذرا بھی دقت واقع ہو اسلیے اس کتاب کو ایک مرتبہ پڑھ لینے والا کیمیاوی نسخوں کا کوئی بھی دقیق سے دقیق نکتہ سمجھنے سے عاری نہیں ہو سکتا۔ اس لیے اس علم کے متلاشیان کو سب سے اول اس کتاب کو پڑھنا چاہیے۔ کسی وید۔ ڈاکٹر۔ سنیاسی سہوسی کا گھر اس سے خالی نہیں رہنا چاہیے۔ اخیر میں جو حصہ جواہرات سازی کا ہے وہ قابل دید اور لائق تجربہ ہیں حجم ۵۰۴ صفحات۔ قیمت فی جلد (چار روپے) للعہ علاوہ محصول
ملنے کا پتہ
مینیجر کامل بکڈپو (طبی کتبخانہ) لاہور
الضابطہ
جس میں استغراق اور درجہ وغیرہ ادویات مرکبہ پر پوری بحث کی گئی ہے اور ادویات کی مقررہ خوراک معلوم کرنے کے کئی طریقے واضح طور پر بیان کئے گئے ہیں، ہر ایک طبیب کے پاس اس کتاب کا ہونا ضروریات سے ہے غیر طبیب بھی اگر اسے ملاحظہ فرمائیں تو منفعت سے خالی نہیں دلچسپ کتاب ہے اور نہایت مفید خصوصاً اہل علم اصحاب اسے ملاحظہ فرما کر بے حد خوش ہوں گے۔ ان تمام باتوں کے باوجود قیمت صرف چھ آنے ہے، جو اسکی خوبیوں کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔
جڑی بوٹی مع خواص
جسمیں بوٹیوں کی اقسام، ماہیت، شناخت، افعال و خواص وغیرہ وغیرہ وضاحت کے ساتھ درج ہیں، بوٹیوں کے مرکبات اور انکے ذریعے ہونیوالے کشتہ جات کے سب مجرب ہیں کیونکہ اسمیں انہی بوٹیوں کا تذکرہ ہے جو چھ سال میں متفرق طور پر مختلف اہل علم حضرات کے تجربہ میں آ چکی ہیں قیمت

# دواخانہ ہاشمی دہلی۔ مجرب ادویہ

## مردوں کے لیے

**مقوی بےنظیر** یہ دواخانہ ہاشمی دہلی کی خاص اور بےنظیر دوا ہے ہر موسم اور ہر مزاج والا استعمال کر سکتے ہیں۔ اعضاء رئیسہ کو قوت دیتی ہے۔ خون صالح پیدا کرتی ہے۔ مادہ بڑھاتی ہے۔ کمزوری کو دور کرتی ہے۔ نشاط افزا اور ممسک معجون ہے زائل شدہ قوت کو فوراً واپس لاتی ہے۔ عورتوں کو سیلان الرحم میں مفید ہے۔ قیمت (۲۱ یوم کے لیے) ۱۲ر

**مقوی اعلیٰ** قوت مردمی پیدا کرنا اور رقت و جریان کے مریضوں کو اکسیر ہے ہزارہا مایوس العلاج مریضوں کے حق میں رحمت ثابت ہوئی ہے۔ اعضاء رئیسہ کو قوت دیتی ہے۔ مادہ تولید بکثرت پیدا کرتی ہے۔ کمزوری کو زائل کرتی اور پٹھوں میں قوت اور سختی پیدا کرتی ہے۔ غلط کاریوں کے مضر نتیجوں کا سدباب کرتی ہے۔ قیمت ۵ تولہ ۱۲ر

**مغلظ اعلیٰ** عجیب و غریب برق اثر دوا ہے جس کا متواتر استعمال پرانے جریان کو بےحد فائدہ مند ہے۔ سرعت، رقت، کثرت احتلام وغیرہ میں بےحد نافع ہے ہر موسم میں ہر مزاج والا استعمال کر سکتا ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ۔

**اکسیر** جریان و قوت باہ کے لیے بےحد مفید دوا ہے سرعت رقت وغیرہ کو نافع ہے قیمت ۱۰ ماشہ ۸ر

**مقوی** اعصاب کو قوت دینے اور غلط کاریوں کی اصلاح کرنے میں اپنی آپ نظیر ہے اگر بےنظیر کا استعمال کرنے کے بعد اسکا استعمال کیا جائے تو سالہا سال تک اعصاب کی قوت قائم رہیگی قیمت ۱۰ تولہ

**بےنظیر** گر غلط کاریوں کی وجہ سے عضو بیکار ہو گیا ہو۔ وریدیں پھول گئی ہوں کجی آ گئی ہو۔ طبعی حالت تک نہ پہنچ سکا ہو تو اس غیر مضر بےنظیر تکلیف دہ طلاء کا استعمال کیجئے کامل صحت ہو جائیگی قیمت ۱ ماشہ ۱۲ر

**نشاط** جیسا نام ہے ویسا ہی کام ہے۔ فریقین کی ہم صحبتی کی لذت کو دوبالا کرتی ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۲ر

**نعم البدل** دنیا داری کی کثرت اور نا عاقبت اندیشانہ افراط سے جسمانی اعضاء رئیسہ کمزور ہو جاتے ہیں۔ خود بیشہ اشخاص کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ جب کبھی اتفاق پڑتا ہے تو کئی کئی دن کمزوری اور نقاہت کے آثار باقی رہتے ہیں۔ نعم البدل کا استعمال ان لوگوں کو اکسیر ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۰ر

**مدر حیض** طلاء ہے نظیر کے استعمال کو سات روز تک اور ایک ہفتہ تک عضو مخصوص پر اس دوا کی مالش کی جاتی ہے۔ قیمت فی شیشی ۔۔۔

**تکمیل** تدہین کی مالش کے بعد ایک ہفتہ تک اس دوا کی روغنی ٹکیہ عضو مخصوص پر باندھا جاتا ہے۔ قیمت ۱۲ر

**مدر و مسکن** ابتدائی اور شدید سوزاک کیلئے یعنی جب یہ مرض نیا نیا شروع ہو کر تین چار ہفتہ سخت تکلیف دیتا ہے۔ نہایت مفید ہے البتہ پرانے سوزاک میں یہ دوا کچھ زیادہ مفید نہیں ہے قیمت (۱۰ یوم کے لیے) ۱۲ر

**تاخیر** دیر آید درست آید کی تصدیق کرنی ہے تو ضرور منگائیے۔ قیمت ۱۲ر

**تسخیر نمبر ۱** صدہا روپے کلائیور اور کپڑا دے ڈالیے ہر وقت منت اور خوشامد میں مصروف رہیے سب ایک طرف اور یہ دوا ایک طرف یہ وہ جادو ہے کہ ایک دفعہ تو مسرت حاصل ہو وہ مسرت دوسرے کو چار پانچ مرتبہ حاصل ہو۔ ہم زیادہ تشریح نہیں چاہتے۔ قیمت فی شیشی ۱۰ر

**تسخیر نمبر ۲** اس دوا میں گویا دنیا بھر کی لذتیں جمع کی ہوئی ہیں ۔۔۔ دیوانہ بنا دیتی ہے ۔۔۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہم فردوس میں ہیں جنکو آزمانا ہو آزمائیں۔ قیمت فی شیشی ۱۲ر

**اعجاز اثر** نئے سے نئے اور پرانے سے پرانے سوزاک کی اکسیر دوا۔ قیمت ۱۲ر

**پچکاری کی دوا** پرانے سوزاک میں نہایت مفید ہے قیمت ۱۲ر

**حیات** اکسیر اعظم ہے جس سے طاقت بیشمار قوت پیدا ہوتی ہے اور ہزار ہا ضعف بدن کا ۔۔۔ ہی قیمت فی تولہ ۱۰ر

## عورتوں کے لیے

**اُمید** اس دوا سے رحم کی تمام خرابیاں اور بانجھ پن کے نقائص دور ہو جاتے ہیں اور صنف نازک کو اولاد کے قابل بنا دیتی ہے قیمت فی شیشی ۱۲ر

**شباب** کثرت اولاد ہونے اور بچوں کو دودھ پلانے یا زیادتی عمر یا بے احتیاطی سے شباب کو نقصان پہنچتا ہے اور حسن و جمال کا چڑھا ہوا دریا اتر جاتا ہے۔ یہ دوا شباب کی محافظ ہے اور بہت جلد جوانی کی تر و تازگی کو واپس لے آتی ہے۔ زیادہ تشریح نامناسب ہے۔ قیمت ۱۲ر

**سیلان الرحم** عورتوں کے مشہور مرض سیلان الرحم کے لیے جس میں رحم سے سفید زردی مائل رطوبت خارج ہوا کرتی ہے اور اعضاء رئیسہ بدن کو رفتہ رفتہ کمزور کر کے ناکارہ کر دیتی ہے دواخانہ ہاشمی کا یہ خاص الخاص مرکب نہایت مفید ہے قیمت (۱۰ یوم کیلیے) ۱۰ر

**شیاف** عورتوں کے مرض سیلان الرحم میں بیرونی استعمال کے لیے یہ دوا بیحد مفید ہے۔ چند روز میں تمام شکایات رفع ہو جاتی ہیں۔ قیمت ۵ تولہ کی ۱۰ر

**معطر** بعض اندرونی شکایات سے ۔۔۔ عفونت پیدا ہو جاتی ہے جس سے نفرت زندگی کا لطف جاتا ہے بلکہ خطرناک عوارض پیدا ہو جاتے ہیں اس دوا کا استعمال ایسی حالت میں نہایت مفید ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۰ر

**دلربا** یہ وہ چیز نہیں جو بازاروں میں فروخت ہوتی ہے۔ دانتوں کے لیے عجیب و غریب دوا ہے جو خاص اصولوں کو مد نظر رکھ کر تیار کی گئی ہے نہایت خوشبودار موتی کی طرح دانتوں کو چمکانے والی اور چہرہ چمکانے والی چہرہ کو دلربا بنانے والی۔ قیمت فی شیشی ۸ر

**آواز کشا** نزلہ اور کھانسی کی وجہ سے یا بہت زیادہ سرد ترش چیزوں کے کھانے وغیرہ کی وجہ سے اکثر گلا بیٹھ جاتا ہے آواز بیٹھ جاتی ہے یہ دوا بات کرتی آواز کو صاف کرتی ہے

**حسن افزا** جلدی اور خونی خرابیوں کی وجہ سے چہرہ بدنما ہو جاتا ہے۔ جھائیں اور مہاسوں کی ساری خوشنمائی رخصت ہو جاتی ہے۔ حسن افزا کے استعمال سے تمام خرابیاں دور ہو جاتی ہیں رنگ گلاب کی پتی کی طرح نکھر جاتا ہے قیمت فی بکس ۱۰ر

**گلگونہ** یہ نہایت خوشبودار مرکب ہے بدن کا میل اور کثافت دور کرکے جلد کو خوش رنگ بنانے میں اپنا جواب نہیں رکھتا۔ قیمت فی بکس ۱۰ر

**گوہر نما** دانتوں اور مسوڑوں کا درد دور کرتا ہے خون نکلنا بند کر دیگا۔ دانتوں کا ہلنا تمام شکایات رفع کر دیتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۸ر

## بچوں کیلئے

**پسلی کی دوا** پسلی چلنے سے بچوں کو سخت تکلیف ہوتی ہے اور ان کی حالت موت و حیات کی درمیانی ہوتی ہے یہ دوا اس مرض میں اکسیر ہے فوراً علاج ہے قیمت ۱۰ر

**موتی جھالا** یہ نہایت خوفناک مرض ہے لیکن یہ دوا اسکا بہترین علاج ہے ہزارہا مریضوں پر تجربہ ہو چکا ہے قیمت فی شیشی ۱۲ر

## سب کے لیے

**نافع معدہ** معدہ کے لیے اکسیر ہے سو ہضمی میں بیحد مفید ہے قبض کو تا قعداد ہزارہا فائدہ ہے اسکا حال ہے۔ قیمت ۱۲ر

**رافع قبض** قبض اور امراض معدہ میں بیحد مفید دوا ہے قیمت ۱۶ تولہ ۸ر

**نفس کشا** دمہ کی لاجواب دوا ہے۔

**نئی زندگی** مرض دق میں عجیب و غریب اثر دکھانے والی دوا۔ قیمت ۱۰ر

**تحلیل** تحلیل ورم کیلئے معجز نما۔ قیمت ۱۲ر

**منضج** ملائم ۔۔۔ بلغم کا اخراج کرتا ہے ۱۰ر

**انوار العیون** بہترین سرمہ قیمت ۱ ماشہ ۱۲ر

**غنچہ دہن** گندہ دہنی کی دوا۔ قیمت ۱۰ر

**محافظ معدہ** ہر وقت پاس رکھیے قیمت ۲ر

منیجر دواخانہ ہاشمی دہلی

نظامیہ دارالاشاعت
جامع مسجد دہلی
آئین قدرت
اور قانون شریعت کی پابندی کے بغیر کوئی مسلمان سچا مسلمان کہلائے جانے کا حق رکھتا ہے اور نہ اسکو فلاح
دین و دنیا حاصل ہو سکتی ہے، پھر اگر آپ بھی مسلمان ہیں تو یقیناً آپ کی خواہش ہوگی کہ ایک توحید پرست اور
حقیقی مسلمان کی طرح زندگی بسر کریں، اور آپ کو ضرور کسی ایسے رہنما کی فکر ہوگی جو آپ کو دین کے معاملات میں
بھی صراط مستقیم پر لے جائے اور دنیاوی معاملات میں بھی آپ کی سچی رہنمائی کر سکے۔ اگر یہ سچ ہے تو
آپ کتاب "فلاح دین و دنیا" منگا لیجئے
کیونکہ "فلاح دین و دنیا" دین میں بھی آپ کی سچی رہنمائی کرے گی اور دنیا میں بھی سچی رہبر ثابت ہوگی۔
شریعت اسلامیہ۔ طریقت۔ تصوف۔ تقویٰ۔ اتقا۔ عبادت۔ ریاضت۔ نماز۔ روزہ حج۔ زکوٰۃ جہاد
قبر پرستی۔ عرس۔ میلاد۔ حشر نشر۔ قبر جنت۔ دوزخ۔ اعراف۔ لواء الحمد۔ پل صراط۔ میزان۔ فرشتے۔ رسول۔
انبیاء۔ اولیاء۔ قطب۔ ابدال۔ حفاظ علماء۔ موت۔ غسل جنابت۔ حیض۔ نفاس۔ استحاضہ۔ میت۔ توبہ
استغفار۔ ادعیہ۔ اعمال۔ خطبات۔ تجارت۔ زراعت۔ حکمت۔ تشریح الاعضاء۔ امراض۔ علاج ادویہ
زہر۔ زہریلے جانور اور ان کے کاٹے کا علاج۔ درد۔ اورام۔ ترکہ۔ اوامر۔ مناہی۔ پانی
ہوا۔ مٹی۔ آگ۔ غرض دین اور دنیا کی کوئی بات۔ دین کا کوئی مسئلہ اور دنیا
کا کوئی معاملہ ایسا نہیں ہے جو کتاب فلاح دین و دنیا میں موجود نہ ہو۔ مقبولیت
کا یہ عالم ہے کہ پہلا ایڈیشن صرف چند ماہ میں ختم ہو گیا اور اب دوسرا
ایڈیشن چھپکر تیار ہوا ہے۔ قیمت مجلد مع محصول پانچ روپے ۱۸
فوراً منگا لیجئے اور فائدہ اٹھائیے
جنت کے خطوط
جناب سیماب اکبر آبادی کے اُن درد انگیز
منظوم خطوط کا دلسوز مجموعہ جو مردہ
عزیزوں کی طرف سے زندہ عزیزوں کے نام
لکھے گئے ہیں اور جن کو پڑھکر چوٹ کھایا
ہوا دل تسکین و تسلی پاتا ہے۔ قیمت
فی جلد علاوہ محصول ڈاک ۶
تفسیر الفاتحہ
علامہ عبدہ مصری رح کی لکھی ہوئی سورۂ
فاتحہ کی سیاسی تفسیر کا سلیس اردو ترجمہ
تمام تفاسیر قرآنی کا عطر اور ہر مسلمان
کے پڑھنے کے قابل عمدہ سفید کاغذ
بہترین لکھائی چھپائی۔ قیمت ۸
محصول ڈاک ہر کتاب کا بذمہ خریدار
(تمام فرمائشیں مینیجر نظامیہ دارالاشاعت دہلی کے نام بھیجئے)
(محمد انوار ہاشمی پرنٹر و پبلشر ... دہلی میں چھپاکر شائع کیا)

REGISTERED, No L,1313
ربنا آتنا فی الدنیا حسنة وفی الآخرة حسنة
چیست دنیا؟
از خدا غافل بدن
نے قماش و نقرہ و فرزند و زن
مسلمانوں کو دینداری اور دنیاداری کی صحیح تعلیم دینے والا ماہوار رسالہ
دین و دنیا
جو
ہر مہینے نہایت کامیابی کیساتھ نظامیہ دارالاشاعت دہلی سے شائع ہوتا ہے
ایڈیٹر: سید ظہور احمد شاہجہانپوری
ہر خریدار کو اختیار ہے کہ جب اسکا جی چاہے دیکھے ہوئے پرچے احتیاط سے
واپس کرکے اپنی ادا کردہ کل قیمت ہم سے
واپس منگالے
سالانہ قیمت اعلی ایڈیشن
ششماہی قیمت اعلی ایڈیشن دو روپے
سالانہ قیمت معمولی ایڈیشن دو روپے
ششماہی مع محصول وغیرہ

# ناظرین دین و دنیا کی خدمت میں

## برادران محترم ، السلام علیکم و رحمۃ اللہ

مجھے آپ کی خدمت میں ایک ضروری بات عرض کرنی ہے لیکن کچھ عرض کرنے سے پہلے دو تین سوال کرنا چاہتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ میرے سوالات پر آپ توجہ کے ساتھ غور کریں گے۔

آپ سچ سچ فرمائیں کیا میری طرح آپ بھی انسان ہیں؟ کیا آپکا جسم بھی گوشت پوست اور عروق و اعصاب سے مرکب ہے؟ کیا آپ کے نظام جسمانی میں بھی صفرا و بلغم اور خون و سودا کی چار خلطیں پائی جاتی ہیں؟ کیا آپ کو بھی قدرت نے انہی چار معمولی عناصر سے بنایا ہے جن سے مجھ نامراد کو پیدا کیا ہے؟ کیا آپکے اندر دل۔ جگر۔ پھیپھڑے۔ طحال وغیرہ کے نام سے ایک مشینری کام کر رہی ہے؟ اور ہاں یہ فرمائیے کہ آپ بھی کیا آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر رہتے ہیں؟

اگر ان سوالوں کا جواب اثبات میں ہے تو میں گستاخ بنکر یہ پوچھونگا کہ میری طرح آپ کے نظام جسمانی میں کبھی خلل تو واقع نہیں ہوتا؟ یہ مصیبت مجھی پر ہے یا آپ بھی نصیب دشمناں اخلاط کی کمی بیشی اور عناصر کی برہمی سے کبھی بیمار ہو جاتے ہیں؟ آپکو قدرت نے دل اور جگر کسی مضبوط دھات کے عطا کئے ہیں یا میری طرح معمولی گوشت کے ہیں اور ان میں کبھی کوئی کمزوری تو نہیں پیدا ہوتی؟ آپ کے شہر میں دہلی کیطرح آسمان رنگ تو نہیں بدلتا اور آپ جس زمین پر رہتے ہیں وہ دہلی کی زمین کیطرح گل کھلانے میں تو مشاق نہیں ہے؟ اگر آپ خدانخواستہ بیمار یا آسمان و زمین کی کسی آفت کا شکار ہو جاتے ہیں تو آپ کے معمولات اور کاروبار میں کوئی فرق تو نہیں آتا؟ کیا آپ کی حالت صحت اور مرض۔ عافیت اور مصیبت دونوں میں یکساں رہتی ہے؟

کیا فی الحقیقت آپ کے حوصلے اور آپ کے ارادے بھی میری طرح مشیت کے پابند ہیں؟ کیا آپکو بھی بعض اوقات میری طرح مشکلات و موانع کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟ کیا آپکو بھی میری طرح قدرت کے ہر قانون کی پابندی کرنی پڑتی ہے اور کیا آپ بھی میری طرح احکام مشیت کے روبرو سر جھکا دیتے ہیں؟

اگر ایسا ہے تو آپ میری گزارش کو بڑے غور سے پڑھینگے اور میرے بیان کو باور کرینگے کیونکہ پریشان کی پریشانی پریشان ہی خوب جانتا ہے۔

سُنیئے ، میں دو سال سے مُبتلائے مصائب ہوں۔ خود بیمار رہوں متعلقین بیمار رہیں۔ اور اس طویل سلسلۂ علالت میں جو مشکلات پیش آسکتی ہیں وہ سب کچھ پیش آ رہی ہیں لیکن اس کے باوجود میں نے رسالہ کی طرف سے غفلت نہیں کی ؎

گو میں رہا رہینِ ستم ہائے روزگار        لیکن ترے خیال سے غافل نہیں رہا

اتنا ضرور ہوا کہ رسالہ اپنی مقررہ تاریخ سے کچھ ہٹ گیا لیکن دیگر رسائل کیطرح ایسا کبھی نہیں کیا گیا کہ دو دو تین تین ماہ کے رسالے ایک ساتھ شائع کئے جائیں۔ اور یہ کوشش برابر رہی کہ رسالہ وقت پر آجائے چنانچہ اکتوبر اور نومبر میں میں نے غیر معمولی محنت گوارا کر کے کئی رسالے ایک ساتھ نیار کئے۔ اور ارادہ تھا کہ اکتوبر کا رسالہ ۱۵ نومبر کو۔ نومبر کا رسالہ ۳ دسمبر کو اور دسمبر کا رسالہ وسط دسمبر میں شائع کر کے تمام کوتاہیوں کی تلافی کر دیجائے اور آئندہ رسالہ اپنے وقت پر شائع ہو لیکن میں کیا اور میرا ارادہ کیا ؎

یہاں بے حکم اک برگِ شجر بھی ہل نہیں سکتا        یہاں اک پھول بھی اپنی خوشی سے کھل نہیں سکتا

سب انتظام درست ہو چکا تھا کہ یکایک ایک ناگزیر ضرورت سے پریس کا مکان تبدیل کرنا پڑا مشینوں کے ایک جگہ سے اکھاڑ کر دوسری جگہ جڑنے میں بڑا وقت صرف ہوا اور انجن چلانے کے لئے دوسرے مکان میں برقی طاقت آتے آتے کافی مدت گزر گئی اور ان سب باتوں کا ماحصل ہوا کہ میں اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکا۔ اب خدا خدا کر کے پریس کا انتظام درست ہوا۔ ماہ اکتوبر کا رسالہ حاضر خدمت ہے۔ نومبر اور دسمبر کے رسالے انشاء اللہ ۲۵ دسمبر تک حاضر ہونگے۔ اور توفیق نے ساتھ دیا تو آئندہ رسالہ اپنے مقررہ وقت پر شائع ہوا کرے گا۔

دوران تاخیر میں محترم خریداروں کے خطوط برابر آئے ہیں۔ بعض احباب نے میرے ساتھ محبت و ہمدردی کا برتاؤ کیا جنکا میں نہایت شکرگزار ہوں اور بعض ذکی الحس مالکان نے مجھکو بے ایمان۔ دغاباز وغیرہ القاب سے یاد کیا۔ شاید یہی لوگ ہونگے جنکو قدرت نے لوہے اور پتھر کا بدن عطا کیا ہوگا۔ اور وہ کبھی بیمار نہ ہوتے ہونگے اور شاید انکو کبھی اپنے ارادوں میں ناکامی نہ ہوئی ہوگی۔ مجھے انکی اخلاقی حالت پر نہایت افسوس ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ دارالدین اور ارشاد کی ترمیت کیطرح دین و دنیا کی تعلیمات سے بھی انہوں نے کچھ فائدہ نہیں اٹھایا ورنہ بدگمانی ایمان کی شان نہیں اور نامناسب الفاظ سے مخاطب کرنا اسلام کا شعار نہیں۔ جو لوگ دین و دنیا پر اعتماد نہیں رکھتے اور جنکو یہ اندیشہ ہے کہ انکا چندہ کارکن ہضم کر لینگے اُن سے التماس ہے کہ وہ اپنا تین روپیہ سرمایہ کو خطرہ میں نہ رکھیں اور فوراً اپنے حسابات صاف کریں ؎

تو پاک باش برادر مدار از کس باک        زنند جامۂ ناپاک گازراں بر سنگ

خاکسار ظہور احمد

# جلد ۴ فہرست مضامین رسالہ دین و دنیا ماہ اکتوبر ۱۹۲۴ء نمبر

اگر آپ کے پاس موٹر ہے ۔ یا آپ موٹر چلاتے ہوں ۔ یا چلانا چاہتے ہوں تو کم از کم ایک مرتبہ تعلیم موٹر کا بھی مطالعہ کر لیجئے ۔ اس میں موٹر چلانے کے صحیح اور ضروری اصول و قواعد نہایت خوبی کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں اور اردو زبان میں اس قدر آسانی کے ساتھ سمجھایا گیا ہے کہ ایک معمولی عقل و قابلیت والا شخص ان کو ذہن نشین کر لینے کے بعد چند ماہ کے عرصہ میں قابل موٹر ڈرائیور بن سکتا ہے نہ صرف یہ بلکہ وہ موٹر کے معاملہ میں ایک لایق میکنکل انجنیر بن جائے گا۔ ہر قسم کی مرمت بآسانی خود کر سکیگا۔ جنگل و بیابان میں جہاں موٹر کی درستی کی کوئی صورت نہ ہوگی یہ کتاب فرشتۂ رحمت بنکر مدد کرے گی ۔ اسمیں موٹر کے تمام چھوٹے بڑے پرزوں کی تصویریں موجود ہیں ۔ ان کا فٹ کرنا مرمت کرنا نہایت خوبی کے ساتھ بتایا گیا ہے ۔ انگریزی کی چند مشہور کتابوں کی مدد سے اس کتاب کو تیار کیا گیا ہے اس لیئے یہ موٹر کے متعلق اپنی قسم کی پہلی اور بہترین کتاب ہے ۔ قیمت عمہ

**منیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی**

کم از کم آپ سال بھر میں ساٹھ ستر روپیہ محض سلائی کا دیدیتے ہونگے ۔ یہ کل رقم بچ سکتی ہے ۔ اگر آپ کی بہو بیٹیاں کپڑوں کی قطع برید سے اور سینے پرونے سے اچھی طرح واقف ہوں اور ایسی اچھی طرح واقف ہوں کہ آپ درزیوں سے بالکل مستغنی ہو جائیں ۔ ہمارے خیال میں یہ بات اسوقت ممکن ہے کہ آپ کی مستورات فنّ خیاطی کا مطالعہ کریں ۔ جس میں جدید و قدیم ہر وضع اور ہر قسم کے کپڑوں کی قطع برید اور سلائی کی مکمل تعلیم دی گئی ہے ۔ اور جس کی ہدایتوں پر عمل کرنے سے سات آٹھ سال کی معصوم بچیاں بھی پوری مہارت حاصل کر سکتی ہیں ۔ قیمت صرف عہ ،

محصول ڈاک بذمہ خریدار

**منیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی**

اگر آپ کے پاس محض ایک مکمل ملمع سازی کی جلد ہو اور آپ اس سے کام بھی لیں تو بہت ممکن ہے کہ یہی کتاب آپ کو معاش کے تفکرات سے آزاد کر دے اور اگر آپ اس کام میں زیادہ کوشش فرمائیں تو بہت ممکن ہے کہ یہ بجلی کی دو بیٹریاں آپ کے رگ و پے میں خوشحالی فارغ البالی کی رو دوڑا دیں کتاب صدہا تجربوں کے بعد لکھی گئی ہے ۔ اس میں بیٹری خود تیار کرنا بجلی پیدا کرنا اور ہر قسم کے دھات کا دوسرے تمام دھاتوں پر ملمع کرنا حتیٰ کہ کانچ مٹی لکڑی وغیرہ تک پر ملمع کرنے کے نہایت آسان طریقے درج ہیں ۔ اس کے علاوہ ہر قسم کے سانچے بنانا بتایا گیا ہے ضروری تصاویر جا بجا دی گئی ہیں انگریزی ادویات کے نام علیحدہ درج ہیں ۔ قیمت ایک روپیہ (عہ) علاوہ محصول

**منیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی**

اگر آپ چاہتے ہیں کہ عمارتوں کے ٹھیکے لیکر بہت جلد مالدار بنجائیں اگر آپ کی خواہش ہو کہ آپکی جائداد نہایت خوبصورت اور بکفایت تیار ہو اگر آپ کی تمنا ہے کہ بلا کسی ڈگری کے چند ماہ میں آپ فن تعمیرات میں ایک انجنیر کے مقابل میں جائیں ۔ تو روح انجنیری ملاحظہ کیجئے جسکی نسبت ٹھیکیداروں ۔ سب ڈویزنل افیرز ۔ اور انجنیروں کا خیال ہے کہ فن معماری میں زبان اردو کی یہ سب سے بہتر کتاب ہے ۔ اس کتاب میں انجنیری کے متعلق نہایت آسان اصول درج ہیں ۔ اور فن معماری کو اسقدر آسان اور سلیس زبان میں لکھا گیا ہے کہ ایک غبی سے غبی شخص کو بھی اس کے سمجھنے میں کوئی دقت واقع نہیں ہو سکتی

قیمت علاوہ محصولڈاک ۔ ایک روپیہ دس آنے عہر)

**منیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی**

تفسیر الفاتحہ
مفتی شیخ محمد عبدہ مصری کی مشہور تفسیر کا اُردو ترجمہ
جسمیں قابل مفسر نے سورۂ فاتحہ کے ایک ایک نقطہ سے فصاحت
و بلاغت کے دریا اُبلتے ہوئے دکھائے ہیں اور منکرین کو یہ باور
کرادیا ہے کہ کلام خداوندی کا ہر نقطہ ایک معجزہ ہے جو انسان کی سمجھ
سے بالا ہے، یہ تفسیر تمام دوسری تفاسیر کا عطر ہے اور ہر لحاظ سے
بے نظیر تصنیف ہے. لکھائی چھپائی نہایت بہتر. قیمت ۸ر
منیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی سے طلب کیجئے

برگزیدہ نبی کے برگزیدہ خصائل
ہر مسلمان کے لیے آنکھوں سے لگانے کے قابل مقدس کتاب سب سے
پہلے اور سب سے آخری رسول کے پاک و پاکیزہ خصائل کا دلکش مجموعہ
حضور سرور کائنات صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حیات قدسیہ کا صاف و شفاف
آئینہ آپکی عادات و اطوار کا قابل قدر گنجینہ، معاشرت مصطفوی کا گرانبہا
نمونہ بانی اسلام کی مقدس زندگی کا مبارک و مقدس مرقع محبوب خدا
کے تمدن و اخلاق کی شاندار اور صحیح ترین تصویر. خود پڑھیے
اپنے بچوں اور بچیوں کو پڑھائیے، اپنی معزز خاتونوں کو پڑھکر سنائیے
اپنی زندگی اور اپنے خاندان کا رہنما بنائیے اور اپنے ہمسایہ اور
اہل وطن مسلمانوں کو اس پر عمل کرنے کی ترغیب دلائیے. نیز تبلیغ
کا فرض بجالائیے. قیمت فی جلد صرف بارہ آنے (۱۲ر)
ملنے کا پتہ
منیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی

فیضان قدسی
جب انسان کسی مصیبت میں گرفتار ہوتا ہے، جب انسان
پر آسمانی بلائیں نازل ہوتی ہیں، جب انسان کے دل پر ناامیدی
کی گھٹا چھا جاتی ہے. جب انسان کی زندگی معرض خطر میں
پڑجاتی ہے تو آیت الکرسی شریف اسپر ظل رحمت بنکر چھا جاتی
اور ان تمام مصائب سے نجات مل جاتی ہے بشرطیکہ آیت الکرسی
شریف کے آداب سے واقف ہوں اسکے پڑھنے کے طریقے جانتا ہو،
فیضان قدسی میں ہر مراد، ہر تمنا، اور ہر خواہش کے لیے
آیت الکرسی شریف کے اعمال پڑھنے کی صحیح اور مجرب المجرب
ترکیبیں حضرت مولانا شاہ عبدالسمیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت
خوبی سے تحریر فرمائی ہیں. قیمت دس آنے (۱۰ر)
منیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی

کلید مراد
(اگر خدانخواستہ) آپ بے اولاد ہوں (اگر خدانخواستہ)
آپ پر قرضہ کا بار ہو (اگر خدانخواستہ) آپ عسرت میں بسر کرتے ہوں
(اگر خدانخواستہ) آپکے حاکم آپ پر مہربان نہوں یا آپ پیچیدہ معاملات میں اُلجھے
ہوئے ہوں یا کچھ خاص تمناؤں اور ارمانوں کا ہجوم اپنے دل میں سمیٹے ہوں تو
گھبرائیے نہیں "کلید مراد" انشاءاللہ آپ کو آپکے مقاصد میں کامیاب کرے گی کیونکہ
اس میں ہر امر کے متعلق پیغمبری دعائیں درج ہیں
یہ تمام دعائیں قرآن مجید اور حدیث شریف سے اخذ کی گئی ہیں اسلیے ان کی اجابت بھی مسلم ہے
اسکے علاوہ مشائخ عظام کے برگزیدہ منظوم شجرے اور ادعیہ مقبول بھی اسمیں شامل ہیں
منیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی

## حمد

(از جناب قمر صاحب)

ترا جلوہ ہے اے جانِ جہاں ہر ایک محفل میں — تو ہی آنکھوں کے پردوں میں تو ہی آئینۂ دل میں
تری دریا دلی کی موج ہیں ہیں بحر و بر دونوں — سمندر کی تو ہی تہ میں تو ہی آغوشِ ساحل میں
نظر اٹھتی ہے جس جانب نظر آتا ہے تو ہی تو — تو ہی ہے قیس کے دل میں تو ہی لیلیٰ کی محمل میں
تری مشکل کشائی کی مچی ہے دھوم عالم میں — کہ ہوتا ہے تو ہی مشکل کشا ہر ایک مشکل میں
تو ہی ہے شش جہت میں اور تو ہی عرشِ معلیٰ میں — تو ہی ہے ذرہ ذرہ میں تو ہی ہے ماہِ کامل میں
گلستانِ جہاں میں ہر طرف ہیں چرچے تیرے — ہر رنگ و بو تو ہی گل میں تو ہی بانگِ عنادل میں

چلی آتی ہیں حق حق کی صدائیں آشیانوں سے
چمن معمور ہے یا رب تری رنگیں ترانوں سے

(از جناب حبیب اللہ صاحب مخدومی)

پُرنور ہے وہ جلوہ اے ذوالجلال تیرا — ہر رنگ میں عیاں ہے حسن و جمال تیرا
جو کچھ ملا ہے مجھ کو تو نے عطا کیا ہے — ہے میری جان تیری! ہے میرا مال تیرا
دیر و حرم کے جلوے کیا آنکھ میں سمائیں — جس میں بھرا ہوا ہے شوقِ جمال تیرا
سرشار رہ چکی ہے اسکو شرابِ وحدت — جس نے پیا ازل سے جامِ وصال تیرا
موسیٰ گرے تڑپ کر سر سے ہو طور جل کر — یہ تھا جمال تیرا وہ تھا جلال تیرا
وحدت کے سارے جلوے آنکھوں میں پھر رہے ہیں — ہے صورت تجلی دل میں خیال تیرا

کوئی مشیر اپنا دنیا میں اب نہیں ہے
تیرا ہی آسرا ہے اے ذوالجلال تیرا

## نعت

(از مولانا عبد المجید صاحب)

پڑھتا ہوا محشر میں جب صلِّ علیٰ آیا — رحمت کی گھٹا اٹھی اور ابرِ کرم چھایا
جب وقت پڑا نازک اپنے ہوئے بیگانے — ہاں کام اگر آیا تو ایک ترا نام آیا
پرسش تھی گناہوں کی اور یاس کا تھا عالم — بیکس کی خبر لینے محبوبِ خدا آیا
یہ نام مبارک تھا یا حق کی تجلی تھی — دم بھر میں ہوا فاسق ابدال کا ہمسایا
چرچے ہیں فرشتوں میں اور رشک ہے زاہد کو — اس شان سے جنت میں شیدائے نبی آیا
کعبے سے بھی کچھ بڑھ کر ہے اسکی کشش دل میں — جس شہر نے مرقد سے ہے تیرے شرف پایا
کیوں نزع کی دشواری آسان نہ ہو جاتی — تھا نام ترا لب پر اور سر پہ ترا سایا
اک عمر کی گمراہی اک عمر کی سرتابی — جب تیری غلامی کے آخر نہ مفر پایا
حکمت کا سبق چھوڑا عزت کی طلب چھوڑی — دنیا سے نظر پھیری سب کھو کے تجھے پایا
سمجھے تھے سیہ کاری ہے حد سے فزوں اپنی — دیکھا تو کرم تیرا اس سے بھی سوا پایا
فاسق کی ہے یہ ہمت پر ہے تو تری امت — ہاں ڈال تو دے دامن کا اپنے ذرا سایا

(مولوی محمد شفیق اطہر گرداری)

الٰہی دکھا مجھ کو روئے محمدؐ — بھری دل میں ہے آرزوئے محمدؐ
ہے صحرائے یثرب گلستانِ جنت — کہ ہر سو سے آتی ہے بوئے محمدؐ
اسی کی تجلی ہے ہر جزو و کل میں — ہیں شمس و قمر عکس روئے محمدؐ
رہا عمر بھر اشتیاقِ مدینہ — رہی عمر بھر جستجوئے محمدؐ
خدا خود ثنا خواں ہے قرآں میں انکا — بشر کیا لکھے وصفِ روئے محمدؐ
بس مرگ اطہر تمنا یہی ہے — رواں روح اپنی ہو سوئے محمدؐ

# تفسیر قرآن مجید

(گذشتہ سے پیوستہ)

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ؕ قَالَ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

**ترجمہ:۔** اور جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں ایک نائب بنانیوالا ہوں۔ وہ بولے کیا تو ایسے (شخص) کو (نائب) بنائیگا جو اسمیں فساد کرے اور خون بہائے۔ حالانکہ ہم تیری حمد کی تسبیح کہتے ہیں اور تیری پاکی بیان کرتے ہیں (اللہ نے) کہا میں جو کچھ جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے۔

**تشریح الفاظ:۔** ملائکہ۔ (جمع ملک) ملک اصل میں ملئک تھا۔ ملئک مألک کا مقلوب ہے۔ مألک ألوکت سے مشتق ہے جسکے معنی ہیں رسالت۔ پیغامبری۔ اور اسی لیئے فارسی میں بالکل ٹھیک ترجمہ فرشتہ ہے۔ چونکہ ملائکہ اللہ تعالے اور اسکی مخلوق کے درمیان ایک واسطہ ہیں اور وحی و الہام کے طور پر پیامبری کرتے ہیں اسلیئے اُن کو ملائکہ یا پیامبر کہا گیا۔ مسلمانوں کی بڑی تعداد کا یہ عقیدہ ہے کہ فرشتے جسم لطیف رکھتے ہیں۔ ہر شخص کی صورت اختیار کرسکتے ہیں۔ فرشتوں کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ خدا کے سوا کوئی اُس سے واقف نہیں۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ بنی آدم جنوں کا دسواں حصہ ہیں اور وہ جانوران بری کا دسواں حصہ ہیں۔ جانوران بری پرندوں کا دسواں حصہ ہیں۔ پرندے جانوران آبی کا دسواں حصہ ہیں۔ جانوران آبی ملائکہ زمین کا دسواں حصہ ہیں۔ ملائکہ زمین ملائکہ آسمان اوّل کا دسواں حصہ ہیں اسی طرح ساتوں آسمانوں تک تعداد بڑھتی جاتی ہے۔ پھر یہ سب فرشتگان کرسی کی تعداد سے بہت کم ہیں۔ اور فرشتگان کرسی حجابات عرش میں سے پہلے حجاب کے فرشتوں کا دسواں حصہ ہیں۔ عرش کے ایک حجاب سے دوسرے حجاب تک لاکھوں برس کی راہ کا فاصلہ ہے اور اس فاصلہ میں ایک بالشت بھر ایسی جگہ نہیں جہاں ایک فرشتہ خدائے قدوس کی تسبیح و تہلیل میں مصروف نہ ہو۔ جاعل۔ بنانیوالا۔ (از جعل) خلیفہ۔ نائب۔ جانشین۔ قائم مقام۔ کسی ہستی کی طرف کہ اُسکی ہدایات اور آئین کے ماتحت کام کرنیوالی ایک ہستی۔ اسجگہ خلافت سے مفسرین نے مختلف مفہوم مراد لیئے ہیں۔ (۱) بنی آدم سے پہلے یہ دنیا جنوں سے آباد تھی۔ لیکن اُنمیں بہت فسق و فجور اور فتنہ و فساد پھیلا اسلیئے اُنکو تباہ و فنا اور دور دراز جزائر میں محصور کر دیا گیا۔ اب چونکہ بنی آدم جنوں کے بعد آنیوالے تھے اور کسی کے بعد ہونیوالے کو خلیفہ کہتے ہیں اس لئے اُنکو خلیفہ کہا گیا (۲) خلیفہ سے حضرت آدم کی ذات مراد ہے۔ اُنکی ذریات مراد نہیں یعنی حضرت ممدوح خداوند عالم کے نائب بنا کر دنیا میں بھیجے گئے (۳) خلیفہ سے صرف حضرت آدم نہیں بلکہ اُن کی تمام ذریات مراد ہے۔ اور ہر وہ شخص جو نیکو کار اور صفات ملکوتی سے متصف ہو اور خدا اُسکو برگزیدہ بنائے وہ دنیا میں خدا کا نائب ہے۔ (۴) نیابت اور قائم مقامی سے خدا کی نیابت مراد نہیں بلکہ انسانوں کی باہمی نیابت یعنی ایک نیکوکار انسان کے بعد دوسرے نیکوکار کا اُسکی جانشینی اور نیابت کرنا۔ یہ مفسرین کے خیالات ہیں لیکن، حقیقت خدا کا یہ فرمانا کہ میں زمین میں ایک نائب بنانیوالا ہوں صاف ظاہر کرتا ہے کہ وہ ایک مخلوق کو اپنا نائب بناتا ہے چنانچہ انسان میں اُن تمام صفات کی ایک جھلک پائی جاتی جو علیٰ وجہ الکمال ذات باری میں موجود ہیں اس بات کی نمایاں دلیل ہے کہ انسان دنیا میں نائب خداوندی ہے۔ اور وہ اُن تمام صلاحیتوں اور استعدادوں کے ساتھ پیدا کیا گیا ہے جو نیابت کے لیئے ضروری ہیں۔ پس خدا کے جو مقبول بندے ان صلاحیتوں کو اُبھارتے ہیں وہ اُسکی نیابت کا امتیاز حاصل کرتے ہیں اور اپنی ملکوتی صفات کو فنا کرکے بہیمی جذبات کے غلام بنجاتے ہیں وہ قعر ذلت میں جا گرتے ہیں۔ یفسد (از فساد) بگاڑنا۔ خراب کرنا۔ فتنہ و فساد برپا کرنا۔ اسجگہ قتل کے علاوہ تمام گناہوں سے مراد ہے۔ سفک۔ بہانا۔ خون بہانا۔ خونریزی کرنا۔ قتل۔ (آیت کریمہ میں فرشتوں کی زبان سے دو لفظ ارشاد ہوئے ہیں ایک فساد اور دوسرا سفک۔ ان دو لفظوں سے تمام صغیرہ و کبیرہ گناہ مراد ہیں جو بنی آدم سے سرزد ہوتے ہیں) دماء۔ (جمع دم) خون۔ لہو۔ نسبح (از تسبیح) پاکی بیان کرنا۔ اللہ تعالے کی ذات کا تمام عیوب سے پاک ہونا ظاہر کرنا۔ سبحان اللہ و بحمدہ کہنا۔ خدا کی توصیف و ثنا کرنا۔ اپنے اعضاء و جوارح اور اعمال و اقوال سب کو ستائش و پرستش خداوندی میں محو کر دینا۔ چنانچہ آسمانوں اور زمینوں میں ہر شے خدا کی تسبیح کرتی ہے۔ لیکن ہر ایک کی تسبیح جداگانہ اور اُس کے موافق حال ہے۔ نقدس (از تقدیس) پاکی بیان کرنا۔ پاک قرار دینا۔ سبوح۔ قدوس کہنا۔

**تفسیر:۔** آیات ماسبق میں اللہ تعالے نے دو باتیں ظاہر کی ہیں (۱) بندوں پر اپنے احسانات (۲) اپنا قادر و توانا ہونا۔ یہی دونوں باتیں اس آیت میں بھی موجود ہیں اور اسی لئے یہ آیت آیات ماسبق سے مربوط و مسلسل ہے۔ اس آیت کریمہ میں حضرت آدم کی آفرینش کا تذکرہ ہے۔ اور ضمناً وہ امتیاز خاص ظاہر کیا گیا جس سے خدائے کریم نے نوع بشر کو ممتاز فرمایا یعنی خلقت آدم سے پہلے انکے وجود میں آنے اور نائب مقرر کیے جانے سے ملائکہ کو اطلاع دیگئی۔ چنانچہ پروردگار عالم نے ملائکہ سے ارشاد فرمایا کہ میں زمین میں ایک نائب مقرر کرنیوالا ہوں جب فرشتوں کو معلوم ہوا کہ زمین کی ایک ایسی ہستی نیابت الہی کے فرائض انجام دینے والی ہے جو خلکی، و بہیمی قوتوں کا ایک مجموعہ ہے اور جسمیں طاعت و سرکشی دونوں کا مادہ موجود ہے اور اس سے پیشتر جنوں "کا فتنہ و فساد زمین پر واقع ہو چکا تھا اس لیئے اُنہوں نے جناب باری میں عرض کیا کہ خداوندا کیا زمین میں تو ایسی مخلوق کو اپنا نائب بنائیگا جو قتل و خونریزی کے مرتکب ہوں اور طرح طرح کے گناہ اور فتنہ و فساد انسے وقوع میں آئے۔ اگر انکی خلقت اور نیابت سے یہ مدعا ہے کہ تیری تسبیح اور تقدیس ہو تو اس کے لیئے ہم موجود ہیں کیونکہ ہر وقت تیری ستائش و پرستش اور تسبیح و تہلیل میں مصروف ہیں۔ اسکے جواب میں دربار احدیت سے ارشاد ہوا کہ جو کچھ باتیں معلوم ہیں وہ تمکو معلوم نہیں۔

# شرح مثنوی مولانا رومؒ

(گذشتہ سے پیوستہ)

وعدہا و لطفہائے آں حکیم کرد آں رنجور را ایمن ز بیم

ترجمہ:- اس حکیم کی مہربانیوں اور وعدوں نے بیمار کو خطروں سے بےخوف کر دیا

لغات:- لطف - نرمی - مہربانی۔

مطلب - الفاظ کے راز کے متعلق ضمنی طور پر اس قدر ارشاد فرمانے کے بعد مولانا پھر حکایت کی طرف رجوع کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جب طبیب غیبی نے ایسی مہربانی کا اظہار کیا اور ایسے خوشگوار وعدوں سے کنیز کو تسلی دی تو اس کا دل مطمئن ہو گیا اور اُسے اپنی جان جانے کا جو خطرہ تھا اُس سے بےخوف ہو گئی۔

وعدہا باشد حقیقی دل پذیر وعدہا باشد مجازی تاسہ گیر

ترجمہ:- سچے وعدے دل کو پسند آتے ہیں اور جھوٹے وعدے رنج دیتے ہیں۔

لغات:- وعدہا (جمع وعدہ) وعدے۔ حقیقی۔ سچا۔ واقعی۔ دل پذیر۔ جسکو دل قبول کرے۔ پسندیدہ۔ خوشگوار۔ باعث مسرت۔ مجازی۔ غیر حقیقی۔ خلاف واقع جھوٹا۔ تاسہ۔ رنج۔ ملال۔ تاسہ گیر۔ رنج دینے والا۔ باعث اندوہ و ملال۔

مطلب:- چونکہ وعدہ کا ذکر آ گیا اس لیئے مولانا صاحب معمولی طور پر وعدے کے متعلق اپنے خیالات ظاہر کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ سچے وعدوں سے دل کو خوشی اور تسکین حاصل ہوتی ہے اس کے برخلاف جھوٹے وعدے رنج و ملال اور بیقراری بڑھاتے رہیں۔

وعدۂ اہل کرم گنج روان وعدۂ نااہل شد رنج روان

ترجمہ:- اہل کرم کا وعدہ ایک رائج الوقت خزانہ ہے۔ نااہل کا وعدہ روح کی بیتابی کا باعث ہے۔

لغات:- گنج خزانہ۔ رواں۔ جاری۔ رائج الوقت۔ گنج رواں خزانۂ قارون چونکہ وہ قیامت تک زمین میں دھنستا ہوا چلا جائے گا اس لیئے اُسے گنج رواں کہتے ہیں۔ اگر قارون کا خزانہ مراد ہو تو مجازاً ایک لازوال خزانہ ترجمہ کیا جا سکتا ہے۔ نااہل۔ نالائق۔ جو اپنے جھوٹ اور بد دیانتی کی وجہ سے وعدہ کرنے کے قابل نہ ہو۔ رواں۔ روح۔ جاں۔

مطلب:- جو صاحب کرم ہیں وہ اپنے وعدے کو ضرور پورا کرتے ہیں اور اُن کا وعدہ ایک سکہ رائج الوقت کا حکم رکھتا ہے۔ اس کے برخلاف اُن لوگوں کا وعدہ جو بد طینت۔ جھوٹے اور اپنی بات کا پاس نہ کرنے والے ہیں۔ روح کے لیئے رنج و ملال کا باعث ہوتا ہے۔

وعدہ را باید وفا کردن تمام ورنہ خواہی کرد باشی سرد و خام

ترجمہ:- وعدہ کو اچھی طرح وفا کرنا چاہیئے۔ وعدہ خلافی سرد مہری اور خام کاری پر مبنی ہے۔

لغات:- سرد و خام۔ ناقص۔ کمظرف۔ نااہل۔

مطلب:- سچے اور جھوٹے وعدے کی تشریح کرنے کے بعد اب مولانا توجہ دلاتے ہیں کہ وعدہ ضرور وفا کرنا چاہیئے۔ جو لوگ وعدہ کرتے ہیں اور پھر اس کے ایفا کا خیال نہیں رکھتے وہ صفات انسانی میں ناقص اور کمظرف ہیں۔ مولانا کا یہ ارشاد اس آیۂ کریمہ سے ماخوذ ہے کہ "اے ایمان والو اپنے وعدوں کو پورا کرو" قرآن پاک میں جابجا ایفائے عہد کی تاکید ہے اور ایک جگہ تو یہاں تک فرمایا ہے "وعدہ وفا کرو کیونکہ قیامت میں وعدہ کے متعلق باز پرس کی جائیگی"

## طبیب غیبی بادشاہ سے کنیز کا حال کہتا ہے

آں حکیم مہرباں چوں راز یافت صورت رنج کنیزک باز یافت

ترجمہ:- اس مہربان حکیم نے جب راز معلوم کر لیا اور کنیز کے درد و دکھ سے واقف ہو گیا۔

بعد ازاں برخاست عزم شاہ کرد شاہ را زاں شمہ آگاہ کرد

ترجمہ:- تو بادشاہ کے پاس اٹھ کر گیا اور اسے کسی قدر ان حالات سے آگاہ کیا۔

لغات:- شمہ۔ کچھ۔ کسی قدر۔

مطلب:- اب مولانا پھر قصہ کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اس سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ جب حکیم کو کنیز کے بیمار ہونے کا اصل سبب معلوم ہو گیا تو وہ اس سے رخصت ہو کر بادشاہ کے پاس پہونچا۔ اس نے بادشاہ کو تمام حالات اور واقعات کی پوری تفصیل تو نہیں بتائی لیکن کنیز کی بیماری اور اس کے اسباب سے کسی قدر آگاہ کیا۔

شاہ گفت اکنوں بگو تدبیر چیست درچنیں غم موجب تاخیر چیست

ترجمہ:- بادشاہ نے کہا اب کہو کیا کیا جائے۔ ایسی حالت میں دیر نہیں کرنا چاہیئے۔

مطلب:- حکیم نے جب بادشاہ کو کنیز کی اجمالی کیفیت سے آگاہ کیا تو اس نے حکیم سے کہا کہ اب تم بتاؤ کیا تدبیر اختیار کی جائے۔ اور جو تدبیر تمہاری سمجھ میں آئے اس پر فوراً عمل ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اس معاملہ میں تاخیر مناسب نہیں +

(از جناب مولانا سید ظہور احمد صاحب چیف ایڈیٹر)

# شرح دیوان حافظ

(گذشتہ سے پیوستہ)

نہال عیشم از وصلش بر آورد ز بخت خویش برخوردارم امشب

ترجمہ :- میری زندگی اُس کے وصل سے بار آور ہوئی - آج اپنی تقدیر سے بہرہ اندوزی کا موقع ملا -

لغات :- نہال - درخت - پودہ - عیش - زندگی - نہال عیش - زندگی کا درخت برخوردار - بہرہ اندوز پھولا پھلا - کامیاب - (برخوردار در آر سے مرکب ہے - ایک صاحب لکھتے ہیں کہ بر - خور - دار سے مرکب ہے یعنی حاصل کر - کھا - اور رکھ چھوڑ)

مطلب :- اگر زندگی کو ایک درخت فرض کیا جائے تو اس درخت کی بار آوری کا وہی موقع ہے جب مقاصد میں انتہائی کامیابی حاصل ہو - عاشق کے لیئے وصل محبوب سے بڑھ کر کیا مقصد ہو سکتا ہے اور اس مقصد کی کامیابی سے زیادہ کیا کامیابی ہو سکتی ہے - پس فرماتے ہیں کہ آج مجھے زندگی کا حاصل اور حیات کا ثمرہ نصیب ہوا ہے کیونکہ آج مجھے محبوب کا وصل حاصل ہے - ہماری فانی زندگی کا اس سے زیادہ کچھ ماحصل نہیں کہ وہ بقا کی جلوہ آرائیوں پر قربان ہو جائے

کشد نقش انا الحق بر زمیں خوں چو منصور از کشی بر دارم امشب

ترجمہ :- اگر منصور کی طرح تم آج رات مجھے سولی دو تو زمین پر خون سے انا الحق کا نقش پیدا ہو -

لغات :- منصور - منصور بن حلاج مشہور بزرگ جنہوں نے مستی و بیخودی کے عالم میں کیف ہمہ اوست سے خود فراموش ہو کر انا الحق کا نعرہ بلند کیا - اور علمائے ظاہری نے اُن کے قتل کا فتویٰ دیا - چنانچہ اُن کو سولی دی گئی - کہتے ہیں کہ حضرت منصور کے خون کا جو قطرہ زمین پر گرتا تھا اُس سے انا الحق کے حروف پیدا ہوتے تھے -

مطلب :- فرماتے ہیں کہ آج وصل محبوب نے مجھے فنا کے ایسے درجہ میں پہونچا دیا ہے اور خود فراموشی و بیخودی کا یہ عالم ہے کہ محبوب کے سوا مجھے کچھ محسوس نہیں ہوتا میں ایسا فنا فی المحبوب ہو رہا ہوں کہ اگر مجھے منصور کی طرح سولی دی جائے تو میرے خون کا جو قطرہ زمین پر گرے گا اُس سے انا الحق کا نقش پیدا ہوگا -

برات لیلۃ القدرے بدستم رسید از طالع بیدارم امشب

ترجمہ :- مجھے آج کی رات طالع بیدار سے لیلۃ القدر کا پروانہ ہاتھ آگیا ہے -

لغات :- برات - وہ کاغذ جسے دکھا کر خزانہ سے روپیہ مل سکے - شقۂ زر - سند - پروانہ - لیلۃ القدر - مشہور و معروف رات جو برکات آسمانی سے لبریز ہے جسمیں کہ خدا بندوں کو اپنے دیدار اور انوار سے مالا مال کرتا ہے اور اُس کے متعلق کلام پاک میں جو ارشاد فرمایا ہے "ہمنے قرآن کو شب قدر میں نازل کیا - تم کیا جانو کہ شب قدر کیا ہے - شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے - خدا کے حکم سے اس رات کو فرشتے اور جبرئیل اُترتے ہیں - طلوع فجر تک اُسمیں سلامتی ہی سلامتی ہے" شب قدر کب اور کس تاریخ کو ہوتی ہے اسمیں علماء کا اختلاف ہے لیکن مستند یہ ہے کہ وہ ماہ رمضان مبارک کی ستائیسویں رات ہے - طالع - نصیب - بخت - تقدیر - بیدار - جو موافق ہو - حالات اور خواہشوں کا ساتھ دیتا ہو -

مطلب :- مجھے طالع بیدار کی بدولت آج شب قدر کا پروانہ مل گیا ہے یعنی میری خوش نصیبی نے مجھے دولت دیدار محبوب سے مالا مال کر دیا ہے -

بر آں عزمم کہ گر خود می رود سر کہ سرپوش از طبق بردارم امشب

ترجمہ :- اس ارادہ میں ہوں کہ خواہ سر جاتا رہے لیکن آج کی رات طبق سے سرپوش اٹھاؤں -

مطلب :- فرماتے ہیں کہ آج میں ایسا بیخود اور سرمست ہو رہا ہوں اور وصل محبوب نے مجھے ایسا از خود رفتہ اور خود فراموش بنا رکھا ہے کہ افشائے راز کے لیئے دل بیقرار ہو رہا ہے میں یہ جانتا ہوں کہ منصور نے قدرت کے سربستہ رازوں کو فاش کرکے انا الحق کہا اور ظاہر پرستوں نے اس کے لیئے قتل کا فتویٰ دیا - لیکن اس کے باوجود آج جنون و جوش کا یہ عالم ہے کہ میں مخفی رازوں کو آشکار کرنے کے لیئے بیتاب ہوں اور مجھے اسکی بھی پرواہ نہیں کہ سر جاتا رہے -

تو صاحب نعمتی من مستحقم زکوٰۃ حسن دہ خوش دارم امشب

ترجمہ :- تو صاحب نعمت ہے اور میں مستحق ہوں آج کی رات حسن کی زکوٰۃ دے اور مجھے خوش رکھ -

مطلب :- محبوب کی طرف مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ تو صاحب نعمت ہے یعنی تجھے خدا نے حسن و جمال کی اتنی دولت عطا کی ہے جس پر زکوٰۃ عاید ہوتی ہے - دوسری طرف مجھ کو ایسا حاجتمند بنایا ہے کہ میں زکوٰۃ کا مستحق ہوں پس اس نعمت کے شکریہ میں اور میری حاجتمندی پر ترس کھا کر مجھے اپنے حسن کی زکوٰۃ دے اور میرے غمگین دل کو شادماں کر

ہمی ترسم کہ حافظ محو گردد چہ شور است ایں کہ در سر دارم امشب

ترجمہ :- مجھے یہی ڈر ہے کہ حافظ کہیں آجکی رات فنا نہ ہو جائے اس دیوانگی کی بھی کوئی انتہا ہے

لغات :- محو - مٹنا - فنا ہونا - مست و بیخود ہونا - شور - شوریدگی - دیوانگی - غلبہ مستی (چہ شور است ایں کہ در سر دارم امشب - کیا زور ہے یہ کہ میں آجکی رات اپنے سر میں رکھتا ہوں)

مطلب :- آج سرمستی کا یہ عالم اور جذبۂ فنا فی المحبوب ایسی ترقی پر ہے کہ شاید میں اپنے آپکو مٹا ڈالوں گا -

(از جناب مولانا سید ظہور احمد صاحب چیف ایڈیٹر)

# شرح گلستان

(گذشتہ سے پیوستہ)

**نسل دنیا دا ینان منقطع کردن اولیٰ تر ست کہ آتش کشتن و اخگر گذاشتن و افعی کشتن و بچہ اش نگا بداشتن کار خردمنداں نیست**

ترجمہ:۔ (بادشاہ نے فرمایا) کہ ان لوگوں کی بیخ کنی بہت بہتر ہے کیونکہ آگ کو بجھانا اور چنگاری کو رہنے دینا یا سانپ کو مار ڈالنا لیکن اس کے بچہ کو رکھ چھوڑنا عقلمندوں کا کام نہیں ہے۔

لغات:۔ اولے۔ بہتر۔ اخگر۔ چنگاری۔ افعی۔ سانپ۔

مطلب:۔ بادشاہ نے وزیر کو سمجھایا کہ اس جرائم پیشہ جماعت کی اصل و نسل کو منقطع کر دینا ہی بہتر ہے۔ یہ بھی کوئی عقلمندی کی بات ہے کہ آگ تو بجھا دی جائے اور چنگاری کو چھوڑ دیا جائے یا سانپ کو تو مار ڈالا جائے لیکن اس کے بچہ کو باقی رکھا جائے۔

## قطعہ

**ابر اگر آب زندگی بارد ہرگز از شاخ بید بر نخوری**

ترجمہ:۔ اگر ابر سے آب حیات بھی برسے تو بید کی شاخ میں پھل نہیں آ سکتے۔

**با فرومایہ روزگار مبر کز نئے بوریا شکر نخوری**

ترجمہ:۔ کمینہ کی صحبت اختیار نہ کرو۔ کیونکہ نرکل سے شکر نہیں مل سکتی۔

لغات:۔ آب زندگی۔ آب حیات۔ ابر۔ مینہ۔ بہر درخت۔ بید۔ جس میں پھل نہیں آتے۔ ہرگز از شاخ بید بر نخوری۔ ہرگز تو بید کی شاخ سے پھل نہیں کھائے گا۔ فرومایہ۔ کمینہ۔ ذلیل۔ ادنےٰ درجہ کا آدمی۔ نے۔ نرکل۔ بوریا۔ چٹائی۔ نے بوریا وہ نرکل جس سے چٹائی بنائی جاتی ہے۔

مطلب:۔ بادشاہ نے اپنے مقولہ کی تائید میں یہ قطعہ بھی پڑھا۔ یعنی اگر پانی کی بارش کی جگہ آب حیات کی بارش ہی ہو تو وہ درختوں کی فطرت کو نہیں بدل سکتی اور یہ ناممکن ہے کہ بید کی شاخوں میں جنہیں قدرت نے یہ صلاحیت ہی نہیں دی پھل آئیں اور تم ان پھلوں کو کھاؤ۔ دوسرے شعر میں دوسری مثال ہے یعنی تم کو جس طرح نرکل سے شکر نکلنے کی امید نہیں اسی طرح کسی رذیل آدمی سے نیکی کی امید نہ رکھو اور جب اس سے نیکی کی امید نہیں تو اس کی صحبت و ہمنشینی میں وقت ضائع نہ کرو۔

**وزیر این سخن بشنید طوعاً و کرہاً بپسندید و بر حسن رای ملک آفرین خواند و گفت آنچہ خداوند دام ملکہ فرمود عین حقیقت ست کہ اگر در صحبت آں بداں تربیت یافتے طبیعت ایشاں گرفتے و یکے از ایشاں شدے اما بندہ امیدوار بود کہ بعشرت صالحان تربیت پذیرد و خوئے خردمنداں گیرد کہ ہنوز طفل ست و سیرت بغی و عناد آں قوم در نہاد او متمکن نشدہ و در حدیث ست کہ کُلُّ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَۃِ وَاَبَوَاہُ یُهَوِّدَانِہٖ وَیُنَصِّرَانِہٖ وَیُمَجِّسَانِہٖ۔**

ترجمہ:۔ وزیر نے یہ بات سنی۔ ناچار پسند کی۔ بادشاہ کی رائے پر آفرین کہی اور عرض کیا کہ حضور نے (حضور کی سلطنت ہمیشہ رہے) جو کچھ فرمایا وہ بالکل ٹھیک ہے یعنی اگر یہ ان بُرے لوگوں کی صحبت میں تربیت پائی ہوئی تو ان کی سرشت اختیار کر لیتا اور اُنھی میں سے ایک ہو جاتا لیکن غلام کو امید تھی کہ یہ نیک لوگوں کے پاس رہ کر تربیت حاصل کریگا عقلمندوں کی خو بو اختیار کریگا کیونکہ ابھی بچہ ہے اور اس کی ذات میں اس قوم کی سرکشی اور نافرمانی کی عادت نے جگہ نہیں پکڑی ہے۔ حدیث میں ہے کہ ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے اور اس کے والدین اسے یہودی، نصرانی اور مجوسی بنا لیتے ہیں۔

لغات:۔ طوعاً۔ خوشی سے۔ مرضی سے کرہاً۔ ناخوشی سے۔ مجبوری سے۔ طوعاً و کرہاً۔ چار ناچار۔ جسطرح بنا۔ آفرین۔ خوبی کا اعتراف۔ تعریف۔ تحسین۔ دام ملکہ (اس کی سلطنت ہمیشہ رہے) عین۔ ذات۔ اصل۔ ہو بہو بالکل حقیقت۔ عین حقیقت۔ جو بات جسطرح ہو اسکی وہی حالت۔ یقین حقیقت۔ بالکل ٹھیک۔ بالکل بجا۔ طینت۔ سرشت۔ خصلت۔ خمیر۔ عشرت۔ مصاحبت۔ ایک ساتھ رہنا بسنا۔ صحبت۔ ہمنشینی۔ صالح۔ نیکوکار۔ نیک۔ سیرت۔ خصلت۔ عادت۔ بغی۔ نافرمانی۔ خلاف ورزی۔ عناد۔ سرکشی۔ دشمنی۔ نہاد۔ ذات۔ ہستی۔ متمکن۔ جگہ پکڑنے والا (از تمکن) ٹھہرنا۔ جگہ پکڑنا۔ حدیث۔ سرور عالم کے اقوال۔ مولود۔ (از ولادت) زائیدہ بچہ۔ فطرت۔ اسلام (اس لئے کہ اسلام بالکل فطرت کے مطابق اور اسی وجہ سے اسلام دین فطرت ہے) ابوا (اب کا تثنیہ) دو باپ یعنی والدین۔ ماں باپ۔ یہودانہ (از تہوید) یہودی بنانا یعنی حضرت موسیٰ کے دین میں شامل کرنا۔ ینصرانہ (از تنصیر) نصرانی بنانا یعنی حضرت عیسیٰ کے دین میں شامل کرنا۔ یمجسانہ (از تمجیس) مجوسی بنانا۔ آتش پرست بنانا یعنی زردشت کے دین میں شامل کرنا۔

مطلب:۔ بادشاہ نے جب وزیر کی درخواست نامنظور کی اور از راہ رعایا پروری و انداز ہی اسکو سمجھایا کہ یہ امر خلاف مصلحت ہے تو اُسے بادشاہ کی بات پسند تو نہیں آئی لیکن محکوم اور خادم ہونے کی بنا پر کیا ہی کیا سکتا تھا مجبوراً اُسے سر تسلیم خم کرنا پڑا اور اپنی خواہش کے برخلاف اُس نے بادشاہ کی رائے کی بہت کچھ تعریف کی اور چالاکی سے گفتگو کا رخ بدل کر اسطرح کہنا شروع کیا کہ حضور جو کچھ فرماتے ہیں وہ اصولی طور پر بالکل بجا اور درست ہے اور حضور کے فرمانے کے مطابق اگر اس لڑکے کو بھی ان بد معاشوں کی صحبت میں زیادہ رہنے اور انکی تربیت سے اثر پذیر ہونے کا موقع ملتا تو یہ بھی اُنکی خو بو اختیار کر لیتا اور اُنھی میں سے ایک ہو جاتا لیکن غلام کو امید تھی کہ ابھی یہ بہت ہی کمسن اور بالکل بچہ ہے اگر اسکو نیک لوگوں میں اُٹھنے بیٹھنے کا اتفاق ہوا اور عقلمندوں کی صحبت نصیب ہوئی تو نہایت نیک اور صالح ثابت ہوگا

اگر وہ حضرت عیسیٰ کی امت میں ہیں تو اُسے نصرانی یعنی عیسائی بنا لیتے ہیں۔ اگر آتش پرست ہیں تو آتش پرستی کی تعلیم دیتے ہیں۔ اس حدیث کے بیان کرنے سے وزیر کا یہ مطلب

# حبیب خدا اشرف الانبیاء

## (صلی اللہ علیہ وسلم)

یہ امر تمام اہل اسلام علماء اہل سیدالانام علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک محقق و مسلم ہے کہ تمام مخلوقات میں سے کیا زمین کیا آسمان کیا ملائکہ کیا انس وجان کیا عرش و قلم کیا بہشت ارم سب سے پہلے اللہ کریم نے اپنے حبیب محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پیدا کیا۔ مواہب لدنیہ میں مروی ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر نثار ہوں یہ تو فرمائیے۔ کہ سب سے اول کیا چیز پیدا ہوئی جواب دیا۔ اے جابر سب سے اول اللہ تعالے نے اپنے نور سے تیرے نبی کا نور پیدا کیا (الخ) اور یہ بھی مسلم ہے کہ اگر حضور سیدالانام علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ کریم پیدا نہ کرتا تو کوئی شے موجود نہ ہوتی۔ صحیح حاکم میں مروی ہے کہ اللہ نے عیسیٰ علیہ السلام سے فرمایا اے عیسیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ اور اپنی امت کو حکم کرو کہ وہ بھی ایمان لاویں۔ اگر محمدؐ نہ ہوتے تو میں نہ آدمؑ کو پیدا کرتا اور نہ جنت کو اور نہ دوزخ کو میں نے عرش کو پانی پر پیدا کیا۔ عرش مضطرب ہوا تو میں نے اس پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھدیا۔ تو وہ ٹھیر گیا۔ الفاظ عربی حدیث کے یہ ہیں۔ واخرج الحاکم وصححہ عن ابن عباس قال اوحی اللہ الی عیسیٰ امن بمحمد وامر من ادرکہ من امتک ان یومنوا بہ فلولا محمد ما خلقت ادم ولا الجنۃ ولا النار ولقد خلقت العرش علی الماء فاضطرب فکتبت علیہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ فسکن الخ۔ غرض باعث ایجاد بنی آدم و سبب ظہور ہژدہ ہزار عالم وہی نور حضور محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف ہے جسکو اللہ کریم نے سب سے پہلے پیدا کیا۔ مگر چونکہ اللہ کریم کو یہ منظور تھا۔ کہ حضور محمد عربی آدم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین قرار پاویں۔ اور حضور پر وہ نعمت نبوت تمام ہو جس کا انعام رب العالمین نے ازل میں سیدالمرسلین خاتم النبیین اپنے حبیب حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے لئے خزانۂ غیب میں رکھا ہوا تھا۔ اسواسطے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور سب انبیاء کے آخر دنیا میں فرمایا و نعم ما قال الشیخ المحدث الدہلوی علیہ الرحمۃ فی الاخبار ؎

شاہ رسل شفیع امم خواجۂ دو کون | نور محمدی حبیب خدا سید انام
مقصود ذات اوست دگر جملہ طفیل | منظور نور اوست دگر جملگی ظلام
ہر رتبہ کہ بود در امکاں براوست ختم | ہر نعمتے کہ داشت خدا شد برو تمام
بردا شتہ از عجب امکاں قدم کہ اوست | اسریٰ بعبدہ است بن المسجد الحرام
تا عرصۂ وجوب کہ قوسین و عالم است | کاں جا ست نے جہت نے وشان نے مقام
سر نیست سر کشوت .... بیچ باب | اما شناختہ عالم جاں پرس از امام

قیس بن مخرمہ رضی اللہ عنہ ترمذی شریف میں روایت کرتے ہیں۔ ولدت انا ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفیل۔ یعنی میں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سال پیدا ہوئے۔ کہ ابرہہ بادشاہ حبشہ نے کعبہ شریف پر ہاتھیوں کے ساتھ حملہ کیا تھا۔ اور برکت نور نبوی طیر ابابیل نے اس کے تمام لشکر کو نیست و نابود کر دیا تھا۔ زاد المعاد صفحہ (۵) میں نصر ہم اللہ علی اہل الکتاب نصرا لا صنع للمشرکین فیہ ارہاصا وتقدمۃ للنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الذی خرج من مکۃ وتعظیما للبیت الحرام۔ یعنی اہل کتاب کے لشکر پر اللہ کریم نے وہ فتح عطا فرمائی۔ جو انکی طاقت سے باہر تھی اس خرق عادت کا ظہور بطور ارہاص اور معجزہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور ہوا۔ اور بیت اللہ کی عظمت بھی اس سے ثابت ہوئی۔ مگر حضرت شیخ المحدثین مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوۃ میں تحریر فرماتے ہیں کہ صحیح تر قول یہ ہے کہ عام الفیل سے ۵۵ روز کے بعد حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے اور مشہور ترین اقوال میں سے یہی ہے کہ بارہ ربیع الاول میں حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز اس عالم میں ہوئے۔ اسی واسطے اہل مکہ اسی رات موضع ولادت شریف میں زیارت کے واسطے جمع ہوتے ہیں۔ اور قصاید اور مولود شریف پڑھتے ہیں۔ اور یہ امر احادیث صحاح سے ثابت ہے کہ ولادت شریف دوشنبہ کے دن ہوئی۔ صحیح مسلم میں مروی ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ نے دوشنبہ کے دن روزہ رکھنے کا سبب پوچھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اسدن پیدا ہوا ہوں اور اسی دن وحی مجھپر نازل ہوئی۔ ایک روایت میں حضور کے پیدا ہونے سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد نے وفات پائی۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ جب حضور دو سال چار مہینے کے تھے اسوقت حضور کے والد ماجد نے وفات پائی۔ مگر روایت اول مشہور ہے اور جب حضور چھ سال کے ہوئے والدہ ماجدہ نے وفات پائی۔ اور جب آٹھ سال کے ہوئے۔ تو حضور کے جد امجد عبدالمطلب نے قضا کی اور جب عمر شریف حضور پچیس سال کی ہوئی تو خدیجہ بنت خویلد سے حضور کی شادی ہوئی۔ حضرت ام المومنین خدیجہ کی فضیلت میں یہی کافی ہے۔ کہ اللہ کریم نے معرفت جبرئیل علیہ السلام حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو سلام بھیجا۔ حضور اس عرصہ میں خلوت کو زیادہ پسند فرماتے تھے اور غار حرا تشریف لیجا کر عبادت میں مصروف رہتے تھے۔ جب سن شریف چالیس[۴] کا پورا ہوا انوار نبوت چہرۂ مبارک سے چمکنے لگے۔ جبرئیل علیہ السلام خلعت رسالت منجانب رب العزت لیکر پہونچے۔ اور حضور پر خداوند عالم کی طرف سے وحی نازل کی کلام الٰہی سنایا۔ وقتاً فوقتاً قرآن شریف بواسطہ جبرئیل علیہ السلام تیئیس[۲۳] سال تک نازل ہوتا رہا۔ حضور سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین سال تک پوشیدہ دعوت اسلام کرتے رہے آخر اعلان کے ساتھ قوم قریش کو اسلام کی طرف بلانے اور احکام خداوندی سنانے کا حکم آیا تب خواجۂ ہر دو سرا علیہ و آلہ الصلوٰۃ والثناء نے علی الاعلان اسلام کی طرف بلانا اور شرک و کفر سے توبہ کرانا شروع کر دیا جس پر قریش نے حضور اور حضور کے ان چند اصحاب کو جو شرف

باسلام ہوگئے تھے قسم قسم کی اذیتیں اور طرح طرح کی تکلیفیں پہونچانی شروع کردیں آخرالامر حضور سرور دوجہاں علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ من الرحمان نے صحابہ کو حبش کیا طرف ہجرت کرنے اور مکہ سے چلے جانے کی اجازت دیدی۔ اسی عرصہ میں قریش نے حضور سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے ہمراہ اُن صحابہ کو جو حضورؐ کے ہمراہ مکہ میں رہ گئے تھے۔ سخت سے سخت ایذائیں پہونچاکر مجبور کردیا کہ حضورؐ مع عیال واطفال شعب ابی طالب میں محصور ہوگئے۔ تقریباً تین سال تک اُن پہاڑ کی گھاٹیوں میں محصور رہے ؛

## معجزۂ عجیب و قصۂ غریب

حضور سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے ساتویں سال قریش نے اسلام اور اہل اسلام کی ترقی دیکھ کر سخت سے سخت تکلیفیں دینی شروع کردی تھیں۔ مگر صحابہ بوجہ اپنی قوت ایمانی کے تمام سختیوں کو برداشت کرتے تھے یہ دیکھکر ابوجہل وغیرہ اعدائے اہل اسلام نے سرداران اہل قریش کو جمع کرکے یہ عہد کیا کہ بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب اور بنی مناف سے ہر قسم کا لین دین بند کردیں۔ نہ اُن کے پاس کوئی بیٹھے اور نہ کلام کرے۔ نہ نکاح اُمیں سے کسی کا ہونے دیں۔ ہاں جب وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے سپرد کردیں تب یہ عہد ٹوٹے اور اس باہمی عہد کو کاغذ پر لکھ کر کعبہ شریف کی چھت میں لٹکا دیا۔ تین سال یہ عہد باقی رہا۔ اور حضور مع بعض صحابہ و بنی ہاشم شعب ابیطالب میں محصور رہے یکایک حضور سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا ابوطالب سے یہ کہا کہ جو عہد نامہ قریش نے کعبہ شریف میں لٹکا دیا ہے۔ دیمک نے تمام چاٹ کھا لیا ہے صرف جہاں اللہ کا نام تھا۔ وہ جگہ باقی رہ گئی ابوطالب قریش کے پاس گئے اور اُنسے کہا کہ میرے بھتیجے نے یہ غیب کی خبر دی ہے کہ اس عہدنامہ کو دیمک نے چاٹ لیا ہے اگر یہ خبر صحیح ہے تو ظلم سے باز آؤ۔ اور جو یہ خبر غلط ہے تو میں اپنے بھتیجے کو تمہارے سپرد کردونگا۔ قریش بولے ابوطالب نے انصاف کی بات کہی۔ پھر جمع ہوکر قریش نے عہدنامہ کے کاغذ کو کعبہ شریف کی چھت سے اُتارا۔ اور دیکھا۔ معلوم ہوا کہ دیمک نے اللہ کے نام پاک کے سوا اور تمام مضمون چاٹ لیا تھا۔ اور وہ صحیح نکلا جس کی خبر سردار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔ سخت نادم ہوئے اور پہاڑ کی گھاٹیوں میں آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم مع ہمراہیوں کے باہر تشریف لے آئے۔ اب حضور کی بعثت کو دس سال ہوگئے تھے۔ اسکے چھ ماہ بعد ابوطالب نے انتقال کیا۔ اور ان کے تین دن بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے وفات پائی۔ ابوطالب کے انتقال کرنے پر کھلم کھلا قریش نے حضور اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہیوں کو تکلیفیں دینی شروع کیں۔ اس عرصہ میں سردار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم طائف کو تشریف لے گئے۔ ہرچند طائف والوں کو توحید کی طرف بلایا مگر وہ انکار ہی سے پیش آئے۔ اور ہر قسم کی اذیت پہونچائی۔ حضور مایوس و مغموم ہوکر واپس ہوئے۔ اللہ کریم نے اس پر فرشتہ کو بھیجا کہ جسکے قبضہ میں پہاڑ دیے گئے ہیں۔ اُس نے حاضر ہوکر عرض کیا حضور حکم دیں تو اخشبین کو مکہ والوں پر گرادوں (مکہ ان دونوں پہاڑوں کے بیچ میں ہے) حضور نے فرمایا۔ میں نہیں چاہتا مجھے اللہ کریم سے امید ہے کہ مکہ والوں کی اولاد میں ایسے اشخاص پیدا کرے گا جو موحد ہونگے۔ شرک سے پاک رہینگے۔ اس سفر کی واپسی میں حضور رات کی نماز میں قرآن شریف پڑھ رہے تھے کہ جنات کے ایک گروہ نے سُنا اور مشرف باسلام ہوئے اور واپس جاکر اپنی قوم کو ہدایت کی اور مسلمان بنایا۔ پھر معراج شریف ہوئی۔ حضور مع جسم اطہر کے بیت المقدس پہونچے پھر درجہ بدرجہ ہمراہ حضرت جبرئیل علیہ السلام سے ملتے ہوئے سدرۃ المنتہیٰ تک پہونچے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام اس سے آگے نہ جاسکے مگر سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم عجائب وغرائب ملاحظہ فرماتے ہوئے مقام دنیٰ فتدلیٰ میں پہونچے۔ پھر بعثت سے تیرھویں سال خداوند متعال نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ وہاں دس سال قیام فرمایا۔ اور اس عرصۂ قلیل میں تمام جزیرۂ عرب کو کفر و شرک کی نجاست سے پاک کرکے چھوڑا۔ بروایت بعض مداایات ۲۷ غزوہ ہوئے۔ غزوہ وہ جنگ ہے جسمیں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم شریک ہوئے ہوں۔ اور (۴۷) سریہ ہوئے یعنی وہ جنگ جسمیں صحابہ کو کچھ مجاہدین پر سردار کرکے اعلاء کلمۃ اللہ کے واسطے بھیجا گیا۔ اسی عرصہ میں دس والیان ملک کو جنمیں قیصر و کسریٰ بھی ہیں۔ دعوت اسلام کے خطوط روانہ فرمائے۔ جنمیں سے بعض فوراً مشرف باسلام ہوگئے جیسے نجاشی حبش کا بادشاہ کہ توراۃ وانجیل کا عالم اور حضور سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری اور پیشین گوئی موجودۂ توراۃ وانجیل سے واقف تھا۔ اور قیصر روم اگرچہ دولت اسلام سے محروم رہا۔ مگر اس نے موافق پیشین گوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اقرار کرلیا کہ یہ سچے نبی ہیں۔ قوم نصاریٰ کی عداوت کے ڈر سے اپنا مذہب نہیں چھوڑ سکا اور محروم رہا۔

انہیں قلیل ایام میں جابجا قبائل اور سرداران قوم کی طرف سے وفود یعنی ایلچی اور سفیر آتے رہے اور دولت دیدار پر انوار سے مشرف ہوتے رہے۔ نعمت اسلام سے مالامال ہوکر واپس ہوتے رہے۔ اور اسلام پھیلاتے رہے۔ انہیں تھوڑے دنوں میں باوجود ان تمام موانع کے جو مشرکین اور اعداء دین کی طرف سے مسلسل پیش ہوتے رہے۔ دین اسلام کے احکام عبادات اور معاملات اس تفصیل کے ساتھ وقتاً فوقتاً بتلا دئے کہ آفرینش عالم اور وجود بنی آدم سے کوئی نبی اور ہادی نہیں بتا سکا۔ توحید رب مجید کا مفہوم ایسی سخت قوم کے دلوں میں جمایا کہ جن سے زیادہ سخت معاند توحید کا دنیا میں کوئی نہ تھا۔ علی الخصوص یہ امر قابل غور ہے کہ جس زمانہ میں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے تمام عرب پر حد سے زیادہ جہالت اور گمراہی کی تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ رسوم قبیحہ اور اوہام باطلہ کے پابند تھے۔ علوم عقلیہ اور نقلیہ کا تمام ملک میں نام تک نہ تھا بعض عرب دہریہ تھے۔ بعض قیامت کے منکر تھے۔ اور اکثر بت پرست تھے۔ کوئی پتھر پوجتا تھا۔ کوئی درخت کی پرستش کرتا تھا۔ ہرایک قبیلہ کے واسطے ایک

بت خاص ہوتا تھا - فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے - یہ چند باتیں ان کی جہالت اور گمراہی کے بطور نمونہ ذکر کی گئی ہیں - ورنہ ان کی جہالت کا بیان دفتروں میں نہیں سماتا - باوجودیکہ حضور رحمۃ للعٰلمین صلوٰۃ اللہ و سلامہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین - یقیناً تمام مورخین کے نزدیک امی محض تھے کسی سے تعلم اور تلمذ نہیں کیا تھا - اور نہ لکھنا پڑھنا سیکھا تھا مگر اس خطۂ عرب کے باشندوں کو جنکا حال بیان کیا گیا - اور اپنے خدام ذوی الاحترام صحابہ کو وہ تعلیم روحانی دی کہ معارف ربانی کے عارف اور اسرار فرقانی کے ماہر ہو گئے - خدا تعالےٰ کی ذات اور صفات اور پروردگار کی عظمت اور پاکیزگی پر قرآن وحدیث سے ایسے دلایل برجستہ اور براہین تو یہ بیان کرنے لگے کہ عقلاء زمان اور حکماء دوران ان کی قوت قدسیہ اور ذکاوت فطریہ کو دیکھ کر حیران رہ گئے - جو شخص دیدار پرانوار سے مشرف ہوا - اور جس کسی نے دولت ایمان سے سرفراز ہو کر کچھ وقت بھی شرف ملازمت حاصل کر لیا وہی عالم ربانی اور عارف یزدانی بنگیا - اسی واسطے حضور سردار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا - اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اھتدیتم ہر ایک کو نسبت خاصہ اور قوت قدسیہ مبدار فیاض سے عطا ہو گئی تمام کو اسلام اور احسان سے مالامال کر کے اور اس سچے دین کی ظاہری اور باطنی علوم سکھا کے پیر کے دن ماہ ربیع الاول ۱۱ھ میں تریسٹھ سال کی عمر مبارک میں حضور سردار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اخترت الرفیق الاعلیٰ فرماتے ہوئے اعلیٰ علیین قرب رب العالمین جا سدھارے مگر حضور سراپا نور رحمۃ اللعالمین اور حیاۃ النبی ہیں - قیامت تک حضور کی امت مرحومہ کو حضور سے وہی فیضان بواسطہ خواص علمائے کرام وصوفیائے عظام پہونچتا رہیگا - جو حضور کی ظاہری زندگی میں پہونچا - حضور نے فرمایا ہے حیاتی خیر لکم ومماتی خیر لکم میری زندگی اور موت دونوں تمہارے واسطے بہتر ہیں - ہر ایک پنجشنبہ کو اعمال امت حضور کے سامنے فرشتے پیش کرتے ہیں - اچھے اعمال سے خوش ہوتے ہیں - اور گنہگاروں کے واسطے مغفرت کی دعا فرماتے ہیں - حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسی تعلیم روحانی صحابہ کو دی ہے کہ اس کا سلسلہ تا قیام قیامت باقی رہے گا - اور وقتاً فوقتاً اولیا اور صلحا پیدا ہوتے رہینگے - اور امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کو ظاہری اور باطنی کے فیضان سے مالامال کرتے رہیں گے - کیا اچھا فرمایا حضرت امام وقت مخدوم علی ہجوری رحمۃ اللہ علیہ نے کشف المحجوب میں حق سبحانہ برہان نبوی باقی گردانیدہ است و اولیا را سبب اظہار آن کردہ تا پیوستہ آیات حق وحجت صدق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظاہر می باشند ومر ایشان را والیان عالم گردانید تا مجرد گشتہ اند راہ متابعت نفس در نوشتہ اند آسمان ؛ باران برکات اقدام ایشان آید و از زمین نبات از صفائی احوال ایشان روید انتہیٰ - اللّٰھم صلّ علیٰ سیّدنا ومولینا محمدٍ وعلیٰ آلِ سیّدنا ومولانا محمدٍ واصحاب سیّدنا ومولانا محمدٍ وذریّۃ سیّدنا ومولانا محمدٍ واتباع سیدنا ومولانا محمد وبارک وسلّم۔

# حُبّ رسولؐ کی برکت

(از مصور فطرت حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب)

سورج اپنی روشنی عبادت خانوں تک محدود نہیں رکھتا - شراب خانوں اور غلاظت کے انباروں پر بھی شعاعیں فیاضی سے ڈالتا ہے - چاند صرف پرہیزگاروں کے گھر میں اپنی سہانی چاندنی نہیں برساتا - آوارہ گنہگار بھی اس تقسیم نور کا حصہ لیتے ہیں - ہوا جب چلتی ہے نیک وبد کو یکساں فائدہ پہونچاتی ہے - پانی کے گھونٹ ہر گورے کالے اچھے برے - ادنےٰ اعلیٰ کے حلق کو سیراب کرتے ہیں -

جب فطرت کے یہ بڑے بڑے ہاتھ پاؤں مخلوق خدا سے مساوات کا برتاؤ کرتے ہیں - تو وہ دین فطرت کا پیام رساں - پیغمبر الہٰی کا حکیم اول کیونکر بخیلی کر سکتا ہے - وہ تو ہوا آگ پانی سورج چاند سے زیادہ خدا کے بندوں کا انفع ہے - اس کے دل میں توحید نے ساری کائنات سے بڑھ کر مخلوقات کی محبت پیدا کی ہے جب کوئی بدکار بندہ اپنے گناہوں کی ندامت میں آنسو بہاتا ہے اور پروردگار سے اسکے حبیب صلعم کا واسطہ دیکر معافی مانگتا ہے - تو صرف اس کی توبہ ہی قبول نہیں ہوتی بلکہ وہ سرکار رسالتمآب صلعم کا مقبول پیارا بنجاتا ہے - اس دربار میں یہ پوچھ نہیں ہوتی کہ یہ بندہ کس قوم کا ہے - کس ذات کا ہے - اور کیا چال چلن رکھتا ہے - یہانتک کہ اگر ساری عمر ناپاک جذبات کی غلامی میں گزری ہو - سے بد فرقہ میں پیدائش ہوئی ہو - اور خدا رسول کی نافرمانی میں ساری عمر بیت گئی ہو - مگر ایک دفعہ سچے دل سے توبہ کر لینا - اور سب گناہوں سے بیزار ہو کر خدا کے دروازہ پر جھک پڑنا اور آقائے نامدار محمد رسول اللہ صلعم کو وسیلہ قرار دیکر خدا کی طرف رجوع ہونا سب گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے - اور وہ ان تمام نعمتوں کا سزاوار بنجاتا ہے - جو نیکوں اور خدا کے مقبول بندوں کے لیئے مخصوص ہیں -

## مغل طوائف کی مثال

ثبوت میں ذیل کا ایک سچا تازہ واقعہ سننے کے قابل ہے جس سے حب رسول کی برکت اور محب کے نیک انجام کا حال معلوم ہو گا -

دہلی اور اطراف کے باشندوں نے نظیر جان طوائف کا حال سنا ہو گا اسکو غلام دستگیر نامی اسکے بھائی نے قتل کر دیا تھا - یہ قصہ اتنا مشہور ہوا کہ بعد میں لوگوں نے اس کا تماشہ بنالیا خلقت تھیٹر میں کھیل دیکھا کرتی ہے - اسی قاتل غلام دستگیر کی بیوی مغل جان نامی ایک عورت تھی جب غلام دستگیر کو پھانسی ہو گئی تو مغل نے مجبوراً حیا فروشی کا پیشہ اختیار کیا - چونکہ ان لوگوں میں بیویاں شریفوں کی طرح پردہ نشین ہوتی ہیں اور لڑکیاں ناموس فروش بنائی جاتی ہیں - اور مغل غلام دستگیر کی بیوی تھی اس لیے اسکی ابتدائی عمر نہایت عفت وعصمت میں گزر رہی تھی - مگر بعد میں جب گزر اوقات کی سبیل نہ رہی تو بدبخت عصمت کی تجارت پر آمادہ ہو گئی -

کہتے ہیں مغل کو خدا نے ہزار در ہزار میں ایک صورت کا بنایا تھا اسواسطے بہت جلدی سیہ کار آوارہ مزاج طبقہ میں اسکی شہرت ہو گئی۔ اور وہ اپنی جماعت میں ممتاز نظروں سے دیکھی جانے لگی۔

کمسنی کے زمانہ سے مغل کو اولیاء اللہ اور حضور رسول مقبول سے محبت تھی جب اسکی آوارگی کا وقت آیا تو وہ دنیا کے تمام عیبوں میں مبتلا ہو گئی۔ کثرت سے شراب پیتی تھی۔ کوکین کھاتی تھی۔ اور بدی کا کوئی حصہ اس نے باقی نہ رکھا تھا۔ اسپر بھی یہ عالم تھا کہ جب کوئی اس کے سامنے آنحضرت صلعم کا نام لیتا تھا تو وہ خوف سے کانپ جاتی تھی۔ اور ٹپ ٹپ آنسو اسکی آنکھوں سے گرنے لگتے تھے۔ اور ٹھنڈا سانس کھینچکر کہتی تھی کہ ہائے میں اتنے بڑے رسول کی امت ہوں۔ ہائے میں اس پیغمبر کا کلمہ پڑھتی ہوں۔ جو بڑے باحیا اور غیرت دار تھے۔ اور ایسے ذلیل بے غیرتی کے کام کرتی ہوں۔ قیامت کے دن کیونکر حضور کے سامنے جاؤنگی۔ اگر وہ یہ فرمائیں۔ کہ کیوں مُردار میری امت ہو کر تو نے آبرو ڈبو ڈالی۔ اور مجھ کو دوسرے نبیوں کے سامنے شرمندہ کیا۔ جا دور ہو۔ میرے سامنے سے ہٹ تیرا ناپاک چہرہ دیکھنا نہیں چاہتا تو میرا کیا حال ہوگا۔

یہ کہکر وہ اس قدر روتی تھی کہ بعض اوقات تو اسکو غش آجاتا تھا۔ لیکن پھر نفس اسکو سمجھاتا تھا اور کہتا کہ اگر تو یہ پیشہ نہ کرتی تو بھوکی مرجاتی۔ تیرے چہرے چھوٹے بھائی فاقہ کشی کرنے لگتے۔ تو ایسے بدنام فرقہ میں پیدا ہوئی ہے کہ کوئی بھلا آدمی تجھ سے نکاح نہ کرتا بدچلن بدمعاش لوگوں سے پالا پڑتا۔ جیسے اُنمیں سے کوئی نکاح کرتا تو ساری عمر کی دوزخ ہوجاتی۔ یہ لوگ کسی کے نہیں۔ دغا جفا ان کا شیوہ ہے۔

نفس کی اس فریب کاری سے اسکو تسلی ہو جاتی۔ اور پھر وہ اپنی ہوس رانیوں سے جی لگا لیتی۔

## برقع کا تیر

مغل جان کا بیان ہے کہ ایک دفعہ برسات کے موسم میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کا سالانہ عرس آیا۔ آسمان پر بادل جھوم جھوم کر چلے آتے تھے۔ میرے دل میں عرس کی شرکت اور موسمی سیر کی امنگ لہریں لے رہی تھی۔ کہ دہلی کے ایک مسلمان وکیل اور ایک پنجابی سوداگر میرے ہاں آئے۔ یہ دونوں دہلی تھے۔ اس لئے میں نے عرسوں کا شوق تو ظاہر نہ کیا۔ سیر کرنے کی خواہش کی۔ انہوں نے فوراً مجھ کو تیس روپے دئے کہ اسمیں کھانے سواری کا بندوبست کرلو ہم تمکو قطب صاحب میں رات کے وقت مل جائینگے۔ میں نے اُسیوقت نفیس کھانے پکوائے اور بگھی منگانے کو آدمی بھیجا۔ ابھی سامان ہو ہی رہا تھا۔ کہ بازار میں میری نگاہ ایک شاہ صاحب پر پڑی۔ جنکو میں نے کئی بار درگاہوں میں دیکھا تھا۔ اسوقت ان کو دیکھکر بے اختیار جی چاہا کہ یہ بھی میرے ساتھ قطب صاحب چلیں۔ [illegible] کرکے آدمی کو دوڑایا۔ جو بہت مشکل سے شاہ صاحب کو راضی کرکے کوٹھے پر لایا۔ شاہ صاحب اوپر آئے تو میں نے اپنا ارادہ ظاہر کیا۔ اور یہ بھی کہہ دیا کہ فلاں فلاں لوگوں نے مجھے خرچ دیا ہے۔ جس سے ان کا مطلب اپنی ذاتی ناجائز تفریح

شاہ صاحب کا چہرہ یہ سنکر سرخ ہو گیا۔ اور انہوں نے فرمایا۔ لعنت ہے اس قوم پر جو ایسے برگزیدہ مقامات میں جاکر ایسی شرمناک حرکتوں کا ارتکاب کرتے ہیں۔ ہندوستان کے دین کی قحط سالیاں اور وبائی بیماریاں انہی اعمال کی بدولت تو ہوتی ہیں۔ ارے بے غیرتوں اگر تم خدا کی زمین پر منہ کالا کرنے سے نہیں ڈرتے تو اس پاکیزہ مقام پر جاکر تو اپنی غلاظت نہ پھیلاؤ جہاں رحمت کے فرشتے پر بچھاتے ہیں۔

شاہ صاحب نے اس ہیبت سے فرمایا کہ میں لرز گئی۔ اور عرض کیا حضور میرے ہمراہ چلیں میں ان بدوضع لوگوں سے اس مقدس جگہ کچھ واسطہ نہ رکھونگی۔ بولے اس شرط سے ہمراہ چلتا ہوں کہ تو برقع اوڑھ کر چل۔ میں نے قبول کیا۔ اور درگاہ میں حاضر ہوئی۔ بازار میں ایک کمرہ کرایہ پر لیا۔ اور کھانا کھاکر برقع اوڑھ شاہ صاحب کے ہمراہ درگاہ میں آئی۔ شاہ صاحب نے روضہ کی جالی کے پاس پردہ نشین مستورات میں مجکو بھی بٹھا دیا جسوقت صدری کا جلوس اٹھا اور خلقت خلاف سر پر رکھے جالیوں کے پاس آئی۔ تو میرے برابر والی ایک برقع پوش عورت نے گردن جھکا کر میرے کان میں کہا کہ بوا اس جلوس میں بڑے بڑے ولیوں کی ارواح جمع ہونگی رہے نصیب اس کے جوان کے فیض سے کچھ حاصل کرے۔ میں نے کہا ولیوں کی ارواح دکھائی بھی دیتی ہیں۔ وہ عورت بولی۔ ہاں مگر فاحشہ عورتیں اس سے محروم رہتی ہیں۔ یہ سنکر میرا کلیجہ دھک دھک کرنے لگا۔ اور میں نے ان بی بی سے کہا آپ کون ہیں۔ اس کا انہوں نے جواب نہ دیا تو پھر میں نے پوچھا کہ آخر فاحشہ عورتوں کا گناہ کسی طرح معاف بھی ہو سکتا ہے اسپر وہ بولیں کوئی گناہ ایسا نہیں ہے جس کا علاج نہ ہو۔ توبہ اور سچے دل کی توبہ ہر گناہ کی تیر بہدف دوا ہے۔ اس دریا میں جو توبہ کرلے۔ دونوں جہان میں اسکی مشکل آسان ہوگی۔ میں نے اسی وقت دل کو خدا کی جانب رجوع کیا۔ اور اپنے گناہوں کی معافی چاہی۔ میں توبہ تو دل میں کر رہی تھی۔ مگر وہ برقع والی عورت آمین آمین کہتی جاتی تھی مجھے اس سے بہت تعجب ہوا۔ کہ اس کو میرے دل کا حال کیونکر معلوم ہو گیا۔ آخر میں اس عورت نے کہا مغل امتحان سے نہ گھبرا جانا ابھی منجدھار ہے۔

## خاک کی سیج

وہ دن گذر گئے مغل کہتی تھی کہ اس کے بعد پھر میری وہی حالت ہوگئی۔ شراب اور کوکین نے مجھ کو تباہ کردیا بار بار توبہ کرتی تھی۔ اور نفس اس کو قایم نہ رہنے دیتا تھا آخر مرض نے آن دبایا۔ جو کچھ زیور پاس تھا کچھ تو علاج میں خرچ ہوا کچھ اوپر والے لے اُڑے جب میں بالکل مفلس ہو گئی تو سب جاں نثاری کے دعوے دار کافور ہو گئے۔ اور مجھ پر مکھیاں بھنکنے لگیں۔ اسوقت مجکو برقع پوش عورت کی بات یاد آئی۔ کہ امتحان میں گھبرا نہ جانا۔ اس خیال سے مجھ کو بہت تسلی ہوئی۔ اور میں نے خدا کے سامنے آخری توبہ کرکے اپنے خرابات گھر کو سلام کیا۔ اور [illegible] حضرت خواجہ نظام الدین اولیا میں آئی۔ اور احاطہ درگاہ کے باہر ایک شکستہ مقبرہ میں اکیلی پڑ گئی۔ شام ہو گئی تھی اور مقبرہ میں عجب ہو کا عالم تھا میرے پاس بستر نہ تھا۔ میں نے پتھر سرہانے رکھا۔ اور خاک کی سیج [illegible] بچھا کر لیٹ گئی

خیال آیا میں وہی مغل جان ہوں۔ جو پھولوں میں سوتی تھی۔ میں وہی عورت ہوں جسکی دید کے لیئے ہزاروں آنکھیں بے قراری کا دعوے کرتی تہیں۔ میری بھی گھر پر ہروقت مشتاقوں کا ہجوم رہتا تھا۔ میں ہی تھی جو ایک سکنڈ کے لیئے اندھیرے میں نہ رہ سکتی تھی۔ آج میں اس ٹوٹے ہوئے مقبرہ میں پڑی ہوں۔ نہ بستر ہے۔ نہ چراغ ہے۔ نہ پھول ہے نہ عطر ہے اور نہ وہ جھوٹے آدمی ہیں جنکو میرے اوپر فدا ہوجانیکا دعویٰ تھا۔ میرے برے وقت میں کسی نے بھی ساتھ نہ دیا۔ دنیا میں کوئی کسی کا نہیں ہے۔ اپنی طاقت۔ اپنا روپیہ اپنا نیک عمل بڑی چیز ہے۔ باقی سب ہیچ ہے یہ خیال کر رہی تھی کہ ایک گیدڑ وہاں آگیا جسکو دیکھ کر میں ایسی ڈری کہ چیخ مارتے ہی بے ہوش ہو گئی۔

خواب تھا یا بیہوشی مگر عالم کی سیج پر میں بے خبری نے سب تکلیفوں کو بھلا دیا اور میں نے دیکھا کہ ایک نقاب پوش پری آسمان سے اتری اور کہا چل مغل تجھ کو جنت میں لیچلوں میں نے دونوں ہاتھ پھیلا دیے اور اس نے اپنی گود میں مجھ کو اٹھالیا اور اڑ گئی۔ آسمان کے اندر جا کر ایک عالیشان محل میں داخل ہوئی۔ وہاں تخت پر ایک بادشاہ بیٹھے تھے۔ ۔ ۔ مجھ کو دیکھ کر کھڑے ہوگئے اور فرمایا۔ آ۔ میں تیرا محمد ہوں۔ آ میں تجھ جیسے گنہگاروں اور بیکس لوگوں کا حمایتی ہوں تو نے اپنے اچھے وقت میں مجھ کو یاد رکھا۔ مجھسے ڈری۔ میری آبرو کو خیال میں لائی۔ لہذا آج تیرے برے وقت میں جبکہ کوئی تیرا مونس نہیں ہے۔ میں تیری غمخواری کروں گا۔ اور جنت کی سیج پر جگہ دلواؤں گا۔ میں حضرت کے قدموں پر گر پڑی۔ گرنا تھا کہ میری آنکھ کھل گئی۔ دیکھا تو وہی ڈراؤنا مقبرہ تھا۔ نہ کوئی آس تھا نہ پاس۔ صبح ہوئی درگاہ کے ایک فقیر نے کچھ کھانے کو لاکر دیا۔ مگر مجھکو کھایا نہ گیا۔ اسہال برابر ہو رہے تھے۔ اس بیچارے فقیر نے دو روز میری خدمت کی۔

یہ حال مغل جان نے اسی بیماری کے زمانہ میں بیان کیا تہا۔ اس کے بعد دہلی کا ایک شخص اسکو یہاں سے لیگیا۔ اور کسی باغ میں رکھا۔ جہاں تین روز کے بعد مغل جان مر گئی۔ اور دہلی باغ میں دفن ہوئی۔

مجھ سے ایک شاہ صاحب نے بیان کیا کہ میں نے ایک دن مغل کی قبر پر مراقبہ کر کے اس کے حال کو دیکھا تھا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ صرف حب رسول کی برکت سے خدا نے مغل کو بڑا درجہ دیا ہے ؎

# عید میلاد النبی صلعم

(جناب منشی تاج الدین صاحب تاج)

جلوہ افروز جہاں بادیٔ اسلام ہوئے ۔۔۔ آج بگڑے ہوؤں آراستہ سب کام ہوئے
پُرسے اکرام گنہگاروں پہ بھی عام ہوئے ۔۔۔ دور افسردہ دلوں سے غم و آلام ہوئے

آج پیدائش محبوب خدا کا دن ہے
شادمانی و مسرت و دعا کا دن ہے

عید میلاد کو کیوں کہتے ہو تم بار دعا ۔۔۔ کیا شہیدوں سے نہیں بڑھکے پیمبر کی حیات
تب اسی روز ہوئی جلوہ فگن آپکی ذات ۔۔۔ موجب عیش ہے تو لب پہ علیہ الصلوات

آج پیدائش محبوب خدا کا دن ہے
شادمانی و مسرت و دعا کا دن ہے

ہمنے مانا کہ اسی دن ہوا حضرت کا وصال ۔۔۔ پر ولادت بھی اسی دن ہوئی با حسن جمال
کیوں نہ پھر مد نظر رکھیں ولادت کا خیال ۔۔۔ آج جائز نہیں مسلم کے لیئے رنج و ملال

آج پیدائش محبوب خدا کا دن ہے
شادمانی و مسرت و دعا کا دن ہے

کس لیئے سوگ کریں آج خوشی کا ہے مقام ۔۔۔ جلوہ آرا ہے جہاں آج ہوا ماہ تمام
آج ہے حق میں ابولہب کے آتش بھی حرام ۔۔۔ بلکہ جنت کی بہو گئی ہے نسیم خوش کام

آج پیدائش محبوب خدا کا دن ہے
شادمانی و مسرت و دعا کا دن ہے

سارے عیدوں سے ہے بڑھکر یہ عجب عید نئی ۔۔۔ آسمانوں پہ ملائک بھی ہیں مصروف خوشی
سارے اسلامی ممالک میں ہے اک دھوم مچی ۔۔۔ ہر گلی آج مدینہ کی ہے دلہن سی بنی

آج پیدائش محبوب خدا کا دن ہے
شادمانی و مسرت و دعا کا دن ہے

ہمنے مانا کہ نہیں ہند میں اسلامی حکومت ۔۔۔ کیا دلوں پر بھی انہیں ہو گئی حاصل قدرت
کیا حکومت سے شادی ہو دل تشنۂ الفت ۔۔۔ عید میلاد کرو تم ہو نبیؐ کی امت

آج پیدائش محبوب خدا کا دن ہے
شادمانی و مسرت و دعا کا دن ہے

شاد ہوں آج نظر آئے ہر اک پیر و جواں ۔۔۔ ہوں مسرت کے ہر اک چہرہ سے آثار عیاں
صفت عید ہو ہاں رونق بازار جہاں ۔۔۔ اور مسلمانوں کے ہوں رشک چمن سارے مکاں

آج پیدائش محبوب خدا کا دن ہے
شادمانی و مسرت و دعا کا دن ہے

خالی از ذکر محمدؐ نہ کوئی محفل ہو ۔۔۔ ساتھ ہی زمزمہ صلِ علیٰ شامل ہو
آپ کی سیرت حسنیٰ سے سبق حاصل ہو ۔۔۔ تاج کے دل پہ نہ کیوں رحمت حق نازل ہو

آج پیدائش محبوب خدا کا دن ہے
شادمانی و مسرت و دعا کا دن ہے

(الداعی)

وہ یہ سب کچھ کرتا ہے۔ شہرت ہی در پردہ اس کی روح رواں بنی ہوئی ہے۔

ایک اہل قلم مصنف جس کے دماغی قویٰ اکثر و بیشتر کتب خانوں کی الماریوں میں مصروف کار رہتے ہیں، جو رات دن کتاب کا کیڑا بنا رہتا ہے، صرف اس واسطے کہ دنیا کے سامنے ایک نئی تصنیف پیش کرکے شہرت حاصل کرے، ایک مجلہ علمیہ وادبیہ کا ایڈیٹر اور اخلاقی و معاشرتی رسالہ کا مرتب، رسالہ کی ترتیب میں جان توڑ کوشش کرتا ہے، مضامین نگاروں کی خوشامد کرتا ہے، محض اس لیئے کہ حسن ترتیب پر لوگ اسکی عمدگیٔ مذاق کی داد دیں علمی و ادبی دنیا میں اسکی شہرت ہو۔

مضامین نگاروں کی دماغ سوزی، ان کا ہمیشہ تلاش مضمون میں رہنا، اچھوتی ترکیبوں کی تلاش میں اس درجہ جانکاہی و جانفشانی کرنا، صرف اس واسطے ہوتا ہے کہ مضمون نگاری میں شہرت حاصل کریں، رسالوں اور اخباروں کے ذریعہ شہرت ہو۔ ان کی علمیت کے معترف ہوں، سچ پوچھیئے تو سب سے زیادہ شہرت کے بھوکے یہی ہوتے ہیں۔

الغرض ہر شخص کے افعال و اعمال کا تجزیہ کیا جائے تو اس کی غرض و غایت شہرت ہوگی، یہ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ صرف پڑھے لکھے دولتمندوں، اور بڑے لوگوں ہی میں یہ خواہش ہوتی ہے، بلکہ کم و بیش ہر شخص میں، حتیٰ کہ ایک جاہل اجڈ گنوار میں بھی یہ جذبہ موجود ہوگا، یہ دوسری بات ہے کہ بعض کم ہمت، بزدل لوگوں میں کم ہوتا ہے، اور کون خواہشمند نہ ہوگا کہ دنیا میں مشہور ہو اس لیئے کہہ سکتے ہیں کہ یہ فطری خواہش ہے!

بعض حضرات فرمائینگے کہ انفرادی شہرت نہایت مذموم چیز ہے، اور اس کے خواہشمند کو ہرگز یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس کی خواہش جائز - اور فطری ہے"

میں کہونگا کہ دنیا میں جو یہ کشمکش ہے تو کیا سب بیکار ہے۔ اگر آپ کے مشورہ پر لوگ عمل کریں تو دنیا کے اکثر کاروبار چھوڑ دیں، خصوصاً وہ لوگ جو اپنے آپ کو سب سے زیادہ اعلیٰ و اشرف خیال کرتے ہیں، یعنی اہل قلم حضرات،

کیا کوئی مصنف یہ گوارہ کرے گا کہ اُس کی تصنیف کی شہرت ہو مگر اُس کے نام سے نہیں، کسی دوسرے کے نام سے، کیا کوئی مضمون نگار پسند کریگا کہ اس کے مضامین شایع ہوں، مگر اُس کے نام سے نہیں، کسی دوسرے کے نام سے، میں کہتا ہوں کہ مصنفوں، ایڈیٹروں، مضمون نگاروں کو شہرت کی اُمید نہ ہو، تو آپ خیال کرسکتے ہیں کہ وہ جو اتنی جانکاہی و دماغ سوزی اور عرق ریزی کرتے ہیں کبھی کرتے؟

میں نہیں سمجھتا کہ جو لوگ انفرادی شہرت کے مخالف ہیں، کیوں اپنے نام کے ساتھ جلی حروف میں، علامہ، مولانا، مولوی، سحر نگار، کے الفاظ دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔

شہرت کو ہم دو حصوں پر تقسیم کرسکتے ہیں، ایجابی اور سلبی، اور ایجابی کو نیکنامی اور سلبی کو بدنامی سے تعبیر کرسکتے ہیں،

جسطرح شہرت ایجابی شہرت ہے اسی طرح سلبی بھی، شہرت میں داخل ہے،

بقول ع بدنام اگر ہونگے تو کیا نام نہ ہوگا، چنگیز و ہلاکو وغیرہ کی شہرت اسپر دال ہے۔

شہرت ایجابی کی تعریف یہ ہے کہ انسان کسی اچھی صفت عمدہ خصلت سے منسوب ہو جیسے نوشیروان عادل تھا، حاتم طائی سخی تھا، سلبی اس کے برعکس مثلاً چنگیز ظالم تھا وغیرہ

ایجابی کو دو قسمیں ہیں حقیقی اور غیر حقیقی۔ ایجابی حقیقی شہرت یعنی ایسی صفت و کمال میں مشہور ہونا جو واقعی اسمیں ہو، مثلاً مولانا ابوالکلام صاحب آزاد طلاقت لسانی سحر بیانی مضمون آفرینی وجادو نگاری میں مشہور ہیں۔ مصور فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی اور مولانا سید ظہور احمد شاہ جہانپوری اپنے مخصوص رنگ میں یکتا ہیں۔ مصور غم علامہ راشد الخیری اپنی بیمثل انشا پردازی اور افسانہ نگاری میں جواب نہیں رکھتے۔ مولانا عبدالحلیم صاحب شرر عربی تاریخ دانی اور واقعات نگاری میں کمال رکھتے ہیں۔

ایجابی غیر حقیقی کے معنی یہ ہیں کہ ایسی بات شہرت پذیر موجود حقیقت نہ ہو جیسے عنقا، ہما، دیو، قہقہہ وغیرہا۔ یا جیسے اکثر حضرات دوسروں سے مضامین لکھا کے اپنے نام سے شایع کرتے ہیں، اس کی مثالیں آپ کو نسوانی اخبار اور رسالوں میں بہت ملیں گی، تحت مضمون میں لکھا ہوگا، قمر سلطانہ بنت خان محمد حسین خانصاحب، نجمہ بیگم، نواب جہاں صاحبہ بنت نامہ جناب عبدالواحد صاحب، عابدہ اشرف خاتون۔ مگر اصلیت ان کی بہت کم ہوتی ہے میرا خیال ہے ۸۰ فیصدی نہیں تو ۹۰ فیصدی مضامین بنت کے عوض والد اور بیگم صاحب کے بدلے نواب صاحب اور ہمشیرہ کے بدلے بھائی صاحب کے لکھے ہوتے ہیں، یا وہ سے زیادہ نقل کی جسارت ممکن ہے مگر یہ بھی بہت کم۔ شہرت کی ان قسموں میں صرف شہرت ایجابی حقیقی قابل مدح و ستائش ہے، اور یہ ہر شخص کا جائز قصد ہے، ہر آدمی اس کی تحصیل میں تمام جائز کوششیں کرسکتا ہے، ہاں دو قسمیں البتہ قابل ملامت ہیں خصوصاً ایجابی غیر حقیقی بہت مذموم اور قابل نفرین ہے میرے نزدیک بھی اس کی تحصیل میں کوشش کرنیوالا اتنا ہی مذموم ہے جتنا مخالفین انفرادی شہرت کے نزدیک بلکہ اس سے بھی زیادہ، یہی شہرت ہے جسکی مذمت اخلاقین کرتے ہیں۔

خود اس کے حاصل کرنیوالے کا ضمیر بھی نفرین کرتا ہے، بخلاف ایجابی حقیقی کہ اسکی تحصیل کی کوشش کرنیوالا بہت اپنے مقاصد میں کامیاب ہوتا ہے اسکی روح کو مسرت حاصل ہوتی ہے اور ضمیر اور آگے بڑھنے کو کہتا ہے یہانتک کہ بعض لوگ اسی شہرت سے بقاء دوام حاصل کرتے ہیں ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء،

شہرت ہی پر دنیا کا کاروبار ہے، تجارت کا دارومدار اسی پر ہے تو علم و ادب کا بھی، راجر کا چاقو آپ خوشی سے دو روپے میں خرید لیجئے لیکن ہندوستان کے عمدہ سے عمدہ بنے ہوئے چاقو جو کہ معیار میں اس سے کم نہ ہو آپ ہرگز اس کی نصف قیمت و وقعت سے بھی نہ لیں گے۔

اگر آپ دوست آئے مراد آباد کے برتن آپکو زیادہ مرغوب ہونگے بہ نسبت اُن امروہوں کے جو آپکو عمدہ عمدہ دہلی کے ملیں، ایک مریض اپنے شہر کے طبیب کے تجویز کئے ہوئے نسخے پر اتنا اعتماد نہ کریگا، جتنا حاجی حکیم اجمل خانصاحب کے لکھے ہوئے نسخے پر، چاہے وہ بعینہ سابق نسخہ کیوں نہ ہو، علامہ اقبال کے

معمولی طالب علم وقعت حاصل ہوگی، مگر ایک غیر مشہور شاعر کا بہترین کلام بھی وقعت کی نظروں سے نہیں دیکھا جائیگا۔ مثلاً لسان العصر حضرت اکبر الہ آبادی کے ظرافت آمیز کلام میں جو لطف و مزہ ملیگا، کسی دوسرے ظریف شاعر کے اشعار میں ممکن نہیں۔ جیسا تماشا کا ہی ایک بات کہتے ہیں، ہزاروں خبیر علماء ہزاروں مسئلے اور ہدایتیں بیدار کی باتیں اور اگر وہی بات [illegible] لکھے تو کیا آپ مان سکتے ہیں اچھے آدمی ہی تاب کریں گے۔ مصطفیٰ کمال پاشا سر اتنا [illegible] کہ خلیفہ کو معزول کردیں خلافت [illegible] اعتراض نہیں ہیں۔ لیکن ہندوستان کے مسلمانوں میں سے بعض مسلمان اگر یہ خلافت کے بعض اصولوں کے مخالف ہوں تو معلوم کتنے کفر کے فتوے لگ جائیں۔ [illegible] لیڈر ہو لیے اس وقت سے دنیا میں شہرت ہوتی ہے لوگ زبردستی اُن کے خیالات کو جو خالص ہندی و بنگالی ہیں [illegible] اپنا کر ردو دنیا [illegible] میں لاتے ہیں میں پانی بھرنے جاتی ہوں تو مٹی کا گھڑا پڑھتے ہیں مگر ناگوار نہیں ہوتا ہے۔ کیا آپ لوگ جانتے ہیں۔ کونسی چیز [illegible] کونسی شے ہے جس سے آپ عزت و وقعت کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ شہرت ہی ہے جس کی وجہ سے آپ مشہور لوگوں کی ادنیٰ چیز کی عزت کرنے پر مجبور ہیں، سچ ہے بڑے آدمیوں کی چیزیں بھی بڑی ہوتی ہیں۔ بڑے ہونے کے معنی کیا یہ ہیں کہ [illegible] بلند ہو، نہیں بڑائی صرف شہرت ہے۔

ایک انگریز نے ایک مشہور و معروف آدمی کی قلمدان کو جس میں کوئی صفائی نہ تھی ہزاروں روپیہ دیکر خرید لیا۔ آخر اس نے کس بات کی قیمت دی محض شہرت کی۔ اگر آپ بلند بننا چاہتے ہیں اور کچھ کرنیکے خواستگار ہیں تو حقیقی شہرت حاصل کیجئے۔ اور ہر ممکن طریقہ سے اس کی تحصیل میں کوشش کیجئے، جس کے معنی یہ ہیں کہ آپ کمال پیدا کیجئے۔ اور یاد رکھیئے کہ سمندر اپنے دامن میں ہزاروں موتی ایسے چھپائے ہوئے ہے، جن کی آب و تاب آنکھوں کو خیرہ کرسکتی ہے اور ان میں سے ایک کی قیمت دنیا کے موجودہ موتیوں کے مجموعی قیمت تک پہونچ سکتی ہے، مگر کون جانتا ہے۔ دنیا کی نظروں سے پوشیدہ ہیں، ہزاروں ہیرے کو کوہ نور سے اتنی ہی نسبت ہے جتنی کہ [illegible] ہو سکتی ہے۔ مگر چونکہ وہ ریت کے پردہ میں پوشیدہ ہیں اس لیئے ایک ذرہ [illegible] قیمت نہیں رکھتے۔ اگر خدا نے تم کو اس قابل بنایا ہے تو شہرت حاصل کرو۔ گمنامی کی تاریکی سے نکلو اور اس دنیا میں آفتاب شہرت بن کر چمکو۔ [illegible] کرنوں سے اپنی نورپاشی کو عام کرو [illegible] تاکہ حقیقی شہرت اس کا نام ہے۔



# رسائل کی روح

## اللہ سبحانہ کی محبت

حدیث شریف میں آیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا لَا يَطْعَمُ أَحَدُكُمْ طَعْمَ الْإِيمَانِ حَتَّى يُحِبَّ فِي اللَّهِ وَيُبْغِضَ فِي اللَّهِ حَتَّى يُحِبَّ فِي اللَّهِ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ وَيُبْغِضَ فِي اللَّهِ أَقْرَبَ النَّاسِ إِلَيْهِ۔ تم میں کا کوئی شخص ایمان کا ذائقہ اسوقت تک نہیں پاتا جب تک کہ اسکی محبت اور دشمنی اللہ سبحانہ کے لیئے نہ ہو۔ قرابت کے اعتبار سے اگر کوئی بہت نزدیک ہے لیکن وہ ایماندار نہیں ہے تو اس کو مبغوض جانے اور اگر کوئی قرابت میں دور ہو لیکن ایماندار ہو تو اسکو محبوب جانے۔

## حُبِ نبی

اللہ پاک نے فرمایا ہے اے نبی کریم! آپ فرما دیجئے کہ اگر تمہارے ماں باپ۔ بیٹا بیٹی۔ بھائی بند۔ بی بی [illegible] کنبہ والے۔ اور مال و متاع جو تم نے حاصل کیا ہے اور تجارت جسکے خراب ہونے کا اندیشہ ہو یہ سب چیزیں تمہیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہوں تو اللہ کے حکم آنے کا انتظار کرو۔ بدکار لوگوں کو اللہ سبحانہ راہ راست نہیں دکھاتا۔

## عموماً محبت چار چیزوں سے ہوتی ہے

جاننا چاہیئے کہ [illegible] سبحانہ اور اس کے رسولؐ کی محبت سے پھیرنے والی جتنی چیزیں ہوسکتی ہیں وہ چار قسموں میں منقسم ہیں

۱۔ قرابتداروں کی دوستی اور ابنائے جنس کا میل جول۔ آیہ کریمہ میں الفاظ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ کا اشارہ قرابتداروں کی طرف ہے۔ اور عَشِيرَتُكُمْ سے وہ لوگ مراد ہیں جو معاشرت میں شریک ہیں یعنی ابنائے جنس۔

۲۔ مال مکسوبہ کہ وہ اپنی محنت اور کمائی کا ہونے کی وجہ سے نفس اسکی جدائی کو نہیں چاہتا۔ اور دل پر اسکی محبت غالب رہتی ہے۔ اسیوجہ سے اس کی طرف دل ہمیشہ مائل رہتا ہے۔ أَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا میں اسی طرف اشارہ ہے۔

۳۔ تجارت وغیرہ کے ذریعہ مال حاصل کرنے کا شوق۔ یہ خیال ہی جب انگیز ہوتا ہے تو انسان کو کسی کی محبت و الفت کا کوئی لحاظ نہیں ہوتا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا کا اشارہ اسی جانب ہے۔

۴۔ مکانات جہاں انسان کی بود و باش اور اسکی کمائی کی حفاظت ہوتی ہے یہ انسان کی کمائی کی آخری غایت ہے کہ وہ اپنی کمائی کو ایک جائداد کی شکل میں رکھنا چاہتا ہے تاکہ دوسرے اموال و امتعہ پر اگر کوئی آفت آبھی جائے تو یہ

محفوظ رہے اور رہنے بسنے کے لیئے کوئی جگہ باقی۔ ہے یہی مراد ہے ارشاد باری تعالے عز اسمہ میں مَسٰکِنُ تَرۡضَوۡنَهَآ سے یہ چار چیزیں ہیں جو انسان کو حق تعالے اور اس کے حبیب پاک کی محبت سے روک سکتی ہیں۔ اس مضمون کو اللہ سبحانہ نے ایک ہی آیت کریمہ میں ترتیب کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ سبحانہٗ ما اعظم شانہٗ۔

## محبوب کی یاد بھی علامت محبت ہے

محبت کی ایک علامت اپنے محبوب کی یاد میں رہنا ہے۔

دیلمی نے مسند الفردوس میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا سے روایت لی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَنۡ اَحَبَّ شَيۡئًا اَكۡثَرَ مِنۡ ذِكۡرِهٖ۔ جو شخص کسی چیز کو محبوب جانتا ہے تو اسکو زیادہ یاد کرتا ہے۔ اس سے مطلب یہ ہے کہ ہر حال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپکے اسوۂ حسنہ کو پیش نظر رکھے آپ کی ہدایات اور تعلیمات سے غافل نہ ہو۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھتا رہے۔

## درود شریف کے مختصر احکام

تمام عمر میں ایک بار درود شریف پڑھنا فرض ہے اور صلوا علیہ کے موقع پر واجب اور نماز میں اور جب کبھی نام مبارک سُنے تو درود شریف کا پڑھنا مسنون ہے۔ بشرطیکہ وہ مقام پلیدی یا نجاست کا نہ ہو۔ حمام نہ ہو۔ درود شریف پڑھنے والا جنابت کی حالت میں نہ ہو۔ ناک صاف کرنے یا کلی کرنیکے وقت نہ پڑھے۔ درود شریف کے فضائل اور اس کے احکام و آداب بہت تفصیل کے محتاج ہیں۔ اسی طرح احیاء سنت یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی طریقہ کسی جگہ جاری نہ ہو تو اسکو جاری کرنے کی جو فضیلت ہے اور آپ کی کسی سنت کو مٹانے یا مٹتے ہوئے دیکھ کر خاموش رہنے کی جو وعید ہے اُس کی تفصیل بھی بہت ہے اس کے لیئے بھی مفصل مضمون چاہیئے۔ الغرض درود شریف ہمارے لیئے ایک بڑی نعمت ہے۔ (وعظ)

## موجودہ تعلیم

پچاس سال کے تجربہ کے بعد یہ ثابت ہو چکا کہ ہماری لڑکوں میں جو اعلی تعلیم یافتہ سمجھے جاتے ہیں وہ بھی اعلی تعلیم یافتہ نہیں ہوتے اور علم کے کسی شعبہ سے ان کی طبیعت کو مدد نہیں ملتی۔ (جی ایس ارنڈل ایم۔ اے)

## ایک عمیق النظر کی رائے

ہمارے ملک میں جو کچھ بھی اسوقت تعلیم دیجاتی ہے وہ بجز جہالت کا نتیجہ ہے۔ تعلیم انسان کو زندگی بخشتی ہے۔ آسائش و آرام کے ذریعہ بہم پہنچاتی ہے لیکن ہندوستان کی تعلیم کا باوا آدم ہی نرالا ہے، ہندوستان کے پڑھے لکھے مزدوروں اور قلیوں سے زیادہ تہی دست دیکھے جاتے ہیں۔ ان کی حالت قابل رحم، دیکھنے میں آتی ہے، گھر کا کام کاج کرنے کی انہیں طاقت نہیں، بوجھ اٹھاتے ہوئے ان کی کمر ٹوٹنے لگتی ہے، بجز ملازمت اور کوئی ذریعہ آمدنی کا ان کے پاس نہیں ہوتا کیا ایسی تعلیم تعلیم کہلانے کے مستحق ہے ہرگز نہیں۔ اسپر طرفہ یہ ہے کہ ان واقعات کی موجودگی میں پھر بھی رٹ لگائی جاتی ہے کہ "تعلیم حاصل کرو تعلیم حاصل کرو" چند آدمی اٹھتے ہیں تعلیم تعلیم کا شور مچا کر اسکول یا کالج کھڑا کر دیتے ہیں غریبوں کو سبز باغ دکھلا کر محنت کا کمایا ہوا روپیہ برباد کر کے لڑکوں کو غلامی کا طوق پہناتے ہیں، سر توڑ کوشش کر کے سمجھ لیتے ہیں کہ ہم نے میدان مار لیا، ہر ایک فرقہ اسی دھن میں ہے کہ ملک میں تعلیم کا ہونا ہی اور تمام ملک کا تعلیم یافتہ ہونا ہی برکات کا موجب ہوگا، موجودہ سسٹم صحت ناقص و ردی ہے اندھا دھند ایک دوسرے کے پیچھے چلے جا رہے ہیں۔"

## موجودہ تعلیم کی خامیاں

"چاروں طرف خوست و دغا بازی، اخلاق میں کمزور، مروت سے ناواقف، دور اندیشی سے کوتاہ، ہمت میں بزدل، خلوص میں ناکارہ، ہمدردی رائی گفتن، صلح صفائی کا نام نہیں، کوئی خاندان جھگڑے فسادات سے خالی نہیں، ہر خرمن میں آگ لگی ہوئی ہے، ہر فرد اسمیں جل رہا ہے، اتفاق آشتی صحیح صفائی تعلیم تہذیب، سمجھ بوجھ، دور اندیشی نام کو بھی نہیں، یہ امر قابل غور ہے کہ جدید تعلیم نے کس حد تک مستقل مزاج، دور اندیش، سوسائٹی کے لیئے مفید، سمجھ اور تدبر میں ثقہ ایثار کرنے والے اشخاص کا معاوضہ ہم پہونچایا ہے" خواجہ غلام الثقلین مرحوم مشہور مصلح تمدن کی رائے ہے "ہم کو اپنے صیغۂ تعلیم میں بہت سی ترمیم و اصلاح کی ضرورت محسوس ہوتی ہے اور جب ہم آکسفورڈ اور کیمرج یونیورسٹیوں کے نصاب اور طرز تعلیم پر نظر ڈالتے ہیں تو ہندوستانی یونیورسٹیوں کے نصاب کا بار اتنا گراں معلوم ہوتا ہے جس کے اٹھانے کو شیخ سعدیؒ کا چارپایہ درکار ہے ہماری یونیورسٹیوں کے بعض مضامین غیر ضروری اور تضییع اوقات کا باعث ہیں دیسی زبانوں کا طرز تعلیم نہایت خام و ناتمام ہے دیسی زبانوں کے نصاب اگر ایک طرف فہم و درایت کی گرفت سے خارج ہیں تو دوسری طرف ایسے نصابوں کی طوالت و ضخامت پر باوقات معینہ وہ بالاستیعاب عبور نہیں کر سکتے، بلکہ بمشکل تمام کچل کچل کر نگل لیتے ہیں جو ان کو کبھی ہضم نہیں ہوتے ہماری رائے میں اس داروئے تلخ کو خوشگوار بنانے کی سخت ضرورت ہے" مسٹر کوپر افسر سررشتہ تعلیم بنگال کا خیال ہے کہ "جو تعلیم ہمارے مدارس میں دیجاتی ہے اسمیں مذہب کے بالکلیہ اخراج نے لڑکوں میں سے اُسکے روایتی ادب و احترام کو نیست و نابود کر دیا ہے جو اب تک والدین کا کیا جاتا تھا" (کانفرنس گزٹ)

## صاف ہوا

زیادہ تر انسان کی زندگی کا دارومدار صاف ہوا پر ہے اگر ایک منٹ کے لیئے بھی صاف ہوا نہ ملے تو کشتئ حیات موت اور زیست کے طوفان میں نظر آنے لگتی ہے۔ انسان کے لیئے غذا سے زیادہ صاف ہوا کی ضرورت ہے۔ صاف ہوا حاصل کرنے کے لیئے ان ہدایات پر عمل کیجئے۔

(۱) کسی بند کمرے میں اوّل تو ٹھہرنا اور سونا نہ چاہیئے اور ٹھہرنے کا اتفاق پڑے تو بہت تھوڑی دیر ٹھہرنا چاہیئے (۲) مساجد یا جلسہ گاہیں، مدارس، تھیٹر وغیرہ ایسے مقامات جہاں عموماً کثیر تعداد میں لوگ جمع ہوتے رہتے ہیں

نہایت وسیع اور ہوادار ہونے ضروری ہیں (۳) رہنے سہنے کے مکانات میں خصوصاً جبکہ اُنمیں ہوا کی آمد و رفت کے واسطے کھڑکیاں اور ہوادان وغیرہ کافی نہ ہوں زیادہ آگ اور چراغ نہ جلائے جاویں (۴) جہاں تک ہو سکے تنگ تاریک گلی کوچوں اور مکانات میں رہائش ترک کر دیں (۵) ایسی ہوا سے جس میں گرد غبار ہو، دھواں ہو، تعفن، دھاتی ذرات اُڑ رہے ہوں اپنے آپ کو محفوظ رکھا جاوے (۶) مویشیوں اور پرندوں کبوتر وغیرہ اور چھوٹے جانوروں بلی، کتا، بندر وغیرہ بھی مکان میں نہ رکھے جاویں کیونکہ ان کو بھی ہماری طرح صاف ہوا کی ضرورت ہوتی ہے۔ (۷) ایسے مکانات کے اندر اور چھتوں پر بھی رہائش نہ کرنا چاہیئے جہاں مویشی رہنے کا انتظام ہو (۸) اپنے مکان کو ترکاریوں اور میووں کے چھلکوں اور ہر قسم کی غلاظت اور کوڑے کرکٹ وغیرہ سے صاف پاک رکھنا لازمی ہے (۹) مریضوں کے کمرے کو زیادہ پاک و صاف اور کھلا رکھنا چاہیئے چونکہ بیماریوں کے باعث ہوا زیادہ کثیف ہو جاتی ہے۔ اور بیماروں کو تندرستوں کی نسبت زیادہ پاک، صاف ہوا کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور صاف ہوا کا اثر بیماروں پر تندرستوں کی بہ نسبت زیادہ ہوتا ہے کیونکہ ان کی قوت مدافعت کمزور ہو چکی ہوتی ہے (۱۰) کسی کمرے کے فرش اور دیواروں پر تھوکنا سخت ممنوع ہے کیونکہ ایسا کرنے سے مواد خشک ہو جانے کے بعد اس کے جراثیم ہوا میں شامل ہو کر بذریعہ تنفس شش اور جوف میں جاکر ہزاروں قسم کے متعدی امراض اور امراض آلات تنفس کا باعث ہو جاتے ہیں (۱۱) حتی المقدور ایسے پیشوں سے احتیاب کریں جن کے طفیل معدنی ذرات ہوا سے مل کر بیماریوں کا سبب بنتے ہیں مثلاً [illegible] اور رولنگ اور آئینے کا کام وغیرہ (۱۲) سوتے وقت منہ کو کپڑے سے ڈھانپ کر نہ سونا چاہیئے اور کمرے کے تمام دروازے اور کھڑکیاں بند نہ کر دینی چاہئیں یہ خیال غلط ہے کہ سردیوں میں منہ کھول کر سونے سے زکام ہو جاتا ہے بلکہ بند کر کے سونے سے ایسا ہوتا ہے۔ بعض لوگوں کو منہ ڈھانپ کر سونے کی ایسی پختہ عادت ہوتی ہے کہ وہ گرمیوں میں بھی اسی عمل پیرا ہوتے ہیں اور اُن کو اسکے بغیر نیند نہیں آتی اُن کو کوشش کر کے یہ بدعادت ترک کر دینا چاہیئے۔

(۱۳) ہمیشہ سانس بذریعہ ناک لینا چاہیئے خصوصاً جبکہ ریاضت کیجا رہی ہو کیونکہ ناک کے ذریعہ سے ہوا آلائشوں اور آمیزشوں سے پاک صاف اور معتدل الکیفیت ہو کر شش میں پہونچتی ہے (۱۴) ریاضت اور مشقت کے ذریعہ سے صاف ہوا کثیر مقدار میں جذب کرنی چاہیئے (۱۵) چونکہ اوپر کی ہوا نسبتاً زیادہ صاف ہوتی ہے لہذا بالائی منزلوں پر رہائش اختیار کرنی چاہیئے (۱۶) رات کے وقت نہ باغوں کی سیر کرنی چاہیئے اور نہ ایسی جگہوں میں سونا مناسب ہے جہاں درخت ہوں کیونکہ درخت رات کو آکسیجن جذب کرتے اور کاربانک ایسڈ چھوڑتے ہیں (۱۷) چونکہ ہوا قدرتی طور پر دھوپ سے صاف ہوتی رہتی ہے لہذا رہائشی مکان میں اس امر کا لحاظ رکھا جاوے کہ دھوپ اور روشنی اندر جا سکے اور ہوا کی آمد و رفت کا انتظام کافی ہو۔ ورنہ جس مکان میں روشنی نہیں آئیگی بیماری ضرور آئیگی۔

(۱۸) بعض لوگ ایسا کرتے ہیں کہ کمرہ بند کر کے اندر جلتا ہوا چراغ چھوڑ کر یا کوئلوں کی انگیٹھی جلا کر سو جاتے ہیں اس سے سخت ترین خطرناک امور کا اندیشہ ہے اور بعض ایسے بند کرنے والے ہمیشہ کی نیند سو جاتے ہیں ایسا ہرگز نہیں کرنا چاہیئے۔ (مشیر الاطباء)

## عبرت

میں نے آبشار کو دیکھا۔ کہ پانی کی دھاریں پتھروں پر زور زور سے ٹکراتی ہوئی گر رہی تھیں۔ اور گرتے وقت سب دھاریں ایک دوسرے سے ایسی مل جاتی تھیں۔ کہ آنکھ ایک دھار کو دوسری دھار سے الگ نہ دیکھ سکتی تھی۔ میں نے ان پانی کی دھاروں سے پوچھا "کہ تمہارے پاس انسانوں کے لیئے کیا پیغام ہے؟" انہوں نے کہا "برادری کے عدم زوال ہے۔ اور پستی کی مصیبتیں ہمیں اتحاد کا درس دیتی ہیں اور سستی اور حق کی غفلت ہی ہمیں پستی کی جانب کھینچ لاتی ہے۔"

پھر میں نے ان پتھروں سے پوچھا کہ تمہارے پاس انسان کے لئے کیا پیغام ہے۔ انہوں نے کہا "ثابت قدم کا۔ تجھے اپنے عزم اور ارادوں میں ہماری مثل ثابت قدم رہ کر مصائب و آلام کے خوف سے لرزہ براندام نہ ہونا چاہیئے۔"

---

میں نے دیکھا کہ دریا میں سیلاب آیا۔ اور بہت سے دیہات دریا برد ہو گئے۔ کئی جانیں تلف ہوئیں۔ ہری بھری کھیتیاں سرسبز مرغزار نذر آب ہو گئے۔ اور آگے بڑھ کر دیکھا کہ غیر آباد زمینیں آباد ہو گئیں غریب کسانوں کے تن مردہ میں جان آگئی بنجر اور خشک زمینوں پر سبزہ بیگانہ کا فرش بچھ گیا۔ خود رو پھولوں سے کائنات کا ہر ذرہ چمک اٹھا۔ میں نے سیلاب سے پوچھا۔ تیری وہ موجیں جو شمال کی طرف بڑھیں ہلاکت اور تباہی کا سامان ساتھ بہتی گئیں۔ اور جو جنوب کی سمت جھکیں وہ سرسبزی اور طراوت کا تحفہ ہمراہ لائیں۔ آخر یہ کیوں؟

اس نے کہا "مایوس دلوں کے لیے آیۂ رحمت اور غفلت پرستوں کے لئے درس عبرت ہوں۔ آسمان کی رحمتیں اسی طرح تقسیم ہوتی ہیں۔" (رہنمائے تعلیم)

## بجلی سے محفوظ رہنا

(۱) کسی کھمبے اور بلند درخت کے نیچے کھڑے نہ ہو۔ بلکہ ہٹ جاؤ (۲) کسی کھلے میدان میں یا ٹیلے پر کھڑے نہ رہو۔ بلکہ بیٹھ جاؤ (۳) کارخانوں پر ستونوں کی چمنی کے نزدیک نہ ٹھہرو۔ (۴) بجلی کی تاروں کو نہ چھوؤ۔ بلکہ ان کا سلسلہ منقطع کر دو (۵) مویشیوں کو کسی درخت کے نیچے یا تار کے جنگلے کے قریب جمع نہ ہونے دو (۶) پناہ کے لیئے کسی ایسے مکان میں نہ جاؤ جس کی چھت دھات کی مثلاً جستی یا آہنی چادروں کی ہو۔ اور پائپ لکڑی کے ہوں (۷) اگر تمہارا مکان قرب و جوار کے دوسرے مکانات سے الگ اور اونچا ہو۔ تو اُس پر حفاظتی سلاخ لگا دو جس کا ایک سرا مندروں کے کلس کی مانند اونچا ہو۔ اور دوسرا سرا زمین کے اندر تک چلا جائے (۸) اگر تمہارا مکان شہر کے اندر دوسرے مکانوں میں ہے۔ تو بےخوف رہو تم محفوظ ہو۔ (المست)

# معلومات

## ہوا کس چیز سے مرکب ہے

تقریباً سوا سو برس قبل کسی کو معلوم ہی نہیں تھا کہ ہوا کے اجزا کیا ہیں ۱۷۷۵ء میں ایک مشہور فرانسیسی حکیم لوازیر نے ہوا کے اجزا دریافت کئے۔ ہوا بہت سے اجزا کا مرکب ہے جن میں سے دو سب سے بڑے اجزا آکسیجن اور نائٹروجن ہیں یعنی ہوا کے حجم کا تقریباً پانچواں حصہ آکسیجن ہے اور ($\frac{4}{5}$) نائٹروجن ہے۔ ان کے علاوہ ہوا میں دوسرے ہوائی مواد بھی شامل ہیں یعنی کاربونک ایسڈ، آبی بخارات اور امونیا (جوہر نوشادر) مگر یہ بہت کم مقدار میں پائے جاتے ہیں۔

آکسیجن پر تمام جانداروں کی زندگی کا دارومدار ہے۔ اگر قدرت ہوا کو ایک منٹ کے لیئے اس نعمت سے محروم کر دے تو ہم اسی وقت جسم آرام یعنی موت کی صورت میں تبدیل ہو جائیں۔ نائٹروجن اگرچہ حیوانی زندگی میں آکسیجن کی طرح معاون نہیں ہے مگر پھر بھی یہ انتہا مفید ہے کیونکہ جب نائٹروجن آکسیجن کے ساتھ ملتا ہے تو وہ آکسیجن کو بے انتہا صاف اور ہلکا مادہ بنا دیتا ہے جس سے کہ تنفس میں بڑی آسانی پیدا ہوتی ہے۔ ہمارے ہر سانس کے ساتھ ہمارے پھیپھڑوں میں آکسیجن داخل ہوتا ہے اور جس وقت ہم ہوا کو سانس کے ذریعہ سے تازہ ہوا لیتے کے بعد خارج کرتے ہیں تو ہمارے پھیپھڑوں کی ہوا کاربونک ایسڈ بن جاتی ہے۔ اگر کاربونک ایسڈ زیادہ مقدار میں ہوا میں شامل ہو جائے تو ہوا نہایت ہلاک اور زہریلی ہو جاتی ہے۔ اسی سبب سے ایک ایسا مختصر کمرہ جس میں بہت سے آدمیوں کا مجمع ہوتا ہے تندرستی کے لئے بیحد مضر ہے چونکہ اس کمرہ میں بیٹھنے والوں سے نکل نکل کر کاربونک ایسڈ بہت زیادہ مقدار میں جمع ہو جاتا ہے جو کہ زہر سے کسی صورت میں کم نہیں۔ انسان اسوقت تک زندہ نہیں رہ سکتا جب تک کہ وہ پھیپھڑوں سے کاربونک ایسڈ خارج کرتا رہے اور اس کے بجائے سانس لینے کے لئے اسکو آکسیجن کافی مقدار میں نہ ملتا رہے۔

لیکن کاربونک ایسڈ بھی بیکار نہیں ہے جس طرح حیوانی زندگی کے لیئے آکسیجن ضروری ہے اسی طرح نباتات کے لیئے کاربونک ایسڈ زندگی بخش ہے اور نباتات اسی کے ذریعہ سے پھولتے پھلتے ہیں۔

درختوں کی پتیوں میں باریک باریک مسامات ہوتے ہیں یہ پتیاں ان مسامات کے ذریعے سے درختوں میں کاربونک ایسڈ کو جذب کر لیتی ہیں اور اس کے بجائے آکسیجن خارج کر دیتی ہیں۔ اسطرح درختوں کی خارج شدہ ہوا حیوانی زندگی کے لیئے مفید ہے اور حیوانوں کے پھیپھڑوں سے نکلی ہوئی کثیف ہوا سے نباتات زندگی پاتے ہیں۔ پہاڑوں اور شاداب مقامات کی ہوا جو اسقدر صحت بخش مانی جاتی ہے اس کا بڑا سبب یہی ہے۔

## آندھی کیوں آتی ہے

یہ تو ظاہر ہے کہ ہوا کو کبھی قرار نہیں ہمیشہ ادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر حرکت میں رہتی ہے۔ ہوا کی حالت بالکل پانی جیسی ہے اگر کسی دریا یا کسی تالاب میں سے ایک لوٹا پانی نکال لیا جائے تو فوراً ہی ادھر ادھر کا پانی دوڑ کر اس جگہ کو پُر کر لیتا ہے۔ یہی حالت ہوا کی ہے اگر کسی جگہ ہوا کی مقدار کم ہو جاتی ہے تو اس پاس کی ہوا آن کی آن میں دوڑ کر اس جگہ کو پُر کر دیتی ہے اور اسی سبب سے ہوا چلتی ہے۔

اب یہ سوال درپیش ہے کہ آندھی کس طرح پیدا ہوتی ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا جب کسی میدان میں ایسی حالت میں آگ روشن کی جائے کہ ہوا بالکل بند ہوتی ہے تو ہوا کے شعلے نہایت تیزی کے ساتھ آسمان کی طرف اٹھتے ہیں اور دھواں نہایت تیزی کے ساتھ بلند ہوتا ہے اور اوپر اٹھ کر چاروں طرف پھیل جاتا ہے۔ یہ شعلے اوپر کی سمت کیوں اٹھے اور یہ دھواں نہایت تیزی سے ساتھ اوپر اٹھ کر کیوں پھیلا۔ اس کا سبب یہ ہے کہ ہوا ہمیشہ گرمی پا کر ہلکی ہو جاتی ہے اور جب وہ ہلکی ہو جاتی ہے تو اوپر کی سمت نہایت تیزی کے ساتھ اٹھ جاتی ہے۔ آگ کی گرمی سے ہوا گرم ہوئی اور گرم ہو کر اوپر کی سمت اٹھ گئی اور آس پاس کی ہوا اس جگہ کو پُر کرنے کے لیئے نہایت تیزی کے ساتھ بڑھی۔ یہی وجہ ہے کہ شعلے ... بعض وقت جس جگہ آگ روشن کی جاتی ہے اس کے آس پاس کے تنکے تک ہوا میں اڑنے لگتے ہیں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ آس پاس کی سرد ہوا جب تیزی کے ساتھ ہلکی اور گرم ہوا کی جگہ کو پُر کرنے کے لیئے نہایت تیزی کے ساتھ بڑھتی ہے تو خس و خاشاک بھی حرکت میں آ جاتے ہیں۔

اسی طرح جب زمین کی گرمی سے ہوا کی ایک بڑی تعداد گرم ہو کر اوپر کی سمت اٹھ جاتی ہے تو چاروں طرف سے سرد ہوا اس جگہ کو پُر کرنے کے لیئے بڑھتی ہے اور چونکہ گرم ہوا کی ایک بڑی تعداد اوپر کی سمت اٹھ گئی ہے اس لیئے سرد ہوا کی بھی ایک بڑی مقدار اس جگہ کو پُر کرنے کے لیئے بڑھنی چاہیئے اس لیئے جب ہوا کی ایک بڑی تعداد اس جگہ کو پُر کرنے کے لیئے اپنی پوری طاقت کیساتھ بڑھتی ہے تو یہ آندھی کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ اور بعض اوقات اس قدر تیزی کے ساتھ بڑھتی ہے کہ بڑے بڑے گنجان درختوں کی صفائی ہو جاتی ہے۔

## پکھراج کی بازیافت

قصبہ بلما دولا میں جو جزیرہ سیلون کے صدر مقام کولمبو سے ۵۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے پکھراج اتنی کثرت کے ایک دہقان کے چھوٹے سے کھیت میں سے نکالے گئے کہ آجتک اتنی بڑی بازیافت سیلون میں اب تک نہیں ہوئی تھی۔ زرد، سنہری، لال، آسمانی غرضکہ یہ پکھراج ہر ایک رنگ کے ہیں ان کا وزن ۲۰ قیراط سے لیکر ۷۰۰ قیراط تک ہے بعض پکھراج ۲۰ تولہ وزنی ۵۰ ہزار روپیہ کی ملکیت کا ہے۔ مالکان کھیت کی قسمت کھل گئی وہ پانچ چھ لاکھ روپے کے پکھراج اب تک نقد قیمت لیکر بیچ چکے ہیں اور باقی پکھراجوں کی فروخت کے لیئے گفتگو ہو رہی ہے کولمبو کے سوداگران جواہرات تو شاید ان سب پکھراجوں کو نہ خرید سکیں اس لیئے کہ ان کے پاس پہلے ہی سے بہت اعلیٰ جواہرات موجود ہیں۔

### کم سرمایہ والوں کیلئے

# وسائلِ معاش

## مرغیوں کی تجارت

ہندوستان کی آبادی دن بدن بڑھتی جارہی ہے اور جوں جوں یہ آبادی ترقی کررہی ہے فکر معاش بھی بڑھتی چلی جاتی ہے۔ ہر شخص معاش کی تلاش میں سرگرداں نظر آتا ہے۔ آج سے چند سال پہلے ہندوستانی ملازمت کو دنیا کی سب سے بڑی عزت خیال کرتے تھے مگر موجودہ زمانہ میں ہزار ہا روپیہ خرچ کرنے کے بعد اعلیٰ تعلیم حاصل کرکے نوجوان ملازمت کی امید میں کالج چھوڑتے ہیں مگر صاحب کے بنگلے کے چکر۔ ہیڈ کلارکوں کی خوشامد ان کے جذبات کو پامال کردیتی ہے۔ اور وہ ناامید ہو کر مصیبت کی زندگی کو اس ذلت کے مقابلے میں گوارہ کرلیتے ہیں کاش ان کو یہ بھی معلوم ہوتا کہ ملازمت کے علاوہ معاش کی ایک بہتر راہ تجارت بھی ہے۔ تجارت دنیا کی سب سے بڑی عزت ہے خواہ وہ چھوٹی سے چھوٹی ہو یا بڑی سے بڑی۔ اب تجارت کے لیئے سب سے بڑا سوال سرمایہ کا ہے میرے خیال میں سو روپیہ کے سرمایہ سے ہر شخص تجارت شروع کرسکتا ہے رسالہ دین و دنیا میں اب تک صدہا وسائل معاش درج ہوچکے ہیں اور سیکڑوں زندگی سے بیزار ہستیاں ان ہی کی بدولت عیش و آرام کی زندگی بسر کررہی ہیں اس مرتبہ بھی مرغیوں کی تجارت کے ذریعہ سے روپیہ پیدا کرنے کا ایک کامیاب طریقہ درج رسالہ کیا جاتا ہے۔

سب سے پہلے آپ ایک بنجر زمین کا ٹکڑہ کرایہ پر لیجئے جس میں باسانی ایک ہزار سے لیکر پانچ ہزار تک مرغیاں پالی جاسکیں۔ اس زمین کے چاروں طرف ایک بانس کا کٹہرہ بنایئے جو کہ بلی کتے وغیرہ کے حملہ سے محفوظ رکھنے کے لیئے کافی مضبوط ہو۔ اس احاطہ میں مرغیوں کے لیئے بہت سے ڈربے بنوا دیجئے تاکہ وہ سردیوں میں رات کی سردی سے اور گرمیوں میں دن کی دھوپ سے محفوظ رہ سکیں اس انتظام کے بعد آس پاس کے قصبوں میں مرغیوں اور مرغوں کے خریدنے کیلئے جایئے۔ قصبات میں انڈے دینے والی مرغیاں بارہ آنہ کو اور مرغے ایک روپیہ کو بکثرت مل سکتے ہیں۔ اس تجارت میں کسی صورت میں بھی سو فیصدی سے کم کا نفع نہیں ہے۔ چونکہ سو مرغیوں اور بیس مرغوں کی خرید میں یہ رقم صرف ہوگی۔

| | روپیہ | آنہ | پائی |
|---|---|---|---|
| ۱۰۰ مرغیاں ۱۲ فی عدد کے حساب سے | ۷۵ | ۰ | ۰ |
| ۲۰ مرغے عہ فی عدد کے حساب سے | ۲۰ | ۰ | ۰ |
| متفرق خرچ | ۵ | ۰ | ۰ |
| میزان | ۱۰۰ | ۰ | ۰ |

اس کے بعد جب انڈے کافی تعداد میں جمع ہوجائیں تو جو مرغی کڑک ہوتی جائے اسکو فوراً انڈوں پر بٹھا دیجئے اور اس اوسط سے ہر مرغی کے نیچے انڈے رکھیئے کہ کم از کم دس بچے ضرور نکل آئیں اس طرح سو مرغیوں کے نیچے ایک ہزار بچے نکل سکتے ہیں۔ یہ بچے چھ مہینہ میں اچھی خاصی مرغیاں بن جائینگے۔ اس طرح مالک کے پاس چھ مہینہ میں ۱۱۲۰ مرغیاں ہونگی۔

چھ ماہ کا مکمل حساب ذیل میں ملاحظہ فرمایئے۔

| | |
|---|---|
| مرغیوں کے لیئے جو زمین لی گئی تھی دس روپیہ ماہوار کے حساب سے اسکا کرایہ | ۶۰—۰—۰ |
| کٹہرے اور ڈربوں پر جو لاگت آئی | ۴۰—۰—۰ |
| مرغیوں اور مرغوں کی خرید میں جو رقم صرف ہوئی | ۱۰۰—۰—۰ |
| دانہ وغیرہ جو چھ ماہ میں صرف ہوگا | ۳۰—۰—۰ |
| میزان | ۲۳۰—۰—۰ |

اب اگر مرغیوں کا مالک ان میں سے ہزار مرغیاں فروخت کرنا چاہتا ہے تو ۸ر کے حساب سے بآسانی فروخت کرسکتا ہے۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ اس نے ایک ہزار مرغیاں پانچسو روپے کو فروخت کیں۔ اس آمدنی میں سے دو سو تیس روپے جو خرچ ہوئے ہیں وہ نکال دیجئے تو ۲۷۰ روپے کا خالص نفع ہوا۔ یعنی ۴۵ روپئے ماہوار ایک قصبہ میں بیٹھ کر نہایت اطمینان کے ساتھ کمالیئے جو کہ ایک گریجوئٹ کی ابتدائی تنخواہ سے کسی صورت میں کم نہیں ہے۔

زیادہ بہتر یہ ہے کہ ان مرغیوں کو کم تعداد میں فروخت کیا جائے تاکہ مندرجبالا طریقہ پر ان سے بھی بچے حاصل کیئے جاسکیں اس طرح بہت تھوڑے زمانہ میں دوگنی تگنی آمدنی ہوسکتی ہے ایک سال کے بعد اتنی کافی تعداد میں مرغیاں ہوجائیں گی کہ مالک کو ایجنٹوں کی ضرورت محسوس ہونے لگیگی اور وہ محسوس کریگا کہ اسپر چاندی کا مینہ برس رہا ہے۔

## انڈوں کو محفوظ رکھنے کا طریقہ

جب اس قدر زیادہ تعداد میں مرغیاں ہوجائیں گی تو یہ یقینی بات ہے کہ انڈے اس قدر ہونگے کہ ان کی نکاسی کے لیئے معقول انتظام کرنا ہوگا۔ بعض اوقات چند مجبوریوں کی وجہ سے انڈوں کی فروخت میں دیر ہوجاتی ہے اور وہ بگڑ جاتے ہیں ایسی صورت میں انڈوں کو محفوظ رکھا جائے جس کی کہ نہایت بہتر تدبیر یہ ہے کہ "پیرافن" کو سیال صورت میں انڈوں پر مل دیا جائے جب وہ خشک ہوجائیں تو انڈے بحفاظت رکھدیئے جائیں مدت تک خراب نہیں ہونگے۔ ایک پونڈ "پیرافین" ڈیڑھ ہزار انڈوں کے لیئے کافی ہے۔

## سالہا سال تک انڈے محفوظ رہیں

اگر آپ چاہتے ہیں کہ انڈے عرصہ تک کام دیں۔ تو کیمیکل اصول کے مطابق انکو رکھیئے۔ اسکا طریقہ یہ ہے کہ ایک حصہ موم اور دو حصے خالص سرسوں کا تیل لیجئے۔ موم کو پگھلا کر نیم گرم تیل میں ملا لیجئے۔ اس کے بعد ایک ایک انڈا ڈبو کر باریک پسے ہوئے کوئلہ کی تہہ پر رکھدیجئے اور اوپر کے رُخ بھی پسا ہوا کوئلہ کی تہہ لگا دیجئے تاکہ انڈے بالکل پوشیدہ ہوجائیں۔

# سوالات

## طبی

(۹۳) ایک تیس سالہ عمر کی عورت کو عرصہ دو سال سے درد سر کی شکایت ہے نیز پر سر رکھنے سے یا زیادہ مطالعہ کرنے سے درد اپنی پوری قوت کے ساتھ اٹھ کر بیکس کر دیتا ہے بیس سال کی عمر سے بال سفید ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ دانتوں کی جڑوں میں بھی بے انتہا درد ہوتا ہے۔ کوئی صاحب مہربانی فرما کر نسخہ تجویز فرمائیں۔ ($\frac{۲۵}{...}$)

(۹۴) چہرہ اور سینہ پر سرخ رنگ کی پھنسیاں بکثرت نکلتی ہیں یہ مرض دو سال سے ہے اسوقت عمر قریب ۲۲ سال کے ہے کوئی صاحب مجرب علاج تحریر فرمائیں۔ (غلام رسول)

(۹۵) وضو کرتے وقت مسوڑے رہانے سے خون نکلنے لگتا ہے۔ کیا کوئی ایسا نسخہ ہے جو اس کے لیے بھی مفید ہو ($\frac{۲۰۲}{...}$)

(۹۶) میری اہلیہ ۶ ماہ سے بعارضہ اختلاج قلب مبتلا ہیں۔ کوئی صاحب سہل اور زود اثر نسخہ تحریر فرما کر ممنون فرمائیں۔ (سید افسر علی)

(۹۷) گرمیوں میں پیروں کو بکثرت پسینہ آتا ہے۔ یہاں تک کہ تمام انگلیاں ایک دوسرے سے چپک جاتی ہیں۔ انگلیوں کے جدا کرنے میں بیحد تکلیف ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ کھال بھی پھٹ جاتی ہے مجرب نسخہ درکار ہے۔

(خریدار)

(۹۸) ذرا سی حرکت سے اختلاج القلب پیدا ہو جاتا ہے۔ کان ہر وقت گونجتے رہتے ہیں۔ ہر قسم کا علاج کر لیا مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ کوئی صاحب نسخہ تحریر فرمائیں (محمد حیات شریف میسور)

(۹۹) میری دادی اماں کو سات سال سے دمہ کی شکایت ہے۔ اس مرض کا دورہ چند روز کامل رہتا ہے جسمیں ان کو بے انتہا تکلیف ہوتی ہے۔ یونانی۔ ڈاکٹری۔ مصری معالجہ کے بعد بھی بدستور ہے۔ مجرب و مفید علاج مطلوب ہے (اسد)

(۱۰۰) چار سال سے ڈاڑھ میں درد ہے ڈاکٹری دوا سے عارضی فائدہ ہوتا ہے۔ مجرب نسخہ درکار ہے۔ ($\frac{۱۴۸}{ن}$)

## صنعتی

(۱۰۱) صنعت و تجارت کے متعلق انگریزی رسائل اور کتب کا پتہ مطلوب ہے۔ (خریدار)

(۱۰۱) پریس کی سیاہی بنانے کی ترکیب مطلوب ہے۔ (خریدار)

## متفرق

(۱۰۲) مقروض ہوں بیمار ہوں کیا کوئی مجرب عمل ان مصائب سے چھٹکارے کے لیے کوئی صاحب بتائیں گے (سرفراز حسین)

(۱۰۳) کسی صاحب کو جناب قبلہ پیرو مرشد حضرت شاہ صاحب وارثی کا شجرہ معلوم ہو تو تحریر فرمائیں۔ ناچیز۔ تا بیجا نیور۔ ردولی شریف کے ... خصوصیت کے ساتھ توجہ فرمائیں۔ (محمد رضی الدین)

(۱۰۴) دین و دنیا کے مندرجہ ذیل پرچوں کی ضرورت ہے۔ جن صاحب کے پاس موجود ہوں اصل قیمت پر روانہ کر دیں۔

جلد دوم نمبر ۱ - ۲ - ۱۲ - جلد سوم نمبر ۱ - ۲ - ۴ - ۶ - ۷ - ۸

(محمد حیات شریف میسور)

(۱۰۵) ہر قسم کے مصنوعی مال ارزاں قیمت پر کہاں سے مل سکتے ہیں کوئی صاحب مفصل پتہ لکھیں۔ ($\frac{۲۹۱}{الف}$)

# جوابات

(۵۸) دیوان وطن آٹھ سال سے طبع نہیں ہوتا اس کا ملنا دشوار ہے۔ سفر وطن میرے ایک دوست کے پاس ہے اس کا یہی حشر ہوا۔ (خریدار)

(۵۱) درد سر کے لیے سونٹھ گھس کر لیپ کیجیے پندرہ منٹ میں آرام ہو جائیگا (عبدالعزیز شاد)

(۵۲) حیض والی عورت کے واسطے غسل لازم ہے اور ایسی حالت میں کھانا پاک ہے۔ (صدیق)

(۵۳) ذیابیطس کے لیے مجرب نسخہ ہے۔ انشاء اللہ فائدہ ہوگا۔ سیماب ۲ تولہ قلعی خالص - ۲ تولہ - بابچی گجراتی - ۲ تولہ - دانہ الائچی خورد ۲ تولہ - جنس ایچن آسمانی ۲ تولہ - مردا سنگ ۶ ماشہ - اول قلعی کو اور سیماب کو کرچھے میں ڈالکر گلائیں جب سرخ ہو جائے تو ٹھنڈا کر کے کھرل کرنا شروع کریں پھر ملہ بریاں بدستور تمام اجزا کے شمولیت کے بعد کھرل کریں - مردا سنگ عرق کیوڑہ میں حل کرنے کے بعد داخل کیے جائیں۔ تین چار روز برابر کھرل کرتے رہیں جب سفوف سرمہ کی طرح باریک ہو جائے اس کو حفاظت سے رکھیں۔ اول تین روز بوقت صبح ایک ماشہ پھر تین روز ڈیڑھ ماشہ اس کے بعد تین دن ۲ ماشہ اسیطرح ہر تیسرے دن ایک ماشہ کا اضافہ کرتے جائیں۔ چالیس روز برابر کھائیں۔ دانتوں کو دوا سے بچائیں اور دوا کے کھانے کے بعد پاؤ سیر بکری کے دودھ کی چھاچھ پینی چاہیئے۔ گرم۔ شیریں اشیا سے پرہیز چاول سے بھی پرہیز رکھیں۔

(حکیم عزیز الدین احمد خریدار $\frac{۳۰۰}{...}$)

# انشائے لطیف

## لیڈی مرچ

(از مصور فطرت مولانا حضرت خواجہ حسن نظامی)

نہ گوری - نہ کالی - بلکہ لال - جب مس تھیں تو رنگ سبز تھا - لیڈی بنیں تو لال جوڑا پہن لیا - سل پر پستی ہیں تب بھی لال - آگ پر بھنتی ہیں تو بھی سُرخ رکابی میں دسترخوان پر آتی ہیں اسوقت بھی ان کی لالی نہیں جاتی - چھوٹے قد کی ہوں یا بڑے قامت کی - تیزی اور سرخی کا وہی عالم - بلکہ چھوٹے قد والی تیا مرچ مشہور ہے - ان کی آبرو دیکھ کر اچھے اچھے منہ میں پانی بھر آتا ہے - اور بڑے بڑے بھاری بھرکم متحمل مزاج لوگوں سے سی سی کرادیتی ہیں -

ان کے صاحب کا نام گھی ہے - گھی کے بغیر ان کی شوخی دور نہیں ہوتی اپنے صاحب سے ہم آغوش ہوکر سالن کا تار شمار کہلاتی ہیں - نوالے کا روپ انہی کے دم سے ہے - جب وہ شوربہ میں غوطہ مارتا ہے تو یہ اپنا پسا ہوا بدن نوالہ کے جسم پر مل دیتی ہیں - اور سنسنم رنگریز کا لغرا لگاتی ہیں - نوالہ لال ہوکر باہر آتا ہے - منہ میں جاتا ہے - معدہ میں پہونچتا ہے - اور خدا جانے کتنے کتنے تغیرات اس کو پیش آتے ہیں مگر لیڈی مرچ کی شان میں کہیں بٹہ نہیں لگتا - وہ آخر دم تک اپنی تیزی اور جھلجھلاہٹ دکھاتی رہتی ہیں -

کالی مرچ کو لیڈی کہنا ہرگز جائز نہیں - وہ تو دوتین ہے - یعنے مادہ اور لال مرچ لیڈی - یعنے شریف عورت - کیونکہ آجکل زمانہ میں لال نگ گراں ہے - اور گرانی کے زمانہ میں ہر سرخی قابل عزت ہے - کالی مرچ گول سٹول - نہ سر - نہ پاؤں - نہ ادہر - نہ اُدہر - لال مرچ نوکیلی - چھبیلی - تاجدار - دم دار - آخری صفت کی قدر تمام ہیئت وال جانتے ہیں - کہ سب ستاروں میں دم دار تارہ بڑی عزت رکھتا ہے - ڈارون صاحب نے تو آدمی کی بھی دم ثابت کی ہے - جو اشرف المخلوقات ہے - تو لال مرچ کا مرتبہ کالی مرچ سے بڑا کیوں نہو - کالی مرچ دم سے محروم اور لال مرچ اس نعمت سے مالامال - یہی وجہ ہے کہ میری بیلے لال مرچ کو چاہتی اور اسکو لیڈی مرچ کہتی ہیں۔

## آنکھ

(از جناب نامی گوہ سوار صاحب نظامی)

کہنے کو بادام کی شکل، یا ایک صدف جس میں دُر آبدار، مگر بڑی گرانمایہ شے اور انمول چیز ہے، یہ وہ دوربین و خوردبین ہے، جسے صانع حقیقی نے اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے، ایک ہی تل میں ساری کائنات کی سمائی کی، واہ رے فیاضی، اُف رے حکمت، یہ کوئی آئینہ کا ٹکڑا نہیں جسکو بدگرید کر نزدیک و دور کے لیئے چشمہ (یعنے عینک) بنایا جائے، فلسفی اسی نقطۂ نظر پر نازاں، حکیم اسی تل کا شیدا، غرض جتنے بھی کارفرمائے تمدن و معاشرت ہیں وہ سب اسی پر فخر کرتے ہیں -

### سیاح کی آنکھ؟

قابل قدر ضرور ہوتی ہے وہ اپنی آنکھ سے کیا کچھ نہیں دیکھتا، عبرت خیز مناظر، وحشت انگیز واقعات، کہیں کی دلچسپ عمارات، کسی جگہ جانفزا سیرگاہیں ان تمام حالات کی دیکھ بھال سے اُسکی آنکھ فی الحقیقت مصور کا کیمرہ یا تصویروں کا البم ہوجاتی ہے -

### جاسوس کی آنکھ؟

بھی نہایت ہی غضب کی آنکھ ہوتی ہے، یہ اپنی کن انکھیوں سے کہاں کہاں کی خبریں حاصل کرتا ہے، کس کسکا راز مخفی ڈائری میں لکھ لیتا ہے، برسوں کے چھپے، اور دنوں کے دبے ہوئے واقعات کا منٹوں میں انکشاف کرتا ہے،

### شاعر کی آنکھ؟

دلمیں ہوتی ہے گو وہ بھی ظاہری آنکھ سے دیکھتا بھالتا ہے، لیکن پچھلی رات میں آنکھیں بند کئے اندھوں کی طرح مضمون ٹٹولتا اور سرگرداں ہے، فی کل واد یھیمون رہتا ہے، اِس سیر سپاٹے میں جو کچھ ہاتھ آجاتا ہے اُسے اپنا ہی مال سمجھ لیتا ہے، اور بے دریغ اڑائے جاتا ہے، اِس کی آنکھ ان اور آنکھوں کی صف میں نہیں آسکتی۔

### فلسفی کی آنکھ؟

ہر چیز کی ماہیت میں سرگرداں رہتی ہے - اپنے نزدیک و دور کی ہر ایک شے کا بغور ملاحظہ کرتا ہے، ہمیشہ اس کی آنکھ ہر چیز کی اصلیت و وجہ خاصیت پر غور و فکر کرتی رہتی ہے، لیکن اِس کی عقل کی ایک آنکھ کانی ہوتی ہے، اِس لیئے بیچارہ خالق الاشیاء کا قائل نہیں ہوتا، بلکہ صاف کھلے پکارے کہے جاتا ہے، کہ ہر چیز کا مادہ بنتا اور بگڑتا ہے، دریا کو مد و جزر لازمی بات ہے، فطرت کے معقولات میں نیچر کو اختیار نہیں کہ اُسے ذرا بھی تبدیل کرسکے یہ ہمارا فلسفی یک آنکھ والا مغربی معلوم ہوتا ہے، جو شاید دجّال کا ہمزلف ہے، ایک آنکھ وہ بھی ہوتی ہے جو؟

### صیاد کی آنکھ؟

کہلاتی ہے - اِس کے حصے میں یہ آنکھ کیا آئی ہے کہ وہ برابر میلوں گولی چلاتا اور کئی کئی فرسنگ پر ہرن و شکاری پرندوں کو ہدف نشانہ اندازی کرتا ہے، کتنی اچھی آنکھ پاتا ہے

کو ذرا سی بات میں پربت کی چوٹی سے رائی سے اُڑا دیا کرتی ہے۔ یہ جولانیٔ نظر۔

موٴرخ کی آنکھ ؟

بھی تو ہوتی ہے، جو دائم اچھے اور بُرے حالات کا بیغبی طور پر دیکھتی رہتی ہے۔ تحقیق و تدقیق میں ہرگز غلطی نہیں کھاتی، اسی واسطے کہا جاتا ہے ہر موٴرخ کو مبصر ہونا لازم ہے:۔

بیدرد آنکھ ؟

بعض وہ آنکھیں بھی تو ہوا کرتی ہیں، جو یتیم و بیکس کی حالت خستگی، محتاجی کی زاری پر نہیں لرزتیں۔ بیکس کی آہ و بکا، بیداد کی فریاد کو سنکر بھی خاموش ہو جاتی ہیں۔

ہمدرد آنکھ ؟

کچھ رحم و کرم کی آنکھیں بھی ہوتی ہیں، یہ اوروں کی مصیبت و تکلیف کو بہت ہمدردی سے دیکھتی اور روتی ہیں۔ رونے والی آنکھ خدا کو پسند ہوتی ہے، اُس کا ایک ایک قطرۂ اشک دُرِ شاہوار کی قدر و قیمت رکھتا ہے، خدا ایسی آنکھوں کو ہمیشہ جیتی جاگتی رکھے۔

معشوق کی آنکھ ؟

اب ذرا بزم عشاق میں چلیں یا اُس آل انڈیا عشاق کانفرنس میں چلئے جہاں آنکھوں کی گرم بازاری قابل دید ہے، کوئی چتون کا شہید، کوئی نگاہِ نیم کش کا گھائل، کوئی دزدیدہ نظری کا شکار۔ کوئی شوخیٔ چشم پر بسمل ہو چکا ہے، کسی کے دل کے ٹکڑے اس چشم فتاں کے سیخ مژگاں پر کباب بنے ہوئے ہیں، کہیں آنکھوں آنکھوں ہی میں پیام و سلام جاری ہیں۔ کبھی اظہار نفرت دکھاتے اقرار وصل ہوتا ہے۔ یہی آنکھ فسوں گری میں سحر و سامری کو نیچا دکھاتی ہے۔ مجنوں انہیں آنکھوں کا کشتہ تھا، فرہاد اسی آنکھ کی یاد میں پہاڑ سے جوئے شیر لایا، غرض جسقدر عشاق گزرے اور آئندہ گزرینگے وہ سب اسی چشم فتنہ گر کے مقتول و فدائی ہونگے، یوں تو ہزاروں آنکھیں ہیں کس کس کا تذکرہ کیجئے۔ لیکن اسمیں ایک،

عارف کی آنکھ ؟

بھی ہوتی ہے، جو بیحد ممتاز و حقیقت نگر ہے، اسی کو چشم خدا بین کہتے ہیں ایسی آنکھیں سب کے حصے میں نہیں آتی ہیں، اور ان آنکھوں کا تعلق باطنی آنکھوں سے ہوتا ہے، نظر باطن سے یہ لوگ جس چیز کی طرف نگاہ دوڑائیں گے وہاں ہلا ہی کے ہی جلوے نظر آئینگے، ایسی پیاری آنکھیں بایزیدؒ، منصورؒ، شبلیؒ، جنیدؒ، بلالؓ۔ ابوبکرؓ، عثمانؓ، عمرؓ، علیؓ، یا حسن بصریؒ۔ رابعہؒ ہی لاسکتے تھے ایک

عین الیقین

اور بھی ہے، اس آنکھ کی کس منہ سے تعریف کیجئے جسپر مسلمانان عالم کی نگاہیں نہایت سودایانہ جاتی اور طواف کرنے لگتی ہیں ؎

طرفہ مضمون ہے میری پیش نظر ہوا آگاہ — منظر چشم نبیؐ پر بھی ذرا کیجئے نگاہ،
ایسی نرگس کہیں دیکھی ہو تو بادام سہا — چشم بد دور عجب آنکھ ہے ماشاء اللہ

اللہ اللہ کیسی آنکھوں کے وصف لکھنے کا مجھے موقع ملا ہے، کیا میں اپنی آنکھوں کو آتش عشق سے جلا کر عقیدت و ایمان کی کھرل میں حل کروں اور چند قطرے حوض کوثر کے ڈالکر روشنائی بنالوں پھر موئے مژہ کا قلم بنا کر وصف و ثنائے عیوان احمدؐ پاک لکھوں۔ یہ وہ مبارک آنکھیں ہیں، جو ہمیشہ نجات و بخشش اُمت کے لئے تر رہا کرتی تھیں، یہ وہ آنکھیں ہیں جو امیر و فقیر، موسائی، عیسائی، یہود و ترب سب کے ساتھ یکساں منصفانہ برتاؤ کیا کرتی تھیں۔ یہ وہ پیاری آنکھیں ہیں جو دوست و دشمن سے یکساں سلوک کیا کرتی تھیں۔ جہلائے عرب کے سینوں سے توہمات و تقیدات باطل کے مٹادینے میں اسی باریک بین چشم مصلح نے برق اثری دکھائی۔ قربان جاؤں اُن آنکھوں کے جو حجلۂ لامکاں میں معراج کی رات سرمۂ مازاغ البصر وماطغیٰ پہن لیا تھا، ان آنکھوں کا صدقہ اے مسلمانوں اپنی آنکھوں کو پاک و صاف رکھو، کل اپنی آنکھوں سے دربار حشر میں جانا ہوگا جب آنکھیں چار ہونگی پھر تو ساری قلعی کھل کے رہیگی۔ وہی آنکھ اچھی جو اکل حلال کی تلاش میں نگراں ہو، وہی نظر اچھی ہے جو سب کے ساتھ رحم و عنایت سے پیش آئے وہی نگاہ نیک ہے جو نیک و بد، حرام و حلال کا امتیاز کرے، وہی چشم مبارک ہیں جو ذکر الٰہی میں مخمور و سرشار اور عشق نبیؐ میں ہمیشہ اشکبار و سینہ فگار رہیں، بس حُسن چنے نگاہوں کو جھکاؤ، پتلیوں سے نقاب ہٹاؤ دیکھو تمہارے سامنے خدائے قدوس جلوہ افروز ہے لو بس سجدے میں چلا "سبحان ربی الاعلیٰ" ؎

ہر کہ چشماں دل ببیں جز دوست
ہر چہ بینی بدانکہ مظہر اوست

---

# لوہے کی حکومت

(از شوکت علی فہمی ـ ایڈیٹر)

دُنیا آزادی کے لیئے چیخ رہی ہے - ہر شخص آزاد ہوکر رہنا چاہتا ہے - تم کون آزادی لینے والے ہندوستان کی گورمنٹ اگر آزادی دینا چاہے بھی تو اُسکو کیا حق حاصل ہے - وہ خود میری محکوم ہے وہ خود میری غلام ہے - وہ پہلے خود تو آزاد ہو جائے - حکومت میری ہے میں شہنشاہ ہوں - میں ہندوستان پر ہی نہیں تمام دُنیا پر حکومت کر رہا ہوں - میں وہ بادشاہ نہیں جو محل میں بیٹھکر عیش و عشرت میں بسر کروں، میں وہ شہنشاہ نہیں جو محض کونسل میں قدم رنجہ فرما کر اپنی تمام ذمہ داریوں سے سبکدوش ہو جاؤں، میں حاکموں کا نگراں ہوں، فوجی افسروں کا قوت بازو ہوں میں رعایا کا محافظ ہوں - میں امیر کا ساتھی ہوں، فقیر کا ہمدم ہوں -

آج سے ہزاروں برس پہلے جب ہندوستان وحشی اقوام کا مسکن بنا ہوا تھا اسوقت بھی میں ہی ہندوستان پر حکومت کرتا تھا - میں ہی بھالوں اور نیزوں کی شکل میں آکر اپنی وحشی رعایا کے خورونوش کا سامان مہیا کرتا تھا - محمود غزنوی کو اپنی شجاعت پر ناز تھا - میں نے ہی شمشیر کی شکل میں آکر اس کو شجاعت کا درس دیا - سومناتھ کا مندر توڑنے کے لیئے میں نے ہی آہنی گرز کی شکل اختیار کی جبوقت محمد غوری ہندوستان پر حملہ آور ہوا اسوقت میری ہی جرأت اس کی رہنمائی کر رہی تھی - تیمور ایک ٹانگ کا انسان اور ہندوستان کا لق و دق میدان - اگر میں تیغ آبدار بن کر اسکی مدد نہ کرتا تو وہ ہندوستان سے اس قدر مال غنیمت کبھی نہ لیجا سکتا تھا سلاطین مغلیہ کے دلوں میں میں نے شجاعت پیدا کی ورنہ مٹھی بھر مسلمان کروڑوں ہندوؤں کو تہ تیغ کر سکتے تھے ؟ - انگریز آئے ولایت سے مال لائے اور اسی مال کو بیچتے بیچتے بادشاہ بن بیٹھے یہ سب کچھ بھی میری ہی آہنی مشینوں کا نتیجہ تھا - توپیں ایجاد ہوئیں وہ بھی میرے ہی جگر کے ٹکڑوں سے تیار کی گئیں - یوروپ کی جنگ عظیم میں مغربی ممالک اپنی نئی نئی سائنس کی معلومات اور ایجاد پر نازاں ہوتے تھے - ان کے پرزہ میں بھی میں ہی تھا - ٹرکی تباہ و برباد ہو چکی تھی مگر یہ میری ہی قوت تھی یہ میری ہی طاقت تھی کہ میں نے دوبارہ مُردہ جسم میں روح پھونکدی -

دُنیا کی جس قوم نے میری قدر کی میں نے اُس کو لکھ پتی اور کروڑ پتی بنا دیا - امریکہ کو دیکھو نئی دُنیا ہے مگر سب سے زیادہ مالدار، یہ سب کچھ میری عزت افزائی کا نتیجہ ہے - جاپان اگرچہ ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے مگر روس جیسا چوڑا چکلا مُلک بھی اس کا مقابلہ نہ کر سکا - یہ بھی میری ہی قدردانی کا صلہ ہے - جرمنی کو دیکھو کہ اسنے میری عزت کی اور وہ تمام دُنیا میں آفتاب شہرت بنکر چمکا -

بادشاہ اور تجار ہی نہیں دُنیا کا ہر متنفس میرا ممنون منت ہے - حکام کے ہاتھوں میں قلم بنکر میں ہی حکومت کر رہا ہوں - ایڈیٹر و نامہ نگاران بھی لوہے کے پتلے پتلے حقیر ٹکڑوں کی بدولت جنکو نب کہتے ہیں آج آسمان شہرت پر چاند کی طرح روشن ہیں - لیڈروں کی لیڈری کو میں نے ہی چمکایا - غریب کارکنوں کی روٹیوں کا سہارا میں ہی ہوں - دُنیا کی صنعت و حرفت میری ہی محتاج ہے - غریب مزدوروں کی مزدوری کا بھی سہارا میں ہی ہوں غرض یہ کہ اس کائنات کا ذرہ ذرہ میرے احسان سے دبا ہوا ہے - پھر بتاؤ حکومت کس کی - بادشاہ کون - اگر کل میں اپنی ہستی کو جدا کر لوں تو دُنیا کا تمام کارخانہ چوپٹ ہو جائے - اور دُنیا سے پہلے قیامت کا نمونہ تمہاری آنکھوں کے سامنے موجود ہوگا - ذرا آنکھیں کھول اور غور کرو کہ جب مجھ جیسی ایک ناچیز شئے کے علحدہ ہو جانے سے دُنیا میں ایک انقلاب پیدا ہو جاتا ہے تو اگر میرا اور تمہارا پیدا کرنے والا بھی تم کو اسی طرح چھوڑ دے جسطرح کہ تم اس کو بھول گئے ہو تو بتاؤ تمہارا کیا حشر ہوگا

# جوئے آب

غیرتِ باغِ ارم ایک نظارا تیرا    رشکِ فردوسِ بریں ایک تماشا تیرا
ہائے وہ شام وسحرگاہ کا جلوہ تیرا    دلِ مشتاق ہوا جاتا ہے شیدا تیرا

دردمندوں کے لیئے باعثِ آرام ہے تو
نام ہے جسکے ہو راحت وہ دلآرام ہے تو

واہ کیا شان ہے کیا رعب ہے کیا ہے شوکت    واہ کیا زور ہے کیا شور ہے کیا ہے قوت
آہ پھیلاؤ ترا آہ تری یہ وسعت    اُف تری شوخ ادائیں تری پیاری صورت

چاندنی چاندنی سب کہتے ہیں ہم جانتے ہیں
کوئی ہو تجھ سے مقابل کہیں ہم مانتے ہیں

ٹھنڈی ٹھنڈی تجھے چھوکر جو ہوا آتی ہے    غنچۂ خاطرِ ناکام کھِلا جاتی ہے
نور کی تیری جھلک چاند کو شرماتی ہے    تیری یہ طرزِ خرام آہ غضب ڈھاتی ہے

چھیڑنا ساحلِ شیدا کا تجھے بھاتا ہے
واہ شاباش ہے کیا ناز کا ڈھب آتا ہے

چاندنی رات میں دیکھے کوئی تیرا جوبن    ہائے وہ روپ کہ قرباں ہو صحنِ گلشن
وہ سماں نور کا اور بادِ صبا کا وہ چلن    وہ سکوں چار طرف چھایا ہوا جس پہ کفن

تنِ نازک کا وہ نقشہ کہ مجلیٰ آئینہ
شرم سے آب ہو بلور غضب وہ سینہ

دن کو وہ کھیلنے سورج کی کرن کا آنا    ناز و انداز کا رنگیں وہ تانا باتا
آہ وہ جوش میں چلتے ہوئے تیرا گانا    باتوں باتوں میں ایک عالم کو لبھا لیجانا

چھیڑنا بادِ صبا کا وہ تجھے مستی سے
ہائے وہ چین بجبیں ہونا ترا شوخی سے

دامنِ کوہ سے اٹھلا کے نکلنے والی    سیاحتِ دشت میں انداز سے چلنے والی
رنگ اک آن میں لاکھوں ہی بدلنے والی    سبزہ و گل کے قریب آکے مچلنے والی

تو ہی تزئین ہے کھیتوں کے بیابانوں کی
تو ہی تفریح ہے حیوانوں کی انسانوں کی

(ماخوذ)

# مجاز و حقیقت

(از مولانا سید ظہور احمد صاحب وحشی چیف ایڈیٹر)

کیوں مجھ کو ستاتے ہو کیوں خواب میں آتے ہو    بھولا ہوا افسانہ کیوں یاد دلاتے ہو
مایوس نگاہوں میں وہ شوق کہاں باقی    کیوں پردہ ہٹاتے ہو کیوں جلوہ دکھاتے ہو
اب سر ہے نہ سامان ہے اب دل ہے نہ ارماں ہے    کیوں تیغ اُٹھاتے ہو کیوں تیر چلاتے ہو
پھر کھا کے قسم جھوٹی پھر نام وفا لیکر    کیوں آگ لگاتے ہو کیوں مجکو جلاتے ہو
پھر آنکھ سے بہلے گا دل بن کے لہو شاید    کیوں آنکھ میں آتے ہو کیوں دلمیں سماتے ہو
اظہار تاسف سے در دو کے تکلف سے    کیوں دل کو دکھاتے ہو کیوں مجکو رلاتے ہو
پھر غمزہ جادو سے پھر حلقۂ گیسو کو    کیوں فتنے جگاتے ہو کیوں دام بچھاتے ہو
بیہائے فسونگر ہیں پھر گرم ستمگر ہیں    کیوں زہر پلاتے ہو کیوں مجکو ستاتے ہو

کچھ قدر ہوئی شاید وحشی کی پس مردن
کیوں اشک بہاتے ہو کیوں تیغ اُٹھاتے ہو

(از جناب حضرت صفی لکھنوی)

چلئے مگر آہستہ یہ عشق کی منزل ہے    ہر جادہ رگ جاں ہے ہر ذرہ میرا دل ہے
اِس خاک کے پتلے کی اللہ رے خود بینی    جس رُخ نظر اُٹھتی ہے آئینہ مقابل ہے
سب شعبدہ بازی تھی او چشم فلک تیری    لیلےٰ ہے نہ مجنوں ہے ناقہ ہے نہ محمل ہے
ہستی و عدم ان میں ہے فرق مگر کتنا    ہلکا سا ہے اِک پردہ جو بیچ میں حائل ہے
دل غرق تفکر میں محو آنکھ تحیر میں    لنگر تہ دریا پر کشتی سر ساحل ہے
اک شہر خموشاں ہے غفلت کدۂ ہستی    کس کس کو جگاتے ہم سوتی ہوئی محفل ہے
انسان مصیبت میں ہمت نہ اگر ہارے    آسان سے آساں ہے مشکل سے جو مشکل ہے
افلاک بھی کانپ اُٹھے جس بار کی ہیبت سے    یہ جزو ضعیف انسان اُس بار کا حامل ہے
کعبہ ہو اسی دلمیں بتخانہ اسی دل میں    ہر وضع میں شاطر ہے ہر رنگ میں شامل ہے
دُنیا کی ترقی ہے اس راز سے وابستہ    انسان کے قبضہ میں سب کچھ ہے اگر دل ہے

کیا دیکھتے ہو اپنے پہلو میں صفی آخر
دل جسکو سمجھتے ہو وہ آبلۂ دل ہے

(سید شفاعت حسین ریحانی الزیدی ایچ پی)

ہائے مجنون وفا چاک گریباں نکلا    وحشت بجد آج تو اغوش گلستاں نکلا
کل تو تھا دعوے طوفان دل پُر شور تجھے    آج کیوں قطرۂ شرمندۂ مژگاں نکلا
شمع رو؟ پھر تو جلیگا کوئی پروانہ دار    تیری محفل سے جو یہ سوختہ ساماں نکلا
ہر نفس خرمن ہستی پہ شرر افشاں ہے    اثر عشق بھی کیا شعلۂ سوزاں نکلا

لذت زخم سے محروم رہا ریحانی
ناوک تقدیر کا بھی تیرا نمکداں نکلا

(از جناب شوکت علی صاحب فہمی میرٹھی)

مجھی سے پوچھئے آئی ہو کیا ہو    بڑے ہی شوخ ہو تم تو بلا ہو
نہیں اُٹھتے ہیں غم اللہ اٹھائے    کوئی غم کی بھی آخر انتہا ہو
مری بیباکیوں پر منہ چھپا کر    کہا جاؤ بڑے تم بے حیا ہو
ملیں حوریں بھی مومن کو تسبیح    ذرا پھر دیکھئے کیسا مزا ہو
وہ منظر بھی عجب ہوتا ہے دلکش    کوئی زلفوں کو جب سلجھا رہا ہو
یہ موسم یہ امنگیں یہ جوانی    نہ رخصت ہو اگر تقوی تو کیا ہو

کوئی پھر ڈالکر باہیں گلے میں
کہے فہمی بتاؤ کیا خفا ہو

(از جناب سید محمد ہادی صاحب ہادی مچھلی شہری)

جز و زمیں تھی کہ سر آسماں رہی    برباد ہو کے خاک ہماری کہاں رہی
رخصت ہوا امید کا اب مرحلہ ضبط سے    دم لینے کی بھی ہجر میں فرصت کہاں رہی
واپس ہوئی نہ منہ سے نکل کر تمام رات    اے آہ۔ سچ بتا شب ہجراں کہاں رہی
دھبے مرے لہو کے ہیں دامان تیغ پر    کیونکر کہوں کہ میری وفا بے نشاں رہی
میں لوٹتا تھا اور وہ بدلتے تھے کروٹیں    حالت شب فراق عجب درمیاں رہی
آزردہ میں ہوا نہ کبھی اپنے حال سے    ہمت مری کفیل غم دو جہاں رہی
نکلی کبھی نہ چھوڑ کے تنہا فراق میں    دل سے تری امید بھی تو بدگماں رہی

فرقت میں زلف یار نہ ہادی سنور سکی
وہ بھی شریک حالت آشفتگاں رہی

(از جناب اخضر اکبر آبادی)

آجا مرے سرور کی دنیا لیئے ہوئے    آنکھوں میں اک شراب کا دریا لیئے ہوئے
حاضر ہوں یادگار تمنا لیئے ہوئے    یعنی دل حزیں کا جنازہ لیئے ہوئے
کہدو کسی حسین سے جب پر جفا کرے    مدت ہوئی ہے نام خدا کا لیئے ہوئے
کافر تری نگاہ تو نتافر یب ہے    کیا آئیں تیرے پاس تسلی لیئے ہوئے

اخضر کو آپ پوچھ رہے ہیں بہار میں
بیٹھا ہوا ہے دعشم صبا لیئے ہوئے

(از جناب محمد عباس صاحب اقدس حیدرآبادی)

بجلیاں کوندنے لگیں چشم نظارہ باز میں    ہو گئے بدحواس ہم اُن کے حریم ناز میں
میری نگاہ شوق نے رخنہ دیا ہے انہیں ڈال    پردے جو تھے پڑے ہوئے اُن کے حریم ناز میں
نشہ سرمدی اسمیں ہے کیف حقیقت اسمیں ہے    جام جو پی چکا ہوں میں میکدۂ مجاز میں
خرمن صبر و ہوش کو پھونکنے آج سوز غم    بجلیاں بھر دی گوٹ کر نالۂ دل گداز میں
نالوں سے جی اُچٹ گیا آہیں بھر بیٹھے سرد ہم    اب تو یہی ہے مشغلہ غم کی شب دراز میں
کس سے کہوں میں حال دل کوئی نہیں انیس غم    تاروں نے منہ چھپا لیا غم کی شب دراز میں

# صنفِ نازک کے لئے

## عورتوں کی بیجا شکایت

(از شوکت علی فہمی میرٹھی)

تم کو مردوں سے بدسلوکی کی شکایت ہے۔ تم یہ کہتی ہو کہ مرد تمہاری قدر نہیں کرتے تمہارا یہ خیال ہے کہ مرد تم کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں تمکو حقیر و ذلیل سمجھتے ہیں تم یہ چاہتی ہو کہ تمہارے حقوق بالکل مساوی سمجھے جائیں۔ تمہاری یہ خواہش ہے کہ تمہارے خاوند تمہارے مطیع و فرمانبردار رہیں تمہاری یہ تمنا ہے کہ وہ تمہاری خواہشات اور تمہارے جذبات کی تکمیل کے لیے دست بستہ نظر آئیں۔ تم یہ بھی چاہتی ہو کہ وہ تمہارے ادنےٰ اشارہ پر جان و مال قربان کرنے کے لیے ہر وقت آمادہ رہیں۔ تم یہی نہیں چاہتیں بلکہ تمہاری یہ بھی آرزو ہے کہ ان کی ہر نقل و حرکت تمہاری اجازت کی منتظر ہو مگر ایسا نہیں ہوتا ہے بلکہ وہ جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔ تمہاری رنج و غم کی باگ ان کے ہاتھ میں ہے وہ تم کو ایک نادان بچے سے زیادہ وقعت نہیں دیتے ان کی زبان کی چند گردشیں تمکو ہنسا بھی سکتی ہیں اور رلا بھی سکتی ہیں۔ تمہاری خواہشات اور جذبات کی عنان ان کے ہاتھ میں ہے۔ وہ تمکو رنج پہونچاتے ہیں اور پھر تم خوش ہو۔ وہ تمکو تکلیف دیتے ہیں مگر وہ تمہارے لیئے راحت ہے وہ تمہارے دل کو دن رات زخمی کرتے ہیں مگر تم اسکو گلشن امید سے زیادہ پرشوق نگاہوں سے دیکھتی ہو یہ سب کچھ تم اس لیئے نہیں برداشت کرتیں کہ تم ایک وفادار بیوی ہو۔ یہ تم اس لیئے گوارہ کرتیں کہ تم خاوند کی سچی پرستار ہو بلکہ تم ایسا کرنے کے لیئے مجبور ہو۔ تمہارے لیئے تمام راستے مسدود ہیں۔ تمکو مفر کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ مجبوری کا نام صبر رکھ لیا ہے تمہارے جذبات مردہ ہو چکے ہیں۔ تم میں سے احساس کا مادہ بالکل مفقود ہو گیا ہے اگر تمہارے جذبات مردہ نہ ہوئے ہوتے اگر تم میں احساس کی جھلک بھی باقی ہوتی تو یہ تمام باتیں کبھی کی مٹ چکی ہوتیں۔ تمنے مردوں پر حکومت کی تمنا تو دلمیں رکھ لی مگر کبھی اسکو پورا کرنے کی بھی کوشش کی۔ یہ جو کچھ ہو رہا ہے وہ سب کچھ تمہاری ہی لغزشیں ہیں، اسمیں سراسر تمہارا قصور ہے نہ تو تمکو باقاعدہ تربیت دی گئی اور نہ تمنے کبھی خود اسکی کوشش کی۔

کیا تمنے کبھی اس بات کی کوشش کی کہ تم یہ معلوم کرو کہ تمہارے خاوند کا صحیح مذاق کیا ہے تمہارے خاوند کو کونسا لباس مرغوب ہے۔ تم سرخ کپڑوں میں لپٹی ہوئی دلہن بنکر آتی ہو۔ اور عمر کی تمام منزلیں طے کر کے سپید کپڑے میں لپٹکر چلی جاتی ہو۔ تمکو خاوند کے صحیح مذاق کا پتہ نہیں چلتا اگر تم محض اپنے خاوند کے مذاق کی تہ تک پہونچ جاؤ تو پھر ممکن ہے کہ تمہارے جذبات کو ٹھیس لگنے ...

تم اپنے خاوند کو قبضہ میں لانے کے لیئے تعویذ کرتی ہو گی گنڈے منگاتی ہو اور خدا جانے کیا کیا پڑھواتی ہو سینکڑوں روپیہ برباد کر دیتی ہو مگر وہ پڑا ہوا جن پھر بھی تمہارے قبضے میں نہیں آتا تم نے کبھی غور کیا کہ اس کا سبب کیا ہے۔ دنیا کا سب سے بڑا عمل تسخیر۔ دنیا کا سب سے بڑا جادو۔ اور ہزاروں مرتبہ کا آزمودہ سحر زبان کی شیرینی میں پوشیدہ ہے۔ کیا تمنے کبھی اس کے حاصل کرنے کی کوشش کی تم کوشش کرتیں مگر تمہاری عقل پر غفلت کے پردے پڑے ہوئے ہیں۔ تم جہالت کی تاریکی میں گمراہ ہو۔ تم میں علم نہیں لیاقت نہیں۔ زبان کی شیرینی پھر کیونکر حاصل ہو سکتی ہے۔

تم چاہتی ہو کہ تم مرد کو اپنی نزاکت سے اپنی خوبصورتی سے مغلوب کر لو۔ اوّل تو مرد کبھی ان چیزوں سے مغلوب ہو ہی نہیں سکتا اور اگر فرض کر لو کہ یہ جادو چل بھی گیا تو اس کا اثر چند دن میں زائل ہو جاتا ہے۔ تمکو معلوم ہے کہ دنیا پر کیا چیز حکومت کر رہی ہے۔ حسن دنیا پر حکمراں نہیں ہے۔ نزاکت کے قبضے میں اتنی چوڑی چکلی زمین نہیں ہے۔ تمام دنیا پر دماغ کی حکومت ہے۔ دماغ نے سر بفلک پہاڑ کو سرنگوں کر دیا دماغ آسمان پر حکمراں ہے۔ دماغ پانی پر حکومت کر رہا ہے۔ دماغ نے خونخوار درندوں کو چوہوں کی طرح قبضہ میں کر لیا۔ دماغ انسانوں کے مال و دولت پر ہی قابض نہیں ہے بلکہ وہ دلوں پر بھی حکمراں ہے۔

اگر تمہاری تمنا ہے کہ مرد تمہارے مطیع و فرمانبردار رہیں تو ایک اچھا دماغ پیدا کرو حسن کا تیر خطا کر جائے گا مگر دماغ کا تیر تعلیم کا جادو کبھی خطا نہیں ہو سکتا۔ اب سوال یہ ہے کہ اچھا دماغ کیونکر پیدا کیا جائے۔ اس کا ذریعہ محض تعلیم ہے فرصت کے اوقات کتابوں کا مطالعہ کرو۔ اخبار پڑھو۔ رسائل دیکھو۔ معلومات کو ترقی دو۔ سب کچھ حاصل ہو جائیگا۔

اب تم کہو گی کہ مرد تعلیم نسواں کے خلاف ہیں ہم تعلیم کیونکر حاصل کریں اوّل تو یہ تمہارا خیال ہی غلط ہے کہ وہ تعلیم نسواں کے خلاف ہیں۔ وہ تعلیم نسواں کے خلاف نہیں ہیں بلکہ ادھوری تعلیم کے خلاف ہیں۔ اور اگر تھوڑی دیر کے لیئے یہ بھی فرض کر لیا جائے کہ وہ عورتوں کی تعلیم کے خلاف ہیں۔ وہ نہیں چاہتے کہ تم تعلیم حاصل کرو۔ وہ نہیں چاہتے تو نہ چاہیں۔ تمکو اگر اپنی فلاح کا خیال ہے تو ہر ممکن طریقہ سے تعلیم حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ کیا تعویذ گنڈے منگاتے وقت۔ نمک مٹھائی پڑھواتے وقت بھی تم مردوں پر اپنا راز ظاہر کر دیتی ہو۔ پوشیدہ طور پر نہ صرف تم خود تعلیم حاصل کرو بلکہ نوعمر لڑکیوں کو آنیوالی تباہی سے بچانے کیلیئے تعلیم ...

اب تم یہ سوال کرو گی کہ پوشیدہ طور پر تعلیم کس طرح حاصل کیجا سکتی ہے۔ اسکا میں ایک نہایت آسان طریقہ تمکو بتاتا ہوں۔ شاید ہی کوئی بدنصیب گھر ایسا ہوگا جس میں کوئی نہ کوئی لڑکا نہ ہو۔ تم اپنے چھوٹے چھوٹے بھائیوں سے اپنے لڑکوں سے پڑھو جو کچھ وہ مدرسے سے پڑھ کر آئیں تم بھی ان سے اتنا ہی پڑھ لو اس طرح تم ان کے ساتھ ساتھ تعلیم حاصل کر سکو گی اور ان کو بھی ان کا سبق یاد ہو جائیگا۔ اس تدبیر سے تم اپنی تعلیم ایک اعلیٰ پیمانہ پر پہونچا سکتی ہو اور کسی کو کانوں کان خبر ...

خبر نہیں ہوگی۔

تعلیم حاصل کرنے کے بعد تمہارے دماغ میں ایک نئی روح پیدا ہوجائیگی تمہارے دلوں میں ناامیدی اور مایوسی کی جگہ ولولے پائے جائینگے۔ تم اپنے خاوند کی سب سے زیادہ اور بہتر مزاج داں بن جاؤگی۔ تم اپنے مذہب سے اچھی طرح واقفیت حاصل کرسکوگی اور جب تمکو مذہب سے کافی طور پر واقفیت حاصل ہوجائیگی تو تم کو معلوم ہوجائیگا کہ اسلامی نقطۂ نظر سے عورتوں کے مردوں پر اور مردوں کے عورتوں پر کیا حقوق ہیں۔ مرد تمہاری خواہ مخواہ عزت کرینگے تم کو آنکھوں پر بٹھائیں گے اسوقت تمکو معلوم ہوجائیگا کہ ان بیجا شکایتوں کا سبب تمہاری ہی ذات تھی۔ تم تاریکی میں پڑی ہوئی ان حقوق کے لیئے چلا رہی تھیں جنکے لئے اسلام نے کبھی اجازت نہیں دی۔

تم اگر اور زیادہ بھاری بھرکم بننا چاہتی ہو تو مردوں کے احسانات سے بالکل سبکدوش ہونے کی کوشش کرو۔ اپنے ہاتھ میں ہنر پیدا کرو۔ اپنے اخراجات کی خود کفیل بن جاؤ صدہا وسائل اس قسم کے بہم پہونچائے جاسکتے ہیں کہ تم خانہ داری کے انتظام کے ساتھ ساتھ پچیس تیس روپیہ ماہوار باآسانی پیدا کرسکتی ہو اگر تمکو اس قسم کے ذرائع اور وسائل نہیں معلوم تو رسالۂ دین و دنیا کی معرفت مجھ کو لکھو میں تم کو بتاؤنگا اور انشاء اللہ تم کامیاب ہوگی۔

جب تمہارے تاریک دل و دماغ کو تعلیم منور کردیگی اور تم اپنی جائز ضروریات کو خود باآسانی پورا کرسکوگی تو پھر کیا وجہ ہے کہ مرد تم پر کوئی ناجائز دباؤ ڈالیں اور اگر بالفرض محال وہ ایسا کرنا بھی چاہیں تو ان کی خود غرضی کی منطق تمہارے سامنے ہرگز نہ چل سکیگی۔ اس سے تمکو یہی فائدہ نہیں ہوگا کہ تم [illegible] کی طرح آسائش و آرام سے زندگی بسر کرسکوگی بلکہ سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ تمہاری اولاد روشن خیال ہوگی باہنر ہوگی۔ اور اگر خدانخواستہ تم پر کبھی کوئی برا وقت پڑے تو تم دلی کی بیگمات کی طرح تباہ و برباد نظر نہ آؤگی بلکہ تمہارا ہنر اور تمہاری تعلیم قدم قدم پر تمہارا ساتھ دے گی۔

# بدزبانی

(از خدیجہ خاتون صاحبہ)

سب جانداروں میں انسان ہی بولنے والی مخلوق ہے۔ دیکھو خدا نے کیسی بڑی نعمت اسے دی ہے۔ اگر آدمی اس سب سے بڑی نعمت کو ہی برباد کرڈالے۔ اور انسان ہوکر بدزبانی اختیار کرے۔ اور کووں کی طرح ٹرا کر بولے۔ تو کیسے افسوس کی بات ہے جس طرح اور سب عیب اور برے تند بیہیاں جہالت سے پیدا ہوتی ہیں۔ اسی طرح بدزبانی کا عیب بھی زیادہ تر انہیں مستورات میں زیادہ ہے۔ جو ناتعلیم یافتہ ہیں۔ بعض بہنیں بالکل سیدھی سی بات کو تیز ہی ہوکے بولتی ہیں اور اس طرح جواب دیتی ہیں کہ گویا لڑتی ہیں۔

اگر کسی بہن نے نہایت معمولی طرح پوچھا [illegible] کی شلائی قینچی تیری سی ہی [illegible] تمنے تو کہیں نہیں دیکھی۔ بس اتنا پوچھنا تھا۔ کہ [illegible] بگولا ہو گئیں۔ پوچھا کیا۔ گویا ان پر چوری کا الزام لگا دیا۔ یا مثلاً پوچھا۔ کہ فلاں ورکس کام کو گیا ہے۔ تو جواب دیتی ہیں۔ کہ جانے میری بلا۔ اب ایسا کون فرشتہ صفت آدمی ہے جسکا دل ایسے جواب سے نہ جلے۔ اور وہ انہیں بے تمیز و بدسلیقہ نہ جانے؟

بعض لوگ بدزبانی کو زہر کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اور بدزبان آدمی کو سانپ سے جس کے منھ میں ہمیشہ زہر رہتا ہے۔ اور میٹھی زبان کو شہد سے تشبیہ دیتے ہیں۔ ہمیشہ ہمیں بدزبانی سے بچنا۔ اور اس سے کلی نفرت کرنا چاہیئے۔ اور میٹھی زبان کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ میٹھی زبان رکھنے میں ہمارا کچھ خرچ نہیں ہوتا۔ اور [illegible] فائدہ بے انتہا ہے۔

جہاں دام ہوتا ہے میٹھی زبان سے نہیں لگتی کچھ اس میں دولت زیادہ میٹھی زبان والی بہن کو سب پسند کرتے۔ اور اس سے مل کر بہت خوش ہوتے ہیں۔ اور بدزبان سے کانوں پر ہاتھ دھرتے۔ اور کوسوں دور بھاگتے۔ اور اس کی بدزبانی کی ایذا کو کبھی نہیں بھولتے۔

گو بدن پر زخم ہو تلوار کا — اچھا ہوجائیگا گر کیجئے دوا
پر جو گھاؤ ہو بری تقریر سے — وہ نہیں بھرتا کسی تدبیر سے

ہر ایک سے میٹھی زبان سے جی کرکے بولو۔ اور ہنسکر خوش جواب دو۔ پھر دیکھو سب تم سے گرویدہ ہوجاتے ہیں۔ اور خدانخواستہ تم پر کوئی مشکل کی گھڑی آئے۔ تو سب ہمدردی کرتے۔ اور ہاتھ بٹاتے ہیں۔ بدزبان پر کوئی مصیبت آئے تو سب خوش ہوتے ہیں۔ اور کوئی اس کی ہمدردی نہیں کرتا۔ کسی نے سچ کہا ہے۔

زبان شیریں ملک گیری۔ زبان تیز ہی ملک [illegible]۔

# خوابِ پریشاں

(۱)

قدسیہ ہزار نہیں بلکہ لاکھ عورتوں میں ایک تھی۔ اُس کے سیاہ اور نرم لانبے بال۔ بال کے دو منقسم حصوں کے مابین پھول سے رخسارے اور یاقوتی ہونٹ۔ اُس کی آبدار آنکھیں اور مصفیٰ پیشانی ٹھیک اُسی تخیل کے مطابق تھی جو پارسی شیریں یا مصری کلیوپیٹرا کا نام سنکر دماغ میں پیدا ہوتا ہے۔ اِس حسن و جمال کے ساتھ وہ فرشتہ خصال بھی تھی۔ نہ اُسے کبھی قدِ آدم آئینہ نے ناز و تمکنت کی تعلیم دی اور نہ کبھی طلائی زیوروں نے غرور سکھایا۔ اس میں شک نہیں کہ اُس کے ماں باپ غریب تھے اور وہ ایک بڑے گھر میں بیاہ کر آئی تھی لیکن اُس کی کسی ادا سے کبھی یہ ثابت نہیں ہوا کہ وہ ایک دولتمند شوہر کی بیوی بننے کی صلاحیت نہیں رکھتی۔ اگرچہ اُس نے غربت کے آغوش میں پرورش پائی تھی لیکن اپنی تعلیم و تربیت۔ ذہانت اور خدا داد قابلیت کی مدد سے اُس گھر کو سنبھال لیا جس میں اندر باہر ڈیڑھ درجن نوکر تھے۔ اور جس کی ضرورتوں اور زینتوں پر تین ہزار روپیہ ماہوار خرچ ہوتا تھا۔ قدسیہ کے انتظام میں ایک بڑی خوبی یہ تھی کہ کوئی شخص اُس سے ناخوش نہ تھا۔ وہ بیکسوں اور محتاجوں کی مددگار رہتی۔ وہ غمزدوں اور ستم رسیدوں کی غمگسار تھی یتیموں، اور بیواؤں کو اُس کی سرکار سے تنخواہیں۔ مسافر وہ زادِ راہ سے مدد دیتی تھی۔ نوکر اُس کے بچے عمر و دولت کی دعائیں مانگتے تھے اور سچ یہ ہے کہ گھر کے مالک سے بڑھ کر گھر کی مالکہ کا حکم مانتے تھے۔ وہ نیک عورت جو دو ہزار روپیہ ماہوار اس قدر مہربان ہو شوہر کے لئے کیسی کچھ محبت اپنے دل میں نہ رکھتی ہوگی۔ یہ حالت تھی کہ اُسے شوہر کے حکم پر جان قربان کر دینے میں تامل نہ تھا۔ اُس کی شادی کو چار سال کا زمانہ گزر چکا تھا لیکن اس چار سال میں ایک لمحہ بھی ایسا نہ تھا جس میں اُس نے اپنے شوہر کو ناخوشی کا موقع دیا ہو۔ اُس کی ہر ادا سے محبت مترشح تھی اور اُس کے ہر انداز سے مہر و وفا کے آثار نمایاں تھے۔ زبان پر "کوئی ہے" آنے کی دیر تھی کہ مختلف العمر مختلف اللون اور مختلف القامت نصف درجن خادمہ عورتیں اپنے تنفس کو سنبھالتی ہوئی حاضر ہو جاتیں لیکن وہ اپنے آپ شوہر کے تمام کام انجام دیتی تھی۔ وہ سارے گھر کی ملکہ تھی لیکن شوہر کے سامنے ہمیشہ کنیز بنکر آتی تھی۔ یہ جذبات اس بنا پر نہ تھے کہ شاہد علی خاں ایک تعلقہ دار تھے۔ ایک رئیس تھے اور ولایت کے تعلیم یافتہ تھے۔ بلکہ ان کی وجہ صرف یہ تھی کہ قدسیہ نیک تھی۔ اُسکے دیندار ماں باپ نے سکھایا تھا اور مذہبی تعلیم نے اُسے بتایا تھا کہ خدا اور رسول کے بعد جو ہستی ایک عورت کے لئے واجب التعظیم ہے وہ اُسکا شوہر ہے اور قرآن و حدیث کے بعد جس حکم پر اُسے سرِ تسلیم جھکانا چاہئے وہ شوہر کا حکم ہے۔

(۲)

شاہد علی خاں ایک بلند بالا خوبصورت جوان تھے۔ اُن کے والد زاہد علی خاں نے انہیں اعلیٰ تعلیم دلوائی تھی اور اُنہیں ولایت بھی بھیجا تھا چنانچہ بی اے کی ڈگری اُنہوں نے کیمبرج یونیورسٹی سے حاصل کی تھی۔ شاہد علی خاں کے والد جسقدر آزاد خیال تھے اُن کی والدہ اُسی قدر پابند مذہب اور متشرع تھیں۔ اور اسی دینداری کا یہ اثر تھا کہ اُنہوں نے اونچے اونچے اور اپنی برابر کے گھر چھوڑ کر بیٹے کی شادی مولوی احمد حسین صاحب کی حسین معصوم اور دیندار بیٹی قدسیہ بیگم سے پسند کی۔ اگر شاہد علی خاں کے والد زندہ ہوتے تو شاید یہ رشتہ ناممکن تھا۔ اِس کارِ خیر کے بعد وہ بیچاری صرف دو سال زندہ رہیں۔ اور اگرچہ قدسیہ کو اُن کی تعلیم و تربیت سے فائدہ اُٹھانے کا بہت کم موقع ملا لیکن پھر بھی اُس نے بڑی قابلیت کے ساتھ اُن کی جانشینی کے اہم فرض کو انجام دیا۔ شاہد علیخاں اپنی والدہ کا بہت ادب کرتے تھے اس لئے اُنہوں نے اسجگہ شادی کرنے سے انکار تو نہیں کیا لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنے دل میں اس رشتہ کو پسند نہیں کرتے تھے۔ اُن کے مزاج میں انگریزی تعلیم کا اثر بہت غالب تھا۔ ہوش سنبھالنے کے بعد زندگی کا بیشتر حصہ انگریزوں میں یا انگریزوں کے نقالوں میں بسر ہوا تھا۔ اوّل تو اُن کی خواہش یہ تھی کہ کسی انگلش لیڈی کی زوجیت سے رعایا اور حکومت دونوں میں فخر و امتیاز حاصل کر سکے۔ لیکن جب بعض تباہ کن اور خطرناک مثالیں سامنے آتی تھیں اور تجربہ اُن کو بتاتا تھا کہ اِن سوی بیبیوں نے بہت سے ہندوستانیوں کے گھر بے چراغ کر دیئے تو وہ دوسرے نمبر پر اس بات کے آرزومند نظر آتے تھے کہ اُن کی شادی کسی ایسے خاندان میں ہو جو بالکل انگلش اسٹائل پر زندگی بسر کر رہا ہو۔ چنانچہ بیوی کا تخیل اُن کے دماغ میں یہ تھا کہ وہ کچھ گورے اور کچھ پوڈر سے دلفریب بنائے ہوئے رخساروں اور اگر سنہری نہیں تو بھوری زلفوں کے ساتھ دوشیزگی کے نیم برہنہ لباس میں سڈول پنڈلیوں کے عریاں نظارے کی دعوت چشمِ تماشا کو دیتے ہوئے اپنے خانہ باغ میں مصروف گلچینی ہوگی یا دیرانڈے میں آرام کرسی کے لئے زینتِ آغوش بنی ہوئی چھوٹی تقطیع اور خوشنما جلد کی کوئی کتاب اُن ہاتھوں میں لئے ہوگی جنکی اُنگلیاں چھلوں اور انگوٹھیوں کی حلقہ بگوشی سے دور اور جن کی کلائیاں کنگنوں اور چوڑیوں کی طلائی ہتھکڑیوں سے محفوظ ہیں۔ وہ شام کے اُداس گھنٹے گاڑی یا موٹر کی ایک سیٹ کو رونق دیئے ہوئے ٹھنڈی سڑک پر گزارتی ہوگی جبکہ ہوائیں اُس کے کھلے ہوئے بالوں سے چھیڑ چھاڑ کرتی ہونگی اور ساافق پر تاریکی چھا جانے کے بعد اُس کے آراستہ کمرے سے پیانو کی پست و بلند صدائیں باریک اور سریلی آواز سے مل کر روح کو رقص میں لاتی ہونگی

(۳)

شاہد علیخاں جب اسی تخیل کو اپنی بیوی سے مطابقت دینا چاہتے تھے تو

اُنھیں بڑی مایوسی ہوتی تھی۔ وہاں تھم بر تنگی تھی اور یہاں اُس کی جگہ غلاف پر غلاف اور حجاب پر حجاب تھے۔ وہاں ٹھنڈی سڑک کی تفریح تھی اور یہاں نماز وہاں پیانو کی صدائیں تھیں اور یہاں قرآن کی تلاوت۔ وہاں خانہ باغ کی گلچینی تھی اور یہاں گھر کے کام کاج کی نگرانی۔ اس اختلاف سے شاہد علی خاں کو بعض اوقات بڑی کوفت ہوتی تھی۔ وہ ردعوتی میز پر تنہا بیٹھ کر وہ موٹر میں اپنے پہلو کو خالی پاکر اور نغمہ و سرود کے جذبہ کو بیوی کے نازنین ترنم کی جگہ قوالی سے فرد کرتے نہایت رنجیدہ ہوتا تھا اور یہ مواقع اُسے تعلیم دیتے تھے کہ خانہ داری کے لیے ایک بیوی مل جانے پر ایک تفریحی بیوی کی ضرورت بدستور باقی ہے۔ عقد ثانی کا خیال آتے ہی اُن کی تمام ذہنی قوتیں مس ببیلے کی طرف متوجہ ہوجاتی تھیں۔ مس ببیلے کا نام صوفیہ تھا۔ اُن کا چہرہ اتنا خوبصورت نہ تھا جتنا خوشنما تھا لباس۔ وضع قطع سب یورپین تھی۔ پردہ کا مطلق رواج نہ تھا اور اُنھیں وہ تمام آزادیاں حاصل تھیں جو کسی یورپین فیملی کی دوشیزہ کو حاصل ہوتی ہیں۔ اُن کے والد مسلمان تھے لیکن انگریز بننے کے اس قدر مشتاق تھے کہ اپنے نام کو بھی انگریزی سانچہ میں ڈھال لیا تھا۔ پہلے اُن کا اسم گرامی حسن علی تھا۔ لیکن ولایت سے آنے کے بعد انھوں نے ترمیم کرکے اسے "حسن لے" بنایا اور پھر چند روز کے "ببیلے" ہو گئے۔ شاہد علی خاں کو مس ببیلے سے بارہا ملاقات کی عزت حاصل ہو چکی تھی۔ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ مسٹر ببیلے نے اپنی صاحبزادی کو بلایا اور تھوڑی دیر کے بعد اُنھیں شاہد علی خاں سے باتیں کرتے ہوئے تنہا چھوڑ کر آپ دوسرے کمرے میں چلے گئے۔ مسٹر ببیلے کی یہ مروت دہی اور مس ببیلے کا شوق آفرین تبسم اس قدر حوصلہ افزا تھا کہ اگر وہ نکاح سے طوق بجلو اور پابزنجیر نہ ہو چکا ہوتا تو مس ببیلے کب کی مسز شاہد علی بنگئی ہوتیں۔ ایک دن آسمان کچھ ابر آلود تھا۔ ہوا خنک اور لطیف تھی اور گنجان آبادی کے رہنے والوں میں بے اختیار یہ جذبہ پیدا ہوتا تھا کہ شہر سے باہر کھلی فضا میں اور دلکش مرغزاروں میں کچھ وقت بسر کریں۔ شاہد علی خاں کے دل میں بھی موسم کے تغیر نے تفریح کی امنگ پیدا کی۔ لیکن جب اُسے اپنے پہلو سے بیوی کا خیال آیا تو اُس کی یہ امنگ خاک میں مل گئی اسی افسردگی کے ساتھ وہ زنانہ میں گیا۔ معلوم ہوا کہ بیگم صاحبہ بالاخانہ پر چڑھیں اوپر پہونچا۔ نظر اُٹھائی تو ایک کونے کو دامان باغبان اور کف گلفروش سے زیادہ مالا مال پایا۔ محبت آمیز نگاہیں پیشوائی کو اُٹھیں۔ پیکر نازنین کی دلربائی نے ہم آغوشی کا پیام دیا۔ رخساروں کی شادابی اور ہونٹوں کی تر و تازگی نے گلچینی کی طرف توجہ دلائی۔ سنوارے ہوئے بالوں نے شانہ و بازو میں گدگدی پیدا کی مگر شاہد علی ان سب کی طرف سے منھ پھیر کر ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

(۴)

اُس نے قدسیہ سے کہا "تم دیکھتی ہو کہ موسم کیسا خوشگوار ہے؟" قدسیہ نے مسکرا کر جواب دیا "نہایت خوشگوار"۔ شاہد علی نے کہا "میں چاہتا ہوں کہ آج شہر سے باہر جا کر وہ دن تازہ بیچ میں بسر کروں"۔ قدسیہ نے بدستور مسکرا کر جواب دیا "بہت بہتر"۔ شاہد علی نے کہا "تمھی چاہتی ہو کہ آج تم بھی میرے ساتھ"۔ قدسیہ نے جواب دیا "میں بھی؟ پھر کیا تفریح ہوگی؟ ہوا میں اور مناظر بھی دو چیزیں تفریح کی ہیں اور انھی دو چیزوں سے پردہ محروم رکھیگا"۔ شاہد علی قدسیہ کی زبان سے یہ خشک جواب سنکر نہایت رنجیدہ ہوا۔ وہ جانتا تھا کہ اگر اس نے بے پردگی کے متعلق کچھ کہا تو قرآن و حدیث کی بحث شروع ہو جائیگی۔ اسلئے خاموشی کے ساتھ دیوان خانہ میں واپس چلا آیا۔ دیوانخانہ کے پہلو میں جو کمرے تھے اُنھیں سے ایک میں ٹیلیفون تھا۔ اِس وقت دوسری شادی کا جذبہ اُس کے دماغ پر حکمراں تھا۔ اور دوسری شادی کے ساتھ صوفیہ کا تصور لازمی تھا۔ پس ان خیالات نے اُسے ٹیلیفون تک پہونچا دیا۔ اُس نے ٹیلیفون اُٹھا کر کہا "نور نور تھری میز"۔ جواب آیا "انگیجڈ"۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد اُس نے اِس عمل کو دہرایا اور پھر یہی جواب آیا۔ آخر تیسری کوشش کامیاب ہوئی اور اُس کے مشتاق کانوں میں "انگیجڈ" کی جگہ ایک نسوانی آواز پہونچی "آپ کہاں سے بولتے ہیں؟" "زاہد ولیس سے"۔ "آپ کس سے بات کرنا چاہتے ہیں؟" "مس ببیلے سے"۔ "وہ اس وقت مصروف ہیں"۔ "کیا کر رہی ہیں؟" "ایک صاحب سے باتیں کر رہی ہیں"۔ "کن صاحب سے؟" "اُن کی ایک سہیلی کے بھائی ہیں مسٹر یوسف بیرسٹر"۔ "آپ اُن سے میری اطلاع کر دیجئے"۔ "میں نہیں جا سکتی۔ اُن کا حکم ہے کہ جب بیرسٹر صاحب آئیں تو ہمارے پاس کوئی نہ آئے۔ لیکن تم اس کے بعد اُنھیں ٹیلیفون پر پیچید و نگی آپ کا نمبر؟" "۱۲۹۹"۔ "آتے شاہد علی صوفیہ سے جو کچھ کہنا چاہتا تھا وہ کوئی کنایہ اور اشارہ نہ تھا وہ ایک صاف اور صریح جملہ تھا یعنی "میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں"۔ گرچہ اس کو مسٹر یوسف کی موجودگی ایک طرح کی بدشگونی معلوم ہوئی۔ وہ ان ذات شریف سے بخوبی واقف تھا۔ ان کو دلربائی اور بے وفائی میں کمال حاصل تھا اور احتمال تھا کہ کہیں صوفیہ اس دام میں اسیر نہ ہو جائے۔ لیکن شاہد علی کو یقین تھا کہ میرے مقابلے میں کسی امیدوار کو کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ یہی خیالات میں مبتلا وہ ایک دوسرے کمرے میں جا نکلا جس میں مختصر سی لائبریری تھی۔ خدمتگار نے کھڑکیاں کھولدیں اور برقی پنکھے کا بٹن اُٹھا دیا۔ شاہد علی ایک کتاب لے کر آرام کرسی پر دراز ہو گیا۔ تھوڑی دیر میں موسم کی لطیف خنکی نے اُسکی آنکھیں بند کر دیں۔

(۵)

ٹیلیفون بھی کیا چیز ہے۔ اس کے موجد نے دلدادگان محبت پر بڑا احسان کیا ہے۔ اب نہ پیک صبا کی حاجت ہے اور نہ مرغ نامہ بر کی۔ عاشق کے موہنہ سے آہ نکلی یا بات نکلی کہ برقی لہروں نے محبوب تک پہونچا دیا۔ ہمارے نادست دوستوں کو جنکے نادلوں کا پلاٹ عموماً دو لتمند خاندانوں سے تعلق رکھتا ہے ابھی ٹیلیفون کی طرف توجہ نہیں ہوئی ورنہ ہیرو اور ہیروئن کے درمیان خط و کتابت کے لیے اُنھیں نصیبن یا ماما نانی ایک ماما کی ضرورت

آزمائش نہ آتی جس کے بغیر قصہ کا آگے بڑھنا دشوار ہے - پھر ٹیلیفون میں یہ ایک خاص لطف ہے کہ دل کی کوئی حسرت باقی نہیں رہتی - نہ رعب جمال عرض تمنا سے باز رکھتا ہے اور نہ حیا اقرار کے لئے خاموشی یا آنچل کی پناہ ڈھونڈتی ہے - جذبات بڑی عریانی کے ساتھ جانبین تک پہونچ جاتے ہیں - مس صوفیہ اور مسٹر شاہد ٹیلیفون کے ان فوائد سے ناآشنا نہیں تھے اور اسی لئے انہوں نے کورٹ شپ کی تمام رسمیں اسی برقی تار پر ادا کیں - لیکن شادی کا مسئلہ مسٹر بیسلے کی اجازت اور شرکت کے بغیر طے نہیں ہو سکتا تھا لیکن شاہد علی خاں کو بڑی مایوسی ہوئی جب انہوں نے اس بنا پر کہ ایک بیوی پہلے سے موجود ہے اور یہ انگریزی تہذیب کے خلاف ہے صاف انکار کر دیا - تعلقات اس حد تک پہونچ گئے تھے کہ اب شاہد علی کیلئے صوفیہ کے بغیر زندگی بسر کرنا محال تھا انہوں نے مسٹر بیسلے کو رضامند کرنے کے لئے تمام زور و زر صرف کر دینا چاہا اور آخر کار بمشکل تمام ان قراردادوں پر شادی طے ہوئی (۱) پہلی بیوی کو گھر سے نکالدو - (۲) پچاس لاکھ مہر معجل (۳) ایکہزار روپیہ ماہوار جیب خرچ دینا ہوگا (۴) صوفیہ ہمیشہ اپنے والدین کے گھر رہیگی - شاہد علی خاں ایک حسین اور وفادار بیوی کا شوہر - کیمبرج یونیورسٹی کا گریجوایٹ خدا جانے کیوں ایسا دیوانہ ہو گیا کہ یہ سب شرطیں مان کر اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنے کے لئے نہیں بلکہ اپنے گلے پر چھری پھیرنے کے لئے آمادہ ہو گیا - اس کے یہ معنی تھے کہ صوفیہ ایک کھلونا تھی جسکے لئے اُسکا دل مچل رہا تھا - اس کھلونے کی قیمت نصف کروڑ تھی اور بس اسی قدر اُس کی جائداد بھی تھی - گویا وہ اپنی تمام دولت ثروت اور عزت کے بدلے میں صوفیہ کو حاصل کر رہا تھا - بہرحال دوسرے دن جائداد کی فروخت کا انتظام شروع ہو گیا - لالہ سیتارام اگروال - دونی چند کلوار وغیرہ منہ پھیلائے بیٹھے تھے - ایک ہفتہ میں معاملات طے ہو کر پچاس لاکھ کی رقم فراہم ہو گئی - یہ غنیمت تھا کہ شاہد علی نے جائداد کو فروخت کر دیا اور اسطرح آدھی سے کچھ کم جائداد بچ رہی ورنہ سودی قرض کا انتظام ہوتا تو ایک کروڑ کی جائداد پچاس لاکھ کے قرضہ میں فنا ہو جاتی - وفادار بیوی زینب اور شاہد علی کے مخلصین اس واقعہ سے نہایت غمگین تھے اور جب شاہد علی نے قدسیہ کو اُس کے میکے بھیجا ہے اور اس طرح کہ اُس کے ہاتھ میں ایک چھلا بھی باقی نہیں رکھا گیا تو وہ اپنے بے اختیار آنسوؤں کو نہ روک سکے - بیشک روتے تھے لیکن شاہد علی ایسا مجنون ہو رہا تھا کہ اُسے اپنی ستمگاریوں کا ذرا بھی احساس نہ تھا - ان انتظامات سے فارغ ہو کر اُس نے مسٹر بیسلے کو اطلاع دی - نزد مطلوبہ اُن کی کوٹھی پر پہونچ گیا اور نکاح ہو گیا -

(۶)

ابھی اس مرضی کی شادی کو ایکسال بھی نہیں گزرا تھا کہ شاہد علی خاں پچاس ہزار کے مقروض ہو گئے - کیونکہ صوفیہ کی گفتگو میں زیادہ تر فرمائشیں ہوتی تھیں - وہ فرنیچر اور لباس خریدنے کے لئے خود جاتی تھی لیکن دریبہ یا چاندنی چوک میں نہیں - کلکتہ اور بمبئی میں - اُس کے کپڑے پیرس میں سلتے تھے اور لندن میں دُھلتے تھے - یہ اُسی کے حسن گلوسوز کا اثر تھا کہ شاہد علی خاں شہر کے یورپین طبقہ میں شامل ہو گئے تھے - یہ اُسی کی دلنوازیوں کا نتیجہ تھا کہ شہر کے تمام یورپین حکام اور اُن کی لیڈیاں بے تکلف شاہد علی خاں کی دعوتوں میں شریک ہوتی تھیں - یہ سب کچھ تھا لیکن ایک دن شاہد علی خاں کو ایک چشم دید واقعہ نے دیوانہ بنا دیا - صوفیہ نے اُن کے لئے ایک پروگرام بنا رکھا تھا اور اُسی کے مطابق مسٹر بیسلے کی کوٹھی پر اُن کی آمد و رفت رہتی تھی - لیکن شوہری اقتدار کی بنا پر ان اوقات کے علاوہ بیوی کے پاس جانا وہ ناممکن و نامناسب نہیں سمجھتے تھے - چنانچہ ایک دن وہ ایک ضرورت خاص سے خلاف معمول دوپہر کے وقت مسٹر بیسلے کی کوٹھی پر پہونچے - اب کوئی روک ٹوک تو تھی نہیں لہذا وہ سیدھے صوفیہ کے کمرہ کی طرف بڑھے کمرہ کے دروازے اندر سے بند تھے - ایک خادمہ نے کہا "حضور آرام میں ہیں کچھ مزاج ناساز ہے - حکم دیا ہے کہ کوئی آنے نہ پائے" شاہد علی نے کہا "کیا میری بھی ممانعت ہے" خادمہ نے کہا "حضور انہوں نے کہا ہے کوئی ہو" شاہد علی یہ سنکر خاموش ہو گیا اور صوفیہ کے کمرہ سے ملا ہوا جو کمرہ تھا اُس میں ٹھہر کر تفتیش حال کرنے لگا - دونوں کمروں کے درمیان ایک جالی لگی ہوئی تھی - شاہد علی نے میز پر کرسی رکھی اور پھر کرسی پر کھڑے ہو کر جو دیکھا تو حیرت زدہ رہ گیا - اُسے تاب نہ رہی فوراً صوفیہ کے کمرہ کے پاس آکر دروازہ پر ٹھوکر ماری اور چلا کر کہا فوراً دروازہ کھولو ورنہ میں توڑ ڈالوں گا - کچھ دیر کے بعد دروازہ کھلا اور مسٹر یوسف بیرسٹر کمرہ سے برآمد ہوئے - شاہد علی جوش سے مجنون ہو رہا تھا اُس نے بیرسٹر صاحب کو ایسا دھکا دیا کہ وہ کمرہ میں جا گرے - صوفیہ گھبرا کر اپنی کرسی سے اُٹھ کھڑی ہوئی - بیرسٹر صاحب سنبھلکر شاہد علی کے مقابلہ میں آئے - دونوں میں دیر تک کشتی ہوتی رہی - بالآخر بیرسٹر صاحب کا ایک گھونسہ زیادہ کارگر ثابت ہوا اور شاہد علی بیدم ہو کر زمین پر گر پڑا - یہ گھونسہ اس لئے اور بھی زیادہ موثر ثابت ہوا کہ شاہد علی نے بیرسٹر صاحب کے ہاتھ میں اُس انگوٹھی کو پہچانا جو صوفیہ نے بمبئی کے جوہری سے پانچہزار کو خریدی تھی - غرض جب شاہد علی بےدم ہو کر گر پڑا تو مسٹر یوسف نے اُس کی طرف بڑھکر کہا "درست تم کیوں اسقدر خفا ہوئے - خفا تو مجھے ہونا چاہیئے تھا کیونکہ میرے تعلقات تمہاری شادی سے بہت پہلے کے ہیں" یہ کہکر وہ کمرہ سے نکل گیا صوفیہ ہنوز سہمی ہوئی کھڑی تھی - کئی منٹ کے بعد جب شاہد علی کے حواس بجا ہوئے تو وہ اپنی جگہ سے اُٹھا اور صوفیہ پر حملہ آور ہونا چاہتا تھا کہ ایک فقرہ نے اُس کی طاقت سلب کر لی - صوفیہ نے کہا "نامردوں کا قاعدہ ہے کہ جب وہ مردوں سے ہار جاتے ہیں تو عورتوں پر ہاتھ اُٹھاتے ہیں"۔

(۷)

ان حیاسوز اور جگر شگاف واقعات کے بعد شاہد علی نے صوفیہ کی صورت نہیں دیکھی اور مسٹر بیسلے کی کوٹھی پر کبھی قدم رکھا - لیکن اس کا ناگزیر نتیجہ یہ تھا

کہ پچاس لاکھ کا دعویٰ اُس پر دائر ہو گیا۔ شاہد علی کے پاس جوا پنے آپ کو ہر طرف سے طوفانی موجوں میں گھرا ہوا دیکھ رہا تھا عذر خواہی کیا تھی کہ وہ عدالت میں پیش کرتا۔ یہ بھی اُس کے امکان سے باہر تھا کہ جائداد کو فروخت کر کے اور قسم کو چھپا کر دیوالیہ بن بیٹھتا۔ بہرحال نالش ہوئی۔ ڈگری ہوئی اور شاہد علی کی تمام جائداد حتیٰ کہ مکان مسکونہ اور اثاث البیت بھی قرق ہو گیا۔ جس دن اس مشہور اور نامور خاندان پر یہ مصیبت نازل ہو رہی تھی اُس دن شہر میں ایک طوفان برپا تھا۔ شاہد علی نہایت خاموشی کے ساتھ اپنے مکان سے چلا گیا اُسکے دلمیں اسوقت مختلف خیالات تھے۔ کبھی وہ خودکشی پر آمادہ ہوتا تھا۔ کبھی ہمیشہ کے لیئے جلا وطن ہو جانے کا ارادہ کرتا تھا لیکن اُس کی قوت فیصلہ بالکل بیکار ہو گئی تھی اور اس لیئے وہ کچھ بھی نہ کر سکا۔ آخرکار وہ چلتے چلتے ایک جگہ بیٹھ گیا۔ یہاں اُس کی ایک قدیم الخدمت ضعیف العمر خادمہ کا مکان تھا۔ وہ اُسے دیکھ کر بے اختیار آگے بڑھی اور اُسے اپنے گھر لے گئی۔ ان حوادث نے شاہد علی کی صحت پر بہت ناگوار اثر ڈالا، اور وہ ایک چارپائی پر لیٹتے ہی غافل ہو گیا۔ خدا جانے کتنی دیر تک اُس پر غفلت کا عالم طاری رہا لیکن جب اُس کی آنکھ کھلی تو محسوس ہوا کہ کوئی پاؤں داب رہا ہے۔ کروٹ بدل کر دیکھتا ہے تو اُسکی مظلوم بیوی قدسیہ پرآب آنکھوں کے ساتھ موجود ہے وہ ہمدردی اور دلسوزی کی ایک تصویر بنی ہوئی ہے۔ یہ منظر دیکھ کر ایک بجلی تھی جو شاہد علی کے نظام عصبی میں کوند گئی۔ وہ تڑپ کر اُٹھا اور بے اختیار اپنی وفادار بیوی کے قدموں پر سر رکھ دیا۔ قدسیہ کے آنسو اُسکی آنکھوں میں شاید اسی لمحہ کے منتظر تھے۔ وہ بے اختیار رونے لگی اور اُس کے ساتھ ہی شاہد علی بھی زار زار رو دیا۔

"روتے ہی اُسکی آنکھ کھل گئی۔ کتاب ہاتھ سے چھوٹ کر فرش پر گر پڑی تھی وہ اپنی آرام کرسی پر سنبھل بیٹھا۔ اور اس بات پر کہ یہ تمام مصیبتیں عالم خواب میں شروع ہو کر عالم خواب ہی میں ختم ہو گئیں خدا کا شکر ادا کیا۔ رونے کی آواز سُنکر اِدھر اُدھر سے نوکر دوڑ آئے تھے انھوں نے فوراً مزاج پوچھا۔ شاہد علی نے کہا "کچھ نہیں خواب دیکھا تھا" اتنے میں ٹیلیفون کی گھنٹی بجی۔ نوکر نے ٹیلیفون اُٹھا کر عرض کیا کہ "کوئی مس صاحبہ حضور کو پوچھتی ہیں اور دو دفعہ اس سے پہلے بھی ٹیلیفون کر چکی ہیں" شاہد علی نے یہ سُنکر ایک قینچی منگائی اور اپنے ہاتھ سے ٹیلیفون کا تار کاٹ دیا۔ اس کے بعد وہ بیتابانہ زنانہ میں پہونچا خواب کا خمار اُس کے دماغ پر حکمراں تھا جب وہ قدسیہ کے روبرو پہونچا تو نیازمندی چاہتی تھی کہ اُسے قدموں پر گرا دے لیکن محبت نے سنبھالا اور ملورین گردن کی کہربائی نے جھکتے ہوئے ہاتھوں نے اپنی طرف کھینچ لیا۔

---

# جنکو لائق داماد کی ضرورت ہو وہ پڑہیں

ایک صاحب جو صوبجات متحدہ کے باشندے ہیں۔ شہر کے رہنیوالے ہیں غیر شادی شدہ ہیں پچیس سال عمر ہے۔ اردو فارسی انگریزی میں کافی قابلیت رکھتے ہیں نہایت ذہین اور ہوشمند ہیں۔ صورت شکل بھی خاصی ہے تندرست اور صحیح القوے ہیں۔ کاروباری معاملات سے اچھی طرح واقف ہیں۔ اس وقت ایکسو بیس روپے ماہوار پر ایک کارخانہ میں مینجری کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ نہایت شریف خاندان ہیں۔ والد کا انتقال ہوچکا ہے باقی تمام اعزہ موجود ہیں۔ صاحب موصوف کو تجارت کا بہت شوق ہے اور بڑی تمنا ہے کہ وہ ایک بڑے کاروبار کے مالک بنیں اور اپنی زندگی عزت شہرت اور کامیابی کے ساتھ بسر کریں۔ اُن کا خیال ہے کہ تنخواہ میں سے تہوڑی تہوڑی رقم بچاکر یہ آرزو پوری کیگئی تو کامیابی ضرور ہوگی لیکن بڑھاپے تک وہ اپنی جوانی اور بڑہاپے دونوں کو سرسبز اور کامیاب دیکھنا چاہتے ہیں اور ایسی بیوی کے خواہشمند ہیں جو بذات خود یا اُس کے والدین کم از کم اتنے دولتمند ہوں کہ بیس پچیس ہزار کی رقم کاروبار میں لگا سکیں۔ صاحب موصوف کو کسی طرح کی بد دیانتی یا بد نیتی مقصود نہیں وہ اس کاروباری زندگی سے خود بھی فائدہ اٹھائینگے اور بیوی کے والدین کو بھی فائدہ پہونچائینگے۔ وہ مسلمان سنی المذہب مسید ہیں۔ لیکن اس مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے اُنہیں بیوی کے متعلق اس سے زیادہ کچھ خیال نہیں کہ وہ مسلمان قوم اور ذات کی کوئی قید نہیں۔ خوبصورتی اور بدصورتی کا کوئی امتیاز نہیں۔ خواہ دوشیزہ ہو خواہ بیوہ ہو۔ خدا جانے ہندوستان میں ایسے کتنے کاروباری اور دولتمند اشخاص ہونگے جنکو ایک ایسے لائق داماد کی ضرورت ہوگی جو اُن کو کاروبار میں مدد دے یا اُنکی دولت کی افزائش کا باعث ہو۔ ایسے اشخاص کی آگاہی کیلئے یہ اشتہار شایع کیا جاتا ہے۔ جو صاحب اس کار خیر کے لئے آمادہ ہوں وہ ہر طرح اپنا اطمینان کرسکتے ہیں کہ نوجوان موصوف کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے وہ حرف بحرف صحیح ہے۔ اِس پتہ سے خط و کتابت ہونی چاہیے۔

ایم - اے

بتوسط رسالۂ دین و دنیا دہلی

# ایک زبردست عالِم

کی طرح اگر آپ مذہبی معلومات بہم پہنچانا چاہتے ہیں، اگر آپ کی یہ خواہش ہے کہ دنیا کا معمولی سے معمولی اور نازک سے نازک مسئلہ آپ خود بہ آسانی حل کر سکیں۔ اور اگر آپ کی یہ بھی آرزو ہے کہ آپ کی زندگی

# ایک سچّے مسلمان کی زندگی

بن جائے اور آپ کی ہر نقل و حرکت مذہبی اصول سے وابستہ ہو آپ کا ہر قدم رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بتائے ہوئے راستہ کی طرف بڑھے۔ آپ کا ہر دنیاوی معاملہ دائرۂ مذہب سے کبھی باہر نہ ہو تو آپ

# فلاحِ دین و دنیا

ملاحظہ کیجیے۔ اس کتاب کے خریدنے کے بعد انشاء اللہ آپ تمام مذہبی کتابوں سے سبکدوش ہو جائینگے۔ روزہ، نماز، زکوٰۃ، حج کے علاوہ آپ اپنے مذہب کی ادنےٰ سے ادنےٰ بات سے بھی ایک زبردست عالم کی طرح واقف ہو جائیں گے اور دنیا کا کوئی بھی ایسا مسئلہ نہ ہوگا جس سے کہ آپ بخوبی آگاہ نہوں یہ کتاب تمام مذہبی کتابوں کا عطر ہے۔ اگر کتاب جیسا کہ بتایا گیا ہے اس سے بہتر ہو تو رکھیے ورنہ فوراً واپس کر دیجئے اس ایڈیشن میں مولینا سید ظہور احمد صاحب چیف ایڈیٹر رسالۂ دین و دنیا نے کتاب پر نظرِ ثانی فرما کر جا بجا بہت کچھ مناسب اضافہ کر دیا ہے۔ اگر آپ اس کتاب کے بارے میں اور زیادہ معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اس کتاب کی فہرست مضامین جو علیحدہ آٹھ صفحات پر چھپی ہوئی ہے منگا کر ملاحظہ فرمالیجیے۔

ٹائٹل ہفت رنگ نہایت خوبصورت، کاغذ ولایتی چکنا، لکھائی چھپائی نہایت دیدہ زیب ضخامت تقریباً چھ سو صفحے۔

**قیمت فی جلد للعہ**

**ملنے کا پتہ:- منیجر نظامیہ دار الاشاعت - دہلی**

# آپکی فہم و فراست

کا وہ پایہ تھا بلند۔ حضرت فاروق بھی لیتے تھے رائے عائشہ

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی وہ مبارک ہستی تھی جسکو رسول پاک صلعم نے تمام دنیوی نعمتوں کے مقابلہ میں اپنی ذات جامع کمالات کے لیے انتخاب فرمایا تھا۔ آپ کی ذات وہ مبارک ذات تھی جسکی پاکدامنی کا شاہد کلام پاک بنا۔

## سیرۃ الصّدیقہ رضؓ

آپ کی نہایت مکمل سوانح زندگی ہے۔ پیدائش سے لیکر وفات تک کے حالات مفصل طور پر درج ہیں مختصر فہرست مضامین۔ پیدائش زمانۂ رضاعت اور بچپن آپ کا مہر۔ آپ کا جہیز رخصت کے بعد۔ حضرت عائشہ کی گڑیاں۔ ہجرت رسول۔ حضرت عائشہ مدینہ میں حضرت عائشہ صدیقہ کا علم و فضل۔ حضرت عائشہ صدیقہ کی تعلیم۔ آداب گفتگو۔ سخاوت۔ تواضع۔ عبادت و خوف خدا۔ مکروہات سے پرہیز۔ حیا اور پاس وضع۔ ایثار۔ حجاب۔ نفاست طبع اطاعت شوہر۔ اقوال صدیقہ۔ پردہ کا خیال لباس۔ لڑائیوں میں شرکت۔ جنگ جمل۔ غرض یہ کہ وفات تک کے مفصل حالات اور آپ کے متعلق صدہا احادیث کا ترجمہ درج ہے۔ اس کے علاوہ دو

## تصویریں بھی ہیں

ایک حضرت عائشہ صدیقہ کے مزار مبارک کا فوٹو اور دوسرا فوٹو مسجد عائشہ صدیقہ کا جہاں حاجی عمرہ باندھتے ہیں ضخامت ۲۰۰ صفحے قیمت مجلد ۲/

## خاتونِ جنّت

### سیدۃ النسا حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ

کی مکمل سوانح جسمیں آپ کی پیدائش سے لیکر وفات تک کے حالات مفصل طور پر بیان کیے گئے ہیں۔ خاتونِ جنت آپ کی سب سے زیادہ مکمل سب سے زیادہ مفصل سب سے زیادہ سلیس سب سے زیادہ ضخیم سوانح ہے۔ اس کے علاوہ

### دس تصاویر بھی ہیں

(۱) روضۂ مقدسہ حضرت فاطمۃ الزہرا (۲) مدفن تبرکات حضرت رسول مقبول صلعم (۳) حجرہ حضرت فاطمۃ الزہرا۔ (۴) شہر مکہ معظمہ کا نقشہ مع حاکہ (۵) خانہ کعبہ حرم شریف مکہ معظمہ کا سطحی نماکہ۔ (۶) شہر مدینہ منورہ کا نقشی خاکہ (۷) مدفن بتول پر برقی روشنی کا نظارہ (۸) جنت البقیع کا نقشی خاکہ۔ (۹) قبۂ اہلبیت رضی اللہ عنہ (۱۰) مزار مبارک حضرت فاطمہ رضؓ کا نظارہ ضخامت ۲۵۰ صفحے

قیمت مجلد ۲/ ملنے کا پتہ:- منیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی

# سچے قصے

## اگر لاکھوں کی جائداد آپ کو مل جائے

لکھنؤ کے ایک دولتمند نواب صاحب کا انتقال ہوا۔ بیگم صاحبہ مرشد آباد کی تھیں، اور خود بھی صاحب جائداد تھیں۔ نواب صاحب مرحوم کے صاحبزادے جنکے متعلق مرزا رسوا صاحب بی۔ اے، پروفیسر لکھتے ہیں کہ اب بھی زندہ ہیں مرزا صاحب انکو جانتے ہیں، نہایت سیدھے سادے تھے، لوگوں نے ان کم عمر نواب صاحب کو خوب بے وقوف بنایا۔ قبض سوز شرب کی، اور زنان بازاری کی چاٹ لگادی۔ سب سے بڑھکر لطیفہ یہ ہوا کہ ویرانہ میں ایک حسینہ کو بہنیا کر نواب صاحب کو یقین دلایا کہ یہ پری ہے اور اسی سال تک کو پرستان کی سیر کرائی، بدمعاشوں کا ایک پورا گینگ کام کرتا تھا جنمیں کوئی عامل بنا ہوا تھا کوئی مصاحب تھا، کوئی جاں نثار تھا، دوسری طرف دولتمند بیوہ کا اس حرص کے نصف میں اپنے لیے محبت بھرے دیکھے ہیں۔ کتابیں جو کہ صرف سچے واقعات لکھے گئے ہیں اس لیے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ لکھنؤ میں اب بھی کیا کچھ ہو رہا ہے نہایت دلچسپ اور عبرت انگیز لکھنؤ کی پیاری زبان میں لکھنؤ کے سب سے بڑے انشاپرداز کی تصنیف نام ذات شریف قیمت مجلد ایک روپیہ آٹھ آنے۔

## اگر ایسی بیوی آپ کو میسر آئے

یہ بھی لکھنؤ کا سچا واقعہ ہے اور ایک مشہور خاندان کی معاشرت دکھائی گئی ہے۔ نواب خورشید مرزا کے خاندان کی ایک حسین لڑکی پر فریفتہ تھے لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ ان کی شادی اور جگہ ہوئی اور وہ لڑکی کلکتہ کے ایک دولتمند کو بیاہی گئی۔ ۲۰ برس کے بعد دونوں اس طرح ملے کہ وہ لڑکی بیوہ ہو چکی تھی اور دق میں مبتلا تھی۔ اپنی حسین بیٹی اختری بیگم کو لاکھوں روپیہ کی مالیت کے ساتھ خورشید مرزا کے سپرد کیا اور دم توڑ دیا۔ خورشید مرزا اختری کو گھر لائے۔ ماں کی وصیت تھی کہ جب تک شادی نہ ہو دولت کا حال ظاہر نہ کیا جائے۔ خورشید مرزا کی دو کنواری جوان لڑکیاں تھیں انہوں نے اختری کے ساتھ بدسلوکیاں کیں، اختری نے تعلیم یافتہ اور نیک مزاج ہے مرزا صاحب سے غریبوں کی امداد کرتی ہے، جب لوگوں پر اسکی دولت کا راز ظاہر ہوا تو اسے پھانسنے کی کوشش کی۔ اختری کی ایک جوان خادمہ عاشقانہ خطوط لیتی رہی اور ان کا جواب لکھتی رہی آخر عاشق صاحب بیگم کی جگہ خادمہ بیاہی گئی نہایت دلچسپ اور عبرتناک ہے۔ زبان بہت ہی پیاری ہے اسکا نام **اختری بیگم** ہے قیمت مجلد ۱۲

## اگر ایسی محبوبہ آپ کو ملتی؟

یہ قصہ بالکل سچا ہے جن صاحب کا قصہ ہے اُن کی اولاد اب بھی لکھنؤ میں موجود ہے۔ کبھی ہم نے تو اس سے زیادہ مؤثر اور دردناک کوئی قصہ آجتک پڑھا نہیں۔ حسن شاہ ایک انگریز کے منشی تھے۔ انگریز شوقین مزاج تھا کشمیری عورتوں کا ایک طائفہ ملازم تھا، ان میں خانم جان نامی ایک لڑکی بڑی خوبرو، بڑی خوش گلو اور بڑی تعلیم یافتہ تھی، وہ حسن شاہ پر عاشق ہوئی اور حسن شاہ اس پر، عرصہ تک صرف حسب حال غزلیں گا گا کر ایک دوسرے پر دل کا راز ظاہر کرتے رہے۔ پھر خط و کتابت ہوئی ملاقات ہوئی، شادی ہوئی، اسی اثنا میں انگریز کا تبادلہ ہو گیا۔ طائفہ برخاست کر دیا گیا، حسن شاہ اور خانم جان میں جدائی ہو گئی خانم جان ایسی باوفا اور محبت کرنے والی ثابت ہوئی کہ جھوٹے ناولوں میں بھی اس کی مثال نہیں ملتی۔ میں پھر کہتا ہوں کہ بے حد مؤثر اور دلچسپ واقعہ ہے۔ اس کا نام **نشتر** ہے قیمت مجلد ایک روپیہ چار آنے۔

**ملنے کا پتہ: منیجر نظامیہ دارالاشاعت۔ دہلی**

## اگر دوسروں کی جگہ آپ ہوتے

دیوہ ضلع بارہ بنکی کے ایک رئیس کی خوبصورت لڑکی ناظرہ بیوہ ہوئی، خاندان میں عقد ثانی کو برا سمجھا جاتا تھا، لڑکی بہت حسین اور نوعمر تھی، رئیس صاحب اسکو وعظ سنواتے اور پھر اسے حج کے لیے لے چلے، بمبئی پہنچکر ایک ہوٹل میں ٹھہرے، لڑکی بے خبر سو رہی تھی کہ ایک شخص نے اسے بے آبرو کرنا چاہا مگر بچ گئی۔ عرب پہنچکر حج کے بعد بھی عرصہ تک حجاز میں قیام رہا۔ ناظرہ بعض ناخدا ترس حبشیوں کے ہاتھ پڑ گئی انہوں نے اپنا کام نکالنا چاہا مگر بال بال بچی آخر طائف میں پہنچکر ایک شخص سے اس کے تعلقات ہو گئے، جو آخر میں سوتیلا بھائی ثابت ہوا۔ ایک ناجائز بچہ پیدا ہوا، اور سخت شرمناک واقعات پیش آئے جن سے خدا ہر شریف کو بچائے۔ بے حد عبرت انگیز، سبق آموز اور دلچسپ اس کا نام **اشکِ حسرت** ہے۔ قیمت ۱۲ مجلد ۱۲

## روح وجد میں آجائیگی

دل پھڑک جائیگا **جواہر لاثانی** کا ہر مصرع آپ کو بے چین کر دے گا حضرت بیآن یزدانی مرحوم و مغفور ہندوستان کے زبردست شعرا میں شمار کیے جاتے ہیں۔ ان کے کلام کا مجموعہ شائع ہو گیا ہے۔ بیآن صاحب غالب کے بعد دوسرے شاعر مانے جاتے ہیں۔ **جواہر لاثانی** نہایت مفید نظموں کا مجموعہ ہے قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے۔

## دل کے آپریشن کے لیے نشتر

اگر کوئی ہو سکتا ہے تو عالیجناب نواب ضیاء الدین احمد خاں صاحب نیّر رئیس لوہارو مرحوم و مغفور تلمیذ دبیر الملک مرزا نوشہ غالب کا کلام ہے **صحیفۂ زرّیں** اُن فارسی قصائد غزلیات اور رباعیات کا مجموعہ ہے جنکو بے حد کوشش کے بعد بہم پہنچایا گیا ہے۔ بڑی تقطیع سوا دو سو صفحے۔ نہایت خوشخط قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے۔

## عورت کا زوردار اپیل

دہلی کی ایک مشہور انشا پرداز خاتون نے صنفِ نازک کی طرف سے مؤثر الفاظ میں اپیل کیا ہے کہ انتخاب زوج کے معاملہ میں بیچاری لڑکی سے بھی رائے حاصل کی جائے، جو واقعہ بطور مثال قابل خاتون نے قلمبند کیا ہے وہ بالکل سچا واقعہ ہے، طرز بیان نہایت دردناک قیمت ۶ر

## ایک دوسری دنیا بھی ہے

جسکا نظارہ صرف دل کی آنکھ سے ہو سکتا ہے جس کی جستجو کا نام تصوف ہے۔ اس دنیا کی سیر مقصود ہو تو **کاشف الاسرار** کا مطالعہ کیجئے۔ بظاہر چند اوراق کا مجموعہ ہے، درحقیقت عالم نورانی کا ایک جہاں میں آئینہ ہے، جن لوگوں کا دل اس دنیا سے بیزار ہو کر ایک دوسری دنیا کے جلووں کا متمنی ہو وہ یہ کتاب ملاحظہ فرمائیں۔ قیمت چھ آنے

**ملنے کا پتہ: منیجر نظامیہ دارالاشاعت دہلی**

کمزوروں کے لیے اس سے بہتر کوئی دوا نہیں، یہ دوا بھی ہے اور غذا بھی۔ **نوشین** کے ایک تولہ میں آدھ سیر یخنی، ایک سیر دودھ اور آدھ پاؤ مکھن کی طاقت ہے، یہ چیزیں ہضم نہیں ہوتیں لیکن **نوشین** نہ صرف خود سریع الہضم ہے بلکہ دیگر غذاؤں کو بھی ہضم کر دیتا ہے، ایلومینیم کے خوبصورت اور خالی ہونیکے بعد بھی کام آنیوالے بکسوں میں روانہ ہوتا ہے۔ قیمت دس خوراک ۶۲، ۲۰ خوراک للعہ، ۴۰ خوراک ۱۰ عہ

**المشتہر: منیجر کارخانۂ نوشین۔ چاند بلڈنگ۔ دہلی**

# افسانہ بھی تاریخ بھی اور نصیحت بھی

**عروس مصر** جرجی زیدان ایڈیٹر الہلال مصر کے مشہور عربی ناول "احمد بن طولون" کا ترجمہ مولانا سید ظہور احمد صاحب آنریری چیف ایڈیٹر دین و دنیا کے قلم سے۔ احمد بن طولون والی مصر کے نہایت دلچسپ حالات۔ مصر کی مایہ ناز مہ پارہ دمیانہ کی ترنم آلود محبت۔ مصری نگاہوں کا سعید کے حسن و جمال کو خیر مقدم کہنا۔ حیا کا عرض مدعا سے باز رکھنا۔ سعید کا حبین دمیانہ کی محبت کو رسوائی کے خوف سے مدتوں دل کے عمیق ترین گوشہ میں پوشیدہ رکھنا آخر طرفین کا محبت کے جذبات سے مغلوب ہو کر قطروں ہی قطروں میں داستان غم کہہ جانا۔ دمیانہ کے والدین پر اس راز کا انکشاف ہونا محبت کی دشواریاں عشق کی مصیبتیں زورں کا ساحل مراد تک پہونچ کر تشنہ کام جدائی جذبہ عشق کا دوبارہ شاہراہ کامیابی دکھانا۔ نہایت دلچسپ ناول ہے ضخامت ۲۰۸ صفحہ قیمت ۱۲/

**عبدالرحمن ناصر** ترجمہ جرجی زیدان ایڈیٹر الہلال مصر کے عربی ناول "عبدالرحمن ناصر" کا ترجمہ مولانا سید ظہور احمد صاحب آنریری چیف ایڈیٹر رسالہ دین و دنیا نے اپنے مخصوص رنگ میں تحریر فرمایا ہے۔ بڑی خوبی یہ ہے کہ جرجی زیدان کا انداز تحریر عربی کی طرح اردو میں بھی قائم ہے۔ اس ناول میں خلیفہ عبدالرحمن ناصر کے عہد حکومت کے دلچسپ واقعات۔ خلیفہ کی منظور نظر زہرا کے عجیب غریب واقعات جسکے حسن کی تجلیوں نے تمام ملک کے حسن پرستوں کو اپنے روبرو سرنگوں کر لیا تھا۔ سعید کا زہرہ کے حسن و جمال پر دیوانہ ہو جانا اور آخرکار اس سچے عاشق کا دنیا میں محبت کی مثال قائم کر کے راہی ملک بقا ہونا سعید کی دلدادہ عابدہ کا سعید کی فرقت میں بیتاب رہنا۔ محبت کے طلاطم خیز سمندر میں عابدہ کا ہاتھ پاؤں مارتے ہوئے دکھائی دینا۔ غرض یہ کہ اس درجہ دلچسپ ناول ہے کہ تاریخ اس ناول کے بعد ایسا ناول لکھا جاسکے ضخامت ۲۹۶ صفحہ قیمت ۱۸/

**حجاج بن یوسف** مولانا سید ظہور احمد صاحب آنریری چیف ایڈیٹر رسالہ دین و دنیا نے جرجی زیدان کے مشہور و معروف عربی ناول "حجاج بن یوسف" کو بہترین اردو کا جامہ پہنا کر پیش کیا ہے جسمیں یزید کے جانشینوں کی خستہ حالی دکھائی ہے۔ خلیفہ عبدالملک کی طرف سے حجاج بن یوسف کا مکہ معظمہ پر چڑھ کر حضرت عبداللہ بن زبیر سے خوفناک مقابلہ۔ مکہ معظمہ کا محاصرہ۔ بیت اللہ میں خونریزی و غارتگری۔ اس کے علاوہ اس ناول میں عرب کی ان مہ جبینوں کا کیریکٹر دکھایا ہے جنکے حسن کی تعریف میں عرب کے شعراء نے صدہا قصائد لکھے ہیں حسن و محبت سے ناول رنگا ہوا ہے۔ جو اصحاب تاریخ کو محض خشک مضمون ہونیکے سبب سے ناپسند کرتے ہیں وہ حجاج بن یوسف پڑھیں جسکے دلچسپ افسانہ کے ساتھ ساتھ تاریخ اسلام کا ایک بڑا حصہ ذہن نشین ہو جائیگا۔ ضخامت ۲۵۶ صفحہ قیمت ۱۲/

**یوسف پاشا** ایک پراسرار قلعہ کی تباہی کیونکر ہوئی؟ اور شہزادہ یوسف نے ڈاکوؤں کے خوفناک اور زبردست گروہ پر کیونکر فتح حاصل کی؟ ایک غارتگر صبر و شکیب حسینہ اور ہوشربا **مسیحی ملکہ** کے عشق نے کیسی کیسی کرشمہ سازیوں سے کام لیا اور کیسی کیسی سحر طرازیوں سے جلوہ نما ہوئی۔ ترکی شہزادہ یوسف پاشا عشق و محبت کے طفیل میں کیسی کیسی مصیبتوں میں گرفتار ہوا اور اسکو کس قدر دلیری اور سرفروشی سے کام لینا پڑا۔ بالآخر خوفناک معرکوں کو سر کرنیکے بعد کسطرح وہ مسیحی محبوبہ اسکے پہلو کی زینت بن سکی اور شہزادہ اپنی خواہش دل اور تمناؤں میں کیونکر کامیاب ہوسکا **مسیحی ملکہ کیونکر مسلمان ہوئی** اور کسطرح مسلمان ترکوں کی ملکہ بنی۔ ان تمام دلچسپ اور حیرت انگیز واقعات کو معلوم کرنا ہو تو آج ہی ۱۲/ میں یوسف پاشا کی ایک جلد طلب کیجئے جو کہ نہایت دلچسپ اور بہترین ناول ہے۔

**محبوبۂ مصر** مصر کا حسن دنیا بھر میں مشہور ہے۔ مصر کا تمدن و معاشرت یورپ کے تمدن کو شرما رہا ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ مصر کی پریاں دریائے نیل کے کنارے رقص کرتی ہوئی آپکو دکھائی دیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ حسن و جمال کا مرقع آپکی نظروں کے سامنے ہو۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ عشق و محبت کے واقعات کبھی آپکی آنکھوں کو پرآب کردیں اور کبھی آپ کے لبوں پر تبسم لہرانے لگے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ دنیا کا سب سے زیادہ دلچسپ ناول ہی آپ کی لائبریری کی زینت ہو۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ایک محبت بھری افسانہ کے ساتھ ساتھ تاریخی معلومات میں بھی اضافہ ہو۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ایک ناول آپ کو تاجروں کی گہری چالوں سے بھی واقف کر دے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ایک داستان محبت آپ کو دہاحنوں کی بدمعاشی سے بھی آگاہ کر دے تو محبوبۂ مصر پڑھئے جو کہ ۲۰۰ صفحے کا نہایت دلچسپ تاریخی اور مفید ناول ہے۔ قیمت ۱۲/

**امیرالمومنین عبدالرحمن ناصر** جرجی زیدان کے تاریخی ناول کا ترجمہ۔ خلیفہ عبدالرحمن اور ان کے صاحبزادوں کی معرکہ آرائیاں۔ محبت کی درد بھری کہانی۔ طالب صاحب کی جناب ایک حسینہ جذبہ عشق سے مغلوب ہو کر دیوانہ وار حرکتیں کرنا۔ لاکھوں مصیبتوں کے برداشت کرنے کے بعد مقصد میں کامیابی۔ قیمت ۸/

**جنگ بلقان** کیا سمی در حقیقت سفیہ پر جان دیتا تھا کیا واقعی سعیدہ کو سمی سے محبت تھی۔ کیا بلقان کی جنگ میں سمی کی یہ ولولہ انگیز جرأت ۔۔ کے لئے تھی۔ کیا درحقیقت غازی انور بے نے جو کچھ جنگ بلقان میں کارنامے دکھائے وہ انسانی قوت سے بالاتر تھے اگر ان سوالوں کا جواب آپ چاہتے ہیں تو جنگ بلقان کے اوراق سے لیجئے۔ قیمت ۱۲/

**امراؤ جان ادا** لکھنؤ کی ایک تعلیم یافتہ طوائف کے عمر بھر کے تجربے اگر دیکھنے ہوں اگر یہ معلوم کرنا ہو کہ انسان کے لباس میں جیدان کے جال کیا کیسے پھنستا ہے۔ اگر یہ سمجھنا ہو کہ علاوہ چند مشہور باتوں کے انمیں کونسی تسخیر کی قوت کام کرتی ہے تو کافی امراؤ جان کا نظارہ کیجئے اس تجربات الطوائف کے ۲۵۶ صفحے ہیں قیمت ۱۲/

# اگر

معزز خریداران اس فارم پر فرمائش کتب معہ نمبر خریداری روانہ فرمائینگے انکو ۲ر فی روپیہ کمیشن دیا جائیگا۔

ایک روپیہ سے کم کی فرمائش پر کوئی رعایت نہیں

مینیجر صاحب السلام علیکم۔ مندرجہ ذیل کتب بذریعہ وی پی بھیجدیجئے

| نام کتاب | تعداد | قیمت |
| --- | --- | --- |
| | | |

نمبر خریداری

نام معہ مفصل پتہ

ڈاکخانہ

# چاروں کتابیں مفت

جو صاحب دس لکھے پڑھے مسلمانوں کے مفصل پتے روانہ فرمائینگے انکو ایک کتاب مفت ۲۰ پتوں پر دو کتابیں۔ ۳۰ پتے روانہ کرنے پر تین کتابیں۔ اور جو صاحب ۴۰ یا اس سے زائد پتے روانہ کرینگے ان کو چاروں کتابیں مفت دی جائیں گی۔

## بے روزگار کا سہارا

جس وقت افلاس کی تنگدستی غربت کی مصیبت انسان کو دیوانہ بنا دیتی ہے جس وقت عقل معاش بالکل بیکار ہوجاتی ہے۔ ایسے نازک وقت میں۔ ایسی مصیبت میں۔ اس بے سروسامانی میں "بے روزگار کا سہارا" آپ کو افلاس کی پستی سے نکالکر فارغ البالی کی دنیا میں پہونچا دیگا۔ آپ کی مصیبتیں راحت کی نظر آنے لگیں گی۔ آپ کی کامیابی پر دنیا کو حیرت ہو گی۔ اس کتاب میں قلیل سرمایہ سے تجارت کرنا بتایا گیا ہے اور اس قسم کی اشیاء بنانیکی تدابیر بتائی گئی ہیں جنکو آپ گھر میں بیٹھ کر بآسانی تیار کرسکتے ہیں اور نہ صرف آپ فکر معاش ہی سے آزاد ہوسکتے ہیں بلکہ بہت ممکن ہے کہ یہ کتاب آپ کو فارغ البالی اور خوشحالی کی دنیا تک پہونچا دے۔

## کتاب الشفا

کیا خدانخواستہ آپ کچھ علیل ہیں۔ کیا خدانخواستہ آپ ایسے امراض میں گرفتار ہیں۔ جنکے اظہار میں شرم دامنگیر ہوتی ہے۔ کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ آپ کسی ڈاکٹر یا حکیم کے ممنون منت نہ ہوں۔ کیا آپکی یہ تمنا ہے کہ آپ اپنا علاج ایک قابل سے قابل ڈاکٹر سے بھی بہتر کرلیں۔ کیا آپکی یہ خواہش ہے کہ آپ امراض مخصوص کے ایک ماہر طبیب بنجائیں۔ اور اگر آپ خوش قسمتی سے تندرست ہیں اور ان امراض مخصوصہ کے ابھی تک شکار نہیں بنے ہیں تو کیا آپ کی یہ خواہش نہ ہوگی کہ آپ ہمیشہ ان سے محفوظ رہیں۔ آپ عیش و کامرانی کے ساتھ زندگی بسر کریں۔ آپ اپنی اس لذت کو جسپر دنیا کی ہزار لذتیں قربان ہیں طرقی دے سکیں اگر آپ یہ سب کچھ چاہتے ہیں تو کتاب الشفا منگائیے پڑھیے اور عمل کیجئے۔

## تسخیر محبوب

جسکو قدرت کی طرف سے محبت جیسی نعمت نہیں ملی وہ دنیا کی ایک بڑی لذت ہی سے محض ناآشنا نہیں ہے بلکہ اس کے انسان ہونے میں بھی شبہ ہے۔ انسان محبت کا بندہ ہے شاید ہی کوئی ایسا متنفس ہو جسکو کسی نہ کسی سے کبھی نہ کبھی محبت نہ ہوئی ہو۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپکی محبت کامیاب ہو۔ آپکا محبوب بھی آپ کے لئے بیچین ہو۔ آپ کے اشارہ پر آپ کا مطلوب سر تسلیم خم کرنے کیلئے آمادہ نظر آئے۔ آپکا محبوب آپکی مٹھی میں ہو آپ کے قبضہ میں ہو تو تسخیر محبوب پڑھیے جسکا ہر عمل آپکو حیرت میں ڈالدیگا۔

## خیالی معشوقہ

دنیا میں ہزاروں پھول کھلتے ہیں و مرجھا جاتے ہیں۔ دنیا میں صدہا اس قسم کے واقعات پیش آتے رہتے ہیں جنکے مقابلہ میں بہتر کو بہتر ناول بھی کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ شوکت علی صاحب فہمی نے خیالی معشوقہ کے نام سے افسانہ تحریر فرمایا ہے وہ دہلی کا ایک سچا واقعہ ہے نہایت دلچسپ ہے [illegible] ہو ور دستوں کے قریب پہنچنے [illegible]

# آپ نے دیکھا ہوگا!

کہ رسالۂ دین و دنیا بابت ماہِ اگست ۱۹۲۴ء میں کلام مجید کا ایک اشتہار شائع ہوا تھا۔ یہ کلام مجید بڑے اہتمام کے ساتھ دفتر "دین و دنیا" میں تیار کیا جا رہا ہے، اشتہار کے ساتھ نمونہ بھی شائع کیا گیا تھا اور اُس سے آپنے اندازہ کیا ہوگا کہ کلام مجید کیسا شاندار خوبصورت اور خوشنما ہے، حروف نہایت واضح اور جلی ہیں، چھپائی بہت روشن اور صاف ہے، کاغذ بہت پائدار اور عمدہ ہے بین السطور میں شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ اور مولانا اشرف علی صاحب کے دو ترجمے ہیں۔ حاشیہ پر ایک مکمل تفسیر ہے اسکے علاوہ اور بھی بہت سی خصوصیات ہیں جو بحیثیت مجموعی کسی کلام مجید میں نہیں پائی جاتیں۔ درحقیقت یہ وہ نعمت عظمیٰ ہے جس سے ہر مسلمان کا گھر مالا مال رہنا چاہیے ہمنے ناظرین دین و دنیا کو خاص طور پر اس کلام مجید کی طرف توجہ دلائی ہے اور واقعہ یہ ہے کہ یہ تکلیف و محنت اور ہزار ہا روپے کا صرف محض انہی کیلیے گوارا کیا گیا ہے، ہم چاہتے ہیں کہ دین و دنیا کے تمام مسلمان خریدار وں کے پاس بے مثال اور بے نظیر کلام مجید موجود ہو، اسی لیے ہمنے اُسکے حاصل کرنیکی آسان شرطیں مقرر کی ہیں اور چونکہ ہدیہ کی رقم قسطوں کی صورتمیں بھی ادا ہو سکتی ہے اسلیے کم استطاعت اصحاب بھی اس دولت کو حاصل کر سکتے ہیں۔ بہرحال میں ایکدفعہ اور آپکو اس کلام مجید کیطرف توجہ دلاتا ہوں اور اگر آپنے اُسکا نمونہ نہیں دیکھا تو ایک کارڈ لکھکر دفتر دین و دنیا سے منگا لیجیے اور جہانتک ممکن ہو عجلت کیجیے کیونکہ پھر اُس رعایت کا موقع نہیں ہوگا جو اس وقت ممکن ہے +

خیر خواہ

ابوالمظفر سید محمد انوار ہاشمی

مالک "خواجہ ڈپو" "نظامیہ دار الاشاعت و رسالہ دین و دنیا دہلی"

# دو روپے سے ہزار ہا روپے

پیدا کر لینا کیونکر آپکے امکان میں ہے اور پھر اسطرح کہ وہ دو روپے بھی تلف نہوں بلکہ اُنکا مال آپکو ملجائے اس مضمون کا ایک مفصل اشتہار رسالۂ دین و دنیا بابت ماہِ اگست ۱۹۲۴ء میں شائع ہوا تھا اور غالباً آپ کی نظر سے گزرا ہوگا، اس اشتہار میں آپکو توجہ لائی گئی تھی کہ دو روپے کی رقم اگرچہ بالکل ہیچ ہے اور آپ لوگ اپنی خواہش سے بلا تامل صرف کر ڈالتے ہیں لیکن وہ ہماری گزارش کے مطابق صرف کیجائے تو آپکیلیے کیا کچھ مفید ہو سکتی ہے اسکی اجمالی صورت یہ ہے کہ ہم نے معلوماتِ تجارت کے نام سے ایک ایسی مفید کتاب انگلستان و امریکہ کی صدہا کتابوں کے مطالعہ کے بعد تیار کی ہے کہ اسکی ایک ایک سطر میں یہ طاقت ہے کہ اگر تقدیر یاوری کرے تو ایک ناکام سے ناکام شخص کامیاب بن سکتا ہے، یہ کتاب دو روپے میں فروخت ہوتی ہے اور اسکے خریداروں میں کم و بیش ایک لاکھ روپے کی رقم بطور انعام عنقریب تقسیم ہوگی اور اس رقم کا کچھ حصہ صیغۂ امدادِ باہمی میں جسکا حال آپ ہر رسالہ میں پڑھتے ہونگے صرف کیا جائیگا۔ بہرحال یہ اشتہار ناظرین دین و دنیا کو ضرور پڑھنا چاہیے کیونکہ یہ تجویز اُنکے لیے نہایت مفید ہے اور اس میں نقصان کا کوئی پہلو نہیں جبکہ دو روپے صرف کرکے دو روپے کی کتاب اُنہیں فوراً مل جاتی ہے۔

ہم اس اشتہار کی طرف ناظرینِ محترم کو ایک دفعہ اور توجہ دلاتے ہیں، اگر اشتہار اُن کے پاس موجود نہو تو ایک کارڈ لکھکر دفتر دین و دنیا سے طلب کریں +

خیر طلب

ابوالمظفر سید محمد انوار ہاشمی

مالک خواجہ ڈپو، رسالۂ دین و دنیا و نظامیہ دار الاشاعت دہلی

نظامیہ دار الاشاعت
جامع مسجد دہلی
آئین قدرت
اور قانون شریعت کی پابندی کے بغیر کوئی مسلمان سچا مسلمان کہلائے جانے کا حق رکھتا ہے اور نہ اسکو فلاح
دین و دنیا حاصل ہو سکتی ہے، پھر اگر آپ بھی مسلمان ہیں تو یقیناً آپ کی خواہش ہوگی کہ ایک توحید پرست اور
حقیقی مسلمان کی طرح زندگی بسر کریں، اور آپ کو ضرور کسی ایسے رہنما کی فکر ہوگی جو آپ کو دین کے معاملات میں
بھی صراط مستقیم پر لے جائے اور دنیاوی معاملات میں بھی آپ کی سچی رہنمائی کر سکے۔ اگر یہ سچ ہے تو
آپ کتاب "فلاح دین و دنیا" منگا لیجیے
کیونکہ "فلاح دین و دنیا" دین میں بھی آپ کی سچی رہنمائی کرے گی اور دنیا میں بھی سچی رہبر ثابت ہوگی۔
شریعت اسلامیہ۔ طریقت۔ تصوف۔ وہم۔ اتقا۔ عبادت۔ ریاضت۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوۃ۔ جہاد
قبر پرستی۔ عرس۔ میلاد۔ حشر نشر۔ قبر۔ جنت۔ دوزخ۔ اعراف۔ لواء الحمد۔ پل صراط۔ میزان۔ فرشتے۔ رسول۔
انبیاء۔ اولیاء۔ قطب۔ ابدال۔ حفاظ۔ علماء۔ موت۔ غسل جنابت۔ حیض۔ نفاس۔ استحاضہ۔ بیعت۔ توبہ
استغفار۔ ادعیہ۔ اعمال۔ خطبات۔ تجارت۔ زراعت۔ حکمت۔ تشریح الاعضاء۔ امراض۔ علاج۔ ادویہ
زہر۔ زہریلے جانور اور ان کے کاٹنے کا علاج۔ درد۔ اورام۔ ترکہ۔ اوامر۔ مناہی۔ پانی
ہوا۔ مٹی۔ آگ۔ غرض دین اور دنیا کی کوئی بات۔ دین کا کوئی مسئلہ اور دنیا
کا کوئی معاملہ ایسا نہیں ہے جو کتاب فلاح دین و دنیا میں موجود نہ ہو۔ مقبولیت
کا یہ عالم ہے کہ پہلا ایڈیشن صرف چند ماہ میں ختم ہو گیا اور اب دوسرا
ایڈیشن چھپکر تیار ہوا ہے۔ قیمت مجلد مع محصول پانچ روپے
فوراً منگا لیجیے اور فائدہ اٹھایئے
فضائل آیۃ الکرسی
تفسیر الفاتحہ
علامہ عبد مصری رح کی لکھی ہوئی سورۂ
فاتحہ کی سیاسی تفسیر کا سلیس اردو ترجمہ
تمام تفاسیر قرآنی کا عطر اور ہر مسلمان
کے پڑھنے کے قابل عمدہ سفید کاغذ
بہترین لکھائی چھپائی۔ قیمت ۸
ڈاک ہر کتاب کا ذمہ خریدار
جنت کے خطوط
جناب سیماب اکبر آبادی کی وہ حسد انگیز
منظوم خطوط کا دلسوز مجموعہ جو مردہ
عزیزوں کی طرف سے زندہ عزیزوں کے نام
لکھے گئے ہیں اور جن کو پڑھکر چوٹ کھایا
ہوا دل تسکین و تسلی پاتا ہے۔ قیمت
فی جلد علاوہ محصول ڈاک ۶
(تمام فرمایشیں منیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی کے نام بھیجیے)

REGISTERED, No L, 1313
چیست دنیا؟
از خدا غافل بدن
نے قماش و نقره و فرزند و زن
مسلمانوں کو دینداری اور دنیاداری کی صحیح تعلیم دینے والا ماہوار رسالہ
دین و دنیا
جو
ہر مہینہ نہایت کامیابی کیساتھ دفتر رسالہ دارالاشاعت دہلی سے شائع ہوتا ہے
ایڈیٹر: سید ظہور احمد شاہجہانپوری
ہر خریدار کو اختیار ہے کہ جب اس کا جی چاہے دیکھے ہوئے پرچے احتیاط سے
واپس کرکے اپنی ادا کردہ کل قیمت ہم سے
واپس منگالے
سالانہ قیمت اعلیٰ ایڈیشن للعہ
ششماہی قیمت اعلیٰ ایڈیشن دو روپے
سالانہ قیمت معمولی ایڈیشن دو روپے
ششماہی علاوہ محصول وغیرہ
نومبر

# سوال:- آپ کا مذہب کیا ہے؟

جواب:- اسلام

سوال:- اسلام کسے کہتے ہیں؟

جواب:- یہ میں نہیں بتا سکتا۔

سوال:- آپ کے عقائد کیا ہیں؟

جواب:- مجھے معلوم نہیں۔

سوال:- آپ نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ۔ حج وغیرہ عبادات سے اچھی طرح واقف ہیں؟

جواب:- بہت کم واقف ہوں۔

سوال:- آپ کو ان مذہبی مسائل سے آگاہی ہے جن کے بغیر کوئی مسلمان زندگی بسر نہیں کر سکتا؟

جواب:- بالکل نہیں۔

غیب سے آواز آتی ہے کہ

پھر او بد نصیب تو کیسا مسلمان ہے!

# مسلمان اپنے مذہب سے ناواقف ہیں

اور انکی یہ ناواقفیت روز بروز بڑھتی جاتی ہے جسکی اصلی وجہ یہ ہے کہ عربی زبان کی تعلیم مفقود ہو گئی ہے علوم دین کی باقاعدہ تحصیل نہیں کیجاتی لوگوں میں نہ اتنی قابلیت ہے کہ بڑی بڑی کتابوں کا مطالعہ کر کے مسائل معلوم کریں اور نہ اتنی فرصت ہے کہ علماء کی مجلسوں میں شریک ہو کر مذہبی معلومات بڑھائیں اسکا نتیجہ یہ ہے کہ کسی زمانہ میں جن باتوں سے مسلمانوں کا بچہ بچہ واقف تھا آج انسے وہ لوگ بھی آگاہ نہیں جو اپنے آپکو تعلیم یافتہ اور لکھا پڑھا سمجھتے ہیں ،

کسقدر شرم و افسوس کی بات ہے کہ ہم نماز پڑھتے ہیں لیکن اسکے آداب و ارکان سے واقف نہیں روزہ رکھتے ہیں لیکن اسکے مسائل سے بیخبر ہیں، حج کو جاتے ہیں لیکن معلم اور مطوف نہو تو کچھ نہ کر سکیں، زندگی بسر کر رہے ہیں لیکن یہ نہیں جانتے کہ ایک مسلمان کی زندگی کیسی ہونی چاہیے ،

## یہ دردناک حقیقت

عرصہ سے ہمارے پیش نظر تھی اور ہم اس فکر میں تھے کہ سلیس اور عام فہم اردو میں ایک ایسی کتاب تیار کیجائے جو تمام مذہبی معلومات اور دینی مسائل پر حاوی ہو، جسے معمولی لکھے پڑھے آدمی آسانی سے سمجھ لیں اور جو بڑی بڑی کتابوں کے مطالعہ و روز روز علماء کے پاس جانے سے مستغنی کر دے جسے پڑھکر ہر مسلمان کو معلوم ہو جائے کہ ہمارے پاک مذہب نے ہماری زندگی کے ہر شعبہ اور ہر ضرورت پر روشنی ڈالی ہے اور ہر شخص آگاہ ہو جائے کہ

## اسلامی زندگی

کیونکر بسر کیجاتی ہے، خدا کے احکام کیا ہیں، خدا نے کن باتوں کا حکم دیا ہے اور کن باتوں سے روکا ہے، ہمارے عقائد کیا ہیں، ہماری عبادتیں کیا ہیں، ہمپر خدا کے حقوق کیا ہیں، ہمپر عزیزوں، دوستوں، ہمسایوں اور دیگر بندگان خدا کے حقوق کیا ہیں، ہم کسب معاش میں کن باتوں کا خیال رکھیں؟ اور وہ کونسی راہ اختیار کریں جو دین و دنیا دونوں کی نجات اور فلاح کا باعث ہو؟ +

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# فہرست مضامین فلاح دین و دنیا

مضمون

## باب اول عقائد اہل سنت والجماعت

### ذات و صفات الٰہی کا بیان



## باب دوم عبادات

## باب چہارم جانوران حلال و حرام و ذبح و شکار



## باب پنجم - حقوق



## باب ششم معاشرت



## باب ہفتم حیات و ممات



## باب ہشتم ضروری باتیں اور نصائح



## باب نہم متعلق حفظ صحت

ماہ نومبر ۱۹۲۴ء

ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ

ماہ ربیع الثانی ۱۳۴۳ھ

رسالہ

جلد ۴ — نمبر ۸


# دین و دنیا

## حمد

(از مفتی شوکت علی فہمی - ایڈیٹر)

ہرے ہرے گلزاروں میں پھول بنکر رہنے والے - بلوری فانوس میں شمع کیطرح درشن دینے والے - ایک زخمی دل والے کی سن - ایک دکھے ہوئے من والے کی سن - ایک آنسو بھری آنکھ والے کی سن -

میرے سینہ میں دل دے - دل کو پریم دے - پریم کو سوز عطا کر سوز کی چنگاری من کو پھونکدے - من کی آگ تن میں آگ لگا دے - طور پر درشن دینے والے - روپ دکھا جلوہ دکھا - جلا دے - اپنی محبت میں خاک کر دے -

سمندر کی تہہ میں رہنے والے موتی بنکر درشن دینے والے - پہاڑوں میں چھپکر رہنے والے - ہیرا بنکر جلوہ دکھانے والے محبت دے - بے چینی دے - تڑپ دے - ہمت دے - جرأت دے - وہ محبت دے کہ تڑپ تڑپ کر جان دوں - وہ الفت دے کہ جلتی ہوئی خاک کے ذروں پر لوٹوں حضرت ایوب کا سا دل دے حضرت یعقوب کی سی جرأت دے حضرت اسمٰعیل کی سی سعادت دے -

سورج میں روشنی بنکر [illegible] - چاند میں نور بنکر رہنے والے میری آنکھ کھول دے دیکھ لوں - مدینہ والے کی آنکھوں میں خمار بنکر رہنے والے ساقی - وحدت سے سرشار کر دو - سرمد کیطرح دیوانہ بنا دو - منصور کی طرح مست کر دو - سب کہیں حق حق میں کہوں انا الحق -

## نعت

(از مفتی شوکت علی فہمی ایڈیٹر)

پریتم پیارے - عرب کے من موہن - آتما کو شکتی دے - من کو سکھ دے - جی کو چین دے - اے کالی زلفوں والے - اے کالی کملی والے - میں تجھے من کی اندھیری کوٹھری میں بلاؤنگا - من کی ٹوٹی ہوئی کوٹھری میں بساؤنگا - جب تو زلفیں بکھیرے کالی کملی اوڑھے ہوئے - مکھ کھولے ہوئے - میرے من میں ہوگا - میں تیری زلفیں سلجھانا چاہونگا - تو روک دیگا - میں آنکھوں میں آنسو بھر کر - التجا کروں گا - خوشامد کرونگا [illegible] چھونا چاہونگا - مگر تو اسکی بھی اجازت نہ دے گا -

میں اسکا سبب پوچھونگا - تو کہیگا - تو پاپی ہے تو گنہگار ہے تو دشٹ ہے - میں ہاتھ جوڑ کر کہونگا - اے مدینے والے - اے مکے والے - اے کالی زلفوں والے - اے کالی کملی والے - تیری زلفیں بھی کالی تیری کملی بھی کالی - میرے [illegible] بھی کالے - اپنی کالی کملی میرے گناہوں پر ڈالدے وہ چھپ جائینگے -

اے عرب کے من موہن آ - یثرب کے تاجدار آ - میرے دل کی کوٹھری میں آ آنکھیں نم ہیں - دل میں غم ہے - گنہگار کے من میں آ کہ من کو سکھ ہو - جی کو کل ہو - [illegible] ہو - اپنے گنہگار پر رحم کر - اپنے پاپی پر کرم کر - گناہوں کو چھپا لے اپنے پاس بلا لے -

---

سردار رسل، مالک کوثر تم ہو — سرکار ہو، سردار ہو سرور تم ہو

پھر کیوں نہ ہو فردوس ہمارا مسکن — جب ختم رسل شافع محشر تم ہو

# تفسیر قرآن مجید

(گزشتہ سے پیوستہ)

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِــُٔوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰۤؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝

اور آدم کو سب نام سکھائے پھر اُنکو فرشتوں کے روبرو کرکے کہا کہ مجھے اِن کے نام بتاؤ اگر تم سچے ہو۔

**تشریح الفاظ:** تعلیم۔ سکھانا جو بات معلوم نہ ہو۔ اُسے معلوم کرا دینا۔ معلم اور متعلم کے لحاظ سے تعلیم کی مختلف حالتیں اور مختلف نوعیتیں ہیں۔ بچہ آغوشِ مادر میں اور طرح کی تعلیم حاصل کرتا ہے پھر مکتب و مدرسہ میں اور طرح کی۔ اس کے بعد عملی زندگی کے واقعات اور تجارب کچھ اور طریقہ سے تعلیم دیتے ہیں۔ انسان کو گفتگو اور کتابوں کے ذریعہ سے سکھایا پڑھایا جاتا ہے۔ جانوروں کو اشارات اور عمل کے ذریعہ سے تعلیم دی جاتی ہے لیکن قدرت کی تعلیم ان سب سے جدا ہے اور آفریدگارِ عالم کی طرزِ تعلیم اِن سب سے مختلف ہے۔ وہ اپنی مخلوقات میں ایسی استعداد ایسی صلاحیت اور ایسا ملکہ پیدا کر دیتا ہے اور ایسی حس عطا کرتا ہے کہ کسی کے بتائے بغیر سب کچھ خود ہی معلوم ہو جاتا ہے۔ پھر وہ وقتاً فوقتاً اپنے وحی و الہام کے ذریعہ سے قیاس و ادراک اور کشف و تحقیقات کی ایسی قوت دیتا ہے کہ مخفی باتیں آشکار ہو کر سامنے آجاتی ہیں۔ یہ اُسی کی عطا کی ہوئی استعداد ہے کہ صدہا چیزوں کو ہم دیکھ کر، چکھ کر، سونگھ کر اور چھو کر معلوم کر لیتے ہیں۔ قدرت کی تعلیمات آلات اور کتابوں کی محتاج نہیں اور اُن کا سلسلہ اُس وقت سے شروع ہو جاتا ہے جب سے بدن میں جان آتی ہے اور مضغۂ گوشت پر انسانی ہستی کا اطلاق ہوتا ہے۔ اس جگہ بھی تعلیم سے اسی طرح کی قدرتی تعلیم مراد ہے چونکہ مشیت الٰہی کو منظور تھا کہ حضرت آدم کو خلیفہ بنایا جائے اس لیے ضروری تھا کہ اُن میں سب مخلوق سے بڑھ کر وہ استعداد و صلاحیت ودیعت رکھی جائے جو خلافت خداوندی کے فرائض انجام دینے کے لیے لازمی ہے پس پروردگار نے حضرت آدم کے دماغ میں ایسی قوتیں پیدا کر دیں جنکی مدد سے انہوں نے کائنات کی حقائق اور ناموں کو معلوم کر لیا۔ آدم: گندم گوں سب سے پہلے انسان کا نام جس سے نسلِ انسانی قایم ہوئی اور جو پیغمبر بھی تھا علیہ السلام۔ جب مشیت ایزدی کو یہ منظور ہوا کہ زمین میں ایک نائب مقرر کیا جائے اور نیابت کے اہم فرائض کے لیے انسان کا انتخاب ہوا تو ملائکہ میں اس کا اعلان ہوا کہ عنقریب دنیا میں نوعِ انسانی کو خلافت الٰہی عطا ہوگی۔ پھر قدرت کاملہ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ زمین کے ہر گوشہ سے تھوڑی تھوڑی مٹی لائیں۔ اس مٹی سے حضرت آدم کا قالب تیار ہوا اور پھر حکم الٰہی سے اس قالب میں روح پیدا ہوئی۔ حضرت آدم ایک جاندار انسان کیطرح چلنے پھرنے اور حرکت کرنے لگے۔ اُس وقت اُن کی روحانیت اس قدر غالب تھی کہ فرشتوں کی نورانی اور غیر محسوس صورتیں اُنہیں تمام و کمال نظر آتی تھیں۔ الہام خداوندی کے مطابق اُنہوں نے فرشتوں کو سلام کیا۔ اب مشیت کو یہ منظور ہوا کہ فرشتوں پر حضرت آدم کی فضیلت اور فوقیت ثابت کی جائے چنانچہ اُنہیں کائنات کا ایک منظر دکھا کر موقع دیا گیا کہ ہر شے کا نام معلوم کرلیں پھر اُسی کائنات کو فرشتوں کے روبرو لایا گیا اور اُن سے ہر شے کا نام پوچھا گیا چونکہ فرشتوں میں احساس و ادراک و تجربہ و قیاس کی طاقت نہ تھی وہ نام نہ بتا سکے اور اپنی کم علمی کے معترف ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو حکم دیا کہ تم کائنات کے نام فرشتوں کو بتا دو۔ حضرت آدم نے فرشتوں کو کائنات کے نام بتائے اور پروردگارِ عالم نے فرشتوں کو مخاطب کرکے فرمایا کہ میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ میں ہر بات کا علم رکھتا ہوں اور تمہاری ظاہری و باطنی باتوں سے اچھی طرح واقف ہوں۔ جب حضرت آدم کی فضیلت فرشتوں پر ثابت ہو چکی تو اللہ تعالیٰ نے اُنہیں سجدہ کا حکم دیا۔ سب فرشتوں نے حضرت آدم کو سجدہ کیا لیکن ابلیس نے انکار کیا اور سجدہ سے باز رہا۔ اب حضرت آدم کو جنت میں رہنے اور اُسکی نعمتوں سے فائدہ اُٹھانے کی اجازت دی گئی۔ اُنکی دلبستگی کے لیے حضرت حوا کو پیدا کیا گیا لیکن دونوں کو ممانعت کر دی گئی کہ تم سب کچھ کھانا پینا مگر فلاں درخت کے قریب نہ جانا۔ حضرت آدم اور حضرت حوا بڑے آرام سے جنت میں رہتے تھے لیکن شیطان نے اُنکو بہکایا اور دونوں نے درخت ممنوع کے پھل کھائے۔ اللہ تعالیٰ نے اِس لغزش کی پاداش میں اُنہیں جنت سے نکال دیا اور ان انقلابات کے ساتھ مشیت کا یہ منشا پورا ہوا کہ دنیا میں خدا کی نیابت اور خلافت حضرت آدم کو سپرد کی گئی۔

من ملک بودم و فردوس بریں جایم بود ۔ آدم آورد دریں دیر خراب آبادم

اسماء جمع اسم۔ نام۔ عرض۔ پیش کرنا۔ سامنے لانا۔ انباء۔ خبر دینا۔ بتانا۔

**تفسیر:** قرآن پاک کی ایک بڑی خصوصیت اُسکا ایجاز ہے۔ الفاظ مختصر ہیں اور اسکے باوجود تمام مطالب پوری وضاحت کیساتھ سمجھ میں آتے ہیں۔ پہلی آیت میں مقدر بتایا گیا ہے کہ خدا نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں ایک خلیفہ مقرر کرنے والا ہوں۔ اسکے جواب میں فرشتوں نے عرض کیا کہ خداوندا اُن لوگوں کو زمین کی حکومت دیگا جو اُسمیں قتل و غارت کے مرتکب ہوں۔ فرشتوں کے اس جواب سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُنکو انسان کی پوری حقیقت بتا دی تھی اور سمجھا دیا تھا کہ وہ بہیمیت اور ملکیت کا ایک مجموعہ ہوگا۔ اِس اجمال کی تفصیل اگلی آیت سے ہوگئی جبکہ حضرت آدم کا نام آیا۔ اور یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ فرشتوں کو خلافت دنیا کی اطلاع دینے کے بعد قدرت کاملہ نے حضرت آدم کو پیدا کیا۔ اب ضرورت تھی کہ فرشتوں پر حضرت آدم کی فضیلت ثابت کی جائے کیونکہ فرشتوں کو یہ خیال تھا کہ صرف خدا کی تسبیح و تقدیس ہی خلافت کیلئے کافی ہے چنانچہ قدرت الٰہی نے حضرت آدم کو کائنات کے نام سکھائے اسجگہ مفسرین کے مختلف خیالات ہیں۔ بعض کے نزدیک حضرت آدم کو فرشتوں کے نام بتائے گئے بعض کے نزدیک انسان جن اور ملائکہ سب کے نام بتائے گئے لیکن بہتر تفسیر یہ ہے کہ تمام کائنات کی حقائق سے آگاہ کیا گیا اور وہ بھی اسطرح جیسا ہم پہلے لکھ چکے ہیں یعنی حضرت آدم کے دماغ میں ایسی صلاحیت رکھی گئی کہ وہ ہر شے کو جو اُنکے سامنے آئے معلوم کرلیں اور اُسکا نام بتا سکیں اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے کائنات کو فرشتوں کے سامنے کرکے فرمایا کہ اگر تم اپنے اس خیال میں سچے ہو

# شرح مثنوی مولانا روم

(گزشتہ سے پیوستہ)

زرخرد را واله و شیدا کند خاصہ مفلس را کہ خوش رسوا کند

ترجمہ :- روپیہ عقل کو دیوانہ کر دیتا ہے۔ خاصکر مفلس کو تو نہایت رسوا کرتا ہے۔

لغات :- واله (از وله) سرگشتہ۔ عاشق۔ دیوانہ۔ خاصہ۔ خاص طور پر۔ خاصکر

مطلب :- حکیم غیبی بادشاہ سے کہتا ہے کہ زرگر کو روپے کے ذریعہ سے دیوانہ بنا کر یہاں بلالینا چاہیئے۔ روپیہ کی ہوس ایسی چیز ہے کہ آدمی پاگل ہو جاتا ہے یعقل اپنی تمام عاقبت اندیشی کی صفات کھو بیٹھتی ہے۔ روپیہ دار اور مفلس دونوں پر اثر ڈالتا ہے لیکن مفلس تو خصوصیت کے ساتھ اسکا شکار ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ اُنہیں ہر وقت روپے کی ضرورت رہتی ہے اور وہ حلال و حرام میں بھی امتیاز نہیں کر سکتے بڑے بڑے عقلمند روپے کے لالچ میں ایسے کام کر بیٹھتے ہیں جو سراسر خلاف عقل ہوتے ہیں ع بود زد طمع دیدۂ ہوشمند۔

زر اگرچہ عقل می آرد ولیک مرد عاقل باید او را نیک نیک

ترجمہ :- اگرچہ روپے سے عقل آتی ہے لیکن اُس کے لیئے بہت ہی عقلمند آدمی کی ضرورت ہے۔

لغات :- نیک نیک۔ بہت بہت۔ بہت ہی۔

مطلب :- یہ شعر مولانا کا مقولہ ہے۔ حکیم غیبی نے کہا تھا کہ روپے سے آدمی بے وقوف اور نا عاقبت اندیش ہو جاتا ہے حالانکہ عموماً دیکھا جاتا ہے کہ جنکو جاہ کی مقدرت حاصل ہے اُن کی عقل کی ہر شخص تعریف کرتا ہے پس ان دونوں خیالوں میں باہم مطابقت پیدا کرنے کے لیئے مولانا فرماتے ہیں کہ روپے سے عقل میں تو ضرور اضافہ ہوتا ہے لیکن اس کے لیئے بڑی دانائی اور عقلمندی کی ضرورت ہے اور ایسی عقل درکار ہے جو نیک و بد، حرام و حلال میں کافی امتیاز رکھتی ہو۔ روپے کے حصول اور صرف دونوں میں معبود اور بندے دونوں کے حقوق کا احترام کیا جائے۔

## بادشاہ کے قاصد سمرقند جاتے ہیں

چونکہ سلطان از حکیم آں را شنید پند او را از دل و از جاں گزید

ترجمہ :- بادشاہ نے حکیم سے یہ باتیں سنیں تو اُس کی نصیحت کو جان و دل سے پسند کیا۔

مطلب :- بادشاہ نے حکیم غیبی کی تجاویز کو بہت پسند کیا۔

گفت فرمان ترا فرماں کنم ہرچہ گوئی آنچناں کن آں کنم

ترجمہ :- کہا میں آپکے ارشاد کے مطابق حکم دونگا اور آپ جسطرح کہینگے اُسیطرح عمل کرونگا۔

مطلب :- بادشاہ نے حکیم غیبی کی تجاویز کو پسند کر کے کہا کہ میں بجا بندۂ فرمان ہوں آپ جو کچھ فرمایا ہے میں اُسکے مطابق احکام جاری کرتا ہوں اور آئندہ بھی آپ جو کچھ کہینگے اُسپر عمل کرونگا اور جو طریقہ بتائینگے اُسکی ٹھیک ٹھیک پابندی کرونگا۔

پس فرستاد آں طرف یک دو رسول حاذقان و کافیان و بس عدول

ترجمہ :- پس اُسطرف ایک دو قاصد روانہ کیئے جو عقلمند۔ مناسب اور نہایت معتبر تھے۔

لغات :- رسول۔ قاصد۔ حاذق (از حذاقت) دانا۔ عقلمند۔ کافی (از کفایت) پورا۔ کفایت کرنے والا۔ مناسب۔ عدول (از عدل) عدل کرنے والا منصف مزاج ٹھیک ٹھیک تعمیل کرنے والا۔ معتبر۔

مطلب :- طبیب غیبی کی بتائی ہوئی تدبیر کے مطابق بادشاہ نے سمرقند کو زرگر کے پاس دو ایسے قاصد روانہ کیئے جو نہایت عقلمند اور اس ضرورت کے لیئے بالکل کافی اور ہر طرح قابل اعتماد تھے۔

تا سمرقند آمدند آں دو امیر پیش آں زرگر ز شاہنشہ بشیر

ترجمہ :- چنانچہ وہ دونوں امیر (قاصد) بادشاہ کی طرف سے مژدہ لیکر زرگر کے پاس سمرقند میں پہونچے۔

لغات :- امیر۔ مالدار۔ صاحب حکم۔ بادشاہ کا کوئی افسر۔ مصاحب۔ بشیر خوشخبری دینے والا مژدہ سنانے والا۔

مطلب :- بادشاہ نے جن قاصدوں کو روانہ کیا تھا وہ ادنےٰ درجہ کے لوگ نہ تھے بلکہ مصاحب یا درباری امیر تھے۔ الغرض یہ دونوں شخص سمرقند میں پہونچے اور اُنہوں نے ذیل کے الفاظ میں زرگر کو بادشاہ کا پیام سُنایا۔

کاے لطیف استاد کامل معرفت فاش اندر شہرہا از تو صفت

ترجمہ :- اے باریک کام کرنے والے ماہر استاد، تیرے اوصاف شہر شہر میں مشہور ہیں۔

نک فلاں شہ از برائے زرگری
اختیارت کرد زیرا مہتری

ترجمہ :- دیکھو فلاں بادشاہ نے تمہیں زرگری کے لیئے پسند کیا ہے اور کیوں نہ ہو تم زرگروں کے سردار ہو۔

(باقی آئندہ)

(از مولانا سید ظہور احمد صاحب چیف ایڈیٹر)

# شرح دیوان حافظ

(گذشتہ سے پیوستہ)

خانہ بے تشویش و ساقی یار و مطرب بذلہ گو موسم عیش ست و دور ساغر و عہد شباب

ترجمہ :- خانہ بے تکلف ہے ساقی دوست بنا ہوا ہے۔ مطرب مزہ میں آ رہا ہے عیش کا موسم ہے۔ ساغر دور میں ہے۔ شباب کا زمانہ ہے۔

شاہد و ساقی دست افشاں مطرب پائے کوب
غمزۂ ساقی زچشم مے پرستاں بردہ خواب

ترجمہ :- شاہد اور ساقی ہاتھ اٹھا اٹھا کر اور مطرب ٹھوکریں مار کر ناچ رہے ہیں۔ ساقی کے اشاروں نے مے پرستوں کی نیند اڑا دی ہے۔

خلوت خاص ست و جائے امن و نزہت گاہ انس
اینکہ می بینم بہ بیداریست یا رب یا بخواب

ترجمہ :- خاص خلوت ہے۔ امن اور دلچسپی کی جگہ ہے۔ خدایا میں جو کچھ دیکھ رہا ہوں یہ بیداری میں ہے یا خواب میں؟

لغات :- تشویش - فکر - درد۔ بذلہ - لطیفہ - مزے کی بات۔ دست افشاں رقص کناں - وجد میں۔ پاکوب - رقص کناں - غمزہ - آنکھ کا اشارہ - خلوت - تخلیہ کی جگہ - وہ جگہ جہاں کوئی غیر نہ ہو - جائے خالی - امن - سکون - اطمینان - چین - نزہت - تفریح - تازگی -

مطلب :- عیش و عشرت کی تصویر کھینچتے ہیں کہ خانہ بے تکلف ہے۔ ساقی خود مست ہو کر رقص کر رہا ہے مے پرستوں کا دوست بنا ہوا ہے اور اشارات و کنایات سے مے پرستوں کو بیخود بنا رہا ہے۔ موسم بھی خوشگوار ہے۔ شراب کا دور چل رہا ہے۔ جوانی کا عالم ہے جوانی تمام مسرتوں اور لذتوں سے بہرہ اندوز ہونے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ کسی غیر کا دخل نہیں۔ ہر طرح امن و آسائش و تفریح و دلبستگی کا سامان میسر ہے لیکن اتنی آسائشیں اور راحتیں عاشق بدنصیب کی تقدیر میں کہاں۔ اس لئے اُسے یقین نہیں آتا اور وہ بیساختہ کہہ اٹھتا ہے کہ خداوندا یہ جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں درحقیقت عالم بیداری میں واقع ہو رہا ہے یا عالم خواب میں ہے۔

از خیال لطف مے مشاطۂ چالاک طبع در ضمیر برگ گل خوش می کند پنہاں گلاب

ترجمہ :- فطرت کی چالاک مشاطہ لطف مے کے خیال سے پھول کی پتیوں میں گلاب چھپی رکھتی ہے۔

لغات :- طبع - طبیعت - فطرت - مشاطہ - (از مشط) کنگھی کرنے والی - دلہنوں کو سنوارنے والی - ضمیر - دل - اندرون یعنی پہلو - گلاب - عرق گل۔

مطلب :- گلاب کے پھولوں میں جو بہت خوشگوار موجود ہے یا اُن میں خوشبودار عرق حاصل کیے جانے کی جو صلاحیت موجود ہے وہ قدرت کی ہوشیار مشاطہ نے پیدا کی ہے تاکہ شراب میں اُسکی آمیزش سے زیادہ کیف و سرور پیدا ہو۔ ایک طرف تو یہ مفہوم ہے کہ شراب میں گلاب ملا دینے سے زیادہ لطافت پیدا ہو جاتی ہے گویا قدرت نے گلاب کے پھول اسی مقصد سے پیدا کیئے ہیں اور دوسری طرف یہ اشارہ ہے کہ جو لوگ حسن ازل کی شراب سے مست و بیخود اور قدرت کی جمالی آئینوں میں مدہوش ہو رہے ہیں اُن کی طرب انگیزیوں میں گل و ریحان کے نظارہ سے مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔

از پئے تفریح طبع و زیور حسن و طرب خوش بود ترکیب زریں جام با لعل مذاب

ترجمہ :- تفریح طبع اور حسن و طرب کے زیور کے لیے جام زریں اور لعل گداختہ کی ترکیب خوب ہے۔

لغات :- تفریح - فرحت بخشنا - مسرور کرنا۔ لعل - ایک قیمتی سرخ رنگ پتھر۔ مذاب (از ذوب) پگھلا ہوا - لعل مذاب - پگھلا یا ہوا لعل - شراب سرخ -

مطلب :- جام طلائی کا شراب سرخ سے لبریز ہونا حسن و طرب کی زینت اور طبیعت کی فرحت کے لیئے بہت خوب ہے۔

تا شد آں مہ مشتری در ہائے حافظ را بگوش
می رسد ہر دم ز زہرہ گلبانگ رباب

ترجمہ :- جب سے وہ ماہرو حافظ کے موتیوں کو اپنے کانوں کے لیئے مول لینے لگا ہے اسوقت سے رباب کی خوشگوار آواز زہرہ کے کانوں تک پہونچنے لگی ہے۔

لغات :- ماہ - چاند - محبوب - ماہرو - مشتری - (ایک ستارہ کا نام مگر یہاں) خریدار - مول لینے والا - دُر - موتی - کلام - گلبانگ - آواز - زمزمے ترانے - رباب ایک قسم کا باجہ -

مطلب :- جب سے وہ ماہرو محبوب حافظ کے کلام کا قدردان ہوا ہے۔ اُس وقت سے حافظ کے اشعار نے غیر معمولی مقبولیت حاصل کرلی ہے اور اب وہ ایسی بلند آوازی کے ساتھ رباب پر گائے جاتے ہیں کہ یہ خوشگوار آوازیں زہرہ کے کانوں تک پہونچنے لگی ہیں۔ (ماہ - مشتری اور زہرہ کے الفاظ کا اجتماع جو لطف رکھتا ہے وہ ظاہر ہے)

(باقی آئندہ)

(مولانا سید ظہور احمد صاحب چیف ایڈیٹر)

# شرحِ گلستاں

(گذشتہ سے پیوستہ)

## قطعہ

پسرِ نوحؑ با بداں بنشست     خاندانِ نبوتش گم شد

ترجمہ:۔ نوحؑ کے بیٹے نے بُرے آدمیوں کی صحبت اختیار کی اُسکی خاندانی نبوت جاتی رہی۔

سگِ اصحابِ کہف روزی چند     پئے نیکاں گرفت مردم شد

ترجمہ:۔ اصحاب کہف کے کتے نے چند روز نیک آدمیوں کی پیروی اختیار کی آدمی ہوگیا۔

لغات:۔ حضرت نوحؑ مشہور پیغمبر ہیں۔ تمام عمر اپنی قوم کو پند و وعظ کرتے رہے لیکن بہت کم لوگ ایمان لائے۔ آخر اللہ تعالےٰ نے اپنا عذاب طوفان کی صورت میں نازل کیا۔ حضرت نوحؑ نے ایک کشتی خدا کی رہنمائی کے مطابق پہلے سے تیار کرلی تھی۔ جب طوفان آیا تو اُس میں ایمان لانے والوں کے ساتھ پناہ گزیں ہوگئے۔ آپ کا لڑکا بھی کافر تھا۔ جب طوفان آیا تو وہ ایک پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گیا لیکن جب پانی اُس چوٹی تک جا پہونچا اور . . وہ ڈوبنے لگا تو حضرت نوحؑ تقاضائے بشریت سے بیتاب ہوکر خدا سے دعا کرنے لگے کہ یا رب میری اہل کو بچا۔ حکم ہوا کہ تمہاری اہل وہی ہے جو تمہاری تعلیمات کی پیروی کرے۔ اصحاب کہف شاہ دقیانوس کے زمانہ میں چند خدا پرست اُس کے ظلم و ستم اور بت پرستی کی تاکید سے پریشان ہوکر شہر بدر ہوگئے راہ میں اُنہیں ایک چرواہا جس نے ایمان قبول کیا اور اُسکی رہنمائی کے مطابق یہ سب ایک غار میں پناہ گزیں ہوگئے۔ چرواہے کے ساتھ ایک کتا بھی تھا جس نے روکنے کے باوجود ساتھ نہ چھوڑا۔ یہ لوگ غار میں پہونچکر سو گئے۔ اور ۳۰۹ سال کے بعد اُن کی آنکھ کھلی۔ بیدار ہوکر اُنہوں نے خیال کیا کہ ہم کئی پہر سوئے۔ ایک آدمی شہر میں اشیائے خوردنی کی خریداری کے لئے گیا لیکن اُس نے دنیا ہی بدلی ہوئی دیکھی۔ واپس آکر اُس نے اپنے رفیقوں سے یہ واقعہ بیان کیا لیکن سب کو پھر نیند آگئی۔ کہتے ہیں کہ یہ کتا قیامت کے دن انسانی قالب میں اُٹھایا جائیگا۔ و حضرت سعدیؒ نے اسی کی طرف "آدمی ہوگیا" کہکر اشارہ کیا۔

مطلب:۔ وزیر نے پہلے تو حدیث پڑہی اور پھر یہ قطعہ پڑھ کر بادشاہ کے ذہن نشین کرنا چاہا کہ انسان کو جیسی صحبت میسر آتی ہے ویسا ہی بن جاتا ہے چنانچہ حضرت نوحؑ کے بیٹے کو بُری صحبت ملی وہ بُرا ہوگیا اور اپنی خاندانی غیرت کھو بیٹھا۔ اصحاب کہف کے کتے کو نیک آدمیوں کے پیچھے پیچھے پھرنے کا موقع ملا اور اُس نے اتنی نیکی حاصل کرلی کہ قیامت کے دن انسانی قالب میں اُٹھایا جائے گا۔

ایں بگفت و طائفہ از ندمائے ملک باو بشفاعت یار شدند تا ملک از سر آزار اُو در گزشت و گفت بخشیدم اگرچہ مصلحت ندیدم۔

ترجمہ:۔ وزیر نے تو یہ عرض کیا اور بادشاہ کے مصاحبین نے ہمزبان بنکر سفارش کی جسکا نتیجہ ہوا کہ بادشاہ نے اُس کے قتل کا خیال چھوڑ دیا اور فرمایا کہ میں اُس کی جان بخشی کرتا ہوں اگرچہ مصلحت کے خلاف سمجھتا ہوں۔

لغات:۔ ندماء:۔ (جمع ندیم) ہمنشین۔ ہم صحبت۔ مصاحب۔ آزار۔ دکھ۔ تکلیف (اس جگہ قتل مراد ہے)

مطلب:۔ اوپر جو حدیث اور قطعہ لکھا گیا ہے اُسے اِدہر تو وزیر نے پڑھا اور اُدہر بادشاہ کے مصاحبوں نے سفارش کی غرض بادشاہ کو متاثر ہونا پڑا۔ اُس نے فرمایا کہ خیر میں تم لوگوں کے کہنے سننے سے اس لڑکے کی جان بخشی کرتا ہوں اور اُسکے قتل کا خیال چھوڑے دیتا ہوں لیکن میں اس کارروائی کو خلاف مصلحت سمجھتا ہوں اور بتائے دیتا ہوں کہ یہ ایک دن رنگ لائے بغیر نہ رہیگا۔ اس کے بعد بادشاہ نے ذیل کی رباعی پڑہی۔

دانی کہ چہ گفت زال با رستم گرد     دشمن نتواں حقیر و بیچارہ شمرد

دیدیم بسے کہ آب سرچشمۂ خرد     چوں بیشتر آمد شتر و بار ببرد

ترجمہ:۔ تم کو معلوم ہے کہ زال نے رستم پہلوان سے کہا کہا! (وہ کہا کہ) دشمن کو حقیر اور بے بس نہیں سمجھنا چاہیئے ہم نے اکثر دیکھا ہے کہ ایک چھوٹے چشمے کا پانی جب بڑھ جاتا ہے تو اونٹ اور اُس کا اسباب سب کچھ بہالے جاتا ہے۔

لغات:۔ زال۔ سیستان کے مشہور پہلوان رستم کا والد

مطلب:۔ دشمن کیسی ہی حقیر اور معمولی ناقابل توجہ حالت میں نظر آئے اور اُس کے وسائل کیسے ہی محدود دکھائی دیتے ہوں پھر بھی یہ بات دانشمندی کے خلاف ہے کہ انسان اُس کی طرف سے بے پروا ہوجائے کیونکہ کسی اُسکی حالت بدلے گی اور کسی نہ کسی وقت موقع پاکر وہ اپنا وار ضرور کرے گا چشموں کی حالت پر غور کرو جب اُن میں پانی کم ہوتا ہے تو ہر شخص اُن کو باآسانی عبور کرسکتا ہے۔ لیکن جب کبھی یکایک پانی بڑھ جاتا ہے تو اونٹ تک مع اپنے سامان کے غرق ہوجاتا ہے۔

(باقی آئندہ)

(مولانا سید محمود احمد صاحب چیف ایڈیٹر)

# وارداتِ قلب

جذبات سے مغلوب ہو کر اور بعض نا کاروں کی حرکات سے دلگرفتہ ہو کر بدسلوکی کا ارادہ ہوتا ہے لیکن اس ارادہ کے ساتھ ہی مکافاتِ عمل کے تصور سے دل کانپ اُٹھتا ہے۔ اگر انسان انسان کی طاقت سے واقف ہو تو کبھی اُس کے ساتھ بُرائی نہ کرے اور اگر انسان خدا کی طاقت سے آگاہ ہو تو اپنی طاقتوں کو ہیچ سمجھے۔ فرض کرو کہ تم نے کسی شخص کی شرکت میں کاروبار شروع کیا اُس نے چالاکی کے ساتھ کچھ روپیہ دبا لیا اور اپنے معاملہ میں ایمانداری کا لحاظ نہیں رکھا۔ تم اس حرکت سے خفا ہو کر انتقام کی تدابیر سوچتے ہو۔ اُس شخص کو واقفیت نہیں لیکن تم اپنی ذہنیا طاقت سے آگاہ ہو۔ چنانچہ تم نے موقع پا کر اُس کے مکان اور اسباب تجارت میں آگ لگا دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اب شاید وہ تمام عمر اس نقصان کی تلافی نہیں کر سکتا دیکھو اُسکی ذات سے تمہیں جتنا نقصان پہونچا تھا اُس سے کئی گُنا زیادہ نقصان تمہاری ذات سے اُسے پہونچا ہے۔ اگر تم قانونِ قدرت سے آگاہ ہوتے تو انتقام کی خواہش نہ کرتے۔ جس طرح سرقہ۔ رہزنی۔ قتل۔ دغابازی وغیرہ کے مقدمات حکومت اپنے ذمہ لے لیتی ہے اور مستغیث صرف ایک گواہ کی حیثیت رکھتا ہے اسی طرح جب کوئی شخص کسی شخص پر ظلم کرتا ہے تو قدرت معاملہ میں دست اندازی کرتی ہے اور ظلم کا ایسا زبردست انتقام لیتی ہے جو انسانی طاقت سے بالا تر ہے۔ جو لوگ بےایمانی کا بدلہ بےایمانی سے لیتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ قدرت دونوں کو مجرم سمجھتی ہے اور دونوں کو حسبِ مقدار واقعی سزا دیتی ہے۔ پس جب تم کسی کے ساتھ بدسلوکی کا ارادہ کرو تو پہلے یہ سوچ لو کہ اگر وہ تمہیں نقصان پہونچانے کے لیئے آمادہ ہو جائے تو تمہارا کیا بگاڑ سکتا ہے اور کس قدر نقصان پہونچا سکتا ہے۔ اور جب کسی سے انتقام لینے کا خیال پیدا ہو تو پہلے غور کر لو کہ اگر درحقیقت تم مظلوم ہو تو قدرت کبھی تمہارا ساتھ نہیں چھوڑیگی تم جتنا صبر کروگے اُتنا ہی اُسے اشتعال پیدا ہوگا اور وہ سخت گیری کے ساتھ ظالم کو سزا دے گی۔

---

اگر کوئی تمہارے حکم کی خلاف ورزی کرتا ہے تو تم اُسے سزا دیتے ہو۔ اگر ماتحت تمہارا کہنا نہیں مانتا تو تم اُسکے درپے آزار ہوتے ہو۔ اگر دوست کوئی بات تمہاری مرضی کے خلاف کرتے ہیں تو تم اُن سے خفا ہو جاتے ہو۔ مگر یہ تو بتاؤ کبھی تم اپنے اُس غلام کو کچھ سزا دیتے ہو اور اُس سے بھی خفا ہوتے ہو جس پر تمہاری اطاعت سب سے زیادہ فرض ہے۔ میری مراد خود تمہارے نفس سے ہے۔ شاید تم اس مغالطہ میں ہو کہ وہ تمہارا غلام نہیں ہے۔ یہ مغالطہ معمولی غور و تامل سے دور ہو سکتا ہے۔ دیکھو تمہیں اپنے دست و پا پر جو اختیار حاصل ہے۔ تمہیں اپنی خواہشوں پر جو اقتدار میسر ہے وہ دُنیا کے کسی دوسرے کو حاصل نہیں۔ اور کسی دوسرے کی خواہشوں پر حاصل نہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ تمہارے نفس کو سب سے بڑھ کر تمہارا مطیع اور فرمانبردار ہونا چاہیئے۔ لیکن حالات اسکی شہادت نہیں دیتے جو تمہیں خود کرنا چاہیئے اُس کی انجام دہی کی دوسروں سے توقع رکھتے ہو اور جب اس توقع کے خلاف ہوتا ہے تو تمہیں رنج پہونچتا ہے۔ کیسا رنج ؟ جس پر عقل کو بےساختہ ہنسی آتی ہے۔

---

اگر انسان ایک عادت اختیار کرلے تو دنیا کے بہت سے رنج و غم دور ہو سکتے ہیں۔ جب تم کسی شخص کے دامن سے کوئی توقع وابستہ کرو تو پہلے اس بات پر غور کر لو کہ تمام حالات کو پیش نظر رکھ کر اگر اُس کی جگہ تم ہوتے تو کیا کرتے ؟ لوگ اکثر دوسروں کو ایسی امیدیں وابستہ کرلیتے ہیں اور پھر اُن کے انجام پذیر نہ ہونے پر رنجیدہ ہوتے ہیں جنکو اگر کوئی شخص اُن سے وابستہ کرے تو کبھی اُن کے پورا کرنے کیلئے تیار نہ ہوں۔ جب تم کسی شخص سے کوئی خواہش ظاہر کرو تو پہلے یہ جانچ لو کہ تمہارا سوال نظر بحالات کس حد تک بجا یا بیجا ہے اور جانچ کا سب سے عمدہ طریقہ یہ ہے کہ اپنے آپ کو اُسکی جگہ فرض کر کے معاملہ پر غور کرو۔ اسی طرح جب تم کسی کی عزت۔ شہرت اور ننگ و ناموس پر کسی اشتعال یا ترغیب کی وجہ سے حملہ کا ارادہ کرو تو حملہ کے پہلے سوچ لو کہ اگر اُسکی جگہ تم ہوتے اور تم پر اسطرح کے حملے کیئے جاتے تو تمہارا طریق عمل کیا ہوتا۔ اکثر دیکھا گیا کہ ظالم انتقام کے بعد مظلوموں کی صورت حقیقتاً کرنیکو ہیں مبتلا ملزم نے مخترم کو گالی دی۔ مخترم نے گھونخ اندازی کا جواب سنگ سے دے کر ملزم کے طمانچہ رسید کیا۔ طمانچہ کھا کر ملزم زار زار رو رہا ہے اور پبلک کا رحم جذب کر رہا ہے حالانکہ مخترم کی جگہ ملزم ہوتا تو شاید گالی کھا کر طمانچہ کے ساتھ ایک دھول کا بھی اضافہ کرتا۔ بہرحال اگر انسان اپنی ذمہ داریوں کو پیش نظر رکھ کر دوسروں کی ذمہ داریوں کا صحیح احساس پیدا کرلے تو بہت سے مغالطوں اور مغالطہ آمیز صدمات سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

---

اگر میں دیکھتا ہوں کہ ایک قطرہ سمندر کی محبت کا دم بھرتا ہے، اگر میں سنتا ہوں کہ ایک ذرہ آفتاب کے عشق کا مدعی ہے۔ اگر مجھے محسوس ہوتا ہے کہ ایک پھول باغ کا دیوانہ ہے، اگر مجھے معلوم ہوتا ہے کہ شمع شہد کی یاد میں اشکبار ہے اگر مجھے بتایا جاتا ہے کہ نے نیستان کی جدائی میں نالہ زن ہے تو میں ان باتوں کو معمولی سمجھتا ہوں لیکن میں کانپ اُٹھتا ہوں اور لرز جاتا ہوں جب میرے

# خدا

(از جناب مولوی حکیم رکن الدین صاحب دانا)

یارب ترے بندے تجھے کیا کہتے ہیں — سب اپنی زبانوں میں جدا کہتے ہیں
جلوہ ہے ترا چونکہ دل میں خود ہی — اس واسطے ہم تجھ کو خدا کہتے ہیں

مادّہ قدیم ہے نوع کو فنا نہیں ہے صورت اور مادّہ کا اجتماع افلاک کی گردش تخلیق اور تکوین اشیا کی باعث ہے اور یہی سلسلہ ہمیشہ جاری رہیگا۔ پس نہ خدا کی ضرورت نہ مخلوقات پر اُن کی حکومت نہ خدا کے لیئے کوس لمن الملک بجانے کے لیئے عرصہ حشر اور میدان قیامت کی حاجت! یہ تو انسانوں میں اُس طبقہ کا خیال ہے جو مادہ پرست ہے جسکے نزدیک عالم میں جوکچھ ہوتا ہے وہ اضطراری طریقہ پر ہوتا ہے اور ہمیشہ یوں ہی ہوتا رہیگا پس نہ فنا کوئی چیز ہے نہ قیامت اور معاد!

اچھا ان لامذہبوں کو ان کی گمراہیوں میں چھوڑئیے اور اب بجائے خود عقلی اور وجدانی طور پر دیکھیئے کہ آیا خدا کوئی شے ہے؟ اور اُس کی کوئی ضرورت ہے یا نہیں؟

**عقلی دلیل** ہر چیز کا عقلی انحصار تین صورتوں میں ہے یا اُسکا پایا جانا ضروری ہوگا یا اُس کا نہ پایا جانا ضروری ہوگا یا دونوں میں کوئی ضروری نہ ہوگا۔ پہلی صورت کا نام واجب ہے۔ دوسری صورت کا ممتنع تیسری صورت کا ممکن۔ ذات خدا کو بھی ان تین صورتوں میں کسی کا تابع ہونا چاہیئے۔ ممتنع تو ہو نہیں سکتی کیونکہ اُسکا وجود اور منشا ہے اور اس کے امتناع پر کوئی عقلی دلیل قایم ہوسکی ہے، اور وہ ممکن بھی نہیں ہے کیونکہ ممکن کے وجود کے پیشتر ایک ایسا زمانہ ہوتا ہے جس میں وہ ممکن نہیں ہوتا اور کوئی زمانہ ایسا نہیں پایا گیا جس میں ذات خدا کا وجود نہ ہو۔ اس لیئے لامحالہ وہ واجب ہوگی اور ہر وہ چیز اور ہر وہ ذات جو واجب ہو وہی خدا ہے!

دوسری دلیل۔ تمام موجودات ممکن ہیں یعنی پہلے نہیں تھے پھر ہوئے تو لامحالہ اُن کا کوئی موجد ہوگا۔ پھر اُس موجد کے متعلق ہم پوچھیںگے کہ آیا وہ خود بخود ہے یا اُس کا بھی کوئی موجد ہے، اگر خود بخود ہے اور اُس کا کوئی موجد نہیں ہے تو وہی "خدا" ہے اگر اُس کا بھی کوئی موجد ہے تو پھر ہم اُس موجد کے متعلق سوال کرینگے کہ آیا وہ خود بخود ہے یا اُس کا بھی کوئی موجد ہے۔ اگر یہی سلسلہ چلا جائےگا تو تسلسل لازم آئےگا اور یہ محال تو لامحالہ ایک ایسا موجد ماننا پڑےگا جو خود بخود ہے اور سب کا موجد ہے اور وہی خدا ہے!

**وجدانی دلیل** جسوقت ایک متحیر انسان مصائب کے سمندر میں غوطے کھاتا ہے، اور اُس کا ہلاکت خیز تلاطم اُن کی اُمیدوں کے تمام وسائل منقطع کردیتا ہے اور اُس کی طاقتیں ایک ایک کرکے جواب دیدیتی ہیں تو وہ گھبراکر دل ہی دل میں ایک ایسی طاقت کا سہارا ڈھونڈھتا جو تمام طاقتوں سے بالاتر ہے اور جو باوجود تمام اُمیدوں کے منقطع اور تمام وسائل کے معدوم ہونے کے مبتلائے مصائب کے دلی جذبات اور وجدانی کیفیات کے لحاظ سے وہ ایسی حالت میں بھی مدد کی قدرت رکھتا ہے۔ پس وہی طاقت جو تمام طاقتوں سے بالاتر ہے اور ایسے نازک وقت میں مایوس ہوجانے والوں کا سہارا بنتی ہے۔ خدا ہے۔ فرعون جسنے خود خدائی کا دعویٰ کیا اور جو بزعم خود تمام مخلوقات کا خالق اور تمام چیزوں پر قادر تھا حضرت موسےٰ کے تعاقب میں جب دریائے نیل میں گھسا اور دریا کے دونو سرے مل گئے اور وہ غوطے کھانے لگا اور آپکی امداد کے تمام وسائل کے ساتھ اُسکی خدائی نے بھی جواب دیدیا تو آخر اُس نے بھی ایک سہارا ڈھونڈھا اور اُس کے دل نے بھی ایک ایسی طاقت کو مدد کے لیئے پکارا جو خود اُسکی طاقت اور تمام طاقتوں سے زیادہ طاقتور تھی جسکا نام اُس نے موسےٰ کا خدا رکھا تھا۔ پس خدا کے منکرین اور اُس سے بغاوت کرنے والوں کو بھی خدا کی ضرورت پڑجاتی ہے اور ناگزیر طور پر اُسکا اقرار کرنا پڑتا ہے۔ اس لیئے خدا ایک ایسی شے ہے جسکا وجود شمرندہ دلائل نہیں ہے بلکہ آفتاب سے زیادہ روشن اور انسانی وجود سے زیادہ متیقن ہے! ع

ذرہ ذرہ میں ہے یارب ترے جلوؤں کا ظہور — کرتے ہیں — یو رب ترا انکار عبث

خدائی سلسلہ میں "وجود خدا" کوئی اہم اور معرکتہ الآرا بحث نہیں سوا ملحدین کے عام بنی نوع انسان خدا کے وجود میں متفق ہیں۔ اس سلسلہ میں سب سے زیادہ اہم اور معرکتہ الآرا جو بحث ہے وہ یہ ہے کہ مَا هُوَ اَیُّ شَیْءٍ فِیْ ذَاتِہٖ؟ یعنی خدا دراصل ہے کیا چیز؟ اور اس کو ہم کسطرح جانیں اور سمجھیں اور وہ کہاں رہتا ہے اور کہاں ملتا ہے! یہی درحقیقت خدا کے متعلق بحث ہے جو ایک طرف اہم اور معرکتہ الآرا ہے اور دوسری طرف دلچسپ اور دل آویز ہے۔ جملہ اہل مذاہب خدا کا یقین رکھتے ہیں اور اُسکی ہستی اور وجود پر ایمان لائے ہوئے ہیں لیکن اختلاف اور ضلالت اُسکو متعین اور متشخص کرنے اور اُس کا معنون اور مصداق مقرر کرنے میں واقع ہوئی اور اُسکا باعث صرف یہ ہوا کہ خدا نے اپنے تئیں پردہ میں رکھا اور صرف اپنا جلوہ دکھا دکھا کر مخلوق کو دلدادہ و شیدا بنایا پس فکر ہر کس بقدر ہمت اوست جو لوگ صاحب نظر اور حقیقت آشنا تھے اُنہوں نے جلوہ دیکھا اور جلوے والے کو پہچان لیا اور جو کوتاہ نظر اور ظاہر آشنا تھے اُنہوں نے جس میں جلوہ دیکھا اور جو مظہر نظر آیا اُسی کو اصل شے سمجھ کر پکار اُٹھے هٰذَا رَبِّیْ! یہی میرا رب میرا خالق میرا پروردگار ہے!! پس ایک طرف تو شمس و قمر اور ستارے پروردگار بنائے گئے اور دوسری طرف آب و آتش خدا بنے اور معبود بنگئے کہیں بت پرستی شروع ہوگئی کہیں صنم پرستی نے رواج پکڑا اور سب کی اصل صرف یہی ہے کہ وہ کسی وقت میں خدائی جلوے کے مظہر تھے اور جن کی تصویروں کی پرستش ہوتی ہے درحقیقت وہ کسی وقت میں خود عابد تھے خدا کا جلوہ اُن میں نظر آیا شان مظہرت اُن میں پیدا ہوئی اور وہ معبود بنالیئے گئے منصور حلاج کو خود اُن کی ذات میں خدا کا جلوہ نظر آیا اور وہ پکار اٹھے اناالحق

(یعنی میں ہی خدا ہوں) خدا کے سوا جملہ معبودوں کی معبودیت کا یہی راز ہے
اور ان تمام گوناگوں اختلافات کا اصل باعث صرف خدا کی پردہ داری ہے ع
حرم و دیر کے جھگڑے ترے چھپنے سے ہوئے ۔ تو اگر پردہ اُٹھا دے تو تو ہی تو ہو جائے
مذہبی کتابوں میں قرآن پاک نے جس جامعیت اور وضاحت سے اس مسئلہ کو
صاف کیا ہے، بالخصوص اُسی کا حصہ ہے، حضرت ابراہیم جب خدا پر ایمان لاتے ہیں
تو اُن کی مذہبی ارتقا کیسی دلچسپ ہوتی ہے، پہلے وہ شب تار میں ننھے ننھے چمکتے
تاروں کو دیکھ کر کہتے ہیں کہ یہ میرے پروردگار ہیں، اُس کے بعد جب ماہتاب پر
نظر پڑتی ہے تو اُسکا معشوقانہ دمکتا ہوا چہرہ دیکھ کر فرماتے ہیں کہ نہیں، یہ میرا رب
ہے اور جب رات ختم ہو کر صبح نمودار ہوتی ہے اور آفتاب کا نورانی اور پُرجلال
چہرہ نظر آتا ہے تو آپ چلا اُٹھتے ہیں کہ هذا ربی هذا اکبر، میرا پروردگار
تو بس یہ ہے کیونکہ یہ سب سے بڑا ہے لیکن جب وہ آفتاب دیکھا کہ غروب ہوتا
ہے تو آپ چونک اُٹھتے ہیں گویا آپ کو اپنی غلطی محسوس ہوتی ہے کہ جس نورانی
جسم کو اُسکی بڑائی اور چمک دمک دیکھ کر ہم پروردگار سمجھے تھے درحقیقت وہ ہی
پروردگار نہیں ہے وہ تو غروب ہو گیا اُسکی چمک دمک ماند پڑ گئی اور یہ شان
ربوبیت کے خلاف ہے پس یہ کسی طرح خدا نہیں ہو سکتا، یہ بھی خدا کی ایک
مخلوق ہے، خدا وہ ہے جس نے آسمان و زمین پیدا کیے ہیں۔ اِنِّیْ وَجَّهْتُ
وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ

# مساوات کی جھلک

(از شیر محمد دہلوی)

ایک مرتبہ کا ذکر ہے۔ کہ آنحضرت کنوئیں پر غسل فرما رہے ہیں۔ اور ایک صحابی پردہ کیئے ہوئے ہیں۔ جب حضور فارغ ہو گئے۔ صحابی کے نہانے کی باری آئی۔ تو آپ بھی چادر لے کر کھڑے ہو گئے۔ پردہ کرنے لگے صحابی کو اپنے رسول کی یہ تکلیف کسطرح گوارا ہو سکتی تھی۔ التجا کی۔ یا رسول اللہ۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ آپ ایسا نہ کریں۔ ارشاد ہوا۔ جیسا میں انسان ہوں ویسے ہی تم انسان ہو۔ مجھ کو ایسی کیا فوقیت ہے؟

حبیب خدا صلعم سفر میں ہیں۔ کسی منزل پر قیام کیا۔ کھانا پکانے کا انتظام ہونے لگا۔ بکری ذبح کرنے کی تیاری ہوئی۔ صحابہ کرام میں سے ہر شخص نے ایک ایک کام اپنے ذمہ لیا۔ ایک نے بکری ذبح کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔ دوسرے نے اُس کے بنانے اور صاف کرنے کی خواہش کی۔ تیسرے نے گذارش کی۔ کہ میں پکاؤں گا ہنوز چوتھے صحابی بولنے ہی لگے تھے کہ رسول اکرم بول اُٹھے اور فرمایا۔ کہ ایندھن کے لیئے میں جنگل سے لکڑیاں چُن لاؤں گا۔ صحابہ نے بکمال ادب عرض کیا۔ قربانت شویم۔ ہمارے ہوتے ہوئے حضور کو کسی کام کے کرنے کی حاجت نہیں۔ ارشاد ہوا میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ کہ تم لوگوں کی میرے حال پر بڑی مہربانی ہے۔ لیکن مجھ کو یہ منظور نہیں۔ کہ تم میں مشیخت مآب بنکر بیٹھ جاؤں۔ رفیق وہ ہے۔ جو رفیقوں کا شریک ہو۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ تم کام کرو۔ اور میں بیٹھا دیکھا کروں مجھے حق رفاقت ادا کرنے دو۔ کیونکہ یہ اللہ کو پسند ہے۔ چنانچہ آپ لکڑیاں چُن لائے۔ اور اسطرح اپنے رفقا کے دلوں میں اپنی صادق محبت کا نقش بٹھا دیا۔

آہ جس پیغمبر نے اصول مساوات کی ایسی تعلیم دی ہو۔ آج اُسکی اُمت کے اُمرا اور لیڈروں کا یہ حال ہو۔ کہ نچلے درجے کے مسلمانوں سے گفتگو کرنی سرشان سمجھیں۔ اور اپنے بنگلوں میں مشیخت مآب بنکر شان فرعونیت کے کرشمے دکھائیں۔

# آدمی ہر وقت سمجھے خاک ہوں

(از سید محمد اسد علی۔ ایم۔ آر۔ اے۔ ایس۔ لندن)

اے مسلماں تیرا اسلامی نہ بھول ۔ لطف دینی خطِ ایمانی نہ بھول
تو اگر سمجھے تو وہ مومن ہے تو ۔ غیر ایتیں ہیں اگر تو دشمن ہے تو

آج تیری وہ نرالی شان ہے ۔ تو اچھوتا صاحبِ ایمان ہے
منزلِ مقصود تیرا ایرم ۔ خالی از شوکت نہیں ہے ایرم
فخر ہے اور ناز ہے تیرے لیئے ۔ آج جو اعزاز ہے تیرے لیئے
انکساری خاکساری سیکھ لے ۔ ہے اگر عزت کی خواہش بردباری سیکھ لے

پہلے تو فرمان مولا مان لے ۔ اپنی ہستی کو ذرا پہچان لے
بسنی سو ہوم کا پہچاننا ۔ درحقیقت ہے خدا کا جاننا
انکساری باعثِ اعزاز ہے ۔ خاکساری ست بلند آواز ہے
شاخ میوہ کی جھکی رہتی ہے کیوں ۔ اتنا بھاری بوجھ یہ سہتی ہے کیوں
یہ جھکی ہے اپنی عزت کے لیئے ۔ خلق کے دل میں محبت کے لیئے
شانِ ایمانی ہے اس سے بھی فزوں ۔ آدمی ہر وقت سمجھے خاک ہوں

# مسلمانوں کے زوال کا اصلی سبب

(از مولانا سید زاہد القادری صاحب)

ملت اسلامیہ کی آج جیسی نازک حالت ہے وہ محتاج بیان نہیں ہر وہ شخص جسکو اسلام کے ساتھ ایک ذرہ کے برابر محبت ہے مسلمانوں کے زوال اور ان کی پستی کو محسوس کرتے ہوئے بیچین اور مضطرب ہے۔ لیکن بہت کم ہونگے ایسے اصحاب جنہوں نے کبھی اس بات پر غور کیا ہو کہ آخر مسلمانوں کی اس تباہی کا اصلی سبب کیا ہے؟

## زوال اسلام کی نسبت فلسفیانہ رائے

وہ مسلمان جو فلسفیانہ نقطۂ نظر سے مسلمانوں کے تنزل پر نظر ڈالتے ہیں اُن کی تو یہ رائے ہے کہ ہر مذہب شروع میں عروج حاصل کرتا ہے اور اس کے متبعین سرگرمی کے ساتھ اسکی حفاظت و اشاعت میں حصہ لیتے ہیں لیکن کچھ زمانہ گزرنے کے بعد یہ جذبہ فنا ہو جاتا ہے اور وہ مذہب دن بدن پستی اور انحطاط کی طرف چلا جاتا ہے۔" یہ ایک فلسفیانہ رائے ہے جسکو مذہبی دلائل سے کوئی تعلق نہیں۔"

## مسلمانوں کے تنزل کی نسبت اہل مذہب کی رائے

لیکن وہ اصحاب جو ہر معاملہ کے متعلق مذہبی دلائل سے بحث کرتے ہیں اس رائے کے قطعی مخالف ہیں وہ کہتے ہیں کہ حق اور باطل میں کچھ فرق ہونا لازمی ہے جو مذاہب کہ صداقت سے محروم ہیں اُن کا تو ذکر نہیں لیکن جس مذہب میں کہ صداقت موجود ہے اُس کا فنا ہو جانا یا زوال پذیر ہونا ناممکن ہے۔"

آخر الذکر رائے سے ہمیں اتفاق ہے ہم اسلام کی صداقت کے قائل ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ یقیناً اسلام سے بہتر دنیا میں کوئی دوسرا مذہب نہیں ہو سکتا لیکن اس کے ساتھ ہی ہمیں موجودہ زمانہ کے مسلمانوں کے "اسلام" و "ایمان" کے متعلق شبہ ہے اور ہم نہیں سمجھ سکتے کہ جس مذہب میں کامل توحید کی تعلیم موجود ہے جو مذہب کہ صرف خدا پرستی کی دعوت دیتا ہے اور تمام معبودانِ باطل سے تعلقات منقطع کراتا ہے جس مذہب کا ایک مکمل قانون "قرآن حکیم" بجنسہٖ موجود ہے اُس کے متبعین کیونکر دنیا میں ذلیل و خوار رہ سکتے ہیں۔؟

یہ ایک سوال ہے جو مسلمانوں کے سبب زوال کی جستجو پر ہمیں مجبور کرتا ہے۔

## قرآن حکیم کی رائے

قرآن حکیم کو اُٹھا کر جب ہم اس سبب کو تلاش کرتے ہیں تو ہمیں ایک ایسا مطلق جواب ملتا ہے کہ ہمارا تعجب ایک لمحے کے لیے بھی قائم نہیں رہتا۔ رب العزت جل مجدہٗ نے ارشاد فرمایا ہے

"اَلَمْ یَرَوْا کَمْ اَهْلَکْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّکَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَکِّنْ لَّکُمْ وَ اَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَیْهِمْ مِّدْرَارًا وَّ جَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمْ فَاَهْلَکْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِیْنَ ہ"

(پارہ ۷ - سورۂ انعام)

کیا ان لوگوں نے اس بات پر نظر نہیں کی کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی اُمتوں کو ہلاک کر دیا جن کی ہم نے ملک میں ایسی (مضبوط و مستحکم) بنیاد قائم کر دی تھی کہ ابھی تک بھی تمہاری بنیاد اس قدر مستحکم نہیں کی ہے۔ اور ہم نے (اُن کے لیے) پانی کی اس قدر افراط کی کہ اُوپر سے مینہ برسایا اور نیچے نہریں رواں کر دیں پھر ہم نے اُن گناہوں کی سزا میں ان کو ہلاک کر دیا اور ان کے بعد دوسری قومیں پیدا کر دیں۔

اس آیت میں اللہ تعالے نے اُن اقوام کا ذکر فرمایا ہے جنکو پہلے پیدا کیا گیا تھا جیسے "قوم عاد" "قوم ثمود" "قوم نوح" اور قوم فرعون وغیرہ یہ قومیں اپنے زمانہ میں ایک خاص حد تک ترقی اور شہرت حاصل کر چکی ہیں جنکی شوکت و جلالت کا ذکر قدیم تاریخوں میں موجود ہے۔ یہ قومیں بالکل آزاد اور با اختیار تھیں، خدا تعالے نے انکو سرسبز و شاداب زمین اور دولت و ریاست عطا فرمائی تھی یہ نہایت سکون و اطمینان کے ساتھ زندگی بسر کرتی تھیں اسی لیے فرمایا گیا ہے کہ ہم نے ملک میں ان کی بنیاد مستحکم کر دی تھی۔"

## سرکش اقوام کی تباہی

لیکن جب ان اقوام نے احکام خداوندی کو ٹھکرایا، اُس کے رسولوں کی بے عزتی کی اور اُس کے نازل کئے ہوئے صحیفوں کو نظر حقارت سے دیکھا تو اس تمرد اور سرکشی کی وجہ سے اللہ تعالے نے اُنکو فنا و معدوم اور نیست و نابود کر دیا۔ یہ ایک درس عبرت ہے جو قرآن حکیم ہمیں سُناتا ہے اور "فاعتبروا یا اولی الابصار" کہتا ہے آج مسلمانوں کو بجائے آہ و زاری کرنے کے اپنی عملی حالت پر نظر غائر ڈالنی چاہیئے اور انصاف کے ساتھ جواب دینا چاہیئے کہ کیا آج مسلمانوں نے "کتاب اللہ" کو بالائے طاق نہیں رکھدیا؟ کیا آج اسلام کے کُھلے کُھلے احکام سے وہ اعراض نہیں کر رہے؟ کیا آج انہوں نے "اسلام" کو ایک کھیل نہیں بنا لیا؟ اگر انصاف کے ساتھ ان سوالات پر غور کیا جائے تو یقیناً سوائے اس کے اور کوئی جواب نہیں ہو سکتا کہ زمانہ موجودہ کے مسلمان صرف نام کے مسلمان ہیں کہاں اسلام کی پاکیزہ تعلیمات اور کہاں عہد حاضرہ کے مسلمانوں کے اعمال و افعال۔

## مسلمانوں کی حالت میں انقلاب

دیکھو اسلام دنیا کا وہ بہترین مذہب ہے کہ جو انسان کو سیدھی سادی خدا پرستی سکھلاتا اور اعمال حسنہ کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ صفحات تاریخ عہد نبوت کے مسلمانوں کے اعمال و اخلاق ہمارے سامنے ظاہر کرتے ہیں اور ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ تمام باتیں جنکو دنیا اچھا کہتی ہے مسلمانوں میں موجود تھیں اور وہ اخلاق رذیلہ جنکو خدا کے بندے بُرا کہتے مسلمانوں سے کوسوں دُور تھے۔ خدا پرستی، حق پسندی اور امتیازی [illegible]

ایمانداری، اتحاد باہمی، خلوص، محبت، اخوت، ہمدردی، ایثار یہ تمام چیزیں مسلمانوں کی نمایاں ترین خصوصیات تھیں لیکن اگر آج مسلمانوں کی حالت پر نظر ڈالی جائے تو بجائے ان صفات حسنہ کے زمانہ بھر کی برائیاں اُن میں پائی جائینگی۔

نفس پرستی، بے ایمانی، ابلہ فریبی، مکاری، خود غرضی، حرامکاری، سٹہ بازی، غرضکہ ساری برائیاں ان میں موجود ہیں۔

### مسلمانوں کا زعم باطل

باایں ہمہ مسلمانوں کا خیال یہ ہے کہ ہم دُنیا کی تمام قوموں سے بہتر اور اچھے ہیں تمام قومیں کافر ہیں اور ہم خدا کے مقبول بندے ہیں۔ خواہ ہم کچھ ہی کریں لیکن خدا کو ہمیشہ ہماری طرفداری کرنی چاہیئے اور ہمیں دنیا میں سب سے زیادہ عزت دینی چاہیئے معلوم نہیں مسلمانوں نے خدا کو کیا سمجھ لیا ہے کہ وہ اسکو اپنا حکم بردار رکھنا چاہتے ہیں یہ ہے ایک خوفناک انقلاب کہ جس نے مسلمانوں کو ذلیل وخوار بنا دیا ہے۔ اور دن بدن وہ قعر ذلت میں گرتے چلے جاتے ہیں۔

### خوفناک انقلاب کا سبب

ظاہر ہے کہ اس انقلاب کی وجہ صرف یہ ہے کہ انہوں نے اسلام کی صحیح تعلیم کو صفحۂ قلب سے بالکل مٹا دیا ہے۔ اور اُن چیزوں کو جن کا ذکر بھی شریعت اسلام میں نہیں ہے اپنا دستور العمل قرار دے لیا اور اپنی زندگی کے فرائض میں داخل کر لیا ہے ؎

بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبی ست

"ابلیسؔ زِ سلسلے ام زمانہ ماآجہ پدید!"

یہ تھا مسلمانوں کی ذلت و رسوائی کا قصہ جسکو مختصراً بیان کر دیا

### کیا مسلمان پھر عروج حاصل کرسکتے ہیں

اب سوال یہ ہے کہ کیا مسلمان ہمیشہ اسی طرح ذلیل و خوار رہینگے یا کسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ وہ پھر دنیا میں عزت و وقعت کی زندگی بسر کریں، اور اپنی کھوئی ہوئی عظمت کو پھر دوبارہ حاصل کرلیں میں جہانتک خیال کرتا ہوں اگر مسلمان اپنی ذلت اور پستی کا احساس کر کے پھر اُٹھ کھڑے ہوں اور بجائے باتیں بنانے کے اپنی حالت کی اصلاح پر کمربستہ ہوں تو ترقی حاصل کرنا کچھ زیادہ دشوار نہیں ہے۔

### راہِ عمل

میرا دعویٰ ہے کہ اگر آج مسلمان پھر اپنے بھُولے ہوئے سبق کو دوہرا لیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس زندگی کو اپنا "نظام عمل" بنالیں تو چند سال میں وہ پھر ایک باعزت قوم بن سکتے ہیں۔

اگر مسلمان صرف اپنے عقائد، اعمال اور معاملات درست کرلیں تو یقیناً اُن کی ہزارہا خرابیاں چشم زدن میں دور ہوسکتی ہیں۔ اور لاکھوں خوبیاں اُنمیں پیدا ہوسکتی ہیں۔

ضرورت ہے اس امر کی کہ وہ خدا کے نازل کیئے ہوئے مکمل قانون کو اپنے سامنے رکھیں اور رسول کی زندگی پر نظر غائر ڈالیں اور پھر دُنیا میں زیادہ سے زیادہ ترقی حاصل کرنے کی جدوجہد کریں ؎

عجب کیا ہے یہ بیڑا غرق ہوکر پھر اُبھر آئے

کہ جیسے انقلاب دور گردوں یوں ہی دیکھا ہی

# اصلاحی دستور العمل

## ہماری قومی زندگی کی اہم ترین ضروریات

مولانا "فلسفی" کے قلم سے

دنیا میں کوئی قوم زندہ نہیں رہ سکتی تاوقتیکہ اُس کا ہر ہر فرد قومی اصلاح و ترقی کے متعلق اپنی اہم ذمہ داریوں کو محسوس اور ان سے عہدہ برآ ہونے کی کوشش نہ کرے۔ یہی ایک طریقہ ہے جس سے ہم سب قوم وملت کو حقیقی طور پر کچھ نہ کچھ نفع پہونچا سکتے ہیں۔ ہمارے خیال میں مسلمانان ہند کی اہم ترین قومی ضروریات مندرجہ ذیل مدات میں تقسیم کی جاسکتی ہیں جنکی تکمیل کی ذمہ داری ہم میں سے ہر ایک پر عائد ہوتی ہے۔ ان ضروریات کو ہمیشہ پیش نظر رکھ کر اُن کی تحصیل وتکمیل میں کوشاں ہونا۔ قوم کے لئے باعث فلاح ونجات اور ان سے روگردانی وبے اعتنائی موجب بربادی وہلاکت ہے۔ ہمارے نزدیک ان ضروریات قومی کی مسلمانوں کو یاددہانی کرتے رہنا مقاصد اصلاح وترقی کے لیئے اس قدر ناگزیر ہے کہ ہم دین ودنیا کی ہر ایک اشاعت میں ان کا درج کردینا مناسب سمجھتے ہیں۔ علیگڈھ کی تعلیمی کانفرنس۔ لکھنؤ کی مسلم لیگ یا اور کسی قومی مرکز میں اگر فرقہ بندی کی ضرورت ہے تو ہو مگر قومی زندگی کی مندرجۂ ذیل ضروریات کو فرقہ بندی کے جذبات وخیالات پر قربان کرنا قوم کے مجموعی فوائد کا خون کرنا ہے۔ دین ودنیا کی تالیف وترتیب میں ان ہی ضروریات قومی کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔

### ۱ - مذہب

ہمارا عزیز مذہب اسلام۔ ہماری قومیت کی روح اور ہماری سعادت ابدی کا کفیل ہے۔ اس سے روگردانی وبے اعتنائی کُل قوم کے لیئے موجب تباہی اور باعث ہلاکت ہے۔ اِس لیئے ہم سب کا فرض ہے کہ اسلام کی صحیح تعلیمات کو سمجھیں اور اُن پر عمل پیرا ہوکر سچے مسلمان بننے کی کوشش کریں۔ محض زبانی دعوؤں سے نہیں بلکہ اخلاق واعمال اور کردار وعادات سے بجا طور پر خیرالامم ہونے کا ثبوت دیں۔ اسلام کی صحیح تعلیم کو سمجھنے کے لیئے اسوۂ حسنہ نبی کریم کے سامنے کسی مولوی۔ پیر۔ یا پیشوا کے حکم کی پرواہ نہ کریں۔ احادیث اور

لامذہبی کے مہلک اثرات سے اپنے دل کو محفوظ رکھیں۔ گوشہ نشین بزرگوں کے راہبانہ رویہ کو قابل اتباع نہ سمجھیں۔ دین و دنیا میں تفریق نہ کریں۔ جائز دنیا طلبی کو عین دین تصور کریں۔ اسلام کی رسی کو مضبوط تھام کر دنیوی ترقی کے زینہ پر چڑھتے جائیں۔ تعصب اور کورانہ تقلید سے بچیں۔ مصالح و احکام دین کے معلوم کرنے میں عقل سلیم و دیانت سے کام لیں۔ غیروں کے مفید اور جائز طریقوں کو اختیار اور اپنی مضر رسوم و عادات کو ترک کریں۔ نااہل پیروں اور پیرزادوں کی نذریں بند کر کے ان سے مفت خوری کی عادت چھڑائیں ایسے مولویوں اور واعظوں کی اعانت نہ کریں جو فروعی مسائل میں شاخسانے نکال کر مسلمانوں کو آپس میں لڑواتے اور ان کی قومی بنیادوں کو متزلزل کرتے ہیں جو لوگ ہمارے مذہب و ہم مشرب نہیں ہیں ان سے بغض و عداوت نہ رکھیں بلکہ ان کے ساتھ تہذیب و رواداری سے پیش آئیں اور اس حقیقت کو ہمیشہ دل نشین رکھیں کہ اسلام میں حقوق العباد کا درجہ حقوق اللہ پر مقدم ہے۔

## ۲ - اخلاق

جس قوم کے خصائل (کیرکٹر) اصول عدل و حکمت پر مبنی نہیں ہوتے وہ ہمیشہ ذلیل و خوار رہتی اور جلد فنا ہو جاتی ہے۔ اس لیئے ہمارا فرض ہو کہ ہم افراط و تفریط کو چھوڑ کر مسلک اعتدال پر قائم ہو جائیں۔ دولت۔ وقت اور قوت خدا تعالیٰ کی بیش بہا نعمتیں ہیں انکو بے محل اور بیہودگی سے نہ لٹائیں عیش پسندی۔ کاہلی۔ پست ہمتی۔ غرور و نخوت۔ اسلاف کے کارناموں پر گھمنڈ کرنے اور خیالی پلاؤ پکانے کی عادتوں کو چھوڑ دیں۔ جفاکش۔ اولوالعزم۔ عالی حوصلہ۔ مآل اندیش۔ مستقل مزاج پاکباز اور کفایت شعار بننے کی کوشش کریں۔ اپنا بوجھ دوسروں پر نہ ڈالیں۔ اپنی مدد آپ کرنا سیکھیں۔ شراب خواری۔ عیاشی۔ مقدمہ بازی۔ قمار بازی۔ نمود و نمائش۔ فیشن پرستی۔ بے محل خیرات اور شادی و غم کی فضول رسموں میں دولت صحت اور عزت برباد نہ کریں۔ باہمی خانہ جنگیوں نااتفاقیوں اور کینہ و بغض سے ملوث نہ ہوں۔ اتفاق و اتحاد اور ہمدردی و خلوص پیدا کریں خوشامد اور غیر مفید جوشیلی کارروائیوں سے محترز رہیں۔ صداقت و دیانت کے ساتھ مصلحت وقت اور ضروری احتیاط کو بھی ملحوظ رکھیں۔ دولت اور دولتمندوں کو حقیر نہ سمجھیں۔ قوم کے مربیوں محسنوں اور بزرگوں کی عزت کریں۔

## ۳ - تعلیم

اشاعت علم اور تعلیم و تعلم تمام ترقیات و کمالات کا سرچشمہ ہے۔ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم تحصیل و اشاعت علم میں ہمہ تن مشغول ہو جائیں۔ ابتدائی اور اعلیٰ تعلیم کے لیئے حسب ضرورت مدرسے جاری کریں۔ اس کی کوشش کریں کہ تمام کار آمد علوم و فنون کی تعلیم ہمارے بچوں کو انکی مادری زبان میں دی جائے قدیم طرز کے عربی مدرسوں اور فارسی مکتبوں کی اصلاح کریں۔ عربی ہماری دینی اور قومی زبان ہے۔ انگریزی جدید علوم کا مخزن اور دنیاداری کاروبار کے لیئے ناگزیر ہے۔ اس لیئے چاہیئے کہ ہم دونوں زبانوں کے سیکھنے کی کوشش کریں مصنفین مولفین اور مترجمین ہماری حوصلہ افزائی کے محتاج ہیں۔ جدید علوم و فنون پر ان سے اپنی زبان میں کتابیں لکھوائیں۔ مفید اخبارات و رسائل کی قدر کریں۔ اگر خود قابل ہوں تو اپنا تھوڑا وقت اشاعت علم یعنی تعلیم اطفال یا تصنیف و تالیف میں ضرور صرف کریں۔ مدارس و مکاتب کا انتظام اور نصاب تعلیم کی تجویز کا کام اپنے ہاتھ میں لیں سیاسی مصلحتوں پر تعلیمی فوائد کو قربان نہ ہونے دیں تعلیمی کاموں میں دل کھول کر چندے دیں۔ اولاد کی تعلیم و تربیت کو اپنا اہم ترین فرض سمجھیں۔ جبریہ اور مفت نیز صنعتی تعلیم کو ملک میں رائج کرائیں۔

## ۴ - صحت جسم

تندرستی ہزار نعمت ہے۔ مریض اور کمزور قوم اُس مکان کی مانند ہے جو ریت کی بنیاد پر تعمیر کیا گیا ہو۔ جفاکشی۔ عالی حوصلگی۔ استقلال جوش اور امنگ سب تندرستی کی موقوف ہیں اس لیے ہمارا فرض ہے کہ ہم سب تندرست و توانا رہنے کی کوشش کریں۔ اصول حفظان صحت کو سمجھیں اور ان پر عمل کریں۔ اُن ناپاک اور مہلک عادتوں ملوث نہ ہوں جو قوت مردمی کو ضائع اور انسان کو زندہ درگور کر دیتی ہیں۔ قومی مدارس کے نصاب تعلیم میں ایسی کتابیں داخل کریں جس سے تندرستی قائم رکھنے کی اصول و فوائد بچوں کے ذہن نشین ہو جائیں۔ قریبی رشتہ داروں میں شادیاں کرنا ترک کریں۔ دولہن کے انتخاب میں طبی معائنہ کو ضروری شرط قرار دیں اور اُن تمام اصول پر عامل ہوں جن پر تندرست اور زندہ قومیں عمل کر رہی ہیں۔

## ۵ - معیشت

مشہور ہے۔ یار کہ در روزی پراگندہ دل۔ اس لیئے ہم کو زراعت و تجارت اور صنعت و حرفت کی جانب خاص طور پر توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ ملازمت بھی اچھی چیز ہے۔ مگر ہر شخص کا ملازمت پر ٹوٹ کر گرنا اور اس کے انتظار میں وقت برباد کرنا قومی ترقی کے حق میں سم قاتل ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ بچوں کو شروع ہی سے تجارت کی عادت ڈلوائیں۔ طبیعت کی مناسبت کا لحاظ رکھ کر مفید صنعتی تعلیم دلوائیں شائستہ پیشوں کو معیوب اور پیشہ وروں کو حقیر نہ سمجھیں زراعت کے متعلق جدید انکشافات و اصول کی واقفیت حاصل کریں۔ کسی بچہ کو زراعت میں لگائیں۔ کسی کو تجارت میں اور کسی کو صنعت و حرفت میں۔ خوانچہ سر پر یا گٹھری بغل میں لیکر دانہ گلی کوچوں میں پھرنا۔ ملازمت کی بیڑی پیروں میں ڈالکر ایک جگہ بیٹھے رہنے سے بہتر ہے۔ یورپ و امریکہ اور جاپان کی ترقی کا راز یہی ہے کہ ان ملکوں میں علم۔ تجارت اور صنعت و حرفت کی پوری پوری قدر کی گئی اور کی جا رہی ہے۔ (باقی آئندہ)

# سکندر لودی اور کبیر

(از علامہ ابوالفضل محمد احسان اللہ صاحب عباسی)

سکندر لودی کے زمانہ میں ایک فقیر کبیر نام تھا جسے ہندو و مسلمان دونوں اپنا پیشوا سمجھتے تھے اور اب بھی اُس کے سلسلہ میں ہندو بھی ہیں اور مسلمان بھی ہیں ہندو کبیر داس اور مسلمان کبیر صاحب کہتے ہیں۔ سکندر لودی کا زمانہ سولہویں صدی کے وسط میں تھا۔ اور اُسوقت شہرت کبیر کی ہو چکی تھی۔

گورکھپور سے جانب مغرب آٹھ کوس کے فاصلہ پر ریلوے اسٹیشن مگہر سے چند فرلانگ پر کبیر صاحب کا مقبرہ ہے۔ اور اُس کے قریب ہی برلب جو کبیر داس کا مندر ہے ان دونو مقام پر جدا جدا زیارت یا پرستش کے لیئے دور دور سے ہندو اور مسلمان آتے ہیں۔ گو آنے والوں میں ہندوؤں کی تعداد زائد اور مسلمانوں کی کم ہوتی ہے۔

کبیر کی شہرت نہ صرف گورکھپور کے قرب وجوار میں ہے۔ بلکہ ہندوستان کے مختلف حصوں میں ہے۔ ہندو کبیر کو ہندو سمجھتے ہیں اور مسلمان مسلمان سمجھتے ہیں۔ کبیر کے مقبرہ اور مندر کا قریب ہی قریب ہونا عجائبات روزگار سے ہے۔ یہ چنداں باعث حیرت نہیں ہے کہ شخص واحد دو مختلف مذہبوں کا امام ہو۔ بلکہ مقام حیرت یہ ہے کہ اُسکے ہندو معتقدین اُسے ہندو اور مسلمان معتقدین اُسے مسلمان سمجھتے۔ عرفی نے عجب نہیں کہ کبیر ہی کے حالات مشکر یا اُسے دیکھ کر یہ قطع موزوں کیا ہو۔

چناں با نیک و بد عرفی بسر کن کز پس مردن
مسلمانت بزمزم شوید و ہندو بسوزاند

کبیر کے حالات میں ایک کتاب موسوم بہ کبیر چرتر سندیس لاہور میں چھپی تھی اُسمیں سکندر لودی اور کبیر کا مکالمہ درج ہے۔ اس قسم کے حالات مبالغہ سے خالی بیان نہیں کیئے جاتے پھر بھی قرین قیاس اور دلچسپ حصہ اُس کا قابل ذکر ہے۔

کبیر کی تعلیم ہندوؤں اور مسلمانوں کے لیئے تھی لیکن شروع شروع دونو فریق اس سے ناراض ہوئے۔ اور بادشاہ کے مرشد میر تقی اور قاضی اس کے مخالف تھے۔ کبیر بادشاہ کے حکم سے ایک روز دربار میں بلایا گیا۔

قاضی نے کبیر کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔ او کافر تو نے دربار میں آ کر بادشاہ کو سلام کیوں نہیں کیا؟

کبیر بولا۔ سن قاضی!

کبیرا وہ نر پیر ہیں جو جانیں پر پیر
جو پر پیر نہ جانہی سو کافر بے پیر

میں کافر نہیں ہوں۔ کافر وہ ہیں جو دوسروں سے ہمدردی نہ کریں۔ میں نے سلام اس لیئے نہیں کیا کہ میرا سر کسی مخلوق کے سامنے نہیں جھکتا۔

سکندر۔ تجھے آنے میں دیر کیوں کی۔

کبیر۔ ایک تماشہ دیکھ رہا تھا۔

سکندر۔ وہ کیا

کبیر۔ میں دیکھ رہا تھا کہ سوئی کے ناکے سے بھی چھوٹا ایک راستہ ہے اُس میں ہاتھی۔ گھوڑے۔ اونٹ اور آدمی گزر رہے ہیں۔

بادشاہ۔ کیا جھوٹ بکتا ہے۔

کبیر۔ میں کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔ اور یہ اشعار پڑھے۔

کبیرا جھوٹ نہ بولیئے جب لگ پار بسائے ناجانوں۔ کیا ہوئیگا۔ پل کے پرتھی بھاؤ
بوند سمانی سمندر میں جانت ہے سب کوئے سمندر سمانا بوند میں بوجھے برلا کوئے
او پر کی دونو گئیں۔ اور ہیئے کی گئیں ہرائے کبیر چاروں کی چاروں گئیں تاسوں کہاں بسائے

سکندر۔ تمہاری بھاشا سمجھ میں نہیں آئی ذرا عام فہم زبان میں بولو۔

کبیر۔ آسمان و زمین۔ سورج و چاند میں لاکھوں کوس کا فاصلہ ہے۔ زمین میں بے شمار ہاتھی۔ گھوڑے اونٹ اور آدمی چلتے رہتے ہیں تیری آنکھ کی پتلی سوئی کے ناکے سے بھی باریک تر ہے۔ اور یہ اُسمیں گزر جاتے ہیں بتا یہ سچ ہے یا جھوٹ۔ اسیطرح پانی کی ایک بوند میں سمندر اور ریت کے ایک ذرہ میں چاند اور سورج کا تماشہ ہے۔ دیکھتے وہی ہیں جنکی دل کی آنکھیں روشن ہیں۔ میں دھیان میں مشغول تھا اور یہ تماشے دیکھ رہا تھا۔ آنے میں اسوجہ سے توقف ہوا۔

بادشاہ ان باتوں سے متاثر ہو کر۔ آپ سچ کہتے ہیں۔

اس کے بعد کبیر دربار سے رخصت ہوئے اور ہندوؤں اور مسلمانوں نے جو دربار میں موجود تھے میر تقی کو پھر برانگیختہ کرنے لگے۔ ایک برہمن بولا کہ یہ تمام رطوائف (گنگا) کے ساتھ رہتا ہے۔ اور ہندو دھرم کا ہادی بنتا ہے۔ اسکی وجہ سے ہندو ادھرمی ہو جائیں گے۔ میر تقی نے بادشاہ سے کہا آپنے رعایا کی زیادہ تشفی اور کبیر سے بازپرس نہ کی۔ کبیر تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ پھر جواب دہی کے لیئے طلب ہوئے۔

سکندر۔ یہ سب آپ کو بے حیا بے عزت حامی کفر بتاتے ہیں۔

کبیر۔ پھر میں کیا کروں۔ جو جیسا ہے ویسا ہمیں دیکھتا ہے۔ کنول کی آنکھوں کو سورج پیارا ہے اور اُلو اور چمگادڑ اُسے نہیں دیکھ سکتے۔ عیب بین کو عیب اور ہنر بین کو ہنر دکھائی دیتا ہے۔ چشم احول کو ہر شے بجائے ایک کے دو دکھائی دیتی ہے۔ لوگ مجھے بُرا کہتے ہیں تو یہ اُن کی آنکھوں کا قصور ہے۔

سکندر۔ آپ باعزت ہیں یا بے عزت ہیں؟

کبیر۔ نہ باعزت ہوں اور نہ بے عزت ہوں۔ میرا کوئی روپ نہیں ہے۔ دیکھنے والے باعزت ہیں تو مجھے باعزت سمجھتے ہیں اور بے عزت ہیں تو بے عزت خیال کرتے ہیں۔

سکندر۔ ذرا اور وضاحت سے بیان کیجئے۔

کبیر:۔

جب ہم ایک ایک کر جانا تب لوگیں کا ہے دکھ مانا
ہم بھی آپت آپن پت کھوئی ہمرے کھوج پرو مت کوئی
پت ۔ آپت تاکی نہیں لاج تب جانو جب ہگمرے کاج

کہیں کبیر عسری مدنام سرب تیاگ بھجو کیوں رام
اب لگ تو اچھی جستی ایک سوچ من ماہیہ
جب جیو جم کے بس پڑے تب پت رہے کہ ناہیہ

قاضی۔ رام کیا کہتے ہو اللہ کہو۔ مسلمان بنے رہو ہندو نہ بنو۔

کبیر۔ کہاں کے ہندو کہاں کے مسلماں
ہم دونوں کو ایک ہی جان

قاضی:۔ تم اپنے آپ کو کبیر کیوں کہتے ہو یہ اللہ کا نام ہے کیا خدائی کا دعویٰ کرتے ہو۔

کبیر۔ جب تو ایسا سمجھتا ہے تو پھر کبیر کیوں کہتا ہے۔

سکندر۔ تمہارا اصلی نام کیا ہے۔

کبیر۔ نام روپ سے پار ہیں رنگ روپ نہیں نام
کام روپ سے رام ہیں۔۔ نیدیں یہ ہیں اکام

سکندر۔ یہ تم کیا کہتے ہو۔

کبیر۔ جو تو کہلواتا ہے وہی کہتے ہیں۔

سکندر۔ ہم کیا کہلواتے ہیں۔

کبیر۔ وہی جو ہم کہتے ہیں۔

سکندر۔ کیا تم کبیر نہیں ہو غلطی سے لوگ تمہیں کبیر کہتے ہیں۔

کبیر۔ سنو

| | |
|---|---|
| ستیہ نام کبیرا | سکل جگت ظاہرا |
| تیں لوک میں نام ہمارا | آنند ہے استھارا |
| پانی پون سو سبہ سمانا | بھید میں رہیو چھپا نا |
| انحد کہیر گگن میں گرجت | باجے سو ہنگ تال |
| برہمہ بیچ ہم میں پرکاسا | ہم ہیں محب خبالی |
| جم بندھن سے جو چھڑاوے | نرمل کردوں سریرا |
| شبر منی نہ کوئی بھید پاوے | پاوے سنت کبیرا |
| وید کتب پار نہیں پاوے | ایسے ستی کے دھیرا |
| کہیں کبیر سنو شاہ سکندر | ہم دوا و دین کے پیرا |

سکندر۔ مغلوب الغیظ ہو کر۔ تو دعوے خدائی کرتا ہے تو دوزخی ہے۔

کبیر۔ دوزخ پڑیں ترک اور ہندو
قاضی یا برہمن دونوں بھوندو

سکندر نے حکم دیا کہ کبیر زنجیر میں باندھا جائے۔

کبیر۔ یہ سنکر ہنسا اور بولا۔

مور تورکی جیوری پٹ باندھا سنسار
داس کبیرا کیوں بندھے جاکے نام ادھار

بالآخر ہاتھی سے کچلوانے کی سزا تجویز ہوئی۔ فیل بان نے ہاتھی بڑھایا تو ہاتھی پیچھے ہٹا۔ فیل بان نے کہا شیر کی صورت سامنے نظر آتی ہے۔ سکندر خود ہاتھی پر چڑھا تو کبیر کو شیر کی صورت میں اس نے بھی دیکھا۔ یہ معاملہ دیکھ کر بادشاہ ڈرا معذرت خواہ ہوا اور کہنے لگا۔ مجھ سے گستاخی ہوئی جو سزا چاہے دیجئے۔

کبیر نے کہا میں سزا دینے کے لیے نہیں ہوں۔ سزا سے بچانے کے لیے ہوں اور یہ شعر پڑھا۔

جو تو کاٹے بو دے تاہ بوئے تو پھول
تو کو پھول کے پھول ہیں۔ وا کو ہے ترشول

سکندر نے کہا کچھ نصیحت مجھے کیجئے کہ میرا بھلا ہو۔

کبیر نے کہا رعایا پر ظلم نہ کر۔

اس کے بعد مؤلف لکھتا ہے کہ پہلے سکندر ہندوؤں پر ظلم کرتا تھا۔ اس واقعہ کے بعد اس نے ہندوؤں پر ظلم کرنا چھوڑ دیا۔ میرے خیال میں یہ غلط ہے۔ ہندوستان میں کیا کبھی بھی مسلمانوں نے ذمیوں پر ظلم روا نہیں رکھا۔ بادشاہوں کا مذہب جہاں داری ہے جو کچھ انہوں نے کیا یا کرتے ہیں یا آئندہ کرینگے اُسے مقتضائے جہانبانی سمجھنا چاہیئے۔ اس کے علاوہ اگر کوئی واقعہ تاریخی ہو تو اسکو تیقت اور دوسرے شیطانی پر محمول کرنا چاہیئے۔ اسلام میں تو قولاً بلکہ فعلاً ذمیوں کے حقوق کی نگہداشت کے احکام ایسے ہیں جو آپ اپنی نظیر ہیں۔ نہ صرف گزشتہ زمانہ کے اعتبار سے بلکہ موجودہ روشن زمانہ کے خیال سے بھی جو مساوات کی جھلک اسلام میں ہے کسی اور جگہ نہیں ملتی

# رسائل کی روح

## صحابہ کرام کا ایثار

مستدرک حاکم اور سنن بیہقی میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک صحابی کے پاس کسی نے بکری کا سر ہدیۃً بھیجا تو انہوں نے کہا کہ ہمارے بھائیوں میں فلاں صحابی اور اُن کے بال بچے مجھ سے زیادہ اس کے مستحق ہیں ان کے پاس بھیجدو۔ چنانچہ اُن کے پاس بھیجدیا گیا۔ انہوں نے دوسرے کو اپنے سے زیادہ مستحق بتلایا۔ پھر اس نے تیسرے کی نشاندہی کی۔ اور یہی تسلسل سات گھروں تک قایم رہا۔ بالآخر پہلے شخص کے پاس وہ سر لوٹ کر آیا۔

## صحابہ کرام کا ایثار مرتے دم تک

ایک غزوہ میں کئی صحابہ زخمی پڑے ہوئے تھے اور شدت کی دھوپ تھی پیاس کا ٹھکانا نہ تھا۔ ایسے میں ایک صحابی پانی لیئے ہوئے پہونچ گئے ایک کے پاس پانی پیش کیا تو انہوں نے فرمایا کہ میرا دوسرا بھائی زیادہ تشنہ اور زخمی ہے پہلے اسکو پانی پلادو۔ ان کے پاس لے گئے تو انہوں نے تیسرے کو بتلایا۔ وہاں سے لیئے تو انہوں نے چوتھے کو دینے کے لیئے فرمایا بالآخر اُن میں سے ایک نے پھر پہلے شخص کے پاس لے جانے کے لیے کہا۔

جب وہ پہلے شخص کے پاس پہونچے تو اُن کو واصل بحق پایا دوسرے کے پاس آئے تو وہ بھی رخصت ہو چکے تھے۔ تیسرے اور چوتھے کا بھی خاتمہ ہو چکا تھا۔ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ رضی اللہ تعالےٰ عنہم و رضاہم عنا۔

## محبت کے آگے دولت کوئی چیز نہیں

حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالےٰ عنہ جو عشرہ مبشرہ سے تھے جب ہجرت کرکے مدینہ شریف تشریف لائے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے قایم کئے ہوئے رشتۂ مواخات کی وجہ سے ایک انصاری صحابی کے پاس ٹھیرے۔ انہوں نے بھی حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے یہ درخواست کی کہ موجودہ مال و متاع سے نصف حصہ اپنا تصور فرمائیں آپ نے فرمایا آپ کا مال و متاع آپ کو مبارک ہو دُلُّونِي عَلَى السُّوقِ مجھے بازار تو بتا دو۔ ایک روز بازار کا رنگ ڈھنگ دیکھ لیا اور تجارت شروع فرمادی۔ اللہ سبحانہ نے آپ کو اس میں برکت و ثروت عنایت فرمائی اس کا اندازہ صرف اس سے ہو سکتا ہے کہ انتقال کے بعد جب متروکہ تقسیم ہوا تو ان کی چار بی بیوں کے حصہ میں کئی ہزار دینار و درہم آئے۔ آپ کو معلوم ہے کہ زوجہ کا حصہ سب سے چھوٹا حصہ ہوتا ہے اور جب کئی زوجات ہوں تو سب اسی چھوٹے حصہ میں سے آپس میں تقسیم کرلیتی ہیں۔

آپ نے دوسروں کو دینے کے لیئے جو وصیتیں فرمائی تھیں وہ اس کے علاوہ تھیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے قدموں پر جو دولت لٹائی تھی اور اسلامی خدمات انجام دیئے تھے اُن کا کوئی شمار نہیں۔

انصار رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین نے اپنی محبت کا ثبوت عملی طور پر جس طرح دیا وہ بھی آپ کو معلوم ہو چکا ہے اُن واقعات میں بھی ہمیں کئی چیزوں کا سبق دیا گیا ہے۔

## محبوب کے پاس سے کوئی آئے تو اس سے خوش ہونا چاہئے

مہاجرین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی آمد پر خوش ہونے اور اظہار مسرت کرنے کے واقعہ میں اس امر کی تعلیم مقصود ہے کہ اگر ہمارے بھی اسلامی بھائی۔ یا دور دراز سے مسافر مہاجر۔ یا محبانِ کے وابستہ۔ یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد امجاد یا حاملانِ علوم دینیہ وغیرہ وغیرہ۔ بزرگانِ امت ہمارے پاس آجائیں تو ان کی تشریف آوری سے خوش ہو جانا چاہیئے۔ اور ہر شخص کو یہی تمنا ہونی چاہیئے کہ کاش یہ بزرگ ہمارے مہمان ہوتے۔ اور یہ سب کسی نہ کسی طرح آنحضرت سے نسبت بلاواسطہ یا بالواسطہ رکھتے ہیں۔ ایسی صورت میں ان سے ملاقات کرنا گویا آنحضرت سے نسبت عالی رکھنے والوں سے ملنا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی محبت کی صحیح حدیث میں وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے کسی عالم کی زیارت کی تو گویا اس نے میری زیارت کی جس نے اُن کے ساتھ مصافحہ کیا وہ میرے ساتھ مصافحہ کیا۔

## حضور سرور عالم کا عدل و انصاف

مدینہ منورہ کا واقعہ ہے کہ فاطمہ نامی ایک عورت نے چوری کی۔ معاملہ سرکار رسالت تک پہونچا۔ اگرچہ جملہ عمائد کی انصاف پسندی سے ناواقف نہیں تھے تاہم حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے رجوع کیا (جو حضور کو بہت پیارے تھے) سفارش کرائی حضور نے ان کی سفارش قبول نہ کی اور فرمایا اسامہ! کیا تم حدود الٰہی میں سفارش کرتے ہو، اگر فاطمہؓ بنت محمدؐ ایسا کرتی تو بھی میں حد جاری کراتا۔

کیا آپ حضور کے ارشاد پر شک کرنے کی جرأت کریں گے؟ اور کیسی سے کہ بڑے لوگوں کے ساتھ بلا رو رعایت انصاف کرنا مشکل ہے؟ تو یہ دیکھئے حضور کی معدلت گستری کا تو یہ عالم تھا کہ عزیز و اقارب تو در کنار حضور خود اپنی رعایت بھی نہیں فرماتے تھے۔ حضرت سواد بن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ایک روز دربار نبوی میں حاضر ہوا میرے بدن پر زعفران کا رنگین کپڑا تھا حضور نے حط حط فرمایا! اور چھڑی سے میرے شکم پر ٹھوکا دیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں تو حضور سے بدلہ لونگا۔ پس اسی وقت

حضور نے شکم مبارک برہنہ کرکے میرے سامنے کر دیا۔

یہ ہے حضور کا عدل و انصاف۔ حقیقت یہ ہے کہ حضور نے جو فرمایا عمل سے ثابت بھی کر دکھایا۔ (جماعت)

## ہوشیار

یہ تن آسانی کہاں تلک ہو دل غفلت شعار — کب تلک آخر یہ شب کی پی ہوئی مے کا خمار

تا کجا یہ بیخودی او مست صہبائے خودی — کب تلک پیہم رہیگا اے کبر و نخوت کے شکار

بات ہے وہ کونسی جس پر ہے تو بھولا ہوا — کونسی شے ہے تجھے جس پر ہے اتنا اعتبار

کیا نہیں تو نے سنا ہمت کا حامی ہے خدا — کیا نہیں تجھ کو خبر دنیا ہے جائے کارزار

لَيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ کو یاد رکھ — ایک اس قانون پر ہے سارے عالم کا مدار

کچھ دنوں غافل رہا گر یونہی اپنے حال سے — کچھ دنوں گر یونہی کھینچا اور تو نے انتظار

صفحۂ ہستی سے مٹ جائیگا تیرا نام تک — خاک میں مل جائیگا تو ہو کے گرد روزگار

نیست کر ڈالیگی تجھ کو کاروان زندگی — پیس ڈالے گی تجھے یہ گردش لیل و نہار

سب فنا ہو جائیگا اک دن تیرا کبر و غرور

ہوشیار اے بیخبر! کار جہاں سے ہوشیار (الفیض)

## اسلام امن و صلح کا مذہب ہے

لفظ اسلام کے لغوی معنی ہیں (۱) امن و صلح (۲) امن و صلح کے حاصل کرنے کا طریق (۳) فرمانبرداری یا اطاعت۔ کیونکہ دوسرے کی مرضی پر چلنا امن کی راہ پر گامزن ہونا ہے۔ مذہبی اصطلاح میں اس کے معنی ہیں احکام و رضائے الٰہی کے سامنے کلیۃً سر جھکا دینا۔

## مذہب کا مقصد

اسلام نے اپنے متبعین کو ایک ایسا ضابطہ دیا ہے۔ جس سے انسان کے اندر کی اور اس کی فطری خوبیاں باہر نکل آتی ہیں۔ اور جو انسانوں کے درمیان صلح و آشتی کا موجب ہوتی ہیں۔

## ایمان اور عمل

ایمان بغیر عمل کے ایک بے حقیقت چیز ہے ایمان بذاتہ کافی نہیں جب تک کہ اسکے ساتھ عمل نہ ہو۔ ایک مسلمان اس زندگی میں بعد الموت اپنے اعمال کا آپ ہی ذمہ دار ہونے پر ایمان رکھتا ہے۔ ہر ایک شخص اپنا بوجھ آپ ہی اُٹھائے گا اور کوئی دوسرا اس کے گناہ کا کفارہ نہیں ہوسکتا۔

## اسلام میں اخلاق

حضرت نبی کریم صلعم فرماتے ہیں۔ کہ تخلقوا باخلاق اللہ یعنے اللہ تعالےٰ کے اخلاق اپنے اندر پیدا کرو۔ خدائی اخلاق اور خدائی صفات اسلامی اخلاق کے اصل اصول ہیں۔ اسلام میں تقویٰ کیا ہے؟ خدائی صفات کی پوری پوری مطابقت میں زندگی بسر کرنا۔ اس کے خلاف عمل کرنا گناہ ہے۔

## اسلام میں انسان کی حیثیت

مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ انسان فطرۃً معصوم پیدا ہوتا ہے وہ اپنی سرشت میں عجیب و غریب استعداد لیے کر آیا ہے۔ اور وہ غیر محدود ترقی کرسکتا ہے۔ اسکو ملائکہ پر بھی فوقیت حاصل ہوسکتی ہے۔ اور اسکو عمیق قرب باری حاصل ہوسکتا ہے۔

## اسلام میں عورت کی حیثیت

مرد اور عورت ایک ہی جوہر سے ہیں۔ ان میں یکساں طور پر روح ہے۔ اور ذہنی روحانی اور اخلاقی کمالات حاصل کرنے کی ان کے اندر استعدادیں مساوی طور پر رکھی گئی ہیں۔ اسلام کی رُو سے مرد و عورت دونوں پر ایک سی ہی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ اور مرد کے عورت پر اگر حقوق ہیں۔ تو عورت کے بھی مرد پر ایسے ہی حقوق ہیں۔

## مساوات اور اسلامی اخوۃ

اسلام خدا کی توحید اور نسل انسانی کی مساوات کا نام ہے۔ حسب و نسب تمول اور خاندانی امتیازات محض اتفاقی چیزیں ہیں۔ نیکی اور خدمت خلق اللہ حقیقی طور پر قابل قدر چیزیں ہیں۔ اسلام میں رنگ نسل اور قومیت کا کچھ امتیاز نہیں۔ تمام بنی نوع انسان ایک ہی کنبہ ہیں۔ اور اسلام سفید اور سیاہ کو ایک متحدہ برادری میں متحد کر دینے میں بےنظیر طور پر کامیاب ہوا ہے۔

## علم

تحصیل علم اسلام میں ایک فرض قرار دیگئی ہے۔ اور یہی علم ہی کی برکت ہے۔ کہ انسان ملائکہ پر فوقیت لے جا سکتا ہے۔

## کسب

ہر ایک ایسا کسب جو انسان کو دیانتداری کے ساتھ روزی کمانے کے قابل بناتا ہے۔ قابل عزت ہے۔ بے ہنری ایک گناہ خیال کیا جاتا ہے۔

## خیرات و صدقات

انسان کے تمام قوائے باطنی اور ظاہری خدا کی طرف سے بطور امانت کے اسکو اپنے ہمجنسوں کے فائدہ کے لیئے دیئے گئے ہیں۔ انسان کا فرض ہے کہ وہ دوسروں کے لیئے زندگی بسر کرے۔ اور اسکی خیرات تمام لوگوں کو بغیر کسی تمیز کے پہنچنی چاہیئے۔ صدقات اسلام میں قرب الٰہی کا بڑا ذریعہ ہیں۔ اسلام میں صدقات و خیرات کو لازمی فرض ٹھیرایا گیا ہے۔ اور ہر ایک شخص جسکے پاس ایک خاص مقدار سے زیادہ مال ہو اسپر زکوٰۃ کا دینا فرض ہے۔ یہ ایک ٹیکس ہے جو امراء سے کر غریبوں کو دیا جاتا ہے۔ (اشاعت اسلام)

## قوت ایمان اور جوش عمل

نذر آتش کیا طارق نے جو اندلس میں جہاز — لوگ کہنے لگے گھبرا کے "یہ کیا تم نے کیا!

ترک اسباب جہالت ہے خدا کے نزدیک — ہے وطن دور تو کس طرح پہونچنا ہوگا؟"

ہاتھ تلوار پہ رکھ کر یہ دیا ہنس کے جواب — "ملک ہے ملک ہمارا کہ ہے ملک خدا"

بھی وہ قوت ایمان تھی مسلمانوں کی — تھی جسے دیکھ کے انگشت بدنداں دُنیا
آفتابِ نبوی کی جو پڑی تھیں کرنیں — ذرہ ذرہ عربستاں کا چمک اُٹھا تھا
یہی وہ شانِ عمل تھی یہی وہ جوشِ عمل — کہ نظر آتے تھے یکساں انہیں دشت و دریا
وہ کسی ایک سبب کے کبھی پابند نہ تھے — تھا فقط ذاتِ مسبب پہ بھروسا ان کا
جانتے تھے کہ اگر ترک ہوا ایک سبب — اور ہو جائینگے اسباب بہت سے پیدا
وہ نہ تھے رنگ کے پابند نہ مجبورِ وطن — ساری دنیا کو سمجھتے تھے کہ ہے گھر اپنا
سب مسلمان تھے ایک گلشنِ اسلام کے پھول — اسود و ابیض و احمر کا کوئی فرق نہ تھا
جو ہوا تقویٰ وہ سمجھتے تھے اسی کو اکرم — صرف ایمان نہیں، اس پہ عمل تھا اُن کا
وہ عمل کرتے تھے دعوےٰ سے نہ تھا کام انہیں — اپنے کہنے کو کیا کرتا تھا ثابت "کرنا"

ہند ہو مصر ہو یورپ ہو عرب ہو کہ عجم،
ان کے احساں سے گراں بار ہے ساری دنیا (معارف)

## ہمت و استقلال

۴۳۶ھ میں جرجانی نے مصر میں وفات پائی۔ الحاکم بامر اللہ عبیدی نے کسی قصور پر اُس کے دونوں ہاتھ کٹوا دئے تھے مگر اُسے مصیبت سے ذرا بھی دُکھ درد نہ ہوا۔ بلکہ کہتے ہیں کہ اُس نے زخم کو باندھا اور اُسیوقت دیوان میں اجلاس کرنے کے لیئے آبیٹھا اور کام کرنا شروع کر دیا۔ جب لوگوں نے تعجب کا اظہار کیا تو کہا کہ امیر المومنین نے مجھ کو میرے قصور کی سزا دی ہے معزول نہیں کیا ہے۔ جب حاکم کو یہ معلوم ہوا تو اُسے پھر اُس کے کام پر مقرر کر دیا۔

## علم و قابلیت

یہ امیر افریقہ (ابو عباس محمد بن الاغلب) بہت کم لکھا پڑھا آدمی تھا۔ بیان کرتے ہیں کہ اُس کا کاتب جابر ایک دن اُس کے پاس تھا کہ اُس نے "لحم ضبیٌ ض" سے لکھا جب مجلس برخاست ہو گئی تو کاتب نے کہا کہ خدا میرا بھلا کرے، ضبی "ظا" سے ہے ذکر "ض" سے۔ امیر نے جواب دیا کہ ہم کو معلوم ہے کہ اس میں اختلاف ہے۔ ابوحنیفہ اسکو "ظا" سے لکھتے ہیں اور امام مالک "ض" سے یہ سُنکر تمام حاضرین متحیر رہ گئے۔

## غمزدہ کوئل

کو بکو بکھرا بکھرا پھر رہی ہو کیوں اُداس — غمزدہ ہے کیوں سراسیمہ ہے کیوں ہے بدحواس
غمزدہ کوئل یہ کیسی دُکھ بھری آواز ہے — تیرے ہر نالے میں تیری زندگی کا راز ہے
خانماں برباد نکلا عشق آخر کو ترا — محشر انگیز نغمہ ہے دلِ مضطر تیرا
تیرے درد انگیز نالوں میں نہیں کچھ بھی — کیوں تجھے تڑپا رہی ہے شدتِ دردِ جگر
تیری جانِ ناشکیبا میں ہے کتنا اضطرار — باغ و صحرا میں کہیں بھی تو نہیں تجھ کو قرار
یکساں ہے بیتاب کیسا شوق کرتا ہوں تجھے — چین دیتا نہیں ہے عشق کا افسوں تجھے
[illegible] — شاید مقصود کیا تیری نظر سے دور ہے

رنگ ماتم کا ہے تجھ پر کس قدر چھایا ہوا — نالہ کرتی ہے تو ازخود جا رہی ہوش آیا ہوا
آسمان سنتا نہیں ہے کچھ تری فریاد کو — صبر بھی دیتا نہیں تیرے دلِ ناشاد کو
تیری ہستی کا ابھی تجھ پر نہیں عقدہ کھلا — کس سے پوچھوں میں تری سرگشتگی کا ماجرا
تو ہے میرا گم شدہ دل یہ تو میں کیونکر کہوں — ہاں کسی بیتاب کا تجھ کو دلِ مضطر کہوں
قابلِ عبرت ہے تیرا حال دنیا کے لیئے — زندگی ہے تلخ تجھ سے ناشکیبا کے لیئے
آ ادھر آ پاس او سرمایہ دارِ زندگی — میں بھی تیرا ہمنوا ہوں غمگسارِ زندگی

تجھ سے سننا چاہتا ہوں داستانِ دردِ غم
پھر سنانا چاہتا ہوں کچھ بیانِ دردِ غم (الناظر)

## فلسفۂ عمل

دنیا کے تقریباً تمام مذاہب میں عمل و مکافات عمل کا مسئلہ مختلف حیثیات میں موجود ہے اور ہر جگہ اہم ہے۔ جن طبائع کے نزدیک انسان کی زندگی کا دنیا میں شروع ہونا اور یہیں ختم ہو جانا مسلم ہے، وہ نیکی یا بدی کا ثمرۂ آخرین بھی اسی دار الفرار میں دیکھ لینا چاہتی ہیں، نیکی کا مفہوم ایسا غلط قائم کیا گیا ہے یعنی اسکو دنیاوی تکلیفوں اور راحتوں کے ساتھ اس قدر ناقص طور پر ربط دے دیا گیا ہے کہ اکثر طبیعتوں کا گویا یہ عقیدہ ہے کہ نیک انسان کا خاتمہ آرام و آسائش پر ہونا ضروری ہے حالانکہ بقول سقراط نیکی کچھ نہیں مگر ان فرائض کا علم واحساس جو انسان پر انسان کے حق میں عائد ہوتے ہیں۔ اس لیئے اگر حیات بعد الموت کے سوال کو سرے سے نظر انداز کر دیا جائے تو ان حالات میں ایک شاعر کے لیئے ناممکن سا ہو جاتا ہے کہ زندگی کی بیچیدگی کو انجام کی ناخوشی کے ساتھ تسلی بخش طریق پر مطابقت دے سکے، اسمیں شک نہیں کہ مرے ہوؤں کو عزت اور نیکی سے یاد کرنا کسی حد تک ان کی دنیاوی تلخیوں کا ازالہ ہے، لیکن انسان کی طبیعت اگر اتنی آسانی سے مطمئن ہو جایا کرتی تو پھر زندگی ایک ناقابل فہم معمہ کیوں کہلاتی؟

## شاعری

مکالئی کا قول ہے کہ شاعری تمام علوم کا جوہر ہے۔ کالریج کا بیان ہے کہ "نظم انشاء کی وہ صنف ہے جو سائنس کی ضد ہو۔" ٹیڈ گرپو کہتا ہے کہ "شاعری کو سوائے اتفاقی تعلق کے صداقت یا فرض سے کوئی واسطہ نہیں"۔ برخلاف اسکے شیلی کا بیان ہے کہ نظم ابدی حقایق کی حیات کی تصویر ہوتی ہے۔" حقیقت یہ ہے کہ ہمارے مصنفین میں غیر معمولی اختلاف ہے۔ شاعری پاکیزگی اس کا نام ہے۔" "یہ خیالی تاریخ ہے" (بیکن)۔ "یہ مماثل حیات" "یہ ایک کیفیت ہے جو لمحات تنہائی میں آپ اپنے سے ہمکلام ہوتی ہے۔"

(زمانہ)

# معلومات

## جاپانی عورتوں کی تیراندازی

فن تیراندازی اب مردوں سے بھی مفقود ہو گیا ہے چہ جائیکہ عورتیں، لیکن جاپان میں ابھی تک اس کا رواج باقی ہے، اور خصوصیت کے ساتھ عورتوں سے ورزش جسمانی کے سلسلہ میں اسکی مشق کو ضروری قرار دے رکھا ہے،

ہندوستان میں جہاں ہر شاعر عورت کے تیر نگاہ سے زخمی ہونے کا ذکر کر کے اسکی توہین کیا کرتا ہے۔ عورتوں کو واقعی اصلی فن تیراندازی سیکھنا ضروری ہے تاکہ وہ کبھی کبھی تو ان جھوٹے عاشقوں کو سزا دے سکیں۔

## چیونٹی کی قوت

چیونٹی اپنی محنت اور ہر وقت مشغول رہنے کے لحاظ سے مشہور ہے اور کوئی زبان ایسی نہیں ہے جسمیں اسکی محنت ضرب المثل کے طور پر ظاہر نہ کی گئی ہو لیکن اس سے زیادہ حیرت انگیز اسکی قوت ہے۔

مسٹر ٹولہرسٹ نے جو خصوصیات حشرات کے بڑے واقف و آشنا پروفیسر ہیں۔ حال ہی میں چیونٹی کی قوت کے متعلق لکھتے ہوئے ظاہر کیا گیا ہے کہ "میں نے ایک عمودی شکل کی لکڑی لیکر اس کے درمیان سے ذرا اسی گھاس باندھ دی اور ایک دھاگے سے اسکو معلق کر دیا جو ایک پہیئے کے اوپر سے ہوتا ہوا گر رہا تھا۔ اس کے بعد میں نے ایک چیونٹی کو مائل کیا، کہ وہ گھاس کو کھینچے چنانچہ جب اس نے دانت سے پکڑ کر زور کیا تو اس عمودی لکڑی کو اٹھا لیا۔ اس لکڑی کا وزن چیونٹی کے وزن کے لحاظ سے اتنا ہی تھا جتنا ایک انسان کے مقابلہ میں ۱۲۰ ٹن کا وزن۔

## ایک عجیب گھڑی

ڈیوک آف یارک کے پاس ایک عجیب و غریب گھڑی ہے جو ۱۸۰۳ء میں بنائی گئی تھی یہ گھنٹہ منٹ اور سکنڈ کے علاوہ دن، مہینہ اور چاند کی حالت کو بھی ظاہر کرتی ہے۔ اسمیں ۱۲ گھنٹے لگے ہوئے ہیں جو ہر پندرہ منٹ کے بعد بجتے ہیں ۳، ۶، ۹، ۱۲ اور بارہ بجے قومی ترانہ کی آواز پیدا ہوتی ہے اور اس کے ایک دروازہ سے چند سپاہیوں کی ایک جماعت اس جلوس میں نکلتی ہے، جو ۱۸۰۳ء میں رائج تھا، اس کے بعد بادشاہ برآمد ہوتا ہے اور یہ سپاہی اپنی گردنیں جھکا دیتے ہیں۔ اس گھڑی کی لمبائی چار فٹ ۹ انچ ہے۔

## مونگے کے مکان

جزائر برمودا کے چاروں طرف مونگا نہایت کثرت سے پایا جاتا ہے اور وہاں کے باشندے مکان کے اندر اسی کی دیواریں بناتے ہیں۔ بیرونی دیواریں اس لیئے نہیں بناتے کہ مونگا حرارت آفتاب اور ہوا کی وجہ سے پھٹ جاتا ہے چھتیں بھی اسی کے بناتے ہیں لیکن اس کے اوپر اسفلٹ کی تہ دیدیتے ہیں۔

## پانی کا ایندھن

پانی عنصر ہیڈروجن پر محتوی ہے جو ایک ہلکی گیس ہے اگر انسان پانی کی تحلیل کرا کے اس گیس کو الگ کر سکے تو بجائے کوئلہ یا پٹرول کے اسکا استعمال ہو سکتا ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر شاسل ہنری اس کوشش میں اپنا وقت صرف کر رہے ہیں اور اگر اسمیں کامیابی ہو گئی تو آلات کی دنیا میں سخت انقلاب پیدا ہو جائیگا، اور بشر کے لیئے انسانی جانوں کا ضایع ہونا کم ہو جائے گا۔

## آواز کی خوردبین

ڈاکٹر ٹامس نے خفی آوازوں کو بلند کرنے کے لیئے ایک آلہ ایجاد کیا ہے۔ یہ آلہ ایک حلقہ کی صورت میں ہے، اور اسی کے اندر کہربائی پرزے لگے ہوئے ہیں جس وقت کسی بیٹری سے اس کا تعلق کر دیا جاتا ہے تو خفیف سا اشتعال اسمیں پیدا ہوتا ہے۔

## دنیا کے بیس بڑے شہر

لندن، نیویارک، برلن، پیرس، شکاگو، ٹوکیو، وائنا فیلاڈلفیا، بوئنس ایرس، اوساکا، ملنگ۔ کلکتہ، کینٹن، بمبئی، ریوڈی جنیرو، گلاسگو۔ استانہ، ڈیٹرائٹ، ہمبرگ۔ سڈنی۔

## امریکہ کا ایک جنرل مرچنٹ

امریکہ میں تجارت کی جسقدر ترقی ہے اس کا صحیح اندازہ تو نہیں حساب کر ہو سکتا ہے، لیکن اجمالی علم اس واقعہ سے بھی ہو سکتا ہے کہ وہاں ایک معمولی درجہ کا تاجر مارشل فیلڈ ہے کے سالانہ مخارج دو اعشل بیس ملین گنی سے زائد ہیں، ایک دن میں اس کے ہاں تین لاکھ خریدار آتے ہیں، اور اسکی دوکان میں دس لاکھ سے زیادہ چیزیں موجود رہتی ہیں سالانہ ۵۰ ملین چیزیں اس کے ہاں سے فروخت ہوتی ہیں۔ اور بیس ہزار اس کے ملازم ہیں۔ اس دوکان سے متعلق آٹھ کارخانے ہیں جو تجارت کی اشیا فراہم کرتے ہیں۔

عید میلاد کے ہفتہ میں ایک لاکھ پارسل یہاں سے باہر کو روانہ ہوتے ہیں۔ اور اسی دوکان کا رقبہ ۱۵ ایکڑ ہے۔ لیکن سب سے زیادہ حیرت انگیز یہ امر ہے کہ اس کا مالک و مدبر ایک ایسا شخص ہے جو ایک گاؤں میں پیدا ہوا اور جس نے اپنی حیات عملی اس طرح شروع کی کہ ہفتہ میں دو گنی سے زیادہ اسے اجرت نہ ملتی تھی۔

## عجیب و غریب لڑکی

دہلی میں صنعت و حرفت کی نمائش ہو رہی ہے۔ نمائش میں ایک عجیب و غریب لڑکی آئی ہوئی ہے اس لڑکی کے دو سر۔ چار ہاتھ۔ چار پیر ہیں۔ مگر معدہ اور جائے بول و براز ایک ہی ہے۔ یہ لڑکی بصرہ کی رہنے والی ہے اسوقت اسکی عمر بارہ سال ہے۔

# کم سرمایہ والوں کیلئے وسائل معاش

## پان کا مصالحہ

اس مصالحہ کو تیار کرکے خوبصورت کارڈ کے بکسوں میں بھر دیجئے - اور خوشنما وضع اور لیبل لگا کر فروخت کیا جاوے تو کثرت سے فروخت ہو سکتا ہے اور قریب قریب عام ضرورت کی چیزوں میں داخل ہو سکتا ہے - اس مصالحہ کا ایک بکس پاس ہونے سے کتھہ - چونہ - لونگ - الائچی - مشک وغیرہ وغیرہ مصالحہ جات پان خریدنیکی قطعی ضرورت نہیں رہتی نہ پاندان ساتھ رکھنے کی حاجت رہتی ہے الغرض بہت سی فضول خرچیوں سے بچاتا ہے - اس مصالحہ کو تیار کیجئے اور تنخواہ یا کمیشن دیکر ایجنٹ مقرر کیجئے جو ریلوے اسٹیشنوں - ٹرینوں - ٹراموے - لاریز - بازار اور مسافرخانوں میں فروخت کریں - تجربہ شاہد ہے کہ یہ مصالحہ روزانہ ایک بڑی مقدار میں فروخت ہو سکتا ہے اور توجہ - محنت اور مستقل مزاجی سے کام کیا جائے تو سیکڑوں روپیہ پیدا کیا جا سکتا ہے - ترکیب استعمال مصالحہ کی یہ ہے - ایک یا نصف ٹکڑہ پان پر مصالحہ مذکور بقدر پاؤ رتی رکہا جاوے اور کتھہ چونہ وغیرہ کچھ نہ لگایا جاوے فقط تھوڑے سے دانے سپاری رکھ کر پان کہا لیا جاوے دیکھئے کتنا لذیذ - معطر اور شاندار پان معلوم ہوتا ہے کہ کہانیوالے کی طبیعت کو باغ باغ کر دیتا ہے -

طریقہ تیاری مصالحہ چونہ بغیر بجہا ہوا (آب نارسیدہ) ایک تولہ لیکر باریک پیکر موٹے کپڑے میں چھان لیجئے یہ خیال رہے کہ چونہ کنکریلا ہرگز نہ ہو اور نہ میلی رنگت کا ہو - کتھہ پاپڑی سفید ٹکیا ۳ سیر والا ۳ تولہ کو بھی مثل چونہ پیکر کپڑچھن کرکے چونہ میں ملا دیجئے مگر جو وزن دیا گیا ہے وہ چھاننے کے بعد ہونا چاہیئے - بس مصالحہ تو تیار ہوگیا اب اس میں خوشبو اور اشیار لطیف شامل کرتا رہیں - لہٰذا - بہوسی اسپغول - ۹ ماشہ ہلی صندل سفید کا برادہ - عنبر ترحا یکلین چھال درخت گوندی خشک -

۱۰ ماشہ ۱۲ ماشہ ۹ ماشہ ۲ تولہ

پیپرمنٹ - الائچی خورد - چکنی سپاری - ریسوس بہ رنگ سرخ - لونگ

۱۰ ماشہ ۹ ماشہ ۲ ماشہ ۱۰ ماشہ ۳ ماشہ

جاوتری - دال چینی - عطر کیوڑہ - عطر صندل - عطر گلاب - عطر ہیکو مشک

۱۰ ماشہ ۱۰ ماشہ ۳ بوند ۳ بوند ۳ بوند ۲ بوند

(عطر ہیکو مشک بڑے عطر فروشوں کی دوکان پر ملیگا بہوسی اسپغول غایتہ دال چینی اشیار کو کوٹ پیکر کپڑے میں چھانکر مصالحہ مذکورہ میں شامل کر دیجئے اب جب سب مصالحہ چیزیں تیار ہو جاوے تو کسی کہرل میں ڈالکر ایک ایک قسم کا عطر مصالحہ میں ڈالتے جایئے اور کہرل کے دستہ سے رگڑتے جائیے سب سے آخر میں عطر ہیکو مشک ڈالیئے اور سب مصالحہ کو خوب رگڑ کر (تاکہ عطر ڈالنے سے کوئی ڈلی مصالحہ کی نہ بن جاوے) مصالحہ کو بکسوں میں بھر کر بکسوں کو کسی کپڑے سے خوب پونچھ کر رکھتے جایئے خیال رہے کہ مصالحہ بھرنے کے بعد بکسوں کے اوپر یا ادھر ادھر نہ لگا رہے پاوڈر ورنہ لیبل گوند یا لیئی سے چسپاں کرتے وقت کتھے کا دہبہ آجاویگا - بکس بھی ایسے بنوایئے کہ مصالحہ بھرنیکے بعد اُسمیں ذرا بھی مصالحہ نہ جھڑ سکے (بکس کارڈ بورڈ کے کانپور میں ایل - بی - ورما اینڈ کو کارڈ بورڈ کے بکس بنانیوالا کارخانہ میں اچھے بنتے ہیں) بطریق مذکورہ بالا مصالحہ تیار کیجئے اور خوب نفع اُٹھایئے - یہ بھی واضح رہے کہ اشیار لطیف میں کمی بیشی کرنے کا آپکو اختیار ہے لیکن کتھہ - چونہ کے وزن میں کمی بیشی نہیں ہونا چاہیئے - اگر بہت بڑی تعداد میں مصالحہ تیار کرنا ہو تو ایسی مقدار وزن سے کر سکتے ہیں - اگر تیاری مصالحہ میں کسی صاحب کو دقت پیش آوے تو جواب کے واسطے ارکاٹکٹ بھیجکر مجھسے دریافت حال کر سکتے ہیں -

ایم - پی - سکسینہ - فنار مولا ایکسپرٹ

## لوہے کی اشیا پر لکھنا

لوہے تانبے کی اشیا پر اگر آپ لکھنا چاہیں تو اسکا سہل قاعدہ یہ ہے - پہلے جس شے پر لکھنا ہو اسکو اچھی طرح صاف کر لیجئے - اسکے بعد موم کی بہت پتلی تہ اسپر جما دیجئے پھر کسی نوکدار چیز سے اسطرح لکھیئے کہ جس چیز سے آپ لکھ رہے ہیں وہ اس شے تک پہونچ جائے اور موم وہاں سے بالکل کٹ جائے لکھنے کے بعد ان نشانوں میں شورہ کا تیزاب ڈال دیجئے اور چار پانچ گھنٹے کے بعد اس شے کو بالکل صاف کر دیجئے عبارت بالکل صاف ہو جائیگی - اسطرح سے نہ صرف آپ نام وغیرہ ہی لکھ سکتے ہیں بلکہ ہر قسم کے بیل بوٹے بھی بنا سکتے ہیں - یہی طریقہ شیشے پر بھی لکھنے کے لیئے عمل میں لایا جاتا ہے -

## معمولی بتیوں گیس کی بتیاں بنانا

اگر ان بتیوں کو تیار کرکے رواج دیا جائے تو شاید ہندوستان کا کوئی بھی ایسا حصہ باقی نہیں رہیگا جہاں سے ان بتیوں کی مانگ نہ ہو - اسکی بڑی وجہ یہ ہے کہ یہ عام ضرورت کی چیز ہے ہر شخص کو ضرورت ہے - پھر کیا وجہ ہے کہ انکو تیار کرکے فائدہ نہ اُٹھایا جائے - گیس کی بتیاں اسطرح تیار ہوتی ہیں -

ایک تولہ کافور میں ۹ ماشہ اجوائن کا ست ڈالکر اچھی طرح کہرل کریں - یہ اجزا تیل کی شکل اختیار کرینگے - جتنا یہ تیل ہو اتنی ہی برانڈی شراب اسمیں ملا کر دوبارہ کہرل کیا جاوے جسوقت کل اجزا اچھی طرح مل جائیں تو لیمپ والا لسٹین کی معمولی بتیوں کو ڈبو دیجئے - دو تین گھنٹے کے بعد نکالکر سایہ میں خشک کر لیجئے - یہ بتیاں جس لیمپ میں بھی استعمال کیجائینگی نہایت صاف روشنی دینگی - ایک ایک درجن بتیاں

# سوالات

## مذہبی

(۱۰۶) کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت اپنے خاوند کے نکاح ثانی سے رنجیدہ ہو کر اپنے میکے چلی گئی۔ خاوند اپنی پہلی بیوی کو لینے کے لیئے گیا تو اس کے والدین نے بھیجنے سے انکار کیا۔ خاوند نے مکان جا کر بذریعہ رجسٹری روانہ کیا مگر عورت نے اسکو لینے سے انکار کیا۔ سولہ برس کی مدت ہوئی۔ نہ وہ اس عورت کو کھانا دیتا ہے اور نہ کپڑہ۔ ایسی حالت میں مسماۃ مذکور کیا کرے۔ نکاح ثانی کر سکتی ہے۔ (خریدار)

## طبّی

(۱۰۷) میری ایک عزیزہ کے سر میں کئی جگہ چنے کے دانے کی برابر رسولیاں پیدا ہو گئی ہیں اور وہ دمبدم بڑھتی چلی جاتی ہیں کوئی صاحب اس کے انسداد کی دوا تجویز فرما کر مشکور فرماویں۔ (افسر علی)

(۱۰۸) ایک سترہ سالہ نوجوان کو تلی کی شکایت ہے کیا کوئی صاحب کم قیمت اور مجرب نسخہ عطا فرما دیجئے۔ (محمد عبد الغفور)

(۱۰۹) مجھ کو نزلہ کی شکایت ہے۔ سردی کی وجہ سے چھینکیں بہت آتی ہیں رطوبت سینہ پر گرتی ہے جس کی وجہ سے تنفس میں بے حد دقت اور تکلیف واقع ہوتی ہے۔ کیا کوئی صاحب توجہ فرمائینگے۔ (کریم بہائی غلام حسن)

(۱۱۰) میں اپنے مالدار والدین کا اکلوتا بیٹا ہوں۔ میرے والدین نے جبراً میری شادی کر دی۔ میں اپنی حالت سے واقف نہ تھا مگر والدین کی حکم عدولی بھی نہ کر سکا۔ کیا کوئی صاحب میری شریک زندگی پر رحم فرما کر مجھ کو کوئی مجرب نسخہ عطا فرمائیگے۔ میری عمر اسوقت اٹھارہ سال ہے اور میری شادی کو تین ماہ کا عرصہ ہوا کیا دین و دنیا کے چار ہزار ناظرین میں سے کوئی بھی متنفس ایسا نہ ہوگا جو میری حالت پر ترس کھائے (ایک خریدار)

## صنعتی

(۱۱۱) بجلی کی بیٹری بنانے کا نسخہ مطلوب ہے۔ اور کاربن بنانے کا طریقہ ہے کیا کوئی صاحب اپنے علم سے مجھ کو فائدہ پہونچا کر شکریہ کا موقع دیجئے۔ (محمد عبد الرحیم۔ ایس۔ اے)

(۱۱۲) شیشہ کس طرح پگہلایا جاتا ہے۔ اور کس قسم کی آمیزش سے شیشہ کا رنگ۔ سرخ۔ زرد اور گلابی بن سکتا ہے۔
(غلام حسین رسول میاں ۱۹۰)

(۱۱۳) کیا کوئی صاحب مہربانی فرما کر یہ بتا سکتے ہیں کہ بچھے کے پروں کی تجارت کس جگہ ہوتی ہے مفصل پتہ درکار ہے (گوہر علی خاں)

## متفرّق

(۱۱۴) علم جفر کے متعلق اگر کوئی کتاب ہو تو مطلع فرماویں۔ (افسر علی)

(۱۱۵) افغانستان اور ایران کے کسی مشہور رسالہ یا اخبار کا پتہ مطلوب ہے۔ (فضل الٰہی)

(۱۱۶) سینری پوسٹ کارڈ ڈاک کے ٹکٹوں کے تبادلہ میں درکار ہیں۔ ۴۸۳ ع

(۱۱۷) اسٹیشنری کا سامان کس جگہ سے اور کس پتہ سے ارزاں مل سکتا ہے (فقیر محمد)

# جوابات

(۶۷) داد کے لیئے ڈاکٹر برمن کا مرہم بے حد مفید ہے (خریدار)

(۸۳) کتاب فلاح دین و دنیا ہر مسلمان کیلیئے ہر حیثیت سے بے انتہا مفید ہے۔ یہ کتاب اسدرجہ مفید ہے کہ میں نے اسکی پچاس جلدیں خرید کر اپنے خاندان میں تقسیم کی ہیں جن صاحب کو خریدنے کے بعد ناپسند ہو وہ محصول کاٹنے کے بعد مجھ کو روانہ کر دیں۔ اسطرح مجھ کو محصول بچ جائیگا اور ان کو قیمت مل جائیگی۔
(محمد سعید گذری بازار۔ شہر میرٹھ)

(۹۱) صابون سازی کے کارخانہ کا پتہ یہ ہے۔ مرزا سوپ فیکٹری۔ کٹرہ حکیمان۔ امرتسر پنجاب (ایک خریدار)

# سوال وجواب

کا مقصد یہ ہے کہ آپکی معلومات سے آپکے بھائیوں کو فائدہ پہونچے۔ مگر کسقدر افسوس کا مقام ہوگا آپ اندازہ مدرم توجہی سے کام لیتے ہیں اگر آپکے رسالہ میں کوئی سوال درج کرایا ہوتا تو پھر اسکا صحیح اندازہ ہوگا کہ اپنے سوال کے جواب کے لیئے دل اور آنکھیں کس قدر بیچین ہوتی ہیں ساتھ اپنے مقصد کو تلاش کرتی ہیں اور ناکامی کی حالت میں کیسی تکلیف ہوتی ہے اس سے اندازہ فرمائیگا اور اپنی معلومات سے اپنے بھائیوں کو فائدہ پہونچائیے۔

# انشائے لطیف

## لیڈی روئی

(مفتی شوکت علی فہمی - ایڈیٹر)

اصل نسل سے ہندوستانی ہیں۔ مگر سپید رنگ کی وجہ سے نرم و نازک جسم کے سبب سے۔ اپنے آپ کو یورپین سمجھتی ہیں۔ کھلی ہوا میں رہنا پسند کرتی ہیں۔ سبزہ زار میں پلی بڑھی ہیں۔ گرمیوں میں شملہ چلی جاتی ہیں۔ سردیوں میں گورنمنٹ آفس کے ساتھ دلی آجاتی ہیں۔

غریب ہندوستانیوں کو ان سے بڑی محبت ہے۔ ان کی بڑی قدر کرتے ہیں۔ سینہ سے لگاتے ہیں۔ سر پر بٹھاتے ہیں شب کو اپنی برابر سلاتے ہیں۔ مگر یہ پھر بھی ناراض ہیں۔ ہندوستان رہنا بالکل پسند نہیں کرتیں۔ اسی لیے ولایت چلی جاتی ہیں۔ مانچسٹر اور لیورپول میں ان کا اپنی مشینوں کے ذریعہ سے خیر مقدم کیا جاتا ہے۔

چند مہینے۔ ولایت میں رہنے کے بعد پھر ہندوستان واپس آتی ہیں۔ جب ہندوستان سے گئیں تھیں تو فیشن سے بالکل ناآشنا تھیں۔ نائٹ گون اور ڈریس سے ناواقف تھیں۔ دن رات سفید لباس پہنے رہتی تھیں۔ اب ولایت سے واپس آئی ہیں تو نئے نئے فیشن کی ڈریسوں میں ہزار۔ رنگینیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ جب ہندوستان میں تھیں تو ان کی قیمت بہت کم تھی۔ ولایت جا کر۔ لیورپول اور مانچسٹر کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد بہت زیادہ قیمتی ہو گئی ہیں۔ جب ہندوستان میں رہتی تھیں تو ٹاٹ کی بوری کو اپنا بیڈ روم سمجھتی تھیں۔ دہقان کے چھپر کو پیلس کی کوٹھی خیال کرتی تھیں۔ اب ولایت سے واپس آئی ہیں تو نہایت خوبصورت شیشہ کی الماریوں کو ڈرائنگ روم بنایا ہے۔ ایک جنرل مرچنٹ کی دوکان ان کا بنگلہ ہے ٭

---

# در عمل کوش و ہر چہ خواہی پوش

(از جناب نامی کوہسار صبا نظامی)

کب لباس دنیوی میں چھپتے ہیں روشن ضمیر؟
جامہ فانوس میں بھی شعلہ عریاں ہی رہا

گرمی نہ سہی۔ سردی سہی، بہار ہو یا خزاں، ہر موسم کی قدر علی المراتب کیجئے۔ سردی میں نہایت گرم گرم کپڑے پہنیئے، اور شاندار شال دوشالے، اوڑھئے، گرمی میں شربت انار، بنفشہ، قند، مصری سوڈا واٹر، اسکریم، ٹھنڈائی پیا کیجئے، فٹن۔ چرٹ۔ ٹمٹم، بروں ہر قسم کی گاڑیوں پر سیر و تفریح فرمائیے، دل بہلائیے، پھولوں کی سیج بچھوائیے، آپ سوئیے اپنے چاہنے والوں کو سلائیے۔ ملاقاتوں کے کمرے سجائیے، تازہ پھولوں کے دستوں سے میزوں کو آراستہ کیجئے، سب کچھ کیجئے۔ "عمل" میں بھی کوشش کرنا ہے نہ جانے دیجئے جہاں خدا نے آپ کے آرام و آسائش کے لیئے اتنی اور اس وسیع گنجائش پر عمدہ اور اعلیٰ چیزیں بہم پہونچائی ہیں، تو لازم ہوا کہ اُسکے شکریے میں پنجوقتہ نماز بھی پڑھی جاتی، بارگاہ رب العزت، میں سجدۂ شکرانہ ادا کیا ہوتا؟ جبین نیاز کو آستان بے نیاز سے ٹکرایا جاتا اماکن اعلیٰ میں ساکن رہیئے، مگر ہر چھوٹے چھوٹے مکان والوں کی پستی پر خیال رکھیئے، کیونکہ؟ خدا کے پاس بلندی و پستی ایک ہی میزان میں آتی ہے، چھپر کٹ میں سو کر، چھپر باش کی زندگی سے بے خبر رہنا؟ آرام کر دیکھ کر، دکھ کو بھولنا، زندگی پرستش کر، موت کو فراموش کر دینا؟ فعل عبث ہی نہیں، ایک دیرینہ عہد و پیمان کا دل سے محو کرنا ہے، دنیوی اسباب سد راہ ہو نہیں سکتے، کوئی دنیا کی شئے مزاحمت نہیں کر سکتی۔ اگر دل و دماغ مضبوط ہیں اور ہم کو اُن سے کام لینا یاد ہے تو بلا موانع غیرے ہماری کوشش اُخروی اندانہ پیدا کر سکتی ہے بہت کچھ ذخیرہ خیر و برکات کا وہاں کے لیئے یہیں سے اکٹھا کیا جا سکتا ہے، یہ ہمانہ ہو تو خیال باطل ضرور ہے، کہا جاتا ہے کہ؟ دنیا و دین" دونوں کو وقت واحد میں کوئی حاصل نہیں کر سکتا، یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے، کیوں اور کس لئے؟ الف = اگر نہیں حاصل کرتا ہے تو کیا؟ ج = اور جو حاصل کر سکتا ہے وہ کیونکر؟ حصول مقاصد کا طریقہ دنیا میں ایک ہی سمجھا گیا ہے، خواہ وہ دنیوی ہوں یا دینی، آدمی۔ کھاتا، پیتا، پہنتا، اوڑھتا، سوتا، ہنستا بولتا، چلتا پھرتا، سب کچھ کرتا ہے، تو میں کہتا ہوں، جب فراہمیٔ اسباب معاشرت کے لیئے انسان کی ان تھک کوشش و نقل و حرکت ایک واجبی حد تک ہے تو پھر کونسی بات

دنیا کا ہوس میں اس ہی بات عبادت خدا کے واسطے بھی کچھ گھنٹے، گھڑی کیوں نہ مقرر ہوں، وہاں معمولی کام میں روپے پیسے کی ضرورت ہے، اور یہاں تمام دن رات کی عبادت و مشغولیت (جسکے اوقات جداگانہ مقرر ہو چکے ہیں یہ نہیں چوبیس گھنٹے کو عبادت و ریاضت الٰہی میں رہنے کی تاکید و تشدید ہوتی ہے) میں ایک پائی کا نقصان اور ایک دمڑی کی بھی لاگت نہیں ہے، ہر وہ شخص جو اسلام جیسے برگزیدہ دین متین کا پیرو ہے۔ ہزار کام کاج میں مصروف و مشغوف رہے، پھر بھی اسمیں اُسکو اپنے خدائے برحق کی بندگی کا ایک بہتر وقت مل سکتا ہے، جب خدا کی دنیا میں رہتے اُسکی بہترین نعمتیں کھاتے، اچھے اور فاخرہ لباس (اُسی کے عطا کردہ) پہنتے ہو تو، کیا شرم و حیا کی جگہ نہیں؟ کیا عزت والے کو یہ بات کافی نہیں؟ افسوس اُسی کی عبادت سے ہم کترائیں، بھاگیں، سمٹیں، کنارہ کریں، یہی حرکت کوئی غلام اپنے آقائے مجازی سے کر بیٹھے تو دیکھ لے، اُسپر عرصۂ دنیا تنگ ہے، وہ کبھی زندان کے بھیانک وتا یک شنہ کا نوالہ ہوتا ہے یا معطل و موقوف ہو کر نان شبینہ کا محتاج رہ کر فاقوں مرجاتا ہے، یہ نتیجہ ویسے ہی لوگوں کا ہوا ہے جنکو اپنے مالک و رزاق حقیقی کا کبھی بھولے سے بھی خیال نہ آیا ہو، اچھے ہیں وہ لوگ جو اعلیٰ پیمانہ پر زندگی بسر کرتے ہیں، لیکن فقیرانہ وار، راتیں کاٹتے ہیں، کھاتے ہیں مگر کم، سوتے ہیں مگر معتدل، زندگی کے دلدادہ ہیں، تو بندگی کے بھی شیدا ہیں، ہر کام میں اپنے سے خدا کو جدا نہیں کرتے، شاہانہ لباس پہنتے ہیں تو گدایانہ دل و گردہ رکھتے ہیں، آنکھ سے سب کچھ دیکھتے ہیں۔ مگر انجام بینی" ایک "بھی وہ لوگ ہیں جو" اُسوہ حسنہ" کی پیروی اور مبارک تقلید میں سرگرم کوشاں ہیں، دُنیا اُن کا لباس ظاہر ہے، تو دین اُن کا زیور باطن ہے، اسلام میں رہبانیت جائز نہیں ہے؟ بمصداق "لا رہبانیہ فی الاسلام" دنیوی کاروبار میں مشغول رہ کر ایک گھڑی اپنے مالک حقیقی کی طرف توجہ کرنے کا ہی نام "اسلام" ہے۔

دنیا سہل ہے، مگر آسان دین رکھنے والوں کے لیئے؟ دین مشکل نہیں ہے لیکن تارک الدنیا کے واسطے، باغ دنیا میں رہو، آرام و راحت میں، روحانی بہاریں تلاش کرو، پھولوں کی سیج پر شوق سے میٹھی نیند سو رہو، مگر گل توحید، پنجۂ مژگاں سے ہمیشہ چُنتے رہا کرو، ہر اطمینان میں ایک سکون اور ہر راحت میں ایک فرحت حاصل کرو، ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔

# مملکتِ جسم کا گورنر

(از سلیم الدین صاحب وکیل (دکن)

"میں وکیل ہوں غریبوں کی ترجمانی مظلوموں کی دستگیری لاچاروں کی پاسداری میرا قانونی اور مذہبی فریضہ ہے اس لئے وہ حضرات جو اپنی بُری سیرت سے اچھے خاصے مگر مقید بے زبان دل کو ناحق بدنام اور ذلیل کرتے ہیں اُن سے عرض ہے کہ وہ ایسا نہ کریں اور اہل دل گورنمنٹ سے ملتمس ہوں کہ وہ دل کے حق میں بندوبست آزاد رسانی کا رزولیوشن پاس کریں۔ میرے دل سے پوچھو کہ دل کیا ہے؟"

دل بیضوی شکل کا گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جو انسان کے سینہ میں متحرک ہے۔ پہلو میں گدگدیاں کرتے والا پھیپھڑے کی ہوا کھانے والا خون جگر کا پالا پوسا صورت میں ایک نہایت ہلکا پھلکا مگر تمام اعضا سے زیادہ وزنی۔ دل ایک کھلا ہوا کنول ہے شگفتہ گلاب ہے۔ جسم کے گلدستہ میں ایک خوبصورت پھول اور پھول میں نیم شگفتہ غنچہ ہے۔ جسم آسمان ہے اعضا تارے ہیں تو دل انمیں چاند ہے چاند سے زیادہ مرغوب اور محبوب ہے۔ دل خواہشوں کا مرکز اعضا کا رئیس خیالات کا حکمراں قدرت کی لاجواب صنعت ہے۔ اے دل دنیا ایک باغ ہے جس میں رنگ برنگ کے پھول بھی ہیں اور کانٹے بھی تو گلچیں ہے دیکھ کانٹوں سے پھول چن گل بداماں ہو کر گل افشانی کر۔ اے طفل بیدل نہ ہو اگر درد آشنا رہیگا تو پھول سی عزت پائے گا ورنہ سینے سے نکالکر کانٹوں میں گھسیٹا جائے گا۔ اے دل نرگس سے آنکھ نہ لڑا سنبل سے مت الجھ اگر تو درد رکھتا ہے اور قدرت نے تجھے محبت کا مادہ عطا کیا ہے تو اس سے عشق کر جسکا عشق تیرے اور میرے لیئے اس دنیا میں جنت ہوا گر ایسا کرے گا تو پھولوں کی سیج عطر بسی مسہری تیرے لیئے ہوگی اور پھولوں میں تولا جائے گا۔ اے دل زندگی کے سمندر میں تو جہاز ہے اور میں جہاز راں توفیق الٰہی لائٹ ہوس ہے بس چل۔ بڑھ اور ہوا کے تند و تیز تھپیڑوں سے پانی کی خوفناک لہروں سے سمندر کی موجوں سے خوف نہ کر۔ جسم اک مملکت ہے۔ اعضا اراکین ہیں اور دل بادشاہ ہے۔ دل کی حکومت سب حکومت سے اعلیٰ ہے اولوالعزم شاہوں نے اس کا لوہا مانا ہے دل کی سلف گورنمنٹ کو تسلیم کیا ہے۔ بڑے سے بڑی حکومت پر غالب آنا آسان ہے۔ بڑی سی بڑی قوت کو زیر کر لینا دشوار نہیں۔ ہمالیہ کی چوٹیوں کو عبور کرنا بہت آسان ہے۔ مگر دل کو مغلوب کرنا کچھ آسان نہیں۔

دل پہ ہوجائے اگر قابو سلیم
تو سمجھ لو کل جہاں قبضے میں ہے

# تصویر کا خوف

(از مفتی شوکت علی فہمی - ایڈیٹر)

میرے کمرہ میں ایک بزرگ کی تصویر ہے۔ یہ سمندر پار رہنے والے ہی کیسے کیسے ستم کرتے ہیں۔ کتنی پیاری اور کتنی اچھی تصویر ہے۔ کسقدر نورانی شکل ہے۔ لانبی لانبی زلفیں ہیں۔ سیاہ خوبصورت داڑھی ہے مخمور سیاہ آنکھیں عینک کے پردہ میں ایسی معلوم ہوتی ہیں گویا جنت کے چشمہ میں دو سیاہ بادام تیر رہے ہیں۔ کبھی میں اس تصویر سے ڈرتا ہوں اور کبھی یہی تصویر میرے لئے تسکین قلب بن جاتی ہے۔

میں انسان ہوں اور وہ بھی نوجوان۔ رگوں میں خون ہے۔ خیالات میں جولانی۔ دماغ میں زلف چلیپا کا سودا۔ اور سونے پر سہاگہ یہ کہ بدقسمتی سے شاعر بھی ہوں جب میں کسی خیال میں محو ہوجاتا ہوں جب میرے شاعرانہ تخیل کی بلند پروازیاں مجھے کسی حسین کی بزم میں لے جاتی ہیں اور میں ہجر و وصال کی الجھنوں میں پھنس جاتا ہوں تو یکایک میرا ذہن اس تصویر کی طرف منتقل ہوجاتا ہے۔ میں تصویر کی طرف نظر اٹھانا چاہتا ہوں مگر تصویر کی ہیبت اجازت نہیں دیتی۔ تصویر کی مخمور آنکھیں۔ مجھے غیض و غضب سے بھری ہوئی دکھائی دیتی ہیں۔ نورانی پیشانی پر مجھ کو بل نظر آنے لگتے ہیں۔ میں ڈر کر سہم جاتا ہوں اور مجھے اپنی لغزش کا احساس ہوتا ہے اس وقت میں دیکھتا ہوں کہ یہ تصویر وہی نورانی تصویر ہے اور ان ہی محبت بھری نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی ہے۔

جس وقت میں شب کے آخری حصے میں بیٹھا ہوا مولانا وحشی کا یہ شعر ؎

شب کو ہوجاتی ہے جب شورش عالم خاموش    ہم فضا میں تری آواز سنا کرتے ہیں

بار بار پڑھتا ہوں اور اس خوشی کے عالم میں یاد الہٰی میں مصروف ہوجاتا ہوں جب میرے خیالات صداقت اور سچائی کی دنیا میں ہوتے ہیں۔ جب میں امداد باہمی میں مشغول ہوتا ہوں۔ جب میری کوششیں تبلیغی کام میں مصروف ہوتی ہیں۔ تو میں دیکھتا ہوں کہ یہ نورانی کاغذی پیکر مجھ کو دیکھ دیکھ کر مسکرا رہا ہے۔ اسوقت تصویر کا چہرہ نہایت بشاش معلوم ہوتا ہے اور ان مخمور آنکھوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ میری ہمت و جرأت کے بڑھانے کے لئے عرفاں کے دو پیمانے مجھکو عطا ہو رہے ہیں۔

مجھے یہ تصویر بڑی بھلی معلوم ہوتی ہے کیونکہ میرے لیئے ایک ناصح کا کام کرتی ہے مگر اس تصویر میں ایک کمی ہے نظروں کی تو کمی ہے مگر کانوں کی کمی ہے۔ وہ جنکے خیالات کی عنان انکی گرفت سے باہر ہے۔ وہ جنکو اپنے جذبات پر قابو حاصل نہیں ایک ایسی ہی بزرگ تصویر اپنے کمرہ میں لگائیں۔ تاکہ وہ ہر وقت انکو درس معرفت دیتی رہے۔

# اُمید

(از حضرت بیان و یزدانی مرحوم میرٹھی)

زمانہ اگر صحن باغ ارم ہے    تو تو اے اُمید اسکی ابر کرم ہے
شگوفوں میں ہنستی ہے تو مسکرا کر    تو ہی کھلکھلاتی ہے پھولوں میں آکر
تمنا کی کھیتوں میں تو پھل ہے تیری    تمدن کی میدانیں چھل پل ہے تیری
تو ہی دل کے پودوں کو دیتی ہے پانی    ہرا تجھ سے ہے گلشن زندگانی
شگوفوں کے کوچے میں تو دوڑتی ہے    یہ تو دوڑتی ہے کہ بو دوڑتی ہے
ترے سر پہ تاج شہی سج رہا ہے    ترے در پہ کوس شہی بج رہا ہے
چڑھی تو مخالف پہ لشکر کو لیکر    پھری باج لیکر چلی تاج لیکر
دیا تو نے سلطاں کو خلعت سنہرا    ہوا میں تری اڑ رہا ہے پھریرا
رہی کو دتی عشق کے دنگلوں میں    پھری قیس کے ساتھ تو جنگلوں میں
تہ چاہ یوسف کو تو نے سنبھالا    کیا تو نے یعقوب کے گھر اجالا
خلیل خدا کو جب آتش میں بھیجا    کیا تو نے ٹھنڈا کلیجا
تو ہی ہے جوانوں کے گھوڑوں کی کاٹھی    تو ہی ہے ضعیفوں کی ہاتھوں کی لاٹھی
اٹھایا اپاہج کو بستر سے تو نے    جلایا ہے مردوں کو ٹھوکر سے تو نے
جگاتی ہے بستر سے تو غافلوں کو    اٹھاتی ہے شوخی سے تو کاہلوں کو
رگوں میں لہو بن کے تو دوڑتی ہے    ترے ساتھ ساتھ آسمند دوڑتی ہے
تو ہی ڈوبتی ناؤ کا ہے کنارا    تو ہی دیتی ہے ڈوبتوں کو سہارا
دلہن کربلا میں بنی تو مچل کر    بن آئی شہادت کا بانا بدلکر
سمندر میں نیلسن کو لیکر بڑھی تو    ولنگٹن کو میداں میں لیکر چڑھی تو
کلمبس کو تیری ہی لہر آ رہی تھی    نگاہ ماں کی آنکھوں میں لہرا رہی تھی

(ماخوذ)

# مجاز و حقیقت

### (از جناب اثر لکھنوی)

حشر اور اُس کے بعد کا ساماں کئے ہوئے ۔۔۔ بیٹھا ہوں دل کے داغ فروزاں کئے ہوئے

نظارہ ہو اُمید تبسم میں محو بحث ۔۔۔ دل کو فدائے جنبش مژگاں کئے ہوئے

ناخن بدل فراق میں رہتا ہوں روز و شب ۔۔۔ سینے کو چاک مثل گریباں کئے ہوئے

خلوت میں دل کی آیا بصد غمزہ و ادا ۔۔۔ اک مست ناز پردۂ داماں کئے ہوئے

صحرا نہیں ہو کوئی ہمارے مذاق کا ۔۔۔ بیٹھے ہیں اپنے گھر کے بیاباں کئے ہوئے

ساقی کا منتظر ہے ہر ایک رند بادہ خوار ۔۔۔ شب کو طلوع مہر کا ساماں کئے ہوئے

بکنے چلا ہے عشق کے بازار میں وہ شوخ ۔۔۔ عصمت کو اپنے حسن کا درباں کئے ہوئے

پھر جوشش نگاہ سے اُبھرے ہیں داغ عشق ۔۔۔ داماں دل کو رشک گلستاں کئے ہوئے

پہونچے گا تیرے در پہ اثر ایک دن ضرور

آبادی خیال کو ویراں کئے ہوئے

### (از جناب ابو المعانی مرزا یاس صبا)

نگاہ شوق ہوتی یا نگاہ واپسیں ہوتی ۔۔۔ بہر صورت زبان گنگ معنی آفریں ہوتی

جو رو سکتے تو آنسو پوچھنے والے بھی مل جاتے ۔۔۔ شریک رنج و غم دامن ہی ہوتا آستیں ہوتی

خزاں سے پہلے ہی کاش اپنی آنکھیں بند ہو جاتیں ۔۔۔ بہار یادیں ہوتی نگاہ واپسیں ہوتی

ازل سے کشتی امید تھی بیگانۂ ساحل ۔۔۔ جہاں پایاب ہو دریا وہاں بھی تہ نشیں ہوتی

نگاہ مضطرب کی حد ہو فانوس خیالی تک ۔۔۔ قیامت تھی اگر پروانۂ شمع یقیں ہوتی

یہ آب تشنگی ہو اور یہ دریا خون ناحق کا ۔۔۔ مگر نفس شقی کی پیاس میں تسکیں نہیں ہوتی

نقط دل کی بدولت گرم ہو پہلو تو جاں نہ

جسد میں روح اک دیوانۂ تنہا نہیں ہوتی

### (از حضرت احسن سہسمی)

دل خاک ہو کے اور بھی پُر جوش ہو گیا ۔۔۔ اک ایک ذرہ محشر خاموش ہو گیا

اب میں ہوں اور میری شب غم کی تیرگی ۔۔۔ عالم کا ذرہ ذرہ سیہ پوش ہو گیا

دُنیا سمجھ رہی ہے کہ تاب فغاں نہیں ۔۔۔ کیا جانے کیا سمجھ کے میں خاموش ہو گیا

یہ ابر، یہ ہوا، یہ تماشا، یہ کیف شوق ۔۔۔ واعظ بھی تو یہ توڑ کے مینوش ہو گیا

تم کو کچھ اپنا برق نظر کی خبر بھی ہے ۔۔۔ دیکھو تو کون بزم میں بیہوش ہو گیا

چھیڑا کچھ ایسے سوز سے بلبل نے ساز عشق ۔۔۔ ہر غنچہ باغ میں ہمہ تن گوش ہو گیا

دل سوز ہو سکا نہ چراغ شب فراق ۔۔۔ میں نالہ کش ہوں اور وہ خاموش ہو گیا

دیکھا گیا نہ مجھ سے تماشائے بیکسی ۔۔۔ گھبرا کے میں اجل سے ہم آغوش ہو گیا

احسن نہ پوچھ نقشۂ شبہائے آرزو ۔۔۔ اک خواب تھا سو وہ بھی فراموش ہو گیا

### (از مفتی شوکت علی فہمی ایڈیٹر)

پہلے تو محبت میں اک لطف سا آتا ہے ۔۔۔ پھر جان پہ بنتی ہے جب یہ روز ستاتا ہے

ہر قطرہ خوں دل طوفان اٹھاتا ہے ۔۔۔ جب عرض تمنا پر وہ آنکھ چُراتا ہے

آزار محبت کا کیا کم ہے خدا وندا ۔۔۔ یہ چرخ ستم پیشہ کیوں مجکو ستاتا ہے

یہ جذبۂ کامل کا ادنے سا کرشمہ ہے ۔۔۔ روٹھے ہوئے عاشق کو محبوب مناتا ہے

تسکین کی لے دیکھے باقی ہو یہی صورت ۔۔۔ رو لیتے ہیں خلوت میں جب یاد وہ آتا ہے

قدرت کی ہر ایک طاقت امداد کو بڑھتی ہے ۔۔۔ ٹوٹے ہوئے دل والا جب ہاتھ اُٹھاتا ہے

کیا رنگ ہے عالم کا کیا طور ہے دنیا کا ۔۔۔ آرام سے ہے وہ ہی جو سب کو ستاتا ہے

دنیائے تمنا میں ہوتا ہے بپا محشر

بے پردہ کوئی فہمی جب سامنے آتا ہے

### (از حضرت ندرت میرٹھی)

کچھ بھی نہ تھا نکلنے ہی پیکان آرزو ۔۔۔ تھی دل کی جان کاوش و پنہان آرزو

پہلے تو دل کو پھونک دیا ضبط آہ سے ۔۔۔ اب دم بخود ہیں سوختہ سامان آرزو

آئی ہو ہمکو نیند تو آنکھیں ہی پھوٹ جائیں ۔۔۔ دیکھا ہے جب سے خواب پریشان آرزو

میں اُنکی آرزو کو سمجھتا ہوں جان دل ۔۔۔ وہ میرے دل کو جانتے ہیں جان آرزو

اے آسماں کچھ تجھے خوف خدا بھی ہے! ۔۔۔ یہ دل، یہ بحر عشق، یہ طوفان آرزو

دُنیا میں کیا پڑھیگا کوئی میری سرگزشت ۔۔۔ لکھا ہے دل کے خون سے عنوان آرزو

آئی دم اخیر صدائے شکست دل! ۔۔۔ ٹوٹا ہے آج کیا در زندان آرزو

ہے دل میں خار غم تو نکلنے کی کیا اُمید ۔۔۔ اُلجھا رہیگا گوشۂ دامان آرزو

رگ رگ میں دل کی جان ہو اُمید و بیم کیا ۔۔۔ اب کشمکش سے چھوٹ چکی جان آرزو

ہے ہے رُکے گا گریۂ بے اختیار کب ۔۔۔ پوشیدہ ہے ہر اشک میں طوفان آرزو

قاتل سے ہو رہی ہے قیامت میں ناز پرس ۔۔۔ ہم کہہ رہے ہیں ہم ہیں شہیدان آرزو

ندرت سے کہہ رہی ہیں اُمنگیں شباب کی

کیا اب کچھ اور چاہیئے سامان آرزو

### (از جناب ماسٹر باسط بسوانی)

آتی ہی ہے تو لب پر فریاد چپکے چپکے ۔۔۔ کرتا ہوں میں کسی کو اب یاد چپکے چپکے

تو قتل پر مُصر تھا۔ تو قتل پر تُلا تھا ۔۔۔ اب ذبح کر رہا ہے جلاد چپکے چپکے

لائے گی رنگ آخر یہ آہ آتشیں کچھ ۔۔۔ پھونکوں گا میں قفس کو صیاد چپکے چپکے

چھپ چھپ کے کر رہے ہو تیر نظر سے گھائل ۔۔۔ محفل میں کر رہے ہو بیداد چپکے چپکے

بلبل کو ذبح کر کے پہلے تو شادماں تھا ۔۔۔ اب رو رہا ہے بیٹھا صیاد چپکے چپکے

شان خدا ہے باسط پہونچا میں بتکدے میں

قید حرم سے ہو کر آزاد چپکے چپکے

# صنفِ نازک کیلئے

## چھوٹی سی گڑیا عقل کی پڑیا

ظاہرا جامۂ صد چاک کی پتلی ہوں میں ۔۔۔ باطناً مخزنِ اسرار کی کنجی ہوں میں،
حرکت مجھ میں ہو پیدا نہ مذاقِ رفتار ۔۔۔ رکھدیا جسمیں اُسی طاق میں بیٹھی ہوں میں
سادگی میری مری عفت و عصمت کا ثبوت ۔۔۔ بے تکلف ہوں نہ کہاتی ہوں نہ پیتی ہوں میں
جسکی گڑیا ہوں اُسی کی ہوں میں زیرِ فرمان ۔۔۔ گھر سے باہر کہیں آتی ہوں نہ جاتی ہوں میں
لڑکیاں رکھتی ہیں دلبستگیاں کیوں مجھسے ۔۔۔ اِسکا جو کچھ ہو سبب صاف بتاتی ہوں میں
میں سکھاتی ہوں اُنہیں شیوۂ دنیاداری ۔۔۔ اُن کی ہستی کا نمونہ نظر آتی ہوں میں
وہ مرے عقد کی تیاریوں میں ہیں مصروف ۔۔۔ زینتِ بزم ہوں اور رونقِ ہستی ہوں میں
زندگی اُن کی بہت کچھ ہے مشابہ مجھ سے ۔۔۔ سبق آموزِ محبت ہوں تو اچھی ہوں میں

اُنہیں میری ہی طرح پردہ میں رہنا ہوگا
اور دُکھ درد ہر اک قسم کا سہنا ہوگا

وہ بھی اک گوشۂ عصمت میں کبھی جائینگی ۔۔۔ وہ بھی میری ہی طرح بند مکاں پائینگی
رسم پردہ کا طریقہ جو بتا دونگی میں ۔۔۔ تو وہ پردہ میں کبھی رہ کے نہ گھبرائینگی
جسطرح میں ہوں کہ پابند ہوں در گوشۂ نشیں ۔۔۔ وہ بھی بے پردگیوں سے یونہی شرمائینگی
مجھے کپڑے کی شکایت ہے نہ کھانے کا گلہ ۔۔۔ وہ بھی تقلید مری کرکے نہ پچھتائینگی
مجھ سے سیکھا ہو جو بچپن میں متانت کا سبق ۔۔۔ وقت خاموش گذارینگی جہاں جائینگی
میں کبھی اُن سے لڑی ہوں نہ کبھی جھگڑی ہوں ۔۔۔ لڑ جھگڑ کر یہ کبھی نام نہ رکھوائینگی،
میرے صدقے میں انہیں سینا پرونا آیا ۔۔۔ اب یہ پھوہڑ بھی نہ سسرال میں کہلائینگی
کھیل ہی کھیل میں سو اِنکو سکھا دی باتیں ۔۔۔ ہوش آئیگا تو باتیں مری یاد آئینگی

سبقِ علم و ہنر اُن کو سکھایا میں نے
خانہ داری کا ہر اک راز بتایا میں نے

غم و اندوہ میں یاد آئے گی ہمت میری ۔۔۔ فقر و فاقہ میں نمونہ ہے قناعت میری
جب وہ شوہر کی اطاعت سے کبھی گھبرائیں ۔۔۔ یاد کریں گی اُسی وقت اطاعت میری
میں نے بچپن سے سکھایا ہو انہیں صبر کا گُر ۔۔۔ بھول جائینگی یہ کسطرح رفاقت میری
ایک کا اِنکو بنا دیگی جب اِن کی تقدیر ۔۔۔ محو ہوگی نہ کبھی طرزِ محبت میری
انکی رہبر ہوں میں آئندہ زمانہ کے لیئے ۔۔۔ عکس ہے مجلسِ مابعد کا صحبت میری
بچیوں کے لیئے نعمت ہوں مگر بے مطلب ۔۔۔ میں بڑی چیز ہوں اور کچھ نہیں قیمت میری
میں بھولی گمنام مگر کام کیئے جاتی ہوں ۔۔۔ کچھ نہیں نام مرا کچھ نہیں شہرت میری
آئینۂ پند و نصیحت کا ہوں میں دینے لیئے ۔۔۔ صبح اُٹھتے ہی یہ کرتی ہیں زیارت میری

کھول دو دانش و دانائی کی پڑیا ہوں میں،
کام ہیں میرے بڑے نام کی گڑیا ہوں میں

ذوقِ زینت ہے مجھے اور نہ سیرِ نقش و نگار ۔۔۔ میری دانست میں سب زیور و زر ہیں بیکار
سادگی ہے میرا زیور مجھے دیکھو تو سہی ۔۔۔ کبھی ہوں طاق کی رونق کبھی نقشِ دیوار
اسقدر طاعت و خدمت پہ ذرا فخر نہیں ۔۔۔ نہ مجھے حاجتِ اُجرت، نہ صلے کو سرکار
لڑکیاں سیکھ گئی ہیں یہ طریقے مجھ سے ۔۔۔ وہ بھی اخلاص کا بدلا نہ رکھیں گی زنہار
کام جو کچھ بھی کیا جائے - وہ ہو بے مطلب ۔۔۔ یوں تو مطلب کا زمانہ ہو غرض کا اصرار
اپنی خدمات پہ کیا فخر کرے گا انساں ۔۔۔ وہ بھی عورت کہ جو ہے مرد کی ایک خدمتگار
ہو محبت میں اگر تم کو صلہ کی پروا ۔۔۔ تو سمجھ لو کہ محبت کا ریا میں ہے شمار
مجھے دیکھو کہ لگی رہتی ہوں دلجوئی میں ۔۔۔ جس نے جس حال میں رکھا میں ہی بولی گی

اسمیں کچھ شک نہیں اور شبہ ذرا سا بھی نہیں،
جس میں میری سی نہ عادت ہو وہ گڑیا ہی نہیں (ماخوذ)

## بچہ آغوشِ مادر میں

(از حامد علی صاحب صدیقی)

اگر زبان حقیقت کی ترجمان ہو سکتی ہے اور اگر مافی الضمیر ظاہر کرنے کا یہی ایک صحیح ذریعہ بن سکتی ہے تو میں ایک لفظ بھی ادا نہیں کر سکتا بلکہ مطالب اور معانی کے مجسمے پیش کرکے آپ کو دکھاؤں گا کہ امومت کیا چیز ہے۔

امومت ایک سمندر ہے جسکی تہاہ ہے نہ کنارہ، سطح پر ایک ہیبت ناک خاموشی طاری ہو مگر تہ میں تیز اور تند موجوں کا ایک طوفان بپا ہو کر چھپے ہوئے کائنات کو ہر وقت زیر و زبر رکھتا ہو اور کسی کو اسکی خبر نہیں یہ ایک قطعہ زمین ہو جسکے اوپر ہر طرف گل گلزار نظر آتا ہے مگر نیچے ایک برقی مادہ دوڑ رہا ہے۔

کبھی کبھی انتہائے ضبط کے بعد اس مخفی عالم میں ایک ہیجان پیدا ہوتا ہے اسوقت زمین و آسمان تھراتے ہیں۔ ماں کے بدن کا رونگٹا رونگٹا زبان بنجاتا ہے جس سے سکوت کے پیرایہ میں اُن پُراسرار جذبات کی بے گنتی لہریں نکلتی ہیں جنہیں ماں اور بچے کے سوا کوئی نہیں سمجھ سکتا۔

آ میرے بچے مجھے تجھ سے اور تجھے مجھ سے بہتر زمین کے تختہ پر اور کوئی نہیں جان پہچان سکتا۔ مجھے خبر نہیں کہ تو کب میرا ہوا مگر ہونے سے بہت پہلے تو میرا تھا اور میرے دل میں تھا۔ وہ تیرا مندی ہوئی آنکھوں سے اور لرزتی ہوئی آواز سے رو رو کر میرے پاس سے میرے ہی پاس آنا اور قریب سے اقرب یا اقرب سے قریب مجھ ہی سے میری جدائی کی شکایت کرنا اچھی طرح یاد ہے۔

بشنو از نے چوں حکایت مے کند ۔۔۔ وز جدائی ہا شکایت مے کند
از نیستاں تا مرا ببریدہ اند ۔۔۔ از نفیرم مرد و زن نالیدہ اند

تو روتا تھا میں ہنستی تھی اے نادان کیا تو یہ سمجھا تھا کہ تو نے مجھے گم کر دیا۔ آ میرے گلے سے لگجا۔ دنیا کی کوئی قوت یہاں تک کہ موت بھی تجھے مجھ سے

یا گھر کی خادمہ سے جا رنا چار اُٹھ کر چولھے کے پاس جا بیٹھتی تھی تاکہ چائے کی ایک اور صرف ایک پیالی کے بقدر پانی گرم کرے۔ خدمات کا یہ سلسلہ صبح کے ۷ بجے سے شروع ہو کر رات کے دس گیارہ بجے ختم ہوتا تھا۔ موسم گرما میں تو یہ پابندیاں کسی نہ کسی طرح گوارا ہو گئیں لیکن موسم سرما کے آتے ہی قُویٰ ان احکام سے سرتابی کرنے لگے اور جب اُنہیں مجبور کیا گیا تو نمونیا کے ایک شدید حملے نے اس کشمکش کا ہمیشہ کے لیئے خاتمہ کر دیا۔ بیوی کے انتقال سے محمد مسلم کو کچھ زیادہ رنج نہیں ہوا کیونکہ اختلاف طبیعت کی وجہ سے وہ اُنہیں چنداں مرغوب نہ تھی۔

(۳)

محمد مسلم کی اِن مخصوص عادات سے اُس کنبہ والے کافی طور پر آگاہ نہ تھے کیونکہ جب سے اُس کی عملی زندگی کا آغاز ہوا وہ عموماً پردیس میں اور اپنے وطن سے صدہا میل دور رہا۔ اگر اس جزرسی اور سخت گیری کا صحیح حال معلوم ہوتا تو شاید شیخ عبدالحق اور خاصکر اُن کی بیوی شاہدہ کو موت کے حوالے کر دیتیں اور اُس کے ساتھ شادی پر آمادہ نہ ہوتیں۔ لیکن نوشتۂ تقدیر میں ترمیم ناممکن ہے۔ سخت جستجو کے باوجود شاہدہ کے لیئے ایک تعلیم یافتہ شوہر میسر نہ آسکا اور بالآخر محمد مسلم ہی کے ساتھ اُس کی شادی کا فیصلہ کرنا پڑا۔ محمد مسلم نے شاہدہ کو بارہا دیکھا تھا۔ وہ اُسے صورۃً اور سیرۃً پسند کرتا تھا۔ اور جب شادی کا معاملہ پختہ ہو گیا تو اسے یقین آنے لگا کہ زندگی کے باقیماندہ ایام عیش و آرام کے ساتھ بسر ہونگے۔ شیخ عبدالحق صاحب اپنی زندگی میں بیٹی کے جہیز کا پورا سامان کر چکے تھے۔ اُن کی وفات کے چھ ماہ بعد شاہدہ کی شادی ہو گئی۔ شادی کے بعد ایک ماہ تک وہ کانپور میں مقیم رہی اور پھر محمد مسلم اُسے اپنے ہمراہ جہلم لے گیا۔ شاہدہ کی والدہ کو اسکا خیال بھی نہ تھا کہ محمد مسلم ڈھائی سو روپے ماہوار تنخواہ پانے کے باوجود گھر میں ایک خادمہ بھی نہ رکھیگا تاہم اُنہوں نے اپنی بیٹی کی آرام دہی کے لیئے ایک قدیم الخدمت اور قابل اعتماد عورت کو ساتھ کر دیا۔ محمد مسلم کو یہ بات کسی قدر ناگوار تھی لیکن جب اُسے معلوم ہوا کہ اِس خادمہ کے مصارف بھی شاہدہ کی والدہ چھ ماہ کے لیئے ادا کر چکی ہیں تو وہ خاموش ہو گیا۔ محمد مسلم اگرچہ اپنے اصول کا نہایت پابند تھا لیکن حسن و جمال کی قدرتی دلربائی اور اخلاق و عادات کی شایستگی سے اثر پذیر ہوئے بغیر نہ رہ سکا شادی کو ابھی ایک سہ ماہی گزری تھی کہ وہ بیوی کا عاشق زار ہو گیا۔ اس دلچسپی کا یہ باعث تھا کہ شاہدہ اُس کے معیار کے مطابق حسین تھی۔ اُس کی توقع سے بڑھ کر سلیقہ شعار اور خوشخو تھی اور ایک خاص بات یہ تھی کہ جب سے وہ جہلم آئی تھی اُسکی والدہ نے تحائف کا تار باندھ دیا تھا اور اِن کے علاوہ ہر مہینے پچاس روپے کا منی آرڈر میوہ خوری کے نام سے آتا تھا جس کے یہ معنی تھے کہ محمد مسلم کو اپنے مصارف خانگی کے لیئے بہت کم تنخواہ کی بندھی ہوئی رقم کو چھیڑنے کی ضرورت تھی۔ اور اس سے بڑھ کر وہ کس بات سے خوش ہو سکتا تھا۔ لیکن اِن باتوں کے باوجود وہ اپنے نیچر کو نہیں بدل سکتا تھا۔ کبھی کبھی اُس کی فطرت میں تموّج پیدا ہوتا تھا کبھی کبھی صفرا کی زیادتی اُس کے مزاج میں فوری اشتعال پیدا کر دیتی تھی

اور وہ معمولی سے معمولی بات پر شاہدہ سے ناخوش ہو جاتا تھا۔ اگرچہ شادی کے بعد پہلی سہ ماہی میں اس قسم کے مواقع بہت کم پیش آئے۔

(۴)

دوسری سہ ماہی میں محمد مسلم کی اخلاقی قوتیں تصنع اور تکلف کے پردے چاک کرنے لگیں جس حد تک شاہدہ اطاعت گزار ثابت ہونے لگی اور جس حد تک بے تکلفی بڑھتی گئی اُسی حد تک محمد مسلم کی بدمزاجیاں اور سخت گیریاں نمایاں ہوتی گئیں۔ شاہدہ تو ان باتوں کو بوجوہ نقصت ہونے کے باوجود کسی حد تک انگیز کر لیتی تھی لیکن جو خادمہ کہ اُس کے ہمراہ آئی تھی اُسے سخت ناگواری پیدا ہوتی تھی۔ اور جب محمد مسلم کچہری چلا جاتا تھا تو وہ شاہدہ کو اُکسانے اور اُبھارنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتی تھی۔ اُس کی خواہش یہ تھی کہ شاہدہ محمد مسلم کو ترکی بہ ترکی جواب دے۔ اُسے جزرسی کے طعنے دیا کرے اور اُسے جتائے کہ شادی کے بعد سے اب تک اُسکا بار شوہر پر نہیں ہے۔ شاہدہ اگرچہ ہوشمند اور تعلیم یافتہ تھی لیکن پھر نوجوان اور ناتجربہ کار تھی۔ اُس نے عرصہ تک اپنے آپکو خادمہ کی تعلیمات سے محفوظ رکھا لیکن آخرکار کب تک وہ اِس مثل کی مصداق نہ بنتی کہ "آدمی کا شیطان آدمی" ہے۔ اُس کے دل میں بھی محمد مسلم کی بیجا ناراضیوں اور رنجشوں پر اشتعال پیدا ہونے لگا۔ اور وہ محمد مسلم کو اُس کے تلخ کلمات پر جواب دینے لگی۔ شاہدہ چونکہ ہوشمند اور تعلیمیافتہ تھی اس لیئے وہ ایسا معقول اور خاموش کن جواب دیتی تھی کہ محمد مسلم ایل ایل بی ہونے کے باوجود الفاظ ڈھونڈتا رہ جاتا تھا۔ اور جب بات کا جواب نہیں بن پڑتا تھا تو وہ انتقام کے دوسرے وسائل اختیار کرتا تھا۔ سخت کلامی پر اُتر آتا تھا۔ دو دو روز کھانا نہیں کھاتا تھا۔ مردانہ سے زنانہ میں نہیں آتا تھا۔ شاہدہ کے پاس اِن مشکلات پر قابو پانے کی کوئی صورت نہ تھی۔ وہ بسا اوقات اشکباری اور آہ و زاری میں مصروف رہتی تھی۔ رنج و مصیبت کا یہ عالم اُس وقت تک ہٹتا تھا جب تک محمد مسلم کا مزاج اعتدال پر نہ آتا اور شاہدہ کی دلربائیاں اور رعنائیاں یاد آکر اُس کے دل کو بیقرار نہ کریں۔ بہرحال جب اسی حالت پر ایک ششماہی گزر گئی تو شاہدہ کی والدہ نے بیٹی کی واپسی کے لیئے شدید تقاضا شروع کیا۔ اور جب محمد مسلم نے پے در پے عذرات کے بعد خاموشی اختیار کی تو وہ گھبرا کر کانپور سے خود ہی جہلم چلی آئیں۔ محمد مسلم کو اپنی ساس کا آنا سخت ناگوار گزرا اور اس ناگواری کے تین سبب تھے ایک تو یہ کہ اُس نے شاہدہ کے ساتھ جو بدسلوکیاں کی تھیں اُن کا راز فاش ہوتا تھا دوسرے یہ کہ اُسکی آزادی اور اشتعال طبع کے بیباکانہ اظہار میں خلل واقع ہونے کا اندیشہ تھا تیسرے یہ کہ مصارف کا بار ناقابل برداشت حد تک ترقی کر گیا تھا۔ لیکن ایک دولتمند ساس کے ساتھ وہ "تنگ آمد و سخت آمد" کیکر صبر کر لینے کے سوا اور کیا سلوک کر سکتا تھا۔ شاہدہ نے شوہر کی شکایت میں ایک حرف نہیں کہا لیکن اُس کی ہمراہی خادمہ نے جو کچھ دیکھا اور جو کچھ سُنا تھا وہ شاہدہ کی والدہ سے حرف بحرف بیان کر دیا

(۵)

شاہدہ کی والدہ کو بیٹی کی تکالیف اور محمد مسلم کی بدمزاجیوں کا حال معلوم کرکے

بہت صدمہ ہوا۔ اُن کے دل کا سکون بے دست کر شاہدہ اور اُس کے بھائی پر موقوف تھا اور وہ ایک لمحہ کے لیئے روادار نہ تھیں کہ ان دونوں میں سے کسی کو دُکھ پہونچے۔ اِن صدمات سے وہ اِس قدر متاثر ہوئیں کہ کئی وقت کھانا نہیں کھایا اور باوجود کوشش محمد مسلم کے ساتھ اپنی خوش مزاجی اور سلسلۂ گفتگو قائم نہ رکھ سکیں جسکا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ ساس اور داماد کے درمیان ناگواری پیدا ہوئی۔ اور اِس ناگواری سے شاہدہ کو متاثر ہونا پڑا۔ صرف ایک ہفتہ ایسا گزرا کہ محمد مسلم نے ساس کے احترام میں اپنی زبان بند رکھی۔ اس کے بعد اُس کے اخلاقی جوہر نمایاں ہونے لگے۔ اور اب چونکہ ماں کی موجودگی سے پوری تقویت حاصل تھی شاہدہ نے بھی جوابات میں کوئی کسر نہیں اُٹھا رکھی۔ اُس کی والدہ نے بھی وقتاً فوقتاً مداخلت کی خادمہ نے بھی طعن و تشنیع کا برمحل استعمال کیا اور وہ گھر جس کے در و دیوار نے ایک محمد مسلم کے زجر و توبیخ اور شاہدہ کی آہ و زاری کے سوا کچھ نہیں دیکھا تھا؛ اچھا خاصہ میدانِ جنگ بنگیا۔ شام کے ۴ بجے سے صبح کے ۱۰ بجے تک جانبین میں کئی کئی بار تصادم واقع ہوتا تھا۔ محمد مسلم جب شاہدہ کی ظاہری و باطنی خوبیوں پر نظر ڈالتا تھا تو اُس کی تمام شکایتیں رفع ہو جاتی تھیں اور وہ ایک پرستار کی طرح اُس کی اطاعت گزاری کے لیئے آمادہ نظر آتا تھا لیکن جب اُس کی فطرتی توتیں اُبھرتی تھیں اور مزاج میں اشتعال پیدا ہوتا تھا تو محبت کے تمام جذبات فنا ہو جاتے تھے اور وہ امریکۂ قدیم کے ایک وحشی کی طرح مغلوب الغضب ہوکر معمولی سے معمولی بات پر سخت سے سخت بازپرس کرتا تھا۔ آخر ایک دن خانہ جنگی نے غیر معمولی خوفناک صورت اختیار کی۔ شام کے ۴ بجے سے رات کے ۲ بجے تک مسلسل سخت کلامی ہوتی رہی۔ بدقسمتی سے دوسرے دن اتوار تھا۔ اِس لیئے جنگ کا سلسلہ منقطع نہ ہوسکا۔ شاہدہ اُسکی والدہ اور خادمہ کے تلخ جوابات اور طعن و تشنیع نے محمد مسلم کو بالکل حواس باختہ کر دیا تھا۔ وہ نہایت مغلوب الغضب ہوکر شاہدہ کی طرف چھُری اُٹھا کر جھپٹا لیکن اُس کی خادمہ نے جو نہایت قوی الجثہ اور محمد مسلم کے نشو و نما کی تمام ترقیں "بی اے" اور "ایل ایل بی" کے حروف میں منتقل ہو چکی تہیں بالکل کافی تھی اُس سے چھُری چھین کر پھینکدی اور ایسا دھکا دیا کہ "منصف" کا مجسمہ لڑکھڑاتا ہوا مسہری پر جاگرا۔ اب محمد مسلم کے اشتعال کی کوئی انتہا نہ تھی اُس نے زوجیت کے تمام اختیارات ایک ہی بار صرف کرڈالے اور شاہدہ کو طلاق دیدی۔ طلاق کے الفاظ ایسے واضح تھے اور اُن کو چھہ سات بار ایسی سنجیدگی کے ساتھ استعمال کیا گیا تھا کہ ایک عبارت عبارتِ مُفتی کے لیئے بھی تاویل کی کوئی گنجائش نہ تھی۔

(٦)

تمدن و تہذیب کی دُنیا میں اس سے بڑا کوئی حادثہ نہیں۔ جو ازدواج کے عالم میں اِس سے زیادہ تلخ اور تکلیف دہ کوئی پہلو نہیں۔ جس طرح دو لفظ دو مختلف ہستیوں کو ہمیشہ کیلیئے ایک دوسرے سے وابستہ کر دیتے تھے اسی طرح دو لفظ دو متحد ہستیوں کو ایک دوسرے سے دائمی جُدائی پر مجبور کرتے ہیں۔ وہی حور جمال شاہدہ جس کے دل پر ایک لمحہ

پہلے محمد مسلم کا جائز قبضہ تھا اب بالکل نامحرم تھی۔ وہ نگاہیں جنکے درمیان کوئی حجاب کوئی خوف اور کوئی تکلف حائل نہ تھا اب ایک دوسرے کی طرف نہیں اُٹھ سکتی تھیں۔ وہ دلفریب چہرہ جو اپنی تمام زیبائشوں اور خال و خد کی آرائشوں کے ساتھ محمد مسلم کے ذوق محبت کے لیئے وقف تھا اب اُس کے سامنے نہیں آسکتا تھا۔ طلاق کے خوفناک الفاظ استعمال کرنے کے بعد اُس جنگ کا یکلخت خاتمہ ہوگیا جو ۴ گھنٹہ سے چھڑی ہوئی تھی۔ سانپ کی نسبت سُنا ہے کہ ڈسنے کے بعد وہ خود بھی عرصہ تک مدہوش رہتا ہے بعینہٖ یہی حالت محمد مسلم کی تھی۔ ادھر تو شاہدہ نے آنچل سے اپنا منھ چھپا لیا اور اُدھر محمد مسلم اپنے الفاظ کی طاقت سے آگاہ ہوکر مردانہ کی طرف چلا گیا۔ شاہدہ اور اُسکی والدہ کے لیئے اس سے بڑھ کر اور کیا صدمہ ہو سکتا تھا اُن کے لیئے خواب و خور حرام ہوگیا۔ ہر وقت آہ و زاری اور ہر وقت اشکباری اُن کا مشغلہ تھا۔ شاہدہ کی والدہ کو اگر ایک طرف بیٹی کی تمام عمر برباد ہونے کا جانکاہ صدمہ تھا تو دوسری طرف خاندان میں بدنامی و رسوائی کا ملال تھا۔ وہ عجب کشمکش میں تھیں۔ نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن۔ محمد مسلم کا نشہ تیسرے دن اُترا۔ اُس کا اشتعال فرو ہوا۔ شاہدہ کو تین دن سے اُس نے نہیں دیکھا تھا۔ اُس کی یاد دل کو تڑپانے لگی۔ اور اُس پر کچھ ایسی بیخودی طاری ہوئی کہ وہ یہ امر واقعہ بالکل بھول گیا کہ اُس کے اور شاہدہ کے درمیان اب ایک خلیج نہیں بلکہ ایک سمندر حائل ہے۔ وہ بیتابانہ زنانہ میں داخل ہوا لیکن اُسے سخت مایوسی ہوئی جب شاہدہ کو اُس سے چھپا لیا گیا۔ وہ عالمِ وارفتگی میں ساس کے قدموں پر گر پڑا۔ ہاتھ جوڑے۔ منتیں کیں اور اس قدر اظہارِ ندامت کیا کہ وہ بے اختیار رونے لگیں آخر انہوں نے کہا کہ اب میں کیا کر سکتی ہوں تم علماء سے فتویٰ لو۔ اگر اُن کی اجازت ہو تو شاہدہ پھر تمہاری ہو سکتی ہے اور جبتک فتویٰ نہ ہوگا اُسوقت تک شاہدہ تمہارے سامنے نہیں آسکتی۔ ساس کی زبان سے یہ الفاظ سنکر محمد مسلم اور بھی زیادہ حواس باختہ ہوا لیکن وہ جانتا تھا کہ جو کچھ اُس سے کہا گیا ہے بالکل بجا اور درست ہے۔ اُسے چین کہاں تھا فوراً عالمِ سراسیمگی میں مولانا عبدالقادر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور "زید" و "ہندہ" کے فرضی نام لیکر اپنا تفصیلی واقعہ بیان کیا۔ مولانا نے فرمایا کہ مسئلہ بالکل صاف ہے۔ اب رجوع کی صرف ایک صورت ہے کہ ہندہ کسی غیر شخص سے نکاح کرلے اور جب وہ شخص اپنی خوشی سے بلاجبر و اکراہ طلاق دے تو وہ زید سے دوبارہ نکاح کرسکتی ہے۔ محمد مسلم نے پوچھا کہ اگر کسی نابالغ لڑکے سے نکاح کردیا جائے تو کچھ حرج ہے؟ مولانا نے بتایا کہ نہیں۔ مرد عاقل و بالغ ہو۔ عورت اُس کے گھر بھیج دی جائے۔ اُسے تمام شوہری اختیارات اور خلوتِ صحیحہ کے مواقع حاصل ہوں اور پھر وہ اپنی خوشی سے جب طلاق دے اُسوقت ہندہ زید کی نکاح ثانی کرسکتی ہے۔ محمد مسلم یہ فتویٰ سُنکر کانپ اُٹھا۔ اور بے اختیار آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔

(٧)

اگرچہ مولانا عبدالقادر صاحب شہر کے نامور مفتی اور عالم تھے لیکن محمد مسلم کو شریعت اسلامیہ کے اس اصول کے مطابق کرنا کامیون اور ناخوشگوار باتوں کا یقین کرنے کے لیے آسانی کے ساتھ دل تیار نہیں ہوتا اُن کے فتوے پر اعتماد نہیں ہوا۔ اُس نے ہندوستان کے متعدد مستند علما کو جوابی خط لکھے اور کئی ماہ اس انتظار میں رہا کہ شاید جواز کی کوئی صورت نکل آئے لیکن ہر جگہ سے وہی جواب آیا جو مولانا عبدالقادر صاحب سے وہ سُن چکا تھا۔ شاہدہ کی والدہ بھی رسوائی و بدنامی کے خیال سے وطن کو واپس نہیں گئیں۔ اور اگرچہ انہیں سخت نقصانات اٹھانا پڑے لیکن ایسی حالت میں بیٹی کو تنہا چھوڑ دینا یا اُسے وطن لیجانا انہوں نے گوارہ نہیں کیا۔ آخر کار جب محمد مسلم کی توقعات بالکل باطل ہو گئیں اور شاہدہ کو دوبارہ حاصل کرنے کی کوئی صورت اس کے سوا باقی نہیں رہی کہ پہلے کسی دوسرے شخص کے ساتھ اُس کا نکاح کیا جائے تو اُس نے اپنے ہمدرد اور بے تکلف احباب سے اسکا تذکرہ کیا اور اُن سے خواہش کی کہ کوئی ایسا آدمی تجویز کردیں جو ہر طرح قابل اعتماد ہو۔ یعنی اُسے کچھ روپیہ دیدیا جائے اور وہ خوشی کے ساتھ اس زحمت کو گوارا کرلے اور اپنی مرضی سے دوسرے دن طلاق دیدے۔ محمد مسلم کے احباب نے جواب دیا کہ ہم تلاش کرکے آپکو اطلاع دینگے جہلم میں عرصہ سے ایک ہندوستانی مقیم تھا (اہل پنجاب خود ہندوستانی ہونیکے باوجود ممالک متحدہ کے باشندوں کو ہندوستانی کہتے ہیں) اُسکا پیشہ یہ تھا کہ عینکیں فروخت کرکے زندگی بسر کرتا تھا اُس کی عمر اگرچہ تیس سال سے زیادہ نہ تھی لیکن اُس کے قوی ایسے کمزور اور چہرہ ایسا بے رونق تھا کہ اسکی عمر پچاس ساٹھ سال سے کم نہیں معلوم ہوتی تھی۔ اس کمزوری کی وجہ سے مقامی اور موسمی تبدیلیاں اُسے بہت جلد بیمار کردیتی تھیں چنانچہ وہ جب سے پنجاب میں آیا تھا برابر بیمار رہتا تھا اور اسکی صورتِ حال بتا رہی تھی کہ وہ ضرور دق کے لاعلاج مرض میں مبتلا ہے جہلم کے باشندے اُس کے تفصیلی حالات سے بالکل بیخبر تھے۔ انہیں صرف اتنا معلوم تھا کہ وہ ایک بے سروسامان مفلوک الحال ہندوستانی ہے اور غالباً وہ اپنے وطن میں کوئی عزیز نہیں رکھتا۔ اس ہندوستانی کا نام شمس الحق تھا اور سب اُسے "شمسی صاحب" کہتے تھے چونکہ وہ عینک کا کاروبار کرتا تھا اس لیئے تقریباً شہر کے تمام شرفا۔ امرا و حکام سے واقف تھا اور اُن کے مکانوں پر پہونچتا تھا خوش خلق متدین اور چرب زبان آدمی تھا اس لیئے بعض اشخاص اُس کی مدارات کرنے لگے تھے۔ اور تپاک کے ساتھ پیش آتے تھے۔ محمد مسلم کے احباب نے یہ سمجھ کر کہ شمسی ایک غریب آدمی ہے۔ ہندوستانی ہے اور مدقوق ہونے کی بنا پر مغرب سے۔ دکے لیے اُسے تجویز کیا۔ محمد مسلم خود بھی اُس سے واقف تھا اُس نے بھی یہ تجویز پسند کی۔ شمسی کو بلایا گیا اور پچیس روپے پر یہ معاملہ طے ہوا کہ وہ آج شام کو نکاح کرکے لیجائے اور کل صبح کو طلاق دیکر شاہدہ کو منصف صاحب کے مکان پر پہونچا دے۔ محمد مسلم کے احباب خوب جانتے تھے کہ شمسی بیکار محض ہے پھر بھی انہوں نے اُسے اچھی طرح سمجھا بجھا دیا تھا کہ یہ معاوضہ اُسے کس بات پر دیا جاتا ہے

(۸)

شمس صاحب کا مکان کیا تھا ایک چھوٹا سا بالائی کمرہ تھا جس میں ایک چار پائی پڑی تھی۔ چٹائی کا فرش تھا۔ کمرہ کے ایک گوشہ میں عینکوں کا بکس رکھا تھا۔ اُس کے قریب ایک انگریزی چولھا دو تین چائے کی پیالیاں اور ایک دو المونیم کی دیگچیاں تھیں کمرہ کے سامنے دو چار پائیوں کے بقدر صحن تھا اور پھر ایک چھوٹا سا زینہ جو بازار کی سڑک پر واقع تھا۔ شمسی صاحب آج شب کو اس شان سے اپنے دولت خانہ پر وارد ہوئے کہ آگے آگے ایک ڈولی تھی اور پیچھے پیچھے وہ خود۔ تنفس غیر معتدل تھا۔ ہاتھ پاؤں اور چہرہ سے تکان ظاہر تھی۔ محمد مسلم کے مکان سے اُن کے کمرہ تک ڈیڑھ میل سے کم کا فاصلہ نہ تھا۔ اور اس قدر فاصلہ دوبارہ پیادہ پا طے کرنا شمسی جیسے بیمار کے تھکا دینے کے لیے بالکل کافی تھا۔ راستہ میں شاہدہ کی آنکھ سے آنسو نہیں تھمتے تھے اور راستہ تنگ دتا۔ کمرہ میں پہونچکر وہ زار زار رونے لگی۔ شمسی صاحب نے کمرہ میں پہونچکر لیمپ روشن کیا جیسکے ساتھ ہی شاہدہ نے اپنا منہ چھپا لیا۔ شمسی صاحب نے اُس سے کہا کہ آپ چار پائی پر آرام کریں۔ اور خود چٹائی پر بیٹھ گیا۔ اسوقت شمسی اور شاہدہ دونوں کی قوت متخیلہ ایک ہی کام میں مصروف تھی۔ شمسی یہ سوچ رہا تھا کہ صبح تک ہی سہی لیکن مجھے اس عورت پر پورا اقتدار حاصل ہے۔ قانون اور شریعت دونوں کا اتفاق ہے کہ میں جسطرح چاہوں اس سے تمتع حاصل کرسکتا ہوں۔ شاہدہ اس خیال میں محو تھی کہ میں اگرچہ وحشت زدہ ہوں لیکن درحقیقت ایک نامحرم کے ساتھ نہیں ہوں چند گھنٹہ کے لئے سہی لیکن یہ شخص میرا شوہر ہے اور مجھ پر پورا اختیار رکھتا ہے۔ شمسی کا خیال کبھی کبھی زیادہ وسعت پذیر بھی ہوجاتا تھا اور وہ ایک لمحہ کے لیئے یہ بھی سوچنے لگتا تھا کہ میری مرضی کے بغیر یہ عورت مجھ سے جدا نہیں ہوسکتی جب تک جانبین کی اس محویت خیال پر کافی مدت گزر گئی رات کی خاموشی اور تنہائی میں دو زن و مرد کا ایک محفوظ مکان میں موجود اور تمام خطرات سے بے پروا ہونا ایک ایسا امر تھا جو شمسی کے بے جان قالب میں ایک نئی روح اُس کے اعصاب میں نئی قوت اور اُس کے خیالات میں نئی جولانیاں پیدا کردے وہ اپنے اقتدار شوہری سے کوئی عملی فائدہ اٹھانے کے لیئے تیار نہ تھا لیکن کم از کم یہ جذبہ اُس کے دل میں نہایت قوی ہوگیا کہ عیش و راحت کے ان اتفاقی گھنٹوں کو کم از کم پُر لطف گفتگو میں ضرور صرف کرنا چاہیئے۔ چنانچہ اُس نے شاہدہ کو پہلے لجاجت اور پھر تحکم کے ساتھ تخلیۂ بالطبع اور بے حجاب ہوکر بیٹھنے اور گفتگو کرنے پر مجبور کیا لیکن جوں ہی شاہدہ اُٹھ کر بیٹھی اور اُس نے شمسی کی طرف نظر اُٹھائی کہ غربت زدہ مفلوک الحال شخص غش کھاکر گر پڑا۔ شاہدہ اپنی معصومیت کی وجہ سے اس معاملہ کو کچھ بھی اور کچھ نہ سمجھی بارے تھوڑی دیر انتظار کرنے کے بعد وہ اُٹھی۔ شمسی کے منہ پر پانی کے چھینٹے دئے اور آنچل سے ہوا دینے لگی۔ بڑی دیر کے بعد شمسی کو ہوش آیا۔ لیکن اُس کی نگاہیں جنون زدہ تھیں۔ اُس نے کہا میں نے تمہیں کہیں دیکھا ہے۔ اور دوبارہ شاہدہ کا چہرہ دیکھ کر اُس نے کہا کیا تم کانپور کی رہنے والی ہو؟ شاہدہ نے متعجبانہ جواب دیا "جی ہاں" اور پھر شمسی نے کہا کیا تم شیخ عبدالحق کی صاحبزادی ہو؟ شاہدہ نے کہا "جی ہاں" شمسی نے کہا میں اُن کا حقیقی بھتیجا ہوں۔ میرے والد یعنی تمھارے حقیقی چچا کا نام شیخ فضل حق تھا۔ شاہدہ اس نام سے اچھی طرح واقف تھی۔ اسکے بعد دونوں نے ایک دوسرے کو اپنی اپنی داستان سنائی۔ شمسی نے بتایا کہ مجھے میں نا سن ہی تھا کہ والد نے انتقال کیا۔ اس حادثہ کے چند روز بعد میں اپنی

والدہ کے ہمراہ کانپور گیا۔ شیخ عبدالحق صاحب نے خواہش کی کہ والدہ مجھے اُن کے پاس چھوڑ دیں لیکن وہ کسی طرح رضامند نہیں ہوئیں تاکہ شیخ عبدالحق صاحب سخت ناراض ہو گئے۔ اس ناراضی کی وجہ سے والدہ نے ہمیشہ کے لیئے اُن سے تعلقات منقطع کر لیئے۔ میری تمام عمر عسرت اور فلاکت میں بسر ہوئی والدہ کے انتقال کے بعد میں نے ارادہ کیا کہ کانپور چلا جاؤں لیکن معلوم ہوا کہ اُنہوں نے رحلت فرمائی۔ ابتک میری شادی بھی نہیں ہوئی ہے اور والدہ کے انتقال کے بعد میرے تمام تعلقات وطن سے منقطع ہو گئے اس لیئے میں پنجاب چلا آیا۔ شمسی کے حالات سنکر خون نے جوش مارا۔ شاہدہ کے خیالات میں یکایک انقلاب پیدا ہوا۔ اُس نے فیصلہ کر لیا کہ اب جو ہونا تھا وہ ہو چکا اور اس فیصلہ کے بعد اُس نے شمسی سے کہا کہ فوراً مجھے ہمراہ لے کر کانپور روانہ ہو جاؤ۔ چنانچہ دونوں میاں بیوی ۴ بجے کی ٹرین سے کانپور روانہ ہو گئے۔ اور کانپور پہونچکر شاہدہ نے اپنی والدہ کو خط لکھا کہ اب میں اپنی موجودہ حالت کو بدلنے کے لیئے تیار نہیں ہوں آپ بھی مکان پہونچ جائیں۔ اس حادثہ سے محمد مسلم کا دماغ بیکار ہو گیا۔ انہوں نے ملازمت ترک کر دی۔ اور اسوقت کانپور میں مقیم ہیں۔ تعلیم یافتہ طبقہ اُنہیں قطعی پاگل سمجھتا ہے اور اُن کی جنون آمیز باتوں سے لطف اُٹھاتا ہے۔ شمسی صاحب کو اب بیچارے شاہدہ کی دولت کی آسائشیں میسر آتی ہیں اُن کے تمام درد دکھ اور ضعف و نقاہت کی شکایتیں دور ہو گئی ہیں۔ اور خوراک و پوشاک نے ایک قابل تنفر پیکر سے ایک جوان رعنا کا دلفریب مجسمہ تیار کر دیا ہے۔ از مولانا سید ظہور احمد صاحب چیف ایڈیٹر

## جنکو لایق داماد کی ضرورت ہو وہ پڑہیں

ایک صاحب صوبجات متحدہ کے ایک باشندے ہیں۔ شہر کے رہنے والے ہیں غیرشادی شدہ ہیں پچیس سال عمر ہے۔ اردو فارسی انگریزی میں کافی قابلیت رکہتے ہیں نہایت ذہین اور ہوشمند ہیں۔ صورت شکل بہی خاصی ہے تندرست اور صحیح القویٰ ہیں۔ کاروباری معاملات سے اچہی طرح واقف ہیں۔ اس وقت ایک سو بیس روپے ماہوار پر ایک کارخانہ میں منیجری کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ نہایت شریف خاندان ہیں والد کا انتقال ہوچکا ہے باقی تمام اعزہ موجود ہیں۔ صاحب موصوف کو تجارت کا بہت شوق ہے اور بڑی تمنا ہے کہ وہ ایک بڑے کاروبار کے مالک بنیں اور اپنی زندگی عزت شہرت اور کامیابی کے ساتھ بسر کریں اُن کا خیال ہے کہ تنخواہ میں سے تہوڑی تہوڑی رقم بچا کر یہ آرزو پوری کی گئی تو کامیابی ضرور ہوگی لیکن بڑہاپے تک۔ وہ اپنی جوانی اور بڑہاپے دونوں کو سرسبز اور کامیاب دیکہنا چاہتے ہیں۔ اس لئے وہ ایک متمول گھرانے میں شادی کرنا چاہتے ہیں اور ایسی بیوی کے خواہشمند ہیں جو بذات خود یا اُسکے والدین کم از کم اتنے دولتمند ہوں کہ بیس پچیس ہزار کی رقم کاروبار میں لگا سکیں صاحب موصوف کو کسیطرح کی ہدیات یا ہیتی مقصود نہیں وہ اس کاروباری زندگی سے خود بہی فائدہ اُٹہا ئینگے اور بیوی کے والدین کو بہی فائدہ پہونچا ئینگے۔ وہ مسلمان سنی المذہب سید ہیں۔ لیکن اس مقصد کو پیش نظر رکہتے ہوئے اُنہیں بیوی کے متعلق اس سے زیادہ کچہ خیال نہیں کہ وہ مسلمان ہو قوم اور ذات کی کوئی قید نہیں۔ خوبصورتی اور بدصورتی کا کوئی امتیاز نہیں۔ خواہ دوشیزہ ہو۔ خواہ بیوہ ہو۔ خدا جانے ہندوستان میں ایسے کتنے کاروباری اور دولتمند اشخاص ہونگے جنکو ایک ایسے لایق داماد کی ضرورت ہوگی جو اُنکو کاروبار میں مدد دے یا اُن کی دولت کی افزائش کا باعث ہو۔ ایسے اشخاص کی آگاہی کیلئے یہ اشتہار شایع کیا جاتا ہے۔ جو صاحب اس کار خیر کے لئے آمادہ ہوں وہ ہر طرح اپنا اطمینان کرسکتے ہیں کہ نوجوان موصوف کے بارے میں جو کچہ لکہا ہے وہ حرف بحرف صحیح ہے۔ اِس پتہ سے خط و کتابت ہونی چاہیئے۔

ایم۔اے

بتوسط رسالہ "دین ودنیا" دہلی

## ہر مقصد میں کامیابی

## بازوبند نظامی

دہلی کے ایک مشہور و معروف خدا رسیدہ بزرگ کا خاص عطیہ جسے خود حضرت ممدوح بارہا آزما چکے ہیں

خواص یہ ہیں (۱) ہر مشکل سے نجات ہوگی (۲) ہر بیماری سے شفا ہوگی (۳) جسکے پاس جاؤگے وہ عزت کریگا (۴) حکام مسخر ہونگے (۵) مقدمہ تمہارے حق میں فیصل ہوگا (۶) ہزار امیدوار ہوں مگر نوکری تمہیں کو ملیگی (۷) طالب علم امتحان میں کامیاب ہونگے (۸) جسکا خیال دلمیں ہوگا وہ محبت کرے گا (۹) عزیزوں اور دوستوں میں سرفرازی حاصل ہوگی (۱۰) میاں کے پاس ہو تو بیوی لونڈی کیطرح فرماں برداری کریگی بیوی کے پاس ہو تو میاں عاشق زار رہیگا (۱۱) دلہنوں کے پاس ہو تو سسرال والے آنکہوں پر بٹھا ئینگے۔ (۱۲) اہل کاروبار اور دوکاندار اپنے پاس ہونگے تو دن دونی رات چوگنی ترقی ہوگی۔ (جسکے پاس یہ بازوبند ہوگا وہ کبہی بہوکا نہ رہیگا)

الغرض محبت تسخیر اور کامیابی مقاصد کیلئے بینظیر چیز ہے

بازوبند نظامی کا ہدیہ پانچ روپے علاوہ محصولڈاک

بذریعہ منی آرڈر۔ یا بذریعہ وی پی

## ملنے کا پتہ

## فلکی شاہ معرفت خواجہ ٹولہ دہلی

REGISTERED, No L, 1313
۷۸۶
جلد ۴ - نمبر ۹
چیست دنیا؟
از خدا غافل بُدن
نے قماش و نقرہ و فرزند و زن
مسلمانوں کو دینداری اور دنیا داری کی صحیح تعلیم دینے والا ماہوار رسالہ
دین و دنیا
جو
ہر مہینے نہایت کامیابی کیساتھ نظامیہ دارالاشاعت دہلی سے شائع ہوتا ہے
ایڈیٹر:- سید ظہور احمد شاہجہانپوری
ہر خریدار کو اختیار ہے کہ جب اُسکا جی چاہے دیکھے ہوئے پرچے احتیاط سے
واپس کر کے اپنی ادا کردہ کل قیمت ہم سے
واپس منگالے
سالانہ قیمت اعلیٰ ایڈیشن للعہ
ششماہی قیمت اعلیٰ ایڈیشن دو روپے
سالانہ قیمت معمولی ایڈیشن دو روپے
ششماہی علاوہ محصول وغیرہ
۱۹۲۴

تفسیر الفاتحہ
مفتی شیخ محمد عبدہ مصری کی مشہور تفسیر
کا اردو ترجمہ۔ اتنا بہتر ترجمہ ہے کہ باوجود اردو کا جامہ پہن لینے
کے بھی مفتی صاحب کی تفسیر کی شان موجود ہے۔ اس قدر شستہ زبان
ہے کہ شاید بچے کو بھی سمجھنے میں کوئی دقت واقع نہ ہو۔ سورۂ فاتحہ کی
تفسیر پڑھنے کے بعد اندازہ ہوتا ہے کہ کلام پاک کو معجزہ کس لیئے کہا جاتا ہے
مفسر نے اس خوبی کے ساتھ نکات اور باریکیاں سمجھائی ہیں کہ معلوم ہوتا
ہے کہ مفتی عبدہ مصری سامنے بیٹھے ہوئے اردو میں تفسیر سمجھا رہے ہیں
ہر باریکی کے سمجھ میں آنے کے بعد یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک بڑی
اور جہالت کا پہاڑ نظروں کے سامنے سے ہٹ گیا۔
قیمت آٹھ آنے (۸/)
علی مظفر ہاشمی منیجر خواجہ بکڈپو دہلی

تفسیر سورۂ یاسین
ترجمان فطرت مولانا سید ظہور احمد صاحب شاہجہانپوری کی نہایت مقبول تفسیر
مولانا موصوف نے تفسیر سورۂ یٰسین کو اپنے مخصوص رنگ میں تحریر
فرمایا ہے یہ تفسیر اپنی جامعیت حسن بیان۔ ادائے مطالب زبان کی سلاست
تشریح لغات اور اظہار نکات و رموز معانی الفاظ کے لحاظ سے عجیب
چیز ہے۔ سب سے بڑی جدت مولانا موصوف نے یہ فرمائی ہے
کہ یاسین شریف کے تمام مضامین کی سرخیاں قائم کر دی ہیں
اس کے علاوہ سورہ یاسین کے پڑھنے کے طریقے بھی تحریر فرمائے ہیں
علی مظفر ہاشمی منیجر خواجہ بک ڈپو۔ دہلی



کلید مراد
اس میں ہر مراد کے متعلق پیغمبری دعائیں درج ہیں
یہ تمام دعائیں قرآن مجید اور حدیث شریف سے اخذ کی گئی ہیں اس لئے
ان کی اجابت بھی مسلم ہے اس کے علاوہ بڑے بڑے اولیاء اللہ کے تجربہ
اور وہ طریقے جن سے دعائیں مقبول ہوتی ہیں درج ہیں (اگر خدانخواستہ)
آپ بے اولاد ہوں (اگر خدانخواستہ) آپ پر قرضہ کا بار ہو۔
(اگر خدانخواستہ) آپ عسرت میں بسر کرتے ہوں (اگر خدانخواستہ)
آپ کے حاکم آپ پر مہربان نہوں۔ یا آپ پیچیدہ معاملات میں الجھے
علی مظفر ہاشمی منیجر خواجہ بکڈپو۔ دہلی

آپ کی زندگی مبارک انسانی زندگی کا اعلیٰ نمونہ ہے

ازواج النبی (صلعم)
حضور سرور کائنات کی ازواج مطہرات کے حالات و سوانح
حضرت خدیجہؓ، حضرت سودہؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت حفصہؓ،
حضرت زینبؓ، حضرت ام سلمہؓ، حضرت زینب بنت جحشؓ، حضرت
ام حبیبہؓ، حضرت جویریہؓ، حضرت میمونہؓ، حضرت صفیہؓ کے مفصل حالات
نہایت وضاحت کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں۔ اسکے علاوہ یہ بھی ثابت کیا گیا
ہے کہ حضور سرور عالم رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر نکاح کسی نہ کسی
مصلحت پر مبنی تھا۔ ازواج النبی سے بڑھکر طبقہ نسواں کے
لیے اور کوئی کتاب نہیں ہو سکتی۔ قیمت آٹھ آنے۔
منیجر نظامیہ دار الاشاعت۔ دہلی

عملیات
ترجمان فطرت مولانا سید ظہور احمد صاحب کی عالمانہ تالیف
جس میں پانچ سو سے زیادہ ایسے مستند اور مجرب عملیات
جمع کیے گئے ہیں جو اولیاء اللہ اور زبردست عاملوں
کے زیر عمل رہے ہیں اردو زبان میں عملیات کے متعلق ایسی
کوئی کتاب نہیں۔ اس کتاب کے مطالعہ سے آپ ایک زبردست
عامل بن سکتے ہیں اور آپکے اندر ایک محبوب کو، ایک حاکم کو
ایک امیر کو تسخیر کرنیکی بلکہ دنیا کو زیر و زبر کر دینے کی طاقت
پیدا ہو سکتی ہے۔ کتاب ابھی زیر طبع ہے قیمت ۱۲
منیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی

# روح وجد میں آجائیگی

دل پھڑک جائے گا جواہرِ لاثانی کا ہر مصرع آپ کو بے چین کر دیگا۔ حضرت بیان یزدانی مرحوم و مغفور ہندوستان کے زبردست شعراء میں شمار کیے جاتے ہیں۔ ان کے کلام کا مجموعہ شائع ہو گیا ہے بیان صاحب غالب کے بعد دوسرے شاعر مانے جاتے ہیں۔ جواہرِ لاثانی نہایت مفید نظموں کا مجموعہ ہے قیمت عہ

# دل کے آپریشن کے لیے نشتر

اگر کوئی ہو سکتا ہے تو عالیجناب نواب ضیاء الدین احمد خاں صاحب نیر رئیس لوہارو مرحوم و مغفور تلمیذ دبیر الملک مرزا نوشہ غالب کا کلام ہے۔ صحیفۂ زرّیں اُن قصائد غزلیات اور رباعیات کا مجموعہ ہے جنکو بے حد کوشش کے بعد ہم پہونچایا گیا ہے۔ بڑی تقطیع سوا دو سو صفحے۔ نہایت خوشخط قیمت عہ

# عورت کا زوردار اپیل

دہلی کی ایک مشہور انشا پرداز خاتون نے صنفِ نازک کی طرف سے مؤثر الفاظ میں اپیل کیا ہے کہ **انتخاب زوج** کے معاملہ میں بیچاری لڑکی سے بھی رائے حاصل کی جائے۔ جو واقعہ بطور مثال قابل خاتون نے قلمبند کیا ہے وہ بالکل سچا واقعہ ہے۔ طرز بیان نہایت دردناک قیمت ۶ر

# ایک دوسری دُنیا بھی ہے

جس کا نظارہ صرف دل کی آنکھ سے ہو سکتا ہے۔ جس کی جستجو کا نام تصوف ہے۔ اس دنیا کی سیر مقصود ہو تو **کشف الاسرار** کا مطالعہ کیجئے۔ بظاہر چند اوراق کا مجموعہ ہے، درحقیقت عالم نورانی کا ایک جہاں بیں آئینہ ہے۔ جن لوگوں کا دل اس دنیا سے بیزار ہو کر ایک دوسری دنیا کے جلوؤں کا تمنائی ہو وہ یہ کتاب ملاحظہ فرمائیں۔ قیمت چھ آنے

**ملنے کا پتہ:- منیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی**

# داتا گنج بخش

قطب الاقطاب فرد الافراد پیشوائے اہل توحید و تفرید حضرت علی **مخدوم ہجویری** عرف حضرت داتا گنج بخشؒ کی مفصل و مکمل سوانح عمری جس میں حضرت کی پیدائش۔ حضرت کا شجرہ نسب اور وصال تک کے حالات مفصل طور پر درج ہیں اس کے علاوہ حضرت کی تصانیف وغیرہ کا بھی ذکر ہے۔ آپ کے اقوال بھی درج ہیں۔ غرضیکہ ڈیڑھ سو صفحہ کی ضخامت۔ مکمل سوانح ہے۔ قیمت۔ ایک روپیہ (عہ)

# الوارث

سوانح حضرت امام العاشقین سرمست مئے الست حاجی حافظ سید وارث علی شاہ قدس سرہٗ۔ اس میں جناب کی زندگی کے حالات مفصل طور پر درج ہیں۔ قیمت ۱۲ر

# حیات صابر

مخدوم الملۃ والدین حضرت شیخ علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ کی مفصل سوانح عمری جس میں حضرت کی پیدائش سے لیکر وصال تک کے حالات۔ مخدوم صاحب کا جلال بعد وصال۔ مخدوم صاحب کا جذب۔ مخدوم صاحب اور سماع۔ مخدوم صاحب کی شاعری۔ کرامات صابریہ وغیرہ نہایت خوبی کے ساتھ درج ہیں۔ قیمت ۵ر

# امام مالک

امام الزماں حضرت مولانا ابوعبداللہ مالک بن انس کے حالات زندگی مولانا سید سلیمان ندوی صاحب نے نہایت مفصل طور پر تحریر فرمائے ہیں جس میں مولانا کا نام و نسب اور ابتدائی حالات۔ افتا۔ معاصرین۔ مجلس درس۔ وفات نہایت خوبی کے ساتھ درج ہیں۔ قیمت ۴ر

**ملنے کا پتہ:- منیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی**

# دو روپئے سے ایک زر خیز کاروبار

ہماری تمنا ہے کہ ہندوستان کا ہر مسلمان تاجر ہو اور وہ معلومات تجارت جیسی مفید کتاب سے فائدہ حاصل کر سکے
اس لیے اس کتاب کا منافع قرعہ اندازی کے ذریعہ کتاب کے خریداروں ہی کو واپس کر دیا جائے گا

# معلومات تجارت

اس کتاب کو مولانا سید ظہور احمد صاحب چیف ایڈیٹر رسالہ دین ودنیا نے یورپ وامریکہ کی صدہا کتابوں کے مطالعہ کے بعد نہایت محنت وجاں فشانی سے لکھا ہے۔ اس کتاب کے ذریعہ سے صدہا اشخاص اپنی ناکام زندگی کو کامیاب بنا چکے ہیں۔ بالکل ممکن ہے کہ اس کتاب کے ہزارہا بیش قیمت مشوروں میں سے ایک اور صرف ایک ہی مشورہ آپ کی فلاکت زدہ زندگی کا پلٹ دے۔ اور اسکے قیمتی معلومات سے بھرے ہوئے دو سو صفحوں میں سے کیا عجب ہے کہ ایک صفحہ بلکہ ایک سطر ہی آپ کو غریب سے امیر بنا دے۔ اس کتاب کو خرید کر آپ دو روپے خرچ نہیں کرینگے بلکہ ایک ایسے نفع بخش کام میں لگائیں گے کہ اگر آپ کی تقدیر نے یاوری کی تو کیا عجب ہے کہ آپ لاکھوں روپے اس کے ذریعہ سے پیدا کر لیں۔

## ہزارہا روپیہ کتاب کے خریداروں میں ہم بتفصیل ذیل تقسیم کرینگے

| ایک لاکھ کتاب کی فروخت پر ساٹھ ہزار روپیہ بتفصیل ذیل تقسیم ہوگا | پچاس ہزار کتاب کی فروخت پر تیس ہزار روپیہ بتفصیل ذیل تقسیم ہوگا | پچیس ہزار کتاب کی فروخت پر پندرہ ہزار روپیہ بتفصیل ذیل تقسیم ہوگا | بارہ ہزار کتابوں کی فروخت پر سات ہزار روپیہ بتفصیل ذیل تقسیم ہوگا |
| --- | --- | --- | --- |
| پہلا انعام ۵ ہزار روپیہ کا دوسرا انعام ۳ ہزار روپیہ کا تیسرا انعام ۲ ہزار روپیہ کا چوتھا انعام ایکہزار روپیہ کا پانچواں انعام پانچسو روپیہ کا چھٹا انعام تین سو روپیہ کا ساتواں انعام دو سو روپیہ کا آٹھواں انعام ایک سو روپیہ کا نواں انعام پچاس روپیہ کا دسواں انعام پچیس روپیہ کا ۹۵۵۵ انعام پانچ پانچ روپیہ کے ہونگے۔ | پہلا انعام ۳ ہزار روپے دوسرا انعام ۲ ہزار روپے تیسرا انعام ایکہزار روپے چوتھا انعام پانچسو روپے پانچواں انعام تین سو روپے چھٹا انعام دو سو روپے ساتواں انعام ایکسو روپے آٹھواں انعام پچاس روپے نواں انعام پچیس روپے دسواں انعام پندرہ روپے ۴۵۲۲ انعام پانچ پانچ روپے کے ہوں گے | پہلا انعام دو ہزار روپے دوسرا انعام ایکہزار روپے تیسرا انعام پانچسو روپے چوتھا انعام تین سو روپے پانچواں انعام دو سو روپے چھٹا انعام ایک سو روپے ساتواں انعام پچاس روپے آٹھواں انعام پچیس روپے۔ نواں انعام پندرہ روپے دسواں انعام دس روپے ۲۱۴۰ انعام پانچ پانچ روپے کے ہوں گے | پہلا انعام ایکہزار روپے دوسرا انعام پانچسو روپے تیسرا انعام تین سو روپے چوتھا انعام دو سو روپے پانچواں انعام ایک سو روپے چھٹا انعام پچاس روپے ساتواں انعام پچیس روپے آٹھواں انعام پندرہ روپے نواں انعام دس روپے ۷۶۰ انعام پانچ پانچ روپے کے ہونگے۔ |

اگر خدانخواستہ کتابیں اس سے کم تعداد میں فروخت ہوئیں تو اسی اوسط سے انعام بھی تقسیم کیا جائیگا۔
جون ۱۹۲۵ء تک انعامات تقسیم ہو جائینگے۔ تقسیم انعامات کی کارروائی نہایت دیانتداری کے ساتھ قابل اعتماد اراکین شہر کے روبرو عمل میں آئیگی۔
اگر آپ تشریف لا سکتے ہوں تو اس جلسہ میں خود بھی رونق افروز ہو کر شکریہ کا موقع دیجئے۔
کتاب کی قیمت مع محصول ڈاک ۲ ہے۔ کتاب اور اضافی ٹکٹ کی رسید منی آرڈر وصول ہونے پر فوراً روانہ کی جاتی ہے۔ بذریعہ وی۔ پی بھی آپ کتاب طلب فرما سکتے ہیں

پتہ:۔ سید علی مظفر منیجر خواجہ ڈپو ونظامیہ دار الاشاعت دہلی

ماہ دسمبر ۱۹۲۴ء

ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار

سنہ ۱۳۴۳ھ ماہ جمادی الاول

رسالہ

جلد ۴ دین و دنیا نمبر ۹

# حمد

(از جناب خواجہ مسعود علی صدیقی۔ ذوقی (علیگ))

وہ غنچوں کا تبسم صحن گلشن کی وہ خاموشی سحر کے منظر رنگیں میں میری خود فراموشی
مری فطرت کا ہر ذرہ تھا مصروف سکوں کوشی

صبا کا ساز موسیقی حقیقت ریز فطرت تھا چمن کا گوشہ گوشہ محو آغوش لطافت تھا
فضا میں ہر طرف اک جلوہ نا رنگ نکہت تھا

شفق زار سحر تیری تبسم ریزیاں دیکھیں افق پر تیرے جلووں کی ضیا افشانیاں دیکھیں
پہ منظر دیکھ کر دل کی اثر اندوزیاں دیکھیں

مرے دل کا سکون اک اضطراب شوق میں بدلا جبین عجز میری جھک گئی اک درد سا اٹھا
کہ جذبات پرستش یک بیک دل میں ہوئے پیدا

عجب انداز سے سبزے پہ وہ چشمے جھلکتے ہیں گیاہ سبز پر شبنم کے یہ موتی جو بکھرے ہیں
مرے آقا مرے مالک یہ سب تیری کرشمے ہیں

مرے ساز عبادت کو ہم آغوش ترنم کر مرے دل کے سیہ خانے کو لبریز تبسم کر
تری ہستی نثار اپنے جلوے میں مجھے گم کر

# نعت

(از جناب آصغر صاحب)

کچھ اور عشق کا حاصل نہ عشق کا مقصود جز اینکہ لطف خلشہائے نالۂ بے سود
مگر یہ لطف بھی ہے کچھ حجاب کے دم سے جو اُٹھ گیا کہیں پردہ تو پھر زیاں ہے نہ سود
ہلائے عشق نہ یوں کائنات عالم کو یہ ذرے رقص نہ اپنی سب شرار مقصود
کہو یہ عشق سے چھیڑے تو ساز ہستی کو ہر ایک پردہ میں ہے نغمۂ "ہو الموجود"
یہ کون سامنے ہے صاف کہہ نہیں سکتے بڑے غضب کی ہے نیرنگی طلسم نمود
اگر خموش رہوں میں تو تو ہی سب کچھ ہے جو کچھ کہا تو ترا حسن ہو گیا محدود
جو عرض ہے اسے اشعار کیوں مرے کہئے اچھل رہے ہیں جگر پارہ ہائے خوں آلود
نہ میرے ذوق طلب کو ہے مدعا سے غرض نہ کام شوق کو پروائے منزل مقصود
مرا وجود ہی خود انقیاد و طاعت ہے کہ بیٹھے بیٹھے مری ساری ہو گئی جبین سجود
مقام جہل کو پایا نہ علم و عرفاں نے میں بے خبر ہوں بہ اندازۂ فریب شہود
جو اُڑ کے شوق میں یوں محو آفتاب ہوا عجب بلا تھا وہ شبنم کا قطرۂ بے بود
چلوں میں جان حزیں کو نثار کر ڈالا نہ دیں جو اہل شریعت جبیں کو اذن سجود
وہ راز خلقت ہستی وہ معنی کونین وہ جان حسن ازل وہ بہار صبح وجود
وہ آفتاب حرم۔ نازنین کنج حرا وہ دل کا نور۔ وہ ارباب درد کا مقصود
وہ سرور دو جہاں وہ محمد عربی بروح اعظم و پاکش درود نامحدود
آنکھیں مری بہ سائیں کی گوہر کب تک بے چین رہے گا دل مضطر کب تک
اللہ مری بگڑی کو بنا دے مولا جھٹکائے گا در در یہ مقدر کب تک

# تفسیر قرآن مجید

(گذشتہ سے پیوستہ)

قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝

ترجمہ:- انہوں نے کہا تیری ذات پاک ہے ہم تو اسی قدر جانتے ہیں جتنا تونے ہم کو بتایا ہے بیشک تو ہی بڑا جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

تفسیر:- اللہ تعالیٰ کے اس سوال سے فرشتوں کو اپنی کم علمی اور بے بضاعتی کا احساس ہوا چونکہ انکو یہ مغالطہ پیدا ہوا تھا کہ اللہ زمین میں ایک سرکش مخلوق کو نیابت کے منصب سے سرفراز کرنے والا ہے اس لیے فوراً انہوں نے اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کی اور اُس کی ذات کو مخلوق کے احتمالات سے منزہ اور بالاتر قرار دیا اس کے بعد نہایت عاجزی کے ساتھ عرض کیا کہ ہم کو یہ قدرت کہاں اور ہم میں یہ صلاحیت کہاں کہ حقائق اشیا اور مخلوقات کے نام معلوم کرسکیں۔ ہماری قابلیت اور ہماری واقفیت بہت محدود ہے۔ ہم کو تو صرف اتنی ہی معلومات حاصل ہے اور ہم اسی قدر جانتے ہیں جس قدر تونے ہمیں سکھایا ہے۔ چونکہ فرشتوں نے اپنی کم علمی کا اعتراف کیا تھا اس لیے انہیں خدا کی صفت علم کا بیان کرنا ضروری تھا۔ پس انہوں نے کہا کہ علم و آگاہی کے لحاظ سے تو تو ہی سب سے بڑا اور تو ہی سب کچھ جاننے والا ہے چونکہ فرشتوں نے یہ بھی کہا کہ کیا تو اُن لوگوں کو زمین کی خلافت دے گا جو فتنہ و فساد برپا کریں اس لیے وہ مجبور تھے کہ اس خیال کی تردید بھی کریں پس خدا کی صفت علم کے ساتھ انہوں نے صفت حکمت کا بھی اظہار کیا اور کہا کہ ہم کیا جانیں اور کیا سمجھیں تو ہی بڑی سمجھ بوجھ والا اور بڑی حکمت والا ہے۔

قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَاۗىِٕهِمْ ۚ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَھُمْ بِاَسْمَاۗىِٕهِمْ ۙ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۙ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۝

ترجمہ:- اللہ نے کہا اے آدم تم فرشتوں کو اُن کے نام بتاؤ۔ پھر جب آدم نے فرشتوں کو اُن کے نام بتا دیے تو اللہ نے فرمایا کہ میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ میں آسمانوں اور زمینوں کا عالم الغیب ہوں اور اُن باتوں کو جانتا ہوں جنکو تم ظاہر کرتے ہو اور جنکو تم چھپاتے ہو۔

تفسیر:- جب ملائکہ حقائق و اسمار کے بتانے سے عاجز ہو اور اُنہوں نے نہایت عاجزی کے ساتھ اپنی بے بضاعتی کا اعتراف کیا اور کہا کہ خداوندا ہم کو تو صرف اتنا ہی معلوم ہے جتنا تونے ہم کو بتایا ہے تو پروردگار عالم نے حضرت آدم کی طرف توجہ فرمائی اور اُن سے کہا کہ آدم تم اِن فرشتوں کو مخلوقات کے نام بتادو۔ حضرت آدم نے کمال فصاحت و بلاغت اور اپنی قوت ناطقہ کے ساتھ جو نوع انسانی کیساتھ مخصوص ہے ہر ذات اور ہر شے کی حقیقت بیان کی حضرت آدم کی یہ معلومات اور تبحر دیکھ کر فرشتے حیرت زدہ رہ گئے اور اُن کو تسلیم کرنا پڑا کہ دیگر مخلوقات حتیٰ کہ ملائکہ سے بھی زیادہ یہی مخلوق خلافت زمین اور نیابت الٰہی کی مستحق ہے جب حضرت آدم کی فضیلت فرشتوں پر اچھی طرح ثابت ہوگئی تو بارگاہ جلال سے ارشاد ہوا کہ دیکھو میں نے پہلے ہی تم سے نہ کہدیا تھا کہ میں عالم الغیب ہوں۔ آسمان و زمین کی کوئی ایسی چھپی ہوئی بات نہیں جس سے مجھے آگاہی نہ ہو اور میں تمہارے ظاہری و باطنی تمام حالات کا علم رکھتا ہوں۔ اس آیت کریمہ کے مفہوم سے ظاہر ہوتا ہے کہ علم کو تمام صفات و کمالات انسانی پر فضیلت حاصل ہے۔ اور خلافت الٰہی کی پہلی شرط علم ہے۔ اسی لیے سرور عالم کی احادیث میں بکثرت علم کی خوبیاں اور فضیلتیں بیان کی گئی ہیں۔ حضور نے فرمایا ہے کہ میری امت کے علما انبیاء بنی اسرائیل کے ہمرتبہ ہیں طالب العلم کے قدموں کے نیچے فرشتے اپنے پر بچھاتے ہیں۔ جو شخص علما کی ملاقات کو جاتا ہے تو ہر قدم پر صدہا نیکیاں اُس کے نامۂ عمل میں لکھی جاتی ہیں۔

خلافت الٰہی کے لیے علم کی شرط کا لازمی ہونا بالکل ظاہر ہو۔ خلافت کے یہ معنی ہیں کہ تمام گرد و پیش کی کائنات پر اقتدار حاصل ہو۔ اُسے نیک و بد کا امتیاز ہو۔ ہر شے کا محل استعمال معلوم ہو ہر ذی روح کے ساتھ اُسکے درجہ اور رتبہ کے مطابق سلوک کیا جائے اور یہ باتیں اُسوقت تک ناممکن ہیں جب تک خود اُس کائنات کے متعلق علم نہ ہو جو شخص اپنے گرد و پیش سے ناواقفیت رکھتا ہو وہ نہ اشیاء سے فائدہ اُٹھا سکتا ہو نہ اُن کی مضرتوں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھ سکتا ہو نہ اُس سے یہ ممکن ہو کہ دوسروں کی خبرگیری اور بیکسوں کی ہمدردی کرسکے نہ اُسکے امکان میں یہ بات ہو کہ ظالم و مظلوم کے درمیان عدل و انصاف قایم رکھ سکے۔ بہرحال اقتدار قایم رکھنے اور خلافت کے فرائض انجام دینے کے لیے نہایت ضروری ہو کہ دماغ ہر طرح کی ضروری معلومات سے مالامال ہو۔ اللہ تعالیٰ نے کسی مخلوق حتیٰ کہ فرشتوں میں بھی کوئی ایسا ملکہ ودیعت نہیں رکھا کہ وہ کائنات کے متعلق جزؤً و کلاً معلومات حاصل کرسکیں۔ یہ نعمت صرف نوع انسانی کو عطا کی ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء (یہ خدا کی مہربانی ہے جسے چاہتا ہو اپنی مہربانی سے مالامال کرتا ہو) لیکن اس عزت افزائی کے ساتھ ہی انسان پر ذمہ داریاں بھی تمام کائنات سے زیادہ عائد فرمائیں۔ اُسے جسم و روح میں عطا کی ہیں تو ساتھ ہی یہ بھی ضروری قرار دیا ہے کہ اُسکا کوئی کام دو رنگی سے خالی نہ ہو۔ اُسے نیک و بد کے امتیاز کی قوتیں مرحمت ہوئی ہیں تو یہ بھی لازمی ہو کہ وہ اپنے ہر کام میں قوت امتیاز سے کام لے۔ یا انسان بھی ہے جیسے دین و دنیا دونوں کا کام کرتا ہے ؎

بنایا آدمی کو ذوق، ایک عضو ضعیف اور اس ضعیف سے کل کام دو جہاں کیلئے

(مولانا) سید ظہور احمد صاحب چیف ایڈیٹر

# شرح مثنوی مولنا روم

(گزشتہ سے پیوستہ)

اینک ایں خلعت بگیر و زر و سیم چوں بیائی خاصہ باشی و ندیم

ترجمہ:۔ یہ خلعت اور روپیہ لو اور جب بادشاہ تک پہونچ جاؤگے تو اُسکے مقرب، خاص اور مصاحب بن جاؤگے۔

لغات:۔ لطیف۔ پاکیزہ۔ باریک۔ نازک۔ نازک کام کرنے والا۔ معرفت۔ پہچان شناخت۔ مہارت۔ فاش۔ مشہور۔ صفت (از وصف) وصف تعریف۔ نک (اینک کا مخفف) دیکھو۔ سنو۔ متوجہ کرنے کے لیئے ایک کلمہ۔ اختیار۔ پسند کرنا۔ انتخاب کرنا۔ قبول کرنا۔ بہتر۔ سردار۔ خلعت۔ وہ لباس اور پارچہ جو سلاطین و امراکی جانب سے بطور اعزاز و تکریم کسی کو دیا جائے۔ خاصہ۔ خاص۔ مقرب۔ مصاحب۔ ندیم۔ ہم نشین۔ مصاحب۔

مطلب:۔ بادشاہ کے قاصدوں نے خلعت اور روپیہ زرگر کے سامنے رکھدیا اور اپنے بادشاہ کا نام لے کر کہا کہ ظلاں بادشاہ نے تم کو اپنا زرگر خاص مقرر کیا ہے۔ اسوقت یہ خلعت اور روپیہ قبول کرو۔ اس کے بعد جب تم بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوگے تو وہ تم پر خاص توجہ اور مراحم خسروانہ مبذول کرے گا حتی کہ تم چند روز میں اُس کے مصاحب اور مقرب خاص بن جاؤگے۔ اور یہ کوئی تعجب کی بات بھی نہیں کیونکہ تم اپنے فن میں اُستاد اور زرگروں میں یگانۂ روزگار ہو۔ چونکہ روپیہ اور خوشامد دونوں سے بے وقوف آدمی خوش ہوتا ہے اس لیئے بادشاہ کے مصاحبوں نے دونوں تدابیر پر عمل کیا۔

مرد مال و خلعت بسیار دید غرہ شد۔ از شہر و فرزنداں برید

ترجمہ:۔ مرد نے بہت سے روپے، اور خلعت کو دیکھ کر دہوکا کھایا اور اپنے وطن اور اہل وعیال کی جدائی پر تیار ہوگیا۔

لغات:۔ غرہ۔ فریب۔ فریب خوردہ۔ مغرور۔

مطلب:۔ زرگر نے جو دیکھا کہ اتنی بڑی رقم اور ایسا گراں بہا خلعت بادشاہ نے بھیجا ہے تو طمع نے اُسکی آنکھیں بند کردیں۔ وہ دہوکا کھاگیا انجام پر اُس نے توجہ نہ کی اور اپنے وطن۔ اہل وعیال سب کو خیرباد کہنے کے لیئے تیار ہوگیا۔

اندر آمد شادماں در راہ مرد بیخبر کاں شاہ قصد جانش کرد

ترجمہ:۔ وہ خوش خوش روانہ ہوا اور اس سے بے خبر تھا کہ بادشاہ اُس کی جان کا خواہاں ہے۔

اسپ تازی بر نشست و شاد تاخت خوں بہائے خویش را خلعت شناخت

ترجمہ:۔ عربی گھوڑے پر بیٹھ کر اُسے خوش خوش دوڑایا اور اپنے خوں بہا کو (غلطی سے) خلعت سمجھا۔

لغات:۔ قصد۔ ارادہ کرنا۔ شکار کرنا۔ تازی۔ عربی۔ خوں بہا۔ دیت۔ وہ معاوضہ جو مقتول کے وارثوں کو قاتل کی طرف سے دیا جاتا ہے۔

مطلب:۔ مولانا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ زرگر مال و دولت کے فریب میں آکر اپنے وطن سے روانہ ہوا۔ وہ بڑی مسرت اور شادمانی کے ساتھ ایک عربی گھوڑے کو دوڑاتا ہوا راستہ طے کررہا تھا اور اس بات سے بالکل بے خبر تھا کہ بادشاہ اُس کی جان کا خواہاں اور خون کا پیاسا ہے۔ اُسے معلوم نہ تھا کہ یہ خلعت اور سیم و زر گویا بطور خوں بہا اُسے پیشگی دیدیا گیا ہے۔ ضمناً یہ مفہوم پیدا ہوتا ہے کہ جو لوگ چاپلوسی اور خوشامد سے مغرور و متاثر ہوکر اپنے نیک و بد کو فراموش کردیتے ہیں اور جو لوگ مال و زر کی حرص میں نابینا ہوکر انجام و عاقبت سے غافل ہوجاتے ہیں اُنکو آخرکار قعر ہلاکت میں گرنا اور تباہی و بربادی کے گرداب میں غرق ہونا پڑتا ہے۔

اے شدہ اندر سفر با صد رضا خود بپائے خویش تا سوء القضا

ترجمہ:۔ اے وہ شخص کہ اپنی خوشی سے سفر کررہا ہے اپنے پاؤں بری موت کی طرف جارہا ہے۔

لغات:۔ سوء القضا۔ سوء۔ برائی۔ بد۔ قضا۔ حکم الہی۔ موت۔ بری موت۔ حسرت و اندوہ کی موت۔

مطلب:۔ مولانا کا مقولہ ہے زرگر کی طرف مخاطب ہوکر فرماتے ہیں کہ تو نے اپنی خوشی سے سفر کیا۔ اپنے پاؤں پر آپ کلہاڑی ماری۔ خود اپنے پاؤں بری موت کی طرف بڑھا۔ اور موت بھی کیسی نہایت حسرتناک۔ وطن اور اہل وعیال سے دور مارا، دیار غیر میں مُکر وطن سے دور۔ اس سے ضمناً یہ مفہوم بھی نکلتا ہے کہ جو لوگ محض زرپرستی۔ اور حرص و ہوس کی وجہ سے سفر کرتے ہیں اگر اثنائے سفر میں اُنہیں موت آجائے یہ ایک بدترین موت ہوگی۔

در خیالش عز و مال و سروری گفت عزرائیل۔ رو۔ آری بری

ترجمہ:۔ اُسکو عزت۔ مال اور سرداری کا خیال تھا اور ملک الموت کہتے تھے کہ ہاں جاؤ یہ سب کچھ ضرور ملیگا۔

لغات:۔ عزرائیل۔ ملک الموت۔ رو۔ جا۔ آرے۔ ہاں۔ ضرور۔ بری۔ حاصل کروگے۔

مطلب:۔ زرگر تو دولت و ثروت کی امیدوں میں محو تھا لیکن قضا بنس رہی تھی اور ملک الموت کہہ رہے تھے کہ ہاں ہاں ضرور۔ یہ سب کچھ حاصل کروگے۔

(باقی آئندہ)

(مولانا سید ظہور احمد صاحب چیف اڈیٹر)

# شرح دیوان حافظ

(گذشتہ سے پیوستہ)

## غزل

**نہ باغِ وصل تو مایہ ریاضِ رضواں آب — نہ تاب ہجر تو دارد شرارِ دوزخ تاب**

**ترجمہ:-** تمہارے وصل کے باغ سے رضواں کے باغ تروتازگی حاصل کرتے ہیں۔ تمہاری ہجر کی آگ سے دوزخ کی چنگاریاں گرمی پاتی ہیں۔

**لغات:-** ریاض۔ جمع روضہ باغ۔ رضواں۔ اُس فرشتہ کا نام جو جنت کا محافظ و موکل ہے۔ آب۔ رونق۔ تروتازگی۔ آبرو۔ تاب۔ سوزش۔ گرمی۔ آگ۔ شرر۔ چنگاری۔

**مطلب:-** تمہارے وصل میں اتنی راحتیں ہیں کہ جنت کو بھی میسر نہیں اور تمہارے ہجر میں ایسی تکالیف ہیں کہ دوزخ میں بھی نہیں ہیں۔ ماحصل یہ ہے کہ عاشق کی جنت اور دوزخ سب محبوب کی ذات سے وابستہ ہے۔ محبوب کا نظارہ اور وصال اُس کے لیے جنت بلکہ جنت سے بڑھ کر ہے۔ محبوب کا نظر سے غائب ہونا اور اُس کی جدائی عاشق کے لیے دوزخ بلکہ دوزخ سے بدتر ہے۔

**دو چشمِ من ہمہ شب جوئبار باغِ بہشت — خیالِ نرگسِ مستِ تو می‌دید اندر خواب**

**ترجمہ:-** میری دونوں آنکھیں تمام رات باغِ بہشت کی نہریں بنی ہوئی تمہاری نرگسی آنکھوں کا خواب دیکھتی ہیں۔

**لغات:-** جوئبار۔ نہر۔ وہ جگہ جہاں کثرت سے نہریں ہوں۔ خیال۔ وہ صورت موہوم جو عالمِ خواب یا عالمِ تصور میں پیدا ہو۔

**مطلب:-** تمہاری مخمور اور نرگسی آنکھوں کی یاد میں میری آنکھیں اس قدر اشکبار رہتی ہیں کہ انہیں بہشت کی نہروں سے تشبیہ دینا درست ہے (بہشت کی خصوصیت اس لیے کہ یہ اشکباری محبوب کی چشمِ مست کے تصور میں ہے) اور خواب میں بھی وہ تمہاری آنکھوں کو دیکھا کرتی ہیں۔ کہتے ہیں کہ نرگس عموماً نہر کے کنارے اُگتی یا بوئی جاتی ہے۔ اس لیے شعر میں جوئبار اور نرگس کے الفاظ نسبتِ خاص رکھتے ہیں۔

**حسنِ عارض و قدِ تو بردہ اند پناہ — بہشت و طوبیٰ و طوبیٰ لہم و حسنِ مآب**

**ترجمہ:-** بہشت اور طوبیٰ نے تمہارے عارض اور قد کے حسن میں پناہ لی ہے۔ خوب پناہ لی ہے۔

**لغات:-** طوبیٰ۔ بہشت کا ایک درخت جس میں ہر طرح کے پھول اور ہر طرح کے پھل ہیں۔ اُس کی ایک ایک شاخ ہر جنتی کے مکان میں ہوگی۔ خوشخبری۔ فرحت و انبساط۔ طوبیٰ لہم۔ اُن کو بشارت ہو۔ مآب ٹھکانا۔ واپسی کی جگہ جس کی طرف رجوع ہو۔

**مطلب:-** طوبیٰ کو قد سے مثال دیکر اور بہشت کو حسنِ معشوق سے مثال دیکر فرماتے ہیں کہ طوبیٰ اپنی خوش قامتی کے باوجود تمہارے قد سے پناہ کا طالب ہوا اور بہشت اپنی ہزار رنگینیوں اور دلاویزیوں کے باوصف تمہارے رخساروں سے پناہ مانگتا ہے اور بہشت و طوبیٰ نے جو کچھ کیا ہے خوب کیا ہے۔ یعنی بہشت کو تمہارے رخساروں کے مقابلہ میں اور طوبیٰ کو تمہارے قد کے مقابلہ میں اپنے ہیچ ہونے کا اعتراف ہے۔

**بہار شرحِ جمالِ تو دادہ در ہر فصل — بہشت ذکرِ جمیلِ تو کردہ در ہر باب**

**ترجمہ:-** بہار نے ہر فصل میں تمہارے جمال کی تعریف کی ہے۔ بہشت نے ہر باب میں تمہارا پسندیدہ تذکرہ کیا ہے۔

**لغات:-** شرح بیان کرنا۔ شرح اور مفصل لکھنا۔

**مطلب:-** چونکہ بہار ایک فصل اور ایک موسم ہے اور بہشت میں دروازے ہیں اس مناسبت سے فصل اور باب کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ کتاب میں فصل ایک چھوٹے حصے کو اور باب اُس سے بڑے حصے کو کہتے ہیں۔ اس لفظی مناسبت سے شعر میں بڑی خوبی پیدا ہو گئی ہے۔ ورنہ ماحصل صرف اتنا ہے کہ بہار اور بہشت دونوں تیرے حسن و جمال کی تعریف کرتے ہیں۔ اور ان کے ہر پہلو اور ہر رنگ سے تیری یاد تازہ ہوتی ہے۔

**لب و دہانِ ترا اے بسا حقوقِ نمک — کہ ہست بر جگرِ ریش و سینہ ہائے کباب**

**ترجمہ:-** زخمی جگر اور کباب شدہ سینوں پر تمہارے ہونٹ اور تمہارا دہن بہت سے حقوقِ نمک رکھتا ہے۔

**مطلب:-** نمک کا حق مشہور ہے۔ محبوب کے لب و دہن نے عاشق کے زخمی جگر اور سوختہ سینے پر بڑی نمک پاشی کی ہے۔ ذوقِ جگر فگاری جو لازمۂ عشق ہے زخموں پر نمک چھڑکے جانے سے لذت یاب ہوتا ہے پس لب و دہن کے بہت حقوق جو نمک کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں مجروح جگر اور کباب شدہ سینہ پر ثابت ہیں۔

**بسوخت ایں دلِ ما و بکامِ دل نرسید — مدام اگر برسیدے نریختے خوناب**

**ترجمہ:-** ہمارا دل جل کر خاک ہو گیا لیکن مقصد حاصل نہ ہوا۔ اگر شراب میسر آجاتی تو یہ خوں ناب فشانی کیوں ہوتی۔

**لغات:-** مدام۔ شراب۔ خوناب۔ خون۔ آب۔ خون آمیز آنسو۔

**مطلب:-** ہمارے دل نے فراق اور طلبِ دوست کی اس قدر تکالیف برداشت کیں کہ آتشِ محبت اور سوزِ فرقت سے جل کر خاک ہو گیا لیکن کیسی بدنصیبی ہے کہ اس کے باوجود دل کا مدعا یعنی وصلِ محبوب حاصل نہ ہوا۔ اگر شراب یعنی مئے عشق میسر آجاتی تو خون کے آنسو بہانے پڑتے یعنی اتنی تکالیف اور سوختہ سامانی کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔

# شرح گلستاں

(گذشتہ سے پیوستہ)

**فی الجملہ پسر را بناز و نعمت برآوردند و استاد ادیب را بہ تربیت او نصب کردند تا حسن خطاب و ردّ جواب و آداب خدمت ملوکش در آموختند و در نظر ہمگنان پسند آمد بارے وزیر از شمائل او در حضرت سلطان شمّہ می گفت کہ تربیت عاقلاں درو اثر کردہ است و جہل قدیم از جبلت او بدر بردہ ملک را ازیں سخن تبسم آمد و گفت۔**

ترجمہ:۔ الغرض لڑکے کو ناز و نعمت کے ساتھ پرورش کیا گیا۔ آداب سکھانیوالا اُستاد اُسکی تربیت کے لیئے مقرر کیا گیا چنانچہ مخاطب کرنے، جواب دینے اور بادشاہوں کی دربارداری کے طریقے اُسے سکھائے گئے (وہ ایسا شائستہ بنگیا کہ) سب نے اُسی پسند کیا ایک دفعہ وزیر بادشاہ کے حضور میں اُسکی عادات کا کچھ تذکرہ کر رہا تھا۔ اور کہہ رہا تھا کہ عقلمندوں کی تربیت اُس کے دل پر اثر کر گئی ہے اور اُسکی طبیعت سے پہلی جہالت دور ہو گئی ہے۔ بادشاہ یہ بات سنکر مسکرایا اور فرمایا۔

لغات:۔ ناز و نعمت:۔ اچھا کھانا پینا۔ اچھا لباس۔ ضدوں اور خواہشوں کو پورا کرنا۔ ہر طرح آرام اُٹھانا۔ تربیت۔ پرورش۔ تعلیم نشست و برخاست کے آداب سکھانا۔ نصب۔ قایم کرنا۔ گاڑنا۔ مقرر کرنا۔ حسن خطاب۔ بہتر طور پر۔ بآئینہ شائستہ مخاطب کرنا۔ گفتگو کی خوبی۔ ردّ۔ واپس کرنا۔ لوٹانا۔ ردّ جواب۔ جواب کا لوٹانا۔ جواب دینا۔ شمائل۔ (جمع شمل) عادات۔ حالات۔ جبلت۔ فطرت۔ طبیعت۔

مطلب:۔ الغرض جب بادشاہ نے اُس لڑکے کی جان بخشی فرمائی تو وزیر اُسے اپنے مکان پر لے آیا اُسکی آسائش و آرام اور تعلیم و تربیت کا معقول انتظام کیا۔ لڑکا آخر انسان کا لڑکا تھا تعلیم و تربیت سے اُس نے پورا فائدہ اُٹھایا اور چند روز میں نہایت شائستہ اور نستعلیق بنگیا۔ وزیر کے ہاں جو لوگ آتے جاتے تھے وہ اُسے دیکھ کر بہت پسند کرتے تھے۔ ایک روز وزیر نے بادشاہ کے حضور میں بھی عرض کیا کہ اب اُس لڑکے کی کافی اصلاح ہو گئی ہے۔ اُسمیں قدیم جہالت کا کوئی اثر باقی نہیں ہے۔ اہل علم و عقل کی صحبت اور تعلیم و تربیت نے اُسے نہایت شائستہ اور قابل بنا دیا ہے۔ وزیر کی یہ گفتگو سنکر بادشاہ مسکرایا اور اُس نے فرمایا۔

**عاقبت گرگ زادہ گرگ شود گرچہ با آدمی بزرگ شود**

ترجمہ:۔ آخرکار بھیڑیئے کا بچہ بھیڑیا ہی ہوتا ہے۔ وہ آدمیوں میں کیوں نہ پلا بڑھا ہو۔

لغات:۔ عاقبت انجام کار۔ آخرکار۔ گرگ۔ بھیڑیہ۔

مطلب:۔ بادشاہ نے مسکرا کر یہ شعر پڑھا جسکا مطلب یہ تھا کہ بھیڑیے کا بچہ آدمیوں میں پلنے بڑھنے سے آدمی نہیں بن سکتا۔ یعنی تعلیم و تربیت سے کسی کی فطرت نہیں بدل سکتی بلکہ بادشاہ کے مسکرانے اور شعر پڑھنے کا مفہوم یہ تھا کہ وزیر غلط فہمی میں مبتلا ہے۔ اُس کا یہ خیال کہ تعلیم و تربیت نے لڑکے کی فطرت کو بدل دیا ہے بالکل غلط ہے۔ اُسکی فطرت ایک دن تعلیم و تربیت پر غالب آئیگی۔ اور آخرکار وہ اپنی اصل کی طرف رجوع کریگا۔

**سال دو برین برآمد۔ طائفۂ اوباش محلت درو پیوستند و عقد موافقت بستند تا بوقت فرصت وزیر را و ہر دو پسرش را بکشت و نعمت بے قیاس برداشت و در مغارۂ دزدان بجائے پدر نشست و عاصی شد۔ ملک دست تحسر بدنداں گرفت و گفت۔**

ترجمہ:۔ ان حالات پر دو سال گزر گئے۔ محلہ کے بد وضع لوگوں سے اُسکا میل جول ہوا اور آپس میں تعلقات بڑھ گئے۔ آخر موقع پاکر اُس نے وزیر اور اُس کے دونوں بیٹوں کو قتل کر دیا۔ بے انتہا مال اسباب لے گیا۔ اور باپ کی جگہ چوروں کی پناہ گاہ میں بیٹھ کر سرکشی اختیار کی۔ بادشاہ کو (اس واقعہ کا) بہت ملال ہوا اور اُس نے کہا۔

لغات:۔ اوباش (جمع بوش خلاف قیاس) بے تکلف لوگ۔ بد وضع اور بدچلن لوگ۔ محلت۔ اُترنے کی جگہ۔ محلہ۔ موافقت۔ باہم رفاقت کرنا۔ ایک دوسرے کا ساتھی ہونا۔ نعمت۔ دولت۔ مال اسباب۔ مغارہ۔ غار۔ وہ غار جو پہاڑ میں ہو لوٹ مار کی جگہ۔ دست تحسر بدنداں گرفتن (افسوس کا ہاتھ دانتوں سے پکڑنا) افسوس کرنا۔ حسرت کرنا۔ ملال کرنا۔

مطلب:۔ اس لڑکے کو وزیر کے ہاں رہتے ہوئے دو سال کا زمانہ گزرا تھا کہ اُس کے مطابق جو ہر اُبھرنے لگے اُس نے محلہ کے بدچلن لوگوں سے دوستی پیدا کی اور باہم ایسا میل جول بڑھا کہ وہ اُس کا ساتھ دینے کے لیئے آمادہ ہو گئے چنانچہ ایک دن موقع پاکر اُس نے وزیر اور اُس کے دونوں بیٹوں کو قتل کر دیا اور بے انتہا مال و اسباب لیکر چلتا ہوا۔ اُسے وہ جگہ یاد تھی جہاں چوروں کا گروہ رہتا تھا وہ ایک پہاڑ کے ایک غار میں باپ کا قائم مقام بنکر بیٹھا اور سرکشی اختیار کی۔ جب اس حادثہ کی خبر بادشاہ کو پہونچی تو اُسے نہایت افسوس ہوا کیونکہ وہ پہلے ہی سے مخالف تھا اور جانتا تھا کہ ایک دن یہ لڑکا رنگ لائے بغیر نہ رہیگا یہ واقعہ سُنکر اُس نے کہا۔

(باقی آئندہ)

(از مولانا سید ظہور احمد صاحب چیف ایڈیٹر)

# وارداتِ قلب

"بقا" خدائے واحد کی مخصوص صفت ہے۔ اِس صفت میں کوئی شریک نہیں۔ بقا کی منزلیں ذی دنیا سے بہت دور ہیں۔ لیکن انسان بقا پر جان دیتا ہے۔ پہلے تو اُسکی یہ خواہش ہوتی ہے کہ جسطرح ممکن ہو میں اپنی ذات کو باقی رکھوں اور تمام جسمانی آلودگیوں کے ساتھ ایک غیر محدود زمانہ تک موجود رہوں۔ لیکن جب مشاہدات ثابت کرتے ہیں کہ ایسا خیال سٹ محال ست وجنوں تو وہ بقا کی دوسری تدابیر اختیار کرتا ہے۔ عقل اُسے بتاتی ہے کہ توالد وتناسل کے ذریعہ سے انسان اپنی ذاتی اور خاندانی خصوصیات اور نام ونشان عرصۂ دراز تک قایم رکھ سکتا ہے لیکن اس تمنا کا حشر یہ ہوتا ہے کہ آج تم کسی سے اُس کے پرداداکے یا پردادا کے والد کا نام پوچھو تو شاید۔ بتا سکے گا۔ جب اپنی نسل کا یہ حال ہے تو دوسروں سے کیا توقع کہ وہ گزشتہ صدی کے زید وعمرو کو یاد رکھیں۔ جب اولاد سے بھی یہ جذبۂ تسکین نہیں پاتا تو انسان اور ذرائع کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ تعمیرات کے ذریعہ سے اُسکا نام آئندہ نسلوں کو یاد رہے گا لیکن دنیا کی مخفیانہ سازش کی طوفان خیزیاں، خوفناک آندھیاں اور تباہ کن زلزلے اِس آرزو کو بھی پورا نہیں ہونے دیتے۔ انسان نے بقا کی ایک صورت اور بھی سوچی ہے اور وہ "تصویر" و "تمثال" ہے ممکن ہے کہ اِس تدبیر سے اُسکے جذبات کسی قدر تسکین پذیر ہو جاتے ہوں لیکن اِن ناکام کوششوں کو عمل میں لاتے وقت وہ اِس حقیقت کو فراموش کر دیتا ہے کہ اُسکی تصویر یا اُسکا مجسمہ تو باقی رہ سکتا ہے لیکن اُسکے تشخصات کا باقی رہنا دشوار ہے۔ صدہا بت اور ہزارہا تصویریں اسوقت عجائب خانوں میں موجود ہیں لیکن یہ کوئی نہیں بتا سکتا کہ "کسکی ہیں؟" پانچ پانچ چھ چھ صدی پہلے کی قبریں آج صحراؤں اور میدانوں میں دکھائی دیتی ہیں لیکن یہ معلوم کرنا دشوار ہے کہ اُنمیں کون مدفون ہے۔ پس اے بقا کے شیدائی کبھی "کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ" (ہر شے فانی ہے) کے معانی پر بھی غور کرا

---

گھڑی کے کارآمد ہونے میں کسے شبہ ہو سکتا ہے۔ ہر شخص کے لیئے ضروری ہے۔ ہر موسم میں مفید ہے۔ ہر صنف اور ہر طبقہ کے لیئے سودمند ہے۔ لیکن ضرورت کے پردہ میں کثرتِ تعیش اور اسراف کا جذبہ پرورش پانے لگتا ہے۔ چنانچہ گھڑی بھی آجکل عموماً ضرورت کے لیئے نہیں بلکہ خوش حثیتی ...... بلکہ نمائش کے لیئے استعمال ہوتی ہے۔ نمائش پسند لوگ صحیح وقت دینے کے باوجود بھی کم قیمت گھڑیاں استعمال نہیں کرتے۔ کیونکہ وقت کی حفاظت اُن کو مقصود نہیں اُن کا مدعا یہ ہے کہ دیکھنے والے کو مرعوب کر دیں اور جتا دیں کہ ہمارا وقت قیمتی نہ سہی لیکن ہماری گھڑی قیمتی ہے۔ اِن لوگوں کی کلائی کو جب حرکت ہوتی ہے تو شعرا کا "جلوۂ طور" سامنے آجاتا ہے اور جب وہ تاش کھیلتے کھیلتے یا ہنسی مذاق سے اُکتا کر یکایک جیب سے گھڑی نکالتے اور انگوٹھے کے دباؤ سے طلائی ڈھکنے کے خودبخود کھل جانے کا تماشا دکھا کر وقت دیکھتے ہیں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ بجلی اُن کی انگلیوں کی گرفت میں آگئی ہے۔ مسلمان جو وقت ضایع کرنے میں بہت مشاق ہیں قیمتی گھڑیوں کے بڑے شایق ہیں۔ کھدر پوشی کے زمانہ میں بھی بھدی جیبوں سے طلائی گھڑیاں نکل نکل کر ثابت کرتی تھیں کہ گدڑی میں بھی لعل ہوتے ہیں۔ اب مسجدوں میں بھی گھڑیوں کے ذریعہ سے نماز کا پروگرام بنایا جاتا ہے۔ اور خانقاہوں میں بھی ویسٹ اینڈ کمپنی کی گھڑیاں ضروری سمجھی جاتی ہیں تاکہ اوراد و وظائف اور مراقبہ وغیرہ میں مقررہ سے زیادہ وقت ضایع نہ ہو۔ اب خدانخواستہ وہ زمانہ نہیں کہ یادِ الٰہی میں محو ہو کر سحر یا اور شام و سحر کا ہوش نہیں رہتا تھا۔ اب ہر تسبیح، عقد انامل کے ہر دور اور مراقبہ کے ہر نفس پر آنکھ کھول کر دیکھ لیا جاتا ہے کہ کتنے بجے کہ مست ہو گئے پہلے سفر ستاروں پر موقوف تھا اور اب ستاروں کی جگہ گھڑی نے حاصل کر لی ہے۔ لیکن گھڑی بیکار ہے جب تک ریلوے ٹائم ٹیبل سامنے نہو مشاعروں، جلسوں اور دعوتوں میں جانیوالوں کی جیب آستین کا گھڑی سے مزین ہونا ایک اچھی بات ہے لیکن مشاہدہ بتاتا ہے کہ ۸ بجے کا وقت مقرر کرنے کے بعد میزبان کو دس گیارہ بجے تک مہمانوں کے انتظار میں اپنے گھر کی دربانی کرنی پڑتی ہے اور اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سوشل زندگی میں بھی گھڑی سے ہم کتنا فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ قدرت نے یہ خوب انصاف کیا ہے کہ جنکا وقت قیمتی بنایا ہے اُن کو عموماً گھڑی کم قیمت دی ہے اور جنکو گھڑی قیمتی عطا کی ہے اُن کا وقت عموماً کم قیمت کر دیا ہے۔ گھڑی سے فائدہ اُٹھایا جاتا ہو یا نہ اُٹھایا جاتا ہو لیکن اُسکا استعمال عام ہے اور خاصکر اُن لوگوں کی جیبوں میں اور کلائیوں پر طلائی گھڑیاں زیادہ نظر آتی ہیں جو رات دن کے ۲۴ گھنٹے بیکار اور بیہودہ مشاغل میں ضایع کر رہے ہیں۔ میں تمکو گھڑی رکھنے سے نہیں روکتا لیکن میں چاہتا ہوں کہ تم ایسے مصروف ہو جاؤ کہ گھڑی دیکھنے میں بھی وقت کا ضایع کرنا محسوس ہو۔

---

انسان سست ہے۔ کاہل ہے۔ آرام طلب ہے۔ عیش پسند ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ وہ پستی و زوال میں افتادہ رہتا ہے اور عروج وکمال کی بلندیوں تک نہیں پہونچتا۔ وہ صرف اُتنی محنت اور مستعدی گوارا کرتا ہے جسکے بغیر کام نہیں چل سکتا اور جسکے بغیر نفس کی آمد و شد کا باقی رکھنا محال ہے اسکے علاوہ وہ اپنے طاقت اور اپنا وقت صرف کرنے کے لیئے تیار نہیں۔ اِسی سستی اور کاہلی کا یہ نتیجہ ہے کہ قول اور فعل، علم اور عمل، دل اور زبان میں باہم مطابقت نہیں۔ اگر تم محاسبہ کے لیئے تیار ہو جاؤ تو اندازہ ہوگا کہ تم جو کچھ جانتے ہو اور جتنا علم رکھتے ہو اُسکا ہزارواں حصہ بھی عمل نہیں کرتے۔ اگر تم ایک آنکھوں والے راہرو کو دیکھو کہ سیدھی راہ چھوڑ کر کانٹوں میں اُلجھ رہا ہے یا کوئیں میں جا گرا ہے تو فوراً ملامت کے لیئے آمادہ ہو جاؤگے کہ بینائی کے باوجود کانٹوں میں اُلجھ گیا یا کنوئیں میں گر گیا لیکن تم اپنے آپ کو

کچھ نہیں کہتے کہ دانش و بینش کے باوجود اور نیک و بد میں امتیاز کرنے کے باوصف نیکیوں کو چھوڑ کر برائیاں اختیار کرتے ہو۔ ایک کام کے متعلق تم اچھی طرح جانتے ہو۔ تجربہ و عبرت کے تمام مدارج طے کر چکے ہو اور یقین رکھتے ہو کہ اُسکا انجام اچھا نہیں لیکن پھر بھی اُسے اختیار کرتے ہو۔ اسی طرح ایک کام کے متعلق تمہیں کافی علم ہے۔ اُس کے فوائد اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہو لیکن پھر بھی اُس سے اجتناب کرتے ہو۔ انصاف سے کہو کہ ایسی حالت میں زندگی کی ناکامی کس حد تک تمہاری کوتاہیوں پر موقوف ہے۔ اگر علم و عمل کے دونوں پلّے برابر ہو جائیں تو دنیا نیکیوں سے بھر جائے اور ہر طرف اولیا راشد نظر آئیں۔ کاش تمہیں کبھی علم و عمل کی مساوات کا شوق پیدا ہو اور تم روزانہ اس بات پر غور کیا کرو کہ تم جو کچھ جانتے ہو اُس کے مطابق عمل کرتے ہو یا نہیں۔ اور جو خامی نظر آئے اُسکی تلافی کے لئے آمادہ ہو جاؤ۔ اگر خدا نے تمہیں توفیق دی تو چند روز کے بعد دیکھو گے کہ زندگی میں کیسا خوشگوار انقلاب پیدا ہوا ہے۔

---

اگلے زمانہ میں جو حکما اور جو علما اور جو مصنفین اور جو ماہرین ہو گزرے ہیں اب نہیں ہوتے یہ خیال بالکل صحیح ہے اور ہر وہ شخص جو زمانۂ قدیم و جدید سے واقفیت اور دونوں میں موازنہ کرنے کی قابلیت رکھتا ہو اسکی تائید کریگا۔ لوگ کہتے ہیں کہ علم و ہنر کی ترقی اس لئے نہیں ہوتی کہ دنیا سے قدر دانی اُٹھ گئی لیکن تاریخ بتاتی ہے کہ یہ بات غلط ہے عموماً کسی موجد ماہر اور باکمال کو اپنے زمانہ میں سلطنت یا ملک کی قدر دانی نصیب نہیں ہوئی۔ بلکہ درحقیقت اہل کمال قدر دانی کے طالب ہی نہیں ہوتے اور وہ جان بوجھ کر اُن وسائل سے قطع نظر کرتے ہیں جو قدر دانی کا باعث ہیں۔ آنکھیں بند کر کے نظر اُٹھایئے۔ سقراط زمین پر بیٹھا ہوا دھوپ کھا رہا ہے۔ بادشاہ اپنے خدم و حشم کے ساتھ آتا ہے اور اپنی تمام نعمتوں اور خزانوں کو پیش نظر رکھ کر سوال کرتا ہے کہ آپ کو کیا چاہیئے؟ سقراط جواب میں کہتا ہے کہ مجھے یہ چاہیئے کہ تم میری دھوپ چھوڑ دو۔ آجکل کے کسی مدعی کمال سے بھی شاہ دکن یہ سوال کر دیکھیں کہ تمہیں کیا چاہیئے یا وہ کہے گا کہ باغ چاہیئے مکان چاہیئے۔ موٹر چاہیئے اور اتنا روپیہ چاہیئے جو امیرانہ مصارف اور نفسانی تواضع کے بعد بھی تحویل میں کچھ نہ کچھ باقی رہا کرے۔ غرض کمال و تجرد دولت و ثروت کے آغوش میں بہت کم پرورش پاتا ہے۔ یہ چراغ تو خسخانوں ہی میں جلتا ہے اور یہ پھول تو صحراؤں ہی میں کھلتا ہے۔ میرے خیال میں تین باتیں تحصیل کمال کے لئے ضروری ہیں۔ قدرتی استعداد۔ محنت۔ عمر۔ قدرتی استعداد یا ذہن و دماغ کے متعلق میری رائے ہے کہ اُسمیں کوئی تغیر نہیں ہوا اور قدرت کی فیاضیاں بدستور جاری ہیں علاوہ بریں جیسی ترقی یافتہ دنیا اور جیسا سبق آموز ماحول ہم کو ملا ہے وہ ہمارے پیشروؤں کو میسر نہ تھا۔ البتہ لوگ تحصیل کمال کے لئے اُتنی محنت گوارا نہیں کرتے جتنی محنت سابق میں ضروری سمجھی جاتی تھی۔ معاش کی دلفریبیاں اور راحت پرستی کی تمنا اُنکا دل اُچاٹ کر دیتی ہے اور جہاں وہ کھانے کمانے کے قابل ہوئے کہ تعلیم۔ مطالعہ اور تحصیل مزید کا خیال ترک کر دیا۔ اگلے زمانہ میں علما عموماً بیس پچیس سال محنت و مشقت کے ساتھ پڑھتے تھے اور پھر اتنا ہی زمانہ مطالعہ اور تحصیل مزید میں صرف کرتے تھے۔ آجکل تحصیل علم کی مدت اسکی چوتھائی بھی نہیں۔ اب رہی عمر جسکے بغیر کمال اور افادہ و استفادہ محال ہے اُس کی طبعی رفتار بھی پہلے سے بہت کم ہو گئی ہے جسکی وجہ یہ ہے کہ آجکل بقائے تندرستی کا مطلق لحاظ نہیں رکھا جاتا۔ کھانے پینے پہننے اور طریق ماند و بود میں تکلفات اسقدر شامل ہو گئے ہیں کہ اصلی راحت اور حقیقی صحت کہیں نظر نہیں آتی۔ علاوہ بریں ممنوعات طبی کی ذرا بھی پروا نہیں کی جاتی۔ ایک مشہور یونانی حکیم سے کسی نے نسوانی اختلاط کے متعلق سوال کیا فرمایا کہ عمر میں ایک دفعہ۔ سائل نے کہا اگر ضبط نہ ہو۔ فرمایا سال میں ایک دفعہ۔ کہا اگر ضبط نہ ہو جواب دیا کہ مہینے میں ایک دفعہ۔ کہا اگر ضبط نہ ہو۔ فرمایا کہ یہ تمہاری روح ہے اپنی روح کو جب چاہو بدن سے نکالدو۔ اس بے پروائی کا نتیجہ یہ ہے کہ صحت جسمانی برباد ہو جاتی ہے اور وقت سے پہلے موت آجاتی ہے۔ پس جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ جالینوس و بوعلی سینا۔ غزالی و رازی کی طرح شہرت دوام حاصل کریں وہ دماغی صلاحیت کی طرف سے مطمئن ہونے کے بعد محنت اور ضبط نفس اختیار کریں اور دیکھیں کہ قدرت اب بھی ویسی ہی فیاض ہے جیسی چند صدی پیشتر تھی۔

---

زوال کا غم انسان کو چین سے بیٹھنے نہیں دیتا۔ یہی ایک ایسی فکر ہے جو اُسے کبھی مطمئن نہیں ہونے دیتی۔ حالانکہ مشاہدات اُسے ہر وقت تعلیم دیتے ہیں کہ دنیا کی ہر چیز کو زوال ہے۔ اور عقل اُسے ہر لحظہ سمجھاتی ہے کہ جس چیز کا جانا یقینی ہے اُس کے جانے کا غم نہیں کرنا چاہیئے۔ بچوں کو دیکھ کر تم کو اپنا بچپن یاد آتا ہے جو گزر چکا ہے۔ بوڑھوں کو دیکھ کر تم کو اندازہ ہوتا ہے کہ ایک دن جوانی کو الوداع کہنا ضروری ہے۔ بہار خزاں کے ہمیشہ نہ رہنے کا پتہ دیتی ہے اور خزاں آکر بتاتی کہ بہار عارضی ہے۔ سورج نکلکر رات کی بے ثباتی کا مرثیہ پڑھتا ہے اور رات کے دامن سے تاریکی پھیل کر سورج کی نوحہ خوان ہوتی ہے۔ غرض سر جھکاؤ یا اوپر نگاہ اُٹھاؤ فنا ہی فنا دکھائی دیتی اور زوال ہی زوال نظر آتا ہے۔ جب ہمنے زوال کے آغوش میں پرورش پائی ہے جب فنا ہمارے عناصر پر حکومت کرتی ہے۔ جب ہم اور ہمارا ہر جذبہ زوال پذیر ہے تو کیفیات اور جذبات ہمارے اطمینان کو کیوں پامال کرتے ہیں۔ ہمیں زوال کا غم کیوں ہوتا ہے صرف اس لیئے کہ ہم ایک شئے کو زبان سے فانی کہتے ہیں اور دل میں اُسے غیر فانی سمجھتے ہیں۔ جن چیزوں کو ہم پسند کرتے ہیں اور جو اشخاص ہماری نظر میں محبوب ہیں اُن کو ہم لازوال فرض کر لیتے ہیں کیونکہ اُن کی مفارقت ہم کو گوارا نہیں ہوتی۔ اگر عقل ہمیں اس مغالطہ سے نجات دے۔ اگر پسند اور محبت سے پہلے غور کر لیں کہ یہ شئے زوال پذیر ہے تو کیوں دل کو اس قدر صدمات کا سامنا کرنا پڑے۔ تم ایک ہیرے کو اُٹھا لیتے ہو اور تم آبگینہ کے ایک تمغہ کو چھونا چاہتے ہو لیکن ایک شرار کی طرف جو ہیرے سے زیادہ تابناک ہے اور ایک حباب کی طرف جو تمغے سے زیادہ خوشنما ہے کبھی ہاتھ نہیں بڑھاتے!

(از مولانا سید ظہور احمد صاحب چیف ایڈیٹر)

# مدینہ والے ڈاکٹر کی ہدایتیں

(عابدی صاحب کے قلم سے)

## حفظ ماتقدم برائے سوء ہضمی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں تکیہ لگا کر کھانا نہیں کھاتا کہ اسمیں سوء ہضمی کا بیحد خوف ہے (ابونعیم کتاب الطب) اطبا زمانہ کو بھی اس سے اتفاق ہے وہ تکیہ کے سہارے کھانا کھانے میں معدہ کی فعل کے بے قاعدگی بتاتے ہیں اور سوء ہضمی معدہ ہی کی بدفعلی پر رونما ہوتی ہے۔

## برائے ضعف معدہ

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کھانے کو ٹھنڈا کر کے کھایا کرو اسواسطے کہ گرم کھانے میں برکت نہیں ہوتی (بستان ابواللیث) طبی کتابوں میں لکھا ہے کہ گرم کھانے سے معدہ ضعیف ہوتا ہے۔ (دیکھو کتب طب)

## برائے ہضم طعام

نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ سرکہ بہت اچھا سالن ہے (مسلم وابوداؤد) فرماتے ہیں مجکو سرکہ سب سالنوں میں بہت مرغوب ہے (ابن حبان)

ارشاد ہوتا ہے کہ اگر گوشت کو چھری سے کاٹ کر نہ کھایا کرو یہ مجمیوں کی عادت ہے بلکہ دانتوں ہی سے چبا کر کھایا کرو اس سے ہاضمہ کا فعل قوی ہوتا ہے (ترمذی)

اطبا سرکہ کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ طبی کتب کے ناظرین اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ دانتوں کو معدہ سے کس قسم کا تعلق ہے اور اس قدرتی اوزار کی برکت ہی کا سبب ہے کہ معدہ میں جو غذا اس کے توسط سے جاتی ہے وہ جلد ہضم ہو جاتی ہے۔

## قوت باہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے اپنی ضعف باہ کا شکوہ کیا تو جبرئیل نے عرض کیا کہ حضور ہریسہ کا استعمال فرمایا کریں کیونکہ اسمیں چالیس مردوں کی قوت ہے (غایۃ الاحکام)

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ لوگو! تم حنا کا خضاب کیا کرو اس لیئے کہ یہ باہ کو پیدا کرتی ہے (ایضاً)

مزیل بن الحکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ بالوں کو جلد دور کرنا قوت باہ کو زیادہ کرتا ہے (غایۃ الاحکام)

حکما کے اقوال بھی اسی کی تائید کرتے ہیں۔

## ضعف بدن

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدائے تعالےٰ سے اپنے ضعف بدن کی شکایت کی تو حکم صادر فرمایا گیا کہ دودھ میں گوشت پکا کر کھایا کریں (ابونعیم کتاب الطب)

گو اطبا زمانہ کی نسخہ نویسی میں یہ آج داخل نہیں ہے لیکن طبی نقطۂ نظر سے دودھ اور گوشت کے خواص قریب قریب ایک ہی ہیں اور بعض خاص طبائع کو یہ نسخہ مفید پڑ جائے تو کوئی عجب نہیں حکما کو اس جانب توجہ کرنی چاہیئے۔

## دافع گندہ دہنی و درازی مو و قولنج

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ انجیر کا کھانا قولنج کو دفع کرتا ہے (جامع کبیرہ)

حضرت امام موسی رضا فرماتے ہیں کہ انجیر کا کھانا گندہ دہنی کو دور کر دیتا ہے اور بال دراز ہوتے اور قولنج جاتا رہتا ہے۔

کتب طبیب بھی انجیر کے خواص ایسے ہی بتاتے ہیں (خواص الادویہ)

## حفظ ماتقدم برائے دندان

عبداللہ بن عمر روایت کرتے ہیں کہ خلال کا ترک کرنا دانتوں کو سست کرتا ہے (ابونعیم)

حکما نے بھی اتفاق ظاہر کیا ہے کہ اگر دانتوں کے درازوں سے بیرونی استعمال کے ریزے دور کیئے جائیں تو دانتوں کو نقصان پہونچتا ہے۔

## برائے شفا زہر مگس

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کبھی تمہارے کھانے میں مکھی گر جائے تو اسکو اسمیں غوطہ دیدو (پھر اسے نکالکر پھینکدو) کیونکہ اسکے ایک پر میں زہر ہے اور دوسرے میں شفا۔ اسکی عادت ہے کہ پہلے زہر والا پر ہی ڈبویا کرتی ہے (نسائی ابوداؤد)

اطبا بھی مکھی کے پتر میں سمیت کے قایل ہیں اور اس علاج کو مفید بتلاتے ہیں۔

## تقویت دماغ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ کدو کھانا اختیار کرو اس سے دماغ میں قوت زیادہ ہوتی ہے (ابونعیم)

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ پکتے ہوئے ہانڈی میں کدو ڈالدیا کرو کہ سمیں غمگین دل کو آرام ہوتا ہے۔

اطبا کدو میں اس اثر کے قایل ہیں اور دماغ کے عارضہ میں اس کا حلوہ استعمال کرنے کی رائے دیتے ہیں۔

## صفائی رنگ

حضرت علیؓ روایت کرتے ہیں کہ گوشت کھایا کرو۔ گوشت کھانے سے معدہ درست ہوتا ہے اور رنگ میں صفائی پیدا ہوتی ہے اور توند نکلنے نہیں پاتی (ابونعیم)

غالباً اطبا گوشت کے استعمال میں یہ طبی اثر مانتے ہونگے مجکو کتب طب میں اسکی کوئی اقوال و تجربات نہیں ملے۔ ممکن ہے عربی بھیڑ کے گوشت میں یہ خواص موجود ہوں کیونکہ آنحضرتؐ کے طبی نسخہ جات کے مریض عرب کے باشندے تھے۔

## رفع رطوبت بلغم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھیرے کو نمک کے ساتھ کھایا کرتے تھے (ابونعیم)

کھیرے کے فوائد اطبا کی زبان سے سنیئے۔ کہتے ہیں کہ جس شخص کو پیشاب کم آتا ہو تو اسکو کثرت سے پیشاب آئیگا۔ اور طبیعت بحال ہو جائے گی سنگ مثانہ جیسے مہلک مرض کو کھیرے کا استعمال نیست و نابود کر دیتا ہے خفقان اور خارش بدن کو بھی بیحد مفید ہے۔

## باز داشتن پیری

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ لوگو! تم

کھانا ضرور کھایا کرو۔ کیونکہ رات کا کھانا ترک کرنے سے بڑھاپا جلد آجاتا ہے (ابو نعیم)
اس بارے میں مجھے کوئی طبی اقوال نہیں ملے ممکن ہے کہ حکما کے نزدیک اسمیں کوئی طبی پہلو نکل آئے بہرحال آپ کا یہ فرمان طبی لحاظ سے برمحل ضرور ہے۔

## برائے بند کردن خون جراحت

جنگ احد میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے سے نیچے آرہے۔ اور خود جو سر کے اوپر تھا اسکی میخ رخسارہ مبارک میں آلگی۔ ایک صحابی نے اس میخ کو اپنے دانتوں سے نکالنے کی ایسی کوشش کی کہ اُن کے بھی کئی دانت ٹوٹ گئے حضرت بی بی فاطمہ کا بیان ہے کہ میں خون دھوتی تھی اور حضرت علی پانی ڈالتے تھے اور خون بند نہیں ہوتا تھا حضرت نے جب یہ کیفیت دیکھی تو فرمایا کہ ایک بورئے کا ٹکڑا جلا کر اس زخم میں بھر دیا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اور خون بند ہوگیا۔ (سفر السعادۃ)

آج تجربہ بھی اس کا موید ہے اطبا بھی اس علاج کو ناقابل عمل نہیں قرار دیتے۔

## عرق النسا

انس ابن مالک کہتے ہیں کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرق النسا کے مرض میں عربی بکری استعمال کیجائے اُسکی ترکیب یہ ہونی چاہیئے کہ وہ تمام بکری پکائی جائے اور اسکو روزانہ نہار استعمال کیجائے (سفر السعادۃ)

ممکن ہے کہ عرب کی بکریوں میں کوئی ایسی خاص خوبی ہو جب ہی تو آپ عرق النسا جیسے تکلیف دہ مرض میں اس کے استعمال کی ترغیب دیتے ہیں کسی مکمل طریقہ پر دیکھنا چاہیئے کہ کیا ہند کی بکریوں کے گوشت میں یہ خوبی یا اثر ہے۔ حکماء زمانہ کو اسکا تجربہ کرنا چاہیئے۔ کتب طب میں تو میری نظر سے ایسا نسخہ کوئی نہیں گذرا۔

## حفظ ماتقدم برائے برص

حضرت عمر نے فرمایا کہ پانی دھوپ سے گرم ہوجایا کرتا ہے اس سے ہرگز غسل نہ کرنا چاہیئے کہ وہ موروث برص ہوتا ہے (سیوطی)

طبی اقوال گو صراحتًا اسکے موید نہیں ملتے لیکن جب علت پر غور کی جاتی ہے تو احتمال کامل ہماری نظر آتا ہے۔

# اَلْاَعْمَالُ بِالنِّیَّات

(از جناب مولانا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مقیم)

جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اعمال نیتوں پر موقوف ہیں یعنے حسن عمل کے لیے حسن نیت بھی ضرور ہے ناموری شہرت اور ریا کا اس میں دخل نہو کسی کی خوشامد یا چاپلوسی کی غرض سے یا بدنامی سے بچنے کی نیت سے نہ ہو۔ بلکہ جو کام ہو خالصًا للہ ہو ورنہ اس کا نیک عمل ضایع ہوجائیگا۔ یہ حدیث اسقدر مشہور ہے کہ جاہل سے جاہل بھی اس کو طوطے کی طرح رٹ لیتا ہے گو نفس مطلب سے ناآشنا ہو اس سے جس قدر غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں ناقابل بیان ہیں۔ ایک رند۔ ایک ڈاکو۔ ایک سفاک۔ ایک شاہد پرست۔ اپنے افعال کی پردہ پوشی کے لیئے اس حدیث کو اپنا منشاء خیال قرار دیکر اسی کو بطور سند پیش کرتا ہے۔ ایک ضعیف الاعتقاد اسی کو اپنے اعمال کی سپر بناتا ہے اور بالاتفاق سب کا یہی قول ہے کہ ہمارے اعمال سے قطع نظر کرکے ہماری نیتوں کو دیکھو۔ یہ ایسا بیہودہ خیال ہے کہ کوئی ذی شعور اسکو تسلیم نہ کرے گا۔ کیونکہ نیک کاموں میں نیت کا فتور ہوسکتا ہے مگر اعمال بد میں حسن نیت کا سہارا بعید از عقل ہے۔ حسن نیت کار خیر کے لیئے ہے نہ کہ افعال شنیعہ کے لیئے۔ قرآن وحدیث سے جب ایک فعل ناجائز اور حرام قرار پایا تو اس کا مرتکب کوئی نیک نیت مسلمان ہوسکتا ہے والو یا الغرض وہ نیک نیت بھی ہو تو کیا وہ حرام فعل اسکی نیت کی وجہ سے جائز ہوجائیگا ہرگز نہیں۔ مثلاً زید نے ایک بخیل کا مال چرایا اس نیت سے کہ اس کے مال سے دوسروں کو فائدہ پہونچایا جاسکے۔ یا عمر نے ایک شخص کا قتل جائز رکھا تاکہ لوگ اُس کے شر سے محفوظ ہوجائیں۔ بکر نے ایک فاحشہ کی مقصد برآری کے لیئے اس سے زنا کا مرتکب ہوا۔ یا خالد نے اس لیئے شراب پی کہ چند ساعت اپنے دماغ کو مہمل خیالات سے باز رکھے۔ راشد نے اپنی ضعیف الاعتقادی کی وجہ سے حصول ثواب کے لیئے تعزیوں اور مشہدوں کے آگے سر جھکایا اور منت مانی۔ تو کیا یہ تمام ناجائز کام اسکی نیت کی وجہ سے جائز ہوجائینگے غور کرو ایسے کبیرہ گناہوں کے لیئے اس حدیث شریف کو پیش کرنا کس قدر بیحیائی اور ناشائستہ دلیری ہے گویا ان کی دانست میں حُسن نیت سے کوئی گناہ باقی نہیں رہتا العیاذ باللہ شرع سے منحرف ہوکر حسن نیت کو قایم رکھنا ایسا ہے۔ جیسا مکان کے ستونوں کو گرا کر چھت کو قایم رکھنا۔ حالانکہ بغیر ستون کے چھت قایم نہیں رہ سکتی

مپندار سعدی کہ راہ صفا — تواں رفت جز در پئے مصطفےٰ

جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد حسن عمل کے لیئے ہے نہ کہ افعال شنیعہ کے لیئے۔ چونکہ نیت کا جاننے والا وہی عالم الغیب ہے لہٰذا آپ نے متنبہ کیا کہ دیکھو لوگوں میں تو تمہارا خبیث نفس عمل نیک کے تہ میں پوشیدہ ہوجائیگا۔ مگر خدائے پاک سے مخفی نہ رہیگا۔ کیونکہ وہ نیتوں کو دیکھتا ہے۔ غرض کسی کی نیت کو جاننے کی کوشش کرنا انسان کی طاقت سے باہر ہے اگر بظاہر کسی کا نیک عمل ہو تو حسن ظن سے کام لینا چاہیئے اور اسکی قدر افزائی بھی کرنی چاہیئے۔ بیت

ہر کرا نیک و پارسا بینی — پارسادان و مرد نیک انگار

باقی بھلی یا بری نیت میں اس کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے ہم کوئی حکم نہیں لگا سکتے اسیطرح اعمال بد جو شرعًا اور عقلاً ناجائز ہیں خواہ کسی نیت سے ہوں۔ پسندیدہ نگاہوں سے دیکھنے کے قابل نہیں نہ اسکی کوئی نیک تاویل کیجاسکتی ہے۔ خواہ لوگوں میں وہ کیسا ہی برگزیدہ مانا جاتا ہو۔ مگر درحقیقت وہ نفسانی خواہشات کا بندہ ہے اس کا باطن ظاہر سے الگ نہیں ہوسکتا اس کی نیت اعمال کے خلاف نہیں ہوسکتی خداوند کریم ہر مسلمان کو نیک توفیق عطا فرمادے آمین ثم آمین۔

# سب سے اچھی عبادت

(از جناب خواجہ فیاض حسن صاحب)

واضح ہو کہ نماز اسلام کا ستون اور دین کی بنیاد ہے یعنی بنا ہے اور سب عبادتوں کی سردار اور پیشوا ہے۔ جو شخص پانچوں فرض نمازیں مع شرائط وقت پر ادا کیا کرے اُس کے واسطے عہد باندھا گیا کہ وہ خدا کی حمایت اور امان میں رہیگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ان پانچوں نمازوں کی مثل ایسی ہو جیسے کسی کے دروازے پر شفاف پانی کی نہر بہتی ہو اور وہ پانچ بار روز اُس میں نہاتا ہو۔ یہ فرما کر آپنے پوچھا کہ جو شخص پانچ بار روز نہاتا ہو اُس کے بدن پر کچھ میل رہنا ممکن ہے لوگوں نے عرض کی کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ جس طرح پانی میل کو دور کرتا ہے اُسی طرح یہ پانچ نمازیں گناہوں کو دور کرتی ہیں اور یہ بھی فرمایا کہ نماز دین کا ستون ہے جس نے اُسے چھوڑا اُس نے اپنے دین کو ویران کیا۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کونسا کام سب کاموں سے افضل ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وقت پر نماز پڑھنا۔ اور فرمایا کہ نماز جنت کی کنجی ہے حق سبحانہٗ تعالےٰ نے توحید کے بعد اپنے بندوں پر نماز سے زیادہ محبوب کوئی چیز فرض نہیں کی ہے۔ اگر کوئی دوسری چیز کو نماز سے زیادہ دوست رکھتا تو فرشتوں کو اُس چیز میں مشغول کرتا اور فرمایا کہ فرشتے ہمیشہ نماز ہی میں رہتے ہیں۔ کچھ رکوع میں۔ کچھ سجود میں۔ کچھ قیام میں کچھ قعود میں۔ اور یہ بھی فرمایا کہ جس شخص نے ایک نماز بھی عمداً ترک کر دی کافر ہوگیا۔

... ایک راز ہے کہ بندہ اپنے پروردگار سے کہتا ہے اور راز کہنے میں وہی شخص نزدیکی پاتا ہے جو کہنے کے لائق ہو۔ نماز مومن کی معراج ہے لہٰذا نماز ہی سے تمام مقاموں میں نور حاصل ہوتا ہے اور نماز ہی صرف ایک ایسی چیز ہے جو حق تعالےٰ سے ملا دیتی ہے۔

خواجہ ابواللیث سمرقندی جو امام وقت تھے تنبیہ میں لکھتے ہیں کہ ہر روز آسمان سے دو فرشتے نیچے اُترتے ہیں ایک کعبہ کی چھت پر کھڑا ہو کر آواز بلند پکارتا ہے کہ اے آدمیو اور پریو سنو جو شخص خدائے عزوجل کا فرض ادا نہیں کرتا وہ خدا کی پناہ اور حمایت سے باہر نکل جاتا ہے دوسرا فرشتہ حظیرۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چھت پر کھڑا ہو کر ندا کرتا ہے کہ اے آدمیوں سنو اور معلوم کر لو کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتیں ادا نہیں کرتا وہ شفاعت رسول اللہ سے محروم رہجاتا ہے۔

کتاب دلیل العارفین میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نماز پروردگار عالم کی بندوں پر ایک امانت ہے لہٰذا بندوں پر واجب ہے کہ اُسکو نگاہ رکھیں اور اُس کا حق اس طرح بجا لاویں کہ کسی طرح کی خیانت اُسمیں ظاہر نہ ہو۔ یعنی جو شخص نماز پڑھے اور رکوع و سجود پورے پورے بجالاوے اور ارکان نماز کو کماحقہ محفوظ رکھے تو فرشتے اُسکی نماز کو آسمان پر لیجاتے ہیں اور اُس نماز سے ایک نور پیدا ہوتا ہے اور دروازے آسمان کے کھل جاتے ہیں اور اُس نماز کو عرش کے نیچے لیجاتے ہیں وہاں اُس نماز کو حکم ہوتا ہے کہ سجدہ کر اور اپنے ادا کرنے والے کے حق میں جس نے تیرا حق پورا پورا نگاہ رکھا ہے بخشش مانگ۔ اس کے بعد فرمایا کہ جو حق نماز پورا ادا نہیں کرتا اور ارکان نماز کے نگاہ نہیں رکھتا فرشتے چاہتے ہیں کہ اُس کی نماز کو اوپر لے جاویں تو اُسکے لئے دروازے آسمان کے نہیں کھلتے اور حکم ہوتا ہے کہ اُسکی نماز کو یہاں سے لیجاؤ اور اُس نماز پڑھنے والے کے منھ پر مارو۔

خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں در اسرار العارفین کہ کل کے روز قیامت میں جتنے انبیاء و اولیا اور مسلماں ہیں جو کوئی ذمہ داری نماز سے چھوٹ گیا وہ چھوٹ گیا اور جو کوئی نماز کی ذمہ داری سے نہ چھوٹا وہ شعلہ دوزخ میں گرفتار ہوگا۔

# دُنیا کی عجائب پرستی

(از جناب مولانا حکیم رکن الدین صاحب دانا)

حضرت عزیر جنکے سامنے خدا نے اپنی یُحْیِی وَیُمِیتُ (یعنی مارنے اور جلانے) کی صفت کو خاص طور پر دکھلایا اُن کی روح قبض کی گئی ایک زمانہ تک وہ مردہ پڑے رہے پھر خدا نے انکو زندہ کیا ان کی خلاف عادت انسانی اس کو دیکھ کر یہود کہنے لگے کہ یہ خدا کے بیٹے ہیں۔

حضرت موسیٰ کلیم اللہ کوہ طور پر خدا سے سرگرم تکلم ہیں توراۃ کا نزول ہورہا ہے ادھر یہودیوں نے بڑا ہرات سے گائے کا ایک بچھیرا تیار کیا حضرت جبرئیل علیہ السلام بشکل انسانی گھوڑے پر سوار گذرے گھوڑے کی ٹاپ جہاں پڑتی ہے ہری گھاس جم جاتی ہے اسکو بھی یہود امر عجیب سمجھ کر حیرت زدہ ہوتے ہیں اور وہی گھاس اپنے بچھیرے کو کھانے کو دیتے ہیں خدا کی قدرت سے بچھیرے میں جان پڑ جاتی ہے اور یہود اسی بچھیرے کی پرستش شروع کر دیتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ مسیح حضرت مریم کے بطن سے اسطرح پیدا ہوتے ہیں کہ حضرت مریم کنواری رہتی ہیں انکو کسی مرد سے سروکار نہیں ہوتا پس حضرت عیسیٰ کو خلاف عادت انسانی بے باپ کے پیدا دیکھ کر نصرانی کہنے لگتے ہیں کہ یہ خدا کے بیٹے ہیں اور حضرت مریم بے مرد کے چونکہ لڑکا پیدا کرتی ہیں اس لیئے وہ خدا کی بیوی ہیں اور خدا در حقیقت باپ بیٹے ماں کا نام ہے اور یہی تثلیث اور یہی قنوم ثلثہ ہے جسکی نصرانی پرستش کرتے ہیں۔ فسبحان اللہ عما یصفون!!

یہ گمراہیاں اُن قوموں کی ہیں جو دنیا کی عظیم الشان قومیں ہیں اور اُن پیغمبروں کی اُمتوں کی ہیں جو نہایت جلیل القدر پیغمبر ہیں اور اُن خدائی اور آسمانی کتابوں کے ماننے والوں کی ہیں جو قرآن کے بعد دنیا کی سب سے زیادہ مقتدر اور ذی شان کتابیں ہیں۔

جب بنی اسرائیل کی گمراہیوں اور شرک کا یہ حال ہے جن کی ہدایت اور راہ نمائی کے لیئے لاتعداد پیغمبر آئے تو ہم یہودیوں اور ہندوؤں کو کیا کہیں جن کے پیغمبروں اور رسولوں کا صحیح طور پر کوئی نشان نہیں اور قیاس ہوتا ہے کہ ہندوؤں میں رامچندر جی کرشن جی اور ان کے پہلے ہندوؤں کے اوتار دیوتا اپنے اپنے زمانہ کے رسول اور پیغمبر ہوں، اگرچہ اس زمانہ میں صحیح طور پر جو آسمانی کتابیں مانی جاتی ہیں اُن میں ہندوؤں کے کسی پیغمبر اور رسول کا کوئی تذکرہ نہیں ہے لیکن خیال ہوتا ہے کہ خدا کے بندوں کی اتنی بڑی تعداد بلا ہدایت و راہ نمائی یوں ہی کس مپرسی میں نہیں چھوڑی جا سکتی یا تو یہی مذکورہ لوگ اپنے اپنے وقت کے نبی تھے یا جن نبیوں اور رسولوں کا تذکرہ آسمانی کتابوں میں ہے وہی ان کے بھی نبی ہوں جنکا نام سنسکرت زبان میں کچھ اور بدل کر رکھ لیا گیا ہے۔ بہر حال جو کچھ ہو لیکن ان کے یہاں بھی خالص خدا نہیں رہا اور سیکڑوں شرک کے ساتھ خدا کی پرستش ہوتی ہے۔

ان عام گمراہیوں اور شرک کا اصلی سبب میرے خیال میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ تمام مذہبی کتابوں نے خدا اور اُن کی ذات و صفات کو اتنا صاف اور واضح نہیں کیا جسکے ساتھ کسی شے کو مخلوط اور آمیختہ کرنے کی گنجائش ہی نہ رہے۔

میرا دعوے ہے کہ مذہبی کتابوں میں تنہا قرآن پاک وہ کتاب ہے جس نے خدا اور اُس کی ذات و صفات کے مسئلہ کو اتنا صاف اور واضح کر دیا ہے کہ اُسمیں کسی طرح کی شرک و آمیزش کی گنجائش ہی نہیں [illegible] ہے کہ آج حضور سرور کائنات پیغمبر اسلام صلعم کی وفات کے ساڑھے تیرہ سو برس بعد بھی اس دین کے ماننے والے خواہ کتنے ہی سنگین سے سنگین گناہوں میں مبتلا ہوگئے ہوں لیکن مبتلائے شرک نہیں ہوئے اور آج بھی یہ القرآن کی طرح اس کی زبان پر لا الٰہ الا اللہ جاری ہے اور وحدہٗ لاشریک لہ کے اسی کلمہ کے ساتھ اُسکی یاد دلوں میں رہتی ہیں!!

# سلطان ناصر الدین اور اسکی بیگم

(از مائل کوہ سوار صاحب قمری)

ناصر الدین تھا جب تخت نشین دہلی پر — جسکے اکرام و فضیلت کا تھا گھر گھر چرچا
عابد و متقی و حق دوست و حاجی و صحیح — علم و فضل میں تھا شاہ وہ فرید و یکتا
مال و دولت سے خزانے تھے سراسر معمور — شان اقبال نہ پوچھو تھا ہما کا سایا
اُس کے دربار کی وہ شان کہ اللہ غنی — رعب ایسا کہ ہو شیروں کا کلیجہ ٹھنڈا

*

مرحبا ایسے تجمل پہ بھی وہ تھا صوفی — بے تکلف محل (خاص) بہت سادہ تھا
اور شاہوں کی طرح وہ نہیں رکھتا تھا حرم — بیگموں اور کنیزوں کا نہ تھا کوئی جتھا
ایک بیگم تھی بہت نیک و عفیفہ گھر میں — خانگی کام کیا کرتی تھی خود صبح و مسا
چکی چولھے کی خبر آپ لیا کرتی تھی — دے کے چار روپے کو رکھتی تھی وہ خود زیر نگیں
اپنے ہاتھوں سے پکاتی تھی طعام شب و روز — خدمت شاہ میں مصروف تھی لونڈی کے سوا

*

ایک دن شاہ سے یوں عرض کیا بی بی نے — چاہیئے اب کوئی لونڈی پئے مطبخ شاہا
روٹیاں میرے پکانے سے جھلستے ہیں ہاتھ — ہو کنیز کوئی تو نہیں مجھ کو شکایت نہ گلا

*

یوں متانت سے دیا شاہ نے بیگم کو جواب — یہ خزانہ کوئی ذاتی تو نہیں ہے میرا
جتنی دولت ہے خزانے میں رعایا کی ہے — میرے حق کا تو کوئی اسمیں ہے پیسہ نہ ٹکا
کیسے لونڈی میں خریدوں کہو مطبخ کے لئے — جبکہ چلتا ہے میرا خرچ کتابت پہ سدا
روز قرآن کو لکھتا ہوں بڑی محنت سے — جسکے ہدیہ سے گزر ہوتی ہے ہماری وفا
اسمیں ہم دونوں تو کھاتے ہیں بخوبی ہیں یہاں — زندگی چین سے کٹتی ہے یہی شکر خدا
صبر سے میری بیگم تو مشقت سہہ لے — رنج و محنت سے نہ گھبراؤ مری جان صلا
آخرت میں ہے خدا سے مجھے اُمید قوی — تم کو اس کا اجر خیر (وہاں پر) دیگا

*

شاہ نے عمر گزاری تو فقیرانہ ہی — زندگی ساری کٹی ذکر خدا میں تنہا
زہد و تقویٰ تھا شعار۔ تھا تو عبادت ہی کا کام — وقت بیکار کبھی آپ سے کھویا نہ گیا
ایک حبہ۔ لیا اپنے مصارف کیلئے — شاہ نے شاہی خزانہ سے ہی دن کا شاہا
صرف قرآن کی ہدیہ کی آمدنی پہ بسر — پھر کوئی ورنہ تھی آمدنی اس کے سوا

*

ایک صاحب نے تھی کوئی ان سے ہدیہ کی وہ — شاہ کے ہاتھ کا لکھا تھا جو قرآن لکھا
رسم معمول سے وہ چند دیئے صاحب نے — طبع شاہ کو یہ [illegible] ہوا
اپنے معمول سے لے دام۔ رکھی واپس پھیر — اشتہارات سے کر دی جو بڑھا تھا تقوی
پھر تو لوگ روزے حیلے لگے ہدیہ کرنے — ہی معمول رہا تا دم [illegible] حق کا

*

دولتیں ہی تو ہیں آن کی مسافر ہیں — دل میں کچھ خوف خدا ہے نہ ہی کا کھٹکا
حرص و آز کے بندے ہیں جینے دنیا — کبھی [illegible] یاد تھی
بگذر راحت سے گزرتی ہے زمانہ میں بہت — کس کو معلوم ہے [illegible] ہوگا

عمر دو روزہ کسی طرح گزر جائے گی
دل سے تاکی تو کبھی ذکر خدا کو نہ بھلا

# مفت اپنی عمر کو کھوتا ہی گیا

(از جناب عالی گیلانی)

خواب غفلت میں پڑا سوتا ہے کیا — مفت اپنی عمر کو کھوتا ہے کیا
کاٹنے کی فکر کرتا بعد کر — تو پہلے دیکھ لے بوتا ہے کیا
پہلی منزل آخرت کی قبر ہے — فکر جو کرنی ہو کر روتا ہے کیا
ظاہر و باطن کو اپنے پاک رکھ — ایک پہلو صرف تو دھوتا ہے کیا

# غرور و تکبر

(از جناب احمد حسین صاحب عشقی شادری)

تکبر عزازیل را خوار کرد  بزندانِ لعنت گرفتار کرد

تکبر مشتق ہے کبر سے - جسکے لغوی معنی بڑائی اور بزرگی کے ہیں - اصطلاح میں خود بڑا بننا اور دوسروں پر بے فائدہ تنقیص و تعلّی کے اظہار کرنے کو تکبر کہتے ہیں ؛

جب اللہ تعالے کو منظور ہوا - کہ انی جاعلٌ فی الارض خلیفۃ کو عملی جامہ پہنائے تو آدم علیہ السلام کے قالب کو مٹی سے بنا کر اس میں روح کو داخل کیا - اور تمام ملائک کو حکم دیا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو - تمام ملائکہ اس فرمان واجب الاذعان کی تعمیل کرنے کے لیئے سربسجود ہوئے - مگر معلم الملکوت نے اس غرہ اور شیخی سے کہ میں مقرب بارگاہِ الٰہی ہوں اور میری جیسی طاعت کسی نے بھی نہیں کی - اور نیز میں جنس آتش سے ہوں - میں اونے سے خاک کے پتلے کو کیوں سجدہ کروں - تعمیل حکم میں پہلو تہی کی - جیسا کہ قرآن شریف میں وارد ہے وَقَالَ اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ ۝

(ترجمہ) اور شیطان نے کہا کہ میں آدم سے بہتر ہوں - کیوں تو نے مجکو (اے خداے تعالے) آگ سے پیدا کیا اور آدم کو مٹی سے - اس لیئے اللہ جل جلالہٗ نے اس مردود نابکار کو ہمیشہ کے لیئے لعنت کا طوق گردن میں ڈال دیا اور اپنے نزدیک سے نکالدیا - تاکہ تمام مخلوقات جان لے - کہ "غرور و تکبر" کا بدلہ یہی ملا کرتا ہے -

آجکل یہ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ ہر شخص اپنی ہی رائے کو مقدم سمجھتا ہے جب کسی ایک امر دین میں دو فریق مناظرہ کرتے ہیں تو مجادلہ تک نوبت پہنچ جاتی ہے - یہ تو مسلمہ امر ہے کہ دو فریق میں سے کوئی ایک فریق - اسکی پر ہوتا ہے وہ یہ نہیں سمجھتے کہ امر دینیہ میں تفاوق اور فخر حاصل کرنے کے لیئے منطقی اور منگھڑت ڈھکوسلے لگا کر حق کو جھٹلانا کتنا سخت گناہ ہے - جب غرور نے تکبر نے کسی کے دل میں مامن و مسکن بنا لیا - وہ شخص بجز خود بینی اور خود پسندی اور کوئی خیال نہیں کرتا - جسکے باعث عتاب الٰہی میں معتوب ہو جاتا ہے -

تاریخ بھی اس بات کی گواہ ہے کہ جس شخص میں "غرور و تکبر" جاگزیں ہو جائیگا تو وہ ضرور ایک دن خود کو نیچا اور بُری طرح ہلاک دیکھے گا - جیسا کہ فرعون علیہ اللعنۃ نے اپنے زعمِ باطل میں خود کو خدا ٹھیرا کر بنی نوع انسان سے اپنے نجس و ناپاک جسم کی پرستش کرائی - اس غرور کے پاداش میں اللہ تعالے نے اسکو دریا میں غرق کر دیا اور ہمیشہ کے لیئے دوزخ کا ایندھن بنا دیا -

حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ تعجب ہے اُس آدمی پر جو تکبر کرتا ہے باوجودیکہ دن میں ایک دو بار اپنے ہاتھ سے پاخانہ دھوتا ہے -

دُنیاوی کاروبار کے لحاظ سے بھی تکبر مضر ثابت ہوتا ہے جس قوم کے سر میں سودائے فرعونیت پیدا ہو جائے - وہ سرسبز ہونے نہیں پاتی اور اتفاق قائم نہیں رہتا - جب اتفاق صفت عناد اختیار کرلے تو حسد و عناد کی گرم بازاری ہوگی - آثار ترقی مفقود ہوتے نظر آئیں گے - یہانتک کہ اپنی جان کی حفاظت تک مشکل و دشوار ہو جائے گی - یہی سبب ہے کہ ہم مسلمانوں سے مواسنت اتفاق کی جھلک اور اسلام کی نورانی شعاعیں مفقود اور الگ ہو کر دوسری قوموں پر پرتو ڈال رہی ہیں -

کبر و غرور کے نشہ میں سرشار ہونے والو! خیال کرو کہ ہم کس چیز سے بنائے گئے ہیں - اور وہ کیا چیز ہے - اور اس کا کیا خاصہ ہے -

سنو! کہ ہم مٹی سے بنائے گئے ہیں جیسا کہ اللہ جل جلالہٗ و عم نوالہٗ اپنے پاک کلام میں ارشاد فرماتا ہے - کہ انا خلقنٰھم من طینٍ لازبٍ یعنے تحقیق کہ ہم نے پیدا کیا ان کو چکنی مٹی سے ، اور اس کا خاصہ عاجزی ہے - ہم روز مرہ اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ بیچاری مٹی ہمارے پاؤں کے نیچے لگندہ ہے - اسکی مزاج میں بیحد انکسار ہے - غرور کا تو مطلق شائبہ نہیں - اس لیئے ہم کو بھی لازم ہے کہ جب ہم مشتِ خاک سے بنائے گئے ہیں تو بلحاظ جنسیت وہی شیوہ اختیار کرنا چاہیئے - جو ہماری جنس یعنے مٹی میں ہے ؎

اے برادر چون عاقبت خاک است
خاک شو پیش از آں کہ خاک شوی

# سعی و محنت

(از جناب مولوی عبدالکریم خاں صاحب)

جَاهِدُوْا فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ

اللہ کی راہ میں کوشش کرو کہ جیسا کوشش کرنے کا حق ہے

نابردہ رنج گنج میسر نمی شود  مزد آں گرفت جان برادر کہ کار کرد

بشنو ایں فرمودۂ ربّ العلیٰ  لیس للانسان الا ما سعیٰ

خداوند کریم نے اپنے فضل و کرم سے انواع نعم بصورت کائنات سب کے لیئے بچھا دیا ہے - مگر اپنے انعامات کی اُجرت محنت مقرر کی ہے اور خاطر خواہ بہرہ مند ہونے کی اہلیت انسان میں ودیعت کی گئی ہے -

انسانی ترقی کی تصویر اس کے شیشۂ محنت کا عکس ہے - دنیا کی کل چہل پہل تمام رونق ساری بہار غرض تمام چیزیں جنکا تعلق انسانی زندگی سے ہے - بود و باش خور و نوش آسائش و زیبائش علم و فن غرض جھونپڑی سے محل تک سب محنت کا نتیجہ ہے - محنت ہی نوع انسان کی بلکہ ہر جاندار کی زندگی ہے ہماری طبع حوائج اور ضروریات سب محنت ہی پر منحصر ہیں - ہمارا اقبال اوج تہذیب پر اسیوقت سایہ فگن ہوتا اور کنگرۂ ترقی پر تب ہی آشیانہ بناتا ہے جبکہ غذا محنت سے اس کی پرورش کیجاتی ہے اور قصر سعی میں اسکا مسکن ملتا ہے

کام کے بغیر زندگی عبث ہے۔ زندگی نام ہی ہے جس وحرکت کا مسلسل جد وجہد اس کے تمام وبقا کے لیئے ناگزیر ہے اصل سرمایہ یہی ہے۔

" لوگوں کو مالدار کرنے والا سرمایہ جس سے قومی اقبال و بہبودی کو ترقی ہوتی ہے وہ محنت ہے جس سے پیداوار کی امید ہو" (سموئیل لنگ)

ضروریات زندگی اور تہذیب و اقبال ہی کا انحصار محنت پر نہیں ہے بلکہ صحت عزت مسرت و طمانیت کا دارومدار بھی اسی پر ہے۔ اگر قوا کو کام میں نہ لایا جائے تو بتدریج ان کی قوت ہی سلب ہو جاتی ہے کاہلی مثل زنگ کے تمام مادہ کو کھا جاتی اور نکما بنا دیتی ہے۔ بہتے دریا کی تازگی و لطافت ہر وقت قایم و برقرار رہتی ہے لیکن بند پانی میں کیڑے پڑ جاتے ہیں پس یہ بیکار دماغ ہے جس میں فاسد خیالات کے جراثیم نشوونما پاتے ہیں اور تباہی و بربادی پھیلاتے ہیں ورنہ اسمیں تو کوئی شک نہیں الفراغ من شان الاموات و الاشتغال من شان الاحیاء

بس گل شگفتہ مے شود ایں باغ را ولے    کس بے جفار خار نہ چیدا ست از و گلے

بقدر الکد تکسب المعالی    ومن طلب العلیٰ سہر اللیالی

ومن طلب العلی من غیر کد    اضاع العمر فی طلب المحال

# ضرورت ہے

یوگنڈا کے علاقہ کٹا مباڑا کے لیئے جہاں برادران اسلام بکثرت آباد ہیں ایک ایسے انگریزی و عربی خوان مسلمان استاد کی ضرورت ہے جو کہ نہایت ہی محنتی۔ ہوشیار۔ اور خالصاً فی سبیل اللہ کام کرنے کا شایق ہو۔ باشرع ہو۔ داڑہی ہونی نہایت لازمی ہے چونکہ درس و تدریس کے علاوہ وعظ و نصیحت کرنے کے فرائض بھی انجام دینے ہونگے۔ دیسی مسلمانوں کی علمی و اخلاقی حالت ناگفتہ بہ ہے وہ اس قابل نہیں ہیں کہ ایک اعلیٰ درجہ کی تنخواہ دے سکیں۔ البتہ سو شلنگ ماہوار بطور گذارہ وہ دینے کے لیئے تیار ہیں اور رہائش کے لیئے مکان دیا جاوے گا۔

کیا انڈیا کے تعلیم یافتہ اصحاب سے میں یہ توقع رکھ سکتا ہوں کہ انہیں سے کوئی ایک صاحب ہمت اس صدا پر لبیک کہیگا۔ ابتدائی سکول کی عمارت بنی شروع ہو گئی ہے۔ اور اسی کے ساتھ مسجد بھی تیار کرائی جائے گی تمام درخواستیں مع اسناد بنام جناب ڈاکٹر محمد فاضل صاحب۔ فاضل منزل۔ جالندھر شہر پنجاب آنی چاہئیں۔

راقم

فخر الدین نظامی (جی۔ پی۔ ای۔ ایس)

# نامراد ضعیفہ

(از مصور جذبات جناب سید شبیر حسن صاحب جوش ملیح آبادی)

اک ضعیفہ راستے میں سو رہی ہے خاک پر    مُردنی چھائی ہوئی ہے عارضِ غمناک پر
اور کس موسم میں؟ جب طاعون ہے پھیلا ہوا    ذرہ ذرہ ہے وبا کے خوف سے سہما ہوا
رات آدھی آ چکی ہے بام و در خاموش ہیں    اہلِ دولت بسترِ راحت سے ہم آغوش ہیں
گوشہ گوشہ شہر کا اک مرکزِ آفات ہے    کانپتی ہے روح، اُف کیسی بھیانک رات ہے
آہ اے بیکس ضعیفہ اغم کی ترسائی ہوئی    آہ اے پیری دنیا کی ٹھکرائی ہوئی!!
کس جگہ کی رہنے والی ہے؟ ترا کیا نام ہے؟    سچ بتا تو آہ کس آغاز کا انجام ہے؟
تیرے بچے، تیرے ٹوٹے دل کے پارے کیا ہوئے    اے ضعیفہ تیری پیری کے سہارے کیا ہوئے؟
مقبروں میں کیا خزانے دفن تیرے ہو گئے؟    تربتوں میں کیا تری آنکھوں کے تارے سو گئے؟
تیرے ارمانوں کی کیسی پائمالی ہو گئی!    ٹھوکریں کھانے کو تیری گود خالی ہو گئی!!
خانہ داری کی تری پُر امن دنیا کیا ہوئی    دلمیں وہ بچوں کی شادی کی تمنا کیا ہوئی
رہگذر میں تو پڑی ہے آہ کس انداز سے!    باپ ماں نے تجھ کو پالا ہوگا کس کس ناز سے!
سازِ طفلی کا ترا دلکش ترانہ کیا ہوا؟    کھیلتی پھرتی تھی جب تو وہ زمانہ کیا ہوا؟
تیرا وارث سو رہا ہے کس جگہ اوڑھے کفن    کس لحد میں دفن ہے تیرا عروسی پیرہن؟
حرز جاں ہوگا کبھی شوہر کو نظارا ترا    آج فرشِ خاک ہے افسوس گہوارا ترا
بیوگی کی تیرگی کیوں رخ پہ دوڑی ہو گئی    "مائیکا" ویراں ہوا سسرال سونی ہو گئی
دل مرا پھٹتا ہے تیرے حالِ عبرتناک پر    منہ لپیٹے راستے میں سونے والی خاک پر!

(۳)

تیری ہستی اک سزا ہے مُلک و ملّت کیلئے    داغ ہے تو اک جبینِ اہلِ دولت کے لیئے
تو سیہ دھبہ ہے ادیان و ملل کیواسطے    طوق ہے لعنت کا تو اہلِ دول کیواسطے
سخت حیراں ہوں کہ تیری بیکسی کو دیکھکر    کیوں زمیں میں گڑ نہیں جاتے حیاسے اہلِ زر
پڑ نہیں جاتے الٰہی! سینۂ دولت میں داغ    بجھ نہیں جاتے شبستانِ امارت کے چراغ
تیرے ہمدم تو نہیں کیا اک فرد بھی باقی نہیں    ملک میں کیا تیرا اب اک مرد بھی باقی نہیں
آہ کیا تیری مدد کا اب کوئی امکاں نہیں    تیرے ہمجنسوں میں کیا اب ایک بھی انساں نہیں
السلام اے کنکروں پر سونیوالی السلام    غافلوں سے غیرتِ حق لیگی تیرا انتقام

(۴)

اپنی تابِ زر سے اے دولت پناہو ہوشیار    اپنے تاجوں کی چمک سے بادشاہو ہوشیار
گوہر و یاقوت سے شعلے بھڑک اٹھنے کو ہیں    شوخ دیناروں سے انگارے یک اٹھنے کو ہیں
فرشِ گل والو زمیں پر لوگ محو خواب ہیں    خرمنوں کے پاسبانو! بجلیاں بیتاب ہیں

بیکسوں کو خاک سے دوڑو اٹھانے کیلئے
قبرِ حق بیچین ہے جنبش میں آنے کے لیئے

# بزرگوں کی توقیر

(از جناب ماسٹر امیر حسن صاحب نارسیا لکوٹی)

آج مہذب اور متمدن اقوام بزرگانِ سلف کے زرّیں کارناموں کو زندہ رکھنے کے لیئے مختلف طریقوں پر عمل پیرا ہیں مجسمے نصب کیئے جاتے ہیں۔ اُن کے نام نامی پر مفید تحریکوں کی بنا ڈالی جاتی ہے اُن کی یادگار میں عالیشان عمارتیں تعمیر کیجاتی ہیں اور جہاں تک انسانی طاقت کر سکتی ہے کوشش کی جاتی ہے کہ اُن کے بعد بھی اُن کا نام زندہ اور اُن کا کام جاری رہے۔ یہ یادگاریں اُس احسان کے شکریہ کے اظہار میں قایم کی جاتی ہیں جو بزرگان قوم اپنی مفید زندگیوں کے دوران میں ابنائے قوم پر کرتے تھے ہیں اور اُن لطیف احساسات اور پاک جذبات کا ایک اہم ترین نمونہ ہیں۔ جو کسی قوم کی پُرجوش اور سرگرم زندگی کا جزوِ اعظم ہوتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ اپنے بزرگوں کو اور اُن کے کارناموں کو بھولکر احسان فراموشی کے مرتکب ہوتے ہیں اُن کے احساسات مردہ اور اُن کی زندگی ناکارہ ہوتی ہے۔ اگر نظر انصاف سے دیکھا جائے تو بزرگوں کی عزّت (جسکو آجکل کی اخباری اصطلاح میں مشاہیر پرستی کہتے ہیں) کی اہمیت کا احساس قومی زندگی کا ایک اعلیٰ اور ارفع مقصد معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ بزرگان قوم کی یادگاریں جو بظاہر دوام کے آغوش میں بے حس و حرکت پڑی ہوئی زبانِ حال سے مفید زندگی کے واقعات کا اعادہ کرتی رہتی ہیں۔ لوگوں کے دلوں میں وہ غیر فانی جوش اور ہمیشہ رہنے والی سرگرمی پیدا کرتی ہیں۔ جو تمدن اور تہذیب کی جان ہے۔ ہم مسلمانوں میں اوّل تو بزرگوں کی حقیقی عزّت کا مادہ ہی موجود نہیں اور جو کچھ ہے بھی تو وہ اس درجہ ذلیل ہے کہ بجائے مفید ہونے کے ہمارے لیئے توہین کے درجہ پر پہونچا ہوا ہے۔ ہم میں مشاہیر پرستی کے بجائے قبر پرستی رائج ہے اور اسی ذلیل اور مذموم فعل نے کثیر التعداد مسلمانوں کو خدائے واحد کی زبردست ہستی سے اس قدر غافل بنا دیا ہے کہ وہ اپنا ذریعہ نجات بے جان مٹی کے ڈھیروں کی اینٹوں میں سرگرمی سے تلاش کرتے ہوئے دیکھے جاتے ہیں۔ ان ہی قبور کے متعلق اس قدر من گھڑت افسانے اور بعید از قیاس واقعات بیان کیئے جاتے ہیں کہ مذہب اسلام کی غرض و غایت کو کانوں پر ہاتھ رکھنے پڑتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ بزرگوں کے اخلاق حمیدہ اور اوصاف ستودہ کی پسندیدہ داستانیں سنائی جائیں۔ اُن کے معجزات کے طول وطویل بیانات کو بار بار دہرایا جاتا ہے اور آہ مسلمانوں کی اخلاقی کمزوریاں تاوقتیکہ اُنہیں ایسی باتیں نہ سنائی جائیں اُنہیں کسی بزرگ کے کامل ہونے کا یقین ہی نہیں آتا۔ دور کیوں جایئے ہمارے کتنے بھائی ایسے ہیں جو رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی عظمت کو صرف اسی ایک امر تک محدود کر دیتے ہیں کہ جناب کے قد مبارک کا سایہ نہیں تھا ماننے کو تو ہم بھی مانتے ہیں مگر دیکھنا یہ ہے کہ ایسے امور کو اہمیت دینے سے قوم کی تمدنی۔ مذہبی اور اخلاقی حالت پر کیا مفید اثر پڑ سکتا ہے۔ اور کیا شک مسلمان اُس جدوجہد کے لیئے تیار ہو سکتے ہیں جو دُنیا کے تغیرات آئے دن اُن کے سامنے پیش کرتے رہتے ہیں۔ آج کی حالت صاف بتا رہی ہے کہ ہماری ضروریات اور ہیں اور اگر ہم چاہتے ہیں کہ دنیا میں بطور ایک زندہ قوم کے شمار کیئے جائیں تو ہمیں بزرگان سلف کے اُن کارناموں کو پیش نظر رکھنا ہوگا جو مذہبی۔ تمدنی۔ اور اخلاقی پہلوؤں سے ہمارے مفید ہو سکیں یا دوسرے لفظوں میں یہ کہ جن پر عمل پیرا ہو کر ہم اپنی حالت سدھار سکیں ہمیں اور دوسری طرح اپنے بزرگوں کی پرستش کی ضرورت نہیں۔ دیگر اقوام کی طرح اُنکے خوبصورت یا ہیبتناک مجسمے بنانے کی حاجت نہیں۔ ہمیں ضرورت ہے تو اس بات کی کہ ہم اُن کے نام اور اُنکے کام نہ بھولیں اور اُن کی یاد میں ایسی یادگاریں قایم کریں جو قوم کے لیئے مفید ہوں۔ شکر ہے کہ مسلمانوں میں اس بات کا خیال روبہ ترقی ہے۔ یہ امر ایک ایسے احساس کا پتہ دیتا ہے جو اگر صحیح راستہ پر چلایا جائے تو آیندہ سالوں میں قوم کے لیئے ازبس مفید ہو سکتا ہے مگر افسوس سا ہے کہ مسلمان عام طور پر ایسے احساسات کی اہمیّت کو نظر انداز کر دیتے ہیں اور اُن کے جوش اور سرگرمیاں ظاہری نمائش کی صورتوں میں ظاہر ہو کر محض اکارت ہو جاتی ہیں۔ اگر واعظین قوم اور مقرر ایسے جلسوں سے فائدہ اُٹھائیں تو بہت کام سنور سکتے ہیں۔ رسول صلعم کی پاک یادگار کے طور پر کسی مفید تحریک کی بنا ڈالی جا سکتی ہے۔ مکتب قایم کیئے جا سکتے ہیں۔ یتیم خانے کھولے جا سکتے ہیں اور کئی ایک ایسے امور بوجہ احسن سرانجام پا سکتے ہیں۔

# آپ کو شکایت یہ ہے

کہ ہمارے خطوط کا جواب نہیں دیا جاتا

ہماری فرمایشات کی تعمیل نہیں ہوتی۔ مگر

## اسکے ذمہ دار خود آپ ہی ہیں

آپنے غلطی سے یہ سمجھ لیا ہے کہ جتنے کتبخانہ دہلی میں قایم ہیں اور جسقدر رسائل دہلی سے نکل رہے ہیں وہ سب دین و دنیا ہی کے دفتر سے تعلق رکھتے ہیں۔ اسی غلطی کی بنا پر آپ غلط پتہ تحریر فرما دیتے ہیں۔ پتہ میں ذرا بے توجہی ہوئی اور خط ضایع ہوا فرمایش کتب کے لیئے یہ پتہ لکھیئے۔ علی مظفر ہاشمی خواجہ بکڈپو نظامیہ دار الاشاعت دہلی رسالہ کے متعلق خط و کتابت کرتے وقت یہ پتہ لکھیئے علی مظفر ہاشمی منیجر رسالہ دین و دنیا دہلی

## رسالہ دین و دنیا کا تمام بار

خواجہ بکڈپو نظامیہ دار الاشاعت کا کتبخانہ برداشت کر رہا ہے۔ رسالہ کو ایک پائی کا فائدہ نہیں۔ اس لیئے خواجہ بکڈپو نظامیہ دار الاشاعت کے علاوہ کسی دوسرے کتبخانہ سے کتابوں کا منگانا۔ گویا دین و دنیا کو دانستہ نقصان پہونچانا ہو۔

**نیازمند علی مظفر ہاشمی منیجر**

# رسائل کی روح

## مجاہدہ

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہِ الکریم۔ امابعد فقال اللہ تبارک وتعالیٰ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللهُ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ۔ کیا تمہیں یہ خیال ہے کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ حالانکہ اللہ پاک نے تم میں سے ان لوگوں کو جو مجاہدہ کرتے ہیں اور ان لوگوں کو جو صبر کرتے ہیں معلوم ہی نہیں کیا۔ یعنی بغیر مجاہدہ کے دخول جنت کی تمنا اس شعر کی مصداق ہے۔

تَرْجُو النَّجَاةَ وَلَمْ تَسْلُكْ مَسَالِكَهَا
إِنَّ السَّفِيْنَةَ لَا تَجْرِيْ عَلَى الْيَبَسِ

تم نجات کی امید رکھتے ہو مگر نجات کا جو راستہ ہے اسکو اختیار ہی نہیں کیا۔ یاد رکھو کہ خشکی پر کبھی کشتی نہیں چل سکتی۔

## زاری بھی مجاہدہ کی ایک قسم ہے

مجاہدہ کا ایک طریقہ گریہ وزاری بھی ہے۔ خواہ اپنے گناہوں کو یاد کر کے۔ یا حق تعالےٰ سے دوری کی وجہ سے یا اسکی لقاء کے شوق میں یا کسی اور غرض محمود کے باعث۔ بزرگان دین کے احوال پر اگر آپ نظر ڈالیں تو اس باب میں بھی ان کے بے شمار واقعات معلوم ہو سکیں گے۔ اگرچہ گریہ وزاری پر وہ لوگ جو اسکی حقیقت سے واقف نہیں خندہ زن ہوں لیکن ارباب طریق و اہل حق ہی اس کی خوب قدر جانتے ہیں۔ ہم کو صرف اس باب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک ارشاد سنا دینا کافی ہے۔ آپ نے فرمایا ہے۔ لوگو! جو چیز میں دیکھتا ہوں اگر تم دیکھتے تو کم ہنستے اور بہت روتے۔ صرف اسی ایک حدیث شریف سے فیصلہ ہو سکتا ہے کہ اس دار دنیا میں بول کر گزارنے والے دنیا کی حقیقت سے واقف ہی نہیں۔

## فتح موصلی رحمۃ اللہ علیہ کا مجاہدہ

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں حضرت فتح موصلی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا ہاتھ اٹھائے ہوئے دعا میں مصروف ہیں اور زار وقطار رو رہے ہیں آنسوؤں کا یہ حال ہے کہ انگلیوں پر سے بہ رہے ہیں۔ میں آپ سے نزدیک ہوا تو دیکھا کہ آنسوؤں کا رنگ بدلا ہوا ہے میں نے عرض کی آپ کو خدا کی قسم ہے بتلایئے کہ خون کے آنسو بہانے کا کیا سبب ہے؟ فرمایا اگر تم مجھے خدا کی قسم نہ دیتے تو میں اپنے احوال بیان نہ کرتا حقوق اللہ کی ادائی میں جو کوتاہی مجھ سے ہوئی اسپر روتا ہوں اور آنسوؤں کی روانی میں فرق نہ آنے اور زاری کے تسلسل کی وجہ سے خون کے آنسو آ رہے ہیں۔

## حضرت منصور بن معتمر کا مجاہدہ

حضرت منصور بن معتمر رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ نیچی نگاہوں سے دیکھتے۔ آواز پست اور آنکھیں تر رہتی تھیں۔ اگر معمولی سی حرکت بھی آنکھوں کو ہوتی تو ایک کی جگہ چار آنسو ٹپک پڑتے بظاہر یہی معلوم ہوتا تھا کہ وہ ایک مصیبت زدہ شخص ہیں!

ایکمرتبہ ان کی مادر مہربان نے اُن سے فرمایا۔ منصور! تم یہ کیا کرتے ہو کہ تمہاری تمام رات رونے میں گزرتی ہے گھڑی بھر خاموش نہیں رہتے۔ غالباً تم نے کسیکو ناحق قتل کیا ہے۔ انہوں نے عرض کی۔ اماں جان! جو جو کام میں نے کیے ہیں اُن کو میں ہی جانتا ہوں۔

## حضرت شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مجاہدہ

حضرت امام المتقین سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالےٰ وجہہ کے ساتھیوں میں سے ایک بزرگ کا بیان ہے کہ ایک بار میں نے حضرت شیر خدا رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پیچھے نماز فجر ادا کی۔ جب نماز ختم ہوئی تو آپ سیدھی جانب پلٹ کر بیٹھ گئے آپ پر بہت گرانی معلوم ہوتی تھی آپ آفتاب نکلنے تک وہیں بیٹھے رہے۔ پھر ہاتھ ملنے لگے اور فرمایا کہ خدا کی قسم میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں جو کچھ دیکھا ہے ان میں کی ایک بات بھی آج نظر نہیں آتی۔

## صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے مجاہدات

ان کی رات نماز اور تلاوت قرآنمجید میں بسر ہوتی تھی وہ جب تک سجدہ کی حالت میں ہوتے۔ بس ان کو اسی حالت میں آرام ملتا۔ صبح کو ان کے بال بکھرے ہوتے۔ اُن کے چہرہ غبار آلود۔ رنگ زرد نظر آتا تھا۔ جب وہ اللہ پاک کو یاد کرتے تو وہ ایسے جھومتے جیسا کہ سخت ہوا کے موقع پر درخت جھومتے ہیں۔ ان کی آنکھیں بہتی ہوئی تھیں۔ یہاں تک کہ انکے کپڑے آنسوؤں سے تر بتر ہو جاتے۔ ان کی یہ کیفیت تمام رات رہتی مگر جو لوگ اُن کے آس پاس ہوتے ان میں سے کسی کو خبر بھی نہ ہوتی۔

## ابومسلم خولانی کا مجاہدہ

ابومسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ نے تو مسجد خانہ میں ایک تازیانہ لٹکا دیا تھا۔ جسکے ذریعہ وہ اپنے نفس کو خوف دلاتے رہتے تھے اور کہتے۔ کہ اللہ پاک کی عبادت کے لیئے اسوقت تک قائم رہ جب تک کہ تجھے بیٹھنے کی بھی طاقت باقی رہے۔ اور رینگنے کی طاقت بھی نہ رہے تو اسوقت عبادت الٰہی میں سستی تیری طرف سے ہوگی میری طرف سے نہیں۔

اس اثناء میں اگر کبھی قیام وقعود وغیرہ میں سستی آجاتی تو کوڑا اوپر سے لیتے اور اپنی پنڈلیوں پر مارتے اور فرماتے کہ تازیانہ اگرچہ سواری کے جانور کو لگایا جاتا ہے لیکن بہ نسبت اس کے زیادہ تر تم ہی مار

کمانے کے قابل ہو۔

## ام المومنین عائشہ صدیقہ کا مجاہدہ

حضرت قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک نیں صبحدم چلا۔ میری عادت تھی کہ جب صبحدم نکلتا تو سب سے پہلے ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ اور سلام عرض کرتا اس دن بھی حسب معمول ام المومنین کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نماز چاشت ادا فرما رہی تھیں۔ آیۂ کریمہ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقَانَا عَذَابَ السَّمُومِ ورد زبان تھی۔ آپ اسکو بار بار دُہراتی ہیں اور زار زار رو رہی ہیں اور دعا فرما رہی ہیں اس حالت کو دیکھ کر مجھے بھی رقت ہوائی۔ مجھ سے بیٹھا نہ گیا میں تو وہاں سے اُٹھ چلا اور یہ خیال کیا کہ بازار سے اپنی ضروریات کی تکمیل کر کے پھر حاضر ہونگا چنانچہ دیر تک اپنی ضروریات میں لگا رہا۔ پھر واپس آیا تو آپ کو اسی حالت میں پایا۔ کہ آپ نماز چاشت میں ہیں اور وہی آیت کریمہ دہرا رہی ہیں اور روتی ہیں اور دعا فرماتی ہیں۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہا۔ (واعظ)

## خیال کی حکومت

زبان کی آزادی اور الفاظ کی بے تکان روانی تو مشہور رہے لیکن خیال اس سے کہیں زیادہ بے عنان ہے کاش نہ فقرا ہو یا بارگاہ سلاطین لیکن اس کی کہیں روک ٹوک نہیں۔ اگر دماغ میں یہ خیال پیدا ہو کہ میں ہندوستان کا بادشاہ بن جاؤں تو بھی کوئی مانع نہیں ہو سکتا۔ اگر عالم تخیل میں کسی بڑے سے بڑے جرم کا منصوبہ باندھا جائے تو آئین و قانون کی دسترس سے وہ باہر ہے۔ خیالات جب تک دماغ میں رہتے ہیں اُسوقت تک خطرناک نہیں ہوتے لیکن جب وہ عمل کی طرف قدم بڑھاتے ہیں اور "خواہش" کا لقب اختیار کرتے ہیں اسوقت ان کے خطرہ کی انتہا نہیں رہتی۔ پس ایک قانون کی سخت ضرورت ہے جو ان بے عنان ہستیوں کی روک تھام کرے اور وہ قانون "ضبط نفس" ہے۔ ضبط نفس کا جاسوس ہر وقت اپنے کام میں مصروف رہے اور وہ دماغ کے ہر گوشے میں خواہشوں کی جستجو کرتا رہے۔ اُن خواہشوں سے تعرض نہ کرے جنکو عقل و ہوش نے جواز کی سند عطا کی ہے لیکن جو خواہشیں غیر معتدل اور ناجائز ہوں اور جو جذبات بے عنان ثابت ہوں اُنکو ہمیشہ کے لیئے فنا کر دے۔

جسطرح عمل کی اصلاح عمل سے ہوتی ہے اُسی طرح خیال کی اصلاح سے ممکن ہے۔ پس عالم خیال میں جب کوئی خواہش رُونما ہو اُسیوقت دل ہی دل میں اُسکا جائزہ شروع کر دو۔ اور غور کرو کہ اُسے عملی صورت میں لانا تمہارے لیئے جائز ہے یا نہیں۔ (صوفی)

## عہدِ طفلی

تھے دیارِ نو زمین و آسماں میرے لیئے ۔۔۔ وسعتِ آغوشِ مادر اک جہاں میرے لیئے
تھی ہر اک جنبش نشانِ لطفِ جاں میرے لیئے ۔۔۔ حرف بے مطلب تھی خود میری زباں میرے لیئے

درد طفلی میں اگر کوئی رُلاتا تھا مجھے،
شورشِ زنجیرِ در میں لطف آتا تھا مجھے
تکتے رہنا ہائے وہ پہروں تلک سوئے قمر ۔۔۔ وہ پھٹے بادل میں بے آوازِ پا اسکا سفر
پوچھنا رہ رہ کے اسکے کوہ و صحرا کی خبر ۔۔۔ اور وہ حیرت دروغِ مصلحت آمیز پر
آنکھ وقفِ دید تھی، لب مائلِ گفتار تھا
دل نہ تھا میرا سراپا ذوقِ استفسار تھا (نوبہار)

## عروج و زوال

نکتہ سنج اور دقیقہ شناس مورخین ان علل و اسباب سے بھی بحث کرتے ہیں۔ جو عموماً قوم کے عروج و زوال کا باعث ہوا کرتے ہیں لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ کسی قوم کی ترقی یا اس کے زوال کے اسباب متعدد ہوتے ہیں۔ اور جب تک کہ تمام اسباب جمع نہ ہو جائیں۔ نہ تو کوئی قوم کامل ترقی کرتی ہے، نہ کلیۃً تباہ و برباد ہو جاتی ہے، تاہم بعض اسباب نہایت قوی ہوتے ہیں۔ جنکا اثر نہایت گہرا اور نتیجہ نیز ہوتا ہے۔ چنانچہ منجملہ اسباب تنزل کے اختلاف آرا اور آرام طلبی و اسراف ایسی چیزیں ہیں۔ جو عموماً قوموں کے زوال کا باعث ہوتی ہیں۔ چنانچہ ہر برباد شدہ قوم کی تاریخ اسکی شہادت دے سکتی ہے۔

اختلاف آرا در حقیقت مضر چیز نہیں بلکہ اکثر معاملات میں اختلاف سے عمدہ نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن جب یہی اختلاف کسی بدنما صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ تو قوم کا شیرازۂ اتحاد بکھر جاتا ہے۔ اس کی عزت و طاقت کو صدمہ پہونچتا ہے، اس کا اقتدار بالکل زائل ہو جاتا ہے۔

اختلاف باہمی کے علاوہ ہر شخص عیش و تنعم کا شیدا اور آرام و راحت کا طالب ہے۔ اس لیئے تمام قوم سے عزم و حوصلہ رخصت ہو چکا ہے۔ اور شریفانہ جذبات کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ چہرے افسردہ ہیں اور جذبات مُردہ۔ نہ کام کرنیکی طاقت نہ آگے بڑھنے کی ہمت نہ ہمعصر قوموں کے دوش بدوش ترقی کرنیکا حوصلہ نہ مشکلات پر غالب آنے کا جوش نہ کاروبار میں استقامت نہ قومی غیرت۔ ان حالات کو دیکھ کر کون کہہ سکتا ہے۔ کہ کسی زمانہ میں ہم بھی اُبھرینگے اور دنیا میں کچھ کام کر دکھائینگے۔

تیسری چیز جس نے مسلمانوں کو کچھ کم تباہ و برباد نہیں کیا وہ اُن کا غیر معمولی اسراف ہے۔ درحقیقت مسلمانوں کی حالت بھی عجیب و غریب ہے وہ کمانے میں تو نہایت تنگ حوصلہ ہیں، لیکن خرچ کرنے میں سب سے زیادہ فراخ حوصلہ نظر آتے ہیں۔ مگر اُن کے یہ مصارف قوم و ملک کی بہبودی کے لیئے نہیں ہیں۔ بلکہ نفس پروری اور سامان عیش و عشرت کے لیئے غرض ایکطرف تو کاہلی و سستی اُسپر طرہ یہ کہ اسراف و فضول خرچی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام قوم پر افلاس و ادبار کی گھٹا چھائی ہوئی ہے۔

ہمیں فقدان احساس پر حیرت ہوتی ہے کہ وہ گرد و پیش کے واقعات سے بھی عبرت و بصیرت نہیں حاصل کرتے۔ حالانکہ اگر وہ غور کریں تو بہت

# معلومات

## حسن پرستوں کیلئے عجیب و غریب ایجاد

خدا مغربی قوموں کو صحیح و سلامت رکھے۔ ان کے دماغوں کو قوت عطا فرمائے۔ روز نئے نئے شعبدے ظہور میں آتے رہتے ہیں۔ ایک انگریز موجد نے جو کہ چمڑہ کی تجارت میں بڑا ماہر خیال کیا جاتا ہے ایک نہایت دلچسپ اور عجیب ایجاد کی ہے۔ اب تک کاغذ پر فوٹو گرافی کا فن عمل میں لایا جاتا تہا۔ مگر صاحب موصوف نے چمڑہ پر فوٹو کہینچ کر دکہا دیا۔ تصویریں نہایت خوبصورت۔ صاف اور خوشنما تیار ہوتی ہیں۔ نہ وہ پانی سے خراب ہو سکتی ہیں نہ روشنی ان پر اپنا کوئی ناگوار اثر ڈال سکتی ہے۔ ولایت میں یہ تصویریں۔ ہینڈ بیگوں۔ نوٹ بکوں اور لیڈیز کی ٹوپیوں پر بکثرت رواج پا چکی ہیں۔

ہمارے ہندوستانی شعرا اور پرستاران حسن کو خوش ہونا چاہیئے۔ یہ نئی ایجاد ان کی حسن پرستی میں بہت زیادہ ممد و معاون ثابت ہوگی۔ اب محبوب کی تصویر کو دل کے آئینہ میں دیکھنے کی ضرورت باقی نہیں رہی بلکہ سہ

سینہ پر کہچوا لیجئے تصویر یار جب ذرا گردن جہکائی دیکھ لی

اس ایجاد سے پہلے عشاق کو محبوب کی تصویر دیکھنے کے لیئے تصور کی آنکہ دل کے آئینہ کی طرف جہکانا پڑتا تہا۔ اب ظاہری آنکہ سے ذرا گریبان کی طرف جہکنے کی زحمت گوارا کی کہ تصویر یار موجود۔

## دیونما انسان

ہنگری کی گذشتہ نمائش میں کاذن لاف نامی ایک شخص آیا تہا اس شخص کے قد کی لمبائی ۹ فٹ ۳-۱ انچ ہے ۵۰۴ پونڈ اس کا وزن ہے۔ اس کے سینہ کی ناپ ۵۰۔۶ انچ۔ سر کا دور ۲۵-۱ انچ۔ کلائی سے لیکر شہادت کی انگلی تک ہاتہ کی لمبائی ۱۳- انچ۔ اور پاؤں کی لمبائی ۱۶-۱ انچ ہے۔ چار تندرست آدمیوں کے برابر اس کی خوراک ہے دن رات کا بیشتر حصہ اس عجیب و غریب دیونما انسان کا سونے میں گذرتا ہے اسوقت اسکی عمر ۲۵ سال ہے۔

خدا ہر ہندوستانی قوم کی عورتوں کو زبق لاف کی ماں جیسی جرأت عطا فرمائے تاکہ وہ فوجی خدمات کے لیئے ایسے قد آور نوجوان پیدا کرسکیں ساٹہ کرو جوشش نوا اور زیادہ۔

یہ شخص۔ کُل طویل۔ کے مصداق معلوم ہوتا ہے۔ اگر سمجھدار ہوتا تو سائنس میں ہرگز نہ رہتا۔ ہندوستان چلا آتا۔ یہاں کی عجائب پرست قومیں اس غیر معمولی قد و قامت کے سامنے سر اعتقاد خم کر دیتیں پوجا کرتیں پرستش کرتیں۔ نذریں چڑہاتیں۔ دیوتا کا خطاب دیتیں۔ مہاتما بناتیں۔ مرنے کے بعد مورتیاں تیار کی جاتیں اور ہمیشہ جب تک دنیا قایم ہے ان مورتیوں کی پرستش ہوتی رہتی۔

## تخم قہقہہ

ایک ماہر نباتات عرب سے واپس آئے ہیں۔ انہوں نے ایک عجیب و غریب درخت کے بارے میں نہایت دلچسپ معلومات بیان کی ہے۔ کہ "عرب میں ایک چہوٹا سا درخت پیدا ہوتا ہے جسکے بیج کہانے کے بعد انسان بے اختیار قہقہہ لگانا شروع کر دیتا ہے اور ہنستے ہنستے بیتاب ہو جاتا ہے"

عرب کے باشندے ان بیجوں کو پیس کر رکہ لیتے ہیں۔ جب وہ کسی شخص کو بیحد رنجیدہ یا غمگین دیکہتے ہیں تو ان پسے ہوئے بیجوں کی بہت کم مقدار اسکو کہلاتے ہیں جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اسکا رنج و غم عارضی خوشی سے بدل جاتا ہے۔

بہت جلد وہ زمانہ آنیوالا ہے کہ ولایت کی خوبصورت شیشیوں میں بند ہو کر یہ بیج ہندوستان میں بہی آجائیگا۔ زیادہ بہتر ہو کہ یہ نعمت عرب سے ولایت کو منتقل کر دیجائے جہاں عارضی خوشی حاصل کرنے کے لیئے روزانہ لاکہوں بوتلوں کے کاک کہل جاتے ہیں جہاں کی زندگی کا مقصد عیش پرستی اور دنیاوی لذات سے لطف اندوز ہونا ہے۔ ہندوستانیوں کو ایسی شیا کی ضرورت ہے جن سے احساس پیدا ہو ایسی چیزوں کی کوئی حاجت نہیں ہے جو کہ سے احساس کو بہی برباد کر دیں۔

## درختوں سے روشنی حاصل کرنا

ایک فرانس کے ماہر سائنس نے درختوں کو بارہا جدید معلومات بہم پہنچائی ہے کہ مختلف درختوں میں تار باندہ کر انکو اسپرٹ لیمپ سے بجلی کی ایک بلی سے پیدا ہوگئی جس سے کہ بجلی کا چہوٹا سا لیمپ روشن ہو سکتا ہے درخت بے جان ہیں۔ انمیں بجلی کی رو موجود ہے۔ تانبے کے تاروں کے ربط سے اتحاد بجلی کا لیمپ روشن ہو سکتا ہے۔ ہم انسان ہیں قدرت نے ہمارے دلوں کو ہی ایک کہربائی طاقت عطا فرمائی ہے۔ اگر ہندوستان کے ۷ کروڑ مسلمانوں کے دل اتفاق کے رشتہ میں منسلک ہو جائیں تو ایک ایسی روشنی پیدا ہو سکتی ہے جس سے کہ دنیائے اسلام جگمگا اٹہے اور مخالفین اسلام کی آنکہوں کو خیرہ کر دے۔

## تین سو برس بعد

ایک ماہر جغرافیہ جرمنی تمام دنیا کی آبادی کا مسئلہ خوراک پیش کر کے وہ کہتا ہے کہ موجودہ پیداوار ۱۹۰۰ ارب انسانوں کی خوراک کے لیے کافی ہو سکتی ہے۔ آجکل صرف ایک ارب آدمی کا ہی حصہ ہے۔ اگر آبادی کی افزائش کا یہی اوسط رہا جو کہ گذشتہ پچاس سال میں رہا ہے تو تین سو برس کے بعد دنیا کی آبادی ۱۰۰ ارب ہو جائیگی جسکا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ جگہ کی قلت کیوجہ سے آبادی کا بڑا حصہ قطبین میں جاکر آباد ہو جائیگا۔

ہمارے ہندوستانی بہائیوں کی اولاد کو قطبین کیطرف ہجرت کرنے کے لیئے بالکل تیار رہنا چاہیئے۔ چونکہ طاقتور قومیں انکو نکال باہر کرینگی۔ قطبین میں پہونچنے کے بعد ہمارے آرام طلب ہموطنوں کو سونے کا کافی موقعہ ملیگا چونکہ وہاں چہہ مہینے کی رات ہوتی ہے۔ خدا شکر خورے کو شکر دیتا ہے۔

فہمی

# کم سرمایہ والوں کے لئے
# وسائل معاش
## ایجنسی کے ذریعہ سے

خط و کتابت کرتے وقت ایک آنہ کا ٹکٹ جواب خط کے لئے بھیجئے اور رسالہ "دین و دنیا دہلی" کا حوالہ دیجئے۔

(۱) "کیریر نیشنل ڈسپنسر" کو نہایت محنتی اور دیانت دار ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔ اس پتہ پر لکھیئے۔

گلوب انجینئرنگ ورکس۔ ڈینسو ہال۔ کراچی۔

(۲) ایس۔ بی۔ ایس۔ فتح اینڈ سنز۔ رہتک پنجاب۔ کو ۲۰۶ نمبر کائے دار کپڑے کے گروں کی فروخت کے لئے ہندوستان میں ہر مقام پر ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔ خط لکھ کر شرائط ایجنسی معلوم کر لیجئے۔ اسکے علاوہ یہ چک بنانے کی مشینیں بھی نہایت سستی قیمت پر فروخت کرتے ہیں۔ ان مشینوں کے لئے خصوصیت کے ساتھ کوشش کرنی چاہیئے چونکہ ان مشینوں کے ذریعہ سے پردہ نشین خواتین بیس پچیس روپیہ ماہوار با آسانی پیدا کر سکتی ہیں۔

(۳) ہندوستان بٹن ورکس فرید آباد۔ دکن۔ اپنے کارخانے کے بنے ہوئے بٹن کمیشن ایجنسی کے ذریعہ سے فروخت کرنا چاہتے ہیں اگر آپ کے شہر میں یہ چیز چل سکتی ہے یا اگر آپ اسکو کسی دوسری صورت سے فروخت کر سکتے ہیں تو شرائط مندرجۂ بالا پتہ سے منگا لیجئے۔

(۴) شاہ اینڈ کو۔ ٹریڈنگ بلڈنگ موچی دروازہ لاہور اپنے فینسی سامان۔ اور چمڑہ کے سامان کی ایجنسی دینا چاہتے ہیں۔ اگر آپ دیانتداری اور مستعدی سے کام کر سکتے ہیں تو اوپر لکھے ہوئے پتہ سے خط و کتابت کیجئے۔

(۵) رفیق لیدر ورکس اندر کوٹ شہر میرٹھ۔ نے موزوں کے لیے چمڑہ کے گیٹس تیار کیے ہیں۔ منیجر صاحب بغرض نمونہ یہ گیٹس ہمارے ہاں لائے تھے۔ گیٹس نہایت مضبوط ہیں نہایت خوبصورت ہیں۔ دہلی میں بکثرت نکل رہے ہیں۔ چونکہ یہ بالکل نئی چیز ہے اور سستی چیز ہے تو آپ بڑی آسانی سے چلا سکتے ہیں روزمرہ کے استعمال کی اشیا بازار میں بہت آسانی کے ساتھ نکل سکتی ہیں۔ اگر آپ نمونہ منگانا چاہتے ہیں تو آٹھ آنے کا ٹکٹ اوپر لکھے ہوئے پتہ پر بھیجئے۔ ورنہ ایک آنہ کا ٹکٹ بھیج کر بذریعہ خط و کتابت شرائط ایجنسی طے کر لیجئے۔

(۶) دی نیشنل ہیر ڈائی جونا مارکیٹ کراچی۔ اپنے خضاب کی ایجنسیاں تمام ہندوستان میں قائم کرنا چاہتے ہیں۔ یہ خضاب سندھ میں بہت زیادہ چل رہا ہے۔ دہلی میں بھی بکتا ہے مگر کم۔ عام طور پر لوگ اسکو بہت پسند کرتے ہیں۔ اگر جناب اسکی ایجنسی لینا چاہتے ہیں تو مندرجۂ بالا پتہ پر خط و کتابت کیجئے۔

(۷) ایم۔ آر۔ اینڈ کو۔ ہاپوڑ ضلع میرٹھ۔ خوشبودار کھلی تیار کرنے میں تمام ہندوستان میں فرد ہیں۔ یہ خوشبودار کھلی کی ایجنسیاں تمام ہندوستان میں قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اگرچہ صابون نے ان چیزوں کو ہندوستانیوں کے دل سے بالکل بھلا دیا ہے مگر اب بھی یہ چیز اگر کوشش کی جائے تو کافی منافع کا باعث بن سکتی ہے۔

(۸) بدری داس۔ چاوڑی بازار دہلی۔ ان کی کمپنی میں بجلی کا تمام سامان ولایتی مال کے مقابلہ پر تیار ہو رہا ہے۔ ہر چیز نہایت خوبصورت اور پائدار ہوتی ہے۔ یہ ہندوستان کے ہر حصہ میں اپنے بجلی کے سامان کو بذریعہ ایجنسی فروخت کرنا چاہتے ہیں۔ معاملے نہایت اچھے ہیں۔ اگر آپ فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں تو اوپر لکھے ہوئے پتہ پر خط و کتابت کیجئے۔

(۹) محمد میاں احمد میاں۔ بلی ماران دہلی۔ یہ چمڑہ کے نہایت خوبصورت اور پائدار سلیپر تیار کرتے ہیں اور نہایت ارزاں فروخت کر رہے ہیں۔ اپنے شہر کے دوکانداروں سے آرڈر لیکر انکو بھیجئے یہ آپ کا کمیشن آپ کو علیحدہ دیدینگے۔

(۱۰) خواجہ بک ڈپو نظامیہ دار الاشاعت دہلی۔ یہ اپنی مشہور و معروف کتاب معلومات تجارت کے لیے تمام ہندوستان میں ایجنٹ مقرر کرنا چاہتے ہیں۔ یہ کتاب ہر شخص کے لئے یکساں مفید ہے اردو میں آج تک اس سے بہتر تجارتی معلومات سے بھری ہوئی کتاب شائع نہیں ہوئی۔ اگر آپ فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں تو اوپر لکھے ہوئے پتہ پر خط و کتابت کیجئے۔

ایس این باسک اینڈ سنز پیتل بٹن مینوفیکچررز۔ ڈھاکہ کو اپنے کارخانہ کے بنے ہوئے چاندی اور پیتل کے نہایت خوبصورت بٹنوں کے لئے ٹریولنگ ایجنٹوں کی سخت ضرورت۔ اوپر لکھے ہوئے پتہ سے خط و کتابت کیجئے۔

اس پتہ کے علاوہ آپنے دوسرا پتہ لکھا اور خط گم ہوا

علی منظر ہاشمی منیجر دین و دنیا دہلی

# انشائے لطیف

## شیطان کی نوٹ بک

(از مفتی شوکت علی فہمی - ایڈیٹر)

کتنی پیاری نوٹ بک ہے - کتنی عجیب نوٹ بک ہے - کسی انگریزی فرم میں تیار نہیں کی جاتی - کسی ہندوستانی جلد ساز کی جلد سازی کا اعلیٰ نمونہ نہیں ہے نہ سنہری ہے نہ روپہلی - نہ سپید کاغذ کی ہے نہ خشائی کاغذ کی - نہ چکنا کاغذ ہے نہ کھردرا مگر پھر بھی نہایت خوبصورت اور عجیب نوٹ بک ہے - نہ یہ جرمنی کے کسی کارخانہ میں تیار کی جاسکتی ہے - امریکہ کی کوئی کمپنی ایسی نوٹ بک بنا سکتی ہے -

یہ نوٹ بک انسان کو خدا نے عطا فرمائی تھی - انسان نے اسے آنکھوں سے لگایا تھا - سر پر رکھا تھا - اسکو لیکر بڑا خوش ہوا تھا - خدا نے یہ نوٹ بک انسان کو اس لئے دی تھی کہ وہ اس میں دن رات اسکی تعریف لکھتا رہے - اسکی محبت میں اس کے صفحوں کو رنگا کرے - جب یہ نوٹ بک نئی نئی تھی نو بڑی خوبصورت تھی - بڑی چمکدار تھی - نور خداوندی اسمیں جلوہ گر ہوا کرتا تھا اسکی حسن کی تجلیاں اس پر جلوہ فگن ہوتی تھی -

انسان دنیا میں آکر سب کچھ بھول گیا - اس نے اس نوٹ بک کے صفحات کو ذاتی معاملات سے سیاہ کرنا شروع کر دیا - جوں جوں یہ نوٹ بک دنیاوی معاملات سے پُر ہوتی گئی اسکی چمک دمک بھی کم ہوتی گئی - اس کے نورانی صفحات تاریک ہونے شروع ہوگئے -

شیطان ازل ہی سے اس نوٹ بک کا تمنائی تھا - کیونکہ اس نوٹ بک پر ابتدا میں ذات الٰہی کی تجلی جلوہ افروز رہتی تھی - اس لئے شیطان کے پر جلتے تھے جب دنیاوی معاملات اس نور خداوندی کے درمیان حائل ہوگئے تو شیطان کو موقع مل گیا - اور اس نوٹ بک پر اپنا قبضہ جا بیٹھا موجودہ دور میں شیطان اس نوٹ بک پر بلا شرکت غیرے قابض ہوگیا ہے - اب اس کے تمام صفحات شیطانی کارناموں سے پُر ہیں - کسی صفحہ پر دغا کی اسٹوری ہے - کسی پر داستان ظلم ہے - کسی صفحہ پر مکر و فریب کی سُرخی قائم ہے - کوئی صفحہ شراب کی رنگینیوں سے بھرا ہوا ہے - کسی صفحہ پر نیم برہنہ حسینہ کا فوٹو کھنچا ہوا ہے - غرض یہ کہ نوٹ بک دنیاوی الائشوں سے پُر نظر آتی ہے -

یہ نوٹ بک تمہارے پاس بھی ہے - آج رات کو جب لیٹو تو اس نوٹ بک کا مطالعہ کرنا - اسکے صفحات پر غور کرنا - یہ نوٹ بک تمہارا دل ہے - اسکو پڑھو اور اپنے کارناموں پر غور کرو -

تم اگر چاہو تو یہ نوٹ بک پھر بھی نورانی نوٹ بک بن سکتی ہے - تم اگر چاہو تو اس نوٹ بک کے تاریک صفحات کو نور الٰہی سے منور کر سکتے ہو - اس کی تاریکی کو وضو کے پانی سے دھو ڈالو - اس کے صفحات کو ایمانداری اور سچائی سے پر کردو - وہی نور عکس فگن ہوجائیگا - وہی جلوہ پھر اسکو اسی طرح نور الٰہی سے منور کردے گا - اور تم دیکھو گے کہ تمہارے پہلو میں دل نہیں ہو بلکہ ایک جام جہاں نما ہے -

## حُسن کی تجلّیاں

(قائم الدین صاحب کے قلم سے)

رات کے اندھیرے اور دن کے اُجالے میں - ویرانے کی خاموشی اور آبادی کے شور و غل میں - حیوان میں - انسان میں - طیر میں - شجر میں - حجر میں جہاں دیکھو حُسن جلوہ گر ہے - ؎

شش جہت میں سینکڑوں جلوے کھڑے ہیں منتظر
ہاں در آئینۂ دل ہر طرف وا چاہیئے

شکل انسانی میں یہ موجود ہے - گل میں یہ ظاہر ہے - طلوع آفتاب و غروب آفتاب میں یہ نمایاں ہے - شبنم کے دماغ میں اس کا ظہور ہے - معصوم بچے کے تبسم میں اسکا کرشمہ ہے - بہار کی کوکو - بلبل کا نغمۂ شیریں بازیگر کیوں کی بازیاں اگر مظہر حُسن نہیں ہیں تو اور کیا ہیں ؟ حسن ساری کائنات کی جان ہے - تم سمجھتے ہوگے موٹے موٹے ہونٹوں چپٹی ناک والی حبش بھونڈے پن کی مُورت ہوتی ہے - تو یہ تو یہ - غور کرو تو معلوم ہوگا کہ اسمیں بھی بعض ادائیں ایسی ہیں جنپر صاحب مذاق سلیم لوٹ ہو جاتے - ہائے ؏

گل ہی گل باغ جہاں میں ہیں کہیں خار نہیں

حقیقت میں کسی شئے کو حسن سے خالی سمجھنا ایسا ہی ہے جیسا کشش مرکز ثقل کے عمومیت سے انکار کرنا - اگر چشم بینا ہے تو چہار دیواری سے باہر نکلکر دیکھو کائنات نے کیسی نورانی پوشاک زیب بدن کی ہے - ہر ایک شے پر وہ جوبن ہے کہ بہشت کا نقشہ آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے - حُسن کی تعریف اگر ممکن نہیں تو کیا مضائقہ - مشاہدے کے لیئے منطق کی کوئی ضرورت نہیں - کان آواز شیریں کو سُنکر فوراً کہہ دیتا ہے کہ شیریں ہے - بس اسیطرح دیکھنے والوں کی آنکھ حسین چیز کو دیکھ کر کہہ دیتی ہے کہ یہ حسین ہے - سچ پوچھئے تو کان سُنتا نہیں اُسکو سنائی دیتا ہے - آنکھ دیکھتی نہیں اُسے دکھائی دیتا ہے - حُسن کی پہچان استدلال سے نہیں ہوسکتی - وجدان حُسن کو پہچانتا ہے -

یوں تو تمام عالم حسن کی پری کا گھر ہے لیکن اگلے زمانہ کی دیبیوں کی طرح اسکی خدمت خاص سبزگاہیں بھی ہیں۔ شکل انسانی حسن کی پری کا اُلمپس ہے۔ قلب انسانی فطرۃً حسن کا شیدا ہے۔ نمایش حسن کا لازمی نتیجہ عشق ہے ۔ یہ عشق وُہ شے ہے کہ آدمی کو انسان بنا دیتا ہے۔ دیوانے کو ہشیار ۔ مجبور کو ۔ ۔ است ۔ ۔ بنا دینا اُس کے بائیں ہاتھ کا کرتب ہے یہ عشق قدرت کی نعمتوں میں ایک بے بہا نعمت ہے ۔ یہ وُہ تاثیر ہے کہ سینکڑوں مسرت اس کی تکلیفوں پر نثار ۔ ہزاروں ۔ راحتیں اسکے رنجوں پر قربان ۔

کون نادان ہوگا جو حسن کا احسان نہ مانتا ہو۔ ہائے کیا زندگی کے بعض بہی دلچسپ واقعات جنکو بار بار ۔ یاد کرنے سے رُوح تازہ ہوتی ہے۔ بغیر حسن کے طفیل ہمیں پیش نہیں آتے۔ پھر اگر حسن ہماری خوشوقتی کا باعث ہوتا ہے ۔ ہماری بے مزا زیست کو با مزا کرتا ہے۔ اور اس پر کہ ہم کوشش اور سعی کرکے اُسکے سے مرتبہ کو پہنچیں۔ ایک نمونۂ کمال ہمیں دکھاتا ہے ۔ تو کیا ہمارا عین فرض نہیں کہ ہم حسن کو اپنا مالک قرار دیں حسین ہمارے حاکم ہیں اور اُن کی اطاعت سب پر لازم و فرض ہے۔ ایسی اطاعت جسمیں خود غرضی کا ذرہ برابر شبہ نہ ہو۔ بعض عاشق اپنے معشوق کی بے التفاتی کا گلہ کرتے ہیں - یہ اُن کی سادہ لوحی کا نتیجہ ہے ۔ انہیں معلوم نہیں کہ خود اُنمیں کوئی ایسی خوبی نہیں جسے دیکھ کر مقابل اُنہیں چاہنے لگے۔ ایسے برخود غلط لوگوں کے لیئے یہی نصیحت کافی ہے - ایاز قدر خود بشناس۔

عشق کے لیئے واجب ہے کہ بغیر غرض ہو۔ حکیم اسپائینوزا کیا خوب کہتا ہے " اگر مجھے تسے محبت ہے تو تمہیں اِس سے کیا"

حسن کامل حقیقت میں محال ہے لیکن اس سے یہ نتیجہ نہیں نکالنا چاہیے کہ پھر تو سب کے سب عیب دار ہیں۔ اور کوئی کسی سے بہتر نہیں۔ لینڈر نے کیا خوب کہا ہے خوشبودار سے خوشبودار پھول کو دیکھا اس کا بہت سا حصہ ایسا ہے جسے خوشبودار نہیں کہہ سکتے مگر میرا افدار اچھا کہ سبزہ بے داغ ؟

بعض لوگ کہا کرتے ہیں کہ حسن کو قیام نہیں اِسی لیئے یہ قابل توجہ نہیں۔ یہ خیال غلط ہے اِس لیئے کہ اوّل تو حسن کا ایک بڑا حصہ حسن باطن ایسا حسن ہے جسے کبھی زوال نہیں۔ دُوسرے حسنِ ظاہر اگر ناپائدار ہے تو کیا مضائقہ ع

جب تلک بس چل سکے ساغر چلے

ہاں یہ بات البتہ ماننے کی ہے کہ زیادہ توجہ کے لایق وہی حسن ہے جو دیرپا ہو۔ اور یہ حسن باطن ہوتا ہے۔ اعلیٰ مظاہر قدرت گلزاروں کے بہار دُنیا کی نعمتوں اور جوانی کے مزوں کی نسبت زیادہ پائدار ہیں لیکن افسوس جوانی کے رخصت ہوتے ہی اُس کا لطف بھی اُٹھ جاتا ہے۔

حسن ! تو انسان میں ہو کہ غیر انسان میں دنیا ہمیشہ تجھے تہ دل سے چاہیگی تیری یاد ہر ایک دل میں رہیگی۔ ہر ایک سر تیرے آگے جھکیگا۔ حقیقت تو یہ ہے اور چیزوں کا تیرے سامنے ایسا ہی حال ہے جیسا نگین کا نگین کے آگے - ویران ہے وُہ دل جسمیں تیری حکومت نہیں اور بے ثمر وُہ کوشش جس میں تیرا پیدا کیا ہوا شوق نہیں۔

# حسین دوشیزہ

(از مفتی شوکت علی فہمی - ایڈیٹر)

نوعمر ایک لڑکی گاؤں کی رہنے والی
بے حد قبول صورت بےحد ہی بھولی بھالی
پھیلا کے دونوں پاؤں دنیا سے بے خبر وہ
ایک نہر کے کنارے بیٹھی تھی سبزہ پر وہ
کچھ تھا دوپٹہ سر پر کچھ سبزہ پر پڑا تھا
مدہوش تھی کچھ ایسی سینہ کھلا ہوا تھا
گیسو جو اسکے اڑ کر رخ پر بکھر رہے تھے
شام و سحر کا منظر وہ پیش کر رہے تھے
کچھ پھول ہاتھ میں تھے آنچل پہ کچھ کھرے تھے
چاروں طرف کچھ اسکے بکھرے ہوئے پڑے تھے
پھولوں سے چپکے چپکے باتیں وہ کر رہی تھی
ہنس ہنس کے انکو اپنے دامن میں بھر رہی تھی
چن چن کے چھوٹی کلیاں بالوں میں تھی لگاتی
رہ رہ کے مسکراتی رہ رہ کے گنگناتی
جھگڑوں سے اس جہاں کے آزاد تھی وہ لڑکی
وہ بے خبر تھی اس سے کوئی چیز غم بھی
معصوم بھولی صورت آتا ہے وہ زمانہ
جب تیری ساری خوشیاں ہوجائینگی روانہ

یہ عہد شادمانی جب یاد تو کرے گی
فہمی کی طرح آہیں دن رات تو بھریگی

# سرشارِ محبت کی صدا

ایک درد آلود صدا - ایک جگرخراش آہ - ایک دل فگار نالہ - نہیں نہیں یہ سب غلط - ایک ٹوٹے ہوئے شیشۂ دل کی جھنکار صرف اس قدر -

"جلوہ دکھا دے - پیام امید سنا دے"

میرے پہلو میں ایک دل ہے یہ دل درد سے بھرا ہوا ہے آرزوؤں سے لبریز ہے آرزوئیں مجھے بے چین کئے ہوئے ہیں اور نالہ و شیون بن کر نکلنے کی راہ ڈھونڈھتی ہیں آرزوئیں کیا ہیں؟ صرف اس قدر

"جلوہ دکھا دے، پیام امید سنا دے"

اے میری مطلوب! کیا میری صدا نہیں سنتا، کیا میرے جلے ہوئے دل کی آہ آہِ نارسا بن کر رہ جاتی ہے؟ کیا میرے درد کا کچھ علاج نہیں ہے؟ ہاں ہاں ہے - اور ضرور ہے صرف اس قدر

"جلوہ دکھا دے، پیام امید سنا دے"

اب تو میں نے شیوۂ فغاں سیکھ لیا ہے کاش میری صدا کسی کے دردمند دل میں اُتر آئے - کانوں کی راہ دل میں سما جائے اس دل کو بے چین کر دے اور اسکو میرا پیام سنا دے - صرف اس قدر -

"جلوہ دکھا دے پیام امید سنا دے"

آدھی رات کا وقت ہے، نالۂ نیم شب بلند ہے، آسمان خاموش ہے ہوا چل رہی ہے، تارے جگمگا رہے ہیں، چاند روشن ہے، کوئی ہے جو میرے محبوب کو سنا دے اور صرف اتنا سنا دے -

"جلوہ دکھا دے، پیام امید سنا دے"

دریا کا کنارہ ہے، لہریں دوڑ رہی ہیں، مچھلیاں تیر رہی ہیں، قلب مضطر ہے، خیال منتشر ہے، دماغ پریشان ہے - اور صدائے سرشار بلند ہے صرف اس قدر

"جلوہ دکھا دے، پیام امید سنا دے"

جنگل بیابان ہے، چڑیاں چہچہا رہی ہیں، درندے پھر رہے ہیں "سرشار" بے چین ہے، اور پیکر خیالی سے کہہ رہا ہے، جا تو ہی صدائے درد آلود پہونچا دے، صرف اس قدر

"جلوہ دکھا دے، پیام امید سنا دے"

آہ! مجھے کیا ہو گیا ہے، کیا میں دیوانہ ہوں، نہیں نہیں میں دیوانہ نہیں ہوں کسی کا دردِ الفت غالب ہے اور اضطراب پیدا کر رہا ہے، آسمان کے تارو، دریا کی مچھلیوں، جنگل کے پرندو، جاؤ میرے مطلوب کو سندیسہ پہونچا دو صرف اس قدر

"جلوہ دکھا دے، پیام امید سنا دے"

محبت کیا ہے، دردِ الفت کیسا ہے، سوزشِ قلب کیسی ہے، اضطرار کتنا ہے کچھ نہیں کچھ نہیں، ؎

یہ دستورِ زباں بندی سبق پہلا ہے منزل میں
یہاں تو بات کرنے کو ترستی ہے زباں میری

# سودائے عشق

(از سرور - جہان آبادی)

نہ سوزِ عاشقی کا جو نصیب جام ہوتا | میں سحر کو بھی نہ بجھتا، وہ چراغ شام ہوتا
وہ جگر کا داغ بنتا، دمِ حشر بھی نہ مٹتا | دل و جان کو پھونک دیتا، وہ تپِ دوام ہوتا

نہ میں بجھنے والا شعلہ، نہ شرارِ خام ہوتا

شبِ غم میں بنکے ٹپکوں کسی چشم تر سے آنسو | میں بنوں سحر کا تارا، نہیں مجکو یہ گوارا
شبِ تار میں چمکتا نہ ہوا ہو بنکے جگنو | جو دروغِ عشق دیتا مجھے چرخِ فتنہ آرا

میں جگر پہ داغ کھا کھا کے مہ تمام ہوتا

کسی مہ لقا کے غم میں دمِ سرد شب گزارا | کسی انجمن میں بنتا میں سرودِ عاشقانہ
کبھی سر پہ خاک اُڑاتا کبھی آہ و نالہ کرتا | مری شورشوں کا ہوتا لبِ خلق پر فسانہ

مرے دشمنوں کو یارب غمِ ننگ و نام ہوتا

دلِ بیقرار ملتا جو مجھے مزہ تپش کا | مجھے کیا پڑی تھی، مست جو میں کرتا چارہ گری
جو رہا نہ ذوق دیتا مجھے لذتِ خلش کا | وہ جگر پہ چوٹ کھاتا کسی دشنۂ نظر کی

مرے زخموں کو نہ ہرگز کبھی التیام ہوتا

جو ازل میں آہ ملتا دلِ حق شناس مجھ کو | نہ بتوں کا عشق ہوتا، نہ غمِ مدام ہوتا
نہ قلق جفا کا ہوتا، نہ وفا کا پاس مجھ کو | کسی چشم سرمگیں کا نہ شہیدِ ناز ہوتا

کسی زلفِ پرشکن میں نہ اسیرِ دام ہوتا

نہ کسی کی نوکِ مژگاں کی خلش جگر میں ہوتی | نہ کمندِ شوق حلقے کسی زلفِ عنبریں کے
شبِ غم میں تیرہ دنیا نہ مری نظر میں ہوتی | نہ زمانہ بھر کے جھگڑے، نہ بکھیڑے ہوتے دل کے

مجھے تجھ سے کام ہوتا، تجھے مجھ سے کام ہوتا

نہ چمن میں گل کا شیدا، نہ میں عندلیب ہوتا | نہ فلک سے برق گرتی، مری شاخِ آشیاں پر
ترا داغ سوزِ الفت جو مجھے نصیب ہوتا | میں شرار بنکے اُڑتا شبِ غم میں آسماں پر

نہ ہلالِ عید بنتا، نہ مہِ صیام ہوتا

تو جو بے حجاب ہوتا، تو میں زار زار روتا | کہ ازل سے حسنِ پنہاں کا ہوں تیرے آشنا میں
مجھے شرم دید آتی، کہ ہجومِ حسن ہوتا | تجھے رشک سے اُٹھا کر نہ نگاہ دیکھتا میں

دمِ حشر تیری رویت کا جو اذنِ عام ہوتا

پس پردۂ ازل ہی تیرے روشناس تھے ہم - تجھے انجمن میں لا کر ہوئی ہم کو شوقِ خودنمائی
تیری - بجز میں نہ تھی صفِ خلق پوشیدہ تم - تعالی اللہ میں لو ہوئی ہے دو خدائی وو رسوائی

تو قدم قدم پہ اک دل نہ دمِ قیام لیتا

(از جناب مولینا سید ظہور احمد صاحب چیف ایڈیٹر):

مرا خیال بہر بزم راسیاب کند — دلے بخلوت او کار صد کباب کند
بحیرتیم چہ انجام کار خواہد شد — کہ ذرہ ہوس وصل آفتاب کند
کسے بدست نہ گیرد فشردہ انگور — اگر نظارۂ آں چشم نیمخواب کند
نتاب چہرۂ آں نازنیں چہ می پرسی — کہ از نگاہ تماشائیاں نقاب کند
کسیکہ گوش بہ لعل تو آشنا دارد — چہ التفات سوئے نغمۂ رباب کند
ہوائے نفس ز بزم جہان بر دلم گرد — ببیں کہ باز چہ ایں خانماں خراب کند
کسے ز اہل ہوا و ہوس نگر نہ شنید — چہ گفتگو دہن بستۂ حباب کند
ہزار سجدہ بہ پیری بدل نخواہد شد — زیک گناہ کہ آمادہ و شباب کند
ز دیر تشنہ لبے میرود و لسوئے حرم — ازیں سراب توجہ بآں سراب کند
ازیں مباحثہ بگذر کہ نزد من واعظ — صدائے نیست کہ بر بندگان عذاب کند
بدست چین جبینش بس است خنجر ناز — زبان خویش چرا رنجہ در عتاب کند
ترا بعشوہ و نازش محال حرف زدن — بسوئے تو از نش اگر شتاب کند
اگرچہ مرگ نباشد دوائے درد فراق — ہمیں بس است کہ تسکین اضطراب کند
چنیں کریم وحبیب است ربِّ خداوندی — اگر خطائے کند بدہ ات صواب کند

دعائے ہمت ترک دعا کنم وحشی
تو دکہ خالق کونین مستجاب کند

(از حضرت صفی لکھنوی):

تار ہیں ساز شکستہ کے روہ دمساز نہیں — ہمنشیں ہو کے جو احباب ہم آواز نہیں
کسطرح یہ نہیں معلوم مگر کٹ گئی عمر — داستاں کا مرے انجام ہے آغاز نہیں
نام روشن کیا پروانۂ دل سوختہ نے — اب تو اتنا بھی کوئی عاشق جانباز نہیں
بازو صیاد جفاکار نہ عقدہ نہیں — جن تھکے بازوؤں میں طاقت پرواز نہیں
جامۂ حسن یہ جس رنگ کا چاہے پہنے — گل میں وہ طرز ادا وہ روش ناز نہیں
جنبش ابروِ صیاد پہ رہتی ہے نظر — شغل جز حسرت بال و پر پرواز نہیں
کافر عشق سب اس کا کلمہ پڑھتے ہیں — حسن میں کیا ہے اگر قوت اعجاز نہیں
اب رہائی کی خوشی ہے نہ اسیری کا ملال — جانتا ہوں کہ مجھے طاقت پرواز نہیں

ترک دنیا ہے صفی جو ہے اک حسن طلب
بے نیازی پہ صفی اپنی ہمیں ناز نہیں

---

یہ آئینہ خانہ بزم امکانی کا — دیتا ہے پتہ جلوۂ یزدانی کا
دریائے بقا رواں ہے جین العدمیں — پل اس پہ بندھا ہے ہستیٔ فانی کا

(از حضرت یاس عظیم آبادی):

قفس میں بوئے بستانہ بھی آئی ہو درد سر ہو کر — تو دیوانگیاں پہنچی ہو مرگ منتظر ہو کر
نگاہ شوق سوکیا کیا گلوں کا دل دھڑکتا ہے — مبادا رنگ بو اڑ جائے پامال نظر ہو کر
جواب آیا تو کیا آیا صدائے بازگشت آئی — دہن سے آہ نکلی مبتدائے بے خبر ہو کر
کہاں پر نارسائی کی ہے پروانوں کی قسمت نے — پڑے ہیں منزل فانوس پر بے بال و پر ہو کر
فلک کو دیکھتا ہوں اور زمیں کو آزماتا ہوں — مسافر در وطن خانہ بدوش رہگزر ہو کر
عدو کیا زہر دیتا ہے ہم ایسے تلخ کاموں کو — لہو کا گھونٹ اترجاتا ہے جب شیر و شکر ہو کر
خود اپنے خاک دخوں میں لوٹ کر آلودہ نکلا — پڑا ہے آپ گڑھے میں گورکے آلودہ تر ہو کر
خدا معلوم اس آغاز کا انجام کیا ہوگا — بھرا ہے سازِ ہستی مبتدائے بے خبر ہو کر
عجب کیا وعدۂ فردا پس فردا پہ ٹل جائے — کوئی شام اور آجائے نہ شام بے سحر ہو کر
مبارک نام آزادی سلامت دام آزادی — دعائیں دوں کسے یارب سپرِ بال و پر ہو کر
رہائی کا خیال خام ہے یا کان بجتے ہیں — اسیرو اٹھیے کیا ہو گوش بر آواز در ہو کر

نگاہ یاس کا عالم جو آگے تھا سو اب بھی ہے
ہزاروں گل کھلے بازیچۂ شام و سحر ہو کر

(از حضرت سیماب صدیقی الوارثی اکبرآبادی):

فریب ہوش ہیں یہ پردہ ہائے شبنم و گل — چمن طراز حقیقت! مجھے خراب نہ کر
مذاق غنچۂ لشبنی پہ تبسم ناز — مذاق جلوہ کو نا آشنائے خواب نہ کر
شگفتگی لالہ سے کر سیر خونچکانی دل — گلی میں چھپ کے تماشائے اضطراب نہ کر
شعاع صبح حسین سے نہ آفتاب گرا — عدو دستوق میں تو سیع التہاب نہ کر
رجوع اپنی طرف کرکے بے نیاز نہ ہو — لبوں سے کھینچ کے آزردہ شراب نہ کر
جلیس جلوت نظارہ کر تجلی کو — انیس خلوت رنگینی نقاب نہ کر
جنا سنم کرۂ آذری گلستاں میں — خلیل ہے تو نوازش سے اجتناب نہ کر
اٹھا بھی دے ورق یاسمیں کی پردوں کو — تڑپ کے حسن کی بجلی گرا حجاب نہ کر

برنگ طور لبوز اسے نگاہ ناز مرا
کلیم وادیٔ حیرت ہے سوز ساز مرا

(از جناب جعفر صاحب (علیگ)):

ابھی رہ او رمحو خواب پھر بیدار ہو جانا — دل غفلت پسند اچھا نہیں ہشیار ہو جانا
اگر شوق رہائی ہے تو زندان محبت کر — علاج درد ہے لذت کش آزار ہو جانا
انہیں ناکامیوں پر انحصار کامیابی ہے — کشایش کا سبب ہے عقدہ کا دشوار ہو جانا
میں اس عالم سے محویت کو ڈرتا ہوں کہ ممکن ہے — مری حرکات سے افکار کا اظہار ہو جانا
رہ وقت گزار راستے پہ چلنے والے تھم — دلیل گمرہی ہے جادہ کا ہموار ہو جانا
تمناؤں کی کثرت مبطل آلام وقت ہے — جو فرصت ہو تو وقف آرزوئے کار ہو جانا
ہوئی کیا بادپائے عمر کی وہ تیز رفتاری — کفیل زندگی ہے سوزِ افکار ہو جانا

نزول رحمت حق کا یہی ہنگام ہے جعفر
مبارک ہو یہ تدبیر کا بیکار ہو جانا

بہن صاحبہ نے خود پلانا شروع کیا۔ لیکن غریب پر ہمیشہ بزرگوں کی خفگی رہتی تھی اور جاہل خادمائیں بیچ بیچ کیا کرتی تھیں۔ کہ ماں کے دودھ کم ہے۔ ایک دن ایک عورت نے انہیں کسی قسم کی جڑی لا کر دی۔ اور یہ کہا۔ کہ اسکو پیس کر ایک تولہ پھٹکری اور دودھ کے ساتھ پیا جائے۔ اس سے دودھ بڑھ جائے گا۔

اگرچہ دودھ خاصہ تھا۔ بچے کا پیٹ بھرتا تھا۔ لیکن اس بات کو عام طور پر سب عورتیں جانتی ہیں۔ کہ دودھ کے کم ہونے پر ہماری ہندوستانی بہنیں کیا کیا کرتی ہیں۔ اس خوف سے کہ آئندہ دودھ کم نہ ہو جائے۔ اور ساس نندیں طعنے دینے لگیں۔ بیچاری میری بہن نے ان جڑیوں کا پینا منظور کر لیا۔ مگر کسی پر ظاہر نہ ہونے دیا۔ لیکن چونکہ عقل مند تھیں۔ جب ایک تولہ پھٹکری دیکھی تو عقل نے یہ ہدایت کی۔ کہ آج صرف ایک ماشہ پی کر تجربہ کیا جائے۔ اسوقت ان کے شوہر بھی موجود نہ تھے۔ وہ چار روز کے لیئے کہیں چلے گئے تھے پیتے کے ساتھ ہی غریب کو اس قدر قیئں ہوئیں۔ کہ انتہا نہ رہی۔ کوئی سو تک نوبت پہونچی ہوگی۔ بمشکل تمام شام تک قے بند ہوئی۔ گھر کے لوگ سب حیران تھے۔ کہ ماجرا کیا ہے۔ خدا خدا کر کے آرام ہوا۔ مگر چند روز تک طبیعت نہایت مضمحل رہی۔

اسیطرح اور ایکمرتبہ سرس (ا) ہولی کھانے سے دودھ تو بیشک زیادہ ہو گیا۔ لیکن اس شدت سے زکام ہوا۔ کہ غریب پریشان ہوگئیں۔ اس مثال کو پیش نظر رکھ کر بہنوں کو چاہیئے۔ کہ ہمیشہ طبیب یا ڈاکٹر کے مشورہ سے دوا استعمال کریں۔ اور کبھی عطائی دوا نہ کرنی چاہیئے۔ دیکھیئے اگر وہ تولہ بھر پھٹکری کھا لیتیں۔ تو کیا ہوتا۔ غالباً ان کی جان ہی جاتی رہتی۔

غذا کی اصلاح کر لینے سے بھی دودھ کی مقدار اور تاثیر بہتر ہو جاتی ہے "مالٹ ایکسٹریکٹ" انڈے اور دودھ استعمال کرنے سے دودھ بڑھتا ہے۔ غذا میں کسی خصوصیت کی ضرورت نہیں۔ البتہ عام احتیاط شرط ہے۔ تیز مسالے دار چٹپٹے کھانوں سے احتیاط رکھنا چاہیئے۔

جو بہنیں گائے وغیرہ کا دودھ پیتی ہیں۔ ان کو دودھ کی اتنی مقدار استعمال کرنی چاہیئے۔ کہ دوسری غذا ترک نہ کرنی پڑے۔ اور جس جانور کا دودھ پیا جائے۔ اسکی نسبت یہ اطمینان کر لینا چاہیئے کہ وہ بیمار تو نہیں ہے۔ اور اس کے رہنے کا مقام صاف رہتا ہے کہ نہیں۔ اور صاف طریقے سے احتیاط سے دوہا جاتا ہے کہ نہیں۔ ورنہ اسکی خرابی ماں کے دودھ پر اثر ڈالے گی۔ جو بچے کی صحت کے لیئے سخت مضر ہے۔

بہنوں کو اس بات کا خود فیصلہ کرنا چاہیئے۔ کہ وہ دودھ پلانے کے قابل ہیں۔ یا نہیں۔ دائیوں کی رائے پر نہیں چلنا چاہیئے۔ اکثر دائیاں محض خوش کرنے کے لیئے یا دودھ پلانے کی مشکلات سے بچانے کے لیئے کہہ دیا کرتی ہیں۔ کہ دودھ بچے کے موافق نہیں ہے۔ اور ترغیب دلاتی ہیں۔ کہ دودھ پلانا ترک کریں۔ یا تجربہ کار ڈاکٹر یا طبیب اس کا فیصلہ کر سکتے ہیں۔ کہ دودھ پلانے سے بچے اور ماں کو کہاں تک نقصان ہو سکتا ہے۔

# تمہارا مجازی خدا

(محترمہ ہاشمی بانو کے قلم سے)

تم ایک نو عمر لڑکی تھیں۔ تم ایک ایسا باغ تھیں جسکا دیکھنے والا کوئی نہ تھا۔ تم ایک ایسی خوشبو تھیں جس سے کہ کوئی بھی واقف نہ تھا۔ تم ایک عورت تھیں مگر ایک ایسی عورت جسکی کہ کنبہ برادری میں کوئی خاص وقعت نہیں تھی۔ تم کو نسوانی زندگی میں لانے والا۔ تمہارا خاوند ہے۔ اس لیئے

## اپنے خاوند کی عزت کرو:-

دنیا کی ہر نعمت تمہارے لیئے موجود تھی۔ دنیا کی ہر آسائش تمہارے قدموں پر نثار تھی۔ مگر ایک ایسی ہی نعمت تھی جس سے کہ تم محروم تھیں تمہارا دل محبت کے جذبات سے لبریز تھا۔ تمہاری آنکھیں ایک ایسی ہستی کو ڈھونڈھتی تھیں جو تمکو بھی محبت کی نگاہ سے دیکھے۔ تمہاری محبت کا قدر دان محض تمہارا خاوند ہے۔ اس لیئے

## اپنے خاوند سے محبت کرو:-

نسوانی دنیا کی ابتدائی منزل طے کرنے کے بعد۔ جب تم اپنی ہم جلیسوں میں اٹھتی بیٹھتی تھیں۔ تو باوجود حسین اور دولتمند ہونے کے تم ایک کمی محسوس کرتی تھیں۔ ننھے ننھے بچے جب محبت سے بیتاب ہو کر اپنی ماں کے گلے سے لپٹ جاتے تھے تو تمہارا دل ایک معصوم جان کے لیئے بے چین نظر آتا تھا خدا نے تم پر کرم کیا اور تمہارے خاوند کے وسیلہ سے تم کو بھولے بھالے بچوں کی نعمت عطا کی اس لیئے

## اپنے خاوند کی وقعت کرو:-

جب تم کو کسی قسم کی تکلیف ہوتی ہے جب تم خدانخواستہ کسی بیماری میں مبتلا ہو جاتی ہو تو دیکھو۔ کہ تمہارا خاوند تمہارے لیئے کسقدر بے چین نظر آتا ہے وہ تمہارے دکھ کو اپنی طرف منتقل کرنے کے لیئے آمادہ و کھائی دیتا ہے۔ وہ تمہاری ادنےٰ سی تکلیف پر جان و مال قربان کرنے کے لیئے تیار ہو جاتا ہے اسلیئے

## اپنے خاوند کی خدمت کرو:-

احکام خداوندی کو دیکھو۔ وہ تم کو کیا حکم دے رہے ہیں۔ تم اگر چاہتی ہو کہ باغ ارم کا دروازہ تمہارے لیئے کھلا ہوا ہو۔ تمہاری اگر تمنا ہے کہ جنت کے خوشنما محل تمہارے خیر مقدم کے لیئے تیار رہیں۔ تم اگر جہنم کی آگ سے بچنا چاہتی ہو تم اگر اپنے عرب والے نبی کو خوش رکھنا چاہتی ہو۔ تم اگر اپنے پیدا کرنے والے کو اپنے آپ سے راضی رکھنا چاہتی ہو تو۔

## اپنے خاوند کی اطاعت کرو۔

# تازیانۂ عبرت

(۱)

حافظ زین العابدین کا تمام خاندان تجارت پیشہ تھا لیکن وہ خود تجارت سے متنفر تھے اور ایک مقامی اسکول میں ہیڈ ماسٹری کی خدمت پر مامور تھے۔ انہیں ڈیڑھ سو روپے ماہوار تنخواہ ملتی تھی اور اتنی رقم ان کی سادہ معاشرت اور لوازم حیات کے لیے بالکل کافی تھی۔ اُن کے تمام رشتہ دار جوتوں کی تجارت کرتے تھے۔ یہ کاروبار موروثی تھا اور اسی لئے اُن کا خاندان جُوتے والوں کا خاندان کہلایا جاتا تھا۔ یہ لوگ عموماً متمول تھے۔ خاندانی رسم و رواج کے مطابق ضروری تھا کہ حافظ صاحب بھی بازار میں جوتوں کی ایک دوکان کا اضافہ کرتے لیکن وہ طبعی طور پر عبادت پرہیزگار، خدا ترس اور متشرع واقع ہوئے تھے۔ اُن کے والدین دنیا دار اور گردش روزگار کے قدم بقدم چلنے والے تھے اس لیے انہوں نے حفظ قرآن کے بعد حافظ صاحب کو انگریزی پڑھائی لیکن حافظ صاحب جب بی۔ اے کی سند حاصل کر چکے اور عملی زندگی کا آغاز ہوا تو انہوں نے آبائی پیشہ کی طرف مطلق توجہ نہیں کی۔ اگر وہ اپنی تعلیم سے فائدہ اُٹھا کر امپورٹ اور ایکسپورٹ کا کام شروع کرتے۔ انگریزی اخبارات کے ذریعہ سے اپنا پروپیگنڈا پھیلا کر ایک فیکٹری قائم کرتے۔ کم از کم ایک فیکٹری کھولدیتے تو کامیابی کچھ دشوار نہ تھی اور یہ تو ایک معمولی بات تھی کہ چاندنی چوک میں ایک دوکان لے کر پانچسو روپیہ ماہوار کما لیتے۔ جب انہوں نے ان زرخیز مشاغل پر فاقہ کشی کو ترجیح دے کر معلمی کی زندگی اختیار کرنا چاہی تو اُن کے احباب و اعزہ نے سخت مخالفت کی اور انہیں تجارت کیطرف توجہ دلائی لیکن حافظ صاحب نے کہا کہ میں کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہتا جو ایمان و دیانت کے خلاف ہو۔ حافظ صاحب کی زبان سے یہ الفاظ سنکر بزرگوں کو بہت تعجب ہوا اور انہوں نے کہا کہ جناب آپ تجارت کو ایمان و دیانت کے خلاف کہتے ہیں۔ حالانکہ اس سے بڑھ کر پاک اور جائز کوئی پیشہ نہیں۔ ایک تاجر کی جسقدر کمائی ہے وہ سب مال طیب اور حلال ہے۔ یہ وہ پیشہ ہے جسے انبیاء کرام اور اولیائے عظام نے اختیار کیا ہے۔ حافظ صاحب نے یہ تمام گفتگو سنکر جواب دیا کہ میں تجارت کو بُرا نہیں کہتا لیکن آجکل جو تجارت ہو رہی ہے اُسے ضرور ایمان و دیانت کے خلاف سمجھتا ہوں۔ کم از کم مذہبی پابندی اور پرہیزگاری کا جو معیار میری نظر میں ہے اُس کے برعکس جانتا ہوں۔ خوب یاد رکھیے کہ دنیا کو دھوکا دیا جاسکتا ہے لیکن خدا کو دھوکا نہیں دیا جا سکتا۔ یہ ممکن ہے کہ جوا کو کھینچ تان کر چالاکی سے اپنے مطلب کے مطابق صدہا جائز پہلو نکال لیجائیں لیکن ان باتوں سے صرف ظاہری تسلی ہو سکتی ہے ایک پاک ضمیر کا اطمینان ناممکن ہے۔ اب اگر قرون اولیٰ کی طرح ایمانداری اور دیانت کے ساتھ کاروبار کیا جائے تو عروج و ترقی دشوار ہے اور اگر حسب ضرورت حلال کو حرام اور حرام کو حلال قرار دیکر کام کیا جائے تو تقویٰ طلب ضمیر کا اطمینان جاتا ہے۔ اس لیے کم از کم میں اپنے لیے یہی بہتر سمجھتا ہوں کہ اس لائن سے جدا رہوں۔ میں دی پی سسٹم کے اندھے بیوپار، کمیشن ایجنسی کے ہوائی کاروبار، ساہوکاری، درآمد برآمد، آڑھت، سٹے، بدنی اور لاٹری وغیرہ کے متعلق کچھ نہیں کہتا۔ میں آپ کو آپ کی دوکانداری ہی کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ انصاف کیجئے صبح سے شام تک آپ کتنا جھوٹ بولتے ہیں اور ایک خریدار کو پھانسنے کے لیے کتنے رنگ بدلتے ہیں۔ پھر ایسی تجارت کو آپ ہی ہر پہلو سے جائز کہہ سکتے ہیں۔" حافظ صاحب کے ان خیالات سے پہلی پہل تو لوگوں میں دہشت اور ناگواری پیدا ہوئی لیکن جب اُن کے مضبوط کیرکٹر اور عالی ہمتی نے ان خیالات کو عملی صورت میں پیش کر دیا تو دہشت و ناگواری عزت و محبت کے مستقل جذبات سے بدل گئی۔

(۲)

حافظ صاحب اپنی برادری ہی میں کافی ہردلعزیزی نہیں رکھتے تھے بلکہ شہر کے تمام سوشل ورکر اُن کی عزت کرتے تھے۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ اپنے فرائض ملازمت ادا کرنے کے بعد وقت کا بیشتر حصہ سوشل خدمات میں بسر کرتے تھے۔ شہر کے کسی گوشہ میں آگ لگے مگر حافظ صاحب وہاں ضرور موجود ہونگے۔ طاعون پھیلے ہیضہ کی کثرت ہو۔ انفلوئنزہ یا ملیریا نے طوفان برپا کیا ہو لیکن حافظ صاحب کے لیے بیماروں کی خبرگیری لازمی تھی۔ وہ ان مشاغل میں بعض اوقات خواب و خور حرام کر دیتے تھے۔ اسکول سے بوضع تنخواہ رخصت لیتے تھے۔ گزشتہ انفلوئنزہ و طاعون اور ڈنگو بخار کے دوران میں تو انہوں نے بقدرت اور سایۂ رحمت بنکر خلق خدا کی خدمت کی۔ حافظ صاحب کی شادی خاندانی اصول کے مطابق آغاز شباب ہی میں ہو گئی تھی اور اگر وہ سب داخل محفوظ رہتے تو اس وقت اُن کے کئی بچے آغوش مادر اور نگاہ پدر کی زینت ہوتے لیکن حافظ صاحب کی بیوی خلقی طور پر کچھ ایسی کمزور اور نسوانی شکایتوں میں گرفتار رہتیں کہ ہر بچے کی ولادت کے بعد عرصۂ دراز کیلئے بیمار ہو جاتی تھیں اُن کی طویل علالت سے بچے کی نشو و نما اور زندگی پر اثر پڑتا تھا اور پھر وہ جانبر نہ ہو سکتا تھا۔ گزشتہ سنہ ۲۲ء میں جب حافظ صاحب کے ہاں آخری بچہ پیدا ہوا تو اُن کی بیوی ولادت کے بعد ہی سرسام میں مبتلا ہو گئیں اور پھر ہوش میں نہ آئیں۔ ساتویں دن اُن کا انتقال ہو گیا اور اس حادثہ کے تیسرے دن بچہ بھی راہی ملک بقا ہوا۔ خانہ بربادی کا یہ صدمہ دل و دماغ کے لیے جسقدر تباہ کن کہا جائے کم ہے لیکن حافظ صاحب کا اصول تھا کہ ہر مصیبت پر انا للہ و انا الیہ راجعون (ہم خدا ہی کے لیے ہیں اور اسی کی طرف ہماری بازگشت ہے) کے صحیح معانی پر عمل کرتے تھے۔ وہ کبھی آسمان، دنیا، تقدیر کی شکایتوں سے اپنے دل کو تسکین نہیں دیتے تھے۔ اور ہمیشہ استعینوا بالصبر والصلوٰۃ (صبر اور نماز سے مدد مانگو) پر کاربند رہتے تھے۔ جب حافظ صاحب کی بیوی کا انتقال ہوا تو اُن کی عمر اٹھائیس اُنتیس سال سے کچھ زیادہ نہ تھی اور اس لیے مناسب ہی نہیں بلکہ ضروری تھا کہ وہ ایک دفعہ اور تأہل کی زندگی اختیار کریں۔ کیونکہ حافظ صاحب جیسے مصروف شخص کے لیے ایک رفیق زندگی کی موجودگی لازمی تھی جو خانہ داری کی زحمتوں کو کاوش دماغ کا باعث نہ ہونے دے۔ حافظ صاحب نے خود تو عقد ثانی کے متعلق اپنی زبان سے کچھ نہیں کہا لیکن اُنکی والدہ

اس معاملہ میں بہت مضطرب تھیں اور چاہتی تھیں کہ گھر کی رونق میں جو کمی واقع ہو گئی ہو اس کی تلافی کی صورت جلد سے جلد پیدا ہو جائے۔ چنانچہ انہوں نے کنبہ کی تمام عورتوں سے اپنا مدعا ظاہر کر دیا تھا۔ حافظ صاحب کی والدہ کو اس معاملہ میں زیادہ تفتیش و تحقیق کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ اُن کے خاندان میں یہ دستور تھا کہ آپس ہی میں رشتے ناطے ہو جاتے تھے اور دوسرے خاندانوں میں خواہ وہ کیسے ہی معزز کیوں نہ ہو شادی بیاہ کو معیوب سمجھا جاتا تھا۔ اگرچہ حافظ صاحب بذات خود اس رسم و رواج کو عقل و شرع کے خلاف سمجھتے تھے۔

(۳)

حافظ صاحب کی برادری میں حاجی عبداللہ نامی ایک صاحب تھے جو نہایت نیک مزاج اور پابند شرع تھے وہ بھی جوتوں کے سوداگر تھے اُن کی دکان میں زیادہ تر تھوک فروشی ہوتی تھی اور بڑے کامیاب تاجر سمجھے جاتے تھے۔ ایک بڑی دکان کے علاوہ ہزاروں روپے کی جائداد بھی رکھتے تھے۔ وہ حافظ صاحب کو ابتدا ہی سے عزت اور محبت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ جب حافظ صاحب کی بیوی کا انتقال ہوا اور برادری میں اُن کے عقد ثانی کے تذکرے ہونے تو حاجی صاحب کے دل میں اپنی بڑی لڑکی بلقیس زمانی کا خیال آیا اور انہوں نے سوچا کہ اگر یہ رشتہ ہو جائے تو دونوں کے لیے نہایت مناسب ہے۔ حاجی صاحب کو بلقیس اپنے سب بچوں میں زیادہ عزیز تھی۔ حسن و جمال کے لحاظ سے وہ ہزاروں میں ایک تھی۔ سیرت کے لحاظ سے آدمی نہیں بلکہ فرشتہ کہنا چاہیے۔ باپ کی تربیت سے اُس نے پورا فائدہ اُٹھایا تھا۔ تعلیم نسواں کا خاندان میں دستور نہ تھا اس لیے کلام مجید اور ایک دو مذہبی کتابوں کے سوا اُس نے کچھ بھی پڑھا نہ تھا لیکن پخت و پز اور سینے پرونے میں پوری مہارت رکھتی تھی۔ ان خوبیوں میں سب سے بالا یہ تھی کہ صوم و صلوٰۃ کی بڑی پابند تھی۔ بارہ برس کی عمر سے اُس نے نماز فجر کبھی قضا نہیں کی تھی۔ نماز فجر کے بعد روزانہ چار پانچ پاروں کی تلاوت کرتی تھی۔ ساری برادری میں اُس کی ظاہری اور باطنی خوبیوں کا چرچا تھا۔ اور کئی جگہ سے اُسکے پیام آ چکے تھے۔ لیکن سب سے زیادہ بدرالدین نامی ایک صاحب جنکو سب "بدرو" کہتے تھے اُسکے خواہاں تھے۔ بدرو صاحب حاجی صاحب کی برادری میں تھے۔ والد کا انتقال ہو چکا تھا۔ والدہ اور چند چھوٹے بھائی بہن موجود تھے اُن کا مکان حاجی صاحب کے مکان سے ملحق تھا اور دونوں مکانوں کے بالائی کمرے اور اُن کے سامنے کے صحن تو ایک دوسرے سے ایسے ملے ہوئے تھے کہ ایک ہی مکان کے دو جدا کئے ہوئے حصے معلوم ہوتے تھے۔ بدرو صاحب کبھی کبھی موقع پا کر مکان کے اس اتصال اور موقع کی اس آسانی سے فائدہ اُٹھاتے تھے اور حد نگاہ تک پردہ نشینوں کی پُرتکلف نشستوں اور بے حجابانہ نقل و حرکت سے لطف اندوز ہوتے تھے۔ اسی سلسلہ میں وہ بلقیس کو بھی بارہا دیکھ چکے تھے اور صرف دیکھا ہی نہیں تھا بلکہ اُس سے دوچار ہو کر اشارات و کنایات کی بھی جرأت کی تھی لیکن وہاں ان باتوں کا احساس ہی نہ تھا اور وہ عصمت آفریں نگاہیں یہ سمجھ ہی نہ سکتی تھیں کہ کوئی ہماری طرف اُٹھ رہا ہے۔ بہرحال میاں بدرو اپنے شوق و محبت کا استقبال نہ کئے جانے پر بھی ہزار جان سے شیفتہ تھے اور چاہتے تھے کہ کسی نہ کسی طرح اس "گل گلستان عربی" اور "گوہر درج محبوبی" کو اپنے قبضۂ اقتدار میں دیکھیں۔ اُنکو یہ بھی خیال تھا کہ اس طرح ایک اچھی بیوی ملنے کے ساتھ ہی ایک معقول رقم بھی ہاتھ آئیگی جسکی مدد سے وہ اپنے کاروبار میں نمایاں ترقی حاصل کر سکیں گے۔

(۴)

میاں بدرو نہایت ہوشیار بلکہ چالاک اور اپنے کاروبار میں نہایت ماہر سمجھے جاتے تھے اگرچہ اُن کی عمر ابھی پچیس چھبیس سال سے زیادہ نہ تھی لیکن دکانداری کا ایسا سلیقہ رکھتے تھے کہ خاندان کے بزرگ بھی اُن کا لوہا مانتے تھے۔ جاٹوں اور گوجروں کا تو ذکر ہی عبث ہے جو تہواروں کے موقع پر بچوں کو جوتا پہنانے کے لیے آ جاتے تھے اور میاں بدرو اُلٹے اُسترے سے اُنکی حجامت بناتے تھے۔ اُن کی دوکان پر تو بڑے بڑے چالاک آ کر کان کترا جاتے تھے۔ کوئی خریدار دوکان کا رخ کرے پھر اُسکی جیب میں روپے کی سلامتی دشوار تھی۔ ایک تنگ جوتے کو کھینچ تان کر ڈھیلا ثابت کر دینا اور ایک ڈھیلے جوتے کو یہ کہکر دیکر کہ پاؤں ہمیشہ آرام میں رہیگا جوتے کی عمر زیادہ ہوگی خریدار کے سر منڈھ دینا اُن کے بائیں ہاتھ کا کرتب تھا۔ دیسی مال کو ولایتی۔ مقامی مال کو کلکتہ اور بمبئی کیطرف منسوب کرنا۔ خریدار سے یہ کہنا کہ یہ قیمت صرف آپ کے لیے ہے کسی سے یہ کہنا کہ غلطی سے میں کم قیمت بتا گیا مگر زبان کا پاس ضروری ہے جوتے کو اصلی سے دوہرا کر کے اُس کی پائداری اور مضبوطی ثابت کرنا۔ کمزور جوتے کے متعلق قسم کھا لینا کہ اس کے ساتھ کا جوتا میں نے تین برس پہنا ہے اور اُکتا کر نوکر کو دیدیا ہے۔ غرض ایسے ہزار فقرے اور ہزار طریقے تھے جو میاں بدرو اپنی دوکانداری میں استعمال کرتے تھے۔ اُن کی لسانی اور چرب زبانی میں یہ کمال تھا کہ خریدار اُسوقت تک جب تک جوتے کے ٹانکے اپنی خندۂ دندان نما سے یا اُسکا چمڑا "میں ہوں اپنی شکست کی آواز" کے نعروں سے تردید نہ کرے یہی سمجھتا تھا کہ میں نے دونوں آنکھوں میں خاک جھونک کر دوکاندار کو لوٹ لیا ہے۔ بہرحال بدرو نہایت کامیاب دوکاندار سمجھے جاتے تھے اور اگرچہ حاجی صاحب جن کی دامادی کیلئے وہ تڑپ رہے تھے اُنہیں نہایت نفرت کی نظر سے دیکھتے تھے لیکن برادری کے دیگر اشخاص اُنکو بہت پسند کرتے تھے، اور جانتے تھے کہ ایک دن بدرو بڑے شوروم کا مالک ہوگا۔ میاں بدرو کو چونکہ بلقیس کے ساتھ تعلق طبع پیدا ہو گیا تھا وہ حاجی صاحب کے خیالات اور اُنکے گھر کے حالات معلوم کرنیکا خاص اہتمام رکھتے تھے۔ اس سلسلہ میں جب اُنہیں معلوم ہوا کہ حاجی صاحب کے ہاں خود اُنہی کی تحریک سے حافظ زین العارفین کا پیام آتا ہی تو اُنکو بہت فکر ہوئی۔ اُنہوں نے اپنے پیام کی پھر تجدید کی اور حاجی صاحب اور اُنکی بیوی کی ترغیبات میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا۔ حاجی صاحب کی بیوی کے خیالات میں کسی قدر تبدیلی واقع ہوئی کیونکہ حافظ صاحب کی نسبت میاں بدرو کی آمدنی کچھ زیادہ تھی اور ایک بڑی بات یہ تھی کہ بیٹی ہر وقت نظر کے سامنے رہتی لیکن حاجی صاحب نے یہ دو لفظ کہکر ہمیشہ کے لیے اُنہیں خاموش کر دیا کہ زین العارفین اور بدرو میں اتنا ہی فرق ہے جتنا ایک شیطان اور ایک فرشتے میں۔ ساتھ ہی حاجی صاحب نے بدرو کی والدہ کو کہلا بھیجا کہ میں نے حافظ زین العارفین کو زبان دیدی ہے۔ آپ میرے ہاں اس مقصد سے آمد و رفت کی ضرورت نہیں

میاں بدرو کو یہ قطعی جواب سنکر سخت ناگواری پیدا ہوئی اور وہ انتقام کی تدابیر سوچنے لگو انتقام کی تین صورتیں اُن کے ذہن میں آئیں - ایک یہ کہ زین العارفین کو سرِراہ زدو کوب کیا جائے - دوسری یہ کہ حاجی صاحب کو بذات خود اس توہین کی سزا دیجائے تیسری یہ کہ کسی نہ کسی طرح بلقیس کو گھر سے نکال لیا جائے اور اُسے نکاح پر مجبور کیا جائے یہ تیسری صورت بدرو کو زیادہ پسند آئی اور وہ اُسکی انجام دہی کی تیاریاں کرنے لگا

(۵)

میاں بدرو کا کیرکٹر ٹھیک اُن لوگوں کے مطابق تھا جو ایمان و آبرو کی طرف سے بے پروا ہو کر جسطرح چاہتے ہیں اپنی زندگی بسر کرتے ہیں - اُن کی سوسائٹی بھی اسی قسم کی تھی اور وہ شہر کے چند نوجوان اور بدچلن اشخاص سے دوستانہ تعلقات رکھتے تھے۔ یہ ٹولی اکثر رات کو دس بجے کے بعد بازار میں گشت کرتا تھا جب رونق زیریں منزلوں سے بالائی منزلوں کی طرف منتقل ہو جاتی تھی اور یہ ایک دو بجے تک رقص و سرود کے لطف اُٹھا کر اور اس کار خیر میں دو چار روپے اُٹھا کر گھر کی راہ لیتے تھے - کبھی ہر تیغ مل جاتا تھا تو رست بھر بس اس سے زیادہ بھی دراز ہوتا تھا اور مال غنیمت پوری ایمانداری کے ساتھ آپس میں تقسیم کر لیا جاتا تھا - میاں بدرو کو اپنے ان دوستوں پر بڑا اعتماد تھا اور اُنہیں یقین تھا کہ وہ ان کی بدولت تعزیرات ہند کی ہر دفعہ کو پاش پاش کر سکتے ہیں - انہوں نے اپنا معاملہ ان احباب کے روبرو بیان کیا اور سب نے متفق اللفظ ہو کر کہا کہ یہ بات تو کچھ دشوار نہیں - تمہارا مکان ایسا واقع ہوا ہے کہ آسانی کے ساتھ تمہاری معشوقہ کو اُڑایا جا سکتا ہے - میاں بدرو احباب کی مستعدی اور جانبازی کی طرف سے مطمئن ہو کر دوسری تدابیر میں مصروف ہوگئے - سب سے پہلے تو انہوں نے برادری اور اہل تعارف میں یہ مشہور کیا کہ میں کلکتہ جا رہا ہوں اور اُس کے بعد خانہ نشین ہو گئے - اُنکے احباب ایک وقت معینہ پر اُن کے پاس آتے تھے اور اس معاملہ کے متعلق بات چیت کر کے چلے آتے تھے - آخر ایک دن بدرو کو معلوم ہوا کہ بلقیس کی شادی میں صرف دو ہفتے باقی ہیں اور یہ خبر سُنتے ہی اُس نے محسوس کیا کہ ایک بجلی اُس کے دل پر آگری ہے - ضرورتیں انسان کو دیوانہ بنا دیتی ہیں اور دیوانگی جرأت کی نئی روح پھونک دیتی ہے - وہ کئی دن سے بالاخانہ پر صبح کے وقت کلام مجید پڑھے جانے کی آواز سُن رہا تھا تفتیش کرنے سے معلوم ہوا کہ بلقیس نماز فجر پڑھ کر بالائی کمرہ پر چلی آتی ہے اور گھنٹہ دو گھنٹہ تک کلام مجید کی تلاوت کرتی ہے اور اس تخلیہ کی ضرورت اس لیے پیش آئی ہے کہ چھوٹے بھائی بہن کے شور و غل اور خانہ داری کی چپقلش میں قرآن پاک کی بے حرمتی نہ ہو - بدرو نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور ایک دن اپنے احباب کو بلا کر بالاخانہ میں ٹھہرا دیا یہ چار مضبوط آدمی تھے عین اُس وقت جب بلقیس تلاوت میں محو تھی - دو آدمی بڑی پھرتی سے دیوار پھاند کر نیچے اُترے ایک نے زینہ کا دروازہ اندر سے بند کیا اور دوسرے نے بجلی کی طرح معصوم لڑکی کے سر پر پہنچ کر اُسی کا دوپٹہ اُس کے منہ میں ٹھونس کر بیچی طرح باندھ دیا اور گود میں اُٹھا کر آسانی دوسری طرف منتقل کر دیا - کرایہ کی موٹر دروازہ پر تیار کھڑی تھی - بلقیس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر اسباب کی طرح موٹر میں

ٹھونس دیا گیا - پردے گرا دئے گئے اور وہ پوری پارٹی سوار ہو کر آن کی آن میں میلوں دور نکلگئی -

(۶)

جب بلقیس زنانی حسب معمول نیچے نہیں اُتری تو ماں نے زینہ کے پاس جا کر آوازدی کوئی جواب نہیں ملا کسی قدر وحشت زدہ ہو کر اُوپر پہونچی - دیکھا کہ قرآن رحل پر کھلا ہوا رکھا ہے اور بلقیس کا پتہ نہیں - پھر گھبرا کر نیچے اُتری - احتمال ہوا کہ شاید رفع حاجت کے لئے گئی ہو لیکن یہ خیال غلط ثابت ہوا - گھر کا ہر کمرہ اور ہر گوشہ ڈھونڈا مگر کہیں سراغ نہیں ملا اب تو گھر والوں کے حواس بجا نہ رہے - ہر شخص اپنی جگہ حیرت زدہ اور اشکبار تھا - حاجی صاحب دوکان پر جا چکے تھے فوراً اُنکو بلوا یا گیا لیکن یہ بات اُنکی سمجھ میں نہیں آیا بلقیس سے اُن کو بہت محبت تھی - اس خبر کا یقین ہوتے ہی چکرا گیا سر تھام کر بیٹھ گئے - بڑی دیر کے بعد حواس کسی قدر بجا ہوئے - حاجی صاحب کو فوراً خیال آیا کہ اس حادثہ میں میاں بدرو کا ہاتھ ہے - باہر نکلکر بدرو کو دریافت کیا لیکن معتبر ذرائع سے معلوم ہوا کہ وہ ہفتہ عشرہ سے کلکتہ گیا ہوا ہے - حاجی صاحب نے ایک عورت کو بھیجکر بدرو کے گھر میں تلاش کرایا لیکن کچھ پتہ نہ چلا - ذاتی جستجو میں اس قدر مایوس ہوکر حاجی صاحب سخت کشمکش میں مبتلا تھے کہ اب کیا کریں - اگر وہ پولیس میں اطلاع کرتے تو خاندانی بدنامی کا ملال تھا اگر خاموش رہتے تو دل کسی طرح نہیں مانتا تھا - آخر انہوں نے یہ مناسب سمجھا کہ حافظ زین العارفین سے اس معاملہ میں مشورہ کرنا چاہیئے - تھوڑی دیر میں حافظ صاحب آگئے اور اس خبر کو سُنکر حیران رہگئے اُن کی یہ رائے ہوئی کہ سردست بطور خود جستجو کرنی چاہیئے اور جب ناکامی ہو تو مجبوراً پولیس میں رپورٹ لکھوا دی جائے - حاجی صاحب تو بدرو کی جانب سے مطمئن تھے لیکن حافظ صاحب کا خیال تھا کہ یہ کارروائی اُس کے سوا اور کسی کی نہیں ہے - لیکن سراغرسانی کے لیئے کوئی راستہ سامنے نہ تھا تفتیش کے دیگر ذرائع مثلاً اخبارات میں اشتہارات شائع کرنا - جابجا پوسٹر لگانا - یا کسی انعام کا لالچ دینا وغیرہ اختیار کرنا تو آسان تھا لیکن ان صورتوں میں کامیابی مشتبہ اور بدنامی یقینی تھی - جیسے یہ حاجی صاحب تیار نہ تھے حاجی صاحب کا خیال تھا اور حافظ صاحب کو بھی اس خیال سے اتفاق تھا کہ بدرو بلقیس کو ہمراہ لیکر کسی دوسرے شہر میں چلا گیا ہے - لیکن حاجی صاحب جب بلقیس کی فرشتہ خصالی اور قدرتی حجاب و حیا کا تصور کرتے تھے تو یہ بات کسی طرح اُن کی عقل میں نہیں آتی تھی کہ بدرو اُسے ریل کے سفر پر مجبور کر سکتا ہے اور اسطرح اپنا راز کیونکر محفوظ رکھ سکتا ہے - اس حادثہ کو مشکل دو گھنٹے گزرے ہونگے کہ کالے بادل آسمان پر چھا گئے - مطلع تیرہ و تار ہو گیا اور موسلادھار بارش ہونے لگی آدھ گھنٹہ کی بارش میں یہ عالم ہوا کہ مکانوں کے صحن اور سڑکیں دریاؤں اور تالابوں کا نمونہ پیش کرنے لگیں - آمد و رفت کے سلسلے منقطع ہو گئے - جو شخص جہاں تھا وہیں رہ گیا - رات کے ۱۲ بجے تک یہی حالت رہی اور تفتیش کے جو معمولی ذرائع ممکن تھے وہ بھی ناممکن ہو گئے - دوسرے دن جمنا میں خوفناک سیلاب آیا - تیسرے دن پانی دلدار پل کی سطح کے قریب پہونچگیا - اور دہلی

غازی آباد تک لائن کی غرقابی اور سیلاب کی طغیانی نے ٹرینوں کی آمد و رفت موقوف کر دی ۔

(۷)

حافظ زین العارفین نے بلقیس کی پاکیزہ روی ۔ خوشخوئی اور پابندیٔ صوم و صلوٰۃ کے جو حالات سُنے تھے اور ایسی اچھی بیوی میسر آنے پر اُنہیں زندگی کے آرام بسر کرنے کی جو امید بندھی تھی اُسکے لحاظ سے اور عام انسانی ہمدردی کے تقاضے سے اس واقعہ پر دل کا غمگین و متاثر ہونا لازمی تھا لیکن حاجی صاحب کی طرح وہ بھی بالکل بے بس تھے اور کسی فوری تدبیر پر قدرت نہیں رکھتے تھے ۔ اُنہوں نے صبر و شکر کے سوا چارہ کار نہ دیکھا اور حاجی صاحب کو بھی سمجھا بجھا کر صبر کی تلقین کی ۔ حافظ صاحب جیسے خادمِ خلق اور سوشل ورکر کے لئے سیلاب نے اتنی مصروفیت پیدا کر دی تھی کہ وہ اپنی ذات اور ذاتی مسرت و ملال کو بالکل بھول گئے تھے ۔ جمنا کا سیلاب لمحہ بلمحہ ترقی پذیر تھا اور نہ صرف پُل کو بلکہ شہر کو غرقابی کی دھمکیاں دے رہا تھا ۔ صدہا دیہات اور اُن کے مکان و مکین آسمان و زمین کے اس مشترکہ عتاب سے تباہ ہو چکے تھے ۔ جمنا کی موجیں شاہجہانی قلعہ کی دیواروں سے ٹکراتی تھیں اور دیوانِ خاص کے تماشائیوں کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہم اپالو بندر کی تفریح گاہ میں کھڑے ہیں ۔ حدِ نظر تک پانی تھا ۔ بڑے بڑے درختوں کی شاخ و برگ تنوں کے زیرِ آب ہونے کی وجہ سے ایسی معلوم ہوتی تھیں جیسے سطحِ آب پر نیلوفر کھلا ہو ۔ کچھ دیہاتی جو ملک الموت کی غیر معمولی مصروفیت کے باعث بچ نکلے تھے چھپروں پر بیٹھے ہوئے اور اپنی سلامتی موجوں کی طغیانی کو سپرد کیے ہوئے بہے چلے آ رہے تھے ۔ سو سو کشتیوں اور گاڑیوں کی قطاریں پانی میں بہتی ہوئی ایسی معلوم ہوتی ہیں جیسے ہوا کی نیلگوں فضا میں مرغابیوں یا کبوتروں کے غول اکٹھا اڑتے ہوئے نظر آتے ہیں ۔ ناہموار بتی کے دھواں دینے سے لمپ کی چمنی پر جو پُرخم خطوط پیدا ہو جاتے ہیں یا گرمی و سردی کی تاب نہ لا کر شیشے کے گلاس میں جو بل کھائے ہوئے بال پڑ جاتے ہیں اُنکا منظر سامنے آ جاتا تھا جب تموّج سے ہموار نہ رہنے والی سطحِ آب پر کالے سانپ اپنی ہستی طاقت کو فراموش کیے ہوئے اور اپنی فطرت سے بھی کچھ بڑھ کر پیچ و تاب اور پیچ و خم کھاتے ہوئے دکھائی دیتے تھے ۔ تباہی و بربادی کا یہ عالم تھا اور دیگر خادمانِ خلق کیطرح حافظ زین العارفین ایک بڑے پر جو دو دار کے پچیس تیس تختوں کو رسیوں سے جکڑ کر تیار کیا گیا تھا کچھ سامانِ غذا لیئے ہوئے اور جان کو جان آفرین کے سپرد کیئے ہوئے اُن خانہ بربادوں کو بچا رہے تھے جو تنازع للبقا کے طور پر درختوں کی شاخوں سے آویزاں تھے ۔

(۸)

اسی اثنا میں جب حافظ صاحب اپنے بیڑے کو بڑھاتے ہوئے موضع . . . . کے پاس پہونچے اور لوگوں کو درختوں سے اُتار کر تختوں پر بٹھایا تو دو ہستیوں نے اُنہیں حیرت کے سمندروں میں غرق کر دیا ۔ ان میں سے ایک بدرو تھا اور ایک بلقیس زنانی ۔ دونوں فاقہ کشی اور موت کے خوف سے نیم جاں ہو رہے تھے گویائی اور سماعت کی قوتیں گویا سلب کر لی گئی تھیں ۔ دوسرے دن جب حافظ صاحب کا بیڑہ شہر کے کنارے پہونچا تو اُنہوں نے ان دونوں کو ایک لاری پر بٹھا کر حاجی صاحب کے مکان پر پہونچایا ۔ بارے آسائش کی تدابیر اور آب و غذا سے دونوں کے حواس کسی قدر بجا ہوئے ۔ بلقیس کو فوراً زنانہ میں بھیجدیا گیا تھا اور بدرو مردانہ حصہ میں موجود تھا ۔ جب بدرو بات چیت کرنے لگا تو حاجی صاحب اور حافظ صاحب نے پوچھا کہ "تم نے یہ کیا غضب کیا؟" بدرو نے کہا کہ پہلے کلام مجید منگوائیے پھر میں جواب دونگا ۔ کلام مجید آتے ہی بدرو نے اُسے چوم کر سر پر رکھا اور کہا کہ میں آپ لوگوں کو بحلف یقین دلاتا ہوں کہ میں نے بلقیس کے ساتھ کسی طرح کی دست درازی نہیں کی ہے اور جسطرح وہ گھر سے گئی تھی اُسی طرح واپس آئی ہے ۔ اب میرے خیالات بالکل بدل گئے ہیں ۔ میں نے دوبارہ زندگی پائی ہے اور انشاءاللہ اس دوسری زندگی کو میں خدا کی راہ میں بسر کرونگا ۔ اب میری نالائقی کی سرگذشت سُنیئے (ابتدائی واقعہ بیان کرکے) میرا ارادہ تھا کہ غازی آباد سے سوار ہو کر براہ آگرہ کلکتہ پہونچوں اور بلقیس سے نکاح کر لوں ۔ لیکن موٹر ابھی شاہدرے نہیں پہونچی تھی کہ انجن بگڑ گیا ۔ دو گھنٹے تک ڈرائیور اُسے سنبھالتا رہا لیکن کامیابی نہیں ہوئی ۔ اتنے میں بارش ہونے لگی ۔ میرے دوست یہ کہکر کہ ہم شہر سے دوسری موٹر لاتے ہیں فرار ہو گئے ۔ میں تنہا رہ گیا ۔ بلقیس پاؤں پر پڑی ہوئی تھی ۔ ساری رات پانی ہم پر ٹوٹا ۔ اور بجلی ہم پر تڑپی ۔ موٹر میں پانی بھر گیا تھا اور جس میدان میں وہ کھڑی ہوئی تھی وہاں گھٹنوں تک پانی بھرا ہوا تھا جب صبح ہوئی تو ہم بہزار مشکل موضع . . . کی طرف روانہ ہوئے لیکن ابھی وہاں پناہ کی کوئی جگہ ملنے بھی نہیں پائی تھی کہ سیلاب آ گیا ۔ باشندے درختوں پر چڑھنے لگے ۔ میں نے بلقیس کو ایک درخت پر چڑھا دیا ۔ اور پھر خود بھی ایک شاخ پر جا بیٹھا ۔ جب تک ہم درخت سے اُترے ہیں میرے اور بلقیس کے درمیان ایک کالا سانپ جس کی طرف نظر اُٹھانے کی جرأت دشوار تھی برابر موجود رہا ۔ خوف نے میرے بدن میں خون کا ایک قطرہ باقی نہیں رکھا ۔ آب و دانہ میسر نہ آنے کی تکلیف اس پر مستزاد تھی ۔ اب میں آپ دونوں صاحبوں کے روبرو اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں اور نئے سرے سے مسلمان ہوتا ہوں ۔ یہ کہہ کر بدرو نے باآواز بلند کلمۂ طیبہ پڑھا ۔ اُسکی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز تھیں اور اُس کے چہرہ سے صداقت مترشح تھی ۔ حاجی صاحب بدرو کی سرگزشت سے بہت متاثر ہوئے اور اُنہوں نے اپنے قول سے اُسے معاف کر دیا ۔ اس واقعہ کے دو ہفتہ بعد حافظ زین العارفین اور بلقیس کی شادی ہو گئی اور دعوتِ ولیمہ سے واپس آ کر یہ افسانہ قلمبند کیا گیا ۔

(مولانا) سید ظہور احمد (صاحب چیف ایڈیٹر)

# عورتوں کا کتب خانہ

**خلافت صدیقی** حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مبارک زندگی کے حالات چھوٹی بچیوں اور مستورات کے لئے۔ قیمت ۵ر

**خلافت فاروقی** حضور سرور عالم کے خلیفۂ دوم حضرت عمرؓ کے حالات زندگی چھوٹی بچیوں اور مستورات کے لئے قیمت پانچ آنے ۵ر

**خلافت عثمانی** حضور سردار دوجہاں کے خلیفۂ سوم حضرت عثمانؓ کے حالاتِ زندگی چھوٹی بچیوں اور مستورات کیلئے قیمت پانچ آنے ۵ر

**خلافت حیدری** رسول پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خلیفۂ چہارم حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی مبارک زندگی کے حالات بچیوں اور مستورات کے لئے۔ قیمت ۵ر

**فتح سرمدی** خواتین اسلام کے لئے پردے اور بے پردگی کے متعلق شرعی احکام اور دلچسپ بحث دیکھنی ہو تو فتح سرمدی منگائیے ۲ر

**ہدایۃ الزوجین** میاں بیوی کے حقوق کا مختصر بیان۔ قیمت ۲ر

**انشاء النسواں** مستورات اور لڑکیوں کو صاف شستہ اردو زبان میں خط و کتابت سکھانے کے لئے بہترین تصنیف۔ قیمت ۸ر

**جمیلہ خاتون** مانگے کا زیور پہننے کی خرابیاں ایک ضدی اور ناسمجھ خاتون کیسے راہ راست پر آئی۔ قیمت ۳ر

**حوران جنت** مسلمان۔ عالمہ۔ فاضلہ۔ شاعرہ۔ محدثہ۔ اور فقیہا بیبیوں کے تاریخی حالات اور ان کی زندگی کے دلچسپ واقعات۔ قیمت ۴ر

**شریف بیبیاں** دنیا کی مشہور۔ عالمہ۔ فاضلہ۔ شاعرہ۔ اور نیک طینت شہزادیوں کے دلچسپ حالات درج ہیں۔ قیمت ۵ر

**محب وطن خواتین ہند** ۲۲ ایسی خواتین کے حالات درج ہیں جنھوں نے اپنے ملک کی خاطر مصیبت مشکل اور تکلیف برداشت کی قیمت ۸ر

**دایہ** جس میں ایام حمل سے لیکر عالم زچگی کی چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی شکایات اور امراض کا ذکر مع علاج کے لکھا گیا ہے قیمت ۸ر

**خالدہ ادیب خانم** وزیر تعلیمات ٹرکی خالدہ ادیب خانم کی سوانحعمری

**طبیب العائلہ** حمل و رضاعت اور بچوں کی پرورش و پرداخت اور عورتوں بچوں کے مخصوص امراض کے بیان میں اور ان خطرناک بیماریوں کے ذکر میں بہترین تصنیف۔ قیمت ۸ر

**تذکرہ خواتین دکن** جسمیں سرزمین دکن کی نامور ممتاز صاحب سیف اور اہل قلم خواتین کے حالات درج ہیں۔ اس کے علاوہ شہزادیوں کے ایسے دلچسپ اور ولولہ خیز واقعات موجود ہیں جو خواتین کو پستی کے غار سے نکالکر ترقی کے اعلیٰ ترین کنگرے پر پہنچا سکتے ہیں۔ قیمت ۸ر

**ناصح مشفق** یہ کتاب ایسے سو قیمتی نصیحت کے جواہرات کا مجموعہ ہے جسکو پڑھنے کے بعد ہر عورت۔ کنبہ میں برادری میں۔ چھوٹوں میں بڑوں میں میکے میں سسرال میں غرض ہر شخص کے دل میں جگہ پیدا کر سکتی ہو۔ ۴ر

**نصیحت کا کرن پھول** اگر تم چاہتی ہو کہ تمہاری معلومات میں بہت کچھ اضافہ ہو جائے اگر تم کو خواہش ہو کہ تمہاری واقفیت بہت زیادہ بڑھ جائے تو مولانا محمد حسین صاحب آزاد کی یہ کتاب دیکھو نہایت دلچسپ نہایت مفید۔ قیمت ۸ر

**روداد قفس** مامتا۔ حسن سیرت بچپن کی یاد بیٹیوں کی فریاد۔ ماں کا پیام شوہر پرستہ۔ بیوی کا محبت نامہ۔ لوری۔ بہن کا خط۔ دلہن کو نصیحت۔ صدائے راشد۔ مظلوم حسینہ روضہ اقدس پر۔ سرخاب کا آخری دم جیسی دلچسپ نظموں کا مجموعہ جو مولینا راشد صاحب کے قلم کا نتیجہ ہے شاید کسی خاتون کو چار آنے میں خریدنا ناگوار نہیں معلوم ہوگا۔

**چار چاند** تمہارے بھولے بھالے ننھے منے ننھی ننھی معصوم بچیاں جب محبت بھری نگاہ سے تم کو دیکھتی ہیں تو تمکو کس قدر ان پر پیار آتا ہے مگر یہ پیار جھوٹا ہے حقیقی پیار یہ ہے کہ تم انکی اخلاقی حالت درست کرو ان کو تربیت دو۔ نصیحت آموز کہانیاں سناؤ چار چاند میں نہایت دلچسپ اور مفید کہانیاں درج ہیں۔ قیمت ۵ر

**آزادی اور بے پردگی** پردہ پر ڈپٹی نذیر احمد صاحب کا مشہور لیکچر۔ قیمت ۳ر

**عائشہ صدیقہ** حضرت عائشہ صدیقہ کے حالات۔ قیمت ۳ر

**خاتون جنت** حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی مکمل سوانحعمری باتصویر قیمت ۱۲ر

**رسول عربی** مستورات کے لیے کالی زلفوں والے۔ کالی کملی والے پیارے رسول مدنی کی مفصل اور جامع سوانحعمری۔ صفحات ۱۶۴۔ قیمت ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۸ ر

**بہشتی جھومر** قصہ کے پیرایہ میں مستورات کو مذہبی اور دینی عقاید و مسائل بتانے والی۔ تہذیب و اخلاق کا سبق دینے والی اور حقوق شوہر اور خانہ داری سکھانے والی نہایت مفید کتاب صفحات ۱۰۸ قیمت ۱۲ ر

**آداب نسواں** آداب نسواں کے مطالعہ کے بعد ایک بدخلق سے بدخلق اور آداب سے بالکل نابلد خاتون اخلاق و آداب کی زندہ تصویر بن سکتی ہے۔ صفحات ۳۲ قیمت ۔۔۔۔۔۔۔ ۶ ر

**حسن و صحت** حسن بٹنا ملنے سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ صحت خمیرہ اور معجونوں میں پوشیدہ نہیں ہے بلکہ خود تمہارے قبضہ میں ہے۔ حسن و صحت منگا کر پڑھو۔ اس پر عمل کرو اور آئینہ دیکھو۔ حسن و تندرستی کی تم ملکہ نظر آؤ گی صفحات ۱۰۸ قیمت ۶ ر

**گھر اور گھر والی** اگر صحیح معنوں میں شوہر کی پیاری بیوی۔ بچوں کی عاقبت اندیش ماں۔ گھر کی ہوشیار منتظم بننا چاہتی ہو تو یہ کتاب پڑھو اور اسکی تدابیر پر چلو صفحات ۴۸ قیمت ۳ ر

**اصلاح الرسوم** تمہاری رسم پرستی نے تم کو تباہ و برباد کر دیا اس کتاب کو پڑھ کر رسموں کی اصلاح کرو اور بدعت سے بچو ۔۔۔۔۔۔۔ صفحات ۴۰ قیمت ۳ ر

**راہ جنت** اگر تم جنتی بی بی بننا چاہتی ہو تو یہ کتاب پڑھو یہ خضر راہ بنکر تم کو باغ ارم کا سیدھا اور سچا راستہ بتائیگی صفحات ۴۸ قیمت ۳ ر

**جذبات اسلام** مستورات کے لیے شبلی۔ حالی۔ اقبال۔ اور دیگر نامور شعرا کی مفید نظموں کا مجموعہ صفحات ۶۰ قیمت چار آنے ۴ ر

**نیا باورچی خانہ** اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری مستورات کو عمدہ سے عمدہ اور لذیذ سے لذیذ کھانے پکانے آجائیں اور مٹھائیاں بھی تیار رہوں تو یہ کتاب بڑی کارآمد ثابت ہوگی۔ ۔۔۔۔ صفحات ۱۰۰ قیمت ۶ ر

**ترکی کھانے** ترکی کھانے لذیذ بھی ہوتے ہیں اور طبی اصول سے مفید ہیں۔ اس کتاب میں ترکی کھانے کے تیار کرنے کے نہایت آسان طریقے بتائے گئے ہیں۔ صفحات ۴۰ قیمت ۳ ر

**صنعت خانہ** مستورات کے لیے نہایت مفید اور آسان صنعت و حرفت۔ اس کتاب کے ذریعہ سے پردہ میں بیٹھکر عورتیں بہت کچھ کر سکتی ہیں۔ صفحات ۷۰ قیمت ۴ ر

**رنج و راحت** ہر خوشی کو غم کی تمہید اور غم کو خوشی کا پیغام سمجھو۔ ایک نہایت دلچسپ قصہ میں رنج اور مصیبتوں کے بعد راحت و آرام کی زندگی دکھائی گئی ہے۔ صفحات ۱۲۴ قیمت ۸ ر

**وبال جان** ایک بی بی زیور کی بہت لالچی تھیں۔ دوسری بی بی زیور سے نفرت کرتی تھیں۔ تیسری بی بی کو نہ تو زیور سے نفرت تھی نہ رغبت ہی تینوں کے حالات نہایت دلچسپ قصے کے پیرایہ میں دکھائے گئے ہیں۔ صفحات ۶۸ ۔۔۔۔۔۔۔ قیمت ۷ ر

**عقیلہ بیگم** عقیلہ بیگم نے کفایت شعاری کی بدولت ایک مفلس لڑکا بیگم مالدار جوہری بنا دیا۔ اسکو پڑھ کر مستورات اعلیٰ درجہ کی منتظم۔ کفایت شعار اور روشن خیال بن سکتی ہیں۔ قیمت ۳ ر

**لائق ماں کا لائق بیٹا** ایک شخص کے دو بیبیاں تھیں۔ تعلیم یافتہ بیوی نے اپنے لڑکے کو لائق بنالیا۔ جاہل بیوی کے بچے جاہل ہی رہے۔ اس قصہ میں تعلیم یافتہ اور جاہل ماؤں کا مقابلہ دکھایا ہے۔ صفحات ۶۰ قیمت ۔۔۔۔۔۔۔ ۴ ر

**رباعیات حالی** خواجہ حالی کی ان رباعیات کا مجموعہ جنہوں نے مجھکو حیران بنا دیا۔ قیمت ۔۔۔۔۔ ۳ ر

**مسدس حالی** خواجہ حالی کا مشہور مسدس "مد و جزر اسلام" قیمت چھ آنے ۔۔۔۔۔ ۶ ر

**چپ کی داد** خواجہ حالی کی مشہور نظم جس میں طبقہ نسوانی کی حمایت ہیں۔ قیمت ۔۔۔۔۔۔۔ ۲ ر

**بزم خواجہ** مستورات کے پڑھنے کی نہایت انتخاب غزلیں قیمت تین آنے ۔۔۔۔ ۳ ر

**بزم صابری** خواتین اسلام کو اگر غزلوں سے شوق ہے تو یہ غزلیں پڑھیں۔ ۔۔۔۔۔۔ قیمت ۳ ر

**مناجات بیوہ** خواجہ حالی کی مشہور مناجات بیوہ اور مثنوی حقوق اولاد ۔۔۔ قیمت ۵ ر

## تمہاری بہن ضیا بانو کی لکھی ہوئی دو ناول

بے حد مفید اور بے حد دلچسپ ہیں۔ خواتین کو ایسے مفید ناول ضرور پڑھنے چاہئیں۔ چونکہ یہ ان کی معاشرت اور اخلاق پر نہایت خوشگوار اثر ڈالتے ہیں۔

ایک انجام زندگی ہے جس کی قیمت ۸ ر ہے

دوسرا فریب زندگی ہے جس کی قیمت ۴ ر ہے

منیجر خواجہ بکڈپو دھلی

سرتاج مقویات
نوشین
غذا بھی
دوا بھی
تریاق بھی
جنکو دماغی محنت زیادہ کرنی پڑتی ہے، جنکا بدن خون کی کمی سے سفید پڑجاتا ہے، جنکو ہمیشہ نزلہ زکام کی شکایت رہتی ہے، جنکا
تھوڑی سی مشقت سے سانس پھول جاتا ہے جنکی بینائی اور قوت حافظہ کمزور ہے جنکی کمر اور جوڑوں میں درد رہتا ہے جنکو پیشاب زیادہ
آتا ہے، جو ہمیشہ سست اور پریشان رہتے ہیں، جو کسی مخفی بیماری یعنی جریان، سیلان الرحم، ضعف باہ وغیرہ میں مبتلا ہیں، غرض وہ سب لوگ جن کا دل، دماغ
جگر، معدہ یا گردے کمزور ہیں نوشین کے باقاعدہ استعمال سے بفضلہ تعالیٰ چند روز میں تندرست و توانا ہو سکتے ہیں۔
"نوشین" نہایت معتدل، خوش ذائقہ اور بے ضرر حلوا ہے، گرمی خشکی مطلق نہیں کرتا، ہر موسم میں استعمال ہو سکتا ہے، ہر قسم کی
کمزوری دور کرنے اور تندرستی قائم رکھنے میں عجیب الاثر ہے، بیش قیمت خطرناک کشتوں سے بھی اکثر وہ مجموعی فوائد حاصل نہیں ہوتے جو بفضلہ
تعالیٰ اس کم قیمت اور بے ضرر غذا دوائی سے حاصل ہو جاتے ہیں، تندرست دماغی کام کرنے والوں کو نوشین کا نفع پہلے ہی روز اور جریان
و ضعف باہ کے مریضوں کو ایک ہفتہ کے بعد یقیناً محسوس ہونے لگتا ہے قیمت
نوشین سرتاج مقویات ہے
غذا کا بھی کام دیتا ہے دوا کا بھی اور تریاق کا بھی، نوشین اعضا اور قوتوں سے زبردستی کام نہیں
لیتا بلکہ بتدریج پرورش کرکے انکو کام کرنے کے قابل بنا دیتا ہے۔
نوشین بدن میں مصنوعی اور عارضی نہیں بلکہ قدرتی اور دیرپا قوت پیدا کرتا ہے۔
نوشین سے بدن کا وزن بڑھتا ہے، خون بڑھتا ہے، عمر بڑھتی ہے، خوشی اور
آسائش بڑھتی ہے۔ نوشین سے لطیف اور ضروری غذائیں خوب ہضم ہوتی ہیں۔ اسی لیے
نوشین سرتاج مقویات ہے
نوشین سے ان بیماریوں کو
یقیناً نفع ہوتا ہے
(۱) دل کی کمزوری (۲) دماغ کی کمزوری (۳) جگر کی کمزوری
(۴) گردوں کی کمزوری (۵) باہ کی کمزوری (۶) جریان (۷) کثرت
احتلام (۸) سرعت انزال (۹) نزلہ زکام (۱۰) دل کی دھڑکن
(۱۱) سانس پھولنا (۱۲) کمر کا درد (۱۳) جوڑوں کا درد (۱۴) زیادتی
پیشاب (۱۵) سیلان الرحم (۱۶) وحشت و گھبراہٹ وغیرہ۔
قیمت
دس خوراک ...... دو روپے
بیس خوراک ...... چار روپے
چالیس خوراک ...... آٹھ روپے
منیجر کارخانۂ نوشین۔ چاند بلڈنگ۔ دہلی

اصلاحی ناول
اس ناول میں ایک تعلیم یافتہ نوجوان اور ایک طوائف کے جذبات دکھائے گئے ہیں۔ موجودہ ہوس پرستی اور طوائفوں کی زندگی پر فلسفیانہ بحث کی گئی ہے قیمت
سعادت
اس ناول میں دہلی کی ایک تعلیم یافتہ چلبلی پرزہ خوبصورت طوائف کے حالات پر روشنی ڈالی گئی ہے اور نوجوانوں کو قصہ کے پیرایہ میں اسنے پرہیز کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ قیمت ۸/
شاہد رعنا
دہلی کی ایک مشہور طوائف کی خودنوشت سوانح عمری۔ اس میں حسین طوائف نے بتایا ہے کہ ہمارا فرقہ کس طرح نوجوانوں کو پھنسا کر اپنا گرویدہ بنا لیتا ہے۔ قیمت
سزائے عیش
اس ناول میں عیاشی کی حقیقت اور اسکے نتائج پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس فسانہ کو پڑھنے کے بعد نوجوانوں کو ان مکاروں سے نفرت ہو جائیگی قیمت
انجام عیش
اس ناول میں پاکبازانہ اور بدکارانہ زندگی کا تقابل کر کے دکھایا گیا ہے نہایت دلچسپ اور مفید ناول ہے۔ قیمت ۱۰/
سراب عیش
اس ناول میں طوائف سے نکاح کر کے بہو بیٹیوں میں ملانے کے بُرے نتائج دکھائے گئے ہیں۔ اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ نکاح کے بعد بھی طوائف طوائف ہی رہتی ہے قیمت ۱۰/
لطف زندگی
قاری صاحب کے قلم سے نکلا ہوا ایک نہایت دلچسپ فسانہ۔ اس فسانہ کے پڑھنے کے بعد آپ کو اندازہ ہوگا کہ دنیا میں لوگ کس کس طرح زندگی بسر کر رہے ہیں۔ قیمت صرف ۲/
دل کا عجائب خانہ
قاری سرفراز حسین صاحب کے پھڑکتے ہوئے مضامین اور افسانوں کا مجموعہ۔ قیمت صرف ۶/
ملنے کا پتہ
علی مظفر ہاشمی منیجر خواجہ بک ڈپو و دفتر ادارہ اشاعت دہلی
دو آنے
فی روپیہ کمیشن محصول ان معزز خریداران کو دیا جائیگا جو اس فارم پر فرمائش کتب روانہ کرینگے
منیجر صاحب! السلام علیکم۔ مندرجہ ذیل کتب بعد وضع کمیشن بذریعہ وی پی بھیجئے
قیمت | تعداد | نام کتاب
نمبر خریداری ۔ ۔ ۔ نام ۔ ۔ ۔
مفصل پتہ ۔ ۔ ۔
خط و کتابت کا پتہ لکھیے
علی مظفر ہاشمی منیجر خواجہ بک ڈپو دہلی

# ایک گلی میں چار ولی

چار ولیوں کی چار کتابیں اگر آپ پڑھنا چاہتے ہیں تو مجموعہ سفینۃ ملاحظہ فرمائیے
پہلا رسالہ مصنفہ حضرت قاضی حمید الدین ناگوری آثار وخلیفہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ۔ جو عشق ومحبت اور معرفت الٰہی اور تصنعت میں عجیب دلچسپ کتاب ہے۔
دوسرا رسالہ وجد کے بیان میں حضرت شاہ نعمت اللہ ولیؒ نے تحریر فرمایا ہے۔
تیسرا رسالہ حضرت میر کبیر سید علی ہمدانیؒ نے روح ونفس وغیرہ کے متعلق لکھا ہے۔
چوتھا رسالہ عشق نامہ یعنی حضرت مولانا ناصری علیہ الرحمۃ کا مشہور ومعروف ترجمہ منہ ہے۔ قیمت صرف آٹھ آنے (۸؍)

# دُنیا سے نفرت ہوگئی

اور حضرت ذوقی شاہ جو علیگڑھ کالج کے گریجویٹ تھے تمام دنیاوی عیش وعشرت چھوڑ کر حضرت نظام الدین اولیا محبوب الٰہی کے قدموں میں جا پڑے اور اسی کیفیت کے عالم میں آپ نے ایک کتاب برزخ لکھی جس میں کلام مجید اور احادیث کے حوالے سے جناب نے حضرت نے یہ اہم مسئلہ کہ موت کے بعد اور قیامت سے پہلے انسان پر کیا گزرتی ہے، نہایت مفصل طور پر تحریر فرمایا ہے، نہایت دلچسپ اور نہایت مفید کتاب ہے۔ قیمت عہ؍

# اللہ میاں سے راز و نیاز

سوز وساز، سکون واضطراب، حال وقال اور وجد ووصال اہل اللہ کے لئے ایک لازوال روحانی خزانہ ہے۔ اگر آپ بھی ان کیفیات سے لطف اندوز ہونا چاہتے ہیں تو وجدانی نشتر پڑھیے جس میں اہل اللہ کے ایسے صدہا واقعات درج ہیں جن پر کیفیتیں طاری ہوئیں۔ قیمت عہ؍

# اگر آپکا دل تفریح کا طالب ہے

تو وہ تفریح حاصل کیجئے جو ایک سچے مسلمان کے لئے نعمت ہو خدا کے نیک بندوں کے حالات پڑھئے حکایات الصالحین میں سینکڑوں بزرگوں اولیاء اللہ اور پیغمبروں کی نہایت عجیب حکایتیں درج ہیں، ایسی کتاب کا پڑھنا باعث تفریح ہی نہیں ہے بلکہ باعث برکت بھی ہے ۱۲؍

# مسلمان آریہ ہوگئے

تو ہو جانے دیجئے، وہ پہلے ہی بے دین تھے، اگر ان کے عقائد درست ہوتے تو دنیا کی کوئی طاقت ان کو اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہیں ہٹا سکتی تھی۔ ایسے وبائی دور میں مسلمانوں کو چاہیئے کہ عقائد صوفیہ پڑھیں تاکہ ان کے عقائد کی کمزوری دور ہو جائے اس کتاب میں عقائد اسلامی کو نہایت وضاحت کے ساتھ مدلل پیرایہ میں بیان کرکے بے دینوں کے اعتراضات کو لغو اور خلاف عقل ثابت کر دیا ہے۔ قیمت ۸؍

منیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی سے طلب کیجئے

# چاروں کتابیں مفت

جو صاحب دس لکھے پڑھے مسلمانوں کے مفصل پتے روانہ فرمائیں گے انکو ایک کتاب مفت ۲۰ پتوں پر دو کتابیں۔ ۳۰ پتے روانہ کرنے پر تین کتابیں۔ اور جو صاحب چالیس پتے روانہ کریں گے ان کو چاروں کتابیں مفت دی جائیں گی۔

## بے روزگار کا سہارا

جس وقت افلاس کی تنگدستی غربت کی مصیبت انسان کو دیوانہ بنادیتی ہے جس وقت عقل معاش بالکل بیکار ہو جاتی ہے ایسے نازک وقت میں۔ ایسی مصیبت میں۔ اس بے سروسامانی میں بے روزگار کا سہارا آپ کو افلاس کی پستی سے نکال کر فارغ البالی کی دنیا میں پہونچا دے گا۔ آپ کی مصیبتیں راحت کی نظر آنے لگیں گی۔ آپ کی کامیابی پر دنیا کو حیرت ہو گی۔ اس کتاب میں قلیل سرمایہ سے تجارت کرنا بتایا گیا ہے اور اس قسم کی اشیا بنانے کی تدابیر بتائی گئی ہیں جنکو آپ گھر میں بیٹھ کر بآسانی تیار کر سکتے ہیں اور نہ صرف آپ فکر معاش ہی سے آزاد ہو سکتے ہیں بلکہ بہت ممکن ہے کہ یہ کتاب آپ کو فارغ البالی اور خوشحالی کی دنیا تک پہونچا دے۔

## کتاب الشفا

کیا خدانخواستہ آپ کچھ علیل ہیں کیا آپ خدانخواستہ ایسے امراض میں گرفتار ہیں جن کے اظہار میں شرم دامنگیر ہوتی ہے۔ کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ آپ کسی ڈاکٹر یا حکیم کے ممنون منت نہ ہوں۔ کیا آپکی یہ تمنا ہے کہ آپ اپنا علاج ایک قابل سے قابل ڈاکٹر سے بھی بہتر کریں۔ کیا آپکی یہ خواہش ہے کہ آپ امراض مخصوص کے ایک ماہر طبیب بن جائیں۔ اور اگر آپ خوش قسمتی سے تندرست ہیں اور ان امراض مخصوصہ کے ابھی تک شکار نہیں بنے ہیں تو کیا آپ کی یہ خواہش نہ ہوگی کہ آپ ہمیشہ ان سے محفوظ رہیں۔ آپ عیش وکامرانی کے ساتھ زندگی بسر کریں آپ اپنی اس لذت کو جو دنیا کی ہزار لذتیں قربان ہیں ترقی دے سکیں اگر آپ یہ سب کچھ چاہتے ہیں تو کتاب الشفا منگا لیجئے پڑھیئے اور عمل کیجئے۔

## تسخیر محبوب

جسکو قدرت کی طرف سے محبت جیسی نعمت نہیں ملی وہ دنیا کی ایک بڑی لذت ہی سے محض نا آشنا نہیں ہے بلکہ اس کے انسان ہونے میں بھی شبہ ہے۔ انسان محبت کا بندہ ہے شاید ہی کوئی ایسا متنفس ہو جسکو کبھی نہ کبھی کسی سے محبت نہ ہوئی ہو اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی محبت کامیاب ہو۔ آپ کا محبوب بھی آپ کے لئے بے چین ہو۔ آپکے ہر اشارہ پر آپ کا مطلوب سر تسلیم خم کرنے کے لئے آمادہ نظر آئے آپکا محبوب آپکی مٹھی میں ہو آپکے قبضہ میں ہو تو تسخیر محبوب دیکھئے جسکا ہر عمل آپکو حیرت میں ڈالدیگا

## خیالی معشوقہ

دنیا میں ہزاروں پھول کھلتے ہیں اور مرجھا جاتے ہیں۔ دنیا میں صدہا اس قسم کے واقعات پیش آتے رہتے ہیں جنکے مقابلہ میں بہتر سے بہتر ناول بھی کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ شوکت علی صاحب فہمی نے جو خیالی معشوقہ کے نام کا افسانہ تحریر فرمایا ہے وہ دہلی کا ایک سچا واقعہ ہے نہایت دلچسپ ہے۔ درد بھری ہوئی کہانی کا ایک نمونہ ہے دوستوں کے ذریعے بچنے کا ذریعہ ہے اور اسکا ثبوت ہے کہ عشق مجازی کو مجبوری کی شکل میں کیا اسلام...

# دواخانہ ہاشمی دہلی کی مجرب ادویہ

## مردوں کے لیے

## عورتوں کے لیے

## بچوں کے لیے

Registered L. No 1513 — Established in 1921.

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً

چیست دُنیا؟
از خدا غافل بُدَن
نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

مُسلمانوں کو دینداری اور دنیاداری کی صحیح تعلیم دینے والا ماہوار رسالہ

# دین و دنیا

جو

ہر مہینے نظامیہ دارالاشاعت۔ خواجہ بُک ڈپو دہلی سے شائع ہوتا ہے

چیف ایڈیٹر:۔ ترجمانِ فطرت مولانا سیّد ظہور احمد صاحب چشتی شاہجہانپوری

ایڈیٹر:۔ مُفتی سیّد شوکت علی صاحب فہمی

پروپرائٹر:۔ ابوالمظفر سیّد محمّد انوار ہاشمی

ہر خریدار کو اختیار ہے
دیکھے ہوئے پرچے احتیاط سے واپس کرکے اپنی
ادا کردہ کل قیمت ہم سے واپس منگالے

سالانہ چندہ معمولی کاغذ
سالانہ چندہ اعلیٰ کاغذ

Muslim Art Studio, Delhi — Written by "Jari"

# اللہ جلّ جلالہٗ اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○

(مطلب) تم میں ایک جماعت ایسی بھی ہونی چاہیے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور نیک کام کرنے کی ہدایت کرے، جو لوگ اس خدمت کو سرانجام دینگے وہ فلاح پائینگے۔

پ - آل عمران - ع

کیا ارشادِ الٰہی کے بموجب آپ فلاح حاصل کرنا چاہتے ہیں، کیا کلام الٰہی کی پابندی کی خاطر آپ ایثار اور قربانی کے لیے تیار ہیں، اگر نہیں تو آپ کو ہونا چاہیے، کیونکہ آپ مسلمان ہیں، نبی آخر الزمان کی اُمت میں ہیں۔ اُس اُمت میں ہیں جس میں پیدا ہونے کی تمنا انبیا کو بھی، پس

## لوگوں کو نیکی کی طرف بلائیے اور نیک کام کرنے کی ہدایت کیجیے

ایک سچے مسلمان کے لیے کلام الٰہی میں حصہ لینے سے بڑھکر اور کوئی نیک کام نہیں، اگر آپ رضائے الٰہی حاصل کرنا چاہتے ہیں، اگر آپ سبز گنبد والے نبی کی شفاعت کے امیدوار ہیں، تو کلام الٰہی کی اشاعت میں خود بھی حصہ لیجیے اور دوسروں کو بھی اس نیک کام میں شریک ہونے کے لیے آمادہ کیجیے، خدا نے آپ کو علم دیا ہے، خدا نے آپ کو سمجھ عطا کی ہے، اپنے ذہن میں خود فیصلہ کیجیے کہ کیا اس سے بڑھکر کوئی اسلامی خدمت ممکن ہے؟ اپنے علم سے کام لیجیے، اپنی سمجھ سے فائدہ اُٹھائیے اور اُن لوگوں کو جو تاریکی میں پڑے ہوئے ہیں ایمان کی روشنی کی طرف لے جائیے، تاکہ آپ قیامت کے دن حضور سرورِ عالم صلعم کی شفاعت کے مستحق بن سکیں۔

## وہ کلام پاک جس کی اشاعت میں حصہ لینے کے لیے دعوت دی جا رہی ہے آپ کو ہدایت کرتا ہے

اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ۞ کہف ع

(مطلب) مال اور اولاد تو اس دنیاوی زندگی کی چند روزہ بہار ہیں ثواب اور آئندہ کی توقعات کے لحاظ سے وہ نیک عمل جن کا اثر دیر تک باقی رہے خدا کے نزدیک مال و اولاد سے بہتر ہیں۔

آپ دنیاوی لذت کے لیے، تفریحِ طبع کی خاطر، دنیا والوں کے دکھاوے کے لیے، نفسِ ملعون کو خوش کرنے کے واسطے دس روپے کی رقم پھینک دیتے ہیں، کیا خدا کو خوش کرنے کے لیے، کیا رسول اللہ کی خوشنودی کے لیے، کلام الٰہی کی اشاعت کے لیے، اُخروی نعمت کے لیے آپ دس روپے کی قربانی گوارہ نہ کریں گے۔

## اسلامی غیرت کو حرکت میں لائیے

مجھکو بار بار توجہ دلانے کا موقع نہ دیجیے، یہ کسی معمولی کتاب کا کام نہیں ہے، کلام الٰہی کی خدمت ہے، میں دین و دنیا کے خریداروں کے حلقہ پر فخر کیا کرتا ہوں کہ وہ خواجہ ڈپو سے تجارتی تعلق نہیں رکھتے بلکہ انہیں دلی تعلق ہے، اس لیے میں ان سے اپیل کرتا ہوں کہ بہت دیر ہو چکی، اب وہ وقت آ گیا ہے کہ ہر خریدار میری طرح اپنے اوپر کلام مجید کی اشاعت فرض کر لے اور اس نیک کام کو ایک مذہبی فرض سمجھکر انجام دے، الف سے ی تک ہر خریدار کی پیشگی رقم فروری ۳۵ء کے اخیر تک پہنچ جانی چاہیے اگر آپ نے اب بھی بے توجہی سے کام لیا تو میں آپ کو اس کارِ خیر میں شریک کرنے کے لیے دس روپے کا وی پی ارسال کروں گا، اگر خدانخواستہ اُس میں بھی کاہلی ہوئی تو میں خود آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو مجبور کروں گا کہ آپ کلام الٰہی کی اشاعت میں حصہ لیں، مجھے امید ہے کہ آپ کلام مجید کی اشاعت کے اخراجات، وی پی اور سفر خرچ کا اور اضافہ کرنے کا موقع نہیں دیں گے، دس روپے کی پیشگی رقم ارسال فرما کر آپ ایک مذہبی فرض ہی سے سبکدوش نہیں ہونگے بلکہ آپ کو پانچ روپے کا دنیاوی فائدہ بھی ہوگا۔

## جو اصحاب دس کلام مجید کے لیے پیشگی رقم ارسال فرمائینگے اُن کو ایک کلام مجید نذر کیا جائیگا

آپ کو بظاہر تکلیف دینے والا

**ابو المظفر سید محمد انوار ہاشمی**

مالک خواجہ ڈپو، نظامیہ دار الاشاعت و رسالہ دین دنیا دہلی

سلسلہ تعلیم تجارت
مُراسلات تجارت
اس کتاب میں محض خط وکتابت کے ذریعہ سے یورپ سے
تجارت کرنے کے اصول اور راز بتائے گئے ہیں، اگر آپ کو یہ راز معلوم
ہو جائیں تو آپ محض ایک رجسٹری شدہ لفافہ کے ذریعہ سے ایجنسی کی صورت
میں ہزاروں کا مال یورپ سے منگا سکتے ہیں، اس میں ہر قسم کی تجارتی خط وکتابت
انگریزی مع اردو ترجمہ خط وکتابت متعلقہ، بوٹس اینڈ شوز مرچنٹس،
جنرل مرچنٹس، میڈیسنز، کافی، ٹی، ڈیلرز، کلوتھ مرچنٹ، بک سیلرز
پبلشرز واسٹیشنرز اور تمام دوسرے یورپ کے تجاروں سے خط وکتابت کرنے کے
راز بیان کیے گئے ہیں، یہ کتاب ایس، اے قادری تعلیم یافتہ
سکریٹریز ایسوسی ایشن (لندن) کارپوریشن آف اکاؤنٹس
(گلاسگو) سنٹرل ایسوسی ایشن آف اکاؤنٹس (لندن) لندن
چیمبر آف کامرس کی تصنیف ہے، اردو میں ایسی بہتر کتاب
آج تک نہیں شائع نہیں ہوئی قیمت ۱۲
منیجر خواجہ بک ڈپو دھلی

# مصورِ غم علامہ راشد الخیری کی لڑکیوں اور عورتوں سے دُو دُو باتیں

## منازل السائرہ

ول کے پیرایہ میں لڑکیوں کی تربیت ہ بلیے عالمِ شیرخواری سے لیکر شادی تک، ہکمل تعلیم، نہایت دلچسپ اور کارآمد سنیف، اس ناول میں مصنف نے عورتوں ر لڑکیوں کے تاریک پہلوؤں پر روشنی الی ہے تاکہ خود بخود کتاب پڑھنے کے بعد لاح کا مادہ پیدا ہوجائے، اسمیں سائرہ کی زندگی شادی تک کے عبرت انگیز سانحے دکھائے گئے ہیں۔ عطہ ر

## جوہرِ قدامت

عورتوں کو موجودہ زمانہ میں فیشن اور آزادی کی زہریلی ہوا سے محفوظ رکھنے کی غرض سے یہ کتاب لکھی گئی ہے، وہ مستورات جو مغربی تقلید پر مٹی ہوئی ہیں اور وہ نوجوان جو یورپ کے ایمان شکن اتباع کی طرف مائل ہیں اس ناول کو ضرور پڑھیں اور یہ معلوم کریں کہ وہ آبِ حیات کے دھوکہ میں زہر پی رہے ہیں

قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے

## عروسِ کربلا

اس کتاب میں کربلا کے تاریخی واقعات شہادتِ امام کی دل ہلا دینے والی داستان، مصورِ غم مولانا راشد الخیری نے اپنے مخصوص رنگ میں تحریر فرمائی ہے۔ کربلا کے پُرغم واقعہ کے لیے مصورِ غم کا قلم خصوصیت رکھتا ہے، یہ سمجھنا چاہیے کہ کربلا کی غمناک تصویر میں مصورِ غم نے رنگ بھر کر مصورِ غم ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے

## فسانۂ سعید

شادی بیاہ کا مسئلہ بہت نازک ہے، ماں باپ اپنی اولاد کو دیدہ دانستہ کنوئیں میں دھکا دے دیتے ہیں، اس کتاب میں شادی کے مسئلہ پر بحث کی گئی ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ شادی کے معاملہ میں بڑی ہوشیاری اور چھان بین کی ضرورت ہے۔ جو ماں باپ ایسا نہیں کرتے وہ اپنی اولاد کی زندگی تباہ و برباد کر دیتے ہیں۔ قیمت آٹھ آنے (۸؍)

## صبحِ زندگی

صبحِ زندگی لڑکیوں کی تعلیم کے لیے سب سے بہتر کتاب ہے، اس میں ایک لڑکی کی بچپن سے لیکر شادی تک کی تعلیم و تربیت، کھانا، سینا، پرونا، کشیدہ کاری، گھر کا انتظام، عزیزوں سے میل جول، خوش مزاجی غرض یہ کہ ایک سلیقہ مند لڑکی کیلیے جتنی باتوں کا ہونا ضروری ہے وہ سب کچھ اس ناول میں موجود ہے،

قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے

## شامِ زندگی

یہ کتاب عورتوں کو خدمت گزاری اور اطاعت سکھاتی ہے، اور شادی کے بعد خانہ داری کے تمام امور میں اتالیق کا کام دیگی۔ اور ہر ایک کو بتائیگی کہ اس کے فرائض کیا ہیں۔ اس کتاب کے پڑھنے کے بعد اگر ہوسکے اور آپ کی مستورات اس سے فائدہ اٹھا سکیں تو انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی زندگی ایک خوش گوار زندگی بن جائیگی۔ قیمت ۱۲؍

## شبِ زندگی

ہماری صبحِ زندگی اور شامِ زندگی ختم ہوجائیگی اور شبِ زندگی یعنی موت ایک نہ ایک دن آ دبائیگی اس ناول میں نسیمہ کے مرنے کے بعد کے حالات لکھے گئے ہیں اور یہ بتایا ہے کہ مرنے کے بعد ایک عورت پر کیا گزرتی ہے، اس کتاب کے لکھنے سے مولانا کا یہ مقصد ہے کہ عورتیں موت کو یاد رکھیں گناہ سے بچیں تاکہ جہنم کا ایندھن بننا پڑے۔ عطہ ر

## نوحۂ زندگی

حشمت آرا کے نکاحِ ثانی کرنے پر حشمت کے ماں باپ نے جو ظلم ڈھائے ہیں شاید ہی کوئی ماں باپ گوارہ کر سکتا، نظامِ قدرت حشمت کی مدد کے لیے ہاتھ بڑھاتا ہے اور اس کی تمام تکالیف عیش سے بدل جاتی ہیں، اس کتاب کو اہلِ ہنود بھی خرید رہے ہیں تاکہ ان کی بیوہ عورتیں اس کتاب کو پڑھکر نکاحِ ثانی کی طرف رغبت کریں۔ قیمت ۱۲؍

## آفتابِ دمشق

اس ناول میں یہ دکھایا گیا ہے کہ اسلام سچا مذہب ہے، دیگر مذاہب سے اسلام کا مقابلہ، عہدِ صدیقی عہدِ فاروقی کے کارنامے، اسکے علاوہ کچھ حسن کی دیویاں بھی آفتابِ دمشق میں نیا کام کر رہی ہیں، نہایت دلچسپ ناول ہے۔ یہ دمشق کا سچا اور تاریخی واقعہ ہے۔ اس کی خوبی اس کو دیکھنے ہی سے ظاہر ہو سکتی ہے۔

قیمت ایک روپیہ چار آنے

## سمرنا کا چاند

اس ناول میں مولانا نے اخلاقی پہلو پر بہت زیادہ روشنی ڈالی ہے اور یہ دکھایا ہے کہ انسان کسی حالت میں ہو اسکو اپنے دوسرے بھائیوں کے ساتھ ہمدردی کا برتاؤ کرنا چاہیے، دولت و ثروت کے نشہ میں اپنے مصیبت زدہ بھائیوں کو نہیں بھولنا چاہیے، نہایت موثر اور مفید ناول ہے۔

قیمت ایک روپیہ چار آنے

## یاسمینِ شام

حضرت عمرؓ خلیفۂ ثانی کا عہدِ حکومت معرکۂ اسلام کی فتح اور تسخیرِ شام کے حالات، بہادرانِ اسلام کے کارنامے نہایت خوبی کے ساتھ دکھائے گئے ہیں اس تاریخی ناول کے پڑھنے کے بعد مسلمانوں کو معلوم ہوگا کہ وہ کس قدر بہادر اور غیر متمدن تھے۔ اسکے علاوہ ایک حسینہ کے سچے عشق کی داستان نے ناول میں اور بھی رنگینی پیدا کر دی ہے۔

قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے

## درِ شہوار

حُسن حسینوں کے لیے نعمت کے ساتھ ساتھ آفت بھی ہے۔ ایران کی شہزادی سبطورا کے حسن و جمال نے سبطورا کو ہزاروں مصیبتوں میں گرفتار کر دیا۔ ایران، سیستان میں سبطورا کے حسن نے ایک قیامت برپا کر دی، ہزاروں جانیں اس شمع رو پر قربان ہوگئیں، نہایت دلچسپ ہے۔

قیمت دس آنے

سید علی مظفر ہاشمی منیجر خواجہ بک ڈپو و نظامیہ دار الاشاعت دہلی

دو روپے کے سرمایہ سے تجارت
ONE RUPEE INDIA 1919
دو روپئے کے قلیل سرمایہ سے اگر آپ تجارت کرنا چاہتے ہیں تو معلومات تجارت جس پر
ساٹھ ہزار روپئے کے انعامات بھی تقسیم کیے جائینگے خرید یے، اس قدر ایثار اور قربانی سے
ہمارے دو مقصد ہیں:-
(۱) ملک میں تجارت کا شوق پھیلانا
(۲) ملک کو خواجہ بک ڈپو کی تجارتی اور صنعتی کتب سے آگاہ کرنا جو کئی سال سے مسلسل شائع ہو رہی ہیں۔
کتاب معلومات تجارت میں کیا ہے؟
وہ باتیں جو سالہا سال کامیاب تاجروں کی خدمت کے باوجود بھی نہیں حاصل ہوتیں، تجارت کے وہ راز جو محض دنیا کے کامیاب تاجروں کے ساتھ دفن ہو جاتے ہیں، وہ باتیں جنکو ذہن نشین
کرنے کے بعد ایک معمولی لکھا پڑھا شخص بھی کامیاب تاجر بن سکتا ہے، تجارت کے وہ راز جو بیکاروں کو باکار اور ناکاروں کو کامیابی کا اعلیٰ نمونہ بنا سکتے ہیں، وہ باتیں جو قلیل سرمایہ سے
تجارت کرنا سکھاتی ہیں، تجارت کے وہ راز جو بغیر سرمایہ کے بھی تجارت کرنا بتاتے ہیں، صدہا باتیں جو امریکہ اور یورپ کی کتابوں کا عطر کھینچکر لکھی گئی ہیں، تجارت کے راز جنکی بدولت
آج یورپ ہندوستان پر حکومت کر رہا ہے
اگر آپ کے نام انعام نکل آیا تو دو روپئے سے آپ ہزاروں کما لیے۔ اور اگر خدانخواستہ نہ نکلا تو دو روپیہ کی کتاب آپ کو مل ہی گئی
جس سے اگر آپ کام لینا چاہیں تو ہزار ہا روپیہ خود پیدا کر سکتے ہیں
ہزار ہا روپیہ کتاب کے خریداروں میں بتفصیل ذیل تقسیم کیا جائے گا
لاکھ کتاب کی فروخت پر ساٹھ ہزار روپیہ بتفصیل ذیل تقسیم ہوگا
پہلا انعام ۵ ہزار روپے کا دوسرا انعام تین ہزار روپے کا
تیسرا انعام ۲ ہزار روپے چوتھا انعام ایکہزار روپے
پانچواں انعام پانچسو روپے چھٹا انعام تین سو روپے
ساتواں انعام دو سو روپے آٹھواں انعام ایک سو روپیہ
نواں انعام پچاس روپے دسواں انعام پچیس روپے
۹۵۰ انعام پانچ پانچ روپے کے ہونگے۔
پچاس ہزار کتاب کی فروخت پر تیس ہزار روپیہ بتفصیل ذیل تقسیم ہوگا
پہلا انعام ۳ ہزار روپے دوسرا انعام ۲ ہزار روپے
تیسرا انعام ایکہزار روپے چوتھا انعام پانچسو روپے
پانچواں انعام تین سو روپے چھٹا انعام دو سو روپے
ساتواں انعام ایک سو روپے آٹھواں انعام پچاس روپے
نواں انعام پچیس روپے دسواں انعام پندرہ روپے
۵۴۲ انعام پانچ پانچ روپے کے ہوں گے۔
پچیس ہزار کتاب کی فروخت پر پندرہ ہزار روپیہ بتفصیل ذیل تقسیم ہوگا
پہلا انعام ۲ ہزار روپے دوسرا انعام ایکہزار روپے
تیسرا انعام پانچسو روپے چوتھا انعام تین سو روپے
پانچواں انعام دو سو روپے چھٹا انعام ایک سو روپے
ساتواں انعام پچاس روپے آٹھواں انعام پچیس روپے
نواں انعام پندرہ روپے دسواں انعام دس روپے
۲۱۰ انعام پانچ پانچ روپے کے ہوں گے
بارہ ہزار کتابوں کی فروخت پر سات ہزار روپیہ بتفصیل ذیل تقسیم ہوگا
پہلا انعام ایک ہزار روپئے دوسرا انعام پانچسو روپئے
تیسرا انعام تین سو روپئے چوتھا انعام دو سو روپئے
پانچواں انعام ایک سو روپئے چھٹا انعام پچاس روپئے
ساتواں انعام پچیس روپئے آٹھواں انعام پندرہ روپئے
نواں انعام دس روپئے۔
۶۶۰ انعام پانچ پانچ روپئے کے ہوں گے۔
کم سے کم ۶ ہزار کتابوں کی فروخت پر انعامات تقسیم کیے جائیں گے اگر مقررہ تاریخ تک ۶ ہزار خریدار نہیں ہوئے تو مدت بڑھا دی جائیگی، جون ۲۵ء تک انعامات تقسیم ہونگے تقسیم انعامات
شہر کے معزز اور قابل اعتماد اراکین شہر کے روبرو عمل میں آئیگی، اگر آپ تاریخ مقررہ پر تشریف لا سکتے ہیں تو رونق افروز ہو کر شکریہ کا موقع دیجیے،
جو صاحب پانچ خریدار دینگے ان کو ایک ٹکٹ مفت دیا جائیگا۔ جو صاحب دس خریدار دینگے ان کو ایک ٹکٹ اور ایک جلد معلومات تجارت نذر کی جائیگی
کتاب کی قیمت مع محصول ڈاک دو روپئے ہے، کتاب اور انعامی ٹکٹ منی آرڈر وصول ہونے پر روانہ کیا جائیگا، بذریعہ وی پی بھی کتاب بھیجی جا سکتی ہے۔
سید علی مظفر ہاشمی منیجر خواجہ بک ڈپو، دہلی

ماہ جنوری سنہ ۱۹۲۵ء [illegible] ماہ جمادی الآخر سنہ ۱۳۴۳ھ

رسالہ

# دین و دنیا

جلد ۴ نمبر ۱

## حمد

(از مفتی شوکت علی ۔ فہمی ۔ ایڈیٹر)

جب راحت کی نیند میں غفلت کی چادر اوڑھ کر سوتا ہوں ۔ جب عیش کی دنیا میں ناعاقبت اندیشی کا جام پی کر مست ہو جاتا ہوں ۔ تو میں تیری یاد کو دل سے بھلا دیتا ہوں مگر تو مجھے نہیں بھولتا ۔ اپنے گنہگار بندے کو یاد رکھتا ہے اور تو مجھے آرام دیتا ہے ۔ اطمینان دیتا ہے ۔ سکون دیتا ہے ۔ چین دیتا ہے اور سب کچھ دیتا ہے ۔

جب میں مصیبت کی تکلیف سے حوادث کے کانٹوں پر کروٹیں بدلتا ہوتا ہوں جب رنج و غم کی آگ میرے دل کی دنیا کو پھونک دیتی ہے ۔ میرے دماغ کے عالم کو خاک کر دیتی ہے ۔ اور مجھ کو ناامیدی کے سوا کچھ نظر نہیں آتا اس وقت تو ہی یاد آتا ہے چاروں طرف سے ناامید ہو کر تجھی سے مدد مانگتا ہوں ۔ تیری رحمت کرتی ہے لطف کے پردے آنکھوں کے سامنے سے اٹھ جاتے ہیں ۔ میری مصیبتیں ختم ہو جاتی ہیں اور تو آرام دیتا ہے ۔ اطمینان دیتا ہے ۔ سکون دیتا ہے ۔ اور سب کچھ دیتا ہے ۔

کالی رات ہے ۔ مصیبت کا سناٹا ہے ۔ بجلی چمک رہی ہے ۔ دل لرز رہا ہے کشتی حیات ڈگمگا رہی ہے ۔ سمندر میں طوفان ہے ۔ ساحل دور ہے ۔ قوت فیصلہ بیکار ہے عقل رہنمائی نہیں کرتی ۔ کس سے کہوں ۔ کس سے مدد مانگوں ۔ نہ رہبر ہے نہ ناخدا نوح کی کشتی کو پار لگانے والے ۔ کٹھن وقت میں کام آنے والے ۔ دکھے ہوئے دل کی آواز پر بے چین ہو جانے والے ۔ جرأت والے ۔ ایک مصیبت زدہ کی جیتا ستم ۔ مردہ ضمیر کو زندگی دے ۔ زندگی دے کر اس کو منور کر دے اور ایسا منور کر کہ طور بن جائے ۔ آنکھ کو ندامت کے آنسو دے ۔ ان آنسوؤں میں نہاؤں ۔ گناہوں کو دھو ڈالوں اور ایسا پاک صاف ہو جاؤں کہ معصومیت میرے چہرہ سے ہویدا ہو ۔ ایک پرسکون دل عنایت کر اور دل کو خاموش زبان دے اور وہ زبان دے کہ وہ ہر وقت تیرے ہی نام کی تسبیح پڑھے اور ہر مصیبت پر دل کی گہرائیوں سے یہ آواز نکلے ۔ ما خدا داریم ما را ناخدا درکار نیست

## نعت

(از مفتی شوکت علی فہمی ۔ ایڈیٹر)

نیلے آسمان کے نیچے سبز محل میں آرام فرمانے والے شہنشاہ ۔ ایک بھکاری روضہ مبارک کی جالیوں کے پاس ہاتھ پھیلائے ہوئے آیا ہے ۔ بھیک دو ۔ اپنی بادشاہی کا صدقہ دے ۔ اس کا دامن بھر دے ۔ وہ دولت نہیں چاہتا ۔ وہ عزت نہیں چاہتا وہ شوکت نہیں چاہتا ۔ وہ تیرے در کی گدائی چاہتا ہے ۔

دونوں عالم کے بادشاہ ۔ دونوں جہان کے آقا ۔ اسے رحم و مروت دے ۔ امانت و دیانت دے ۔ عفت و عصمت دے ۔ استقلال و استقامت دے ۔ توکل و اخلاص دے ۔ عبادت و ریاضت دے ۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اپنی محبت دے ۔

تیری محبت میں مجنون بن جاؤں ۔ دیوانہ کہلاؤں ۔ دل کے محمل میں ۔ تیری سیاہ زلفوں کے خیال کو لیلیٰ بنا کر بٹھاؤں اور پھر مدہوش ہو جاؤں ۔ ایسا مدہوش ہو جاؤں کہ تیری جستجو میں ۔ تیری تلاش میں در در کی خاک چھانوں ۔ صحرا میں جاؤں اور ہر بگولہ پر مجھے تیرے محمل کا دھوکہ ہو اور راستہ صحرا نوردی کروں کہ میرے پاؤں کے زخموں سے صحرا کی زمین ایسی سرخ ہو جائے کہ گلشن شرما جائے ۔

میرے دل کے محمل میں لیلیٰ بنکر روپ دکھانے والے ۔ میری محبت کے باغ میں پھول بنکر سبز گنبد کی طرح ہری ہری پتیوں میں چھپکر خوشبو دینے والے ۔ جب میں نے تصور کی آنکھ سے اپنے دل میں دیکھا تو میں بے ساختہ کہہ اٹھا ؎

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام<br>
بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

# تفسیر قرآن مجید

(گزشتہ سے پیوستہ)

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ۔

**ترجمہ:**۔ اور جب ہمنے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو۔ تو اُنہوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے (سجدہ نہیں کیا)۔ اُس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور وہ کافروں میں تھا

**تشریح الفاظ:**۔ سجدہ۔ سر جھکانا۔ تعظیم کے لیئے کسی کے سامنے جھک جانا۔ انتہائی عاجزی اور فرماں برداری کا اظہار۔ شریعت میں سجدہ کے یہ معنی ہیں کہ زمین پر پیشانی رکھی جائے۔ چونکہ یہ انتہائی فروتنی۔ عاجزی اور بیکسی کی صورت ہے اس لیئے شریعت محمدیہ میں خدا کے سوا کسی دوسری ہستی کو سجدہ کرنا حرام ہے۔ حضرت آدم کو فرشتوں کا سجدہ کرنا صرف ایسی مجازی صورت تھی کہ ہم قبلہ کی طرف رُخ کرکے جناب الٰہی میں سربسجود ہوتے ہیں۔ اس طرح سجدہ کرنے سے قبلہ کو سجدہ کرنا مقصود نہیں ہوتا بلکہ ذات الٰہی کو سجدہ کرتے ہیں۔ اِسی طرح حضرت آدم کی ذات کو فرشتوں کے لیئے قبلہ قرار دیا گیا اور وہ سجدہ درحقیقت ذات خداوندی ہی کے لئے تھا۔ اور اگر یہی سمجھ لیا جائے کہ تمام و کمال حضرتِ آدم ہی کو فرشتوں نے سجدہ کیا تو حکم الٰہی کی تعمیل تھی۔ اس کے بعد حضرت یوسفؑ کے قصہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُن کے بھائیوں نے اُنھیں سجدہ کیا۔ اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اُس زمانہ میں سلام و تحیہ اور تعظیم و تکریم کی ایک صورت یہ بھی تھی کہ سجدہ کیا جاتا تھا یا زمین بوسی کے طور پر بہت زیادہ جھکا جاتا تھا لیکن شریعت محمدیہ نے اس رسم و رواج کو بالکل منسوخ کر دیا۔ قرآن پاک میں جا بجا خدا کے سوا دیگر ہستیوں کو سجدہ کرنے کی سخت ممانعت ہے مثلاً لاتسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا اللہ الذی خلقھن (نہ سورج کو سجدہ کرو اور نہ چاند کو بلکہ اُس اللہ کو سجدہ کرو جس نے اُن کو پیدا کیا ہے) سرور عالم نے سخت ممانعت کی ہے کہ ایک انسان ایک انسان کو سجدہ کرے چنانچہ جب حضرت سلمانؓ نے حضور کو سجدہ کرنا چاہا تو آپ نے فرمایا کہ مخلوق کے لیئے جائز نہیں کہ اللہ کے سوا کسی کو سجدہ کرے اگر میں اجازت دیتا کہ مخلوق مخلوق کو سجدہ کرے تو میں عورت کو حکم دیتا کہ شوہر کو سجدہ کرے۔ بہرحال خدا کے سوا کسی کی اتنی تعظیم کرنا جو سجدہ تک جا پہونچے نیت کے ساتھ شرک اور بلا نیت مشابہ شرک ہے مخلوق کی تعظیم کے وقت خدا اور مخلوق میں جتنا فرق ہے اُسے ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ بعض صوفیائے کرام میں سجدۂ تعظیمی کی مثالیں ملتی ہیں لیکن اُن کے افعال عوام کے اور تمام مسلمانوں کے لیئے قابل تقلید نہیں ہو سکتے۔ ایک صوفی بہت بڑا پابند شریعت ہونے کے باوجود عالم سکر و بیخودی میں تین تین روز تک نماز نہیں پڑھتا۔ لیکن اُس کی تقلید میں ہم کسی دنیاوی مصروفیت یا کاہلی کی وجہ سے ترک نماز کو جائز نہیں سمجھ سکتے۔ ایک صوفی مست ہو کر انا الحق کا نعرہ بلند کرتا ہے لیکن عامۂ مسلمین کو چاہیئے کہ ایسے کلمات کو ہمیشہ کلمات کفر سمجھیں۔ ایک صوفی اپنے پیر میں جلوۂ حق کا مشاہدہ کرتا ہے اور مدہوش ہو کر سجدہ میں گر پڑتا ہے لیکن جن لوگوں کو یہ بصیرت اور یہ سرمستی حاصل نہیں اور پیر کو اپنی طرح ایک انسان سمجھ رہے ہیں اُن کے لیئے سجدہ کرنا ایک مرنا جائز ہے۔ پس یاد رکھنا چاہیئے کہ خدا اور اُس کے رسول کی فرماں برداری ہی فلاح دین و دنیا کا باعث ہے اور اُن کا حکم یہی ہے کہ خدا کے سوا کسی کو سجدہ جائز نہیں۔ ابلیس:۔ عزازیل۔ شیطان۔ وُہ جو ہر نیکی اور بھلائی سے مایوس اور محروم ہو۔ ایک ہستی جو اپنی نوعیت کے اعتبار سے جن ہے۔ اور آگ سے پیدا کی گئی ہے۔ یعنی جس طرح انسان خاک سے اور ملائکہ نور سے پیدا کیئے گئے ہیں شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے۔ شیطان فرشتوں میں شامل تھا اور اُن سے بڑھ کر عبادت گزار تھا لیکن چونکہ ہر شے اپنی اصل کی طرف جاتی ہے ناری الاصل ہونے کی وجہ سے اُس میں حسد۔ سرکشی اور غرور کے جذبات موجود تھے۔ اُسے پہلے ہی یہ بات ناگوار تھی کہ اُس کے ہوتے ہوئے آدم کو زمین کی خلافت دی جائے۔ جب سجدہ کا حکم دیا گیا تو وہ اپنے آپ کو قابو میں نہ رکھ سکا۔ اور دیدہ و دانستہ حکم الٰہی سے روگردانی کے لیئے آمادہ ہو گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ذاتِ جلال نے اُسے ہمیشہ کے لیئے ملعون و مردود قرار دیا۔ عروج و عزت سے پستی و ذلت میں گرنے کا یہ لازمی نتیجہ تھا کہ اُسے آدم اور نسل آدم سے عداوت پیدا ہوئی اور اُس نے اُن کی تباہی و بربادی کی قسم کھائی۔ آبار۔ انکار کرنا۔ دیدہ و دانستہ۔ اپنی مرضی سے انکار کرنا۔ استکبار۔ اپنے آپ کو بڑا سمجھنا۔ غرور کرنا۔ تکبر

**تفسیر:**۔ جب حضرت آدم نے فرشتوں کو حقائق اشیاء سے آگاہ کیا اور اُن کی علمی فضیلت پایۂ ثبوت کو پہونچ گئی تو خدا نے فرشتوں کو سجدہ کا حکم دیا۔ ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا۔ ابلیس نے دیدہ و دانستہ حکم نہ مانا۔ اپنے آپ کو حضرت آدم سے بڑا سمجھا اور اُس سے یہ سب کچھ ہونا ہی تھا کیونکہ اللہ تعالےٰ کو اُس کے انکار و کفر کا حال پہلے سے معلوم تھا۔ اس آیت کریمہ سے مستفاد ہوتا ہے کہ خدا کی نافرمانی حسد اور تکبر و بدترین گناہ ہیں اور اِن کے ارتکاب سے انسان ہمیشہ کے لیئے بارگاہ الٰہی سے مردود و ملعون ہو جاتا ہے۔

(باقی آئندہ)

(مولانا سید ظہور احمد صاحب چیف ایڈیٹر)

# شرح مثنوی مولینا روم

گذشتہ سے پیوستہ

چوں رسید از راہ آں مرد غریب اندر آوردش بہ پیش شہ طبیب

ترجمہ۔ جب یہ مسافر سفر طے کرکے پہونچا تو طبیب اُسے بادشاہ کے روبرو محل میں لے گیا۔

پیش شاہنشاہ بردش خوش بناز تا بسوزد بر سر شمع طراز

ترجمہ۔ طبیب اُسے بادشاہ کے سامنے عزت کے ساتھ خوش خوش لے گیا تاکہ وہ حسین کنیز پر قربان ہو جائے۔

لغات:۔ ناز۔ عزت۔ طراز۔ ترکستان کے ایک سرحدی شہر کا نام ہے جسکے باشندے حسن و جمال میں خاص شہرت و امتیاز رکھتے ہیں۔ (طراز کی شمع سے کنیز مراد ہے)

مطلب:۔ القصہ جب بادشاہ کے قاصدوں کے ساتھ زرگر سفر کی منزلیں طے کرکے بادشاہ کے دارالسلطنت میں پہونچا تو قاصد پہلے اُسے طبیب غیبی کے پاس لے گئے۔ طبیب غیبی اُسے دیکھ کر بہت خوش ہوا اور بڑے اعزاز کے ساتھ اُسے بادشاہ کے روبرو پیش کیا۔ طبیب غیبی کا مدعا یہ تھا کہ وہ کنیز پر قربان اور اُس شمع خوبی پر پروانہ وار نثار ہو جائے۔

شاہ دید او را بسے تعظیم کرد مخزن زر را بدو تسلیم کرد

ترجمہ:۔ بادشاہ نے اُسے دیکھ کر بہت تعظیم کی اور خزانہ اُسے سپرد کیا۔

پس بفرمودش کہ برسازد ز زر از سوار و طوق و خلخال و کمر

ترجمہ:۔ پھر اُسے حکم دیا کہ سونے کے کنگن۔ طوق۔ پازیب اور پٹکے تیار کرے۔

ہم ز انواع اوانی بے عدد کانچناں در بزم شاہنشہ سزد

ترجمہ:۔ نیز طرح طرح کے بے شمار ظروف جو بزم شاہی کے قابل ہوں بنائے۔

زر گرفت آں مرد و شد مشغول کار بے خبر از حالت ایں کارزار

ترجمہ:۔ اُس نے سونا لے کر اپنا کام شروع کر دیا۔ وہ اس سے بے خبر تھا کہ صلح کے پردہ میں جنگ ہو رہی ہے۔

لغات:۔ سوار۔ کنگن۔ طوق۔ گلابند۔ خلخال۔ پازیب۔ جھانجھ۔ کمر۔ پٹکہ۔ انواع (جمع نوع) اقسام طرح طرح کے۔ اوانی (جمع اناء) برتن۔ ظروف۔ کارزار۔ جنگ۔

مطلب:۔ جب ابتدائی امور ختم ہو چکے تو بادشاہ نے اُسے اپنا خزانہ جسمیں سونے چاندی کا ذخیرہ تھا زرگر کے سپرد کر دیا اور اُسے حکم دیا کہ طرح طرح کے زیورات اور قسم قسم کے برتن جو بزم شاہی کے شایاں ہوں چاندی سونے کے بنائے۔ زرگر بادشاہ کے حسب حکم اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔ اُسے خبر بھی نہ تھی کہ صلح کے پردے میں جنگ ہو رہی ہے اور انعام و اکرام کی آڑ میں اُس کی ہلاکت کا بندوبست کیا جا رہا ہے۔

پس حکیمش گفت کائے سلطان مہ آں کنیزک را بایں خواجہ بدہ

ترجمہ:۔ اس کے بعد حکیم نے کہا کہ اے سلطان عالی جاہ۔ اِس (پہلے) آقا کو کنیز حوالے کر دے۔

تا کنیزک در وصالش خوش شود آب وصلش دفع آں آتش شود

ترجمہ:۔ تاکہ کنیز اُس کے وصال سے خوش ہو اور اُس کے وصل کی آبیاری سے یہ آگ دور ہو جائے۔

لغات:۔ مہ۔ سردار۔ عالی جاہ۔ عالی شان۔ دفع۔ دور کرنا۔ اس جگہ بمعنی (دافع) دور کرنے والا۔

مطلب:۔ طبیب غیبی نے بادشاہ سے کہا کہ اب آپ اِس بیمار کنیز کو زرگر کے پاس جانے کی اجازت دیدیں تاکہ وہ اُس کے دیدار اور وصال سے شادکام ہو۔ محبت کی آگ فرد ہو جائے اور چند روز میں اُسے کامل تندرستی میسر آئے۔

شہ بدو بخشید آں مہ روئے را جفت کرد آں ہر دو صحبت جوئے را

ترجمہ:۔ بادشاہ نے اُس حسینہ کو زرگر کے حوالے کر دیا اور اس طرح اِن دونوں مشتاقان وصال کو ملا دیا۔

لغات:۔ مہ رو۔ (ماہ رو) جس کا چہرہ چاند کی طرح خوبصورت اور روشن ہو۔ جفت کردن۔ ملانا۔ شادی کر دینا۔

مطلب:۔ بادشاہ نے طبیب غیبی کے مشورہ کے مطابق کنیز زرگر کو بخشدی کنیز تو زرگر پر فریفتہ تھی ہی اور اُس کے حسن و جمال کے لحاظ سے زرگر کا مشتاق ہونا بھی ممکن ہے پس یہ دونوں دلدادگان محبت ایک دوسرے سے مل گئے۔

مدت شش ماہ می راندند کام تا بصحت آمد آں دختر تمام

ترجمہ:۔ یہ دونوں چھ ماہ تک کامرانی کے ساتھ زندگی بسر کرتے رہے حتیٰ کہ کنیز بالکل تندرست ہو گئی۔

بعد ازاں از بہر او شربت بساخت تا بخورد و پیش دختر می گداخت

ترجمہ:۔ اس کے بعد طبیب غیبی نے زرگر کے لئے ایک دوا تیار کی جسے پی کر وہ لاغر ہونے لگا اور کنیز اُس کا یہ حال دیکھ رہی تھی۔

چونکہ زشت و ناخوش و رخ زرد شد اندک اندک در دل او سرد شد

ترجمہ:۔ چونکہ وہ بدشکل بدنما ہو گیا اور زرد پڑ گیا۔ رفتہ رفتہ کنیز کو اُس سے نفرت ہونے لگی۔ (باقی آئندہ) (مولانا) سید ظہور احمد صاحب چیف ایڈیٹر)

# شرح دیوان حافظ

گذشتہ سے پیوستہ

گماں مبر کہ بدورِ تو عاشقاں مستند — خبر نداری ز احوالِ زاہدانِ خراب

ترجمہ:- یہ گمان نہ کرو کہ تمہارے دور میں عاشق مست ہیں۔ زاہدانِ خراب کی تمہیں خبر نہیں۔

مطلب:- تمہیں یہ خیال ہے کہ تمہارے عہد میں صرف اربابِ عشق ہی مست ہو رہے ہیں لیکن تمہیں اہلِ زہد کی خبر نہیں کہ وہ بھی برباد و خراب حال ہیں یعنی وہ مکر و فریب اور تزویر و ریا کے نشہ سے خراب و مخمور ہو رہے ہیں لیکن شعر کا صاف مطلب یہ ہے کہ تم یہ نہ سمجھو کہ عاشق ہی تمہارے دور میں مست ہیں تمہیں زاہدوں کی خبر نہیں کہ وہ بھی درپردہ تمہاری تمنا میں تباہ حال ہو گئے ہیں۔

مرا بدورِ لبت شد یقیں کہ جوہرِ لعل — پدید می شود از آفتابِ عالمتاب

ترجمہ:- تمہارے لب کے عہد میں مجھے یقین آگیا کہ لعل کا جوہر آفتابِ عالمتاب سے پیدا ہوتا ہے۔

مطلب:- لعل کے متعلق مشہور ہے کہ آفتاب کی شعاعیں اس میں رنگ و جوہر پیدا کرتی ہیں پس حافظ صاحب محبوب کے چہرہ یا پیشانی کو آفتاب اور ہونٹوں کو لعل تسلیم کر کے فرماتے ہیں کہ تمہارے ہونٹوں کو دیکھ کر مجھے یقین آگیا کہ درحقیقت لعل آفتابِ عالمتاب کی شعاعوں سے پیدا ہوتا ہے کیونکہ تمہارے ہونٹ لعل ہیں اور تمہارا چہرہ آفتاب ہے۔

ہل کہ عمر بہ بیہودہ بگذرد حافظ — بکوش و حاصلِ عمرِ عزیز را دریاب

ترجمہ:- عمر کو بیکار نہ گزرنے دو اے حافظ۔ کوشش کرو اور عمرِ عزیز کا ثمرہ حاصل کرو۔

لغات:- ہل - نہ چھوڑ۔ بیہودہ - بیکار - بے سود۔ عزیز - قیمتی - گراں - محبوب۔

مطلب:- انسان اگر سستی، کاہلی، بے پروائی سے کام لے تو وقت بہت ہی تیزی کے ساتھ گزر جاتا ہے اور پھر ندامت و افسوس کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ پس حافظ فرماتے ہیں کہ کبھی عمرِ گراں مایہ کو بے پروائی کے ساتھ نہ کھو دینا کہ وہ بے سود گزر کر ضائع ہو جائے۔ بلکہ نہایت کوشش کے ساتھ اس وقت کو غنیمت سمجھ کر ان باتوں کو حاصل کرنا چاہیئے جو زندگی کا ماحصل اور عمر کا فائدہ کہلاتی ہیں۔

## غزل

بیا کہ قصرِ امل سخت سست بنیاد است — بیار بادہ کہ بنیادِ عمر بر باد است

ترجمہ:- آؤ کہ امید کا محل نہایت سست بنیاد ہے اور عمر کی بنیاد ہوا پر ہے پس شراب لاؤ

لغات:- قصر - محل - مکان۔ امل - امید۔ قصرِ امل - امید کی جگہ۔ امید کا محل۔ دنیا۔ سست بنیاد - جس کی بنیاد کمزور ہو۔ بے ثبات۔ فانی۔ (سخت اور سست کی مناسبت ظاہر ہے۔ یہ کہنا کہ عمر کی بنیاد ہوا پر رکھی گئی نہ صرف شاعرانہ طور پر اس کی بے ثباتی ظاہر کرنا ہے بلکہ اس امرِ واقعہ پر مبنی ہے کہ زندگی کا دار و مدار نفس کی آمد و شد پر ہے)

مطلب:- دنیا بے ثبات اور فانی ہے۔ عمر کا کچھ اعتبار نہیں کیونکہ اس کی بنیاد ہوا پر ہے پس اس بے ثباتی اور ناپائداری کا غم دور کرنے کی یہی صورت ہے کہ اس کی طرف توجہ ہی نہ کی جائے اور یہ لمحے عشق و محبت کی بیخودی میں بسر کیئے جائیں۔ کیونکہ شرابِ محبت ہی ایک ایسی چیز ہے جو دنیائے فانی کو عالمِ بقا اور عالمِ بے ثبات کو حیاتِ جاوداں سے بدل سکتی ہے۔

غلامِ ہمتِ آنم کہ زیرِ چرخِ کبود — ز ہر چہ رنگِ تعلق پذیرد آزاد است

ترجمہ:- میں اس کی ہمت کا غلام ہوں جو اس نیلے آسمان کے نیچے تعلق کا رنگ قبول کرنے والی تمام چیزوں سے آزاد رہے۔

لغات:- کبود - نیلا - نیلگوں۔

مطلب:- انسان مدنی الطبع ہے۔ تعلقات کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے۔ گردوپیش کے اثرات سے متاثر اور علائق کے حالات سے مسرور یا غمگین ہونا اس کی عادت ہے لیکن جو لوگ ہمتِ عالی رکھتے ہیں وہ تعلقات کی زنجیروں کو توڑ ڈالتے ہیں۔ اپنا دل دنیا سے ہٹا کر دنیا کے پیدا کرنے والے سے لگاتے ہیں اگرچہ وہ بھی آزاد نہیں کیونکہ "رمیدہ ز جہاں با خدا گرفتار است"۔ لیکن اصطلاحِ عشق میں اس گرفتاری کا نام آزادی ہے پس حضرت حافظ علائق سے قطعِ تعلق کی مشکلات کو پیشِ نظر رکھ کر فرماتے ہیں کہ میں اس شخص کی ہمتِ عالی کا غلام ہوں جو اس قدر ضبطِ نفس اور جذبات پر اتنی حکومت رکھتا ہو کہ تمام دنیاوی تعلقات کو توڑ کر آزاد ہو جائے اور اس چرخِ نیلگوں کے نیچے جو تغیرات رونما ہوں ان سے متاثر نہ ہو۔

نصیحتے کنمت یاد گیر و در عمل آر — کہ ایں حدیث ز پیرِ طریقتم یاد است

ترجمہ:- میں تمہیں ایک نصیحت کرتا ہوں اسے یاد کر لو اور اس پر عمل کرو پیرِ طریقت کی یہ بات مجھے یاد ہے۔

(باقی آئندہ)

(مولانا) سید ظہور احمد (صاحب جیفہ ایڈیٹر)

# شرح گلِستاں

(گذشتہ سے پیوستہ)

## قطعہ

شمشیر نیک ز آہن بد چوں کند کسے  ناکس بہ تربیت نہ شود ای حکیم بس
باراں کہ در لطافت طبعش خلاف نیست  در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس

ترجمہ:۔ بُرے لوہے سے اچھی تلوار کوئی کیونکر بنا سکتا ہے۔ اے عقلمند نالائق تربیت سے لایق نہیں بن سکتا بارش کی قدرتی لطافت سے کسی کو انکار نہیں لیکن وہ باغ میں لالہ اُگاتی ہے اور شور زمین میں گھاس۔

مطلب:۔ بادشاہ نے حسب حال ایک قطعہ پڑھا جس سے یہ ثابت کرنا تھا کہ اُس نے اس لڑکے کے متعلق جو خیال ظاہر کیا تھا وہ بالکل ٹھیک تھا اور وزیر غلطی پر تھا اس قطعہ میں یہ دعویٰ ہے کہ نالایق کی تعلیم و تربیت کا کیسا ہی انتظام کیا جائے لیکن وہ لایق نہیں ہو سکتا نالایق سے وہ شخص مراد ہے جس میں قدرتی طور پر لیاقت اور صلاحیت موجود نہ ہو۔ اس دعوے کو دو مثالوں سے ثابت کیا گیا ہے ایک یہ کہ اگر لوہا برا ہو تو اچھی تلوار اُس سے تیار نہیں کی جا سکتی۔ دوسری یہ کہ تعلیم و تربیت بجائے خود اچھی چیز ہے لیکن طبیعت کے اختلاف کے مطابق ہر جگہ جدا اثر کرتی ہے جیسا کہ مینہ بجائے خود نہایت لطیف ہے لیکن زمین اپنی صلاحیت کے مطابق اُس سے فائدہ اٹھا سکتی ہے چنانچہ باغوں میں تو گل بوٹے اُگتے ہیں اور بنجر زمینوں میں خس و خاشاک پیدا ہوتے ہیں۔ اس کے بعد بادشاہ نے ایک دوسرا قطعہ پڑھا۔

## قطعہ

زمین شور سنبل بر نیارد  درو تخم عمل ضائع مگرداں
نکوئی با بداں کردن چنان است  کہ بد کردن بجائے نیک مرداں

ترجمہ:۔ زمین شور میں سُنبل پیدا نہیں ہوتا۔ بیکار کوشش نہ کرو۔ بد آدمیوں کے ساتھ نیکی کرنا ایسا ہے کہ نیک آدمیوں کے ساتھ بُرائی کیجائے۔

مطلب:۔ بادشاہ نے یہ دوسرا قطعہ پڑھ کر ظاہر کیا کہ وزیر نے اس نااہل لڑکے کو پرورش کر کے غلطی کی اُس کی یہ اُمید باطل تھی کہ یہ راہ راست پر آجائے گا۔ کیونکہ زمین شور (بنجر) میں سنبل پیدا نہیں ہو سکتا اور گل بوٹے نہیں اُگ سکتے۔ اسی طرح وزیر نے اُسکو پرورش کر کے خلق اللہ کو تکلیف دی کیونکہ وہ پھر چور بن گیا اور اُس نے باپ کا قایم مقام بن کر سرکشی اختیار کی چنانچہ برے آدمیوں کے ساتھ نیکی کرنا گویا نیک آدمیوں کے ساتھ برائی کرنا ہے۔

## حکایت

سرہنگ زادۂ را دیدم بر در سرائے اغلمش کہ عقل و کیاست و فہم و فراست زائد الوصف داشت ہم از عہد خردی آثار بزرگی در ناصیۂ او پیدا۔

ترجمہ:۔ میں نے اغلمش کی محلسرا کے دروازہ پر ایک سرہنگ زادہ کو دیکھا جو عقل و دانائی اور سمجھ بوجھ بیان سے زیادہ رکھتا تھا۔ ابھی نو عمر ہی تھا لیکن اُس کی پیشانی سے بزرگی کے آثار نمایاں تھے۔

لغات:۔ سرہنگ۔ (مرکب۔ سر۔ ہنگ۔ فوج۔ لشکر) سردار لشکر۔ نقیب۔ چوبدار۔ سردار۔ اغلمش۔ سرزمین عجم کے ایک بادشاہ کا نام۔ کیاست۔ زیرکی۔ دانائی۔ فہم۔ عقل۔ سمجھ۔ فراست۔ قیافہ شناسی۔ بتائے بغیر اپنی عقل سے معلوم کر لینا زائد الوصف۔ وصف سے زیادہ۔ بیان سے زیادہ۔ اتنی کہ بیان نہیں ہو سکتی ناصیہ۔ پیشانی۔

مطلب:۔ حضرت سعدی فرماتے ہیں کہ میں نے اغلمش بادشاہ کی ڈیوڑھی پر ایک سردار زادہ کو دیکھا جو بہت عقلمند۔ ہوشیار۔ بات کی تہ کو پہونچ جانیوالا اور بڑا سمجھدار تھا۔ ابھی اُس کی عمر کم تھی لیکن اُس کے چہرہ سے بزرگی کے آثار اور ہونہار ہونے کی علامتیں نمایاں تھیں۔ بیت

بالائے سرش ز ہوشمندی  میتافت ستارۂ بلندی

ترجمہ:۔ اُس کے سر پر ہوشمندی کی وجہ سے بلندی کا ستارہ چمک رہا تھا۔

مطلب:۔ وہ ہونہار تھا۔ اُسے دیکھ کر دیکھنے والا سمجھ لیتا تھا کہ ایک دن اس کا بڑا عروج ہوگا اور اپنی عقل و خرد کی بدولت بہت ترقی حاصل کریگا۔

فی الجملہ مقبول نظر سلطان آمد کہ جمال صورت و معنی داشت و خردمندان گفتہ اند توانگری بدل ست نہ بمال و بزرگی بعقل ست نہ بسال۔

ترجمہ۔ الغرض وہ اس وجہ سے کہ ظاہری اور باطنی خوبیاں رکھتا تھا بادشاہ کی نگاہ میں پسند آیا عقلمندوں کا مقولہ ہے کہ دولتمندی دل سے ہے مال سے نہیں ہے اور بزرگی عقل سے ہے زیادہ عمر ہونے سے نہیں۔

لغات:۔ صورت و معنی۔ صورت۔ ظاہر۔ ظاہری حالت۔ خدوخال جسمانی حالت معنی۔ باطن۔ باطنی حالت۔ اخلاق و عادات۔

مطلب:۔ یہ سردار زادہ خوبصورت بھی تھا نیک سیرت بھی تھا۔ بادشاہ اُسے بہت پسند کرتا تھا۔ اور پسند کرنا ہی چاہیے تھا کیونکہ بزرگوں کا مقولہ ہے کہ دولتمندی اور توانگری مال و دولت پر موقوف نہیں۔ دل تونگر ہونا چاہیے۔ اسیطرح بزرگی سن و سال پر منحصر نہیں بلکہ عقل و خرد پر موقوف ہے۔ (باقی آئندہ)

کالے پانی کی سزا ایک مجرم کے لیے بدترین سزا ہے، یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے مجرموں کو یہ سزا دی جاتی ہے۔ اگر خدانخواستہ کسی شخص کو عبور دریا کا حکم عدالت دے دیتی ہے تو وہ اس سزا سے نجات حاصل کرنے کے لیے اپنی تمام قوتیں صرف کر دیتا ہے، ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں روپیہ پانی کی طرح بہاتا ہے اور اس سے بچنے کے لیے ہر ممکن کوشش سے کام لیتا ہے، کبھی تم نے اس پر بھی غور کیا کہ آخر وہ اس سے بچنے کے لیے اس قدر ہاتھ پاؤں کیوں مارتا ہے۔ اس لیے کہ وہ اپنے وطن کا شیدائی ہے، اسے اپنے متعلقین سے محبت ہے اور اپنے دوستوں سے دلی تعلق ہے، وہ جانتا ہے کہ ان سے جدا ہونے کے بعد جسمانی تکالیف سے زیادہ روحانی تکالیف اس کو ستائیں گی، وہ جیتے جی ان سے جدا ہونا نہیں چاہتا مگر ان تمام کوششوں کے باوجود اس سزا سے بچنے کے لیے انسانی تدابیر بہت کم کارگر ثابت ہوتی ہیں اور وہ ایک دور دراز جزیرہ میں تنہائی کی زندگی گزارنے کے لیے مجبور ہو جاتا ہے۔ اس سزا کے دوران میں وہ حکام کو ہر ممکن طریقہ سے خوش رکھنا چاہتا ہے تاکہ اس کی جسمانی مشقتیں کم کر دی جائیں اور سزا کی مدت میں تخفیف ہو جائے۔ مگر عبور دریا کی سزا سے بھی زیادہ سخت ایک دوسری سزا ہے، عبور دریا کی سزا کے بعد انسان کی واپسی ممکن ہے مگر عبور زندگی کی سزا اسے اعزا، اقربا، اور دوستوں سے ہمیشہ کے لیے جدا کر دیتی ہے، عبور دریا کی مشقتوں کو تمہارا روپیہ کم کر سکتا ہے، عبور دریا کے حکام کو تم چاندی کے چند ٹکڑوں اور کاغذ کے کچھ پرزوں سے قبضے میں لا سکتے ہو، قبر کے گوشے کے لیے اور تربت کی تاریکی کے واسطے تمہارے لیے یہ سب کچھ بیکار ہیں، عدالت خداوندی کے حکام زر پرست نہیں ہیں وہ حق پرست ہیں، وہاں محض تمہارے اچھے اعمال تمہارا ساتھ دیں گے، تمہاری نیکیاں تمہاری رہبری کریں گی۔ تمہارا ایمان تمہارا مددگار ہوگا۔

———

تم جب مکان تعمیر کراتے ہو تو اس کے محفوظ بنانے میں اپنی انتہائی کوشش سے کام لیتے ہو، اور زیادہ سے زیادہ روپیہ اس کی تعمیر پر خرچ کرنے کے لیے آمادہ ہو جاتے ہو، تم محض صدر دروازہ ہی کو مضبوط بنانے کی کوشش نہیں کرتے بلکہ تم اپنے ہر کمرہ کے دروازہ کو اپنے خیالی خطرات کی بنا پر نہایت پائدار تیار کراتے ہو۔ اس کے علاوہ تم ہر قسم کی آسائش کا خیال بھی مدنظر رکھتے ہو، تم سردی کے موسم کے لیے ہوا سے محفوظ کمرے بنواتے ہو، گرمی کے زمانہ کے لیے تہ خانے تیار کراتے ہو، اور برسات کے لیے بالائی منزل پر برساتی کا ہونا بھی نہایت ضروری خیال کرتے ہو، غرض یہ کہ تم ہر صورت سے اس مکان کو محفوظ اور آرام دہ بنوانا چاہتے ہو، تمہارے مکان کے دروازوں کی مضبوطی یقیناً تمہارے مال و دولت کو چوروں اور اٹھائی گیروں کی دستبرد سے محفوظ رکھ سکے گی، مگر کبھی تم نے اس چور کی روک تھام کا بھی کوئی انتظام کیا جو تمہاری متاع ایمان کو تمہارے جسم کے قلعہ میں بیٹھا ہوا چرا رہا ہے، مال و دولت چوری ہو جانے کے بعد بھی دوبارہ حاصل کر لینا بہت آسان ہے، مگر ایمان کی دولت جس کو تمہارا نفس دن رات تباہ کر رہا ہے دوبارہ نہیں حاصل ہو سکتی، چونکہ موت کا فرشتہ ہر وقت تمہاری زندگی کی تاک میں ہے۔

تمہارے مکان کی کھلی ہوا تمہاری تندرستی کے لیے بے شک ایک خوشگوار اثر پیدا کر سکے گی تمہارے مکان کی آسائش اور تمہاری بیش بہا یقیناً تمہیں گرمی سردی کے تمام خطرات سے محفوظ رکھ سکے گی، مگر تم نے اپنی دائمی زندگی کے لیے بھی کوئی ٹوٹی پھوٹی عمارت تیار کی۔ اس مکان کی تمام آسائش اور اس مکان کی تمام دل فریبیاں تمہارے آخری سانس کے ساتھ ختم ہو جائیں گی، جب اس تمیز کا پردہ اٹھ جائیگا تو تمہیں اپنی پناہ کے لیے ایک پھونس کی جھونپڑی بھی نہ نصیب ہو سکے گی۔

———

افلاس کی سختیاں، تہی دستی کی مجبوریاں، انسان کی ناجائز ضروریات کا بار ہمیشہ جرائم پیشہ لوگوں کی تعداد میں اضافہ کرتا رہتا ہے، نیم تعلیم یافتہ یا دور جدید کے تعلیم یافتہ قانونی جرائم سے بچ کر اخلاقی جرائم کی طرف بڑھ جاتے ہیں تاکہ وہ زندان و سلاسل کے خوف سے آزاد رہ کر اپنی آنکھوں کے سامنے طاغوت دولت کا انبار دیکھ سکیں، ہم جانتے ہیں کہ افلاس کی سختیاں تمہیں عیاری اور مکاری کی طرف توجہ دلا سکتی ہیں۔ اور اگر بدقسمتی سے تم پبلک کی نبض شناسی سے بھی آگاہ ہو تو تمہارا جھونپڑا امپیریل بینک کی صورت میں تبدیل ہو سکتا ہے، ہم یہ جانتے ہیں کہ تہی دستی کی مجبوریاں اور دولت کی حسرتیں تمہاری آنکھوں کے سامنے ایسی ہزار تدبیریں پیش کر سکتی ہیں کہ تم اپنے مفلوک الحال بھائیوں کی جیب سے ہزارہا روپیہ نکال سکتے ہو، اور تعزیرات ہند کا کوئی قانون تمہاری گرفت نہیں کر سکتا۔ گورنمنٹ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی، ہم نے مانا کہ تم ناجائز وسائل سے اپنی بگڑی ہوئی حالت کو درست ہی نہیں کر سکتے بلکہ شائلاک بن سکتے ہو اور کوئی تمہارا کچھ نہیں کر سکتا، مگر ان تمام باتوں سے پہلے تمہیں یہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے اور غور کر لینا چاہیے کہ قانونی جرم کی سزا تو کچھ عرصہ تک جیل کی

صحت بخش فضا میں رہنے کے بعد ختم ہو سکتی ہے، مگر اخلاقی جرم کی سزا محض ضمیر کے ملامت کرنے تک ہی محدود نہیں رہتی، تمہاری زندگی کی دوسری منزل میں جہنم کے دہکتے ہوئے انگارے تمہیں بتا دیں گے کہ اخلاقی اور مذہبی مجرم کا حشر کیا ہوتا ہے۔

---

کسی بازار کے ایک کونے پر کھڑے ہو کر انسانی زندگی کی مصروفیت کا مطالعہ کیجیے۔ ہر شخص زندگی کی کشمکش میں گرفتار نظر آئے گا، ان میں ایسے لوگ بہت کم ہوں گے جو معدہ کے مطالبات کی تعمیل کے لیے پریشان ہوں، زیادہ تعداد اُن لوگوں کی دکھائی دیگی جو نفس ملعون کی بدولت اپنی زندگی کو تباہی کی طرف لے جا رہے ہیں۔ معدہ محض یہ چاہتا ہے کہ اسے پُر کر دیا جائے، جو جوار کی سوکھی روٹی سے بھی ممکن ہے۔ مگر نفس یہ کہتا ہے کہ گیہوں کی روٹی ہو اعلےٰ درجہ کا بھنا ہوا گوشت ہو، کچھ بریانی بھی چاہیے، کھانے کے ساتھ تھوڑی سی مٹھائی کا ہونا بھی ضروری ہے، یہ تمام چیزیں نہایت خوبصورت ولایتی پلیٹوں میں رکھی ہوئی دکھائی دیں، ایک ملازم انہیں خوان میں لگا کر لائے دسترخوان بچھا کر حظ نفس کے سامان کو قرینے سے چُنے، دوسرا ملازم سیلابچی اور تولیہ لیے ہوئے ادب کے ساتھ سامنے کھڑا ہو، تب کھانے کا کچھ لطف ہے، ذرا غور فرمائیے کہ اُس ضرورت کو جو دو پیسے کے چنوں سے پوری کی جا سکتی تھی نفس ملعون نے کس قدر گراں بنا دیا؟ اسی طرح زندگی کی دوسری ضروریات، لباس، مکان وغیرہ کے اخراجات بھی نہایت معمولی ہیں، مگر نفس ملعون نے چند پیسوں کے خرچ کو سینکڑوں روپیہ کا خرچ بنا دیا ہے، بازاروں کی رونق دوکانوں کی آرائش، گاڑیوں کی بار برداری، موٹروں اور ٹراموں کے شیطانی گورکھ دھندے سب نفس ملعون کی بدولت ہیں، اگر نفس نہ ہو تو یہ جھگڑے بھی نہ ہوں۔ انسانی زندگی کی کشمکش جائز ضروریات کے لیے نہیں ہے بلکہ نفس کے مطالبات کے لیے، بڑے بڑے پوسٹر، بارہ بارہ فیٹ کے لانبے سائن بورڈ صاف طور پر بتا رہے ہیں کہ یہ جد و جہد محض اس لیے ہے کہ نفس کے مطالبات کی تعمیل بآسانی ہو سکے۔ مگر یہ تمام کوششیں اور یہ تمام آرائشیں آخری ہچکی پر آکر ختم ہو جائیں گی، اس وقت معلوم ہوگا کہ نفس کے مطالبات کی تعمیل کا نتیجہ کیا ہوتا ہے جو نامۂ اعمال جب ہماری زندگی کی تاریک ڈائری پیش کرے گا تو خود ہماری آنکھیں اُسے حقارت کی نظر سے دیکھیں گی، اور ہم آپ اپنی نظروں میں ذلیل نظر آنے لگیں گے، مگر اس ذلت کا احساس اُس وقت ہوگا جب پانی سر سے گزر چکے گا اور معاملہ ہمارے قبضہ سے باہر ہو جائے گا۔ کیا اچھا ہو اگر ہم دنیا کے آرام و آسائش کی کوشش کی طرح عقبیٰ کی راحت کے لیے بھی کوشش کریں، اور جس طرح بازار یعنی نفس کے مطالبات کی منڈی میں رونق نظر آتی ہے۔ اسی طرح عبادت خانے بھی پر رونق نظر آئیں ◆

دنیا چلا رہی ہے کہ یورپ کی ترقی کا راز سائنس ہے، تجارت ہے، میں کہتا ہوں کہ یورپ کی ترقی کا راز "خدا کو بُھلا دینا ہے" وہ خدا کو بھول گئے، عاقبت کا خوف انہوں نے اپنے دلوں سے نکال دیا، اور ان کے دماغ ایک بڑی بھاری فکر سے آزاد ہو گئے، انہوں نے جائز اور ناجائز کا سوال دنیا سے اُٹھا دیا، ان کے نزدیک ہر وہ چیز جس سے کہ روپیہ بآسانی اور بافراط پیدا ہو سکتا ہے جائز ہے، وہ خود ہی گمراہ نہیں ہوئے بلکہ انہوں نے خدا پرستوں کی ایک بڑی جماعت کو بھی مادہ پرست بنا لیا۔ ہندوستان کی کمزور عقیدہ قومیں پانی سے مدد مانگتی ہیں، بمبئی کے دولت مند پارسی آگ کے سامنے دست طلب دراز کرتے ہیں، سائنس پرست آگ اور پانی کے نتیجہ سے اپنی مقصد برآری کرتے ہیں ان کا ہر لمحہ قیمتی ہے، ان کا ہر سکنڈ کارآمد ہے، وہ عبادت اور ریاضت میں، خوف خدا میں، جائز و ناجائز کے وہم میں، حق پرستی میں اپنا وقت برباد کرنا نہیں چاہتے، چونکہ ان کا وقت بے حد قیمتی ہے، مگر جب کسی کارخانہ میں کوئی انجن پھٹتا ہے، جب کوئی کمپنی آتشزدگی سے خاک کا تودہ بن جاتی ہے، جب ایک کوہ پیکر جہاز غرق ہونے کے قریب ہوتا ہے تو ان کا وقت قیمتی نہیں رہتا، اُس وقت یورپ کے سُرخ و سپید ہاتھ بھی کالے بادلوں کے اوپر نیلے آسمان میں رہنے والے خدا کی طرف اُٹھ جاتے ہیں ؎

کرتے ہیں مصیبت میں خدا کو سب یاد
راحت میں کریں گر تو مصیبت کیوں ہو

---

اگر کسی شاعر سے کہا جائے کہ تم جھوٹے ہو، لغو گو ہو تو اُس کا چہرہ غصہ سے تمتمانے لگے گا، اور وہ آستین چڑھا کر لڑنے مرنے کے لیے آمادہ ہو جائے گا، حالانکہ اس کا ہر شعر اس کی لغو گوئی اور جھوٹ کا ثبوت پیش کرتا ہے، وہ اپنی خیالی دنیا میں بستر مرگ پر لیٹ کر آسمان کو اپنے آہ کے تیروں سے چھلنی کیا کرتا ہے اور تاروں کو آہ کے تیروں سے چھدے ہوئے روزن ثابت کر کے اپنی لغو گوئی کی داد چاہتا ہے، اس کے نزدیک گلشن کے پھول قانون قدرت کے محتاج نہیں بلکہ اس کے فرضی محبوب کی آمد پر خوشی سے کھل جاتے ہیں، اور بلبل کی آہ و بکا سے گر کر مرجھا جاتے ہیں، اگر کوئی شخص جھوٹ بول رہا ہو اور لوگوں کو یہ بھی معلوم ہو جائے کہ یہ جو کچھ کہہ رہا ہے وہ لغو ہے تو شاید اس کی بات پر کوئی توجہ نہیں کرے گا، مگر شاعری کی لغو گوئی عجیب لغو گوئی ہے، ایک شخص جھوٹ بولتا ہے اور حالانکہ لوگوں کو معلوم ہے کہ یہ جو کچھ کہہ رہا ہے وہ بالکل لغو ہے۔ مگر پھر بھی واہ واہ کرتے ہیں، ایک کامیاب شعر اور ایک کامیاب شاعر اسکی بین دلیل ہے، شاعری اچھی چیز ہے مگر اس وقت جب وہ مبالغہ سے پاک ہو۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین ◆

از مفتی شوکت علی فہمی ایڈیٹر

# خیالاتِ منتشر

کالے پانی کی سزا ایک مجرم کے لیے بدترین سزا ہے، یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے مجرموں کو یہ سزا دی جاتی ہے۔ اگر خدانخواستہ کسی شخص کو عبور دریا کا حکم عدالت دے دیتی ہے تو وہ اس سزا سے نجات حاصل کرنے کے لیے اپنی تمام قوتیں صرف کر دیتا ہے، ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں روپیہ پانی کی طرح بہاتا ہے اور اس سے بچنے کے لیے ہر ممکن کوشش سے کام لیتا ہے۔ کبھی تم نے اس پر بھی غور کیا کہ آخر وہ اس سے بچنے کے لیے اس قدر ہاتھ پاؤں کیوں مارتا ہے، اس لیے کہ وہ اپنے وطن کا شیدائی ہے، اسے اپنے متعلقین سے محبت ہے اور اپنے دوستوں سے دلی تعلق ہے، وہ جانتا ہے کہ ان سے جدا ہونے کے بعد جسمانی تکالیف سے زیادہ روحانی تکالیف اس کو ستائیں گی، وہ جیتے جی ان سے جدا ہونا نہیں چاہتا مگر ان تمام کوششوں کے باوجود اس سزا سے بچنے کے لیے انسانی تدابیر بہت کم کارگر ثابت ہوتی ہیں اور وہ ایک دور دراز جزیرہ میں تنہائی کی زندگی گزارنے کے لیے مجبور ہو جاتا ہے، اس سزا کے دوران میں وہ حکام کو ہر ممکن طریقہ سے خوش رکھنا چاہتا ہے تاکہ اس کی جسمانی مشقتیں کم کر دی جائیں اور سزا کی مدت میں تخفیف ہو جائے، مگر عبور دریا کی سزا سے بھی زیادہ سخت ایک دوسری سزا ہے، عبور دریا کی سزا کے بعد انسان کی واپسی ممکن ہے مگر عبور زندگی کی سزا اسے اعزا، اقربا، اور دوستوں سے ہمیشہ کے لیے جدا کر دیتی ہے، عبور دریا کی مشقتوں کو تمہارا روپیہ کم کر سکتا ہے، عبور دریا کے حکام کو تم چاندی کے چیتھڑوں اور کاغذ کے کچھ پرزوں سے قبضے میں لا سکتے ہو، قبر کے گوشے کے لیے اور تربت کی تاریکی کے واسطے تمہارے لیے یہ سب کچھ بیکار رہیں، عدالت خداوندی کے حکام زر پرست نہیں ہیں وہ حق پرست ہیں، وہاں محض تمہارے اچھے اعمال تمہارا ساتھ دیں گے، تمہاری نیکیاں تمہاری رہبری کریں گی، تمہارا ایمان تمہارا مددگار ہوگا۔

---

تم جب مکان تعمیر کراتے ہو تو اس کے محفوظ بنانے میں اپنی انتہائی کوشش سے کام لیتے ہو، اور زیادہ سے زیادہ روپیہ اس کی تعمیر پر خرچ کرنے کے لیے آمادہ ہو جاتے ہو، تم محض صدر دروازہ ہی کو مضبوط بنانے کی کوشش نہیں کرتے بلکہ تم اپنے ہر کمرہ کے دروازہ کو اپنے خیالی خطرات کی بنا پر نہایت پائدار تیار کراتے ہو، اس کے علاوہ تم ہر قسم کی آسائش کا خیال بھی مد نظر رکھتے ہو، تم سردی کے موسم کے لیے ہوا سے محفوظ کمرے بنواتے ہو، گرمی کے زمانہ کے لیے تہ خانے تیار کراتے ہو، اور برسات کے لیے بالائی منزل پر برساتی کا ہونا بھی نہایت ضروری خیال کرتے ہو، غرض یہ کہ تم ہر صورت سے اس مکان کو محفوظ اور آرام دہ بنوانا چاہتے ہو، تمہارے مکان کے دروازوں کی مضبوطی یقیناً تمہارے مال و دولت کو چوروں اور اٹھائی گیروں کی دستبرد سے محفوظ رکھ سکے گی، مگر کبھی تم نے اس چور کی روک تھام کا بھی کوئی انتظام کیا جو تمہارے متاع ایمان کو تمہارے جسم کے قلعہ میں بیٹھا ہوا اجاڑ رہا ہے، مال و دولت چوری ہو جانے کے بعد بھی دوبارہ حاصل کر لینا بہت آسان ہے، مگر ایمان کی دولت جس کو تمہارا نفس دن رات تباہ کر رہا ہے دوبارہ نہیں حاصل ہو سکتی، چونکہ موت کا فرشتہ ہر وقت تمہاری زندگی کی تاک میں ہے۔

تمہارے مکان کی کھلی ہوا تمہاری تندرستی کے لیے بے شک ایک خوشگوار اثر پیدا کر سکے گی۔ تمہارے مکان کی آسائش اور تمہاری بیش بہا یقیناً تمہیں گرمی سردی کے تمام خطرات سے محفوظ رکھ سکے گی، مگر تم نے اپنی دائمی زندگی کے لیے بھی کوئی ٹوٹی پھوٹی عمارت تیار کی، اس مکان کی تمام آسائش اور اس مکان کی تمام دلفریبیاں تمہارے آخری سانس کے ساتھ ختم ہو جائیں گی، جب اس خیمہ کا پردہ اٹھ جائیگا تو تمہیں اپنی پناہ کے لیے ایک پھونس کی جھونپڑی بھی نہ نصیب ہو سکے گی۔

---

افلاس کی سختیاں، تہی دستی کی مجبوریاں، انسان کی ناجائز ضروریات کا بار ہمیشہ جرائم پیشہ لوگوں کی تعداد میں اضافہ کرتا رہتا ہے، نیم تعلیم یافتہ یا دور جدید کے تعلیم یافتہ قانونی جرائم سے بچکر اخلاقی جرائم کی طرف بڑھ جاتے ہیں تاکہ وہ زندان و سلاسل کے خوف سے آزاد رہکر اپنی آنکھوں کے سامنے بلا خوف دولت کا انبار دیکھ سکیں، ہم جانتے ہیں کہ افلاس کی سختیاں تمہیں عیاری اور مکاری کی طرف توجہ دلا سکتی ہیں، اور اگر بدقسمتی سے تم پبلک کی نبض شناسی سے بھی آگاہ ہو تو تمہارا جھونپڑا امپیریل بینک کی صورت میں تبدیل ہو سکتا ہے، ہم یہ جانتے ہیں کہ تہی دستی کی مجبوریاں اور عوال کی حسرتیں تمہاری آنکھوں کے سامنے ایسی ہزار تدبیریں پیش کر سکتی ہیں کہ تم اپنے مفلوک الحال بھائیوں کی جیب سے ہزارہا روپیہ نکال سکتے ہو، اور تعزیرات ہند کا کوئی قانون تمہاری گرفت نہیں کر سکتا، گورنمنٹ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی، ہم نے مانا کہ تم ناجائز وسائل سے اپنی بگڑی ہوئی حالت کو درست ہی نہیں کر سکتے بلکہ شاہ ملک بن سکتے ہو اور کوئی تمہارا کچھ نہیں کر سکتا، مگر ان تمام باتوں سے پہلے تمہیں یہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے اور غور کر لینا چاہیے کہ قانونی جرم کی سزا تو کچھ عرصہ تک جیل کی

صحت بخش فضا میں رہنے کے بعد ختم ہو سکتی ہے، مگر اخلاقی جرم کی سزا محض ضمیر کے ملامت کرنے تک ہی محدود نہیں رہتی، تمہاری زندگی کی دوسری منزل میں جہنم کے دہکتے ہوئے انگارے تمہیں بتا دیں گے کہ اخلاقی اور مذہبی مجرم کا حشر کیا ہوتا ہے۔

---

کسی بازار کے ایک کونے پر کھڑے ہو کر انسانی زندگی کی مصروفیت کا مطالعہ کیجیے، ہر شخص زندگی کی کشمکش میں گرفتار نظر آئے گا، ان میں ایسے لوگ بہت کم ہوں گے جو معدہ کے مطالبات کی تعمیل کے لیے پریشان ہوں، زیادہ تعداد اُن لوگوں کی دکھائی دیگی جو نفس ملعون کی بدولت اپنی زندگی کو تباہی کی طرف لے جا رہے ہیں۔ معدہ محض یہ چاہتا ہے کہ اسے پُر کر دیا جائے، جو جوار کی سوکھی روٹی سے بھی ممکن ہے۔ مگر نفس یہ کہتا ہے کہ گیہوں کی روٹی ہو اعلیٰ درجہ کا بھنا ہوا گوشت ہو، کچھ بریانی بھی چاہیے، کھانے کے ساتھ تھوڑی بہت مٹھائی کا ہونا بھی ضروری ہے، یہ تمام چیزیں نہایت خوبصورت ولایتی پلیٹوں میں رکھی ہوئی دکھائی دیں، ایک ملازم انہیں خوان میں لگا کر لائے دسترخوان بچھا کر حفظ نفس کے سامان کو قرینے سے چنے، دوسرا ملازم سیلابچی اور تولیہ لیے ہوئے ادب کے ساتھ سامنے کھڑا ہو، تب کھانے کا کچھ لطف ہے، ذرا غور فرمائیے کہ اُس ضرورت کو جو دو پیسے کے چنوں سے پوری کی جا سکتی تھی نفس ملعون نے کس قدر گراں بنا دیا، اسی طرح زندگی کی دوسری ضروریات، لباس، مکان وغیرہ کے اخراجات بھی نہایت معمولی ہیں، مگر نفس ملعون نے چند پیسوں کے خرچ کو سینکڑوں روپیہ کا خرچ بنا دیا ہے، بازاروں کی رونق دوکانوں کی آرائش، گاڑیوں کی بادیہ پیمائی، موٹروں اور ٹراموں کے شیطانی گورکھ دھندے سب نفس ملعون کی بدولت ہیں، اگر نفس نہ ہو تو یہ جھگڑے بھی نہ ہوں، انسانی زندگی کی کشمکش جائز ضروریات کے لیے نہیں ہے بلکہ نفس کے مطالبات کے لیے، بڑے بڑے پوسٹر، بارہ بارہ فیٹ کے لانبے سائن بورڈ صاف طور پر بتا رہے ہیں کہ یہ جد و جہد محض اس لیے ہے کہ نفس کے مطالبات کی تعمیل بآسانی ہو سکے۔ مگر یہ تمام کوششیں اور یہ تمام آرائشیں آخری ہچکی پر آ کر ختم ہو جائیں گی، اس وقت معلوم ہوگا کہ نفس کے مطالبات کی تعمیل کا نتیجہ کیا ہوتا ہے ہمارا نامۂ اعمال جب ہماری زندگی کی تاریک ڈائری پیش کرے گا تو خود ہماری آنکھیں اُسے حقارت کی نظر سے دیکھیں گی، اور ہم آپ اپنی نظروں میں ذلیل نظر آنے لگیں گے۔ مگر اس ذلت کا احساس اُس وقت ہوگا جب پانی سر سے گزر چکے گا اور معاملہ ہمارے قبضہ سے باہر ہو جائے گا۔ کیا اچھا ہو اگر ہم دنیا کے آرام و آسائش کی کوشش کی طرح عقبیٰ کی راحت کے لیے بھی کوشش کریں، اور جس طرح بازار یعنی نفس کے مطالبات کی منڈی میں رونق نظر آتی ہے، اسی طرح عبادت خانے بھی پُر رونق نظر آئیں۔

دنیا چلا رہی ہے کہ یورپ کی ترقی کا راز سائنس ہے، تجارت ہے، میں کہتا ہوں کہ یورپ کی ترقی کا راز "خدا کو بھلا دینا ہے" وہ خدا کو بھول گئے، عاقبت کا خوف انہوں نے اپنے دلوں سے نکال دیا، اور ان کے دماغ ایک بڑی بھاری فکر سے آزاد ہو گئے، انہوں نے جائز اور ناجائز کا سوال دنیا سے اُٹھا دیا، ان کے نزدیک ہر وہ چیز جس سے کہ روپیہ بآسانی اور بافراط پیدا ہو سکتا ہے جائز ہے، وہ خود ہی گمراہ نہیں ہوئے بلکہ انہوں نے خدا پرستوں کی ایک بڑی جماعت کو بھی مادہ پرست بنا لیا۔ ہندوستان کی کمزور عقیدہ قومیں پانی سے مدد مانگتی ہیں، بمبئی کے دولت مند پارسی آگ کے سامنے دستِ طلب دراز کرتے ہیں، سائنس پرست آگ اور پانی کے نتیجہ سے اپنی مقصد برآری کرتے ہیں ان کا ہر لمحہ قیمتی ہے، ان کا ہر سکنڈ کارآمد ہے، وہ عبادت اور ریاضت میں، خوف خدا میں، جائز و ناجائز کے وہم میں، حق پرستی میں اپنا وقت برباد کرنا نہیں چاہتے، چونکہ ان کا وقت بے حد قیمتی ہے، مگر جب کسی کارخانہ میں کوئی انجن پھٹتا ہے، جب کوئی کمپنی آتش زدگی سے خاک کا تودہ بن جاتی ہے، جب ایک کوہ پیکر جہاز غرق ہونے کے قریب ہوتا ہے تو ان کا وقت قیمتی نہیں رہتا، اُس وقت یورپ کے سُرخ و سپید ہاتھ بھی کالے بادلوں کے اوپر نیلے آسمان میں رہنے والے خدا کی طرف اُٹھ جاتے ہیں ؎

کرتے ہیں مصیبت میں خدا کو سب یاد
راحت میں کریں گر تو مصیبت کیوں ہو

---

اگر کسی شاعر سے کہا جائے کہ تم جھوٹے ہو، لغو گو ہو تو اُس کا چہرہ غصہ سے تمتمانے لگے گا، اور وہ آستین چڑھا کر لڑنے مرنے کے لیے آمادہ ہو جائے گا، حالانکہ اس کا ہر شعر اس کی لغو گوئی اور جھوٹ کا ثبوت پیش کرتا ہے، وہ اپنی خیالی دنیا میں بستر مرگ پر لیٹ کر آسمان کو اپنے آہ کے تیروں سے چھلنی کیا کرتا ہے اور تاروں کو آہ کے تیروں سے چھدے ہوئے روزن ثابت کر کے اپنی لغو گوئی کی داد چاہتا ہے، اس کے نزدیک گلشن کے پھول قانون قدرت کے محتاج نہیں بلکہ اس کے فرضی محبوبہ کی آمد پر خوشی سے کھل جاتے ہیں، اور بلبل کی آہ و بکا سے گر کر مرجھا جاتے ہیں، اگر کوئی شخص جھوٹ بول رہا ہو اور لوگوں کو یہ بھی معلوم ہو جائے کہ یہ جو کچھ کہہ رہا ہے وہ لغو ہے تو شاید اس کی بات پر کوئی توجہ نہیں کرے گا، مگر شاعری کی لغو گوئی عجیب لغو گوئی ہے، ایک شخص جھوٹ بولتا ہے اور حالانکہ لوگوں کو معلوم ہے کہ یہ جو کچھ کہہ رہا ہے وہ بالکل لغو ہے۔ مگر پھر بھی واہ واہ کرتے ہیں، ایک کامیاب شعر اور ایک کامیاب شاعر اسکی بین دلیل ہے، شاعری اچھی چیز ہے مگر اس وقت جب وہ مبالغہ سے پاک ہو۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین ؛

از مفتی شوکت علی فہمی ایڈیٹر

# انسانی زندگی اور اس کا مقصد

زندگی کیا ہے؟ اُس کی حقیقت سمجھنے سے انسان کا فہم قاصر ہے۔ کائنات زندگی سے معمور ہے۔ ہم پانی۔ مٹی اور ہوا کو جاندار اجسام سے بھرا ہوا پاتے ہیں۔ کروڑوں جاندار پیدا ہوئے۔ زندگی بسر کی اور مر گئے۔ مگر زندگی کا بھید نہ کھلا۔ یہ ایک الٰہی راز اور امر ربانی ہے جو انسان سمجھ نہیں سکتا۔ جس بات پر بحث ہو سکتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ اس زندگی کا مقصد کیا ہے؟

زمین کا مالک کون ہے؟ ظاہراً انسان ہی ہے۔ کیونکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک شے اُس کے استعمال فائدے اور آرام کے لیئے بنائی گئی ہے۔ مگر اس پر بھی وہ یہ محسوس کرتا ہے۔ کہ ایک اجل کی تلوار میرے سر پر آویزاں ہے جس سے چارہ نہیں۔

درندوں اور پرندوں کی مختلف ترکیب رکھی گئی ہے۔ اور جو بہشت اُن کو دی گئی ہے اُسکی وہ پورے طور پر قدر کرتے ہیں۔ اُن کی طبعی حاجات خوراک وغیرہ جسمانی خوشیوں پر محدود ہے۔ اور چونکہ اُس کا سامان بافراط مہیا کر دیا گیا ہے۔ وہ بخوبی متمتع ہو رہے ہیں۔ اُن کی دو سب سے بڑی خواہشیں بھوک اور شہوت ہے اور دونوں خوب طرح پر پوری ہو رہی ہیں۔ کون ہے جس نے سوائے مستثنیٰ حالت کے کسی درندے یا پرندے یا کیڑے مکوڑے کو کبھی ناخوش دیکھا ہو؟ اُن کی حالت جو ہم سے مختلف ہے۔ خالص آرام و خوشی کی حالت معلوم ہوتی ہے۔ ان میں نہ اخلاق ہے نہ بد اخلاقی جس پر وہ سوچیں اور نہ شک ہے نہ پشیمانی جو ان کو اذیت دے۔ اگر اُن کے لیئے کچھ ایسی مصیبتیں بھی ہوں جن کا ہم کوئی معاوضہ نہیں دیکھتے جیسا کہ انسان کا غلام ہونا ہی اُن کیلئے بڑی مصیبت ہے تو یہ غالباً اُن کی سرشت کی حالت اُن کی تربیت اور کسی ایسے فائدے کے لیئے ہے۔ جو اور کسی طرح پر حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔ لیکن ظاہرا اسباب جو کہ ہم دیکھ رہے ہیں۔ وہ یہی ہے۔ کہ سطح زمین پر اُن کی حالت بخلاف انسان کی حالت کے ایک آرام اور خوشی کی حالت ہے۔

کیوں انسان بھی اپنی حالت سے ایسا ہی حظ حاصل نہیں کرتا؟ دنیا جیسی اور جانوروں کے لیئے خوشنما اور راحت بخش ہے۔ ویسے ہی انسان کے لیئے بھی محنت کے بعد نیند اُس کو لطف دیتی ہے۔ بھوک میں خوراک کا پورا مزہ آتا ہے شہادی خوشبو ہے۔ پرندوں کا الاپنا۔ چاند کی چاندنی گرمی میں بادِ سحر کے جھونکے سب کے لیئے سرور کا باعث ہیں۔

وحشی انسان کی ضرورتیں قریباً سب پوری ہوتی ہیں جو بہت ہی کم ہیں۔ مہذب انسان کی ضرورتیں بہت ہیں۔ اور تمام نہیں تو اکثر ان سے پوری ہو جاتی ہیں اُس کی ذات کی آسائش کے لیئے اُسکو زمین اور سامان معیشت پہننے۔ گھر۔ باغ۔ چاندی سونا اور کھانے پینے کی چیزیں بافراط اور بلا قید اسے دی گئی ہیں۔ مگر ابھی انسان محسوس کرتا ہے۔ کہ یہ آرام اُس کی ہستی کا اعلیٰ مقصد نہیں ہے۔ جو تلوار اُسکے سر پر آویزاں ہے۔ اُس نے ناممکن کر دیا ہے کہ یہ ایسا ہو جو کچھ اسکو دیا گیا ہے اُس سے بہ مقابلہ دوسرے جانوروں کے بہت ہی کم لذت حاصل کرتا ہے بلکہ تکلیفیں زیادہ ہوتی ہیں۔

پس جب انسانوں کی یہ عجیب و غریب حالت ہے۔ تو ہم قدرتی طور پر نتیجہ نکالتے ہیں کہ اس کا مقصد دوسرے جانوروں کے مقصد سے بالضرور مختلف ہے۔ یہ تمام سے نرالا ہے۔ یہی غلط اور صحیح میں تمیز کر سکتا ہے۔ صرف یہی اخلاقی نیکی اور اخلاقی بدی کا تصور رکھتا ہے۔ تنہا اسی میں غیر محدود ترقیات کی خواہش پائی جاتی ہے۔ اور حیات ابدی کی پیاس اُسے لگی ہے۔ زندگی کی برکتیں یعنی تندرستی خوش مزاجی اور دلجمعی تو ہم سے جو صرف چند کس کو حاصل ہیں لیکن اُس کے مصائب یعنی تکالیف اور امراض اور آلام ہم سے بہت شخص محسوس کر رہے ہیں۔ مگر ان دونوں میں سے کوئی بھی ہمیں دوڑ میں نہیں روکتی ہماری رفتار جاری ہے۔ نہ خوشیاں ہماری دامنگیر ہوتی ہیں اور نہ آزمائشیں جان کی جوکھوں کا خوف دلا کر ہماری سد راہ ہو سکتی ہیں۔ زمانہ کی رفتار کو ٹھیرانے کے لیئے ہم بے فائدہ کوشش کر رہے ہیں۔ پانی کی رَو میں ہمیں آگے کی جانب بہائے لیئے جاتی ہے۔ ان کے زور کو توڑنے کے لیئے ہماری تمام جدوجہد بیکار ہے۔ اسوقت ہم دوستوں اور رشتہ داروں سے گھرے ہوئے ہیں دیکھتے دیکھتے تنہا اور اکیلے رہ جاتے ہیں اور کچھ عرصہ کے بعد بالکل ہی تباہ اور برباد ہو جاتے ہیں۔ پھر زندگی کا کیا مقصد ہے؟ ہمیں کس منزل مقصود پر پہونچنا ہے۔

جب ہم اس مسئلے پر عقل اور کانشنس کو لیکر غور کرتے ہیں۔ تو یہی ذہن میں آتا ہے کہ زندگی ایک مدرسہ ہے جس میں اخلاقی اور روحانی تعلیم دیجاتی ہے۔ ہر ایک سانحہ جو اس میں پیش آتا ہے۔ ہمارے لیئے تزکیہ نفس کا ایک سبق ہے اور تمام عناصر جنکو ہم چاروں طرف دیکھتے ہیں۔ ہمارے معلم ہیں ہمیں اپنے گرد مستقل عناصر اور قوتوں کا مجمع نظر آتا ہے۔ اور تمام ہمیں ترقی کے راستہ میں مدد دینے کے لیئے کچھ نہ کچھ فرائض رکھتے اور انہیں بجا لاتے ہیں۔

تمول و فلاکت۔ خوشی و رنج بیاہ اور موت زندگی کے رشتے وابستہ شکستہ یہ سب سبق ہیں جو اتفاقیہ طور پر ہمیں نہیں دئے جاتے بلکہ ہماری بہبود اور نجات کے لیئے منضبط کیئے گئے ہیں۔ دولت بزرگی اور طاقت کی ہم قدر کرتے ہیں مگر اُسی وقت قدر کے لائق ہیں۔ جب بردباری اور تحمل کا سبق دیں۔ مفلسی بیماری اور زحمت کشی سے ہم بھاگتے ہیں۔ لیکن درحقیقت وہ دولت اور بزرگی سے بھی زیادہ قدر کے لائق ہیں۔ کیونکہ وہ ہماری جذبات کو روکتے اور مغلوب کرتے ہیں ہمیں حلیمی اور بردباری کا سبق دیتیں۔ اور ہستی کے نہایت مشکل مسائل کے لیئے ہمیں تربیت کرتیں۔

پس ہمارے خیال میں زندگی صرف دل کی آزمائش ہے۔ زندگی بھی انسان کا درجہ ہے کہ کام کرے۔ دوسرے جانوروں کی ضروریات کے

سامان قدرت نے خود ہم پہونچا دیئے ہیں۔ اُنہیں صرف اُن کے حاصل کرنے کے لیئے تگ و دو کرنی پڑتی ہے۔ مگر ایک انسان ہی ہے جو اپنی حاجتوں کو اپنی محنت سے رفع کرتا ہے۔ اُسکو ایسی طبیعت عطا ہوئی ہے۔ جس کے مقاصد اُسکی زندگی سے بڑھ کر ہیں۔ جو بغیر اندیشہ جواب دہی کے کاہلانہ عیش و عشرت میں بسر کیجاتی ہے اور کام اس طبیعت کا مناسب جزو ہے۔ جو انسان کو نہ صرف جسمانی بلکہ اپنی اخلاقی ضروریات کے لیئے کرنا پڑتا ہے۔ تاکہ اُن خوبیوں کو حاصل کر سکے۔ جنکے ساتھ اُس کی بہبود وابستہ ہے زندگی میں بہت ہی واقعات پیش آتے ہیں جنمیں سے کوئی تحمل چاہتا ہے۔ کسی میں سنجیدگی یا صاف دلی یا حیا یا اپنی عزت کا پاس یا فراخ حوصلگی دکھانے کی ضرورت پڑتی ہے۔ لہٰذا ضرور ہے کہ دل کو اس طرح پر تربیت کیا جائے۔ کہ جب کبھی اس قسم کی کوئی ضرورت پیدا ہو خواہ وہ کیسی ناگہانی کیوں نہ ہو۔ تو وہ اُسکو پورا کر سکے۔ ہماری انسانیت میں ایک مسئلہ ہے جس کا علمی حل فلسفہ یا الٰہیہ ہے۔ اور عملی حل پاک اور نیک زندگی ہستی کا اشارہ یہ ہے۔ کہ آگے بڑھو۔ اور نیکی اور دینیات اور صداقت اور معرفت میں ترقی کرنا وہ مقصد ہے۔ جو ہمیں حاصل کرنا چاہیئے۔ خدا نے جیسے ہر ایک کی منفعت میں عقل کا جوہر رکھ دیا ہے۔ ویسے ہی کم و بیش سب کو طبعاً نیکی کی جانب رغبت بھی عطا فرمائی ہے۔ اب انسان کا کام ہے۔ کہ جسقدر حصہ اُسکو ملا ہے۔ تربیت کرے اور ترقی دے تخم ہم میں موجود ہے اور ہمارے دل کھیت ہیں اچھی کاشت کرنا انسان کا کام ہے لوگ دنیا میں قدرتی طور پر عیش و آرام کی جستجو کرتے ہیں اور کوئی وجہ نہیں کہ وہ ایسا نہ کریں۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ قدرت ہی کا منشا ہے کہ ہم سامان مسرت سے متمتع ہوں اور بخوبی متمتع ہوں۔ مگر اپنی ضروری خواہشات کے پورا کرنے کے علاوہ ہم پر اور فرائض بھی ہیں جو زیادہ اہم ہیں۔ مثلاً دل کی درستی۔ روح کی تربیت اور باطن کی صفائی اور یہ ایسے فرائض ہیں کہ دنیاوی مشغلوں میں پڑ کر اُن کو بھلا دینا سخت نادانی ہے دنیاوی کام بھی ہمارے لیئے ضروری ہے۔ خدا نے ہمیں اس سے آزاد پیدا نہیں کیا۔ لیکن فضل الٰہی کی خوبصورتی یہ ہے کہ اسی روزانہ محنت کو جو ہم پر لازم کی گئی ہے۔ ہم اپنی ہستی کے اعلیٰ مقاصد اور اپنے انجام کار کے حاصل کرنے میں بھی لگا سکتے ہیں۔ دکان پر ہوں یا مدرسہ میں دفتر میں ہوں یا گھر میں۔ خواہ دُکھ میں ہوں یا سُکھ میں۔ ہمیں اپنے دلوں کی تعلیم اور اپنے دل کی اصلاح کرنے کی ہر جگہ یکساں موقع اور یکساں سہولتیں اور فرصتیں حاصل ہیں اور ہماری ہر ایک دینوی حالت دنیاوی معاملہ اگر نیت درست سے شریعت الٰہی کے تابع ہو تو وہ بھی ہمارے انجام کی درستی اور روحانی اصلاح کا ایک بڑا بھاری چانس (موقع) ہے جو کبھی بھی ہاتھ سے دینا نہیں چاہیئے اور اس لیئے اسباب میں پھنس کر انجام کار سے غفلت کرنے کا عذر نہیں ہو سکتا۔

انسان کام کرتا ہے۔ وہ دولت جمع کرتا ہے یا کتابیں لکھتا ہے یا کپڑے سیتا ہے یا دوکان کرتا ہے۔ غرض کام سب یکساں ہیں لیکن جب وہ اس دنیا سے کوچ کرتا ہے۔ کوئی اس کے ساتھ نہیں جاتا۔ اس کے ساتھ جو کچھ جاتا ہے۔ وہ صرف اس کا نقش ہے جو اُس کے دل پر بیٹھ جاتا ہے۔ اور روح کی وہ بُری یا نیک حالت ہے۔ جو مرنے پر وہ اپنے ساتھ لے جاتا ہے اگر دولت۔ طاقت۔ اور شہرت سے دل کی وہ ترقی نہیں ہوتی۔ جو اُس کیلئے ضروری ہے۔ تو یہ بیفائدہ ہے ہماری ایک بہت بڑی ضرورت یہ ہے کہ ہمارے دل کو روز بروز وسعت ہو۔ قدرت کے سچے امیر وہ نہیں جو سونا یا چاندی رکھتے ہیں۔ بلکہ باعتبار صورت کے وہ جو تندرست اور مضبوط ہیں اور بلحاظ باطن کے وہ جو دانا و عقیل ہیں پس ہمیں جس چیز کی ضرورت ہے وہ یہی ہے جسکے ذریعہ سے ہم اپنے منزل مقصود پر پہونچ جائیں۔ ہمارے رہنما موجود ہیں۔ چنانچہ دنیوی معاملات کی تکمیل کے لیئے عقل اخلاقی امور کی جانچ کے لیئے نور قلب۔ خدا کا قرب حاصل کرنے کے لیئے وحی و الہام مگر جس بات کی ہمیں ضرورت ہے۔ وہ صرف یہ ہے کہ عمل کریں۔ اور اپنے اپنے دائرہ کے اندر اپنے فرائض بجا لائیں۔ اور اس خیر محض خدا کے مخالف نہ ہوں۔ جو ہمیں ہر وقت نجات دینے اور گیان عطا فرمانے پر آمادہ ہے ایک منگتے کے چیتھڑے کس چیز کو ڈھانپتے ہیں۔ ایک انسانی جسم کو۔ اور ایک شہزادی کی شاہی پوشاک۔ وہ بھی ایک انسانی جسم کو۔ مگر آزمائشیں دونوں کی برابر ہیں اعتدال پرہیز اور خوش اطواری کا اثر۔ تندرستی۔ نیکوکاری۔ زندہ دلی اور محنت کا اثر شادمانی بے فکری۔ سخاوت اور نیک نیتی۔ عام کا نتیجہ۔ دل کی تسکین دونوں کے واسطے یکساں ہے۔ اسیطرح زندگی کے مصائب بھی یعنی انواع و اقسام کی تکالیف اور امراض جو بد پرہیزی اور فسق و فجور سے پیدا ہوتے ہیں۔ دل کی ناخوشی۔ جسکا باعث حسد و غرور۔ بے صبری یا بیجا خواہش ہے۔ اور تباہی اور بربادی جو بدمزاجی۔ غصہ۔ بغض یا رقابت کا نتیجہ ہے دونوں کے لیئے مساوی ہے۔ رب العالمین کی تجویز یہ ہے۔ کہ دونو یہاں اور یہاں سے جانے کے بعد راحت حاصل کریں۔ اور اسی لیئے دونوں کے واسطے مرض و راحت کو ایسا لازم و ملزوم کیا ہے۔ کہ ناممکن ہے۔ کہ ایک کو بجا لائیں۔ اور دوسرے فائدہ نہ اُٹھائیں نیک زندگی اپنا اجر اپنے ساتھ لیجاتی ہے دل کو اپنی اصلی بزرگی کے سوائے اور کسی بات میں راحت نہیں ملتی۔ یہ ٹھیک ہے کہ جب انسان کی بھوک اور پیاس رفع ہوتی ہے تو اسکو مثل تمام جانوروں کے جسمانی خوشی ہوتی ہے۔ اور بخلاف دیگر انسانات کے جب لذیذ غذائیں اس کے حلق کے نیچے اُترتی ہیں۔ تو اسکو اور بھی زیادہ خوشی ہوتی ہے۔ اور اس قسم کی خوشی تسکین دینے والی خوشی نہیں ہے۔ اور اس لیئے حیوان تعزیر کے قابل نہیں ہیں۔ جو اسکی خوشی بہ نسبت انسان کے جانوروں کو کوئی درجہ بڑھ کر حاصل ہے۔ انسان دولت کی نگہبانی سے خوشی حاصل کرتا ہے۔ کتابیں تصنیف

بڑھ کر بڑی ہوشیاری سے اپنے بچوں کے انہار کی رکھوالی کرتا ہے۔ آدمی کو عیاری اور چالاکی سے خوشی حاصل ہوتی ہے۔ لیکن لومڑی میں یہ صفت کہیں اس سے بڑھ کر پائی جاتی ہے حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کی خوشیاں صرف اُن لوگوں کی خوشیاں ہیں جن کی عقل اور کانشنس ابھی پیدا نہیں ہوئی۔ اور عرصہ دراز تک یہ خوشیاں قایم نہیں رہ سکتیں۔ نفسانیت اور بد اعتدالی کے پنجہ میں پھنس گئے۔ انواع و اقسام کی تکالیف امراض و آلام نے انکے لیے غرور۔ اسراف۔ اور بے احتیاطی کے دوا لیہ بن گئے۔

اس کے برخلاف دل کی اصلی خوشیاں ہمیشہ بڑھتی اور ترقی کرتی ہیں یعنی الفت۔ دوستی انصاف۔ اخلاق اور صداقت سے طبیعت کبھی سیر نہیں ہوتی۔ دل کی صفائی۔ فرحت اور تازگی کا کبھی ختم نہ ہونے والا چشمہ اور زندگی کا سب سے عمدہ ذریعہ ہے۔

زندگی میں جو بات ہمیں سب سے زیادہ بے قرار کرتی ہے۔ وہ یہ ہو کہ بظاہر انسانی زندگی غیر مساوی واقع ہوتی ہے جس کی وجہ سے اکثر یہ لوگ تناسخ کے بھنور میں جا پھنسے ہیں لیکن قطع نظر اس کے کہ یہ غیر مساوات بھی انسان کی اپنی ہی سعی اور محنت۔ کاہلی اور غفلت اور قوانین قدرت کی خلاف ورزیوں کا نتیجہ ہے۔ فی الواقع یہ غیر مساوات اتنی بڑی نہیں ہو جتنی کہ ہم خیال کرتے ہیں۔ ہمارے لیے اس بات کا فیصلہ کرنا ناممکن ہے کہ کون فی الواقع خوش ہے اور کون مصیبت زدہ اور غمناک۔ اور کون فی الواقع نیک ہے۔ اور کون بد ذات اور شریر پس اس صورت میں کیا ہم یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ زندگی ہمارے مراتب واقعی غیر مساوی یا دوسری طرح پر ہیں۔ اور سچ پوچھو تو اشیاء جیسی کہ ہمیں دکھائی دیتی ہیں اس سے زیادہ تر ہی ہوتی اور ہموزن واقع ہوئی ہیں۔ کوئی خوشی نہیں جس کا انجام نہ ہو اور نہ کوئی مصیبت ہے جس کا اس قدر معاوضہ نہیں ہے۔ بہت ہماری غلطی جو اکثر کی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ سب سے اعلیٰ حالت کو سب سے اعلیٰ خوشی کہا جاتا ہے لیکن یہ ٹھیک نہیں بلکہ سب سے خوش حالت کو سب سے اعلیٰ حالت سمجھنا چاہیئے۔ اور بسا اوقات دیکھا جاتا ہے۔ کہ گدائی کی حالت بادشاہی یا امیرانہ حالت سے بدرجہا خوش حالت ہے۔ حقیقت میں ہماری حاجتیں کچھ بہت زیادہ نہیں ہیں۔ بلکہ ہماری واقعی ضرورتوں کی نسبت ہماری خواہشیں بہی زیادہ تکلیف دیتی ہیں۔ اور ہماری تمام خواہشیں اچھی نہیں ہیں۔ اور اکثر اوقات ہماری ناکامی جسکو ہم اپنے لیے مضر خیال کرتے ہیں اصل میں ہمارے مفید حال ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ ہمکو زیادہ تر سیر چشمی اور آسودگی کی طرف لے جاتی ہے۔

سقراط کا قول ہے جس کی احتیاج نہایت ہی کم ہے۔ اسکو سب سے زیادہ قرب خدا کا حاصل ہے کیونکہ کسی چیز کی حاجت نہ رکھنا ذات باری کی صفت ہے۔ ہم اکثر اپنی ناخوشی کی شکایتیں کرتے ہیں محض اس وجہ سے کہ اپنی واقعی حاجتوں سے ہم زیادہ طلب کرتے ہیں۔ پس انسان اپنی زندگی کو ناخوش بنالیتا ہے۔ زندگی فی نفسہا خوش نہیں ہے۔ پر انسان نے خواہشات بیجا کر کے اُسے ناخوش بنالیا ہے۔ ؎

حرص قانع نیست بیدل ورنہ اسباب معاش آنچہ ما درکار داریم اکثرے درکار نیست

زندگی میں جسقدر عمدگی اور آسودگی ہمارے حصہ میں آئی ہے۔ اس کو ہم اپنا حق واجب سمجھتے اور بلا اعتراف احسانمندی کے قبول کرتے ہیں۔ لیکن جب کوئی خرابی آتی ہے تو برافروختہ ہوجاتے ہیں۔ گویا یہ صرف ہمارے لیئے بھیجی گئی ہے۔ مگر جو لوگ ان دونوں کو خندہ پیشانی سے قبول کرتے ہیں درحقیقت وہی شخص انسانی زندگی کو اچھی طرح سمجھتے اور اس کی قدر کرتے ہیں۔

عیسائی لوگ کہتے ہیں کہ انسان سرشت سے گنہگار ہے۔ وہ کبھی گناہ سے بچ ہی نہیں سکتا اور اسی لئے کفارہ کا مسئلہ تراشا گیا۔ لیکن اصل میں ایسا نہیں ہے۔ نہ خدا نے اُسے مجبول بالشر پیدا کیا ہے۔ بلکہ دراصل انسان کی عادت نیکی بھلائی اور آسودگی کے مناسب ہے۔ اس سے خلاف طور پر کام لینا یا اُسکو بگاڑنا گناہ اور مصیبت کا باعث ہوجاتا ہے اور انسان کی کوئی چیز مصیبت میں نہیں ڈالتی یہ اپنے قوی کو بیجا طور پر استعمال کرکے خود مصیبت میں مبتلا ہوجاتا ہے۔

بہت سے مصائب اور تکالیف جو ہمیں زندگی میں سہنے پڑتے ہیں ہمارا اپنا فعل ہے کیونکہ قدرت کے اخلاقی قوانین کو توڑنے سے پیدا ہوتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ولا تلقوا بایدیکم الی التهلكة واتوا البيوت من ابوابها۔ خدا نے دنیا کو جیسا پیدا کیا ہے وہ نہایت عمدہ ہے۔ مگر انسان نے جیسا دنیا کو بنالیا ہے وہ اس سے بہت مختلف ہے۔ اور دراصل واقعہ میں ہم اس کو تا انسانی ظلم۔ بیرحمی۔ دغابازی۔ جھوٹ زناکاری۔ حسد۔ غرور۔ عداوت۔ فساد۔ اور ان کے لازمی نتائج تکلیف جگرسوزی۔ اور دیگر برائیوں سے پر دیکھتے ہیں۔ لیکن خدا کبھی گوارا نہیں کرسکتا۔ کہ اس کے دوا دوں کو یوں تہ و بالا کیا جائے۔

خدا نے ہمارے ڈھانچے کو بُرے طور پر نہیں بنایا۔ اس نے ہم پر ایک مستزاد ذمہ داری کا بوجھ ڈال دیا ہو۔ جو اُس نے اپنی کسی اور مخلوق پر لازم نہیں کی۔ اسکی عام مخلوقات میں سے صرف انسان ہی گناہ کرسکتا ہو۔ شیر بے رحمی سے ہلاک کرتا ہو۔ سانپ مکاری سے کاٹتا ہو۔ ریچھ کا غضب قابو سے باہر ہو۔ مگر یہ سب اپنے اپنے قدرتی شعور کے موافق کام کرتے ہیں۔ گناہ نہیں کرتے۔ انسان اپنی عقل اور ضمیر سے مدد لیکر کام کرتا ہے۔ اس لیئے اس کی خاص ذمہ داری بھی پیدا ہوتی ہو۔ مگر جس نے یہ ذمہ داری ہم پر واجب کی ہے۔ وہی اس سے عہدہ برآ ہوسکتے ہیں۔ ہماری مدد بھی کرتا ہو ہمیں اپنی کامیابی کے لیئے جو کچھ کرنا ہے وہ اتنا ہے۔ کہ کمر باندھ کر مرکب ہمت کی باگ اُٹھائیں۔ السعی منا والاتمام من اللہ۔ وہ رب العالمین ہماری دستگیری کرے گا۔ اور اپنی معرفت اور رضامندی کی راہیں دکھائیگا جیسا کہ وہ فرماتا ہے لیس للانسان الا ما سعیٰ والذین جاهدوا فینا لنهدينهم سبلنا

(ماخوذ)

# نکاح اسلام میں!

(از علامہ ابوالفضل احسان اللہ عباسی)

تعلق زناشوئی کے ساتھ اگر فریقین کی صحت خراب نہ ہو تو اولاد کا پیدا ہونا لازم ہے اور اولاد کی پرورش کے لیئے نکاح کا دستور لازم قرار پایا ہے اور مفصل بیان اس کا الاسلام کے ابواب دوم و چہارم کی فصل ۲، ۲۲، ۸، ۲۳ تا ۲۴ میں مذکور ہے یہاں اُن سب کا اعادہ باعث طوالت ہے اتنا سمجھنا کافی ہے کہ تعلق زناشوئی نکاح کی صورت میں فطرتاً واجب ہے اور یہی وجہ ہے کہ خلقت آدم سے نکاح کا وجود لازمی طور پر بنی نوع انسان میں پایا جاتا ہے۔

گزشتہ یا موجودہ تاریخوں میں کہیں یہ پتہ نہیں چلتا کہ کسی قوم یا کسی مذہب میں دستور نکاح سے بے اعتنائی کی گئی ہو۔ الاسلام میں میں نے دیکھایا ہے کہ نکاح اور متعلقات نکاح کے بارے میں جتنے مسائل اسلام کے ہیں وہ گزشتہ اور موجودہ ادیان سے بہتر ہیں اُن کا یہاں دوبارہ لکھنا میرا مقصود نہیں ہے۔ میں یہاں صرف یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ نکاح کے متعلق جو قواعد سیدھے اور سادے اسلام نے قائم کئے ہیں وہ ہندوستان میں زیر عمل نہیں ہیں، اور یہاں کے اہل اسلام کا اُن سے غیر مانوس ہونا خود اُن کے لیئے باعث زحمت ہے اور محبان مسائل اسلام کے لیئے سخت قابل افسوس ہے۔

## نفس نکاح

رسوم نکاح کے دو حصے ہیں ایک تو فریقین میں ایجاب و قبول کا ہونا اور دوسرا اس ایجاب و قبول کا شہرت دینا۔ ایجاب و قبول کے لیئے بہترین نمونہ ہمارے لیئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت فاطمہؓ کا عقد نکاح ہے۔ حضرت علیؓ نے خود خواستگاری آنحضرتؐ سے کی۔ اس کے قبل چند دیگر اصحاب کبار نے خواہشیں ظاہر کیں تو آنحضرتؐ نے سکوت فرمایا، اور حضرت علیؓ نے درخواست کی تو آنحضرت صلعم نے منظور فرمائی۔ اس واقعہ سے دو باتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ کسی مرد کا کسی عورت سے خود بخود بلا توسط کسی ولی اصلی یا مجازی کے درخواست نکاح کرنا جیسا کہ آجکل غیر مسلم مہذب قوموں میں یا دُنیا کی بعض غیر مہذب قوموں میں رائج ہے جب تک ضرورت ذاتی نہ ہو غیر مستحسن ہے اور دوسرے یہ کہ اس کام کے لیئے نائیوں یا مشاطوں کا توسط معیوب ہے، اور وجہ عیب ظاہر ہے، کہ چھوٹے چھوٹے کاموں کو براہ راست خود طے کرنا اور نکاح ایسے اہم کام کو غیروں کی وساطت سے انجام دینا صریحی بے دانشی ہے۔ آنحضرتؐ نے حضرت علیؓ کے نکاح کے وقت اپنے احباب کو بُلا بھیجا تھا۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ تشہیر نکاح مسنون ہے اور مقتضائے مصلحت بھی ہے تاکہ حاضرین نکاح کے گواہ رہیں اور تعداد مہر یاد رکھیں۔ لیکن بجائے خاص خاص احباب کے بُلانے کے نکاح کے جلسہ کو میلے کا ایک تماشہ بنا دینا اور مطلوبہ رسم کے ہمراہ اہل اور نااہل کو دوست اور غیر دوست کو تفاخر کے لیئے بلانا سنت نبوی کی پیروی نہیں ہے، اور غیر مستحسن ہے۔ مجمع کثیر ہو اور باقتضائے موقع و محل ضروری ہو تو چنداں مضائقہ نہیں لیکن دُلہن کے گھر ایک جماعت کثیر کے ساتھ دولہا کا جانا اور پھر اُس سے اپنے ساتھیوں کا کھانا لینا کسی طرح مناسب نہیں ہے، بلکہ میرے نزدیک تو یہ کھانا بعض حالتوں میں قریب قریب ناجائز ہو جاتا ہے۔ دلہن والوں پر جبراً اس قسم کا دباؤ ڈالنا نہ تو مذہبی نقطۂ نظر سے درست اور نہ اخلاقی حیثیت سے۔

نکاح فاطمہؓ کا خطبہ خود آنحضرتؐ نے پڑھا تھا اور از جانب حضرت فاطمہؓ ولی کی حیثیت سے خود مراتب ایجاب و قبول انجام دئے تھے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ ذی علم ہیں وہ اگر طریقۂ مسنون پر عمل کرنا چاہتے ہیں تو خود اپنی لڑکیوں کے نکاح میں خطبہ پڑھیں اور خود ایجاب و قبول کریں۔ کسی نکاح خوان کا واسطہ نہ تلاش کریں۔ آنحضرتؐ نے نکاح کے بعد ہی حضرت فاطمہؓ کو حضرت علیؓ کے پاس بھیج دیا۔ لیکن تازیست اپنا تعلق پدری حضرت فاطمہؓ کے ساتھ قائم رکھا۔ نہایت ناپاک ہے وہ خاندان جس میں لڑکیاں گھروں سے مثل لونڈیوں کے جدا کیجاتی ہیں اور نکاح کے وقت باپ سمجھتا ہے کہ لڑکی ایک بلا تھی جو گھر سے نکلتی ہے اور ایک نوجوان دام میں پھنسکر یہ بلا اپنے سر لیتا ہے۔ بعد نکاح آنحضرتؐ کا حضرت علیؓ کے گھر جانا اور دونوں پر دعائے خیر کرکے پانی کا چھینٹا دینا اور بعض روایت کے مطابق اپنا لعاب دہن ڈالکر دونوں کو وہ پانی پلانا اشارہ ہے اس طرف کہ گو بضرورت لڑکی بیاہی گئی لیکن باپ کا تعلق لڑکی سے منقطع نہیں ہوا بلکہ اُس کا شوہر بھی داخل رشتہ فرزندی ہوا۔

## مہر - جہیز - ولیمہ

مہر کے متعلق الاسلام کی فصل ۲۹ میں بھی کچھ بیان کیا گیا ہے یہاں صرف یہ لکھنا ہے کہ عورتوں کے مال اور شباب کی قیمت ہے، یا عورتوں کے اعزاز کی ایک صورت ہے، بوجہ عسرت کے زمانۂ رسولؐ میں تعداد مہر کم ہوتی تھی لیکن حضرت عمرؓ کے وقت میں جب دولت بڑھی تو اس کی تعداد بڑھنے لگی۔ اس اضافہ پر حضرت عمرؓ نے اپنی ناراضی ایک خطبہ میں ظاہر کی جسے سنکر ایک بڑھیا نے اعتراض کیا تو حضرت عمرؓ نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا۔ تعداد مہر حیثیت کے مطابق ہونا چاہیئے۔ جبکہ فرضی رقم نہ ہونا چاہیئے۔ آٹھ دس برس ہوئے کہ امپیریل گورنمنٹ نے ہندوستان کی مصلحت پر نظر ڈالکر تعداد مہر کے متعلق کوئی ایکٹ پاس کرنا چاہا تھا۔ میں نے اُس وقت اس تحریک کے خلاف ایک مضمون اخبار میں چھپوایا تھا بالآخر گورنمنٹ اپنی مداخلت کو غیر محمود سمجھ کر اپنے ارادہ سے دست کش ہوگئی۔ قول فیصل یہ ہے کہ مہر کی تعداد کا کم ہونا بنظر حقوق زنان ہند کچھ ایسی پالیسی نہیں ہے۔ لیکن اُس کے ساتھ ہی مصنوعی اور فرضی رقمیں حیثیت سے زائد محض تفاخر کی غرض سے قائم کرنا معیوب ہی نہیں ہے بلکہ ایک مسئلہ شرعی کی توہین کرنا ہے اسکے ساتھ ہی میں یہ بھی کہوں گا کہ جس خاندان میں سنت نبوی کو ہر حیثیت سے ملحوظ رکھنا

مرکز خاطر ہوتا ہے وہاں مہر کے متعلق پیغمبر خدا کے زمانہ کے مہروں کا خیال رکھنا انسب ہے لیکن اگر صرف تعداد مہر کے وقت سنت نبوی کا خیال کیا جاتا ہے اور دیگر امور میں سنت نبوی کا خیال نہیں ہوتا تو یہ سخت جہالت ہے اور حقوق زنان پر ایک حملہ بیجا ہے۔ ناظرین کی واقفیت کے لیئے اور سنت نبوی تلاش کرنے والوں کی آگاہی کے لیئے زمانۂ رسولؐ کے چند مہروں کا مع جہیز و طعام ولیمہ ذکر کیا جاتا ہے۔

| نام زن | تعداد مہر | صورت ادا | جہیز جو باپ کے گھر سے ملا | ولیمہ |
|---|---|---|---|---|
| ام المومنین حضرت خدیجہؓ | ۵۰۰ درم | ابو طالب عم رسولؐ نے ذمہ داری کی تھی | • | • |
| ” حضرت سلمہؓ | ۱۰ درم | • | • | کچھ جو کا کھانا |
| ” حضرت جویریہؓ | ۴۰۰ درم | • | • | • |
| ” حضرت ام حبیبہؓ | ۴۰۰ دینار | شاہ حبشہ نے ذمہ داری کی تھی | • | • |
| ” حضرت عائشہؓ | • | • | • | • |
| ” حضرت سودہؓ | ۴۰۰ درم | | • | • |
| ” حضرت زینب بنت جحشؓ | • | • | • | ایک بکری کا گوشت |
| ” حضرت صفیہ | • | • | • | سب صحابہ نے گویا اپنا اپنا کھانا ایک جگہ جمع ہو کر کھایا۔ |

حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ تعداد مہر:- ۴۰ مثقال چاندی

جہیز:- چادر ۱- بادی ۲- تہالی ۲- کڑے ۳- بازو بند نقرئی ۲- کملی ۱- تکیہ ۱
پیالہ ۱- چکی ۱- مشکیزہ ۱- گھڑا ۱- (شاید) پلنگ ۱-

ولیمہ:- جو کی روٹیاں- خرمے- مالیدہ-

واضح ہو کہ خط چلیپا کا یہ مطلب ہے کہ مجھے اس کے متعلق کچھ لکھنے کی سند کسی کتاب سے نہ ملی، اور نہ فرصت اتنی ملی، کہ میں کتاب کی ورق گردانی کرتا۔

ہندوستان میں جو رسمیں جزو نکاح ہو گئی ہیں یا دلہن کی رخصتی کے ساتھ جو مراسم ابتدا سے انتہا تک ادا کیئے جاتے ہیں، اسلام میں یا عرب کے تمدن میں کہیں بھی ان کا پتہ نہیں لگتا۔ سیدھے سادے نکاح کو ہم لوگوں نے ایک کھیل بنا رکھا ہے حضرت فاطمہؓ کے نکاح کو چاہیئے کہ ہم لوگ نمونہ بنائیں۔ مثلاً نکاح کے قبل حضرت علیؓ کے کفیل آنحضرتؐ تھے مگر نکاح کے ساتھ ہی حضرت علیؓ علیحدہ ہو گئے۔ کیونکہ آزادی کا مقتضا یہ ہے کہ نکاح کے بعد زن و شو دوسروں سے الگ ہو کر ایک جا رہیں۔ اور کسی پر اُن کا بار نہ رہے۔ نکاح کے روز حضرت علیؓ باہر کے کاموں کے ذمہ دار تھے اور حضرت فاطمہؓ اندر مکان کے اہتمام کرتی تہیں۔ مانجھے کی رسم کا کہیں ذکر بھی نہ تہا اور نہ دولہا کو دولہا بنا کر مسند پر بٹھانے کا کچھ خیال تہا۔ نکاح کے بعد حضرت فاطمہؓ کو آنحضرتؐ نے اُمّ ایمنؓ کے ہمراہ حضرت علیؓ کے گھر بھیجدیا اور پھر خود بھی وہاں تشریف لے گئے۔ اور ایک روایت کے مطابق ایک پانی کے برتن میں اپنا لعاب دہن ملا کر پہلے بعد دیگرے لڑکی اور داماد کو پلایا اور اُسی پانی سے دونوں کو وضو کرایا۔ نکاح کے وقت جو شربت دولہا کو پلاکر

اُس کا پس خوردہ دلہن کے لیئے بہیجا جاتا ہے، غالباً اسی فعل رسول کی یادگار ہے۔ مگر باپ کا اس پانی میں شریک نہ ہونا جہاں تک زیر عمل ہے وہ سنت نبوی کا ترک کرنا ہے۔ حضرت علیؓ کے نکاح کے وقت ایک طبق خرمہ بھی حاضرین کے سامنے آنحضرتؐ نے رکھا تہا۔ وقت نکاح مٹھائی کا تقسیم ہونا گویا تقلید فعل رسول میں جاری ہوا۔ طعام ولیمہ میں جو سادگی آنحضرتؐ کے زمانہ میں ہوتی تھی وہ اوپر بیان ہو چکی ہے جو لوگ تفاخر سے طعام ولیمہ اپنی حیثیت سے زائد کرتے ہیں بخلاف طریقۂ رسولؐ و اصحاب رسولؐ کرتے ہیں، برات کے کھانے کا تو کہیں نام بھی رسول صلعم کے زمانہ میں نہ تھا۔

جہیز لڑکیوں کو دینا سنت ہے اور اسپر اصرار کرنا نہایت اچھا ہے حتی الوسع وہ تمام چیزیں دی جائیں جو نئی زندگی شروع کرنے کے لیئے ضروری ہیں، مگر اس نیت سے دینا کہ لڑکی جاتی ہے جو کچھ اس کا حق ہے لیتی جائے ترکۂ پدری میں آئندہ اس کا کچھ حق نہ ہوگا مکروہ ہے۔ اور لوگوں کے دکہانے کے لیئے دینا بھی مکروہ ہے۔ لڑکیوں کو اگر یہ خیال ہو کہ زائد جہیز لیکر جب وہ میکے سے جائیں گی تو زائد تر اُن کی عزت سسرال میں ہوگی تو یہ جہالت ہے۔ اصلی عزت لڑکیوں کو شوہر کی اطاعت اور شوہر کے رشتہ داروں کی خاطر داری کرنے سے حاصل ہوتی ہے جہیز کتنا ہی زائد ساتھ ہو لیکن سسرال میں عزت صرف اُن لڑکیوں کی ہوتی ہے جو شوہر کی اطاعت کرتی ہیں، اور شوہر کے رشتہ داروں سے با خلاق پیش آتی ہیں اگر کھانا پکانے اور کپڑا سینے کا ہنر ہے اور اُس ہنر سے سسرال والوں کو دلہن نے فائدے پہونچا کر سب کو اپنی طرف گرویدہ کر لیا ہے تو سمجھیئے کہ دلہن نے دوام محبت میں سب کو گرفتار کر لیا اور اپنے آپ کو صرف عزت دار ثابت نہیں کیا، بلکہ تمام سسرال والوں کو غلام بنا لیا۔ اشرف الناس خادمہم۔

# فاقہ کشی

(از مولوی غلام دستگیر صادق - سلطوی جہلم)

خوردن برائے زیستن و ذکر کردن است
تو معتقد کہ زیستن از بہر خوردن است

كَانَ الْمُتَقَدِّمُوْنَ يَاكُلُوْنَ لِيَعِيْشُوْا وَاَنْتُمْ تَعِيْشُوْنَ لِتَاْكُلُوْا بِتَقْدِيْمِ

اِس سے پہلے سمجھے کہ حیات باقی رہے - اور تم نے سمجھ رکھا ہے - کہ زندگی کھانے کیلئے ہی ہے - اللہ تبارک وتعالےٰ فرماتے ہیں وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ - ہم تمہیں آزمائیں گے ساتھ ان چیزوں کے یعنی خوف - بھوک - و مال اور پھلوں کی کمی سے - نبی کریم صلعم فرماتے ہیں - بَطْنٌ جَائِعٌ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى مِنْ سَبْعِيْنَ عَابِدًا غَافِلًا - بھوکے آدمی کا پیٹ اللہ تعالےٰ کے نزدیک ستر غافل عابدوں سے زیادہ پسند ہے - فاقہ کشی سے طبیعت تندرست رہتی ہے - اکثر بیماریاں بدہضمی اور شکم پُری سے پیدا ہوتی ہیں - پیٹ بھر کر کھانا خدا سے غافل اور عبادت سے متنفر کرتا ہے طبیعت سُست اور پژمردگی چھائی رہتی ہے - نبی کریم صلعم نے یہی فرمایا ہے - اجیعوا بطونکم واصموا کبادکم و عروا اجسادکم لعل قلوبکم تری اللہ عیانا فی الدنیا پیٹوں کو بھوکا رکھو - و جگر کو پیاسا اور تنوں کو ننگا - شاید اس طرح سے تم خدا کو یاد کر سکو - اکثر فقرا یہی فرماتے چلے آئے ہیں - کہ امیروں کی صحبت میں نہیں بیٹھنا چاہیئے - اسکی وجہ یہی ہے کہ انسان اُن کی صحبت میں خدا سے غافل ہوجاتا ہے - کیونکہ اُنکو لذیذ اور پیٹ بھر کر کھانا ملتا ہے اور وہ غافل ہوجاتے ہیں - فاقہ کشی باطن کو آباد رکھتی ہے - آدم علیہ السلام محض پیٹ کے لالچ سے بہشت سے نکالے گئے - اس کا یہ مطلب نہیں - کہ تم بالکل ہی نہ کھاؤ - بلکہ یہ مطلب ہے - کہ وقت پر کھاؤ - اور کم کھانے کی کوشش کرو - جس سے کہ تم پر سُستی نہ غالب آئے - کتابی لکھتے ہیں - کہ انسان غلبہ نیند کے سوا نہ سوئے - اور نہ ضرورت کے بغیر بولے - اور نہ بھوک کے سوا کھائے -

جب انسان فاقہ کشی کا عادی ہوجاتا ہے - تو اُس کی شہوت کم ہوجاتی ہے اور عقل ترقی پر ہوجاتی ہے - اکثر اللہ کے دوست ایسے نظر آتے ہیں - کہ اُن کو پیاس لگتی ہے نہ بھوک ستاتی ہے - جلے ہوئے ذرات پر پڑے رہتے ہیں مگر اُسی میں مگن - مست اور شوقِ الٰہی میں سرشار ہیں - وہ اِسی سبب سے جلدی خدا رسیدہ ہوجاتے ہیں - کہ سوا یادِ الٰہی کے اور سب کچھ انہیں ہیچ معلوم ہوتا ہے - مگر آجکل وہ حالت ہے کہ زیادہ عبادت تو درکنار - نماز تک نہیں پڑھتے اور پیٹ کے دھندوں میں پھنسے رہتے ہیں - جو کام اللہ کریم کے سپرد ہے اُس میں تو وہ کوشاں ہو رہے ہیں اور جو ان کا کام ہے اُس سے غافل ہورہے ہیں جب انسان احکام الٰہی سے کنارہ کشی کرتا ہے تو رحمت الٰہی اُس سے کنارہ کش ہوتی ہے طرح طرح کی بیماریاں جلوہ گر ہوتی ہیں - مصائب گھٹا بن بن کر آتے ہیں تو پھر عاجز ہوتا ہے -

نفس ما را کمتر از فرعون نیست
لیک او را عون ما را عون نیست

جب سفر سے پہلے اُس کے سامان کی تیاری کی جایا کرتی ہے - تو کیوں نہ غضب الٰہی آنے سے پہلے ہی اُس کو راضی اور خوش کر لیا جائے - کاش! آج کل سب کھلاوا ہی دکھلاوا ہے - رضائے مولا بالکل مقصود ہی نہیں محض پیٹ کا دھندا انسان کو غافل اور سُست بنا رہا ہے اور قربِ الٰہی حاصل ہونے نہیں دیتا جمیع انسانوں کو پہنچے خدا کی عبادت سے گردن نہیں پھیرنی چاہیئے - اور معمولی فاقہ کشی پر مالکِ حقیقی سے روگرداں نہیں ہونا چاہیئے - واللہ اعلم -

# کینہ پرور طینت

(از محمد ارشاد علی "علیگ")

اس طینت کی مثال ایسی ہے جیسے یکطرفہ فیصلہ یا اسے اور جسقدر انسان اُس کی طرف رغبت ظاہر کرے اُسی قدر قانونی کوڑے سے اُس کی یادداشت کرنا لازمی ہے کیونکہ اوّل اوّل غلطی جو انسان سے اس عادت کے تابع سرزد ہوتی ہے اس سے تو صرف وہ خلاف ورزی قانون کا مجرم ٹھیرتا ہے لیکن اس غلطی کا بدلہ یا عیوض قانون کو بالائے طاق رکھ دیتا ہے -

عیوض لینے سے تو انسان صرف اپنے دشمن کی ہمسری کا دعویٰ کر سکتا ہے لیکن اگر وہ معاف کر دے تو اُس سے بالاترین مرتبہ حاصل کر سکتا ہے کیونکہ عفو تقصیر بادشاہوں کا حصہ ہے - حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا ہے "عفو تقصیر اشرف المخلوقات ہونے کی ایک شان ہے" جو کچھ گذرا وہ ہمیشہ کے واسطے گذر گیا اب نہ پھر وہ واپس آسکتا ہے اور نہ کچھ اُس کی تلافی ہوسکتی ہے - اسی لیئے حکما کا قول ہے "گذشتہ را صلوٰۃ آئندہ را احتیاط" گذشتہ باتوں پر رنج و افسوس کرنا بجز تضیع اوقات کے اور کچھ فائدہ نہیں کیونکہ عقلمندوں کی توجہ مبذول کرنے کے لیئے زمانہ حال اور مستقبل میں کافی کام کا انبار جمع رہتا ہے اور اسیلئے جو لوگ گذشتہ حالات کے متعلق اپنے دماغوں کو پریشان کرتے رہتے ہیں وہ سوائے اس کے کہ اپنے نادر اور قیمتی وقت کو بیکار ضایع کریں اور کوئی مفید نتیجہ نہیں حاصل کرتے -

دنیا میں کوئی متنفس ہی کسی کو اذیت یا تکلیف صرف اذیت یا تکلیف دینے کو نہیں پہونچاتا جب تک اس سے کسی قسم کا مفاد یعنی ذاتی منفعت یا مسرت یا ترقی عہدہ یا مرتبہ وغیرہ وغیرہ نہو -

اس لیئے کوئی وجہ نہیں کہ ہم اس اس صیاد پر ناراض ہوجائیں کہ ہم سے زیادہ اپنی ذات کو عزیز سمجھتا ہے اور بالفرض محال یہ مان بھی لیا جائے کہ وہ اپنی بدطینتی کی وجہ سے لوگوں کو اذیت دیتا ہے تب بھی اُس کو بھول

باعث دار درخت سمجھنا چاہیئے جو ہمیشہ جھکا کرتے ہیں اور کیڑے پتھر مارا کرتے ہیں کیونکہ ان کا کام ہی یہ ہے۔

"نیش عقرب نہ از پئے کین است مقتضائے طبیعتش این است"

ایسی اذیت جسکو قانون نے بھی سزا مقرر کرتے وقت نظر انداز کر دیا سب سے زیادہ ناقابل لحاظ سمجھی جاتی ہے اور ایسی اذیت کا عیوض بھی اس طرح لینا چاہیے کہ قانون کی گرفت میں نہ آسکے کیونکہ اس خیال کو فراموش کر دینے سے بدلہ لینے والے کو ایک کے بجائے دو اذیتیں پہونچتی ہیں اور اس طرح اُس کے دشمن کو پھر بھی اس پر سبقت رہتی ہے بعض لوگ اپنی تکلیف کا بدلہ لیتے وقت فریق مخالف کو یہ جتلا دینا چاہتے ہیں کہ بدلہ لینے والا کون ہے اور یہ نہایت ہی پسندیدہ طریقہ ہے۔ کیونکہ جسقدر مسرت فریق مخالف کو جتاتے ہوئے اور افسوس کرتے ہوئے دیکھ کر حاصل ہوتی ہے اس قدر تکلیف و اذیت پہونچانے سے نہیں ملتی جو لوگ ایسا نہیں کرتے وہ بقول الخیال - بزدل اور مکار ہوتے ہیں جو تاریکی میں پتھر پھینکنے کے عادی ہوتے ہیں۔

کاسمس ڈیوک آف فلارینس ایسے دوستوں سے جو دغاباز یا لاپرواہ ہوں بیحد ناراض تھا اور ایسے لوگوں کو وہ ناقابل معافی سمجھا تھا وہ کہتا ہے "ہم کو اپنے دشمنوں کے قصور معاف کرنے کی ہر جگہ ہدایت کی گئی ہے - لیکن دوستوں کو معاف کرنے کی کسی جگہ ہدایت نہیں کی گئی" کاسمس کا یہ خیال نہایت ہی غیر موزوں معلوم ہوتا ہے کیونکہ بالفاظ دیگر اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ جب تک خدا تعالےٰ کی عنایتیں ہمارے شامل حال رہیں اسوقت تک تو ہم اس کی معبودیت کے معترف اور قایل رہیں اور جہاں کوئی ذرا سی تکلیف یا مصیبت ہم پر آپڑے فوراً ہم چیخ اُٹھیں اور کلمۂ کفر بکنے لگیں بعینہ کم و بیش یہی بات دوستوں کے متعلق کہی جاسکتی ہے - جب تک ان سے ہر قسم کی امداد اور آرام و آسائش ملتی رہی اُسوقت تک تو ہم اُن کو اپنا دوست مخلص خیال کرتے رہیں اور پھر اُن کی ذرا سی فروگذاشت پر ہم اُن کی جان کے دشمن بن جائیں۔

یہ امر مسلمہ ہے کہ انسان کے زخم بدلہ لینے کے خیال میں ڈوبے رہنے سے بالکل ہرے رہتے ہیں ورنہ وہ بالکل خشک ہو کر صحت یاب ہو جائیں - ایسی اذیتوں کا عیوض لینا جس میں عوام کی بہبودی مدنظر ہو اسیطرح زیادہ خوشگوار ہوتی ہیں لیکن ذاتیات کے معاملات کی حالت بالکل دوسری ہوتی ہے کیونکہ اکثر اوقات ایسا دیکھا گیا ہے کہ کینہ پرور شخص باوجود ایک طولانی عمر حاصل کرنے کے پھر بھی اپنی آرزوؤں کو اپنے پہلو میں دبائے قبر تک لے گیا اور جیسے اُس نے اپنی زندگی دن و رات کی کوفت میں کاٹی اُسی طرح اُس کی بدنصیبی نے مرتے دم تک بھی اس کا ساتھ نہ چھوڑا۔

# تمھاری زندگی

(از مفتی شوکت علی فہمی ایڈیٹر)

دنیا کتنی پر رونق جگہ ہے - اسکی نیرنگیاں کس درجہ دل فریب ہیں جدھر دیکھئے دریائے رحمت موجزن ہے - جس طرف آنکھ اُٹھائیے نعمتوں کا خزانہ ہے - راحتوں کا سرچشمہ ہے - مگر کیا تم دنیا کی رونق سے لطف اندوز ہونے کے لیئے آئے ہو - کیا تمہاری زندگی کا مقصد دنیا کی رنگینیاں اور دلفریبیوں سے بہرا اندوز ہونا ہے - کیا دنیا کی راحت محض تمہاری زندگی کا باعث بن سکتی ہے -

تمہاری زندگی کا مقصد ان فنا ہو جانے والی تفریحات سے بہت اعلیٰ ہے تمہاری زندگی اس گلشن کے تر و تازہ اور نظر فریب گلوں کیلئے نہیں ہے بلکہ تمہاری زندگی ایک سچائی اور محبت بھرے دل کے لئے ہے - اور ایک ایسے قلب کے لئے ہے جو انصاف اور مہربانیوں سے معمور ہو -

تم کو دنیا کی نعمتوں اور رنگینیوں میں الجھنے کے لیئے نہیں بھیجا گیا تم کو اس لئے نہیں بھیجا گیا ہے کہ تم اپنے وعدہ کو فراموش کر دو - بلکہ تمہاری زندگی اس خدا کے لئے ہے جس نے لفظ کن سے تم کو اور اس دنیا کی تمام رنگینیوں کو پیدا کر دیا اور جس کی رحمت آسمان کی بلندیوں پر سے تم پر مسکرا رہی ہے اور تمہیں اپنے آغوش میں لینے کے لیئے بے چین ہے -

افسوس تم اپنی کشتی حیات کو تباہی کی طرف لے جا رہے ہو - سنبھلو آنکھ کھولو - ہوش میں آؤ - یہ تمہاری زندگی ان تمام انسانی بندشوں کے لیئے ہے جن میں تم جکڑے ہوئے ہو اور اس کام کے لیئے ہے جو خدائے پاک نے ازل میں تمہارے لیئے تجویز کیا ہے -

تمہیں خدا نے ایک پاک دل عنایت کیا ہے - اس کو ناپاکیوں سے دور رکھو - یہ ایک آئینہ ہے اسکو میلا نہ ہونے دو - اس میں ان امیدوں کو جگہ دو جو تمہیں دلائی گئی تھیں - اور اسکو ان تمام نیکیوں سے منور کر دو جو تمہاری قوت اور امکان میں ہیں -

تمہارے اوقات فضول تفریحوں میں برباد ہو رہے ہیں - تمہاری زندگی بیہودہ مشاغل میں صرف ہوتی چلی جاتی ہے - بیہودہ مشاغل سے پرہیز کرو - اور ان لیڈران قوم کے حالات پڑھو جن کے حالات سے آج تواریخ کے صفحات رنگے ہوئے ہیں قدم بقدم چلنے کی کوشش کرو کیونکہ تمہاری زندگی کا مقصد یہی ہے ؎

# رسائل کی روح

## دین و دنیا

اپنی زندگی پر نظر ڈالیئے معاشرت کے میدان میں آیئے خدا نے آپ کے دین کو کس طور پر کامل و اکمل کر دیا۔ اس نے آپ کے دین کو دُنیا اور دُنیا کو دین بنا دیا۔ دین کا کوئی کام کیجئے وہ دُنیا کا کام ہے اور دُنیا کا کوئی کام کیجئے وہ عین دین کا کام ہے آپ کا کھانا پینا، سونا جاگنا چلنا پھرنا، سب دین ہی ہے اور دُنیا بھی۔ آپ تجارت کرتے ہیں، زراعت کرتے ہیں، شادی بیاہ کرتے ہیں۔ بچے پالتے ہیں، مکانات کوٹھیاں بناتے ہیں یہ سب آپ کے دین کے کام ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں روزے رکھتے ہیں خیرات بہت کرتے ہیں۔ اور جو جو طریقے بتائے گئے ہیں وہ عمل میں لاتے ہیں یہ سب آپ کے دنیا کے کام ہیں۔

گھبرایئے نہیں میں سب کا ثبوت دینے کے لیئے کھڑا ہوا ہوں۔

آپ جو کچھ کماتے ہیں اُسے کھانا چاہتے ہیں۔ اگر وہ حرام نہیں ہے اگر آپ نے اُسے جائز طریقے سے کمایا ہے کسی سے چھینا نہیں ہے۔ کہیں چوری نہیں کی ہے، کسی یتیم کا مال نہیں لے لیا ہے تو جو کچھ آپ کھا رہے ہیں یہ عین دین کا کام ہے۔ کیونکہ آپ کی نیت یہ ہے کہ اس کھانے سے آپ کے جسم میں قوت آئے گی آپ خدا کی بندگی کرینگے اس کی راہ میں مدد دیں گے اسکی خلایق کی خدمت بجالائیں گے۔ یہ ہے آپ کا دین بھی اور آپکی دنیا بھی۔ اچھا۔ آپ شادی کرتے ہیں۔ کیوں کرتے ہیں۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ نکاح کرو تاکہ اس سے مسلمان پیدا ہوں اور میں قیامت کے دن اپنی امت کی کثرت پر فخر کروں اگر آپ کی غرض و غایت نکاح سے یہ ہے کہ آپ حکم رسول کی تعمیل کریں اس نکاح سے جو اولاد پیدا ہو وہ راہِ خدا میں کام آئے یہ عین دین کا کام ہے۔ آپ مکان بناتے ہیں اس سے آپ کی غرض یہ ہے کہ آپ کی اولاد اسمیں رہے گی اور اسلام کی خدمت کرے گی۔ آپ کا مکان مسلمانوں کے کام آئیگا یہ عین دین ہے۔ آپ بیوی بچوں کو پالتے ہیں آپ بچوں کو خدا کی دی ہوئی ایک امانت تصور کرتے ہیں اور اس امانت کے متعلق جو کچھ ذمہ داری آپ پر عائد ہے اُسے پورا کرتے ہیں یہ عین دین ہے۔ آپ بیوی کو کھلاتے پلاتے پہناتے ہیں تاکہ اس کی جانب سے جو کچھ حقوق آپ پر عائد ہیں وہ ادا ہوں یہ عین دین ہے۔ آپ سوتے ہیں۔ سوتے وقت آپ وہ دعائیں پڑھتے ہیں جو رسول اللہ صلعم سے مروی ہیں۔ پھر آپ جاگتے ہیں اور جاگتے ہی وہ دعا پڑھتے ہیں جو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پڑھا کرتے تھے سو آپ کا سونا عین عبادت ہے۔ آپ نے روزہ رکھا ہے حالت روزہ میں آپ استراحت فرماتے ہیں آپ کی استراحت عین عبادت ہے۔

اب اس کا دوسرا پہلو لیجیئے۔ آپ کا دین عین آپ کی دنیا ہے آپ نماز پڑھتے ہیں اور آپ کی نیت یہ ہے کہ لوگوں میں آپ متقی مشہور ہوں یہ آپ کی عبادت عین دنیا ہے۔ امام غزالی کی تصانیف پڑھیئے جس میں امام لکھتے ہیں کہ ایسی نمازیں لوٹا دی جاتی ہیں۔ الٹی مار دی جاتی ہیں۔ آپ نفل روزے رکھتے ہیں اس سے آپ کی غرض یہ ہے کہ روزہ داری کی نمائش ہو یہ عین دنیا ہے۔ تیسری چیز وہ ہے جس کے لیئے صدیق اکبرؓ نے نیام سے تلوار نکال لی تھی یعنی زکوٰۃ۔ لوگوں نے کہا کہ ہم نماز پڑھیں گے لیکن زکوٰۃ نہ دینگے۔ صدیق اکبرؓ نے ان کے خلاف جہاد کیا تھا۔ یہ زکوٰۃ آپ کس وقت دے سکتے ہیں جب آپ کے پاس روپیہ ہو۔ اگر آپ روپیہ نہیں رکھتے ہیں۔ زکوٰۃ کا آپ سے کوئی تعلق نہیں آپ حج کرنا چاہتے ہیں لیکن روپیہ نہیں ہے حج نہیں ہو سکتا۔ اچھا آپ حج کو جاتے ہیں نیت میں یہ ہے کہ راستہ میں فلاں فلاں کام کرنے ہیں یا سیر و تفریح مقصود ہے۔ خدا جانے آپ کی کیا کیا غرض اس سے وابستہ ہو یہ عین دنیا ہے۔ حدیث میں وارد ہوا ہے۔ اَلْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ لوگ ہجرت کرنے لگے۔ کسی نے تو محض خدا کے حکم اور رسولؐ کی اتباع میں ہجرت کی اور کسی کی نیت اس ہجرت سے یہ تھی کہ فلاں عورت سے نکاح کیا جائے سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا:۔ اَلْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ جو شخص جس نیت سے ہجرت کرے گا اس کی جزا پائیگا یہ حدیث تقریباً تمام کتب احادیث میں موجود ہے اور اس کی صحت کا یہ عالم ہے کہ تمام احادیث میں سب سے پہلی اسی کی روایت کی جاتی ہے۔ اسی پر سارے کاموں کا انحصار ہے اسی لیئے میں نے عرض کیا ہے کہ آپ کی دنیا عین دین ہے اور آپ کا دین عین دنیا ہے۔

## تمول اسلامی نقطہ نظر سے

فقہ کی کتابیں لیجئے۔ ہدایہ کنز الدقائق شرح وقایہ، قدوری، غرض بڑی سے بڑی اور چھوٹی سے چھوٹی کتاب میں آپ یہی پائیں گے کہ عبادات ہیں اور معاملات۔ عبادات میں نماز روزہ حج زکوٰۃ۔ اور معاملات میں بیع، رہن، ہبہ، کفالت اور کیا کیا ہے۔ یہ ساری چیزیں مسلمان کب کر سکتے ہیں جبکہ روپیہ ان کے پاس ہو۔ اگر مسلمانوں کے لیئے روپیہ کمانا حرام ہوتا تو پھر ان سب باتوں کا بیان کرنا بیکار تھا۔ اسلام نے اپنے متبعین کے لیئے کوئی اس قسم کی حد بھی نہیں قایم کی ہے کہ اتنی مقدار تک روپیہ کمایا جائے لاکھ دو لاکھ دس لاکھ اور اس کے بعد نہیں اس نے دروازے کھول دیے ہیں دین و دُنیا دونوں میدان کھلے ہوئے ہیں جس کا جہاں تک جی چاہے سیر کرتا جائے اس کے خلاف یہ خیال پکانا کہ روپیہ کمانے کی مسلمانوں کو ضرورت نہیں ہے ان کو توپستی اور دنائت کی زندگی گزارنی چاہئے۔ کہانتک حق بجانب ہو سکتا ہے۔ اسلام نے اس قسم کی تعلیم نہیں دی ہے جو شخص

جس حقیقت میں ہے اس کا اظہار نہیں کرتا ہے اگر استطاعت سے کم اس نے اپنا معیار زندگی رکھا ہے اگر اس نے بال بچوں پر تنگی عائد کی ہے اگر خود پھٹے پرانے کپڑے پہنتا ہے۔ حالانکہ اچھا لباس پہن سکتا ہے تو گویا اسلام کی تعلیم کے خلاف کرتا ہے۔

ایک مرتبہ ایک صحابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں تشریف لائے ان کا لباس پھٹا ہوا تھا ان کو دیکھ کر آپ نے ارشاد فرمایا اَللّٰہُ جَمِیْلٌ وَّیُحِبُّ الْجَمَالَ۔ خدا جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔

حدیث شریف میں وارد ہے۔ خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ سب سے بہتر زمانہ میرا ہے اس کے بعد وہ لوگ ہیں جو ان سے متصل ہیں۔ ان کے بعد وہ لوگ ہیں جو ان سے متصل ہیں۔ اس لحاظ سے صحابہ اور ان کے بعد آنے والے تابعین کا زمانہ سب سے بہتر ثابت ہوتا ہے۔ اس زمانہ میں آپ یہ دیکھ لیں گے کہ سب سے بڑا دیندار سب سے بڑا دنیادار ہے آپ کو یہ صاف نظر آئیگا کہ اس زمانہ میں جو سب سے بڑا دیندار ہوگا وہ سب سے بڑا دنیادار بھی ہوگا۔ اچھا چلیئے صحابہ میں سب سے پہلے خلفاء راشدین، ان کے بعد عشرہ مبشرہ جن کو اسی زندگی میں جنت کی بشارت دے دی گئی تھی۔ بعد ان کے بدریین ان کے بعد احدیین یہ سلسلہ ہے جو مراتب و فضائل کے لحاظ سے قائم کیا گیا ہے اہل سنن کے پاس یہ عقائد کا مسئلہ ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے بڑا مرتبہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے خَیْرُ الْبَشَرِ بَعْدَ الْاَنْبِیَاءِ بِالتَّحْقِیْقِ اَبُوْبَکْرِنِ الصِّدِّیْقُ جب مسجد میں چلے جائیے بھی سن لیجئے ان کو دیکھیئے کہ وہ کیا ہیں اگر وہ سب سے بڑے دیندار ہیں تو سب سے بڑے دنیا دار بھی ہیں انہوں نے خلافت کے کاروبار کے ساتھ ساتھ تجارت بھی کی ہے۔

کیا ان کا تجارت کرنا ان کا مال پیدا کرنا بے کار تھا؟ اس پر غور فرمائیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار ہوتے ہیں آپ پر مرض الموت طاری ہوتا ہے۔ اس عالم میں آپ ارشاد فرماتے ہیں جس جس نے میرے ساتھ کوئی سلوک کیا تھا اس کا میں نے اسی دنیا میں بدلہ کر دیا ہے گویا کسی کا کوئی احسان رسول اللہؐ پر باقی نہیں رہا۔ البتہ ایک شخص ہے جسکے احسانات کا بدلہ مجھ سے نہ ہو سکا اور وہ ابوبکرؓ ہے۔ خدائے تعالیٰ اسکی نیکیوں کی جزا دیگا یہ ارشاد حضرت ابوبکر صدیق تک پہونچتا ہے۔ آپ روتے ہوئے آتے ہیں۔ فرماتے ہیں یا رسول اللہ! کیا میرا مال خدا اور رسولؐ کا مال نہ تھا؟

یہ لوگ تھے جو اپنے مال کو اپنا مال نہیں رسولؐ کا مال تصور کرتے تھے ان کا مال راہ خدا میں صرف ہوتا تھا۔ ان کی تجارت خدا کے واسطے ہوتی تھی۔ آج مسلمان اس نیت سے روپیہ کمائیں کہ وہ راہ خدا میں کام آئیگا تو اس سے بڑھ کر ان کی کیا سعادت ہو سکتی ہے؟

## شاہ دو عالم کی عطا کی ہوئی دولت

مال و دولت سے جو مراتب حاصل ہوتے ہیں اس کے متعلق ایک واقعہ سنیئے۔ زمانۂ رسالت میں بعض صحابہ نے شکایت کی کہ یا رسول اللہ مالدار ہم سے بڑھے جاتے ہیں ہم میں جو لوگ دولتمند ہیں وہ ہم سے بڑھے جا رہے ہیں ہم ان کو نہیں پہونچ سکتے۔ آپ نے فرمایا اس کا کیا مطلب ہے انہوں نے عرض کیا کہ مالدار ہماری طرح تمام عبادتیں بھی بجالاتے ہیں اور پھر اپنی دولت راہ خدا میں بھی صرف کرتے ہیں۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کیا میں تمہیں ایسی بات نہ بتاؤں کہ تم اس پر عمل کرو تو مالداروں سے بڑھ جاؤ۔ عرض کیا کہ ارشاد ہو۔ اس سے بہتر کیا بات ہو سکتی ہے۔ فرمایا کہ ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھا کرو۔ تمہارا درجہ مالداروں سے بڑھ جائیگا۔ غریبوں نے اس پر عمل شروع کیا۔ چند دن گزرے اسکے بعد پھر غریبوں نے شکایت کی کہ یا رسول اللہ! ہمارے مالدار بھائی بھی ہماری طرح اس طریقہ پر عمل کر رہے ہیں۔ جو آپ نے ہمیں بتایا تھا یہ سُنکر حضرت نے ارشاد فرمایا۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ۔

## رسوم شادی

خدائے تعالیٰ فرماتا ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّةً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّهٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ۔ اے ایمان والو! اسلام میں پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدم بقدم مت چلو کہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

رسم شادی کو لیجئے کہ شریعت میں اس کا کیا طریقہ ہے؟ اور ہم کیا کر رہے ہیں جو رسوم ہندوؤں کی شادیوں میں ہوتے ہیں وہ ہم نے لے لیئے ہیں۔ کچھ ان کے رسوم کچھ ہمارے طریقے۔ دونوں کو ملا کر کھچڑی بنالی ہے۔ ہندوؤں کی شادی گنگا ہے تو ہماری گنگا جمنی۔ ان کی یکرنگی ہے تو ہماری دو رنگی دھوپ چھاؤں نہ پورا ہندوؤں کا طریقہ نہ بالکل مسلمانوں کا۔ کہنے والے کہتے ہی ہیں کہ یہ رسمیں ناجائز ہیں چھوڑ دو حرام ہیں ترک کر دو۔ مگر سنتے کون اور عمل کس کی بلا کرے وہی اپنی ایک ٹانگ کہ جو رسم باپ دادے کے زمانہ سے چلی آتی ہے آج اسے کیوں اٹھا کیا؟ باپ دادا کے زمانہ میں یہ قحط یہ گرانی یہ طاعون یہ ہیضہ یہ بیماریاں یہ مصیبتیں کہاں تھیں جو ہم بھگت رہے ہیں۔ باپ دادا کے طریقہ پر چلنے والے پرانی رسم پرانے طریقہ کو نہ چھوڑنے والے صاحبو! سالہا سال سے یہ آفات قحط کیوں برداشت کر رہے ہو۔ یہ مصیبتیں کیوں جھیل رہے ہو۔ کیا باپ دادا نے بھی یہ بلائیں سہی تھیں۔ اگر باپ دادا کا طریقہ۔ آباؤ اجداد کے رسوم اچھے ہیں تو جو مصائب انہوں نے سنے تک نہیں جو بیماریاں انہوں نے دیکھی تک نہیں حالانکہ ہم انہیں کے طریقوں پر چل رہے ہیں وہ ہم پر کیوں نازل ہو رہے ہیں ان میں ہم کیوں پھنس رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ ہمارا طریقہ

اچھا ہے نہ ہمارے باپ دادا کا اچھا تھا۔ فرض کرو پردادا نے ایک پیالہ شہد سے
بھرا اسکو ڈھانک کر حفاظت کی۔ مگر اس کے بعد دادا نے اسمیں تھوڑا سا
زہر ملا دیا۔ آج باپ اس میں تھوڑا سا زہر ڈالے کل بیٹا تھوڑا۔ پرسوں پوتا تھوڑا
پھر پرپوتا تھوڑا۔ تو کیا اب شہد کا وہی مزہ رہیگا وہی خاصیت رہیگی جو پردادا
کے زمانہ میں تھی۔ دادا نے تھوڑا زہر ملایا تھا اگر وہ شہد کھالیتا تو زہر کا بہت کم
اثر ظاہر ہوتا۔ آج اگر پرپوتا اپنے زمانہ کا شہد چاٹ لے تو مر ہی جائے۔ کیوں صاحب
مر کیوں جائیگا؟ شہد تو وہی تھا جو پردادا نے کمایا تھا۔ پرپوتے نے وہی کام کیا
جو دادا نے کیا تھا۔ دادا کے زمانہ میں شہد مہلک نہ تھا۔ آج وہ سم قاتل زہر
ہلاہل کیوں بنا؟

ہمارا بھی حال ایسا ہی ہے۔ ہمارے باپ دادا اگر ان رسوم کے پابند
رہے ہیں تو ہمارے دین اسلام کے شہد خالص میں زہر ملاتے رہے ہیں۔
اگر ہم بھی اس میں زہر ملائیں تو کیا شہد سارے کا سارا زہر نہ ہو جائیگا؟ اسکے
پینے سے ہم کو نقصان نہ ہوگا۔ اگر ہم کو اپنی جانیں بچانا منظور رہے تو اس شہد میں
تھوڑا اور زہر ملانے کے بجائے جو کچھ زہر اس میں باپ دادا کے زمانہ سے چلا آتا
ہے اس کو نکالنے کی کوشش کرنی چاہیئے تاکہ وہ شہد ایسا پاک اور ایسا صاف
ہو جائے جیسا کہ باپ دادا سے پہلے پردادا کے زمانہ میں تھا۔ بس اسی طرح
ہم کو چاہیئے کہ جو جو خرابیاں ہمارے مذہب میں پیدا ہو گئی ہیں جو جو بدعات
و رسوم ہمارے دین میں شامل ہو گئے ہیں خواہ وہ ہماری طرف سے ہوں
یا ہمارے باپ دادا کی طرف سے۔ سب کو دور کرنے کی سعی کریں تاکہ ہمارا
پاک مذہب ایسا صاف ہو جائے جیسا کہ ہمارے باپ دادا سے بہت پہلے
ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفائے راشدین
رضی اللہ عنہم اجمعین کے زمانہ میں تھا۔ کیا آپ نے کسی وعظ میں سنا ہے یا کسی
کتاب میں پڑھا ہے کہ اس مقدس زمانہ کی شادیوں میں ایسے ہی رسوم
ہوا کرتے تھے؟ ایسا ہی باجا ہوا کرتا تھا۔ ایسی ہی فضول خرچیاں ہوا کرتی تھیں
ایسے ہی جھگڑے ہوا کرتے تھے۔ کیا کسی آیت میں بری ساچق کا ذکر ہے۔ شب
گشت بازگشت کی سرگزشت ہے۔ یا کسی حدیث میں سہرے کنگن کا جائز ہونا
یا شربت خوری اور نیوتہ سلامی کا روا ہونا آیا ہے؟ نہیں نہیں کے سوا اور کیا
جواب ہوگا؟ جب نہیں تو پھر کرتے کیوں ہو۔ ہم ہزار دل کو سمجھالیں کہ یہ لین دین
ہے اس میں طرفین کی خوشی ہے لیکن وہ ہرگز شریعت کے موافق نہیں ہوسکتی
شریعت نے ہر کام کا ایک سیدھا راستہ بتلا دیا ہے جب ہم اس سیدھے راستہ پر
نہ چلیں اور اسکو چھوڑ دیں تو جو راستہ ہم چلیں گے وہ ٹیڑھا ہی ہوگا اس لئے
کہ ایک مقام سے دوسرے مقام کو سیدھا راستہ ایک ہی ہوا کرتا ہے دو چار
نہیں ہوتے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ جی حضرت! دین دین کے دنیوی معاملات کو
شرع سے کیا تعلق؟ شرع فقط دین کے کاموں میں ہے یہ سراسر غلط اور
بالکل لغو ہے۔ ہماری شریعت نے دین اور دنیا دونوں کے لیئے طریقے بتلا دئے
اور مسلمانوں پر لازم کر دیا ہے کہ اس کے مطابق چلیں اور ہرگز خلاف نہ کریں
شریعت نے یہاں تک رعایت کی ہے کہ پیشاب کرنے پاخانہ پھرنے تک کا طریقہ
بتلا دیا ہے۔ استنجا کرنے آبدست لینے تک کا قاعدہ سکھلا دیا ہے۔ بتلائیے کہ
مسلمانوں کا کونسا کام ہے جسکو شریعت سے تعلق نہیں؟ کونسی بات ہے جو شرع
میں مذکور نہیں۔ اگر کوئی مسلمان یہ کہے کہ فلاں کام کو شریعت سے کوئی علاقہ نہیں
تو اس کی مسلمانی میں شک ہے۔

جب کبھی مہر کا جھگڑا پیش آتا ہے تو ہم کو مہر فاطمی خوب یاد آتا ہے۔ گویا اور
سب کام سب باتیں شادی کی ٹھیک حضرت خاتون جنت فاطمہ الزہرا رضی اللہ
عنہا کی شادی کے مطابق ہوتی ہیں۔ کسر ہے تو بس مہر کی ہے۔ وہ بھی مہر فاطمی
کے برابر ہونا چاہیئے۔

برادران اسلام! مسلمان کہلاتے ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
امتی گنے جاتے ہو۔ آپ سے شفاعت کی امید رکھتے ہو تو خدارا ہر کام آپ کے
ارشاد آپ کی ہدایت کے مطابق کیجئے۔ دیکھئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اپنی سب سے پیاری صاحبزادی بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح کس سادہ
طریقہ سے کر دیا تھا۔ نکاح کے وقت دولہا میاں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی موجود
نہ تھے۔ جب وہ باہر سے تشریف لائے تو ان سے ذکر کر دیا انہوں نے قبول
فرما لیا۔ بس نکاح ہو گیا اور ایک کنیز کے ہمراہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو
حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر بھیجدیا۔ آج کل کی سی نہ بازگشت تھی اور نہ مکلاوے
کے سامان۔ جہیز کا مختصر سا ساتھ کر دیا تھا۔ آپ خدا کے محبوب تھے دین اور دنیا
دونوں کے بادشاہ تھے۔ آپ کے لیئے کیا کم تھا؟ خدائے تعالےٰ نے فرما دیا تھا
کہ اگر تم چاہتے ہو تو ان دو پہاڑوں کو سونے کا بنا دوں۔ مگر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منظور تھا کہ ہر کام خود ایسا کریں کہ وہ ہم امتیوں
کے لیئے نمونہ ہو جائے اور ہم بھٹک نہ جائیں۔ (واعظ)

## چلو

چلو۔ اس جگہ سے کہیں اور چلو۔ وہاں چلو۔ جہاں خوئے وفا کو
ایک مہلک مرض نہ سمجھتے ہوں جہاں مروت کو ایک فطرتی کمزوری
نہ خیال کرتے ہوں جہاں دوستانہ اخلاق اور برادرانہ سلوک کو عمل نادانی نہ گردانتے ہوں
جہاں ایثار مال و وقت کو حماقت نہ تصور کرتے ہوں جہاں حیات محبت کو بیوقوفی کا
نتیجہ نہ جانتے ہوں۔ آؤ وہاں چلو جہاں اجسام و ابدان کی نہیں روح کی صفائی
ہوتی ہو۔ جہاں مال و زر کی نہیں سکون و قناعت کی جستجو ہوتی ہو جہاں سیاسیات
و ملک گیری کے نہیں مذہب و اخلاقیات کے قوانین رائج ہوں جہاں پرورش
و خوردگی کی دلیل حصول قوت مادی نہیں بلکہ صلاحیت روحانی ہو۔ ہاں چلو

وہاں چلو

جہاں تکلیف و مصائب رنج زمانہ نہ ہوں۔ غم و الم صبر شکن نہ ہوں۔ مفلسی و بیکسی تکلیف دہ
نہ ہوں۔ ہاں چلو۔ وہاں چلو جہاں ناداری میں اطمینان ملے۔ بے سروسامانی میں شگفتگی سامان
امراض و مصائب میں شادمانی و مسرت حاصل ہو غم مقدمۂ نشاط ہو اور رنج تمہید شادی ہو۔
(نیر)

# معلومات

## روزہ اور قیام شباب

چیکاگو یونیورسٹی کے ایک پروفیسر مسٹر کارسن نے تین سال تک مسلسل تجربہ کرنے کے بعد ثابت کیا ہے کہ قیام شباب یا اعادۂ شباب کے لیے روزہ رکھنے سے زیادہ کوئی چیز مفید نہیں ہے۔

پروفیسر مذکور سب سے پہلے پندرہ دن کا مسلسل فاقہ تجویز کرتے ہیں ان کا خیال ہے کہ اس کے بعد جب انسان کھانا شروع کرتا ہے تو معدہ سے زیادہ لعاب پیدا ہوتا ہے اور تمام اعصاب و عضلات زیادہ قوت سے کام کرنے لگتے ہیں، انھوں نے خود اپنے اوپر اس کا تجربہ کیا ہے اور متعدد طویل فاقوں کے بعد وہ اپنے آپ کو بہت زیادہ قوی جست و چالاک اور جوانی سے زیادہ قریب پاتے ہیں۔

## تربیت کے جدید طریقے

انگلستان میں جہاں اور بہت سے طریقے بچوں کی تعلیم و تربیت کے لیے اختیار کیے گئے ہیں وہاں ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ غیر زبانوں کی تعلیم فونوگراف کے ذریعہ سے دی جاتی ہے تاکہ وہ صحیح لب و لہجہ سیکھ سکیں، فونوگراف کی چوڑیوں میں اصل زبان جاننے والوں کی گفتگو محفوظ ہوتی ہے اور بچے اُس کو سُن کر وہی لب و لہجہ سیکھتے ہیں۔

لندن میں ایک مدرسہ صرف اُن بچوں کے لیے علیحدہ کھولا گیا ہے جنکے پھیپھڑے کمزور ہیں۔ یہاں بچے صبح نو بجے سے چار بجے شام تک گرمیوں میں اور ۹ بجے شام تک جاڑوں میں باہر کھلی ہوئی ہوا میں آسمان کے نیچے رہتے ہیں اور یہیں ان کو تعلیم دی جاتی ہے، سوائے بارش کے زمانہ کے یہ بچے اندر کمروں میں بیٹھ ہی نہیں سکتے، باہر ہی ان کے کھانے کا انتظام ہوتا ہے اور یہیں ان کو چائے پلائی جاتی ہے، ان کے والدین کو ہر ہفتہ صرف تین روپئے کے قریب تعلیم و غذا کے لیے دینے پڑتے ہیں۔

## مکانوں کا منتقل کیا جانا

امریکہ میں ایک نوآبادی سو گھروں کی تھی جو موٹروں کے ذریعہ سے مع اپنے مکانات کے ۱۵ میل کے فاصلہ پر دوسری جگہ منتقل کر دی گئی۔ ہر گھر چار گھنٹہ کے اندر اپنی جگہ سے اکھاڑ کر موٹر میں لاد دیا گیا اور ۸ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے موٹر لاری نے اسے دوسری جگہ پہنچا دیا۔ مکان کے لادنے اور اُتارنے پر بے شک کچھ دیر ہوئی کیونکہ مکانات کے ٹکڑے نہ کیے گئے تھے۔ ہر مکان جوں کا توں مع فرش، دیوار، بلکہ کھڑکیوں وغیرہ کے لاری پر لادا گیا اور پھر اسی طرح اُتار کر دوسری جگہ قائم کر دیا گیا، اسی طرح سو گھروں کے منتقل کرنے میں تین دن صرف ہوئے۔

## اُڑنے والی کشتی

برطانیہ کی وزارت ہوائی نے ایک جدید قسم کی کشتی تیار کرائی ہے جو نہایت آسانی سے فضا میں بلند ہو کر ۹۰ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے سفر کرتی ہے اور ایک طائر کی طرح زمین پر آجاتی ہے۔ اس کی لمبائی ۵۲ فیٹ ہے اور چھ آدمی اس میں سوار ہو سکتے ہیں۔ اس کا انجن ۹۰۰ گھوڑوں کی قوت رکھتا ہے۔

## ہوائی ٹراموے

پیرس اور اس کے مضافات میں لوگوں کی آمد و رفت اس قدر کثرت سے بڑھ گئی ہے کہ وہاں کی میونسپل کونسل کے سامنے عرصہ سے یہ سوال پیش تھا کہ کیونکر آسانیاں بہم پہنچائی جائیں، کیونکہ موٹریں، ریلیں اور ٹراموے کافی ثابت نہیں ہوئیں، چنانچہ اب یہ تجویز قرار پائی ہے کہ ہوائی ٹراموے جاری کی جائے، ٹراموے بالکل زمین کی طرح ہوگی، لیکن فرق یہ ہوگا کہ بجائے زمین کے ہوا پر معلق ہو کر چلے گی۔ ایک تار سے اس کا تعلق ہوگا اور اس کا انجن خود برقی قوت پیدا کرے گا۔ اس کی ہر گاڑی میں ۱۰۰ مسافر بیٹھ سکیں گے اور اس کی پیمائش ۴۰ + ۸ فیٹ ہوگی۔

## ایک رقاصہ کی دولت

حال ہی میں امریکہ کی ایک رقاصہ و ایکٹرس، لوٹا کرابتری کا انتقال ہوا ہے جو آٹھ لاکھ گنی اپنے بعد چھوڑ گئی ہے، اس کی عمر ۷۷ سال کی تھی اور ۳۶ سال اپنی زندگی کے اس نے اسی مشغلہ میں بسر کیے، یہ اپنی تمام دولت اُن لوگوں کے لیے چھوڑ مری ہے جو جنگ میں بیکار رہ گئے ہیں۔

## آواز سے مرض کی شناخت

تشخیص امراض کے لیے متعدد آلات اس وقت تک تیار ہو چکے ہیں، لیکن اب بھی برابر ان میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے، چنانچہ حال ہی میں لندن کے ایک اسپتال نے ایسا آلہ ایجاد کیا ہے کہ مریض کی صرف آواز سے اس کے مرض کا حال معلوم ہو جاتا ہے۔

## جعل سازی کا علاج

امریکہ میں جعلی دستخطوں اور فرضی تشخص کی وجہ سے ہر سال بنکوں کو بڑا نقصان اُٹھانا پڑتا ہے اس کے لیے ایک شخص نے ایسا آلہ ایجاد کیا ہے جس کے ذریعہ سے دستخط اور دستخط کرنے والے کی صورت فوراً محفوظ ہو جاتی ہے، جس وقت کوئی شخص بنک کی کھڑکی کے سامنے آتا ہے اور اپنا دستخطی کاغذ پیش کرتا ہے تو کلرک فوراً ایک پن دباتا ہے اور تصویر اُتر آتی ہے جس کو بنک میں محفوظ رکھا جاتا ہے کہ ضرورت کے وقت اس سے مدد لی جائے۔

## امریکہ کا سونا یورپ میں

اندازہ کیا گیا ہے کہ امریکہ کے سیاح ہر سال یورپ میں آکر ۸۰ ملین گنی کا فائدہ پہنچا جاتے ہیں ۱۹۲۳ء میں ان سیاحوں کی تعداد ۳ لاکھ تھی اور ہر شخص نے اوسطاً ۲۴۰ گنی صرف کیں، اس میں ۵ ملین گنی کا اضافہ اور کرنا چاہیے کیونکہ ہر سال اتنی رقم مہاجرین یورپ امریکہ سے اپنے اعزہ کے نام بھیجتے ہیں۔

(نگار)

# وسائلِ معاش

## عطر سازی

عطر سازی نہایت آسان، نفع بخش اور ستھرا کام ہے، اگر آٹھ سات قسم کے عطر تیار کر کے ایک مخصوص نام کے ساتھ بازار میں فروخت کیے جائیں تو نہایت معقول نفع ہو سکتا ہے، یہ تمام عطر سینٹ کی وضع کے ہیں اس لیے دَورِ جدید میں عام پسند ثابت ہوں گے، اتنا خیال رکھنا نہایت ضروری ہے کہ پیکنگ اور شیشیاں جہاں تک ممکن ہو خوبصورت ہوں (جن انگریزی عطروں کے نام مندرجۂ ذیل ہیں وہ انگریزی دوا فروشوں کی دوکان سے بآسانی مل سکتے ہیں اگر آپ کے شہر میں دستیاب نہ ہوں تو دہلی کے دواخانوں سے دیئے ہوئے پتہ پر منگائیے، ان کے پتے یہ ہیں:-

(۱) شمس العارفین انگریزی دوا فروش بازار فتحپوری دہلی

(۲) احسان احسان اینڈ کو انگریزی دوا فروشان بازار فتحپوری دہلی )

### بیلے کا عطر

ہیکو بیلا - - - - - - - - - ۲ اونس

روغن صندل - - - - - - - - ۸ اونس

دونوں کو خوب اچھی طرح ملا کر کسی صاف شیشی میں کسی محفوظ جگہ رکھ دیجیے، پندرہ دن کے بعد چھوٹی شیشیوں میں بھر کر کام میں لائیے۔

### چنبیلی کا عطر

ہیکو چنبیلی - - - - - - - - ۲ اونس

روغن صندل - - - - - - - ۸ اونس

(طریقۂ تیاری بدستور)

### گلاب کا عطر

ہیکو روز - - - - - - - - ۲ اونس

روغن صندل - - - - - - ۸ اونس

(طریقۂ تیاری بدستور)

### موتیے کا عطر

ہیکو موتیا - - - - - - - - ۲ اونس

روغن صندل - - - - - - - ۸ اونس

(طریقۂ تیاری بدستور)

## ایسنس تیار کرنے کے آسان طریقے

ایسنس عام طور پر ونایت سے تیار ہو کر آتے ہیں، یہ تیل وغیرہ کو خوشبودار بنانے کے کام آتے ہیں، ان کے تیار کرنے کا نہایت آسان طریقہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے، اگر ایسنس خوبصورت شیشیوں میں بند کر کے بازار میں فروخت کیا جائے تو بہت معقول نفع ہے۔

### بیلے کا ایسنس

ہیکو بیلا - - - - - - - - - ایک اونس

ریکٹی فائیڈ اسپرٹ - - - - - - - - ۵۰ اونس

ان دونوں دواؤں کو ایک بوتل میں ڈال کر ملا لیجیے اور کم از کم بیس دن تک اس کو بند کر کے کسی محفوظ جگہ رکھ دیجیے تاکہ اچھی طرح حل ہو جائیں، اس درمیان میں روزانہ پندرہ پندرہ منٹ بوتل کو دن میں تین مرتبہ اچھی طرح ہلائیے بیس دن کے بعد ایسنس تیار ہو جائیگا۔

### چنبیلی کا ایسنس

ہیکو چنبیلی - - - - - - - - - ۲ اونس

ریکٹی فائیڈ اسپرٹ - - - - - - - ۴ بوتل

(طریقۂ تیاری بدستور)

### چمپا کا ایسنس

ہیکو چمپا - - - - - - - - - ۲ اونس

ریکٹی فائیڈ اسپرٹ - - - - - - - - ۴ بوتل

(طریقۂ تیاری بدستور)

### گلاب کا ایسنس

ہیکو روز - - - - - - - - ۴ ڈرام

ریکٹی فائیڈ اسپرٹ - - - - - - - ۲۴ اونس

(طریقۂ تیاری بدستور)

### کیوڑے کا ایسنس

ہیکو کیوڑہ - - - - - - - - ایک اونس

ریکٹی فائیڈ اسپرٹ - - - - - - ۲ بوتل

(طریقۂ تیاری بدستور)

### موتیا کا ایسنس

ہیکو موتیا - - - - - - - - - ۴ ڈرام

ریکٹی فائیڈ اسپرٹ - - - - - - - ایک بوتل

(طریقۂ تیاری بدستور)

### خس کا ایسنس

ہیکو خس - - - - ۴ ڈرام ریکٹی فائیڈ اسپرٹ - ایک بوتل (تیاری بدستور)

# سوالات

## مذہبی

(۱۳۳) روپئے کے پیسے خرید کر بٹہ لیکر فروخت کرنا جائز ہے یا ناجائز۔

(۱۳۴) نیاز کا کھانا کن لوگوں کا حق ہے، درتیج سدو کا بکرا کیا ہے اسکی کیا اصلیت ہے؟

(۱۳۵) مدت حیض ختم ہونے کے بعد قبل از غسل جماع جائز ہے یا نہیں، اگر ناجائز ہے تو ایسا ارتکاب کرنے پر کیا کفارہ ادا کرنا ہوگا؟ (۵۵۶ ج)

(۱۳۶) زید نے غصہ سے مغلوب ہو کر اپنی عورت کو مخاطب کرکے کہا "طلاق طلاق طلاق" طلاق کا لفظ اس نے تین مرتبہ استعمال کیا زید پہلے سے بھی اس عورت سے ناراض تھا، دو ہفتہ کے بعد شہر کے معزز لوگوں نے پھر دوبارہ میل جول کرا دیا، کیا اب بھی وہ عورت اس کی منکوحہ بیوی شمار کی جا سکتی ہے؟ اگر نہیں تو کیا صورت اختیار کی جائے۔ (۵۵۶ ج)

## طبی

(۱۳۷) پانچ سال سے کثرت احتلام کی شکایت ہے، دماغ بہت کمزور ہو گیا ہے مجرب نسخہ درکار ہے۔ (۱۸۶ س)

(۱۳۸) قوت حافظہ بہت کمزور ہے، قبل از وقت سر کے بال سفید ہو گئے ہیں مجرب نسخہ درکار ہے۔ (۵۵۹ الف)

(۱۳۹) پارہ حل کرنے کی ترکیب مطلوب ہے، کوئی صاحب تحریر فرمائیں۔

## صنعتی

(۱۴۰) اصلی و صحیح بوٹ پالش کا نسخہ مطلوب ہے، پالش چمکدار ہو، اور تیار ہونے کے بعد چربی کی طرح سخت نہ ہو جائے۔ (اکبر خاں اشرف خاں)

(۱۴۱) زردہ پتی بنانے کی مشین کی ضرورت ہے کوئی صاحب پتہ تحریر فرمائیں (ایس۔ احمد ظہیر الحسن)

(۱۴۲) انگلستان میں ایک خاص درخت ہوتا ہے جس کے ریشے برش بنانے کے کام میں آتے ہیں، یہ ریشے بہت سخت ہوتے ہیں، کسی صاحب کو اگر ان ریشوں کے ملنے کا پتہ معلوم ہو تو تحریر فرمائیں یا کم از کم کسی انگلینڈ کی برش بنانے والی کمپنی کا پتہ ہی لکھ دیں۔

## متفرق

(۱۴۳) مجھکو جاپانی ایجنٹ کا پتہ اور نام درکار ہے جو ہندوستان سے جاپان کے لیے آدمی بھرتی کرتا ہے اتنا معلوم ہوا ہے کہ وہ ملیٹری ہوٹل دہلی میں ٹھہرا ہوا ہے، میں بے حد مشکور ہوں گا اگر کوئی صاحب صحیح پتہ سے مطلع فرمائیں گے۔ (۱۲۵ الف)

(۱۴۴) ہندوستان میں جس قدر انگریزی رسائل نکل رہے ہیں ان کے نام اور پتے مطلوب ہیں۔ (نعمت اللہ)

(۱۴۵) زنانہ مدرسہ کے لیے ایک ایسی معلمہ کی ضرورت ہے جو اُردو اور کلام مجید کی تعلیم دے سکیں۔ (الٰہی بخش خریدار ۵۲۴)

# جوابات

(۶۶) ذیابیطس کے لیے یہ نسخہ نہایت مجرب ثابت ہوا ہے۔

| سیماب | قلعی خالص | پارہ گجراتی | دانہ الائچی خورد | مبسلوچن |
| --- | --- | --- | --- | --- |
| ۱ تولہ | ۲ تولہ | ۲ تولہ | ۴ تولہ | ۲ تولہ |

مروارید ناسفتہ ۴ ماشہ۔ اول قلعی کو مع سیماب کڑچھے میں ڈالکر گلا لیں جب سُرخ ہو جائے آگ پر سے اُتار لیں اور ٹھنڈا کر کے کھرل کرنا شروع کریں پھر باقی دوائیں بدستور۔ تمام اجزا کی شمولیت کے بعد انہیں ملایا ہوتی رہے۔ مروارید عرق کیوڑہ میں حل کرنے کے بعد داخل کیے جائیں۔ تین چار روز برابر کھرل کرنے کے بعد جس وقت سفوف سرمہ کی طرح باریک ہو جائے حفاظت سے رکھیں اور اول تین روز بوقت صبح ایک ماشہ پھر تین روز ۱۰ ماشہ اسکے بعد تین دن ۲ ماشہ، اسی طرح ہر تیسرے دن نصف ماشہ کا اضافہ کرتے جائیں، چالیس روز تک برابر کھائیں اور یہ خیال رکھیں کہ دوا دانتوں کو نہ لگے، دوا کے استعمال کے بعد بکری کے دودھ کی چھاچھ پاؤ سیر پینی چاہیے۔ (حکیم سید ضیاء الدین خریدار ۲۰۰)

(۶۷) داد کے لیے ڈاکٹر برمن کا مرہم بے حد مجرب ہے۔

(۱۲۸) اختر النساء ۱۳۴۳ھ تاریخی نام نکلتا ہے۔ (ایس۔ احمد ظہیر الحسن)

(۱۰۷) مصفیات کا استعمال کیا جائے چند دن میں سر کے تمام دانے خود بخود کم ہو جائینگے (حکیم محمد یوسف شاہپوری)

(۱۰۶) بغیر طلاق عورت نکاح ثانی نہیں کر سکتی، دوسری صورت یہ ہے کہ خلع کرا لے ( " )

(۱۱۹) مسجد میں نماز پڑھ سکتے ہے لیکن تعزیہ سامنے نہیں ہونا چاہیے، مسلمانوں کو چاہیے کہ آداب مسجد کے لحاظ سے تعزیہ مسجد سے نکال دیں۔ ( " )

(۱۲۰) طلاق نامہ اور مہر زوجہ کے ورثاء کو بھیج دیں اور اگر زوجہ کا پتہ معلوم ہو تو طلاق نامہ اور مہر اُسے بھیجا جائے۔ ( " )

(۱۲۱) چکر آنے کے لیے یہ نسخہ استعمال کیجیے:۔

| معجون فلاسفہ | ہمراہ شربت بادام | عرق بادیان |
| --- | --- | --- |
| ۱ تولہ | ۲ تولہ | ۱۲ ماشہ |

(حکیم محمد یوسف شاہپوری)

# انشائے لطیف

## میرا پرائیویٹ سکریٹری

(از مفتی شوکت علی فہمی ایڈیٹر)

اگر کسی نواب یا راجہ کا پرائیویٹ سکریٹری ہوتا۔ تو خوشامدی ہوتا۔ مطلبی ہوتا۔ ہمیشہ موافقت کرتا۔ ہاں میں ہاں ملاتا۔ دن کو رات کہتا۔ رات کو دن بتاتا۔ مخالفت کا لفظ کبھی زبان پر نہ لاتا۔ جی حضور۔ جی ہاں تکیہ کلام ہوتا۔

اگر کسی ڈیوک یا کاونٹ کا پرائیویٹ سکریٹری ہوتا تو پالیسی سکھاتا حکمت عملی بتاتا۔ مصلحت وقت کو مدنظر رکھتا۔ بے ایمانی کو چالاکی سے عیاری کو ہوشیاری سے تعبیر کرتا۔ قدم قدم پر اپنی بڑی جیبوں کو مظلوموں کے جگر کے ٹکڑوں سے پر کرتا۔

اگر کسی رئیس کا پرائیویٹ سکریٹری ہوتا تو۔ شراب کی ترغیب دیتا ناچ رنگ کو زندگی کا مقصد بتاتا۔ تھیٹر بائیسکوپ کو معلومات حاصل کرنے کا ذریعہ قرار دیتا۔ روپیہ کو پانی کی طرح بہاتا عاقبت کی آنکھ بند کرلیتا۔ رئیس کو بستر عیش پر آرام فرمانے کا ڈوز پلاتا۔ اس کو بھی مست کرتا اور خود بھی مست ہو جاتا۔

اگر کسی مالدار ہندو کا پرائیویٹ سکریٹری ہوتا تو۔ ایک ایک پائی پر نگاہ رکھتا۔ لاکھوں روپے ہونے پر بھی منکسر المزاج اور غریب صورت بننے کی ترغیب دیتا۔ مسلمانوں کو فضول خرچی کے لیئے بھاری سود پر روپیہ دینے کی صلاح دیتا۔ جائز و ناجائز وسائل کی کچھ پروا نہ کرتا۔ روپیہ پیدا کرنا اور زمین میں دفن کر دینا سکھاتا۔ اپنی قوم کی پاسداری کی تعلیم دیتا۔

مگر میرا سکریٹری۔ پکا مولوی ہے۔ پکا دیندار ہے۔ دین کی باتیں سکھاتا ہے۔ ایمان کے راستہ پر لیجانا چاہتا ہے۔

وہ خوشامدی نہیں ہے۔ لالچی نہیں ہے۔ پالیٹشن نہیں ہے۔ میں اسکو محکوم بنا کر رکھنا چاہتا ہوں مگر وہ میرا حاکم ہے۔ اعلیٰ درجہ کا خوددار ہے۔ میرے خیالات کو ٹھکرا دیتا ہے میرے ارادوں پر خاک ڈال دیتا ہے۔ میرے نفس کا دشمن ہے۔ ہمیشہ مخالفت پر آمادہ رہتا ہے۔ نفس کی ہر بات پر نصیحت کا ایک عالمانہ لکچر دیتا ہے۔ ہر غلطی پر تنبیہ کرتا ہے۔ ہر لغزش پر سنبھالتا ہے۔ کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔ راستبازی اس کا مسلک ہے۔

میرے نفس میں اور میرے پرائیویٹ سکریٹری میں ہمیشہ کشاکش رہتی ہے۔ نفس دنیا کے سبز باغ دکھا کر جہنم کے غار میں لے جانا چاہتا ہے مگر میرا پرائیویٹ سکریٹری یعنے ضمیر دنیا کی خاردار جھاڑیوں میں الجھا کر مجھ کو جنت کا حقدار بنانا چاہتا ہے۔

نواب کو۔ راجہ کو۔ امیر کو۔ غریب کو۔ کالوں کو۔ گوروں کو۔ قدرت نے یہ مشعل ہدایت دی ہے۔ مفلس اور زردار کوئی اس سے محروم نہیں۔ مگر اس کے قدردان بہت کم ہیں اگر اس کی قدر کی جائے اس کی بتائی ہوئی تدابیر پر عمل کیا جائے تو دین و دنیا دونوں حاصل ہو جائیں ۔

## برف کا دریا

(از سلیم الدین وکیل پرتور (دکن))

چاندی سا سفید ستھرا چاند نکلا جگمگاتے تارے بھی نکل آئے نیلے آسمان سے ہری بھری زمین پر صاف ستھری خنک ہلکی نورانی کرنیں چھن چھن کر پڑ رہی ہیں بادلی پریاں ساکت ہیں موتی سے جھلکتی کوٹھی دمک رہی ہے ہر ایک چیز چمک رہی ہے چاند اجلی کرنیں پانی میں گرا رہا ہے پاک پریاں نہا رہی ہیں اس چلتی پھرتی چاند کی چمک پر بجلیوں کا شک ہو رہا ہے ہری ڈالیوں سے ہرے پتوں میں پھول تاروں کی طرح دکھائی دے رہے ہیں درختوں کی پتیاں اس دریائی برف میں مچھلیوں کی طرح تیر رہی ہیں ہوا لہراتی گھنی جھاڑیوں میں دلکش ستار بجاتی پھر رہی ہے آسمان پھولوں کے سیج پھیلائے ہوا ہے کہیں دودھ کا سمندر رواں ہے کہیں برف کا دریا جاری ہے آسمان سے لیکر زمین تک برابر چاند کی روشنی پڑ رہی ہے۔ سرسبز خانہ باغ میں پودے جھوم رہے ہیں جھاڑیاں لہلہا رہی ہیں میوے زمین کو چوم رہے ہیں پھول اپنی خوشبو سے مہک رہے ہیں۔ ہزار داستان پرند درختوں پر پروں کو سمیٹے چپ چاپ بیٹھے ہیں ان قدرتی منظروں اور اسکی جھلکیوں میں آسمانی فضا کے نیچے ہری بھری زمین پر ہم ہیں اور اس کا لطف اٹھا رہے ہیں یہ چاندنی رات نہیں بلکہ روپہلی صبح ہے غرضکہ پھر اپنی ہستی میں ہی اور ہم اپنا مستی ... ہے۔ اور نورانی دریا میں قدرتی موجیں لہرائیں اور ان موجوں کی نورانی صورتوں کو نہاتے دیکھا دریا کی لہریں ان نورانی صورتوں کی بلائیں لینے کے لیے بازو بلند کرتی ہیں، چاند کی کرنیں ان نور کے مجسموں کی پرتو سے اپنی چمک دمک کو دوبالا کر رہی ہیں، میری حسن پرست آنکھ نے ان نورانی صورتوں کو دیکھا اور مرحبا کہا، زبان نے کہا کہ کیا پیاری صورت ہے۔ دل نے کہا اس کی قدرت ہے۔

# کوہ قاف کی پری

(محمد عبدالعزیز شوق)

کاکیشیا کی ایک دوشیزہ پرجمال ۔۔۔ ہے دلربا نمونۂ قدرت کی اک مثال
گلزار حسن کا وہ طرحدار پھول ہے ۔۔۔ ہاں سادگی کے باغ کا سردار پھول ہے
عشق اور عاشقی کی اسے کچھ خبر نہیں ۔۔۔ اس بھولے بھالے دل پہ ابھی کچھ اثر نہیں
زینت کو اس کے حسن کی زیور کوئی نہیں ۔۔۔ پھر بھی تو اس حسین سے بہتر کوئی نہیں
کمسن حسین ہے انجمن آرائے شوق دل ۔۔۔ سچ ہے کہ سادگی ہے تمنائے شوق دل
یہ چیز وہ ہے جسپہ بناوٹ نثار ہے ۔۔۔ اس کی خزاں بھی غیرت صد نو بہار ہے
زینت ہے اس کے بالوں کی جنگل کا ایک پھول ۔۔۔ دنیا کا کوئی رنج اسے کرتا نہیں ملول
گویا کہ ہے وہ دشت مسرت کا ایک خیال ۔۔۔ راحت کا غم ہے جسکو نہ ہے رنج کا خیال
تفسیر دو جہاں ہے گل اسکی نگاہ میں ۔۔۔ نقش و نگار دہر ہیں نقش گیاہ میں
آزاد ہے وہ غم سے گناہوں سے پاک ہے ۔۔۔ ہے صاف دل سے اور نگاہوں سے پاک ہے

---

پوشاک طرحدار کی پروا نہیں اسکو ۔۔۔ کچھ حسرت حصول تمنا نہیں اسے
گلزار حسن کا وہ گل خوشگوار ہے ۔۔۔ وہ رخصت بہار میں رشک بہار ہے
کرتے سے اس کے سہتا ہے گورا بدن عیاں ۔۔۔ کرتی ہے جس سے باد صبا چھیڑ خانیاں
گورے بدن پہ پھول ہیں سارے چمک رہے ۔۔۔ گویا ہیں چاندنی میں ستارے دمک رہے
صحرائی پھول زیب رخ دلنواز ہے ۔۔۔ اس کو ہے فخر اس پہ اسی پہ ناز ہے
اس سادگی پہ رشک ہے جنت کی حور کو ۔۔۔ اور کوہ قاف بننے کی حسرت ہے طور کو
اتری ہے وہ پہاڑ سے رفتار ناز سے ۔۔۔ خود بچھ رہا ہے دامن صحرا نیاز سے
اپنے سفید پاؤں وہ تالے میں دھوتی ہے ۔۔۔ قدرت کے ہر نظارے پہ بیخود وہ ہوتی ہے
ہر چیز دشت کی اسے سامان ساز ہے ۔۔۔ ہر شاخ گل میں مظہر قدرت کا راز ہے
اب خود بخود ہے لب پہ ہنسی اسکے آرہی ۔۔۔ گویا ہے کوئی چیز اسے گدگدا رہی
ہیں نیلی آنکھیں اسکی خوشی سے چمک رہی ۔۔۔ پیشانی مثل ماہ ہے اسکی دمک رہی
لہریں ہیں اسکے پاؤں سے محو نیاز و ناز ۔۔۔ وہ دیکھتی ہے شوق سے قدرت کے سارے راز

---

اے خوش نصیب لڑکی! تری قسمت اچھی ہے ۔۔۔ باغ خزاں رسیدہ میں یہ صورت اچھی ہے
دنیا کا رنج و غم کوئی اصلا نہیں تجھے ۔۔۔ چرخ ستم شعار کا کھٹکا نہیں تجھے
دام فریب دہر سے ابتک تو دور ہے ۔۔۔ اے خوش نصیب رخ پہ ترے پاک نور ہے
اے مرکز دائرۂ حسن انتخاب ۔۔۔ یہ سادگی ہے لاکھ بناوٹ کا اک جواب
حسن آفریں سہی پہ تو نازآفریں نہیں ۔۔۔ اے شمع حسن تجھ سا کوئی بھی حسیں نہیں
تو دلربا ہے تجھ کو مگر کچھ پتا نہیں ۔۔۔ تیرے جمال پاک کا شہرہ ہوا نہیں
دیکھی نہیں ہے تو نے مصیبت کی زندگی ۔۔۔ دنیا کے درد و رنج کی زرقت کی زندگی
لیجائیں تجھ کو لوگ نہ تیرے وطن سے دور ۔۔۔ اے شمع حسن تو نہ ہو اس انجمن سے دور

تیرے وصال کی نہ تمنا کرے کوئی ۔۔۔ یونہی تری بہار کو دیکھا کرے کوئی
اے گل تجھے لگے نہ کبھی عشق کی ہوا ۔۔۔ سادہ رہے ہمیشہ ترا حسن خوشنما

تا زیست برقرار تری سادگی رہے
صورت یہی رہے تری سیرت یہی رہے

# محبت کی باتیں

میری ہستی بے ثبات کا سب سے بڑا کارنامہ تیری محبت پر قابو حاصل کرنا تھا، میں نہ ہوتا تو یقیناً غیر مفتوح رہتی یعنی کسی کے بس میں آنے والی نہیں تھی، کیا دنیا کی کوئی قوت جیتے جی تجھ کو مجھ سے چھڑا سکتی ہے؟ پھر یہ علیحدگی کیسی! دیوانگی، استغراق فنا، مذہب عشق کی صرف اصطلاحات ہیں، میں تو تیرے خیال میں اس درجہ مستغرق ہوں کہ وجود ذاتی کا مجھے پتہ نہیں! آخر کیوں؟ کیا تیرا دلفریب حسن تیری کافرادائیاں اس کا باعث ہیں؟ نہیں! تو عشق مجسم ہے! تو مستی شباب کے سوا جذبات میں اسطرح ڈوبی ہوئی ہے کہ تیری غایت زندگی صرف محبت ہے اور کچھ نہیں!

ہاں تو نے عشق کا جواب عشق کی شمشیر سے دیا اور میں مقابلہ پر ٹھہر نہ سکا یعنی بازی ہاری! ہائے کتنی دلچسپ فتح ہے! لیکن آخر مجھے اپنی شکست پر ناز کیوں ہے؟ اس لئے کہ یہ "شکست" دنیا کے اور دیوانوں کے حصے میں کبھی نہیں آئی، آرزوئیں اور قصے ہی رہے! مطلوب کا ملنا دوسری دنیا کیلئے اٹھا رکھا گیا! یہ خیال کہ تجھے مجھ سے محبت ہے جان دینے کے لیے کافی ہے!

تجھ کو پاکر چاہیئے تھا کہ بیقراری کچھ کم ہوتی، لیکن یہ کیسا روگ ہے جو کسی طرح چینے نہیں دیتا، میں دیکھتا ہوں کسی طرح چین نہیں تیری جدائی ملائے جان ہو رہی ہے؟!

تو نے میری ایک سوئی ہوئی قوت کو جو حاسۂ انسانی میں سب سے زیادہ لطیف و شیریں ہے، چٹکی دیکر جگا دیا! تیری تطبیق اعضائی اور انگوٹھی پر نگ کی سی موزونیت تیری نفاست اور پاکیزگی فطرت کا ایک راز ہے سچ یہ ہے کہ تو یونانیوں کی "محض زہرۂ عریاں" نہیں بلکہ حسن عشق کی مشترک دیوی ہے!

میری خاک ایک دن خاک ہوکر رہے گی لیکن وہ جو ہر غیر فانی یعنے تیرا عشق میری یاد دلاتا رہے گا، لیکن قبل اسکے کہ یہ صورت پیش آئے، صورت دکھادے زندگی تو آج کا نام ہے، کل اختیاری نہیں تیرے ساتھ چند گھنٹے ہزار زندگیوں کے برابر ہیں، دیکھ میری عمر کا بڑھانا تیرے لئے، کتنا آسان ہے!

(ماخوذ)

# نارنگی کا شکوہ

(از مفتی شوکت علی فہمی - ایڈیٹر)

ایک بھوری مگر بڑی آنکھ پلیٹ کی رنگینیوں سے متاثر ہوئی۔ آنکھ نے دل کو دعوت دی۔ دل نے دماغ کو شریک کیا۔ دماغ نے بازو کو حرکت دی اور ایک نسوانی ہاتھ پلیٹ کی طرف بڑھا۔ نازک سرخ سپید انگلیاں جو انگریزی وضع کی قیمتی انگوٹھیوں سے مزین تھیں کھلیں اور ایک نارنگی کو گرفت میں لے لیا۔

چھری نے دلبرانہ انداز سے چمک کر پتلی پتلی انگلیوں سے کچھ کہنا چاہا۔ کانٹے نے مغربی تبسم کے ساتھ کچھ درخواست کی۔ مگر انگلیوں کو حرکت نہ ہوئی۔ آخرکار وہ انگلی جسے مسلمانوں کی زبان میں شہادت کی انگلی کہتے ہیں۔ انگریزوں کی زبان میں فرسٹ فنگر بولتے ہیں چھری اور کانٹے کی خدمات انجام دینے کے لیئے تیار ہوئی۔

غریب نارنگی نے انگلیوں کی گدگداہٹ محسوس کی۔ خدا کا شکر ادا کیا کہ جیسی میں نرم و نازک ہوں۔ ایسی ہی مجھے آغوش محبت میں لینے والی انگلیاں بھی نرم ہیں۔ مگر اس سیدھی سادھی بیوقوف کو یہ معلوم نہ تھا کہ اس نرم مخمل کے نیام میں ظلم کا خنجر چھپا ہوا ہے۔

انگلیوں نے اعصاب سے مدد مانگی اعصاب نے کمک پہونچائی۔ انگلیاں دبیں اور نارنگی کو محسوس ہوا کہ وہ پنجۂ فولاد میں ہے۔ نارنگی ہندوستانی تھی ایٹی کیٹ سے واقف نہ تھی۔ مصیبت کے وقت تو اچھے اچھے ایٹی کیٹ بھول جاتے ہیں۔ نارنگی کو بھی ہوش و حواس درست نہ رہے۔ ایک چیخ ماری۔ چیخ کے ساتھ کچھ چھینٹیں مغربی خاتون کی آنکھوں تک پہونچ گئیں۔ اور کچھ آنسوؤں کے قطرے میز کے منقش پردہ کو۔ مغربی خاتون کی آنکھ نے اپنے آپ کو اس خون ناحق کے دھبے سے بچانے کے لیئے بجلی کی طرح حرکت کی۔ آنکھوں کو رومال سے صاف کیا اور غریب نارنگی پر نازک انگلیوں کے نشتر سے عمل جراحی شروع ہو گیا۔

اب نارنگی کا سینہ چاک ہو چکا تھا۔ مغربی خاتون کی بھوری مگر بڑی آنکھ نے نارنگی پر ایک محققانہ نظر ڈالی۔ دیکھا کہ غریب ہندوستانی نارنگی کا سینہ بالکل صاف تھا۔ محبت کے نازک ڈوروں سے جگر کے پارے پیوستہ تھے۔ نرم و نازک مگر ظالم انگلیاں بڑھیں اور ایک جگر پارہ کو منھ تک لیجا کر بتیس دانتوں اور زبان کو بھی اس ظلم میں شریک کیا۔ زبان اور دانتوں نے انگلیوں کی اس دعوت پر کچھ خوشی کا اظہار نہیں کیا کیونکہ کسی قدر ترشی تھی۔

نارنگی کا چھلکا جو ایک دوسری پلیٹ میں بے دم پڑا ہوا۔ اپنے جگر پاروں کے ساتھ اس ظالمانہ سلوک کو دیکھ رہا تھا۔ اس سے نہ رہا گیا اور مغربی خاتون کی طرف نہایت ادب کے ساتھ مخاطب ہوا کہ۔ اے گلاب جیسی رنگت والی مغربی خاتون تم حاکم ہو میں مصیبت کا مارا از رو غریب ہندوستانی ہوں۔ خدا کے لیئے ہندوستانیوں پر اتنا ظلم نہ کرو۔ ایک ذرا سے ذائقہ کے لیئے اپنے ہاتھ معصوموں کے خون میں نہ رنگو ہندوستان کے حاکم ہمیشہ اپنی رعایا پر مہربان رہے ہیں تم بھی مہربانی سے پیش آؤ ہندوستان کے بادشاہوں نے تو غیر ممالک کے تاجروں کو سلطنت تک دیدی تھی تم زبان کا ذائقہ ہی قربان کر دو۔

نارنگی کے جگر پاروں نے جو معدہ کی کشاکش میں گرفتار تھے بشکم کے جیل خانہ میں چھلکے کی یہ درد بھری التجا سُنی اور کہا ؎

ہم کو ان سے وفا کی ہے اُمید  جو نہیں جانتے وفا کیا ہے

جو کچھ ہم پر ظلم ہونا تھا وہ ہو چکا۔ ہم مصیبت زدہ ہیں۔ ہمارے ساتھ خدا ہے قدرت کے بازو میں بڑی طاقت ہے۔ یہ طاقت ہمیں مدد دیگی اور ہماری ترشی جگر کے سازش خانہ میں انفلوئنزہ کے جراثیم تیار کر رہی ہے۔ ہمارا ہضم کرنا کچھ آسان نہیں ؛

# ساغرِ تمنّا

(از مولوی سلیم الدین صاحب تپل پرتور)

پہاڑیوں کے دامن میں چشموں کے کنارے درختوں کی چھاؤں میں ریتلی زمین پر ایک پُرفضا مقام ہو جس میں ایک گھاس پھوس کی جھونپڑی ہو جہاں روزانہ اُفق پر قرمزی اور سُرخ رنگ کی تجلیاں دکھائی دیں ستارے رقص کرتے ذرے جھلکتے ہوں نسیم صبح اٹھکیلیاں کرتی ہو ہلکی ٹھنڈی شبنم کی پھوار پڑتی ہو ہر طرف چہچہے صبح سویرے کے ترانے ہوں اللہ اکبر کی آوازیں بھی گونجتی ہوں بس یہ پاکیزہ و پُرکیف آثار ہیں اور میں رہوں خدا کے نام کی مالا جپا کروں پھر بڑی آب و تاب سے سنہری کرنیں پھوٹیں چکا چوند پیدا کرنے والی شعاعیں پھیلیں۔ نکیلے چکیلے پھول کھلیں۔ میری غذا تمام حلاوت بخش پھل ہوں اور ہمیشہ اس چشمے کا پانی پیتا رہوں جس کے اطراف کھجور کے درخت ہوں۔ اور جو خوشوں سے لدے ہوں۔

کوئل کوکتی ہو اچھلتی ہو گھنے جھاڑوں میں چکر لگاتی سن سن کرتی ہو ڈالیوں سے ڈالیاں ملتی اور تالیاں بجاتی ہوں۔ اور میں کسی کے محبت کا گیت گاتا رہوں۔ سنہری روپہلی دھوپ جبکہ مدھم پڑ رہی ہو تو قرمزی اور سنہری بادلی پروں اُفق پر رقص کرتی ہوں۔ جب رات آئے چاند ایک محبوب کی شان سے نکلے تارے کلیوں کی طرح چٹک کر چمکنے لگیں لطیف و شفاف کرنوں کی بارش ہو ان کی اس نورانی شعاعوں سے یہ جنگل غرق نور ہو جائے اور اس کا چپہ چپہ انوار تجلی بن جائے۔ اس دم ہوا کے سرد جھونکے چلیں وہ مجھے تھپکتے رہیں اور میں سو جاؤں؛

# مجاز و حقیقت

(از حضرت مولانا مولوی سلیم الدین صاحب پانی پتی)

ہوئے دل سے مرے جذبات عشق اس شان سے پیدا
شرارے جس طرح ہوتے ہیں قلب سنگ سے پیدا

مٹا دو اپنی ہستی کو اگر شہرت کے طالب ہو
نہ نام و ننگ ہو گا فکر نام و ننگ سے پیدا

جوانی چھائی جاتی ہے ترے رخ پر عجب کیا ہے
ہزاروں حسن کے کشمیر ہوں اس رنگ سے پیدا

سکھائی فصل گل کو تو نے جب طرز خود آرائی
نئے جلوے ہوئے گلہائے رنگا رنگ سے پیدا

حسینوں کے مرقع میں جو کی قدرت نے گلکاری
نہ ہوں گی صورتیں بیخانۂ ارژنگ سے پیدا

عجب کیا کھینچ لے اپنی طرف جنت پرستوں کو
کہ جلوے ہیں کوثر کے مئے گلرنگ سے پیدا

چلو اے کشتگان گلزار میں جام و سبو لیکر
کہ آثار ابر کے ہیں چرخ مینا رنگ سے پیدا

کہیں ہیں بے کفن لاشے کہیں ہیں خون کے چھینٹے
نشاں ہیں کوئے قاتل کے کئی فرسنگ سے پیدا

سکھاتا کون ہے یہ شعبدے اے آسماں تجھ کو
ہزاروں رنگ ہوتے ہیں ترے نیرنگ سے پیدا

مکان و لامکاں دونوں سمائے جس کی وسعت میں
فضائیں تو نے کیں وہ میرے قلب تنگ سے پیدا

بس پردہ مغنیٔ ازل کو میں نے پہچانا
صدائیں کچھ ہوئیں ایسی رباب و چنگ سے پیدا

دیے ہیں مجھ کو قدرت نے وہ مضموں آبدار اے دل
صدف میں بھی نہ ہوں موتی اس آب و رنگ سے پیدا

---

(از حضرت نوح ناروی)

اُس کا پیکاں جو جبا میں ہی کھا دل میں
دل ہوا اور بھی شاید کوئی پیدا دل میں

مل گئی دشت نوردی سے فراغت اُس کو
قیس کیوں دل میں نہ خوش ہو کہ ہے لیلا دل میں

پھر گئے اشک ہمارے تو ہوا کیا حاصل
تھا جو آنکھوں میں کبھی اب ہے وہ دریا دل میں

ہم جو بدمست ہوئے تھے مئے روحانی سے
آج تک ہے اثر نشۂ صہبا دل میں

چار ٹکڑے مرے دل کے نہیں کرتے اے نوح
بس بنا دیتے ہیں وہ نقش چلیپا دل میں

---

(از جناب عبداللہ صاحب فسر میرٹھی)

اثر دیکھا دعا جب رات بھر کی
ضیا کچھ کچھ ہے تاروں میں سحر کی

تڑپ اُٹھے لحد کے سونے والے
زمیں کی سمت کیوں تم نے نظر کی

ہوئے رخصت جہاں سے صبح ہوتے
کہانی ہجر کی یوں مختصر کی

سحر کو موت کی مانگیں دعائیں
دعا مقبول ہوئی ہے سحر کی

یہ خوش ساماںیاں وحشت کی افسر
کہ جنگل میں بنا ڈالی ہے گھر کی

---

(از جناب سید ہادی حسین صاحب ہادی مچھلی شہری)

کچھ دنوں راحت و آرام دل و جاں نہ سہی
غیر ممکن ہو تو خواہش تری آساں نہ سہی

رشت حسرت سے ہے آباد سیہ خانۂ دل
بے مروت تری امید کا ساماں نہ سہی

میری قسمت تو سمجھتی ہے نتیجہ کیا ہے
مدعا واقف راز غم پنہاں نہ سہی

کم نہیں جو ر فراواں کی توجہ بھی مجھے
میری قسمت میں ترے لطف کا احساں نہ سہی

حاصل عشق ہیں دونوں تو میں ناکام نہیں
دولت درد تو ہے دولت درماں نہ سہی

رنگ لائیگا کبھی خون تمنا میرا
خواہش جور تری آج پشیماں نہ سہی

مشغلہ دست جنوں کو ہے میسر اب بھی
دامن غیر تو ہے میرا گریباں نہ سہی

خون ہے دل میں آنکھوں سے بہے گا بھی ضرور
اور کچھ دن ابھی گلکاریٔ داماں نہ سہی

حاصل عشق ہے وحشت کی بھی شہرت ہادی
ضبط غم بخیہ گر چاک گریباں نہ سہی

---

(از جناب اقدس حیدر آبادی)

خدا جانے کہاں کا بیر ہے چشم مروت کو
کہ خاطر میں نہیں لاتی کبھی برگشتہ قسمت کو

خدارا اے جمال دوست تو اپنے کرشموں سے
ذرا آباد کر دے میری دنیائے محبت کو

غشی ہونے کو ہے طاری مرے صبر و تحمل پر
سنبھلنے دے تو اے ذوق نظر مجھ محو حیرت کو

مرے چہرے پہ پاؤگے نہ تم غم کا نشاں کوئی
مرے دامن پہ دیکھو گے نہ ہرگز اشک حسرت کو

کہاں جاتے ہو تم تربت مٹا کر مرنے والے کی
جھٹک دو دامن دل سے ذرا گرد کدورت کو

زباں ٹکڑے ہوئی جاتی ہے جرم دادخواہی پہ
سزا ایسی ملی ہے شکوۂ رنج و درد الفت کو

یہاں سے کالے کوسوں دور ہے صبح وطن اقدس
غنیمت جانتے ہیں ہم بھی اپنی شام غربت کو

---

(محمد عبدالحمید برق جیتوروی فتحپوری)

وہ عالم جمال رخ پردہ پوش تھا
صد چاک جس سے میرا گریبان ہوش تھا

فرقت میں ایسی ظلمت شبہائے یاس تھی
جس میں چراغ آرزو میرا خموش تھا

افشائے راز فرط ہے عشق سے نہ ہو
بدمست ہو گیا تھا مگر اتنا ہوش تھا

رسوائیاں تھے دامن صد چاک و چاک جیب
وحشت میں پردہ در مرا ہر پردہ پوش تھا

اختر شماریٔ شب فرقت کا ہے خمار
میں بادہ نوش ہوں نہ کبھی بادہ نوش تھا

دامن تھا تار تار جگر بیاں تھا چاک چاک
وحشت کا جوش تھا کہ قیامت کا جوش تھا

بے خیریت ہوئی کہ شب تار ہجر میں
رونق فزا تصور گیسو بہ دوش تھا

میں بہرۂ دید حسن و شنید پیام وصل
ایماں یونہی نہ کب ہمہ تن چشم و گوش تھا

غرقاب ہوتے ہوتے بچی کشتیٔ حیات
امواج بحر غم میں قیامت کا جوش تھا

اے برق اب سکوں میں ہے وہ شورش خیال
خاموش ہے وہ دل ابھی جو جذبات کوش تھا

---

# صنف نازک کیلئے

## تعلیم نسواں

(از مفتی شوکت علی فہمی ایڈیٹر)

اگر کسی ملک کی تہذیب و شائستگی کا اندازہ کرنا ہو تو اس ملک میں تعلیم نسواں کے رواج کو دیکھو۔ غیر متمدن ممالک میں عورت کو عورت نہیں سمجھا جاتا۔ وہ غریب ایک لونڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ ایک خادم سے زیادہ اس کی عزت نہیں۔ مہذب ممالک میں عورتوں کو کافی تعلیم دی جاتی ہے اور مردوں سے زیادہ ان کو قابل احترام سمجھا جاتا ہے۔

ہندوستان میں عورتیں ایک درمیانی حالت میں ہیں۔ مردوں کی نسبت انہیں کھانے پہننے کو اچھا ملتا ہے۔ شوہر کی حیثیت کے مطابق۔ وہ زیورات سے بھی آراستہ رہتی ہیں اور سچ یہ ہے کہ وہ جس حال میں ہیں اپنی جگہ خوش ہیں۔ اگرچہ اس خوشی کا بڑا سبب یہ ہے کہ وہ دنیا اور اس کے حالات سے بے خبر ہیں۔

خدا کا شکر ہے کہ وہ ہندوستان جو تعلیم نسواں کا دشمن تھا جو عورتوں کی تعلیم کو حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا۔ موجودہ زمانہ میں تعلیم نسواں کا حامی ہے تعلیم ہی ایک ایسی چیز ہے جو انسان کو دیگر حیوانات سے ممتاز کرتی ہے۔ جو لوگ تعلیم نسواں کی طرف سے غافل ہیں وہ اپنی مستورات کو دیدہ و دانستہ حیوانیت کے قعر پستی میں گرانا چاہتے ہیں۔

بعض کوتاہ اندیش عورتیں تعلیم نسواں کو فضول محض خیال کرتی ہیں۔ اور کہتی ہیں۔ عورتیں لکھ پڑھ کر کیا کریں گی۔ ان کو نوکری نہیں کرنی۔ ان کو تجارت نہیں کرنی۔ ان کو روپیہ نہیں پیدا کرنا۔ لیکن تعلیم کا یہ مقصد نہیں ہے تعلیم کا مقصد اس سے بہت بلند ہے۔

اگر ماں تعلیم یافتہ ہے تو اولاد یقینی طور پر تعلیم یافتہ ہوگی۔ کیونکہ وہ اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت نہایت مناسب طور پر کر سکے گی۔ اگر خدانخواستہ بچوں کی تربیت میں خامیاں رہ جائیں گی وہ زندگی بھر والدین کی تلخ کامی کا سبب رہیں گے غریب ہندوستانی باپ کو فکر معاش سے فرصت ہو تو اولاد کی طرف توجہ کر سکتا ہے۔ ماؤں کو بچوں کو تعلیم و تربیت کا زیادہ موقع ملتا ہے۔ اس لئے ان کو تعلیم یافتہ ہونا چاہیئے تاکہ وہ اپنی آئندہ زندگی کو اولاد کی خوشحالی و مسرت کی دنیا بنا سکیں۔ جن بچوں کو ابتدا میں اچھی تعلیم و تربیت کا موقع نہیں ملتا وہ عمر بھر خراب و خستہ رہتے ہیں ؎

خشت اول چوں نہد معمار کج تا ثریا می رود دیوار کج

اندھے کی رہنمائی اندھے سے ناممکن ہے۔ اس طرح ایک جاہل ماں اپنے بچے کی جہالت دور نہیں کر سکتی۔ اور ماں کی تعلیمی نگہداشت اس کے لیئے ناممکن ہے۔ مگر ایک تعلیم یافتہ ماں اپنے بچے کی تعلیم سے پوری دلچسپی لے سکتی ہے اور اسکی ہمت افزائی کا باعث بن سکتی ہے۔

بچوں کی تعلیم و تربیت کے علاوہ شوہر کی دلداری دلجوئی بھی نہایت ضروری ہے جو تعلیم کے بغیر ناممکن ہے۔ ایک تعلیم یافتہ شوہر اور جاہل بیوی کی گفتگو کا خود اندازہ کر لو کہ کتنی دلچسپ ہوگی۔ ایک جاہل بیوی کا خدمت کرنا تو درکنار وہ غریب تو اس قابل بھی نہیں کہ خاوند کو غم کے وقت تسلی اور مشکلات میں مشورہ دے سکے۔ قدرت نے اسے زبان دی ہے مگر بے کار۔ ایک جاہل عورت کی زبان قوت گویائی سے محروم ہوتی ہے۔

جاہل عورت۔ پست خیال ہوتی ہے۔ اس لیئے وہ خاوند کو بھی پستی کی طرف لیجانا چاہتی ہے۔ وہ اس کے بلند ارادوں کو خاک میں ملا دیتی ہے۔ وہ اس کے تمام ولولوں پر پانی پھیر دیتی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ تمام عمر مصیبت کے سوا۔ مسرت کا ایک لمحہ بھی میسر نہیں آتا۔ اولاد بھی پست خیال ہوتی ہے اور وہ بھی تمام عمر تباہ و برباد رہتی ہے۔

بعض کوتاہ بیں یہ خیال کرتے ہیں کہ عورتوں میں تعلیم سے آزادی کی رو دوڑ جائے گی اور وہ گھر کے تمام کاروبار سے دست بردار ہو کر ان کی زندگی کو مصیبت میں ڈال دیں گی۔ تعلیم اگر درحقیقت تعلیم ہے تو کسی صورت میں بھی نقصان دہ نہیں ثابت ہو سکتی۔ اپنی بیویوں کو تعلیم دو اور پھر دیکھو کہ تمہارا مکان باغ ارم ہوگا۔ تمہاری آسائش قابل رشک ہوگی۔ تمہاری زندگی مسرت آمیز زندگی کہلائیگی

بہر کیف ہندوستان تعلیم نسواں کے بغیر کبھی خوشحال نہیں بن سکتا۔ اگر تعلیم نسواں کا رواج عام نہیں ہوگا تو آئندہ نسلوں کو کبھی پھولنا پھلنا نصیب نہیں ہو سکتا۔ اگر آج سے ہندوستان کا ہر شخص تعلیم نسواں کو اپنا فرض سمجھ لے اور بچوں کی تعلیم کو لازمی قرار دیدے۔ تو آج سے پندرہ برس کے بعد ہندوستان کا دور بالکل پلٹ جائے گا۔ جہالت ہمیشہ کے لیئے ہندوستان سے مٹ جائیگی دنیا کے تمام علوم و فنون گذشتہ دور کی طرح پھر ہندوستان میں چمک اٹھیں گے اور ہندوستان تمام متمدن ممالک کے دوش بدوش ترقی کرتا ہوا دکھائی دے گا۔

# خوشنودی شوہر

اپنے شوہر کو رضا مند اور خوش رکھنا ہر عورت کی زندگی کا سب سے مقدم اور سب سے اعلیٰ فرض ہونا چاہیئے۔ اور یہ بات اُسی وقت حاصل ہو سکتی ہے۔ جب کہ بیویاں اپنے شوہروں کی مزاج دان اور طبیعت شناس ہوں۔ ہندوستان میں عورت کی ترقی اور عروج کا دایرہ نہایت محدود ہے۔ اور اسکی تمام ترقی صرف ایک شوہر کے اشارہ چشم پر موقوف ہے۔ لیکن ہم دوسرے کی رضا جوئی اور خوشنودی کا خیال اسیوقت کر سکتے ہیں۔ جب کہ ہم اس کو اپنے سے برتر اور افضل خیال کریں۔ ہندوستان میں چونکہ تعلیم نسواں نہایت ابتدائی حالت میں ہے۔ اس واسطے بعض اوقات تعلیم یافتہ بیوی کی نسبت اس قسم کے خیالات ظاہر کیئے جاتے ہیں۔ جو تعلیم نسواں کی اشاعت کے دروازوں کو بجائے وسیع کرنے کے اور زیادہ محدود اور تنگ بنا دیتے ہیں۔ اور اس سے نہ صرف ان خاص بیوی کو بلکہ ہندوستان میں عام تعلیم نسواں کو سخت نقصان پہونچتا ہے۔

تغیر اور تبدیلی ہر چیز پر اعتراض کرنے والے پیدا کر دیتی ہے۔ ابتدا میں مردوں اور خاص کر انگریزی تعلیم اور انگریزی طرز معاشرت کے اختیار کرنے والے مردوں پر اعتراضوں کی بوچھار ہوتی رہی اور طرح طرح کی بُرائیاں ان کی طرف منسوب کی جاتی تہیں۔ لیکن جب ایک عرصے تک ان باتوں کے دیکھنے کی لوگوں کو عادت ہو گئی۔ تو وہ اعتراضات اب قریب قریب بند ہو گئے۔ یہی حالت آجکل عورتوں کی ہے۔ چونکہ مسلمان عورتوں میں تعلیم ابھی بہت کم ہے۔ اسی واسطے تعلیم یافتہ اور نئی روشنی کی عورتوں کی ایک ایک بات اور ان کا لباس۔ ان کی بات چیت اور ان کا ایک ایک کام نہایت تجسس کے ساتھ دیکھا جاتا ہے۔ اور اُن پر ڈھونڈ ڈھونڈ کر اعتراض کئے جاتے ہیں۔ ایسی حالت میں تعلیم یافتہ عورتوں کا خاص کر یہ فرض ہے۔ کہ وہ اپنے کسی قول اور فعل سے اس بات کا موقع نہ دیں جس کے سبب سے ان کی اچھی باتوں پر بھی پردہ پڑ جائے ؏

اگر تعلیم یافتہ بیویاں اپنے شوہروں کو رضا مند رکھنے کی کوشش کرینگی تو ان کو تعلیم نسواں کے پھیلانے کا شوق ہوگا۔ اور اگر انہوں نے اپنے شوہروں کی پاسداری اور خاطر داری نہ کی تو مرد تعلیم نسواں کے مخالف ہو جائیں گے۔ اور چونکہ عورتوں کی تعلیم کم از کم ہندوستان میں ابتک بالکل مردوں کے ہاتھوں میں ہے۔ اس واسطے اگر مردوں نے تعلیم یافتہ بیبیوں کے برتاؤ کو ناپسند کیا۔ تو عورتوں کی ترقی کا راستہ بند ہو جائے گا ؏

ایک اور بات یہ ہے۔ کہ تعلیم یافتہ لڑکیوں کے واسطے خاص کر تعلیم یافتہ شوہروں کی ضرورت ہے۔ اور غیر تعلیم یافتہ بی بی جاہل اور ناشایستہ مرد کے ساتھ بھی اپنی زندگی بسر کر سکتی ہے۔ لیکن اگر پڑھی لکھی اور شایستہ لڑکی وحشی خاوند کے پالے پڑ جائے۔ تو اسکی زندگی وبال جان اور اس کا گھر دوزخ ہو جائے گا۔ اور اگر تعلیم یافتہ مردوں میں یہ خیال پیدا ہو گیا کہ پڑھی لکھی عورتیں اپنے شوہروں کو خوش نہیں رکھ سکتیں یا ان کا اچھی طرح وقار اور دلدہی نہیں کر سکتیں۔ تو تعلیم یافتہ لڑکیوں کو شریف اور تعلیم یافتہ شوہروں کا ملنا مشکل ہو جائے گا۔ اس لیئے نئی روشنی کی بیویوں کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ اپنی ناکتخدا بہنوں کا خیال کر کے اپنی زندگی کو مردوں پر دوبھر نہ بنائیں۔

یہ صحیح ہے کہ تعلیم یافتہ بیبیاں غیر تعلیم یافتہ بیبیوں سے بہت زیادہ اپنے شوہروں کی طرف سے پاس خاطر۔ عزت اور دلجوئی کی مستحق ہیں۔ اور غیر تعلیم یافتہ بیبیوں کی طرح ان کے ساتھ شوہروں کا برتاؤ نہیں ہونا چاہیئے۔ اور چونکہ تعلیم کی وجہ سے ان میں احساس زیادہ ہو جاتا ہے۔ اسواسطے وہ اپنے شوہروں کی خفیف سی کج ادائی کو بہت محسوس کرتی ہیں۔ لیکن پھر بھی مرد عورت کی طرف سے بہت زیادہ وقار کا مستحق ہے۔ عورتیں اپنے صبر اور مرد اپنے غرور کے واسطے زیادہ مشہور ہیں۔ اور تعلیم یافتہ بیوی کو اپنے صبر اور مردوں کے غرور کا خیال ہر وقت رکھنا چاہیئے ؏ (ماخوذ)

# اشتہاری شادی

(۱)

لوگ سکندر کو برا کہتے ہیں کہ اُس نے آئینہ بنا کر حسینوں کو مغرور کر دیا ورنہ اُن کے خیال میں دو ڈہائی ہزار سال پہلے ارباب حسن و جمال میں غرور و نخوت کا ذرا بھی شائبہ نہ تہا اور حسینوں کو خبر بھی نہ تھی کہ قدرت نے اُنہیں عشاق کی بربادی کے لیے کیسے خونخوار اسلحہ مثلاً تیر نگاہ، تیغ ابرو خنجر مژگاں وغیرہ وغیرہ عطا کیے ہیں۔ لوگ سکندر کو بُرا کہتے ہیں اور ہم چودہویں صدی کے افسانہ نویسوں کو اس سے کم مورد الزام نہیں سمجہتا جنہوں نے پہلے تو دلوں میں عشق و محبت کے جذبات پیدا کیے اور پھر عشق کے لیے طرح طرح کے امتیازات قرار دیے کیونکہ اُن کے افسانہ کی ہیروئن ہمیشہ ایسی حسین ہوتی ہے کہ جنت کی حور میں بھی کوئی عیب نکل آئے لیکن اُس کے نقش و نگار اور حسن و جمال میں نقاد سے نقاد کو حرف گیری کا موقع نہیں مل سکتا اور پھر وہ عموماً کسی امیر کبیر کی بیٹی ہوتی ہے۔ بنگلوں اور کوٹھیوں میں رہتی ہے۔ دن میں کئی کئی بار لباس بدلتی ہے۔ اُس کے گرد و پیش اماں نصیبن۔ امیرن۔ حسینی۔ عباسی۔ گل بہار۔ چنبیلی۔ سوسن وغیرہ وغیرہ کنیزوں اور ماماؤں کا ہجوم رہتا ہے۔ وہ تعلیم یافتہ اور خط و کتابت میں مشاق ضرور ہوتی ہے۔ ناول لکھنے والوں نے اپنے ناولوں میں ایسی ایسی لڑکیاں پیش کی ہیں کہ اُن کی صفات معلوم کر کے حسن پرست اور عاشق مزاج نوجوانوں کا تخیل بہت بلند ہو گیا ہے اور جب تک وہ تمام لوازم کی طرف سے مطمئن نہ ہو جائیں اُس وقت تک عشق و محبت کی گدگدی اُن کے دل میں پیدا نہیں ہوتی۔ اِن ناولوں سے پہلے عشاق کو چنداں امتیاز نہ تہا مجنون کا واقعہ اگر کوئی واقعہ ہے تو سُنتے ہیں کہ وہ ایک سیاہ فام لڑکی پر فریفتہ ہو گیا تہا جس کا نام عربی میں لیلا اور اُردو میں "کلو" تہا۔ پنجاب کے مایۂ ناز عشاق ہیر و رانجہا شاید مویشی چراتے تھے اور اُن کی کورٹ شپ کسی پارک یا کسی کوٹھی کے بجائے چراگاہوں اور جنگلوں میں واقع ہوئی تھی۔ سوا مہینوال معلوم ہے ہی نہ کسی یونیورسٹی کے گریجوایٹ تھے اور نہ اُنکی معاشرت میں یورپین تکلفات کو دخل تہا۔ شیریں ضرور شہزادی تھی لیکن زیادہ پڑھی نہ کسی کالج میں تعلیم پائی تھی اور نہ استنبول کی ٹوپیاں اور لندن کی جوتیاں اُس کے استعمال میں آتی تھیں۔ کالی سرج کے کوٹ اور سفید فلالین کی پتلونیں بھی یقیناً وہ زیب تن نہیں کرتا تہا اور شاید یہ خیال بھی صحیح ہو کہ اُس زمانہ میں دہلی کی مسٹر سیدالا کی "فیشن نشاں" دوکان بھی نہیں کھلی تھی۔ غرض اگلے زمانہ میں حسن و عشق کا تخیل بہت پست تہا اور لوگ گورے کالے کا امتیاز کیے بغیر عاشق ہو جاتے تھے۔ اب جب سے یہ ناول اور اُن کی قسم وضع کی لڑکیاں ملک میں پہیلی ہیں نوجوانوں کے خیالات خراب ہو گئے ہیں اور مشاہدہ سے ثابت ہے کہ اب لڑکے ایسے سعادت مند نہیں رہے کہ پہلی طرح والدین جہاں چاہیں اُن کی شادی کر دیں۔ یہی حالت ٹھیکیدار کالے خاں کے فرزند ارجمند میاں روشن علی خاں کی تہی۔

(۲)

ٹھیکیدار کالے خاں حسب نسب کے لحاظ سے کچھ زیادہ خوش قسمت نہیں تھے معمولی درجہ کے پٹھان تھے اور شباب کی ایک غلط کاری سے انہوں نے اپنی ذات پات کا مسئلہ اور زیادہ نازک بنا لیا تہا یعنی اُن کی اہلیہ محترمہ جو شادی سے پہلے محبوبہ کی حیثیت رکہتی تہیں گداگروں کی نسل سے تہیں۔ اگرچہ شرافت نسبی اور وجاہت عرفی سے خاں صاحب محروم تھے لیکن اُن کی مالی حالت قابل اطمینان تہی اور اپنی حیثیت سے کہیں زیادہ دولتمند تھے۔ اگرچہ انہوں نے اپنی خاندانی روایات کے مطابق ایک حرف نہیں پڑہا تھا اور بڑھاپے کی حالت میں دستخط کی ضرورت سے اپنا نام لکہنا سیکھ لیا تہا لیکن اپنے اکلوتے بیٹے کو جو اپنے رنگ اور اپنے باپ کے نام کے برعکس روشن علی خاں نام رکہتا تہا کافی تعلیم دلوائی تہی اور انٹرنس پاس ہونے کے بعد اُسے ایک مشہور کالج میں بھیجکر یونیورسٹی کی مسلمہ خرادپر گریجوایٹ بنوا لیا تہا۔ مسٹر روشن علی خاں بی اے اسم با مسمیٰ تھے انگریزی تعلیم اور کالج کی برکات سے اُنہوں نے کما حقہ فائدہ اٹہایا تہا اور اعلیٰ درجہ کی روشن خیالی اپنے دماغ میں پیدا کی تہی جس طرح بعض عربی مدارس کے تعلیم یافتہ علما مسلمانوں کی ادنےٰ کوتاہی پر سب سے پہلے کفر کا فتوےٰ لگا دیتے ہیں اِسی طرح اس مشہور کالج کے اکثر تعلیم یافتہ اُس شخص کو انسان سمجہنے میں تکلف کرتے ہیں جو کوٹ پتلون۔ کالر۔ ٹائی وغیرہ سے آراستہ اور کم از کم گریجوایٹ نہ ہو۔ اگر اُس کا خرچ آمدنی سے زیادہ ہو اور وہ چند مہاجنوں کا مقروض بھی ہو تو اُسکی انسانیت اور زیادہ مکمل ہو جاتی ہے۔ روشن جس نے کئی سال اسی فضا میں پرورش پائی تہی اور اسی آب و ہوا میں نشو و نما حاصل کیا تہا اپنی ہر ادا سے ان خیالات کی ترجمانی کرتا تہا چنانچہ اُس کا فرض تہا کہ اپنے باپ کو "ہر دم نام محمد کالے" جیسے بہترین سجع کا مالک ہوتے پر بھی ذلیل سمجہے۔ کیونکہ اُس کے مفروضہ معیار کے مطابق اُسمیں کوئی بات نہیں پائی جاتی تہی۔ وہ اُسوقت کس قدر خجل نظر آتا تہا جب کسی فارم پر ولدیت لکہنے کی ضرورت پیش آتی تہی۔ وہ اپنے خاندان کو بھی حقارت کی نظر سے دیکہتا تہا کیونکہ خاندان میں تعلیم یافتہ تو درکنار خواندہ اشخاص بھی بہت کم تھے۔ جب وہ یہ دیکہتا تہا کہ اعزہ میں سے کوئی محنت مزدوری کرتا ہے۔ کوئی چناسی کی دوکان کر رہا ہے کوئی گنڈیریوں اور فصلی میووں کی فروخت پر زندگی بسر کر رہا ہے کوئی عدالتیں چپراسی یا پولیس میں چوکیدار ہے تو اُسے سخت شرم آتی تہی۔ بے ساختہ

یہ جذبہ پیدا ہوتا تھا کہ کسی دوسرے ملک یا کم از کم کسی دوسرے شہر میں اقامت اختیار کرے جہاں اُسکی خاندانی اور نسبی حالت سے کوئی شخص آگاہ نہ ہو۔

(۳)

روشن تو اس خیال میں تھا اور اُدھر والدین کو شادی بیاہ کی فکر تھی۔ جس دن سے روشن کے امتحان کا نتیجہ نکلا تھا اور یہ معلوم ہوا تھا کہ اب والدین اُسکی شادی کے خیال میں ہیں اُسوقت سے خاندان کی لڑکیاں اُس کے پیام کے لئے اس طرح گوش بر آواز تھیں جس طرح ابرنیساں کے لیئے سمندر کی سیپیاں آمادۂ قبول رہتی ہیں۔ آخرکار میاں روشن کی والدہ نے اُن کے لیئے اپنے عم زاد بھائی گھسیٹو شاہ کی لڑکی سے نسبت تجویز کی جو حسن صورت کے لحاظ سے اس دعویٰ کو صحیح ثابت کرتی تھی کہ خوبصورتی صرف شرفا کی میراث نہیں ہے اور جو نیک سیرتی کی بنا پر اس جدید نظریہ کی بنیاد ڈالتی تھی کہ نیکی نسبی کمزوریاں کے باوجود بھی ایک انسان میں پائی جاسکتی ہے۔ گھسیٹو شاہ کی صاحبزادی کا نام خیرا تھا اور سچ یہ ہے کہ اسم بامسمیٰ تھی اور اگرچہ اُس کا باپ بہار و بنگال میں بڑی شان کے ساتھ کبھی پیر اور کبھی خدا رسیدہ بزرگ بنکر بھیک مانگتا تھا یا بالفاظ مہذب نذر و فتوح حاصل کرتا تھا لیکن اِس سے خیرا کی ذات پر کوئی اثر نہ تھا۔ روشن کو جب معلوم ہوا کہ گھسیٹو شاہ کی لڑکی سے اُس کی شادی تجویز ہوئی وہ نہایت مشتعل ہوا۔ اور اُس نے نہ صرف اپنی ماں کو بلکہ اپنے باپ کو بھی اِس ڈائرکٹ انسلٹ پر بہت بُرا بھلا کہا۔ اُسے نہایت قلق تھا کہ والدین اُس کی حقیقی عظمت اور صحیح پوزیشن سے آگاہ نہیں ہیں ورنہ کجا مسٹر روشن علیخاں بی۔ اے اور کہاں گھسیٹو شاہ؟ اس واقعہ سے متاثر ہو کر والدین چند ماہ تک خاموش رہے لیکن ماں کی محبت پھر جوش زن ہوئی اور اُس کے دل میں بیٹے کی خانہ آبادی کا ارمان پیدا ہوا۔ اب کے اُس نے کالے خاں کے ایک خالہ زاد بھائی کی لڑکی کے متعلق خیال آرائیاں شروع کیں۔ اِن کا نام فتے خاں تھا جو اگر پاکم از کم علیگ ہوتے تو فتے سے فتح اللہ فتح علی خاں بن سکتے تھے لیکن وہ پنساری کی دوکان کرتے تھے اور ہلدی مرچ کی پُڑیاں باندھنے کا مشغلہ فتے کے سوا کسی دوسرے نام کا متحمل نہیں ہو سکتا تھا لڑکی صورت شکل اور طور طریق کی اچھی تھی۔ ماں کا انتقال ہو چکا تھا کھانا پکانا سینا پرونا چھوٹے بھائی بہنوں کی دیکھ بھال آئے گئے کا خیال غرض گھر کا تمام کام کاج اُس نے بڑے سلیقہ کے ساتھ سنبھال رکھا تھا۔ روشن کو جب معلوم ہوا تو اُس نے اس تجویز کی سخت مخالفت کی۔ اور والدین سے صاف کہدیا کہ وہ اس معاملہ میں دخل نہ دیں۔ ماں نے کہا کہ جب تک ہم زندہ ہیں یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ہم تمہاری بھلائی سے باز رہیں خیر اگر تم ہماری تجویز کے مطابق شادی نہیں کرنا چاہتے تو جس جگہ تمہاری مرضی ہو اُس جگہ ہم تمہارا پیام بھیجیں۔ روشن کو ماں کی یہ بات پسند آئی اور اُس نے اہل شہر پر ایک نظر ڈالکر اور احباب سے تحقیق حال کر کے ماں کو چار نام بتائے کہ اِن میں سے کسی ایک کی لڑکی سے وہ شادی کرے گا۔ پہلا نام مولوی سید محمد شفیع صاحب ڈپٹی کلکٹر کا تھا جو نسبی شرافت میں خاص امتیاز رکھتے تھے۔ دوسرا نام شیخ محمد رضا بی اے ایل ایل بی وکیل ہائی کورٹ تھا جو نہ صرف وکالت میں غیر معمولی کامیابی حاصل کر چکے تھے بلکہ ذات پات کے لحاظ سے بھی شہر کے نامور شرفا میں شمار ہوتے تھے۔ تیسرا نام مسٹر عبدالرحیم خاں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کا تھا جنکو کابل سے آئے چوتھی پشت تھی اور اعلیٰ درجہ کے درانی پٹھان سمجھے جاتے تھے۔ چوتھا نام مرزا خدایار بیگ کا تھا جو دس ہزار روپے سالانہ کے سرکاری مالگذار اور شہر کے نامور زمیندار تھے۔ اگر اِن میں سے کسی جگہ روشن کو کامیابی ہو جاتی تو اُسکی وجاہت ذاتی اور آئندہ نسل کی نیکنامی میں ذرا بھی شبہ نہ تھا لیکن جب اِن لوگوں کے گھر اُس کا پیام پہونچا تو مشاطہ کو اپنی آبرو سنبھالنی اور جان بچانی دشوار ہو گئی کیونکہ شہر کا بچہ بچہ کالے خاں سے اچھی طرح واقف تھا۔

روشن کو اپنے پیام کے ہر جگہ مسترد ہونے سے سخت مایوسی ہوئی۔ وہ سمجھتا تھا کہ اِس مخصوص کالج میں چند سال رہ کر انسان عام سطح سے بہت زیادہ بلند ہو جاتا ہے اور گریجوایٹ بننے کے بعد نہ صرف دولت و ثروت کے درباروں میں اُسی کرسی ملنے لگتی ہے بلکہ حسب نسب کی قیود سے بھی وہ مستثنیٰ سمجھا جاتا ہے۔ لیکن اُس کا یہ خیال غلط ثابت ہوا۔

(۴)

جب اپنی برادری کے سوا جسے روشن نہایت ذلت اور حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا شادی کی کوئی بہتر صورت نظر نہ آئی تو اُسے بڑا قلق ہوا کیونکہ اب متاہلانہ زندگی کے لیئے اُس کا دل بے چین تھا اور طبیعت چاہتی تھی کہ بستر کی طرح اُسکے نام کیساتھ بھی لفظ "مسٹر" کا خوشگوار اضافہ ہو جائے۔ روشن پھر گریجوایٹ تھا اور گریجوایٹ بھی ایک ایسے کالج کا جس کا ہر ذرہ اپنے آپکو روشن خیالی کا آفتاب سمجھتا ہو اور جس کے طلبہ عاقبت اندیشی کی بنا پر اپنی گردنیں آگے کی طرح پیچھے بھی روشن لگانا ضروری سمجھتے ہیں فوراً اُس کا ذہن شادی کی جدید صورت کی طرف منتقل ہوا۔ اُس کے پاس انگریزی کے کئی اخبارات اور رسائل آتے تھے۔ اُردو کے اخبارات کو وہ ذلت و نفرت کی نظر سے دیکھتا تھا۔ یہ نفرت اسوجہ سے نہیں تھی کہ وہ اخبار نویسی کے معیار سے واقف تھا اور وہ سمجھتا انگریزی اخبارات کے مقابلہ میں کم سرمایہ کے اردو اخبارات میں جو خامیاں پائی جاتی ہیں اُن سے آگاہ تھا نہیں اسکا سبب صرف یہ تھا کہ اُسے عملاً تعلیم دی گئی تھی کہ وہ اُردو کو اُردو بولنے والوں کو اُردو کتابوں کو۔ اُردو اخبارات و رسائل کو اور ہر اُس چیز کو جس پر "دیسی" کا اطلاق ہو سکے ذلیل سمجھے۔ لیکن اب وہ اپنی جدید اسکیم کے مطابق

مجبور تھا کہ چند ایک دو اخبارات کو بھی اپنی لائبریری میں بار عطا کرے۔ چنانچہ اُس نے اپنے مفید مطلب دو تین اخبار جاری کرائے جس طرح انگریزی کے فارغ التحصیل طلبہ پایونیر وغیرہ میں "وانٹڈ" پر نظر ڈالتے ہیں، اسی طرح وہ اخبار کے اشتہاری کالموں میں شادی بیاہ کے اشتہارات تلاش کرتا تھا۔ اُس نے خود بھی اپنے متعلق کئی اخبارات میں اشتہار دے رکھا تھا لیکن تاحال کوئی خاطر خواہ کامیابی نہیں ہوئی تھی۔ وہ اسی جستجو میں تھا کہ ایک دن پنجاب کے ایک ہفتہ وار اخبار میں حسب ذیل اشتہار اُس کی نظر سے گزرا۔

"ایک خوبصورت۔ نیک سیرت سلیقہ شعار۔ تعلیم یافتہ۔ شریف خاندان دوشیزہ لڑکی کے لیئے رشتہ مطلوب ہے۔ لڑکی کی عمر ۱۶ سال ہے۔ پچاس ہزار کی جائداد کی وارث ہے۔
المشتہر۔ الف۔ ایچ۔ معرفت شیخ کریم بخش سوداگر فیض آباد"

اس اشتہار سے روشن بالکل اس طرح متاثر ہوا جس طرح براہ راست اپنے نام ایک نسبتی خط دیکھ کر اثر پذیر ہو سکتا تھا۔ اور اسکی وجہ یہ بھی کہ وہ دوشیزۂ مشتہرہ کو اُن تمام اوصاف کا مجموعہ پاتا تھا جن کو وہ اپنی مفروضہ بیوی میں دیکھنا چاہتا تھا یعنے وہ حسین بھی تھی۔ نیک خصال بھی تھی سلیقہ مند بھی تھی۔ تعلیم یافتہ بھی تھی۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ شریف خاندان اور پچاس ہزار کی وارث تھی۔

(۵)

اُس نے فوراً میر کے پاس حاکر خط لکھا جس کا قابل ذکر حصہ حسب ذیل ہے۔

میں شہر کے عمائدین ہوں۔ دولتمند ہوں۔ تندرست ہوں صحت بہت اچھی ہے۔۔۔ کالج کا گریجوایٹ ہوں۔ عنقریب ڈپٹی کلکٹر بننے والا ہوں۔ اگرچہ دولت۔ صحت۔ اعلیٰ تعلیم اور اعلیٰ ملازمت کے بعد شرافت خاندانی کا سوال باقی نہیں رہتا لیکن میں یقین دلانا چاہتا ہوں کہ نہایت شریف خاندان اور نجیب الطرفین ہوں۔ میرے تمام اعزہ و احباب اعلیٰ عہدوں پر ممتاز ہیں۔ براہ کرم صاحبزادی کا فوٹو بھیج دیجیئے اور اگر آپ دقیانوسی خیال کو ہوں تو میں اس درخواست کی معافی چاہتا ہوں"

تین ماہ تک اس خط کا کوئی جواب نہیں آیا۔ اور روشن بالکل مایوس ہو کر اُن مقامات میں سلسلہ جنبانی کرنے لگا جہاں سے اُس کے نام اشتہار کی بنا پر خطوط آئے تھے لیکن ان میں سے کوئی جگہ اُسے پسند نہ تھی۔ وہ اپنے دل میں فیض آباد کی طرف بے اختیار انہ کشش محسوس کر رہا تھا۔ اور اُسے یقین تھا کہ اس جگہ شادی کر کے وہ اپنی زندگی عزت و مسرت کے ساتھ بسر کر سکے گا۔ چنانچہ اُس نے ایک دن خیالات سے منسوب ہو کر ایک اور خط لکھا لیکن ابھی یہ خط فیض آباد پہونچا بھی نہ ہو گا کہ ایک رجسٹرڈ لفافہ روشن کو موصول ہوا۔ لفافہ کھولتے ہی وہ حیرت زدہ رہ گیا کیونکہ ناگاہ مسرتیں ہمیشہ حیرت کا باعث ہوتی ہیں۔

(۶)

یہ فیض آباد سے مسٹر ایف ایچ نے خط لکھا تھا اور ساتھ ہی دوشیزہ کا فوٹو بھی بھیجا تھا۔ فوٹو سے رنگ و روپ کا تو پتہ چلنا دشوار تھا لیکن نقش ونگار اور خط و خال روشن کو بہت پسند آئے۔ خط میں شادی کی شرائط درج تھیں جن کا خلاصہ یہ تھا کہ مہر ۲۵ ہزار روپے ہو گا۔ عقد اِس مہینے کی بیس تاریخ کو جمعہ کے دن ممکن ہے ورنہ پھر ایک سال کے بعد ہو گا۔ عقد کے بعد ہی عروس کی رخصت ممکن ہے۔ عروس سال میں تین ماہ فیض آباد رہا کرے گی۔ آپ اپنے ہمراہ دس بارہ آدمی لا سکتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ خط میں کوئی بات ایسی نہیں تھی جس سے روشن کو بدگمانی یا ناگواری پیدا ہوتی۔ اس نے تمام شرائط قبول کر لیں۔ اور فوراً جواب لکھدیا کہ میں ۱۹ تاریخ کو (جس میں ابھی ایک ہفتہ باقی تھا) پہونچ جاؤں گا۔ خط لکھنے بعد روشن نے غور کیا کہ اب کیا کرنا چاہیئے اور کسے ہمراہ لے جانا چاہیئے۔ خط کے انداز کو اور فوٹو میں عروس کا لباس کو دیکھ کر اُسے اپنی سسرال کے "فیشن ایبل" اور "اپ ٹو ڈیٹ" ہونے کا یقین آگیا تھا اس لیئے والدین کی ہمراہی تو اُسے گوارا نہ ہوئی البتہ اُس نے ایک ملازم اور دو خوش پوش مگر فاقہ مست دوستوں کو جو اپنے کوٹ پتلون کو نباہنے کے بقدر انگریزی بھی جانتے تھے اپنے ساتھ لے جانے کے لیئے انتخاب کیا۔ چونکہ اُسے اندیشہ تھا کہ والدین ہمراہی کے لیئے اصرار کریں گے یا انتظام میں کوئی بے تمیزی سرزد کر دینگے اس لیئے وہ مناسب نہ سمجھا کہ اُن سے اس واقعہ کا اظہار کرے۔ ایک ہفتہ میں نئی پوشاک اور ضروری سامان شادی درست کر کے اور چلتے وقت رخساروں کا اچھی طرح شیو کرا کے وہ فیض آباد روانہ ہو گیا۔

(۷)

جمعہ کا مبارک دن تھا اور ستمبر کے مسعود مہینے کی بیسویں تاریخ تھی کہ مسٹر روشن علی خاں نے شباب کے اس اہم فرض (شادی) سے سبکدوشی حاصل کی۔ شادی کے بعد وہ فیض آباد میں نہیں ٹھہرے اور سیدھے اپنے وطن کو چلے آئے۔ اُنہوں نے فیض آباد میں بیوی کی صورت نہیں دیکھی۔ اثنائے سفر میں بھی عروس کی انتہائی احتیاط اور شدت شرم و حجاب کی وجہ سے کوشش کے باوجود نظارہ میں کامیابی نہیں ہوئی۔ گھر پہونچکر جب والدین کو معلوم ہوا کہ گو بجواہش

فرزند بصورت واحد نہیں بلکہ دوسرے عدد سے ضرب کھا کر پہونچا ہے تو اُن کی حیرت کی کچھ انتہا نہ تھی۔ وہ ماں جو دنیا کی تمام ماؤں کی طرح بیٹے کا سہرا دیکھنے کی آرزومند تھی اور وہ باپ جو تعلیم یافتہ فرزند کو اعزہ و احباب کے مجمع میں نوشاہ دیکھ کر فخر و مسرت حاصل کرنا چاہتا تھا اپنی توقعات کو پامال دیکھ کر نہایت رنجیدہ ہوا۔ لیکن گریجوایٹ بیٹے کی آواز نے دونوں کو خیر مقدم اور مرحبا کے لیے تیار کر دیا۔ والدین نے وہ تمام مراسم ادا کیے جو عروس کی آمد کے بعد رائج ہیں۔ رات کو بالاخانہ کے آراستہ برآمدے میں جبکہ ہلکے ہلکے بادل آسمان پر چھائے ہوئے تھے اور کبھی کبھی بجلی کی نظر سوزی دو شتابیوں کو بجھا دینے کی ہدایت کر رہی تھی روشن کو اپنی دلہن کی زیارت نصیب ہوئی۔ لیکن پہلی نظر میں اُسے محسوس ہوا کہ گویا مسہری پر ایک قد آدم آئینہ رکھا ہے جس میں اُسے اپنا عکس نظر آ رہا ہے۔ یعنے دلہن نہایت سیاہ فام تھی۔ یہ اطلاع بھی غلط تھی کہ اُسکی عمر ہ سال ہے کیونکہ چہرہ کی پختگی اور قوئے کی بالیدگی بائیسویں تئیسویں سال کی خبر دیتی تھی۔ مزید غور و فکر کے بعد گریجوایٹ شوہر کو یہ بھی معلوم ہو گیا کہ چہرہ پر ایک آنکھ قدرتی اور ایک پتھر کی ہے۔ لیکن ان سب باتوں کے باوجود فوٹو بھیجا گیا تھا۔ وہ اصلی تھا۔ اب روشن کو ضرورت پیش آئی کہ دیگر امور کی بھی کافی تحقیقات کرے۔ چنانچہ فیض آباد کے دوسرے سفر میں اُس نے جو معلومات بہم پہونچائی وہ یہ تھی کہ موصوفہ ایک بازاری عورت کے بطن سے ہیں۔ یہ امر واقعہ تھا کہ وہ پچاس ہزار کی وارثہ ہیں لیکن معلومات میں اتنا اضافہ اور ہوا کہ جس پچاس ہزار ...... کی جائداد کی وہ وارث ہیں اُس پر ستر ہزار کا بار ہے۔ غریب روشن کے لیے اب چارہ کار کیا تھا اگر اُس نے کوئی اشتہاری دوا منگائی ہوتی تو واقع کے خلاف ہونے پر اُسے پھینک دیتا لیکن اشتہاری بیوی کے ساتھ اگر وہ کسی ایسے سلوک کا ارادہ کرتا تو پچیس ہزار دین مہر کی ڈگری اُس کے دونوں ہاتھ تھام لیتی۔ روشن نے اشتہاری شادی کا ارادہ اس لیے کیا تھا کہ وہ اپنی خاندانی اور نسبی خامیوں کو پردیس میں چھپانا چاہتا تھا اُسے کیا خبر تھی کہ دنیا میں اس سے زیادہ بلند خیال لوگ بھی موجود ہیں اور وہ کیا جانتا تھا کہ اُس پر یہ مصرع صادق آئیگا کہ

لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

(مولانا) سید ظہور احمد صاحب چیف ایڈیٹر

## جنکو لائق داماد کی ضرورت ہو وہ پڑھیں

ایک صاحب صوبجات متحدہ کے ایک باشندے ہیں۔ شہر کے رہنے والے ہیں غیر شادی شدہ ہیں پچیس سال عمر ہے۔ اردو فارسی انگریزی میں کافی قابلیت رکھتے ہیں۔ نہایت ذہین اور ہوشمند ہیں۔ صورت شکل بھی خاصی ہے۔ تندرست اور صحیح القویٰ ہیں۔ کاروباری معاملات سے اچھی طرح واقف ہیں۔ اس وقت ایک سو بیس روپے ماہوار پر ایک کارخانہ میں منیجری کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ نہایت شریف خاندان ہیں۔ والد کا انتقال ہو چکا ہے باقی تمام اعزہ موجود ہیں۔ صاحب موصوف کو تجارت کا بہت شوق ہے اور بڑی تمنا ہے کہ وہ ایک بڑے کاروبار کے مالک بنیں اور اپنی زندگی عزت شہرت اور کامیابی کے ساتھ بسر کریں۔ ان کا خیال ہے کہ تنخواہ میں سے تھوڑی سی رقم بچا کر یہ آرزو پوری کرینگے تو کامیابی ضرور ہوگی لیکن بڑھاپے تک۔ وہ اپنی جوانی اور بڑھاپے دونوں کو مسرور اور کامیاب دیکھنا چاہتے ہیں۔ اس لیے وہ ایک متمول گھرانے میں شادی کرنا چاہتے ہیں اور ایسی بیوی کے خواہشمند ہیں جو بذات خود یا اُس کے والدین کم از کم اتنے دولتمند ہوں کہ بیس پچیس ہزار کی رقم کاروبار میں لگا سکیں صاحب موصوف کو کسی طرح کی بددیانتی یا بدنیتی مقصود نہیں وہ اس کاروباری زندگی سے خود بھی فائدہ اٹھائیں گے اور بیوی کے والدین کو بھی فائدہ پہونچائیں گے۔ وہ مسلمان سنی المذہب سید ہیں لیکن اس مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے اُنہیں بیوی کے متعلق اس سے زیادہ کچھ خیال نہیں کہ وہ مسلمان ہو قوم و ذات کی کوئی قید نہیں خوبصورتی اور بدصورتی کا کوئی امتیاز نہیں۔ خواہ دوشیزہ ہو خواہ بیوہ ہو خدا جانے ہندوستان میں ایسے کتنے کاروباری اور دولتمند اشخاص ہونگے جنکو ایک ایسے لائق داماد کی ضرورت ہوگی جو اُن کو کاروبار میں مدد دے یا اُن کی دولت کی افزائش کا باعث ہو۔ ایسے اشخاص کی آگاہی کے لیے یہ اشتہار شایع کیا جاتا ہے۔ جو صاحب اس کار خیر کے لیے آمادہ ہوں وہ ہر طرح اپنا اطمینان کر سکتے ہیں کہ نوجوان موصوف کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے وہ حرف بحرف صحیح ہے۔ اس پتہ سے خط و کتابت ہونی چاہیے۔

ایم۔ اے

بتوسط رسالہ "دین و دنیا" دہلی

# عورتوں کا کتب خانہ

**خلافت صدیقی** حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ اوّل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مبارک زندگی کے حالات چھوٹی بچیوں اور مستورات کے لیے۔ قیمت ۵ر

**خلافت فاروقی** حضور سرور عالم کے خلیفۂ دوم حضرت عمرؓ کے حالات زندگی چھوٹی بچیوں اور مستورات کے لیئے قیمت ۵ر

**خلافت عثمانی** حضور سرور دوجہاں کے خلیفۂ سوم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی چھوٹی بچیوں اور مستورات کے لیئے قیمت ۵ر

**خلافت حیدری** رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفۂ چہارم حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی مبارک زندگی کے حالات بچیوں اور مستورات کے لیئے۔ قیمت ۵ر

**فتح سرمدی** خواتین اسلام کے لیئے پردے اور بے پردگی کے متعلق شرعی احکام اور دلچسپ بحث دیکھنی ہو تو فتح سرمدی منگائیے۔ قیمت ۲ر

**ھدایۃ الزوجین** میاں بیوی کے حقوق کا مختصر بیان۔ قیمت ۲ر

**انشار نسواں** مستورات اور لڑکیوں کو صاف شستہ اردو زبان میں خط و کتابت سکھانے کیلئے بہترین تصنیف۔ قیمت آٹھ آنے ۸ر

**جمیلہ خاتون** مانگے کا زیور پہننے کی خرابیاں ایک ضدی اور ناسمجھ خاتون کیسے راہ راست پر آئی۔ قیمت ۳ر

**حوران جنت** مسلمان عالمہ۔ فاضلہ۔ شاعرہ۔ محدثہ۔ فقیہ بیبیوں کے تاریخی حالات اور ان کی زندگی کے دلچسپ واقعات۔ قیمت ۴ر

**شریف بیبیاں** دنیا کی مشہور عالمہ۔ فاضلہ۔ شاعرہ اور نیک طینت شہزادیوں کے دلچسپ حالات درج ہیں۔ قیمت ۵ر

**محب وطن خواتین ہند** تیئیس ایسی خواتین کے حالات درج ہیں جنہوں نے اپنے ملک کی خاطر ہر مصیبت شکل اور ہر تکلیف برداشت کی۔ قیمت آٹھ آنے (۸ر)

**دایہ** جس میں ایام حمل سے لیکر عالم زچگی چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی شکایات اور امراض مع ذکر ترتیب علاج کے لکھا گیا ہے۔ قیمت ۸

**خالدہ ادیب خانم** وزیر تعلیمات ترکی خالدہ ادیب خانم کی سوانحعمری ۸ر

**طبیب العائلہ** حمل و رضاعت اور بچوں کی پرورش و پرداخت اور عورتوں اور بچوں کے مخصوص امراض کے بیان میں اور ان خطرناک بیماریوں کے ذکر میں بہترین تصنیف۔ قیمت ۸ر

**تذکرہ خواتین دکن** جس میں سرزمین دکن کی نامور مستانہ صاحب سیف اور اہل قلم خواتین کے حالات درج ہیں۔ اس کے علاوہ شاہزادیوں کے ایسے دلچسپ اور ولولہ خیز واقعات موجود ہیں جو خواتین کو پستی کے غار سے نکال کر ترقی کے بالاترین زینے پر پہونچا سکتے ہیں۔ قیمت ۸ر

**ناصح مشفق** یہ کتاب ایک سو قیمتی نصیحت کے جواہرات کا مجموعہ ہے جسکو پڑہنے کے بعد ہر عورت کنبہ میں۔ برادری میں۔ محلوں میں بزرگوں میں۔ میکے میں۔ سسرال میں غرض ہر شخص کے دلمیں جگہ پیدا کر سکتی ہے۔ قیمت ۴ر

**رسول عربی** مستورات کے لیئے کالی زلفوں والے کالی کملی والے پیارے رسول مدنی کی مفصل اور دلچسپ سوانحعمری صفحات ۲۴۰۔ قیمت ۸ر

**بہشتی جھومر** قصے کے پیرایہ میں مستورات کو مذہبی اور دینی مسائل بتانے والی تہذیب و اخلاق کا سبق دینے والی حقوق شوہر اور خانگی سلیقہ سکھانے والی نہایت عمدہ کتاب صفحات ۱۸۰ قیمت ۱۲ر

**آدابِ نسواں** آداب نسواں کے مطالعہ کے بعد ایک بدخلق سے بدخلق اور آداب سے بالکل نابلد خاتون اخلاق و آداب کی زندہ تصویر بن سکتی ہے۔ صفحات ۱۲۴ قیمت چھ آنے (۶ر)

**حسن و صحت** حسن بناؤ سنگار سے حاصل نہیں ہوسکتا۔ صحت خمیرہ اور معجون میں پوشیدہ نہیں ہے بلکہ خود تمہارے قبضہ میں ہے۔ حسن و صحت منگا کر پڑھو۔ اس پر عمل کرو اور آئینہ دیکھو۔ حسن و تندرستی کی تم ملکہ نظر آؤ گی صفحات ۱۰۸ قیمت چھ آنے۔ (۶ر)

**گھر اور گھر والی** اگر صحیح معنوں میں شوہر کی پیاری بیوی۔ بچوں کی عاقبت اندیش ماں گھر کی ہوشیار منتظم بننا چاہتی ہو تو یہ کتاب پڑھو اور اس کی تدابیر پر چلو صفحات ۴۰ قیمت ۳ر

**اصلاح الرسوم** تمہاری رسم پرستی نے تم کو تباہ و برباد کر دیا اس کتاب کو پڑھ کر رسموں کی اصلاح کرو اور بدعت سے بچو۔ صفحات ۲۸ قیمت ۳ر

**راہ جنت** اگر تم جنتی بی بی بننا چاہتی ہو تو یہ کتاب پڑھو۔ یہ خضر راہ بنکر تم کو باغ ارم کا سیدھا اور ہموار راستہ بتائے گی۔ صفحات ۴۵ قیمت ۳ر

**جذبات اسلام** مستورات کے لئے شبلی۔ حالی۔ اقبال۔ اور دیگر نامور شعراء کی مفید نظموں کا مجموعہ صفحات ۶۰ قیمت ۴ر

**نیا باورچی خانہ** اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری مستورات کو عمدہ اور لذیذ سے لذیذ کھانے پکانے آجائیں اور کفایت بھی تیار ہوں تو یہ کتاب بڑی کارآمد ثابت ہوگی۔ صفحات ۱۰۰ قیمت ۶ر

**ترکی کھانے** ترکی کھانے لذیذ بھی ہوتے ہیں اور طبی اصول سے مفید بھی۔ اس کتاب میں ترکی کھانے کے تیار کرنے کے نہایت آسان طریقے بتائے گئے ہیں۔ صفحات ۲۶ قیمت ۳ر

**صنعت خانہ** مستورات کے لئے نہایت مفید اور آسان صنعت و حرفت۔ اس کتاب کے ذریعہ سے پردہ میں بیٹھ کر عورتیں بہت کچھ کرسکتی ہیں صفحات ۷۰ قیمت چار آنے (۴ر)

**رنج و راحت** ہر خوشی کو غم کی تمہید اور غم کو خوشی کا پیغام سمجھو ایک نہایت دلچسپ قصہ ہیں۔ رنج اور مصیبتوں کے بعد راحت و آرام کی زندگی دکھائی گئی ہے۔ صفحات ۱۲۴ قیمت ۸ر

**وبال جان** ایک بی بی زیور کی بہت لالچی تھیں۔ دوسری بی بی زیور سے نفرت کرتی تھیں۔ تیسری بی بی کو نہ تو زیور سے نفرت تھی نہ رغبت تھی تینوں کے حالات نہایت دلچسپ قصے کے پیرایہ میں دکھائے گئے ہیں۔ صفحات ۶۸ قیمت ۶ر

**عقیلہ بیگم** عقیلہ بیگم نے کفایت شعاری کی بدولت ایک مفلس لکڑہارے کو الداجوہری بنا دیا۔ اسکو پڑھ کر مستورات اعلیٰ درجہ کی منتظم۔ کفایت شعار اور روشن خیال بن سکتی ہیں صفحات ۶۰ قیمت ۴ر

**لایق ماں کا لایق بیٹا** ایک شخص کے دو بیبیاں تھیں۔ تعلیم یافتہ بیوی نے اپنے لڑکے کو لایق بنا لیا۔ جاہل بیوی کے بچے جاہل ہی رہے۔ اس قصہ میں تعلیم یافتہ اور جاہل ماؤں کا مقابلہ دکھایا ہے صفحات ۷۰ قیمت ۴ر

**چپ کی داد** خواجہ حالی کی مشہور نظم مجلس طبقہ نسوانی کی حمایت میں قیمت دو آنے (۲ر)

**بزم خواجہ** مستورات کے پڑھنے کی نہایت انتخاب غزلیں قیمت تین آنے (۳ر)

**بزم صابری** خواتین اسلام کو اگر غزلوں سے شوق ہے تو یہ غزلیں پڑھیں۔ قیمت ۳ر

**مناجات بیوہ** خواجہ حالی کی مشہور مناجات بیوہ اور شادی کے حقوق اولاد۔ قیمت ۵ر

## تمہاری بہن ضیا بانو کے لکھے ہوئے دو ناول

بے حد مفید اور بے حد دلچسپ ہیں۔ خواتین کو ایسے مفید ناول ضرور پڑھنے چاہئیں چونکہ یہ ان کی معاشرت اور اخلاق پر نہایت خوشگوار اثر ڈالتے ہیں۔

ایک انجام زندگی ہے جس کی قیمت ۸ر ہے
دوسرا فریب زندگی ہے جس کی قیمت ۴ر ہے

ملنے کا پتہ

**منیجر خواجہ بکڈپو دہلی**

# وہ کتابیں جو حضرت مولٰنا خواجہ حسن نظامی مدظلہ نے فلسفہ تعلیم کو پیش نظر رکھکر بچوں کیلئے لکھیں

پہلا حصہ

## آسان قاعدہ

یہ باتصویر خوبصورت قاعدہ بچوں کو اُردو عبارت اور قرآن شریف کی عربی عبارت سکھانے کی کنجی ہے بچے خوشی خوشی اس قاعدہ کو پڑھتے ہیں اور یہ قاعدہ پڑھتے ہی بچہ کو قرآن شریف اور عربی عبارت پڑھنی آجاتی ہے، تمام ہندوستان کے تعلیمی ماہرین نے علے الاعلان تسلیم کر لیا ہے کہ بچوں کے لیے اُردو زبان میں اس سلسلہ سے زیادہ اور کوئی آسان، دلچسپ اور تعلیمی فلسفہ کے موافق کورس نہیں لکھا گیا، برٹش انڈیا کے کئی صوبوں میں اور کئی دیسی ریاستوں میں یہ سلسلہ بطور کورس کے پڑھایا جاتا ہے۔ تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ صرف پہلا قاعدہ پڑھکر بچے اُستاد کی مدد کے بغیر قرآن اور عربی عبارت آسانی کیساتھ پڑھنے لگتے ہیں۔ قیمت ۸ر

دوسرا حصہ

## تعلیم القرآن

اس میں قرآن شریف کے ضروری مضامین کا خلاصہ ہے، نماز، روزہ، حج زکوٰۃ، اور ہر قسم کے ضروری احکام اسلام کی آیات باب قائم کرکے ایک جگہ جمع کی گئی ہیں، اور ان کا اُردو مطلب بھی لکھا گیا ہے جن کو یاد کرنے کے بعد بچے قرآن شریف کے تمام ضروری مضامین کے حافظ ہو جاتے ہیں اور کمال یہ کہ یہ رسالہ صرف دو مہینے میں یاد کیا جا سکتا ہے، بڑی عمر والے جن کو وعظ و لکچر میں قرآنی آیات پڑھنے کی ضرورت پڑتی ہے اس رسالہ کو یاد کرتے ہیں، مطلب بھی نہایت صاف اور آسان زبان میں لکھا گیا ہے، یہ رسالہ بچوں کے لیے جتنا کارآمد ہے اُتنا ہی بڑوں کے لیئے بھی مفید ہے۔ قیمت آٹھ آنے (۸ر)

تیسرا حصہ

## اُردو سبق

یہ باتصویر رسالہ تو اس قدر دلچسپ ہے کہ لڑکے اور لڑکیاں اس کی تصویریں اور اس کے ہنسانے اور خوش کرنے والے مضامین دیکھکر باغ باغ ہو جاتے ہیں اور خوب دل لگا کر بغیر اُستاد کی تاکید کے خود بخود نہایت ذوق شوق کے ساتھ پڑھتے ہیں، خصوصاً لڑکیوں کو یہ رسالہ بہت ہی پسند آتا ہے۔ یہ تینوں رسالے تعلیمی فلسفہ کی حکمتوں کو سامنے رکھکر لکھے گئے ہیں، انکے اندر بچوں کے نازک دماغ اور ذہن کا لحاظ رکھکر ایسی باتیں لکھی گئی ہیں جنکو وہ اپنی سمجھ اور اپنی خوشی کے موافق پاتے ہیں اور ایسے الفاظ استعمال ہوئے ہیں جو انکی مذہبی معلومات بڑھائیں اور انکی بول چال کو مہذب، شائستہ اور پرلطف بنائیں اور ٹکسالی اُردو زبان ان کو بولنی آجائے۔ قیمت آٹھ آنے (۸ر)

## مسلمان بچوں کے دس سبق

اس کتاب میں مصور فطرت مولٰنا حضرت خواجہ حسن نظامی مدظلہ نے مسلمان بچوں کے لیے ایسے سبق لکھے ہیں جو انہیں توحید، ایمان فرمانبرداری اور اخلاق کی تعلیم دیتے ہیں۔ وہ سبق یہ ہیں:-

اللہ ایک ہے، اسلام اور ایمان۔ یتیم چور کی گڑیا۔ بِن ماں باپ کا غریب بچہ۔ نیم کے پھول، سگرٹ، پان کی پیک۔ ہیرا من طوطا تماشا کا انگہ۔

ان مضامین کو پڑھکر بچوں کے دل میں خود بخود اسلامی محبت پیدا ہوتی ہے اور اُردو زبان کی مشق بھی بڑھتی ہے۔

اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے بچے لکھنے پڑھنے کے زمانہ میں دینیات بھی حاصل کر لیں تو اس کے سوا اور کوئی ذریعہ نہیں کہ یہ کتابیں ان کو پڑھانی شروع کر دیں قیمت ۳ر

## بچوں کی کہانیاں باتصویر

یہ کتاب لیلیٰ خواجہ بانو صاحبہ، اہلیہ خواجہ حسن نظامی صاحب کی لکھی ہوئی ہے، اس میں وہ کہانیاں جمع کی گئی ہیں جو دہلی کے شریف گھرانوں میں ننھے بچوں کے سامنے کہی جاتی ہیں، کہانیاں یہ ہیں:-

مینکاؤں اپنی چونچ۔ چڑیا چڑیا پیٹ کھول دے۔ حقا تو مولا تو۔ میں کٹ مروں گا۔ بھوبل کا روٹا۔ میں کیا تجھ سے روٹھی تھی۔ چوہیا نے ہاتھی سے پاؤں دھوئے۔ آن سہاگن چونچ میں۔ ماما قمری کی کہانی۔ الگٹ بلگٹ پٹ کھول دو۔ بدتمیز مینڈکی۔

اور بہت سی اسی قسم کی دلچسپ کہانیاں ہیں، لڑکے اور لڑکیاں ان کہانیوں کو بڑے شوق سے پڑھتے اور یاد کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کا دل ان کہانیوں سے بے انتہا خوش ہوتا ہے۔

قیمت دس آنے (۱۰ر)

## رسول کی عیدی

یہ چھوٹی سی کتاب، عید، بقر عید اور عید میلاد الرسول کے زمانہ میں بچوں کو بطور عیدی کے تقسیم کی جاتی ہے، ہر سال ہزاروں کی اشاعت ہوتی ہے، اس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اخلاق۔ عید میلاد کی نظم۔ بدخلقی کی بُرائی، کلمات الرسول، رسول کی من بھاتی غذا۔ عید کے چاند کی کیفیت عید میلاد کا گیت۔ ترغیب پیروی آنحضرت ظرافت کے اشعار درج ہیں۔ اس کے علاوہ دونوں عیدوں کے مسائل بیان کیے گئے ہیں تعلیم یافتہ مسلمان رسول کی عیدی کو ہر خوشی کے موقع پر سینکڑوں کی تعداد میں تقسیم کرتے ہیں۔ بچے اسے بڑے شوق سے پڑھتے ہیں۔

قیمت دو آنے (۲ر)

کتابیں ملنے کا پتہ: سید علی مظفر ہاشمی منیجر خواجہ بکڈپو دہلی

# تصنیفات مصور فطرت حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب مدظلہ العالی

**سفرنامہ مصر و فلسطین و شام و حجاز** یہ حضرت خواجہ صاحب کا باتصویر سفرنامہ ہے جس میں مصر، بیت المقدس ملک شام اور حجاز کے مفصل حالات ہیں۔ اس میں حضرت یوسف کی اصلی تصویر، ایک کردی درویش کا فوٹو اور خاص خاص مقامات کی بہت سی تصویریں دی گئی ہیں۔ قیمت دو روپئے آٹھ آنے (۲؍۸)

**سفرنامہ ہندوستان** یہ حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کا ہندوستان کا سفرنامہ ہے جس میں بمبئی کے تمام دلچسپ نظارے، سومنات مندر کے چشم دید حالات، محمود غزنوی کے جنگی میدان کا سین، ریاست جوناگڑھ کے تاریخی واقعات اور ان کے علاوہ ہندوستان کے تمام مشہور مقامات کے حالات درج ہیں۔ قیمت بارہ آنے (۱۲؍)

**سیر دہلی کی معلومات** اس میں دہلی شہر کی سیر اور شہر سے باہر کی پرانی عمارات دیکھنے کے لیے معلومات درج ہیں دہلی کی مشہور سوغاتوں، بازاروں، باغوں، حکیموں اور ڈاکٹروں کا بھی تذکرہ ہے۔ شاہی عمارات کی کیفیت نہایت دلچسپ طریقہ پر لکھی ہے قیمت مسافروں کی ضرورت کے خیال سے ایک روپیہ کی بجائے بارہ آنے۔

**آپ بیتی حسن نظامی** اس میں حضرت خواجہ صاحب نے اپنی پیدائش سے اپنے حالات زندگی خود لکھے ہیں اور ہر چھوٹی بڑی بات کو خواہ وہ کیسی ہی پوشیدہ ہو صاف صاف ظاہر کر دیا ہے۔ زندگی کے بعض ایسے تجربے بھی آپ نے قلمبند فرمائے ہیں جو دوسروں کیلیے بے حد مفید ہیں قیمت ایک روپیہ چار آنے۔

**لاہوتی آپ بیتی** اس میں مبدء و معاد کی کیفیت، نفس انسانی کے اس کالبد خاکی میں جلوہ گر ہونے سے قبل و بعد کے حالات، اسرار روح کی سرگزشت، حضرت انسان کی لن ترانیاں، بیچ کے ولولے اور بالآخر شفاعت خیر البشر بحر توحید میں غوطہ زن ہو کر قرب ربانی میں فائز ہونا۔ قیمت صرف دو آنے (۲؍)

**مرشد کو سجدۂ تعظیم** اس رسالہ میں تعظیمی سجدہ کے مباح ہونے کے دلائل۔ قرآن شریف احادیث۔ تفاسیر اور اقوال و حالات علماء و مشائخ عظام سے جمع کیے گئے ہیں۔ قیمت آٹھ آنے (۸؍)

**تکمیل اجیاسن** اس کتاب میں تصوف کا بیان ہے اور ان تمام پوشیدہ اشغال و اذکار اور مراقبوں کو علانیہ لکھ دیا گیا ہے جن میں سے ہر ایک چیز بارہ بارہ برس خدمت کرنے کے بعد بھی مشائخ صوفیہ مشکل سے بتاتے ہیں۔ اردو زبان میں یہ تصوف کی سب سے پہلی کتاب ہے۔ قیمت ۸؍

**اسرار** اس کتاب کے ہر لفظ میں تصوف کے رموز پوشیدہ ہیں۔ مصر کے مشہور درویش نے حضرت خواجہ صاحب کو یہ کتاب بطور تحفہ کے دی تھی، اگر آپ باطنی کائنات کا نظارہ کرنا چاہتے ہیں اور پندار انسانی کی طلسم کشائی کے خواہشمند ہیں تو اس کتاب کو دیکھیے۔ قیمت چھ آنے۔ (۶؍)

**اعمال حزب البحر** اس میں مشہور دعا حزب البحر کے وہ تمام مخفی اعمال جمع کیے گئے ہیں جو ہندوستان کے مشائخ اور بیرون ہندوستان کے مشائخ میں صدیوں سے مروج ہیں۔ حضرت مولانا شاہ سلیمان صاحب پھلواروی کا ارشاد ہے کہ خواجہ حسن نظامی کی تصنیفات میں یہ تصنیف سب سے اعلیٰ اور بہتر ہے۔ قیمت دس آنے (۱۰؍)

**اردو دعائیں** اس میں حسب ذیل دعائیں ہیں:- فلسفۂ دعا۔ بچہ کی ولادت کے وقت ماں باپ کی دعا۔ بسم اللہ خوانی کے وقت کی دعا۔ بچے کو مدرسے بھیجتے وقت کی دعا۔ مدرسے میں لڑکوں کی دعا۔ نکاح کے وقت کی دعا۔ بیٹی کی وداع کے وقت ماں کی دعا۔ سسرال میں جا کر دلہن کی دعا۔ کھانے سے پہلے کی دعا۔ کھانے کے بعد کی دعا، غرض اسی طرح اور بہت سی دعائیں ہیں، یہ سب خواجہ صاحب نے اردو زبان میں لکھی ہیں۔ ان کے علاوہ احادیث کی دعائیں مع اردو ترجمہ کے بھی درج ہیں۔ قیمت دس آنے (۱۰؍)

**اسلام کا انجام** مسلمانوں کے آنے والے عروج کی فلسفیانہ دلیلیں۔ ہندوستان کا عام مذہب، جب تک اسلام ہو گا ہوم رول بھی ہونا ناممکن ہے، مسلمانوں کے زوال کا فلسفہ۔ اشاعت اسلام کا فلسفہ۔ عروج حاصل کرنے کی تدبیریں۔ اسلام کا انجام صوفیوں کے ہاتھ میں ہے، صوفیوں پر اعتراض کرنے والوں کے عقلی و علمی جواب اور اسی قسم کے اہم مسئلوں پر حضرت خواجہ صاحب نے بحث فرمائی ہے۔ قیمت چھ آنے (۶؍)

**امام الزمانؑ کی آمد** دنیا میں پیش آنے والے واقعات کے متعلق اس کتاب میں حضرت خواجہ صاحب نے پیشین گوئیاں فرمائی ہیں مضامین یہ ہیں: شیخ سنوسی کے پانچوں رسالوں کا خلاصہ، دنیا میں کیا کیا انقلابات آنے والے ہیں، ایک انگریز کی پیشین گوئیوں کا خلاصہ، کہ یورپ بھی امام الزمان کو قبول کریگا۔ اور یہ پیشین گوئی کہ دنیا میں ایک نئی سلطنت ظاہر ہونے والی ہے، جو سب حکومتوں پر غالب آجائیگی، امیر افغانستان کے اسلام کے تاجدار ہونے کی پیشین گوئی قیمت بارہ آنے (۱۲؍)

**فلسفۂ شہادت** اس چھوٹے سے رسالے میں حضرت خواجہ صاحب نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت پر فلسفیانہ بحث کی ہے۔ قیمت صرف ایک آنہ۔

کتابیں ملنے کا پتہ:- سید علی مظفر ہاشمی منیجر خواجہ بک ڈپو۔ دہلی

# تصنیفات مصورِ فطرت حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب مدظلہ العالی

**چٹکیاں اور گدگدیاں** اُردو زبان میں مہذب ظرافت کی سب سے پہلی کتاب جس میں مذہبی ہنسی، تمدنی ہنسی، علمی اور ادبی ہنسی کے مضامین ہیں۔ مضامین یہ ہیں:- ہمارا دی شہید کا کفن۔ لب بام خشکی۔ منشگ خدا۔ حسن کی ایک دعوتی۔ ... بُری۔ ضرورت ہے ایک بیر کی۔ عید کی چھینک۔ مچھر کی کانٹے کی تکمین۔ مرغ نامہ۔ انارکسٹ چیونٹی۔ یہ گھر میرا یا چڑے کا۔ آنکھ مچولی۔ مس چڑیا کی کہانی۔ زوجِ الاولی۔ جھینگر کا جنازہ۔ عشق باز ڈھنڈا۔ بیاری ڈنکار۔ اس کے علاوہ اسی قسم کے اور بھی دلچسپ مضامین ہیں۔ قیمت بارہ آنے (۱۲؍)

**قرآن قبلہ تو شملہ** حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کا وہ مشہور و معروف خط جو سابق وائسرائے ہند لارڈ ہارڈنگ کے نام بھیجا گیا تھا۔ یہ خط کانپور کی مسجد کے حادثہ کے متعلق تھے اس کی نام ہندوستان میں بڑی دھوم مچ چکی ہے۔ قیمت صرف دو آنے (۲؍)

**شیطان کا طوطا** یہ حضرت خواجہ صاحب کی لکھی ہوئی ایک عبرت انگیز اور نہایت دلچسپ کہانی ہے جس میں مغربی تعلیم و تہذیب کی بُرائیاں اور خراب صحبت کے برے نتائج پر تبصرہ کیا ... بہشتی ڈرامہ ہے۔ قیمت صرف دو آنے (۲؍)

**دل کی عیدیاں** حضرت خواجہ صاحب کے عید کے متعلق دلچسپ مضامین اس میں لکھے گئے ہیں۔ مثلاً آنسو کا عید کارڈ۔ احباب کی عید، بقر عید کے دن قربانی کی سیری۔ ایک افیونی اور برسات کی عید۔ قیمت پانچ آنے (۵؍)

**روپیہ عالم سکرات میں** اس رسالہ میں روپیہ کے متعلق حضرت خواجہ صاحب نے نہایت دلچسپ پیرایہ میں اقتصادی مسائل کو بیان کیا ہے۔ قیمت صرف ڈیڑھ آنہ (۱۰؍)

**چھاچھی اور دست پناہ** حضرت خواجہ صاحب نے ان مضمون میں نہایت مؤثر انداز سے سیاست اور تصوف کے لطائف لکھے ہیں۔ قیمت صرف ایک آنہ (۱؍)

**تمباکو نامہ** اس میں ترک سگرٹ اور ملک کی اقتصادی، مذہبی اور طبی واقفیت اور ہدایات کا بہت ہی دلچسپ مجموعہ ہے۔ بچوں کو سگرٹ نوشی سے باز رکھنے کے لیے یہ رسالہ سنائیے اور پڑھائیے۔ قیمت صرف تین آنے (۳؍)

**حق پرستوں پر ستم** آنحضرت صلعم و صحابہ کرام پر جو سختیاں گذاری گئیں اور جس ثابت قدمی سے ان کو برداشت کیا گیا اس کا تذکرہ ہے ہر بزرگ کا علیحدہ علیحدہ حال درج ہے۔ قیمت صرف دو آنے۔

**اُردو سکھانے کے مضامین** حضرت خواجہ صاحب کے اُن مضامین کا مجموعہ جن کو پڑھنے سے خود بخود اُردو نویسی کی مہارت پیدا ہو جاتی ہے اور انشا پردازی کا ولولہ پیدا ہوتا ہے۔ دلچسپ مضامین یہ ہیں:- ستاروں کی گفتگو۔ آنکھوں کی زبان۔ چند اماوں۔ ریل کے انجن سے عشق بازی۔ قیمت چھ آنے (۶؍)

**لڑائی کا گھر** یہ چھوٹے چھوٹے رسالوں کا مجموعہ ہے جس میں یہ مضامین ہیں: توپ خانہ۔ بندوق۔ مکھی کا میدان جنگ۔ ہوائی جہاز۔ مجموعہ اعلان جنگ۔ بم۔ جرمن شہر اندا کی لاش وغیرہ۔ قیمت چھ آنے (۶؍)

**پٹروس کے سترہ پاجی** اس میں مکڑیوں، کھٹملوں، چیونٹیوں، مچھروں، مکھیوں، جھینگروں، کھٹمل، مچھر، پسو، جوئیں، لیکھوں، چھپکلیوں، بچھوؤں، سانپوں، بھڑوں، ٹڈیوں اور مینڈکوں کے نہایت دلچسپ حالات حضرت خواجہ صاحب نے اپنے خاص انداز میں لکھے ہیں۔ قیمت دو آنے (۲؍)

**گاندھی نامہ** مہاتما گاندھی کی ذات و صفات کے متعلق حضرت خواجہ صاحب نے نہایت دلچسپ اور سبق آموز مضامین لکھے ہیں۔ قیمت آٹھ آنے (۸؍)

**تین شہید** اس میں طرابلس الغرب کی شہادت اور ایرانی مجتہد کی شہادت اور مراکش کے عرب کی شہادت کا تذکرہ ہے۔ قیمت دو آنے

**چار درویشوں کا تذکرہ** اس میں ہسپانی درویش حضرت ابن عربی اور ہندوستانی درویش حضرت شیخ سلیم چشتی اور یمنی درویش سید محمد ادریس اور مصری درویش سید توفیق بکری کے حالات ہیں۔ قیمت تین آنے (۳؍)

**لے دور کا سلام** ایک متی کی دلی کیفیات کا آئینہ حضور رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب میں عقیدت ایمانیہ

**غزنوی جہاد** یہ ہندوستانی مسلمانوں کی جنگی تاریخ کا پہلا حصہ ہے جس میں غازی سلطان محمود غزنوی کے اُن سترہ حملوں کا تاریخی تذکرہ ہے جو ہندوستان پر ہوئے ہر جہاد کی پوری کیفیت درج ہے جس کو پڑھ کر بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ قیمت ... آنے (۵؍)

**آداب مرشد** اس کتاب میں آیات و احادیث سے اور اقوال و احوال بزرگانِ دین سے مرشد کی ضرورت اور مرشد کے آداب کی عقلی و نقلی دلیلیں لکھی گئی ہیں۔ قیمت ۸؍

**جرمنی نامہ** حضرت خواجہ صاحب کی تائید سے قدسی صاحب نے لکھا اور خوب لکھا قیمت ۳؍

**الہیات کے معجزات** اس کتاب میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے الہیات کے معجزات نہایت مستند ... ان میں لکھے گئے ہیں۔ قیمت ۴؍

کتابیں ملنے کا پتہ:- سید علی مظفر ہاشمی مینجر خواجہ بک ڈپو۔ دہلی

# حضرت خواجہ حسن نظامی مدظلہٗ کی کتابیں اسلام کے بچاؤ اور اسلام کی شاعت کیلئے

**ہندو مذہب کی معلومات** یہ کتاب خاص طور سے داعیان اسلام اور مسلمانوں کی معلومات کے لیے لکھی گئی ہے، اس کو پڑھکر سارا ہندو مذہب سامنے آجاتا ہے، اور اس کا پڑھنے والا ایک ہندو کو دیکھتے ہی پہچان جاتا ہے کہ وہ برہمن ہے یا چھتری، دیش ہے یا شودر ہے، اور ہندو مذہب کی اصولی تعلیم بھی اس میں بیان کی گئی ہے، اور ہندو مذہب کے دیوتاؤں اور تہواروں اور خاص خاص کتابوں کے حالات بھی ہیں۔ قیمت آٹھ آنے (۸ر)

**حلال خور** اس کتاب میں خاکروب فرقے کے تمام تاریخی، مذہبی اور تمدنی حالات بہت محنت و تلاش سے جمع کیے گئے ہیں، جو اس قدر دلچسپ ہیں کہ ایک دفعہ شروع کرنے کے بعد کتاب ہاتھ سے رکھنے کو جی نہیں چاہتا۔ قیمت آٹھ آنے

**داعی اسلام** اس میں ہر مسلمان کو داعی اسلام بنانے اور حفاظت و اشاعت اسلام کرنے کے طریقے بتائے گئے ہیں اور جس کا نام ہندوستان میں آجکل غلغلہ ہے، اور جس کے ترجمے ہندوستان کی ہر زبان میں ہوگئے۔ قیمت تین آنے

**سکھ قوم** اس کتاب میں سکھ قوم اور سکھ مذہب کے بانی کی نسبت بہت مؤثر اور دلچسپ حالات ہیں، پہلے سکھوں کے عقائد کی تفصیل ہے، پھر اُن کے قومی خصائل کو بیان کیا گیا ہے، پھر ایک مضمون سکھ اور ستید کے عنوان سے ہے پھر ست گرو نانک صاحب اور سکھ قوم میں وحدت اور آنکھوں والے نانک، اور زلفوں والے نانک وغیرہ مضامین ہیں۔ قیمت چھ آنے۔ (٦ر)

**اسلامی توحید** اس رسالہ میں آیات قرآن مجید اور احادیث کے حوالوں سے، غیر مذاہب کی توحید سے اسلامی توحید کو برتر ثابت کیا گیا ہے، اور اس سلسلے میں یہودیوں، عیسائیوں، زردشتیوں، ہندوؤں اور آریوں کے عقائد توحید کو بھی حوالوں کے ساتھ دکھایا گیا ہے۔ قیمت دو آنے (۲ر)

**اسلامی رسول** اس کتاب میں رسول اللہ صلعم کے وہ اخلاق و حالات جمع کیے گئے ہیں جن کے پڑھنے سے غیر مذاہب کے لوگوں پر آنحضرتؐ کا اچھا اثر ہوتا ہے۔ قیمت تین آنے (۳ر)

**جانثار مسلم** اس میں وہ واقعات جمع کیے گئے ہیں جن میں مسلمانوں کی اسلام کی خاطر جانبازی کا تذکرہ ہے کہ اُنہوں نے جانیں قربان کردیں اور ہر قسم کی تکلیفیں اُٹھائیں مگر اسلام سے منھ نہ موڑا، کئی زبانوں میں ترجمہ ہوگیا ہے۔ قیمت دو آنے (۲ر)

**تارک نماز** اس کتاب کی مقبولیت اسی سے ظاہر ہوتی ہے کہ کئی زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے اور ہندوستان کے باہر بھی اسلامی ملکوں میں اسکی مانگ ہے قیمت ۳ر

**اسلام کے ضروری عقائد** ناواقف مسلمانوں کو اور اُن لوگوں کو جو نئے مسلمان ہوئے ہوں اس کتاب کے مطالعہ سے بڑا فائدہ ہوگا اور اُنہی کے لیے خاص طور سے اس کو تیار کرایا گیا ہے۔ اس کتاب کو پڑھنے کے بعد ممکن نہیں کہ کوئی اسلام لانے کے بعد کسی دوسرے مذہب میں شامل ہوسکے۔ قیمت آٹھ آنے (۸ر)

**اسلام کیونکر پھیلا؟** اس رسالہ میں مولانا سید سلیمان ندوی نے ہندوستان میں اشاعت اسلام کی تاریخ لکھی ہے، آریہ سماج کے جھوٹ کا بے مثل جواب ہے قیمت ۳ر

**تبلیغی عیدکارڈ** اس میں قرآنی عیدکارڈ، حدیث کے عیدکارڈ، اور تحفظ اسلام کے عیدکارڈ، اور تبلیغ اسلام کے عیدکارڈ بہت دلچسپ اور مؤثر لکھے گئے ہیں۔ قیمت ۲ر

**ہندو کی نعت** اس میں جناب چودھری دتو رام صاحب کوثری کی لکھی ہوئی نعتوں اور منقبتوں کو جمع کیا گیا ہے۔ قیمت چار آنے (۴ر)

**اسلامی رسول کے معجزات** اس کتاب میں آنحضرت صلعم کے تمام معجزات نہایت معتبر حدیث شریف کی کتابوں سے جمع کیے گئے ہیں قیمت ٦ر

**پرندوں کی تجارت** اس کتاب میں مسلمانوں کی مالی اصلاح کی غرض سے پرندوں کی پرورش، پرندوں کا علاج اور ہر قسم کے تجارتی پرندوں کے پالنے اور اُن سے تجارتی فائدے حاصل کرنے کے طریقے اور مرغی انڈے کے بیوپار کے مفصل طریقے لکھے گئے ہیں بہت ہی ضروری اور مفید کتاب ہے۔ قیمت آٹھ آنے (۸ر)

**حلوائی کی تعلیم** اس کتاب میں حلوائی کی دوکان کرنے کی مفصل ہدایات اور ہر قسم کی مٹھائیاں بنانے کی مکمل ترکیبیں اعلیٰ درجے کے اُستاد حلوائیوں سے حاصل کرکے لکھی گئی ہیں، شوقیہ مٹھائیاں بنائیے، یا اپنی مستورات کو مٹھائیاں بنانی سکھائیے، ہر حالت میں یہ کتاب آپ کو بہت کام دیسکتی ہے قیمت آٹھ آنے

**پنواڑی کی دوکان** اس رسالہ میں پنواڑی کی دوکان کے مفصل طریقے اور ہدایات ہیں ہندوستان میں بہت مقبول ہوئی ہے۔ قیمت ۳ر

**تعلیم ہنرمندی / تعلیم دستکاری** اس کتاب میں مسلمانوں کی مفلسی اور بیکاری دور کرنے کے لیے اچھی دستکاری سکھانے کے اصول لکھے گئے ہیں، جو شخص ایک سالہ پڑھ لیگا وہ بیکار لوگوں کو دستکاری کی تعلیم دے سکیگا۔ قیمت تین آنے (۳ر)

**ترغیب حساب** اس رسالہ میں یہ مضامین ہیں:۔ ترغیب حساب۔ دین میں حساب کی تفصیل، دینی معاملات میں محاسبہ کی تلقین، امور دنیا میں حساب کی ضرورت، حساب رکھنے کے طریقے، دماغ کی تفریح کا حساب، حساب کے قصے، مرغی کے انڈے کی وجہ، میں کہاں خرچ کروں، میں کہاں کماؤں، سمندر کی دو اشرفیاں، لڑکیوں کی تربیت غرض ہر اعتبار سے یہ کتاب غور سے پڑھنے اور عورتوں کو پڑھانے اور سنانے کے لیے بہت ضروری ہے۔ قیمت چار آنے (۴ر)

**محمودی حملوں کے اسباب** اس رسالہ میں سلطان محمود غزنوی کے ہندوستانی حملوں کے اسباب تاریخی حوالوں سے لکھے گئے ہیں کیونکہ آریہ سماجی اس پر اعتراض کیا کرتے تھے قیمت ۲ر

**محمدؐ کی سرکار** یہ ایک نامور سکھ نے نہایت خلوص و محبت سے حضور سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سوانح عمری اُردو زبان میں لکھی ہے جو درحقیقت دیکھنے ہی کے قابل ہے، اس کتاب کے مقابلہ میں اس کی قیمت کچھ بھی نہیں۔ یعنی صرف آٹھ آنے (۸ر)

(ابوالمظفر سید محمد انوار ہاشمی پروپرائٹر۔ پرنٹر۔ پبلشر نے محبوب المطابع دہلی میں چھپواکر شائع کیا)

Registered L No 1315 — Established in 1921.

Muslim Art Studio, Delhi — Written by "Jari".

# دین اور دنیا کا خریدار کون ہے؟

دین اور دنیا کا خریدار وہ ہے جو دنیاوی عیش و عشرت کے سامان کی خریداری کے ساتھ کچھ آخرت کا بھی سامان کرے، اس دنیاوی سرائے کی آراستگی کے ساتھ ساتھ اُس جگہ کے لیے بھی کچھ کرے جہاں اُسے ہمیشہ رہنا ہے، جہاں کا عیش حقیقی عیش ہے، جہاں کی راحت دوامی راحت ہے، خدا کا شکر ہے کہ رسالۂ دین و دنیا کے خریدار صحیح معنوں میں دین و دنیا کے خریدار ثابت ہوئے، میں دیکھتا ہوں کہ شانہ روز ان کا ہر قدم ایمان کی روشنی میں اُٹھ رہا ہے، کلام الٰہی کی اشاعت میں دن بدن ان کی کوششیں بڑھتی چلی جا رہی ہیں جس طرح میں کلام مجید کی طباعت میں مصروف ہوں اسی طرح معزز خریداران اپنا قیمتی وقت کلام مجید کی اشاعت میں صرف کر رہے ہیں، ہزار ہا اشتہار منگا منگا کر اپنے دوستوں عزیزوں میں تقسیم کر رہے ہیں اور ان سے روپیہ وصول کر کے کلام الٰہی کی اشاعت کے لیے دفتر میں بھیج رہے ہیں، اگر خریداران کی کوشش اسی طرح جاری رہی تو انشاء اللہ میں کلام مجید تیار کرنے میں بہت جلد کامیاب ہو جاؤں گا۔ میں معزز خریداران کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اُن معزز حضرات کے نام ذیل میں درج کیے جاتے ہیں جو کلام مجید کی اشاعت میں انتہائی کوشش سے کام لے رہے ہیں، انشاء اللہ بہت جلد ان اصحاب کے نام کلام مجید کا پہلا پارہ پہنچے گا۔

جن صاحبان نے بصورت قسط پانچ روپے پیشگی روانہ فرمائے ہیں وہ دوسری پانچ روپے کی قسط بھی روانہ فرما دیں، اور جن صاحبان نے کسی خاص مصلحت کی بنا پر ابھی تک کلام مجید کی پیشگی رقمیں نہیں ارسال فرمائیں، اُن کے لیے رمضان المبارک سے بہتر اس کار خیر میں حصہ لینے کا وقت شاید دوبارہ نہ میسر آئے۔

عبدالحمید خاں صاحب - نابھا
شیخ سردار علی صاحب، لدھیانہ
محمد علی صاحب - ہنگنا
غلام قادر خاں صاحب - ڈیرہ اسمٰعیل خاں
کیقباد صاحب، سیف آباد
برکت علی صاحب، مالاکنڈ
شیخ محمد بشیر صاحب - چکوال
شیخ عبدالعزیز صاحب "
کے - اے - صدیقی صاحب بلیادی
برکت علی صاحب - جبل پور
حکیم علیم الدین اللہ دتا صاحبان - بہیرہ تحصیل
عبدالرحمٰن صاحب - جڑانوالہ
ایل - شاہ عالم صاحب، اروتی
شمس الدین محمد صاحب - بمبئی
ایس - ایس قاضی صاحب - بمبئی
محمد صدرالدین صاحب - جمبوئی
محمد شفیع صاحب، سیالکوٹ
محمد فضل حق صاحب - کلکتہ
سید عبدالعزیز شاہ صاحب - بہولہ
حکیم محبوب عالم صاحب - کمشونہ

نصیر احمد شاہ صاحب، ہوشیارپور
منشی آدم ولد صالح و لدعلی بھائی صاحب - خانپور
محمد علی صاحب - پشاور
محمد صدیق صاحب - موسیٰ خیل
ڈاکٹر محمد سلیمان محمد عبدالحی صاحبان - کانپور
فضل الرحمٰن خاں صاحب - رام نگر
ملک رحمت اللہ صاحب - گجرات
غلام گل صاحب - بنوں
ڈاکٹر تصدق رحمٰن صاحب - دھام نگر
محمد اسمٰعیل صاحب - ڈیرہ دون
بابو محمد شاہ صاحب - امرتسر
فضل کریم صاحب - گجرات
محمد صدیق موسیٰ جی صاحب ساحمد نگر
محمد نسیم اللہ خاں - بریلی
مولوی مظہر علی خاں صاحب - رہتک
سید عبدالسلام صاحب - سیوی
ڈاکٹر محبوب خاں صاحب - نائی زندگی
محمد علی صاحب - دارجلنگ
ملک محمد خاں صاحب - کوئٹہ
احمد دین صاحب - بھیکہ کلاں
اللہ دتا ولد رحمت صاحب - چکوال

جمال الدین صاحب - کمیلہ
سید غلام جیلانی صاحب شاہجہانپور
سید نظیر الحق صاحب - کھڑگ پور
برکت علی صاحب - مالاکنڈ
محمد اسمٰعیل صاحب - ٹانڈیر
عمر صاحب - جھکھانڈی
شیخ کریم بخش صاحب - سجاول
میاں محمد بخش صاحب - جہلم
منشی اللہ دتا خاں صاحب - چکوال
محمد یعقوب صاحب - سیف آباد
محمد عبدالمقیت خاں صاحب - بیکم پور
جی - اے - مرزا صاحب - امرتسر
احمد علی صاحب - بلوچستان
ایم - اے - حامد خاں نظامی - حیدرآباد
منشی نور محمد صاحب الہ آباد
منشی محمد جمیل صاحب - الہ آباد
منشی ابر خاں صاحب - الہ آباد
منشی نصیر الدین صاحب - الہ آباد
سید محمد سعید صاحب - الہ آباد
محمد حمید اللہ خاں صاحب - رنجرالی

غلام رسول صاحب - مالاکنڈ
مجیب الحق صاحب - سیتاپور دکن
چراغ محی الدین صاحب - پرتو
محمد کمال الدین صاحب - ٹانڈیر
جناب نبی بخش صاحب - لاہور
چودھری محمد شریف صاحب - لاہور
مولوی عبدالرحیم خاں صاحب - دہلی
صوفی عبدالکریم صاحب - نصیرآباد
میاں شیر علی، ماچھی والہ
حاجی صاحب علی خاں صاحب - میوریا
محمد زوار حسین صاحب - گھریا
قاضی برکت علی صاحب، افریقہ
اکبر خاں ولد محمد خاں صاحب - جالوال
محمد مظفر علی خاں صاحب - بڈام
ایم شمس الدین صاحب - مالدیہہ
شیخ کریم بخش صاحب - پٹیالہ
رحمت اللہ صاحب - شیخ البانڈی
منظر علی خاں صاحب - گوکانہ
محمد ابراہیم بخش صاحب بمبئی
ایم صدرالدین صاحب - جمبوئی
اللہ رکھا صاحب - ملتان

محمد بخش صاحب - نگیانہ
سید قمرالدین صاحب - نیا ناگپارہ
محمد دین ولد فضل احمد - سہنہ
مولوی مرزا فضل اللہ بیگ صاحب الہ آباد
محمود شاہ صاحب - لنڈی کوتل
پیر محمد انور صاحب - امرتسر
شجاعت خاں صاحب - اروی
سید عنایت حسین صاحب - بابانجو
ایم - عبدالشکور صاحب - پٹنہ
میاں فضل میاں جی صاحب - منڈال
پیر محمد چراغ شاہ صاحب - منگوال
فضل احمد صاحب - کرشیانوالہ
حافظ احمد خاں صاحب - پشاور
محمد اسمٰعیل محمد صاحب - دہلی
سید عبدالشکور صاحب - قنوج
ایس - ایچ بادشاہ صاحب - کالی کٹ
شیخ گلزار علی صاحب فیروزپور
سید اختر علی صاحب بی - آ - رامپور
محمد شفیع صاحب - کہنائی
شیخ بدرالدین صاحب - شمسی پور

کلام مجید کی طباعت کا شیدائی

نیازمند ابوالمظفر سید محمد انوار ہاشمی - مالک خواجہ ڈپو نظامیار الاشاعت - دہلی

## جواہر لاثانی

غالب کے بعد حضرت بیان ویزدانی کا دوسرا درجہ ہے وہ باکمال شاعر تھے جن کے ایک ایک مصرع کے لیے لوگ بےچین تھے، بمشکل تمام ان کا کلام مرتب ہوا ہے، جواہر لاثانی کے ہر مصرع سے روح وجد میں آجائیگی، ان کی شاعری جذبات اور واقعات کی شاعری ہے، بلبل کی شان میں مرثیہ گوئی نہیں ہے، گُل کے شکوے نہیں کیے گئے ہیں، صنوبر اور سنبل سے پاک ہے، یہ وہ مجموعہ ہے جس کو پڑھ کر آپ صرف لطف اندوز ہوں گے بلکہ بے انتہا مفید بھی ہے، بچے اور عورتیں پڑھیں تو بھی کوئی حرج نہیں، زبان نہایت آسان۔

**قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے**

## بزم خسروی

حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور معروف فارسی غزلوں کا ترجمہ اُردو غزلیات میں شامل شائع کیا گیا ہے ہندوستان کے تمام باکمال شعراء نے مل جل کر اس مجموعہ کو مکمل کیا ہے غزل کا ترجمہ غزل میں کیا گیا ہے، مگر معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امیر خسرو صاحب اُردو میں غزلیات کہہ رہے ہیں، ترجمہ ہوتے کے بعد بھی فارسی غزلیات کی شان بدستور قائم ہے اگر آپ ہندوستان کے مایۂ ناز شعراء کا صوفیانہ کلام دیکھنا چاہتے ہیں تو بزم خسروی ملاحظہ فرمائیے۔

**قیمت**

**صرف آٹھ آنے (۸؍)**

## عید کا تحفہ

اس کو علمی پھولوں سے سجایا گیا ہے، ٹائٹل ہفت رنگ نہایت خوبصورت۔

عید کا تحفہ خوشنما بھی ہے، مفید بھی، اور اس میں مذہبی معلومات بھی ہیں، شروع میں عید کی خوشی میں نظمیں اور نثر کا مجموعہ ہے، اس کے بعد دُکھے ہوئے دل والوں کی عید کا سامان ہے پھر مصیبت زدوں کی عید کے لیے نظم و نثر ہے، پھر عید کے متعلق دلچسپ اخلاقی کہانیاں ہیں، اس کے بعد عید کے مسائل بیان کیے گئے ہیں پھر ہر عزیز اور دوست کے لیے رشتہ کے موافق علیحدہ علیحدہ مبارکباد درج ہے۔ اخیر میں عید کے متعلق اشعار کا انتخاب ہے۔

**قیمت ایک جلد ۱۰؍ ۵ جلد ۳؍ ۱۰ جلد ۱۲؍**

## فینسی شاعر

نئی روشنی کی شاعری اگر ملاحظہ فرمانی ہے تو یہ کتاب دیکھیے، دلچسپ بھی ہے اور مفید بھی ہے اس میں اس قسم کی نظمیں ہیں۔ خدا کی نعمت بی کے دربار میں، خاموشش مقابلہ، انگلش وال بی بی، شوہر کی ضرورت، خوگرِ جفا، آہِ دل اپریل فول، راہِ در مصطفےٰ، بُت خودسر ڈھاک کے تین پات، گنڈا تعویذ، گورکھ دھندا، وید و قرآن والے فیشن۔ کر رہا ہوں آجکل واتلیل کی تفسیر ضبط،

اگر نظم میں مہذب ظرافت کا لطف اُٹھانا ہے تو "فینسی شاعر" پڑھیے

**قیمت آٹھ آنے**

## شاعرانہ خیالات

اس میں شعرائے انگلستان کی مشہور نظموں کا ترجمہ اُردو زبان میں کیا گیا ہے شروع میں انگریزی شاعری کا مختصر حال ہے، اس کے بعد؛ ترانۂ حمد، زمزمۂ آفرینش، قناعت، عجیب وغریب رات، ہم سات ہیں، کویل، ایک شاعر کی قبر، موسمِ بہار، نیک صلاح، ماں کی تصویر دیکھکر، اطمینانِ قلب کی تلاش، گُل بنفشہ کی سرگذشت، بی بی حوا آدم سے کہتی ہیں، ایک چشمہ پر یہ الفاظ کندہ تھے، اسی قسم کی اور بہت سی دلچسپ نظمیں ہیں، اور اخیر میں شعرائے انگلستان کے مختصر حالات بیان کیے گئے ہیں

**قیمت ایک روپیہ**

## مجموعۂ کلام اکبر الہ آبادی

اس میں حضرت اکبر الہ آبادی کے اشعار کا انتخاب درج ہے، اس مجموعہ میں یہ نظمیں ہیں:-

نزاکتِ زمانہ، حج کا سفر، شاعرانہ بیان، دین ملت، تجارت، شکسپیر دل کی خواہش، ایک نکتہ، یادِ مرگ، تو ہی تو ہے، باران رحمت، بس کیجیے، دورِ قرآن، بندگی میں شاہی؛ مسجد اور ڈپٹی، عقل پہ پردہ، بوٹ اور مضمون، ڈاڑھی اور مونچھ، اللہ اللہ عبائی عبائی۔

غرض یہ کہ اس میں تمام دیوان کا نچوڑ ہے

**قیمت**

**صرف چھ آنے (۶؍)**

کتابیں ملنے کا پتہ:- منیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی

# مندرجۂ ذیل ناول رعایتی قیمتوں پر

صرف یہی رعایت نہیں بلکہ اگر آپ مبلغ پانچ روپیہ کے ناول یکمشت خرید فرمائیں گے تو آپ کو ایک پارہ اُس عظیم الشان قرآن مجید کا مفت دیا جائیگا جس کا عرض ۱۴ اِنچ اور طول ۲۲ اِنچ صفحات فی پارہ ۴۴ ہیں، اس میں دو ترجمے ہیں ایک ترجمہ فارسی حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کا دوسرا ترجمہ اُردو مولانا محمد عبدالحق صاحب مفسر تفسیر حقانی کا ہے، اور حاشیہ پر تفسیر حقانی اور تفسیر حسینی، شان نزول اور رسم خط وغیرہ درج ہیں، قابل دید تحفہ ہے، اسی طرح مبلغ آٹھ روپیہ کے خریدار کو دو پارے۔ چودہ روپیہ کے خریدار کو چار پارے دیئے جائیں گے یکمشت خریدنے سے محصول ڈاک میں بھی کفایت رہتی ہے اسلیئے اگر آپ نیز دوستوں کی فرمائش بھی اپنی فرمائش کے ساتھ شامل کرلیں گے تو رعایت کے بھی مستحق ہوجائیں گے اور محصول بھی آپ کو کم دینا پڑے گا۔

| نام کتاب | [illegible] | [illegible] | نام کتاب | [illegible] | [illegible] | نام کتاب | [illegible] | [illegible] | نام کتاب | [illegible] | [illegible] | نام کتاب | [illegible] | [illegible] |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ابن طولون | سے | ہمہ | بوالہوس نواب | ۶ر | ۳ر | جنگ عراق | ے | ہمہ | خوش نصیب | عہ | ۷ر | زبردستی کا خون | عہ | ۸ر |
| اُٹھتی جوانی | ۱۰ر | ۵ر | بہشت بریں | ۱۲ر | ۰۷ر | جوان بی بی کم سن شوہر | ۶ر | ۳ر | خوفناک انتقام | ہمہ | ۱۰ر | زخم جگر | ۶ر | ۲ر |
| احمق الذی | عہ | ۶ر | بے زبان دوست | ے | ۱۴ر | جوش شباب | ۶ر | ۳ر | خوفناک دوست | ہمہ | ۱۰ر | زرد گنبد | ۱۲ر | ۵ر |
| ارشاد و رضیہ | عہ | ۶ر | پاربتی | ۶ر | ۳ر | جیسی کرنی ویسی بھرنی | ۴ر | ۳ر | خوفناک سازش | ہمہ | ۱۰ر | زندہ بھوت | ۶ر | ۲ر |
| ارمان | عہ | ۹ر | پارس کا ٹکڑا | ۶ر | ۳ر | چالاک قاتل | ہمہ | ۷ر | خوفناک قتل | ۱۰ر | ۵ر | سپاہی کی دلہن | ہمہ | ۹ر |
| اسرار (کامل) | سے | ہمہ | پُر ارمان لڑکی | ے | ۱۱ر | چٹ پٹا ناول | عہ | ۸ر | خون بے گناہ | ۴ر | ۲ر | سچی الفت | ۱۲ر | ۴ر |
| اسیر گیسو | ہمہ | ۱۰ر | پُر اسرار شادی | ۱۲ر | ۷ر | چراغ سحری | ے | ۱۴ر | خون تمنا | ہمہ | ۱۱ر | سعید و جمیلہ | ۱۲ر | ۰۶ر |
| اعجاز محبت | عہ | ۷ر | پُرا ناچند دل | ہمہ | ۹ر | چمپا | ۴ر | ۲ر | خون دل | ۱۲ر | ۵ر | سلیمان عذرا | ۸ر | ۵ر |
| افسانہ قیس | ۴ر | ار | پردہ راز | ہمہ | ۹ر | چنچل جاسوس | ۱۰ر | ۰۴ر | خونی آقا | ۱۲ر | ۴ر | سکندر بائی | ۸ر | ۲ر |
| امراؤ جان ادا | ہمہ | ۱۱ر | پستول باز معشوقہ | ۶ر | ۰۴ر | چہ رشا طر | ہمہ | ۱۲ر | خونی بھائی | ہمہ | ۱۰ر | سنہری نقیں | ہمہ | ۸ر |
| امید وصال | ۸ر | ۳ر | پیاری دنیا | ۱۲ر | ۶ر | چھلاوہ | عہ | ۹ر | خونی بہن | عہ | ۸ر | سوگوار پری | ۸ر | ۰۳ر |
| اندرا | عہ | ۸ر | پیرس کا گنڈا | ہمہ | ۱۱ر | حجاب النسا | ۸ر | ۴ر | خونی جورو | ۸ر | ۴ر | شام غم | ہمہ | ۸ر |
| انڈین جاسوس کامل | سے | عہ | پیمانۂ عشق | ۸ر | ۴ر | حسرت وصل | عہ | ۷ر | خونی شہزادہ | ے | عہ | شامت اعمال | ۶ر | ۰۲ر |
| انصاف کا پھول | ۱۲ر | ۵ر | تارا بائی | ے | ۱۴ر | حسن انجلینا | ہمہ | ۱۲ر | خونی عاشق | سے | ہمہ | شریف بی بی | ہمہ | ۸ر |
| انقلاب سیاسی | سے | ہمہ | تاج شہادت | ۳ر | ار | حسن بن صباح | ۶ر | ۳ر | خونی منظر | عہ | ۶ر | شمس و قمر | ۶ر | ۳ر |
| انوکھی جوگن | ۱۲ر | ۶ر | ترچھی نظر | ہمہ | ۷ر | حسن پرست | ہمہ | ۸ر | درد جگر | ۸ر | ۰۴ر | شہید وفا | ے | ۰۶ر |
| ایران کی شہزادی | ۸ر | ۴ر | تسخیر | ۸ر | ۶ر | حکیم گلبنہ | ے | ہمہ | درد دل | ۴ر | ۲ر | شیر دکن | ے | ۱۳ر |
| بچھڑوں کا ملاپ | ۶ر | ۳ر | تمیز دار دلہن | ۶ر | ۰۲ر | حمیدہ بانو | ۸ر | ۶ر | دلچسپ (کامل) | ہمہ | ۱۴ر | طلسمی انگوٹھی | ہمہ | ۱۰ر |
| بچھڑی دلہن | ۱۲ر | ۶ر | جانفروش | ہمہ | ۹ر | حور عراق | ہمہ | ۸ر | دلکش (کامل) | ے | ہمہ | ظالم عاشق | ۸ر | ۵ر |
| بحری لاش | عمر | عہ | جانکی | ۱۲ر | ۵ر | خار غم | ۶ر | ۳ر | دوشیزہ لڑکی | سہ | ۷ر | عاشق شیطان | ے | ہمہ |
| برق غضب | عہ | ۸ر | جذبات حسن | عہ | ۹ر | خدا کی لاٹھی | ۱۰ر | ۴ر | ڈاکٹر کی بیٹی | ہمہ | ۱۰ر | عاشق مزاج معشوقہ | ے | عہ |
| بروگ | عہ | ۰۷ر | جذبۂ عشق | ۴ر | ۰۱ر | خضر شباب | ہمہ | ۱۱ر | ذات شریف | ہمہ | ۱۲ر | عبدالرحمن ناصر | ے | ہمہ |
| بلوری آنکھیں | عہ | ۷ر | جرم الفت | ۶ر | ۰۴ر | خطرناک دھوکہ | عہ | ۶ر | ذبیح فاطمہ | ۸ر | ۶ر | عجیب روشنی | ہمہ | ۱۲ر |
| بنگالی جاسوس | ہمہ | ۱۲ر | جنت الفردوس | ہمہ | ۱۴ر | خوبصورت کامنہ | عہ | ۸ر | راز محبت | ۶ر | ۲ر | عذرائے قریش | ہمہ | ۹ر |
| بنگالی مینا | ۸ر | ۳ر | جنگ بلقان | ے | عہ | خوبصورت ناگن | ہمہ | ۱۲ر | رشید و خاتون | ۸ر | ۳ر | عروس عصمت | ہمہ | ۸ر |
| بوالہوس بنگالی | ۶ر | ۳ر | جنگ طرابلس | ۸ر | ۴ر | خوبی قسمت | عہ | ۶ر | روپ کماری | ۶ر | ۳ر | عروس فرغانہ | سے | ہمہ |

ملنے کا پتہ۔ حافظ محمد سعید ہاشمی تاجر کتب مالک مطبع ہاشمی میرٹھ

# دو روپئے کے سرمایہ سے تجارت

دو روپے کے قلیل سرمایہ سے اگر آپ تجارت کرنا چاہتے ہیں تو معلومات تجارت
جس پر ساٹھ ہزار روپے کے انعامات بھی تقسیم کیے جائیں گے خریدیے اس قدر
ایثار اور قربانی سے ہمارے دو مقصد ہیں:-

(۱) ملک میں تجارت کا شوق پھیلانا

(۲) ملک کو خواجہ بک ڈپو کی تجارتی اور صنعتی کتب سے آگاہ کرنا جو کئی سال سے مسلسل شائع ہو رہی ہیں

## کتاب معلومات تجارت میں کیا ہے؟

وہ باتیں جو سالہا سال کامیاب تاجروں کی خدمت کے بعد بھی نہیں حاصل ہوتیں، تجارت کے وہ راز جو محض دنیا کے کامیاب تاجروں کے ساتھ دفن ہو جاتے ہیں، وہ باتیں جنکو ذہن نشین کرنے کے بعد ایک معمولی لکھا پڑھا شخص بھی کامیاب تاجر بن سکتا ہے، تجارت کے وہ راز جو بیکاروں کو باکار اور باکاروں کو کامیابی کا اعلیٰ نمونہ بنا سکتے ہیں، وہ باتیں جو قلیل سرمایہ سے تجارت کرا سکتی ہیں، تجارت کے وہ راز جو بغیر سرمایہ کے بھی تجارت کرا سکتے ہیں، وہ صدہا باتیں جو امریکہ اور یورپ کی کتابوں کا خلاصہ کر کے لکھی گئی ہیں، تجارت کے وہ راز جنکی بدولت آج یورپ ہندوستان پر حکومت کر رہا ہے۔

اگر آپ کے نام انعام نکل آیا تو دو روپئے سے آپ نے ہزاروں کما لیے، اور اگر خدا نخواستہ نہ نکلا تو دو روپیہ کی کتاب تو مل ہی گئی
جس سے اگر آپ کام لینا چاہیں تو ہزارہا روپیہ خود پیدا کر سکتے ہیں

## ہزارہا روپیہ کتاب کے خریداروں میں بتفصیل ذیل تقسیم کیا جائے گا

| ایک لاکھ کتاب کی فروخت پر ساٹھ ہزار روپیہ بتفصیل ذیل تقسیم ہوگا | پچاس ہزار کتاب کی فروخت پر تیس ہزار روپیہ بتفصیل ذیل تقسیم ہوگا | پچیس ہزار کتاب کی فروخت پر پندرہ ہزار روپیہ بتفصیل ذیل تقسیم ہوگا | بارہ ہزار کتابوں کی فروخت پر سات ہزار روپیہ بتفصیل ذیل تقسیم ہوگا |
| --- | --- | --- | --- |
| پہلا انعام [illegible] ہزار روپے کا دوسرا انعام تین ہزار روپے کا<br>تیسرا انعام دو ہزار روپے چوتھا انعام ایک ہزار روپے کا<br>پانچواں انعام پانسو روپے چھٹا انعام تین سو روپے<br>ساتواں انعام دو سو روپے آٹھواں انعام ایک سو روپے<br>نواں انعام پچاس روپے دسواں انعام پچیس روپے<br>۵۵۶۹ انعام پانچ پانچ روپے کے ہوں گے | پہلا انعام ۵ ہزار روپے دوسرا انعام ۲ ہزار روپے<br>تیسرا انعام ایک ہزار روپے چوتھا انعام پانسو روپے<br>پانچواں انعام تین سو روپے چھٹا انعام دو سو روپے<br>ساتواں انعام ایک سو روپے آٹھواں انعام پچاس روپے<br>نواں انعام پچیس روپے دسواں انعام پندرہ روپے<br>۴۵۶۲ انعام پانچ پانچ روپے کے ہوں گے | پہلا انعام ۲ ہزار روپے دوسرا انعام ایک ہزار روپے<br>تیسرا انعام پانسو روپے چوتھا انعام تین سو روپے<br>پانچواں انعام دو سو روپے چھٹا انعام ایک سو روپے<br>ساتواں انعام پچاس روپے آٹھواں انعام پچیس روپے<br>نواں انعام پندرہ روپے دسواں انعام دس روپے<br>۱۴۰۰ انعام پانچ پانچ روپے کے ہوں گے | پہلا انعام ایک ہزار روپے دوسرا انعام پانسو روپے<br>تیسرا انعام تین سو روپے چوتھا انعام دو سو روپے<br>پانچواں انعام ایک سو روپے چھٹا انعام پچاس روپے<br>ساتواں انعام پچیس روپے آٹھواں انعام پندرہ روپے<br>نواں انعام دس روپے<br>۶۶۰ انعام پانچ پانچ روپے کے ہوں گے |

کم سے کم چھ ہزار کتابوں کی فروخت پر انعامات تقسیم کیے جائیں گے، اگر مقررہ تاریخ تک چھ ہزار خریدار نہیں ہوئے تو مدت بڑھا دی جائیگی جون ۱۹۲۵ء تک انعامات تقسیم ہوں گے تقسیم انعامات کی کارروائی قابل اعتماد اراکین شہر کے روبرو عمل میں آئیگی۔ اگر آپ تاریخ مقررہ پر تشریف لا سکتے ہیں تو رونق افروز ہو کر شکریہ کا موقع دیجیے۔

جو صاحب پانچ خریدار دینگے اُن کو ایک ٹکٹ مفت دیا جائیگا، جو صاحب دس خریدار دینگے اُنکو ایک ٹکٹ اور ایک جلد معلومات تجارت نذر کی جائیگی

کتاب کی قیمت مع محصول ڈاک دو روپئے ہے کتاب اور انعامی ٹکٹ منی آرڈر وصول ہونے پر روانہ کیا جائیگا، بذریعہ وی پی بھی کتاب بھیجی جا سکتی ہے

سید علی مظفر ہاشمی منیجر خواجہ بک ڈپو۔ دہلی

## حمد

(از مفتی شوکت علی فہمی ایڈیٹر)

بن کے درختوں نے کہا ہم اونچے ہیں۔ بن کی زبان نے کہا ان کا بنانے والا اونچا ہے، آسمان نے نیلی پیلی آنکھیں دکھا کر کہا کہ میں بڑا ہوں، ضمیر جھنجھلا کر بولا کہ غلط، اس پر حکومت کرنے والا سب سے بڑا ہے، پہاڑ کی اونچی اونچی چوٹیوں نے کہا کہ بلندی ہمیں ملی ہے، عقل نے کہا کہ بلندی اُسے حاصل ہے جس نے ان کو بلندی دی ہے، انسان نے کہا کہ دنیا کی رونق ہمارے عقل و دماغ کا نتیجہ ہے، ہم نے ہی دنیا کو دنیا بنایا ہے۔ دل نے کہا کیا تم ایک پھول کھلا سکتے ہو، کیا تم ایک مکھی بنا سکتے ہو، عقل نے کہا "نہیں" دل نے کہا پھر یہ فرعونی دعوے کیسا؟

ننھی ننھی کلیوں میں چھپ کر تو باغ عالم کا تماشا دیکھتا ہے، انسان کے خاکی جسم میں ضمیر بن کر تو سچائی کا راستہ بتاتا ہے، ایمان کے بھیس میں آ کر تو دلوں کو روشن کرتا ہے، دل روشن ہو کر تجھ سے لو لگاتے ہیں، آنکھیں منور ہو کر ہر شے میں تیرا ہی جلوہ دیکھتی ہیں، زبان کی گردشوں سے جو آواز پیدا ہوتی ہے وہ تیری حمد بن جاتی ہے۔ قدم تیرے فرماں بردار ہو کر تیری طرف بڑھتے ہیں، روح بے چین ہو کر تڑپتی ہے۔ اور اس خاک کے ڈھیر کو خاک کے لیے چھوڑ کر تیرے جلوے میں مل جاتی ہے۔ ع

تا کس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

## نعت

(از مفتی شوکت علی فہمی ایڈیٹر)

معراج والے نبی، ختم الرسل کے تاج والے نبی۔ براق والے نبی۔ مسجد اقصےٰ میں سب نبیوں کی امامت کرنے والے نبی، سدرۃ المنتہےٰ کی نہروں سے میٹھا میٹھا دودھ پینے والے نبی، عرش پر آن کی آن میں پہنچ جانے والے نبی ادن یا احمد ادن یا محمد ادن یا خیر البرایا کے محبت بھرے الفاظ سے مخاطب کیے جانے والے نبی، جمال الٰہی کا بے نقاب درشن کرنے والے نبی، گنہگار اُمت کو اس خاص وقت میں بھی یاد رکھنے والے نبی، ایک غریب اُمتی کی فریاد سُن، ایک غریب ہندی کی آواز سُن۔ ہند کی گلیوں سے جی گھبراتا ہے، مدنی سرتاج تمہارے چاند سے مکھڑے کے دیکھنے کو جی چاہتا ہے۔ اندھیری رات ہے، سب سوتے ہیں مدنی محبوب میری آنکھ کے حجرے میں چھپ کر آ، پلکوں کا پردہ ہے آنسوؤں کی چلمن ہے، میں اپنی دکھ بھری کہانی سناؤں گا، داغ جدائی کے زخموں کو دیدار کے مرہم سے تسکین دوں گا۔ تم میری درد بھری کہانی سن کر سو جاؤ گے تو میں موسےٰ کے زمانے کا چرواہا بن کر ہاتھ پاؤں دباؤں گا، قدموں کی خاک کو آنکھوں سے لگاؤں گا قدموں پر سر رکھوں گا۔ تلووں کا بوسہ دوں گا۔ زلفوں کی کنگھی کروں گا، زلفوں کی خوشبو مجھے مست کر دے گی، بیہوش ہو جاؤں گا ایسا بے ہوش ہوں گا کہ کبھی ہوش نہ آئے گا اور مجھے زندگی کی معراج حاصل ہو جائے گی۔

# تفسیر قرآن مجید

(گذشتہ سے پیوستہ)

وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ ۝

**ترجمہ:**- اور ہمنے کہا اے آدم تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو اور اُسمیں سے جو چاہو چین سے کھاؤ اور اس درخت کے قریب نہ جاؤ نہیں تو اپنی حد پر نہ رہوگے۔

**تشریح الفاظ:**- زوج جوڑا جفت۔ میاں بیوی دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اسجگہ بیوی یعنی حضرت حوا سے مراد ہے جسطرح اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا اور انکی آفرینش ماں باپ کے وسیلے کے بغیر وقوع میں آئی اسی طرح اس نے حضرت حوا کو پیدا کر کے اپنے قادر مطلق ہونے کا ثبوت دیا ہے بعض مفسرین کا بیان ہے کہ حضرت حوا حضرت آدم کے جنت میں جانے سے پہلے پیدا کی گئیں اور بعض کہتے ہیں کہ جنت میں پہونچنے کے بعد حضرت آدم جنت کی ہزار دلچسپیوں کے باوجود گھبراتے تھے اور چاہتے تھے کہ کوئی ہمجنس انیس خلوت ہو پس اللہ تعالیٰ نے حضرت حوا کو اُن کی تفریح طبع اور دنیا میں پہونچکر توالد و تناسل کیلئے پیدا کیا۔ کہتے ہیں کہ حضرت آدم محو خواب تھے جب آنکھ کھلی تو پہلو میں حضرت حوا کو جلوہ گر دیکھا۔ اُن سے پوچھا تم کون ہو؟ جواب دیا کہ میں عورت ہوں حضرت آدم نے دریافت کیا تمہیں کس لئے پیدا کیا گیا؟ انہوں نے کہا "تا کہ تم مجھسے اور میں تم سے تسکین پذیر ہوں۔" اسکے بعد مشیت الٰہی کے مطابق حضرت آدم اور حضرت حوا کا نکاح ہوا اور وہ جنت میں آرام سے رہنے لگے۔ حوا حی (زندہ) سے مشتق ہے۔ چونکہ حضرت حوا انسانوں کے وجود میں آنے اور زندگی پانے کا باعث خاص ہیں اس لئے اُن کا نام حوا قرار پایا بعض کے نزدیک وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اُن کے چہرہ پر "حوہ" یعنی سیاہی مائل سرخی تھی۔ بعض کے نزدیک شہوری پر اور بعض کے نزدیک ہندوستان پر۔ تفاسیر میں لکھا ہے کہ حضرت حوا حضرت آدم کی وفات کے بعد سات برس سات مہینے زندہ رہیں۔ حضرت آدم اور حضرت حوا کے واقعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ نکاح انسان کی فطرت ہے اور تمام سامان عیش مہیا ہونے کے باوجود بھی وہ بیوی کا محتاج ہے۔ کلام پاک میں خدا نے انبیاء کرام کی شادیوں کا اسی لئے تذکرہ کیا ہے کہ وہ نکاح کو پسند کرتا ہے۔ احادیث نبوی میں جا بجا نکاح کی فضیلت بیان کیگئی ہے۔ ایک متاہل انسان کو ایک مجرد پر وہی فضیلت حاصل ہے جو ایک مجاہد کو ایک خانہ نشین پر ہے۔ ایک متاہل کی ایک رکعت نماز مجرد کی ستر رکعتوں سے زیادہ ثواب رکھتی ہے۔ حضور رسالتمآب نے تو مسلمانوں کو نکاح کی یہانتک تاکید کی ہے اور نکاح نہ کرنے پر اسقدر عتاب فرمایا ہے کہ فلیس منی (وہ میرا اُس کا کوئی واسطہ نہیں) ارشاد کیا ہے۔ جنت چھپی ہوئی جگہ۔ وہ باغ جو گنجان گھنے اور درختوں کی وجہ سے شاخوں سے چھپ گیا ہو۔ باغ مفسرین کا بیان جنت کے متعلق مختلف ہے معتزلہ کہتے ہیں کہ جنت ایک باغ تھا فلسطین میں یا فارس و کرمان کے درمیان۔ اور خدا نے اُسے حضرت آدم کی آزمائش کے لئے آراستہ فرمایا تھا لیکن جمہور اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ نہیں۔

اُنکے نزدیک جنت سے وہی دار القرار دار الثواب مراد ہے جسکا جابجا قرآن پاک میں تذکرہ ہے۔ جو اگرچہ دنیا کی آلودگیوں اور کثافتوں سے پاک ہے لیکن اُسمیں ہر طرح کے گل بوٹے۔ درخت پھل میوے۔ آسائش و آرائش کے ایسے سامان جو اہل دنیا کے خیال میں بھی نہیں آسکتے موجود ہیں۔

**کُلَا**- (از اکل۔ کھانا) تم دونوں کھاؤ۔ اس سے ظاہر ہے کہ حضرت آدم اور حضرت حوا کو اُن کی انسانی ضروریات خورد و نوش کے ساتھ جنت میں بھیجا گیا اور وہ محض روح لطیف اور جوہر مجرد کی حیثیت نہیں رکھتے تھے۔ دوسری بات جو اس لفظ سے معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مساوی طور پر زن و مرد کو معاشرت کے حقوق عطا کئے ہیں چنانچہ یکساں طور پر اس لفظ کے ساتھ حضرت آدم اور حضرت حوا کو مخاطب فرمایا جس سے اُسکا منشا یہ ہے کہ خورد و نوش اور بود و باش میں عورت اور مرد دونوں کو مساوی درجہ پر رہنا چاہئے پس جو مرد عورتوں کو اپنے سے کمتر خورد و نوش اور اپنے سے بدتر طریق ماند و بود پر مجبور کرتے ہیں وہ منشاء ایزدی اور فطرت کے خلاف راستے پر چل رہے ہیں۔

**رَغَدًا**- خوشگواری کے ساتھ۔ بے فکری کے ساتھ۔ فراغ حوصلگی کے ساتھ وزن و مقدار کی پروا کئے بغیر۔ محظوظ ہو کر چین سے۔

**شجرہ**- اس درخت کے متعلق بھی بیانات مختلف ہیں بعض کے نزدیک انجیر بعض کے نزدیک انگور اور بعض کے نزدیک کوئی ایسا درخت تھا جسکا پھل کھانے سے وہ نیاوی کثافتیں پیدا ہوتی تھیں لیکن اکثر مفسرین کا اتفاق اسپر ہے کہ وہ گیہوں کا درخت تھا۔

**ظلم**- حد سے تجاوز ہونا۔ سرکشی کرنا جو امر جس موقع پر ہو اور جو شے جس جگہ پر چاہئے اُسکو خلاف کرنا

**تفسیر:**- جب ملائکہ حضرت آدم کو سجدہ کر چکے اور ابلیس ملعون و مردود ہو چکا تو بارگاہ قدس سے حضرت آدم کو حکم ہوا کہ وہ اپنی بیوی حضرت حوا کے ساتھ بہشت بریں میں اقامت پذیر ہوں۔ کہتے ہیں کہ ان کو حضرت آدم بڑے تزک و احتشام کے ساتھ حکم الٰہی کے مطابق جنت میں داخل ہوئے اللہ تعالیٰ نے اُن کو ہر طرح کی آزادی و آسائش عطا کی اور فرمایا کہ جنت کے پھلوں میووں غلوں اور نعمتوں کو جب چاہو اور جسطرح چاہو استعمال کرو۔ اور نہایت بے فکری اور عیش کے ساتھ برتو۔ دلمیں یہ خیال بھی نہ لاؤ کہ کوئی چیز کم ہو جائیگی۔ یا کسی نعمت کو زوال ہوگا یا کوئی شے وقت پر ملیگی نہایت اطمینان اور چین کے ساتھ رہو۔ اور تم میاں بیوی دونوں جنت میں یکجائی لطف زندگی حاصل کرو۔ البتہ فلاں درخت (گیہوں) کو استعمال کرنا تو درکنار اُسکے قریب بھی نہ جاؤ۔ اگر تم اُسکے قریب جاؤ گے تو تباہی میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ وہ حکم الٰہی کی عدول و سرتابی کر کے نقصان اٹھاؤ گے کسکی مجال ہے کہ مشیت کے رموز مصلحت سے بتائیے بغیر آگاہی حاصل کر سکے لیکن جہانتک عقل محدود کو غور کا موقع ملتا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم جنکو زمین کی خلافت کیلئے پیدا کیا گیا تھا پہلے جنت میں رکھنا۔ اُن کی طبیعت کا اتنا کمزور ہونا کہ ایک لغزش کا ارتکاب ہو پھر بارگاہ بے نیاز کا عتاب حضرت آدم اور حضرت حوا کا جدا جدا ہو نا پڑنا۔ برسوں ایک دوسرے کی مفارقت اور جنت سے جدا ہونے کے بعد اپنی لغزش پر ندامت۔ دوست و دشمن

# شرح مثنوی مولانا روم

(گذشتہ سے پیوستہ)

چوں زرنجوری جمال او نماند جان دختر در وبال او نماند

ترجمہ:- جب بیماری سے اُس کا حسن باقی نہ رہا تو کنیز اُس کی محبت کے وبال سے آزاد ہوگئی۔

مطلب:- زرگر اور کنیز کو ایک ساتھ رہتے ہوئے چھ ماہ کا عرصہ گزرا تھا کہ کنیز بالکل تندرست ہوگئی۔ کیونکہ درحقیقت وہ بیمار نہ تھی بلکہ صرف مرض عشق میں گرفتار تھی اور وصال میسر آتے ہی یہ مرض دور ہوگیا۔ جب طبیب غیبی نے دیکھا کہ اب کنیز تندرست ہوگئی ہے تو اُس نے ایک دوا تیار کرکے زرگر کو پلائی۔ دوا کے استعمال سے زرگر نہایت لاغر، بدشکل اور کریہہ منظر ہوگیا۔ اور رفتہ رفتہ کنیز کو اُس سے نفرت ہوگئی۔ چونکہ کنیز صرف زرگر کے حسن و جمال پر فریفتہ تھی اس لیئے ان صفات کے جاتے ہی اُس کا عشق بھی فنا ہوگیا۔

عشق ہائے کز پئے رنگے بود عشق نبود عاقبت ننگے بود

ترجمہ:- رنگ و روپ کا عشق آگے چل کر بدنامی کا باعث ہوتا ہے۔

کاش کے آں ننگ بودی یکسری تا نرفتے بروے ایں بد داوری

ترجمہ:- کاش یہ بدنامی یکطرفہ ہی ہوتی اور فریق ثانی کا یہ بُرا حشر نہ ہوتا۔

لغات:- رنگ۔ حسن و جمال ظاہری۔ رنگ روپ۔ صورت شکل۔ ننگ۔ بدنامی۔ رسوائی۔ برائی۔ یکسری۔ یکطرفہ۔ بد داوری۔ برا فیصلہ۔ برا انجام۔ برا حشر۔

مطلب:- جو عشق صورت شکل اور رنگ روپ کے لیئے ہوتا ہے وہ آخرکار حسرت و ناکامی اور رسوائی بدنامی کا باعث ہوتا ہے کیونکہ ان صفات ظاہری کو بقا نہیں اور جب یہ صفات فنا ہوجاتی ہیں اُس وقت عشق بھی جاتا رہتا ہے اور عاشق کو اپنی غلط فہمی اور بے وقوفی پر کف افسوس ملنا پڑتا ہے۔ دوسرے شعر میں مولانا فرماتے ہیں کہ یہ بدنامی اور رسوائی یکطرفہ ہی نہیں ہوتی بلکہ محبوب پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو زرگر کا یہ بُرا حشر کیوں ہوتا بس انسان کو چاہیئے کہ ظاہر پرستی اور بوالہوسی سے جو عاشق و محبوب دونوں کی رسوائی و ہلاکت کا باعث ہے مجتنب رہے۔

خون دوید از چشم ہمچوں جوئے او دشمن جان وے آمد روئے او

ترجمہ:- اُس کی آنکھوں سے جو دریا کے مانند تھیں لہو بہ نکلا اور خود اُسی کا چہرہ اُسی کا دشمن ثابت ہوا۔

لغات:- جو۔ چشمے۔ نہر۔ دریا۔ چشم ہمچوں جوئے (وہ آنکھ جو نہر کے مانند تھی)

مطلب:- جب زرگر کی حالت زار مرئی تو وہ اپنے درد دکھ سے بیتاب و اشکبار ہونے لگا۔ خدا کی شان ہے کہ اُس کا حسن و جمال ہی اُسی کی بربادی و ہلاکت کا باعث ہوگیا۔ اگر وہ خوبرو نہ ہوتا تو کنیز اُس پر کیوں فریفتہ ہوتی اور کنیز اسیر فریفتہ نہ ہوتی تو کاہے کو اُسے مہلک دوا کھلائی جاتی اور اُس کا یہ انجام ہوتا۔ اِس خیال کی تائید میں کہ بعض اوقات خوبیاں ہی خوبیوں والے کے لیئے وبال جان ہوجاتی ہیں۔ مولانا فرماتے ہیں کہ

دشمن طاؤس آمد پر او اے بسا شہ را بکشتہ فر او

ترجمہ:- طاؤس کے دشمن اُس کے پر ہیں۔ بہت سے ایسے بادشاہ ہیں جو اپنے دبدبہ کی وجہ سے قتل کیئے گئے۔

لغات:- فر۔ دبدبہ۔ شان و شوکت۔

مطلب:- مور کو اُس کے پروں کی خوشنمائی کی وجہ سے ہلاک کیا جاتا ہے۔ کیونکہ ان پروں کو آرائش پسند انسان مختلف آرائشوں میں صرف کرتا ہے۔ بہت کو بادشاہ اپنی غیر معمولی شان و شوکت اور جاہ و حشم کی وجہ سے قتل کیئے جاتے ہیں کیونکہ یا تو رعونت اور نخوت کی وجہ سے رعایا اُن کی دشمن ہوجاتی ہے یا اُن کی دولت و عظمت سے ہمعصر بادشاہوں کو حسد پیدا ہوتا ہے اور وہ اُن کے ملک پر حملہ آور ہوتے ہیں۔ بہرحال بعض اوقات انسان جن باتوں کو اپنے لیئے بہتر سمجھتا ہے وہی باتیں اُسکے لیئے بدتر ثابت ہوتی ہیں حق تعالےٰ کا ارشاد ہے عسیٰ ان تحبوا شیئًا وھو شر لکم (ہوسکتا ہے کہ تم کوئی بات پسند کرو اور حقیقت میں وہ تمہارے لیئے بری ہو)

چونکہ زرگر از مرض بدحال شد در گداز شخص او چوں نال شد

ترجمہ:- زرگر کی حالت جب مرض سے خراب ہوئی تو وہ سوکھ کر کانٹا ہوگیا۔

لغات:- گداز: پگھلنا۔ شخص ہستی۔ وجود۔ نال۔ ریشہ۔ تنکا۔

مطلب:- جب زرگر پر مہلک دوا نے پورا اثر کیا اور مرض اُس پر غالب آگیا تو اُس کی حالت بہت زبوں ہوگئی۔ اُس کا تمام گوشت پگھل گیا اور وہ سوکھ کر ایسا دُبلا ہوگیا جیسے قلم کا ریشہ۔

گفت آں آہو منم کز ناف من ریخت آں صیاد خون صاف من

ترجمہ:- میں وہ آہو ہوں کہ نافہ کے لیئے صیاد نے میرا خون بہایا ہے۔

لغات:- از۔ از برائے۔ بغرض۔

اے من آں روباہ صحرا کز کمیں سر بریدندم برائے پوستیں

ترجمہ:- میں جنگل کی وہ لومڑی ہوں جس کو کھال کے لیئے کمینگاہ سے ہلاک کیا گیا۔

(باقی آئندہ)

(مولانا) سید ظہور احمد صاحب چیف ایڈیٹر

# شرح دیوان حافظؒ

(گذشتہ سے پیوستہ)

مجو درستی عہد از جہان سست نہاد کہ ایں عجوز عروس ہزار داماد ست

ترجمہ :- ناپائدار دنیا سے پائداری کی امید نہ رکھو کیونکہ یہ بڑھیا ہزار شوہروں کی بیوی ہے۔

لغات :- حدیث :- بات ۔ گفتگو ۔ قصہ ۔ سرور عالمؐ کے اقوال مبارک ۔ کوئی نئی بات ۔ طریقت ۔ راہ ۔ مشرب صوفیائے کرام ۔ پیر طریقت ۔ رموز باطنی سے آگاہ بزرگ ۔ نہاد ۔ ذات ۔ ہستی ۔ سست نہاد جس کی ہستی کمزور ہو ۔ بے وفا ۔ ناپائدار ۔ عجوز د عجوزہ بڑھیا ۔ نہایت سن رسیدہ عورت ۔ پیرزال داماد ۔ شوہر ۔ وہ شخص جس کی نئی شادی ہوئی ہو ۔ نوشاہ ۔ (بیٹی کے خاوند کو بھی کہتے ہیں) بعض اہل لغت کا بیان ہے کہ داماد اصل میں دائم آباد ایک کلمہ دعائیہ ہے ۔ یعنے "ہمیشہ آباد رہو" کثرت استعمال سے مخفف ہو کر داماد ہوگیا عروس ۔ دُلہن ۔ نئی بیاہی ہوئی بیوی ۔

مطلب :- میں نے پیر طریقت سے جو علوم باطنی سے آگاہ اور حقایق عالم سے باخبر ہے ایک بڑی کارآمد اور سود مند بات سنی ہے میں اُس بات کو بطور نصیحت تم سے بیان کرتا ہوں ۔ تم اس نصیحت کو یاد رکھو اور اس پر عمل کرو ۔ نصیحت یہ ہے کہ دنیا سے دل نہ لگاؤ اور اُس سے یہ اُمید نہ رکھو کہ وہ تمہارے ساتھ وفا کریگی اور تمہیں جن عہد و پیمان سے دھوکا دیا ہے اُن پر قایم رہیگی ۔ کچھ تمہیں پر موقوف نہیں اس نے لاکھوں اور کروڑوں انسانوں کے ساتھ بے وفائی اور بد عہدی کی ہے اگر دنیا کو ایک عورت فرض کریں تو یہ ایک ایسی عورت ہے جو ہزار شوہروں کے عقد میں آکر اُن کو خاک میں ملا چکی ہے ۔

چہ گویمت کہ بمیخانہ دوش مست و خراب سروش عالم غیبم چہ مژدہا داد ست

ترجمہ :- میں تم سے کیا کہوں کہ کل میخانہ میں جبکہ میں مست اور مدہوش ہو رہا تھا عالم غیب کے ایک فرشتے نے مجھے کیا کیا مزے کی باتیں سُنائیں ۔

کہ اے بلند نظر شاہباز سدرہ نشیں نشیمن تو نہ ایں کنج محنت آباد ست

ترجمہ :- کہ اے بلند نظر والے ۔ سدرہ پر بیٹھنے والے شہباز ۔ یہ رنج و محنت سے بھری ہوئی دنیا تیری جگہ نہیں ۔

ترا ز کنگرہ عرش می زنند صفیر ندانمت کہ دریں دامگہ چہ افتاد ست

ترجمہ :- تجھے تو عرش کے کنگرہ سے آواز دیتے ہیں ۔ نہ معلوم اس جال میں تیری کونسی چیز آپڑی ہے ۔

لغات :- سروش ۔ حضرت جبرئیلؑ ۔ فرشتہ ۔ شاہباز ۔ شہباز ۔ مشہور شکاری پرندہ ۔ سدرہ ۔ بیری کا درخت ۔ سدرۃ المنتہی ۔ وہ درخت جو ساتویں آسمان پر ہے اور حضرت جبرئیلؑ کا مستقر ہے ۔ معراج نبوی میں جب حضرت جبرئیل سرور عالم کے ہمرکاب تھے تو اس درخت کے پاس رُک گئے اور اس سے آگے نہ بڑھ سکے جسے شیخ سعدیؒ نے اِن الفاظ میں ادا کیا ہے ؎

اگر یک سر موئے برتر پرم فروغ تجلی بسوزد پرم

کنگرہ ۔ تعمیر کا حصہ بلند ۔ دیوار کے بالائی اُبھار ۔ صفیر ۔ آواز ۔ صدا ۔ دامگہ جال کی جگہ ۔ دنیا ۔

مطلب ۔ کل میں عالم بیخودی میں مست و خود رفتہ بیٹھا ہوا تھا کہ یکایک میرا دل اپنی ہستی کی طرف متوجہ ہوا اور ادراک و احساس نے مجھے بتایا کہ تو اس دنیا کے قابل نہیں ۔ نہ معلوم خدا کی کیا مصلحت تھی کہ تو اس مصیبتوں سے بھری ہوئی جگہ میں آپڑا ورنہ تیری شان بہت اعلیٰ و ارفع ہے ۔ تجھے عرش کی بلندیوں سے آوازیں دی جا رہی ہیں اور عالم قدس میں تیرا انتظار ہو رہا ہے کیونکہ وہی تیرا اصلی وطن ہے ۔ اس تخیل سے میں بہت محظوظ اور متاثر ہوا ۔ ماحصل یہ ہے کہ انسان اس خاکدان میں رہ کر اپنے احساسات کو خاک میں نہیں ملانا چاہیئے اور ہمیشہ یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ اُس کا اصلی وطن عالم بالا ہے اور اس لیئے بہیمیت کی مذموم عادات ترک کرکے اپنے اندر ملکوتی صفات پیدا کرکے اپنے آپ کو اُس قدوسی دنیا کے قابل بنانا چاہیئے ۔

اس خیال کو حضرت حافظ نے اور بھی کئی جگہ نظم کیا ہے مثلاً ایک جگہ فرماتے ہیں ؎

من ملک بودم و فردوس بریں جایم بود آدم آورد دریں دیر خراب آبادم

غم جہاں مخور و پند من مبر از یاد کہ ایں لطیفہ نغزم ز رہروی یاد ست

ترجمہ :- دنیا کا غم نہ کھاؤ اور میری نصیحت نہ بھلاؤ ۔ مجھے ایک راہ چلنے والے کی بات یاد ہے ۔

رضا بداده بده و ز جبیں گره بکشا کہ بر من و تو در اختیار نکشاد ست

ترجمہ :- راضی برضا ہو ۔ پیشانی پر بل نہ ڈالو ۔ کیونکہ اختیار کا دروازہ نہ ہمارے لیئے کھلا ہے نہ تمہارے لیئے ۔

لغات :- لطیفہ ۔ اچھی بات ۔ باریک بات ۔ نکتہ ۔ نغز ۔ نادر ۔ داده ۔ دیا ہوا تقدیر الٰہی ۔ قسمت ۔ رضا دادن ۔ راضی ہونا ۔ اختیار ۔ پسند کرنا ۔ جو چاہنا وہ کرنا اپنے ارادہ کا مالک ہونا ۔

مطلب :- میں نے ایک راہگیر سے ایک نہایت باریک بات سُنی اور وہ مجھے یاد ہے اور اُسی کی بنا پر میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں تم میری نصیحت یاد رکھو اور دنیا کے معاملات سے غمگین نہ ہو ۔ اپنے دل میں غور کرو کہ تم اور ہماری طرح ساری دنیا مجبور ہے وہ مشیت کی پابند ہے کسی شخص کو اختیار کامل حاصل نہیں اور کوئی یہ مقدرہ نہیں کہ کتا

# شرح گلستان

(گذشتہ سے پیوستہ)

ابنائے جنس او برمنصب او حسد می بردند و بخیانتے متہم کردند و در کشتن او سعی لبفائدہ نمودند۔

ترجمہ:۔ اُس کے ہم رتبہ ملازموں کو اُس کے عہدہ پر بڑا رشک ہوا اُس پر ایک جرم کی تہمت لگائی اور اُس کے قتل کی بیکار کوشش کی۔

لغات:۔ ایک ہی جنس کے لوگ۔ ہم رتبہ اشخاص۔ منصب۔ نوکری ملازمت عہدہ۔ خیانت۔ گناہ۔ جرم۔

مطلب:۔ بادشاہ کی نظرِ عنایت اور عہدہ و منصب کی ترقی دیکھ کر اُسکے ہم رتبہ ملازمین کو بڑا رشک پیدا ہوا۔ اور اُس کے زوال کی تدابیر سوچنے لگے آخر انہوں نے اُسے ایک جرم میں متہم کیا۔ اور ارکان دولت کو صلاح دی کہ اس جرم کی سزا میں اسے قتل کر دینا چاہیئے۔ لیکن اُن کی یہ کوششیں بے سود و بیکار رہیں۔ مصرعہ۔

دشمن چہ کند چو مہرباں باشد دوست

ترجمہ:۔ جب دوست مہربان ہو تو دشمن کیا کر سکتا ہے۔

مطلب:۔ دوست کی نظرِ عنایت ہو تو دشمن کی دشمنی سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ خدا مہربان تو کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔

ملک پرسید کہ موجب خصمی ایشاں در حق تو چیست گفت در سایہ دولت خداوندی دام ملکہ ہمگنان را راضی کردم مگر حسودان کہ راضی نمیشوند الا بزوال نعمت من و بدولت خداوند باد۔

ترجمہ:۔ بادشاہ نے پوچھا کہ یہ لوگ تمہارے دشمن کیوں ہیں۔ سردارزادے نے جواب میں عرض کیا کہ میں نے اثنائے ملازمت میں سب کو راضی رکھا لیکن حاسدوں کو راضی نہیں رکھ سکا کیونکہ وہ اُسوقت تک رضامند نہیں ہو سکتے جب تک میری ملازمت نہ جاتی رہے اور خدا ایسا نہ کرے۔

لغات:۔ خصم۔ دشمن خصمی۔ دشمنی۔ در سایۂ دولت خداوندی۔ سرکارِ جہاں پناہ کی دولت کے سایہ میں (ملازمت میں) دام (از دوام) ہمیشہ رہے۔ ملکہ۔ اُس کی سلطنت ہمگنان۔ سب۔ کل اشخاص حسود۔ بڑا حسد کرنے والا۔ بدولت خداوند باد۔ خدا سرکار کی دولت کے ساتھ وابستہ رکھے قائم رکھے۔

مطلب:۔ جب لوگوں نے سردارزادہ پر رشک و حسد کی وجہ سے الزامات لگائے تو بادشاہ نے اُس سے پوچھا کہ آخر یہ لوگ کیوں تم سے دشمنی رکھتے ہیں؟ سردارزادے نے جواب دیا کہ جہاں پناہ میں جب سے سرکار میں ملازم ہوا ہوں

میں نے حتی القدور ہر شخص کو خوش رکھنے کی کوشش کی لیکن حاسدوں کو میں خوش نہیں رکھ سکا اور اُن کو رضامند رکھنا میرے لیئے بہت دشوار ہے کیونکہ وہ صرف اس بات سے خوش ہو سکتے ہیں کہ میری ملازمت جاتی رہے اور میں سرکار سے علٰحدہ کر دیا جاؤں حالانکہ میری دعا ہے کہ خدا میری وابستگی اور تعلق ملازمت کو ہمیشہ قائم رکھے۔

توانم آنکہ نیازارم اندرون کسے  حسود را چہ کنم کو ز خود برنج درست
بمیر تا برہی اے حسود کیں رنجیست  کہ از مشقت آں جز بمرگ نتواں رست

ترجمہ:۔ یہ بات میرے امکان میں ہے کہ میں کسی کا دل نہ دکھاؤں لیکن حاسد کو کیا کروں کہ وہ خود بخود رنج میں مبتلا ہے۔ حسد کرنے والے تجھے مرجانا چاہیئے کیونکہ حسد ایسا رنج ہے جس کے سہنے سے تجھے عمر بھر نجات نہیں مل سکتی۔

لغات:۔ اندرون۔ دل۔

مطلب:۔ میں دنیا میں ہر شخص کو خوش رکھ سکتا ہوں اور یہ بات میرے لئے ممکن ہے کہ کسی کا دل نہ دکھاؤں لیکن حاسد کا خوش رکھنا میرے امکان سے باہر ہے کیونکہ وہ از خود رنج میں گرفتار رہے۔ حاسد کا رنج موت ہی سے جا سکتا ہے پس اگر وہ چاہتا ہے کہ اس رنج سے نجات پائے تو اُسے مرجانا چاہیئے۔

## قطعہ

شوربختاں بہ آرزو خواہند  مقبلاں را زوال نعمت و جاہ

ترجمہ:۔ بدبخت چاہتے ہیں کہ اقبال والوں کی دولت اور عزت کو زوال ہو

لغات:۔ شوربخت۔ بدبخت۔ مقبلان۔ جمع مقبل (از اقبال) صاحب اقبال

مطلب:۔ بدنصیب لوگ یعنی حاسد چاہتے ہیں کہ جن لوگوں کو خدا نے دولت و اقبال سے مالامال کیا ہے وہ تباہ و ذلیل ہو جائیں اور اُن کی ثروت اور عزت میں زوال آجائے۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم،  چشمۂ آفتاب را چہ گناہ
راست خواہی ہزار چشم چناں  کور بہتر کہ آفتاب سیاہ

ترجمہ۔ اگر کسی شخص کو دن میں دکھائی نہیں دیتا تو اسمیں سورج کا کیا گناہ ہے۔ سچ پوچھو تو ایسی ہزار آنکھوں کا اندھا ہونا اس سے بہتر ہے کہ سورج تاریک ہو جائے

لغات:۔ شپرہ دراصل میں شب پرہ یعنی رات کو اڑنے والا جیسے چمگادڑ شپرہ چشم چمگادڑ کی طرح آنکھ رکھنے والا۔ وہ شخص جسے دن میں دکھائی نہیں دیتا۔

مطلب:۔ یہ دو تمثیلی اشعار ماسبق کی تائید میں ہیں یعنی حاسد یہ چاہتا ہے کہ

# وارداتِ قلب

دو ڈھائی سال سے مجھ میں اور قضا و قدر میں جو جنگ ہو رہی تھی وہ ۱۰ فروری کو ختم ہو گئی۔ اس کشمکش کا نتیجہ وہی نکلا جس کا پہلے سے احتمال تھا، یعنی مجھے شکست ہوئی اور شکست فاش، ایسی شکست جس کی تلافی اب ناممکن ہے، یہ شکست تو لازمی تھی۔ ایک پتہ اُٹھا تھا کہ آندھی کا رُخ بدل دے، ایک تنکا بڑھا تھا کہ سمندر کا تموج روک دے، ایک ذرہ کو یہ جنون ہوا تھا کہ آفتاب مشرق کی بجائے مغرب سے نکلے، میں یہ چاہتا تھا کہ میری بیوی رضیہ بیگم کسی طرح تندرست ہو جائے، لیکن قضا و قدر کا ایما تھا کہ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ میں دوا کرتا تھا اور مرض خندہ زن ہوتا تھا، میں دعا مانگتا تھا اور مشیت مسکراتی تھی ؎

خندہ زن ہے تپ اُلفت جو دوا کرتے ہیں
مُسکراتی ہے مشیت جو دعا کرتے ہیں (وحشی)

---

میں جانتا تھا کہ انسانی ہستی حباب و شرار سے زیادہ ناپائدار ہے، میں سمجھتا تھا کہ طلسمِ زندگی کا مدار نفس کی آمد و شد پر ہے اور اس آمد و شد کا کوئی اعتبار نہیں، میں نے مکانوں کو اُجڑتے ہوئے اور مکینوں کو خاک میں ملتے ہوئے دیکھا تھا، بہار و خزاں، عروج و زوال اور مرگ و حیات کے صدہا مناظر میری نظر سے گزر چکے تھے اور مجھے اچھی طرح معلوم تھا کہ ایک اور صرف ایک ہچکی وجود و عدم کا درمیانی پردہ اُٹھا دیتی ہے اور دو شور و شیریں سمندروں کو باہم ملا دیتی ہے اس بنا پر میں زندگی کی نسبت موت کو زیادہ یقینی اور ویرانی کو آبادی کا لازمہ سمجھتا تھا لیکن میں کیا کروں، کانوں میں یہ صدا گونج رہی تھی کہ علاج مسنون ہے ڈاکٹروں کے عریض و طویل سائن بورڈ اور اطبا کی غیر معمولی شہرت نے مجھے دھوکے میں ڈال دیا تھا اور اُن کی جھوٹی تسکین و تسلی سے میں یہ سمجھنے لگا تھا کہ یہ لوگ اگر موت کو روک نہیں سکتے تو کم از کم اُسے ملتوی ضرور کر سکتے ہیں اور ان کی معجون و شربت، ایسڈ اور اسپرٹ کے شعبدوں نے یہ حقیقت روپوش کر دی تھی کہ لا یستاخرون ساعة ولا یستقدمون (موت کے معاملہ میں نہ دیر ممکن ہے اور نہ عجلت) بہرحال میں بڑی سرگرمی کے ساتھ علاج میں مصروف رہا، میں نے اپنے قیمتی وقت کی مطلق پروا نہیں کی، اور بے بضاعتی کے باوجود پانچ ہزار سے بھی کچھ زیادہ رقم ڈاکٹروں، طبیبوں اور اُن کے دوا خانوں کی نذر کر دی حالانکہ آنکھ کوئی فائدہ محسوس نہیں کرتی تھی لیکن امیدیں مجھکو بہلا رہی تھیں اور مایوسیوں کو اجازت نہ تھی کہ میرے قریب آئیں ؎

---

## اللہ یعلم ان النفس ھالکۃ
## بالیاس منک و لکن امنیھا

---

مریضہ کو لرزہ و تپ کی شکایت تھی، اسی شکایت سے مرض کی ابتدا ہوئی، اور اسی شکایت پر خاتمہ ہوا، اس لیے عموماً ڈاکٹروں اور طبیبوں کی یہ رائے تھی کہ یہ ملیریا ہے۔ مرض کو چند روز گزرے تھے کہ طحال ماؤف ہوا، اُس کی روک تھام کی گئی تو جگر میں خرابی پیدا ہوئی، اطبا کہتے تھے کہ جگر کے سوءِ مزاج سے بخار آتا ہے، بعض کے نزدیک جگر کے حصۂ محدب میں اور بعض کے نزدیک حصۂ مقعر میں کچھ فتور آ گیا تھا اور بعض کا خیال تھا کہ ماساریقا (جگر کی رگوں) میں کچھ خرابی واقع ہو گئی تھی، جو کچھ بھی ہو لیکن یہ امر واقعہ ہے کہ جگر خراب ہو گیا تھا، اور ایسا خراب ہو گیا تھا کہ کسی حکیم یا ڈاکٹر کا علاج کارگر نہیں ہوا رفتہ رفتہ مایوسی امید پر غالب آنے لگی اور میں نے سُنا کہ مستقبل کا فرشتہ یہ شعر پڑھ رہا ہے ؎

طے کر چکا ہے دردِ جگر اپنی منزلیں
بے سود ہے کہ اب کوئی درماں نکالیے (وحشی)

---

آخرکار بدن میں گوشت، رگوں میں خون اور چہرہ میں رنگ باقی نہیں رہا اور رفتہ رفتہ وہ پیکر جو شباب و تندرستی کا مجسمہ تھا سوکھ کر کانٹا ہو گیا، اب زندگی کی کوئی امید باقی نہیں رہی تھی، مرگ و حیات کی آخری کشمکش کا زمانہ قریب تھا، ہر نفس نفسِ واپسیں تھا، ہر لمحہ دائمی مفارقت کا پیام دے رہا تھا، زندگی کے اختیارات سلب ہو چکے تھے، اجل اپنی امانت کی نگہبانی کر رہی تھی، سورج کی کرنیں ہر صبح گلے مل کر رخصت ہو لیتی تھیں کہ شاید کل ملاقات نہ ہو، غذا دس روز پہلے ہی ذوقِ اشتہا کو الوداع کہہ چکی تھی، آخر میں ضعف و ناتوانی سے بے چینیاں بہت بڑھ گئی تھیں، راحت رسانی کی ہر ممکن کوشش عمل میں آتی تھی لیکن بیکار ثابت ہوتی تھی، اور یہ اضطراب دیکھ کر یہ احافظہ اس شعر کو دُہراتا تھا ؎

نہ ہوائے باغ ہے جانفزا نہ فضائے دشت ہے دل کشا
جسے ڈھونڈتا ہے مریضِ غم وہ سکون زیرِ مزار ہے
(وحشی)

---

۹ رفروری کو معالج نے کہا کہ آج پہلے سے حالت بہتر ہے، لیکن یہ مغالطہ تھا رات بڑے اضطراب میں بسر ہو رہی تھی۔ ۲ بجے طبیعت زیادہ خراب ہوئی میں سرہانے پہنچا، ٹیمپریچر دیکھا ۹۵ ½ لیکن اس پژمردگی کی کچھ انتہا نہ تھی طبیعت کو بحال کرنے کی تمام تدابیر بیکار ثابت ہوئیں، رفتہ رفتہ قوت گویائی جواب دینے لگی، آنکھوں میں تغیر محسوس ہوا یٰسین شریف اور دیگر سور قرآنی کی تلاوت کی گئی مریضہ توبہ و استغفار میں مشغول ہوگئی اور تھوڑی دیر غیر معمولی غفلت کے بعد آنکھیں کھولیں، اب سکرات کا عالم تھا، روح سینہ میں تھی، ہاتھ بے جان ہو رہے تھے، پتھرائی ہوئی آنکھیں پتلیوں کا نور کھو چکی تھیں، سورج کی شعاعیں دالان میں آئیں اور مجھے محسوس ہوا کہ دنیا کا آفتاب نکل رہا ہے، اور میرے گھر کا آفتاب غروب ہو رہا ہے، میں بہت بے قرار تھا، گھر کے چھوٹے بڑے رو رہے تھے، آخر کار وہ لمحہ آیا جو ہم سب پر آنے والا ہے اور در و دیوار پکارنے لگے کہ کل من علیہا فان۔

انا للّٰہ وانا الیہ راجعون

---

میں دیکھتا رہ گیا اور میری دنیا لٹ گئی، میرا گھر برباد ہوگیا، اور اس مصرع کا منظر آنکھوں میں پھرنے لگا۔ ع

لدوا للموت وابنوا للخراب

(موت کے لیے پیدا ہو اور تباہی کے لیے آباد ہو)

دو چھوٹے چھوٹے بچے میرے تاہل کی یادگار ہیں۔ وہ جن الفاظ میں ماں کو یاد کرتے ہیں اُن سے روح بے چین ہو جاتی ہے، اس موت نے نہ صرف میری زندگی کا نظام تہ و بالا کر دیا بلکہ ان بچوں سے بھی محبت مادری کی نعمت چھین لی جس کے مقابلہ میں دنیا کی تمام نعمتیں ہیچ ہیں، وفات کے دوسرے تیسرے دن میں مکان سے باہر صحن میں بیٹھا ہوا تھا، محلہ کا ایک سن رسیدہ فقیر بھیک مانگنے آیا، اُس کی عمر ۸۰ سال سے متجاوز ہے، قویٰ بیکار ہو رہے ہیں، بینائی جواب دے چکی ہے۔ ناتوانی اور سوء تنفس کی وجہ سے ہر قدم پر لڑکھڑاتا ہے، دنیا میں کوئی اُس کا رشتہ دار نہیں، اُسے دیکھکر میں نے اپنے دل میں کہا، خداوندا یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی کہ اس بوڑھے فقیر کی زندگی سے نظام ہستی پر کیا اثر پڑ رہا ہے اور اس محفل میں اُسکی موجودگی کیوں ضروری سمجھی گئی ہے، اس کے برخلاف میری بیوی کی موت میں کیا مصلحت تھی جس سے بہت سی روحوں کی طمانیت اور آسودگی خاک میں مل گئی، اس خیال کے ساتھ ہی مذہب نے کہا کہ خاموش، تسلیم و رضا نے میرا سر جھکا دیا اور میں نے سنا کہ کوئی کہہ رہا ہے:-

"خدا کی باتیں خدا ہی جانے"

---

میں جانتا ہوں کہ مجھے اس حادثۂ جانکاہ نے تباہ کر دیا، اور میرے بچے بے سروسامان رہ گئے، اور میرا قلب اتنا متاثر ہے کہ میں واردات قلب کے کالموں میں اس کے سوا کوئی مضمون نہ لکھ سکا، لیکن میرا ایمان ہے کہ لا تتحرک ذرۃ الا باذن اللّٰہ (اللہ کی اجازت بغیر ذرہ بھی حرکت نہیں کرتا) اور میرا ایمان ہے کہ خدا کا کوئی کام مصلحت سے خالی نہیں اور وہ اپنے بندوں پر نامہربان نہیں، پس یہ جو کچھ ہوا اسی میں فلاح و بہبود مضمر ہوگی۔ بچے تلخ دواؤں سے روتے ہیں، مریض جراح کے نشتر سے مضطرب ہوتا ہے لیکن کون کہہ سکتا ہے کہ یہ اضطراب نادانی پر مبنی نہیں ہے۔ عسیٰ ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم (ہو سکتا ہے کہ تمہیں کوئی بات بُری معلوم ہو لیکن آگے چلکر وہ تمہارے لیے بھلی ثابت ہو) ان مواقع پر رنج و ملال کا بڑا سبب یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو غیر فانی سمجھ لیتا ہے، اگر ہم اپنی موت کو یقینی خیال کریں تو ہمیں دوستوں اور عزیزوں کی موت سے بہت کم صدمہ ہو کیونکہ پھر تو یہ صورت قرار پاتی ہے کہ:-

آج تم کل ہماری باری ہے

---

# ناظرین سے التجا

رسالۂ دین و دنیا کے معزز ناظرین جو اپنی نیک طینتی اور علم دوستی کی بنا پر مجھ ہیچمدان سے محبت رکھتے ہیں مجھے اس مصیبت میں دیکھکر یقیناً متاسف ہوں گے۔ لیکن میں اُن سے التجا کرتا ہوں کہ وہ اظہار ہمدردی و تعزیت کی تکلیف نہ گوارا کریں بلکہ اگر اُنہیں فی الحقیقت مجھ سے محبت و ہمدردی ہے تو وہ خلوص دل کے ساتھ بقدر فرصت کچھ پڑھ پڑھ کر میری مرحوم بیوی کو اُس کا ثواب بخش دیں، کیونکہ میرے نزدیک یہی سچی ہمدردی اور یہی سچی تعزیت ہے اور اس سے میری روح کو تسکین اور مرحومہ کی روح کو ثواب حاصل ہوگا، اور محترم پڑھنے والے بھی داخل حسنات ہونگے

ونتوکل علی اللّٰہ ھو نعم المولیٰ وھو نعم النصیر

سیّد ظہور احمد وحشی

---

# وحدت و محبت کا ایک پیام

بینِ ہمہ جا عارفِ آگاہ ہو اللہ — دُرویش ہو اللہ شہنشاہ ہو اللہ
اللہ طلبی رو برہِ عشق نطقِ امی — العشق ہو اللہ ہو اللہ ہو اللہ

دنیا نفاق و عداوت اور تعصب و تشدد کے مرض میں مبتلا ہے، اس مرض کا علاج جس قدر ضروری ہے اُسی قدر دشوار ہے، ہزاروں قابل دماغ اور دردمند دل اُس کے علاج میں کوششیں کر رہے ہیں مگر کوئی کوشش کارگر نہیں ہوتی بلکہ علاج سے مرض میں اور زیادتی ہو رہی ہے۔

جس پھوڑے میں پیپ پڑ جاتی ہے اُسکو اگر کسی بیرونی علاج سے دبا دیا جائے تو وہی پھوڑا کسی دوسرے حصۂ جسم میں نمودار ہو جاتا ہے، اسلیے باہمی نفرت و عداوت اور تعصب و تشدد کو کم کرنے کے لیے جتنی بھی سطحی اور خارجی کوششیں سیاسی، تمدنی یا معاشرتی مصالحتوں کے ذریعہ سے کی جائینگی، گو اُن سے عارضی تسکین ہو جائے لیکن پائدار نصب العین حاصل نہیں ہوگا

یہ مرض **روح** کا ہے اور اس کا علاج صرف یہ ہے کہ روح انسانی کے **علوی احساسات** اور **توحیدی** جذبات کو بیدار کیا جائے۔ انسان کو اس کی **اصلی حقیقت** اور **زندگی کے راز** سے آگاہ کیا جائے اور اُسکو **وحدت و محبت** کی اُس **لاہوتی منزل** پر پہنچا دیا جائے جہاں وہ **من و تو** کے جھگڑوں سے آزاد ہو جائے اور **توہی تو** کا دم بھرنے لگے۔

اسی لیے تمام **روحانی اطبا** یعنی عارفانِ خدا اور صوفیائے باصفا اپنی **موحدانہ** تعلیمات کے ذریعہ سے انسان کو ہمیشہ **عرفانِ نفس و عرفانِ حق** کی جانب متوجہ فرماتے رہے ہیں اور اسی اعلیٰ ترین روحانی مقصد کو اپنا مطمح نظر بنا کر اُن تمام روحانی مفاسد کی اصلاح و بیخ کنی میں کامیاب ہوئے ہیں جو انسان کی بربادی و ہلاکت کا باعث ہیں۔

میرے مرشد قبلہ، پیکر عشق، صوت الحق **حضرت صوفی عنایت خاں صاحب** مدظلہٗ بھی، جو ایک باکمال روحانی طبیب اور خدا رسیدہ صوفی بزرگ ہیں، اسی **عرفانی مقصد** کے لیے چودہ سال سے **یورپ و امریکہ** میں وحدت و محبت اور اسرارِ حقیقت و معرفت کی تعلیم و تلقین فرما رہے ہیں اور آپ کے اُس **روحانی شفاخانہ** سے جس کا نام **صوفی آرڈر** ہے ہر مذہب و ملت اور ہر مسلک و مشرب کے ہزار ہا باشندگانِ مغرب نفرت و عداوت اور تعصب و تشدد کے روحانی مرض سے نجات پا کر وحدت و محبت اور باہمی ہمدردی و رواداری کی پرسرور فضا میں عافیت و اطمینان کی زندگی بسر کرنے لگے ہیں۔

ہندوستان میں تعصبات و مناقشات، نفرت و عداوت، فتنہ و فساد، مابین مذاہب و بعض بعض کی جو مہلک وبا روز بروز ترقی کر رہی ہے اُسکے انسداد و علاج کی اشد ضرورت کو محسوس فرما کر حضرت قبلہ صوفی صاحب ممدوح اور آپ کی خلیفۂ خاص مادر محترمہ **حضرت مرشدہ رابعہ اے مارٹن** رئیسۂ امریکہ نے مجھ فقیر کو اس خدمت پر مامور فرمایا ہے کہ میں یورپ کے **صوفی آرڈر** کے نمونہ پر ہندوستان میں بھی

**ہر مذہب و ملت کے وسیع الخیال صوفی منش دوستوں کا ایک حلقہ**

بناؤں اور اپنے تمام برادران و خواہران وطن کو اس میں شرکت کی دعوت دوں چنانچہ میں نے اپنے مرشدانِ عظام کے حکم اور اپنے خدائے عزوجل کی توفیق و تائید سے شہر دہلی میں صوفی منش احباب کا ایک **اشتراکی مرکزِ عمل** قائم کیا ہے جس کا نام

## "حلقۂ وحدت"

رکھا ہے اور جسکا **مقصد وحدت و محبت کی تبلیغ، صوفیانہ تعلیمات و خیالات کی اشاعت اور طالبانِ حق کی باطنی تعلیم و تلقین ہے**۔ صوفیوں کا یہ حلقہ کسی خاص مذہب و فرقہ کا حلقہ نہیں ہے اور نہ اُسکے مقاصد میں کوئی ایسی بات داخل ہے جو کسی مذہب و ملت کے اصول کے خلاف ہو، اس لیے **حلقۂ وحدت** میں ہر مذہب و ملت اور ہر مسلک و مشرب کے وہ تمام وسیع الخیال زن و مرد شامل ہو سکتے ہیں جو دنیا میں وحدت و محبت اور امن و عافیت کو پھیلانا اور تعصب و تشدد اور نفرت و عداوت کو کم کرنا چاہتے ہیں۔

حلقۂ وحدت کی ممبری کے لیے کسی فیس داخلہ یا چندہ وغیرہ کی شرط نہیں ہے ہر وہ شخص اس حلقہ کا رکن یا ممبر ہو سکتا ہے جو روحانیت و تصوف کا سچا ذوق رکھنے کی بنا پر صدق دل سے مندرجۂ ذیل عہد نامہ پر دستخط کرے اور حلقۂ وحدت کے مقاصد کی تبلیغ و تکمیل میں امکانی کوشش کرنے کے لیے تیار ہے۔

## عہد نامہ یہ ہے

میں مذہب ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کا پیرو ہوں، میرا عقیدہ ہے کہ صرف میرا مذہب بلکہ خدا کا کوئی مذہب بھی ایسی تعلیم نہیں دیتا جو وحدت و محبت اور ہمدردی و رواداری کے خلاف یا نفرت و عداوت اور فتنہ و فساد کی ترقی کا باعث ہو، اس لیے میں صدق دل سے عہد کرتا ہوں کہ میں حتی الامکان کسی مذہب کی تذلیل، کسی مذہبی بزرگ کی توہین اور کسی پیرو مذہب کی دل آزاری نہیں کروں گا۔ سب انسانوں کے ساتھ محبت و رواداری اور ہمدردی و خلوص سے پیش آؤں گا اور دنیا میں الفت و ارتباط کے پھیلانے اور تعصبات و اختلافات کے مٹانے کی کوشش کروں گا، اس عہد کے ساتھ میں خدا اور خدا کی مخلوق کی خدمت کی نیت سے **حلقۂ وحدت** میں شامل ہوتا ہوں اور اُس کے مقاصد سے دلی ہمدردی رکھنے کا اعلان کرتا ہوں، خدا اس مسلکِ وحدت و محبت پر مجھکو قائم رکھے۔

دستخط ۔ نام اور پتہ وغیرہ

اس عہد نامہ میں کوئی بات ایسی نہیں ہے جسکی بنا پر کسی وسیع الخیال پیرو مذہب کو اُسکے قبول کرنے یا اس پر دستخط کرنے میں تردد و تامل ہو، اس لیے میں اپنے تمام

**ہندو، مسلمان، عیسائی، سکھ، پارسی اور یہودی**

بھائیوں سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ سب اپنے اپنے مذہب پر قائم رہ کر حلقۂ وحدت کے اُس مرکزِ وحدت و محبت پر جمع ہو جائیں جو مذہب و ملت، ذات پات، رنگ و نسل اور قومیت و وطنیت کے ظاہری امتیازات کی حد سے باہر ہے اور تیز روحانی ترقیات کے ذریعہ سے اُس **لاہوتی بلندی** پر پہنچنے کی کوشش کریں جہاں وحدت و محبت کے سوا اور کچھ نظر نہیں آتا۔ جہاں کفر و ایمان اور حق و ناحق کی آوازیں کانوں تک نہیں پہنچتیں اور جہاں تمام ہستی [illegible] ہو کر پکارتی ہے ؎

کافرِ عشقم مسلمانی مرا درکار نیست — ہر رگِ من تار گشتہ حاجتِ زنار نیست

جو صاحبان مرشد قبلہ حضرت صوفی عنایت خاں صاحب اور آپکے صوفیانہ خیالات کے متعلق مزید معلومات حاصل کرنیکے خواہشمند ہوں وہ دفتر حلقۂ وحدت، دہلی سے رسالہ **تبلیغ نامۂ وحدت و محبت** منگا کر پڑھیں یا ہفتہ وار اخبار [illegible] کے خریدار ہو جائیں جو انشاء اللہ عنقریب دہلی سے شائع ہوگا، اور جو احباب حلقۂ وحدت کے ممبر یا رکن ہونا چاہیں [illegible] مضمون پر دستخط کر کے اور اپنا پورا نام و پتہ صاف صاف لکھ کر اس فقیر کے پاس بھیج دیں [illegible] ہوتی ہے فی امان اللہ ٭

احسان الحق ۔ فقیر عشقی
خلیفہ مرشد قبلہ حضرت صوت الحق صوفی عنایت خاں صاحب [illegible]
ناظم حلقۂ وحدت، [illegible] دہلی

# وفی انفسکم افلا تبصرون

خود تم میں خدا کی نشانیاں ہیں۔ کیا تم نہیں دیکھتے؟

ستم است گر ہوست کشد کہ بسیر سرو و سمن درآ
تو ز غنچہ کم نہ دمیدۂ در دل کشا بچمن درآ

ایک انگریزی شاعر کا قول ہے "اُن چیزوں کو عجیب و غریب مت خیال کرو جو تمہارے علم سے باہر ہیں، بلکہ زندگی کے جملہ اطراف جن کا ہم روزانہ مشاہدہ کرتے ہیں خزانہ حیرت سے معمور ہیں۔" عرفی شیرازی رح نے اس مضمون کو کس ایجاز و اختصار سے بیان کیا ہے ؎

ہر کس نہ شناسندۂ راز است وگرنہ
اینہا ہمہ راز ست کہ معلوم عوام است

اگرچہ قادر مطلق نے کائنات کو راز سربستہ بنایا، مگر انسانی عقل کو فطرۃً راز جوئی کا مادہ بھی عطا کیا ہے، اور یہی اس کی خلعت فاخرہ ہے، باہمی تعلقات و خواص اشیا کا علم انسان کو خلافت الٰہی کا مستحق ہی نہیں بناتا۔ معرفت الٰہی کی "سدرۃ المنتہیٰ" تک پہنچانے میں بھی دستگیری و رہنمائی کرتا ہے۔

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا } خدا سے اہل علم ہی ڈرتے ہیں

مشہور فلاسفر ہربرٹ سپنسر گویا اسی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

"اس میں شک نہیں کہ بہت سا سائنس جو رائج ہے اس میں لامذہبی کی روح غالب ہے، مگر نہ اس سچے سائنس میں جو سطح سے گزر کر تہ تک پہنچ گیا ہے۔"

"موجودہ عالم اور اس کی علت کی نسبت نوع انسان کا طرز عمل تحسین ناشناس کا مصداق ہے، سچے سائنس داں کو مظاہر قدرت کے متغیر تعلقات کا علت و معلول کے لازوال علاقہ کا، نیک و بد نتائج کے لزوم کا، کامل یقین ہو جاتا ہے وہ یہ بات دیکھتا ہے کہ ایک مقررہ آئین کے موافق جزا و سزا ملتی ہے، نافرمانی کے بد نتائج اٹل ہیں، قوانین کی پابندی سے ہر شے کی رفتار بیشتر زیادہ تر کمال، اعلیٰ تر خوشی کی طرف رجوع ہوتی ہے۔

زندگی کے رازہائے سربستہ کے ساتھ جو تعلق ہم کو ہے اس تعلق کا اور خود اپنے نفس کا صحیح تصور سائنس ہی کی بدولت حاصل ہو سکتا ہے، سائنس ان تمام باتوں کو بتاتا ہے جن کا جاننا ممکن ہے، ساتھ ہی اس حد کو جس کے آگے کا حال ہم کو کچھ معلوم نہیں ہو سکتا اور ادراک عقد العلل کے محال ہونے کو کھلم کھلا تسلیم کرا لیتا ہے اس بات کو برای العین مشاہدہ کرا لیتا ہے کہ عقل انسانی سے برتر ہستی کے سامنے عقل انسانی عاجز و قاصر ہے، اس پردۂ اسرار کے آگے جس میں قادر علی الاطلاق چھپا ہوا ہے جس میں کوئی شخص باریاب نہیں ہو سکتا، اس کی روش عاجزانہ ہے صرف سائنس کے سچے بے ریا عالم کی نظر میں قادر مطلق کی قدرت سب چیزوں پر حاوی ہے، نہ صرف انسانی علم بلکہ انسانی خیال و قیاس سے بھی برتر ہے کائنات حیات و ادراک اسی قدرت کے کرشمے ہیں۔"

کیا خوب فرمایا ہے شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے۔

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم
وز ہرچہ دیدہ ایم و شنیدیم و خواندہ ایم

شجر علم میں یہ مبارک و شیریں ثمر کیونکر نہ ہو جب کہ حقیقت یہ ہے۔

"سچا سائنس اور سچا مذہب توام بھائی ہیں، ان کی باہمی جدائی یقیناً دونوں کی موت ہے، سائنس میں جس قدر مذہبی روح ہوگی ٹھیک اُسی مناسبت سے وہ ترقی کرے گا، اور جہاں تک سائنس کی سطح پر مذہب کی بنیاد قائم ہوگی ٹھیک اسی مناسبت سے مذہب سرسبز ہوگا" (ہکسلی)

کیسا سچا قول ہے امام غزالی رح کا۔

من لم یعرف الھیئۃ والتشریح فھو عنین فی المعرفۃ اللّٰہ۔ } جو ہیئت و تشریح نہیں جانتا وہ معرفت الٰہی میں نامرد ہے۔

یوں تو "درختانِ سبز" کا ایک "برگ" بھی "معرفت کردگار" کا ایک "دفتر" ہے لیکن علم ہیئت سے جو عظمت اور علم تشریح سے جیسی قدرت الٰہی ظاہر ہوتی ہے وہ اپنی دلچسپی اور دلاویزی اور تاثیر میں اپنی نظیر آپ ہے۔

ہمارا مادی جسم فی نفسہ ایک دنیا عظیم ہے۔ اگر کماحقہ اس کا علمی مشاہدہ کیا جائے تو انسان گوہر مقصود کی آرزو لیے ہوئے دریائے حیرت میں غرقاب ہو جائے اور بالآخر علم و فضل تسلیم کرنے کے لیے مجبور ہو۔

کیف تکفرون باللّٰہ وکنتم امواتا فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیہ ترجعون۔ } تم کیونکر خدا کا انکار کر سکتے ہو تم معدوم تھے اس نے تمہیں پیدا کیا، تمہیں مارے گا پھر جلائیگا، پھر تم اسکی طرف لوٹ کر جاؤ گے۔

عجائبات قدرت کے متعلق ایک مشہور انشا پرداز رقمطراز ہے:۔

"تشریح داں کہتے ہیں کہ انسان کا جسم کروروں چھوٹی چھوٹی تھیلیوں سے مل کر بنتا ہے جن میں سے ہر ایک کو خلیہ کہتے ہیں ہر خلیہ میں بے شمار ذروں کے مجموعے ہیں پھر ہر ذرہ سالموں میں تقسیم ہوتا ہے اور ہر سالمہ نہایت باریک چھوٹے چھوٹے جزوں میں منقسم ہوتا ہے، جن میں سے ہر ایک جز و برقیہ کے نام سے موسوم ہے، برقیوں کو انسان آج تک تقسیم کرنے اور اجزا میں تحلیل کرنے پر قادر نہیں ہو سکا۔

انسان کے جسم کا ہر خلیہ بجائے خود زندہ ہے، سانس لیتا ہے، کھاتا ہے اور خاص کام انجام دیتا ہے اس لحاظ سے انسان کے جسم کے ایک گوشہ میں اس قدر زندہ مخلوقات آباد ہے کہ ان کی تعداد روئے زمین کے اُن انسانوں کی تعداد سے جو اب جیتے ہیں اور جو اب سے پہلے مر چکے ہیں بہت زیادہ ہے۔

انسان ان چھوٹے چھوٹے باریک جانداروں کی نظر میں جو اس کے جسم کے اندر پیدا ہوتے اور مرتے رہتے ہیں مثل ایک بڑی دنیا کے ہے، مگر جب انسان کرۂ زمین پر نظر دوڑاتا ہے تو اپنے مقابلہ میں اس کو ایک بڑی دنیا خیال کرتا ہے حالانکہ زمین بمقابلہ آفتاب عالمتاب کے نہایت حقیر چیز ہے، پھر آفتاب بھی اس فضا کے مقابلہ میں جس کی کوئی انتہا نہیں ہے مثل اس ذرہ کے ہے جو سمندر کے کنارے پر ہو، لارڈ کالون کا قول ہے کہ ایک سالمہ پانی کے قطرہ

کے مقابلہ میں اتنا ہی چھوٹا ہے جتنا کہ مٹی کا ایک ٹیلا کرۂ زمین کے مقابلہ میں ہے۔

اگر تم چاہو کہ اس لا انتہا فضا کو جو نظر کے سامنے ہے ستاروں سے خالی کرو اور ایک مہا سنکھ ستر سنکھ ستارے ہر سکنڈ میں خارج کرتے جاؤ تو اس کے لیے جو مدت درکار ہوگی اس کا اندازہ ایک مہا سنکھ ستر سنکھ کو اسی عدد میں ضرب دینے سے ہو سکتا ہے۔

کیا یہ قدرت کے حیرت انگیز عجائبات نہیں ہیں جنہوں نے اندر اور باہر سے انسانوں کو گھیر رکھا ہے، قرآن مجید میں ایک آیت کا مضمون یہ ہے۔ اے انسانو! تمہارے پروردگار کی فوجوں اور لشکروں کا اندازہ خود اس کے سوا کوئی نہیں کرسکتا لا اعلم جنود ربك الا هو، اس میں کیا شک ہے، اگر انسان خود اپنے جسم ہی کی زندہ مخلوقات کو شمار کرنا چاہے تو اس کے پاس اتنے عدد نہیں ہیں جو ان کے شمار کے لیئے کافی ہوسکیں، پھر اگر وہ اپنے جسم سے باہر خدا کی لا انتہا مخلوقات پر نظر اور خیال دوڑائے تو ان کا اندازہ کیونکر کرسکتا ہے، باوجود اس کے بعض انسان ہیں جو اس عظیم الشان ہستی کو فراموش کرجاتے ہیں، جو اس وسیع الفضا کائنات پر حکمران ہے اور جس کے وجود پر کائنات کا ہر ذرہ علی الاعلان گواہی دے رہا ہے، یہ وہ نادان اور مغرور انسان ہیں جن کی نسبت کلام ربانی میں کہا گیا ہے کہ ان کے کان ہیں مگر وہ سنتے نہیں، ان کی آنکھیں ہیں مگر وہ دیکھتے نہیں، ان کے دل ہیں مگر وہ سوچتے نہیں، اُن کی زندگی جانوروں کی سی ہے بلکہ وہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں

نوجوان ناظرین! کیا ان نادان اور مغرور انسانوں کی طرح ایک لمحہ کے لیے تمہارے دل میں بھی یہ خیال آسکتا ہے کہ یہ وسیع کائنات جو زندگی اور ترتیب و انتظام سے بھرپور ہے مثل اس ملک کے ہے جس پر کوئی حکمران نہیں ہے"

| | |
|---|---|
| يا ايها الانسان ما غرك بربك الكريم الذى خلقك فسوك فعدلك فى اى صورة ما شاء ركبك۔ | اے انسان خدائے بزرگ کے متعلق تجھے کس چیز نے بہکایا جس نے تجھ کو پیدا کیا پھر ٹھیک کیا، پھر برابر کیا جس صورت میں چاہا تجھ کو بنایا۔ |

(عبد الکریم خاں صاحب)

# ٹھوکریں کھاتے ہوئے پھرتے ہیں مسلم دردر

(بلیغ صاحب کے قلم سے)

اے صبا تو ہی ذرا یثرب و بطحا جا کر
عرض کرنا با دب پیشِ تسیم کوثر

باغ اسلام کہ تھا وقف نسیم رحمت
صرصرِ جور حوادث سے ہوا زیر و زبر

دل بجھایا ہے تصادم نے ہر اک مسلم کا
شورشِ دہر نے ہر سمت اٹھایا ہے دو سر

جس چمن میں ترے الطاف کی چلتی تھی نسیم
اُس میں اب قہر ہے چلتی ہے سموم و صرصر

پاؤں جمنے نہیں دیتا فلک سینہ سیاہ
ٹھوکریں کھاتے ہوئے پھرتے ہیں مسلم دردر

کوئی دنیا میں نہ ملجا ہے نہ ماوا اُن کا
چرخ ظالم سے برستے ہیں ستم کے پتھر

تنگ ہے اُن پہ جہاں اور نہیں راہ گریز
پاؤں رکھنے کو ٹھکانا ہے نہ ملجا نہ مفر

تیرہ بختی سے ہے ادبار ہی اُن کا حصہ
جاہ و اقبال نے مدت ہوئی باندھا بستر

تیری امت ہوئی اس طرح شہید حرماں
بیکسی بھی نہیں روتی ہے سرہانے آ کر

تیرے خدام ہیں پابستۂ زنجیر بلا،
تنگ ہیں جینے سے جتنے کہ ہیں اصغر اکبر

لٹ گیا جاہ و حشم علم و عمل سب اُن کا
چشم زخم فلک پیر یہ پہنچا وہ ضرر

زار حالت ہوئی ایسی کہ عیاذاً باللہ
ہو گیا فرش زمیں پر انہیں چلنا دو بھر

اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی تو
لیجیے پھر خدا اپنے غلاموں کی خبر

تا بکے ہم رہیں آوارۂ دشت حرماں
تا بکے پھرتے رہیں دربدر و خاک بسر

داستانِ غمِ دل آہ سنائیں کس کو
خستہ حالی کا کہیں کس سے فسانہ جا کر

اور کس سے کریں فریاد زبوں حالی کی
کوئی غمخوار نہیں تیرے سوا یا سرور

ماجرائے غمِ پرسوز ذرا سن لیجے
اے رسولِ عربی چارہ گر زخمِ جگر

المدد قافلہ سالارِ رسولانِ اُمم
والی عاصیان ابرار پہ آلِ اطہر

# کتب بینی کا شوق

ہم یہ مانتے ہیں کہ کتب بینی دنیا کا سب سے بہتر مشغلہ ہے، کتاب تنہائی کی مونس ہے، باوفا دوست ہے۔ ہمدرد ساتھی ہے، مگر مونس کے لیے اپنے آپ کو فراموش کر دینا۔ دوست کے لیے اپنے آپ کو بھلا دینا کونسی دانشمندی ہے سب سے زیادہ دلچسپ بات یہ ہے کہ آپ مونس کے خواستگار ہیں مگر اس کو اپنا نشان نہیں بتاتے، آپ باوفا دوست کو بلاتے ہیں مگر پتہ بتانا کسرِ شان سمجھتے ہیں کتاب منگانے کا شوق جب آپ کے دل میں پیدا ہوتا ہے اس وقت آپ کتاب کے نام کے علاوہ سب کچھ بھول جاتے ہیں، نہ پتہ ہوتا ہے نہ آپ کا نام، ایسے خطوط روزانہ دو تین دفتر میں وصول ہوتے ہیں، کتاب کے نام کے ساتھ ذرا اپنے نام کے لکھنے کی بھی تکلیف گوارا کر لیا کیجیے، اس قدر انکسار اور ایثار سے کام نہ لیجیے۔

منیجر

# خط و کتابت کے وقت

خریداری نمبر کا ضرور حوالہ دیجیے، رسالہ کے ریپر سے خریداری نمبر دیکھ کر نوٹ کر لیجیے

پتہ ہمیشہ یہ لکھیے

علی مظفر ہاشمی۔ منیجر خواجہ بک ڈپو و رسالہ دین و دنیا دہلی

# عمر کا بہترین حصہ

"برادر مکرم ابو المظفر سید محمد انوار صاحب ہاشمی کی ترغیب سے ابھی حال میں میں نے ایک کتاب "اولاد کی تربیت" لکھی ہے۔ کتاب جیسی کچھ ہے وہ آپ کے سامنے آ جائیگی۔ میں نے ترجمان فطرت حضرت مولانا سید ظہور احمد صاحب سے اولاد کی تربیت کے دیباچہ کے لیے درخواست کی حضرت مولانا نے اپنی علالت اور پریشانیوں کے باوجود بھی مجھ حقیر کی التجا کو رد نہ کیا اور دیباچہ لکھدیا۔ میں نے دیباچہ کو توقع اور اُمید سے کہیں زیادہ بہتر پایا۔ یہ دیباچہ مفید بھی ہے اور دلچسپ بھی اس لیے میرا جی چاہا کہ دین و دنیا کے خریدار بھی اس سے بہرہ اندوز ہوں، دیباچہ کے بعض مفید اقتباسات ذیل میں درج کیے جاتے ہیں"

(نہمی)

عزیز اللہ نہمی کی کتاب "اولاد کی تربیت" دیکھکر حافظہ نے اُنگڑائی لی صفوان کی تصویر آنکھوں میں پھر گئی، آہ اُس زمانہ کی تصویر جب لڑکپن رخصت ہونے کے لیے جوانی سے گلے ملتا ہے، جب عمر بلوغ کی منزل میں پہلا قدم رکھتی ہے، جب فطرت عیش و راحت کے مناظر کو دور سے دیکھ لینے کی اجازت دیدیتی ہے، جب رگوں میں نئے خون کی گردشیں اُمنگوں کو صلائے عام دیتی ہیں، جب شباب کی برقی رو اعصاب میں دوڑتی پھرتی ہے، زندگی کا یہ عجیب ترین زمانہ ہے، انسان کو ایسی کشمکش اور اضداد کی جنگ عظیم کے مواقع اس زمانہ سے بڑھکر کبھی پیش نہیں آتے، اُس کا دل مختلف جذبات کے ہجوم سے گھرا جاتا ہے اور اُس کے کان مختلف صداؤں کو سُنتے سُنتے تھک جاتے ہیں، والدین یہ چاہتے ہیں کہ وہ ۲۴ گھنٹے اپنی تعلیم اور نوشت وخواند میں مصروف رہے اُستاد اور اتالیق چاہتے ہیں کہ مستقبل کے نشے میں وہ سرشار رہے، عزیز و اقربا اُس میں فرشتوں کا کیرکٹر تلاش کرتے ہیں، بزرگوں کی تمنا ہے کہ وہ صوم وصلوٰۃ کا پورا پابند ہو، لیکن دوسری طرف نفس جو بلوغ کے مرحلوں سے گزر رہا ہے اُسے بہیمیت کی طرف مائل کرتا ہے، جذبات جن کی آفرینش شروع ہو چکی ہے اُسے حسن و محبت کی جانب توجہ دلاتے ہیں۔ بُرے ہمنشیں اُسے گناہ کے راستے دکھاتے ہیں، مخرب اخلاق لٹریچر اُسے بداخلاقی اور بدوضعی کی تعلیم دیتا ہے، غرض ایک نوجوان کا دل بڑی کشمکش اور کشاکش میں مبتلا ہوتا ہے، ہر قدم پر اُس کے لیے ایک نئی ترغیب ہے، ہر لحظہ اُسے نیکی اور بدی دست وگریباں نظر آتی ہے، اُس کا ایک کان اگر فرشتوں کی عزیمتوں اور آیتوں کی آواز سنتا ہے تو دوسرا کان ابلیس کے افسونوں کی نذر ہوتا ہے، جن لوگوں کی تقدیر اچھی ہے وہ نوجوانی کے اس کڑے امتحان میں پورے اُترتے ہیں اور تمام جذبات و حالات پر فتح پاکر آخرکار عروس کامیابی سے ہمکنار ہوتے ہیں، لیکن بدنصیبوں کے لیے اس پل صراط سے عبور دشوار ہوتا ہے، وہ جذبات اور حالات کا شکار رہ جاتے ہیں اور تمام عمر ناکامی و نامرادی کی گرفت سے اُنہیں آزادی نصیب نہیں ہوتی۔

کسی شاعر نے خوب کہا ہے کہ یہ وہ زمانہ ہوتا ہے جب انسان کو سنگ تراشی کے آلات اور سنگ مرمر کا ایک ٹکڑا دیا جاتا ہے اور اُس سے کہا جاتا ہے کہ اپنے مستقبل کا مجسمہ تیار کرو۔ گویا انسان کے اختیار میں ہے کہ اپنے مستقبل کو اچھا یا بُرا جیسا چاہے بنالے۔ درحقیقت مستقبل کی کامیابی و ناکامی اور رنج و راحت کا انحصار اسی زمانہ پر ہے، انسان کو صرف پانچ سال کی مدت یعنی ۱۵ سے ۲۰ سال تک کا زمانہ اپنی تمام عمر کی اصلاح و فلاح کے لیے عطا ہوا ہے، جس طرح کہا جاتا ہے کہ الدنیا مزرع الاخرۃ (دنیا آخرت کی کھیتی ہے) اُسی طرح یہ مدت تمام عمر کی کھیتی ہے، اس زمانہ میں کاشت ہوتی ہے اور زمانہ مابعد میں آخر عمر تک اس کاشت کی دِرَو ہوتی رہتی ہے، پس انسان جو کچھ اور جیسا کچھ بوتا ہے ویسے ہی ثمرات اُسے حاصل ہوتے ہیں۔

بہت کم ایسے لوگ ہوں گے جو اس زمانہ کو حسرت و افسوس کے ساتھ یاد نہ کرتے ہوں اور اپنی غفلتوں، غلطکاریوں پر سرد آہیں نہ کھینچتے ہوں، اور میری تو یہ حالت ہے کہ۔ ع

"میں تو موت بیچتا ہی شباب کے بدلے"

میں جب لڑکپن اور عنفوان کا تصور کرتا ہوں روح تڑپ جاتی ہے، اور آج جب کبھی کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو فوراً انصاف مجھے یہ جتا کر سر بگریباں کر دیتا ہے کہ یہ سب کچھ ابتدائی غفلت اور تن آسانی کا نتیجہ ہے، مجھے خوب یاد ہے کہ زمانۂ طالب علمی میں ایک دفعہ میں نے کسی کتاب میں ایک عربی شاعر کا ایک مصرع یہ تھا "ومن طلب العلی سہر اللیالی" (جو رتبہ چاہتا ہے وہ راتوں کو بیدار رہتا ہے) اس مضمون سے میں بہت زیادہ متاثر ہوا عموماً شب کو بعد نماز عشا سو جانے کا معمول تھا لیکن پھر میں کبھی بارہ بلکہ ایک بجے سے پہلے نہیں سویا۔ اور آدھی رات تک کتابوں کے مطالعہ میں مصروف رہتا تھا، گرمیوں کا موسم ہے، ۱۰ بج چکے ہیں، میرے ساتھ رہنے والے طالب علم کھلی چھت پر سو رہے ہیں اور ہوا کے خنک جھونکوں کا لطف اُٹھا رہے ہیں، میں دیوانہ کمرے میں بیٹھا ہوں، پسینے میں غرق ہوں، سامنے فتیلہ سوز روشن ہے، تکیہ پر کہنیاں ٹکی ہوئی ہیں اور آنکھیں کتاب پر جھکی ہوئی ہیں، عنفوان کا خون قیامت برپا کرتا ہے، کانٹوں پر نیند آتی ہے، ایک رات بے اختیار نیند آ رہی تھی اور شوق مطالعہ مغلوب ہوا جاتا تھا۔ میں نے جھنجلا کر چاقو اُٹھایا اور اپنی ایک اُنگلی کو کاٹ ڈالا، قیامت دیکھیے کہ پھر بھی نیند آئی، میں نے دیواروں سے چونہ کھرچ کر زخم پر گرڈا اور اس طرح نیند کو دور کیا۔ یہ نشان آج بیس سال کے بعد بھی میری اُنگلی پر موجود ہے۔ میرے شفیق اُستاد حضرت مولانا محمد فاروق صاحب مرحوم عباسی چڑیاکوٹی نے جو کچھ گمنام ہی کے نہیں بلکہ علامہ شبلی نعمانی مرحوم کے بھی اُستاد تھے مجھ سے ایک دفعہ فرمایا کہ میں نے اٹھارہ سال تک طالب علمی کی اور اس زمانہ میں کبھی تکیہ سر کے نیچے نہیں رکھا اور کبھی پرتکلف کھانا نہیں کھایا اور نہ اچھے کپڑے پہنے، مولانا حبیب الرحمن خاں صاحب شروانی جو اپنے علم و فضل کے ساتھ علی گڑھ کے بہت بڑے رئیس اور اس وقت قلمرو دکن میں نظامت امور مذہبی کے جلیل القدر عہدہ پر ممتاز ہیں ایک دفعہ اثنائے گفتگو میں مجھ سے کہنے لگے کہ "میں زمانۂ طالب علمی کے اُس فخر و ناز کو کبھی نہیں بھول سکتا جب میں مفتی لطف اللہ صاحب مرحوم سے پڑھتا تھا اور کھجور کی بوسیدہ چٹائیوں پر مؤدب بیٹھتا تھا" حضرت مولانا شاہ سلیمان صاحب پھلواروی جن کے نام سے بچہ بچہ واقف ہے ایک دن مجھ سے کہنے لگے کہ جب میں لکھنؤ میں حضرت مولانا عبدالحی فرنگی محلی سے پڑھتا تھا تو ایسی غریبانہ زندگی بسر کرتا تھا

کم سے تمام مصارف دو روپے ماہوار سے زیادہ نہیں ہوتے تھے۔

علمائے پیشین کی طالب علمی کے حالات پڑھکر اور بھی زیادہ عبرت ہوتی ہے۔ ایک بزرگ کا واقعہ میں نے پڑھا ہے کہ اُنہیں اتنا بھی میسر نہ تھا کہ شب کو چراغ جلائیں اس لیے وہ بے چارے رات کو سڑک پر جا بیٹھتے تھے، سرکاری لالٹین کی روشنی میں لکھتے پڑھتے تھے، پرہیزگاری کا یہ عالم تھا کہ اُن کے دل میں یہ خیال گزرا کہ سرکاری روپے سے جو لالٹین جلتی ہے وہ قابل اعتماد نہیں اور کون کہہ سکتا ہے کہ خزانہ شاہی کا تمام روپیہ مال حلال ہوتا ہے۔ بس اُنہوں نے سرکاری لالٹین کا استعمال بھی چھوڑ دیا اور یہ طریقہ اختیار کیا کہ تمام دن لکھنے پڑھنے میں مصروف رہتے تھے اور رات کو زندگی کی دوسری ضروریات پوری کرتے تھے، حضرت امام بخاریؒ جن کا نام آج اسلامی دنیا میں آفتاب کی طرح روشن ہے حقندر کے پتے اور جنگل کی بوٹیوں سے معدہ کی آگ سرد کر کے طالب علمی کا زمانہ بسر کیا، آپ کے سوانح میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ آپ طالب علمی کے زمانہ میں بہت بھوکے تھے اور کھانے کے لیے کچھ میسر نہ تھا، ایک شخص نے سیب چھیل کر کھایا اور جب وہ چلا گیا تو چھلکوں سے آپ نے پیٹ کو تسلی دی، ایک بغدادی عالم کے تذکرے میں مرقوم ہے کہ جب وہ تعلیم کے لیے سفر کرنے لگے تو مادر مشفقہ نے سو روٹیاں پکا دیں جنھیں وہ ایک گھڑے میں بھر کر ساتھ لے گئے۔ معمول یہ تھا کہ ایک روٹی پانی میں بھگو کر کھا لیتے تھے جب روٹیاں ختم ہو گئیں تو بادل ناخواستہ واپس چلے آئے، کھانا سب سے زیادہ ضروری ہے، جب اس کا یہ حال تھا تو اور ضروریات لباس وغیرہ کا اندازہ بآسانی کیا جا سکتا ہے، علمائے سابقہ کو بڑی دقت سفر میں درپیش ہوتی تھی، اُن کا سفر زیادہ تر پیادہ ہوتا تھا، بلکہ اپنا اسباب اور کتابوں وغیرہ کو لاد کر چلنا پڑتا تھا، طلب علمی کے سلسلہ میں اُنھیں ہزار ہزار کوس کا سفر درپیش ہوتا تھا اور وہ صحیح معنی میں سرور عالم کی اس مبارک ہدایت پر عمل کرتے تھے کہ "اطلبوا العلم ولو کان بالصین" (علم حاصل کرو خواہ چین کا سفر کیوں نہ کرنا پڑے، یعنی کیسے ہی دور دراز مقامات پر کیوں نہ جانا پڑے)

آجکل کے طالب علم خاصکر انگریزی مدارس کے طلبہ جن کے وقت کا بڑا حصہ شیونگ، بالوں کے سنوارنے اور کپڑوں کی آراستگی میں صرف ہوتا ہے، جب ان نامور بزرگوں کے حالات پڑھیں گے تو بشرطیکہ اُن کی تربیت اعلیٰ ہو اور اُن کی رگوں میں سچا اسلامی خون ہو اُن کا دل یہ چاہے گا کہ اپنے کوٹ پتلون اور فیشن کی چیزوں میں آگ لگا دیں۔

۱۵ سال سے بیس یا بائیس سال تک کی زندگی بالکل زاہدانہ اور لوازم عیش وراحت کی طرف سے بے پروا ہو کر بسر کرنی چاہیے، اگر کوئی شخص ایک اچھی ٹوپی پہنتا ہے تو تباہی میں پڑ جاتا ہے، اچھی ٹوپی کا تقاضا ہے کہ لباس بھی اچھا اور متناسب ہو، اچھا لباس چاہتا ہے کہ سواری کے بغیر راستوں میں نہ چلا جائے، جب سواری بھی بہم پہنچ گئی تو امیروں کے طبقہ میں انسان شامل ہو جاتا ہے، جن کا بیشتر حصہ فضولیات میں مصروف ہے اور نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ایک اچھی ٹوپی آخرکار تمام بربادیوں کا مقدمہ ثابت ہوتی ہے۔

عنفوان کا زمانہ عمر میں سب سے زیادہ کارآمد ہے اس کے کئی سبب ہیں، (۱) دل کا اوائل میں صفحہ سادہ اور ہر انعکاس کے لیے تیار رہتا ہے، تمام قویٰ ظاہری و باطنی ہر محنت کے لیے آمادہ و مستعد ہوتے ہیں (۲) انسان بال بچوں کے تفکرات سے آزاد ہوتا ہے اور اُس کے لیے کوئی ایسا مشغلہ نہیں ہوتا جس میں وقت اور قوت کا صرف ہو (۳) انسان عموماً فکر معاش سے آزاد ہوتا ہے اور اگر آزاد نہیں ہوتا تو اُسے اس سلسلہ میں کم سے کم وقت صرف کرنا پڑتا ہے کیونکہ کم سے کم ضرورتیں دامنگیر ہوتی ہیں (۴) عمر کا یہی حصہ ابتدائی حصہ ہونے کی وجہ سے اس قابل ہے کہ اُسے آئندہ زندگی کے اطمینان کے لیے صرف کیا جائے، نوجوانی کے بعد جو وقت آتا ہے وہ قویٰ کی پختگی، جذبات کی تکمیل، ضروریات زندگی کے اضافے اور تفکرات کی زیادتی کے لیے مخصوص ہے، پس جذبات اور خواہشوں کو بہترین طور سے عملی صورت میں لانے اور ضروریات کو پسندیدگی اور خوش اسلوبی کے ساتھ پورا کرنے کے لیے لازمی ہے کہ پہلے سے اُن کے لیے انتظام کیا جائے۔

جس طرح یہ زمانہ تعلیم کے لیے موزوں ہے اُسی طرح تربیت کے لیے بھی نہایت مناسب ہے، تربیت کا سلسلہ تعلیم سے پہلے شروع ہو کر تعلیم کے اختتام سے پیشتر ختم ہو جاتا ہے، تربیت کا مسئلہ تعلیم سے زیادہ نازک ہے، میں نے ایسے بہت سے لوگ دیکھے ہیں جو کافی تعلیم حاصل کرنے کے باوجود تربیت کی خامیاں رکھتے ہیں، ہم لوگوں کے موجودہ معیار کے مطابق عربی کے ایک باقاعدہ عالم اور انگریزی کے ایک گریجویٹ کو تعلیم یافتہ کہا جا سکتا ہے، لیکن آپ غور کریں گے کہ انہی تعلیم یافتہ اشخاص میں صدہا ایسے لوگ نکلیں گے جن کی حرکات اچھی تربیت کی کمی ظاہر کرتی ہیں، جب ایک گریجوایٹ جھوٹ بولتا ہے یا کسی کو فحش الفاظ سے مخاطب کرتا ہے، جب ایک تعلیم یافتہ صوم وصلوٰۃ کی پابندی نہیں کرتا، جب ایک عالم ریاکاری اور نمائش میں مصروف ہوتا ہے تو کیا ہم آسانی کے ساتھ یہ فیصلہ نہیں کر سکتے کہ اُس کی تربیت اس کہنہ سالی اور باکمالی کے باوجود خام ہے۔

میں اس وقت بفضلہ چار بچوں کا باپ ہوں اور اس لیے مجھے بچوں کی تربیت کے متعلق کافی تجربہ حاصل ہو چکا ہے اور میں اس پیراگراف میں جو کچھ لکھتا ہوں وہ ذاتی تجربہ پر مبنی ہے۔ میرے تجربہ کے مطابق بچہ کی باقاعدہ تربیت چالیس دن کے اندر شروع ہو جاتی ہے، جو مائیں اپنے بچوں کو مقررہ اوقات پر دودھ پلاتی ہیں اور اُن کے بول و براز کے لیے ضابطہ مقرر کر دیتی ہیں، باقاعدگی اُن کی گھٹی میں پڑ جاتی ہے، جس طرح اُن کے قویٰ نشو و نما پاتے ہیں اُسی طرح باقاعدگی بھی ترقی کرتی ہے اور اس کا اثر تمام معاملات پر پڑتا ہے، جب بچہ چھ سات ماہ کا ہو جاتا ہے تو جو چیزیں اُس کے سامنے آتی ہیں وہ اُس کے حافظہ کو ترقی دیتی ہیں، اور جب اُس کی عمر سال بھر سے متجاوز ہو جاتی ہے وہ اُن چیزوں کو پہچاننے لگتا ہے، پس جس گھر میں جیسی چیزیں ہوں گی ویسی ہی معلومات بچہ کو حاصل ہوں گی۔ میرا بچہ جس کی عمر دو سال سے کم ہے انڈیپنڈنٹ کا غذ اور کتاب وغیرہ کے امتیازات سے واقف ہے لیکن

بل اُس کی نظر سے گزرے تو اُس کا نام بھی نہیں بتا سکتا، اسی طرح ایک کسان کا بچہ ہل سے خوب واقف ہے اور قلم دوات سے نا آشنا ہے، دو سال کے بعد جب بچہ کی زبان پھوٹتی ہے تو وہ اُنہی الفاظ کا تلفظ کرتا ہے جو ماں باپ سے سنتا ہے بعض کم عقل یہ سمجھتے ہیں کہ بچوں کے لیے بہت سادہ زبان کی ضرورت ہے، ٹھیٹھ اُردو اُن کے لیے استعمال کی جائے، لیکن اُن کو یہ معلوم نہیں کہ بچہ کے لیے وہی زبان آسان ہے جسے وہ ماں باپ سے سنتا ہے، عربوں کا بچہ پہلے دن سے عربی بولتا ہے، ایرانیوں کا بچہ پہلے دن سے فارسی بولتا ہے، انگریزوں کا بچہ پہلے دن سے انگریزی بولتا ہے، اور جو کچھ بولتا ہے اُسے خوب سمجھتا ہے لیکن اُن کے نزدیک ایک ہندوستانی کا بچہ عربی فارسی الفاظ کسی طرح نہیں سمجھ سکتا، گویا اس بچہ کا "باوا آدم" بالکل نرالا ہے میرے خیال میں ہر طبقہ کے بچوں کی زبان جُدا ہوتی ہے، وہ ماں باپ کی زبان کے پابند ہیں اور یہ بالکل ظاہر ہے کہ شمس العلما مولانا ناصر الدین اور رحمن جولاہے کی زبان میں فرق ہے پس لازمی ہے کہ دونوں کی اولاد کی زبان میں بھی فرق ہوگا۔ جس طرح ایک دولتمند کا بچہ موٹر اور گاڑی سے واقف ہے اُسی طرح ایک سپاہی کا بچہ تلوار اور بندوق سے، ایک عالم کا بچہ تفسیر و حدیث سے، ایک حکیم کا بچہ معجون و شربت سے خوب آگاہ ہے۔ اقوال کی طرح افعال میں بھی بچہ ماں باپ عزیز اقربا، پڑوسیوں اور نوکروں سے سبق حاصل کرتا ہے، جس گھر میں روزے نماز کا چرچا ہوتا ہے بچے خود بخود دینداری کی طرف مائل ہوتے ہیں، جس گھر میں صوم و صلوٰۃ، قرآن کی تلاوت کا رواج نہیں وہاں بچے بھولے سے بھی خدا اور رسول کا نام نہیں لیتے، چونکہ بچوں کی ابتدائی عمر عورتوں میں بسر ہوتی ہے اس لیے وہ بڑی حد تک اُن کی عادات و اخلاق سے متاثر ہوتے ہیں، پس اگر عورتوں کی اخلاقی حالت اچھی ہے تو اُن کی اخلاقی حالت بھی اچھی ہوتی ہے، اس کے بعد لڑکے باپ، چچا اور دیگر رشتہ داروں کے ساتھ اُٹھتے بیٹھتے ہیں اور اس صورت میں ان کے اخلاق سے سبق لیتے ہیں، اگر ان کی اخلاقی حالت اچھی ہے تو اُن کی اخلاقی حالت بھی اچھی ہوتی ہے، کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ والدین کی زبان اور اخلاقی حالت بہت بہتر ہے لیکن اولاد کی زبان اور اخلاقی حالت بہتر نہیں، اس کا سبب یہ ہے کہ والدین اولاد کی نگرانی اور احتیاط نہیں رکھتے اور اُنہیں بد اخلاق اور فرومایہ زن و مرد سے خواہ وہ پڑوسی ہوں یا نوکر یا عزیز و اقربا ملنے جلنے کا موقع مل جاتا ہے، کبھی ایسا بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ بڑے بڑے علماء، اطبا اور ماہرین فنون کی اولاد بالکل ناکارہ ثابت ہوئی اور اپنے مورثوں کی بھی جانشینی کی بجائے اُن کی بدنامی اور رسوائی کا باعث ہوئی، اس کا سبب صرف یہ ہے کہ ایسے باکمال لوگ اپنے مشاغل میں اس درجہ مشغول و منہمک ہوتے ہیں کہ اُنہیں اولاد کی تربیت کا موقع نہیں ملتا اور اسی لیے کمال اُن کی ذات تک محدود رہتا ہے، اس کے برخلاف جن مورثوں کو اپنے وارثوں کی اعلیٰ تعلیم و تربیت کا موقع ملتا ہے اُن کی اولاد اگر اُن سے بڑھ کر قابل نہیں ہوتی تو اُن کے درجہ تک ضرور پہنچ جاتی ہے، میں ایسی صدہا مثالوں سے واقف ہوں، لیکن دو ایسے نام اس جگہ لکھتا ہوں جن سے ہر شخص واقف ہے یعنی حکیم محمود خاں مرحوم اور اُن کے خلف رشید حکیم عبد المجید خاں مرحوم۔ سر سید احمد خاں مرحوم اور اُن کے فرزند ارجمند مسٹر محمود مرحوم۔ پس جو والدین چاہتے ہیں کہ اُن کی اولاد تعلیم و تربیت کا بہترین نمونہ ہو اُن کو چاہیے کہ اپنے آپ کو اخلاق و عادات کا بہترین نمونہ بنا کر اُن کے سامنے پیش کریں اور ساتھ ہی بد اخلاق اور بد وضع عورتوں اور مردوں کی ہم نشینی اور اختلاط سے بچوں کو محفوظ رکھیں۔

ترجمان حضرت مولانا (سید ظہور احمد صاحب)

---

# فیشن

یورپ کے نظر فریب فیشن اور دلربا تمدن نے آجکل کے نوجوانوں پر ایسے جادو کے ڈورے ڈال رکھے ہیں کہ وہ سر وقت فیشن کے دیوانے اور روش مغربی کے متوالے نظر آتے ہیں۔ فیشن اگرچہ انگریزی لفظ ہے جس کے معنی وضع، قطع، طرز، انداز وغیرہ کے ہیں، مگر بدقسمتی سے ہم ہندوستانیوں خصوصاً مسلمانوں میں اس درجہ مقبول اور ہر دلعزیز ہو گیا ہے کہ شاید اس قوم میں بھی جس کی زبان کا یہ لفظ ہے نہیں ہوگا، ہمارا مقصد بیجا نکتہ چینی اور فضول اعتراضات نہیں بلکہ یہ بتانا ہے کہ فیشن کی اس کورانہ تقلید اور اغیار کے راہ و رسم کی اس غیر ضروری تتبع سے بیجا اسراف اور فضول اخراجات قوم کی گردن پر پڑ رہے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ کئی اچھے اچھے گھرانے اور مشہور خاندان اسی کی بدولت تباہ و برباد ہو گئے ؎

صاحب دولت تھے پہلے اب ہیں مفلس و ذلیل
ابتدا کچھ اور تھی یہ انتہا فیشن کی ہے

انگریزی تعلیم یافتہ حضرات تو فیشن کا اس درجہ تتبع کرتے ہیں کہ ان کا اٹھنا بیٹھنا چلنا پھرنا، کھانا پینا، پہننا اوڑھنا غرض ہر ایک بات فیشن کے مطابق و موافق ہوتی ہے اور ان کے خیال میں جو شخص فیشن ایبل نہیں وہ شریف نہیں، اور جب وہ شریف نہیں تو سوسائٹی میں اس کا درجہ کچھ نہیں، گویا تمام شرافت و انسانیت اور جملہ تہذیب و شائستگی کا دار و مدار اسی فیشن پر ہی ہے۔ انگریزی کی تعلیم حاصل کر کے اس خیال کا ہونا کہ رہنے کو بنگلہ، پہننے کو سوٹ بوٹ اور سیر و تفریح کو پارک، کھیلنے اور خوش گپیوں کے لیے کلب ضرور ہونا ضروری ہے، اب ایسا عام ہو گیا ہے کہ ۹۹ فیصدی جدید تعلیم یافتہ اس میں مبتلا ہیں۔ بنگلہ کے قریب کی مسجد میں جمعہ پڑھنا تو نصیب نہیں ہوتا، مگر کوٹھی سے چار میل کے فاصلہ پر جا کر لکچر روم میں فال آف اسلام (تنزل اسلام) پر لکچر دیتے ہیں، اپنی مادری زبان کے ساتھ ان کا یہ سلوک ہے کہ اردو بولنا، اردو پڑھنا تو درکنار اردو اخبارات کا چھونا تک گناہ کبیرہ سمجھتے ہیں۔ اسلامی کاموں کی رپورٹ سب سے پہلے آئی۔ ڈی۔ ٹی اور پاینیر میں چھپوائی جاتی ہے، سب سے بڑی قومی اور اسلامی کانفرنس میں تقریر صدارت انگریزی میں ہوتی ہے۔ العجب ثم العجب۔

کیا یہ باتیں کسی طرح بھی قوم کیلئے مفید اور کار آمد ہو سکتی ہیں؟ کیا اس فیشن اور اس طرز عمل سے ہمارے روزمرہ کے برتاؤ میں ایک قسم کی فضول نمائش، بیہودہ تکلفات و رسومات کی قیدیں نہیں پیدا ہو گئیں؟ کیا یہ باتیں قابل تحسین ہیں کہ ایک مسلمان کا فرزند اپنے اسلامی طرز عمل کو چھوڑ کر محض فیشن کی تقلید میں وہ باتیں اختیار کرتا ہے جس سے کسی فرد کا فائدہ متصور نہیں۔

اللہ اللہ! ایک زمانہ وہ تھا کہ مسلمان غیر اسلامی امور سے دور اور نمود و نمائش اور تصنع و بناوٹ کی زندگی سے سخت نفور تھے یا ایک دن یہ ہے کہ نہیں علوم یورپ کی وہ کونسی بانکی ادا ہے جس پر وہ لٹو ہو کر دین و ایمان صدقے کر رہے ہیں۔ اور نہیں معلوم کیوں اسلامی طریق سے انہیں اس قدر نفرت و تغافل ہے۔

ہمارے شہر کے تعلیم یافتہ اور فیشن ایبل مسلمانوں نے یوروپین تقلید میں ایک کلب گھر قائم کیا، اُس وقت ہمارا خیال ہوا تھا کہ یہ مسلمان اپنے اصلی اسلامی فیشن کو تو چھوڑ چکے ہیں اور اس کلب گھر کو جس کی ضرورت کو یورپ نے آج محسوس کیا ہے اسلام نے سوا تیرہ سو سال سے قائم کر رکھا ہے یعنی مسجدیں۔ جہاں مسلمان علاوہ عبادت کے باہم تبادلۂ خیالات بھی کر سکتے ہیں، اب چونکہ تعلیم یافتہ پارٹی نے مسجدوں میں جانا چھوڑ دیا ہے، کلب گھر میں ہی جمع ہو کر مسلمانان پنجاب کے چوٹی کے لوگ اور اعلیٰ قابلیت کے اچھے خیال اور عمدہ دل و دماغ کے اصحاب جمع ہو کر غریب مسلمانوں کی بہتری کی تجاویز اور قومی ترقی و بہبودی کے وسائل سوچیں گے، اور اسلامی معاملات پر خوب بحثیں ہوا کریں گی، جیسا کہ اہل یورپ کا طریقہ اور فیشن ہے کہ جہاں چار انگریز اکٹھے ہوتے ہیں ملکی و قومی بہتری کے وسائل سوچتے ہیں، اور بڑے بڑے اہم اور ضروری مسائل وہاں حل کر لیتے ہیں، مگر افسوس ایسا ہرگز نہیں ہوتا ہاں صرف اس قدر ہے کہ دو چار مسلمان شام کو اچھے خاصے صاحب بہادر بنکر، منہ میں سگار دبا کر، ہاتھ میں ٹینس کا بلا لیکر ذرا اُچھل کود لیتے ہیں اور بس، اس سے زیادہ کوئی بات نہیں

بعض دلدادگان فیشن جن کے اندر انگریزیت اس قدر سرایت کر گئی ہے کہ اب وہ نام کے مسلمان رہنا بھی نہیں پسند کرتے، فیشن کی تقلید میں اسلامی ناموں کی بجائے فیشن ایبل نام رکھتے ہیں، مثلاً حسن علی سے "ہنرلی" پیر حسن سے "پیرسن" اور عبدالرزاق سے "اے راجک" وغیرہ وغیرہ۔ بعض بعض عورتیں بھی اب فیشن کی طرف مائل ہوتی جاتی ہیں اور وہ بھی مردوں کی طرح انگریزی نام رکھنا باعث فخر و عزت سمجھتی ہیں، چنانچہ بہت سی ایسی تعلیم یافتہ خواتین ہیں جنہوں نے اپنے اسلامی ناموں پر ایسا انگریزی کا ملمع چڑھایا ہے کہ ہرگز تمیز نہیں ہو سکتی کہ وہ مسلمان ہیں یا عیسائی جیسے صفیہ سے "سوفیا" اور رضیہ سے "روزا" وغیرہ اور ابھی کیا ہے مسلمان گھبرائیں نہیں اگر یہی لیل و نہار ہے تو ہندوستان کی عورتیں انگلستان کی عورتوں سے کچھ کم نہ رہیں گی ؎

یہ کوئی دن کی بات ہے اے مرد ہوشمند    غیرت نہ تجھ میں ہوگی نہ زن اوٹ چاہیگی
آتا ہے اب وہ دور کہ اولاد کے عوض    کونسل کی ممبری کے لیے ووٹ چاہیگی

اس لکھنے سے ہمارا مقصد تعلیم نسواں کی مخالفت ہرگز نہیں بلکہ عورتوں کے لیے تعلیم اُسی قدر ضروری ہے جس قدر مردوں کے لیے مگر وہ طریقہ ہرگز قابل پسند و تحسین نہیں جو بجائے مفید کے مضر ہو، اور وہ مضر اور غیر مفید طریق یہی کورانہ تقلید اور مذہب سے بے اعتنائی ہے اور اسی کورانہ تقلید کی وجہ سے مسلمانوں کو ایسا سخت نقصان پہنچ رہا ہے کہ جس کی تلافی سالہا سال میں بھی ناممکن ہے۔

سچ بات تو یہ ہے کہ مسلمان تا وقتیکہ اسی تیرہ سو سال کے پرانے فیشن کو نہ اختیار کریں گے جس سے ان کے اسلاف قرون اولیٰ میں معزز تھے ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتے۔ یا بالفاظ دیگر یوں کہنا چاہیے کہ وہ قوم مٹ جائیگی جس نے اپنے اسلاف کے نقش قدم کو چھوڑ دیا ہو۔ ترجمان حقیقت ڈاکٹر اقبال نے کیا ہی خوب کہا ہے ؎

اس دور میں سب مٹ جائینگے ہاں زندہ رہے گا باقی وہ
جو قائم اپنی راہ پہ ہے، جو پورا اپنی ہٹ کا ہے

مسلمانو! خدارا اس نمود و نمائش اور بیہودہ فیشن اور بناوٹ کو چھوڑ دو۔ ورنہ یہ کہیں کا نہ رکھے گا۔ اسی فضول خرچی اور فیشن نے ٹرکی کا کیا حال کیا اسی فیشن کی بدولت مولائی عبدالعزیز (جو فیشن کا اس درجہ متوالا تھا کہ اہل مراکو اُسے عبدالفرانسیس کہتے تھے) نے مراکو کا ستیاناس کر ڈالا۔ ایران کا فیشن ایبل بادشاہ (محمد علی مرزا) ملک و قوم دونوں کے لیے باعث تباہی و بربادی ہوا۔

(محمد اسمٰعیل خاں نظامی)

# چوری

اسلام میں چوری کی سزا داہنے ہاتھ کا کاٹنا ہے اور اگر دوبارہ کرے تو بائیں پاؤں کا کاٹنا ہے، یہ سزا بہت سخت ہے اور بظاہر وحشیانہ معلوم ہوتی ہے لیکن غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ وحشیانہ نہیں ہے۔ چوری کی یہ سزا محض تنبیہ کے لیے مقرر ہے ورنہ شرعی شرائط ایسے ہیں کہ بہت کم صورتوں میں ایسی سزا دی جاتی ہے یعنی قیدیں ایسی لگائی گئی ہیں کہ جلدی ہاتھ کٹنے کی نوبت نہیں آتی اور جہاں کہیں ایک کا ہاتھ کٹا تو صد ہا دور دور تک چور چوری کرنا چھوڑ دیتے ہیں، کٹا ہوا ہاتھ ہمیشہ لوگوں کو تنبیہ اور عبرت دیتا رہتا ہے سہ بارہ چوری کی صورت میں قید اور تعزیر ہے، قید کی سزا اسلام میں بہت کم ہے آزادی زندہ قوموں میں سب سے زیادہ عزیز سمجھی جاتی ہے، فقہا نے دس درم سے کم مالیت کی چوری میں ہاتھ کاٹنا روا نہیں رکھا ہے اور چوری کی نوعیت و حالت میں اتنی قیدیں لگائی ہیں کہ ہر کوئی بھولا بھٹکا ایک آدھ مرتبہ چوری کرلے وہ ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں پاتا۔ تمام شرطوں اور قیدوں کے منطبق کرنے سے وہی چور اس سزا کے قابل ٹھہرتے ہیں جو پکے نے مشاق ہیں۔

(مولوی احسان اللہ عباسی)

# رسائل کی روح

## خود غرضی کی ممانعت اور مساوات کی ترغیب

حدیث شریف میں وارد ہے۔ جو بخاری شریف اور مسلم شریف وغیرہ معتبر کتب احادیث شریفہ میں موجود ہے لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْهِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِهٖ۔ تم میں سے کوئی شخص کامل الایمان اس وقت تک نہیں ہو سکتا کہ اپنے بھائی کے لیے وہی چیز پسند نہ کرے، جو اپنے لیے پسند کرتا ہو۔ اور ابن حبان کی روایت ان الفاظ میں ہے:-

لَا یَبْلُغُ الْعَبْدُ حَقِیْقَةَ الْاِیْمَانِ حَتّٰی یُحِبَّ لِلنَّاسِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِهٖ۔ بندہ حقیقت ایمان تک اُس وقت تک نہیں پہنچ سکتا جبتک کہ لوگوں کے لیے وہ چیز محبوب نہ جانے جو اپنے لیے محبوب جانتا ہے۔

## خود غرض لوگوں سے خطاب

جو لوگ خود غرضی کو کام میں لاتے ہیں اور صرف اپنے حقوق کا خیال رکھتے اور دوسروں کے حقوق پامال کرتے ہیں ان کو ڈرنا چاہیئے کہ ایک روز پروردگار عالم کے روبرو کھڑا رہنا ہوگا اور اپنے اعمال کی جواب دہی کرنی ہوگی۔ جبکہ ہر ذرہ کی بابت سوال ہوگا میزان عدل قائم ہوگی، یہاں کے اعمال تولے جائیں گے۔ اللہ پاک کا ارشاد ہے:- وَنَضَعُ الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطَ لِیَوْمِ الْقِیٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَیْئًا۔ قیامت کے دن ہم میزان عدل رکھیں گے، اس دن کسی پر ذرا بھی ظلم نہ ہوگا حتٰی کہ آقا اور غلام، بالادست اور ماتحت وغیرہ میں بھی انصاف ہوگا پھر بائع و مشتری کہاں چھوٹ سکتے ہیں۔

## آقا اور غلام میں انصاف

مسند امام احمد، ترمذی شریف اور بیہقی میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے مروی ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ! میرے زرخرید غلام ہیں مگر وہ نافرمانی کرتے ہیں خیانت میں مجھے جھٹلاتے رہتے ہیں، ان باتوں پر میں ان کو مارتا اور برا بھلا کہتا ہوں، میرا کیا حال ہوگا۔ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ان لوگوں نے تمہاری جس حد تک نافرمانی اور خیانت اور تکذیب کی ہے اور تم نے ان کو جتنی سزا دی ہے اس کا حساب ہوگا، اگر تمہاری دی ہوئی سزا کم ثابت ہو تو فضیلت تم کو حاصل رہی اور اگر قصور و سزا دونوں برابر ہوں تو بس بدلہ ہو چکا تم پر ان کا کوئی الزام نہیں اور تم کو ان پر کوئی فضیلت نہیں، اور اگر حساب میں تمہاری سزا ان کے قصور سے بڑھکر ثابت ہوئی تو تم سے اس کا بدلہ لیا جائیگا۔ یہ سنتے ہی وہ بزرگ رونے لگے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تم قرآن پاک کی یہ آیت کریمہ نہیں جانتے وَنَضَعُ الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطَ لِیَوْمِ الْقِیٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَیْئًا۔ ہم قیامت کے دن میزان عدل رکھیں گے اس دن کسی پر ذرا بھی ظلم نہ ہوگا۔

یہ سُن کر ان بزرگ نے عرض کی یا رسول اللہ! اس سے بہتر تو یہی ہے کہ میں ان غلاموں کو آزاد کر دوں۔ پس یہ کہکر انہیں آزاد کر دیا۔

## خوفِ خدا کی فضیلت

فرض کیجیے کہ ایک شخص کسی بُرے کام کے کرنے پر قادر ہے مگر وہ لوگوں کے ڈر سے نہیں کرتا ہے، اور ایک شخص ایسا ہے کہ اللہ سبحانہ کے خوف سے نہیں کرتا، اگرچہ معصیت نہ کرنے میں دونوں برابر ہیں، حق تعالےٰ کے پاس کسی کو بھی سزا نہ ہوگی، لیکن پہلے شخص کے لیے اللہ پاک کے پاس کچھ اجر بھی نہیں ہے بخلاف دوسرے شخص کے کہ وہ مستحق اجر ہے نہ صرف اجر آخرت بلکہ دنیا میں بھی اس کا نعم البدل پائے گا۔

## تجار کو سیر چشمی سے کام لینا چاہیئے

عام حالات کے مدنظر تجار کی مالی حالت بہ نسبت خریداروں کے بہتر ہوتی ہے، ایسی حالت میں تاجروں کو سیر چشمی سے کام لینا چاہیئے، اگر خریداروں کی مالی حالت اچھی ہے تو ان کو بھی ایسا ہی عمل کرنا مناسب ہے آنحضرت سرور دو عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خرید و فروخت کے معاملے میں سیر چشمی پر عمل پیرا ہونے والوں کے حق میں دعا فرمائی ہے، سبحان اللہ آپ خود رحمۃ للعٰلمین اور آپ کی دعا بھی سراسر رحمت و برکت کا موجب چنانچہ بخاری شریف اور ابن ماجہ شریف میں آپ کا یہ ارشاد درج ہے۔

رَحِمَ اللّٰهُ عَبْدًا سَمْحًا اِذَا بَاعَ سَمْحًا اِذَا اشْتَرٰی۔ سَمْحًا اِذَا اقْتَضٰی۔ اس بندہ پر خدا کی رحمت جس نے بیچنے میں فیاضی سے کام لیا اور اس پر بھی جس نے خریدنے میں فیاضی کی۔ اور اس شخص پر بھی جس نے قرض کی ادائیگی میں فیاضی کی۔

## خرید و فروخت میں سیر چشمی کرنیوالا اللہ کا محبوب ہے

ترمذی شریف اور مستدرک حاکم میں یہی مضمون اس طریقہ سے ادا فرمایا گیا ہے:- اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ سَمْحَ الْبَیْعِ سَمْحَ الشِّرَآءِ سَمْحَ الْقَضَآءِ۔ بیچنے، خریدنے، اور قرض ادا کرنے کے موقع پر سیر چشمی اور فیاضی سے کام لینے والوں کو اللہ سبحانہ دوست رکھتا ہے، یہ ظاہر ہے کہ اللہ پاک کو ہمارا دوست رکھنا اتنی اہمیت نہیں رکھتا ہے جتنا کہ حق تعالیٰ کا ہمکو محبوب جاننا۔ کیسے مبارک ہیں وہ تجار جو معاملات بیع و شرا میں فیاضی سے کام لیکر حق تعالیٰ کی جناب سے درجۂ محبوبیت حاصل کرتے ہیں اور بخاری شریف کی حدیث کے بموجب حق تعالیٰ کی رحمت کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔ سبحان اللہ! سبحان اللہ۔ اس سے بڑھکر اور کیا چاہیے؟

## حضور سرور عالم کا اخلاق

حضور جب خیبر کی لڑائی میں تشریف لے گئے تو ایک یہودی کی عورت گوشت میں زہر ملا کر پکا کر آپ کے واسطے لائی ۔ اس عورت کی دلجوئی کے خیال سے وہ گوشت نوش فرمانا شروع کیا ، ایک ہی نوالہ کھایا تھا کہ اُس گوشت سے آواز آئی کہ یا رسول اللہ میرے اندر زہر ملایا ہوا ہے ۔ آپ مجھے نوش نہ فرمائیں ، حضور نے کھانا بند کر کے اُس عورت سے فرمایا کہ تو نے اس گوشت میں زہر ملایا ہوا ہے ، عورت نے کہا کہ آپ کو کس نے بتایا ہے ، فرمایا کہ مجھے خود اس گوشت نے خبر دی ہے ، عورت نے کہا کہ حضور مجھ سے خطا ہو گئی ہے ، معاف فرمائیں حضور نے فوراً معاف فرما کر فرمایا کہ تو نے یہ فعل کیوں کیا ، عرض کیا کہ اس خیال سے کہ اگر آپ سچے نبی ہوں گے تب تو آپ کو کچھ ضرر نہ ہوگا ، اور اگر جھوٹے ہونگے تو آسانی سے جان چھوٹ جائیگی ، حضور نے اس کا قصور فوراً معاف فرما دیا ۔ لکھا ہے کہ جب حضور نے وفات پائی تو اُسی زہر سے تکلیف اٹھائی ۔ چنانچہ حضور نے قریب موت کے وقت فرمایا کہ وہی زہر میری شہ رگ کو کاٹ رہا ہے ۔ سبحان اللہ حضور نے آپ صیبت اُٹھائی عورت سے کسی قسم کا بدلہ نہیں لیا ۔ چنانچہ اپنی خاطر کسی دوسرے شخص سے بدلہ نہ لینا منزل سلوک کا اعلیٰ رکن ہے ، اس منزل کو حضور نے طے کر کے امت کے واسطے نمونہ چھوڑا ۔

## مجھے فنا نہیں

میں موت کے نام سے گھبراتا تھا کیونکہ مجھے اُس کی اصلیت معلوم نہ تھی ۔ یہی ایک خلش تھی جو مجھے ہر گھڑی بے چین اور ہر لمحہ مضطرب و بے قرار رکھتی تھی ، میرے خیالات کا وسیع میدان تیرہ و تاریک تھا جس میں اکثر دفعہ میں نے ٹھوکریں بھی کھائیں مگر قدم پیچھے نہ ہٹایا ، میں اپنی آرزو کو پہلو میں لیے اس خوفناک جنگل میں نہایت تیزی کے ساتھ چلا جا رہا تھا کہ سامنے سے ایک دھندلی سی روشنی نمودار ہوئی جس نے جلد ہی ایک نورانی شعلہ کی صورت اختیار کی ، اب اُس جنگل میں اُجالا ہی اُجالا تھا ، ابھی میں اُس خوشنما منظر کا لطف اُٹھا رہا تھا کہ ایک دلکش صدا نے مجھے اپنی طرف متوجہ کر لیا "اَلْمَوْتُ جِسْرٌ یُوصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ" یہ وہ صدا تھی جس نے میرے مقصد کو حل کر دیا ، میں سمجھ گیا ۔ میں وہ چیز ہوں جسے اللہ تعالیٰ نے امر ربی کے پاک لفظ سے موسوم کیا ہے ، اور ہرگز ضائع ہونے والی نہیں ، میری ذات روزِ ازل سے ہے اور تا ابد رہے گی ، پہلے میری وہ صورت تھی جو ظاہری نظروں سے پنہاں تھی ، اب میں ایک مکان میں بند ہوں جو جسم کہلاتا ہے اور عنقریب وہ دن آنے والا ہے کہ میں اس قید سے آزاد ہو جاؤں گا ۔ جس وقت میں اس جسم کی قید سے آزادی حاصل کر رہا ہوں گا جب میں ان فانی مذاق کو آنکھ کی پتلیوں سے الوداع کہہ رہا ہوں گا تو مجھ سے محبت کرنے والی جو جُدا ہونا نہیں چاہتی تھیں ان کو میری فرقت پر پچھتانا نہ رہے گا ہوگی کا شاید نہیں بلکہ معلوم ہوگا کہ میں زندگی کی منزل کی طرف قدم بڑھا رہا ہوں ۔

(الناظر)

## مدینہ یاد آتا ہے

تڑپ جاتا ہے دل جس دم مدینہ یاد آتا ہے
کسی کے سبز گنبد کا نظارہ یاد آتا ہے

وہ چرچہ یاد آتا ہے وہ خطبہ یاد آتا ہے
وہ باغوں میں قُبا کے ہائے گیلا یاد آتا ہے

فضائے دشت و صحرا ابھی کھنچ جاتی ہے آنکھوں میں
وہ جلوہ دامن کوہ احد کا یاد آتا ہے

ہے عثمان غنی کا فیض کیا آج تک جاری
بھر آتا ہے یہ دل جب بیر رومہ یاد آتا ہے

اُتر آتی ہے صورت آنکھ میں خمسہ مساجد کی
وہ میدان قبلتین پاک کا کیا یاد آتا ہے

بہا کر تو ہی اے سیل سرشک خوں مجھے لیچل
کہ وادی عقیق اور بیر عروہ یاد آتا ہے

وہ کوہ سلع کی چھوٹی پہاڑی باشامی پر
وہ خوش منظر وہ دلکش اس کا دکھا یاد آتا ہے

تصور مشک بیزی کر رہا ہے خاک طیبہ کا
مجھے رہ رہ کے باب عنبریہ یاد آتا ہے

وہ منزل گاہ زواری کی شہر طیبہ میں
جسے سب لوگ کہتے ہیں سقائہ یاد آتا ہے

دل آویزی رساتے کی تو دیکھی وہ عمارے کی
مجھے اک اک گلی ایک ایک کوچہ یاد آتا ہے

بس اب سیراب کر دے ہو گیا پیاسا میں برسوں کا
مجھے پانی تراسے مین زرقا یاد آتا ہے

وہ مسجد جسکے اندر جلوہ فرما فخر عالم ہیں
مجھے فرقت میں اُس کا گوشہ گوشہ یاد آتا ہے

وہ چھت وہ در وہ محراب وہ دالان اور دروازے
فلک ہے سائباں جس کا وہ رملا یاد آتا ہے

کبھی ہیں عرش پر نظریں کبھی ہیں خلد میں آنکھیں
وہ منبر یاد آتا ہے وہ روضہ یاد آتا ہے

قریب روضۂ اطہر قریب حجرۂ انور
وہ صدیقہ کا پیارا اسطوانا یاد آتا ہے

خدا کا نام جس پر گونجتا ہے آپ کے آگے
رئیسیتہ کا وہ عالی منارہ یاد آتا ہے

حجاب اُٹھ جائیں ابتو میری چشم شوق سے یارب
وہ جالی یاد آتی ہے وہ پردہ یاد آتا ہے

پڑا ہوں سامنے کعبے کے سجدے میں مگر مجھکو
وہ محراب نبوت کا مصلّا یاد آتا ہے

وہ رونق شہر کی وہ زائروں کا ازدحام مجھے
دکھا دے پھر الٰہی وہ زمانہ یاد آتا ہے

بہار مرقد شاہ شہیداں کس طرح بھولوں
رجب کے ماہ میں رجبی کا میلا یاد آتا ہے

بقیع پاک میں ہے کون کون آسودہ کیا کہیے
مجھے اک اک لحد ایک ایک قبا یاد آتا ہے

وہیں کی مجھکو مٹی کر کے مجکا نا مرے مولا
کہ اس خاک زمیں کا ذرہ ذرہ یاد آتا ہے

مدینے میں پہنچ جاؤں تو مکے کو نہیں بھولوں
الٰہی مجھکو مکے میں مدینہ یاد آتا ہے

مشرف مرکز رہا کرتی تھی جس کا ذات معصومی
وہ خاصان خدا کا مجھکو حلقہ یاد آتا ہے

(صادق)

## رسالت

رسالت کا منصب معمولی منصب نہیں ، رسالت بہت بڑا مرتبہ اور بہت بڑا فیضان ہے ، جو کوئی انسان حاصل کر سکتا ہے ، اور وہ بھی اپنی کوشش سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ۔ رسول صحیح عامل ہوتا ہے کلام الٰہی کے احکام کا ، اُس کی نسبت احکام الٰہی کے برخلاف کرنے کا خیال کرنا بھی ضعف ایمان کی دلیل ہے ۔ جناب رسالتمآب محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی صحیح نمونہ ہے قرآن مجید کے عمل کا ، اور قرآن مجید صحیح بیان ہے جناب کی حیات طیبہ کا ۔ جناب کی حیات طیبہ ہمارے سامنے نہیں ہے ، لیکن قرآن مجید ہمارے سامنے ہے اس لیے جناب کی حیات طیبہ کے

ہر عمل کی صحت کی جانچ کا واحد ذریعہ صرف قرآن مجید ہے۔ تواتر، تعامل صحابۂ کرام کے بیانات، اُن کے افعال و اعمال، حدیث ۔ فقہ، اقوالِ ائمہ سب کی صداقت کا معیار قرآن مجید ہے، مطلب یہ کہ حدیث، فقہ تواتر تعامل وہی درست ہے جو قرآن مجید کی آیات محکمات کے مطابق ہے کسی شارع کا یہ منصب نہیں ہے کہ وہ شریعت کو وضع کر لے، بلکہ اُس کا منصب یہ ہے کہ وہ خدا کی بتائی ہوئی شریعت کو صحیح صحیح بیان کرے، شریعت جو اپنے آپ کو کلام الٰہی یعنی قرآن مجید کے مطابق ثابت نہیں کرتی شریعت کہلانے کی مستحق نہیں ؎

## مساوات اور اسلام

خانہ کعبہ کی مرمت، مسجد نبوی کی تعمیر اور غزوہ خندق کے موقع پر شہنشاہِ دو جہاں جسم اطہر پر مزدوروں کا لباس پہنکر تین فاقوں کی حالت میں مٹی کھودتا ہے، پتھر اُٹھاتا ہے، ایک مرتبہ کھری چارپائی پر لیٹا ہوا ہے حجرہ میں ایک طرف مٹھی بھر جو ہیں دوسری طرف کھونٹی ہیں ایک کھال لٹک رہی ہے حضرت عمر دیکھکر رو دیتے ہیں، حضور سبب دریافت فرماتے ہیں، عرض کیا جاتا ہے کہ "قیصر و کسریٰ باغ و بہار کے مزے لوٹ رہے ہیں، آپ پیغمبر ہو کر اس حالت میں ہیں" جواب ملتا ہے کہ "کیا تم اس پر راضی نہیں کہ قیصر و کسریٰ دنیا لیں اور ہم آخرت"

فتح خیبر ہوتی ہے، مال غنیمت کے حصے لگائے جاتے ہیں، حضور بھی عام مجاہدین کے برابر ایک حصہ لیتے ہیں فتح عظیم کے بعد کعبہ میں شاہنشاہی اسلام کا پہلا دربار عام منعقد ہوتا ہے، اس دربار میں جملہ جباران قریش موجود ہیں، ان میں اسلام اور اسلام کے حامیوں کو گالیاں دینے والے بھی ہیں، حضور کے راستے میں کانٹے بچھانے والے بھی ہیں، وعظ میں ایڑیاں لہولہان کر دینے والے بھی ہیں، حالت نماز میں چادر کی رسی سے گلا گھونٹنے والے بھی ہیں اور ستمدید گان اسلام کو گرم ریت پر لٹا کر گرم لوہے سے سینوں پر داغ دینے والے بھی ہیں۔

سرور کونین منبر پر کھڑا ہو کر خطبہ میں ارشاد فرماتا ہے "اے قوم! جاہلیت کا غرور اور نسب کا افتخار خدا نے مٹا دیا تمام لوگ آدم کی نسل سے ہیں، اور آدم مٹی سے بنے تھے"

یہ ارشاد فرما کر رحمۃ للعالمین اُن جباران قریش کی طرف نظر اٹھاتے ہیں، وہ کانپ اُٹھتے ہیں ارشاد ہوتا ہے، جانتے ہو میں تم سے کیا معاملہ کرنے والا ہوں" قریش جواب دیتے ہیں "تو شریف بھائی ہے اور شریف برادر زادہ ہے" ارشاد ہوتا ہے "تم پر کچھ الزام نہیں جاؤ سب آزاد ہو"

یہ ہے وہ اسوۂ حسنہ جس میں مساوات کے نظارے دکھائی دیتے ہیں۔ حضور کا ارشاد ہے:۔

"خدا تعالیٰ اُس شخص سے بہت خوش ہوتا ہے جس سے اُس کی مخلوق کو فائدہ پہنچے، دوسری حدیث ہے "مظلوم کی مدد کرو خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم" ایک جگہ اور ارشاد ہے "اگر تم اپنے خالق سے محبت رکھتے ہو تو پہلے بنی نوع سے محبت کرو" حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد یہ "مساوات" عام خلفائے راشدین کے آغوش میں نشو و نما پاتی رہی، جن کے عہد میں خلیفہ عمال حکومت، رعایا، مسلمان ذمی سب کی یکساں حالت تھی"

(الموٴمن)

# معلومات

## درازی عمر کا نسخہ

کہتے ہیں کہ سکندر نے آب حیات کی تلاش میں اپنی تمام قوتیں صرف کر دی تھیں۔ مگر وہ چار ہاتھ پھر بھی لب بام رہ گیا "شاید اسے چشمہ حیات کا صحیح پتہ نہیں ملا کہ، وہ تاریکیوں میں ٹکراتا پھرا، وہ مصیبت کے پہاڑوں میں راستہ بھول گیا، افسوس ہے سکندر کی رہبری کے لیے موجودہ ڈاکٹر نہ تھے ورنہ تمام مشکلیں آسان ہو جاتیں، نہ سمندر کا سفر پیش آتا، نہ تاریکیوں کے ہیبت ناک منظر دیکھنے پڑتے، ایک مغربی سند یافتہ ڈاکٹر آب حیات کو "لیمینیڈ" کی شکل میں پیش کر دیتا۔ سنا ہے کہ ایک مغربی ڈاکٹر نے سالہا سال کی متواتر کوششوں کے بعد درازی عمر کا ایک عجیب و غریب نسخہ دریافت کیا ہے، وہ نسخہ یہ ہے کہ ایک لیمنو روز کھالیا کرو، تندرستی بحال رہیگی اور عمر بھی عمر نوح بن جائیگی، اگر یہی تحقیقات کی سرگرمی رہی تو آج سے دو ہزار سال قبل کا دور پھر واپس آجائیگا، اور وہ چیزیں جنہیں آج سے ہزاروں سال قبل کالے ہندوستانی دریافت کر چکے ہیں یورپ کے مایہ ناز ڈاکٹروں کی تحقیقات کا سارٹیفکیٹ لیکر پھر نئے دور میں رواج پا جائینگی۔ کیا فرماتے ہیں ڈاکٹر انصاری گل بنفشہ اور برگ گاؤزباں کے بارے میں؟

## دھوپ کی مشین

امریکہ کے ایک ماہر سائنس داں نے ایک ایسی مشین تیار کی ہے جس کے ذریعہ سے مصنوعی دھوپ پیدا کی جاسکتی ہے، امریکہ کے سائنس داں کہتے ہیں اس دھوپ نے نیچر کو بھی شکست دیدی ہے کیونکہ مصنوعی دھوپ کی مدد سے پودوں کی نشو و نما اصلی دھوپ سے بھی زیادہ ہوسکتی ہے۔ خدا جانے یہ خیال کس حد تک درست ہے ہم تو صرف اتنا جانتے ہیں کہ ہمارے پڑوس میں ایک عہد شباب کے تمنائی رہتے ہیں، انکے نقلی دانت لگے ہوئے ہیں، جب وہ کھانا کھاتے وقت گزشتہ کی یاد سے برسر پیکار ہوتے ہیں تو پلیٹ میں ایک ہڈی کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ اگر یہی کیفیت اس دھوپ کی بھی ہے تو پھر سبحان اللہ ایک کی بجائے دو اور دو کے بجائے چار پودے پیدا ہوں گے، پودوں کی نشو و نما کے لیے یہ دھوپ مفید ہو یا نہ ہو مگر انگلینڈ کے کہر آلود فضا کو صاف کرنے کے لیے یہ اچھی ایجاد ہے، لندن کی خوبصورت سڑکوں میں اس دھوپ کی چمک سے اور بھی چار چاند لگ جائیں گے۔

## بولنے والا صندوقچہ

ستون حنانہ کے متعلق یہ روایت مشہور ہے کہ حضور سرور عالم اس ستون سے اپنی پشت مبارک لگا کر وعظ فرمایا کرتے تھے، کچھ مدت کے بعد جب حضور نے منبر پر کھڑے ہو کر وعظ فرمانا شروع کیا تو یہ ستون آپ کی پشت مبارک کے شرف سے محروم ہوگیا۔ اور اس ستون کو حضور کی جدائی کا اتنا رنج ہوا کہ ستون سے رونے کی آواز آتی تھی، مغرب کے پالش شدہ دماغ اس روایت کا مذاق اڑاتے تھے، حال ہی میں ایک جدید انکشاف ہوا ہے کہ امریکہ کے ایک پادری نے ایک خیراتی صندوقچہ ایجاد کیا ہے جب اس صندوقچہ میں ایک پیسہ ڈالا جاتا ہے تو گھنٹی بجتی ہے۔ ایک آنہ ڈالنے پر صندوقچہ سے "آفرین" کی صدا بلند ہوتی ہے، اور اگر خالی ہاتھ رکھا جائے تو آواز آتی ہے کہ "دنیا میں کوئی سخی نہیں" کیا نئی روشنی کے تربیت یافتہ دماغ سائنس کی اس حدیث پر بھی یقین نہیں کرینگے؟

غریب مفلوک الحال ہندوستانیوں کی گداگری تمام دنیا میں مشہور ہے مہذب ممالک اس گداگری کو نہایت حقارت اور ذلت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ غریب ہندوستانی بھی گداگری کو عیب سمجھتے ہیں، لیکن اگر اسی عیب کو مہذب پیرایہ میں عمل میں لایا جائے تو شاید یہ ذلت ذلت نہ رہے سچ تو یہ ہے کہ "عیب کرنے کے لیے بڑے ہنر کی ضرورت ہے"۔

## جہنمی ایجاد

انگلستان سے سائنس کی ایک عجیب و غریب ایجاد کی اطلاع موصول ہوئی ہے، اگر یہ سچ ہے تو دنیا میں ایک زبردست انقلاب پیدا ہو جائیگا۔ مسٹر لیتھیوس نے شعاعوں سے ایسی حرارت پیدا کرنے کی ترکیب معلوم کر لی ہے جس کے ذریعہ سے دور دراز فاصلہ پر انسانوں کو جلا کر فنا کیا جاسکتا، گولی بارود اور دوسرے جنگی سامان دور سے بیٹھے بیٹھے خاکستر کر سکتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ ان شعاعوں کی مدد سے ایروپلین کے مقناطیسی پرزوں کو بیکار کر کے زمین پر گرایا جا سکتا ہے، خدا رحم فرمائے قرب قیامت ہے، اشرف المخلوقات نے اپنے بھائیوں کو فنا کرنے کے لیے کیسی کیسی عجیب ایجادیں بہم پہنچائی ہیں" اللہ کرے عقل و فہم اور زیادہ"۔

## مچھلیوں کی محبت

ایک مغربی سوداگر نے مچھلیوں سے اس قدر موانست و محبت پیدا کر لی ہے کہ وہ تالاب میں جس طرف جاتا ہے مچھلیاں اس کے پیچھے پیچھے چلتی ہیں لیکن اگر کوئی دوسرا شخص ان کو اپنی طرف مائل کرنا چاہتا ہے تو اس کے دھوکے میں نہیں آتیں، خدا ہمارے ہندوستانی بھائیوں کو مچھلیوں جیسی سمجھ عطا فرمائے تاکہ وہ اپنے سچے رہنما کو پہچان سکیں۔

## جراثیم کے رنگ کا اثر انسان پر

ایک انگریز ڈاکٹر نے ایک نہایت ہی آسان طریقہ ایجاد کیا ہے جس سے سرخ بال بالکل سیاہ کیے جاسکتے ہیں اور خاکی رنگ کے بال ہر رنگ میں تبدیل ہو سکتے ہیں اس ایجاد کی مدد سے جسمانی رنگ بھی تبدیل کیا جاسکتا ہے یہ ایجاد عمل میں لائی جارہی ہے۔

ان ہندوستانیوں کو جو مغربی وضع قطع میں ملبوس ہونے کے بعد اپنی کالی رنگت پر دست افسوس ملا کرتے ہیں خوش ہونا چاہیے کہ جو لوگ تمہارے لیے یہ عجیب پوشاک لائے ہیں بہت جلد تمہارے چہرے کی سیاہی بھی دور کردینگے مگر "مساوات" پھر بھی ناممکن ہے، کاش یورپ کے بیدار مغز سائنس داں کوئی ایسی بھی ایجاد کرتے جس سے سیاہ دل روشن ہو جاتے۔

فہمی

# کم سرمایہ والوں کیلئے وسائلِ معاش

## سگریٹ کی تجارت

موجودہ دور میں سگریٹ محبوب ترین چیز ہے، شاید ایک فی صدی اس سے بچا ہوگا۔ سینکڑوں قسم کی سگرٹیں ہندوستان میں فروخت ہوتی ہیں، مگر اعلیٰ طبقوں میں قینچی اور ہاتھی کی سگریٹ زیادہ استعمال میں آتی ہیں، کبھی آپ نے اس پر بھی غور کیا کہ ان سگرٹوں کے چلنے کا سبب کیا ہے ان کی ہر دل عزیزی کس راز پر مبنی ہے، سگرٹیں سگرٹیں سب برابر محض ذرا ذائقہ کا فرق ہے، جو سگرٹ ذائقہ میں بہتر ہے وہ مقبول ہو گئی اور جس سگرٹ میں کوئی خاص لذت نہیں اُسے کوئی نہیں پوچھتا۔ ہم آپکو ایک نہایت آسان طریقہ بتاتے ہیں جس کے ذائقہ سے آپ کم قیمت سگرٹ کو بہتر سے بہتر سگرٹ کے مقابلہ پر چلا سکتے ہیں۔

### معمولی سگرٹ کو اعلیٰ قسم کی سگرٹ بنانا

قینچی و ہاتھی کی سگرٹوں سے بہت ارزاں ریڈ لیمپ (لالٹین کی)، اور پیاڈر رو و دیگر اقسام کی سگرٹیں بازار کے دوکانداران و کارخانوں سے خرید لیجیے (اس کام کو صرف دس روپیے کے سرمایہ سے ہر شخص شروع کرسکتا ہے اور دس روپئے سے چار روپئے روز پیدا کرسکتا ہے) سگریٹ کے بکس خریدنے کے ساتھ ہی ایک شیشی ہیکو مشک کی و ایک تولہ سیکرین بازار سے خرید کر رکھ لیجیے (ہیکو مشک کی شیشی مُہر بند چار میں و ایک تولہ سیکرین چھ آنے میں آئیگی، سیکرین انگریزی دوا فروشوں یا بڑے عطاروں کے یہاں و ہیکو مشک عطر فروشوں و سوداگروں کے یہاں قریب قریب ہر شہر میں دستیاب ہوسکتی ہے۔) اب اپنی خرید کردہ سگریٹوں کی بھری ڈبیوں کا ایک طرف سے منھ کھولیے اور ایک طرف سے تمام سگرٹوں کے منھ پر (سرے پر) تماکو میں، ہیکو مشک میں ایک سیخ ڈبو ڈبو کر لگا دیجئے، اور ڈبی کے ڈھکن کو بند کر دیجیے، اب دوسری طرف کا ڈبی کا ڈھکن کھولیے و سیکرین کو جو پیشتر سے بحساب ایک تولہ سیکرین ایک چھٹانک ریکٹیفائڈ اسپرٹ میں حل کرکے بند شیشی میں رکھ لی گئی ہو جس طرح ہیکو مشک سگریٹوں کے سرے پر ایک طرف لگایا گیا ہے اُسی طرح اس سیکرین کے محلول کو سگریٹوں کے دوسرے پر سیخ سے تماکو میں لگا دیجیے اور ڈھکن ڈبی کا بدستور بند کر دیجیے۔ بس سگریٹ قینچی و ہاتھی چھاپ کے مقابلہ کی تیار ہے، اب اس کو فروخت کیجیے اور اندازہ لگائیے کہ جن سگریٹ کو لوگ مفت لینا گوارہ نہیں کرتے وہ قینچی اور ہاتھی کے سگریٹ کے مقابلہ پر فروخت ہوتی ہے یا نہیں، اس طرح آپ بآسانی دو چار روپئے روزانہ پیدا کرسکتے ہیں۔ ہیکو مشک کی ایک شیشی سگریٹ کی دو ہزار ڈبیوں کے واسطے کافی ہوگی اور ایک تولہ سیکرین پانچ ہزار ڈبی سگریٹ کے واسطے کافی ہوگی، اسپرٹ ریکٹیفائڈ بحساب ۸ر چھٹانک ہر انگریزی دوا فروش کی دوکان سے دستیاب ہوسکتی ہے، اس تجارت میں نہ زیادہ محنت ہے نہ زیادہ لاگت۔

ایم پی سکسینہ فارمولہ اکسپرٹ

### لیمن سوڈا پاؤڈر

ہر شخص کے لیے یہ دشوار امر ہے کہ وہ لیمونیڈ کی بوتلیں اپنے ساتھ رکھ سکے، یہ پاؤڈر بالکل لیمو سیڈ کی تازی بھری ہوئی بوتلوں کی طرح خوش ذائقہ اور مفید ہوگا۔ گرمیوں کے موسم میں اگر اس پاؤڈر کو رواج دیا جائے تو معقول فائدہ اُٹھایا جاسکتا ہے۔ نسخہ یہ ہے:۔

نہایت عمدہ قند - - - - - - ایک پونڈ
سوڈا بائی کار - - - - - - ۴ اونس
ٹارٹارک ایسڈ - - - - - - ۳ اونس
ایسنس آف لیمن (لیمو کا ست) - - - ۱½ اونس

ان سب کو یکجا کرلیا جائے، اور چھوٹی چھوٹی شیشیوں میں نہایت خوبصورت لیبل لگا کر اور بہت خوشنما پیکنگ کرکے بازار میں فروخت کیا جائے۔ ایک چار کے چمچہ کی برابر پاؤڈر ایک گلاس لیمونیڈ تیار کرنے کے لیے کافی ہے یہ نہایت مجرب طریقہ ہے جس کے ذریعہ سے بہت سے مفلوک الحال اپنی زندگی کو خوشگوار بنا چکے ہیں۔

اس کام کے لیے پانچ روپئے کا سرمایہ بہت کافی ہے اور اسی قلیل سرمایہ سے ایک روپیہ روزانہ پیدا کرلینا نہایت معمولی بات ہے۔

### زلف دراز بنانا

یہ نسخہ بال بڑھانے اور بالوں کی جڑوں کو مضبوط کرنے کے لیے بے نظیر ہے اسکو تیار کرکے بذریعہ اشتہار بیچا جائے تو معقول نفع ہوسکتا ہے۔

بٹیا نیپ تھول - - - - ۱۰ گرین
کونین ہائیڈرو کلورائڈ - - ۵ گرین
السیو ریسن - - - - ۱۰ گرین
بیرم - - - - - ۵ اونس
پانی - - - - ۲۰ اونس

ان سب کو یکجا کرکے خوبصورت شیشیوں میں بھر لیا جائے۔

# سوالات

## مذہبی

(۱۳۷) روپے کے پیسے خرید کر، اُن کو بٹہ لیکر فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں (خریدار)

(۱۳۸) وتر جو عشا کے وقت پڑھے جاتے ہیں، یہ فرض یا واجب یا سنت ہیں؟ کس پیغمبر خدا نے پڑھے؟ فرض کیوں نہیں؟ سنت کیوں نہیں؟ اس کی وجہ سے مطلع فرمایا جائے۔

(۱۳۹) بائسکوپ دیکھنا جائز ہے یا نہیں، اگر ہے تو کن شرائط پر (خریدار)

(۱۴۰) لاٹری میں حصہ لینا، اس میں نام دینا جائز ہے یا نہیں، اگر ہے تو کن شرائط پر (")

## طبی

(۱۴۱) میری اہلیہ کو دق کا موذی مرض ہے، کیا کوئی صاحب معصوم بچوں پر رحم فرماکر کوئی مجرب نسخہ بتائیں گے؟

(۱۴۲) میرے بچہ کی زبان میں عرصہ ایک سال سے لکنت ہے، اس سے پہلے اسے اُم الصبیان کی شکایت تھی، مگر ایک سال سے بفضلہ تعالیٰ دورہ نہیں پڑا، مگر آخری دورہ کے بعد سے لکنت کی شکایت پیدا ہوگئی ہے، کوئی صاحب اسراری اور مجرب نسخہ تحریر فرمائیں، اس وقت بچہ کی عمر تین سال ہے۔

(۱۴۳) کھانا کھانے کے بعد میرے سر میں دردِ سر شروع ہو جاتا ہے، کسی علاج سے فائدہ نہیں ہوا، مجرب نسخہ کی ضرورت ہے۔ (الیس نعمت اللہ)

## صنعتی

(۱۴۴) ایک ایسے انگریزی ہفتہ وار یا ماہوار رسالہ کا پتہ مطلوب ہے جس میں موزہ وغیرہ بننے کے متعلق مضامین ہوں اور اونی کام بتایا گیا ہو، جو صاحب پتہ بتائینگے ان کے لیے چھ ماہ کے واسطے رسالۂ دین و دنیا مفت جاری کرایا جائیگا، مگر اُس صورت میں جب اُن کا پتہ درست ثابت ہوگا۔ (محمد ابراہیم نمبر ۲۲)

(۱۴۵) اصلی نمک سلیمانی کا نسخہ درکار ہے کوئی صاحب تحریر فرمائیں۔ (عبد الوہاب)

(۱۴۶) مصنوعی موم بتی بنانے کا نسخہ درکار ہے، جو بازار میں فروخت کی جاسکے۔ (خریدار)

## متفرق

(۱۴۷) بنگلے کے پردوں کی تجارت یورپ کے کن کن مقامات پر ہوتی ہے، ایسے مقام اور دوکانوں کے پتوں کی ضرورت ہے۔ (گوہر علی خاں)

(۱۴۸) ہندوستان میں ایسا کون اخبار نکلتا ہے جس میں غلہ کا نرخ شائع ہوتا ہو۔ (")

(۱۴۹) ایسی تجارتی کتاب کی ضرورت ہے جس میں تجارتی کارخانوں اور دوکانداروں کے مفصل پتے درج ہوں۔ (گوہر علی خاں)

(۱۵۰) انگلستان کی برٹش فیکٹریوں کے پتے درکار ہیں۔ (محمد معین الدین)

(۱۵۱) علم جفر کی کوئی مکمل اور بہترین کتاب اگر کسی صاحب نے دیکھی ہو تو پتہ تحریر فرمائیں (خریدار ۲۳)

(۱۵۲) تمدن اسلامی جو کہ جرجی زیدان کی تصنیف کا ترجمہ ہے کتنی جلدوں میں ہے کوئی صاحب تحریر فرمائیں۔ (عبد اللہ)

(۱۵۳) مولانا محمد علی مونگیری مدظلہ العالی و مولانا شاہ وارث حسن شاہ صاحب کوڑا جہان آباد اور مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا پتہ درکار ہے۔ (عبد الرحیم چشتی)

(۱۵۴) ہندوستان میں کوئی ایسا مدرسہ یا کالج ہے جو یتیم اور غریب طلبا کے طعام اور قیام کا کفیل ہو کر انہیں ابتدا سے انتہا تک تعلیم دیتا ہو۔ (۹۲)

# جوابات

(۹۱) صابون کے کارخانہ کا پتہ یہ ہے "حسن سوپ فیکٹری محلہ بیگم بازار حیدرآباد دکن" (محمد ابراہیم)

(۱۲۴) بواسیر کا علاج حکیم محمد عبد السلام صاحب محلہ ترکمان دروازہ علیگڑھ خوب کرتے ہیں (ایک تعلق)

(۱۰۸) ۳ ماشہ جھنگنی تلخ کے بیج گیارہ دانہ سیاہ مرچ کے ساتھ پیس کر نصف چھٹانک پانی کے ساتھ پی لیں۔ (محمد معین الدین)

(۱۰۹) گل منڈی کوٹ کر ایک چھٹانک پانی کے ساتھ پھانک لیں، ایک ماہ کے استعمال سے تمام عمر نزلہ کی شکایت نہ رہیگی، خوراک ۴ ماشہ (محمد معین الدین)

(۹۳) جلسیمیم ایک دوا ہے ہومیو پیتھک دواخانہ سے ملیگی نمبر ۶ کی لیں، دن میں تین وقت دو گولیاں کھائیں۔

(۹۵) اگر قبض ہے تو ایلیومنیا نمبر ۳۰ ہومیو پیتھک دوا کھائیں، اگر قبض نہیں ہے تو کاربو ویج نمبر ۳۰ دن میں تین مرتبہ کھائیں۔

(۹۶) اگر مفصل حالات سے مطلع فرمائیں تو بہتر دوا تجویز کی جاسکتی ہیں۔ مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کیجیے:-

**پتہ:-** مدیر رسالۂ معین نسواں۔ بمبئی۔

(۹۷) اگر ساتھ ہی انگلیاں پھول جاتی ہیں تو سلیشیا سی۔ ایم ایک ہزار نمبر کی دن بھر میں دو دفعہ کھائیں۔ یہ بھی ہومیو پیتھک دوا ہے۔

(۱۳۶) چت نہ سویا کریں۔ کثرت احتلام کی شکایت دور ہو جائیگی۔ (مجیبی)

(۱۴۳) آپ کا معدہ خراب معلوم ہوتا ہے، پہلے اُس کا علاج کیجیے درد سر خود بخود بند ہو جائیگا۔ عارضی طور پر اس کے دفعیہ کیلیے ایک چنے کی برابر نوسادر کھانا کھانے بعد کھالینا بہت کچھ مفید ثابت ہوگا۔ (مجیبی)

# انشائے لطیف

## آنکھیں

(از جناب ترجمانِ فطرت مولانا سید ظہور احمد صاحب وحشی)

اے اسرارِ قدرت، میں تیری صناعی کے صدقے، تو نے انسانی چہرے کو کیسی دلربائی اور کیسی رعنائی عطا کی ہے، نرم سیاہ اور آپ ہی آپ بل کھانے والے بالوں کو دیکھکر میرا دل پیچ و تاب کھانے لگتا ہے، روشن اور صحیفۂ پیشانی جو ابروؤں کی تحریر پر ختم ہوتی ہے میرا سکون چھین لیتی ہے، ناک بھی کوئی چیز ہے لیکن میں سچ کہتا ہوں کہ جب وہ ہیرے کی کیل اور زمرد کے بلاق سے آراستہ ہو جاتی ہے تو میری توجہ کو دم لینے کی فرصت نہیں دیتی، شاداب رخساروں پر گلاب کی تازگی، چنبیلی کی نزاکت اور بیلے کی سادگی قربان ہوتی ہے۔ گلابی ہونٹ اور آبدار سفید دانت آنکھوں کے لیے جو تفریح بہم پہنچاتے ہیں وہ نہ بدخشاں میں لعل ہے اور نہ عدن میں، آفتاب کا کیا کہنا، ساری دنیا کا اُجالا ہے ماہتاب کی کیا بات ہے، صباحت کا سرچشمہ ہے لیکن میں سچ کہتا ہوں کہ مجھے انسانی چہرہ ان دونوں سے کہیں زیادہ حسین معلوم ہوتا ہے، اور اگر صبح کو آفتاب کی جگہ آسمان پر ایک انسانی چہرہ دیکھکر میری آنکھ کھلتی اور رات کو ماہتاب کی جگہ ایک انسانی چہرہ دیکھکر مجھے نیند آتی تو شاید میں اس تکلیفوں سے بھری ہوئی دنیا میں اپنی عمر سے کچھ زیادہ رہنے کی تمنا کرتا۔

لیکن چہرہ بھر میں جو چیز سب سے بڑھکر میرے دل و دماغ پر تصرف رکھتی ہے وہ آنکھ ہے، دنیا میں دہ پر تو کوئی چیز نظر نہیں آتی جو آنکھ کی طرح قدرت کی صناعی کا بہترین نمونہ پیش کر رہی ہو۔ چہرہ پر یہ دو آنکھیں کیا پیدا کر دی ہیں قیامت برپا کر دی ہے، انہیں طلسم، جادو، اعجاز جو کچھ کہیے بجا ہے، کیا کوئی سپاہی کہہ سکتا ہے کہ اُس کی تلوار میں آنکھ کی برابر کاٹ ہے؟ کیا کوئی شاعر یا انشا پرداز دعوے کر سکتا ہے کہ اُس کے قلم میں آنکھ کی طرح اثر ہے؟ ایک سرمگیں آنکھ! ایک مست و مخمور آنکھ! ایک موتیوں سے بھری ہوئی آنکھ! ایک خواب آلود آنکھ! ایک قہر و عتاب سے بھری ہوئی آنکھ! ایک محبت کی بارش کرنے والی آنکھ! ایک شرمائی ہوئی آنکھ! ایک عذر خواہ آنکھ! ایک شرارت آمیز آنکھ! ایک سچائی کا یقین دلانے والی آنکھ! ایک زبان سے مخالفت کرنے والی آنکھ! ایک امید دلانے والی آنکھ! ایک مایوس کرنے والی آنکھ! ایک معصوم آنکھ! ایک گنہگار آنکھ! اور پھر ایک واپسیں نگاہوں والی پتھرائی ہوئی آنکھ کا تصور کر لو۔ دیکھو کہ تمہارے پہلو میں دل موجود ہے یا نہیں؟

میرے پہلو میں تو نہیں ہے۔ آہ ؎

کیفیت چشم اُس کی مجھے یاد ہے سودا
ساغر کو مرے ہاتھ سے لینا کہ چلا میں

میں شعراء سے سنتا تھا کہ پہلو سے کوئی چیز اُڑا لے گئیں آنکھیں اور دل کو چرا لے گئیں آنکھیں وغیرہ وغیرہ تو کہتا تھا کہ یہ محض بہتان و افترا ہے، لیکن جب اپنے اوپر بیتی تو معلوم ہوا کہ دل کی چوریاں میں تو آنکھیں ایسی مشاق ہیں کہ لکھنؤ کے حرام چور اور گلستاں کے دزد ورداں سب کو برسوں سبق دے سکتی ہیں معاذ اللہ آنکھوں ہی آنکھوں میں آنکھ ملتے ہی اس صفائی سے دل نکال لیا جاتا ہے کہ ولایت کا پاس شدہ ایک سرجن نازک اپریشنوں پر بہت نازاں ہے، انگشت بدنداں رہ جاتا ہے۔

خدا نہ کرے موتیوں سے بھری ہوئی ایک آنکھ کا سامنا کرنا پڑے، یہ معلوم ہوتا ہے کہ دل پر بجلیاں گر رہی ہیں، ایک مخمور آنکھ دیکھکر ہوش و حواس کا بجا رہنا ناممکن ہے، مے دو آتشہ کے چار پیالوں میں بھی یہ سرمستی پیدا نہیں ہو سکتی جس کی بارش حسن و جمال کے ان دو ساغروں سے ہوتی ہے، غصہ کو لوگ جن اور دیو کہتے ہیں لیکن مجھے تو وہ پری معلوم ہوتا ہے جب آنکھوں کا زنجاری نقاب اُس کے چہرہ پر ہوتا ہے اور جب خوبیٔ تقدیر سے ناز بھری آنکھوں میں اُسے جگہ مل جاتی ہے۔ ایک قہر آلود آنکھ دیکھکر دل لرزتا ہے، روح کانپتی ہے لیکن اس کے ساتھ ہی ایک مخفی لطف بھی خوف کے شریک حال رہتا ہے اور آنکھوں کا وہ عتاب تو مجھے قتل کر دیتا ہے جو کچھ دیر آنکھوں میں برق پاش رہکر یا قوتی لبوں پر تبسم بنکر لہرانے لگتا ہے۔

آنکھوں کو سب کچھ آتا ہے مگر راز داری نہیں آتی، دل اسی بات پر ان سے ہمارا رہتا ہے کہ جہاں کوئی کیفیت پیدا ہوئی یا کوئی جذبہ اُبھرا کہ بھری محفل میں انہوں نے ساری داستان بیان کر دی۔ مصیبت تو یہ ہے کہ کاشانۂ عشق ہی میں نہیں بلکہ حسن کی بارگاہ میں بھی ان کی گستاخی کا یہی عالم ہے، آخر ایک دن جھنجھلا کر میں نے کہا ؎

تم سے نگہِ شرم کو روکا نہیں جاتا
کہتی ہے ہر بزم میں افسانہ کسی کا — وحشی

کہنے کو تو کہہ گیا لیکن پھر خیال آیا کہ حافظ کی زبان اور موزوں انداز بیان میں یوں کہنا چاہیے تھا ؎

ترا حیا و مرا آب دیدہ شد غماز
وگرنہ عاشق و معشوق رازدار انند

نہ صرف خوشی کی بات چھپائی جاتی ہے اور نہ غم کی، جہاں دل میں مسرت کی لہر اُٹھی کہ یہ چمکنے لگیں اور اپنی چمک دمک اور پتلیوں کی مخصوص گردشوں سے کچا چٹھا بیان کر گئیں، اظہارِ خوشی کے وقت شاید ان کی زبان ہر شخص نہ سمجھے، لیکن غم کا بیان ایسے صاف الفاظ میں ہوتا ہے کہ نادان سے نادان بھی سمجھ جاتا ہے۔ ادھر دل میں غم نے نشتر سا چبھو دیا اور اُدھر انہوں نے آنسوؤں کا مینہ برسایا۔

ان کی ایک بات مجھے حد سے زیادہ پسند ہے اور وہ ان کی بے مروتی دلاویز

ہے، بدن کے کنبہ میں کسی کو دکھ ہو مگر یہ بیقرار رہیں، کسی حصہ میں درد پیدا ہو لیکن یہ اشکبار ہیں، غرض ان کی ہر ادا سے "دگر عضوہا را نماند قرار" کا ثبوت ملتا ہے اور ان کا ہر آنسو زبان حال سے کہتا ہے کہ "سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے"

آنکھیں چہرے کو حسین ہی نہیں بناتیں بلکہ اُسے شاہانہ شان و سطوت بھی عطا کرتی ہیں، جب ہوسناکیوں سے حسن کی طاقت مغلوب ہونے لگتی ہے تو یہی رقیب اُٹھتے ہیں اور دورباش کی صدا بلند کرتے ہیں، اس سے بڑھکر شاہانہ خلعت کیا ہوگی کہ ان کی ایک جنبش جذبات کا ورق اُلٹ دیتی ہے اور کیفیات کا نظام تہ و بالا کر ڈالتی ہے، میں اس جگہ مسمیرزم اور ہپناٹزم کے متعلق کچھ نہیں کہنا چاہتا مگر اسے آنکھ میں تیری قوتوں کو آنکھیں بند کرکے تسلیم کرتا ہوں۔

رعب و جلال کی آنکھ کا کیا کہنا، اُس کی محشر آرائیاں قیامت برپا کرتی ہیں لیکن تم نے کبھی ایک عذر خواہ اور شرمائی ہوئی آنکھ کا بھی نظارہ کیا ہے؟ وہ شرمائی ہوئی آنکھ جس کا ایک پر تو عمر بھر کی تکالیف اور شکایات کا خاتمہ کر دیتا ہے۔ جب گیسو تھوڑی دیر کے لیے پیچ و تاب بھلا دیتے ہیں، جب پیشانی شکنوں کو مٹا ڈالتی ہے جب رخسارے شفق سے ہولی کھیلتے ہیں، جب ہونٹھ اپنی شرارتوں کو چھوڑ کر متین بننے کی کوشش کرتے ہیں اُس وقت شرمائی ہوئی آنکھیں ایک ستائے ہوئے دل کو مخاطب کرتی ہیں اور بجلیوں کی زبان میں کہتی ہیں "چلو جانے بھی دو الفت میں ایسا ہو ہی جاتا ہے" دنیا میں کوئی ہوگا جو حسن کو بے بس یا شرمسار دیکھکر اتر آئے لیکن میرے لیے تو شرمائی ہوئی آنکھ بھی دشنۂ و خنجر سے کم ثابت نہیں ہوتی آخر ایک دن میں پکار ہی اُٹھا ؎

تھی وہ ادائے عذر ستم اور بھی ستم
عالم نہ پوچھیے نگہ شرمسار کا — وحشی

میں آنکھوں کے متعلق کہاں تک لکھوں اور کیا کچھ لکھوں، میں کیا چیز ہوں خدا نے بھی تو ان کو بڑی اہمیت دی ہے، اور جا بجا اپنے کلام میں ارشاد فرمایا ہے لایستوی الاعمیٰ والبصیر (بینا اور نابینا برابر ہے) اور تو اور اس بات پر تو غور کیجیے کہ خدائے مہربان اپنے ناچیز بندوں کے مذاق کا کس قدر لحاظ رکھتا ہے، چنانچہ ہم لوگوں سے اعمال نیک کے معاوضہ میں اُس نے حوروں کا وعدہ کیا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ حور کسے کہتے ہیں؟ حور اُس عورت کو کہتے ہیں جس کی آنکھیں خوبصورت ہوں یعنی سیاہی میں سیاہی خوب ہو اور سفیدی میں سفیدی خوب ہو کیونکہ یہی آنکھ کا حسن ہے۔ چنانچہ جنت کی عورتوں کے نہ ہونٹھوں کی طرف توجہ دلائی گئی اور نہ رخساروں کی طرف بلکہ خصوصیت کے ساتھ آنکھوں کی جانب متوجہ کیا گیا، اور اسی لیے اُن کا نام حور رکھا، اور ایک جگہ تو "حور عین" (بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں) کہکر بالکل واضح طور پر بتا دیا گیا کہ انسانی مذاق کیا ہے اور بکار کنان رحمت کو اس مذاق کا کس قدر پاس ہے۔

آنکھوں کی ان دلفریبیوں اور نظر نوازیوں کے ساتھ ان کا وہ منظر بھی مجھے کبھی نہیں بھولتا جب نور کی آخری شعاع ان سے جدا ہوتی ہے، ہائے ایک ٹھہرائی ہوئی آنکھ (ایک ٹھہرائی ہوئی آنکھ کا نظارہ اخلاق و تصوف کی صدہا کتابوں کے مطالعہ سے زیادہ مؤثر ہے، جب نیچے اوپر کی پلکیں ہم آغوشی کی قسم کھا لیتی ہیں، جب یہ دو خوشنما دریچے جان نکلنے کے لیے کھل کر رہ جاتے ہیں، جب سات پردوں میں سے ہر پردہ میں زندگی کا ماتم ہوتا ہے، جب پتلیاں ساکن اور بے نور ہو جاتی ہیں، آہ جب جیتی جاگتی آنکھ تصویر کی آنکھ بن کر رہ جاتی ہے، اور ایک محبوب سے محبوب ہستی کو ایک نظر دیکھنے یا پہچاننے کی طاقت نہیں رکھتی۔

خیر یہ زمانہ کا انقلاب ہے، کبھی آنکھیں دنیا کو دگرگوں دیکھتی ہیں اور کبھی دنیا آنکھوں کو دگرگوں دیکھتی ہے لیکن یہ امر واقعہ ہے کہ آنکھیں بڑی نعمت ہیں اُن لوگوں کی خوش نصیبی کا کیا کہنا جن کو نرگسی، مخمور، پرکیف، پر نور، دلربا آنکھیں نگارخانۂ قدرت سے عطا ہوئی ہیں، لیکن ایک نابینا کی مجبوری و بے بسی کو دیکھکر اندازہ ہوتا ہے کہ اُن لوگوں پر شکر نعمت فرض ہے جن کی آنکھیں خوبصورت نہ سہی لیکن ایک آلۂ بینائی کی حیثیت ضرور رکھتی ہیں۔ اگر کسی شخص سے بینائی کی قوت چھین لی جائے تو میں یہ ماننے کے لیے تیار ہوں کہ اُس کی زندگی کا تمام لطف جاتا رہے گا، پس جن لوگوں کو یہ دولت حاصل ہے اُنہیں چاہیے کہ کم از کم زوال دولت کے خوف سے ہمیشہ شکر گزاری میں مصروف رہیں، اور آنکھوں کی شکر گزاری یہی ہے کہ وہ اپنی بینائی نیکیوں میں صرف کریں، بُرے نظاروں سے بچیں، حیاسوز مناظر سے اجتناب کریں اور نظر جیسی پاک ہستی کا دامن دنیا کی آلودگیوں سے اسی طرح پاک رکھیں جس طرح دآئینہ کے سمندر میں بار بار غوطہ زن ہونے کے باوجود کبھی آلودہ نہیں ہوتی۔ واللہ ھو الموفق للخیر والصواب۔

---

# حُسن فانی

(از جناب محمد احمد خاں صاحب احمد علیگ)

خوبصورت گلاب ہوتا ہے — پھول یہ لاجواب ہوتا ہے
ہے بعتا کم کہ جلد گلشن میں — ختم اُس کا شباب ہوتا ہے
بے وفا حسن ہے ترا گل رو — یہ بھی رخصت شتاب ہوتا ہے
پہلے تو رنگ خوب کھلتا ہے — جلد لیکن خراب ہوتا ہے
بے ثباتی حُسن کیا کہیے — نقش بالائے آب ہوتا ہے
چاندنی چار دن تو رہتی ہے — رات بھر کا یہ خواب ہوتا ہے
آدمی حُسن پر نہ اترائے — چند روزہ شباب ہوتا ہے

حُسن کا پوچھیے نہ کچھ انجام
دھوپ ہے تیز اور رنگ ہے خام

---

# اللہ میاں کی تصویر

(از مفتی شوکت علی فہمی ایڈیٹر)

دل حیران تھا، جی پریشان تھا، من کو چین نہ تھا، سکھ کے لیے کروٹیں بدلتا تھا، جی محبوب کے لیے تڑپتا تھا۔ شب فرقت میں کروٹیں بدلنے والے جب محبت کی آگ سے بے چین ہو جاتے ہیں، تو تکیہ کے نیچے سے اپنے محبوب کی تصویر نکال کر آنکھوں سے لگاتے ہیں کلیجہ پر رکھتے ہیں۔ تصویر کو سامنے رکھ کر شکوہ شکایت کرتے ہیں اور اس طرح اپنے جی کو بہلا لیتے ہیں، ایک میں ہوں کہ نہ محبوب ہے، نہ تصویر ہے، نہ تصور ہے، بِن دیکھے عاشق ہوا ہوں، موئے کی زبانی ایک کہانی سُن کر مٹ گیا ہوں۔

دل میں درد اُٹھا، آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور ایک ٹھنڈا سانس بھرا۔ تنہائی کا عالم تھا، میں نے یورپ کو مخاطب کرکے کہا اے گورے ملک والو! تم کالے ملک والوں کے بادشاہ ہو، تمہاری ہر جنبش سائنس کی محتاج ہے، تم سائنس پرست ہو، کیا اپنے سائنس کی مدد سے میرے محبوب کو بُلا سکتے ہو؟ تم ہزاروں میل سے باتیں کرلیتے ہو تم سیکڑوں میل سے تصویریں کھینچ لیتے ہو، کیا تم میرے محبوب کو مجھے دکھا سکتے ہو؟ کیا کسی نو ایجاد کیمرہ کی مدد سے میرے پیارے کی تصویر بنا سکتے ہو؟ لو میں تمہیں اپنے محبوب کا پتہ بتاتا ہوں، جاؤ میرا محبوب طور کی پہاڑی پر تمہیں ملے گا اس کی تصویر لا دو اور جو چاہے لے لو۔

عقل نے میری یہ بات سنی اور کہا کہ او کوتاہ نظر انسان جس کیمرہ کی تو تلاش میں ہے وہ تیرے پاس ہے، اُٹھ اور ایمان کی روشنی میں دل کے کیمرہ کو لے کر اپنے محبوب کو تلاش کر۔ تیری آنکھ دل کے کیمرہ کا لینس ہے۔ جا اور اپنے محبوب کی تصویر تیار کرلے۔

میں دل کے کیمرہ پر آنکھ کا لینس لگا کر اپنے محبوب کی تلاش میں نکلا، چاندنی رات تھی، چاروں طرف ہو کا عالم تھا۔ آنکھ کے لینس نے چاند کی طرف رُخ کیا، دل کے کیمرہ میں چاند کی تصویر آگئی۔ چاند سراپا حُسن اور نور کی تصویر تھا، میں سمجھا کہ یہی میرا محبوب ہے، مگر عقل نے کہا کہ چاند میں داغ ہیں، تیرا محبوب بے عیب ہے، یہ تیرا محبوب نہیں، یہ تو اس کے رُخِ پُر نور کے چہرے کا نقاب ہے۔

میں نے آنکھ کے لینس کو تاروں کی طرف کیا، تاروں نے مجھے دیکھا اور مُسکرائے، ان کا تبسم کہکشاں بن گیا، دل کے کیمرہ میں اس کیفیت کی بھی تصویر آگئی۔ مجھے ننھے ننھے ستاروں کی شوخی بھا گئی اور میں انہیں اپنا محبوب سمجھ کر مطمئن ہو گیا۔ مگر عقل نے کہا کہ تیرا محبوب ایک ہے، یکتا ہے، یہ تیرا محبوب نہیں ہے بلکہ اس کی جبین کی افشاں ہے جو آسمان پر ستاروں کی شکل میں منتشر ہو گئی ہے۔

میری آنکھ کا لینس چاندنی رات میں جھومتے ہوئے ہرے ہرے نازک پودوں کی طرف اُٹھا، یہ تصویر بھی دل کے کیمرہ میں کھنچ گئی۔ مجھے ان پودوں کی لچک بڑی بھلی معلوم ہوئی اور میں نے کہا کہ ایک محبوب کی سی نزاکت ان میں موجود ہے شاید انہی میں کوئی میرا محبوب ہو، مگر عقل نے کہا کہ نہیں یہ تیرا محبوب نہیں ہے، یہ تیرے محبوب کی شوخی ہے۔

دریا کی لہروں نے مجھ دیوانے کو گردن اُٹھا اُٹھا کر دیکھا میری آنکھ کے لینس نے بل کھاتی ہوئی لہروں کی تصویر دل کے کیمرہ میں منتقل کردی، دریا چاندنی کا لباس پہنے ہوئے جارہا تھا، مجھے یہ سادگی بھلی معلوم ہوئی اور میں نے خیال کیا کہ شاید یہی میرا محبوب ہو، مگر ایمان کی روشنی خوبصورت دریا کی لہروں پر پڑی، میں نے دیکھا کہ کچھ چمک دار حروف پانی پر بہہ رہے ہیں۔ منتشر حروف کی ترتیب قائم ہوئی اور حقیقت کی آنکھ نے دیکھا کہ سطح آب پر سنہری حروف میں لکھا ہوا ہے کہ یہ تیرا محبوب نہیں اس کے جلوہ کے عکس کی ایک کرن ہے۔

آفتاب نے مشرق کی دیوار سے گردن نکال کر دیکھا آنکھ کے لینس نے آن واحد میں یہ تصویر بھی دل کے کیمرہ میں لاکر رکھ دی یہ چمک، اور یہ دمک دیکھ کر مجھے یقین کامل ہو گیا کہ یہی میرا محبوب ہے۔ مگر عقل نے کہا کہ یہ تیرا محبوب نہیں ہے، یہ اُس کی شان کا ایک جلوہ ہے۔

ہوا لہراتی ہوئی آئی، قوت شامہ کو بیدار کیا، گلاب کے خوشنما پھولوں نے توجہ کو جذب کیا، آنکھ کے لینس نے گلاب کے پھول کی خوشنما تصویر دل کے حیرت خانہ میں لاکر رکھدی، میں نے کہا کتنا خوبصورت ہے، کس قدر نظر فریب ہے، کیا پیاری خوشبو ہے بس یہی میرا محبوب ہے، مگر عقل نے آنکھ کے لینس کو باغ کے ہر پتہ ہر پھول ہر ڈالی کی طرف متوجہ کیا، پھر دل کے کیمرہ میں صدہا تصویریں جمع ہو گئیں عقل نے بتایا کہ یہ تیرا محبوب نہیں یہ اسکی قدرت کا ادنیٰ کرشمہ ہے، وہ مصور ہے یہ پھول پتے اسکی گلکاری کا ادنیٰ نمونہ ہیں، ان پھولوں میں، ان پتوں میں وہ رنگ بھرا کرتا ہے، جھوٹی آنکھ کا لینس اور فریب خوردہ دل کا کیمرہ اس مصور کی تصویر نہیں بنا سکتا۔ مگر ہاں اگر آنکھ کے لینس کو معرفت کے پاؤڈر سے صاف کیا جائے اور دل کے کیمرہ کو نفس کی آلودگیوں سے پاک کردیا جائے تو اس کیمرہ میں تیرے محبوب کی تصویر کھینچنے کی صلاحیت پیدا ہو سکتی ہے ✤

# مجاز و حقیقت

(از ترجمان فطرت مولانا سید ظہور احمد صاحب وحشی)

کیسی نگاہِ یار طبیعت شناس ہے — مجھ بدنصیب کو خلشِ غم ہی راس ہے
ناکامیوں کے بعد بھی دل کو جو آس ہے — پیماں شکن مگر ترے وعدے کا پاس ہے
کیا شادماں ہو لالہ و گل کی بہار سے — اک غم نصیب جس کی طبیعت اُداس ہے
میں اور تیری بزم میں اس طرح چپ ہوں — آہ فلک رسا کو نزاکت کا پاس ہے
رعنائی خیال کا منت پذیر ہوں — گویا فراق میں بھی کوئی میرے پاس ہے
دل سے ترا خیال بھلایا نہ جا سکا — ہر چند تھا یقین کہ انجام یاس ہے
وہ مست ناز اور یہ اندازِ التفات — اے نامہ بر یہ بات تو دور از قیاس ہے
کیا کام کر گئی تپ غم اے دل حزیں — میں آج دیکھتا ہوں جیسے بد حواس ہے

وحشی مرے کلام میں تخئیل ہی نہیں
ہر شعر ایک واقعہ کا اقتباس ہے

(از جناب مولوی سلیم الدین صاحب تسلیم پانی پتی)

پھر نظر آنے لگی جلووں کی طغیانی مجھے — خاک میں لے جائیگا یہ موجزن پانی مجھے
وجد کرتے ہیں سحر نغموں کو سنکر اہلِ خلد — کیا لبھائیگی پرندوں کی خوش الحانی مجھے
شہپر ادراک رہ جائیں جہاں پرواز سے — اس فضا میں آج دکھلانی ہے جولانی مجھے
نرد بان سعی سے تھا عرش پر اپنا خرام — پر زمیں میں لے گیا ذوقِ تن آسانی مجھے
کر کے دانائی کا دعوٰے اپنا میں کھویا گیا — ڈھونڈتی پھرتی ہے ہر سو میری نادانی مجھے
حسن ہو جس جا بھی ہو منتظم یا منتشر — کیا بھلی لگتی ہے تار و تلی یہ پاشانی مجھے
بلبلِ گل بنکر نکل جاؤں گا قیدِ رنگ سے — تو نے عاجز کر دیا اے دردِ عریانی مجھے
بزمِ چشمِ رنگ کی وسعت میں جو آتا نہ ہو — اس بت بے رنگ کی کرنی ہے مہمانی مجھے
چین سے تو بھی نہ بیٹھے گا زمانہ میں کبھی — خاک کر ڈالا ارے او سوزِ پنہانی مجھے
لامکاں میں شوقِ عریانی کی تھی دلچسپ سیر — یوں مکاں سے لے اُڑا ہے ذوقِ عریانی مجھے
بزم لاہوتی شناساؤں کی تھی اک انجمن — سب نظر آئیں نگاہیں جانی پہچانی مجھے
نقش حیرت بن گیا نقشِ کفِ پا دیکھکر — آگے بڑھکر کیا دکھاتی ہے یہ حیرانی مجھے
معرفت کا درس لیتا ہے انھی سے قلب زار — ہستیاں جن کی نظر آتی ہیں نورانی مجھے

جبہ سائی غیر کے در پر نہ زیبا تھی تسلیم
آستانِ دل پہ رکھنی تھی یہ پیشانی مجھے

(از جناب سیماب اکبر آبادی)

جتنے ستم کیے تھے کسی نے عتاب میں — وہ بھی ملا لیے کرم بے حساب میں
فتنے اٹھا نہ باغ میں آکر دمِ سحر — او مو سیر دیکھ ابھی سبزہ ہے خواب میں
گلشن میں دیکھ لطف خمارِ شب بہار — دن چڑھ گیا مگر ابھی نرگس ہے خواب میں
آنکھوں میں کیوں خمار سا آیا شب فراق — انگڑائی لی ہے کیا کسی کافر نے خواب میں
لاؤں کہاں سے جام شراب و کنار نہر — کیوں چھیڑتی ہیں سرد ہوائیں شباب میں
امید تیری خاک پہ بارش ہو نور کی — تھی تجھ سے چاندنی مری شام شباب میں
سوتی ہیں میرے ساتھ زمانے کی قسمتیں — سنتا ہوں اب کہیں نہیں جاتے وہ خواب میں
آ اے نخل سرو لگا لوں تجھے گلے — تو بھی تو میری طرح لٹا ہے شباب میں
ہر چیز پہ بہار تھی ہر شے پہ حسن تھا — دنیا جواں تھی مرے عہد شباب میں
اُٹھا ہے ابر میکدہ دستِ دعا کے ساتھ — اتنی برس پڑے کہ نہا لوں شراب میں

سیماب خاک بھی نہ ملا لطفِ زندگی
مٹی ہوئی خراب جہانِ خراب میں

(از جناب سید احسان علی صاحب کوثر ایڈیٹر "نوبہار")

مرا دل ٹوٹکر کیوں رہ نہ جاتا رنج پیہم سے — ترا غم ہو تو سارے کوہ پھٹ جائیں ترے غم سے
یہ غم انگیزیاں اللہ ناکام محبت کی — یہ آنسو ہیں کہ گرنا حسرتوں کا چشم پرنم سے
سہارا زندگی کا ہے یہ بیہمی یہ بیتابی — مجھے وابستہ رہنے دو تم اپنے دردِ پیہم سے
تصور کو بھلا کر کواؤ گے دربان سے کیونکر — ہمیں بھی دیکھنا ہے اب چھپو گے تم کہاں ہم سے
الٰہی میں ہی غم سہنے کو تھا کیا تیری دنیا میں — مجھے ہی کیوں علحدہ کر دیا ہے سارے عالم سے
اثر ہوتا ہے آتشکدہ کی موت میں بھی کچھ — فضائے آسماں گونج اٹھی میرے ماتم سے
نہیں اب ہائے اے غم دیدہ اے ضبط کی طاقت — کلیجہ پھٹ گیا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا غم سے
الٰہی اس سکونِ ناآشنائی کا سبب کیا ہے — ہے وابستہ حیات مضطرب کیوں دردِ پیہم سے

جنوں انگیزیوں کا جوش ہے صحرائے وحشت میں
ہے ویرانوں میں رونق کوثر مایوس کے دم سے

(از جناب اسلام احمد صاحب ہادی قریشی رہتکی)

کیا یہ پرواز کھولوں سیرِ گلشن کے لیے — تاک میں صیاد ہے میرے نشیمن کے لیے
خار بن جائیں الٰہی چشمِ دشمن کے لیے — پھول کچھ بھیجے ہیں میں نے اُنکے دامن کیلیے
سادگی پھر سادگی ہے تیرے جوبن کیلیے — کیا ضرورت ہے تجھے آرائشِ تن کے لیے
داغِ عالم میں رہوں کیا خاطرِ زینت لیے میں — شاخِ طوبیٰ چاہیے میرے نشیمن کے لیے
وائے ناکامی تمنائی ہوں اُنکا آج میں — مانگتا تھا کل دعائیں جو کہ دشمن کے لیے
تیری قدرت کے میں قرباں لاؤ گل بنگیا — کاش یہ بھی ہو کہ چن لے کوئی دامن کے لیے
آسماں سے بجلیاں ٹوٹیں نشیمن پر مرے — چار تنکے لے چلا جب میں نشیمن کے لیے

میں وہ گل خوردہ ہوا جس کا سینہ خود اک باغ ہو
کس لیے جاؤں میں ہادی سیرِ گلشن کے لیے

سادات اگرچہ بھائی بھائی ٹھہرے — اور حشر میں مالکِ خدائی ٹھہرے
لیکن آپس میں جب ہوئی گالی گلوج — سید نہ رہے کنجڑے قصائی ٹھہرے

جری

# صنفِ نازک کے لئے

## عورت عالمِ نزع میں

(از ترجمان فطرت مولانا سید ظہور احمد صاحب وحشی چیف ایڈیٹر)

عورت ذات، او دنیا کی ملکہ، قدرت نے تجھے گلاب کے شگوفوں سے زیادہ نازک دل دیا ہے، لیکن اس نازک دل کو ایسے صدمات کا سامنا کرنا پڑتا ہے جن کا تحمل پتھر سے بھی ناممکن ہے، مردوں کے لیے قدرت نے صرف ایک موت مقرر کی ہے لیکن تجھے دوبار مرنا پڑتا ہے۔ ایک دفعہ تو تیری روح گھر میں رہ جاتی ہے اور جسم منتقل ہو جاتا ہے، اور دوسری دفعہ تیری روح منتقل ہوتی ہے اور جسم گھر میں رہتا ہے۔ تیری پہلی موت تو وہ ہے جب تو اپنے ماں باپ بھائی بہن اور ان بام و در کو الوداع کہکر شوہر کے گھر جانے پر مجبور کی جاتی ہے جن کے زیر سایہ تو نے پرورش پائی ہے۔ اور تیرے عزیز و اقربا تیری گریہ وزاری اور بیقراری کی پروا کیے بغیر خوشی خوشی تجھے اجنبی گھر میں بھیج دیتے ہیں۔ تیری دوسری موت وہ ہے جب تو میکے اور سسرال دونوں کو بلکہ ساری دنیا کو خیرباد کہتی ہے۔ اب نہ تیرے سرپرست اور نہ تیرے اذن و ایجاب کا بھی لحاظ نہیں کرتے اور تجھے اُس تاریک و ہولناک مکان میں پہنچا آتے ہیں جس کے تصور سے آنکھوں کی نیند اُچاٹ اور دل کی حرکت بند ہوئی جاتی ہے۔

او دردمند مخلوق تجھے دو بار سفر پیش آتا ہے اور دو دفعہ مرنا پڑتا ہے لیکن اس کے باوجود میں دیکھتا ہوں کہ مردوں کی نسبت دنیا کے ساتھ تیری وابستگی بہت زیادہ ہے، مگر یاد رکھ کہ جتنی وابستگی زیادہ ہوگی اُتنی ہی جُدائی اور علیحدگی تکلیف دہ ثابت ہوگی! ڈھیلی ڈھیلی چوڑیوں کا پہن لینا اور اُتار ڈالنا دشوار نہیں لیکن وہ چوڑیاں جو سڈول کلائی سے پیوست ہوتی ہیں ہاتھوں کو زخمی کیے بغیر یا ٹوٹے بغیر نہ چڑھتی ہیں اور نہ اُترتی ہیں، تجھے دنیا میں بادشاہی نصیب نہیں، تجھے کاروبار اور بیوپار سے واسطہ نہیں، تجھے دفتروں اور محکموں کی ملازمت حاصل نہیں، تجھے باغ و بہار اور کوہ و آبشار کی تفریحوں کا موقع نہیں ملتا، تو دوشیزگی سے کتخدائی تک اور کتخدائی سے موت تک آزاد و خود مختار نہیں، تو تمام عمر محبت، اطاعت اور رنج و محنت کی زنجیروں میں قیدیوں کی طرح مقید رہتی ہے، لیکن اس کے باوجود مشاہدہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ دنیا تیری نگاہ میں بڑی دلآویز ہے اور تو مردوں سے کہیں بڑھکر زندگی سے محبت رکھتی ہے، آہ کل کی بات ہے، میں اپنی مرحوم بیوی کے پاس بیٹھا ہوا تھا، مرض الموت کی طوالت نے میری امیدیں ختم کر دی تھیں، یکایک مجھے خیال آیا کہ عنقریب دلربا چہرہ ہمیشہ کے لیے میری آنکھوں سے چھپ جائیگا اور یہ پھول سا بدن خاک میں مل جائیگا، اس خیال کے ساتھ ہی جی بھر آیا اور بے اختیار آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔ مرحومہ مجھے آبدیدہ دیکھکر بیتاب ہو گئیں لیکن کمال صبر و تحمل کے ساتھ کہا "شاید تم میری جُدائی کے خیال سے رو رہے ہو، بے شک تمہیں غم ہے لیکن ذرا میرے غم کا تو اندازہ کرو، تم سے تو صرف میں جُدا ہوتی ہوں اور تمہیں صبر نہیں آتا، لیکن مجھ سے تم جُدا ہوتے ہو، تم ہی نہیں میرے پیارے بچے بھی مجھ سے بچھڑتے ہیں، ماں باپ کی مفارقت کا پہاڑ ٹوٹتا ہے، بھائی بہن ساس نند اور عزیز و اقربا کو ہمیشہ کے لیے چھوڑنے پر مجبور ہوں۔ یہ گھربار مجھ سے چھوٹتا ہے، یہ کپڑے جو مجھے عزیز تھے، یہ زیور جو میری جان تھا، یہ سارا سامان جسے بڑی مصیبت سے میں نے جمع کیا تھا ایک ایک کر کے مجھ سے چھینا جا رہا ہے، میری دنیا ختم ہو رہی ہے، میری امیدیں خاک میں مل رہی ہیں، اب انصاف کرو کہ تمہیں زیادہ غم ہے یا مجھے؟" یہ دلگداز تقریر مجھے کبھی نہیں بھولتی اور اس سے میں اندازہ کرتا ہوں کہ درحقیقت ایک عورت دنیا سے کیسی گہری وابستگی رکھتی ہے اور اپنے دل میں کہتا ہوں کہ خدایا ایک عورت پر سکرات کی تکلیف کیسی سخت ہوتی ہوگی اور ایک عورت کا دم کیسی مشکل سے نکلتا ہوگا۔

پس اے پیاری لڑکیو جب تم اپنے میکے میں ذرا ذرا سی بات پر بھائی بہن سے لڑتی ہو اور ماں باپ سے جھگڑ رہی ہو اُس وقت اس بات کو نہ بھولو کہ ایک دن تم کو یہ گڑیاں، یہ کھانے، یہ بکس، یہ الماری اور یہ تمام سامان جو تمہیں جان سے زیادہ عزیز ہے اور جس میں تغیر واقع ہونے سے تمہارا دل بے چین ہو جاتا ہے ہمیشہ کے لیے چھوڑ دینا پڑے گا اور تم کو اپنی تمام عمر ایک دوسرے گھر میں بسر کرنی ہوگی۔ اور اے پیاری بہنو! بیاہ کے بعد جب اچھے کپڑے پہن کر تمہارا دل باغ باغ ہو، جب قیمتی زیور سے آراستہ ہوکر تم اترانے لگو، جب آئینہ دیکھکر یہ خیال پیدا ہو کہ بدر بیا ہ میرے تلوے کی برابر نہیں اور محمودہ کو مجھ سے کیا نسبت ہے، جب خوبصورت بچہ آغوش میں ہو اور مامتا دل کو گدگدا رہی ہو، جب روپیہ پیسہ اور گھر کا ساز و سامان روح کو مسرتوں سے لبریز کر رہا ہو اُس وقت موت کو فراموش نہ کرو اور اُس دن کو نہ بھولو جب تم ان سب سے جدا ہونے پر مجبور ہوگی۔ اگر تم دنیا میں مشغول رہنے کے ساتھ دنیا سے ایک دن جانے کا خیال دل میں رکھو گی تو موت تمہارے لیے زیادہ تکلیف دہ ثابت نہ ہوگی اور وہ آخری لمحہ جس میں دنیا کی ایک ایک چیز خیال میں آکر دل کو تڑپاتی ہے، آہ وہ آخری لمحہ جس میں زندگی اور موت کے دو پہاڑ ٹکراتے ہیں اور آہ وہ آخری لمحہ جب روح سامنے بدن کے سمت کر سینہ میں مائل پرواز ہوتی ہے تمہارے لیے بہت آسان ہو جائیگا۔

لباس و زیور سے جسم کو آراستہ کرو مگر یہ سمجھکر کہ یہ چاندنی چار دن کی ہے، اور آخرکار اُسی سفید زین سے سابقہ پڑنا ہے جسے کفن کہتے ہیں۔ گھر کو خوب سجاؤ مگر اس خیال کے ساتھ کہ ایک دن ہمیشہ کے لیے اس سے رخصت ہونا ہے۔ بچوں کو پیار کرو مگر یہ بھی یاد رکھو کہ کبھی نہ کبھی ان کی مفارقت لازمی ہے۔ اگر تم اس ہدایت پر عمل کرو گی اور اُس دن کو جس کا آنا یقینی ہے فراموش نہ ہونے دو گی تو مجھے امید ہے کہ تمہاری زندگی میں خوشگوار انقلاب پیدا ہوگا۔ تمہارے خیالات کچھ سے کچھ ہو جائیں گے اور

تمہارے اخلاق میں نمایاں تبدیلی واقع ہوگی، موت کا خیال تمہیں ہر قدم پر نصیحت کرے گا اور ہر لحظہ ایک نیا سبق دے گا۔ تمہارے دل سے حرص طمع، ہوس دور ہو جائیگی۔ تم چار دن کی زندگی کے لیے کسی کی بُری نہ ہوگی۔ پھر سب سے بڑھکر یہ کہ تمہیں اپنے دوسرے گھر کا دھیان بندھے گا اور دل میں خواہش پیدا ہوگی کہ اس دنیا کی طرح اُس دنیا میں بھی تمہارے سلیقہ اور سگھڑاپے کا چرچا ہو اور قیامت میں جہاں کنبہ برادری کی سب عورتیں جمع ہونگی تمہیں ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑے۔ یہ خیال تم کو دینداری اور روزہ نماز کی پابندی پر آمادہ کرے گا اور جہاں تم سچے دل سے نماز کی پابند ہیں کہ دنیا کی تمام بُرائیوں سے نجات مل گئی۔ پس میری بہنو! اس بات کو نہ بھولو کہ ایک دن دنیا سے جانا ہے۔ والدعا

# بیوی کے خیال میں

دودھ پیتا بچہ ہے، کچھ خبر نہیں، کچھ ہوش نہیں۔ اس کے لیے ماں کی گود جنت ہے ماں کا دودھ جنت کی نہریں ہیں، بولنا نہیں جانتا، بات کرنا نہیں آتا، نہ عقل ہے، نہ سمجھ ہے، سٹر سٹر پڑا ہوا تکا کرتا ہے، اماں جان کو پیار آیا، بچے کو چھاتی سے لگایا، کچھ چوما اور کچھ اُچھالا، محبت کے جذبات سے مغلوب ہو کر ماں کی زبان بے ساختہ کہہ اُٹھی، ننھے میاں بیاہ کروگے، ننھا بچہ معصومیت کی زندہ تصویر ہے، اسے ابھی سے بیوی کے خیال میں مست کیا جا رہا ہے۔

ذرا ہوش آیا۔ زبان کی فیکٹری میں ٹوٹے پھوٹے الفاظ ڈھلنے شروع ہو گئے دماغ کے سانچے سے اُلٹے سیدھے خیالات نکلنے لگے۔ کہیں شادی میں گئے، بیاہ میں گئے، دولہا کو دیکھا، گھر میں دوڑے ہوئے آئے، اماں کی ٹانگوں سے لپٹ گئے اور تقاضہ شروع ہو گیا کہ اَمّی ہمارا بیاہ کردو۔ ماں مُسکرائی، ماتا سے تڑپ کر کلیجے سے لگالیا، ابھی ننھی سی عمر ہے مگر بیوی کا خیال ہے۔

ہوش سنبھالا، دل میں جستجو پیدا ہوئی، آنکھ نے انتخاب کی خدمات انجام دیں جی بے چین رہنے لگا۔ ہر کروٹ، ہر لمحہ، ہر جگہ وہی خیال وہی تصویر، دوستوں کی معرفت ماں باپ کو ڈبل لائف کے انتظام کی اطلاع بھجوائی گئی، ماں باپ نے بھی ضروری سمجھا، رشتہ کو گئے، بات ٹھہری، نکاح ہو گیا، دلہن گھر میں آگئی، زندگی کا نیا دور شروع ہو گیا، ہر وقت بیوی کے خیال میں رہنے لگے۔

کاروباری زندگی کا آغاز ہوا۔ بیوی کی محبت نے کھینچا، ضرورتوں نے دامن پکڑ کر سمجھایا، جی تڑپا، دل بےچین ہوا، کیا کرتے مجبور تھے، ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم، پردیس گئے، کانٹے تو جھیلنا پڑے، مگر جب کوئی اچھی چیز دکھائی دی بیوی کی یاد تازہ ہوگئی، ڈاکیہ نے آواز دی۔ دل تڑپ گیا۔ قدم بڑھے، ہاتھ اُٹھا، آنکھیں جم گئیں، کس خیال سے، اس خیال سے کہ شاید ان کا خط آیا ہو۔

پردیس سے گھر واپس آئے، سفر کی تکلیف تو بھول گئے، مگر وقت کاٹنا دوبھر ہو گیا۔ خیالات کا ایک سلسلہ قائم ہو گیا۔ اس وقت گاڑی پہنچے گی اس وقت گھر پہنچیں گے۔ کمرہ میں بیٹھی ہوں گی، دالان سے نکلی ہوئی چلی آ رہی ہوں گی غرض یہ کہ تمام سفر بیوی کے خیال میں طے ہو گیا۔

عمر کی تمام منزلیں طے کرنے کے بعد بڑھاپا آیا، کمزوری نے آن دبایا، دن رات بیمار رہنے لگے، آخر وہ دن بھی آگیا جب سفر کی تیاریاں ہونے لگیں۔ آخری سانس آیا۔ آخری سانس کے ساتھ ہی یہ خیال بھی آیا کہ میرے بعد بیوی کیا کرے گی۔ مرے بھی تو بیوی کے خیال میں +

# بالی اچھی یا بُندہ

بالیاں چاند کی طرح گول ہیں، سیدھا سادا زیور ہیں، نہ ان میں چمک ہے نہ مٹک ہے، زمانہ قدیم کی یادگار ہیں، بڑی بوڑھیوں کی نشانی ہیں، مغلیہ دور کی یاد ہیں، ہلکی بھی ہوتی ہیں، خوبصورت بھی ہوتی ہیں، پائدار بھی ہوتی ہیں، ننھی بالیوں کے لیے یہ بالیاں بہت بھلی معلوم ہوتی ہیں۔

بندوں کا کیا کہنا، ان میں شوخی ہے، شرارت ہے ذرا سی گردن کی جنبش کے ساتھ بازار والیوں کی طرح تھرکتے ہیں، مٹکتے ہیں، بجلی کی طرح چمکتے ہیں، سُنار کے سٹی کے بنائے ہوئے آہن سیف میں رہنا پسند نہیں کرتے جوہری کی دوکان ان کا نشست گاہ ہے، شیشہ کی الماریوں کے بغیر ان کی گزر مشکل ہے، فرصت کے اوقات میں مخملی کمروں میں آرام کرتے ہیں جو کچھ کریں وہ کم ہے جو ان سے نہ ہو وہ تھوڑا ہے، مغرب سے آئے ہیں، مغربی ادائیں ان میں موجود ہیں۔

بُندے بالیوں کی مغربی بہن ہونے کے باوجود بھی اپنے آپ کو مرد سمجھتے ہیں، مغربی مذاق کی خاتون انہیں بہت پسند کرتی ہے، اس لیے کہ وہ باوجود عورت ہونے کے بھی اپنے آپ کو مرد بنانا چاہتی ہے۔

مگر مجھ سے پوچھو تو نہ بالی اچھی نہ بُندہ، بلکہ جو نیک بات کان میں پڑ جائے، جو اچھی بات سننے میں آجائے وہ ایک خاتون کے کان کی سب سے بڑی زینت ہے۔

نہ بالی پہنو نہ بندہ، یہ بات کان میں ڈال لو، پھر دیکھو کہ کیسا پیارا زیور ہے، کیسا اچھا سنگھار ہے، یہ وہ زیور ہے جو قیامت میں چلے گا، یہ تمہاری دوسری زندگی کا زیور ہے۔

فہمی

# بھائی بہن

(از ترجمان فطرت مولانا سید ظہور احمد صاحب وحشی)

(۱)

منشی ارادت علی خاں انٹرنیس کا امتحان پاس کرکے جو ڈسٹرکٹ بورڈ میں ملازم ہوئے تو پھر آخر دم تک اسی محکمہ میں رہے، آدمی دیانت دار، فرض شناس اور ہوشمند تھے اس لیے افسر و ماتحت سب کو خوش رکھتے تھے۔ پہلی پہل وہ ایک معمولی کلرک کی حیثیت سے نوکر ہوئے تھے، لیکن پھر رفتہ رفتہ وہ ہیڈ کلرک ہو گئے، اسی روپئے ماہوار تنخواہ ملتی تھی اور آرام و اطمینان کے ساتھ اپنی زندگی بسر کرتے تھے۔ منشی صاحب والدین کی نعمت سے محروم تھے اور خاندان میں کسی دوسرے بزرگ کی سرپرستی بھی انہیں نصیب نہ تھی، تاہم وہ اپنے برادری میں عزت اور محبت کی نظر سے دیکھے جاتے تھے کیونکہ انہوں نے نہایت مرنجاں مرنج طبیعت پائی تھی۔ منشی صاحب کو خوش قسمتی سے بیوی بھی خوب ملی تھی، صورت میں حور اور سیرت میں فرشتہ، منشی صاحب اگرچہ شاعر نہ تھے لیکن اپنی بیوی کو بڑی قدر کی نظر سے دیکھتے تھے۔ اور ملازمت کی پابندیوں سے آزاد ہوکر اپنا تمام وقت گھر میں بسر کرتے تھے۔ شادی کو دو سال گزرے تھے کہ منشی صاحب کے گھر میں لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام اُنہوں نے نادرہ رکھا۔ نادرہ حقیقت میں اسم با مسمےٰ تھی، نہایت خوبصورت، بھولا بھولا چہرہ، دلفریب ادائیں ماں باپ کے لیے ہر لحظہ راحت و مسرت کا ایک نیا مشغلہ بہم پہنچاتی تھیں، تیسرے سال منشی صاحب کے گھر میں پھر خوشی کا موقع آیا لیکن دایہ کی ناقابلیت اور ولادت کی دشواری کے باعث تمام مسرتیں غم و حسرت سے بدل گئیں، بچہ بھی ضائع ہو گیا اور دوسرے دن زچہ بھی راہی ملک بقا ہوئی، اس حادثۂ جانکاہ سے منشی صاحب پر مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑا، اُن کی آنکھوں میں دنیا تیرہ و تار ہو گئی۔ آٹھ دس روز تک گھر میں مہمانوں کا ہجوم رہا اور اس کے بعد صرف وہ تھے اور اُن کی ڈھائی سال کی بچی نادرہ۔ نادرہ اب ٹوٹی پھوٹی گفتگو پر قادر تھی اور اپنی مرحوم والدہ کے متعلق جو خیالات ظاہر کرتی تھی اُن کے ہر لفظ سے منشی صاحب کے دل پر بجلیاں گرتی تھیں، منشی صاحب نے ایک ماہ کی رخصت حاصل کرلی تھی اس لیے انہیں لڑکی کی نگہداشت میں چنداں تکلیف نہیں ہوئی، لیکن رخصت کا زمانہ ختم ہوتے ہی اُن کی مشکلات کا آغاز ہو گیا، وہ حیران تھے کہ کیا کریں، اگر وہ ملازمت پر جاتے ہیں تو مکان پر کوئی نہیں رہتا، اگر خانہ نشینی اختیار کرتے ہیں تو ملازمت جاتی ہے، آخر فکر و غور کے بعد انہوں نے لڑکی کی پرورش کے لیے ایک عورت ملازم رکھی جو بظاہر نہایت متدین، نیک اور خدمت گزار معلوم ہوتی تھی، لیکن اس انتظام پر ایک مہینہ بھی نہیں گزرا تھا کہ وہ گھر کا بہت سا نقد و جنس لے کر فرار ہو گئی۔

(۲)

اس تلخ تجربہ کے بعد منشی صاحب آئندہ کسی ملازمہ پر اعتماد کی جرأت نہ کرسکے اور بالآخر احباب سے مشورہ کرکے وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ اُنہیں مرحومہ کا رنج و غم دل سے بھلا کر دوسرے عقد کے لیے تیار ہو جانا چاہیے، منشی صاحب نے اپنی بیوی کو نہایت آرام سے رکھا تھا، اُن کی اخلاقی حالت کے لوگ ثنا خواں تھے، اور برسر روزگار تھے اس لیے آسانی کے ساتھ اُن کا دوسرا عقد ہو گیا، منشی صاحب کی یہ بیوی جن کا نام احمدی تھا، نہ پہلی بیوی کی طرح خوبرو تھیں اور نہ تعلیم یافتہ، تاہم منشی صاحب اپنی نیک طینتی کی بنا پر اُن سے خوش تھے، اگرچہ اُن کی جہالت اور بدمزاجی کی وجہ سے توقع نہ تھی لیکن اُنہوں نے نادرہ کو بہت محبت کے ساتھ پرورش کیا حتےٰ کہ وہ اپنی ماں کو بھول گئی اور باپ کی طرف بھی اُس کا التفات کم ہو گیا، برتاؤ کی یہ صورت اُس وقت تک بدستور باقی رہی جب تک احمدی ایک بچہ کی ماں نہیں بنی۔ اس کے بعد اُس کے مزاج میں سرد مہری پیدا ہو گئی اور وہ نادرہ کو اپنے بچہ کے ناز و نعمت میں شریک و حارج سمجھ کر نفرت کی نظر سے دیکھنے لگی حالانکہ نادرہ میں ابھی سگے سوتیلے کی تمیز نہ تھی اور وہ اپنے خورد سال بھائی محمود کو جان سے زیادہ عزیز سمجھتی تھی، احمدی کی یہ نفرت محمود کی عمر کے ساتھ ساتھ بڑھتی گئی اور وہ ہر وقت نادرہ کے درپئے آزار رہنے لگی، یوں تو منشی صاحب نیک مزاج اور ہوشمند تھے لیکن نادرہ کے معاملہ میں اُنہیں بیوی نے نہایت بے وقوف بنا رکھا تھا، وہ اُس کی شکایت اور بُرائیوں کا اظہار ایسے دلنشیں اور مؤثر پیرائے میں کرتی تھی کہ منشی صاحب صریح جھوٹ کو بالکل سچ سمجھتے تھے، اور نہ صرف سوتیلی ماں کی دست درازیوں سے چشم پوشی کرتے تھے بلکہ دوسرے تیسرے خود بھی اس غریب بچی کو جسے تقدیر نے محبت مادری کی نعمت سے محروم کر دیا تھا زد و کوب کرنے میں تامل نہیں کرتے تھے۔

(۳)

ان واقعات پر دس سال کا زمانہ گزر گیا، اب نادرہ کی عمر چودہ سال کی تھی اور محمود دسویں برس میں تھا، اس اثناء میں منشی صاحب کے ہاں کئی بچے پیدا ہوئے لیکن کوئی سال دو سال سے زیادہ زندہ نہیں رہا، نادرہ نے جب عمر کی چودھویں منزل میں قدم رکھا تو منشی صاحب کو اُس کی شادی کی فکر ہوئی اور اس کے ساتھ ہی جہیز کا خیال آیا جس کی طرف سے وہ اب تک بالکل بے پروا تھے نادرہ کی والدہ اپنے ساتھ کوئی بڑا جہیز نہیں لائی تھی لیکن جو کچھ بھی تھا وہ خادمہ کے ہاتھ لگا، اس کے بعد نادرہ کو کبھی کوئی زیور یا اچھا کپڑا نصیب نہیں ہوا۔ احمدی نہایت بجز رس بلکہ بخیل تھی، اُس کے پاس کافی زیور تھا اور اُس نے شادی کے بعد بارہ سال کے عرصہ میں دو ڈھائی ہزار کی رقم بھی جمع کر لی تھی کیونکہ منشی صاحب بیوی کو تنخواہ سپرد کر دینے کے بعد پھر یہ کبھی نہیں پوچھتے تھے کہ کیا خرچ ہوا اور کیا باقی رہا، لیکن اب جو بیٹی کے جہیز کی فکر ہوئی تو اُنہوں نے بیوی سے کچھ زیور اور کچھ روپے کا مطالبہ کیا، احمدی کو جو نادرہ کی جانی دشمن

رہی تھی یہ بات سخت ناگوار گزری اور اُس نے بڑی عقلمندی کے ساتھ اس خلش کو رکرنے کی کوشش کی، وہ اس مطالبہ سے بظاہر ذرا بھی افسردہ نہیں ہوئی اور شوہر ہ کہا کہ میرا سب نقد و جنس تمہارے لیے حاضر ہے، لیکن درپردہ اُس نے نادرہ کو ل میں ملانے کا تہیہ کرلیا، انہی دنوں میں احمدی کی آنکھوں میں کچھ شکایت ہوگئی تھی شی صاحب اُسکی آنکھ میں دوا لگاتے تھے اور اُس دوا کے متعلق اُنہوں نے کہا تھا یہ ایسی زہریلی چیز ہے کہ اگر اس کا ایک قطرہ حلق سے اُتر جائے تو زندگی دشوار ہے شی صاحب نے اس خیال سے دوا کی خاصیت بتادی تھی کہ اُس سے احتیاط رکھی جائے ت احمدی نے اس معلومات سے فائدہ اُٹھایا اور جب کھانے کے لیے دسترخوان بچھا گھر کے چھوٹے بڑے کھانا کھانے کے لیے بیٹھے تو اُس نے ایک گلاس میں اُس دوا آدھی شیشی شامل کردی، دسترخوان پر ایک ہی قسم کے دو گلاس تھے اور احمدی نے لہ کرلیا تھا کہ آج وہ یہ زہر نادرہ کو پلا کر رہیگی۔

(۴)

بخت و اتفاق کا کرشمہ دیکھیے کہ احمدی نے دو ہی تین نوالے کھائے تھے کہ یکایک ے ہچکی آنے لگی اور ہچکی کے ساتھ غذا کے کچھ ذرات آلات تنفس میں پہنچکر حلق میں ا اٹک گیا۔ منشی صاحب نے بیوی کو مضطرب دیکھکر جلدی سے پانی کا گلاس منھ لگادیا، کچھ تو آشوب چشم اور کچھ تکلیف سے آنکھوں کا پاسب ہونا، غرض گھبراہٹ احمدی یہ امتیاز نہ کرسکی کہ یہ وہی زہر آلود گلاس ہے جو اُس نے نادرہ کے لیے ر کیا تھا، پانی کا حلق سے اُترنا تھا کہ اُسے غلطی کا احساس ہوا، دل لرز گیا، سارا ن کانپ اُٹھا، اور گلاس ہاتھ سے چھوٹ کر گر پڑا۔ ابھی پانچ منٹ بھی نہیں رے تھے کہ "کروسیو سبلیمیٹ" کے اثر سے اُس کی طبیعت مضطرب ہونے لگی رنگ متغیر ہوگیا، پتلیوں کی گردش بدل گئی، سر چکرایا، ہاتھ پاؤں ڈھیلے ئے، دل بیٹھنے لگا، اور مریضہ بےحس و حرکت ہوکر زمین پر گر پڑی۔ منشی صاحب منٹ میں یہ تدریجی تغیرات دیکھکر سخت پریشان ہوئے، نادرہ اور محمود رونے ، منشی صاحب نے احمدی کو پلنگ پر لٹادیا اور سب ملکر ہاتھوں پیروں میں مالش نے لگے، آخرکار مریضہ نے آنکھیں کھول دیں لیکن ساتھ ہی خونی استفراغ شروع یا، منشی صاحب سراسیمگی کی حالت میں ڈاکٹر کے پاس پہنچے لیکن جب وہ ٹر کو ہمراہ لیکر واپس آئے تو دل کی حرکت بند ہوچکی تھی اور مریضہ میں کچھ باقی ا۔ ڈاکٹر صاحب زہر کی ماہیت تو نہ بتا سکے لیکن اُن کے نزدیک یہ امر ر تھا کہ مریضہ کی موت زہر سے واقع ہوئی، منشی صاحب کو یہ منظور نہ تھا دی کا پوسٹ مارٹم (ڈاکٹری معائنۂ لاش) ہو یا اُن کا معدہ کیمیائی امتحان ے آگرہ بھیجا جائے اس لیے اُنہوں نے ہیضہ کی خبر مشہور کرکے تجہیز و تکفین کا ن کیا اور ایک دفعہ اور گھر کی رونق اور دل کی راحت کو خاک میں ملا آئے تین گھنٹہ کے اندر یکایک اور بالکل اچانک خانہ ویرانی کے حادثہ نے اُنکے دماغ کو بیکار کردیا، وہ کئی دن بستر سے نہ اُٹھ سکے، خور و خواب کی ہوگئی اور بالآخر اکیس روز بخار میں مبتلا رہکر نادرہ اور محمود کی بیکسی اور کس مپرسی کی پروا کیے بغیر راہی ملک بقا ہوئے۔

(۵)

اب کوئی نہ تھا کہ ان لاوارثوں کی خبرگیری کرے، گھر میں اتنا نقد و جنس ضرور موجود تھا کہ اگر کوئی خدا ترسی اور ہمدردی کے لیے آمادہ ہوتا تو نادرہ اور محمود کو مطلق تکلیف نہ ہوتی لیکن تقدیر نے اُنہیں ایک ایسے ناخدا ترس اور ناعاقبت اندیش کے حوالہ کیا جس نے چھ ماہ کے اندر تمام سامان خورد برد کردیا، یہ محمود کا ماموں تھا، جو بحیثیت سرپرست کے ان دونوں کو اپنے گھر لے گیا اور اُن کے مال و متاع پر قبضہ کرکے اپنے تصرف میں لایا۔ نادرہ کا پیام کئی جگہ سے آرہا تھا، لیکن گھر کے بگڑتے ہی لوگوں کا ارادہ بدل گیا۔ اور آخرکار وہ اپنے والد کے انتقال پر ایک سال گزرنے کے بعد ایک مفلس و نادار گھر میں بیاہی گئی۔ چونکہ محمود کے ماموں نے اُسے کچھ بھی جہیز نہیں دیا تھا اس لیے اُس کے شوہر مظفر علی نے شادی کے بعد تعلقات بالکل منقطع کرلیے اور جانبین سے آمد و رفت کا سلسلہ ٹوٹ گیا۔ مظفر علی میونسپلٹی میں دس روپے ماہوار کا ملازم تھا اور اتنی رقم میں وہ خود اپنی بیوی اور اپنی ماں کے ہمراہ زندگی بسر کرنے پر مجبور تھا، تکالیف کی کچھ انتہا نہ تھی لیکن نادرہ اپنی مرحوم سوتیلی ماں کو دعائیں دیتی تھیں جس نے اُسے آرام و راحت کا کبھی خوگر نہیں ہونے دیا تھا۔ شادی پر چھ ماہ کا زمانہ گزرا تھا کہ ایک دن نادرہ اپنے شوہر کے ایک عزیز کے ہاں شادی میں شریک ہوئی، یہ لوگ مظفر علی کی طرح مفلس و تنگ دست نہ تھے بلکہ خوش حال تھے۔ یہاں نادرہ نے ایک ایسا نظارہ دیکھا جس سے قریب تھا کہ وہ غش کھاکر گر پڑے، اُس نے دیکھا کہ محمود نہایت کثیف اور بوسیدہ کپڑے پہنے ہوئے خدمتگاری کے فرائض انجام دے رہا ہے؛ اُس نے موقع پاکر محمود سے اُس کی سرگزشت دریافت کی تو معلوم ہوا کہ اُسے اُس کے ماموں نے گھر سے نکال دیا ہے اور اب وہ یہاں نوکری کرکے اپنا پیٹ پالتا ہے، نادرہ یہ حالات معلوم کرکے خوب روئی اور پھر اپنے افلاس و غربت کے خیال سے اُس کے دل کو اور بھی دُکھ پہنچا تاہم اُس نے دل میں یہ فیصلہ کرلیا کہ جس طرح ممکن ہوگا وہ بھائی کو اس ذلت و رسوائی سے بچا لیے گی

(۶)

مظفر علی تنگ دست ضرور تھا لیکن تنگ دل نہ تھا۔ نادرہ نے جب اُس سے صورت واقعہ بیان کی تو اُسے بھی بہت رنج پہنچا اور بیوی کا منشا سمجھکر اُس نے کہا کہ تم اُسے بلا تردد بلالو، اگر ہم دونوں وقت نہیں کھا سکتے تو ایک ہی وقت کھائیں گے، مظفر علی کی والدہ البتہ یہ بات پسند نہیں کرتی تھیں لیکن بہو بیٹے کو متفق الرائے دیکھکر خاموش ہوگئیں، بالآخر ایک دن مظفر علی اپنے عزیز کے ہاں جاکر محمود کو ہمراہ لے آیا، محمود کے آتے ہی نادرہ نے اپنا طریق عمل بالکل بدل دیا اور اپنے آرام و راحت کو خیرباد کہدیا، اُس نے ذلت و بدنامی کی پروا کیے بغیر اِدھر اُدھر سے سلائی کا کام منگایا اور فرائض خانگی سے

جتنا وقت بچتا تھا اُسے وہ سلائی میں صرف کرتی تھی، ایک ہفتہ تک تو وہ محمود کو سمجھاتی رہی کہ تمہیں ترقی کرنی چاہیے، نام پیدا کرنا چاہیے اور اپنے خاندان کی عزت کو قائم رکھنا چاہیے، اور پھر اُسے مظفر علی کے ہمراہ بھیجکر مشن ہائی اسکول میں جو صرف ایک فرلانگ کے فاصلہ پر تھا داخل کرادیا، ابھی محمود کو آئے ہوئے ایک سہ ماہی بھی نہیں گزری تھی کہ مظفر علی کی تنخواہ میں پانچ روپے کا اضافہ ہوگیا، لیکن نادرہ نے بھائی کا بار رشتہ ہر پر نہیں ڈالا۔ وہ اپنی سلائی سے اتنا پیدا کرلیتی تھی جو محمود کے خورد و نوش اور مصارف تعلیم کو کافی ہوتا تھا۔ سچ یہ ہے کہ مصیبت سب سے بڑی اتالیق ہے اور زمانہ کا تازیانہ اصلاح میں کبھی ناکام نہیں ہتا، محمود کی عمر اگرچہ بارہ تیرہ سال سے زیادہ نہ تھی لیکن اُس میں جوانوں سے بڑھکر احساس تھا، نادرہ نے اُس میں ایک نئی روح پھونک دی تھی، وہ غیر معمولی محنت اور توجہ کے ساتھ اپنی تعلیم میں مصروف ہوگیا اور تین سال کی مسلسل جد و جہد کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ مڈل کے انعامی امتحان میں اول رہا اور سر رشتۂ تعلیم کی طرف سے دس روپے ماہوار اُس کا وظیفہ مقرر ہوگیا اب وہ بہن کی کفالت سے مستغنی تھا، دو سال کے عرصہ میں جب محمود کی عمر سولہ سترہ سال کے قریب تھی اُس نے انٹرنس کا امتحان اول ڈویژن میں پاس کیا، اس امتحان میں کامیاب ہوکر اُس نے نادرہ سے پوچھا کہ اب کیا کرنا چاہیے کیونکہ وہ ملازمت کے قابل ہوگیا تھا لیکن نادرہ نے اُسے تعلیم کا سلسلہ جاری رکھنے کی سخت تاکید کی، کالج بھی شہر میں موجود تھا، نادرہ نے اِس دو سال میں سو روپے سے کچھ زیادہ رقم اپنی محنت سے جمع کرلی تھی، چنانچہ کالج کے ابتدائی مصارف میں محمود کو کچھ زحمت نہیں ہوئی، اب کے اُسے کوئی وظیفہ تو نہیں ملا تھا لیکن اُس نے پندرہ روپے ماہوار کی ایک ٹیوشن کرلی تھی جس میں دو گھنٹے صرف ہوتے تھے اور باقی اپنی تعلیم میں بسر کرتا تھا۔ تعلیم سے محمود کے مخفی جوہر اُبھر آئے، چنانچہ اب لوگوں کو معلوم ہوا کہ وہ بلا کا ذہین ہے اور اُس نے بے نظیر حافظہ پایا ہے، اُس کی انگریزی ایسی اچھی تھی کہ صرف طلبہ ہی نہیں بلکہ کالج کے بعض اساتذہ تعجب کرتے تھے۔

(۷)

اِس اثنا میں نادرہ ایک لڑکے اور ایک لڑکی کی ماں بن چکی تھی، مظفر علی کی تنخواہ بدستور پندرہ روپے ماہوار تھی، گرانی اشیا نے سخت پریشان کر رکھا تھا اور اُس نے محمود کی پرورش اور تعلیم کے لیے محنت کا جو سلسلہ قائم کیا تھا اب اُس کا معاوضہ گھر کے بڑھتے ہوئے مصارف میں صرف ہوتا تھا۔ محمود اپنے کسی امتحان میں خوش قسمتی سے فیل نہیں ہوا اور چار سال میں اُس نے بی اے کی ڈگری حاصل کرلی، گریجویٹ بننے کے بعد اُس نے بہن سے مشورہ کیا کہ اب کیا کرنا چاہیے؟ اور بڑی غور و فکر کے بعد یہ رائے قرار پائی کہ محمود کو وکالت کا امتحان پاس کرنا چاہیے، چنانچہ اُس نے الہ آباد میں قیام اختیار کیا، ایک دفتر میں وہ ساٹھ روپے ماہوار پر ملازم ہوگیا، اور قانون یاد کرنے لگا، وہ نصف تنخواہ تو بہن کو بھیج دیتا تھا اور نصف تنخواہ میں اپنی ضروریات پوری کرتا تھا، آخر تین سال کے

عرصہ میں اُس نے کامیابی کے ساتھ ایل ایل بی کا امتحان بھی پاس کرلیا، اور اپنے وطن کو واپس آگیا، قانون پڑھنے کے بعد محمود کو اندازہ ہوا کہ اُس کا دماغ قانون کے لیے کس قدر موزوں ہے، اور اُس کو خدا نے کس قدر قوت گویائی عطا کی ہے، لیکن ان اوصاف کے باوجود اُسے دو سال تک اپنی پریکٹس میں کامیابی نہیں ہوئی اور اتنا روپیہ بھی نہ مل سکا کہ بحیثیت وکیل ہائی کورٹ کے اپنی حیثیت قائم رکھ سکتا یا اپنی بہن یا اُس کے بچوں کو مالی مدد دے سکتا محمود نے بڑے استقلال کے ساتھ اُس ناکامی کا مقابلہ کیا، اور بالآخر قدرت نے جو ہمیشہ عزم و استقلال کی سخت آزمائش کے بعد رحمت کے بادلوں کو بارش کا حکم دیتی ہے اُس کی مدد کی، اور پھر رفتہ رفتہ اُس کی پریکٹس ایسی کامیاب ہوئی کہ بار کے باراں دیدہ ممبر بھی اُسکی قانونی قابلیت اور پیروی کی اہلیت کو تسلیم کرنے لگے، پریکٹس کی کامیابی کے ساتھ ساتھ چاندی سونے کا مینہ بھی برسنے لگا، محمود کو ابھی وطن میں آئے ہوئے صرف پانچ سال کا زمانہ گزرا تھا کہ اُس کی حالت میں غیر معمولی اور غیر متوقع انقلاب پیدا ہوگیا اور روپیہ انسانی شخص میں جس قدر تبدیلیاں واقع ہوسکتی ہیں وہ اُس کی ذات میں واقع ہوگئیں۔

(۸)

اس انقلاب کے ساتھ ہی محمود شہر کی بلندترین سوسائٹی میں شامل ہوگیا، اب اُس کی شادی کا مسئلہ بہن اور بہنوئی کے تخیل سے زیادہ بلند تھا، وہ اعلیٰ تعلیم یافتہ تھا، کامیاب وکیل تھا، ذات پات کے لحاظ سے بھی اچھا تھا پھر اُسے ایک اچھی اور اونچے گھرانے کی لڑکی ملنے میں کونسی بات مانع تھی، چنانچہ خاں صاحب سراج الدین خاں رئیس اعظم کی اکلوتی صاحبزادی سے ان کی شادی ہوگئی، محمود نے اپنے بہنوئی سے استعفےٰ دلوا دیا تھا اور وہ بطور منشی کام کرتے تھے، گھر میں سارا انتظام بہن کے سپرد تھا، نادرہ کے چار لڑکے اور ایک لڑکی تھی، محمود نے اُن کی تعلیم کا معقول انتظام کردیا تھا، چنانچہ بڑا بچہ انٹرنس پاس کرچکا تھا اور کالج میں تعلیم پارہا تھا۔ شادی کو صرف دو سال کا زمانہ گزرا تھا کہ محمود کو ولایت جانے کا خیال پیدا ہوا، اُن کے خسر نے بھی اس خیال کی تائید کی چنانچہ وہ پانچ سال کے لیے انگلستان روانہ ہوگیا۔ پہلے اُس نے بیرسٹری کا امتحان پاس کیا اور پھر جرمنی جاکر ڈاکٹری کی ڈگری حاصل کی، ابھی وہ ولایت سے واپس نہیں آیا تھا کہ اُس کی قیمت اُٹھنے لگی، چنانچہ ہندوستان کی ایک عظیم دوست ریاست نے تین ہزار روپے ماہوار پر اُس کی خدمات حاصل کرلیں، اب محمود وہ محمود نہیں تھا جسے بیس سال قبل لوگوں نے ایک خدمتگار کی حیثیت سے دیکھا اب محمود کے سامنے بڑے بڑے امراء، علما اور دانشمند سر نیاز خم کرتے تھے، وہ اپنی ان تمام ترقیوں کا باعث نادرہ کو قرار دیتا تھا، اور فی الحقیقت تھا بھی یہی، محمود نے کبھی اپنے آپ کو ناشکر گزار ثابت نہیں کیا، وہ اپنی بہن کو ماں سے بڑھکر واجب التعظیم سمجھتا تھا اور اُس نے اپنے گھر بار، مال و دولت بلکہ اپنی ذات کو نادرہ کے زیر فرمان رکھا تھا، اُس نے نادرہ کے بچوں کو اعلیٰ

تعلیم دلائی چنانچہ بڑا لڑکا انجینیر، دوسرا ڈاکٹر، تیسرا بیرسٹر اور چوتھا ڈپٹی کلکٹر تھا، ان لڑکوں کی شادیاں شہر کے منتخب عمائد کی لڑکیوں سے ہوئیں اور صرف بیس سال کے عرصہ میں اس خاندان کو ایسا عروج ہوا کہ تمام شہر میں اُس کا جواب ناممکن تھا اور جو لوگ ان واقعات سے آگاہ تھے وہ کہتے تھے کہ یہ سب کچھ بھائی بہن کی دانشمندی اور محبت کا نتیجہ ہے۔

# عورتوں کا کتب خانہ

**خلافت صدیقی** حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خلیفۂ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مبارک زندگی کے حالات، چھوٹی بچیوں اور مستورات کے لیے۔ قیمت ۵ ر

**خلافت فاروقی** حضور سرورِ عالم کے خلیفۂ دوم حضرت عمرؓ کے حالات زندگی، چھوٹی بچیوں اور مستورات کے لیے۔ قیمت پانچ آنے (۵ ر)

**خلافت عثمانی** حضور سردارِ دوجہاں کے خلیفۂ سوم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی چھوٹی بچیوں اور مستورات کے لیے قیمت پانچ آنے (۵ ر)

**خلافت حیدری** رسولِ پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خلیفۂ چہارم حضرت علی المرتضےٰ کرم اللہ وجہہ کی مبارک زندگی کے حالات. بچیوں اور مستورات کے لیے۔ قیمت ۵ ر

**فتح ستری** خواتین اسلام کے لیے پردے اور بے پردگی کے متعلق شرعی احکام اور دلچسپ بحث دیکھنی ہو تو فتح ستری منگائیے۔ قیمت دو آنے (۲ ر)

**ہدایۃ الزوجین** میاں بیوی کے حقوق کا مختصر بیان قیمت دو آنے (۲ ر)

**انشاء نسواں** مستورات اور لڑکیوں کو صاف شستہ اردو زبان میں خط و کتابت سکھانے کے لیے بہترین تصنیف۔ قیمت آٹھ آنے (۸ ر)

**جمیلہ خاتون** مانگے کا زیور پہننے کی برائیاں ایک ضدی اور ناسمجھ خاتون کیسے راہِ راست پر آئی قیمت تین آنے (۳ ر)

**حوران جنت** مسلمان، عالمہ، فاضلہ، شاعرہ، محدثہ اور فقیہہ بیبیوں کے تاریخی حالات اور ان کی زندگی کے دلچسپ واقعات۔ قیمت ۴ ر

**شریف بیبیاں** دنیا کی مشہور عالمہ، فاضلہ، شاعرہ اور نیک طینت شہزادیوں کے دلچسپ حالات درج ہیں۔ قیمت پانچ آنے (۵ ر)

**محب وطن خواتین ہند** تینتیس ایسی خواتین کے حالات درج ہیں جنہوں نے اپنے ملک کی خاطر یہ مصیبت مشکل اور تیز تکلیف برداشت کی، قیمت آٹھ آنے (۸ ر)

**دایہ** جس میں ایام حمل سے لیکر عالم زچگی تک کی چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی شکایات اور امراض کا حال مع علاج لکھا گیا ہے۔ قیمت آٹھ آنے (۸ ر)

**خالدہ ادیب خانم** وزیر تعلیمات ترکی خالدہ ادیب خانم کی سوانح عمری، عورتوں کو ضرور پڑھنی چاہیے۔ قیمت آٹھ آنے (۸ ر)

**طبیب العائلہ** حمل و رضاعت اور بچوں کی پرورش و پرداخت اور عورتوں اور بچوں کے مخصوص امراض کے بیان میں اور انکی خطرناک بیماریوں کے ذکر میں یہ تصنیف لاجواب ہے قیمت آٹھ آنے (۸ ر)

**تذکرۂ خواتین دکن** جس میں سرزمین دکن کی نامور ممتاز صاحب سیف اور اہل قلم خواتین کے حالات درج ہیں، اس کے علاوہ شاہزادیوں کے ایسے دلچسپ اور ولولہ خیز واقعات موجود ہیں جو خواتین کو پستی کے غار سے نکالکر ترقی کے بالاترین کنگرے پر پہنچا سکتے ہیں۔ قیمت آٹھ آنے (۸ ر)

**ناصح مشفق** یہ کتاب ایسے سو قیمتی نصیحت کے جواہرات کا مجموعہ ہے جس کو پڑھنے کے بعد ہر عورت کنبہ میں، برادری میں، چھوٹوں میں، بڑوں میں، میکے میں، سسرال میں غرض ہر شخص کے دل میں جگہ پیدا کر سکتی ہے۔ قیمت ۴ ر

**رسول عربیؐ** مستورات کے لیے کالی زلفوں والے، کالی کملی والے پیارے رسولِ مدنی کی مفصل اور جامع سوانحعمری ۱۲۴ صفحات۔ قیمت آٹھ آنے (۸ ر)

**بہشتی جھومر** قصہ کے پیرایہ میں مستورات کو مذہبی اور دینی عقائد و مسائل بتلانے والی، تہذیب اخلاق کا سبق دینے والی اور حقوق شوہر و امور خانگی سکھانیوالی نہایت مفید کتاب صفحات ۱۸۰ قیمت ۱۲ ر

کتابیں ملنے کا پتہ:- سید علی مظفر ہاشمی منیجر نظامیہ دارالاشاعت دہلی

# تصنیفات مصور فطرت حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب مدظلہ العالی

**سفرنامہ مصر و فلسطین و شام و حجاز** یہ حضرت خواجہ صاحب کا باتصویر سفرنامہ ہے جس میں مصر بیت المقدس ملک شام اور حجاز کے مفصل حالات ہیں، اس میں حضرت یوسفؑ کی اصلی تصویر ایک کردی درویش کا فوٹو اور خاص خاص مقامات کی بہت سی تصویریں دی گئی ہیں قیمت دو روپے آٹھ آنے (۲/۸)

**سفرنامہ ہندوستان** یہ حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کا ہندوستان کا سفرنامہ ہے جس میں بمبئی کے تمام دلچسپ نظارے، سومنات مندر کے چشم دید حالات، محمود غزنوی کے جنگی میدان کا معائنہ ریاست جوناگڑھ کے تاریخی واقعات اور ان کے علاوہ ہندوستان کے تمام مشہور مقامات کے حالات درج ہیں۔ قیمت بارہ آنے (۱۲/)

**سیر دہلی کی معلومات** اس میں دہلی شہر کی سیر اور شہر سے باہر کی پرانی عمارات دیکھنے کے لیے معلومات درج ہیں، دہلی کی مشہور سوغاتوں، بازاروں، باغوں، حکیموں اور ڈاکٹروں کا بھی تذکرہ ہے، شاہی عمارات کی کیفیت نہایت دلچسپ طریقہ پر لکھی ہے قیمت مسافروں کی ضرورت کے خیال سے بجائے بارہ آنے ـ

**آپ بیتی حسن نظامی** اس میں حضرت خواجہ صاحب نے اپنی پیدائش سے اپنے حالات زندگی خود لکھے ہیں اور ہر چھوٹی بڑی بات کو خواہ وہ کیسی ہی پوشیدہ ہو صاف صاف ظاہر کر دیا ہے، زندگی کے بعض ایسے تجربے بھی آپ نے قلمبند فرمائے ہیں جو دوسروں کے لیے بیحد مفید ہیں۔ قیمت ایک روپیہ چار آنے۔ (۱/۴)

**لاہوتی آپ بیتی** اس میں مبدء و معاد کی کیفیت، نفس انسانی کے اس کالبد خاکی میں جلوہ گر ہونے سے قبل و بعد کے حالات، اسرار روح کی سرگزشت، حضرت انسان کی لن ترانیاں حق کے دلولے اور بالآخر شفاعت خیر البشر بحر توحید میں غوطہ زن ہو کر قرب ربانی میں فائز ہونا۔ قیمت صرف دو آنے (۲/)

**مرشد کو سجدہ تعظیم** اس رسالہ میں تعظیمی سجدہ کے مباح ہونے کے دلائل قرآن شریف، احادیث، تفاسیر، اور اقوال و حالات علما و مشائخ عظام سے جمع کیے گئے ہیں قیمت آٹھ آنے (۸/)

**تسکین احساس** اس کتاب میں تصوف کا بیان ہے، اور ان تمام پوشیدہ اشغال و اذکار اور مراقبوں کو علانیہ لکھ دیا گیا ہے جن میں ہر ایک چیز بارہ بارہ برس خدمت کرنے کے بعد بھی مشائخ صوفیہ مشکل سے بتاتے تھے، اردو زبان میں یہ تصوف کی سب سے پہلی کتاب ہے۔ قیمت آٹھ آنے (۸/)

**اسرار** اس کتاب کے ہر لفظ میں تصوف کے رموز پوشیدہ ہیں مصر کے مشہور درویش نے حضرت خواجہ صاحب کو یہ کتاب بطور تحفہ کے دی تھی اگر آپ باطنی کرامات کا نظارہ کرنا چاہتے ہیں اور پیکر انسانی کی طلسم کشائی کے خواہشمند ہیں تو اس کتاب کو دیکھیے۔ قیمت چھ آنے (۶/)

**اعمال حزب البحر** اس میں مشہور دعا حزب البحر کے وہ تمام مخفی اعمال جمع کیے گئے ہیں جو ہندوستان کے مشائخ اور بیرون ہندوستان کے مشائخ میں صدیوں سے مروج ہیں۔ حضرت مولانا شاہ سلیمان صاحب پھلواروی کا ارشاد ہے کہ خواجہ حسن نظامی کی تصنیفات میں یہ تصنیف سب سے اعلیٰ اور بہتر ہے۔ قیمت دس آنے (۱۰/)

**اردو دعائیں** اس میں حسب ذیل دعائیں ہیں:۔ فلسفۂ دعا۔ بچہ کی ولادت کے وقت ماں باپ کی دعا، بسم اللہ خوانی کے وقت کی دعا۔ بچے کو مدرسے بھیجتے وقت کی دعا، مدرسہ میں لڑکوں کی دعا، نکاح کے وقت کی دعا، بیٹی کو وداع کے وقت ماں کی دعا سسرال میں جا کر دلہن کی دعا۔ کھانے سے پہلے کی دعا، کھانے کے بعد کی دعا غرض اسی طرح اور بہت سی دعائیں ہیں، یہ سب خواجہ صاحب نے اردو زبان میں لکھی ہیں، ان کے علاوہ احادیث کی دعائیں مع اردو ترجمہ کے بھی درج ہیں قیمت دس آنے (۱۰/)

**اسلام کا انجام** مسلمانوں کے آنے والے عروج کی فلسفیانہ دلیلیں، ہندوستان کا عام مذہب، جب تک اسلام نہ ہوگا ہوم رول بھی ہونا ناممکن ہے، مسلمانوں کے زوال کا فلسفہ، اشاعت اسلام کا فلسفہ، عروج حاصل کرنے کی تدبیریں، اسلام کا انجام صوفیوں کے ہاتھ میں ہے۔ صوفیوں پر اعتراض کرنے والوں کے عقلی و علمی جواب اور اسی قسم کے اہم مسئلوں پر حضرت خواجہ صاحب نے بحث فرمائی ہے۔ قیمت چھ آنے (۶/)

**امام الزمانؑ کی آمد** دنیا میں پیش آنے والے واقعات کے متعلق اس کتاب میں حضرت خواجہ صاحب نے پیشین گوئیاں فرمائی ہیں، مضامین یہ ہیں:۔ شیخ سنوسی کے پانچوں رسالوں کا خلاصہ، دنیا میں کیا کیا انقلابات آنے والے ہیں، ایک انگریز کی پیشین گوئیوں کا خلاصہ کہ یورپ بھی امام الزمان کو قبول کرے گا، اور یہ پیشین گوئی کہ دنیا میں ایک نئی سلطنت ظاہر ہونے والی ہے، جو سب حکومتوں پر غالب آ جائیگی، امیر افغانستان کے اسلام کے تاجدار ہونے کی پیشین گوئی۔ قیمت بارہ آنے (۱۲/)

**فلسفۂ شہادت** اس چھوٹے سے رسالے میں حضرت خواجہ صاحب نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت پر فلسفیانہ بحث کی ہے۔ قیمت صرف ایک آنہ (۱/)

کتابیں ملنے کا پتہ:۔ سید علی مظفر ہاشمی منیجر خواجہ بک ڈپو دہلی

# تصنیفات مصور فطرت حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب مدظلہ العالی

**چٹکیاں اور گدگدیاں** اُردو زبان میں مہذب ظرافت کی سب سے پہلی کتاب جس میں مذہبی ہنسی، تمدنی ہنسی، علمی اور ادبی ہنسی کے مضامین ہیں۔ مضامین یہ ہیں:- جہادی شہید کا کفن۔ لب بام نکلی۔ بنگلہ خدا، حق کہ ایک دھوبی، حرام بکری، ضرورت ہے ایک بیر کی۔ عید کی چھینک۔ چھری کاٹنے کی تکفین، ترجمہ اتار گست جینیٹی، بیگم سیرا یا چڑے کا، انگھیجری، حسن چڑیا کی کہانی، زوج الاوحش جھینگر کا جنازہ، عشق باز ڈنڈا، پیاری ڈکار، اس کے علاوہ اسی قسم کے اور بھی دلچسپ مضامین ہیں۔ قیمت بارہ آنے (۱۲ر)

**قرام قبلہ تو شملہ** حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کا وہ مشہور و معروف خط جو سابق وائسرائے ہند لارڈ ہارڈنگ کے نام بھیجا گیا تھا یہ خط کانپور کی مسجد کے حادثہ کے متعلق تھا، اس کی تمام ہندوستان میں بڑی دھوم مچ چکی ہے۔ قیمت صرف دو آنے۔

**شیطان کا طوطا** یہ حضرت خواجہ صاحب کی لکھی ہوئی ایک عبرت انگیز اور نہایت دلچسپ کہانی ہے، جس میں مغربی تعلیم و تہذیب کی برائیاں اور خراب صحبت کے بُرے نتائج پر قصہ کے پیرایہ میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ قیمت صرف دو آنے - (۲ر)

**دل کی عیدیاں** حضرت خواجہ صاحب کے عید متعلق دلچسپ مضامین اس میں لکھے گئے ہیں، مثلاً آنسو کا عید کارڈ، احصاب کی عید، بقرعید کے دن قربانی کی سری، ایک افیونی اور برسات کی عید۔ قیمت پانچ آنے (۵ر)

**روپیہ عالم سکرات میں** اس رسالہ میں روپیے کے متعلق حضرت خواجہ صاحب نے اس مضمون میں نہایت دلچسپ پیرایہ میں اقتصادی مسائل کو بیان کیا ہے۔ قیمت صرف ڈیڑھ آنہ (۱ر)

**بھیکی اور دست پناہ** حضرت خواجہ صاحب نے اس مضمون میں نہایت مؤثر انداز سے سیاست اور تصوف کے لطائف لکھے ہیں۔ قیمت صرف ایک آنہ (۱ر)

**تمباکو نامہ** اس میں ترک سگرٹ اور ملک کی اقتصادی، مذہبی اور طبی واقفیت اور ہدایات کا بہت ہی دلچسپ مجموعہ ہے بچوں کو سگرٹ نوشی سے باز رکھنے کے لیے یہ رسالہ سنائیے اور پڑھائیے قیمت صرف تین آنے (۳ر)

**حق پرستوں پر ستم** آنحضرت صلعم اور صحابۂ کرام پر جو سختیاں کفار نے کیں اور جس ثابت قدمی سے ان کو برداشت کیا گیا اس کا تذکرہ ہے، ہر بزرگ کا علیحدہ علیحدہ حال درج ہے، قیمت صرف دو آنے - (۲ر)

**اُردو سکھانے کے مضامین** حضرت خواجہ صاحب کے اُن مضامین کا مجموعہ جن کو پڑھنے سے خود بخود اردو نویسی کی مہارت پیدا ہو جاتی ہے اور انشا پردازی کا ولولہ نمودار ہوتا ہے، دلچسپ مضامین یہ ہیں۔ ستاروں کی کھرچن، آنکھوں کی زبان، چندا ماموں، ریل کے انجن سے عشق بازی۔ قیمت چھ آنے (۶ر)

**لڑائی کا گھر** یہ چھوٹے چھوٹے رسالوں کا مجموعہ ہے جس میں یہ مضامین ہیں:- توپ خانہ۔ بندوق، مکھی کا میدان جنگ، ہوائی جہاز، قیصر کا اعلان جنگ، بم، جرمن شہزادہ کی لاش وغیرہ۔ قیمت چھ آنے (۶ر)

**پڑوس کے سترہ پاجی** اس میں مکڑیوں، مکھیوں، چڑیوں، مرغیوں، کتوں، چوہوں، گلہریوں، مچھروں، پتنگوں، جوئوں، کھٹملوں، جھینگروں، بھڑوں، سانپوں، بچھوؤں، کنکھجوروں، اور چھپکلیوں کے نہایت دلچسپ حالات حضرت خواجہ صاحب نے اپنے خاص انداز میں لکھے ہیں، قیمت دو آنے (۲ر)

**گاندھی نامہ** مہاتما گاندھی کی ذات و صفات کے متعلق حضرت خواجہ صاحب نے نہایت دلچسپ اور سبق آموز مضامین لکھے ہیں۔ قیمت آٹھ آنے (۸ر)

**تین شہید** اس میں طرابلس الغرب کی شہادت اور ایرانی مجتہد کی شہادت اور مراکش کے عرب کی شہادت کا تذکرہ ہے۔ قیمت دو آنے (۲ر)

**چار درویشوں کا تذکرہ** اس میں اسپینی درویش حضرت ابن عربی رضہ اور ہندی درویش حضرت شیخ سلیم چشتی رضہ اور یمنی درویش سیدی ادریس رضہ اور مصری درویش سید توفیق بکری رضہ کے حالات ہیں قیمت تین آنے (۳ر)

**لے دور کا سلام** ایک اُمتی کی دلی کیفیات کا آئینہ حضور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب میں۔ قیمت ایک آنہ (۱ر)

**غزنوی جہاد** یہ ہندوستانی مسلمانوں کی جنگی تاریخ کا پہلا حصہ ہے جس میں غازی سلطان محمود غزنوی کے اُن سترہ حملوں کا تاریخی تذکرہ ہے جو ہندوستان پر ہوئے، ہر جہاد کی پوری کیفیت درج ہے جس کو پڑھکر بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ قیمت آٹھ آنے (۸ر)

**آداب مرشد** اس کتاب میں آیات و احادیث سے اور اقوال و احوال بزرگان دین سے مرشد کی عزت اور مرشد کے آداب کی عقلی و نقلی دلیلیں لکھی گئی ہیں۔ قیمت ۸ر

**جرمن نامہ** حضرت خواجہ صاحب کی تائید سے قدسی صاحب نے لکھا اور خوب لکھا۔ قیمت ۳ر

**اہلبیت کے معجزات** اس کتاب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہلبیت اطہار کے معجزات نہایت شستہ زبان میں لکھے گئے ہیں۔ قیمت ۴ر

کتابیں ملنے کا پتہ۔ سید علی مظفر ہاشمی منیجر خواجہ بک ڈپو۔ دہلی

# حضرت خواجہ حسن نظامی مدظلہ کی کتابیں اسلام کے بچاؤ اور اسلام کی اشاعت کے لیئے

**ہندو مذہب کی معلومات** یہ کتاب خاص طور سے داعیان اسلام اور مسلمانوں کی معلومات کے لیئے لکھی گئی ہے، اس کو پڑھکر سارا ہندو مذہب سمجھ آجاتا ہے، اور اسکا پڑھنے والا ایک ہندو کو دیکھتے ہی پہچان جاتا ہے کہ وہ برہمن ہے یا چھتری، ویش ہے یا شودر، اور ہندو مذہب کی اصولی تعلیم بھی اس میں بیان کی گئی ہے اور ہندو مذہب کے دیوتاؤں اور اوتاروں اور خاص خاص کتابوں کے حالات بھی ہیں، قیمت آٹھ آنے (۸؍)

**ہلال خور** اس کتاب میں خاکروب فرقے کے تمام تاریخی، مذہبی اور تمدنی حالات بہت محنت و تلاش سے جمع کیے گئے ہیں، جو اس قدر دلچسپ ہیں کہ ایک دفعہ شروع کرنے کے بعد کتاب ہاتھ سے رکھنے کو جی نہیں چاہتا۔ قیمت آٹھ آنے

**داعی اسلام** اس میں ہر مسلمان کو داعی اسلام بنانے اور حفاظت و اشاعت اسلام کرنے کے طریقے بتائے گئے ہیں اور جس کا تمام ہندوستان میں آجکل غلغلہ ہے، اور جس کے ترجمے ہندوستان کی ہر زبان میں ہو گئے۔ قیمت تین آنے

**سکھ قوم** اس کتاب میں سکھ قوم اور سکھ مذہب کے بانی کی نسبت بہت مؤثر اور دلچسپ حالات ہیں، پہلے سکھوں کے عقائد کی تفصیل ہے پھر اُن کے قومی خصائل کو بیان کیا گیا ہے، پھر ایک مضمون سکھ اور سید کے عنوان سے ہے، پھر ست گرو نانک صاحب اور نانکی قوم میں وحدت اور آنکھوں والے نانک اور زعون والے نانک وغیرہ مضامین ہیں قیمت ۸؍

**اسلامی توحید** اس رسالہ میں آیات قرآن مجید اور احادیث کے حوالوں سے غیر مذاہب کی توحید سے اسلامی توحید کو برتر ثابت کیا گیا ہے اور اس سلسلے میں یہودیوں، عیسائیوں، زردشتیوں، ہندؤں اور آریوں کے عقائد توحید کو بھی حوالوں کے ساتھ دکھایا گیا ہے۔ قیمت دو آنے (۲؍)

**اسلامی رسول** اس کتاب میں رسول اللہ صلعم کے وہ اخلاق و حالات جمع کیے گئے ہیں جنکے پڑھنے سے غیر مذاہب کے لوگوں پر آنحضرتؐ کا اچھا اثر ہوتا ہے۔ قیمت تین آنے (۳؍)

**جانباز مسلم** اس میں وہ واقعات جمع کیے گئے ہیں جنمیں مسلمانوں کی اسلام کی خاطر جانبازی کا تذکرہ ہے کہ اُنھوں نے جانیں قربان کر دیں اور ہر قسم کی تکلیفیں برداشت کیں مگر اسلام سے منہ نہ موڑا، کئی زبانوں میں ترجمہ ہو گیا ہے۔ قیمت دو آنے (۲؍)

**تاکید نماز** اس کتاب کی مقبولیت اسی سے ظاہر ہوتی ہے کہ کئی زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے اور ہندوستان کے باہر بھی اسلامی حکومتوں میں اسکی مانگ ہے قیمت ۳؍

**اسلام کے ضروری عقائد** ناواقف مسلمانوں کو اور اُن لوگوں کو جو نئے مسلمان ہوئے ہوں اس کتاب کے مطالعہ سے بڑا فائدہ ہوگا اور اُنھی کے لیے خاص طور سے اس کو تیار کرایا گیا ہے، اس کتاب کو پڑھنے کے بعد ممکن نہیں کہ کوئی اسلام لانے کے بعد کسی دوسرے مذہب میں شامل ہو سکے قیمت آٹھ آنے (۸؍)

**اسلام کیونکر پھیلا؟** اس رسالہ میں مولانا سید سلیمان ندوی نے ہندوستان میں اشاعت اسلام کی تاریخ لکھی ہے، آریوں کے اعتراضات کا مکمل جواب ہے قیمت ۳؍

**تبلیغی عیدکارڈ** اس میں قرآنی عید کارڈ، حدیث کے عید کارڈ، اور تحفظ اسلام کے عید کارڈ اور تبلیغ اسلام کے عید کارڈ بہت دلچسپ اور مؤثر لکھے گئے ہیں۔ قیمت دو آنے (۲؍)

**ہندو کی نعت** اس میں جناب چودھری دتو رام صاحب کوثری کی لکھی ہوئی نعتوں اور منقبتوں کو جمع کیا گیا ہے۔ قیمت (۴؍) چار آنے۔

**اسلامی رسولؐ کے معجزات** اس کتاب میں آنحضرتؐ کے تمام معجزات نہایت صحیح حدیث شریف کی کتابوں سے جمع کیے گئے ہیں قیمت ۴؍

**پرندوں کی تجارت** اس کتاب میں مسلمانوں کی مالی اصلاح کی غرض سے پرندوں کی پرورش، پرندوں کا علاج اور ہر قسم کے تجارتی پرندوں کے پالنے اور اُنسے تجارتی فائدے حاصل کرنے کے طریقے اور مرغی انڈے کے بیوپار کے مفصل طریقے لکھے گئے ہیں، بہت ہی ضروری اور مفید کتاب ہے۔ قیمت آٹھ آنے (۸؍)

**حلوائی کی تعلیم** اس کتاب میں حلوائی کی دوکان کرنے کی مفصل ہدایات اور ہر قسم کی مٹھائیاں بنانے کی مکمل ترکیبیں، اعلیٰ درجہ کے اُستاد حلوائیوں سے حاصل کر کے لکھی گئی ہیں، شوقیہ مٹھائیاں بنائیے یا اپنی مستورات کو مٹھائیاں بنانی سکھائیے، ہر حالت میں یہ کتاب آپ کو بہت کام دے سکتی ہے۔ قیمت آٹھ آنے (۸؍)

**پنواڑی کی دوکان** اس رسالہ میں پنواڑی کی دوکان کے مفصل طریقے اور ہدایات ہیں ہندوستان میں بہت مقبول ہوئی ہے۔ قیمت ۳؍

**تعلیم خدمتگاری** اس کتاب میں مسلمانوں کی مفلسی اور بیکاری دور کرنے کے لیے اچھے خدمتگار بنانے کے اصول لکھے گئے ہیں جو شخص ایک رسالہ پڑھ لیگا وہ بیکار لڑکوں کو خدمتگاری کی تعلیم دے سکے گا۔ قیمت تین آنے (۳؍)

**ترغیب حساب** اس رسالہ میں یہ مضامین ہیں: ترغیب حساب، دین میں حساب کی تفصیل، دینی معاملات میں محاسبہ کی تفصیل، امور دنیا میں حساب کی ضرورت، حساب سکھانے کے طریقے، دماغ کی تفریح کا حساب، حساب کے نقشے، ہر کام ہونے کی وجہ، میں کہاں خرچ کروں، میں کہاں کماؤں، تندرستی کی دوا اشرفیاں، لڑکیوں کی تربیت، غرض ہر اعتبار سے یہ کتاب بچوں کے پڑھنے اور عورتوں کو پڑھانے اور سُنانے کے لیے بہت ضروری ہے، قیمت چار آنے (۴؍)

**محمودی حملوں کے اسباب** اس رسالہ میں سلطان محمود غزنوی کے ہندوستانی حملوں کے اسباب تاریخی حوالوں سے لکھے گئے ہیں کیونکہ آریہ سماجی اس پر اعتراض کیا کرتے تھے [illegible]

**محمدؐ کی سرکار** یہ ایک نامور سکھ نے نہایت خلوص و محبت سے حضور سرور کائنات صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سوانح عمری اُردو زبان میں لکھی ہے جو درحقیقت دیکھنے ہی کے قابل ہے، اس کتاب کے مقابلہ میں اس کی قیمت کچھ بھی نہیں یعنی صرف آٹھ آنے (۸؍)

کتابیں ملنے کا پتہ:- سید علی مظفر ہاشمی منیجر خواجہ بک ڈپو دہلی

تفسیر الفاتحہ
مفتی شیخ محمد عبدہٗ مصری کی مشہور تفسیر
کا اُردو ترجمہ، اتنا بہتر ترجمہ ہے کہ اُردو کا جامہ پہن لینے کے
باوجود بھی مفتی صاحب کی تفسیر کی شان موجود ہے۔ اس قدر
آسان زبان ہے کہ شاید بچے کو بھی سمجھنے میں کوئی دقت نہ
ہو۔ سورۂ فاتحہ کی تفسیر پڑھنے کے بعد اندازہ ہوتا ہے کہ کلام الٰہی کو
کس لیے کہا جاتا ہے۔ مفسر نے اس خوبی کے ساتھ نکات
باریکیاں سمجھائی ہیں کہ معلوم ہوتا ہے۔ علامہ مفتی عبدہٗ
سامنے بیٹھے ہوئے اُردو میں تفسیر سمجھا رہے ہیں۔
سمجھ میں آنے کے بعد یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک
پہاڑ نظروں کے سامنے سے ہٹا دیا گیا۔
قیمت آٹھ آنے
منیجر نظامیہ دارالاشاعت


تفسیر سورۂ یٰسین
ترجمان فطرت مولانا سید راحت محمد صاحب ایڈیٹر دین و دنیا کی نہایت مقبول تفسیر
سورۂ یاسین کو کلام مجید کا قلب کہا جاتا ہے، اسی لیے سورۂ یاسین کی
تفسیر لکھنا بہت دشوار ہے۔ مولانا موصوف نے تفسیر سورۂ یاسین کو
اپنے مخصوص رنگ میں تحریر فرمایا ہے، یہ تفسیر اپنی جامعیت حسن بیان
ادائے مطالب زبان کی سلاست، تشریح لغات اور اظہار نکات و
معانی الفاظ کے لحاظ سے بے نظیر تفسیر ہے، سب سے بڑی جدت
مولانا موصوف نے یہ فرمائی ہے کہ یاسین شریف کے مضامین کی سرخیاں
قائم کر دی ہیں، اس کے علاوہ سورۂ یاسین کے پڑھنے کے طریقے بھی تحریر
فرمائے ہیں۔ رسالۂ دین و دنیا کے صفحہ ۲ پر جو تفسیر مسلسل چار سال سے شائع
ہو رہی ہے اس سے آپ اندازہ فرما سکتے ہیں کہ مولانا کتنے زبردست اُردو کے مفسر ہیں
قیمت ۸ر منیجر نظامیہ دارالاشاعت دہلی


کیا آپ کو بات کرنی آتی ہے؟
اگر خدانخواستہ آپ تقریر کی جادو بیانی سے محروم ہیں، اگر آپ کی
گفتگو شیریں نہیں ہے، اگر آپ کی گفتگو لوگوں کے دلوں کو تسخیر کرنے کی
قوت نہیں رکھتی، اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی زبان سے نکلے ہوئے
الفاظ میں جادو کا اثر ہو تو کتاب
فن تقریر
ملاحظہ فرمائیے، اور اس کی ۳۲ ہدایتوں پر عمل کیجیے، اور پھر دیکھیے کہ
آپ کے الفاظ طلسم بن جائیں گے آپ کی گفتگو میں انتہا درجہ کی شیرینی پیدا
ہو جائیگی، ہر محفل اور ہر مجلس میں لوگ آپ کو آنکھوں پر بٹھائیں گے۔ آپ کی
جادو بیانی احباب اور عزیزوں کے حلقہ ہی تک محدود نہیں رہے گی،
بلکہ آپ ہزاروں کے مجمع میں بھی بے دھڑک تقریر کر سکیں گے
اہل مجمع کے دل آپ کے قبضہ میں ہونگے۔ اس طرح آپ لوگوں کے دلوں پر حکومت
کریں گے۔ قیمت ۸ر
منیجر نظامیہ دارالاشاعت دہلی


آپ سے کون خفا ہے؟
کون منانے سے نہیں منتا؟ آپ کسے اپنا مطیع بنانا چاہتے
ہیں؟ وہ کوئی عورت ہو، کوئی مرد ہو، کوئی بوڑھا ہو، کوئی آقا ہو یا کوئی
حاکم ہو، آپ کا مطیع و مسخر ہو سکتا ہے اگر آپ اس عجیب و غریب کتاب
فن تسخیر
کو ملاحظہ کریں اور اس کی ہدایتوں پر عمل فرمائیں
اس کتاب میں جو عمل بتایا گیا ہے وہ نہایت صحیح
مؤثر اور تیر بہدف ہے۔ کبھی غلط نہیں ثابت ہو سکتا
پھر لطف یہ کہ عمل کی ترکیب نہایت آسان۔ ہر شخص
بڑی سہولت کے ساتھ عامل بن سکتا ہے۔ قیمت ۸ر
اگر یہ دعویٰ غلط ہو تو نہ صرف ایک کتاب بلکہ سو کتابوں کے دام واپس
منیجر خواجہ بک ڈپو و نظامیہ دارالاشاعت دہلی

(ابوالمظفر سید محمد انوار ہاشمی پرو پرائٹر، پبلشر نے محبوب المطابع دہلی میں چھپوا کر شائع کیا)

Registered L No 1313
Established in 1921.
چیست دنیا؟
از خدا غافل بدن
نے قماش و نقرہ و فرزند و زن
مسلمانوں کو دینداری اور دنیاداری کی صحیح تعلیم دینے والا ماہوار رسالہ
دین و دنیا
ہر مہینے نظامیہ دارالاشاعت۔ خواجہ بک ڈپو دہلی سے شائع ہوتا ہے
چیف ایڈیٹر:۔ ترجمان فطرت مولانا سید ظہور احمد صاحب چشتی شاہجہانپوری
ایڈیٹر:۔ مفتی سید شوکت علی صاحب فہمی
پروپرائٹر:۔ ابوالمظفر سید محمد انوار ہاشمی
ہر خریدار کو اختیار ہے
دیکھے ہوئے پرچے احتیاط سے واپس کر کے اپنی
ادا کردہ کل قیمت ہم سے واپس منگالے
سالانہ چندہ معمولی کاغذ
سالانہ چندہ اعلیٰ کاغذ
Rs
Written by Jari.

تیار ہوگئی
باب اول
ابتدائی معلومات
باب دوم
باب سوم
عملیات محبت
ایک دوسری دنیا
تقدیر آزمائی کے لیے
ایسے نازک وقتوں میں کام آنیوالی، مایوسوں کو امید دلانیوالی، ڈوبتوں کا سہارا، غمزدوں کا دلاسا، ہجراں نصیبوں
کو مژدہ وصل سنانیوالی، ستم رسیدوں کو دشمنوں سے نجات دلانے والی، بیکاروں کو باکار اور مفلسوں کو زردار
بنانیوالی، مایوس مریضوں کے لیے نسخہ شفا، بے اولادوں کے لیے پیام بقا، آسیب زدوں کیلئے نقش سلیمان،
بچوں کیلئے حرز جاں، مقدمات میں کامیاب کرنیوالی، مشکلات سے بچانیوالی اگر ہے تو صرف ایک چیز ہے اور وہ
مولینا سید ظہور احمد صاحب وحشی شاہجہانپوری کی عالمانہ تالیف
تیار ہوگئی
عملیات
ہے جسمیں پانچسو سے زیادہ ایسے مستند اور مجرب عملیات جمع کیے گئے ہیں جو اولیاء اللہ اور
طیار ہوگئی
باب نہم
باب دہم
مفرور اور گمشدہ کی واپسی کے لیے
باب یازدہم
عملیات مختلف امراض کیلئے

زبردست عاملوں کے زیر عمل رہے ہیں، کتاب میں پہلے عمل اور وظیفہ پڑھنے اور نقش لکھنے کے طریقے لکھے گئے ہیں تاکہ بڑے بڑے عاملوں کو بھی معلوم نہ ہونگے اور پھر ہر قسم کے اعمال و وظائف اور نقوش درج کیے گئے ہیں (تیار ہوگئی)

# اُردو زبان میں عملیات کے متعلق ایسی جامع کوئی کتاب موجود نہیں

خدانخواستہ آپکو جب کوئی مشکل پیش آئیگی یا جب کوئی مصیبت رونما ہوگی اُس وقت یہ کتاب آپکی ڈوبتی ہوئی کشتی کو ناخدا بنکر بچالیگی اس کتاب کے مطالعہ سے آپ ایک زبردست عامل بن سکتے ہیں اور آپ کے اندر نہ صرف ایک محبوب کو، ایک حاکم کو، ایک امیر کو تسخیر کرنیکی، بلکہ دنیا کو زیر و زبر کرنیکی طاقت پیدا ہوسکتی ہے۔

# اس کتاب میں صدہا ایسے سربستہ عملیات ہیں جو سالہا سال کی محنت شاقہ اور ریاضت کے بعد بھی کسی عامل مشکل معلوم ہوسکتے ہیں

## باب چہارم
عملیات عداوت و جدائی
عمل ... جدائی کے لیے، نقوش ... اور جدائی ... کا ... دشمن و ... جدائی کے لیے ... بحالی کیلئے چلہ کا وظیفہ

## باب پنجم
عملیات کشایش رزق
نقوش دست غیب، رفع افلاس کے لیے، دوکان کی ترقی اور کامیابی کے لیے، بحالی ملازمت کے لیے حصول دولت کے لیے، جاہ و ثروت کے لیے مختلف مجرب اعمال۔

## باب ششم
عملیات تسخیر خلائق
عمل اسم الٰہی، عمل اسم اعظم، آیت تسخیر خلق، عمل اسم قادر، عملیات تسخیر حاکم، عمل قل ہو ... ترکیب حاضی، سرالاکسیر، حب، اعمال خطبہ دوم، عمل سورۂ یٰسین

## باب ہفتم
عملیات تسخیر سلاطین و امراء
لوح زرین برائے تسخیر سلاطین، نقش آیات جلیلہ بلند و بند تسخیر امراء، نقش تسخیر طلسمی انگوٹھی نقش مخمس، غضب سلطانی سے بچنے کے لیے

## باب دوازدہم
عملیات اولاد کے لیے
نقش مقطعات، حمل، عمل ... نقش ... نقش ... اولاد کے لیے مجرب اعمال و وظائف۔ فرزند نرینہ کے عملیات و نقوش وغیرہ وغیرہ

## باب سیزدہم
عملیات آسیب
دفع آسیب کے لیے، شناخت آسیب کے لیے، نقوش آسیب، فتیلہ برائے ... عملیات، آیت ... اُم الصبیان کیلئے ... خائف، فتیلہ ... نقش ... وغیرہ

## باب چہاردہم
حل مشکلات و حاجات کیلئے
نقوش حل، ہر حاجات کیلئے، ... امور کیلئے نقوش ... عمل بسم اللہ شریف، عمل ... عمل ... سورۂ مزمل، وظیفہ سورۂ اخلاص نقش کاشف الاسرار

## باب پانزدہم
فالنامہ حضرت غوث الاعظم
اس باب میں حضرت غوث الاعظم کا فالنامہ درج ہے جو ہر دینی اور دنیاوی معاملہ میں آپ کی مدد کرے گا۔ اور خضر راہ بنکر قدم قدم پر رہبری کریگا۔

## باب ہشتم
[illegible]

کتاب ملنے کا پتہ
سید علی مظفر ہاشمی منیجر خواجہ بکڈپو
دہلی

سلسلہ تعلیم تجارت
فن دوکانداری
سلسلہ تعلیم تجارت
فن اشتہار بازی
کیا
آپ ترقی کرنا چاہتے ہیں؟
اگر آپ کی خواہش ہے کہ آپ ایک دیندار مسلمان بنکر ترقی کریں۔ آپ
ایک پیشوا بنیں اور دنیا کا بچہ بچہ بوجہ شہرت آپ سے واقف ہو تو
حضرت خواجہ حسن نظامی کا روزنامچہ
پڑھیے۔ یہ آپ کو مذہبی تعلیم دیگا، یہ آپ کو سیاست سے آگاہ کریگا۔ یہ آپ کو معاشرت کے معاملات میں رہبری کریگا،
یہ آپ کی معلومات کو دوگنا اور چوگنا کر دے گا۔ یہ اسلام پھیلانے کے ذرائع آپ کو بتانے کا۔ یہ اردو
زبان کا سب سے بہتر معلم ثابت ہوگا۔ یہ نہ صرف آپ کو زبان اردو سے واقف کرے گا
بلکہ آپ کے دماغ میں انشاپردازی کی روح پیدا کر دے گا، خواجہ صاحب کا
روزنامچہ پڑھیے اور ہر دینی اور دنیاوی معاملہ میں اس سے مدد لیجیے پھر
دیکھیے کہ آپ چند دن میں کیا سے کیا بن جاتے ہیں۔ خواجہ صاحب کی
ترقی کا راز انہیں صفحات میں موجود ہے۔ دلچسپ اسقدر کہ
اسکے مقابلہ میں دنیا کی تمام دلچسپیاں کوئی حقیقت
نہیں رکھتیں۔ ہر وقت ایک راہبر کی
طرح کام آئے۔ قیمت
۶/
سلسلہ صنعت و حرفت
مکمل ملمع سازی
پتہ:- منیجر نظامیہ دارالاشاعت دہلی

(۱) ملک میں تجارت کا شوق پھیلانا

(۲) ملک کو خواجہ بک ڈپو کی تجارتی اور صنعتی کتب سے آگاہ کرنا جو کئی سال سے مسلسل شائع ہو رہی ہیں۔

# کتاب معلومات تجارت میں کیا ہے؟

وہ باتیں جو سالہا سال کامیاب تاجروں کی خدمت کے باوجود بھی نہیں حاصل ہوتیں، تجارت کے وہ راز جو محض دنیا کے کامیاب تاجروں کے ساتھ دفن ہو جاتے ہیں، وہ باتیں جنکو ذہن نشین کرنے کے بعد ایک معمولی لکھا پڑھا شخص بھی کامیاب تاجر بن سکتا ہے، تجارت کے وہ راز جو بیکاروں کو باکار اور ناکاموں کو کامیابی کا اعلیٰ نمونہ بنا سکتے ہیں، وہ باتیں جو قلیل سرمایہ سے تجارت کرنا سکھاتی ہیں، تجارت کے وہ راز جو بغیر سرمایہ کے بھی تجارت کرنا بتاتے ہیں، وہ صدہا باتیں جو امریکہ و یورپ کی کتابوں کا عطر کھینچکر لکھی گئی ہیں اور تجارت کے وہ راز جن کی بدولت آج یورپ ہندوستان پر حکومت کر رہا ہے۔

اگر آپ کے نام انعام نکل آیا تو دو روپے سے آپنے ہزاروں کما لیے۔ اور اگر خدانخواستہ نہ نکلا تو دو روپے کی کتاب تو آپکو مل ہی گئی جس سے اگر آپ کام لینا چاہیں تو ہزارہا روپیہ خود پیدا کر سکتے ہیں

## ہزارہا روپیہ کتاب کے خریداروں میں بتفصیل ذیل تقسیم کیا جائے گا

| ایک لاکھ کتاب کی فروخت پر ساٹھ ہزار روپیہ بتفصیل ذیل تقسیم ہوگا | پچاس ہزار کتاب کی فروخت پر تیس ہزار روپیہ بتفصیل ذیل تقسیم ہوگا | پچیس ہزار کتاب کی فروخت پر پندرہ ہزار روپیہ بتفصیل ذیل تقسیم ہوگا | بارہ ہزار کتابوں کی فروخت پر سات ہزار روپیہ بتفصیل ذیل تقسیم ہوگا |
|---|---|---|---|
| پہلا انعام پانچ ہزار روپے کا دوسرا انعام تین ہزار روپے کا تیسرا انعام دو ہزار روپے چوتھا انعام ایک ہزار روپے پانچواں انعام پانچسو روپے چھٹا انعام تین سو روپے ساتواں انعام دو سو روپے آٹھواں انعام ایک سو روپے نواں انعام پچاس روپے دسواں انعام پچیس روپے ۹۵۶۵ انعام پانچ پانچ روپے کے ہونگے۔ | پہلا انعام ۳ ہزار روپے دوسرا انعام ۲ ہزار روپے تیسرا انعام ایک ہزار روپے چوتھا انعام پانچسو روپے پانچواں انعام تین سو روپے چھٹا انعام دو سو روپے ساتواں انعام ایک سو روپے آٹھواں انعام پچاس روپے نواں انعام پچیس روپے دسواں انعام پندرہ روپے ۴۵۶۲ انعام پانچ روپے کے ہونگے | پہلا انعام ۲ ہزار روپے دوسرا انعام ایک ہزار روپے تیسرا انعام پانچسو روپے چوتھا انعام تین سو روپے پانچواں انعام دو سو روپے چھٹا انعام ایک سو روپے ساتواں انعام پچاس روپے آٹھواں انعام پچیس روپے نواں انعام پندرہ روپے دسواں انعام دس روپے ۲۱۶۰ انعام پانچ پانچ روپے کے ہونگے | پہلا انعام ایک ہزار روپے دوسرا انعام پانچسو روپے تیسرا انعام تین سو روپے چوتھا انعام دو سو روپے پانچواں انعام ایک سو روپے چھٹا انعام پچاس روپے ساتواں انعام پچیس روپے آٹھواں انعام پندرہ روپے نواں انعام دس روپے ۹۶۰ انعام پانچ پانچ روپے کے ہونگے۔ |

کم سے کم بیس ہزار کتابوں کی فروخت پر انعامات تقسیم کیے جائینگے، اگر مقررہ تاریخ تک بیس ہزار خریدار نہیں ہوئے تو مدت بڑھا دی جائیگی جون ۱۹۳۵ء کو انعامات تقسیم ہونگے۔ تقسیم انعامات کی کارروائی قابل اعتماد اہلیان شہر کے روبرو عمل میں آئیگی، اگر آپ تاریخ مقررہ پر تشریف لا سکتے ہیں تو رونق افزا ہو کر شکریہ کا موقع دیجیے،

جو صاحب پانچ خریدار دینگے انکو ایک ٹکٹ مفت دیا جائیگا، جو صاحب دس خریدار دینگے اُن کو ایک ٹکٹ اور ایک جلد معلومات تجارت نذر کی جائیگی۔

کتاب کی قیمت مع محصولڈاک دو روپے ہے، کتاب اور انعامی ٹکٹ منی آرڈر وصول ہونے پر روانہ کیا جائیگا۔ بذریعہ وی۔پی بھی کتاب بھیجی جا سکتی ہے +

سید علی مظفر ہاشمی منیجر خواجہ بک ڈپو۔ دہلی

# تفسیر قرآن مجید

(گذشتہ سے پیوستہ)

"فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ وَ قُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ○

**ترجمہ** - پھر شیطان نے آدم و حوا کو ڈگمگا دیا، اور جس (عیش) میں وہ تھے اُس سے نکلوا دیا اور ہم نے کہا، تم سب نیچے اُترو - تم میں سے ایک دوسرے کا دشمن ہے اور دنیا میں ایک وقت تک تمہارے لیے ٹھکانا اور ساز و سامان ہے -

**تشریح الفاظ**: ازلال - (از زلت، لغزش - پھسلنا) پھسلانا - بہلانا - بہکانا ڈگمگا دینا - اخراج = نکالنا - خارج کرنا - اہبطو (از ہبوط) اُترنا - بلند جگہ سے پستی میں اُترنا - فروکش ہونا - مستقر = (از استقرار) جائے قرار - ٹھہرنے کی جگہ - ٹھکانا - متاع = کوئی شے جو استعمال میں آئے جس سے فائدہ اُٹھایا جائے، جس کو برتا جائے، ساز و سامان، لوازم زندگی، حین = وقت - مدت، زمانہ -

**تفسیر**: شیطان نے حضرت آدم کو بہلا یا پھسلایا اور اُن سے لغزش واقع کرا دی، اسکی تفصیل خود کلام مجید میں اس طرح موجود ہے کہ شیطان نے حضرت آدم سے کہا یا اُن کے دل میں یہ وسوسہ پیدا کیا کہ "اے آدم کیا میں تمہیں ایک ایسا درخت بتا دوں جس کے کھانے سے تم ہمیشہ زندہ رہو اور ایک لازوال سلطنت تمہارے قبضہ میں آجائے؟ دیکھو تمہیں اور تمہاری بیوی کو جو خدا نے اس درخت کے کھانے سے منع کیا ہے اس کا سبب صرف یہ ہے کہ تم فرشتے بن جاؤ گے اور پھر جنت میں تمہاری سکونت مستقل اور دائمی ہو جائیگی - میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں تمہارا ہوا خواہ ہوں" سند بی ندگزیر ہے - حضرت آدم کے دل سے حکم الٰہی فراموش ہوگیا، شیطان کی باتوں میں آگئے اور شجرۂ ممنوع کو چکھ لیا جسکا حال قرآن پاک میں یوں لکھا ہے کہ "جب آدم اور حوا نے شجرۂ ممنوع کو چکھا تو چکھتے ہی یہ ہوا کہ دونوں عریاں ہو گئے، شرم سے درختوں کے پتوں سے بدن ڈھانکنے لگے"

اللہ تعالیٰ جو کچھ کرتا ہے وہ حکمت و مصلحت پر مبنی ہوتا ہے، یہ تو پہلے ہی طے ہو چکا تھا کہ حضرت آدم دنیا کے خلیفہ بنائے جائینگے لیکن دنیا میں آنے سے پیشتر اُن کو جنت میں کھانا کا اور پھر شیطان کے وسوسہ سے اس لغزش کا صادر ہو جانا، اس کے بعد جنت سے اُن کا نکلنا اور بجائے اس کے کہ براہ راست اُن کو دنیا میں بھیجدیا جاتا ان واقعات کے ساتھ دنیا میں آنا مصالح ایزدی پر مبنی ہے، اور ظاہر کرتا ہے کہ ابتدا سے ہماری زندگی واقعات کے سلسلوں میں اُلجھی ہوئی ہے اور ایک واقعہ دوسرے واقعہ کا سبب بنکر عبرت و دلچسپی کے لیے ایک افسانہ پیدا کر دیتا ہے - جب حضرت آدم خلافت دنیا کے لیے پیدا کیے گئے تھے تو وہ جنت میں کیونکر رہ سکتے تھے، تاہم روح کو یہ بھولا ہوا خواب ابھی یاد ہے اور ان فردوسی نظاروں کے تصور سے بے چین ہو کر وہ پکار اُٹھتی ہے کہ ؎

من ملک بودم و فردوس بریں جایم بود
آدم آورد دریں دیر خراب آبادم

کسی ملحد نے مسجد یا صوفیہ میں ایک عالم سے دریافت کیا کہ حضرت آدم جنت سے کیوں علحدہ کیے گئے اس کے جواب میں اُس نے کہا کہ محض تمہاری وجہ سے کیونکہ اگر وہ جنت میں رہتے اور کچھ عرصہ کے بعد تم وجود میں آتے تو لازم آتا کہ ایک ملحد بھی جنت میں رہے حالانکہ ملحدوں کو جنت سے کیا کام -

بہرحال جب شیطان کے بہکانے سے حضرت آدم اور حضرت حوا نے شجرۂ ممنوعہ چکھ لیا اور اُس کے ساتھ ہی اپنی عریانی کا احساس ہے جنت میں جاگتے اور درختوں کے پتوں سے اپنی عریانی کو ڈھانکنے لگے تو ذات جلال کا حکم ہوا کہ تم سب جنت سے اُترو، مفسرین کا اتفاق ہے کہ اس لفظ جمع سے حضرت آدم حضرت حوا اور اُنکی ذریات مُراد ہے چونکہ وہ "ابوالنوع" تھے اس لیے جمع کا لفظ استعمال کیا گیا لیکن بعض مفسرین کے خیال میں اس سے حضرت آدم حضرت حوا، ابلیس اور سانپ مراد ہے، اسکے بعد زمین میں جا کر رہنے کی کیفیت بیان فرمائی گئی کہ تم میں سے ایک دوسرے کا دشمن ہوگا یعنی ایک انسان دوسرے انسان کے ساتھ دشمنی کا برتاؤ کریگا مگر لفظ جمع سے شیطان، سانپ، اور حضرت آدم و حوا مراد لیے جائیں تو ان الفاظ کا یہ مطلب ہوگا کہ ان سب کے باہم عداوت ہوگی، لیکن لفظ "بعض" سے یہی قرینہ پایا جاتا ہے کہ ایک قوم دوسری قوم کی، ایک ملک دوسرے ملک کا، ایک فرقہ دوسرے فرقہ کا اور ایک شخص دوسرے شخص کا دشمن ہوگا، جیسا کہ واقعات عالم سے عیاں ہے پھر یہ بھی ظاہر کر دیا گیا کہ دنیا میں تمہارا قیام عارضی ہوگا، یہ نہیں کہ ہمیشہ وہیں رہو، اور اُس میں زندگی بسر کرنے کے لیے تمہیں عارضی طور پر ساز و سامان بھی ملے گا - یہ فرمانا کہ تمہارا قیام "ایک وقت" تک ہوگا، دو مفہوم رکھتا ہے، یعنی وقت موت بھی مراد ہو سکتا ہے اور قیامت بھی، جو کچھ بھی ہو دونوں حالتوں میں دنیا اور اس کا قیام عارضی ہے -

ایک بزرگ قیام دنیا کے متعلق فرماتے ہیں کہ ہمکو شیطان نے بہکا کر جنت سے نکالا - اسلیے ہمکو اُس وقت تک شاد و مسرور نہ ہونا چاہیے جب تک ہم اپنے وطن میں پھر واپس پہنچ جائیں - مفسرین نے لکھا ہے کہ جب ان سب کا ہبوط جنت سے ہوا تو حضرت آدم کوہ سراندیپ پر، حضرت حوا جدہ میں، سانپ اصفہان میں اور شیطان بحر الہند میں گرا،

واللہ اعلم بالصواب

(باقی آئندہ) سید ظہور احمد (صاحب وجنی) چیف ایڈیٹر

# شرحِ مثنوی مولانا رومؒ

(گزشتہ سے پیوستہ)

**اے من آں پیلے کہ زخم پیلباں ریخت خونم از برائے استخواں**

ترجمہ - میں وہ ہاتھی ہوں کہ فیلبان نے ہڈی کے لالچ میں میرا خون بہایا ہے۔

**آنکہ کشتستم پئے مادون من مے نداند کہ نخسپد خون من**

ترجمہ :- جس شخص نے مجھے مجھ سے کم قیمت چیز کے لیے ہلاک کیا ہے اُسے یہ خبر نہیں کہ میرا خون رائگاں نہیں جا سکتا

**بر منست امروز و فردا بر وی ست خون چوں من کس چنیں ضائع کی ست**

ترجمہ :- آج مجھ پر ہے کل اُس پر ہوگا - مجھ جیسے شخص کا خون کیسے ضائع ہو سکتا ہے؟

لغات - **ناف** - نافہ = ہرن کی ناف میں خون مجتمع ہو جاتا ہے اور وہی مشک کہلاتا ہے، یہ نافہ بیر کی گرہ کی طرح ہوتا ہے - **خون صاف** = خون خالص - **پوستین** کھال، بالوں سمیت کھال - **مادون** = وہ جو کم ہو - کم رتبہ - کم قیمت -

**مطلب** :- زرگر بستر مرگ پر پڑا ہوا بڑبڑا رہا ہے، معلوم ہوتا ہے کہ اب اُس پر بھی اصلی راز منکشف ہو گیا، اور وہ سمجھ گیا کہ مجھے وطن سے بلا کر زہر آلود دوا اس لیے کھلائی گئی کہ میں ہلاک ہو جاؤں، چنانچہ وہ نہایت آشفتہ اور برہم ہو کر کہتا ہے کہ مجھ کو میرے حسن و جمال کی وجہ سے ہلاک کیا گیا، حالانکہ میری ذات اور ہنر کے مقابلہ میں حسن و جمال کوئی چیز نہ تھا عالم وارفتگی میں وہ کہتا ہے کہ افسوس میں ایک آہو کی طرح نافہ کے لالچ میں، ایک لومڑی کی طرح کھال کی طمع میں، ایک ہاتھی کی طرح ہاتھی دانت کی ہوس میں قتل کیا گیا ہوں، میرے قاتلوں کو یہ خبر نہیں ہے کہ میرا خون رائگاں نہیں جا سکتا، آج اُنہوں نے میرے ساتھ جو برتاؤ کیا ہے وہ کل اُن کے ساتھ بھی ہوگا - اور وہ اپنے کیفر کردار کو پہنچیں گے۔

**گرچہ دیوار افگند سایہ دراز باز گردد سوئے او آں سایہ باز**

ترجمہ :- اگرچہ دیوار کا سایہ دور تک جاتا ہے، لیکن وہ سایہ اُس کی طرف پھر واپس آجاتا ہے۔

**ایں جہاں کوہست و فعل ماندا سوئے ما آید نداہا را صدا**

ترجمہ :- یہ دنیا ایک پہاڑ ہے اور ہمارے افعال پہاڑ کی آواز ہیں، ہم جو کچھ کہتے ہیں اُس کی آواز بازگشت سنتے ہیں۔

**مطلب** :- یہ دونوں شعر زرگر کا مقولہ ہیں وہ کہتا ہے کہ یہ دنیا دارالمکافات ہے، نیکی اور بدی کا بدلا یہیں مل جاتا ہے، میرے ساتھ جو بدسلوکی کی گئی اور میری ہلاکت کا جو سامان کیا گیا وہ رنگ لائے بغیر نہیں رہ سکتا، اگرچہ بظاہر ایسا معلوم ہو اور ظالم مظلوم کی طرف سے مطمئن ہو لیکن آخرکار مظلوم کی طرف سے قدرت ضرور انتقام لیتی ہے، دیوار اور اُس کے سایہ پر غور کرو - ایک وقت تو سایہ دور تک جا پہنچتا ہے، لیکن ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ وہ سایہ دیوار کی طرف سمٹ کر واپس ہو جاتا ہے، پس انسان کو اپنے کردار کی سزا ضرور بھگتنی پڑتی ہے، اور افعال کا خمیازہ اُسے ضرور اُٹھانا ہوتا ہے۔ جو شخص پہاڑ پر چلاتا ہے اُس کی آواز اُسی کی طرف لوٹ آتی ہے - یہ ہے گنبد کی صدا جیسی کہو ویسی سنو - غرض جیسی کرنی ویسی بھرنی - میرا خون اپنا انتقام لیے بغیر نہیں رہ سکتا۔

**ایں بگفت و رفت در دم زیر خاک آں کنیزک شد ز درد و رنج پاک**

ترجمہ :- یہ کہا اور اُس کا دم نکل گیا - وہ کنیز رنج و غم سے نجات پا گئی۔

**مطلب** :- زرگر کے جو مقولے اوپر لکھے گئے ہیں اُن کے متعلق اشارہ ہے کہ اُس نے دورِ غم میں یہ باتیں کیں اور پھر اس کے بعد وہ راہی عدم ہو گیا - زرگر کی موت سے کنیز عشق و محبت کے آلام و مصائب سے نجات پا گئی - زرگر کے بدشکل ہو جانے سے پہلے ہی اُس کے خیالات میں تبدیلی ہو گئی تھی اور اب اُس کی موت کے بعد رہی سہی خلش بھی جاتی رہی اور ہمیشہ کے لیے اُس کا خیال دل سے دور ہو گیا۔

**زانکہ عشق مردگاں پائندہ نیست زانکہ مردہ سوئے ما آئندہ نیست**

ترجمہ :- اس لیے کہ مُردوں کا عشق دیرپا نہیں ہوتا اور اس لیے کہ مُردہ دنیا میں لوٹ کر نہیں آتا -

**مطلب** :- عشق ملاقات یا امید ملاقات سے تازہ رہتا ہے، لیکن جب ملاقات نہیں ہوتی یا ملاقات کی امیدیں قطعی باطل ہو جاتی ہیں تو رفتہ رفتہ عشق بھی جاتا رہتا ہے، جب ہمارا کوئی عزیز مر جاتا ہے تو ہم کیسے بے قرار ہوتے ہیں اور اُس کی یاد دل کو کیسا تڑپاتی ہے لیکن رفتہ رفتہ خیالات کو سکون ہو جاتا ہے، اور چونکہ اُس کی تصویر ہمارے حافظہ کو پھر کبھی برانگیختہ نہیں کرتی، اس لیے چند روز کے بعد ہم اُسے بالکل بھول جاتے ہیں اور پھر تو یہ حالت ہو جاتی ہے کہ کبھی بھولے سے بھی اس کا خیال نہیں آتا -

**عشق زندہ در روان و در بصر ہر دمے باشد ز غنچہ تازہ تر**

ترجمہ :- ایک زندہ کا عشق دل اور آنکھ میں ہر وقت غنچہ سے زیادہ تازہ رہتا ہے -

**مطلب** :- یہ شعر شعرِ سابق سے مسلسل ہے، فرماتے ہیں کہ مردہ کا عشق تو دیرپا نہیں ہوتا لیکن ایک زندہ ہستی کا عشق ہر وقت یاد کو تازہ کرتا رہتا ہے، نہ دل اُس کو بھولتا ہے اور نہ آنکھ اُس کو فراموش کرتی ہے -

(باقی آئندہ)

# شرح دیوانِ حافظ

(گزشتہ سے پیوستہ)

**نشانِ مہر و وفا نیست در تبسّمِ گُل بنال بلبلِ مسکیں کہ جائے فریاد است**

ترجمہ:۔ گُل کے تبسم میں مہر و وفا کا نشان نہیں، اے مسکین بلبل نالہ کر کیونکہ نالہ کرنے کا موقع ہے

شرح:۔ بلبل کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ تو اگر فریاد کرتی ہے تو بجا ہے بے شک فریاد کا موقع ہے کیونکہ گل کی مسکراہٹ میں مہر و وفا کے آثار نظر نہیں آتے۔ گل کی بے وفائی ظاہر ہے کیونکہ اُسے بقا نہیں، اُدھر نازک سے غنچوں کے لب پر تبسم آیا اور اِدھر اُنہوں نے نظارہ کو الوداع کہا۔ پس اس بے وفائی اور نظارہ کی ناپائداری پر غریب بلبل جس کی زندگی نظارۂ گل پر منحصر ہے جس قدر اظہار ملال اور شور و فریاد کرے بجا ہے۔

**حسد چہ می بری اے سست نظم بر حافظ قبولِ خاطر و لطفِ سخن خداداد است**

ترجمہ:۔ اے کمزور نظم والے شاعر تو حافظ پر کیا رشک کرتا ہے، مقبولیت اور کلام کا پُرلطف ہونا خداداد بات ہے۔

شرح:۔ مقطع میں شاعرانہ تعلّی اور اظہار واقعیت ہے، اور ہم تو یہ کہیں گے کہ تعلّی نہیں بلکہ امر واقعہ ہے کیونکہ حضرت حافظ کے کلام کو دنیا کے ہر ادب پرست حلقے میں غیر معمولی مقبولیت حاصل ہے اور یہ بات انسانی کوشش سے بالاتر ہے ؎

این سعادت بزورِ بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

بہرحال فرماتے ہیں کہ حافظ پر وہ لوگ ناحق رشک کرتے ہیں جو اچھی نظم لکھنے پر قادر نہیں اُن کو معلوم ہونا چاہیے کہ کلام کی لطافت اور مقبولیت خداداد بات ہے۔

ذالک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشاء۔ (خدا جسے چاہتا ہے اپنے فضل و کرم سے مالامال کرتا ہے)

## غزل

**برو بکارِ خود اے واعظ این چہ فریاد است مرا فتاد دل از کف ترا چہ افتاد است**

ترجمہ:۔ واعظ جا اپنا کام کر کیوں شور کر رکھا ہے، دل تو میرا گیا ہے تیرا کیا گیا۔

**بکام تا نہ رساند مرا لبش چوں نائے نصیحتِ ہمہ عالم بگوشِ من باد است**

ترجمہ:۔ جب تک اُس کے ہونٹ مجھے مراد کو نہ پہنچائیں گے اُس وقت تک سمجھ لے تمام دنیا کی نصیحت فضول ہے اور ایسی ہی جیسے نَے میں ہوا بھر کر نکل جاتی ہے۔

شرح:۔ دونوں شعر ایک دوسرے سے مربوط و مسلسل ہیں، واعظ سے فرماتے ہیں کہ تو نے کیوں سر پر اُٹھا رکھا ہے اور مجھے کیوں ملامت کر رہا ہے۔ اگر دل گیا ہے تو میرا نقصان ہوا ہے تیرا کیا بگڑا ہے۔ خوب یاد رکھ کہ تیری نصیحت مجھ پر ذرا بھی کارگر نہیں ہو سکتی۔ میں جب تک اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو جاؤں گا اور جب تک محبوب کے ہونٹ مجھے میری مراد تک نہیں پہنچائیں گے یعنی میں اُن سے تا دمِ آخر وصل کا مژدہ نہ سُن لوں گا اُس وقت تک تو کیا ساری دنیا کی نصیحت میرے لیے بیکار ثابت ہوگی، اس معاملہ میں تو میری حالت بالکل بانسری کی طرح ہو رہی ہے کہ ایک طرف سے ہوا بھری اور دوسری طرف سے نکل گئی۔ پس میں ناصحوں کی نصیحت ایک کان سے سُن کر دوسرے کان سے اُڑا دیتا ہوں۔ بس اے ناصح تو مجھے پریشان نہ کر اور اپنا دم دیکھ۔

**میان او کہ خدا آفریدہ است از ہیچ دقیقہ ایست کہ ہیچ آفریدہ نکشاد است**

ترجمہ:۔ اُس کی کمر جسے خدا نے عدم سے پیدا کیا ہے ایک ایسا نکتہ ہے جو کسی مخلوق سے حل نہ ہو سکا۔

لغات:۔ میان = کمر۔ آفریدہ = پیدا کیا ہوا۔ مخلوق۔ دقیقہ = باریکی۔ نکتہ باریک بات۔

مطلب:۔ شعراء محبوب کی کمر اور دہن کو باریک اور انتہائے نزاکت کی بنا پر مبالغہ کے ساتھ ناپید ظاہر کرتے ہیں، چنانچہ اسی شاعرانہ پیروی میں حافظ صاحب بھی فرماتے ہیں کہ خدا نے محبوب کی کمر کو نیستی اور لاشے سے پیدا کیا ہے اور اُس کے ناپید اور مخفی ہونے کا یہ عالم ہے کہ وہ ایسی چیستان بن کر رہ گئی کہ آج تک مخلوق میں سے کوئی ہستی اُس کی حقیقت دریافت نہ کر سکی اور اس نکتۂ باریک کو حل نہ کر سکی۔ اگر کمر سے عالمِ ظاہری و باطنی کا درمیانی تعلق مراد لیا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ خدا نے روح و بدن اور ظاہر و باطن میں ایسے تعلقات رکھے ہیں کہ اُن کی تہ تک پہنچنا اور اُن کی حقیقت کو دریافت کرنا انسانی طاقت سے باہر ہے۔ اور جس طرح شعراء کمر کو معدوم و موجود سمجھتے ہیں یعنی ہے اور نہیں ہے، اسی طرح عالمِ ظاہر اور باطن کا درمیانی علاقہ معدوم و موجود دونوں حالتیں رکھتا ہے، گو اپنی انتہائی نزاکت اور لطافت کی بنا پر کمرِ محبوب کی طرح وہ نظر نہیں آتا لیکن اُس کی موجودگی میں کوئی شبہ نہیں کیا جا سکتا۔ بینہما برزخ لا یبغیان۔ (باقی آئندہ)

# شرح گلستاں

(گزشتہ سے پیوستہ)

## حکایت

یکے را از ملوک عجم حکایت کنند کہ دست تطاول بہ مال رعیت دراز کردہ بود و جور و اذیت آغاز کردہ تا بجائے کہ خلق از مکائد فعلش بجہاں برفتند و از کربت جورش راہ غربت گرفتند۔

ترجمہ:۔ ایران کے ایک بادشاہ کا حال بیان کرتے ہیں کہ اُس نے رعایا کے مال پر دست درازی اور اُن کے حال پر ایسا ظلم و ستم شروع کیا کہ خلقِ خدا اُسکی مکاریوں کی وجہ سے ادھر اُدھر منتشر ہوگئی اور لوگوں نے اُس کی ایذا دہی سے تنگ آکر غربت کی راہ اختیار کی۔

لغات:۔ عجم = عرب کے سوا ساری دنیا۔ اصطلاحاً ایران۔ تطاول = دست درازی۔ درازی۔ مکائد = (جمع مکیدہ) فریب۔ مکاری۔ گہری چال۔ جہان = دنیا اطراف عالم۔ کربت = تکلیف۔ بے چینی۔ غربت = مسافرت۔ پردیس۔

مطلب:۔ کہتے ہیں کہ ایران میں ایک بادشاہ تھا اُس نے رعایا کے جان و مال پر بڑی دست درازی شروع کی یہاں تک کہ لوگ اُس کی حرص و طمع، ظلم و ستم اور سخت گیری سے پریشان ہوکر ترک وطن پر مجبور ہوئے اور جس کو جہاں موقع ملا گھر بار چھوڑ کر وہاں چلا گیا۔

چوں رعیت کم شد ارتفاع ولایت نقصان پذیرفت و خزینہ تہی ماند و دشمناں طمع کردند و زور آوردند۔

ترجمہ:۔ جب رعیت کم ہوگئی تو ملکی آمدنی کو نقصان پہنچا، خزانہ خالی ہوگیا۔ دشمنوں کو لالچ پیدا ہوا اور اُنہوں نے زور باندھا۔

لغات:۔ ارتفاع = (از رفع) بلند ہونا۔ اُبھرنا۔ پیدا ہونا۔ محصول محاصل آمدنی۔ ولایت = حکومت۔ ملک۔ سلطنت۔

مطلب:۔ جب بادشاہ کے جور و ستم سے مجبور ہوکر رعایا اِدھر اُدھر منتشر ہوگئی تو اُس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ ملکی محاصل و آمدنی میں فرق آگیا اور شاہی خزانہ خالی رہنے لگا۔ یہ حالت معلوم کرکے دشمنوں کو لالچ پیدا ہوا، اور وہ مقابلہ و مخالفت کی تیاری کرنے لگے۔

## قطعہ

ہر کہ فریاد رسی روزِ مصیبت خواہد  گو در ایامِ سلامت بجوانمردی کوش
بندۂ حلقہ بگوش ار ننوازی برود  لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش

ترجمہ:۔ جس شخص کو مصیبت کے دن ایک ہمدردی کی ضرورت ہو اُس سے کہدو کہ سلامتی کے زمانہ میں جوانمردی کی کوشش کرے۔ اگر تم اپنے غلام پر مہربانی نہ کروگے تو وہ چلا جائیگا۔ اور اگر بیگانے پر مہربانی کروگے تو وہ حلقہ بگوش ہو جائے گا۔

لغات:۔ جوانمردی = فیاضی۔ ایثار۔ ہمدردی۔ سلامت = امن و امان سلامتی۔ حلقہ بگوش۔ غلام۔ پہلے رسم تھی کہ غلاموں کے کان میں ایک بالی پڑی ہوتی تھی اور یہ اُس کی غلامی کی علامت تھی۔

مطلب:۔ بادشاہ نے امن و امان کے زمانہ میں ظلم و ستم سے رعایا کو پراگندہ کر دیا تھا اور اس کے بعد جب دشمنوں نے اُس کے ملک پر قبضہ کرنا چاہا تو اُسے ہمدردوں اور جان نثاروں کی ضرورت تھی۔ اس حقیقت کو پیش نظر رکھکر حضرت سعدی بطور تمثیل فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص یہ چاہتا ہے کہ مصیبت کے وقت کوئی اُس کا ہمدرد ہو تو اُسے چاہیے کہ امن و عافیت کے زمانہ میں دوسروں کے ساتھ ہمدردی اور حُسنِ سلوک سے پیش آئے۔ محبت و مہربانی ایسی چیز ہے کہ اگر ایک غلام کے ساتھ روا نہ رکھی جائے تو غلام ہونے کے باوجود وہ بھاگ جائیگا۔ لیکن اُسے کسی بیگانہ کے ساتھ برتا جائے تو وہ غلام بن جائیگا۔

بارے در مجلس او کتاب شاہنامہ می خواندند، در زوال مملکت ضحاک و عہد فریدوں وزیر ملک را پرسید کہ ہیچ تواں دانستن کہ فریدوں کہ گنج و ملک و حشم نداشت چگونہ مملکت بر او مقرر شد۔ گفتا چنانکہ شنیدی خلقے بروے بتعصب گرد آمدند و تقویت کردند۔ پادشاہی یافت۔

ترجمہ:۔ ایک دفعہ بادشاہ کی مجلس میں شاہنامہ پڑھا جا رہا تھا اور ضحاک کی بادشاہی کے زوال اور فریدوں کے عہد کا بیان تھا، وزیر نے بادشاہ سے پوچھا کہ یہ کیا معلوم ہوسکتا ہے کہ فریدوں کو جس کے پاس نہ خزانہ تھا نہ ملک تھا نہ فوج تھی بادشاہی کیونکر مل گئی؟ بادشاہ نے کہا کہ جیسا کہ تم نے سُنا ہوگا لوگ تعصب کی وجہ سے اُس کے پاس جمع ہوگئے پس اُن کی امداد سے وہ بادشاہ ہوگیا۔

لغات:۔ بارے = ایکبار۔ ایک دفعہ۔ ضحاک = ایران کے ایک مشہور بادشاہ کا نام۔ کہتے ہیں کہ یہ بہت ہنستا تھا اسی لیے اس کا نام ضحاک یعنی بہت ہنسنے والا مشہور ہوگیا۔ فریدوں = ایران کے ایک مشہور بادشاہ کا نام۔ حشم = نوکر چاکر۔ فوج و لشکر۔ تعصب = جانبداری۔ طرفداری۔ قوم و مذہب کی پاسداری۔

مطلب:۔ بادشاہ کی مجلس میں شاہنامہ پڑھا جا رہا تھا ۔۔۔ بیان یہ تھا کہ ضحاک کی

# وارداتِ قلب

خود غرض انسان، تو کسی کا نہیں، تیری کوئی بات خود غرضی سے خالی نہیں تیرا خلوص لوث سے بھرا ہوا ہے تیرا ایثار خود پسندی پر مبنی ہے، میں تیری چالاکیوں سے خوب واقف ہوں، تو جب تک کوئی بڑا فائدہ پیش نظر نہیں دیکھ لیتا اُس وقت تک کم فائدہ کی بات نہیں چھوڑتا، تو اپنے ہر کام کی جزا چاہتا ہے، تو ہر خدمت کے معاوضہ کا طالب ہے، تو کبھی کسی کے کام نہیں آتا، تو جو کچھ کرتا ہے بالواسطہ یا بلاواسطہ اپنے لیے کرتا ہے، اور محبت کے دعویدار تیرا دعوے مسلم، مگر یہ تو بتا کس سے محبت کرتا ہے؟ اسی سے جس کو تو پسند کرتا ہے، او اپنی پسند کے پرستار کبھی ایسی ہستی سے بھی محبت کر جسے تو پسند نہیں کرتا، ایسی محبت پر تجھے ناز ہے جو سراسر تیری خواہشوں کے ماتحت ہے، اگر تجھ میں اخلاص ہے تو اپنی خواہشوں پر غالب آ کر اُن سے محبت پیدا کر جو تیری خواہش کے مطابق نہیں ہیں، کسی شے کے گم ہو جانے کا یا کسی شخص کے جدا ہو جانے کا تجھے بہت غم ہے، اس کا نام تیری اصطلاح میں وفا ہے، تیری وفا کا کیا کہنا، سچ بتا، کیا تجھے فی الحقیقت کسی سے محبت ہے اور محض اُس محبت کی بنا پر تو غمگین ہے؟ یا تو اپنے اُن فوائد کے لیے بے چین ہے جو اُس چیز یا اُس شخص سے وابستہ تھے اور اب وہ فوت ہو گئے ہیں، اگر ایسا ہے تو محبت و وفا کو کیوں بدنام کرتا ہے، مئن او مطلب آشنا، اگر درحقیقت تو چاہتا ہے کہ خلوص کی دولت اور مہر و وفا کی نعمت سے مالا مال ہو تو پہلے اپنی روح کو مفاد کی آلودگیوں اور لوث و غرض کی کثافتوں سے پاک کر، اس کے بعد تو اُس منزل میں پہنچے گا جہاں کوئی چیز اپنی نہیں یعنی ہر چیز اپنی ہے، اور جہاں دشمن و دوست اور رنج و مسرت کے الفاظ کوئی مفہوم نہیں رکھتے۔

---

کبھی تم نے اس بات پر بھی غور کیا کہ اگر تمہارے خیالات پبلک میں آ جائیں یا کوئی آنکھ دل کے پردوں کو عبور کرتی ہوئی تمہارے خیالات تک جا پہنچے تو کیا ہو؟ تم نے بارہا دیکھا ہوگا کہ جب کوئی بُرا خیال عملی صورت اختیار کر لیتا ہے تو تمہاری بدنامی و رسوائی اور ذلت و خواری میں کچھ کسر نہیں رہتی، جب بُرے خیالات دل و دماغ پر متمکن ہوں اُس وقت یہ فرض کرو کہ وہ عملی صورت اختیار کر رہے ہیں اور تمہاری طرف چند ایسی آنکھیں نگراں ہیں جن کا تم لحاظ کرتے ہو۔ شاید اس تصور سے شرما جاؤ گے اور پھر اُن خیالات کی جرأت نہ کرو گے، تم کسی کو پسند نہیں کرتے یا تم کسی سے خفا ہوتے ہو یا تم کسی کو نقصان پہنچانے کے درپے ہو جاتے ہو اُس وقت تمہارے خیالات کیا ہوتے رہیں؟ یہ خیالات اگر اُس شخص کو معلوم ہو جائیں تو تمہیں کیسی ندامت ہو، تمہیں سنائی نہ دیتا ہو لیکن تمہارا ضمیر بآوازِ بلند تم کو ان خیالات سے روکتا ہے، تم دل میں بُرے خیالات چھپا کر بے خوف نہ ہو جاؤ، ممکن ہے کہ کوئی انسان اُن سے واقف نہ ہو سکے، لیکن اُس حاضر و ناظر ہستی سے بچنے کی کیا تدبیر ہے جو عالم الغیب ہے اور یعلم ما فی الصدور؟

---

پیدائش کے بعد انسان کا بچپن سے لڑکپن تک پہنچنا یقینی نہیں، لڑکپن کی منزل طے ہو جائے تو جوانی کی بہار دیکھنا یقینی نہیں، جوانی بھی میسر آ جائے تو بڑھاپا یقینی نہیں، تعلیم و تربیت، شادی بیاہ، اولاد، مال، دولت، غرض ان میں سے کوئی بھی یقینی نہیں، اگر زندگی کے بعد کوئی چیز یقینی ہے تو صرف موت، یہ ایک ایسا یقین ہے جس میں کبھی تزلزل واقع نہیں ہو سکتا، جس میں ذرا بھی شبہ کی گنجائش نہیں، لیکن اس کے باوجود انسان کا حافظہ موت کے معاملہ میں جتنا کمزور واقع ہوا ہے اتنا دنیا کے کسی معاملہ میں نہیں۔ ریل کے سفر میں دیکھو جو مسافر یہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں تھوڑی دیر کے بعد اُتر جانا ہے، یا جو مسافر یہ جانتے ہیں کہ ایک دو اسٹیشنوں کے بعد ہم چلے جائیں گے وہ دوسرے مسافروں سے جھگڑا نہیں کرتے، لیکن جو مسافر یہ سمجھ لیتے ہیں کہ ہم کو ریل ہی میں رہنا ہے اور وہ گھر کی طرح آرام و راحت کی جستجو کرتے ہیں اُن کو اپنے ہم سفروں سے بہت ناگواری پیدا ہوتی ہے یہی حالت اس بڑے سفر کی ہے، جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ زندگی دو دن کی ہے وہ بنی نوع کے ساتھ اچھا سلوک کرتے ہیں اور دل میں بے ایمانی و بد دیانتی کا خیال نہیں آنے دیتے، لیکن جو لوگ اس مغالطہ میں مبتلا ہیں کہ ہمیں اور ہماری نسلوں کو عرصۂ دراز تک دنیا میں رہنا ہے وہ دوسروں کی حق تلفی، جبر و ستم اور بے ایمانی کو روا رکھتے ہیں، پس جن کو نیک بننا ہے وہ موت کو کبھی نہ بھولیں اور موت کی یاد کو اپنا اتالیق بنائیں۔

---

تعریف کا مدعا آج تک میری سمجھ میں نہیں آیا، کسی کمال یا وصف کو اگر کسی کی طرف منسوب کیا جائیگا تو اُس کی دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں، یا تو وہ وصف اُس کی ذات میں موجود ہے، یا نہیں، اگر موجود ہے تو پھر تعریف ہی کیا ہوئی اور کونسی انوکھی بات پیدا کی گئی کیونکہ یہ ایک واقعہ کا اظہار ہوا۔ اور اگر وہ وصف موجود نہیں تو ظاہر ہے کہ جھوٹ بولا گیا، جس کو دنیا میں کوئی اچھا نہیں سمجھتا، تم اپنی تعریف سے کیوں خوش ہوتے ہو، اگر کوئی وصف تم میں

ہے اور لوگ اُسے تمہاری طرف منسوب کرتے ہیں تو خوشی کی کیا بات ہے۔ اگر کوئی وصف تم میں نہیں ہے اور اُسے لوگ تمہاری طرف منسوب کرتے ہیں تو اس ذمہ داری پر تمہیں رنجیدہ ہونا چاہیے نہ کہ مسرور۔ مثلاً ایک شخص تمہاری نسبت کہتا ہے کہ تمہارے چہرے پر دو آنکھیں ہیں تو اس میں تمہارے لیے خوشی کی کیا بات ہے اور اگر وہ شخص یہ کہتا ہے کہ تمہارے چہرے پر تین آنکھیں ہیں تو تمہیں خوش ہونے کی جگہ رنجیدہ ہونا چاہیے کیونکہ درحقیقت تمہارے متعلق ایک ایسی بات کہی گئی جو واقعہ کے خلاف ہے۔

(✻)

تجربہ اور مشاہدہ سے معلوم ہوا کہ حسن و جمال کی دنیا کا قیام صرف ایک چیز ہے اور وہ خون ہے۔ جب تک بدن میں خون رہتا ہے جلد کی تازگی اور خوشنمائی میں کوئی فرق نہیں آتا، عہدِ جوانی میں خون کی کثرت ہوتی ہے، اور اس لیے رعنائی و دلربائی بھی زیادہ ہوتی ہے، بڑھاپے میں خون کم ہوجاتا ہے اور اس لیے نہ چہرہ تر و تازہ رہتا ہے اور نہ اعضا میں خوشنمائی باقی رہتی ہے، اگر کسی وجہ سے جوانی ہی میں خون کی مقدار کم ہوجائے تو حسن کی تمام دلفریبیاں رخصت ہوجاتی ہیں، یہ صرف خون ہی کا طلسم ہے کہ رخسارے گلاب سے زیادہ شاداب نظر آتے ہیں اور دست و بازو باکمال سنگتراش کی صناعی کا نمونہ بن جاتے ہیں، یہ تمام رنگ، روپ جگر کی خون فشانی کا نتیجہ ہے، جگر کا مزاج بگڑا کہ تمام اعضا کا رنگ بدل گیا، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ جو لوگ ظاہری حسن و جمال پر فریفتہ ہو رہے ہیں وہ درحقیقت سطح آب یا موج ہوا پر محل بنانا چاہتے ہیں، یہ محل جتنا پائدار ہوگا وہ ظاہر ہے۔

(✻)

عقل کا معیار نیکی اور بدی کی نظر میں مختلف ہے، ایک شخص گناہ پر قادر ہے اور گناہ نہیں کرتا، نیکی اُسے بڑا عقلمند کہتی ہے اور بدی کی اصطلاح میں وہ بے وقوف ہے۔ ایک اپنی حساب دانی اور واقفیت کی بنا پر دوسرے کا روپیہ دبا لیتا ہے، بدی کی نگاہ میں وہ نہایت ہوشمند ہے اور بڑی عقلمندی کا کام کرتا ہے۔ لیکن نیکی کہتی ہے کہ وہ نہایت بے وقوف اور ناعاقبت اندیش ہے، ایک شخص کسی مصیبت زدہ کے سوال پر اُس کی حاجت پوری کردیتا ہے، نیکی اُسے عقلمند خیال کرتی ہے اور بدی اس خواہ مخواہ کی تکلیف کو بے وقوفی پر محمول کرتی ہے، اگر تم نیکی کی روشنی میں نظر اٹھاؤ تو بہت سے بیوقوف سادہ لوح اور نادان لوگ تم کو اعلیٰ درجے کے ہوشمند و فرزانہ، اور عاقبت اندیش نظر آئیں گے، اور بدی جن کی عقل و دانش پر ناز کرتی ہے اُن کو تم نہایت احمق کوتاہ بیں اور ناعاقبت اندیش خیال کروگے۔ یاد رکھو کہ وہی کام عقل کا ہے جس کا انجام اچھا ہو۔

اچھا برتاؤ بیگانوں کو اپنا بنا دیتا ہے اور بُرا برتاؤ اپنوں کو بیگانہ کردیتا ہے۔ پھر تم اچھے برتاؤ کی عادت کیوں نہ اختیار کرو، بعض لوگوں کا یہ عجیب قاعدہ ہے کہ اپنوں کے ساتھ اُن کا برتاؤ اچھا نہیں لیکن بیگانوں کے ساتھ اُن کا برتاؤ بہت اچھا ہے اس سے شاید اُن کی مراد یہ ہوتی ہے کہ لوگ اُن کو اچھا سمجھیں، اور یہ خیال کریں کہ جب بیگانوں کے ساتھ یہ عالم ہے تو خدا جانے اپنوں کے ساتھ کیسی ہمدردی ہوگی لیکن خلوص ان نمائشوں سے بالکل آزاد ہے۔ سب سے پہلے یگانے تمہارے اچھے برتاؤ کے حقدار ہیں اور اس کے بعد بیگانے، لیکن حسنِ سلوک کا کمال یہ ہے کہ تمہاری نگاہ بیگانوں اور یگانوں میں کچھ امتیاز نہ کرے، تم دنیا کے لیے رحمت بن جاؤ اور ایسی ایثار و ہمدردی کا نمونہ پیش کرو کہ ہر ٹوٹا ہوا دل تمہیں اپنا آسرا سمجھے اور ہر درماندہ تم کو اپنا سہارا خیال کرے۔

(✻)

انسان کو اگر عالم صغیر کہتے ہیں تو بجا کہتے ہیں، جس طرح اس عالم کبیر میں رات دن تغیرات رونما ہوتے ہیں اُسی طرح دل کی دنیا میں بھی ہر وقت اور ہر لمحہ انقلاب ہوتا رہتا ہے، دل کی عنان حکومت جذبات اور کیفیات کے قبضہ میں ہے۔ کیفیات اور جذبات کا تصادم ایسی ہی اہمیت رکھتا ہے جیسی دو بادشاہوں کی باہمی کشمکش، آپ کسی شخص کے متضاد خیالات سنکر متعجب ہوتے ہیں اور اُسے تلون اور ضعف تخیل کا الزام دیتے ہیں لیکن آپ کو خبر نہیں کہ ایسا کیوں ہوا، آپ کو معلوم نہیں کہ دل کی دنیا ہر وقت تزلزل میں رہتی ہے اور ابھی ایک حکومت کی بنیاد مستحکم نہیں ہوتی کہ دوسری حکومت قائم ہوجاتی ہے، غور کیجیے کہ ابھی دل پر غم حکمراں ہے، ہر گوشہ سے نوحہ و شیون کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں، چہرہ اُداس ہے، ہونٹ خاموش ہیں، دست و پا ساکن ہیں کہ یکایک واقعات نئی تحریکات روشناس کرتے ہیں، حافظہ کو حکم ہوتا ہے کہ غم کے مرقعے طاق نسیاں کو سپرد کیجیے، امید کی شعاعیں مایوسیوں کی تیرگی دور کرنے لگتی ہیں اور مسرت کی ملکہ امنگوں کی فوج ساتھ لیے ہوئے ارغوانی دنیا پر قابض ہوجاتی ہے۔ اب اُداس چہرہ شگفتہ نظر آتا ہے، ہونٹوں پر تبسم لہراتا ہے اور دست و پا میں نئی روح دوڑ جاتی ہے، لیکن یہ عہدِ حکومت بھی زیادہ عرصہ تک نہیں رہتا، کوئی اور جذبہ اُبھرتا ہے اور علم بغاوت بلند کرتا ہے، دل کی یہ طوائف الملوکی ایک درس عبرت ہے اُن لوگوں کے لیے جو دنیا میں قیام و استقرار کے طلبگار رہیں۔

(از ترجمان خیالات نازک سید ظہور احمد صاحب چشتی چیف ایڈیٹر)

(✻)

# التوحید فی الاسلام

## ایک خوفناک غلط فہمی کا ازالہ

(از مولٰنا سید زاہد القادری صاحب)

مذہب اسلام کی ایک نمایاں ترین خصوصیت یہ ہے کہ وہ تمام مذاہب کے مقابلہ میں توحید الٰہی کے متعلق سب سے بہتر اور مکمل تعلیم پیش کرتا ہے۔ دنیا کے انصاف پسند اور غیر متعصب محققین نے بھی اس حقیقت کو تسلیم کر لیا ہے کہ بلا شبہ اسلام نے جیسی اعلیٰ اور مکمل تعلیم خدا کے واحد و یکتا ہونے کے متعلق بیان کی ہے کسی مذہب نے بیان نہیں کی۔ اور یہی اسلام کی صداقت کا ایک بین ثبوت ہے اور اسی مسئلہ میں اسلام کے محاسن و فضائل کما حقہ ظاہر ہوتے ہیں۔ اس زمانہ میں جبکہ مناظروں اور مجادلوں کا ایک طوفان عظیم بپا ہے اور ہر طرف بغض و عناد کے شرارے بلند ہیں، معاندین اسلام کی طرف سے بار بار اس اعتراض کا اعادہ کیا جا رہا ہے کہ "اسلام" میں توحید کی تعلیم نہایت ناقص اور غیر مکمل ہے اور وہ خدا پرستی کی آڑ میں انسان پرستی سکھلاتا ہے۔ اس مہمل دعوے کی دلیل یہ بیان کی جاتی ہے کہ اسلام میں جتنی عبادات ہیں اُن سب میں خدا کی توحید کے اقرار کے ساتھ ہی ساتھ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت و نبوت کا اعتراف لازمی طور پر کیا جاتا ہے، مثلاً "تکبیر" کہتے وقت، اذان کہتے وقت، کلمہ پڑھتے وقت، نماز پڑھتے وقت "اشہد ان لا الٰہ الا اللہ" کے ساتھ "اشہد ان محمد رسول اللہ" ضرور کہا جاتا ہے، اور یہ صریح طور پر پیغمبر پرستی ہے۔"

### اس اعتراض پر ایک نظر

بظاہر یہ اعتراض نہایت اہم معلوم ہوتا ہے لیکن درحقیقت اس سے زیادہ کمزور اور مہمل اعتراض کوئی دوسرا ہو نہیں سکتا۔ سچ یہ ہے کہ جس وقت انسان اپنی آنکھوں پر تعصب اور ہٹ دھرمی کی پٹی باندھ لیتا ہے تو اسکو روشنی بھی ایک بد ترین تاریکی معلوم ہوتی ہے، یہی حال متعصب معترضین کا ہے، دنیا کی تمام معتبر تاریخیں اس حقیقت کی شاہد ہیں کہ تاجدار دوعالم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے جتنے پیغمبر مبعوث ہوئے اُن سب نے اپنی امتوں کو توحید الٰہی کی دعوت دی اور کفر و شرک سے منع کیا، اُن کی مخلصانہ جد و جہد اور پیغمبرانہ دعوت و تبلیغ کے اثر سے کفر و شرک کی گھٹائیں دور ہو جاتی تھیں اور توحید الٰہی کی روشنی پھیل جاتی تھی لیکن اُن کی وفات کے بعد پھر گمراہی و ضلالت کا طوفان اُٹھتا تھا، اور توحید کا اقرار کرنے والے پھر کفر و شرک کی طرف جھک جاتے تھے، صدیوں تک یہ انقلاب جاری رہا، یہاں تک کہ ۲۰ اپریل ۵۷۱ء کو سرزمین عرب میں تاجدار دوعالم حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جلوہ افروز ہوئے، اور آپ نے مسند نبوت پر متمکن ہو کر حق و صداقت کا اعلان شروع کیا۔ قیامت تک رہنمائی کرنے والے اور دنیا کے آخری لمحہ تک ہدایت جاری رکھنے والے پیغمبر کو گزشتہ انقلابات معلوم تھے۔ وہ مقدس رسول یہ جانتا تھا کہ گزشتہ پیغمبروں کی تعلیم و تلقین کا اثر کس قدر جلد مفقود ہوتا رہا ہے، اس کو یہ بھی علم تھا کہ میں خاتم النبیین ہوں اور قیامت تک میری تعلیم کا جاری رہنا ضروری ہے، اس کو اس بات کا خطرہ محسوس ہو رہا تھا کہ جس طرح دوسرے پیغمبروں کی اُمتوں نے اپنے پیغمبروں و خدا کا بیٹا، خدا کا لاڈلا، اور خدا کا شریک و سہیم بنا لیا ہے جیسے اہل توراۃ حضرت "عزیرؑ" کو خدا کا فرزند اور عیسائی حضرت "مسیحؑ" کو خدا کا بیٹا قرار دیتے ہیں کہیں میری اُمت مجھ کو خدا کا فرزند، خدا کا بیٹا اور خدا کا شریک و سہیم نہ بنا لے۔

مستقبل کے اُن تمام خطرات کو مد نظر رکھکر اُس ہادی محترم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی الاعلان دنیا کے سامنے کہا کہ میں خدا کا بندہ ہوں، تمہاری طرح میں بھی ایک بشر ہوں "انا بشر مثلکم" میرا کام صرف یہ ہے کہ میں اللہ کا پیغام تم تک پہنچاؤں اور کچھ نہیں، کہیں ایسا نہ کرنا کہ مجھے خدا کا بیٹا بنا لو یا عبدیت کے درجہ سے نکالکر اُلوہیت میں شامل کر دو، اگر تم نے ایسا کیا تو تم کھلے ہوئے مشرک ہو جاؤ گے اچھا تم اقرار نامہ لکھو اور زبان سے کہو کہ "اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ و اشہد ان محمداً عبدہٗ و رسولہٗ"۔ صاف صاف لفظوں میں اقرار کرو کہ ہم اس حقیقت کے شاہد اور مقر ہیں کہ اللہ تعالیٰ واحد و یکتا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں اور محمد اللہ کا بندہ ہے، اُس کا رسول ہے۔

آنکھوں پر تعصب اور عناد کی عینک لگانے والے ذرا اس اقرار نامہ پر نظر غائر ڈالیں اور اسلام کے داعی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے مقصد حسنہ پر غور کریں اس کے بعد ذرا ایمان و انصاف کے ساتھ بتلائیں کہ کیا درحقیقت "اسلام" کی تعلیم "توحید" ناقص اور نامکمل ہے؟ اور کیا دنیا میں کوئی اور مذہب ایسا ہے جو اس قدر صاف، اس قدر خالص اور اس قدر مکمل "توحید" کی تعلیم پیش کر سکے؟

داعی اسلام صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس مقدس عاقبت اندیشی اور اس پاکیزہ تعلیم کا آج یہ اثر ہے کہ ہر مسلمان توحید کی امانت اپنے قلب میں محفوظ رکھے ہوئے ہے، کوئی مسلمان نہیں جو حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا کا بیٹا یا خدا کا شریک سمجھتا ہو بلکہ ہر توحید پرست خدا کو واحد و یکتا سمجھتا اور پیغمبر اسلام کو خدا کا بندہ اور رسول جانتا ہے، آج مسلمانوں کی عبادت گاہوں میں بآواز بلند اس اقرار نامے کو پکارا جاتا اور سنایا جاتا ہے تاکہ دنیا کے آخری لمحہ تک توحید خالص قائم رہے اور عبدیت و اُلوہیت کا فرق نہ مٹ جائے۔

# دستِ غیب

(از ترجمان فطرت مولانا سید ظہور احمد صاحب چشتی چیف ایڈیٹر)

میرے مضمون کی سرخی پڑھکر بعض لوگوں کا دل تڑپ گیا ہوگا، جو لوگ دولت کے شیدائی ہیں وہ اس عنوان کو خاص دلچسپی کے ساتھ پڑھیں گے، اور جب انہیں یہ معلوم ہوگا کہ میں دستِ غیب کا عمل جانتا ہوں اور آج اپنے تمام دوستوں کو بتانا چاہتا ہوں تو اُن کے اشتیاق کی کوئی انتہا نہیں رہے گی۔ بدقسمتی سے ایسے نادر عمل لوگ دوسروں کو بہت کم بتاتے ہیں اور اس لیے ممکن ہے کہ بعض صاحبان کو میری بات کا یقین نہ آئے اور وہ مجھے اتنا فیاض خیال نہ کریں جتنا کہ میں ہوں لیکن میں اُن کو یقین دلاتا ہوں کہ میں اس معاملہ میں مطلق بخل روا نہیں رکھتا اور جو کچھ مجھے آتا ہے وہ حرف بحرف دوسروں کو بتا دینا چاہتا ہوں۔

لیکن آپ عمل سے پہلے اُس کی شرائط سُن لیجیے، صدقِ مقال، اکلِ حلال، چالیس دن تک ترکِ حیوانات و دیگر لذات۔ ترکِ حیوانات میں صرف یہی اہتمام نہیں ہے کہ دودھ، گھی، چمڑا، مثلاً جوتی، مشک کا پانی وغیرہ استعمال نہ کیا جائے بلکہ آپ نہ وہ غلہ کھا سکیں گے جو حیوانات کی مدد سے پیدا ہوا ہے، اور نہ وہ کپڑا پہن سکیں گے جس کی کپاس، روئی، سوت کاتنے، بُننے یا بار کرنے میں حیوانات نے حصہ لیا ہو، ورنہ جان کی خیر نہیں اور شاہ احتیۃً انتقام لیے بغیر نہ رہے گا۔ عمل رات کو بارہ بجے بیچ دریا میں اس طرح پڑھا جائے کہ نصف دھڑ پانی میں رہے اور منہ شمال کی طرف ہو۔ ایک شرط یہ بھی ہے کہ عمل کسی ایسی جگہ پڑھا جائے جہاں آسمان سر پر نہ ہو، میں خیال کرتا ہوں کہ شاید ان تمام شرائط کی پابندی آپ سے نہیں ہو سکے گی، پس اس خطرناک اور مشکل عمل کو چھوڑ کر آپ کو ایک آسان عمل بتاتا ہوں، یہ عمل بہت آسان اور نہایت کارآمد ہے، آپ لوگوں کو اپنے خالی ہاتھ اچھی طرح دکھا دیجیے، اور پھر تھوڑی دیر کے بعد آپ کے ہاتھ میں کبھی پیسے، کبھی ریزگاری، اور کبھی روپے آ جائینگے۔

اس سے میرا یہ مطلب نہیں کہ آپ معاذ اللہ آہستہ کسی کی جیب سے روپیہ نکال لیں اور دستِ غیب کا غلط مطلب سمجھیں اگرچہ میں جانتا ہوں کہ جب قدرت نے آپ کو دستِ دراز عطا کیے ہیں تو ہر شخص کی جیب آپ کے رحم پر ہے لیکن اس جبر کی رہائیوں کا انجام یہ ہوگا کہ ایک دفعہ دستِ غیب کا عمل دکھانے کے بعد بہت دنوں کے لیے آپ کے ہاتھ بیکار ہو جائینگے، پس میں آپ کو ایسا عمل بتاتا ہوں جس سے آپکی ہتھیلیوں میں زبردست مقناطیسی قوت پیدا ہو جائیگی اور دوسروں کی جیب سے خود بخود روپیہ نکل کر آپکی ہتھیلی سے چپک جائیگا، لیکن اس آسان عمل میں بھی کم از کم اتنی شرط ضرور ہے کہ آپ اُسے ناجائز مصارف میں صرف نہ کریں۔

ممکن ہے کہ یہ عمل آپ کو معلوم نہ ہو لیکن اس کے عامل بہت ہیں اور میں خوبی کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اسے بارہا آپ کی جیب پر آزمایا جا چکا ہے، اور آپ کی جیب سے پیسے، روپے اور نوٹ نکل کر عامل کے ہاتھ تک پہنچ گئے ہیں، دیکھیے میں آپ کو یاد دلاتا ہوں، آپ کے شہر کا ایک گھڑی ساز اس عمل سے واقف ہے، ایک دفعہ آپکی گھڑی بگڑ گئی، آپ اُس کے پاس گئے، اُس نے کہا کہ آٹھ آنے دیجیے آپ نے منظور کیا اور دوکان پر بیٹھ گئے، اُس نے آئی گلاس لگا کر اپنا عمل شروع کیا اور تھوڑی دیر میں اٹھنی آپ کی جیب سے نکل کر اس کے سامنے جا گری۔ آپ کے شہر کا ایک درزی بھی یہ عمل جانتا ہے، کئی دفعہ ایسا ہوا کہ آپ نے اُس کی دوکان پر بیٹھکر یا اُسے گھر پر بلاکر کپڑے سلوائے، آپ کا وقت تو بیکار صرف ہوا، لیکن اُس نے جب چند گھنٹہ کی محنت کے بعد سر اُٹھایا تو آپ کی جیب میں روپیوں کو خود بخود حرکت ہونے لگی اور بالآخر اُس کے پاس پہنچ گئے، اور سُنیے آپ کے وطن میں ایک چمار بھی اس عمل کا عامل ہے، آپ کو اتفاق ہوا ہو یا نہ ہوا ہو لیکن اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ ایک صاحب اُس کے پاس پہنچے، ایک پاؤں سے جوتا اُتار کر اُس کے سامنے رکھا اور خود اُس سے کوئی تلا مانگ کر اور اُس پر پاؤں ٹیک کر کھڑے ہو گئے، چند منٹ کے بعد چمار نے ڈورا کھینچ کر رانپی سے قطع کیا اور پھر ہاتھ کی ایک گردش نے علائے توبہ نقائصے تو کا عمل دکھایا، اس عمل کا بھی یہی نتیجہ نکلا کہ جیب سے کچھ پیسے نکل کر چمار کے ٹاٹ پر آ پڑے۔

ان مثالوں پر غور کر کے آپ غالباً آسانی کے ساتھ سمجھ سکیں گے کہ یہ سادہ اور سہل عمل کیا ہے؟ بے ساختہ آپ کی زبان پر آئیگا کہ یہ سب کچھ محنت کا کرشمہ ہے۔ فی الحقیقت محنت ایک طلسم اور ایک جادو ہے۔ یہ ہاتھوں میں کشش قیامت کی کہربائی طاقت پیدا کر دیتی ہے کہ روپیہ پیسہ کھنچتا چلا آتا ہے۔ مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چاندی اور سونا دونوں محنت پر عاشق ہیں، جب ان کو ڈھونڈو گے، ایک محنتی کی جیب میں پاؤ گے، کیا ستم ہے کہ تم دیکھتے کے دیکھتے رہ جاتے ہو اور تمہارا روپیہ تھوڑی دیر میں دوسرے کی ملکیت ہو جاتا ہے اور ایسی جائز ملکیت کہ اگر تم ذرا نیت بدل دو تو فوراً قانون حریف کی حمایت کو تیار ہو جائے۔

آپ کو دنیا میں جو کچھ نظر آ رہا ہے یہ سب محنت کا نتیجہ ہے، محنت ہی ایک ایسا عمل ہے جو کبھی غلط نہیں ثابت ہوتا، یہی ایک ایسا نقش ہے جس کو ہمیشہ تیر بہدف پایا گیا۔ اس قدر تشریح کے بعد میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ نے بھی کبھی اپنے دستِ بازو کی اس قوت سے فائدہ اُٹھایا؟ اگر اس کا جواب اثبات میں ہے تو خیر ورنہ میں سمجھوں گا کہ اب تک آپ اپنی اور اس بڑا رالمحنت کی حقیقت سے ناآشنا ہیں دیکھیے محنت ایک کنجی ہے جس سے چار قفل کھلتے ہیں، یعنی دولت، عزت، شہرت، طمانیت۔ اگر آپ کے نزدیک یہ چار باتیں قابلِ حصول ہیں تو اس مضمون کو پھر پڑھیے گا، پہلے آستین چڑھا کر محنت کے لیے آمادہ ہو جایئے۔

محنت ایک کیمیاگر ہے جسکو تانبا، چاندی اور سونا تین چیزیں بنانی آتی ہیں اگر اس کا تعلق صرف دست و بازو سے رہتا ہے تو تانبا تیار ہوتا ہے، اگر دست و بازو کے ساتھ دل و دماغ بھی شریک ہو جاتے ہیں تو چاندی بننے لگتی ہے، اور اگر تجربہ بھی شامل ہو جائے تو پھر ہر گھاں میں سونا بنتا ہے، اب آپ کو اختیار ہے کہ ان تینوں طریقوں میں سے جس کو چاہیے اختیار کیجیے، اگر تانبا بنانا ہے تو پھاوڑا اور ٹوکری سنبھالیے، اگر چاندی کا

جاتا ہے تو علم و ہنر کی بہترین تربیت سے دل و دماغ کو آراستہ کر کے میدان میں آئیے، بہرحال دنیا آپ کو ہر حالت میں خیر مقدم کہنے کے لیے تیار ہے اور زمانہ اپنی جھولی میں پیسے، روپے اور اشرفیاں بھرے ہوئے انتظار کر رہا ہے کہ آپ اُس سے جو چیز طلب کریں اُسے وہ آپ کی خدمت میں پیش کر دے۔

---

## عصیاں سے آلودہ ہوں میں

(از محمد انور صاحب - بی - اے - بی - ٹی)

دیکھنے میں گو بظاہر با تن آسودہ ہوں میں — پر مجھے معلوم ہے اک سنگِ فرسودہ ہوں میں
کس طرح اُس سے ملوں عصیاں سے آلودہ ہوں میں

وہ سراسر نیکی میں بدیوں کا پتلا سر بسر — وہ سراپا نور میں مستوجبِ نارِ سقر
کس طرح اُس سے ملوں عصیاں سے آلودہ ہوں میں

اُس کو نفرت ہے بدی سے میں بدی میں مبتلا — اُس کو نیکی سے لگاؤ جس سے میں نا آشنا
کس طرح اُس سے ملوں عصیاں سے آلودہ ہوں میں

جنسِ تقویٰ کا وہ گاہک اور ادھر میں بد شعار — وہ خریدارِ ارادت میں ریا پر استوار
کس طرح اُس سے ملوں عصیاں سے آلودہ ہوں میں

عجز کا طالب ہے وہ اور کبر ہی میرا شعار — صدق سے الفت ہے اُس کو جھوٹ سے مجھ کو پیار
کس طرح اُس سے ملوں عصیاں سے آلودہ ہوں میں

خالقِ اکبر ہے وہ میں بندۂ حرص و ہوا — کیا عجب مخلوق ہوں، اُسکو نہیں بھیجا نتا
کس طرح اُس سے ملوں عصیاں سے آلودہ ہوں میں

عمر بھر مجھ کو اوامر سے رہا اک اجتناب — پر نواہی کا سدا کرتا رہا میں ارتکاب
کس طرح اُس سے ملوں عصیاں سے آلودہ ہوں میں

ہاں خدا کی ذات ہے غفار و خیر الراحمیں — پھر بھلا کس منہ سے کہہ سکتی ہے یہ دنیا حزیں
کس طرح اُس سے ملوں عصیاں سے آلودہ ہوں میں

اُس کی رحمت کھینچ کر آغوش میں لیجائیگی — زنگ عصیاں کے لیے وہ مصقلہ بنجائیگی
کیوں نہ پھر اُس سے ملوں عصیاں سے آلودہ ہوں میں

---

## کتابیں منگاتے وقت

ذرا سی بے توجہی رسالہ کو نقصان پہنچا دیتی ہے، رسالہ کا دار و مدار کتب خانہ پر ہے۔ رسالہ کو اگر فائدہ پہنچانا ہے تو "خواجہ بک ڈپو" کے علاوہ کہیں سے کتابیں نہ منگائیے، خدا جانے آپکو دوسروں سے کتابیں منگانے کی ضرورت ہی کیا ہے جبکہ دہلی کے دوسرے تمام کتب خانے خود خواجہ بک ڈپو کی کتابیں خریدتے ہیں، کتابیں ہی نہیں خریدتے بلکہ آپکے رسالہ کے اشتہارات پر بھی ڈاکہ زنی کرتے ہیں، دوسرے رسائل اُٹھا کر دیکھیے کہ کیسے کیسے قیمتی رسائل دین و دنیا کے خوشہ چین ہیں اور خود فیصلہ کیجیے کہ آپکو اپنے رسالہ کے ڈاکوؤں سے کس وجہ تعلقات قائم رکھنے کی ضرورت ہے؟ آپکا خادم **علی منظر ہاشمی**

---

## عیسائیوں کے اعتراضات قرآن پر

(از علامہ ابو الفضل محمد احسان اللہ صاحب عباسی)

کلکتہ کے ایک ہفتہ وار عیسائی پرچہ اے بی فانی نے ۲۱ فروری ۱۹۲۵ء جلد ۴۲ نمبر ۸ کی اشاعت میں اسلام پر چند اعتراضات کیے ہیں، اگر موجودہ مسلمانوں پر اعتراض ہوتا تو ہمیں کچھ پروا نہ ہوتی کیونکہ مثل عیسائیوں کے بہت سے مسلمان اپنی مذہبی کتاب کی پوری پیروی نہیں کرتے لیکن اعتراض نفس قرآن پر ہے اور صریح غلط ہے اس لیے جواب دینے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اعتراضات میں عبارت قرآن نہیں ہے صرف حوالہ سورہ اور آیۃ کا ہے۔ جواب میں ترجمہ قرآن مجید بزبان اُردو (از عباسی) کی عبارت نقل کی جاتی ہے تاکہ ناظرین کو معترض کی غلط فہمی یا مبلغ علم کا بھی اندازہ ہو جائے۔

۱۔ بیچاری عورت حرم میں بند رہتی ہے اور دروازہ سے باہر نہیں نکل سکتی جب تک اپنا چہرہ خوب اچھی طرح نہ چھپا لے (سورۃ ۳۳ - ۵۹)

**جواب:** عبارت قرآنی کا ترجمہ یہ ہے "اپنے گھروں میں رہو اور زمانہ جاہلیت سابقہ کی زینت نہ دکھاتی پھرو"۔ اس سورہ کا مفہوم تو ظاہر ہے کہ زنان بازاری کی طرح عورتوں کو آوارہ گردی سے منع کیا گیا ہے اور عورتوں کو تہذیب سکھائی گئی ہے۔ شریف عورتوں میں جو رسم پردہ جاری ہوگئی ہے وہ تعلیم قرآنی کا نتیجہ نہیں ہے، بلکہ حد اعتدال سے بڑھکر رواج ملک کے اثر سے یہ حالت شرفا میں قائم ہو گئی ہے، مزید توضیح کے لیے "الاسلام" (از عباسی) ملاحظہ طلب ہے۔

۲۔ والدین کے مرنے پر لڑکیاں لڑکوں سے نصف حصہ پاتی ہیں۔ (سورہ ۴ - ۱۲)

**جواب:** ہندوؤں میں تو لڑکوں کی موجودگی میں لڑکیاں کچھ نہیں پاتیں برما میں لڑکیوں کے ہوتے ہوئے لڑکے اکثر محروم الارث ہو جاتے ہیں، دین محمدی میں اعتدال پر نظر ہے کہ ہر حالت میں لڑکیاں بھی پائیں اور لڑکے بھی پائیں مردوں پر بیبیوں کے نان و نفقہ کا بار ہوتا ہے اور عورتوں پر اپنے شوہروں کا بار نہیں ہوتا اس لیے عورتوں کو مردوں سے نصف حصہ ملنا بلحاظ ضرورت تمدن بالکل انصاف پر مبنی ہے۔

۳۔ مرد کو اجازت ہے کہ غیر مذہب کی عورت سے نکاح کرے لیکن عورت کو غیر مذہب مرد سے نکاح کرنا درست نہیں ہے۔ (سورہ ۵ - ۴)

**جواب:** آیۃ قرآنی یہ ہے "حلال ہیں تم پر محصنات جو مومنہ ہوں یا اُن میں سے ہوں جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی"۔ تمدن کا مقتضا ہے کہ عورتوں پر مردوں کی حکومت رہے، آج تک کسی مہذب ملک میں بھی مردوں کا یہ فطری حق نظر انداز نہیں کیا گیا ہے۔ اس بدیہی بات کے لیے استدلال اور سند کی ضرورت نہیں ہے، فطرتاً مرد کمانے اور عورتیں خانہ داری کے لیے مخلوق ہیں، عورتیں انتظام خانہ داری میں مردوں کے خیال اور سان کے زیر اثر نہ ہوں تو انسان اور حیوان کا تمدن ایک ہو جائے۔ اسلام میں آزادی کا بدرجۂ غایت ہے مسلمان عورت

غیر مسلمان مرد کی مطیع کسی طرح نہیں رہ سکتی اور نہ اُسے خوش رکھ سکتی ہے، اس لیے ایسا نہ ہو
شرعاً جائز نہیں رکھا گیا تو کیا بیجا ہوا؟

۴ ۔ صرف عورت اگر زنا کار پائی جائے تو قتل کی جائے (سورہ ۴ آیت ۱۹)

جواب :۔ قرآن میں کوئی آیت ایسی نہیں ہے کہ عورتیں یا مرد بحالت زنا قتل کیے جائیں ۔ عبارت سورہ نساء یہ ہے "مسلمانو! اگر تمہاری عورتیں بدکاری کریں تو تم چار مسلمانوں کو اُن پر گواہ بناؤ، پھر اگر وہ گواہی دیں تو گھروں میں اُن عورتوں کو اُس وقت تک روکے رکھو کہ اُن کو موت اُٹھالے یا اللہ اُن کے لیے کوئی راہ نکالے" یہاں عورت کے قتل کا کہاں حکم ہے؟ فی الواقع قرآن میں زانی یا زانیہ کے قتل کا حکم ہی نہیں ہے۔ ابتداً اسلام میں مفصلہ بالا آیت اُتری تھی اور اس میں حکم ثانی کی امید دلائی گئی تھی، حکم ثانی میں کوڑے کی سزا اُتری، اس میں عورت و مرد کی تفریق نہ تھی، پھر حکم توریت کے مطابق جسے عیسائی قولاً صحیح مانتے ہیں (گو عمل نہیں کرتے) رجم (سزائے موت) کا حکم پیغمبر خدا نے دیا تو نہ صرف عورت کے لیے بلکہ عورت او مرد دونوں کے لیے، اور اسی پر اہل اسلام کا عمل رہا، اس کے متعلق مفصل بیان کا موقع نہیں ہے۔ اس آیۃ کے متعلق مترجم عباسی نے جو اپنے ترجمہ میں نوٹ کیا ہے اُس کا نقل کر دینا کافی ہے ۔

"پہلے زانیہ عورت کے حبس کا حکم ہوا، بعد ازاں سورۂ نور میں دُرّے مارنے کا حکم نازل ہوا، لیکن آنحضرت صلعم نے چوتھے سال ہجری میں مدینہ کے ایک یہودی مرد اور ایک یہودی عورت کو احکام توریت کی بنا پر سنگسار کرنے کا حکم دیا ۔ دیکھو تاریخ الاسلام"۔

اتنی تحریر اس امر کے لیے کافی ہے کہ معترض کی تحریر ناواقفیت پر مبنی ہے ۔ لیکن یہاں یہ لکھنا بے موقع نہیں ہے کہ زنا کے لیے قتل کی سزا جو اسلام میں تجویز کی گئی وہ عیسائی ممالک میں جہاں زنا کوئی جرم نہیں ہے عموماً قابل حکمہ ہے اسکے متعلق حسن احکام شریعت اسلام جو ملاحظہ کرنا چاہے وہ (الاسلام) (از عباسی) دیکھے ۔

۵ ۔ زن غیر مطیع کو کوڑے مارے جائیں ۔ (سورہ ۴ ۔ ۳۸)

جواب :۔ ترجمہ عبارت قرآنی یہ ہے: "مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس لیے کہ اللہ نے مردوں کو عورتوں پر بڑائی دی ہے اور نیز اس لیے بھی کہ مرد اپنے مال خرچ کرتے ہیں، نیک عورتیں اپنے شوہروں کی فرمانبردار رہتی ہیں اور اللہ کی حفاظت سے پیٹھ پیچھے حفاظت کرتی ہیں، جن عورتوں کی نافرمانی سے تم ڈرتے ہو، اُن کو سمجھاؤ، اُن کے ساتھ ہم بستری موقوف کرو اور اُن کو مارو اگر وہ مان جائیں تو الزام کے پہلو نہ ڈھونڈو ۔ بے شک اللہ غالب اور بڑا ہے ۔ اگر تمہیں زن و شوہر میں پھوٹ پڑنے کا ڈر ہو تو ایک پنچ مرد کے کنبہ سے اور ایک پنچ عورت کے کنبہ سے مقرر کرو، اگر یہ دونوں اصلاح چاہیں گے تو اللہ اُن میں موافقت کرا دے گا" اس پر نوٹ مترجم کا یہ ہے: "انتظام عالم میں زن و شو کی مصالحت ضروری ہے، ان کے باہمی برتاؤ کو خوبی کے ساتھ قائم رکھنے کے لیے یہ کتنا عمدہ قاعدہ ہے ۔ حدیث شریف میں ہے کہ "عورتوں کو زور سے نہ مارو" اب ناظرین غور فرمائیں کہ اعتراض کی کیا وقعت رہ گئی ۔

۶ ۔ عورتیں عام صحبت سے یہاں تک کہ عبادت گاہ عام میں بھی الگ رہیں ۔

جواب :۔ بدکاری جہاں گناہ کبیرہ سمجھی جاتی ہے وہاں نہ صرف عورتوں کو حکم ہوگا کہ مردوں سے اختلاط نہ کریں بلکہ مردوں کو بھی حکم ہوگا کہ وہ نامحرم عورتوں کی صحبت سے پرہیز کریں، یہ فطرتی تہذیب نوعیت انسانی کی ہے، سرد ملکوں میں اس کی ضرورت ممکن ہے کہ کم ہو لیکن گرم ملکوں میں اس کی ضرورت ازبس ہے، نہ صرف گھروں پر بلکہ عبادت گاہوں میں بھی مردوں سے عورتوں کو الگ رہنا چاہیے، بعض مذہبی کاموں میں عورتوں پر عبادت گاہ میں جانا فرض ہے مگر اس طرح کہ مردوں سے اختلاط نہ ہو ۔

۷ ۔ اسلام ایک وقت میں چار بیبیوں کی اجازت مردوں کو دیتا ہے، لیکن عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ ایک سے زائد شوہر ایک وقت میں کرے (سورہ ۴ ۔ ۳)

جواب :۔ اس آیۃ کا ترجمہ اور جو نوٹ اس پر ہے درج ذیل ہے :۔
لیکن یہ بات واضح ہے کہ بے شمار بیبیوں کے رکھنے کا جو دستور ملک میں تھا اُسے قرآن نے چار تک محدود کر کے بڑا احسان عورتوں پر کیا ۔ حضرت سلیمان اور حضرت داؤد کی کثرت ازدواج پر عیسائی اعتراض نہیں کر سکتے تو مسلمانوں کی چار بیبیوں پر کیسے اعتراض کریں گے؟

عبارت قرآنی کا ترجمہ یہ ہے "اگر تمہیں ڈر ہے کہ یتیم لڑکیوں کے بارے میں تم انصاف نہ کر سکو گے تو جو عورتیں تمہیں پسند ہوں دو دو تین تین چار چار سے نکاح کرو، لیکن اگر تمہیں یہ ڈر ہے کہ تم عدل نہ کر سکو گے تو ایک ہی بی بی یا جو لونڈی تمہارے قبضہ میں ہو اُسی پر قناعت کرنا، ایسا کرنے سے تم قریب اُس کے ہو جاؤ گے کہ ناانصافی نہ کرو"۔

یہ اعتراض عیسائیوں کا قدیم ہے اور جواب شافی اس کا "الاسلام" (از عباسی) کی فصل اہم میں موجود ہے، ناظرین وہاں ملاحظہ فرمالیں ۔ اعادہ باعث طوالت ہے ۔

۸ ۔ اسلام میں لونڈیاں منکوحہ ہوں یا غیر منکوحہ اُن کی عصمت آقا کی مرضی کی تابع ہے اور آقا کی مدخولہ ہونے پر وہ مجبور کی جا سکتی ہے ۔

جواب :۔ رسم قدیم ہے کہ لڑائیوں میں جو عورتیں گرفتار ہوں وہ فاتح کی ملک ہوں، اس قسم کی لونڈیاں اور غلام عرب میں بھی تھے ۔ اسلام نے ان کی آزادی کے لیے بہت سے احکام صادر کیے۔ ان کی اولاد کو صلبی اولاد کی طرح وراثت میں حصہ دار بنایا جو دنیا میں کہیں بھی نہ تھا اور نہ اب ہے۔ اس پر بھی ان ورثا کی ماؤں کو مدخولہ کہنا بڑی دلیری ہے، لونڈیاں اسلام میں صاحب اولاد ہونے کے بعد ناقابل انتقال ہو جاتی تھیں اور

بیبیوں میں شمار ہوتی تھیں۔ قرآن نے موجودہ غلامی پر نظر بمصلحت قائم رکھکر آئندہ غلامی کا انسداد کیا ہے۔ مزید توضیح کے لیے دیکھو الاسلام (از عباسی)

۹ - اسلام میں طلاق دینا بالکل شوہر کے اختیار میں ہے لیکن ایسا کوئی اختیار عورتوں کو نہیں دیا گیا ہے۔

جواب:- یہ قدیم اعتراض ہے اور بالکل مصالح تمدن کی ناواقفی پر مبنی ہے۔ الاسلام (از عباسی) دیکھیے تسکین خاطر ہو جائیگی۔

۱۰ - تعلیم نسواں عموماً مسدود ہے اور عورتیں جاہل رکھی جاتی ہیں

جواب:- بالکل غلط اور بہتان۔

۱۱ - مرد ایک کے بدلے میں دوسری بی بی کا تبادلہ کر سکتا ہے (سورہ ۴ - ۲۴)

جواب:- ایسا کوئی حکم قرآن مجید میں نہیں ہے۔

۱۲ - قرآن نعمت بہشت کو محدود کرتا ہے مردوں پر، اس میں عورتوں کے لیے کچھ نہیں ہے، عورتوں کا درجہ ادنےٰ بہشت میں بھی رہیگا (سورہ ۵۶ - ۲۲ و ۷۰ - ۷۸) اور عورتوں کی چھٹائی قرآن سے بھی ظاہر ہے (سورہ ۴ و ۳۸)

جواب:- قرآن شریف میں کوئی نعمت ایسی بیان نہیں کی گئی جو مردوں سے مخصوص ہو۔ اصطلاح قانونی کے اصول متعارفہ میں یہ داخل ہے کہ جہاں لفظ مذکر بولا جائے تو جب تک سیاق عبارت خلاف نہو لفظ مؤنث اُس میں شامل متصور ہوتا ہے۔ قرآن اس کلیہ سے مستثنےٰ نہیں ہے، اب رہی نوعیت نعمت۔ اس کے متعلق حنابلہ اور متکلمین میں اختلاف ہے حنابلہ لسان تمثیلی ماننا خلاف شرع اور متکلمین عین شرع تصور کرتے ہیں لیکن دونوں اس امر میں متفق ہیں کہ نعماء جنت کا تفصیلی بیان قرآن میں نہیں ہے، ورنہ جہاں گرم ملک والوں کے لیے بہشت کی خنکی کا ذکر قرآن میں ہے وہاں سرد ملک والوں کے لیے جنت کی حرارت کا بھی ذکر ہوتا معترض کا شاید یہ مطلب ہے کہ مردوں کے لیے حوروں کا تذکرہ قرآن میں ہے تو عورتوں کے لیے خوبصورت مردوں کا ذکر کیوں نہ ہوا؟ میرے خیال میں نہایت فلسفیانہ اصول پر اس کا تذکرہ متروک کیا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ نعمتوں کا بیان ترغیب عمل نیک کے لیے کیا گیا ہے، مردوں کو عورتوں کے ماءالشباب کی طرف مقناطیسی کشش ہے، ماءالشباب کا نام عورتوں کا حُسن ہے، مرد اگر عورتوں کے حُسن پر فریفتہ نہوں تو سلسلۂ خلقت عالم میں فتور پیدا ہو، اسی لیے خدا نے یا قدرت الٰہی نے کشش حسن کا اثر قبول کرنا مردوں کے دلوں میں قائم کیا، عورتوں کو بے شک مردوں کی خواہش ہے اور وہ خواہش ایک حد تک جنوں دوری کی حیثیت رکھتی ہے لیکن مردوں کا حسن عورتوں کے لیے کوئی قابل قدر چیز ہرگز نہیں ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو پھر انتظام خلقت انسانی اُس طور پر قائم نہ رہتا جس طور پر کہ قائم ہے، اس اعتبار سے عورتوں کے لیے قرآن میں یہ مذکور ہوتا کہ نہایت خوبصورت مرد اُنہیں بہشت میں ملیں گے بے ضرورت ہوتا۔

حوران جنت دنیا کی عورتیں ہیں جو جنت میں حسینہ جمیلہ اور نوجوان ہو کر داخل ہوں گی، عورتوں کے لیے خود اُن کا حور ہو جانا ہی نعمت ہے اس کے علاوہ اُنہیں جنت میں ایسے مرد ملیں گے جو جوان ہوں گے اور کبھی بوڑھے نہ ہوں گے۔ تعلق زناشوئی کے متعلق اور کیا چاہیے؟ بقیہ نعمتیں بہشت کی عورتوں اور مردوں کے لیے یکساں ہوں گی، عورتیں نظر انداز کہاں ہوئیں؟ اور بہشت میں اُن کا درجہ ادنےٰ کہاں رہا؟

(*)

# دین و ایماں ترک کن زاں بعد با یورپ بساز

(از جناب سید محمد ظہیر الدین صاحب گیلانوی بہاری)

اک گریجوئٹ سے اُسکے دوست نے با صد نیاز / ایک دن پوچھا کہ بھائی کیوں نہیں پڑھتے نماز
پنجوقتہ فرض ہے ہم مسلموں پر یہ نماز / لیکن اس سے آپکو پاتا ہوں بالکل بے نیاز
ہنس کے فرمانے لگے جب آپنے اِس پر یہ کہا / اسکو چھیڑا ہے تو اچھا مجھ سے سنیے اسکا راز
دیکھتا ہوں جبکو میں حد درجہ پابند صلوٰۃ / پاتا ہوں اُتنا ہی اُسکو مبتلائے حرص و آز
اُس میں سب عیوب باتیں مجھکو آتی ہیں نظر / گرچہ وہ معلوم ہوتا ہے بظاہر پاکباز
ڈرتا ہوں عیب مجھ میں بھی کہیں پیدا نہو / بھائی جاں میں نے اگر پڑھنی شروع کر دی نماز
اس کو سنکر دوست نے حسرت سے ٹھنڈی سانس لے / اپنے مخلص تین مخلص سے کہا با سوز و ساز
آپ نے جو کچھ کہ فرمایا اگر ہو بھی صحیح / اس سے لازم آپ پر کیونکر ہوا ترک نماز
ان عیوبوں کی وجہ ہوتی اگر صوم و صلوٰۃ / بے نمازی آج سب بچ جاتے صاحب امتیاز
بے نمازی کے عیوبوں پر نظر کرکے کبھی، / آپنے سمجھا کہ اسکی وجہ ہے ترک نماز؟
بے نمازی کی بُری باتوں سے ڈر کر آپنے / سجدہ میں سر رکھدیا ہوتا کبھی تو با نیاز
یہ نہیں سمجھا مگر وہ ٹھیک سمجھا آپ نے / ترک کا کیا خوب بھائی آپنے بتلایا راز
دونوں جانب صورتیں جب یکساں تھیں موجود ہوں / پھر یہی ترجیح کا بتلائیے کچھ امتیاز
فعل پر کیوں ترک کو ترجیح دی ہے آپنے / کچھ سبب اسکا تو ہونا چاہیے بندہ نواز
ایک مسلم عاقل و فرزانہ کا یہ فیصلہ / آپ ہی فرمائیے کس درجہ ہے جاں گداز
آپ با ایں عقل و دانش راہ حق کو چھوڑ کر / اپنے بھیتیں سکتے آگے اسپ فرماتے ہیں تاز
ایسی باتیں کچھ مفید مدعا ہوتی نہیں / ہے عبث ناحق کی خاطر آپکا یہ ترک و ناز
تغذیہ ہی پر ہے سب کی زندگی کا گو مدار / پر کبھی مہلک بھی کہدیتے ہیں از روئے مجاز
یہ نتیجہ تغذیہ کا ہے اگر کوئی کہے، / کس قدر جہل کہیے اُس کو دانایانِ راز
باعث اس کا اصل میں اپنی غلط تدبیر ہے / ہے غذا کی کیا خطا فرمائیے بندہ نواز
اس سے ڈر کر ترک کردے گر کوئی اپنی غذا / کھانے پینے سے اُسے کلیۃً ہو احتراز

کیا یہ شیوہ عقلمندوں کا ہی یہ فرما ہے ؟ موت کا رمز اسکو یا کہ زیست کا کہئے گا راز ؟

دیکھکر کیچڑ میں موتی کو بڑا کیا ہوشمند اُسکو کیچڑ ہی سمجھکر پھیر لیگا چشم ناز

آپ کی آنکھیں اُسے محسوس کرتی ہیں بُری آنکھ کی ٹھنڈک جسے فرما گئے شاہ حجاز

گر یہی ہے حال تو عالی کا کہنا ٹھیک ہے

دین و ایمان ترک کن زاں بعد با یورپ بساز

✻

# حضرت عمر بن الخطاب رضؓ کا اسلام

(از جناب مولوی غلام دستگیر صاحب صادق سلطوی)

اسامہ بن زید عن ابیہ عن جدہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب نے ہم سے ذکر کیا کہ کیا تم لوگ چاہتے ہو کہ میں تمہارے سامنے اپنے اسلام لانے کا حال بیان کروں ؟ میں حضور سرور عالم سے سخت عداوت اور مخالفت رکھتا تھا ، ایک دن دوپہر کے وقت جبکہ میں مکہ شریف سے باہر ایک راستہ پر جا رہا تھا قریش کا آدمی مجھے ملا اور مجھ سے کہنے لگا کہ عمر کہاں جا رہے ہو ؟ تم تو اپنے مذہب کے بڑے پکے بنتے ہو۔ ذرا جاکر اپنے گھر کی تو خبر لو۔ میں نے کہا کیسے ؟ اُس نے جواب دیا کہ تمہاری بہن نے اپنا قدیم مذہب چھوڑ دیا ہے مجھے جب یہ خبر ملی تو غصے میں اپنی بہن کے گھر کی طرف چل پڑا دروازہ تو آگے ہی سے بند تھا میں نے باہر سے پکارا تو اندر سے آواز آئی تو کون ہے ؟ میں نے جواب دیا۔ میں ہوں ابن خطاب۔ اس وقت اندر چند آدمی بیٹھے سورۃ طٰہٰ پڑھ رہے تھے جس میں بڑی لذت آتی تھی جونہی اُنہوں نے میری آواز سُنی سب اِدھر اُدھر چھپ گئے اور وہ صحیفہ پڑھ رہے تھے جلدی میں اُسی جگہ پڑا رہا، میری بہن اُٹھیں اور دروازہ کھولا۔ میں نے تُند ہوکر کہا کہ سُنا ہے کہ تو اپنے آباؤ اجداد کے دین سے پھر گئی ہے۔ یہ کہکر میں نے اُسکو مارنا شروع کیا جس سے کہ اُسکے خون بہنے لگا۔ اس کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری تھے اس نے روتے ہوئے مجھ سے کہا کہ جو چاہے کرو ، جتنا چاہے ستاؤ میں تو اب سچے دل سے مسلمان ہو چکی۔ پھر میں اندر جاکر چارپائی پر بیٹھ گیا۔ اُس وقت میں غصے سے دیوانہ ہو رہا تھا۔ نظر جو کی تو صحیفہ نظر آیا۔ میں نے پوچھا یہ کیسی کتاب ہے ، مجھے دکھا۔ بہن نے کہا کہ میں ہرگز نہیں دکھاؤں گی، تیرا جسم ناپاک ہے ، اسکو پاک صاف ہوکر ہاتھ لگانا چاہیے۔ بڑے اصرار کے بعد اُس نے مجھکو صحیفہ دیا ( بعض مؤرخین لکھتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے غسل کر لیا تھا ) پہلے ہی لکھ دیکھا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یہ دیکھتے ہی میرے دل پر ہیبت طاری ہوگئی، آگے جو دیکھا تو لکھا ہوا تھا سبح للّٰہ ما فی السمٰوٰت والارض وھو العزیز الحکیم اسکے پڑھنے سے مجھ پر اور زیادہ رعب طاری ہوا۔ اچانک ہی میری زبان سے یہ الفاظ نکل گئے اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ واشھد ان محمداً رسول اللّٰہ میرے یہ الفاظ سنتے ہی کونوں میں چھپے ہوئے آدمی باہر نکل آئے اور مجھ سے کہنے لگے " اے عمر بن الخطاب تجھے خوشخبری ہو ، کیونکہ نبی کریم صلعم نے دوشنبہ کے دن یوں دعا فرمائی تھی اللھم اعز الاسلام باحد الرجلین اما عمرو بن ھشام واما عمر بن الخطاب سو نبی کریم کی دعا تمہارے حق میں پوری ہوئی میں نے اُن سے پوچھا کہ اس وقت جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہاں تشریف فرما ہیں ؟ اُنہوں نے کہا کہ کوہ صفا کے دامن میں رونق افروز ہیں۔ جب میں وہاں پہنچا تو دروازہ کھٹکھٹایا۔ اندر سے آواز آئی کون ہے ؟ میں نے جواب دیا۔ عمر ابن الخطاب۔ مگر اندر کے آدمیوں نے دروازہ نہ کھولا۔ آخر نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ دروازہ کھول دو ممکن ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اُسے ایمان کی توفیق بخشے ، حضور کے حکم پر دروازہ کھول دیا گیا اور دو شخص مجھے دونوں بازوؤں سے پکڑ کر حضور تک لے گئے اور میں وہاں مؤدبانہ صورت میں گیا اور جا بیٹھا تب نبی کریم نے میری قمیص کا دامن پکڑ کر مجھے اپنی طرف کھینچا اور زبان مبارک سے فرمایا اَسْلِمْ یا ابن الخطاب اللّٰھم اھدہ میں نے جناب کے حکم پر عرض کیا اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وانک رسول اللّٰہ حاضرین نے اس زور سے اللّٰہ اکبر کہا کہ مکہ کے راستوں میں بھی اسکی آواز سنائی دیتی تھی ، میں محض دین کو ظاہر کرنے کی خاطر اپنے خالو ابوجہل بن ہشام کے پاس آیا اور اسکو کہا کہ میں اسلام لایا ہوں ، وہ مجھپر ناراض ہوا اور کہا یہاں سے چلا جا ، میں جب چل پڑا تو اُس نے دروازہ بند کر لیا ، چنانچہ میں اپنی قوم کے ایک کارکن کے پاس گیا اور ظاہر کر دیا کہ میں نے اسلام اختیار کر لیا ہے۔ اُس نے برسر مجلس بلند آواز سے پکار کر کہا کہ ابن خطاب نے اپنا دین چھوڑ کر اسلام اختیار کر لیا ہے۔ یہ سنکر لوگ مجھے مارنے لگے ۔ اُس وقت میرا ماموں مقام حجر پر کھڑا ہوا اور اپنی آستین سے اشارہ کرنے لگا کہ خبردار ! میرا بھانجہ میری پناہ میں ہے۔ یہ سنتے ہی لوگ مجھ سے ہٹ گئے ، پھر میری یہ حالت ہوگئی تھی کہ میں کسی مسلمان کو کسی کافر سے مغلوب دیکھنا پسند نہیں کرتا تھا ، اور میں اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ اُن کی حمایت میں شریک ہوا کرتا تھا۔ محدث حاکم بروایت ابن عباس نقل کرتے ہیں کہ عمرؓ کے اسلام لانے پر مشرکین کہنے لگے تھے کہ اہل اسلام آج ہم سے زبردست ہوگئے اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی ۔ یاایھا النبی حسبک اللّٰہ ومن اتبعک من المؤمنین قرآنی شہادت سے بڑھکر اور کیا شہادت ہوگی ، عبداللہ بن مسعود روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کا اسلام لانا ہمارے لیے فتح عظیم اور اُن کی ہجرت نصرت اسلام اور اُنکی خلافت محض رحمت تھی اور ہم لوگ کفار پر غالب آگئے تھے ۔

عمرؓ اسلام لانے پر ہمیشہ نبی کریم صلعم کی صحبت میں رہنے لگے اور مخالفین کا بڑے زور سے مقابلہ کرنے پر کمربستہ ہوگئے جب عمر بن خطاب نے کہ چھوڑنا چاہا تو پہلے تلوار باندھی اور تیر و کمان ہاتھ میں لیے اور ایک لٹھ بغلوں میں دبا لیا اور بیت اللہ کی طرف نکل پڑے اور طواف کیا اور مقام ابراہیم پر اطمینان کے ساتھ دوگانہ ادا کیا اور دروازہ پر کھڑے ہوکر قریش سے یوں مخاطب ہوئے :-

" خدا ان چہروں کو خستہ حال کرے تم میں سے جو شخص میرا مقابلہ

کرنا چاہتا ہے مرد میدان بنکر سامنے آئے۔"
حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ کسی شخص کو اتنی جرأت نہ پڑی کہ حضرت عمرؓ کی پیش قدمی کرتا۔ آپ کے کارہائے نمایاں اس قدر ہیں کہ بیان نہیں کیے جاسکتے۔

# ندامت کے آنسو

(از مفتی شوکت علی فہمی ایڈیٹر)

رحم والے خدا، کرم والے خدا، دل شرمسار ہے آنکھیں اشکبار ہیں کچھ کہنا چاہتا ہوں مگر زبان پر قدرت نہیں، کچھ بولنا چاہتا ہوں مگر قوت گویائی ساتھ نہیں دیتی، تو دلوں کے بھید کا جاننے والا ہے، تو من کی بات سے خبردار ہے، تو عالم الغیب ہے، اپنی رحمت کا مینہ برسا دے معاف کردے، اے کل جہان کے بادشاہ، زمین کے بادشاہ، آسمان کے بادشاہ تیرا گنہگار بندہ ندامت کے آنسو نین کی کشتی میں سجا کر لایا ہے انہیں قبول فرما۔ گنہگار ہوں، قصوروار ہوں، اور ایسا قصوروار ہوں کہ معافی مانگنے کے طریقہ سے بھی بالکل ناآشنا ہوں، تو ہی ہمیں سب کچھ بتایا ہے تو نے ہی ہمیں سب کچھ سکھایا ہے۔ معافی مانگنا بھی تو ہی سکھا دے اور اس معصیت کے عذاب سے نجات دے۔

اگر میں یونانی ہوتا تو انسانوں کی قربانیاں چڑھاتا، مادی اشیا کی پرستش کرتا، کنواری معصوم لڑکیوں کو آگ میں جلاتا، جسم سے خون نکالتا اور اس خون سے قشقہ کھینچکر پیشانی کو جھکاتا۔ مگر سنا ہے کہ تجھے یہ وحشیانہ انداز مرغوب نہیں۔

اگر میں ہندو ہوتا تو گنگا جی سے مدد مانگتا، جمنا جی کے جل سے پاپ پن دھو ڈالتا۔ جگتا مہتا جی کے بت کے سامنے پرارتھنا کرتا، پجاریوں کی خوشامد کرتا، ان کی نفس پرستی کا سامان جمع کرتا، اور نہ جانے کیا کیا کرتا، مگر سنا ہے کہ ان باتوں سے بھی تو خوش نہیں ہوتا۔

اگر میں بدھ مذہب ہوتا تو پتھر کے ایک تراشے ہوئے بت کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتا اور کہتا کہ تو ہی میرا مالک ہے، تو ہی میرا آقا ہے، تو ہی میرا داتا ہے۔ مجھے معاف کردے، مگر یہ تو میری ہی سنگ تراشی کا ایک نمونہ ہے اس لیے یہ طریقہ بھی مجھے پسند نہیں۔

اگر میں پارسی ہوتا تو اگنی دیوتا کو اپنا وکیل بناتا، آگ کی چنگاریوں کو تجھے منانے کے لیے بھیجتا، سورج کے سامنے دوزانو ہوکر بیٹھ جاتا اور اپنے روٹھے ہوئے داتا کو منا لیتا مگر عقل کہتی ہے کہ تو اس طریقہ سے بھی خوش نہ ہوگا۔

اگر میں عیسائی ہوتا تو پاپ کی خوشامد کرتا، بیٹے کے آگے ہاتھ جوڑتا، روح القدس کے قدموں پر سر رکھ دیتا، صلیب کا واسطہ دیتا اور تجھ سے معافی مانگ لیتا، مگر کہتے ہیں کہ تو اس طریقہ سے بھی راضی نہیں ہوتا۔

اگر میں آریہ ہوتا تو ویدک ایشور کی خدمت کرتا، ہاتھ دباتا، پیر دباتا، بیمار ہوتے تو تیمارداری کرتا، اچھے اچھے کھانے کھلاتا اور دنیاوی لذتوں میں پھنسا کر اپنا مقصود نکال لیتا، کنوئیں کے بیٹے کو اپنا مددگار بنا لیتا مگر ضمیر ان باتوں پر مجھے ملامت کرتا ہے۔

## مگر میں تو مسلمان ہوں

میری عبادت سب الگ، میری ریاضت سب جدا۔ انسانی قربانی میرے مذہب میں ناجائز ہے، مادی اشیا کی پرستش کی ممانعت معصوم لڑکیوں کو آگ میں جلانے کی اسلام اجازت نہیں دیتا، گنگا جمنا میری نظر میں اور میرے مذہب کی نظر میں ادنےٰ مخلوق ہیں، بت پرستی کو میں کھیل سمجھتا ہوں، آگ، بچے روشن کرلیتے ہیں اور بجھا دیتے ہیں اس لیے اگنی میری نظر میں کوئی وقعت نہیں رکھتی۔ لم یلد و لم یولد میرا ایمان ہے، باپ بیٹے کے خیال سے باریتعالیٰ کی ذات پاک صاف ہے۔ صلیب میری نظروں میں ایک معمولی چیز ہے۔

سورج روز نکلتا ہے اور ڈوبتا ہے، یہ بھی گنگا اور جمنا کی طرح میرے مولیٰ کی ادنےٰ مخلوق ہے،

بدھ کا مت میرے لیے ایک پتھر کی چٹان سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا۔ میرا خدا نہ کبھی بیمار ہوتا ہے، نہ دنیاوی لذتوں کا طالب میرے خدا کی شان بے نیازی ہے۔

میرے مولیٰ معافی کے طریقہ سے ناواقف ہوں، انجان ہوں، نوگرفتہ ہوں، مجھے کچھ معلوم نہیں، اے کرم والے خدا اے رحم والے خدا! میرے گناہوں کو معاف کر، اس کے طفیل میں معاف کر جس کی بدولت میرے جد بزرگوار حضرت آدم نے معافی حاصل کی تھی، اس کے صدقے میں معاف کر جس کے سہارے سے حضرت نوحؑ کی کشتی کو تو نے پار لگایا تھا، اس کے وسیلے سے معاف کر جس نے حضرت یونس کو مچھلی کے پیٹ کے قیدخانہ سے رہائی دلائی تھی۔ معاف کر رحم والے خدا معاف کر، کرم والے خدا! معاف کر، ندامت کے آنسو قبول فرما، اور مجھے معصیت کی آلودگی سے بچا۔

# رسائل کی روح

مسئلۂ انتقام

شریعتِ اسلامیہ نے کسی کی طرف سے ناحق تکلیف پہنچنے پر اس سے انتقام لینے کو جائز قرار دیا ہے۔

مگر انتقام اُس تکلیف سے جو ناجائز طور پر پہنچی ہے کسی طرح متجاوز ہونا چاہیے، ورنہ وہ ظلم ہوگا جس کی شریعتِ اسلامیہ روادار نہیں معلوم ہوسکتی۔ اس کی بابت کسی سے غلط فہمی نہ ہونے کے لیے اس مسئلہ کو مختلف مقامات پر وضاحت سے بیان فرما دیا گیا ہے۔ مثلاً ارشادِ باری تعالیٰ عز اسمہٗ ہے اَلنَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَیْنَ بِالْعَیْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوْحُ قِصَاصٌ۔ جان کے بدلے جان، اور آنکھ کے بدلے آنکھ، اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخم ہوں تو ان کا اسی طرح بدلہ۔

انتقام میں ظالم کے مدارج کا لحاظ نہیں ہے

اس میں دیگر امتیازات بر طرف ہیں فقیر و تونگر، ملازم و آقا، ماتحت و بالادست، جاہل و عالم، شیخ و سید، عجمی و عربی، سیاہ و سفید، ذمی و مومن، ضعیف و قوی، مریض و تندرست سب یکساں ہیں۔ ان امتیازات کی بنا پر کوئی اثر حد بدم تبدیل ہوسکتا۔

حضرت امام اعظم و امام شافعی کا مذہب عورت اور غلام کے قصاص کے بارے میں

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیۂ کریمہ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰی بِالْاُنْثٰی کے مدنظر غلام کا انتقام ایک آزاد و خود مختار شخص سے یا عورت کا قصاص مرد سے نہیں لیا جائیگا لیکن امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰی بِالْاُنْثٰی کے ذریعہ اُمم سابقہ اور شرائع ماضیہ کا حکم بیان فرمایا گیا ہے۔ اگر ہماری شریعت میں اُس کے خلاف کوئی حکم نہ دیا گیا ہو تو وہ واجب التعمیل ہوگا لیکن شریعت اسلامیہ میں اَلنَّفْسُ بِالنَّفْسِ کا حکم عام موجود ہے جو سابقہ تعیین کا ناسخ ہے لہٰذا اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰی بِالْاُنْثٰی کا حکم واجب العمل نہ رہا۔ جان کے بدلے جان لی جائیگی اگرچہ غلام اور عورت کے بدلے میں آزاد اور مرد کی جان کیوں نہ ہو۔

نیت بخیر ہو تو اُس سے انتقام نہیں

فرض کیجیے کہ ایک شخص بیمار ہے، اس کی کسی آنکھ میں مواد فاسدہ جمع ہوگیا ہے اس نے ڈاکٹر سے رجوع کیا، ڈاکٹر نے عمل جراحی کو مناسب جانا اور حسب قواعد فن یا اصول طب جدیدہ کے مطابق اس نے عمل جراحی کیا۔ مگر اس کی وجہ سے آنکھ ضائع ہوگئی، اس صورت میں حق تعالیٰ کا وہ حکم جو اَلْعَیْنُ بِالْعَیْنِ کے ذریعہ بیان ہوا ہے اس مقدمہ سے متعلق نہ ہوگا، بلکہ ڈاکٹر کے خلاف مقدمہ چلانا ہی ظلم میں داخل ہوگا، اگرچہ اس کے عمل جراحی سے مریض کی آنکھ ضائع ہوگئی لیکن ڈاکٹر کی نیت چونکہ بخیر تھی اس لیے اس کے خطا کیے ہوئے عمل کی بابت بھی ایک نیکی اس کے نامۂ اعمال میں لکھی جائیگی، یہ بھی ایک اجتہاد ہے۔ وَالْمُجْتَهِدُ یُخْطِئُ وَیُصِیْبُ صاحب اجتہاد خطا پر بھی ہوتا ہے اور صواب پر بھی، اگر اس کی رائے صواب پر ہے تو اس کے لیے دس گنا اجر ہے اور اگر اس کا اجتہاد خطا پر ہو تو ایک اجر اس سے نہ گیا۔

حضرت صدیق اکبر رضؓ کا فیصلہ

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آپ کے زمانۂ خلافت میں ایک مقدمہ پیش ہوا جس میں ایک شخص نے دوسرے شخص کا کان کاٹ ڈالا تھا اور دوسرے نے اپنے فریق کا دانت توڑ دیا تھا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بس بدلہ ہوچکا اب انتقام کی کوئی صورت باقی نہ رہی، کان کے کٹ جانے سے سماعت پر کوئی اثر نہیں پڑتا، اسی طرح ایک دانت کے ٹوٹ جانے سے کسی چیز کے چبانے پر بھی کوئی اثر نہیں پڑتا۔ یا یہ کہ کان کٹ جانے سے ایک عیب پیدا ہوگیا تو یہی شکل دانت کے ٹوٹنے میں بھی ہے۔ اگر منہ بند کیجئے دانت کا عیب چھپ جاتا ہے، تو سر کے بال چھوڑ دیجئے یا عمامہ کان کے اوپر سے باندھ لینے میں کان کا عیب بھی چھپ سکتا ہے۔ نتیجہ یہ کہ فریقین نے اپنا مقدمہ اُٹھا لیا اور باہم صلح کرلی۔

کیا ایسا فیصلہ ہر کس و ناکس کرسکتا ہے، جس وقت یہ دو فریق حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار میں حاضر ہوئے تھے ہر ایک کو یہ خیال ہوگا کہ اَلْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ کے مطابق عمل ہوگا۔ یعنی ایک شخص کا کان اور دوسرے کا دانت توڑا جاتا ہے۔ اب کان کے ساتھ دانت اور دانت کے ساتھ کان بھی کاٹ دیا جائیگا مگر حق تعالیٰ جس پر اسرار شریعت کما حقہٗ منکشف فرماتا ہے وہ حالات کی تہ کو پہنچتے ہیں اور فریقین کے عمل پر انصاف نامہ لکھ کر اٹھتے ہیں، چونکہ حدیث شریف میں وارد ہے اَلْخَلْقُ عِیَالُ اللّٰهِ، ساری خلق خدا

اس کے بال بچے ہیں یعنی جملہ خلائق اللہ سبحانہٗ کے پاس ساوی اور سب اس کے بندے ہیں۔ اگر ایک باپ کے کئی بچے ہیں اور دو بچے آپس میں جھگڑا کریں اور ایک دوسرے کو بیجا تکلیف پہنچائیں تو باپ یہی چاہتا ہے کہ ناسمجھی سے جو جھگڑا ہوا اس کا فیصلہ اس طرح کیا جائے کہ بچوں کو مزید تکلیف بھی نہ پہنچے، آپس میں جو مخالفت ہوگئی ہے وہ بھی دور ہو، دوسرے بچوں پر اس کا برا اثر بھی نہ پڑے اور خود وہ بچے آئندہ ایسا جھگڑا نہ کریں۔ یہ اُس صورت میں ہو سکتا ہے کہ انصاف کا پلہ ہاتھ سے نہ جانے پائے اور فیصلہ ایسا ہو کہ فریقین اس کو مان لیں یا ارباب دانش اس کو دیکھیں تو مبنی بر انصاف تسلیم کریں۔

## فیصلۂ بالا کی نزاکت

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو فیصلہ صادر فرمایا وہ ان تمام پہلوؤں کا جامع ہے اور انصاف پر مبنی ہے۔ فریقین تو اس کو تسلیم کر چکے تھے لیکن اب تک جو شخص اس کو دیکھتا یا سنتا ہے داد دیتا ہے اگر اَلْاُذُنُ بِالْاُذُنِ وَالسِّنُّ بِالسِّنِّ کے ظاہری معنی کے مد نظر کان کے ساتھ دانت اور دانت کے ساتھ کان کاٹ دیا جاتا تو بھی انصاف ہو سکتا تھا مگر اس صورت فیصلہ میں جو نزاکت پیدا ہوئی وہ پیدا نہ ہو سکتی تھی۔

(واعظ۔ حیدرآباد دکن)

## خلیفہ ہشام بن عبدالملک اور حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ

دوسری صدی ہجری میں خلیفہ ہشام بن عبدالملک جس کا نمبر خلفائے بنی اُمیہ میں دسواں تھا جب بعد ترک و احتشام مدینہ منورہ پہنچا تو خواہش کی کہ کسی صحابی سے ملاقات کرے، تفتیش و تجسس کے بعد جب یہ ثابت ہوا کہ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے کوئی بھی زندہ نہیں تو ناچار حکم دیا کہ تابعین میں سے کسی کو لاؤ۔ لوگ حضرت طاؤس کو لے گئے جو بہترین تابعی اور اکابر علما و صلحا سے تھے۔ حضرت موصوف جب خلیفہ کے سامنے پہنچے تو وہ نہایت شان و شکوہ سے مسند دیبا پر متمکن تھا، آپ نے لب فرش نعلین اُتاری اور السلام علیک، یا ہشام کہکر اُس کے روبرو بیٹھ گئے۔ ہشام آپ کی اس حرکت سے نہایت برانگیختہ ہوا یہاں تک کہ آپ کو قتل کرنے پر آمادہ ہوگیا کیونکہ اُس عہد میں خلیفہ کی روبکاری میں جوتہ اُتار دینا ترک ادب اور بلا اجازت بیٹھ جانا حد درجہ کی گستاخی تھی اور بغیر کنیت کے نام لینا تو گردن زدنی جرم تھا، اُس کے ندما و حضار مجلس نے جب اُس کو برہم دیکھا تو حضرت طاؤس کے علم و فضل اور حرم نبوی کے احترام سے متاثر کر کے قتل سے باز رکھا، ہشام نے بغیظ و غضب خطاب کیا کہ اے طاؤس تم نے یہ گستاخی کیوں کی؟ آپ نے فرمایا کیسی گستاخی، اُس نے کہا کہ ایک نہیں تم نے اس وقت چار ناقابل عفو گستاخیاں کی ہیں، اوّل تو ہمارے روبرو پابرہنہ ہوئے، دوم امیرالمومنین نہ کہا، سوم بلا کنیت یا بدولت کا نام لیا، چہارم بلا اجازت بیٹھ گئے۔ آپ نے فرمایا کہ تیرے روبرو جوتہ اُتارنے کا یہ سبب ہے کہ میں رات دن میں پانچ مرتبہ اُس احکم الحاکمین کے سامنے جوتا اُتار کر جاتا ہوں اور وہ مجھ سے کبھی خفا نہیں ہوتا، اس لیے میں نے یہاں بھی مضائقہ نہ سمجھا، اور امیرالمومنین نہ کہنے کی یہ وجہ ہے کہ تمام لوگ تیری امارت پر متفق اور رضامند نہیں ہیں میں تب ناکیوں کہتا، بلا کنیت تیرا نام لینے میں یہ مصلحت تھی کہ میں تجھ سے دشمنی نہیں بلکہ دوستی رکھتا ہوں اور پروردگار عالم نے عموماً اپنے دوستوں کو صرف نام لیکر پکارا ہے جیسے یا محمدؐ یا عیسےٰؑ یا موسےٰؑ وغیرہ۔ ہاں البتہ دشمنوں کو مع کنیت نام لیکر خطاب کیا ہے مثلاً تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ۔ ہاتھ باندھے کھڑے ہو کر تجھ سے بیٹھنے کی اجازت لینا میں نے اس لیے مناسب نہ جانا کہ مجھے حضرت علیؓ کا قول یاد آگیا، آپ فرماتے تھے کہ "اگر کوئی کسی دوزخی کو دیکھنا چاہے تو وہ ایسے شخص کو دیکھ لے جو خود بیٹھا ہو اور اُس کے روبرو بندگان خدا دست بستہ کھڑے ہوں"۔

خلیفہ ہشام کو آپ کے کلام سے رقت طاری ہوئی اور آپ کا بہت اعزاز و احترام کیا۔

## خلیفہ ہارون الرشید اور حضرت فضل بن ربیع رحؒ

خلیفہ ہارون الرشید کا معمول تھا کہ علما و صلحا کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر فیوض و برکات حاصل کیا کرتے تھے، ایک روز حضرت فضل بن ربیع رحمۃ اللہ علیہ کے مکان پر جا نکلے، حضرت فضل عہدۂ وزارت ترک کر کے زاویہ نشینی اختیار کر چکے تھے، اثنائے گفتگو میں خلیفہ نے دریافت کیا کہ فضل تم نے وزارت کیوں ترک کی اور اب کیسے گزر ہوتی ہے؟ حضرت فضلؒ نے فرمایا بہ نسبت پہلے کے بدرجہا بہتر حال ہے، زمانۂ وزارت میں جس سلطان کا میں فرمانبردار رہتا تھا وہ میری دس خدمتوں کا ایک صلہ بھی بمشکل دیتا تھا، لیکن اب ایسے شہنشاہ کی اطاعت کرتا ہوں جو ایک خدمت کا دس گنا اجر عطا فرماتا ہے۔

پہلے میں سلطان کے حضور میں کچھ عرض کرنا چاہتا تو موقع محل اور سلطان کی خوشنودی مزاج کا خاص طور سے خیال رکھنا پڑتا تھا، اب کسی بات کی پابندی نہیں ہے اور میں جب چاہتا ہوں بے تکلف ہر ایک معروضہ اپنے سلطان کی خدمت میں پیش کر سکتا ہوں۔

پہلے مجھ کو بادشاہ کے مفوضہ کاموں کی نگہداشت کرنی پڑتی تھی، اب وہ میرے تمام کاموں کا نگراں اور ذمہ دار ہے۔

پہلے جب بادشاہ خواب راحت میں پڑا سوتا تھا مجھے بیداری کی زحمت اُٹھانی پڑتی تھی، اب میں چین سے سوتا ہوں اور وہ میری حفاظت کرتا ہے۔

پہلے میں جانتا تھا کہ میرا رزق اس بادشاہ کے دامن سے وابستہ ہے لیکن اب میں معلوم کر چکا ہوں کہ ہم سب کا رزق اُس بادشاہ کے ہاتھ میں ہے۔

(انتخاب)

# رحمتِ باری کم اپنا جوش کر سکتی نہیں

(از جناب مولانا ظفر علی خاں صاحب)

رحمتِ باری کم اپنا جوشش کر سکتی نہیں — یہ چڑھی ندی قیامت تک اُتر سکتی نہیں
زندۂ جاوید ہے اللہ والوں کا گروہ — اُمتِ مرحوم سو سکتی ہے مر سکتی نہیں
سرورِ کونین خود ہوں ناخدا جس کے وہ ناؤ — لطمۂ طوفان موج افزا سے ڈر سکتی نہیں
ایشیا کی وہ سیاہ کونہ اُلٹ جائے گی — نازیِ اسلام اب عالم میں ہر سکتی نہیں
میں نے یہ مانا کہ جب تک ہو عتابِ سلطنت — اُس کی دنیا جیتے جی ہرگز سنور سکتی نہیں
ٹوٹ لے جب تک نہ سر پر اک نیا کوہِ ستم — ایک بھی رات اُس ستم کش کی گزر سکتی نہیں
ان جفاؤں پر مگر ہو شیوہ جس کا صبر و شکر — عاقبت بھی کیا اس انساں کی سدھر سکتی نہیں
جرم اتنا ہے کہ کیوں حدِ نظرت بڑھ کے آہ — لب تک آجاتی ہے سینے میں ٹھہر سکتی نہیں
کہہ سے مجھ کو ہو لاگ اور دیر سے مجھ کو لگاؤ — کوئی اور الزام دنیا مجھ پہ دھر سکتی نہیں
میری حرص لذتِ آزار کا عالم ـ پوچھ — سر جب تک جائے نیت میری بھر سکتی نہیں

میں حرم سے اُڑ کے جا بیٹھوں کا شاخِ سدرہ پر
میرے پَر تثلیث کی قینچی کتر سکتی نہیں (صوفی)

## اسلام اور اخلاق

اسلام نے بلوا اخلاق کی بہت زیادہ تعلیم دی ہے اور اصلاح عادات و تہذیب اخلاق کی سخت تاکید و تنبیہ کی ہے، بہت سی حدیثیں اخلاق کی فضیلت اور ترغیب و تاکید میں وارد ہیں، نموتاً صرف چند احادیث اس مقام پہ بیان کی جاتی ہیں جن سے معلوم ہوگا کہ بانی اسلام علیہ التحیۃ والسلام نے حوش اخلاق مسلمانوں کو ایمان میں سب سے کامل اور مسلمانوں میں سب سے بہتر اور اپنا محبوب و پسندیدہ فرمایا ہے۔ چنانچہ

ابوداؤد میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا "اکمل المومنین ایمانا احسنھم خلقا" یعنی مسلمانوں میں سب سے زیادہ کامل الایمان وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ خوش خلق ہے۔ اور صحیحین میں عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا "ان من خیارکم احسنکم اخلاقا" یعنی تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ خوش اخلاق ہے ونیز صحیح بخاری میں عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا "ان من احبکم الیٰ احسنکم اخلاقا" یعنی تم میں سے وہ شخص مجھ کو زیادہ محبوب و پسندیدہ ہے جن کے اخلاق سب سے اچھے ہیں۔

دنیوی طاقت اور اسلحہ کی قوت سے لوگوں کے جسم مقید ہوتے ہیں اعضاء و جوارح پر قبضہ حاصل کیا جاتا ہے، گردنیں جھک جاتی ہیں۔ قلوب مسخر نہیں ہوتے۔ مگر حسن خلق میں وہ قوت اور اثر ہے جس سے قلوب مسخر ہو جاتے ہیں، یہ وہ شمشیر آبدار ہے جس سے نہ صرف بڑے بڑے سرکش اور جابر انسان ہی مطیع و فرمانبردار ہو جاتے ہیں، بلکہ بڑے بڑے قوی ہیکل اور خونخوار درندے اور وحشی جانور تابع و منقاد ہو جاتے ہیں، دنیا میں اشاعت اسلام کا سب سے بڑا ذریعہ یہی حسن خلق ہے۔

## کیا اسلام بزورِ شمشیر پھیلا؟

یہ مخالفین اسلام کا محض اتہام ہے کہ مسلمانوں نے اسلام کو بزور شمشیر پھیلایا اس قسم کا لغو خیال اور مہمل اعتراض وہی لوگ پیش کرتے ہیں جو تواریخ اسلامیہ سے تو بالکل نابلد ہیں یا اُن کی چشم بصیرت پر تعصب کا سیاہ پردہ پڑا ہوا ہے، جو لوگ کہ تواریخ اسلامیہ سے واقف اور مسلمانوں کے واقعات اور کارنامے سے باخبر اور منصف مزاج و عدل پسند ہیں وہ کبھی ایسا بیہودہ خیال اور مہمل اعتراض نہیں کر سکتے۔

دیکھو یورپ کا مشہور مؤرخ کارلائل ایسے معترضین و مخالفین کے قول کی تردید کرتے ہوئے کہتا ہے کہ "اگر محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے تیغ زن سپاہیوں کے زور سے اسلام پھیلایا تو پہلے ان تیغ زن سپاہیوں کو کس تلوار نے مسلمان بنایا؟"

مسلمانوں کے پاس اخلاق کی شمشیر آبدار تھی جس کے ذریعہ سے عرب سے عجم، شام سے ہندوستان تک وہ پہنچ گئے اور تمام اطراف و اکناف عالم میں پھیل گئے، اور واقعہ یہ ہے کہ اگر مسلمانوں کے اخلاق و عادات درست رہتے تو دنیا میں چپہ چپہ بھر زمین بھی مسلمانوں سے خالی نہیں رہتی۔

## ذات پات کا مسئلہ

اسلام نے ہمیں جس تمدن کی تعلیم دی ہے وہ ان ذات پات کی الجھنوں سے کہیں بالاتر ہے اسلام نے جس اصل الاصول کو اشرف المخلوقات کے سامنے پیش کیا ہے وہ توحید اور صرف توحید ہے، اور یہی وہ چیز ہے جو ایک عالمگیر برادری کی مظہر ہے، اس نے ہر فرد انسانی کو خواہ وہ سفید ہو یا سیاہ، زرد ہو یا سُرخ، عجمی ہو کہ عربی، ایرانی ہو کہ تورانی، سامی ہو کہ آرین اپنے اس حلقہ میں شرکت کی دعوت دی ہے، اُس کی یہ تعلیم ہے کہ تمام مخلوقات سے انسان شریف ہی نہیں بلکہ اشرف ہے لیکن باہمی شرافت من حیث خلقت و نسب کوئی چیز نہیں، بلکہ اُس کا مدار صرف تقوٰے پر ہے، ایک مسلمان بمقابلہ کفار و مشرکین شریف کہا جا سکتا ہے، لیکن بمقابلہ دوسرے مسلمان کے ہرگز شریف نہیں کہا جا سکتا، یہی وہ راز ہے جس کو انما المؤمنون اخوۃ، فاصلحوا بین اخویکم میں بیان کیا گیا ہے۔ اس آیت میں صاف اس کو بتایا گیا ہے کہ تمام کلمہ گو بھائی بھائی ہیں بلکہ تمدن کے لازمہ اصلاحِ باہمی کو فرض شرعی قرار دیکر کسی اپنے کلمہ گو بھائی کی تنقیص و تذلیل کی سختی سے ممانعت کی گئی ہے جس کی کھلی توضیح آیۂ کریمہ "بئس الاسم الفسوق بعد الایمان" میں شد و مد کے ساتھ بیان کر دی گئی ہے +

(المومن)

# معلومات

**دیدار بذریعہ تار** مذہب عاشقی کے پیروؤں کو چاہیے کہ مغربی سائنس دان کے ہاتھ پر بذریعہ تار بیعت کر لیں، اس لیے کہ وہ عشق بازی کے درس کی تکمیل کے لیے ہر روز ایک نیا سکا شفہ عمل میں لا رہے ہیں۔ ان کی ہیئتِ سائنسیت کا ہر اشارہ عشاق کو آفرین کی صدا بلند کرنے پر مجبور کر رہا ہے۔ ان کی بدولت رہِ الفت میں وہ وہ آسانیاں پیدا ہو گئیں جو عشاق کے وہم و گمان میں بھی کبھی نہیں آ سکتی تھیں، کون جانتا تھا کہ ایسا آلہ بھی ایجاد ہو سکتا ہے جس کے ذریعہ سے آن کی آن میں محبوب کی تصویر لی جا سکتی ہے، واہ رے دماغ کیمرہ تیار کر دیا، کسی کو کیا خبر تھی کہ ایک وہ بھی زمانہ آنے والا ہے کہ ہزاروں میل سے دو بدو باتیں ہو سکتی ہیں، مگر واہ رے عقل ٹیلیفون ایجاد کر دیا جس کی وجہ سے کورٹ شپ کے مسئلہ میں غیر معمولی آسانیاں پیدا ہو گئیں، ٹیلیفون سے قوت سامعہ کو تسلی ہو جاتی تھی مگر قوت باصرہ محروم تھی۔ مگر ٹیلیفون نے ترقی کی اور کان کے ساتھ آنکھ بھی لطف اندوز ہونے لگی۔ اب وقت یہ تھی کہ ہر جگہ ٹیلیفون نہیں، بہت سے شہر اس نعمت بے بہا سے محروم ہیں، مگر ایک جدید ایجاد کی اطلاع نے اس کمی کو بھی پورا کر دیا، اس ایجاد کے ذریعہ سے "دیدار بذریعہ تار" ممکن ہے، پہلی پہل تو سادہ تصویریں بذریعہ تار بھیجی جا سکتی تھیں مگر اب اس ایجاد میں ایک نیا اضافہ اور کیا گیا ہے جس کے ذریعہ سے آٹھ رنگ کی تصویر آن کی آن میں بذریعہ تار ہزار ہا میل پر منتقل کی جا سکتی ہے، اس وقت تو محض یہ خیال ہے کہ اس ایجاد کے ذریعہ سے مجرموں کی شناخت میں مدد لی جائیگی مگر "آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا"

**سگ نما انسان** روس میں کتوں کی شکل کے انسان بکثرت پائے گئے ہیں، چین کے جنوبی حصہ میں بھی یہ عجیب مخلوق آباد ہے۔ ان کا چہرہ کتوں سے مشابہ ہے، بدن پر اس قدر بڑے بڑے بال ہیں کہ قدرت نے انہیں تن پوشی کے تفکرات سے بالکل آزاد کر دیا ہے، یہ عموماً درختوں پر رہتے ہیں، اس نئی دریافت نے دنیائے سائنس میں ایک حیرت و استعجاب کی کیفیت پیدا کر دی ہے، ماہران سائنس کو چاہیے کہ اس معاملہ کو بس یونہی رہنے دیں زیادہ چھان بین کی ضرورت نہیں، ممکن ہے کہ معاملہ کی تہہ تک پہنچنے کے بعد ان کو اس سے بھی زیادہ حیرت ہو۔ اس اطلاع کے ملنے کے بعد خیال ہوتا ہے کہ شاید ڈارون کی نظریہ درست ہے۔ کل شیء یرجع الی اصلہ والا معاملہ نہو۔۔

شاید بندر سے ترقی پائے ہوئے انسان پھر دوبارہ اپنی اصلی صورت اختیار کر رہے ہیں۔ وہ جو ڈارون کی تھیوری کو اپنا دین ایمان سمجھتے ہیں تیار ہو جائیں آواگون کا وقت آ گیا ہے۔

**انگریزی زبان کی ترقی** ۱۸۰۱ء میں انگریزی بولنے والوں کی تعداد ۲ کروڑ ۰ لاکھ تھی ۱۹۱۸ء میں ۱۱ کروڑ ۰۱ لاکھ ہو گئی۔ روز بروز انگریزی زبان نہایت سرعت کے ساتھ ترقی کر رہی ہے، اس وقت دنیا کی آبادی میں ۱۰ فیصدی انگریزی زبان بولنے والے ہیں۔ امید کی جا رہی ہے کہ ۱۹۵۰ء تک انگریزی زبان دوسری زبانوں سے دوگنی بولی جائے گی۔ اور ۲۰۰۰ء تک یہ زبان دنیا کے چوتھائی آدمیوں کی زبان ہو گی۔

یہ یقینی بات ہے کہ زبان کے ساتھ ساتھ معاشرت میں بھی تبدیلی پیدا ہو جائیگی اور معاشرت کی تبدیلی مذہب پر بھی اپنا اثر کیے بغیر نہیں رہ سکتی، وہ مولوی صاحبان خصوصیت کے ساتھ غور فرمائیں جن کے ابنائے ناز این مولوی کالج کی چہار دیواریوں میں مغربی تمدن کی مشین میں ڈھالے جا رہے ہیں ذرا ان کو یہ بھی سوچنا چاہیے کہ کچھ مدت کے بعد ان کی اولاد کا مذہب کیا ہوگا۔ "علم حاصل کرو خواہ چین کا سفر کرنا پڑے" کا یہ مقصد نہیں ہے کہ ایمان بیچکر علم حاصل کیا جائے۔ اگر مسلمانوں کو اسلام پیارا ہے، اگر مسلمان حضور سرور عالم کی امانت کو ایک امین کی حیثیت سے رکھنا چاہتے ہیں تو انگریزی تعلیم کے ساتھ ساتھ عربی تعلیم کو بھی لازمی قرار دیں، ورنہ یہ سمجھ لیجیے کہ آج سے کچھ مدت کے بعد نہ ترمذی ہوگی نہ جلالین، نہ تفسیر ہوگی نہ حدیث محض رینیلڈ اور شکسپیر کے اقوال رہ جائیں گے، اسلام کی فضا تاریک اور دھندلی نظر آنے لگے گی۔ اور اقبال کا یہ شعر؎

اسلام کی امانت سینوں میں ہے ہمارے ممکن نہیں مٹانا نام و نشاں ہمارا

مرثیہ بن کر رہ جائے گا۔

**زکام کا نیا علاج** امریکہ کی ایک کیمیکل سوسائٹی نے ایک عجیب و غریب کمرہ بنایا ہے جس میں بیٹھنے سے ایک گھنٹہ کے اندر زکام کی شکایت بالکل دور ہو جاتی ہے، مریض کو کسی قسم کی دوا استعمال نہیں کرائی جاتی اس کمرہ کی ہوا سے زکام کا اثر بالکل ضائع ہو جاتا ہے، پہلے مشین کے ذریعہ سے ایک گیس کمرہ میں چھوڑ دیا جاتا ہے اسکے بعد برقی پنکھے کی مدد سے اس گیس کو کمرہ کے ہر حصہ میں منتشر کر دیتے ہیں، مریض کے سانس کے ساتھ گیس پھیپھڑوں میں داخل ہوتا ہے اور اسے صحت کلی حاصل ہو جاتی ہے۔ اس وقت تک اس شفاخانہ سے انفلوئنزا کالی کھانسی اور تنفس کے امراض کے صدہا بیمار تندرست ہو چکے ہیں، نہایت بہتر ایجاد ہے کاش روحانی امراض کے علاج کی طرف بھی یہ مغز سائنس داں توجہ کریں، تاکہ غریب ہندوستانی پیری مریدی کے جھگڑوں سے آزاد ہو جائیں۔

فہمی

# کم سرمایہ والوں کیلئے وسائل معاش

## سونے کا پانی چڑھانا

لوہے کے ہتھیاروں یا اوزاروں و برتنوں پر سونے کا پانی پھیرنے کا ہنر آجکل یورپ میں زوروں پر ہے، اور ہر سال ایسا سامان یورپ سے تیار ہوکر ہندوستان میں بکتا ہے آپ بھی تیار کرکے روپیہ کمائیں - ترکیب یہ ہے:-

| شب یمانی | نمک لاہوری | شورہ قلمی |
|---|---|---|
| ۱۲ تولہ | ۱۰ تولہ | ۱۰ تولہ |

ہر سہ چیزوں کو حسب اندازہ پانی میں حل کردیں پھر اس میں ایک تولہ سونے کے ورق ڈالکر برتن کو ڈھک دیں اور ۲۴ گھنٹے کے بعد آگ پر رکھ کر خشک کرلیں، باقی خشک سفوف رہ جائیگا اب اس سفوف میں اس قدر رکٹیفائڈ اسپرٹ آف وائن ڈالکر گھولیں کہ تمام شیرے جیسی گاڑھی ہو جائے، اب اس مرکب کو برش کیساتھ فولاد یا لوہے کی کسی چیز پر لگائیں فوراً سنہری گلٹ ہو جائیگا۔

## شیشے پر سونے کا ملمع

ولایت سے بے شمار شیشے کا سامان ہندوستان میں آکر فروخت ہوتا ہے کہ جس پر سنہری بیل و بوٹے ہونے کے باعث بڑی قیمت پڑتی ہے، آپ بھی اس ہنر کو سیکھ کر فائدہ اُٹھائیں:- ترکیب یہ ہے:-

السی کے تیل کو پہلے آگ پر خوب پکالیں، پھر تیل کے برابر کا گوند سندرس پیکر ملائیں جب گوند سندرس خوب مل جائے تب محفوظ رکھیں وقت ضرورت اس میں سے قدرے لیکر اس میں تھوڑا سا تارپین کا تیل ملاکر پتلا کرکے شیشے کے برتن پر اس سے بیل بوٹے بناکر ذرا آگ کے سامنے برتن رکھیں، جب لگا ہوا مصالحہ ذرا لیسدار معلوم ہونے لگے اس پر سونے کا ورق یکساں جماکر اس کو سرد کرلیں اور بعد میں کسی چیز سے خوب گھوٹ دیں - دوسرا طریقہ یورپ کے کاریگر یہ استعمال کرتے ہیں:- سنہری سفوف جو عام بازار میں بکتا ہے سہاگہ کے ساتھ ملاکر ذرا پانی سے خمیر و یکجا اس سے شیشے کے برتن پر نقش و نگار کرکے آگ کے آگے رکھ دیں، تمام نقش و نگار سنہری ہو جائیں گے -

## چینی کے برتن جوڑنے کا مصالحہ

آجکل کونسا گھر ہے جہاں چینی کے برتن استعمال میں کیے جاتے اور روزانہ دو چار کا نقصان نہیں ہوتا، اگر ان کو جوڑ لیا جائے تو وہ پھر کار آمد ہو سکتے ہیں، اس کی ترکیب یہ ہے کہ گوند کو بہت تھوڑے پانی میں پہلے بھگو دیا جائے، پھر بہت گاڑھا گاڑھا گھلا ہوا اتنا ہی گوند لیکر پلاسٹر آف پیرس میں اچھی طرح ملاکر سخت لیپی کی شکل بناکر کسی برش وغیرہ سے ٹوٹے ہوئے کناروں میں لگاکر برتن جوڑ لیا جائے، دو یا تین دن تک اُس کو سائے میں خشک ہونے کے لیے رکھدیا جائے خشک ہونے کے بعد جوڑی ہوئی جگہ پر سے ہرگز نہیں ٹوٹے گا۔

## بلانکٹ یا کمل کا دھونا

پہلے بلانکٹ کو نیم گرم شیریں و مصفا پانی میں پندرہ منٹ چھوڑ رکھیں کھولتا ہوا پانی اور کپڑا دھونے کا صابن ملاکر ایک مصالحہ تیار رکھو، ایک بلانکٹ کے لیے ایک پونڈ صابن درکار ہے، اب اس مصالحہ کو نیم گرم پانی والے ٹب میں ڈال کر گھلا دو اور ہاتھ سے خوب ملاکر کف پیدا کرلو پھر بھیگتے ہوئے ٹب میں سے بلانکٹ کو نکال کر نچوڑ لو اور اس تیار شدہ کف میں ڈالکر خوب ہلاؤ اور دس ایک منٹ تک ویسا ہی چھوڑ رکھو، اس کے بعد بلانکٹ کے ہر حصہ کو اور خصوصاً اُس حصہ کو جہاں دھبے ہوں خوب رگڑو پھر نکال کر نچوڑ لو، گرم پانی میں دو مرتبہ ڈبو کر خشک کرلو، مگر سخت گرم مقام پر نہ سکھاؤ، جب خشک ہو جائے اُس کے ہر حصہ کو ایک پاک مگر کھردرے قالین کے کپڑے سے رگڑو، اس سے بلانکٹ صاف و ملائم ہو جائے گا اگر بہت میل ہو تو پانی میں کچھ بوراکس شامل کر سکتے ہیں لیکن سوڈا یا بلیچنگ پوڈر ہرگز استعمال نہیں کرنا چاہیے۔

## ترازو کو صاف کرنا

اولائک ایسڈ (Olie Acid) امونیا Ammonia اور خالص شراب یا الکحل (Alcohol) مساوی مساوی ملالو اور تہ نشین ہونے کے بعد چھان لو جس چیز کو صاف کرنا ہو اس مصالحہ کو تھوڑا سا لیکر ایک کپڑے سے رگڑو اور تھوڑے سے پسے ہوئے ترپولی (Tripoli) سے اسکو پالش دو۔

## ٹرلینگ کلاتھ

اُبلا ہوا سفید السی کا تیل (۸۰) پونڈ جست کا بورا (۴) پونڈ، زنک کا سائڈ (۴) پونڈ وینیشیا کا تارپین (۲) پونڈ لیکر خوب پکاؤ اور خوب ملاؤ، اب اس میں سفید گوند شریک کرکے ملا ڈالو اور چولھے سے اُتار لو جب ٹھنڈا ہو جائے تو اُس میں تارپین کا تیل مقدار شریک کرو کہ وہ بالکل پتلا

# سوالات

## مذہبی

(۱۴۶) رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے ہونے کا واقعہ اگر کسی صاحب کو معلوم ہو تو مفصل طور پر بیان فرمائیں۔ (خریدار)

(۱۴۷) موسم گرما میں اکثر لوگ مکان کی چھت پر سوتے ہیں اور مکان کے زیریں حصہ میں قرآن مجید رکھے رہتے ہیں، ایسی حالت میں چھت پر سونا بے ادبی تو نہیں ہے۔ مفصل و مدلل جواب درکار ہے۔ (خریدار)

(۱۴۸) میت کو نہلانے کے بعد دوبارہ مکان کے اندر داخل کرنا از روئے شرع جائز ہے؟ (خریدار)

## طبّی

(۱۴۹) امرت انجن بنانے کی ترکیب مع نسخہ کے بتا دیجیے۔ (ایک خریدار)

(۱۵۰) کیا مطلب سلوی خاں کا فارسی سے اُردو میں ترجمہ ہوگیا ہے؟ اگر ہوگیا تو کہاں سے اور کس قیمت میں مل سکتا ہے۔ (خریدار)

(۱۵۱) ایک ۲۵ سالہ نوجوان کو شکایت ہے کہ رفع حاجت کے بعد بول کی بوندیں (وضو کرتے وقت، نماز میں رکوع و سجود کرتے وقت) ٹپکتی رہتی ہیں مجرب نسخہ کی ضرورت ہے۔

(۱۵۲) ایک صاحب نے پارہ کے کشتہ کا استعمال کیا، کشتہ چونکہ کچا تھا اسلیے پارہ اُن کی ٹانگوں میں سرایت کرگیا جسکی وجہ سے ٹانگوں میں درد ہوتا ہے اور چلنے میں تکلیف ہوتی ہے۔ مجرب نسخہ مطلوب ہے ۔ ۲۱ ح

(۱۵۳) میری ہمشیرہ جسکی عمر اس وقت ۲۲ سال ہے کو تین سال سے ہچکیاں آتی ہیں اس سے پہلے ۸ مہینے تک ہچکیاں بند رہیں، اسکے بعد پھر شروع ہوگئیں ہچکیاں آنے سے قبل ڈکاریں آنے لگتی ہیں قبض بھی رہتا ہے، آجکل سینہ میں ورم بھی ہوگیا ہے۔ مجرب نسخہ درکار ہے۔ (خریدار)

## صنعتی

(۱۵۴) ایسی ترکیب بتائیے جس سے مٹی کے تیل کی بدبو بالکل زائل ہو جائے (حیا)

(۱۵۵) چربی کی آمیزش اور بغیر چربی کی آمیزش کے کپڑے دھونے کا صابون بنانے کی ترکیب مع لاگت وغیرہ کے بتائیے۔

(۱۵۶) موم بتی کی آسان ترکیب جس سے موم بتی (candle) کی بتی کے برابر اور یا زیادہ ان کا جس سے خاطر خواہ منافع ہو، درکار ہے۔ (خریدار)

## متفرق

(۱۵۷) بنیان بنانے کی مشین نمبری (۴۲) انچ ۴ کہاں دستیاب ہو سکتی ہے؟ (خریدار)

(۱۵۸) رسالۂ دین و دنیا کے مندرجۂ ذیل پرچوں کی ضرورت ہے کوئی صاحب مناسب قیمت پر دیکر شکریہ کا موقع دیں۔ جلد اوّل مکمل ۔ جلد دوم ۶،۱ ۔ (سید نظیر الحق سب اوورسیر کھڑگ پور ضلع مونگیر)

(۱۵۹) اگر کوئی غریب شخص بمبئی کلکتہ کا سفر کرنا چاہے تو اس قسم کے وسائل کونسے ہیں جن کے ذریعہ سے وہ کچھ پیدا کر سکے۔ کوئی صاحب توجہ فرمائیں۔

# جوابات

(۷) مندرجہ ذیل روغن نہایت مفید ثابت ہوا ہے۔ عرق برگ دھتورہ تیز ۱۰ تولہ ۔ روغن کنجد ۵ تولہ ، دونوں کو کڑاہی میں ڈالکر نرم آگ پر رکھو اور سات عدد برگ آکھ ملائم تیل سے چپڑ کر تھوڑا تھوڑا باریک نمک ان پر چھڑک کر تہ بہ تہ کرکے یہ بھی کڑاہی میں ڈالدو پتے جل جانے کے دوران تو ان کو نکال کر پھینکدو، جب عرق بھی جل جائے اور صرف تیل باقی رہ جائے تو سرد کرکے شیشی میں بند کرکے رکھ لو، وقت ضرورت تین چار قطرے نیم گرم کان میں ڈال لو ۔ فائدہ ہوگا انشاء اللہ۔

(۱۲۲) نہایت مفید نسخہ ہے ۔ پوست ہلیلۂ زرد ۔ بلیلہ ۔ آملہ ۔ ہلیلۂ زنگی ہر ایک دس تولہ علیحدہ علیحدہ باریک پیسکر ترتیب وار گل صد برگ ۔ نازبو ۔ مہندی ۔ نیب ۔ شاہترہ کے پتوں کے ایک ایک تولہ عرق تازہ میں الگ الگ پر سایہ خشک کریں ۔ پھر روغن گاؤ سے خوب چرب کریں ۔ آدھ پاؤ سوت رات کو عرق مولی میں بھگو کر صبح چھان کر ادویہ چاروں دوا اس عرق میں خوب کھرل کریں، یہاں تک کہ گولی بندھنے کے قابل ہو جائے گولیاں بنا کر رکھ لیں ترکیب استعمال یہ ہے پہلے اول دو روز تو چار ماشہ سفوف ہتھیلی پر رکھکر دو گولیاں تین تین ماشہ کی پھانکیں اور شیر گاؤ یا روغن گاؤ گرم مصری ڈالکر اوپر سے پی لیں، یا روغن گاؤ نہ ڈالیں، دودھ پی کر بعد کو مکھن مصری ملا کر کھالیں۔ تیسرے دن سے صرف ایک گولی روزانہ مکھن سے چند روز تک کھائیں ۔ اسکے ساتھ سوتے وقت مندرجۂ ذیل سفوف کا استعمال بہت مفید ہے جو مرض کو دوبارہ عود نہ کرنے دیتا: پوست ہلیلہ زرد ۔ پوست بلیلہ ۔ آملہ ۔ طباشیر ۔ زیرہ سفید ۔ خمیرہ صندل سب کا سفوف کرکے روغن بادام ۲ تولہ

# انشائے لطیف

## تلخی احساس

(از ترجمان فطرت مولانا سید ظہور احمد صاحب وحشی شاہجہانپوری)

خدایا مجھے اس کی شکایت نہیں کہ تو نے ہندوستان کا تاج میرے سر پر نہیں رکھا، یا الٰہا، مجھے تجھ سے شکوہ نہیں اگر تو نے حسن و تندرستی کی دولت سے مجھے مالا مال نہیں کیا، پروردگار میں شاکی نہیں اگر ناموروں کی صف میں مجھے جگہ نہیں دی گئی، رزاق عالم میں رشک نہیں کرتا کہ مشیت نے "رزق بے حساب" کے لیے مجھے انتخاب نہیں کیا۔ بندہ نواز میں کچھ نہیں کہتا اگر میری دلچسپی کے لیے فردوس اور پرستان کی مخلوق نہیں بھیجی گئی معبود گیتی میں بُرا نہیں مانتا اگر میرے ارمانوں کو پامال اور میری خواہشوں کو برباد کیا جا رہا ہے مجھے تو ایک شکایت ہے۔ مجھے تو صرف یہ رونا ہے کہ اے قادر مطلق مجھے تو نے "احساس" کیوں دیا، مجھے آگ میں جلانا تھا تو خدا دندا قوت لامسہ سے سوزش و حرارت کا احساس سلب کر لیا ہوتا۔ مجھے سمندر میں غرق کرنا تھا تو آبی کائنات کا تنفس عطا کیا ہوتا، مجھ پر پہاڑ گرانا تھا اور تیروں کا مینہ برسانا تھا تو اسفندیار کی طرح روئیں تن بنایا ہوتا، مجھے مصائب کا شکار رہنا تھا، اور غم پر غم سہنا تھا تو دل و جگر کی جگہ پتھر کے ٹکڑے دیئے ہوتے۔ مجھے محروم وسائل رکھنا تھا تو مزاج کو محبت کا سوز و گداز عطا نہ ہوتا، میری نامرادی سے تو خوش تھا تو ایک دل بے مدعا میرے سینہ میں متعرف کرتا۔

میں نہیں کہتا کہ مجھے بے عقل بنایا ہوتا کیونکہ عقل کے بغیر عمر کی منازل کو طے کرنا محال ہے، میری گزارش نہیں کہ مجھے دیوانہ بنایا جاتا کیونکہ اب وہ زمانہ نہیں کہ "دیوانہ باش تا غم تو دیگراں خورند" میرا یہ منشا نہیں کہ مجھے بے رگ اور بے حس کر کے آدم کے کنبہ سے دور کر دیا جاتا کیونکہ میں نئی الطبع ہوں اور انسان کی صورت دیکھ کر جیتا ہوں۔

میری التجا تو صرف ... اور صرف اس قدر ہے کہ اس لہلہاتے باغ میں میرے نصیب کی ایک کلی اور اس لہراتے سمندر میں میرے مقدر کا ایک گھونٹ نہ تھا تو کائنات کے مالک تو نے نہ مجھے قوت شامہ دی ہوتی اور نہ پیاس کا احساس۔

میں اور تجھ سے شکایت؟ اے ذات جلال میں اور یہ بے ادبی؟

اے صانع دو عالم میں مجبور ہوں، معذور ہوں، احساس نے دلگیر بنایا ہے، حواس نے ستایا ہے عرصۂ عالم مجھ پر تنگ ہے۔ میں جان شیریں سے بیزار ہوں، راحتیں تکلیف کی صورت میں نظر آتی ہیں اور مسرتیں رنج و الم سے بدل جاتی ہیں۔

مجھ پر یہ بلائیں احساس نے نازل کی ہیں، اس دشمن جانی سے کسی وقت نجات نہیں، اس نے میری زندگی کے نظام اور قوٰی کی سلطنت میں بغاوت و سرکشی کی روح پھونک دی ہے، کھانا میرے سامنے آتا ہے، آہ وہ کھانا جو ہزاروں کو میسر نہیں لیکن یہ ظالم ذائقہ کو شہ دیتا ہے اور بتاتا ہے کہ اس سے بہتر نعمتیں دنیا میں موجود ہیں جن سے مجھے ترسایا جا رہا ہے، ذائقہ شہ پا کر بے مزہ ہونے لگتا ہے، بلیشوں کو ٹھکراتا ہے، معدہ کا دامن خالی رہ جاتا ہے اوروں کو شکستگی کی جگہ افسردگی نصیب ہوتی ہے، میں کپڑے پہنتا ہوں وہ کپڑے جو صنعت و حرفت کی ترقی سے آج عام ہیں لیکن کل حسن لیلے اور جمال شیریں کو بھی میسر نہیں ہوتے، لیکن احساس ذوق آرائش کو بھڑکا دیتا ہے اور بتاتا ہے کہ ان کپڑوں سے کہیں بیش قیمت اور خوشنما بازار میں موجود ہیں اور تجھے نصیب نہیں۔ مجھے نصیب نہیں؟ آہ! کیا دل دوز خیال ہے مجھے اپنے قیمتی اور خوشنما لباس سے نفرت ہونے لگتی ہے اور میرا جی چاہتا ہے کہ جیب و داماں کو تار تار کر دوں۔

میں تفریح کے لیے باہر نکلتا ہوں، ہزارہا آدمی چلتے پھرتے نظر آتے ہیں، اُن کا دل بشاش ہے، اُن کے چہرے شگفتہ ہیں، لیکن میں بے چین ہوں، میرا دل تڑپ رہا ہے۔ کیوں؟ اس لیے کہ احساس مجھے صبا رفتار سواریوں کی طرف توجہ دلا رہا ہے اور بتا رہا ہے کہ تفریح پا پیادہ پائی میں ممکن ہے یا اس بادیہ پیمائی میں۔ خوبصورت اور دلکش مساکن ہر قدم پر آنکھوں کے سامنے آتے ہیں اور احساس مجھے اپنے گھر کی شکستہ حالی یاد دلا کر تڑپاتا ہے، میرا دل کسی طرح تسلیم نہیں کرتا کہ ان سر بفلک مکانوں کے مکین کسی طرح مجھ سے بڑھ کر ان میں رہنے کا حق رکھتے ہیں۔

فطرت کی انگلیں جب مجھے سنفی گلچینی کے لیے آمادہ کرتی ہیں تو احساس تصویروں کا البم لیکر آ جاتا ہے اور کہتا ہے کہ، یہ لیلیٰ ہے یہ شیریں ہے۔ یہ عذرا ہے۔ یہ کلوپیٹرا ہے، یہ وہ ہے اور یہ وہ ہے، میں ان نظاروں سے متاثر ہو کر جب اپنے ضعیف جذبات پر نگاہ ڈالتا ہوں تو میری تمام دلچسپیاں خاک میں مل جاتی ہیں۔ احساس کے اشارہ پر امتیاز کی قوتیں مجھے بتاتی ہیں اور میں تسلیم کرتا ہوں کہ ہاں یہ وہ بال نہیں جو سنبل کو شرمائیں، یہ وہ گال نہیں جو گلاب کے شگوفوں کو نزاکت کا سبق دیں یہ وہ آنکھیں نہیں جو موتیوں اور بجلیوں کے مرکب سے بنائی گئی ہوں اور یہ وہ ہونٹ نہیں جن کا تبسم

جذبات میں تلاطم پیدا کردے ۔ افسوس خیال اور مثال کا یہ اختلاف مجھے کروٹ بدلنے پر مجبور کردیتا ہے اور دل سے اُس کی تمام اُمنگیں چھین لیتا ہے ۔

لوگ میرے ساتھ خود غرضی ، مکاری ، اور عیاری کا برتاؤ کرتے ہیں ۔ میری نگاہ بناوٹ کے دبیز پردوں کو ہٹا کر حقیقت کے مشاہدہ سے قاصر ہے اور اسی لیے میں ہر شخص سے خوش اور ہر بات پر شکر گزار ہوتا ہوں ، لیکن احساس ، ظالم احساس میری خوشی نہیں دیکھ سکتا ، وہ فوراً اپنا کیمیاوی عمل شروع کر کے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ کر دکھاتا ہے ۔ میں جب اس کندہ ناتراش ، اور جو فریبی سے آگاہ ہوتا ہوں تو میری محبتیں نفرتوں سے اور میری شکر گزاریاں شکایتوں سے بدل جاتی ہیں

اے بالا و برتر میں اپنے احساس اور قوت امتیاز سے عاجز آگیا ہوں ، اس کی وجہ سے مجھے زندگی عذاب ہوگئی ہے ۔ پس اے چارہ ساز کونین تیری جناب میں میری دو التجائیں ہیں یعنی یا تو میرے احساس کے لیے "کن فیکون" کے خزانے کھول دے اور یا میرے احساس کو ہمیشہ کے لیے باطل کردے ؎

ایک ہنگامہ موقوف ہے گھر کی رونق
نوحۂ غم ہی سہی نغمۂ شادی نہ سہی

(*)

## ایک شاعر

دنیائے تخیل کا بادشاہ ہے ، قدرت کی رنگینیوں کا ترجمان ہے ، حسن پرستی اس کا مذہب ہے ، لطافت پسندی اس کا ذوق ہے ، دنیا کی ہر ادنیٰ سے ادنیٰ چیز اسکی توجہ کو جذب کر لیتی ہے ، خاک کے ذرات اُٹھتے ہیں اور اس کے دامن سے اُلجھ کر کچھ کہنا چاہتے ہیں ، پھول کی پتیوں کی شوخی اسے اپنی طرف متوجہ کرتی ہے ، تند و تیز ہوا کے جھونکے جب نازک پھولوں کی پتیوں کو منتشر کر دیتے ہیں تو یہ زمین پر بیٹھ کر نوحہ خوانی میں مشغول ہو جاتا ہے ، درخت کا ہر پتا زبان بن کر اسے درس معرفت دیتا ہے ، تاروں بھری رات کو وہ کسی کی بیں سمجھتا ہے جس پر افشاں چنی ہوئی ہے ، سمندر کی لہریں اسے زمانہ کے نشیب و فراز سے آگاہ کرتی ہیں

اس کے دل و دماغ شے متفق ہونے سے ایک ایسی تصویر تیار ہو جاتی ہے جو تصویر بنو نے سے باوجود بھی تصویر ہے ، وہ انتہا درجہ کا فخر پسند ہے بے فکری میں بھی فکر کا ہونا ضروری سمجھتا ہے اور دنیا کی بڑی سے بڑی فکر کو بھی وہ فکر شاعری میں فراموش کر دیتا ہے ، وہ اپنے کلام کی تعریف کے سوا دنیا کی کسی چیز کا خواہشمند نہیں ۔

حسن وجدانی "عشق آبادی"

## صورت و سیرت

حسن صورت نے یہ اک روز بصد ناز کہا ۔۔۔ نیک سیرت سے کہ میں بھی ہوں عجب چیز بنا
کونسا دل ہے وہ جس میں نہیں میری اُلفت ۔۔۔ کونسی آنکھ ہے وہ جو نہیں میری شیدا ؟
وہ ہے مرغوب طبائع وہ ہے محبوب قلوب ۔۔۔ میں ہوا لیلیٰ نظارہ میں سے ہوں جس کو ملا
قیس نجدی کو کیا کس نے بالآخر مجنوں ۔۔۔ میں نہ ہوتا تو بھلا چیز ہی کیا تھی لیلیٰ
شہرت عام مری وجہ سے وامق کو ہوئی ۔۔۔ میں ہی تھا جسکو سمجھ رکھا تھا اُسنے عذرا
یہ نہ ہی اس کو کیا کوہ کن و ماٹل ۔۔۔ سوجھتا کچھ نہ تھا فرہاد کو شیریں کے سوا
اک انہی پر نہیں موقوف جدھر لیجئے نظر ۔۔۔ شورش عشق میں ہے یہ کرشمے مرے ہر جا صد ہا
شاعروں کے ہوئے منظور نظر نرگس و گل ۔۔۔ چشم بینا نے جو آن کی مجھے اُن میں دیکھا
ان میں میری نہ جھلک ہوتو ہیں خضرا کے دمن ۔۔۔ لالہ و یاسمن و نسترن و مہر گیا
میں نہ شامل ہوں تو ہر ایک ہے کنکر پتھر ۔۔۔ لعل ، یاقوت ، زمرد ہو کہ ہو کوئی ہیرا
تجھ کو چلتا ہوا جادو جو کہیں سب بجا ہے ۔۔۔ حسن کا نایاب عمل سمجھیں تو بالکل ہے بجا
خود ہے اللہ جمیل اور اُسے محبوب جمال ۔۔۔ دگر انسان کا کیا چاہتا ہے تجھ کو خدا

ختم جب کر چکا تقریر یہ حسن صورت ۔۔۔ حسن سیرت نے کہا صَدَّقْنَا ۔ اٰمَنَّا
جس قدر آپ نے اوصاف کیے اپنے بیاں ۔۔۔ میرے نزدیک ضرورت نہ تھی اسکی حاشا
فیض خورشید سے آگاہ ہیں دنیا میں سبھی ۔۔۔ لیکن اُس نے کبھی تعریف کی اپنی نہ ثنا
شہد کو حق نے کہا فِیْہِ شِفَآءٌ لِّلنَّاس ۔۔۔ اپنے منہ سے نہ کہا اُسنے کہ میں ہوں میٹھا
خوشنوا کہتے ہیں بلبل کو تو گل کو رنگیں ۔۔۔ زعم پر اُسکو نہ کچھ اس کا نہ اسکو دعوا
اس قدر اوج پہ گردوں کی تو اضع دیکھو ۔۔۔ یہ جھکا ہے کہ زمیں پر ہے بچھا سا پڑتا ،
خود ستائی ہے بڑا عیب اگرچہ لیکن ۔۔۔ آپ کے واسطے تعریف ہے اپنی زیبا
آپکی خوبی و محبوبی میں شک ہے کسکو ۔۔۔ غور کیجئے تو نہیں میرا بھی کچھ کم رُتبا
لعل و الماس و زمرد تو بڑی چیز ہوئے ۔۔۔ دیکھیے خطل ناچیز کی شکل زیبا
دیکھکر صورت خوب اس کی وہ رنگ مرغوب ۔۔۔ نظر شوق کو ہے لطف سا آیا کرتا ،
خاک ہو جاتا ہے نظارے کا پر سب یہ مزا ۔۔۔ دھیان آتے سے کہ ہے ذائقہ اُس کا کڑوا
حسن صورت بھی ہے اک موہنی منتر بیشک ۔۔۔ حسن سیرت ہو اگر ساتھ تو پھر کیا کہنا
صورت خوب بھی ہے ایک مرض کا جادو ۔۔۔ سیرت نیک کو اعجاز جو کہیے ہے بجا
صورت خوب پہ بد خلق اگر ہو کوئی ۔۔۔ ہے وہ اک پھول کہ جسمیں نہیں کچھ شبو اصلا
آپ ہیں گر گل خوش رنگ تو میں ہوں نکہت ۔۔۔ آپ خوشبو ہیں نسیم سحری کا جھونکا
آپ گر شمع فروزاں ہیں تو میں لمعۂ نور ۔۔۔ آپ ہیں چاند تو میں ہی چمکتا ہوں شمسی
فوق کچھ آپ کو مجھ پر نہ مجھے آپ پہ کچھ ۔۔۔ غور کیجئے تو ہے دونوں کا برابر رتبا

حسن صورت کے لیے سیرت نیکو زیور
حسن سیرت کے لیے صورت زیبا گہنا

سید علمدار حسین بنوری

# ناخدا داریم پس ما را خدا درکار نیست

(از ملتی شوکت علی فہمی ایڈیٹر)

پہلے خدا پر بھروسہ تھا، اب ناخدا پر۔ پہلے کشتی ہوا کے رُخ پر چلتی تھی، اب اسٹیم کے رُخ پر، پہلے ہوا کے تند و تیز طوفان کو قہرِ الٰہی سمجھا جاتا تھا۔ اب کرہ باد کے نظام کو بیکر کرنے کیلیے ہوائی رو سمجھتے ہیں۔ پہلے کشتی عمر کو ہستی کے سمندر میں خدا کے سپرد کر دیا جاتا تھا۔ اب ایک چھوٹا سا ناخدا اس کشتی کو جدھر چاہتا ہے لے جاتا ہے۔ کہنے کو دل گوشت کا ایک ٹکڑا ہے مگر حقیقت میں زندگی کی کشتی کا ناخدا ہے، اسے اختیار ہے جدھر چاہے اس کشتی کو لے جائے، جہاں چاہتا ہے اس کشتی کو ٹھہرا دیتا ہے جس جگہ چاہتا ہے اسے ڈبو دیتا ہے۔

ذرا ایمان کے لائٹ ہاؤس پر چڑھ کر ان کشتیوں کی تباہی کا نظارہ دیکھو کہ غفلت شعار ناخدا کشتیِ حیات کو ناعاقبت اندیشی کے سمندر میں کس طرح تباہ کر رہا ہے۔

دیکھنا وہ ناتجربہ کار ناخدا ایک خوشنما کشتی کو زندگی کے سمندر میں کس تیزی کے ساتھ لیے جا رہا ہے، سامنے غفلت کی چٹان ہے مگر اسے کچھ خبر نہیں، لو وہ کشتی غفلت کی چٹان سے ٹکرائی، اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔

اس خوبصورت کشتی کو تو دیکھو، اس کا ناخدا کشتی کو ایک ایسے رخ پر لیے جا رہا ہے، جہاں تھوڑی دور جانے کے بعد ایک بھنور ہے۔ اس بھنور میں کشتی پھنس جائیگی اور پھر کبھی نہ نکلے گی، لو دیکھو ریاکاری کے بھنور میں کشتی پھنس گئی، اور ڈوب رہی ہے۔

تیسری کشتی والا ناخدا کتنا غافل ہے۔ اسے یہ خبر نہیں کہ اس کی کشتی کو تباہ کرنے کے لیے ایک خونخوار مچھلی بڑھ رہی ہے لو دیکھو دغا او مکر کی خونخوار مچھلی نے کشتی کو پلٹ دیا اور کشتی ڈوب گئی۔

دو بیوقوف ناخدا مخالف سمتوں سے کس قدر تیز رفتاری کے ساتھ اپنی کشتیاں لیے چلے آ رہے ہیں۔ افسوس نفاق نے انھیں اندھا بنا رکھا ہے۔ دونوں کشتیاں آپس میں ٹکرا گئیں اور ٹکرا کر پرزے پرزے ہو گئیں۔

ذرا سامنے والی کشتی کو دیکھنا۔ بادبان آگ پکڑ چکے ہیں رسیاں جل رہی ہیں مگر ناخدا نشہ میں مست ہے۔ افسوس غرور و دولت کے نشہ نے ناخدا کو مدہوش کر دیا، اور کشتی جلکر خاک ہو گئی۔

اس ٹوٹی ہوئی کشتی کی برابر سے جو کشتی گذر رہی ہے کس قدر تیز رفتاری کے ساتھ جا رہی ہے۔ ناخدا نے آنکھیں بند کر لی ہیں اور کشتی کو پوری رفتار پر چھوڑ دیا ہے، اس کشتی کے انجن میں ہوس اور لالچ کا گیس بھرا ہوا ہے، لو وہ کشتی کا انجن پھٹا اور کشتی دھوئیں کی طرح اُڑ گئی۔

اس خوبصورت کشتی کو دیکھنا سمندر میں کیسی ڈگمگا رہی ہے، کشتی کا ناخدا ایک مہ جبین سے اختلاط میں مشغول ہے۔ دیکھو کشتی کا تختہ ٹوٹ گیا اور زنا کے سیلاب نے اس کشتی کو بے حیائی کے سمندر میں ڈبو دیا۔

ساحل کے کنارے جانے والی کشتی کبھی نہایت تیزی کے ساتھ بڑھتی ہے اور کبھی ایک جگہ رُک جاتی ہے۔ یہ کشتی رُک رُک کر بڑھتی ہے، اور بڑھ بڑھ کر رُک جاتی ہے، کشتی کے ناعاقبت اندیش ناخدا کو یہ خبر نہیں کہ اس کی کشتی چند لمحوں میں ایک ایسے مقناطیسی پہاڑ کے پاس سے گزرنے والی ہے، جو کشتی کی کیلوں کو کھینچ کر کشتی کو ٹوٹے ہوئے تختوں کی شکل میں تبدیل کر دے گا۔ لو دیکھو۔ شرک کے مقناطیسی پہاڑ نے اس کشتی کو بھی تباہ و برباد کر دیا۔

بحرِ ہستی میں حشرات الارض کی طرح حیات کی کشتیاں دکھائی دے رہی ہیں، ان کی تباہی کا حال اس سمندر کی سطح پر بکھرا ہوا ہے اگر انھوں نے ایمان کے لائٹ ہاؤس کی روشنی سے مدد نہ لی تو سب اسی طرح تباہ ہو جائینگی۔

اگر تم کشتی حیات کو [illegible] چاہتے ہو تو دل کے اسٹیم انجن کو بیکار بنا دو، اور کشتیوں پر سے:

"ناخدا داریم پس ما را خدا درکار نیست"

کے غلط مصرعہ کو مٹا دو، تمام کشتیوں پر ایمان کی چادر کے بادبان باندھ دو، اور ہر بادبان پر جلی حرفوں میں لکھ دو

"ناخدا داریم ما را ناخدا درکار نیست"۔ *

اور ان کشتیوں کو مشیت کے رُخ پر چھوڑ دو۔ یہ خود بخود راہِ حق تلاش کر لیں گی اور تم منزلِ مقصود پر پہنچ جاؤ گے۔

---

# مجاز و حقیقت

(از ترجمان فطرت مولانا سید ظہور احمد صاحب وحشی)

اک پیکر جانانہ ہم آغوش نظر ہے — ناموس کی پروا ہے نہ انجام کا ڈر ہے
بیباکی تیر نگہہ ناز تو دیکھو — گویا مرے پہلو میں نہ دل ہے نہ جگر ہے
اب ہے وہ نگاہ غلط انداز بھی موقوف — آہوں کو ابھی اور تمنائے اثر ہے
دل کی حرکت بند ہے بے نور ہیں آنکھیں — آثار یہ کہتے ہیں کہ اب وقت سحر ہے

بہتر ہے کہ افسانۂ قاروں سے سبق لیں،
وہ لوگ جنھیں حسرت گنجینۂ زر ہے

(از مولانا ندرت میرٹھی)

تم قدر انداز ہو، دل ہے دعویٰ تقدیر کا — ہو مشکل ہی سے بچ کے گا نشانہ تیر کا
کچھ تو نکلے گا نتیجہ آہ بے تاثیر کا — دل ہی ہو جائیگا بسمل آپ اپنے تیر کا
یہ تصور میں پڑا یہ تو تری تصویر کا — بن گیا خود دل مرقع حسن عالمگیر کا
خط قسام ازل اک دام ہے زنجیر کا — آدم خاکی ہے قیدی خانۂ تقدیر کا
دل کشا کشہائے غم سے ہو تو سکتا ہے رہا — ٹوٹ جانا شرط ہے انفاس کی زنجیر کا
خاک ہو کر بھی نہ پہنچے منزل مقصود تک — اس کے دامن بھی نہ ہاتھ آیا کسی رہگیر کا
آبلہ پائی سے بیٹھے پا شکستہ ہو کے ہم — مٹ گیا غربت میں شکوہ گردش تقدیر کا
دیکھنے قابل تھے رنگ آتے ہوئے جاتے ہوئے — منہ نہ دیکھا تھا اک مٹتی ہوئی تصویر کا
دیکھتے ہیں سب مری بیتابی ہم کی سیر — میں مزا لیتا ہوں ہم آہنگی زنجیر کا
نقش ہستی پر بھلا کیا کوئی رکھے حسن ظن — دوسرا رخ اور کچھ ہوتا ہے اس تصویر کا
ناوک اندازی پہ اپنی تم تو کچھ اترا گئے — دیکھتے ہو دل بنا ہے بن کر نشاں ہر تیر کا
آپ اگر دامن جھٹکتے ہیں تو گستاخی معاف — سر چڑھیگا ذرہ ذرہ خاک دامنگیر کا
کیا رہے دنیا میں ہم جب لطف دنیا مٹ گیا — کیا رہی تصویر جب رنگ اڑ گیا تصویر کا
ٹوٹ جاتی ہے رہ رہ کر تڑپنے کی امید — چھوٹتا جاتا ہے دل اک قیدی زنجیر کا
واقعات زندگی مایوسیوں کی شرح ہیں — یاس ہے عنوان کیسے دفتر تقدیر کا
روز دل میں دفن ہو جاتی ہے اک حسرت نئی — روز دل بنتا ہے منظر قبر نو تعمیر کا
آخری ہیں ہچکیاں اب تم مجھے تسکین دو — جوڑنا دشوار ہے اس ٹوٹتی زنجیر کا
ہے تجلی گاہ حسن دوست دل بھی آنکھ بھی — دونوں آئینوں میں گھر ہے ایک ہی تصویر کا
شکوہ کرنا چاہتا ہوں لیکن ان کے سامنے — دفعتہً پہلو بدل جاتا ہے خود تقریر کا

بعد مدت آج منہ مانگی ملی ندرت مراد
لے رہا ہے زخم دل بوسہ زبان تیر کا

(از حضرت صفی لکھنوی)

روشنی کچھ ہے سر منزل مگر وہ دور ہے — ورنہ چل کر دیکھتے ہم بھی کہاں تک طور ہے
کیا کروں اسے سخت جانی دیکھی قوت جواب — میں ابھی سے تھک گیا ہوں اور منزل دور ہے
راہ ہے پست و بلند آہستہ چلیے گا کلیم — ایک جانب دشت ایمن ایک جانب طور ہے
بندۂ ساقی بقدر ظرف نعمت ہیں سبھی — کوئی سرخوش ہے کوئی بیخود کوئی مخمور ہے
نخوت بیجا سے کیا حاصل انا الحق کیوں کہوں — اب تک افسانہ علم برداری منصور ہے
ظرف استعداد کی دنیا نہیں جو ہر شناس — ورنہ شیشہ میں ہمارے بھی مئے منصور ہے
ایک سجدہ سے غرض ہے وہ یہاں ہو یا وہاں — بتکدہ چلیے در کعبہ اگر معمور ہے
پیچھے پیچھے ہم ہیں رخ ہے جانب بزم حبیب — آگے آگے دست موسیٰ میں چراغ طور ہے

محشرستان جنوں تک جو مجھے لایا صفی
وہ دل ہنگامہ آرا ہمنوا شے صور ہے

(از مولانا سیماب صدیقی الوارثی اکبرآبادی)

نہیں بنتی دل تنہا نشیں سے — کسی کو بھیجدے یارب کہیں سے
ملوں گا پھول بنکر اس حسیں سے — بدل کر بھیس نکلا ہوں زمیں سے
کوئی دیکھے مری وحشت سوالی — انہی کو مانگتا ہوں میں انہیں سے
حسینوں میں وفا کیوں کی نہ پیدا — شکایت ہے مجھے حسن آفریں سے
کسی نے حال کچھ اس طرح پوچھا — دعا نکلی دل اندوہگیں سے
یہ مایوسی کا تیر آخری ہے — بچے رہنا نگاہ واپسیں سے
رفوگر خیر آیا ہے تو سی دے — مرا دامن کسی کی آستیں سے

فراوانی ہوا تنی خون دل کی،
کہ بہ نکلے ٹپک کر آستیں سے

(از جناب سید محی الدین احمد صاحب سید خلف حضرت بیخود دہلوی)

ہم یہ سمجھے تھے شب فرقت بسر ہو جائیگی — روتے روتے آنکھ جھپکے گی سحر ہو جائیگی
عشق کی بے پردہ دری کو ان کا پردہ ہے ضرور — راز چھپنے کا نہیں سب کو خبر ہو جائیگی
کون سمجھا تھا کہ جاگیر محبت قیس کی — اس کے مرتے ہی ہمارے نام پر ہو جائیگی
بے اثر نکلی محبت بے خبر نکلا وہ شوخ — میں سمجھتا تھا اسے اس کی خبر ہو جائیگی
کیا خبر تھی عشق میں یوں اندل تڑپونگا میاں — یوں مری حالت سے دنیا بے خبر ہو جائیگی
مرض مطلب تم نہ مانو تم کیے جاؤ نہیں — کیا مرے منہ کی دعا بھی بے اثر ہو جائیگی

آپ نے راز محبت کہدیا سید اگر
دوست کو پھر دشمنی مد نظر ہو جائیگی

کب داد سخن ہوئی جری کو منظور — واللہ اس فن میں کچھ نہیں مجھ کو شعور
ملنے سے داد یہ مثل صادق ہے — برعکس نہند نام زنگی کا فور

# صنفِ نازک کے لیے

# عورتوں کی ذمہ داریاں

(از جناب ترجمانِ فطرت مولانا سید احمد صاحب دہلوی چیف ایڈیٹر)

تو پھولوں سے زیادہ لطیف اور کلیوں سے زیادہ نازک ہے، مگر اے جنسِ لطیف تیری ذمہ داریوں کے احساس سے ایک خدا ترس دل لرز جاتا ہے، اگر تجھے بھی اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہو اور تو اپنے فرائض کو کما حقہ ادا کرنا چاہے تو سچ یہ ہے کہ ایک پتھر کا کلیجہ درکار ہے ایک طرف تو قدرت نے تجھے انتہا سے زیادہ نرم و نازک بنایا ہے اور دوسری طرف تجھے ایسی ذمہ داریوں سے گرانبار کر دیا ہے کہ سخت سے سخت ہستی بھی اُن کے تحمل کے لیے تیار نہیں مردوں کا خدا ایک ہے، لیکن تیرے خدا دو ہیں۔ ایک مجازی اور ایک حقیقی یعنی ایک شوہر اور ایک پروردگار۔ تیرے لیے دونوں کی اطاعت اور فرمانبرداری ضروری ہے۔ اگر حقیقی خدا کی نافرمانی کرتی ہے تو عقبےٰ خراب ہوتی ہے، اور اگر مجازی خدا کا کوئی حکم نہیں مانتی تو دنیا ہاتھ سے جاتی ہے، تیری زندگی بڑی کشمکش میں ہے اور ان اہم ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونا تیرا ہی کام ہے۔

ایک انسان کو خوش کرنا خدا کو خوش کرنے سے بہت زیادہ مشکل ہے، خدا کے حقوق آسان ہیں لیکن بندوں کے حقوق بہت دشوار ہیں۔ لیکن تو دونوں کو خوش کرنا جانتی ہے، اور کیوں نہ جانے جب تو نے اپنی زندگی اس مقصد کے لیے وقف کر دی ہے، تو نے اپنی خواہشوں اور ارادوں کو ایک دوسری ہستی کے اشارۂ ابرو پر منحصر رکھا ہے اور اپنے آرام و آسائش کو ہمیشہ کے لیے خیرباد کہہ دیا ہے، تو اپنی مرضی کے مطابق نیند بھر سونے کو ترستی ہے، تو اپنی خواہش کے موافق نشست و برخاست اور خورد و نوش کی قدرت نہیں رکھتی، تیری ہر نقل و حرکت اجازت کی محتاج ہے اور تیرے تمام ارادوں اور خیالوں پر دوسرے کی حکمرانی ہے۔ کہاں ہیں اہلِ سلوک۔ تیری اداؤں کو سیکھیں اور کہاں ہیں طالبانِ معرفت تجھ سے نفس کشی کا سبق لیں۔

ایک خادم کو آقا کی نافرمانی کی جرأت ہو سکتی ہے، ایک کنیز اپنے مالک کی حکم عدولی کر سکتی ہے۔ لیکن ایک بیوی کے لیے ناممکن ہے کہ شوہر کا کہا نہ مانے، جس طرح دل تمام اعضا پر حکومت کرتا ہے اور ہر عضو بدن اُس کے احکام کی تعمیل کرتا ہے، اسی طرح اور بالکل اسی انداز سے شوہر کا حکم عورت کے لیے قابلِ تعمیل ہے۔ اعتماد کی مثالیں ملتی ہیں اطاعت کی مثالیں ملتی ہیں، محبت کی مثالیں ملتی ہیں لیکن ایسی کوئی ہستی نہیں جس میں اعتماد، اطاعت، اور محبت کی صفات یکجا موجود ہوں، اے عروسِ ہستی کائنات تجھ پر جس قدر ناز کرے کم ہے۔

تیری ذمہ داریاں عمر کے ساتھ ساتھ ترقی کرتی ہیں، وہ مرد جو کام کی مصروفیت اور دنیاوی جد و جہد کی محنت و مشقت کے متعلق لاف زنی کرتے ہیں، اگر ایک عورت کے پروگرام پر غور کریں تو اُنہیں معلوم ہو کہ درحقیقت اُن کو کچھ بھی کام نہیں، اور اُن کی زندگی بڑے آرام سے گزر رہی ہے۔

"زبیدہ نے تلاوتِ قرآن سے فرصت کر کے جلد جلد آگ جلائی، چائے بنائی، شوہر کے لیے چوکی پہ گرم پانی، منجن اور صابن رکھا، چوکی کے تکیہ پر تولیہ ڈالکر اور اس طرف سے فارغ ہو کر جھاڑو سنبھالی، فرش صاف کیا، فرنیچر کو جھاڑا، شوہر نے ابھی چائے ختم نہیں کی تھی کہ جلد جلد خاصدان میں پان بنا کر سامنے لائی، اب سلمیٰ اور شفیق دونوں بیدار ہو چکے تھے، اُن کی طرف متوجہ ہوئی منہ دھلایا، سرمہ لگایا، کپڑے بدلوائے، شوہر مردانہ میں چلا گیا تو وہ اپنا منہ دھونے بیٹھی، اتنے میں باہر سے نوکر نے آواز دی کہ بازار سے کیا آئیگا، جوں توں منہ پر پانی ڈالکر اور تولیا سے رخساروں کو پونچھتی ہوئی کمرے میں گئی، صحن میں سے خرچ نکالا، نوکر کو سودے کی تفصیلات بتائیں اور پھر سنگار میز کے پاس کھڑے ہو کر بال سنوارے، چہرے کا انداز درست کیا، چائے کے دو گھونٹ پیے، پھر باورچی خانہ میں پہنچکر کھانا پکانے کے برتنوں کو سنبھالا۔ مصالحہ نکالا، نازک ہاتھ سل اور پتھر کی طرف بڑھے، چوڑیوں نے اس جورو ستم پر فریاد شروع کی لیکن نہ سل میں اتنا احساس ہے اور نہ پتھر میں، اتنے میں بازار سے سودا آ گیا۔ زبیدہ نے چولھے میں لکڑیاں جوڑ کر گوشت چڑھا دیا، ترکاری چھیلنے اور تراشنے لگی، دیگچی کی مخصوص آواز نے اُسے متنبہ کیا کہ پانی خشک ہو گیا، وہ گوشت بھوننے میں مصروف تھی کہ میاں شفیق نے اپنے ایک ننھے سے قد بچے سے اُٹھ کر آواز دی "اماں دھلا دو" زبیدہ دیگچی چولھے سے اُتار کر اُٹھ بیٹھی، مٹی سے مل کر ہاتھ دھونے اور پھر چولھے میں جھونک لگی گوشت

میں ترکاری ڈال کر آٹا گوندھ رہی تھی کہ گہوارہ میں بی سلمیٰ نے رونا شروع کیا، آٹا چھوڑ کر ہاتھوں کو اُٹھائے اور کپڑوں سے الگ کیے ہوئے اس کے پاس گئی، دودھ پلا کر اُسے تسلی دی اور پھر باورچی خانہ میں آگئی۔ ۱۱ بجے کھانا تیار ہوا، شوہر نے مکان میں قدم رکھتے ہی سوال کیا "کیا دیر ہے" "طیار ہے" ہاتھ دھلائے، دسترخوان بچھایا، کھانا چنا، اور مزید مطالبات کے لیے گوش بر آواز ہو کر بیٹھ گئی، ادھر شوہر شکم سیر ہو کر ہاتھ دھونے کے لیے اُٹھا، اُدھر پاندان کھلنے کی آواز آئی، دو تین پان بنا کر خاصدان میں رکھے اور خدائے مجازی کے سامنے پیش کیے، حکم ہوا کہ آج شام کو دو مہمان بھی کھانا کھائیں گے، شوہر تو مردانہ میں چلا گیا، زبیدہ نے خود کھانا کھایا اور اس کے بعد سینے پرونے کا سامان لے کر بیٹھ گئی، تین بجے تک شفیق کی ایک قمیص تیار کی، اپنے دوپٹہ پر بیل ٹانکی، سلمیٰ کے لیے ایک فراک سیا آج مہمانوں کی آمد تھی اس لیے ذرا پہلے اُٹھی اور بازار سے سودا منگا کر شام کے کھانے کی تیاری شروع کر دی، رات کے ۹ بجے تک اُسے دم لینے کی فرصت نہیں ملی، پھر اُس نے خود کھانا کھایا، بکھری ہوئی چیزوں کو سمیٹا، خوابگاہ کو درست کیا، خاصدان میں پان لگائے، اور عشا کی نماز پڑھ کر بستر پر دراز ہو گئی، اور دن بھر کے تکان نے اُسے تھپک کر سُلا دیا۔ شاید وہ گھنٹہ بھر سوئی ہو گی کہ بی سلمیٰ کے دست و پا میں جنبش پیدا ہوئی، ننھے ننھے ہاتھ ماں کو بیدار کرنے کے لیے بڑھے اور پھر رونے کی سُریلی صدا نے اُسے جگا کر چھوڑا، نیم خواب عالم میں زبیدہ نے لڑکی کو دودھ پلا کر سُلایا اور پھر محو خواب ہو گئی، تھوڑی دیر کے بعد شوہر نے اپنے پلنگ پر پہنچ کر اس فقرہ کو دُہرایا کہ "کیا سو گئیں؟" اور بیداری کا سلسلہ دو گھنٹے تک قائم رہا ایک دفعہ اور اُس نے سونے کی کوشش کی۔ اب کے وہ صبح تک سوتی رہتی لیکن سلمیٰ نے ماں کے احترام میں ایسی غفلت سے کام لیا کہ غریب کے تمام کپڑے تر ہو گئے، جاڑوں کا موسم ہے وہ پانچ بجے اُٹھتی ہے، پانی گرم کرتی ہے اور نہا دھو کر کپڑے بدلتی ہے کیونکہ حقیقی خدا کے فرائض سے وہ بے پروائی نہیں کرنا چاہتی اور ذرا سی سہل انکاری میں صبح کی نماز جو مسرت و عافیت اور تمام دن کی آسودگی کا باعث ہے قضا ہو جائیگی۔

یہ وہ پروگرام ہے جس میں کبھی تغیر نہیں واقع ہوتا، البتہ علالت، مہمانوں کی آمد اور اسی طرح کے دیگر مواقع میں مشاغل کا کچھ اضافہ ضرور ہو جاتا ہے، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مردوں کی نسبت عورتوں کی ذمہ داریاں کتنی زیادہ ہیں، اور بذوق کے مقطع میں جیسا ذیل ترمیم کیسی ضروری ہے

بنایا عورتوں کو ذوق ایک جنس لطیف
اور اس لطیفہ سے کل کام دو جہاں کے لیے

(*)

# پتیلی بیگم

(از مفتی شوکت علی فہمی ایڈیٹر)

ان کا سا کنوار پت خدا کل جہان کی بیٹیوں کو دے، نہ بناؤ سے غرض نہ سنگھار سے مطلب، بچاری عمر کی بہار روپا ری میں پڑی ہوئی اللہ اللہ کیا کرتی تھیں، جب بیاہ ہوا تو قلعی کا سیدھا جوڑا پہنا، مگر مزاج میں سادگی تھی اس لیے مسی سرمہ سے ہمیشہ پرہیز کیا، دھولین کی زلفوں کو ہمیشہ کنگھی کی قیدوں سے آزاد رکھا۔ بڑی فیاض ہیں، بڑی دریا دل ہیں، اس زمانہ میں خدا سب کو ان جیسی ہمدردی اور فیاضی دے، پڑوسیوں کا بڑا خیال رکھتی ہیں خود بھوکی رہتی ہیں اور انہیں کھلاتی ہیں، خود مصیبت اُٹھاتی ہیں اور دوسروں کے لیے کھانا پکاتی ہیں۔ ہر مصیبت کا مقابلہ کرتی ہیں، مصیبت کی آگ سے ذرا نہیں گھبراتیں، کفگیر کے حوادث سے کبھی تیوری پر بل نہیں آتا، بڑی اللہ والی ہیں، بارہ مہینے روزہ رکھتی ہیں اور اس روزہ کی حالت میں دوسروں کو پکا پکا کر کھلاتی ہیں۔

نہانے دھونے کی بڑی شوقین ہیں، دن میں کئی کئی مرتبہ نہاتی ہیں، ولایتی صابن سے انہیں بڑی نفرت ہے، کھلی کو بھی پسند نہیں کرتیں، ہمیشہ راکھ سے نہاتی ہیں جب لڑکیاں ان سے پوچھتی ہیں کہ کیوں بی پتیلی تم پھر میں سوتے کیوں نہیں نہاتیں اس راکھ سے تو تمہارا بدن کالا ہو گیا، تو ایک ٹھنڈا سانس بھر کر کہتی ہیں کہ ان نگوڑی فرنگی چیزوں کی تقلید سے تو میرا جی جلتا ہے، کھلی مجھے بھاتی نہیں، راکھ اس لیے پسند ہے کہ ایک دن خاک میں ملنا ہے، ہم سب جانتی ہیں، چار دن کی زندگی کے لیے اپنی جان کے پیچھے خواہ مخواہ کے جھگڑے کیوں لگائے۔ چار دن کھیلنے آئے ہیں، دنیا رین بسیرا ہے، آخر کل چلے جائیں گے، محبت، مروت خاکساری دنیا میں باقی رہجائیگی اور دین میں یہی کام آئیگی، دیکھو لڑکیو! جب تم چھوٹی تھیں تو تمہاری ماں نے تمہیں دودھ پلایا تھا اور جب تم بڑی ہوئی ہو میں تمہیں پکا پکا کر کھلاتی ہوں، خیر یہ تو میں نہیں کہتی کہ ماں کی برابر میرا حق ہے مگر ہاں کچھ تھوڑا بہت حق میرا بھی ہے، لیو یہ باتیں کان میں ڈالو، ایکدن کام آئینگی، ہمیشہ پڑوسیوں کا خیال رکھنا میری طرح خود خالی پیٹ رہنا مگر دوسروں کا پیٹ بھرنا، کبھی مصیبت سے نہ گھبرانا، اللہ میاں کی محبت کی آگ میں اپنے آپ کو جھونک دینا، ہمیشہ اسکی عبادت میں مشغول رہنا، میں نہیں کہتی کہ میری طرح عمر بھر روزہ رکھو مگر اپنے فرائض سے غافل نہ ہونا، جیسے مہینوں میں چند روزے رکھو عبادت کرنا، بالکل سادہ رہنا، صفائی کا بڑا خیال رکھنا، خاکساری کو کبھی نہ چھوڑنا

# فریبِ دولت

(جملہ حقوق محفوظ)

## (۱)

محمد رفیق آج تو گیسوئے افلاس میں اسیر کے آستانۂ شاہی پر حاضر ہے، تیرا ہر عضو جبینِ نیاز بنا ہوا ہے اور تیری ہر نگاہ جلوۂ موسیٰ ہے، تیرا دل عرفانی تجلیات سے معمور ہے اور تیرا سینہ شوق و محبت کا گنجینہ بنا ہوا ہے، تو اُس منزل میں ہے جس کے لیے سالک کا دل ہر وقت بے چین رہتا ہے، اور تو اُس عالم میں ہے جہاں مادّی کثافتوں کے ساتھ بڑی مشکل سے رسائی ہوتی ہے، مبارک تجھے ترقی کے یہ مدارج مبارک لیکن کل کی بات ہے کہ تو مستیٔ ہستی اور شرابِ دنیا سے متوالا ہو کر دہلی کے کوچہ و بازار میں پھرا کرتا تھا، آج تو دنیا کے نام سے بیزار ہے، لیکن کل تو دنیا کا سب سے بڑا البیلا رہا تھا، تیری تصویر آنکھوں میں پھرتی ہے وہ تیری نرم ترکی ٹوپی کے پھندنے کی لچک گردن کے گرداگرد دودھ کی طرح سفید کالر، چائنا سلک کی شیروانی جس کے دامنوں میں ہوا کی ادنےٰ جنبش سے لہریں پیدا ہوتی تھیں، اور اچھی تراش کا پاجامہ جو آسمانی موزوں اور سیاہ وارنش کے پمپ شو سے مل کر تیری رعنائیوں میں اضافہ کرتا تھا، تیری یہ تصویر اب فضا سے معدوم ہو گئی ہے لیکن میرے تصور میں بجنسہٖ باقی ہے، تیری ذہانت تیری حوصلہ مندی، تیری اولوالعزمی اور روپیہ نہ ہونے کے باعث ان سب کا پردہ ہے یا ہر نہ نکلنا۔ وہ تیرا کبھی سرد آہوں کے ساتھ کہنا کہ ؎

"اے تہ تو خدائے و لیکن بخدا ستار عیوب و قاضی الحاجاتی"

وہ تیرا عقیدہ کہ دنیا کی شادمانی روپے کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی، وہ تیرا خیال کہ اگر روپیہ ہو تو دنیا کا کوئی کام رُک نہیں سکتا، اور دل کی کوئی تمنا ایسی نہیں جو روپے سے حاصل نہ ہو سکتی ہو، غرض مجھے سب کچھ یاد ہے، اور آج تیری یاد اس قدر بے چین کر رہی ہے کہ میں ایک دفعہ تیرے واقعات حافظہ کی زبان سے اس بے چینی کو کم کرنا چاہتا ہوں، آہ، رفیق نے جو اب دنیا میں اس طرح ہے کہ نہیں ہے، ایف۔ اے تک انگریزی پڑھی تھی، اُس کے والد کا انتقال ہو چکا تھا، محبت مادری کی نعمت سے بچپن ہی میں محروم ہو چکا تھا، خاندان میں لوگ تو بہت تھے لیکن کوئی ایسا قریبی رشتہ دار نہ تھا جو اُس کے معاملات سے دلچسپی لیتا۔ وہ اپنی ایک عزیزہ کے ہاں رہتا تھا اور ایک نیم سرکاری دفتر میں پندرہ روپے ماہوار کا ملازم تھا۔ وہ اپنی حالت اور ملازمت سے نہایت ناخوش تھا، اُسکی تمنا یہ تھی کہ کسی طرح دولت اُس کے ہاتھ آ جائے اور اس اصول کے مطابق کہ دنیا کی جتنی تمنا کرو اُتنی ہی وہ دور بھاگتی ہے، وہ دولتمندی کے چند مواقع ملنے کے باوجود ناکام رہا۔ عمر اور جذبات کے اضافہ کے ساتھ اُسکی دولت پرستی میں ترقی ہوتی گئی اور آخر کار وہ روپیہ کا خواہشمند ہی نہیں بلکہ عاشق و مجنون نظر آنے لگا۔

## (۲)

ایک دن شام کو پانچ بجے وہ ایڈورڈ پارک کے سبزہ پر بے تکلفی سے بیٹھا ہوا تھا ایک دوست اُس کے ساتھ تھا، اور حسبِ معمول افلاس و دولت کے موضوع پر گفتگو ہو رہی تھی۔ رفیق کا ہمراہی نہایت سنجیدہ اور ہوشمند تھا، وہ قائل نہ تھا کہ دولت سے دلی مسرتوں میں کچھ اضافہ ہو سکتا ہے، لیکن رفیق جو بلا کی قوتِ گویائی رکھتا تھا ہر پہلو سے ثابت کر دیا کہ دولت ہی ایک ایسی شے ہے جو تمام شادمانیوں کا سرچشمہ ہے، اور جس کے پاس روپیہ ہے وہ کبھی اُداس اور غمگین ہونے کیلیے مجبور نہیں ہے۔ یہ گفتگو کئی گھنٹے جاری رہی، ان دونوں آدمیوں سے ذرا فاصلہ پر حاجی عبد المجید بھی سبزہ کے مخملی فرش اور ہوا کے بہشتی جھونکوں کا لطف اُٹھا رہے تھے اور افلاس و دولت کے مکالمہ کو بڑے غور سے سُن رہے تھے، حاجی صاحب امپورٹ و اکسپورٹ کے بہت بڑے تاجر تھے اب تو اُنہوں نے کاروبار سے ترکِ تعلق کر لیا ہے اور اُن کے دماغ میں کچھ مراق پیدا ہو گیا ہے لیکن کسی زمانہ میں وہ ملک التجار کی پوزیشن رکھتے تھے اُن کی دولت حدِ قیاس سے باہر تھی، زبان زدِ عام تھا کہ ایک کرور نقد روپیہ ہر وقت حاجی صاحب کے تہ خانے میں رہتا ہے یہ بات سچ ہو یا جھوٹ لیکن اُن کے دولتمند ہونے میں ذرا بھی شبہ نہیں، اُن کا کاروبار لاکھوں کا نہیں بلکہ کروروں کا تھا، جب سے وبائے ہیضہ میں اُن کے بیوی بچے سب کے سب یکے بعد دیگرے راہیِ عدم ہوئے اُس وقت سے اُن کا دل دنیا سے ہٹ گیا، اُنہوں نے تمام کاروباری سلسلوں کو توڑ دیا اور دنیا سے بیزار رہنے لگے مصائب سے متاثر ہو کر دماغ میں کچھ سنک بھی پیدا ہو گئی تھی، اکثر سائل اُن کے پاس آتے تھے کسی کو ہزار روپئے دے ڈالتے تھے اور کسی کو ایک پیسہ بھی نہیں دیتے تھے، حاجی صاحب نے جب رفیق کی یہ گفتگو سُنی تو اُن کے دماغ میں یہ بات سما گئی کہ اس نوجوان کو کچھ روپیہ ضرور دینا چاہیے، اور اُنہوں نے اپنے دل میں کہا کہ روپیہ میرے لیے تو خوشی کا باعث نہیں ہوا، شاید اس نوجوان کی سرسبزی کا باعث ہو جس نے ابھی دنیا میں کچھ نہیں دیکھا ہے۔ یہ ارادہ حاجی صاحب کے دل میں یہاں تک مستحکم ہوا کہ جب رفیق پارک سے باہر نکلا تو وہ اُس کے ساتھ ہو لیے اور اُس کے مکان سے اچھی طرح واقف ہو کر اپنے گھر کو واپس گئے۔

## (۳)

رفیق اپنے مکان میں بے خبر سو رہا تھا کہ اُسے اُس کی عزیزہ نے بیدار کیا، اور کہا کہ تمہیں کوئی شخص دروازہ پر بلا رہا ہے، رفیق آنکھیں ملتا ہوا باہر پہنچا تو ایک شخص نے اُسے ایک خط اور ایک پیکٹ دیا اور کوئی مزید گفتگو کیے بغیر رخصت ہو گیا رفیق نے گھر میں بیٹھ کر لیمپ کی روشنی تیز کی اور لفافہ چاک کر کے خط پڑھا "میاں رفیق! تم سمجھتے ہو کہ دولت آدمی کا دل خوش رکھ سکتی ہے اور دولت سے وہ دل کی ہر تمنا حاصل کر سکتا ہے میں اس آزمائش کے لیے کہ تمہارا یہ خیال کس حد تک صحیح یا غلط ہے تمہیں پانچ لاکھ روپئے بھیجتا ہوں، شاید اتنی رقم کو تم دولت کہہ سکو گے، اور اس دنیا میں جو مصائب و آلام سے بھری ہوئی ہے مسرت حاصل کر سکو گے یہ غنیمت ہے

کہ رفیق روپیہ کی اتنی بڑی مقدار اپنے قبضہ میں دیکھ کر دیوانہ نہیں ہو گیا، یا جوشِ مسرت سے اُس کا دم نہیں نکل گیا، اُس نے بیتابانہ پیکٹ کھولا، پیکٹ میں نئی نئی پانچ لاکھ روپے کے نوٹ تھے، اُس نے نوٹوں کا پیکٹ سرہانے رکھ لیا، اور بستر پر دراز ہو گیا، لیکن نیند اُس کے لیے حرام ہو گئی تھی، اُسے یقین نہیں آتا تھا کہ یہ نوٹ اصلی ہیں کیونکہ وہ دنیا میں کسی کو اتنا پاگل فرض نہیں کر سکتا تھا کہ بڑے سے بڑا دولتمند ہونے پر بھی اتنی بڑی رقم ایسی بے پروائی سے صرف کر دے۔ خدا خدا کر کے آفتاب نکلا، لیکن آج اُس کی کرنیں رفیق کو حقارت سے نہیں دیکھ رہی تھیں بلکہ کچھ شرمائی ہوئی تھیں۔

(۴)

رفیق نے صبح اُٹھ کر سب سے پہلے جس بات کا انتظام کیا وہ یہ تھا کہ وہ چند نوٹ پیکٹ سے نکال کر بازار میں بھنائے اور جب اُن کا روپیہ بے تکلف مل گیا تو اُسے اطمینان ہوا کہ کسی نے اُس کے ساتھ مذاق نہیں کیا ہے بلکہ فی الحقیقت خدا کو اُس کی جوانی اور اُس کے ارمانوں پر رحم آ گیا ہے اور اُس نے اپنے خزانۂ غیب سے یہ روپیہ بھیجا ہے، اُس خزانے سے جس کا ایک گوشہ تمام دنیا کے محتاجوں کو بادشاہ بنانے کے لیے کافی ہے، روپیہ کی طرف سے مطمئن ہو کر رفیق کے دربارِ تخیل میں ایک ایک کر کے خواہشیں اور تمنائیں صف بستہ ہوئیں سب سے پہلے اُس نے ایک خوبصورت اور شاندار مکان کی ضرورت محسوس کی اُسے جامع مسجد کے متصل ایک مکان بہت پسند تھا اُس کی تعمیر تو خوب تھی ہی، لیکن جغرافیہ اور موقع کے لحاظ سے جواب نہیں رکھتا تھا، رفیق جب اُس کی طرف سے گزرتا تھا تو حسرت سینہ کو پکڑ لیتی تھی، اُس نے بارہا اپنے دوستوں سے بھی تذکرہ کیا تھا کہ اگر میرے پاس روپیہ ہوتا تو میں ایسا ہی مکان بنواتا۔ چنانچہ ضرورتِ مکان کا خیال آتے ہی اُس مکان کا نقشہ آنکھوں میں پھر گیا۔ رفیق نے طے کر لیا کہ وہ اس مکان کو حاصل کر کے رہیگا، مالکِ مکان ایک لالہ صاحب تھے، رفیق اُن کے پاس پہنچا اور مناسب الفاظ میں مکان کی خرید و فروخت کا معاملہ چھیڑا۔ لالہ صاحب خود بھی جوان تھے اور بڑے شوق سے اُنھوں نے یہ مکان بنوایا تھا، رفیق سے یہ الفاظ سن کر پہلے تو اُنھیں بہت غصہ آیا لیکن فوراً اُنکی تحمل آمیز پالیسی نے اُن کی زبان تھام لی اور اُنھوں نے اپنی قوم کے مقررہ اصول کے مطابق کہ سانپ بھی مرے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے فرمایا کہ میں مکان تو فروخت کرنے کے لیے تیار ہوں لیکن دوگنی قیمت لوں گا۔ رفیق نے کہا کہ اس سے آپ کی کیا مراد ہے، اُنھوں نے کہا کہ اُس پر جتنی لاگت آئی ہے اُتنی ہی رقم بطورِ منافع لوں گا، رفیق نے کہا کہ لاگت کا حساب آپ کے پاس موجود ہے؟ اُنھوں نے کہا "جی ہاں ایک ایک پائی لکھی ہوئی ہے" الغرض حساب نکالا گیا اور معلوم ہوا کہ مکان پر ۶۵ ہزار روپے لاگت آئی ہے، رفیق نے کہا اس کے یہ معنی ہیں کہ آپ ایک لاکھ تیس ہزار میں مکان فروخت کرینگے، لالہ صاحب نے کہا جی ہاں [illegible] ہزار روپے کے نوٹ جیب سے نکال کر کہا کہ یہ بیعانہ لیجئے

اور رسید لکھ دیجیے، لالہ صاحب اس واقعہ سے حیران رہ گئے، لیکن زبان سے مجبور تھے آخرکار دو تین روز میں مکان کا بیعنامہ ہو گیا اور میاں رفیق اپنے نئے مکان میں منتقل ہو گئے۔ مکان کو شاندار فرنیچر سے آراستہ کیا گیا اور رفیق نے بہت جلد ملازمین کا اسٹاف اور ضروریاتِ حال کے مطابق ایک خوبصورت موٹر بھی بہم پہنچا لیا، وہ جب مکان کی چوتھی منزل پر ٹہلا کرتا تھا تو نہ صرف سوادِ شہر بلکہ ایڈورڈ پارک کا وہ سبزہ بھی پیشِ نظر ہوتا تھا جس پر بیٹھ کر دو ہفتہ قبل اُس نے افلاس و دولت کے موضوع پر مباحثہ کیا تھا۔

(۵)

رفتہ رفتہ شہر کی اعلیٰ سوسائٹی میں رفیق انٹروڈیوس ہونے لگا، اور وہ لوگ جو ذاتی قابلیت اور ذاتی مشاغل نام و شہرت سے محروم ہونے کی بنا پر مفت کا اعزاز و امتیاز حاصل کرنے کی فکر میں رہتے ہیں اُسے میونسپلٹی کی ممبری آنریری مجسٹریٹی، پبلک جلسوں کی صدارت، چندہ سے چلنے والی ایسوسی ایشنوں کی سکرٹری شپ حاصل کرنے کی ترغیب دینے لگے، لیکن اُسے ان باتوں کا مذاق نہ تھا، وہ اپنی زندگی آسائش و آزادی میں بسر کرنا چاہتا تھا اور اس کیلئے موٹر میں دو چار میل کی ہواخوری، اچھا لباس، اچھی خوراک اور حسن پرستی کو وہ بالکل کافی سمجھتا تھا، اُن دنوں دہلی میں ایک طوائف اپنے حسن گلوسوز میں غیر معمولی شہرت رکھتی تھی، رفیق کو اُس کا اشتیاق پیدا ہوا، لیکن معلوم ہوا کہ وہ ہزار روپے ماہوار پر ایک شخص کی ملازم ہے اور کسی طرح نہیں مل سکتی، رفیق کا یہ اصول تھا کہ دل کو مچلنے، ضد کرنے یا غمگین ہونے کا موقع نہ دو، چنانچہ اُس نے فوراً دو ہزار روپے ماہوار پر اُسے ملازم رکھ لیا اور ایک سہ ماہی کی تنخواہ پیشگی بھیج دی اور وہ پیکرِ ناز جو دوپہر تک دوسرے کی ملکیت تھا شام کو رفیق منزل کی خوابگاہ میں جلوہ ریز تھا، رفیق کی ان حوصلہ مندیوں اور اولوالعزمیوں نے شہر میں ہلچل ڈالدی تھی اور لوگ جو ان باتوں سے بالکل ناآشنا ہیں یہ خیال آرائیاں کرنے لگے کہ شاید کسی فقیر نے اُسے کیمیا کا نسخہ بتا دیا ہے یا اُس کے پاس نوٹ چھاپنے کے لیے ایک دو پریس موجود ہیں۔

(۶)

رفیق اپنے خوبصورت اور آراستہ مکان میں داد عیش دے رہا تھا، اور اُس کی زندگی کا ہر لمحہ ثابت کر رہا تھا کہ دنیا سے اُس کی مسرتوں کو روپے کا زور [illegible] چھین سکتا ہے کہ ایک دن وہ ایک دوست کو الوداع کہنے کے لیے اسٹیشن پہنچا۔ وہ پلیٹ فارم پر ٹہل رہا تھا کہ دو عورتیں برقع پہنے ہوئے لیکن منہ کو کھولے ہوئے اُس کے پاس سے گزریں جن میں سے ایک سن رسیدہ اور ایک بالکل نو عمر تھی، یہ نو عمر عورت اس قدر حسین تھی، اور اُس کے چہرے میں ایسی دلربائی تھی کہ رفیق حیرت زدہ رہ گیا۔ اُس کے دل میں [illegible] کی تحصیل میں تاخیر جائز نہ تھی ایک زبردست جذبہ پیدا ہوا اور وہ عورتوں کے پیچھے پیچھے روانہ ہوا، اُن کے ساتھ ایک مرد بھی تھا اور رفیق کا یہ خیال ہی

صحیح تھا کہ وہ اُس لڑکی کا باپ اور سن رسیدہ عورت کا شوہر ہے۔ ان مسافروں کو زنانہ گاڑی کی تلاش تھی، اس لیے رفیق کو بار بار مشاہدہ کا موقع ملا اور ہر مشاہدہ پر حسن و جوانی کی یہ تصویر اُس کے دل پر منقش ہوتی گئی۔ آخر وہ اس فیصلہ پر مجبور ہوا کہ ان عورتوں کے ہمراہ سفر کرنا چاہیے، اب اتنا موقع نہ تھا کہ وہ ٹکٹ خرید کرتا، چنانچہ وہ ٹکٹ کے بغیر گاڑی میں سوار ہوگیا، غازی آباد کے اسٹیشن پر پہنچکر اُسے معلوم ہوا کہ اُس کی منظورِ نظر لکھنؤ جارہی ہے، اُس نے لڑکی کے والد سے کافی تعلقات پیدا کرلیے اور اگرچہ اس سے نظارہ بازی کو نقصان پہنچا لیکن حصولِ مقصد میں کچھ آسانیاں بھی پیدا ہوگئیں۔ یہ صاحب لکھنؤ کے رہنے والے تھے، لاہور میں ایک نواب صاحب کے ہاں جس کا کچھ تعلق لکھنؤ سے بھی تھا بچوں کی تعلیم پر مامور تھے، تیس روپے ماہوار تنخواہ ملتی تھی اور کچھ رقم مجالس عزا کے مواقع پر وصول ہوجاتی۔ مرزا علی بیگ ان کا نام تھا۔ اثنا عشری مذہب رکھتے تھے، ان کی لڑکی کا نام سکینہ تھا، جو بے انتہا حسین و خوبرو ہونے کے ساتھ ہی لاہور گرلز اسکول سے مڈل کا امتحان پاس کرچکی تھی۔ فارسی بھی خوب جانتی تھی۔ سینے پرونے اور کھانے پکانے میں نہایت ہوشیار تھی رفیق اپنی نوری محبوبہ کے یہ اوصاف اُس کے باپ کی زبان سے سُن کر باغ باغ ہورہا تھا لیکن آخر میں یہ معلوم کرکے اُس کی روح نکل گئی کہ یہ کنبہ سکینہ کی شادی کے لیے لکھنؤ جارہا ہے کیونکہ سب انتظامات ہوچکے ہیں۔

( ۷ )

رفیق نے مرزا صاحب سے اُن کے داماد کے حالات دریافت کیے تو معلوم ہوا کہ وہ انٹرنس پاس ہے اور لکھنؤ ہی کے ایک اسکول میں چالیس روپے ماہوار پر ٹیچر ہے۔ رفیق نے مرزا صاحب سے کہا کہ آپ نے شادی میں عجلت کی ورنہ جب آپ کی صاحبزادی ایسے اوصاف رکھتی ہیں تو آپ اُن کو اس سے زیادہ اچھی جگہ منسوب کرسکتے تھے، لیکن مرزا صاحب نے اس بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ دوسرے دن شام کو گاڑی لکھنؤ پہنچی۔ اسٹیشن پر اُتر کر مرزا صاحب نے رفیق سے معانقہ کرکے رخصت چاہی، لیکن اُس نے کہا کہ صاحب یہ تو ٹھیک نہیں میں آپ کے مکان تک چلوں گا تاکہ پھر بھی آپ سے ملاقات کرسکوں، آپ جیسا خلیق مجھے پردیس میں کون ملے گا۔ مرزا صاحب کو یہ بات پسند نہ تھی لیکن ۲۴ گھنٹے کی ہمراہی نے جو مروت پیدا کردی تھی اس سے مجبور ہوکر انہوں نے کہا زہے قسمت۔ بہت بہتر۔ ضرور تشریف لے چلیں، غرض رفیق مرزا صاحب کے ہمراہ اُن کے مکان تک گیا اور کافی دیر تک اُن کے مکان کے جغرافیہ اور محلہ وغیرہ سے واقفیت پیدا کرکے اسٹیشن واپس چلا آیا۔ اور شب کے دس بجے دوسری گاڑی سے دہلی روانہ ہوگیا۔ مکان پر پہنچکر رفیق نے اپنے ایک ملازم کو جو صاحب بھی تھا اور مختار بھی فوراً لکھنؤ روانہ کیا تاکہ وہ مرزا صاحب سے گفتگو کرکے اور انہیں روپے کا کافی لالچ دیکر شادی کو ملتوی کردے اور [illegible] نہیں ذات بات کی طرف سے اطمینان دلاکر اُس کے متعلق آمادہ کرے۔ رفیق کا یہ ملازم جمیل احمد جب لکھنؤ پہنچا تو سکینہ کی شادی میں صرف چار دن باقی تھے جمیل احمد نہایت چرب زبان اور تسخیرِ قلوب کے فن سے پورا ماہر تھا، اُس نے مرزا صاحب سے کمال سلیقہ مندی کے ساتھ گفتگو شروع کی اور دو دن کے عرصہ میں اُنہیں ہموار کرلیا، شرط یہ ٹھہری کہ ایک لاکھ روپیہ نقد مرزا صاحب کو دیا جائیگا اور ساتھ ہی حسب نسب کی طرف سے تحریری طور پر اطمینان دلایا جائیگا۔ اُن کی یہ شرط بھی تھی کہ میں ان باتوں کو عمل میں آنے سے پہلے ماننے کے لیے تیار نہیں اور اس لیے شادی کی کارروائی ملتوی نہیں کرسکتا تاکہ ایسا نہ ہو کہ معاملہ اُدھر سے بھی جائے اور اُدھر سے بھی۔ جمیل احمد نے مرزا صاحب سے بہت کہا کہ شادی کی تاریخ دو دن پیچھے ہٹادیں لیکن وہ کسی طرح رضامند نہیں ہوئے آخرکار جمیل احمد نے رفیق کو بذریعہ تار ان امور سے مطلع کیا اور لکھا کہ آپ روپیہ لیکر کسی نہ کسی طرح ۱۹ تاریخ کی دوپہر تک لکھنؤ پہنچ جائیں۔

( ۸ )

تار ۱۸ تاریخ کو شام کے ۴ بجے رفیق کو موصول ہوا، اب کچھ نہیں ہوسکتا، پونے چھ بجے کی ٹرین چھوٹ گئی، اچھا موٹر پر سفر کرنا چاہیے، اس خیال کے ساتھ ہی اُس نے موٹر تیار کیے جانے کا حکم دیا، لباس تبدیل کیا، ضروری سامان اور روپیہ ہمراہ لے کر روانہ ہوگیا۔ عالمِ اضطراب میں اُسے یہ خیال نہ رہا کہ اگر براہ کانپور سفر کیا جائے تو وقتِ مقررہ پر پہنچنا دشوار نہیں، لکھنؤ دہلی سے ۳۰۱ میل ہے۔ اگر موٹر ۲۰ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چلتا تو رفیق صبح ہوتے ہوتے لکھنؤ پہنچ سکتا تھا، لیکن راستوں کی ناواقفیت اور رات کی تاریکی کے باعث یہ تناسب باقی نہیں رہا اور وہ پانچ گھنٹے میں امروہہ پہنچا۔ امروہہ سے مرادآباد کا فاصلہ زیادہ نہیں اور اُسے قوی امید تھی کہ وہ پنجاب میل کو پالے گا اور اس طرح دس بجتے بجتے لکھنؤ پہنچ جائیگا۔ لیکن امروہہ سے چار میل آگے بڑھکر موٹر خراب ہوگئی، ایک خطرناک پنکچر ہوا اور ساتھ ہی انجن میں بھی کچھ نقص واقع ہوگیا، ڈرائیور نے بہت کوشش کی اور ایک گھنٹہ مسلسل محنت کرتا رہا لیکن کامیابی نہیں ہوئی، اب سخت مجبوری کا سامنا تھا نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن۔ چار بجے تک رنج و مایوسی کی حالت میں وقت گزارا، آخر ایک تانگا امروہہ کی جانب سے آتا ہوا نظر آیا۔ تانگے کی آواز سے رفیق پھر تازہ دم ہوگیا اور جب وہ قریب پہنچا تو اُس تانگے والے سے خواہش کی کہ ہمیں مرادآباد پہنچادو، لیکن معلوم ہوا کہ تانگہ کرایہ کا نہیں ہے، بلکہ خود تانگہ کے مالک سوار ہیں اور چونکہ پہلے ہی سے پانچ آدمی موجود ہیں اس لیے کسی مزید آدمی کی گنجائش نہیں، رفیق کے اصرار پر اُن لوگوں نے کہا کہ ہم ایک منٹ کی تاخیر نہیں کرسکتے، ہم کو سورج نکلنے سے پہلے پہنچنا ہے ورنہ ہمارا ایک ہزار کا نقصان ہوجائیگا۔ رفیق نے کہا بس اتنی ہی بات ہے تو تم ہزار روپے مجھ سے لو اور مجھے مرادآباد پہنچادو۔ رفیق کی اس بات سے انکار

نہیں کیا گیا، اُس نے ہزار روپئے دے دیے، دو آدمی اُتر گئے اور اُسے تانگے میں سوار کر لیا گیا۔ صبح کے سات بجے رفیق مراد آباد پہنچا، بدقسمتی سے کوئی اچھا موٹر کرایہ پر نہ مل سکا۔ تحقیقات سے معلوم ہوا کہ مصری شاہ پرتھا کے پاس جو موٹر ہے وہ نہایت بہتر اور قابل اطمینان ہے۔ رفیق مصری کے پاس پہنچا لیکن اُنہوں نے صاف انکار کر دیا۔ رفیق نے کہا آپ کا موٹر کس قیمت کا ہے؟ اُنہوں نے کہا میں نے ساڑھے سات ہزار میں خرید کیا ہے رفیق نے کہا دس ہزار پر معاملہ کیجیے، اور یہ کہکر اُس نے ہزار ہزار روپئے کے دس نوٹ سامنے رکھ دیے، اب مصری کو انکار اخلاق کے خلاف معلوم ہوا، اور رفیق اُن کے موٹر میں لکھنؤ روانہ ہوا، اُس نے ڈرائیور سے کہا کہ اگر تم مجھے سات گھنٹے میں بھی لکھنؤ پہنچا دو گے تو سو روپئے انعام دوں گا، یہ سنتے ہی ڈرائیور نے فل اسپیڈ پر موٹر چھوڑ دیا اور آنکھوں کے لیے یہ فیصلہ دشوار ہو گیا کہ سفر زمین پر ہو رہا ہے یا ہوا پر۔

## (۹)

دس بجکر ۴۰ منٹ ہوئے تھے کہ رفیق مرزا صاحب کے دروازہ پر تھا جمیل ہاتھ میں گھڑی لیے ہوئے بے چینی سے انتظار کر رہا تھا۔ آقا کو دیکھتے ہی وہ مرزا صاحب کے پاس گیا اور کہا کہ آپ نکاح (صیغہ) ملتوی کریں کیونکہ رفیق صاحب آ گئے ہیں، اُسی وقت مرزا صاحب سے یہ معاملہ ہوا کہ وہ ۲۰ ہزار لے کر نکاح ملتوی کر دیں اور رفیق کے ساتھ نکاح ہوتے وقت باقی ۷۵ ہزار وصول کر لیں، مرزا صاحب اس قرارداد پر رضامند ہو کر جلسۂ شادی میں پہنچے تو نکاح کی تیاری ہو رہی تھی، اُنہوں نے نوشاہ کے والد کو بلا کر کہا کہ مجھے اس وقت ایسی باتیں معلوم ہوئی ہیں کہ میں لڑکی کی شادی نہیں کرنی چاہتا۔ یہ سنتے ہی جانبین کے اعزہ میں کش مکش پیدا ہو گئی لڑکے والوں نے کہا کہ ہمارے دو ہزار روپئے صرف ہوئے ہیں وہ دیدئے ہم چلے جائیں گے۔ مرزا صاحب نے رفیق کو اطلاع دی اور اُسی وقت دو ہزار کی رقم ادا کر دی گئی۔ رفیق کے پاس اپنے حسب نسب کا کوئی تحریری ثبوت نہ تھا اس لیے مرزا صاحب کو وہ اپنے ہمراہ دہلی لایا، اور جب وہ تحقیقات سے مطمئن ہو گئے تو سکینہ کی شادی رفیق سے ہو گئی۔ ۷۵ ہزار کی رقم مرزا صاحب کو فوراً ادا کر دی گئی اور رفیق اپنی منکوحہ کو ہمراہ لے کر دہلی چلا آیا۔ اُس کی مسرتوں کی کوئی انتہا نہ تھی وہ اپنے گھر میں حسن وجمال کی بہار دیکھکر پھولا نہ سماتا تھا، مکان اپنے مکین پر اتراتا تھا اور مکین اپنے مکان پر ناز کرتا تھا، اب رفیق کو جو طمانیت، آسودگی اور مسرت حاصل تھی اُسکی مثال کم از کم دہلی میں تو ناپید تھی، تین مہینے خواب کی طرح عیش و راحت میں گزر گئے، ایک دن وہ بیوی کو ہمراہ لے کر شہر سے باہر تفریح کے لیے گیا ہوا تھا، شام کو واپسی ہوئی اور نازک اندام عورت نے درد سر کی شکایت کی، تدابیر کی گئیں، پھر کچھ بخار محسوس ہوا اور رفتہ رفتہ تیز ہونے لگا۔ شام کے دس بجے ۱۰۵ ڈگری پر بخار تھا اور گلاب سے رخسار سے گلنار بنے ہوئے تھے۔ رفیق گھبرا گیا اُس نے فوراً ڈاکٹر کو بلایا دوا دی گئی مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ دو گھنٹہ کے بعد پھر ڈاکٹر آیا دوسری دوا دی گئی۔ مگر فضول۔ صبح ہوتے ہی دہلی کے ایک مشہور ڈاکٹر کو طلب کیا گیا، خاص تدابیر اختیار کی گئیں لیکن سب بیکار ثابت ہوئیں، پھر تو رفیق نے تقریباً ایک درجن ڈاکٹر اور لیڈی ڈاکٹر جمع کر لیے، وہ مریضہ کو گھیرے ہوئے بیٹھے تھے لیکن جو لمحہ آتا تھا وہ خطرناک تھا، دماغ بالکل بیکار ہو چکا تھا اور شدید بے ہوشی طاری تھی، ہوش میں لانے کے لیے سب کچھ کیا گیا مگر کچھ نہ ہوا، رفیق ڈاکٹروں سے بیتابانہ کہتا تھا کہ میں اپنا گھر بار اور اپنی ساری دولت آپ لوگوں کو دیتا ہوں کسی طرح اس مریضہ کی جان بچا لیجیے، ڈاکٹر اُسے تسلی دیتے تھے لیکن وہ اُس شیرخوار بچے سے بھی زیادہ بے بس معلوم ہوتے تھے جو اپنے مُنھ کی مکھیاں نہیں اُڑا سکتا، آخر دوسرے دن دوپہر کے بعد مریضہ نے دار فانی کو الوداع کہا رفیق کی نگاہ میں دنیا تیرہ و تار تھی۔ صدمۂ غم نے اُس کا دل پاش پاش کر دیا تھا۔ تجہیز و تکفین کا سامان ہوا اور رات کے دس بجے حسن و جمال کی اُس تصویر کو جو غالباً دہلی و لکھنؤ کی چھ سات لاکھ کی آبادی میں اپنی مثال نہیں رکھتی تھی سپرد خاک کر دیا گیا، اب رفیق کو معلوم ہوا کہ وہ غلطی پر تھا، روپئے سے حقیقی مسرت اور سچی طمانیت حاصل نہیں کی جا سکتی بڑی سے بڑی دولت قبضہ میں رکھنے کے بعد بھی انسان بے بس ہی رہتا ہے، اس غلطی کا انکشاف ہوتے ہی اُس کا دل دنیا سے بیزار ہو گیا، اور اُس نے ہمیشہ کے لیے تمام تعلقات کا سلسلہ توڑ دیا

(مولانا) سید ظہور احمد (صاحب چیف ایڈیٹر)

## آدابِ نسواں
آدابِ نسواں کے مطالعہ کے بعد ایک بدخلق سے بدخلق اور آداب سے بالکل نابلد خاتون اخلاق و آداب کی زندہ تصویر بن سکتی ہے۔ صفحات ۱۲۴ قیمت ۶؍

## حُسن و صحت
حسن بٹنا ملنے سے حاصل نہیں ہو سکتا، صحت خمیرہ و معجون میں پوشیدہ نہیں ہے، بلکہ خود تمہارے قبضہ میں ہے جُسنِ صحت منگا کر پڑھو، اس پر عمل کرو اور آئینہ دیکھو حُسن و تندرستی کی تم ملکہ نظر آؤ گی صفحات ۱۱۸ قیمت چھ آنے (۶؍)

## گھر اور گھر والی
اگر صحیح معنوں میں شوہر کی پیاری بیوی بچوں کی عاقبت اندیش ماں، گھر کی ہوشیار منتظمہ بننا چاہتی ہو تو یہ کتاب پڑھو اور اسکی تدابیر پر چلو۔ صفحات ۴۰ قیمت ۳؍

## اصلاح الرسوم
تمہاری رسم پرستی نے تم کو تباہ اور برباد کر دیا اس کتاب کو پڑھکر رسموں کی اصلاح کرو اور بدعت سے بچو۔ صفحات ۳۸۔ قیمت آٹھ آنے (۸؍)

## راہِ جنت
اگر تم جنتی بیوی بننا چاہتی ہو تو یہ کتاب پڑھو، یہ خضرِ راہ بنکر تم کو باغِ ارم کا سیدھا اور سچا راستہ بتائے گی۔ صفحات ۵۴۔ قیمت ۳؍

## جذباتِ اسلام
مستورات کے لیے شبلی۔ حالی، اقبال اور دیگر نامور شعرا کی مفید نظموں کا مجموعہ۔ صفحات ۶۰۔ قیمت ۴؍

## نیا باورچی خانہ
اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری مستورات کو عمدہ اور لذیذ سے لذیذ کھانے پکانے آجائیں اور کفایت بھی تیار ہوں تو یہ کتاب بڑی کارآمد ثابت ہوگی۔ صفحات ۱۰۰ قیمت ۶؍

## ترکی کھانے
ترکی کھانے لذیذ بھی ہوتے ہیں اور طبی اصول سے مفید بھی، اس کتاب میں ترکی کھانے کے تیار کرنے کے نہایت آسان طریقے بتائے گئے ہیں۔ صفحات ۳۶ قیمت ۳؍

## صنعت خانہ
مستورات کے لیے نہایت مفید اور آسان صنعت و حرفت اس کتاب کے ذریعہ سے پردہ میں بیٹھکر عورتیں بہت کچھ کر سکتی ہیں۔ صفحات ۷۰۔ قیمت چار آنے (۴؍)

## رنج و راحت
ہر خوشی کو غم کی تمہید اور غم کو خوشی کا پیغام سمجھو ایک نہایت دلچسپ قصہ میں رنج اور مصیبتوں کے بعد راحت و آرام کی زندگی دکھائی گئی ہے۔ صفحات ۱۲۴۔ قیمت ۸؍

## وبالِ جان
ایک بیوی زیور کی بہت لالچی تھیں، دوسری بیوی زیور سے بہت نفرت کرتی تھیں، تیسری بی بی کو نہ تو زیور سے نفرت تھی نہ رغبت تھی، تینوں کے حالات نہایت دلچسپ قصہ کے پیرایہ میں دکھائے گئے ہیں۔ صفحات ۹۶۔ قیمت ۷؍

## عقیلہ بیگم
عقیلہ بیگم نے کفایت شعاری کی بدولت ایک مفلس لکھ لٹے کو مالدار جوہری بنا دیا اسکو پڑھکر مستورات اعلیٰ درجہ کی منتظم، کفایت شعار اور روشن خیال بن سکتی ہیں صفحات ۹۰ قیمت ۳؍

## لائق ماں کا لائق بیٹا
ایک شخص کے دو بیبیاں تھیں تعلیم یافتہ بیوی نے اپنے لڑکے کو لائق بنالیا، جاہل بیوی کے بچے جاہل ہی رہے۔ اس قصہ میں تعلیم یافتہ اور جاہل ماؤں کا مقابلہ دکھایا ہے۔ صفحات ۷۶۔ قیمت چار آنے (۴؍)

## چُپ کی داد
خواجہ حالی کی مشہور نظم جسمیں طبقۂ نسوانی کی حمایت ہے۔ قیمت دو آنے (۲؍)

## بزمِ خواجہ
مستورات کے پڑھنے کی نہایت انتخاب غزلیں قیمت تین آنے (۳؍)

## بزمِ صابری
خواتین اسلام کو غزلوں سے شوق ہے تو یہ غزلیں پڑھیں، قیمت تین آنے (۳؍)

## مناجاتِ بیوہ
خواجہ حالی کی مشہور مناجات بیوہ اور مثنوی حقوقِ اولاد۔ قیمت ۵؍

## تمہاری بہن ضیا بانو کے لکھے ہوئے دو ناول
بے حد مفید اور بیحد دلچسپ ہیں، خواتین کو ایسے مفید ناول ضرور پڑھنا چاہئیں چونکہ ان کی معاشرت اور اخلاق پر نہایت خوشگوار اثر ڈالتے ہیں۔
ایک **انجامِ زندگی** ہے جس کی قیمت آٹھ آنے ہے۔
دوسرا **فریبِ زندگی** ہے جس کی قیمت چار آنے ہے۔

## تین اُستانیاں
چھوٹی لڑکیوں کی تربیت کے لیے بڑی مستورات کی تعلیم کیلیے نہایت مفید اور کارآمد تصنیف، ان چھوٹی چھوٹی کتابوں میں خانہ داری کی تمام ضروری باتوں کو اس طرح سمجھایا گیا ہے گویا ایک لائق اُستانی سامنے بیٹھی ہوئی لڑکیوں کو تعلیم دے رہی ہے، زبان سلیس اور بامحاورہ بچیاں بڑے ذوق شوق سے پڑھتی ہیں، اس کتاب کی موجودگی ایک لائق اُستانی کی موجودگی سے کم نہیں، یہ تینوں حصے دہلی کے مشہور داستان گو میر باقر علی صاحب کے لکھے ہوئے ہیں پہلی اُستانی قیمت ۶؍۔ دوسری اُستانی قیمت ۶؍ تیسری اُستانی قیمت ۸؍

## آزادی اور
شمس العلما مولانا مولوی نذیر احمد صاحب دہلوی کی عورتوں کے لیے نہایت کارآمد تصنیف۔ روشنی کی لڑکیاں جو آزادی حاصل کرنا چاہتی ہیں، جو پردہ سے بیزار ہیں ضرور پڑھیں۔ قیمت چار آنے (۴؍)

## لوری نامہ
ننھے ننھے معصوم بچوں کے دلوں کو لبھانے والی دلکش لوریاں۔ قیمت ۳؍

(مظفر سید محمد انوار ہاشمی پروپرائٹر پرنٹر پبلشر نے محبوب المطابع دہلی میں چھپوا کر شائع کیا)